اردو زبان میں اپنی نوعیت کی منفرد اور اولین کاوش
سلیس ترجمہ، تشریح، تحقیق وتخریج
11
الفتح الربانی
فقہی ترتیب
مسند امام احمد بن حنبل
شیخ الإسلام صاحب المذهب شیخ السنة امام اهل الحدیث وصاحب المنة علی الأمة
ابو عبد الله احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی
ترجمہ
مولانا عباس انجم گوندلوی پروفیسر سعید مجتبیٰ سعیدی
ابو القاسم محمد محفوظ اعوان
قال رسول الله
تحقیق وتخریج وشرح
ابو القاسم محمد محفوظ اعوان
تقریظ
شیخ الحدیث عبد الله ناصر رحمانی حفظہ اللہ
نظر ثانی
حافظ عبد اللہ رفیق
شیخ الحدیث جامعہ محمدیہ لوکو ورکشاپ لاہور
انصار السنہ پبلیکیشنز لاہور
اسلامی اکادمی 17-الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور
042-37357587

نام کتاب: مُسند امام احمد بن حنبل

شیخ الاسلام، صاحب المذہب، شیخ السنۃ، امام اہل الحدیث وصاحب المنۃ علی الأمۃ

تالیف: ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی

ترجمہ: مولانا عباس انجم گوندلوی، پروفیسر سعید مجتبیٰ سعیدی، ابوالقاسم محمد محفوظ اعوان

تحقیق وتخریج وشرح: ابوالقاسم محمد محفوظ اعوان

نظر ثانی: حافظ عبد اللہ رفیق
شیخ الحدیث جامعہ محمدیہ اوکر ریکاب لاہور

اہتمام: محمد رمضان محمدی، محمد سلیم جلالی

ناشر: ابو مومن منصور احمد

اسلامی اکادمی ۱۷- الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور 042-37357587

Dar-us-Salam
486 ATLANTIC AVE, BROOKLYN, NY 11217
TEL(718) 625-5925 FAX:(718) 625-1511
E-Mail: darussalamny@hotmail.com
Web Site: www.darussalamny.com

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیٹے جناب عبداللہ سے کہا:

اِحْتَفِظْ بِهٰذَا الْمُسْنَدِ ، فَإِنَّهُ سَيَكُوْنُ لِلنَّاسِ إِمَامًا۔

تم اس مسند کی حفاظت کرنا، پس بیشک عنقریب یہ لوگوں کا امام ہوگی۔

(سير أعلام النبلاء: ١١/ ٣٢٧)

فہرست مضامین

كِتَابُ الْمَنَاقِبِ	فضائل ومناقب کی کتاب	

كِتَابُ الْخِلَافَةِ وَالْإِمَارَةِ

خلافت و امارت کے مسائل

اَبْوَابُ خِلَافَةِ يَزِيْدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ وَمَا حَدَثَ فِيْ مُدَّتِهِ

یزید بن معاویہ کی خلافت اور ان کے عہد خلافت میں ہونے والے واقعات سے متعلقہ ابواب

اَبْوَابُ خِلَافَةِ اَمِيرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ رَحِمَهُ اللّٰهُ

امیر المومنین عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت کے ابواب

كِتَابُ الْفَضَائِلِ

کتاب الفضائل

اَبْوَابُ فَضْلِ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى
امت کے ابتدائی ادوار کی فضیلت پر مشتمل ابواب

اَبْوَابُ فَضَائِلِ قُرَیْشٍ وَمَا جَاءَ فِیْ بَعْضِ قَبَائِلِ الْعَرَبِ
قریش اور بعض دیگر عرب قبائل کے فضائل کا بیان

اَبْوَابُ مَا وَرَدَ فِیْ بَعْضِ قَبَائِلِ الْعَرَبِ
بعض دیگر عرب قبائل کے بارے میں وارد احادیث کا بیان

اَبْوَابُ فَضَائِلِ الْاَمْکِنَةِ

مختلف مقامات کے فضائل کے ابواب

اَبْوَابُ فَضَائِلِ الْمَدِیْنَةِ الْمُنَوَّرَةِ

مدینہ منورہ کے فضائل کے ابواب

اَبْوَابُ فَضَائِلِ بِلَادٍ وَاَمَاکِنَ وَجِهَاتٍ اُخْرٰی

مختلف شہروں اور مقامات و جہات کے فضائل

اَبْوَابُ فَضَائِلِ الْاَزْمِنَةِ غَيْرِ مَا تَقَدَّمَ فِي الْكِتَابِ

کتاب میں مذکورہ مقامات کے علاوہ دیگر اوقات کے فضائل کے ابواب

كِتَابُ الْمَنَاقِبِ
فضائل ومناقب کی کتاب

اَبْوَابُ الصَّحَابَةِ ﷺ
صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ابواب
بَابُ ذِكْرِ مَنَاقِبِهِمْ عَلَى الْإِجْمَالِ
صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے مناقب کا اجمالی تذکرہ

وضاحت: شخصیات کے فضائل ومناقب کا باب فقہی اور مختلف فیہ نہیں ہوتا، اس لیے ایسی احادیث کی تشریح وتوضیح کی بھی زیادہ ضرورت نہیں ہوتی، زیادہ تر ایسے ہوتا ہے کہ جس حدیث میں جس شخصیت کی جو فضیلت ومنقبت بیان کی جاتی ہیں، قارئین اس کا متن اور ترجمہ پڑھ کر خود سمجھ جاتے ہیں، اس لیے ہم اس کتاب میں تشریح پر توجہ کم دیں گے اور اس موضوع سے متعلقہ مسند احمد میں غیر موجود احادیث کا احاطہ بھی نہیں کریں گے، الا یہ کہ کوئی خاص مناسبت یا ضرورت ہو۔ البتہ ہم اس مقام پر تمہیدی طور پر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق اپنے نظریے کو واضح کر دینا چاہتے ہیں:

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ایک ایسی مقدس ومحترم جماعت ہیں، جو رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کی پوری امت کے درمیان اللہ تعالیٰ کا مقرر کیا ہوا واسطہ ہیں، اس مقام پر ان کے فضائل ومناقب بیان کرنا ہمارا مقصود نہیں ہے، بہرحال محدثین عظام اور فقہائے کرام کا اس حقیقت پر اتفاق ہے، کہ ''اَلصَّحَابَةُ كُلُّهُمْ عُدُوْلٌ'' (صحابہ سارے کے سارے عادل ہیں)۔ اصول حدیث اور علم الرجال کی کتب نے تو اس امر کے حق میں اپنا نظریہ بیان کرنا ہی تھا، حیرانی کی بات یہ ہے کہ سلف صالحین نے عقائد کے موضوع پر لکھی گئی کتب میں بھی اس حقیقت کو واضح کیا ہے، گویا کہ صحابہ کرام کی عدالت و صداقت کو تسلیم کرنا ہمارے عقیدے کا مسئلہ ہے۔ اس مقام پر بطور مثال صرف عقائد کی دو کتب کا حوالہ پیش کیا جاتا ہے۔

قال ابن الصلاح والنووی: الصحابة كلهم عدول وكان للنبی ﷺ مائة الف و اربعة عشر الف صحابی عند موته والقرآن والاخبار مصرحان بعدالتهم وجلالتهم ولما جرى بينهم محامل لا يحتمل ذكرها هذا الكتاب۔ (الصواعق المحرقة: ۲/ ۶۴۰)

یعنی: حافظ ابن صلاح اور امام نووی نے کہا: تمام کے تمام صحابہ عادل ہیں اور آپ ﷺ کی وفات کے وقت ایک لاکھ چودہ ہزار صحابہ موجود تھے، قرآن اور روایات ان کی عدالت اور جلالت کی وضاحت کر رہے ہیں اور جو کچھ ان میں واقع ہوا، اس کے کئی احتمالات ہیں، اس کتاب میں ان کو ذکر نہیں کیا جا سکتا۔

قال ابن حجر: اتفق اهل السنة على ان جميع الصحابة عدول ولم يخالف فی ذالك الا شذوذ من المبتدعة۔ (رؤیۃ النبی ﷺ لربہ:۱/۳۵۶)

حافظ ابن حجر نے کہا: اہل سنت کا اتفاق ہے کہ تمام صحابہ عادل ہیں اور اس میں چند بدعتیوں کے علاوہ کسی کا اختلاف نہیں ہے۔

دوسری گزارش یہ ہے کہ یہ حقیقت بھی قابل قبول ہے کہ معصومیت صرف انبیاء و رسل کی صفت ہے، لیکن اس امر کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ عام امت کی بہ نسبت صحابہ کرام کی نیکی کا معیار اور خطا پر گرفت کا انداز کچھ اور ہے، ہم صرف دو مثالیں دینے پر اکتفا کریں گے۔

عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: بَلَغَ مُصْعَبَ بْنَ الزُّبَيْرِ عَنْ عَرِيفِ الْأَنْصَارِ شَيْءٌ، فَهَمَّ بِهِ فَدَخَلَ عَلَيْهِ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، فَقَالَ لَهُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِسْتَوْصُوْا بِالْأَنْصَارِ خَيْرًا۔ أَوْ قَالَ: مَعْرُوْفًا۔ اِقْبَلُوْا مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوْا عَنْ مُسِيْئِهِمْ۔)) فَأَلْقٰى مُصْعَبٌ نَفْسَهُ عَنْ سَرِيْرِهِ، وَأَلْزَقَ خَدَّهُ بِالْبِسَاطِ، وَقَالَ: أَمْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الرَّأْسِ وَالْعَيْنِ، فَتَرَكَهُ۔

(مسند أحمد: ۳/۲٤۱)

علی بن زید کہتے ہیں کہ انصار کے سردار کی طرف سے مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کو کوئی (قابل اعتراض) بات پہنچی، انھوں نے اسے برا بھلا کہنے کا ارادہ کیا، اتنے میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ آ گئے اور اسے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ: ''انصار صحابہ کے ساتھ خیر و بھلائی کرنے کی وصیت قبول کرو، ان میں سے نیکی کرنے والوں سے حسنِ سلوک کرو اور غلطی کرنے والوں سے درگزر کرو۔''

(یہ سن کر) مصعب رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ کو چارپائی سے نیچے گرا دیا اور اپنے رخسار کو زمین پر رکھ دیا اور کہا: رسول اللہ ﷺ کا ارشاد سر آنکھوں پر۔ پھر انصاری کو چھوڑ دیا۔

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کے بارے میں بالعموم اور انصار کے بارے میں بالخصوص ایک قاعدہ کلیہ پیش کر دیا کہ ان کے نیکوکار افراد سے حسنِ سلوک اور احترام و اکرام والا معاملہ کیا جائے اور اگر کسی میں بتقاضۂ بشریت کوئی عیب نظر آئے تو اس کو موضوع بحث ہی نہ بنایا جائے اور اس کے معاملے کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر کے

خاموشی اختیار کی جائے' ظن غالب یہ ہے کہ ان کی حسنات و خیرات کے سمندر ان کی بشری لغزشوں کے قطروں پر غالب آ جائیں گے۔

سیدنا مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کی احادیث کے سامنے عاجزی و انکساری کا انداز دیکھیں' ممکن ہے کہ انہی جذبات کی قدر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے دین کو سہارا دینے اور رسول اللہ ﷺ کا دست و بازو بننے کے لئے ان نفوسِ قدسیہ کا انتخاب کیا اور ان کی عیب جوئی کرنے سے منع کر دیا۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: ((لَا تَسُبُّوْا اَحَدًا مِنْ اَصْحَابِیْ، فَاِنَّ اَحَدَکُمْ لَوْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَھَبًا، مَا اَدْرَکَ مُدَّ اَحَدِھِمْ وَلَا نَصِیْفَہُ۔))

(صحيح بخاري: ٣٦٧٣، صحيح مسلم: ٢٥٤٠)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے صحابہ میں سے کسی کو برا بھلا مت کہو، اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کر دے تو وہ اُن کے خرچ کیے ہوئے ایک مد یا نصف مد کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔

ایک ''مُدّ'' کا وزن 525 گرام ہوتا ہے، نصف مد کا وزن 262 گرام ہوا۔ یہ صحابہ کرام کی نیکیوں کا معیار ہے کہ احد پہاڑ کے برابر کا سونا ان کی صدقہ کی ہوئی گندم، کھجور اور جو کی اس معمولی مقدار کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: کَانَ بَیْنَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِیْدِ وَبَیْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ کَلَامٌ، قَالَ خَالِدٌ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ: تَسْتَطِیْلُوْنَ عَلَیْنَا بِأَیَّامٍ سَبَقْتُمُوْنَا بِھَا؟ فَبَلَغَنَا أَنَّ ذٰلِکَ ذُکِرَ لِلنَّبِیِّ ﷺ، فَقَالَ: ((دَعُوْا لِیْ أَصْحَابِیْ، فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْ أَنْفَقْتُمْ مِثْلَ أُحُدٍ أَوْ مِثْلَ الْجِبَالِ ذَھَبًا مَا بَلَغْتُمْ أَعْمَالَھُمْ۔)) (مسند احمد: ٣/ ٢٦٦)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور سیدنا عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے درمیان کچھ گڑ بڑ تھی، خالد نے عبد الرحمٰن سے کہا: اگر تم ہم سے پہلے ایمان لے آئے ہو تو اس کی وجہ سے ہم پر دست درازی کیوں کرتے ہو؟ جب یہ بات نبی کریم ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''میری خاطر میرے صحابہ کو چھوڑ دو، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم احد پہاڑ یا پہاڑوں کے بقدر سونا بھی (فی سبیل اللہ) خرچ کر دو تو پھر بھی ان کے اعمال (کے مرتبے) تک رسائی حاصل نہیں کر سکو گے۔''

سابقین اولین صحابہ کرام نے جس ابتلا و آزمائش کے دور میں اسلام کو سہارا دیا' وہ کسی سے مخفی نہیں ہے' اس وقت سرے سے اسلام قبول کرنا دل گردے کا کام تھا اور ظالم انسانوں کی دشمنی مول لینے کے مترادف تھا' مشکل ساعتوں میں ان ہستیوں نے اسلام کی خدمت کی اور اسے اگلی نسلوں تک پہنچانے کے لئے عظیم کارنامے سرانجام دیئے۔ بعد والوں کی

قربانیوں کا ان کے کردار کے ساتھ کوئی موازنہ نہیں کیا جا سکتا ہے۔

اگر ان تین احادیث کو مدنظر رکھا جائے تو درج ذیل امور ہمارے سامنے آتے ہیں:

(۱) صحابہ کرام سے خطا ہونا ممکن ہے۔

(۲) اُن کی خطاؤں پر بحث نہیں کی جا سکتی، بلکہ سرے سے ایسے پہلو کو ہی نظر انداز کر دیا جائے۔

(۳) بعد والے لوگوں کی بہ نسبت ان کو ان کی نیکیوں کا اجر و ثواب زیادہ ملے گا۔

(۱۱۵۲۲)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ خَطَبَ النَّاسَ بِالْجَابِيَةِ، فَقَالَ: قَامَ فِينَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِثْلَ مَقَامِي فِيكُمْ، فَقَالَ: ((اسْتَوْصُوا بِأَصْحَابِي خَيْرًا، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ يَفْشُو الْكَذِبُ حَتّٰى إِنَّ الرَّجُلَ لَيَبْتَدِءُ بِالشَّهَادَةِ قَبْلَ أَنْ يُسْأَلَهَا، فَمَنْ أَرَادَ مِنْكُمْ بَحْبَحَةَ الْجَنَّةِ فَلْيَلْزَمِ الْجَمَاعَةَ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ مَعَ الْوَاحِدِ وَهُوَ مِنَ الِاثْنَيْنِ أَبْعَدُ، لَا يَخْلُوَنَّ أَحَدُكُمْ بِامْرَأَةٍ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ ثَالِثُهُمَا، وَمَنْ سَرَّتْهُ حَسَنَتُهُ وَسَاءَ تْهُ سَيِّئَتُهُ فَهُوَ مُؤْمِنٌ۔)) (مسند احمد: ۱۱۴)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ''جابیہ'' کے مقام پر خطبہ دیتے ہوئے کہا: ایک دفعہ اللہ کے رسول ﷺ ہمارے درمیان اسی طرح کھڑے ہوئے، جیسے میں تمہارے درمیان کھڑا ہوں اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمہیں اپنے صحابہ کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کرتا ہوں، اور ان لوگوں کے بارے میں بھی جو ان کے بعد ہوں گے اور ان لوگوں کے بارے میں بھی جو (تابعین) کے بعد ہوں گے، (ان سے حسن سلوک کی وصیت کرتا ہوں)، اس کے بعد جھوٹ اس قدر عام ہو جائے گا کہ ایک آدمی گواہی طلب کیے جانے سے پہلے گواہی دینے لگے گا، پس تم میں سے جو آدمی جنت میں داخل ہونا چاہتا ہے وہ مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ رہنے کا التزام کرے، کیونکہ شیطان ہر اس آدمی کے ساتھ رہتا ہے جو اکیلا ہو اور وہ شیطان دو آدمیوں سے ذرا دور ہو جاتا ہے، تم میں سے کوئی آدمی کسی غیر محرم عورت کے ساتھ علیحدگی اختیار نہ کرے، کیونکہ ایسے دو افراد کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے اور جس آدمی کو نیکی کر کے خوشی اور گناہ کر کے ناخوشی ہو وہ مومن ہے۔''

فوائد:...... اس میں صحابہ کرام، تابعین عظام اور تبع تابعین کے فضائل و مناقب کا بیان ہے کہ آپ ﷺ کی وجہ سے ان پاکیزہ ہستیوں کا خیال رکھا جائے۔ ہمیں چاہئے کہ ان مقدس زمانوں کے لوگوں سے بتقاضۂ بشریت ہونے والی لغزشوں کو نظر انداز کر دیں اور ان پر کسی قسم کی نقطہ چینی نہ کریں۔

(۱۱۵۲۲) تخریج: اسنادہ صحیح، اخرجہ الترمذی: ۲۱۶۵ (انظر: ۱۱۴)

(١١٥٢٣)۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ بَيْنَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ وَبَيْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ كَلَامٌ، فَقَالَ خَالِدٌ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ: تَسْتَطِيلُونَ عَلَيْنَا بِأَيَّامٍ سَبَقْتُمُونَا بِهَا، فَبَلَغَنَا أَنَّ ذٰلِكَ ذُكِرَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((دَعُوا لِي أَصْحَابِي، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ أَنْفَقْتُمْ مِثْلَ أُحُدٍ أَوْ مِثْلَ الْجِبَالِ ذَهَبًا مَا بَلَغْتُمْ أَعْمَالَهُمْ۔)) (مسند احمد: ١٣٨٤٨)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے مابین کچھ تلخ کلامی سی ہوگئی، سیدنا خالد رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے کہا: تم ہمارے اوپر محض اس لیے زبان درازی کرتے ہو کہ تم ہم سے کچھ دن پہلے اسلام میں داخل ہوئے تھے۔ جب اس بات کا نبی کریم ﷺ سے ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم میرے لیے ہی میرے صحابہ کو کچھ نہ کہا کرو، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر تم احد پہاڑ یا کئی پہاڑوں کے برابر سونا بھی خرچ کردو تم ان کے اعمال یعنی درجوں تک نہیں پہنچ سکتے۔“

فوائد:...... صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم جس زمان ومکاں میں رسول اللہ ﷺ کا ساتھ دیا، اپنا گھر بار چھوڑا اور آپ ﷺ کے آنکھ کے اشارے پر جان و مال تک قربان کردیا، بعد والے کسی دور کی قربانیوں کا ایسی نیکیوں سے موازنہ ہی نہیں کیا جا سکتا۔

(١١٥٢٤)۔ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ: صَلَّيْنَا الْمَغْرِبَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قُلْنَا: لَوِ انْتَظَرْنَا حَتّٰى نُصَلِّيَ مَعَهُ الْعِشَاءَ، قَالَ: فَانْتَظَرْنَا فَخَرَجَ إِلَيْنَا، فَقَالَ: مَا زِلْتُمْ هَاهُنَا، قُلْنَا: نَعَمْ، يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قُلْنَا: نُصَلِّي مَعَكَ الْعِشَاءَ، قَالَ: ((أَحْسَنْتُمْ أَوْ أَصَبْتُمْ۔)) ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ قَالَ: وَكَانَ كَثِيرًا مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ، فَقَالَ: ((النُّجُومُ أَمَنَةٌ لِلسَّمَاءِ فَإِذَا ذَهَبَتِ النُّجُومُ أَتَى السَّمَاءَ مَا تُوعَدُ، وَأَنَا أَمَنَةٌ لِأَصْحَابِي فَإِذَا ذَهَبْتُ أَتَى أَصْحَابِي مَا

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں مغرب کی نماز ادا کی، پھر ہم نے کہا کہ بہتر ہوگا کہ ہم کچھ انتظار کر لیں اور آپ کی معیت میں عشاء کی نماز ادا کر کے جائیں۔ چنانچہ ہم انتظار کرنے لگے۔ آپ ﷺ ہماری طرف تشریف لائے اور فرمایا: ”کیا تم یہیں ٹھہرے رہے؟“ ہم نے عرض کیا: جی ہاں اے اللہ کے رسول! بس ہم نے سوچا کہ ہم عشاء کی نماز بھی آپ کی معیت میں ادا کرلیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم نے اچھا کیا۔“ پھر آپ نے آسمان کی طرف سر اٹھایا، جبکہ آپ ﷺ کا معمول بھی تھا کہ آپ ﷺ اکثر آسمان کی طرف سر اٹھایا کرتے تھے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ ستارے آسمان کے امین

(١١٥٢٣) تخريج: اسناده صحيح (انظر: ١٣٨١٢)

(١١٥٢٤) تخريج: اخرجه مسلم: ٢٥٣١ (انظر: ١٩٥٦٦)

يُوعَدُونَ، وَأَصْحَابِي أَمَنَةٌ لِأُمَّتِي فَإِذَا ذَهَبَتْ أَصْحَابِي أَتَى أُمَّتِيْ مَا يُوعَدُونَ۔)) (مسند احمد: ١٩٧٩٥)

(نگران و محافظ) ہیں، جب یہ تارے ختم ہو جائیں گے تو آسمان پر وہ کیفیت طاری ہو جائے گی، جس کا اس کے ساتھ وعدہ کیا گیا ہے، یعنی آسمان پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا۔ میں بھی اپنے صحابہ کے لیے اسی طرح امین ہوں، جب میں دنیا سے چلا جاؤں گا تو میرے صحابہ پر وہ فتنے اور آزمائشیں آ جائیں گے جن کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے اور میرے صحابہ بھی میری امت کے لیے امین اور محافظ ہیں، جب میرے صحابہ اس دنیا سے رخصت ہو جائیں گے تو میری امت پر ان فتنوں کا دور شروع ہو جائے گا، جن کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔''

فوائد:...... اگرچہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے میں ہی فتنوں نے سر اٹھانا شروع کر دیا تھا، لیکن ان پاکیزہ ہستیوں کا دور گزر جانے کے بعد جن بدعات، خرافات، آزمائشوں اور فتنوں کا سلسلہ شروع ہوا، اس کی دورِ صحابہ میں کوئی مثال نہیں ملتی۔

(١١٥٢٥)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ الْمُزَنِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَللّٰهَ اللّٰهَ فِيْ أَصْحَابِيْ، اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِيْ أَصْحَابِيْ لَا تَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضًا بَعْدِيْ، فَمَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّيْ أَحَبَّهُمْ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِيْ أَبْغَضَهُمْ، وَمَنْ آذَاهُمْ فَقَدْ آذَانِيْ، وَمَنْ آذَانِيْ فَقَدْ آذَى اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى، وَمَنْ آذَى اللّٰهَ فَيُوْشِكُ أَنْ يَأْخُذَهُ۔)) (مسند احمد: ٢٠٨٥٤)

سیدنا عبداللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا، تم میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا، تم میرے بعد انہیں سب وشتم اور طعن وتشنیع کا نشانہ نہ بنانا، پس جس نے ان سے محبت کی، تو دراصل اس نے میری محبت کی بنا پر ان سے محبت رکھی اور جس نے ان سے بغض رکھا تو درحقیقت اس نے میرے ساتھ بغض کی بنا پر ان سے بغض رکھا اور جس نے ان کو ایذاء دی، اس نے دراصل مجھے ایذاء پہنچائی، جس نے مجھے تکلیف پہنچائی، اس نے درحقیقت اللہ تعالیٰ کو تکلیف پہنچائی اور جس نے اللہ کو دکھ پہنچایا تو اللہ عنقریب اس کا مؤاخذہ کرے گا۔''

(١١٥٢٦)۔ عَنْ يُوْسُفَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ

سیدنا یوسف بن عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

(١١٥٢٥) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة عبد الرحمن بن زياد او عبد الرحمن بن عبد الله، اخرجه الترمذي: ٣٨٦٢ (انظر: ٢٠٥٧٨)

(١١٥٢٦) تخريج: حسن لغيره (انظر: ٢٣٨٣٥)

سَلَامِ، أَنَّهُ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنَحْنُ خَيْرٌ أَمْ مَنْ بَعْدَنَا؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ أَنْفَقَ أَحَدُهُمْ أُحُدًا ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِكُمْ وَلَا نَصِيفَهُ۔)) (مسند احمد: ٢٤٣٣٦)

رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا: ہم صحابہ افضل ہیں یا ہم سے بعد میں آنے والے لوگ؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر بعد والوں میں سے کوئی آدمی احد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کر دے تو وہ تمہارے ایک مد یا نصف مد تک بھی نہیں پہنچ سکتا۔''

(١١٥٢٧)۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَسُبُّوْا أَصْحَابِي فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَوْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفَهُ۔)) (مسند احمد: ١١٠٩٥)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میرے صحابہ کو سب و شتم نہ کرنا، کیونکہ ان کا مقام تو یہ ہے کہ اگر تم میں سے کوئی آدمی جبل احد کے برابر سونا خرچ کرے تو وہ ان صحابہ کے ایک مد یا نصف مد تک بھی نہیں پہنچ سکتا۔''

(١١٥٢٨)۔ عَنْ طَارِقِ بْنِ اَشْيَمَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((بِحَسْبِ أَصْحَابِي الْقَتْلُ۔)) (مسند احمد: ١٥٩٧١)

سیدنا طارق بن اشیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میرے صحابہ کا قتل ہو جانا ہی کافی ہے۔''

فوائد:...... اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اگر کسی صحابی سے خطا ہو جائے اور وہ فتنوں کے دور کے قتال میں شریک ہو جائے اور پھر وہ اس لڑائی میں قتل ہو تو اس کا قتل اس کے لیے کفارہ ہوگا۔

امام البانی رحمہ اللہ نے ایک شاہد ذکر کرتے ہوئے کہا: سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے بعد عنقریب فتنے ہوں گے، ان میں بہت کچھ ہوگا۔'' ہم نے کہا: اگر ہم نے یہ زمانہ پایا تو ہم تو ہلاک ہو جائیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے صحابہ کے لیے قتل کا فتنہ ہی کافی ہے۔'' اور ایک روایت میں ہے: ''ان فتنوں میں لوگ جلدی جلدی فنا ہوں گے۔'' (طبرانی، بزار) (صحیحہ: ١٣٤٦)

(١١٥٢٩)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ نَظَرَ فِي قُلُوْبِ الْعِبَادِ، فَوَجَدَ قَلْبَ مُحَمَّدٍ ﷺ خَيْرَ قُلُوْبِ الْعِبَادِ فَاصْطَفَاهُ

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں پر نظر ڈالی تو اس نے قلب محمد ﷺ کو تمام انسانوں کے قلوب میں بہتر پایا، اس لیے اس نے محمد ﷺ

(١١٥٢٧) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٦٧٣، ومسلم: ٢٥٤٠ (انظر: ١١٠٧٩)

(١١٥٢٨) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، اخرجه ابن ابى شيبة: ١٥/ ٩٢، والبزار: ٣٢٦٣ (انظر: ١٥٨٧٦)

(١١٥٢٩) تخريج: اسناده حسن، اخرجه البزار: ١٣٠، والطبرانى فى "الكبير": ٨٥٨٢ (انظر: ٣٦٠٠)

لِنَفْسِهِ فَابْتَعَثَهُ بِرِسَالَتِهِ، ثُمَّ نَظَرَ فِي قُلُوبِ الْعِبَادِ بَعْدَ قَلْبِ مُحَمَّدٍ، فَوَجَدَ قُلُوبَ أَصْحَابِهِ خَيْرَ قُلُوبِ الْعِبَادِ، فَجَعَلَهُمْ وُزَرَاءَ نَبِيِّهِ يُقَاتِلُونَ عَلَى دِينِهِ، فَمَا رَأَى الْمُسْلِمُونَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ، وَمَا رَأَوْا سَيِّئًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ سَيِّءٌ۔ (مسند احمد: ٣٦٠٠)

کو اپنے لیے منتخب کر لیا اور ان کو رسالت کے ساتھ مبعوث کیا۔ پھر اس نے اس دل کے انتخاب کے بعد باقی بندوں کے دلوں پر نظر ڈالی اور اصحاب محمد ﷺ کے قلوب کو تمام انسانوں کے قلوب سے بہتر پایا، اس لیے اس نے انہیں اپنے نبی کے وزراء (اور ساتھی) بنا دیا، جو اس کے دین کے لیے قتال کرتے ہیں۔ پس مسلمان جس بات کو بہتر سمجھیں وہ اللہ کے ہاں بھی بہتر ہی ہوتی ہے اور مسلمان جس بات کو برا سمجھیں وہ اللہ کے ہاں بھی بری ہی ہوتی ہے۔ [1]

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضَائِلِ الْأَنْصَارِ وَمَنَاقِبِهِمْ رضی اللہ عنہم

انصار کے فضائل و مناقب

(١١٥٣٠)۔ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ عَلَى الْمِنْبَرِ لِلْأَنْصَارِ: ((أَلَا إِنَّ النَّاسَ دِثَارِي وَالْأَنْصَارَ شِعَارِي، لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَسَلَكَتِ الْأَنْصَارُ شِعْبَةً لَاتَّبَعْتُ شِعْبَةَ الْأَنْصَارِ، وَلَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ، فَمَنْ وَلِيَ مِنَ الْأَنْصَارِ فَلْيُحْسِنْ إِلَى مُحْسِنِهِمْ وَلْيَتَجَاوَزْ عَنْ مُسِيئِهِمْ، وَمَنْ أَفْزَعَهُمْ فَقَدْ أَفْزَعَ هٰذَا الَّذِي بَيْنَ هَاتَيْنِ)) وَأَشَارَ إِلَى نَفْسِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (مسند احمد: ٢٢٩٨٩)

سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے، آپ ﷺ انصار کے حق میں فرمایا: ”عام لوگوں کے میرے ساتھ تعلق کی مثال ایسے ہے جیسے اوپر اوڑھا ہوا کپڑا ہو اور انصار کا میرے ساتھ یوں تعلق ہے جیسے کوئی کپڑا جسم کے ساتھ متصل ہو (یعنی انصاری آپ ﷺ کے خاص لوگ ہیں)۔ اگر عام لوگ ایک وادی میں چلیں اور انصار دوسری پہاڑی گھاٹی میں تو میں انصار والی گھاٹی میں چلنا پسند کروں گا اور اگر ہجرت والی فضیلت نہ ہوتی تو میں بھی انصار کا ایک فرد ہوتا۔ کسی کو انصار پر امارت وحکومت حاصل ہو تو وہ ان کے نیکوکاروں کے ساتھ حسن سلوک کا برتاؤ کرے، اور اگر ان میں سے کوئی کوتاہی ہو جائے تو وہ اس سے درگزر کرے۔“ پھر آپ ﷺ نے اپنی طرف اشارہ کر کے فرمایا: ”جس کسی نے ان کو خوف زدہ کیا تو گویا اس نے مجھے خوف زدہ کیا۔“

فوائد:...... یہ آپ ﷺ کا انصار کے ساتھ کمال محبت کا اظہار ہے کہ آپ ﷺ اُن کی گھاٹی میں چلنا پسند کریں گے۔

(١١٥٣٠) تخريج: صحيح لغيره، اخرجه الطبراني في "الاوسط": ٨٨٩٢ (انظر: ٢٢٦١٥)

[1] یہ حدیث موقوف یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے، اس لیے اس سے کسی شرعی مسئلہ کا استدلال نہیں ہو سکتا۔ (عبداللہ رفیق)

انصار وہ لوگ ہیں، جو مدینہ میں رہائش پذیر تھے، انھوں نے پہلے رسول اللہ ﷺ کو اپنے شہر میں پناہ دی، پھر ہر موقع پر آپ ﷺ کی مدد اور حفاظت فرمائی اور مدینہ آنے والے مہاجرین کی بھی خوب دل پذیرائی اور تواضع کی اور اپنا سب کچھ ان کی خدمت میں پیش کر دیا۔

نبی کریم ﷺ نے مکہ مکرمہ کی سرزمین میں دینِ الٰہی کی تبلیغ شروع کی، توحید وسنت کی دعوت جاری رکھی، لیکن لوگ نہ صرف شرک و بدعت پر ڈٹے رہے، بلکہ آپ ﷺ کا قلعہ قمع کرنے کے لیے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ ہونے دیا۔ ایک انصاری صحابی سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (خلاصہ یہ ہے): اللہ کے رسول ﷺ مکہ میں تقریباً دس سال مقیم رہے، لوگوں کے پیچھے ان کے گھروں، ڈیروں اور عکاظ و مجنہ کی مارکیٹوں میں جا کر نوائے حق بلند کرتے رہے، حج کے موقع پر آپ ﷺ منیٰ کے مقام پر لوگوں سے کہتے: ((مَنْ یُؤْوِینِیْ؟ مَنْ یَنْصُرُنِیْ؟ حَتّٰی أُبَلِّغَ رِسَالَاتِ رَبِّیْ وَلَہُ الْجَنَّۃُ۔)) ...... ''کوئی ہے جو مجھے پناہ مہیا کرے؟ کوئی ہے جو میری مدد کرے؟ تاکہ میں اپنے ربّ کا پیغام پہنچا سکوں، (جو ایسا کرے گا) اسے جنت ملے گی۔''

یہ سلسلہ جاری رہا، حتی کہ ہم انصاری لوگ یثرب (یعنی مدینہ) سے اٹھ کھڑے ہوئے، ہم نے آپ ﷺ کو ٹھکانا مہیا کیا اور آپ کی سچائی کا اعلان کیا۔ ہم اکا دکا کر کے آپ ﷺ کے پاس پہنچتے، قرآن سنتے اور گھر واپس پلٹ کر یہ پیغام اپنے گھر والوں تک پہنچاتے۔ بالآخر ہم نے مشورہ کیا کہ کب تک یہی سلسلہ جاری رہے گا کہ رسول اللہ ﷺ مکہ کے پہاڑوں میں مارے مارے ٹھوکریں کھاتے رہیں اور شرک پرستوں سے ڈرتے رہیں، چنانچہ سوچے سمجھے منصوبے کے مطابق حج کے موقع پر ہم ستر انصاری حج کے موسم میں عقبہ (گھاٹی) میں آپ ﷺ کے پاس پہنچ گئے اور آپ کی بیعت کی اور مدینہ منورہ میں تشریف لانے کی دعوت دی۔ (مسند احمد)

یہ انصار ہی وہ صحابہ رضی اللہ عنہم تھے جو اسلام، بانیٔ اسلام اور اہل اسلام کا سہارا بنے اور سارے عرب سے اعلانِ جنگ کیا۔ جب رسول اللہ ﷺ جاں نثاروں سمیت ہجرت کی گھاٹیاں طے کر کے مدینہ منورہ جلوہ افروز ہوئے تو انصار صحابہ نے تائید ونصرت، محبت والفت، اخوت و بھائی چارہ اور برادری و بھائی بندی کی جو مثال پیش کی، ماضی میں اس کی نظیر ملی نہ مستقبل میں امید ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبد الرحمن بن عوف انصاری رضی اللہ عنہ نے اپنے مہاجر بھائی سیدنا سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ سے کہا: تم میرا آدھا مال لے لو اور میری دو بیویاں ہیں، ان کو دیکھ لو، جو تمھیں پسند ہو، میں اسے طلاق دے دیتا ہوں، عدت گزرنے کے بعد شادی کر لینا۔ (بخاری) پھر دس سال کی طویل مدت تک یہ انصار، نبی کریم ﷺ کے دست و بازو بنے رہے۔ یہی وجوہات ہیں کہ آپ ﷺ کے دل میں ان لوگوں کی محبت تھی۔

انصار نے اپنے خون سے شجرِ اسلام کی آبیاری کی، اپنے شہر کو مرکزِ اسلام قرار دیا، رسول اللہ ﷺ مکہ میں یہ اعلان کرتے تھے کہ قریشیوں نے مجھے تبلیغِ اسلام سے روک رکھا ہے، کون ہے جو مجھے پناہ دے، تاکہ میں ربّ کا پیغام لوگوں تک پہنچا سکوں؟ انصاریوں نے مال و جان داؤ پر لگا کر اور دوستوں کی دشمنیاں مول لے کر آپ ﷺ کی آواز پر

لبیک کہا۔ مہاجرین، جو اسلام کا سرمایہ تھے، کو اپنے گھروں اور جائدادوں میں حصہ دار قرار دیا۔ ان نفوس قدسیہ کی محبت کو ایمان کی علامت اور ان سے نفرت کو منافقت کی علامت قرار دیا گیا۔ جو بد بخت اسلام کے ان سپوتوں اور ستونوں کا پاس لحاظ نہیں کرتا، اسے ایمان وایقان کی نعمت کیسے نصیب ہوگی۔

(۱۱۵۳۱)۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ قَالَ: بَلَغَ مُصْعَبَ بْنَ الزُّبَيْرِ عَنْ عَرِيفِ الْأَنْصَارِ شَيْءٌ فَهَمَّ بِهِ، فَدَخَلَ عَلَيْهِ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ فَقَالَ لَهُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((اسْتَوْصُوا بِالْأَنْصَارِ خَيْرًا (أَوْ قَالَ: مَعْرُوفًا) اقْبَلُوا مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوا عَنْ مُسِيئِهِمْ۔)) فَأَلْقَى مُصْعَبٌ نَفْسَهُ عَنْ سَرِيرِهِ وَأَلْزَقَ خَدَّهُ بِالْبِسَاطِ وَقَالَ: أَمْرُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الرَّأْسِ وَالْعَيْنِ فَتَرَكَهُ۔ (مسند احمد: ۱۳۵۶۲)

علی بن زید سے مروی ہے کہ سیدنا مصعب بن زبیر تک انصار کے ایک نمائندے کی کوئی شکایت پہنچی تو انہوں نے اس کے متعلق (برا بھلا یا سزا دینے کا) ارادہ کیا، سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے سیدنا مصعب کے ہاں جا کر ان سے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یوں فرماتے ہوئے سنا کہ ''میں تمہیں انصار کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی وصیت کرتا ہوں، ان میں سے جو آدمی نیکوکار ہو تم اس کی بات کو قبول کرو اور جس سے کوئی کوتاہی سرزد ہو جائے تم اس سے درگزر کرو۔'' یہ سن کر سیدنا مصعب نے اپنے آپ کو چارپائی سے نیچے گرا دیا اور اپنا رخسار چٹائی پر رکھ کر کہا: اللہ کے رسول ﷺ کا حکم سر آنکھوں پر، پھر اس انصاری کو چھوڑ دیا اور کچھ نہ کہا۔

(۱۱۵۳۲)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مُتَقَنِّعًا بِثَوْبٍ، فَقَالَ: ((أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ النَّاسَ لَيَكْثُرُونَ وَإِنَّ الْأَنْصَارَ يَقِلُّونَ، فَمَنْ وَلِيَ مِنْكُمْ أَمْرًا يَنْفَعُ فِيهِ أَحَدًا، فَلْيَقْبَلْ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَيَتَجَاوَزْ عَنْ مُسِيئِهِمْ۔)) (مسند احمد: ۲۶۲۹)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ (مرض الموت کے دنوں میں) سر اور منہ پر کپڑا لپیٹے باہر تشریف لائے اور فرمایا: ''لوگو! عام لوگ تعداد میں بڑھتے جا رہے ہیں اور انصار کی تعداد کم ہوتی جا رہی ہے، پس تم میں سے جو آدمی امور خلافت پر متمکن ہو اور کسی کو فائدہ پہنچا سکتا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ انصار کے نیکوکاروں کی بات کو قبول کرلے اور ان میں سے کسی سے کوئی کوتاہی ہو تو اس سے درگزر کرے۔''

فوائد:...... انصاریوں کی کوتاہی کو محسوس کرنا یا اس وجہ سے ان کی مذمت کرنا یا ان سے دور ہونا، ان سب امور کا دروازہ ہی بند کر دیا گیا۔

(۱۱۵۳۱) تخریج: المرفوع منه صحیح، وهذا اسناد ضعیف لضعف علی بن زید بن جدعان (انظر: ۱۳۵۲۸)

(۱۱۵۳۲) تخریج: أخرجه البخاری: ۹۲۷، ۳۶۲۸، ۳۸۰۰ (انظر: ۲۶۲۹)

(۱۱۵۳۳)۔ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ زِيَادِ السَّاعِدِيِّ الْأَنْصَارِيِّ، أَنَّهُ أَتَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَهُوَ يُبَايِعُ النَّاسَ عَلَى الْهِجْرَةِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! بَايِعْ هٰذَا، قَالَ: ((وَمَنْ هٰذَا؟)) قَالَ ابْنُ عَمِّي حَوْطُ بْنُ يَزِيدَ أَوْ يَزِيدُ بْنُ حَوْطٍ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا أُبَايِعُكَ، إِنَّ النَّاسَ يُهَاجِرُونَ إِلَيْكُمْ وَلَا تُهَاجِرُونَ إِلَيْهِمْ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ ﷺ بِيَدِهِ لَا يُحِبُّ رَجُلٌ الْأَنْصَارَ حَتّٰى يَلْقَى اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى إِلَّا لَقِيَ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَهُوَ يُحِبُّهُ، وَلَا يَبْغُضُ رَجُلٌ الْأَنْصَارَ حَتّٰى يَلْقَى اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى إِلَّا لَقِيَ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَهُوَ يَبْغُضُهُ۔)) (مسند احمد: ۱۵٦۲۵)

سیدنا حارث بن زیاد ساعدی انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ خندق کے دن رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے تو آپ ﷺ لوگوں سے ہجرت کرنے کی بیعت لے رہے تھے، حارث رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس آدمی سے بھی بیعت لے لیں۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''یہ کون ہے؟'' انھوں نے کہا: یہ میرا چچازاد حوط بن یزید یا یزید بن حوط ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں تم سے بیعت نہیں لیتا، لوگ تمہاری طرف ہجرت کرکے آئیں گے، تم ان کی طرف ہجرت کرکے نہیں جاؤ گے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! جو آدمی انصار سے محبت کرتا رہے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ سے جا ملے تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اس آدمی سے محبت کرتا ہوگا، لیکن جو آدمی انصار سے بغض رکھے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ سے جا ملے تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اس آدمی سے بغض رکھتا ہوگا۔''

(۱۱۵۳٤)۔ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا شَدَّادٌ أَبُو طَلْحَةَ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: أَتَتِ الْأَنْصَارُ النَّبِيَّ ﷺ بِجَمَاعَتِهِمْ فَقَالُوا إِلٰى مَتٰى نَنْزِعُ مِنْ هٰذِهِ الْآبَارِ، فَلَوْ أَتَيْنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَدَعَا اللّٰهَ لَنَا فَفَجَّرَ لَنَا مِنْ هٰذِهِ الْجِبَالِ عُيُونًا، فَجَاءُوا بِجَمَاعَتِهِمْ إِلَى

عبید اللہ بن ابی بکر اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا (سیدنا انس رضی اللہ عنہ) سے بیان کرتے ہیں کہ انصار نے اکٹھے ہوکر شکوہ کیا کہ ہم کب تک ان کنوؤں سے پانی کھینچتے رہیں گے۔ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جا کر گزارش کریں اور آپ اللہ سے دعا کریں تاکہ وہ ان پہاڑوں سے ہمارے لیے چشمے جاری کر دے۔ پس وہ سب اکٹھے ہوکر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں گئے، آپ نے ان کو دیکھا تو خوش آمدید کہا

(۱۱۵۳۳) تخریج: اسناده قویّ، اخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۳۳۵٦، والطحاوی فی "شرح مشکل الآثار": ۲٦۳٦ (انظر: ۱۵۵٤۰)

(۱۱۵۳٤) تخریج: اسناده قوی، أخرجه البزار ۲۸۰۸، و أخرج منه الدعاء بالمغفرة فقط: مسلم: ۲۵۰۷ (انظر: ۱۳۲٦۸)

النَّبِيَّ ﷺ فَلَمَّا رَآهُمْ قَالَ: ((مَرْحَبًا وَأَهْلًا لَقَدْ جَاءَ بِكُمْ إِلَيْنَا حَاجَةٌ)) قَالُوْا: إِي وَاللّٰهِ، يَا رَسُولَ اللّٰهِ!، فَقَالَ: ((إِنَّكُمْ لَنْ تَسْأَلُونِي الْيَوْمَ شَيْئًا إِلَّا أُوتِيتُمُوهُ، وَلَا أَسْأَلُ اللّٰهَ شَيْئًا إِلَّا أَعْطَانِيهِ.)) فَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ فَقَالُوْا: الدُّنْيَا تُرِيدُونَ فَاطْلُبُوا الْآخِرَةَ، فَقَالُوْا بِجَمَاعَتِهِمْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! ادْعُ اللّٰهَ لَنَا أَنْ يَغْفِرَ لَنَا، فَقَالَ: ((اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ، وَلِأَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ، وَلِأَبْنَاءِ أَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ)) قَالُوْا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَأَوْلَادِنَا مِنْ غَيْرِنَا، قَالَ: ((وَأَوْلَادِ الْأَنْصَارِ)) قَالُوْا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَمَوَالِينَا؟ قَالَ: ((وَمَوَالِي الْأَنْصَارِ)) قَالَ: وَحَدَّثَتْنِي أُمِّي عَنْ أُمِّ الْحَكَمِ بِنْتِ النُّعْمَانِ بْنِ صُهْبَانَ: أَنَّهَا سَمِعَتْ أَنَسًا يَقُولُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَ هٰذَا غَيْرَ أَنَّهُ زَادَ فِيهِ: ((وَكَنَائِنِ الْأَنْصَارِ.)) (مسند احمد: ١٣٣٠١)

اور فرمایا: ''تمہیں کوئی خاص ضرورت ہی ہماری طرف لائی ہے۔'' انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! واقعی بات ایسے ہی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''آج تم جو بھی مانگو گے، وہ تمہیں دے دیا جائے گا اور میں بھی اللہ سے جو کچھ مانگوں گا وہ مجھے عنایت کر دے گا۔'' یہ سن کر وہ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے اور بولے: کیا تم دنیا طلب کرنے آئے ہو؟ آخرت کی کامیابی مانگ لو۔ ان سب نے بیک زبان عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے دعا فرمائیں کہ وہ ہماری مغفرت فرما دے، پس آپ ﷺ نے فرمایا: ''یا اللہ! انصار کی، ان کے بیٹوں کی اور ان کے پوتوں کی مغفرت فرما دے۔'' انصار نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اور غیر انصار سے ہونے والی ہماری اولاد کے حق میں بھی دعا فرما دیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''انصار کی سب اولاد کو بخش دے۔'' انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! انصار کے غلاموں اور لونڈیوں کے حق میں بھی دعا فرما دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یا اللہ! انصار کے غلاموں اور لونڈیوں کی بھی مغفرت فرما دے۔'' عبید اللہ بن ابی بکر کا بیان ہے کہ مجھ سے میری والدہ نے ام حکم بنت نعمان بن صہباء کی روایت سے بیان کیا انہوں نے کہا کہ میں نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ کو سنا وہ نبی کریم ﷺ سے اسی طرح بیان کرتے تھے، البتہ اس میں یہ بھی ہے کہ انصار نے مزید درخواست کی کہ اللہ کے رسول ہمارے بیٹوں کی بیویوں اور ہمارے بھائیوں کی بیویوں کے حق میں بھی دعائے مغفرت کر دیں۔

(١١٥٣٥)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: شَقَّ عَلَى الْأَنْصَارِ النَّوَاضِحُ فَاجْتَمَعُوْا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ يَسْأَلُونَهُ أَنْ يُجْرِيَ لَهُمْ نَهْرًا

(دوسری سند) جب انصار کے لیے اونٹوں پر پانی لاد لاد کر لانا اور کھیتوں کو سیراب کرنا شاق گزرنے لگا تو وہ اکٹھے ہو کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں گئے، تاکہ وہ آپ ﷺ سے

(١١٥٣٥) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

سَيْحًا، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَرْحَبًا بِالْأَنْصَارِ وَاللّٰهِ لَا تَسْأَلُونِي الْيَوْمَ شَيْئًا إِلَّا أَعْطَيْتُكُمُوهُ، وَلَا أَسْأَلُ اللّٰهَ لَكُمْ شَيْئًا إِلَّا أَعْطَانِيهِ.)) فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: اغْتَنِمُوهَا وَاطْلُبُوا الْمَغْفِرَةَ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! ادْعُ اللّٰهَ لَنَا بِالْمَغْفِرَةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَلِأَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ وَلِأَبْنَاءِ أَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ.)) (مسند احمد: ١٢٤٤١)

درخواست کریں کہ آپ انہیں ایک بہتی نہر کھودنے کی اجازت فرمائیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''انصار کو خوش آمدید، اللہ کی قسم! آج تم مجھ سے جو بھی طلب کرو گے، میں تمہیں عنایت کردوں گا اور میں بھی اللہ سے تمہارے لیے جو کچھ مانگوں گا، وہ مجھے دے دے گا۔'' انہوں نے ایک دوسرے سے کہا: اس وقت کو غنیمت سمجھو اور مغفرت کی درخواست کرو۔ ان سب نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ اللہ سے ہمارے حق میں مغفرت کی دعا فرمائیں، تو رسول اللہ ﷺ نے یوں دعا کی: ''یا اللہ! انصار کی، ان کی اولادوں کی اور ان کی اولادوں کی اولادوں کی مغفرت فرما دے۔''

(١١٥٣٦)۔ إِنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ الْأَنْصَارَ عَيْبَتِي الَّتِي أَوَيْتُ إِلَيْهَا، فَاقْبَلُوا مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَاعْفُوا عَنْ مُسِيئِهِمْ، فَإِنَّهُمْ قَدْ أَدَّوُا الَّذِي عَلَيْهِمْ وَبَقِيَ الَّذِي لَهُمْ.)) (مسند احمد: ١٢٦٧٨)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک انصار میرے انتہائی خاص، راز دان اور امین لوگ ہیں، ان کی طرف آ کر میں نے پناہ لی، پس تم ان کے نیکو کاروں کی بات کو قبول کرو اور ان میں سے کسی سے کوتاہی ہو تو اس سے درگزر کرو، انہوں نے اپنے عہد و پیمان کو تو پورا کر دیا ہے، لیکن ان کے حقوق کی ادائیگی باقی ہے۔''

(١١٥٣٧)۔ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى الصِّبْيَانَ وَالنِّسَاءَ مُقْبِلِينَ، قَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ: حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ: مِنْ عُرْسٍ، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ مُمْثِلًا فَقَالَ: ((اللّٰهُمَّ أَنْتُمْ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ، اللّٰهُمَّ أَنْتُمْ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ، اللّٰهُمَّ أَنْتُمْ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ يَعْنِي الْأَنْصَارَ)) وَفِي لَفْظٍ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّكُمْ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے ایک شادی سے انصار کے بچوں اور عورتوں کو آتے ہوئی دیکھا تو آپ ﷺ کھڑے ہو گئے اور فرمانے لگے: ''اللہ گواہ ہے کہ تم لوگوں میں سے میرے نزدیک محبوب ترین ہو۔ اللہ گواہ ہے کہ مجھے سب سے زیادہ محبوب لوگوں میں سے ہو۔ اللہ جانتا ہے کہ تم انصار مجھے سب سے زیادہ محبوب لوگوں میں سے ہو۔'' ایک روایت کے الفاظ یوں ہیں کہ آپ ﷺ نے تین بار فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان

(١١٥٣٦) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٧٩٩، ومسلم: ٢٥١٠ (انظر: ١٢٦٥٠)

(١١٥٣٧) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٧٨٥، ومسلم: ٢٥٠٨ (انظر: ١٢٧٩٧)

لَأَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ)) ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔ (مسند احمد: ١٢٨٢٨)

ہے، تم مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہو۔

(١١٥٣٨)۔ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ، أَنَّ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ كَتَبَ إِلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ زَمَنَ الْحَرَّةِ يُعَزِّيهِ فِيمَنْ قُتِلَ مِنْ وَلَدِهِ وَقَوْمِهِ، وَقَالَ أُبَشِّرُكَ بِبُشْرَى مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ، وَلِأَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ، وَلِأَبْنَاءِ أَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ، وَاغْفِرْ لِنِسَاءِ الْأَنْصَارِ، وَلِنِسَاءِ أَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ، وَلِنِسَاءِ أَبْنَاءِ أَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ۔)) (مسند احمد: ١٩٥١٤)

نضر بن انس سے روایت ہے کہ سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو واقعۂ حرہ کے دنوں میں ان کی اولاد اور ان کی قوم کے افراد کے قتل کی تعزیت کے سلسلہ میں لکھا اور کہا: میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو ایک خوش خبری سنانا چاہتا ہوں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یوں فرماتے ہوئے سنا: ''یا اللہ! انصار کو، ان کے بیٹوں کو اور ان کے پوتوں کو بخش دے، انصار کی خواتین کو، انصار کے بیٹوں کی بیویوں کو اور انصار کے پوتوں کی خواتین کو بخش دے۔''

فوائد:...... یزید بن معاویہ نے اپنے دور میں مدینہ پر حملہ کرنے کے لیے ایک لشکر بھیجا تھا، اسی کو واقعۂ حرہ کہتے ہیں۔

صحیح بخاری کی روایت کا سیاق درج ذیل ہے:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْفَضْلِ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: حَزِنْتُ عَلَى مَنْ أُصِيبَ بِالْحَرَّةِ فَكَتَبَ إِلَيَّ زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ وَبَلَغَهُ شِدَّةُ حُزْنِي يَذْكُرُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَلِأَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ۔)) ...... سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: حرہ میں شہید ہونے والوں پر مجھے غم ہوا، جب سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کو میرے غم کی شدت کا علم ہوا تو انھوں نے میری طرف لکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! تو انصاریوں اور انصاریوں کے بیٹوں کو بخش دے۔''

(١١٥٣٩)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَمْزَةَ قَالَ: قَالَتِ الْأَنْصَارُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ أَتْبَاعًا، وَإِنَّا قَدْ تَبِعْنَاكَ فَادْعُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يَجْعَلَ أَتْبَاعَنَا

عمرو بن مرہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے ابوحمزہ طلحہ بن یزید سے سنا، انھوں نے کہا کہ انصار نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہر نبی کے کچھ پیروکار ہوتے ہیں، ہم نے آپ ﷺ کی پیروی کی ہے۔ اب آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے

(١١٥٣٨) تخريج: حديث صحيح، أخرجه البخاري بلفظ مذكور فى الشرح: ٤٩٠٦، وأخرجه مسلم: ٢٥٠٦ بلفظ: اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَلِأَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ وَأَبْنَاءِ أَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ (انظر: ١٩٢٩٩)

(١١٥٣٩) تخريج: اخرجه البخاري: ٣٧٨٧ (انظر: ١٩٣٣٦)

مِنَّا، قَالَ: فَدَعَا لَهُمْ أَنْ يَجْعَلَ أَتْبَاعَهُمْ مِنْهُمْ، قَالَ: فَنَمَّيْتُ ذٰلِكَ إِلَى ابْنِ أَبِي لَيْلٰى، فَقَالَ: زَعَمَ ذٰلِكَ زَيْدٌ يَعْنِي ابْنَ أَرْقَمَ۔ (مسند احمد: ۱۹۵۵۱)

پیروکار ہم میں سے بنائے، آپ ﷺ نے ان کے حق میں دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ان کے پیروانہی میں سے بنائے۔ میں نے اس حدیث کا ابن ابی لیلی سے ذکر کیا، تو انہوں نے کہا کہ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے بھی ایسے ہی کیا ہے۔

فوائد:...... انصار کا مطلب یہ تھا کہ جیسے ہم نے آپ ﷺ کی پیروی کے تقاضے پورے کیے ہیں، ان کی نسل اور حلیف بھی یہ سلسلہ جاری رکھیں اور بیچ میں انقطاع نہ آنے دیں۔

(۱۱۵۴۰)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((آيَةُ الْإِيمَانِ حُبُّ الْأَنْصَارِ وَآيَةُ النِّفَاقِ بُغْضُهُمْ۔)) (مسند احمد: ۱۲۳۹۶)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انصار سے محبت کرنا ایمان کی اور ان سے بغض رکھنا نفاق کی علامت ہے۔''

(۱۱۵۴۱)۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((هٰذَا الْحَيُّ مِنَ الْأَنْصَارِ مِحْنَةٌ حُبُّهُمْ إِيمَانٌ وَبُغْضُهُمْ نِفَاقٌ۔)) (مسند احمد: ۲۲۸۲۹)

سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انصار کا یہ قبیلہ لوگوں کے امتحان کا ذریعہ ہے، ان سے محبت رکھنا ایمان ہے اور ان سے بغض رکھنا نفاق ہے۔''

فوائد:...... یعنی اللہ تعالیٰ انصار کی محبت اور بغض کے ذریعے آزمائے گا، جس نے محبت کی، وہ کامیاب ہو گیا اور جس نے بغض رکھا، وہ ناکام ہو گیا، گویا کہ ایمان اور نفاق کی کسوٹی اور معیار انصار ہیں۔

(۱۱۵۴۲)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((لَا يُبْغِضُ الْأَنْصَارَ رَجُلٌ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ أَوْ إِلَّا أَبْغَضَهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ۔)) (مسند احمد: ۲۸۱۸)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی کا اللہ اور اس کے رسول پر ایمان ہو وہ انصار سے بغض نہیں رکھتا۔'' یا آپ ﷺ نے یوں فرمایا کہ ''جو آدمی انصار سے بغض رکھتا ہو، اللہ اور اس کا رسول اس سے بغض رکھتے ہیں۔''

(۱۱۵۴۳)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَايَةَ

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا جھنڈا

(۱۱۵۴۰) تخریج: أخرجه البخاری: ۱۷، ۳۷۸۴، ومسلم: ۷۴ (انظر: ۱۲۳۶۹)

(۱۱۵۴۱) تخریج: صحیح لغیره، اخرجه ابن ابی شیبة: ۱۲/ ۱۵۹، والبزار: ۳۷۳۶ (انظر: ۲۲۴۶۲)

(۱۱۵۴۲) تخریج: اسناده صحیح علی شرط الشیخین، أخرجه الترمذی: ۳۹۰۶ (انظر: ۲۸۱۸)

(۱۱۵۴۳) تخریج: اسناده ضعیف، اخرجه الطبرانی: ۱۲۰۸۳، وعبد الرزاق: ۹۶۴۰ (انظر: ۳۴۸۶)

النَّبِيِّ ﷺ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، وَرَايَةَ الْأَنْصَارِ مَعَ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ، وَكَانَ إِذَا اسْتَحَرَّ الْقَتْلُ، كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِمَّا يَكُونَ تَحْتَ رَايَةِ الْأَنْصَارِ۔ (مسند احمد: ۳۴۸۶)

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس ہوتا اور انصار کا جھنڈا سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ہوتا، جب شدید جنگ چھڑتی تو رسول اللہ ﷺ انصار کے جھنڈے کے نیچے چلے جاتے۔

(۱۱۵۴۴)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الْأَنْصَارِ، وَلَوْ يَنْدَفِعُ النَّاسُ فِي شُعْبَةٍ أَوْ فِي وَادٍ وَالْأَنْصَارُ فِي شُعْبَةٍ لَانْدَفَعْتُ فِي شِعْبِهِمْ۔)) (مسند احمد: ۸۱۵۴)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی انصار کا ایک فرد ہوتا اور اگر لوگ ایک گھاٹی یا وادی میں چلیں اور انصار دوسری گھاٹی میں ہوں تو میں انصار والی گھاٹی میں چلوں گا۔

(۱۱۵۴۵)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: اِجْتَمَعَ أُنَاسٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالُوْا آثَرَ عَلَيْنَا غَيْرَنَا، فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَجَمَعَهُمْ، ثُمَّ خَطَبَهُمْ فَقَالَ: ((يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ! أَلَمْ تَكُونُوا أَذِلَّةً فَأَعَزَّكُمُ اللّٰهُ؟)) قَالُوْا: صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ، قَالَ: ((أَلَمْ تَكُونُوْا ضُلَّالًا فَهَدَاكُمُ اللّٰهُ؟)) قَالُوْا: صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ، قَالَ: ((أَلَمْ تَكُونُوْا فُقَرَاءَ فَأَغْنَاكُمُ اللّٰهُ؟)) قَالُوْا: صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ، ثُمَّ قَالَ: ((أَلَا تُجِيبُونَنِي، أَلَا تَقُولُونَ!! أَتَيْتَنَا طَرِيدًا فَآوَيْنَاكَ، وَأَتَيْتَنَا خَائِفًا فَآمَنَّاكَ، أَلَا تَرْضَوْنَ! أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالشَّاءِ وَالْبُقْرَانِ (يَعْنِي الْبَقَرَ) وَتَذْهَبُونَ بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَتُدْخِلُونَهُ

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انصار کے کچھ لوگوں نے جمع ہو کر آپس میں کچھ ایسی باتیں کیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دوسروں کو ہمارے اوپر ترجیح دی ہے، جب یہ بات نبی کریم ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ نے انصار کو جمع کر کے ان سے خطاب فرماتے ہوئے فرمایا: ''اے انصار کی جماعت! کیا یہ حقیقت نہیں کہ تم لوگ ذلیل اور رسوا تھے اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں عزت سے نوازا؟'' انھوں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول کی بات درست ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا یہ بھی حقیقت نہیں ہے کہ تم لوگ گمراہ تھے اور اللہ نے تمہیں ہدایت سے نوازا؟'' انھوں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول کی بات بالکل ٹھیک ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا یہ بات بھی صحیح نہیں کہ تم لوگ غریب تھے اور اللہ نے تمہیں غنی اور خوشحال کیا؟'' انھوں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول کی بات صحیح ہے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم مجھے جواباً یوں کیوں نہیں کہتے

(۱۱۵۴۴) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین، اخرجہ عبد الرزاق: ۱۹۹۰۷، وابن حبان: ۷۲۶۹ (انظر: ۸۱۶۹)

(۱۱۵۴۵) تخریج: اسنادہ صحیح، اخرجہ عبد الرزاق: ۱۹۹۱۸ (انظر: ۱۱۵۴۷)

بُيُوتِكُمْ؟ لَوْ أَنَّ النَّاسَ سَلَكُوْا وَادِيًا أَوْ شُعْبَةً وَسَلَكْتُمْ وَادِيًا أَوْ شُعْبَةً سَلَكْتُ وَادِيَكُمْ أَوْ شُعْبَتَكُمْ، لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الْأَنْصَارِ، وَإِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً فَاصْبِرُوا حَتّٰى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ۔)) (مسند احمد: ١١٥٦٨)

کہ اے رسول! آپ کے شہر والوں نے آپ کو شہر بدر کر دیا تو ہم نے آپ کو پناہ دی ہے، آپ ﷺ خوف زدہ ہو کر ہمارے پاس پہنچے تو ہم نے آپ ﷺ کو امن دیا؟ اے انصار! کیا تم اس بات پر خوش نہیں ہو کہ لوگ بکریاں اور گائیں لے کر جائیں اور تم اللہ کے رسول کو اپنے ہمراہ لے کر جاؤ اور تم اس رسول کو اپنے گھروں میں داخل کرو، حقیقت یہ ہے کہ اگر لوگ کسی ایک وادی یا گھاٹی میں چلیں تو میں اس گھاٹی یا وادی میں چلوں گا، جس میں تم چلو گے، اگر ہجرت والی سعادت نہ ہوتی تو میں انصاری فرد ہوتا، تم عنقریب میرے بعد اس سے بھی بڑھ کر ترجیح وتفریق ملاحظہ کرو گے، مگر تم ایسی صورت میں بھی صبر کرنا یہاں تک کہ تم مجھ سے حوض کوثر پر آ ملو۔''

(١١٥٤٦)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوُهُ وَفِيهِ: فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّكُمْ سَتَجِدُونَ بَعْدِي أَثَرَةً شَدِيدَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوُا اللّٰهَ وَرَسُولَهُ، فَإِنِّي فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ۔)) قَالَ أَنَسٌ: فَلَمْ نَصْبِرْ۔ (مسند احمد: ١٢٧٢٦)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، پھر گزشتہ حدیث کی مانند روایت بیان کی، البتہ اس میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: تم میرے بعد بڑی ترجیح وتفریق ملاحظہ کرو گے، لیکن تم ایسی صورت حال میں صبر سے کام لینا، یہاں تک کہ تم اللہ اور اس کے رسول سے جا ملو، میں حوض کوثر پر تمہارا پیش رو ہوں گا۔'' سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: لیکن ہم نے صبر نہیں کیا۔

فوائد:...... ترجیح وتفریق کو پانے کا مطلب یہ ہے کہ غیر انصاریوں کو انصاری لوگوں پر ترجیح دی جائے، اس سے بندے کے جذبات بھڑک اٹھتے ہیں، لیکن آپ ﷺ نے انصاریوں کو صبر کرنے کا اور انتقام نہ لینے کا حکم دیا۔

(١١٥٤٧)۔ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ يُحَدِّثُ: أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ أَوْ قَالَ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ فِي الْأَنْصَارِ: ((لَا يُحِبُّهُمْ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انصار کے بارے میں فرمایا: ''اہل ایمان ان سے محبت رکھتے ہیں اور منافق ان سے بغض رکھتے ہیں، جو کوئی ان سے محبت کرے گا، اللہ اس سے محبت کرے گا اور جو کوئی ان سے

(١١٥٤٦) تخريج: أخرجه البخاري: ٣١٤٧، ٥٨٦٠، ومسلم: ١٠٥٩ (انظر: ١٢٦٩٦)

(١١٥٤٧) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، اخرجه الترمذي: ٣٩٠٠ (انظر: ١٨٥٧٦)

يُبْغِضُهُمْ إِلَّا مُنَافِقٌ، مَنْ أَحَبَّهُمْ فَأَحَبَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَأَبْغَضَهُ اللّٰهُ۔)) قَالَ قُلْتُ لَهُ: أَنْتَ سَمِعْتَ الْبَرَاءَ؟ قَالَ: إِيَّايَ يُحَدِّثُ۔ (مسند احمد: ۱۸۷۷۷)

بغض رکھے گا، اللہ تعالیٰ اس سے بغض رکھے گا۔'' حدیث کے راوی شعبہ نے اپنے شیخ سے کہا: کیا آپ نے خود یہ حدیث سیدنا براء رضی اللہ عنہ سے سنی ہے؟ انہوں نے کہا: جی سیدنا براء رضی اللہ عنہ نے ہی مجھے بیان کی ہے۔

فوائد:...... انصار سے محبت اور بغض کا معاملہ ان کے چند افراد کے ساتھ خاص نہیں ہے، بلکہ تمام انصار کے لیے ہے۔

(۱۱۵۴۸)۔ عَنْ رَبَاحِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حُوَيْطِبٍ قَالَ: حَدَّثَتْنِيْ جَدَّتِيْ أَنَّهَا سَمِعَتْ أَبَاهَا يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَا وُضُوْءَ لَهُ، وَلَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ تَعَالٰى، وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ مَنْ لَمْ يُؤْمِنْ بِيْ، وَلَا يُؤْمِنُ بِيْ مَنْ لَا يُحِبُّ الْأَنْصَارَ۔)) (مسند أحمد: ۲۷۶۸۸)

رباح بن عبد الرحمٰن سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میری دادی نے مجھے اپنے باپ (سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ) سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی کا وضو نہیں اس کی کوئی نماز نہیں اور جس آدمی نے اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کیا، (یعنی بسم اللہ نہیں پڑھی) اس کا کوئی وضو نہیں اور جو شخص میں (محمد ﷺ) پر ایمان نہیں لایا، وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لا سکے گا اور جس بندے نے انصار سے محبت نہ کی، وہ مجھ پر ایمان نہیں لا سکے گا۔''

(۱۱۵۴۹)۔ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيُّ، وَهُوَ أَحَدُ الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ تِيبَ عَلَيْهِمْ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ يَوْمًا عَاصِبًا رَأْسَهُ فَقَالَ فِي خُطْبَتِهِ: ((أَمَّا بَعْدُ يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِينَ! فَإِنَّكُمْ قَدْ أَصْبَحْتُمْ تَزِيدُونَ وَأَصْبَحَتِ الْأَنْصَارُ لَا تَزِيدُ عَلٰى هَيْئَتِهَا الَّتِي هِيَ عَلَيْهَا الْيَوْمَ، وَإِنَّ الْأَنْصَارَ عَيْبَتِي الَّتِي أَوَيْتُ إِلَيْهَا، فَأَكْرِمُوا كَرِيمَهُمْ، وَتَجَاوَزُوا عَنْ مُسِيئِهِمْ۔)) (مسند احمد: ۱۶۱۷۲)

عبداللہ بن کعب بن مالک انصاری، یہ کعب ان تین میں سے ایک ہیں جن کی توبہ قبول ہوئی تھی، سے مروی ہے کہ اس کو کسی صحابی نے بیان کیا کہ ایک دن نبی کریم ﷺ اپنے سر پر کپڑا باندھے باہر تشریف لائے اور اپنے خطبے میں ارشاد فرمایا: ''اما بعد! اے مہاجرین کی جماعت! تمہاری تعداد میں اضافہ ہوتا رہا ہے اور انصار آج اپنی پہلی سی تعداد میں نہیں ہیں، یہ انصار میرے خاص اور راز دان لوگ ہیں، جن کی طرف آ کر میں نے پناہ لی، پس تم ان کے معزز شخص کا اکرام کرتے رہنا اور ان میں سے کوتاہی کرنے والے سے درگزر کرنا۔''

(۱۱۵۴۸) تخریج: اسناده ضعیف لضعف ابی ثفال المری، أخرجه الترمذی: ۲۵ مختصرا (انظر: ۲۷۱۴۷)

(۱۱۵۴۹) تخریج: اسناده صحیح (انظر: ۱۶۰۷۵)

(۱۱۵۵۰)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ الْمُشْرِكِينَ لَمَّا رَهِقُوا النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ فِي سَبْعَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَرَجُلَيْنِ مِنْ قُرَيْشٍ، قَالَ: ((مَنْ يَرُدُّهُمْ عَنَّا؟ وَهُوَ رَفِيقِي فِي الْجَنَّةِ۔)) فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ، فَلَمَّا أَرْهَقُوهُ أَيْضًا، قَالَ: ((مَنْ يَرُدُّهُمْ عَنِّي؟ وَهُوَ رَفِيقِي فِي الْجَنَّةِ۔)) حَتَّى قُتِلَ السَّبْعَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِصَاحِبِهِ: ((مَا أَنْصَفْنَا إِخْوَانَنَا۔)) (مسند احمد: ۱۴۱۰۲)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب مشرکین نبی کریم ﷺ کے اوپر چڑھ آئے، جبکہ آپ ﷺ سات انصاریوں اور دو قریشیوں کے ہمراہ تھے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان مشرکین کو ہم سے کون ہٹائے گا، وہ اس عمل کے نتیجہ میں جنت میں میرا ساتھی ہوگا۔'' جواباً ایک انصاری آگے بڑھا اور وہ آپ ﷺ کا دفاع کرتے ہوئے دشمن سے لڑتا رہا، یہاں تک کہ وہ شہید ہوگیا۔ جب مشرکین آپ ﷺ کے اوپر پھر چڑھ آئے تو آپ نے پھر فرمایا: ''کون ہے جو ان مشرکین کو ہم سے ہٹائے اور دور رکھے، اس عمل کے نتیجہ میں وہ جنت میں میرا ساتھی ہوگا۔'' یہاں تک کہ ساتوں انصاری شہید ہو گئے، رسول اللہ ﷺ اپنے دو قریشی ساتھیوں سے فرمایا: ''ہم نے اپنے ان بھائیوں کے ساتھ انصاف نہیں کیا۔''

فوائد:...... آخری جملے کا معنی یہ ہے کہ قریشیوں نے انصاریوں سے انصاف نہیں کیا کہ انصاری ہی یکے بعد دیگرے نبی کریم ﷺ کا دفاع کرنے کے لیے نکلتے رہے اور جام شہادت نوش کرتے گئے۔

(۱۱۵۵۱)۔ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُكْثِرُ زِيَارَةَ الْأَنْصَارِ خَاصَّةً وَعَامَّةً، فَكَانَ إِذَا زَارَ خَاصَّةً أَتَى الرَّجُلَ فِي مَنْزِلِهِ، وَإِذَا زَارَ عَامَّةً أَتَى الْمَسْجِدَ۔ (مسند احمد: ۱۹۷۹۲)

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ خاص و عام انصار کی زیارت و ملاقات کے لیے کثرت سے تشریف لے جایا کرتے تھے، جب آپ ﷺ کسی خاص آدمی کی زیارت کے لیے تشریف لے جاتے تو اس کے گھر تشریف لے جاتے اور جب عام لوگوں سے ملاقات کرنا ہوتی تو آپ ﷺ مسجد میں تشریف رکھتے۔

(۱۱۵۵۲)۔ عَنْ أَبِي عُقْبَةَ، وَكَانَ مَوْلًى مِنْ أَهْلِ فَارِسَ، قَالَ: شَهِدْتُ مَعَ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ

سیدنا ابو عقبہ رضی اللہ عنہ، جو کہ ایک فارسی غلام تھے، سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں غزوۂ احد میں نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تھا،

(۱۱۵۵۰) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۷۸۹ (انظر: ۱۴۰۵۶)

(۱۱۵۵۱) تخريج: اسناده ضعيف لابهام الرجل الراوي عن ابي بكر بن ابي موسى الاشعري (انظر: ۱۹۵۶۳)

(۱۱۵۵۲) تخريج: اسناده ضعيف، عبد الرحمن بن ابي عتبة في عداد المجهولين، اخرجه ابوداود: ۵۱۲۳، وابن ماجه: ۲۷۸۴ (انظر: ۲۲۵۱۵)

يَوْمَ أُحُدٍ، فَضَرَبْتُ رَجُلًا مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَقُلْتُ: خُذْهَا مِنِّي وَأَنَا الْغُلَامُ الْفَارِسِيُّ، فَبَلَغَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((هَلَّا قُلْتَ خُذْهَا مِنِّي وَأَنَا الْغُلَامُ الْأَنْصَارِيُّ۔)) (مسند احمد: ۲۲۸۸۲)

میں نے ایک مشرک پر زبردست قسم کا وار کرتے ہوئے کہا: لے مزہ چکھ، میں ایک فارسی لڑکا ہوں۔ جب نبی کریم ﷺ تک یہ بات پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے یوں کیوں نہ کہا کہ لے مزہ چکھ، میں ایک انصاری لڑکا ہوں۔''

فوائد: ...... بہتر یہی ہے کہ اسلامی نسبت اختیار کی جائے، انصار کی طرف نسبت اسلامی نسبت ہے، جبکہ اہل فارس کافر تھے اور ان کی طرف نسبت کرنا جہالت کا کام تھا۔

(۱۱۵۵۳)۔ عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا يَضُرُّ امْرَأَةً نَزَلَتْ بَيْنَ بَيْتَيْنِ مِنَ الْأَنْصَارِ أَوْ نَزَلَتْ بَيْنَ أَبَوَيْهَا۔)) (مسند احمد: ۲۶۷۳۷)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس عورت کو کوئی تکلیف نہیں جو انصاریوں کے گھروں میں اترے یا اپنے والدین کے گھر اترے۔''

فوائد: ...... اس حدیث میں انصار لوگوں کے حسن اخلاق، تقوی اور پاکدامنی کو واضح کیا گیا ہے کہ کسی عورت کو یہ محسوس نہیں ہوتا کہ وہ اپنے والدین کے گھر میں آباد ہے یا انصار کے گھر میں آ چکی ہے۔

بَابُ خَيْرِ دُوْرِ الْأَنْصَارِ
انصار کے بہترین گھرانوں کا تذکرہ

(۱۱۵۵٤)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ دُوْرِ الْأَنْصَارِ؟)) قَالُوْا: بَلٰى، يَا رَسُولَ اللّٰهِ!، قَالَ: ((بَنُو عَبْدِ الْأَشْهَلِ وَهُمْ رَهْطُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ۔)) قَالُوْا: ثُمَّ مَنْ؟ يَا رَسُولَ اللّٰهِ!، قَالَ: ((ثُمَّ بَنُو النَّجَّارِ۔)) قَالُوْا: ثُمَّ مَنْ؟ يَا رَسُولَ اللّٰهِ!، قَالَ: ((ثُمَّ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ۔)) قَالُوْا: ثُمَّ مَنْ؟ يَا رَسُولَ اللّٰهِ!، قَالَ: ((ثُمَّ بَنُو سَاعِدَةَ۔)) قَالُوْا، ثُمَّ مَنْ؟

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں یہ نہ بتلاؤں کہ انصار کے سب سے اچھے گھرانے کون کون سے ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا: ضرور بیان فرمائیں، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''بنو عبدالاشہل، یہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا قبیلہ تھا۔'' صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ان کے بعد؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر بنو نجار ہیں۔'' صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ان کے بعد کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر بنو حارث بن خزرج۔'' صحابہ نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! ان کے

(۱۱۵۵۳) تخریج: اسناده صحيح، اخرجه الحاكم: ٤/ ٨٣، وابن حبان: ٧٢٦٧ (انظر: ٢٦٢٠٧)
(۱۱۵۵٤) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٥١٢ (انظر: ٧٦٢٨)

يَا رَسُولَ اللّٰهِ!، قَالَ: ((ثُمَّ فِي كُلِّ دُورِ الْأَنْصَارِ خَيْرٌ۔)) قَالَ مَعْمَرٌ: أَخْبَرَنِي ثَابِتٌ وَقَتَادَةُ أَنَّهُمَا سَمِعَا أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَذْكُرُ هٰذَا الْحَدِيثَ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: ((بَنُو النَّجَّارِ ثُمَّ بَنُو عَبْدِ الْأَشْهَلِ۔)) (مسند احمد: ۷٦۱۷)

بعد کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر بنو ساعدہ۔'' صحابہ نے پوچھا: اللہ کے رسول! ان کے بعد کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر انصار کے سب ہی گھرانوں میں خیر ہی خیر ہے۔'' معمر سے مروی ہے کہ ثابت اور قتادہ نے مجھ سے بیان کیا کہ ان دونوں نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہی حدیث بیان کرتے سنا تو انہوں نے سب سے پہلے بنونجار کا اور ان کے بعد بنو عبدالاشہل کا ذکر کیا۔

(۱۱۵۵۵)۔ عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ السَّاعِدِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ((خَيْرُ دُورِ الْأَنْصَارِ بَنُو النَّجَّارِ، ثُمَّ بَنُو عَبْدِ الْأَشْهَلِ، ثُمَّ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ، ثُمَّ بَنُو سَاعِدَةَ۔)) ثُمَّ قَالَ: ((وَفِي كُلِّ دُورِ الْأَنْصَارِ خَيْرٌ)) فَقَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ: جَعَلَنَا رَابِعَ أَرْبَعَةٍ، أَسْرِجُوا لِي حِمَارِي، فَقَالَ ابْنُ أَخِيهِ: أَتُرِيدُ أَنْ تَرُدَّ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حَسْبُكَ أَنْ تَكُونَ رَابِعَ أَرْبَعَةٍ۔ (مسند احمد: ۱٦۱٤۷)

ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''انصار کے گھرانوں میں سب سے بہترین گھرانہ بنونجار کا، ان کے بعد بنو عبدالاشہل کا، ان کے بعد بنو حارث بن خزرج اور ان کے بعد بنو ساعدہ کا ہے، ویسے انصار کے سب گھرانوں میں خیر ہی خیر ہے۔'' یہ سن کر سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ نے ہمارا نام چوتھے نمبر پر لیا، میرے گدھے پر زین کسو (میں جا کر آپ ﷺ یہ شکایت کرتا ہوں)۔ لیکن ان کے بھتیجے نے ان سے کہا: کیا آپ اللہ کے رسول ﷺ کی بات پر اعتراض کریں گے؟ تمہارے لیے یہ اعزاز بھی کافی ہے کہ تم چوتھے نمبر پر ہو۔

فوائد:...... جیسے ہر مقام پر یہ معاملہ واضح ہے کہ بعض قبیلے اپنی صفات کی بنا پر بعض سے برتری رکھتے ہیں، بالکل یہی معاملہ انصار کا تھا، بہرحال انصار کے تمام قبائل میں خیر و بھلائی تو پائی ہی جاتی تھی، لیکن پھر بھی آپ ﷺ نے ان کے اسلام کی طرف سبقت کرنے، اسلام کے لیے قربانیاں دینے اور ان کے مزاج کو دیکھ کر ان کے بعض قبائل کو بعض پر ترجیح دی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرِينَ

انصار اور مہاجرین کی فضیلت کا بیان

(۱۱۵۵٦)۔ عَنْ جَرِيرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ

سیدنا جریر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(۱۱۵۵۵) تخريج: أخرجه البخاري مختصرا: ٦٠٥٣، و أخرجه بنحوه مسلم: ٢٥١١ (انظر: ١٦٠٥١)

(۱۱۵۵٦) تخريج: حديث صحيح، اخرجه الطيالسي: ٦٧١، وابن حبان: ٧٢٦٠، والطبراني في "الكبير": ١٠٤٠٨ (انظر: ١٩٢١٥)

اللّٰهِ ﷺ ((اَلْـمُهَـاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ أَوْلِيَاءُ بَـعْـضُـهُـمْ لِبَعْضٍ ، وَالطُّلَقَاءُ مِنْ قُرَيْشٍ ، وَالْعُتَقَاءُ مِنْ ثَقِيفٍ ، بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ فِـيْ الـدُّنْيَـا وَالْـآخِـرَةِ ، وَالْمُهَـاجِـرُوْنَ وَالْاَنْـصَـارُ بَـعْـضُـهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔)) (مسند احمد: ١٩٤٢٨)

''مہاجرین اور انصار یہ سب ایک دوسرے کے مددگار اور معاون ہیں، اسی طرح قریش کے وہ لوگ جنہیں فتح مکہ کے دن معاف کر دیا گیا اور بنو ثقیف کے آزاد کردہ لوگ دنیا اور آخرت میں ایک دوسرے کے مددگار اور معاون ہیں اور مہاجرین و انصار قیامت تک ایک دوسرے کے مددگار اور معاون ہیں۔''

(١١٥٥٧)۔ (وَعَـنْـهُ مِـنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَـالَ: ((وَالـطُّلَقَاءُ مِنْ قُرَيْشٍ ، وَالْعُتَقَاءُ مِنْ ثَقِيفٍ ، بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ فِـيْ الـدُّنْيَـا وَالْـآخِـرَةِ ، وَالْمُهَـاجِـرُوْنَ وَالْاَنْـصَـارُ بَـعْـضُـهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔)) (مسند احمد: ١٩٤٣١)

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''قریش کے جن لوگوں کو فتح مکہ کے دن معاف کر دیا گیا، وہ اور بنو ثقیف کے وہ لوگ جنہیں آزاد کر دیا گیا، یہ سب دنیا و آخرت میں ایک دوسرے کے معاون اور مددگار ہیں، اور مہاجرین و انصار بھی دنیا اور آخرت میں ایک دوسرے کے مددگار اور معاون ہیں۔''

(١١٥٥٨)۔ أَنَـسَ بْـنَ مَالِكٍ ، قَالَ: قَالَتِ الْأَنْصَارُ: نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدًا ، عَلَى الْـجِهَـادِ مَـا بَـقِينَـا أَبَدًا ، فَأَجَابَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((الـلّٰهُـمَّ إِنَّ الْخَيْرَ خَيْرُ الْآخِرَهْ ، فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَه۔)) وَفِيْ رِوَايَةٍ: ((فَـأَصْلِحِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ۔)) (مسند احمد: ١٢٧٦٢)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انصار نے یوں کہا: ''نَـحْـنُ الَّـذِيـنَ بَايَعُوا مُحَمَّدًا ، عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِينَا أَبَدًا'' (ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمد ﷺ کے ہاتھ پر اس بات کی بیعت کی ہے کہ ہم جب تک زندہ رہیں گے، جہاد کرتے رہیں گے۔) تو ان کے اس قول کے جواب میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! اصل کامیابی تو آخرت کی کامیابی ہے، پس انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما۔'' ایک روایت میں ہے: ''پس تو انصار اور مہاجرین کی اصلاح فرما۔''

(١١٥٥٩)۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ الْمُهَاجِرُونَ: يَـا رَسُـولَ الـلّٰـهِ! مَـا رَأَيْنَا مِثْلَ قَوْمٍ قَدِمْنَا

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مہاجرین نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم جن انصاری لوگوں کے پاس آئے

(١١٥٥٧) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(١١٥٥٨) تخريج: أخرجه البخاری: ٢٩٦١، ٣٧٩٦، ومسلم: ١٨٠٥ (انظر: ١٢٧٣٢)

(١١٥٥٩) تـخـريـج: اسـنـاده صحيح على شرط الشيخين ، اخرجه ابوداود: ٤٨١٢ ، والترمذی: ٢٤٨٧ (انظر: ١٣١٢٢)

عَلَيْهِمْ أَحْسَنَ مُوَاسَاةً فِي قَلِيلٍ وَلَا أَحْسَنَ بَذْلًا فِي كَثِيرٍ، لَقَدْ كَفَوْنَا الْمَئُونَةَ، وَأَشْرَكُونَا فِي الْمَهْنَإِ حَتّٰى لَقَدْ حَسِبْنَا أَنْ يَذْهَبُوا بِالْأَجْرِ كُلِّهِ، قَالَ: ((لَا مَا أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِمْ وَدَعَوْتُمُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَهُمْ۔)) (مسند احمد: ۱۳۱۵۳)

ہیں، ہم نے ان جیسے لوگ نہیں دیکھے، ان کے پاس کھانے پینے کی اشیاء کم ہوں تو خوب ہمدردی کرتے ہیں اور اگر ان کے پاس کھانے پینے کو وافر ہو تو بھی خوب خرچ کرتے ہیں۔ انہوں نے ہمیں محنت مزدوری سے بچایا اور اپنی کمائی میں ہمیں اپنا شریک بنایا۔ ہمیں تو اندیشہ ہے کہ سارا اجر وثواب یہ لوگ لے جائیں گے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "نہیں، یہ بات نہیں ہے، تم لوگ جب تک ان کی تعریف کرو گے اور اللہ تعالیٰ سے ان کے حق میں دعائیں کرو گے تو تمہیں بھی اجر وثواب ملتا رہے گا۔"

فوائد:...... معلوم ہوا کہ اگر بندے کے پاس احسان کا بدلہ چکانے کے لیے کچھ نہ ہو تو وہ زبان سے اچھے انداز میں شکریہ ادا کرے اور اس انداز میں تعریفی کلمات کہے کہ احسان کرنے والے کی حوصلہ افزائی ہو جائے، لیکن تعریف کرنے میں نہ غلو کیا جائے اور نہ احسان کرنے والا ریاکاری میں مبتلا ہو۔

(۱۱۵۶۰)۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: حَالَفَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ فِي دَارِنَا، قَالَ سُفْيَانُ: كَأَنَّهُ يَقُولُ: آخٰى۔ (مسند احمد: ۱۲۱۱۳)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے گھر میں مہاجرین اور انصار کے مابین ایک معاہدہ کرایا۔ اس حدیث کا ایک راوی سفیان کہتے ہیں: سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی معاہدہ سے مراد مواخات اور بھائی چارہ ہے۔

(۱۱۵۶۱)۔ عَنْ أَبِي مُوسٰى أَنَّ أَسْمَاءَ لَمَّا قَدِمَتْ لَقِيَهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ فِي بَعْضِ طُرُقِ الْمَدِينَةِ، فَقَالَ: آلْحَبَشِيَّةُ هِيَ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، فَقَالَ: نِعْمَ الْقَوْمُ أَنْتُمْ، لَوْلَا أَنَّكُمْ سُبِقْتُمْ بِالْهِجْرَةِ، فَقَالَتْ هِيَ لِعُمَرَ: كُنْتُمْ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَحْمِلُ رَاجِلَكُمْ وَيُعَلِّمُ جَاهِلَكُمْ وَفَرَرْنَا بِدِينِنَا، أَمَا إِنِّي لَا أَرْجِعُ حَتّٰى أَذْكُرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَرَجَعَتْ إِلَيْهِ فَقَالَتْ لَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((بَلْ لَكُمْ

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا جب حبشہ سے واپس آئیں تو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی ان سے ملاقات ہوئی، تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے بارے میں کہا: کیا یہ وہی ہے جو حبشہ سے آئی ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر لوگ ہجرت کرنے میں تم پر سبقت نہ لے چکے ہوتے تو تم بہترین لوگ ہوتے، یہ سن کر انھوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے، تم میں سے جو سواری سے محروم ہوتا یعنی پیدل ہوتا، اللہ کے رسول اسے سواری دیتے

(۱۱۵۶۰) تخريج: اخرجه البخاري: ۲۲۹٤، ومسلم: ۲۵۲۹ (انظر: ۱۲۰۸۹)

(۱۱۵۶۱) تخريج: أخرجه البخاري: ٤۲۳۰، ٤۲۳۱، ومسلم: ۲۵۰۳ (انظر: ۱۹۵۲٤)

الْهِجْرَةُ مَرَّتَيْنِ، هِجْرَتُكُمْ إِلَى الْمَدِينَةِ، وَهِجْرَتُكُمْ إِلَى الْحَبَشَةِ۔)) (مسند احمد: ١٩٧٥٣)

اور تم میں سے جو کوئی دین کے مسائل سے واقف نہ ہوتا، اللہ کے رسول اسے تعلیم دیتے اور ہم تو اپنا دین بچانے کے لیے یہاں سے فرار ہو گئے تھے، اب میں جب تک اس بات کا نبی کریم ﷺ سے ذکر نہ کرلوں واپس نہیں آؤں گی۔ پس وہ آپ کی خدمت میں گئی اور آپ ﷺ کو یہ بات بتلائی، نبی کریم ﷺ نے جوابا فرمایا: ''بلکہ تمہاری تو دو ہجرتیں ہو گئیں، ایک مدینہ کی طرف اور ایک حبشہ کی طرف۔''

فوائد:...... مہاجرین حبشہ کی فضیلت ومنقبت بھی مسلم ہے کہ انہیں دو ہجرتوں کا ثواب ہوگا، انہوں نے ایک دفعہ حبشہ کی طرف ہجرت کی اور دوسری دفعہ مدینہ منورہ کی طرف۔

گویا نبی کریم ﷺ نے عمر بن خطاب کی تائید نہیں کی جو یہ کہنا چاہتے تھے کہ ہم نے حبشہ کی طرف جانے والوں سے پہلے ہجرت کی۔ بلکہ آپ نے حبشہ کی طرف جانے کو بھی اللہ کی طرف ہجرت قرار دیا اور اسماء اور دیگر قافلہ کو دو ہجرتیں کرنے والے قرار دیا۔ (عبداللہ رفیق)

بَابُ مَا جَاءَ فِيمَا اشْتَرَكَ فِيهِ أَبُو بَكْرٍ وَ عُمَرُ وَعَلِيٌّ رضی اللہ عنہم

ان خصوصیات وفضائل کا بیان جو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ ، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ میں مشترک ہیں

(١١٥٦٢)۔ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ الْهَمْدَانِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ عَلَى الْمِنْبَرِ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا؟ قَالَ: فَذَكَرَ أَبَا بَكْرٍ، ثُمَّ قَالَ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِالثَّانِي، قَالَ: فَذَكَرَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، ثُمَّ قَالَ: لَوْ شِئْتُ لَأَنْبَأْتُكُمْ بِالثَّالِثِ، قَالَ: وَسَكَتَ فَرَأَيْنَا أَنَّهُ يَعْنِي نَفْسَهُ، فَقُلْتُ: أَنْتَ سَمِعْتَهُ يَقُولُ هٰذَا؟ قَالَ: نَعَمْ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ وَإِلَّا صُمَّتَا۔ (مسند احمد: ٩٠٩)

عبد خیر ہمدانی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو سنا، وہ منبر پر تشریف فرما تھے اور کہہ رہے تھے: لوگو! کیا میں تمہیں نہ بتلاؤں کہ اس امت میں نبی کے بعد کون سب سے افضل ہے؟ پھر انہوں نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا نام لیا۔ پھر کہا: کیا میں تمہیں اس آدمی کے بارے میں نہ بتلاؤں جو نبی کے بعد امت میں دوسرے درجہ پر ہے؟ پھر انہوں نے خود ہی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا نام لیا۔ اور پھر کہا: اگر میں چاہوں تو تمہیں اس آدمی کے متعلق بتلا سکتا ہوں جو تیسرے درجہ پر ہے۔ عبد خیر کہتے ہیں کہ یہ کہہ کر وہ خاموش رہے۔ ہم یہی سمجھے کہ وہ اپنے آپ کو مراد لے رہے ہیں۔ میں نے ان سے دریافت کیا، کیا آپ نے خود رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا

(١١٥٦٢) تخريج: اسناده قوي (انظر: ٩٠٩)

ہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، رب کعبہ کی قسم!، اگر میں نے خود نہ سنا ہوتو میرے یہ کان بہرے ہو جائیں۔

(۱۱۵۶۳)۔ حَدَّثَنِی اَبُوْ جُحَیْفَۃَ الَّذِیْ کَانَ عَلِیٌّ یُسَمِّیْہِ وَھْبَ الْخَیْرِ، قَالَ: قَالَ عَلِیٌّ: یَا اَبَا جُحَیْفَۃَ! اَلا اُخْبِرُکَ اَفْضَلَ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ بَعْدَ نَبِیِّھَا؟ قَالَ: قُلْتُ: بَلٰی، وَلَمْ اَکُنْ اَرٰی اَنَّ اَحَدًا اَفْضَلُ مِنْہُ، قَالَ: اَفْضَلُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ بَعْدَ نَبِیِّھَا اَبُوْ بَکْرٍ، وَبَعْدَ اَبِیْ بَکْرٍ عُمَرُ، وَبَعْدَ ھُمَا آخَرُ ثَالِثٌ وَلَمْ یُسَمِّہِ۔ (مسند احمد: ۸۳۵)

ابو جحیفہ، جنہیں علی رضی اللہ عنہ ''وہب الخیر'' کے لقب سے یاد کیا کرتے تھے، ان سے مروی ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: اے ابو جحیفہ! کیا میں تمہیں یہ نہ بتلاؤں کہ اس امت میں نبی کے بعد افضل ترین آدمی کون ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ضرور بتلائیں اور میرا خیال تھا کہ نبی ﷺ کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے افضل کوئی نہیں ہو سکتا۔ لیکن انھوں نے کہا: نبی ﷺ کے بعد اس امت میں سب سے افضل سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ، ان کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد ایک تیسرا آدمی ہے، پھر انہوں نے اس کا نام نہ لیا۔

(۱۱۵٦٤)۔ عَنْ وَھْبِ نِ السُّوَائِیِّ قَالَ: خَطَبَنَا عَلِیٌّ رضی اللہ عنہ فَقَالَ: مَنْ خَیْرُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ بَعْدَ نَبِیِّھَا؟ فَقُلْتُ: اَنْتَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ، قَالَ: لَا، خَیْرُ ھٰذِہِ بَعْدَ نَبِیِّھَا اَبُوْبَکْرٍ ثُمَّ عُمَرُ رضی اللہ عنہ، وَمَا نُبْعِدُ اَنَّ السَّکِیْنَۃَ تَنْطِقُ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ۔ (مسند احمد: ۸۳٤)

وہب سوائی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطبہ دیا اور پوچھا کہ اس امت میں نبی کے بعد سب سے افضل کون ہے؟ میں نے عرض کیا: آپ خود ہیں، اے امیر المومنین! لیکن انھوں نے کہا: نہیں، اس امت میں نبی ﷺ کے بعد سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں، ان کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ہیں اور ہم اس امر کو بعید نہیں سمجھتے کہ سکون اور وقار عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر بولتا ہے۔

فوائد:...... ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: کُنَّا اَصْحَابَ مُحَمَّدٍ لَا نَشُکُّ اَنَّ السَّکِیْنَۃَ تَکَلَّمُ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ۔ ہم محمد ﷺ کے صحابہ اس حقیقت میں کوئی شک نہیں کرتے تھے کہ سکینت عمر کی زبان پر بولتی ہے۔)

(۱۱۵٦۵)۔ عَنْ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَبَقَ النَّبِیُّ ﷺ وَصَلّٰی اَبُوْ بَکْرٍ وَثَلَّثَ عُمَرُ،

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فضیلت و مرتبہ میں نبی کریم ﷺ سب سے آگے ہیں، آپ ﷺ کی زندگی ہی

(۱۱۵٦۳) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم (انظر: ۸۳۵)

(۱۱۵٦٤) تخریج: اسنادہ قوی (انظر: ۸۳٤)

(۱۱۵٦۵) تخریج: صحیح لغیرہ، اخرجہ الطبرانی فی "الاوسط": ۱٦٦۱، والنسائی فی "مسند علی" (انظر: ۸۹۵)

ثُمَّ خَبَطَتْنَا أَوْ أَصَابَتْنَا فِتْنَةٌ، يَعْفُوا اللّٰهُ عَمَّنْ يَشَاءُ۔ (مسند احمد: ۸۹۵)

میں آپ ﷺ کے نائب کے طور پر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے امامت کے فرائض سر انجام دیئے اور تیسرا درجہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا ہے۔ ان کے بعد ہم فتنوں میں مبتلا ہو گئے اور اللہ جس سے چاہے گا، درگزر فرمائے گا۔

فوائد:...... فتنوں سے مراد سیدنا عثمان کی شہادت اور جنگ جمل اور جنگ صفین وغیرہ ہیں۔

(۱۱۵٦٦)۔ وَعَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِيْ جُحَيْفَةَ قَالَ: كَانَ أَبِيْ مِنْ شُرَطِ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ وَكَانَ تَحْتَ الْمِنْبَرِ، فَحَدَّثَنِيْ أَبِيْ: أَنَّهُ صَعِدَ الْمِنْبَرَ يَعْنِيْ عَلِيًّا رضی اللہ عنہ، فَحَمِدَ اللّٰهَ تَعَالٰى وَأَثْنٰى عَلَيْهِ وَصَلّٰى عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَقَالَ: خَيْرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُوْ بَكْرٍ وَالثَّانِيْ عُمَرُ، وَقَالَ: يَجْعَلُ اللّٰهُ تَعَالَى الْخَيْرَ حَيْثُ أَحَبَّ۔ (مسند احمد: ۸۳۷)

عون بن ابی جحیفہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میرے والد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے خصوصی پہرہ داروں میں سے تھے، وہ منبر کے قریب بیٹھے تھے، انہوں نے مجھے بیان کیا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے منبر پر آ کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی اور نبی کریم ﷺ پر درود بھیجا اور کہا: اس امت میں نبی ﷺ کے بعد سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں۔ پھر کہا: اللہ جہاں چاہتا ہے، خیر و برکت نازل کر دیتا ہے۔

(۱۱۵٦۷)۔ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْرُجُ إِلَى الْمَسْجِدِ فِيهِ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْأَنْصَارُ، وَمَا مِنْهُمْ أَحَدٌ يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنْ حَبْوَتِهِ إِلَّا أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ، فَيَتَبَسَّمُ إِلَيْهِمَا وَيَتَبَسَّمَانِ إِلَيْهِ۔ (مسند احمد: ۱۲۵٤٤)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ مسجد میں تشریف لاتے، وہاں مہاجرین و انصار سب موجود تھے، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی آدمی آپ کی طرف سر نہ اٹھاتا تھا اور آپ ﷺ ان دونوں کی طرف دیکھ کر وہ دونوں آپ کی طرف دیکھ کر تبسم کرتے تھے۔

فوائد:...... جب محبت اور راز داری زیادہ ہو تو ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہی بلا اختیار مسکراہٹ کے آثار نمایاں ہونے لگتے ہیں۔

(۱۱۵٦۸)۔ عَنِ ابْنِ أَبِيْ حَازِمٍ قَالَ: جَاءَ

ابن ابی حازم سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے علی بن حسین کی

(۱۱۵٦٦) تخریج: اسناده قوی (انظر: ۸۳۷)

(۱۱۵٦۷) تخریج: اسناده ضعیف، الحکم بن عطية ضعيف يعتبر به، اخرجه الترمذی: ۳٦٦۸ (انظر: ۱۲۵۱٦)

(۱۱۵٦۸) تخریج: اسناده ضعيف، ابن ابی حازم، لم نعرفه، فان كان عبد العزيز بن ابی حازم، فالاسناد منقطع، لانه لم يدرك علی بن الحسين (انظر: ۱٦۷۰۹)

رَجُلٌ اِلَى عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ رضی اللہ عنہ فَقَالَ: مَا كَانَ مَنْزِلَةُ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ؟ فَقَالَ: كَمَنْزِلَتِهِمَا السَّاعَةَ۔ (مسند احمد: ١٦٨٢٩)

خدمت میں آ کر عرض کیا کہ نبی کریم ﷺ کے ہاں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا کیا مقام تھا؟ انہوں نے کہا: (ان دوہستیوں کا وہی مقام تھا) جو اس گھڑی میں ان کا حاصل ہے۔

فوائد:...... یہ بہت خوبصورت جواب ہے کہ جیسے نبی کریم ﷺ، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ایک کمرے میں مدفون ہیں، ایسے ہی یہ اپنی زندگی میں تھے۔

(١١٥٦٩)۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ امْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ صَنَعَتْ لَهُ طَعَامًا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((يَدْخُلُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ۔)) فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَهَنَّيْنَاهُ، ثُمَّ قَالَ: ((يَدْخُلُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ۔)) فَدَخَلَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَهَنَّيْنَاهُ، ثُمَّ قَالَ: ((يَدْخُلُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ۔)) فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُدْخِلُ رَأْسَهُ تَحْتَ الْوَدِيِّ فَيَقُولُ: ((اللَّهُمَّ إِنْ شِئْتَ جَعَلْتَهُ عَلِيًّا۔)) فَدَخَلَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَهَنَّيْنَاهُ۔ (مسند احمد: ١٤٦٠٤)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک انصاری خاتون نے نبی کریم ﷺ کی دعوت کی اور کھانا تیار کیا، ہم بھی آپ کے ساتھ تھے۔ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے پاس ایک جنتی آدمی آ رہا ہے۔'' اتنے میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے، ہم نے ان کو مبارکباد دی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک جنتی آدمی تمہارے پاس آنے والا ہے۔'' اتنے میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے۔ ہم نے انہیں مبارک باد دی۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ''تمہارے پاس ایک جنتی آدمی آنے والا ہے۔'' میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ نے یہ کہہ کر اپنا سر کھجور کے چھوٹے درختوں کے نیچے کر لیا اور فرمایا: ''اے اللہ! اگر تو چاہے تو آنے والا علی ہو۔'' اتنے میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے، اور ہم نے انہیں بھی مبارک باد دی۔

فوائد:...... سبحان اللہ! کیسی کرامت اور خوبصورت ترتیب، کیا بات ہے اللہ تعالیٰ کے پیاروں کی۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَأَرْضَاهُمْ۔

(١١٥٧٠)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنَمٍ الْأَشْعَرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رضی اللہ عنہما: ((لَوِ اجْتَمَعْتُمَا فِي مَشْوَرَةٍ مَا خَالَفْتُكُمَا۔)) (مسند احمد: ١٨١٥٧)

عبدالرحمن بن غنم اشعری سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اگر کسی مشورہ میں تم دونوں کی رائے ایک ہو تو میں تمہاری رائے سے اختلاف نہیں کروں گا۔''

(١١٥٦٩) تخريج: اسناده محتمل للتحسين ، اخرجه الطبراني في "الاوسط": ٦٩٩٨ (انظر: ١٤٥٥٠)

(١١٥٧٠) تخريج: اسناده ضعيف لضعف شهر بن حوشب، وحديث عبد الرحمن بن غنم عن النبي ﷺ مرسل (انظر: ١٧٩٩٤)

(۱۱۵۷۱)۔ عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اقْتَدُوْا بِالَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِيْ أَبِيْ بَكْرٍ وَ عُمَرَ۔)) (مسند احمد: ٢٣٦٣٤)

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم میرے بعد ابو بکر اور عمر کی اقتداء کرنا۔''

فوائد:...... اس میں ان دو ہستیوں کی خلافت اور حسن سیرت کی طرف واضح طور پر اشارہ ہے۔

دوسری آیات و احادیث کی روشنی میں یہ کہنا درست ہے کہ خلفائے راشدین اور صحابہ کرام کی اطاعت اس وقت تک کی جائے گی، جب تک اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی نہ ہو۔

(۱۱۵۷۲)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: لِنَطَلَقْتُ أَنَا وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَسَمُرَةُ بْنُ جُنْدُبٍ فَأَتَيْنَا النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالُوْا لَنَا: انْطَلَقُوْا إِلٰى مَسْجِدِ التَّقْوٰى، فَانْطَلَقْنَا نَحْوَهُ فَاسْتَقْبَلْنَاهُ يَدَاهُ عَلٰى كَاهِلِ أَبِيْ بَكْرٍ وَ عُمَرَ ؓ فَثُرْنَا فِيْ وَجْهِهِ، فَقَالَ: ((مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا أَبَا بَكْرٍ؟)) قَالَ: عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَأَبُوْ هُرَيْرَةَ وَسَمُرَةَ۔ (مسند احمد: ١٠٧٧٧)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں گئے، لوگوں نے ہمیں بتلایا کہ آپ ﷺ تو تقویٰ مسجد کی طرف تشریف لے گئے ہیں، ہم بھی ادھر چل دیئے، جب ہم آپ ﷺ کے سامنے پہنچے تو دیکھا کہ آپ کے ہاتھ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے کاندھوں پر تھے، ہم نے آپ ﷺ کے چہرے پر غصہ کے آثار محسوس کیے، آپ نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: ''یہ کون لوگ ہیں؟'' انہوں نے بتلایا کہ یہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

فوائد:...... مدینہ منورہ کے اطراف میں ایک مسجد کا نام تقوی تھا، شناخت کے لیے مسجد کا کوئی نام بھی رکھا جا سکتا ہے۔

(۱۱۵۷۳)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةً، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ، فَقَالَ: ((بَيْنَا رَجُلٌ يَسُوْقُ بَقَرَةً إِذْ رَكِبَهَا فَضَرَبَهَا، قَالَتْ: إِنَّا لَمْ نُخْلَقْ لِهٰذَا إِنَّمَا خُلِقْنَا لِلْحِرَاثَةِ۔)) فَقَالَ النَّاسُ:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی، پھر آپ ﷺ نے ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ''ایک دفعہ ایک آدمی بیل کو ہانکے جا رہا تھا کہ وہ اس پر سوار ہو گیا اور اس نے اسے مارا، آگے سے بیل نے بول کر کہا کہ ہمیں سواری کے لیے تو پیدا نہیں کیا گیا، ہمیں تو کھیتی باڑی

(۱۱۵۷۱) تخریج: حدیث حسن بطرقه وشواهده، اخرجه الترمذی: ٣٦٦٢ (انظر: ٢٣٢٤٥)

(۱۱۵۷۲) تخریج: اسناده ضعیف لضعف ابی هلال، ولجهالة ابی امین (انظر: ١٠٧٦٧)

(۱۱۵۷۳) تخریج: أخرجه البخاری: ٣٤٧١، ومسلم: ٢٣٨٨ (انظر: ٧٣٥١)

سُبْحَانَ اللّٰهِ! بَقَرَةٌ تَتَكَلَّمُ؟ فَقَالَ: ((فَإِنِّي أُومِنُ بِهٰذَا أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ غَدًا غَدًا وَعُمَرُ۔)) وَمَا هُمَا ثَمَّ، ((وَبَيْنَا رَجُلٌ فِي غَنَمِهِ إِذْ عَدَا عَلَيْهَا الذِّئْبُ فَأَخَذَ شَاةً مِنْهَا فَطَلَبَهُ فَأَدْرَكَهُ فَاسْتَنْقَذَهَا مِنْهُ فَقَالَ: يَا هٰذَا اسْتَنْقَذْتَهَا مِنِّي فَمَنْ لَهَا يَوْمَ السَّبُعِ يَوْمَ لَا رَاعِيَ لَهَا غَيْرِي؟)) قَالَ النَّاسُ: سُبْحَانَ اللّٰهِ! ذِئْبٌ يَتَكَلَّمُ؟ فَقَالَ: ((إِنِّي أُومِنُ بِذٰلِكَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ۔)) وَمَا هُمَا ثَمَّ۔ (مسند احمد: ٧٣٤٥)

کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔'' لوگوں نے یہ بات سن کرازراہ تعجب کہا: سبحان اللہ! بیل باتیں کرنے لگا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس بات کی صداقت پر میرا، ابو بکر اور عمر کا بھی ایمان ہے۔'' حالانکہ سیدنا ابو بکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما وہاں موجود نہیں تھے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک دفعہ ایک آدمی اپنی بکریوں کے ریوڑ میں تھا کہ ایک بھیڑیئے نے حملہ کر کے ایک بکری کو اچک لیا، اس نے اس کا پیچھا کر کے اسے جا لیا اور اس سے بکری کو چھڑا لیا، تو بھیڑیئے نے بول کر کہا: ارے تو نے آج تو اسے مجھ سے چھڑا لیا، فتنوں کے دنوں میں جب لوگ مویشیوں کو یونہی چھوڑ کر بھاگ جائیں گے اور اس دن میرے سوا ان کا کوئی چرواہا (محافظ) نہ ہوگا، تب ان کو مجھ سے کون بچائے گا؟'' لوگوں نے یہ سن کر بھی ازراہ تعجب کہا: سبحان اللہ! بھیڑیا انسانوں کی طرح باتیں کرنے لگا۔ لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس بات کی صداقت پر میرا، ابو بکر کا اور عمر کا بھی ایمان ہے۔'' حالانکہ وہ دونوں اس وقت وہاں موجود نہ تھے۔

فوائد:...... سبحان اللہ! نبی کریم ﷺ کو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ایمان وایقان پر کتنا اعتماد تھا کہ ان کی عدم موجودگی میں آپ ﷺ ان کی تصدیق کی شہادت دے رہے ہیں، یہ شیخین کی بڑی عظیم منقبت ہے۔

(١١٥٧٤)۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَأَقْبَلَ أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَقَالَ: ((يَا عَلِيُّ! هٰذَانِ سَيِّدَا كُهُوْلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَشَبَابِهَا عَدَا النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ۔)) (مسند احمد: ٦٠٢)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں تھا کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے علی! یہ دونوں جنتی بزرگوں اور نوجوانوں کے سردار ہوں گے، ماسوائے انبیاء و رسل کے۔''

فوائد:...... ''کُھُوْل'' کا واحد ''کَھْل'' ہے، جو آدمی اپنی عمر کے تیس یا چونتیس برس سے اکاون برس کے درمیان ہوتا ہے، اس کو ''کَھْل'' کہتے ہیں، ہم نے اس لفظ کا معنی بزرگ کیا ہے۔

(١١٥٧٤) تخريج: حديث صحيح، اخرجه الترمذي: ٣٦٦٦، وابن ماجه: ٩٥ (انظر: ٦٠٢)

جنت میں تو ہر ایک کو ایک ہی عمر کی نوجوانی ملے گی، اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ جو افراد بزرگی اور نوجوانی کی عمر میں وفات پا کر جنت میں جائیں گے، ان کے سردار سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما ہوں گے۔

(۱۱۵۷۵)۔ عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: قَامَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلَى الْمِنْبَرِ فَذَكَرَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: قُبِضَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَاسْتُخْلِفَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَعَمِلَ بِعَمَلِهِ وَسَارَ بِسِيرَتِهِ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى ذٰلِكَ، ثُمَّ اسْتُخْلِفَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلٰى ذٰلِكَ فَعَمِلَ بِعَمَلِهِمَا وَسَارَ بِسِيرَتِهِمَا حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى ذٰلِكَ۔ (مسند احمد: ۱۰۵۵)

عبد خیر سے مروی ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے منبر پر کھڑے ہو کر رسول اللہ ﷺ کا ذکر خیر کیا اور فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ دنیا سے رخصت ہوئے تو ان کے بعد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ چن لیا گیا، انہوں نے سارے امور رسول اللہ ﷺ کے عمل کے مطابق سرانجام دیئے اور آپ ﷺ ہی کے طریقے پر چلتے رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے پاس بلا لیا۔ ان کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ چن لیا گیا، انہوں نے بھی اپنے دونوں پیش رووں کے عمل کے مطابق امور سرانجام دیئے اور ان دونوں کے طریقے پر چلتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی اپنے ہاں بلا لیا اور وہ اسی منہج پر قائم تھے۔

فوائد: ...... سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی روایت سے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت ومنقبت کی بہت سی احادیث مروی ہیں، باب کی آخری حدیث میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہر دو حضرات کی خلافت اور ان کے طریق کار کو رسول اللہ ﷺ کے طریقہ کے مطابق قرار دیا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو پہلے دونوں خلفاء کی خلافت اور ان کے کسی بھی امر پر قطعاً اعتراض نہ تھا۔

بَابُ مَا اشْتَرَكَ فِيهِ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ رضی اللہ عنہم

ان فضائل ومناقب کا تذکرہ جو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ میں مشترک ہیں

(۱۱۵۷۶)۔ قَالَ نَافِعُ بْنُ عَبْدِ الْحَارِثِ: خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى دَخَلَ حَائِطًا (وَفِي رِوَايَةٍ: مِنْ حَوَائِطِ الْمَدِينَةِ)، فَقَالَ لِي: أَمْسِكْ عَلَيَّ الْبَابَ، فَجَاءَ حَتّٰى جَلَسَ عَلَى الْقُفِّ وَدَلّٰى رِجْلَيْهِ فِي الْبِئْرِ

سیدنا نافع بن عبدالحارث سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گیا، یہاں تک کہ آپ مدینہ منورہ کے باغات میں سے ایک ایسے باغ میں داخل ہو گئے، اس کے باہر چار دیواری بنی ہوئی تھی، آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''تم دروازے پر ٹھہرو۔'' اور آپ خود کنوئیں کی منڈیر پر جا بیٹھے،

(۱۱۵۷۵) تخریج: اسنادہ حسن (انظر: ۱۰۵۵)

(۱۱۵۷۶) تخریج: أخرجه عن ابی موسی الاشعری البخاری: ۳۶۹۵، ۷۰۹۷، ۷۲۶۲ ومسلم: ۲۴۰۳ (انظر: ۵۳۷۴)

فَضُرِبَ الْبَابُ، قُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: أَبُوبَكْرٍ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ هٰذَا أَبُوبَكْرٍ؟ قَالَ: ((ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ۔)) قَالَ: فَأَذِنْتُ لَهُ وَبَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ، قَالَ: فَدَخَلَ فَجَلَسَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْقُفِّ (وَفِي رِوَايَةٍ: قُفِّ الْبِئْرِ) وَدَلّٰى رِجْلَيْهِ فِي الْبِئْرِ، ثُمَّ ضُرِبَ الْبَابُ فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ فَقَالَ: عُمَرُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ هٰذَا عُمَرُ؟ قَالَ: ((ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ۔)) قَالَ: فَأَذِنْتُ لَهُ وَبَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ، قَالَ: فَدَخَلَ فَجَلَسَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْقُفِّ وَدَلّٰى رِجْلَيْهِ فِي الْبِئْرِ، قَالَ: ثُمَّ ضُرِبَ الْبَابُ، فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: عُثْمَانُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ هٰذَا عُثْمَانُ؟ قَالَ: ((ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ مَعَهَا بَلَاءٌ۔)) (وَفِي رِوَايَةٍ: وَسَيَلْقٰى بَلَاءً)، فَأَذِنْتُ لَهُ وَبَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ، فَجَلَسَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْقُفِّ وَدَلّٰى رِجْلَيْهِ فِي الْبِئْرِ۔ (مسند احمد: ١٥٤٤٨)

آپ ﷺ نے اپنے پاؤں کنوئیں کے اندر لٹکا لیے، کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے پوچھا: کون ہو؟ آنے والے نے کہا: میں ابوبکر رضی اللہ عنہ ہوں۔ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! یہ ابوبکر آئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: انہیں اندر آنے کی اجازت دو اور ساتھ جنت کی بشارت بھی سنا دو۔'' میں نے انہیں اندر آنے کی اجازت دی اور جنت کی بھی بشارت دے دی۔ وہ آ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس ہی اسی طرح کنوئیں میں پاؤں لٹکا کر کنوئیں کی منڈیر پر بیٹھ گئے، کچھ دیر بعد پھر دروازہ کھٹکھٹایا گیا۔ میں نے پوچھا: کون ہو؟ اس نے کہا: میں عمر رضی اللہ عنہ ہوں۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ عمر آئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''انہیں اندر آنے کی اجازت دو اور جنت کی بشارت بھی سنا دو۔'' میں نے انہیں اندر آنے کی اجازت دی اور جنت کی بھی بشارت سنا دی، وہ آ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس کنوئیں کی منڈیر پر کنوئیں میں پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے۔ پھر کچھ دیر بعد دروازے پر دستک دی گئی۔ میں نے پوچھا: کون ہو؟ انہوں نے کہا: میں عثمان ہوں۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ عثمان رضی اللہ عنہ آئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''انہیں اندر آنے کی اجازت دو اور جنت کی بشارت بھی سنا دو، لیکن کچھ آزمائش کے بعد۔'' میں نے انہیں بھی اندر آنے کی اجازت دی اور جنت کی بھی بشارت سنائی۔ وہ بھی آ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس (آپ کے سامنے) کنوئیں میں پاؤں لٹکا کر کنوئیں کی منڈیر پر بیٹھ گئے۔

فوائد:...... سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی آزمائش سے مراد وہ حالات ہیں، جو ان کی شہادت کے وقت پیدا ہو گئے تھے اور جن کی وجہ سے وہ بالآخر شہید ہو گئے تھے۔

(١١٥٧٧)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ:

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں

(١١٥٧٧) تخریج: اسناده صحيح على شرط الشيخين (انظر: ٦٥٤٨)

كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَجَاءَ أَبُوْ بَكْرٍ فَاسْتَأْذَنَ، فَقَالَ: ((ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ.)) ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ فَاسْتَأْذَنَ، فَقَالَ: ((ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ.)) ثُمَّ جَاءَ عُثْمَانُ فَاسْتَأْذَنَ، فَقَالَ: ((ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ.)) قَالَ: فَقُلْتُ: فَأَيْنَ أَنَا؟ قَالَ: ((أَنْتَ مَعَ أَبِيْكَ.)) (مسند احمد: ٦٥٤٨)

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور انہوں نے اندر آنے کی اجازت طلب کی، آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''انہیں اندر آنے کی اجازت دو اور ساتھ جنت کی بشارت بھی دے دو۔'' اس کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے بھی آنے کی اجازت طلب کی۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''انہیں بھی اندر کی اجازت دو اور جنت کی بشارت بھی سنا دو۔'' اس کے بعد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے بھی اندر آنے کی اجازت طلب کی، آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''تم انہیں اندر آنے کی اجازت اور جنت کی بشارت دے دو۔'' سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے عرض کیا کہ میں کہاں ہوں گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنے باپ کے ساتھ ہوگے۔''

(١١٥٧٨)۔ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ حَسِبْتُهُ، قَالَ: فِي حَائِطٍ، فَجَاءَ رَجُلٌ فَسَلَّمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((اذْهَبْ فَأْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ.)) فَذَهَبْتُ فَإِذَا هُوَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ، فَقُلْتُ: ادْخُلْ وَأَبْشِرْ بِالْجَنَّةِ، فَمَا زَالَ يَحْمَدُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ حَتّٰى جَلَسَ، ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فَسَلَّمَ فَقَالَ: ((ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ.)) فَانْطَلَقْتُ فَإِذَا هُوَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ، فَقُلْتُ ادْخُلْ وَأَبْشِرْ بِالْجَنَّةِ، فَمَا زَالَ يَحْمَدُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ حَتّٰى جَلَسَ، ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فَسَلَّمَ فَقَالَ: ((اذْهَبْ فَأْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلَى

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک باغ میں تھا کہ ایک آدمی نے آ کر سلام کہا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم جا کر ان کو اندر آنے کی اجازت دو اور جنت کی بشارت بھی سنا دو۔'' میں نے دروازے پر جا کر دیکھا تو وہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے ان سے کہا: جی اندر آ جائیں اور آپ کو جنت کی بشارت ہو۔ وہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرنے لگے یہاں تک کہ بیٹھ گئے۔ اس کے بعد ایک اور آدمی نے آ کر سلام کہا تو آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''تم جا کر اسے بھی اندر آنے کی اجازت دو اور جنت کی بشارت بھی سنا دو۔'' میں دروازے پر گیا تو وہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے ان سے کہا: اندر آ جائیں اور آپ کو جنت کی بشارت ہو۔ وہ بھی اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتے ہوئے بیٹھ گئے۔ پھر ایک اور آدمی نے آ کر سلام کہا تو نبی کریم ﷺ

(١١٥٧٨) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٦٩٥، ٧٢٦٢، ومسلم: ٢٤٠٣ (انظر: ١٩٥٠٩)

بَلْوٰی شَدِیدَۃٍ۔)) قَالَ: فَانْطَلَقْتُ فَإِذَا هُوَ عُثْمَانُ، فَقُلْتُ: ادْخُلْ وَأَبْشِرْ بِالْجَنَّةِ عَلٰی بَلْوٰی شَدِیدَۃٍ، قَالَ: فَجَعَلَ یَقُولُ: اللّٰهُمَّ صَبْرًا حَتّٰی جَلَسَ۔ (مسند احمد: ۱۹۷۳۸)

نے مجھ سے فرمایا: ''تم جا کر اسے بھی اندر آنے کی اجازت دو اور جنت کی بشارت بھی سنا، لیکن یہ جنت ایک سخت امتحان کے بعد ملے گی۔'' میں گیا تو وہ عثمان رضی اللہ عنہ تھے، میں نے ان سے کہا کہ اندر آ جائیں اور آپ کو جنت کی بشارت ہو، لیکن ایک سخت امتحان اور آزمائش کے بعد ملے گی۔ تو وہ کہنے لگے: یا اللہ! مجھے اس وقت صبر کی توفیق سے نوازنا، وہ یہ دعا کرتے رہے، یہاں تک کہ وہ بھی بیٹھ گئے۔

(۱۱۵۷۹)۔ عَنْ سَمُرَۃَ بْنِ جُنْدُبٍ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ: یَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ! رَأَیْتُ كَأَنَّ دَلْوًا دُلِّیَتْ مِنَ السَّمَاءِ، فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ فَأَخَذَ بِعَرَاقِیبِهَا فَشَرِبَ مِنْهُ شُرْبًا ضَعِیفًا، قَالَ عَفَّانُ: وَفِیهِ ضَعْفٌ، ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَأَخَذَ بِعَرَاقِیبِهَا فَشَرِبَ حَتّٰی تَضَلَّعَ، ثُمَّ جَاءَ عُثْمَانُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَأَخَذَ بِعَرَاقِیبِهَا فَشَرِبَ فَانْتَشَطَتْ مِنْهُ فَانْتَضَحَ عَلَیْهِ مِنْهَا شَیْءٌ۔ (مسند احمد: ۲۰۵۰۵)

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا آسمان سے ایک ڈول نیچے لٹکایا گیا، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آ کر ڈول کو دونوں طرف سے پکڑ کر اس سے تھوڑا سا پانی پیا اور ان کے پینے میں کچھ کمزوری سی تھی۔ ان کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے ڈول کو دونوں طرف سے پکڑ کر خوب سیراب ہو کر پیا، ان کے بعد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ آئے، انہوں نے بھی ڈول کو دونوں طرف سے تھام لیا، اس میں کچھ لرزہ سا تھا۔ اس میں سے کچھ چھینٹے عثمان رضی اللہ عنہ پر جا گرے۔

فوائد:...... مسند احمد کی روایت میں ایک جملہ ساقط ہو گیا ہے، ممکن ہے کہ کاتب یا پبلشر سے یہ غلطی ہو گئی ہو، اس جملے کے علاوہ حدیث کا معنی سمجھ نہیں آتا، سنن ابو داود کی روایت مکمل ہے، اس میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بعد اس طرح ذکر ہے: پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ آئے اور انھوں نے ڈول کو دونوں طرف سے پکڑ کر خوب سیر ہو کر پانی پیا، پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور انہوں نے ڈول کو دونوں طرف سے تھام لیا، اس میں کچھ لرزہ سا تھا۔ اس میں سے کچھ چھینٹے سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر جا گرے۔

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی کمزوری سے مراد ان کی مدتِ خلافت کا کم ہونا ہے، جو کہ دو برسوں سے کچھ زیادہ تھی اور سیدنا عمر اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہما کے سیراب ہونے سے مراد ان کی مدتِ خلافت کا طویل ہونا ہے، جو کہ بالترتیب تقریباً دس سال اور بارہ برس تھی، لرزے سے مراد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے خلافت کا مختصر ہونا ہے، جو کہ چار برس اور نو ماہ تھی۔

(۱۱۵۷۹) تخریج: اسنادہ حسن، اخرجه ابوداود: ٤٦٣٧ (انظر: ۲۰۲٤۲)

(۱۱۵۸۰)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ جَالِسًا عَلٰى حِرَاءٍ وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، فَتَحَرَّكَ الْجَبَلُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اثْبُتْ حِرَاءُ! فَإِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ أَوْ صِدِّيقٌ أَوْ شَهِيدٌ۔)) (مسند احمد: ۲۳۳۲٤)

سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کوہ حراء پر تشریف فرما تھے، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے، اچانک کوہ حراء (خوشی سے) جھومنے لگا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حراء ٹھہر جا، تجھ پر نبی ہے، یا صدیق ہے، یا شہید ہے۔''

فوائد:...... آپ ﷺ خود نبی تھے، سیدنا ابو بکر صدیق تھے اور سیدنا عمر اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہما شہید تھے۔

(۱۱۵۸۱)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا نَعُدُّ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَيٌّ وَأَصْحَابُهُ مُتَوَافِرُونَ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ ثُمَّ نَسْكُتُ۔ (مسند احمد: ٤٦٢٦)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں ہم ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے نام اسی ترتیب سے لیا کرتے اور اس کے بعد ہم خاموش ہو جاتے تھے، جبکہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کثیر تعداد میں تھے۔

(۱۱۵۸۲)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ غَدَاةٍ بَعْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ، فَقَالَ: ((رَأَيْتُ قُبَيْلَ الْفَجْرِ كَأَنِّي أُعْطِيتُ الْمَقَالِيدَ وَالْمَوَازِينَ، فَأَمَّا الْمَقَالِيدُ فَهٰذِهِ الْمَفَاتِيحُ، وَأَمَّا الْمَوَازِينُ فَهِيَ الَّتِي تَزِنُونَ بِهَا، فَوُضِعْتُ فِي كِفَّةٍ، وَوُضِعَتْ أُمَّتِي فِي كِفَّةٍ، فَوُزِنْتُ بِهِمْ فَرَجَحْتُ، ثُمَّ جِيءَ بِأَبِي بَكْرٍ فَوُزِنَ بِهِمْ فَوَزَنَ، ثُمَّ جِيءَ بِعُمَرَ فَوُزِنَ فَوَزَنَ، ثُمَّ جِيءَ بِعُثْمَانَ فَوُزِنَ بِهِمْ، ثُمَّ رُفِعَتْ۔)) (مسند احمد: ٥٤٦٩)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک روز طلوع آفتاب کے بعد رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے اور فرمایا: ''میں نے آج طلوع فجر سے کچھ دیر قبل یوں دیکھا کہ گویا مجھے چابیاں اور ترازو دیئے گئے، چابیاں تو یہی چابیاں ہیں، اور ترازو سے مراد بھی یہی ترازو ہیں، جن سے تم اشیاء کا وزن کرتے ہو۔ مجھے ترازو کے ایک پلڑے میں اور میری امت کو دوسرے پلڑے میں رکھ کر میرا ان کے بالمقابل وزن کیا گیا تو میں بھاری رہا۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کو لا کر ان کے بالمقابل وزن کیا گیا۔ تو وہ بھاری رہے، پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو لایا گیا اور وزن کیا گیا تو وہ بھاری رہے، اس کے بعد ترازو کو اوپر اٹھا لیا گیا۔

(۱۱۵۸۰) تخریج: اسناده قوی (انظر: ۲۲۹۳٦)

(۱۱۵۸۱) تخریج: أخرجه البخاری: ۳٦۵۵ (انظر: ٤٦٢٦)

(۱۱۵۸۲) تخریج: اسناده ضعيف، عبيد الله بن مروان في عداد المجهولين (انظر: ٥٤٦٩)

فوائد:...... یہ چابیاں، اس سے یہ تنبیہ کرنا مقصود ہے کہ یہ امت ان چابیوں کے ذریعے زمین کے خزانے دریافت کرے گی۔

یہ ترازو، جن سے تم وزن کرتے ہو، ممکن ہے کہ اس کا معنی یہ ہو کہ آپ ﷺ کو ترازو دیئے گئے تا کہ آپ ﷺ اپنی امت کو عدل وانصاف کا حکم دیں، اور یہ احتمال بھی ہے کہ اس کا معنی یہ ہو کہ اس امت کو اسرار ورموز عطا کیے گئے ہیں، جن کے ذریعے یہ بعض امور کو بعض پر ترجیح دے گی، جیسے بعض انبیا کو بعض پر ترجیح دینا، بعض صحابہ کو بعض پر ترجیح دینا اور یہ بھی ممکن ہے کہ کہ ان ترازوؤں کو ان ہی ہستیوں کا وزن کرنے کے لیے لایا گیا ہو، تا کہ ان کی فضیلت ثابت ہو جائے۔

بَابُ مَا اشْتَرَكَ فِيهِ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَبِلَالٌ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَفُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِينَ

ان فضائل کا ذکر جن میں سیدنا ابو بکر، سیدنا عمر، سیدنا بلال، سیدنا عبدالرحمن بن عوف اور دیگر فقراء مہاجرین رضی اللہ عنہم شریک ہیں

(١١٥٨٣)۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ فِيهَا خَشْفَةً بَيْنَ يَدَيَّ، فَقُلْتُ: مَا هٰذَا؟ قَالَ: بِلَالٌ، قَالَ: فَمَضَيْتُ فَإِذَا أَكْثَرُ أَهْلِ الْجَنَّةِ فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِينَ وَذَرَارِيُّ الْمُسْلِمِينَ، وَلَمْ أَرَ أَحَدًا أَقَلَّ مِنَ الْأَغْنِيَاءِ وَالنِّسَاءِ، قِيلَ لِي: أَمَّا الْأَغْنِيَاءُ فَهُمْ هَاهُنَا بِالْبَابِ يُحَاسَبُونَ وَيُمَحَّصُونَ، وَأَمَّا النِّسَاءُ فَأَلْهَاهُنَّ الْأَحْمَرَانِ الذَّهَبُ وَالْحَرِيرُ، قَالَ: ثُمَّ خَرَجْنَا مِنْ أَحَدِ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ، فَلَمَّا كُنْتُ عِنْدَ الْبَابِ أُتِيتُ بِكِفَّةٍ فَوُضِعْتُ فِيهَا وَوُضِعَتْ أُمَّتِي فِي كِفَّةٍ فَرَجَحْتُ بِهَا، ثُمَّ أُتِيَ بِأَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہ فَوُضِعَ فِي كِفَّةٍ وَجِيءَ بِجَمِيعِ أُمَّتِي فِي كِفَّةٍ فَوُضِعُوا فَرَجَحَ أَبُو بَكْرٍ رضی اللہ عنہ، وَجِيءَ

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے اپنے آگے آگے کسی کے پاؤں کی آہٹ سنی، میں نے دریافت کیا کہ یہ کون ہے؟ جبریل نے بتایا کہ یہ بلال رضی اللہ عنہ ہے، میں آگے گیا تو دیکھا کہ جنت میں زیادہ تعداد غریب مہاجرین اور مسلمانوں کی چھوٹی اولادوں کی ہے اور جنت میں مال داروں اور خواتین کی بہت کم تعداد نظر آئی، مجھے بتایا گیا کہ مال داروں کو وہاں جنت کے دروازے پر حساب دینے اور کوتاہیوں سے پاک وصاف کیے جانے کے لیے روک لیا گیا ہے۔ باقی رہیں خواتین تو انہیں سونے اور ریشم کے شوق نے غفلت میں مبتلا کیے رکھا، پھر ہم جنت کے آٹھ میں سے ایک دروازے سے باہر آئے اور جب میں دروازے کے قریب تھا تو ترازو کا ایک پلڑا میرے قریب کیا گیا اور مجھے اس میں رکھ کر میری امت کو دوسرے میں رکھا گیا، تو میں وزنی رہا۔ پھر ابو بکر کو لایا گیا، ان کو ایک پلڑے میں اور باقی ساری امت کو دوسرے پلڑے میں رکھا

(١١٥٨٣) تخریج: اسناده ضعيف جدا، فيه على بن زيد الالهانى واهى الحديث، وعبيد الله بن زحر الضمرى و ابو المهلب مطرح بن يزيد ضعيفان (انظر: ٢٢٢٣٢)

بِعُمَرَ فَوُضِعَ فِي كِفَّةٍ وَجِيءَ بِجَمِيعِ أُمَّتِي فَوُضِعُوا فَرَجَحَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَعُرِضَتْ أُمَّتِي رَجُلًا رَجُلًا فَجَعَلُوا يَمُرُّونَ فَاسْتَبْطَأْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ، ثُمَّ جَاءَ بَعْدَ الْإِيَاسِ فَقُلْتُ: عَبْدُ الرَّحْمٰنِ، فَقَالَ: بِأَبِي وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا خَلَصْتُ إِلَيْكَ حَتّٰى ظَنَنْتُ أَنِّي لَا أَنْظُرُ إِلَيْكَ أَبَدًا إِلَّا بَعْدَ الْمُشِيبَاتِ، قَالَ: وَمَا ذَاكَ؟ قَالَ: مِنْ كَثْرَةِ مَالِي أُحَاسَبُ وَأُمَحَّصُ۔)) (مسند احمد: ۲۲۵۸۷)

گیا، ابوبکر وزنی رہے۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو لایا گیا، ان کو ایک پلڑے میں اور ساری امت کو دوسرے پلڑے میں رکھا گیا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھاری رہے، میری ساری امت ایک ایک کر کے میرے سامنے پیش کی گئی اور لوگ گزرتے گئے۔ مجھے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ دکھائی نہ دیئے، میں ان کی طرف سے مایوس ہو چکا تھا کہ وہ آ گئے۔ میں نے کہا: عبدالرحمن! تم کہاں رہے؟ انہوں نے کہا: اللہ کے رسول میرے والدین آپ پر فدا ہوں، اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے میں آپ تک بمشکل پہنچا ہوں، میں تو سمجھ رہا تھا کہ اب میں بہت زیادہ مشکلات کے بعد ہی آپ کی زیارت کر سکوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ کیوں؟'' انہوں نے کہا: مال و دولت کی کثرت کی وجہ سے میرا بہت زیادہ حساب کتاب لیا گیا اور کوتاہیوں سے پاک کیا گیا۔

بَابُ مَا اشْتَرَكَ فِيهِ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ وَجَعْفَرٌ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ رضي الله عنهم

سیدنا زید بن حارثہ، سیدنا جعفر بن ابی طالب، سیدنا عبداللہ بن رواحہ اور سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہم کے مشترکہ مناقب کا تذکرہ

(۱۱۵۸٤)۔ عَنْ خَالِدِ بْنِ سُمَيْرٍ قَالَ: قَدِمَ عَلَيْنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَبَاحٍ فَوَجَدْتُهُ قَدِ اجْتَمَعَ إِلَيْهِ نَاسٌ مِنَ النَّاسِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو قَتَادَةَ فَارِسُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ جَيْشَ الْأُمَرَاءِ وَقَالَ: ((عَلَيْكُمْ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ فَإِنْ أُصِيبَ زَيْدٌ فَجَعْفَرٌ فَإِنْ أُصِيبَ جَعْفَرٌ فَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ الْأَنْصَارِيُّ)) فَوَثَبَ جَعْفَرٌ فَقَالَ: بِأَبِي أَنْتَ

خالد بن سمیر سے مروی ہے کہ عبداللہ بن رباح رضی اللہ عنہ ہمارے ہاں تشریف لائے۔ تو میں نے ان کو اس حال میں پایا کہ لوگ ان کے اردگرد جمع تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے رسول اللہ ﷺ کے شاہ سوار ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ''جیش الامراء بھیجا اور فرمایا تمہارے اوپر زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ امیر ہیں۔ اگر وہ شہید ہو جائیں تو ان کے بعد جعفر رضی اللہ عنہ امیر ہوں گے۔ وہ بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ امیر ہوں گے۔ یہ سن کر جعفر رضی اللہ عنہ اچھل کر بولے

(۱۱۵۸٤) تخریج: صحیح لغیرہ، أخرجه النسائي في "الكبرى": ۸۱۵۹، وابن ابی شیبة: ۱٤/ ۵۱۲، والدارمي: ۲٤٤۸ (انظر: ۲۲۵۵۱)

يَا نَبِيَّ اللّٰهِ وَأُمِّي مَا كُنْتُ أَرْهَبُ أَنْ تَسْتَعْمِلَ عَلَيَّ زَيْدًا، قَالَ: ((امْضُوا فَإِنَّكَ لَا تَدْرِي أَيُّ ذٰلِكَ خَيْرٌ)) قَالَ: فَانْطَلَقَ الْجَيْشُ فَلَبِثُوا مَا شَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ صَعِدَ الْمِنْبَرَ وَأَمَرَ أَنْ يُنَادَى الصَّلَاةُ جَامِعَةٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((نَابَ خَبَرٌ أَوْ ثَابَ خَبَرٌ (شَكَّ عَبْدُ الرَّحْمَنِ) أَلَا أُخْبِرُكُمْ عَنْ جَيْشِكُمْ هٰذَا الْغَازِي! إِنَّهُمْ انْطَلَقُوا حَتّٰى لَقُوا الْعَدُوَّ فَأُصِيبَ زَيْدٌ شَهِيدًا فَاسْتَغْفِرُوا لَهُ)) فَاسْتَغْفَرَ لَهُ النَّاسُ، ((ثُمَّ أَخَذَ اللِّوَاءَ جَعْفَرُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَشَدَّ عَلَى الْقَوْمِ حَتّٰى قُتِلَ شَهِيدًا أَشْهَدُ لَهُ بِالشَّهَادَةِ فَاسْتَغْفِرُوا لَهُ، ثُمَّ أَخَذَ اللِّوَاءَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَأَثْبَتَ قَدَمَيْهِ حَتّٰى أُصِيبَ شَهِيدًا فَاسْتَغْفِرُوا لَهُ، ثُمَّ أَخَذَ اللِّوَاءَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ)) وَلَمْ يَكُنْ مِنَ الْأُمَرَاءِ هُوَ أَمَّرَ نَفْسَهُ فَرَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أُصْبُعَيْهِ وَقَالَ: ((اللّٰهُمَّ هُوَ سَيْفٌ مِنْ سُيُوفِكَ فَانْصُرْهُ)) وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ مَرَّةً: فَانْتَصِرْ بِهِ، فَيَوْمَئِذٍ سُمِّيَ خَالِدٌ سَيْفَ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((انْفِرُوا فَأَمِدُّوا إِخْوَانَكُمْ وَلَا يَتَخَلَّفَنَّ أَحَدٌ)) فَنَفَرَ النَّاسُ فِي حَرٍّ شَدِيدٍ مُشَاةً وَرُكْبَانًا۔ (مسند احمد: ۲۲۹۱۸)

اے اللہ کے نبی میرا والد آپ پر فدا ہو مجھے یہ توقع نہ تھی کہ آپ زید رضی اللہ عنہ کو مجھ پر امیر مقرر فرمائیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم روانہ ہو جاؤ۔ تم نہیں جانتے کہ کونسی بات زیادہ بہتر ہے۔ لشکر روانہ ہو گیا۔ جب تک اللہ کو منظور تھا وہ لوگ سفر میں رہے پھر رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف لائے۔ اور آپ نے حکم دیا کہ نماز ہونے کا اعلان کیا جائے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک خبر پھیلی ہے۔ کیا میں تمہیں غزوہ میں مصروف اس لشکر کے متعلق نہ بتلاؤں؟ یہ لوگ گئے ان کی دشمن سے مڈبھیڑ ہوئی۔ اور زید رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ تم ان کی مغفرت کی دعاء کرو۔ تو لوگوں نے ان کے حق میں دعائے مغفرت کی۔ ان کے بعد جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے جھنڈا تھام لیا۔ وہ دشمن پر حملہ آور ہوئے۔ یہاں تک کہ وہ بھی شہید ہو گئے۔ تم ان کی شہادت کی گواہی دو۔ لوگوں نے ان کے حق میں بھی مغفرت کی دعا کی۔ پھر عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے جھنڈا اُٹھا لیا۔ وہ بھی دشمن کے مقابلے میں ڈٹے رہے یہاں تک کہ وہ بھی شہادت سے سرفراز ہوئے۔ صحابہ نے ان کے حق میں بھی دعائے مغفرت کی۔ ان کے بعد خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جھنڈا اُٹھایا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے مقرر کردہ امیروں میں سے نہ تھے۔ پیش آمدہ حالات کے پیش نظر وہ از خود امیر بن گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی انگلیاں اُٹھا کر فرمایا: یا اللہ! یہ تیری تلواروں میں سے ایک تلوار ہے۔ تو اس کی مدد فرما۔ عبدالرحمٰن راوی نے ایک دفعہ کہا کہ آپ ﷺ کی دعا کی برکت سے وہ فتح یاب ہوئے۔ اس روز سے خالد رضی اللہ عنہ ''سیف اللہ'' کہلائے۔ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم روانہ ہو جاؤ اور جا کر اپنے بھائیوں کی مدد کرو۔ اور تم میں سے کوئی پیچھے نہ رہے۔ لوگ شدید گرمی میں پیدل اور سوار روانہ ہو گئے۔

فوائد:...... غزوۂ موتہ میں رسول اللہ ﷺ نے تین آدمیوں کو یکے بعد دیگرے امیر لشکر مقرر فرمایا تھا، اس لیے اس لشکر کو "جیش الامراء" بھی کہا جاتا ہے، آپ ﷺ نے ان امراء کی شہادت کی خبر دی اور ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل کی اور صحابہ نے ان کے حق میں دعائے مغفرت کی، اس سے معلوم ہوا کہ شہداء کے حق میں دعائے مغفرت کرنی چاہیے۔

رسول اللہ ﷺ کے مقرر کردہ امراء کی شہادت کے بعد سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے از خود لشکر کی امارت کی ذمہ داری سنبھال لی، کیونکہ لشکر کو امیر کے بغیر نہیں چھوڑا جا سکتا تھا، اس سے معلوم ہوا کہ اس قسم کے مواقع پر قوم کو یونہی چھوڑنے کی بجائے کوئی مناسب آدمی کی قیادت کو سنبھال سکتا ہے۔

غزوۂ موتہ میں مجاہدین کی امارت و کمان سنبھالنے پر رسول اللہ ﷺ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو "سیف اللہ" کا لقب دیا۔

بَابُ مَا اخْتَصَّ بِهِ جَمَاعَةٌ مِنَ الصَّحَابَةِ رضی اللہ عنہم
صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے بعض خصائص

(۱۱۵۸۵)۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَرْحَمُ أُمَّتِي أَبُو بَكْرٍ وَأَشَدُّهَا فِي دِينِ اللّٰهِ عُمَرُ، وَأَصْدَقُهَا حَيَاءً عُثْمَانُ، وَأَعْلَمُهَا بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَأَقْرَؤُهَا لِكِتَابِ اللّٰهِ أُبَيٌّ، وَأَعْلَمُهَا بِالْفَرَائِضِ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، وَلِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينٌ وَأَمِينُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ۔)) (مسند احمد: ۱۲۹۳۵)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میری امت میں سب سے زیادہ رحم دل ابو بکر ہیں، امت میں دین کے بارے میں عمر سب سے سخت ہیں، امت میں عثمان رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ حیا دار ہیں، معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ حلال وحرام کے متعلق سب سے زیادہ جانتے ہیں، قرآن کے سب سے بڑے اور سب سے زیادہ قاری ابی بن کعب ہیں اور امت میں مسائل وراثت (یا فرائض) کے بڑے عالم زید بن ثابت ہیں اور ہر امت میں ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کے امین ابوعبیدہ بن جراح ہیں۔"

(۱۱۵۸۶)۔ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَمِيرَةَ قَالَ: لَمَّا حَضَرَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ الْمَوْتُ قِيلَ لَهُ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَوْصِنَا!، قَالَ: أَجْلِسُونِي،

یزید بن عمیرہ سے مروی ہے کہ جب سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو ان سے کہا گیا: اے ابوعبدالرحمن! آپ ہمیں کوئی وصیت ہی کر دیں، انھوں نے کہا: مجھے بٹھا دو۔

(۱۱۵۸۵) تخریج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، اخرجه الترمذي: ۳۷۹۱، وابن ماجه: ۱۵۵ (انظر: ۱۲۹۰٤)

(۱۱۵۸٦) تخریج: اسناده صحيح، اخرجه الترمذي: ۳۸۰٤ (انظر: ۲۲۱۰٤)

فَقَالَ: إِنَّ الْعِلْمَ وَالْإِيمَانَ مَكَانَهُمَا مَنْ ابْتَغَاهُمَا وَجَدَهُمَا، يَقُولُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ: فَالْتَمِسُوا الْعِلْمَ عِنْدَ أَرْبَعَةِ رَهْطٍ عِنْدَ عُوَيْمِرٍ أَبِي الدَّرْدَاءِ وَعِنْدَ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ وَعِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَعِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ الَّذِي كَانَ يَهُودِيًّا ثُمَّ أَسْلَمَ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّهُ عَاشِرُ عَشَرَةٍ فِي الْجَنَّةِ۔)) (مسند احمد: ٢٢٤٥٥)

پھر انھوں نے کہا: علم اور ایمان ایسی چیزیں ہیں کہ جو آدمی انہیں ان کے مرکز اور مقام سے حاصل کرنے کی کوشش کرے تو وہ انہیں حاصل کر ہی لیتا ہے۔ یہ بات انہوں نے تین مرتبہ کہی۔تم چار آدمیوں سے علم حاصل کرو: سیدنا ابو درداء عویمر، سیدنا سلمان فارسی، سیدنا عبداللہ بن مسعود اور سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہم سے، مؤخر الذکر پہلے یہودی تھے، بعد میں انھوں نے اسلام قبول کرلیا تھا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ ''وہ جنت میں جانے والے خاص دس آدمیوں سے ایک ہوں گے۔''

(١١٥٨٧)۔ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ جُلُوسًا فَقَالَ: ((إِنِّي لَا أَدْرِي مَا قَدْرُ بَقَائِي فِيكُمْ؟ فَاقْتَدُوا بِاللَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِي۔)) وَأَشَارَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ ((وَتَمَسَّكُوا بِعَهْدِ عَمَّارٍ وَمَا حَدَّثَكُمْ ابْنُ مَسْعُودٍ فَصَدِّقُوهُ۔)) (مسند احمد: ٢٣٦٦٥)

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بیٹھے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نہیں جانتا کہ میں کتنا عرصہ تمہارے درمیان رہوں گا، پھر آپ ﷺ نے سیدنا ابو بکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا: ''تم میرے بعد ان دونوں کی اقتدا کرنا، عمار کے عہد کو مضبوطی سے تھامے رکھنا اور عبداللہ بن مسعود تمہیں جو کچھ بیان کریں ان کی تصدیق کرنا۔''

فوائد:...... اس باب میں بعض صحابہ کی اعلی صفات کا بیان ہے، جس صحابی میں جو صلاحیت غالب تھی، وہ اس لائق ہوتا کہ اس سے یہ فیض حاصل کیا جائے۔

بَابُ مَا اشْتَرَكَ فِيهِ جَمَاعَةٌ مِنَ النِّسْوَةِ رضی اللہ عنہن

خواتین صحابہ رضی اللہ عنہن کی ایک جماعت کے مشترکہ خصائص

(١١٥٨٨)۔ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((كَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيرٌ، وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ غَيْرُ مَرْيَمَ بِنْتِ

سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مردوں میں سے بہت سے لوگوں کو درجۂ کمال حاصل ہوا ہے، البتہ عورتوں میں سے صرف مریم بنت عمران اور آسیہ

(١١٥٨٧) تخريج: حديث حسن بطرقه وشواهده، اخرجه الترمذى بأثر الحديث: ٣٧٩٩، وابن ماجه: ٩٧ (انظر: ٢٣٢٧٦)

(١١٥٨٨) تخريج: أخرجه البخارى: ٥٤١٨، ومسلم: ٢٤٣١ (انظر: ١٩٦٦٨)

عِمْرَانَ وَآسِيَةَ امْرَأَةِ فِرْعَوْنَ، وَإِنَّ فَضْلَ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ۔)) (مسند احمد: ۱۹۹۰٤)

زوجۂ فرعون ہی درجۂ کمال تک پہنچی ہیں اور عائشہ رضی اللہ عنہا کو باقی تمام عورتوں پر اسی طرح فضیلت ہے جیسے ثرید کو باقی سارے کھانوں پر۔''

فوائد:...... مردوں میں بڑے بڑے باکمال اور کثیر تعداد میں افراد گزرے ہیں، جیسے انبیاء و رسل، صالحین، شہید، پرہیزگار، مجاہدین اور ذاکرین وغیرہ، لیکن خواتین میں ایسا کمال کم عورتوں کے نصیبے میں آیا۔

(۱۱۵۸۹)۔ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((خَيْرُ نِسَائِهَا بِنْتُ عِمْرَانَ وَخَيْرُ نِسَائِهَا خَدِيْجَةُ۔)) (مسند احمد: ٦٤٠)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سیدہ مریم بنت عمران علیہا السلام اپنے زمانے کی اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اپنے عہد کی خواتین میں سب سے بہتر تھیں۔''

فوائد:...... اللہ تعالیٰ نے سیدہ مریم علیہا السلام اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو ایسی خصوصیات عطا کیں کہ جو دوسری خواتین کا مقدر نہ بن سکیں، سیدہ مریم علیہا السلام کو طاہر بنایا، مخصوص امور کے لیے ان کا انتخاب کیا، جبریل علیہ السلام نے ان سے کلام کیا، ان کے اندر روح پھونکی، وہ خاوند کے بغیر ایک عظیم پیغمبر کی ماں بن گئیں، ان کے بچے نے بچپنے کلام کیا اور اپنی ماں کی پاکدامنی کی شہادت دی، سیدہ مریم نے اپنے ربّ کے کلمات اور کتب کی تصدیق کی اور وہ عبادت گزاروں میں سے تھی۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا، کون ہے سیدہ خدیجہ، جب لوگ محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کفر کر رہے تھے، اس وقت سیدہ آپ ﷺ پر ایمان لائیں، جب تکبر کرنے والے آپ ﷺ سے رک رہے تھے، تب سیدہ نے آپ ﷺ کی تصدیق کی، جب لوگ آپ ﷺ پر بخل کر رہے تھے، اس وقت سیدہ نے آپ ﷺ پر سخاوت کی، جب آپ ﷺ پر اجنبیت طاری تھی، اس وقت سیدہ نے آپ ﷺ سے انس کیا، جب آپ ﷺ سیدنا جبریل علیہ السلام کی پہلی آمد پر پریشان ہوئے، اس وقت سیدہ نے آپ ﷺ کے خصائل حمیدہ کا ذکر کر کے آپ ﷺ کو تسلی دی اور آپ ﷺ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔

(۱۱۵۹۰)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: خَطَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ خُطُوْطٍ، قَالَ: ((تَدْرُوْنَ مَا هٰذِهِ؟)) فَقَالُوْا: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ، فَقَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے زمین پر چار خطوط کھینچے، پھر پوچھا: ''کیا تم ان لکیروں کے بارے میں جانتے ہو؟'' انھوں نے کہا: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جنت والی

(۱۱۵۸۹) تخريج: أخرجه البخاری: ۳٤۳۲، ومسلم: ۲٤۳۰ (انظر: ٦٤٠)

(۱۱۵۹۰) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه الطيالسی: ۲۷۱۰، والطبرانی: ۲۱٦۸ (انظر: ۲٦٦۸)

((اَفْضَلُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ خَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ، وَ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَ آسِيَةُ بِنْتُ مُزَاحِمٍ اِمْرَأَةُ فِرْعَوْنَ وَ مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ رَضِيَ اللّٰهِ عَنْهُنَّ۔)) (مسند احمد: ۲٦٦٨)

خواتین میں سب سے افضل یہ چار ہیں: خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد (ﷺ)، فرعون کی بیوی آسیہ بنت مزاحم اور مریم بنت عمران۔"

فوائد:...... موسی علیہ السلام کا فرعون کے محل میں دفاع کرنے والی سیدہ آسیہ علیہا السلام ہی تھیں، اس خاتون کی عظمت کو سلام، جس نے فرعون کے گھر میں رہ کر اپنے آپ کو جنت کا مستحق ثابت کر لیا، مندرجہ ذیل روایت پر غور کریں:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اِنَّ فِرْعَوْنَ اَوْتَدَ لِامْرَاَتِهِ اَرْبَعَةَ اَوْتَادٍ فِيْ يَدَيْهَا وَرِجْلَيْهَا ، فَكَانُوْا اِذَا تَفَرَّقُوْا عَنْهَا ظَلَّلَتْهَا الْمَلَائِكَةُ ، فَقَالَتْ: ﴿رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهِ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾ ، فَكَشَفَ لَهَا عَنْ بَيْتِهَا فِي الْجَنَّةِ۔ ......فرعون نے اپنی بیوی کے دو ہاتھوں اور دو پاؤں میں چار میخیں گاڑ دیں۔ جب وہ (فرعونی) اس سے جدا ہوتے تھے تو فرشتے اس پر سایہ کر لیتے تھے، اس بیوی نے کہا: "اے میرے ربّ! اپنے ہاں میرے لیے جنت میں گھر بنا اور مجھے فرعون اور اس کے عمل سے نجات دے اور مجھے ظالم لوگوں سے بھی چھٹکارا نصیب فرما۔" سو اللہ تعالیٰ نے جنت میں اس کے گھر سے پردہ ہٹا کر (اسے اس کا گھر دکھا دیا)۔" (مسند ابو یعلی: ۴/۱۵۲۱۱۵۲۱، صحیحہ: ۲۵۰۸)

اللہ کے بندوں پر آزمائشیں ضرور آتی ہیں، لیکن ان آزمائشوں پر صبر کرنے کی وجہ سے انہیں جو رحمتِ خداوندی نصیب ہوتی ہے، وہ ان مصائب سے کہیں بڑھ کر ہوتی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ فَضْلِ الْعَشَرَةِ الْمُبَشَّرِيْنَ بِالْجَنَّةِ وَغَيْرِهِمْ رضی اللہ عنہم
عشرہ مبشرہ اور دیگر صحابہ کے فضائل

(۱۱۵۹۱)۔ حَدَّثَنِيْ جَدِّيْ رِيَاحُ بْنُ الْحَارِثِ: أَنَّ الْمُغِيْرَةَ بْنَ شُعْبَةَ كَانَ فِي الْمَسْجِدِ الْأَكْبَرِ وَعِنْدَهُ أَهْلُ الْكُوْفَةِ عَنْ يَمِيْنِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ ، فَجَائَهُ رَجُلٌ يُدْعٰى سَعِيْدَ بْنَ زَيْدٍ فَحَيَّاهُ الْمُغِيْرَةُ وَأَجْلَسَهُ عِنْدَ رِجْلَيْهِ عَلَى السَّرِيْرِ ، فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكُوْفَةِ فَاسْتَقْبَلَ الْمُغِيْرَةَ فَسَبَّ وَسَبَّ ، فَقَالَ: مَنْ يَسُبُّ هٰذَا يَا مُغِيْرَةُ!، قَالَ: يَسُبُّ

ریاح بن حارث سے روایت ہے کہ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ مسجد اکبر میں تشریف فرما تھے اور اہل کوفہ ان کے دائیں بائیں بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں سیدنا سعید بن زید ان کی خدمت میں آئے اور سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ نے ان کو خوش آمدید کہا اور اپنی چارپائی کی پائنتی کی طرف ان کو اپنے پاس بٹھا لیا۔ اتنے میں کوفہ کا ایک اور آدمی آیا۔ اس نے آ کر سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ کی طرف رخ کر کے بہت زیادہ برا بھلا کہنے لگا۔ سیدنا سعید نے کہا: اے مغیرہ! یہ کسے برا بھلا کہہ رہا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ یہ

(۱۱۵۹۱) تخریج: اسناده صحیح، أخرجه ابوداود: ٤٦٥٠، وابن ماجه: ۱۳۳ (انظر: ۱٦۲۹)

عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ، قَالَ: يَا مُغِيرَ بْنَ شُعْبَ يَا مُغِيرَ بْنَ شُعْبَ ثَلَاثًا، أَلَا أَسْمَعُ أَصْحَابَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يُسَبُّونَ عِنْدَكَ لَا تُنْكِرُ وَلَا تُغَيِّرُ، فَأَنَا أَشْهَدُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِمَا سَمِعَتْ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَإِنِّي لَمْ أَكُنْ أَرْوِي عَنْهُ كَذِبًا يَسْأَلُنِي عَنْهُ إِذَا لَقِيتُهُ أَنَّهُ قَالَ: ((أَبُو بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ، وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ، وَعَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ، وَعُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ، وَطَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ، وَالزُّبَيْرُ فِي الْجَنَّةِ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ فِي الْجَنَّةِ، وَسَعْدُ بْنُ مَالِكٍ فِي الْجَنَّةِ۔)) وَتَاسِعُ الْمُؤْمِنِينَ فِي الْجَنَّةِ، لَوْ شِئْتُ أَنْ أُسَمِّيَهُ لَسَمَّيْتُهُ، قَالَ: فَضَجَّ أَهْلُ الْمَسْجِدِ يُنَاشِدُونَهُ: يَا صَاحِبَ رَسُولِ اللّٰهِ مَنِ التَّاسِعُ؟، قَالَ: نَاشَدْتُمُونِي بِاللّٰهِ، وَاللّٰهِ الْعَظِيمِ أَنَا تَاسِعُ الْمُؤْمِنِينَ، وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْعَاشِرُ، ثُمَّ أَتْبَعَ ذٰلِكَ يَمِينًا، قَالَ: وَاللّٰهِ لَمَشْهَدٌ شَهِدَهُ رَجُلٌ يُغَبَّرُ فِيهِ وَجْهُهُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَفْضَلُ مِنْ عَمَلِ أَحَدِكُمْ وَلَوْ عُمِّرَ عُمُرَ نُوحٍ عَلَيْهِ السَّلَامِ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔
(مسند احمد: ١٦٢٩)

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو گالیاں دے رہا ہے۔ اس نے کہا: اے مغیر بن شعب، اے مغیر بن شعب، اے مغیر بن شعب! کیا میں یہ نہیں سنتا کہ آپ کے سامنے اصحاب رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دی جاتی ہیں، لیکن آپ نہ ان کا انکار کرتے ہیں اور نہ اس سے کسی کو روکتے ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، میرے دل نے خوب یاد رکھا ہے اور میں آپ ﷺ پر کوئی ایسا جھوٹ باندھنے والا نہیں، جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ ملاقات کے وقت مجھ سے باز پرس کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابو بکر جنتی ہیں، عمر جنتی ہیں، علی جنتی ہیں، عثمان جنتی ہیں، طلحہ جنتی ہیں، زبیر جنتی ہیں، عبدالرحمٰن بن عوف جنتی ہیں، سعد بن مالک رضی اللہ عنہ جنتی ہے، اور اہل ایمان میں سے نویں نمبر پر مسلمان ہونے والا جنتی ہے۔ میں چاہوں تو اس کا نام ذکر کر سکتا ہوں۔'' ریاح کہتے ہیں: اس کی بات سن کر اہل مسجد زور زور سے کہنے لگے: اے اللہ کے رسول کے صحابی! ہم آپ کو اللہ کا واسطہ دیتے ہیں آپ بتلائیں کہ نواں آدمی کون ہے؟ انہوں نے کہا: اب جبکہ تم لوگوں نے مجھے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھا ہی ہے تو میں بتا دیتا ہوں کہ اللہ عظیم کی قسم میں اہل ایمان میں سے نواں ہوں اور اللہ کے رسول ﷺ ان میں سے دسویں فرد ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے دوسری قسم اٹھا کر کہا کوئی آدمی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں شریک ہو اور اس میں اس کے چہرے پر غبار پڑی ہو وہ تمہارے زندگی بھر کے اعمال سے افضل ہے خواہ اسے عمر نوح ہی مل جائے۔

فوائد:...... بہت سارے صحابہ کو جنت کی خوشخبری سنائی گئی، جن دس صحابہ کو عشرہ مبشرہ کہا جاتا ہے، ان سے مراد وہ دس افراد ہیں کہ جن کو آپ ﷺ نے ایک ہی موقع پر جنت کی بشارت سنائی ہے، اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کو بھی ان دس میں شمار کیا گیا ہے، جبکہ دیگر احادیث صرف دس صحابہ کا ہی نام لیا گیا ہے اور وہ دس صحابۂ کرام درج ذیل ہیں:

سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر، سیدنا علی، سیدنا عثمان، سیدنا طلحہ، سیدنا زبیر، سیدنا عبدالرحمن بن عوف، سیدنا سعد بن مالک، سیدنا سعید بن زید، سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہم۔

(۱۱۵۹۲)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ ظَالِمِ الْمَازِنِيِّ قَالَ: لَمَّا خَرَجَ مُعَاوِيَةُ مِنَ الْكُوفَةِ اسْتَعْمَلَ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ، قَالَ: فَأَقَامَ خُطَبَاءَ يَقَعُونَ فِي عَلِيٍّ، قَالَ: وَأَنَا إِلَى جَنْبِ سَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ، قَالَ: فَغَضِبَ فَقَامَ فَأَخَذَ بِيَدِي فَتَبِعْتُهُ، فَقَالَ: أَلَا تَرٰى إِلٰى هٰذَا الرَّجُلِ الظَّالِمِ لِنَفْسِهِ الَّذِي يَأْمُرُ بِلَعْنِ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَأَشْهَدُ عَلَى التِّسْعَةِ أَنَّهُمْ فِي الْجَنَّةِ، وَلَوْ شَهِدْتُ عَلَى الْعَاشِرِ لَمْ آثَمْ، قَالَ: قُلْتُ: وَمَا ذَاكَ؟ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اثْبُتْ حِرَاءُ فَإِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ أَوْ صِدِّيقٌ أَوْ شَهِيدٌ۔)) قَالَ: قُلْتُ: مَنْ هُمْ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَالزُّبَيْرُ وَطَلْحَةُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَسَعْدُ بْنُ مَالِكٍ۔)) قَالَ ثُمَّ سَكَتَ قَالَ: قُلْتُ: وَمَنِ الْعَاشِرُ؟ قَالَ: قَالَ: أَنَا۔ وَفِي لَفْظٍ: اِهْتَزَّ حِرَاءُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اثْبُتْ حِرَاءُ......۔)) فَذَكَرَ الْحَدِيثَ۔ (مسند احمد: ۱٦٤٤)

عبداللہ بن ظالم مازنی سے مروی ہے کہ جب سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کوفہ سے باہر تشریف لے گئے تو مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر کر گئے، انہوں نے بعض ایسے خطباء کا تقرر کر دیا جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی تنقیص کرتے تھے۔ عبداللہ بن ظالم کہتے ہیں کہ میں سعید بن زید کے پہلو میں بیٹھا تھا۔ وہ شدید غصے میں آئے اور اٹھ گئے۔ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا تو میں بھی ان کے پیچھے چل دیا۔ انہوں نے کہا: کیا تم اس آدمی کو دیکھ رہے ہو جو اپنے اوپر ظلم کر رہا ہے اور ایک جنتی آدمی پر لعنت کرنے کا حکم دیتا ہے۔ میں نو آدمیوں کے بارے میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ سب جنتی ہیں۔ اور اگر میں دسویں کے بارے میں بھی گواہی دے دوں کہ وہ بھی جنتی ہے تو میں گنہگار نہیں ہوں گا۔ عبداللہ کہتے ہیں: میں نے ان سے دریافت کیا: وہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''اے حرا! تو سکون کر جا، تجھ پر اس وقت جو لوگ موجود ہیں وہ یا تو نبی ہیں یا صدیق یا شہید۔'' میں نے دریافت کیا: یہ کون کون تھے؟ انھوں نے کہا: اللہ کے رسول، سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر، سیدنا عثمان، سیدنا علی، سیدنا زبیر، سیدنا طلحہ، سیدنا عبدالرحمن بن عوف اور سیدنا سعید بن مالک، اس سے آگے وہ خاموش رہے۔ میں نے پوچھا اور دسواں آدمی کون تھا؟ انھوں نے کہا: میں خود۔ دوسری روایت کے الفاظ یوں ہیں کہ حراء خوشی سے حرکت کرنے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے حراء، سکون کر۔''

(۱۱۵۹۳)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ، سیدنا ابوبکر،

(۱۱۵۹۲) تخریج: اسنادہ حسن، أخرجه ابوداود: ٤٦٤٨، والترمذی: ٣٧٥٧ (انظر: ١٦٤٤)

(۱۱۵۹۳) تخریج: اسنادہ قوی، اخرجه الترمذی: ٣٧٩٥ (انظر: ٩٤٣١)

اللّٰهِ ﷺ كَانَ عَلٰى حِرَاءٍ هُوَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ فَتَحَرَّكَتِ الصَّخْرَةُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اهْدَأْ فَمَا عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ أَوْ صِدِّيقٌ أَوْ شَهِيدٌ۔)) وَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((نِعْمَ الرَّجُلُ أَبُو بَكْرٍ، نِعْمَ الرَّجُلُ عُمَرُ، نِعْمَ الرَّجُلُ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ، نِعْمَ الرَّجُلُ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ، نِعْمَ الرَّجُلُ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ، نِعْمَ الرَّجُلُ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، نِعْمَ الرَّجُلُ مُعَاذُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوحِ۔)) (مسند احمد: ٩٤٢١)

سیدنا عمر، سیدنا عثمان، سیدنا علی، سیدنا طلحہ اور سیدنا زبیر رضی اللہ عنہم یہ سب کوہ حراء پر تھے کہ پہاڑی حرکت کرنے لگی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ٹھہر جا، تجھ پر اس وقت جو لوگ موجود ہیں وہ یا تو نبی ہے، یا صدیق ہے، یا شہید ہے۔'' نیز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابو بکر اچھا آدمی ہے، ابو عبیدہ بن جراح اچھا آدمی ہے، اسید بن حضیر بہترین آدمی ہے، ثابت بن قیس بن شماس کیا عمدہ آدمی ہے، معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ خوب آدمی ہے اور معاذ بن عمرو بن جموح اچھا آدمی ہے۔''

بَابُ مَا جَاءَ فِي النُّجَبَاءِ وَالْأَبْدَالِ وَأَصْحَابِ الصُّفَّةِ
نُجَباء، ابدال اور اصحاب صفہ کا تذکرہ

(١١٥٩٤)۔ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ قَبْلِي نَبِيٌّ إِلَّا قَدْ أُعْطِيَ سَبْعَةَ رُفَقَاءَ نُجَبَاءَ وُزَرَاءَ، وَإِنِّي أُعْطِيتُ أَرْبَعَةَ عَشَرَ حَمْزَةُ وَجَعْفَرٌ وَعَلِيٌّ وَحَسَنٌ وَحُسَيْنٌ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَالْمِقْدَادُ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ وَأَبُو ذَرٍّ وَحُذَيْفَةُ وَسَلْمَانُ وَعَمَّارٌ وَبِلَالٌ۔)) (مسند احمد: ١٢٦٣)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھ سے پہلے ہر نبی کو سات بہترین اور عمدہ ساتھی بطور وزیر دیئے گئے تھے، جبکہ مجھے اس قسم کے چودہ افراد دیئے گئے ہیں، ان کے نام یہ ہیں، حمزہ، جعفر، علی، حسن، حسین، ابو بکر، عمر، مقداد، عبد اللہ بن مسعود، ابو ذر، حذیفہ، سلمان، عمر، بلال۔''

(١١٥٩٥)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ: أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ ذَكْوَانَ، عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اس امت میں اللہ کے خلیل ابراہیم علیہ السلام جیسے تیس

(١١٥٩٤) تخريج: اسناده ضعيف، كثير النواء، الجمهور على تضعيفه، وعبد الله بن مليل لم يوثقه غير ابن حبان، اخرجه البزار: ٨٩٦ (انظر: ١٢٦٣)

(١١٥٩٥) تخريج: منكر، واسناده ضعيف من اجل الحسن بن ذكوان وعبد الواحد بن قيس السلمى، ثم رواية هذا الاخير عن عبادة مرسلة (انظر: ٢٢٧٥١)

بْنِ قَيْسٍ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((الْأَبْدَالُ فِي هٰذِهِ الْأُمَّةِ ثَلَاثُونَ مِثْلُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلِ الرَّحْمٰنِ عَزَّوَجَلَّ، كُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ أَبْدَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى مَكَانَهُ رَجُلًا۔)) قَالَ أَبِي رَحِمَهُ اللّٰهُ فِيهِ يَعْنِي حَدِيثَ عَبْدِ الْوَهَّابِ: كَلَامٌ غَيْرُ هٰذَا، أَوْ هُوَ مُنْكَرٌ، يَعْنِي حَدِيثَ الْحَسَنِ بْنِ ذَكْوَانَ۔ (مسند احمد: ۲۳۱۳۱)

ابدال ہوں گے، جب ان میں سے کوئی ایک فوت ہوگا تو اللہ اس کی جگہ دوسرے کو لے آئے گا۔''

فوائد:...... ابدال کی واحد بدل ہے، لوگوں میں مشہور ہے کہ ہر زمانے میں اللہ کے انتہائی مقرب بندے روئے زمین پر موجود رہتے ہیں، جب ان میں سے کوئی ایک فوت ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ کسی دوسرے کو اس کا نائب بنا دیتا ہے، ان مقرب شخصیات کو ''ابدال'' کہتے ہیں۔ مگر ابدال کے متعلق یہ تصور کسی صحیح حدیث میں ثابت نہیں۔

(۱۱۵۹۶)۔ عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ، كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْرُجُ عَلَيْنَا فِي الصُّفَّةِ وَعَلَيْنَا الْحَوْتَكِيَّةُ، فَيَقُولُ: ((لَوْ تَعْلَمُونَ مَا ذُخِرَ لَكُمْ مَا حَزِنْتُمْ عَلٰى مَا زُوِيَ عَنْكُمْ، وَلَيُفْتَحَنَّ لَكُمْ فَارِسُ وَالرُّومُ۔)) (مسند احمد: ۱۷۲۹۳)

سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ ہمارے پاس صفہ میں تشریف لاتے، جبکہ ہم پر پگڑی ہوتی اور آپ ﷺ فرماتے: ''اگر تم یہ جان لو کہ اللہ کے ہاں تمہارے لیے کیا کچھ جمع ہے، تو تمہیں ان چیزوں پر کوئی غم نہیں ہوگا، جو تم کو دنیا میں نہیں دی گئیں، یاد رکھو کہ تمہارے ہاتھوں فارس اور روم ضرور بالضرور فتح ہوں گے۔''

فوائد:...... لیکن یہ بات احادیثِ مبارکہ سے ثابت ہے کہ فقیری کا انجام خیر بہت اچھا ہے، جیسا کہ فضالہ بن عبیدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے تو نماز کے قیام کی وجہ سے لوگ بھوک کی وجہ سے گر پڑتے تھے اور یہ اصحاب صفہ ہوتے تھے، بدّو لوگ ان کے بارے میں کہتے تھے: یہ تو پاگل لوگ ہیں، لیکن جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ((لَوْ تَعْلَمُونَ مَا لَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ لَأَحْبَبْتُمْ أَنْ تَزْدَادُوا حَاجَةً وَّ فَقْرًا۔)) ...... ''اگر تمہیں پتہ چل جائے کہ تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں کیا اجر و ثواب ہے تو تم پسند کرو گے کہ تمہاری حاجت اور فقیری میں اور اضافہ ہو جائے۔'' (ترمذی: ۲۳۶۸)

(۱۱۵۹۶) تخریج: اسنادہ ضعیف لانقطاعہ، شریح بن عبید لم یدرک العرباض بن ساریۃ (انظر: ۱۷۱۶۱)

بَابُ فَضْلِ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا وَالْحُدَيْبِيَةَ مِنَ الصَّحَابَةِ رضی اللہ عنہم

بدر اور حدیبیہ میں شریک ہونے والے صحابہ کی فضیلت

(۱۱۵۹۷)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اِطَّلَعَ عَلٰى أَهْلِ بَدْرٍ، فَقَالَ: اِعْمَلُوْا مَاشِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ۔)) (مسند احمد: ۷۹۲۷)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کی طرف جھانکا اور فرمایا: تم جو چاہو عمل کرتے رہو، میں نے تم کو بخش دیا ہے۔''

(۱۱۵۹۸)۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَنْ يَدْخُلَ النَّارَ رَجُلٌ شَهِدَ بَدْرًا وَالْحُدَيْبِيَةَ۔)) (مسند احمد: ۱۵۳۳۵)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بدر اور حدیبیہ میں شریک ہونے والوں میں سے کوئی آدمی جہنم میں ہرگز نہیں جائے گا۔''

(۱۱۵۹۹)۔ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ: إِنَّ جِبْرِيْلَ أَوْ مَلَكًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: مَا تَعُدُّوْنَ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا فِيْكُمْ قَالُوْا: ((خِيَارَنَا۔)) قَالَ: كَذٰلِكَ هُمْ عِنْدَنَا خِيَارُنَا مِنَ الْمَلَائِكَةِ۔ (مسند احمد: ۱۵۹۱٤)

سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جبریل علیہ السلام یا کوئی اور فرشتہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس نے کہا: تم لوگوں کے ہاں اہل بدر کا کیا مقام ہے؟ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: وہ ہم میں سب سے افضل اور بہتر ہیں۔ اس فرشتے نے کہا: ہمارے ہاں بھی معاملہ اسی طرح ہے کہ بدر میں شریک ہونے والے فرشتے باقی فرشتوں کی بہ نسبت بہتر اور افضل ہیں۔

(۱۱۶۰۰)۔ عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنِّيْ لَأَرْجُوْ أَنْ لَا يَدْخُلَ النَّارَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ أَحَدٌ شَهِدَ بَدْرًا وَالْحُدَيْبِيَةَ۔)) قَالَتْ: فَقُلْتُ: أَلَيْسَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ يَقُوْلُ: ﴿وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا﴾ قَالَتْ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ ﴿ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَنَذَرُ الظَّالِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا﴾ [مریم: ۷۲]۔ (مسند احمد: ۲۶۹۷۲)

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے امید ہے کہ بدر اور حدیبیہ میں شریک ہونے والوں میں سے کوئی فرد ان شاء اللہ جہنم میں نہیں جائے گا۔'' سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے کہا: کیا اللہ تعالیٰ کا ارشاد اس طرح نہیں ہے کہ ﴿وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا﴾...... ''اور تم میں سے کوئی نہیں ہے، مگر وہ جہنم میں وارد ہونے والا ہے۔'' سیدہ کہتی ہیں: پھر میں نے آپ ﷺ کو اس سے آگے

(۱۱۵۹۷) تخريج: اسناده حسن، اخرجه ابوداود: ٤٦٥٤ (انظر: ۷۹٤۰)

(۱۱۵۹۸) تخريج: حديث صحيح (انظر: ١٥٢٦٢)

(۱۱۵۹۹) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۹۹۳، ۳۹۹٤ (انظر: ١٥٨٢٠)

(۱۱۶۰۰) تخريج: صحيح لغيره، اخرجه ابن ماجه: ٤٢٨١ (انظر: ٢٦٤٤٠)

یوں تلاوت کرتے ہوئے سنا: ﴿ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا وَنَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا﴾ ...... ''پھر ہم اللہ سے ڈرنے والوں کو نجات دے دیں گے اور کافروں کو گھٹنوں کے بل جہنم میں پڑا رہنے دیں گے۔''

فوائد:...... سیدہ ام مبشر رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا، جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لَا يَدْخُلُ النَّارَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ أَحَدٌ الَّذِينَ بَايَعُوا تَحْتَهَا۔)) فَقَالَتْ: بَلٰى يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَانْتَهَرَهَا، فَقَالَتْ حَفْصَةُ: ﴿وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا﴾ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((قَدْ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا وَنَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا﴾ [مريم: ۷۲]۔)) (صحيح مسلم: ۲۴۹۶، واللفظ لاحمد)

''جن لوگوں نے حدیبیہ کے مقام پر درخت کے نیچے میری بیعت کی تھی، ان شاء اللہ ان میں سے کوئی بھی دوزخ میں داخل نہ ہوگا۔'' سیدنا حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیوں نہیں، پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ڈانٹا تو انھوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرمایا: ﴿وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا﴾ ...... ''اور بے شک تم میں سے ہر ایک دوزخ میں وارد ہونے والا ہے۔'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے: ﴿ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا وَنَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا﴾ ...... ''پھر ہم ان لوگوں کو جو پرہیز گار ہوئے، دوزخ سے نجات دیں گے اور ظالموں کو ہم اس میں گھٹنوں کے بل چھوڑ دیں گے۔''

اسرائیل سے مروی ہے کہ سدی کہتے ہیں: میں نے ہمدانی سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا﴾ کے بارے میں سوال کیا، انھوں نے کہا: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((يَرِدُ النَّاسُ النَّارَ ثُمَّ يَصْدُرُونَ مِنْهَا بِأَعْمَالِهِمْ فَأَوَّلُهُمْ كَلَمْحِ الْبَرْقِ ثُمَّ كَالرِّيحِ ثُمَّ كَحُضْرِ الْفَرَسِ ثُمَّ كَالرَّاكِبِ فِي رَحْلِهِ ثُمَّ كَشَدِّ الرَّجُلِ ثُمَّ كَمَشْيِهِ۔)) ...... ''لوگ دوزخ پر وارد ہوں گے، اور پھر اپنے اپنے اعمال کے مطابق اس کو پار کریں گے، پہلا گروہ تو بجلی کی چمک کی طرح گزر جائے گا، دوسرا گروہ ہوا کی طرح، پھر گھوڑے کی رفتار کی طرح، پھر اونٹ کے سوار کی طرح، پھر انسان کی دوڑ کی مانند اور پھر انسان کے چلنے کی طرح دوزخ سے گزریں گے۔'' (ترمذی)

ارشادِ باری تعالیٰ ہیں:

﴿وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَقْضِيًّا۔ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا وَنَذَرُ الظّٰلِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا﴾ ...... ''تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو جہنم پر وارد نہ ہو، یہ تو ایک طے شدہ بات ہے جسے پورا کرنا تیرے رب کا ذمہ ہے۔ پھر ہم ان لوگوں کو بچا لیں گے جو دنیا میں متقی تھے اور ظالموں کو اسی میں گرا ہوا چھوڑ دیں گے۔'' (سورۂ مریم: ۷۱، ۷۲)

جن لوگوں نے جہنم میں جانا ہوا، وہ پل صراط کو عبور نہ کر سکیں گے اور اس سے نیچے جہنم میں گر جائیں گے، لیکن جن لوگوں نے جنت میں جانا ہوا، وہ اس پل سے گزر کر جائیں گے، ان آیات میں اسی گزرنے کا ذکر ہے، حافظ ابن حجر نے کہا: دونوں روایات میں کوئی تضاد نہیں ہے، جس نے جہنم میں داخل ہونے کی بات کی، اس کی مراد اس کے پل سے ہی گزرنا ہے، کیونکہ جو آدمی پل صراط کے اوپر سے گزرے گا، اس میں جہنم میں داخل ہونے کے معنی میں ہوگا۔

(۱۱٦۰۱)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْحُدَيْبِيَةِ، قَالَ: ((لَا تُوقِدُوا نَارًا بِلَيْلٍ۔)) قَالَ: فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذَاكَ، قَالَ: ((أَوْقِدُوا وَاصْطَنِعُوا، فَإِنَّهُ لَا يُدْرِكُ قَوْمٌ بَعْدَكُمْ صَاعَكُمْ وَلَا مُدَّكُمْ۔)) (مسند احمد: ۱۱۲۲٦)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حدیبیہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا کہ رات کو آگ نہ جلائیں (تاکہ دشمن کو ہمارا اندازہ نہ ہو)۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بعد میں جب حالات پر امن ہوئے تو آپ نے عام اجازت دے دی تھی کہ جب چاہو آگ جلا اور کھانا تیار کر سکتے ہو، پس بیشک شان یہ ہے کہ تمہارے بعد والی کوئی قوم تمہارے صاع اور مُدّ کو نہیں پہنچ سکتی۔''

فوائد:...... یعنی تم نے ان گھڑیوں میں صاع اور مُد کے بقدر اللہ کی راہ میں جو خرچ کیا ہے، بعد والے لوگ صدقے کی بڑی بڑی مقداروں کے ذریعے بھی اس اجر و ثواب کو نہیں پا سکتے۔

(۱۱٦۰۲)۔ عَنْ أُمِّ مُبَشِّرٍ اِمْرَأَةِ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ قَالَتْ: جَاءَ غُلَامُ حَاطِبٍ فَقَالَ: وَاللّٰهِ! لَا يَدْخُلُ حَاطِبٌ الْجَنَّةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَذَبْتَ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَالْحُدَيْبِيَةَ۔)) (مسند احمد: ۲۷۵۸۵)

سیدہ ام مبشر زوجہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ کے غلام نے آ کر کہا: اللہ کی قسم! حاطب جنت میں نہیں جائے گا، لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم غلط کہہ رہے ہو، وہ تو بدر اور حدیبیہ میں شرکت کر چکا ہے۔''

فوائد:...... سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ سے ایک خطا سرزد ہوئی تھی، جس کا ذکر ذیل میں مذکورہ حدیث میں ہے، ممکن ہے کہ ان کے غلام کا یہی شکوہ ہو، لیکن اس چیز کا بھی احتمال ہے کہ کسی اور وجہ سے اس غلام نے اپنے مالک کی شکایت کی ہو:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنَا وَالزُّبَيْرَ وَالْمِقْدَادَ، فَقَالَ: ((انْطَلِقُوا حَتّٰى تَأْتُوا رَوْضَةَ خَاخٍ فَإِنَّ بِهَا ظَعِينَةً مَعَهَا كِتَابٌ فَخُذُوهُ مِنْهَا۔)) فَانْطَلَقْنَا تَعَادٰى بِنَا خَيْلُنَا حَتّٰى أَتَيْنَا الرَّوْضَةَ فَإِذَا نَحْنُ بِالظَّعِينَةِ، فَقُلْنَا: أَخْرِجِي الْكِتَابَ، قَالَتْ: مَا مَعِي مِنْ كِتَابٍ، قُلْنَا: لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَنَقْلِبَنَّ الثِّيَابَ، قَالَ: فَأَخْرَجَتِ الْكِتَابَ مِنْ عِقَاصِهَا،

(۱۱٦۰۱) تخریج: اسناده حسن، اخرجه ابویعلی: ۹۸٤، والحاکم: ۳/ ۳٦ (انظر: ۱۱۲۰۸)

(۱۱٦۰۲) تخریج: اخرجه مسلم: ۲٤۹۵ (انظر: ۲۷۰٤۵)

فَأَخَذْنَا الْكِتَابَ، فَأَتَيْنَا بِهِ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَإِذَا فِيهِ: مِنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلٰى نَاسٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ بِمَكَّةَ، يُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ أَمْرِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((يَا حَاطِبُ! مَا هٰذَا؟)) قَالَ: لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ إِنِّي كُنْتُ امْرَأً مُلْصَقًا فِي قُرَيْشٍ، وَلَمْ أَكُنْ مِنْ أَنْفُسِهَا، وَكَانَ مَنْ كَانَ مَعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ لَهُمْ قَرَابَاتٌ يَحْمُونَ أَهْلِيهِمْ بِمَكَّةَ، فَأَحْبَبْتُ إِذْ فَاتَنِي ذٰلِكَ مِنَ النَّسَبِ فِيهِمْ أَنْ أَتَّخِذَ فِيهِمْ يَدًا يَحْمُونَ بِهَا قَرَابَتِي، وَمَا فَعَلْتُ ذٰلِكَ كُفْرًا وَلَا ارْتِدَادًا عَنْ دِينِي وَلَا رِضًا بِالْكُفْرِ بَعْدَ الْإِسْلَامِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّهُ قَدْ صَدَقَكُمْ۔)) فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: دَعْنِي أَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ، فَقَالَ: ((إِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا، وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللّٰهَ قَدِ اطَّلَعَ عَلٰى أَهْلِ بَدْرٍ، فَقَالَ: اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ۔)) (صحيح بخاری: ۳۰۰۷، ۴۲۷۴، ۴۸۹۰، صحیح مسلم: ۲۴۹۴، واللفظ لاحمد)

رسول اللہ ﷺ نے مجھے، سیدنا زبیر اور سیدنا مقداد رضی اللہ عنہم کو بھیجا اور فرمایا: ''تم چلو، یہاں تک کہ روضۂ خاخ تک پہنچ جاؤ، وہاں ایک مسافر خاتون کے پاس ایک خط ہوگا، وہ خط اس سے لے لو۔'' سو ہم چل پڑے، ہمارے گھوڑے دوڑتے گئے، یہاں تک کہ ہم اس روضہ کے پاس پہنچے، وہاں تو واقعی ایک خاتون موجود تھی، ہم نے اس سے کہا: خط نکال دے، اس نے کہا: میرے پاس تو کوئی خط نہیں ہے، ہم نے کہا: خط نکال دے، وگرنہ ہم تیرے کپڑے اتار دیں گے، یہ سن کر اس نے اپنے بالوں کی لٹ سے خط نکال دیا، ہم نے وہ لیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گئے، اس خط میں یہ عبارت لکھی ہوئی تھی: یہ خط حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے مکہ کے مشرکوں کی طرف ہے، ...... وہ ان کو رسول اللہ ﷺ کے بعض امور کی خبر دے رہے تھے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے حاطب! یہ کیا ہے؟'' انھوں نے کہا: مجھ پر جلدی نہ کرنا (میں تفصیل بتاتا ہوں)، بات یہ ہے کہ میں معاہدے کی بنا پر قریشیوں سے ملا ہوا تھا اور میں نسبی لحاظ سے ان میں سے نہیں تھا، آپ کے ساتھ جو مہاجرین ہیں، ان کی قریشیوں سے رشتہ داریاں ہیں، جن کی وجہ سے وہ مکہ میں ان کے رشتہ داروں کی حفاظت کرتے ہیں، جب میں نے دیکھا کہ قریشیوں سے میرا نسب تو ملتا نہیں ہے، اس لیے میں نے سوچا کہ اگر میں ان پر کوئی ایسا احسان کر دوں کہ جس کی وجہ سے وہ میرے رشتہ داروں کی بھی حفاظت کریں (اس مقصد کے لیے میں نے یہ کام کیا ہے)، نہ میں نے یہ کاروائی کفر کرتے ہوئے کی، نہ اپنے دین سے مرتد ہوتے ہوئے اور نہ اسلام کے بعد کفر کو پسند کرتے ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک شان یہ ہے کہ اس آدمی نے تم سے سچ بولا ہے۔'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: حضور! چھوڑیئے مجھے، میں اس منافق کی گردن اتار پھینکوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ بدر میں حاضر ہوا تھا، اور تجھے پتہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کی طرف جھانکا اور کہا: آج کے بعد جو چاہو کر گزرو، میں نے تم کو معاف کر دیا ہے۔''

سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ نے اہل مکہ کو نبی کریم ﷺ کی تیاری اور آمد کی خبر ارسال کی تھی۔

اس حدیثِ مبارکہ میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے مقام ومرتبہ کو سمجھنے کے لیے بہت بڑا نقطہ بیان کیا گیا ہے اور وہ یہ کہ نبی کریم ﷺ کی زبانِ اقدس سے جن صحابہ کی پیشگی معافی کا اعلان ہو چکا ہے، ان سے بعد میں ہونے والی خطاؤں کو نظر انداز کر دیا جائے، کیونکہ جب اللہ تعالیٰ اس مغفرت کا اعلان کروا رہا تھا، اس کو پتہ تھا کہ ان نفوسِ قدسیہ میں سے فلاں آدمی سے اس قسم کی غلطی ہوگی۔ دراصل آغوشِ نبوت کی پروردہ ہستیوں کی نیکیوں کو قبول کرنے اور ان کے بشری تقاضوں کو معاف کرنے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے ضابطے امتِ مسلمہ کے دوسرے افراد سے مختلف ہیں۔

دیکھیں سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ کا اتنا بڑا راز فاش کر رہے ہیں اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو بڑی سنجیدگی سے لیتے ہوئے ان کو منافق سمجھ کر واجب القتل سمجھا، لیکن نبی کریم ﷺ نے وضاحت فرما دی کہ ان کی معافی کا اعلان تو پیشگی ہو چکا ہے۔ سبحان اللہ۔ لہٰذا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں زبان درازی کی رائے رکھنے والوں کو محتاط رہنا چاہیے اور اپنے نظریوں کی اصلاح کرنی چاہیے۔

(۱۱۶۰۳)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((لا يَدْخُلُ النَّارَ أَحَدٌ مِمَّنْ بَايَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ۔)) (مسند احمد: ۱٤۸۳۷)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جن لوگوں نے (حدیبیہ میں) درخت کے نیچے بیعت کی تھی، ان میں سے کوئی بھی جہنم میں نہیں جائے گا۔''

(۱۱۶۰٤)۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كُنَّا نَتَحَدَّثُ اَنَّ عِدَّةَ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَانُوْا يَوْمَ بَدْرٍ عَلٰى عِدَّةِ اَصْحَابِ طَالُوْتَ يَوْمَ جَالُوْتَ، ثَلاثُ مِائَةٍ وَ بِضْعَةَ عَشَرَ الَّذِيْنَ جَاوَزُوا مَعَهُ النَّهَرَ، قَالَ: وَلَمْ يُجَاوِزْ مَعَهُ النَّهَرَ اِلَّا مُؤْمِنٌ۔ (مسند احمد: ۱۸۷۵٤)

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم یہ باتیں کیا کرتے تھے کہ بدر والے دن صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد اتنی تھی، جتنی جالوت والے دن طالوت کے ساتھیوں کی تھی، یعنی تین سو چودہ پندرہ افراد تھے، جنہوں نے طالوت کے ساتھ نہر کو عبور کیا تھا اور نہر سے گزر جانے والے صرف مؤمن تھے۔

فوائد:...... موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے کچھ عرصہ بعد بنو اسرائیل کے مطالبے پر طالوت کو بادشاہ بنایا گیا، لیکن بنو اسرائیل نے اپنی عادت کے مطابق ان کی بادشاہت پر اعتراض کرنا شروع کر دیے، دوسرے پارے کے آخر میں اسی بادشاہ کا ذکر ہے۔

(۱۱۶۰۳) تخریج: أخرجه ابوداود: ٤٦٥٣، والترمذي: ۳۸٦۰ (انظر: ۱٤۷۷۸)

(۱۱۶۰٤) تخریج: أخرجه البخاري: ۳۹۵۸، ۳۹۵۹ (انظر: ۱۸۵۵۵)

(١١٦٠٥)۔ عَنْ بِلَالِ الْعَبْسِيِّ قَالَ: قَالَ حُذَيْفَةُ: مَا أَخْبِيَةٌ بَعْدَ أَخْبِيَةٍ كَانَتْ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِبَدْرٍ، مَا يُدْفَعُ عَنْهُمْ مَا يُدْفَعُ عَنْ أَهْلِ هٰذِهِ الْأَخْبِيَةِ، وَلَا يُرِيدُ بِهِمْ قَوْمٌ سُوءً إِلَّا أَتَاهُمْ مَا يَشْغَلُهُمْ عَنْه۔ (مسند احمد: ٢٣٦٥٥)

بلال عبسی سے مروی ہے کہ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: بدر کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جو خیمے تھے، ویسے اب خیمے کہاں ہیں؟ جو شرف اور مقام اہل بدر کا ہے وہ کسی دوسرے خیمے والوں کا کیسے ہوسکتا ہے؟ جس نے بھی اہل بدر کے ساتھ برائی کا ارادہ کیا، اللہ کی طرف سے اس کی ایسی گرفت ہوئی کہ وہ اسی میں پھنسے رہ گئے۔

فوائد:...... اس باب میں غزوۂ بدر اور حدیبیہ میں شرکت کرنے والوں کی بڑی منقبت بیان کی گئی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي مُدَّةِ حَيَاةِ الصَّحَابَةِ رضی اللہ عنہم وَأُمُوْرٍ تَارِيْخِيَّةٍ تَتَعَلَّقُ بِهِمْ وَبِغَيْرِهِمْ

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے دور کی تحدید اور ان سے اور دوسرے حضرات سے متعلقہ تاریخی امور کا بیان

(١١٦٠٦)۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَبْلَ مَوْتِهِ بِقَلِيْلٍ أَوْ بِشَهْرٍ: ((مَا مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوْسَةٍ أَوْ مَا مِنْكُمْ مِنْ نَفْسٍ الْيَوْمَ مَنْفُوْسَةٍ يَأْتِي عَلَيْهَا مِائَةُ سَنَةٍ وَهِيَ يَوْمَئِذٍ حَيَّةٌ۔)) (مسند احمد: ١٤٣٣٢)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات سے تقریباً ایک ماہ قبل ارشاد فرمایا: ''آج روئے زمین پر تم میں سے جو کوئی بھی نفس موجود ہے، سو سال بعد ان میں سے کوئی بھی زندہ باقی نہ ہوگا۔''

(١١٦٠٧)۔ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ دِجَاجَةَ، أَنَّهُ قَالَ: دَخَلَ أَبُو مَسْعُوْدٍ عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو الْأَنْصَارِيُّ عَلَى عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ: أَنْتَ الَّذِي تَقُوْلُ: لَا يَأْتِي عَلَى النَّاسِ مِائَةُ سَنَةٍ وَعَلَى الْأَرْضِ عَيْنٌ تَطْرِفُ؟ إِنَّمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يَأْتِي عَلَى النَّاسِ مِائَةُ سَنَةٍ وَعَلَى الْأَرْضِ عَيْنٌ تَطْرِفُ مِمَّنْ هُوَ حَيٌّ

نعیم بن دجاجہ سے مروی ہے کہ ابو مسعود عقبہ بن عمرو انصاری، سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ہاں گئے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: کیا تم یہ کہتے ہو کہ لوگوں پر سو سال گزریں گے تو ان میں سے کوئی بھی آنکھ پھڑکتی نہ ہوگی (یعنی قیامت بپا ہو جائے گی اور کوئی آدمی زندہ باقی نہ رہے گا۔) جبکہ حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا تھا کہ ''آج روئے زمین پر جو بھی آنکھ پھڑک رہی ہے یعنی جو بھی انسان زندہ موجود ہے، آج سے سو سال کے بعد ان میں سے کوئی بھی زندہ باقی نہ

(١١٦٠٥) تخریج: اثر صحیح، اخرجه البزار: ٢٩٤٤، والطبرانی فی "الاوسط": ٣٠٥٢ (انظر: ٢٣٢٦٦)

(١١٦٠٦) تخریج: أخرجه مسلم: ٢٥٣٨ (انظر: ١٤٢٨١)

(١١٦٠٧) تخریج: اسناده قوی، اخرجه ابویعلی: ٤٦٧، والطبرانی فی "الكبير": ١٧/ ٦٩٣، والحاكم: ٤/ ٤٩٨ (انظر: ٧١٤)

الْيَوْمَ۔)) وَاللّٰهِ! إِنَّ رَجَاءَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ مِائَةِ عَامٍ۔ (مسند احمد: ٧١٤)

ہوگا۔" اللہ کی قسم! اس امت کی خوش حالی کا اصل دور تو سو سال کے بعد بھی ہوگا۔

فوائد:...... جو روایت سیدنا ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کی تھی، اس کا مفہوم بھی دوسری روایات والا ہے، صرف لفظوں میں کچھ فرق ہے۔

(١١٦٠٨)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، قَالَ: صَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ صَلَاةَ الْعِشَاءِ فِي آخِرِ حَيَاتِهِ، فَلَمَّا قَامَ قَالَ: ((أَرَأَيْتُمْ لَيْلَتَكُمْ هٰذِهِ عَلٰى رَأْسِ مِائَةِ سَنَةٍ مِنْهَا لَا يَبْقٰى مِمَّنْ هُوَ عَلٰى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَحَدٌ۔)) قَالَ ابْنُ عُمَرَ: فَوَهِلَ النَّاسُ فِي مَقَالَةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ تِلْكَ فِيمَا يَتَحَدَّثُونَ مِنْ هٰذِهِ الْأَحَادِيثِ عَنْ مِائَةِ سَنَةٍ، وَإِنَّمَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يَبْقَى الْيَوْمَ مِمَّنْ هُوَ عَلٰى ظَهْرِ الْأَرْضِ يُرِيدُ أَنْ يَنْخَرِمَ ذٰلِكَ الْقَرْنُ۔)) (مسند احمد: ٦٠٢٨)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی زندگی کے اواخر میں ایک رات عشاء کی نماز پڑھائی اور پھر کھڑے ہو کر فرمایا: "آج رات جو بھی جان دار اس روئے زمین پر موجود ہے، سو سال بعد ان میں سے ایک بھی زندہ باقی نہیں رہے گا۔" سیدنا عبداللہ (بن عمر) رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی یہ بات سن کر سب لوگ دم بخود رہ گئے اور سو سال سے متعلقہ ان احادیث کے متعلق مختلف باتیں کرنے لگے، حالانکہ نبی کریم ﷺ نے تو یہ فرمایا تھا کہ آج جو لوگ روئے زمین پر موجود ہیں، سو سال بعد ان میں سے کوئی بھی زندہ باقی نہ رہے گا، یعنی یہ طبقہ اور زمانہ ختم ہو جائے گا۔

فوائد:...... نبی کریم ﷺ نے مستقبل کے بارے میں مختلف پیشین گوئیاں کی تھیں، ایک پیشین گوئی کا ذکر درج بالا احادیث میں ہے۔

ان تمام روایات کا مفہوم یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کے آخری دور میں جتنے انسان موجود تھے، وہ سارے کے سارے سو سال کے اندر اندر فوت ہو جائیں، یعنی سو برسوں تک یہ زمانہ اور طبقہ ختم ہو جائے گا، اور ایسے ہی ہوا۔

حافظ ابن حجر نے کہا: وكذالك وقع بالاستقراء فكان آخر من ضبط أمره ممن كان موجودا حينئذ أبو الطفيل عامر بن واثلة، وقد أجمع أهل الحديث على انه كان آخر الصحابة موتا، وغاية ما قيل فيه انه بقى الى سنة عشر ومائة وهى رأس مائة سنة من مقالة النبى ﷺ والله اعلم۔ ......اور تحقیقی طور پر اسی طرح واقع ہوا، پس آخری صحابی جس کے حالات قلم بند کیے گئے اور جو اس وقت موجود تھا، وہ سیدنا ابو الطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ ہے، اس پر محدثین کا اتفاق ہے کہ وہ صحابہ میں سب سے آخر میں فوت ہوئے تھے، زیادہ سے زیادہ ان کے لیٹ فوت ہونے کے بارے میں رائے

(١١٦٠٨) تخريج: أخرجه البخارى: ٦٠١، ومسلم: ٢٥٣٧ (انظر: ٦٠٢٨)

یہ ہے کہ وہ ۱۱۰ھ میں فوت ہوئے، (نہ کہ پہلی صدی کے آخر میں) تو رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کو سو سال اسی کی وفات پر پورے ہوئے تھے۔ واللہ اعلم۔ (فتح الباری: ۲/ ۹۵)

وضاحت: درج ذیل احادیث میں بعض تاریخی واقعات بیان کیے گئے، اگر کسی حدیث میں کوئی فقہی مسئلہ ہے تو وہ متعلقہ کتاب اور باب میں تفصیل کے ساتھ گزر چکا ہے۔

(۱۱۶۰۹)۔ حَدَّثَنَا حَسَنٌ، ثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، ثَنَا زُهْرَةُ أَبُو عَقِيلٍ الْقُرَشِيُّ، أَنَّ جَدَّهُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ هِشَامٍ احْتَلَمَ فِي زَمَانِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَنَكَحَ النِّسَاءَ۔ (مسند احمد: ۲۲۸۷۱)

ابو عقیل زہرہ قرشی نے بیان کیا کہ اس کا دادا سیدنا عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں بالغ ہوا اور عورتوں سے نکاح بھی کیا۔

فوائد:...... اس روایت کا مقصود یہ ہے کہ سیدنا عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ نے دورِ نبوت کو پایا اور اسی دور میں بالغ ہو گئے تھے اور شادیاں کی تھیں۔

(۱۱۶۱۰)۔ عَنِ الزُّهْرِيِّ، حَدَّثَنِي مَحْمُودُ بْنُ لَبِيدٍ، أَنَّهُ عَقَلَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَعَقَلَ مَجَّةً، مَجَّهَا النَّبِيُّ ﷺ (وَفِي لَفْظٍ: فِي وَجْهِهِ) مِنْ دَلْوٍ كَانَ فِي دَارِهِمْ۔ (مسند احمد: ۲۴۰۳۸)

زہری سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: مجھے سیدنا محمود بن لبید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی اور (انھوں نے اس زیارت کو خوب سمجھا ہے، یہاں تک کہ) انھوں نے یہ بھی سمجھا کہ ان کے گھر میں ایک ڈول تھا، آپ ﷺ نے اس سے کلی کی اور کلی والا پانی اس کے چہرے پر پھینکا۔

فوائد:...... سیدنا محمود بن لبید رضی اللہ عنہ اپنی زیارت کی ایک دلیل بیان کر رہے ہیں، چونکہ یہ بڑا اشرف تھا، اس لیے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم باریک بینی کے ساتھ اس کا معائنہ کرتے اور پھر اس کو بیان کرتے تھے۔

(۱۱۶۱۱)۔ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ حَجَّ بِي أَبِي مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ، وَأَنَا ابْنُ سَبْعِ سِنِينَ۔ (مسند احمد: ۱۵۸۰۹)

سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میرے باپ نے مجھے اپنے ساتھ لے کر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع میں شرکت کی تھی، جبکہ میری عمر سات برس تھی۔

(۱۱۶۰۹) تخريج: اسناده ضعيف لسوء حفظ ابن لهيعة (انظر: ۲۲۵۰٤)

(۱۱۶۱۰) تخريج: أخرجه البخاري: ۸۳۹، ٦٤۲۲ (انظر: ۲۳٦۳۸)

(۱۱۶۱۱) تخريج: أخرجه البخاري: ۱۸۵۸ (انظر: ۱۵۷۱۸)

(١١٦١٢)۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ نِ السَّاعِدِيِّ أَنَّهُ شَهِدَ النَّبِيَّ ﷺ فِي الْمُتَلَاعِنَيْنِ فَتَلَاعَنَا عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: وَأَنَا ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ، قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنْ أَمْسَكْتُهَا فَقَدْ كَذَبْتُ عَلَيْهَا، قَالَ: فَجَاءَتْ بِهِ لِلَّذِيْ يَكْرَهُ۔ (مسند احمد: ٢٣١٨٩)

سیدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے عہد میں پیش آنے والے واقعہ لعان میں آپ ﷺ کے ساتھ موجود تھے، میاں بیوی نے آپس میں لعان کیا تھا، جبکہ اس وقت میری عمر پندرہ برس تھی۔لعان کرنے والا شوہر کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! اگر اب میں اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھتا ہوں تو گویا اس پر میں نے جھوٹا الزام لگایا ہے۔ پھر لعان کرنے والی عورت نے ایسی شکل والا بچہ جنم دیا تھا، جس کو آپ ﷺ نے ناپسند کیا تھا۔

فوائد:...... صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ سیدنا سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انہوں نے لعان مسجد میں کیا تھا اور میں حاضر تھا اور عصر کے بعد کیا تھا، یہ تمام مسائل پہلے گزر چکے ہیں۔

(١١٦١٣)۔ (٩٠٨)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يَتَوَضَّأُ إِذَا جَامَعَ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْجِعَ۔)) قَالَ سُفْيَانُ: أَبُو سَعِيْدٍ أَدْرَكَ الْحَرَّةَ۔ (مسند أحمد: ١١٠٥٠)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی ایک دفعہ مجامعت کے بعد دوبارہ لوٹنا چاہے تو وہ وضو کر لے۔'' سفیان نے کہا: سیدنا ابو سعید، حرہ کی لڑائی کے بعد تک زندہ رہے۔

فوائد:...... ۶۳ھ میں یزید بن معاویہ اور اہل مدینہ کے مابین حرہ کی لڑائی واقع ہوئی تھی۔

اس باب کی احادیث سے اور حدیث نمبر (۹۰۳) کی شرح میں مذکورہ حدیث سے پتہ چلا کہ جنبی آدمی کھانا کھاتے وقت ہاتھ دھوئے یا وضو کرے، اگر ہاتھوں پر نجاست کے آثار ہوں تو ہاتھ دھونا ضروری ہوں گے۔

دیکھیں حدیث نمبر (۹۰۶) کا باب

(١١٦١٤)۔ حَدَّثَنَا قَرَّانُ بْنُ تَمَّامٍ، عَنِ ابْنِ أَبِيْ ذِئْبٍ، عَنْ مَخْلَدِ بْنِ خِفَافٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَضَى

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ نفع ضمانت کے عوض ہوتا ہے۔عبداللہ کہتے ہیں کہ میرے والد امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے کہا: میں نے قران

(١١٦١٢) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٨٥٤، ٧١٦٥ (انظر: ٢٢٨٠٣)

(١١٦١٣) تخريج: أخرجه مسلم: ٣٠٨ (انظر: ١١٠٣٦)

(١١٦١٤) تخريج: حديث حسن، اخرجه الترمذى: ١٢٨٥، والنسائى: ٧/ ٢٥٤ (انظر: ٢٥٢٧٦)

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنَّ الْغَلَّةَ بِالضَّمَانِ۔ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: قَالَ أَبِیْ: سَمِعْتُ مِنْ قُرَّانَ بْنِ تَمَامٍ فِیْ سَنَةِ اِحْدٰی وَثَمَانِیْنَ وَمِائَةٍ، وَکَانَ ابْنُ الْمُبَارَكِ بَاقِیًا وَفِیْهَا مَاتَ ابْنُ الْمُبَارَكِ۔ (مسند احمد: ۲۵۷۹۰)

بن تمام سے ۱۸۱ھ میں سماع کیا تھا، اس سال امام ابن مبارک حیات تھے، لیکن پھر اسی سال ان کا انتقال ہو گیا تھا۔

(۱۱۶۱۵)۔ عَنْ شُرَحْبِیلَ بْنِ مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِیِّ، قَالَ: رَأَیْتُ سَبْعَةَ نَفَرٍ خَمْسَةً قَدْ صَحِبُوا النَّبِیَّ ﷺ وَاثْنَیْنِ قَدْ أَکَلَا الدَّمَ فِی الْجَاهِلِیَّةِ، وَلَمْ یَصْحَبَا النَّبِیَّ ﷺ فَأَمَّا اللَّذَانِ لَمْ یَصْحَبَا النَّبِیَّ ﷺ فَأَبُوْ عُقْبَةَ الْخَوْلَانِیُّ، وَأَبُو فَاتِحٍ الْأَنْمَارِیُّ۔ (مسند احمد: ۱۷۹۳۸)

شرجیل بن مسلم خولانی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: مجھے سات ایسے افراد کی زیارت کا شرف حاصل ہوا ہے کہ ان میں سے پانچ تو وہ ہیں، جنہیں نبی کریم ﷺ کی صحبت کا اعزاز حاصل تھا اور دو آدمی ایسے تھے، جنہیں نبی کریم ﷺ کی صحبت کا شرف حاصل نہ ہو سکا، وہ قبل از اسلام دور جاہلیت میں جانوروں کے جسم سے بہنے والا خون پیا کرتے تھے، ان کے نام ابوعقبہ خولانی اور ابو صالح انماری ہیں۔

فوائد:...... ابوعقبہ خولانی کے صحابی ہونے یا نہ ہونے میں اہل علم کا اختلاف ہے۔

أَبْوَابُ ذِکْرِ فَضَائِلِ بَعْضِ الصَّحَابَةِ رضی اللہ عنہم
بعض صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل کے ابواب

مُتَفَرِّقِیْنَ مُرَتَّبَةً اَسْمَائُهُمْ عَلٰی حُرُوْفِ الْمُعْجَمِ
حروف تہجی کی ترتیب کے مطابق ان کے ناموں کا تذکرہ

(حَرْفُ الْهَمْزَةِ)
ہمزہ سے شروع ہونے والے نام کے فضائل ومناقب

بَابُ مَا جَاءَ فِیْ أُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ رضی اللہ عنہ
سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(۱۱۶۱۶)۔ عَنْ أُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ قَالَ: قَالَ

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں:

(۱۱۶۱۵) تخریج: اسنادہ حسن (انظر: ۱۷۷۸۵)

(۱۱۶۱۶) تخریج: حدیث صحیح اخرجہ ابوداود: ۳۹۸۰ (انظر: ۲۱۱۳۷)

لِی رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((یَا أُبَیُّ أُمِرْتُ أَنْ أَقْرَأَ عَلَیْكَ سُورَةَ كَذَا وَكَذَا؟)) قَالَ: قُلْتُ: یَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَقَدْ ذُكِرْتُ هُنَاكَ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَقُلْتُ لَهُ: یَا أَبَا الْمُنْذِرِ فَفَرِحْتَ بِذٰلِكَ؟ قَالَ: وَمَا یَمْنَعُنِی؟ وَاللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی یَقُولُ: ﴿قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذٰلِكَ فَلْتَفْرَحُوا هُوَ خَیْرٌ مِمَّا یَجْمَعُونَ﴾ قَالَ مُؤَمَّلٌ: قُلْتُ لِسُفْیَانَ: هٰذِهِ الْقِرَائَةُ فِی الْحَدِیثِ؟ قَالَ: نَعَمْ۔ (مسند احمد: ۲۱٤۵۵)

رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''اے ابی! اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں تمہارے سامنے فلاں سورت کی تلاوت کروں۔'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا اللہ کے ہاں میرا نام لیا گیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں۔'' عبداللہ بن ابزیٰ نے سیدنا ابی رضی اللہ عنہ سے کہا: اے ابومنذر! کیا یہ بات سن کر آپ کو خوشی ہوئی تھی؟ انھوں نے کہا: خوشی کیوں نہ ہوتی، جبکہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے:﴿قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذٰلِكَ فَلْتَفْرَحُوا هُوَ خَیْرٌ مِمَّا یَجْمَعُونَ﴾ ......''اے نبی! آپ ان لوگوں سے کہہ دیں کہ تم اللہ کے فضل اور اس کی رحمت پر خوش رہو، یہ لوگ جو دنیوی مال و اسباب جمع کرتے ہیں، یہ اس سے بہتر ہے۔'' (چونکہ قرآن کریم کی قراءت متواترہ ''فَلْیَفْرَحُوا'' ہے)، امام احمد کے شیخ مؤمل سے مروی ہے کہ میں نے اپنے شیخ سفیان سے دریافت کیا، کیا یہ قراءت ''فَلْتَفْرَحُوا'' حدیث میں ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔

(۱۱٦۱۷)۔ حَدَّثَنَا یَحْیٰی، عَنْ سَعِیدِ بْنِ إِسْحٰقَ، قَالَ: حَدَّثَتْنِی زَیْنَبُ ابْنَةُ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ، عَنْ أَبِی سَعِیدٍ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ: أَرَأَیْتَ هٰذِهِ الْأَمْرَاضَ الَّتِی تُصِیبُنَا مَا لَنَا بِهَا؟ قَالَ: ((كَفَّارَاتٌ۔)) قَالَ أَبِی: وَإِنْ قَلَّتْ؟ قَالَ: ((وَإِنْ شَوْكَةً فَمَا فَوْقَهَا۔)) قَالَ: فَدَعَا أَبِی عَلٰی نَفْسِهِ أَنْ لَا یُفَارِقَهُ الْوَعْكُ حَتّٰی یَمُوتَ فِی أَنْ لَا یَشْغَلَهُ عَنْ حَجٍّ، وَلَا

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: جو بیماریاں ہمیں لاحق ہوتی ہیں، ان کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ گناہوں کا کفارہ بننے والی ہیں۔'' میرے باپ نے کہا: اگرچہ وہ بیماری معمولی ہو؟ آپ ﷺ فرمایا: ''اگرچہ وہ کانٹا ہو یا اس سے بڑی کوئی چیز۔'' یہ سن کر میرے باپ نے اپنے حق میں یہ بد دعا کر دی کہ اس کی موت تک بخار اس سے جدا نہ ہو، لیکن وہ بخار اس کو حج، عمرے، جہاد فی سبیل اللہ اور باجماعت فرضی نماز سے مشغول نہ کر دے، پس اس کے بعد

(۱۱٦۱۷) تخریج: اسنادہ حسن، أخرجہ ابویعلی: ۹۹۵، والحاکم: ٤/ ۳۰۸، والنسائی فی ''الکبری'': ۷٤۸۹ (انظر: ۱۱۱۸۳)

عُمْرَةٍ، وَلا جِهَادٍ فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ، وَلا صَلاةٍ مَكْتُوبَةٍ فِی جَمَاعَةٍ، فَمَا مَسَّهُ إِنْسَانٌ إِلَّا وَجَدَ حَرَّهُ حَتّٰى مَاتَ۔(مسند احمد: ۱۱۲۰۱)

جس انسان نے میرے باپ کو چھوا، بخار کی حرارت پائی، یہاں تک کہ وہ فوت ہو گئے۔

فوائد:...... دنیوی تکالیف گناہوں کا کفارہ بنتی ہیں۔

(۱۱٦۱۸)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِأُبَیِّ بْنِ كَعْبٍ: ((اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِیْ اَنْ اَقْرَاَ عَلَیْكَ: ﴿لَمْ یَكُنِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا﴾۔)) قَالَ :وَ سَمَّانِیْ لَكَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ۔)) فَبَكٰى۔ (مسند احمد: ۱۲۳٤۵)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہارے سامنے سورۂ بینہ کی تلاوت کروں۔'' سیدنا ابی رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کے سامنے میرا نام لیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں۔'' یہ سن کر سیدنا ابی رضی اللہ عنہ رو پڑے۔

(۱۱٦۱۹)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أُبَیًّا قَالَ لِعُمَرَ: یَا أَمِیرَ الْمُؤْمِنِینَ! إِنِّی تَلَقَّیْتُ الْقُرْآنَ مِمَّنْ تَلَقَّاهُ (وَقَالَ عَفَّانُ مِمَّنْ یَتَلَقَّاهُ) مِنْ جِبْرِیلَ عَلَیْهِ السَّلَام وَهُوَ رَطْبٌ۔ (مسند احمد: ۲۱٤۲۹)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا ابی رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: اے امیر المومنین! میں نے قرآن کریم براہ راست اس ہستی سے سنا اور سیکھا ہے جنہوں نے جبریل علیہ السلام سے حاصل کیا، جبکہ وہ تروتازہ تھا۔

(۱۱٦۲۰)۔ عَنِ الْجَارُودِ بْنِ أَبِی سَبْرَةَ، عَنْ أُبَیِّ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى بِالنَّاسِ فَتَرَكَ آیَةً فَقَالَ: ((أَیُّكُمْ أَخَذَ عَلَیَّ شَیْئًا مِنْ قِرَاءَتِی؟)) فَقَالَ أُبَیٌّ: أَنَا، یَا رَسُولَ اللّٰهِ! تَرَكْتَ آیَةَ كَذَا وَكَذَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((قَدْ عَلِمْتُ إِنْ كَانَ أَحَدٌ أَخَذَهَا عَلَیَّ فَإِنَّكَ أَنْتَ هُوَ۔)) (مسند احمد: ۲۱٦۰۵)

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور بھول کر ایک آیت ترک کر گئے، بعد میں آپ ﷺ نے پوچھا: ''تم میں سے کسی کو قرأت میں میری غلطی کا احساس ہوا ہے؟ سیدنا ابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: جی ہاں، اے اللہ کے رسول! مجھے پتہ چل گیا تھا، آپ فلاں آیت چھوڑ گئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے پتہ تھا کہ اگر کسی کا اس کا ادراک ہوگا تو وہ تم ہی ہو گے۔''

(۱۱٦۱۸) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۸۰۹، ٤۹۵۹، ومسلم: ۷۹۹(انظر: ۱۲۳۲۰)

(۱۱٦۱۹) تخریج: اسناده صحیح، اخرجه الحاکم: ۲/ ۲۲۵ (انظر: ۲۱۱۱۲)

(۱۱٦۲۰) تخریج: رجاله ثقات غیر الجارود بن ابی سبرة، وهو صدوق لکنه لم یسمع من ابی، اخرجه البخاری فی "القراءة خلف الامام": ۱۹۲ (انظر: ۲۱۲۸۱)

فوائد:...... بعض اوقات نبی کریم ﷺ کا بھول جانا، یہ بشری تقاضا ہے، اس سے منصب نبوت متاثر نہیں ہوتا، جیسے آپ ﷺ کی نماز میں بھی بھول جانے کی چند صورتیں موجود ہیں، یہ حقیقت الگ ہے کہ آپ ﷺ کو اس بھول پر برقرار نہیں رکھا جاتا، بلکہ فوراً اس کا ازالہ کر دیا جاتا ہے۔

(۱۱۶۲۱)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَبَاحٍ، عَنْ أُبَيٍّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَأَلَهُ: ((أَيُّ آيَةٍ فِي كِتَابِ اللّٰهِ أَعْظَمُ؟)) قَالَ: اَللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، فَرَدَّدَهَا مِرَارًا، ثُمَّ قَالَ أُبَيٌّ: آيَةُ الْكُرْسِيِّ، قَالَ: ((لِيَهْنِكَ الْعِلْمُ أَبَا الْمُنْذِرِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ لَهَا لِسَانًا وَشَفَتَيْنِ تُقَدِّسُ الْمَلِكَ عِنْدَ سَاقِ الْعَرْشِ۔)) (مسند احمد: ۲۱۶۰۲)

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے دریافت کیا: ''اللہ کی کتاب میں کونسی آیت سب سے زیادہ عظمت کی حامل ہے؟'' انہوں نے جواباً عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ لیکن جب رسول اللہ ﷺ نے بار بار یہی سوال کیا، تو سیدنا ابی رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ آیت الکرسی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابو المنذر! تمہیں یہ علم مبارک ہو، اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اس آیت کی ایک زبان اور دو ہونٹ ہیں اور یہ اللہ کے عرش کے پائے کے قریب اللہ تعالیٰ کی تقدیس اور پاکی بیان کرتی ہے۔''

فوائد:...... غور کریں کہ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کتنی توجہ سے قرآن مجید کی تلاوت کی ہوگی اور اس کے مضمون پر کتنا غور کیا ہوگا کہ انھوں نے آپ ﷺ کے ایک آیت کے بارے میں درست جواب دیا۔

تمام روایات سے سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی عظمت اور منقبت کا بیان ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ
سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

(۱۱۶۲۲)۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ حِينَ أَمَّرَ أُسَامَةَ بَلَغَهُ أَنَّ النَّاسَ يَعِيبُونَ أُسَامَةَ وَيَطْعَنُونَ فِي إِمَارَتِهِ، فَقَامَ كَمَا حَدَّثَنِي سَالِمٌ فَقَالَ: ((إِنَّكُمْ تَعِيبُونَ أُسَامَةَ وَتَطْعَنُونَ فِي إِمَارَتِهِ، وَقَدْ فَعَلْتُمْ

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو لشکر کا سربراہ مقرر فرمایا تو آپ ﷺ کو یہ خبر پہنچی کہ لوگ اسامہ رضی اللہ عنہ کے سربراہ بننے پر اعتراض کرتے ہیں اور ان کو امیر بنائے جانے پر طعن کرتے ہیں، پس آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر فرمایا: ''تم لوگ اسامہ کو سربراہِ لشکر بنائے جانے پر اعتراض کرتے ہو اور ان کو امیر

(۱۱۶۲۱) تخريج: أخرجه مسلم: ۸۱۰ (انظر: ۲۱۲۷۸)

(۱۱۶۲۲) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۷۳۰، ۴۲۵۰، ومسلم: ۲۴۲۶ (انظر: ۵۶۳۰)

ذٰلِكَ فِي أَبِيهِ مِنْ قَبْلُ، وَإِنْ كَانَ لَخَلِيقًا لِلْإِمَارَةِ، وَإِنْ كَانَ لَأَحَبَّ النَّاسِ كُلِّهِمْ إِلَيَّ، وَإِنَّ ابْنَهُ هٰذَا بَعْدَهُ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ، فَاسْتَوْصُوا بِهِ خَيْرًا، فَإِنَّهُ مِنْ خِيَارِكُمْ۔)) (مسند احمد: ٥٦٣٠)

بنائے جانے پر طنز کرتے ہو، یہی کام تم نے اس سے قبل اس کے والد کے بارے میں بھی کیا تھا، حالانکہ وہ امیر بنائے جانے کا بجا طور پر حق دار تھا۔ اور وہ مجھے سب سے زیادہ محبوب بھی تھا، اس کے بعد اس کا یہ بیٹا مجھے سب سے زیادہ پیارے لوگوں میں سے ہے، میں تمہیں اس کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی وصیت کرتا ہوں، یہ تمہارے بہترین لوگوں میں سے ہے۔''

فوائد:...... دیکھیں حدیث نمبر (١٠٩٧٤)

رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیاتِ مبارکہ کے آخری ایام میں ایک لشکر ترتیب دے کر سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو اس لشکر کا امیر مقرر فرمایا، چونکہ یہ غلام خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور رنگت بھی سیاہ تھی، اس لیے کچھ لوگوں نے ان کو امیر بنائے جانے پر باتیں بنائیں۔ جب رسول اللہ ﷺ کو پتہ چلا تو فرمایا کہ تم لوگوں کو اسامہ رضی اللہ عنہ کی امارت پر اعتراض ہے اور اس سے پہلے اس کے والد پر بھی اعتراض کرتے تھے، یاد رکھو کہ امارت کا حق دار یہی ہے اور مجھے سب سے زیادہ پیارا ہے۔

(١١٦٢٣)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أُسَامَةُ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ مَا حَاشَا فَاطِمَةَ وَلَا غَيْرَهَا۔)) (مسند احمد: ٥٧٠٧)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے سب سے زیادہ محبوب اسامہ (بن زید) ہے، فاطمہ وغیرہ کے علاوہ۔''

فوائد:...... دراصل اس حدیثِ مبارکہ میں سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ شدید محبت کا اظہار ہے۔

(١١٦٢٤)۔ وَعَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: لَمَّا ثَقُلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هَبَطْتُ وَهَبَطَ النَّاسُ مَعِي إِلَى الْمَدِينَةِ، فَدَخَلْتُ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَقَدْ أَصْمَتَ فَلَا يَتَكَلَّمُ، فَجَعَلَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ، ثُمَّ يَصُبُّهَا عَلَيَّ أَعْرِفُ أَنَّهُ يَدْعُوْلِي۔ (مسند احمد: ٢٢٠٩٨)

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ زیادہ بیمار ہو گئے تو میں اور میرے رفقاء ہم سب مدینہ کے ایک نواح میں ٹھہر گئے، میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت آپ ﷺ بالکل خاموش تھے اور شدت مرض کی وجہ سے بول نہ سکتے تھے، آپ ﷺ اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر میری طرف جھکا کر اشارہ کرتے۔ میں جان گیا کہ آپ میرے حق میں دعائیں کر رہے ہیں۔

(١١٦٢٣) تخریج: اسناده صحيح على شرط مسلم، اخرجه البخاري: ٤٤٦٨، وليس فيه "ما حاشا فاطمة ولا غيرها" (انظر: ٥٧٠٧)

(١١٦٢٤) تخريج: اسناده حسن، اخرجه الترمذي: ٣٨١٧ (انظر: ٢١٧٥٥)

(١١٦٢٥)۔ حَدَّثَنَا عَارِمُ بْنُ الْفَضْلِ، حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ سَمِعْتُ: أَبَا تَمِيمَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، يُحَدِّثُهُ أَبُو عُثْمَانَ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: كَانَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ يَأْخُذُنِي فَيُقْعِدُنِي عَلٰى فَخِذِهِ، وَيُقْعِدُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ عَلٰى فَخِذِهِ الْأُخْرٰى، ثُمَّ يَضُمُّنَا ثُمَّ يَقُولُ: ((اللّٰهُمَّ ارْحَمْهُمَا فَإِنِّي أَرْحَمُهُمَا۔)) قَالَ أَبِي: قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ: هُوَ السَّلِّيُّ مِنْ عَنَزَةَ إِلٰى رَبِيعَةَ يَعْنِي أَبَا تَمِيمَةَ السَّلِّيَّ۔ (مسند احمد: ٢٢١٣٠)

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ مجھے پکڑ کر اپنی ایک ران پر بٹھا لیتے اور دوسری ران پر سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو بٹھا لیتے، پھر آپ ﷺ ہمیں اپنے سینے سے چمٹا کر فرماتے: ''یا اللہ! میں ان پر شفقت کرتا ہوں تو بھی ان پر رحم فرما دے۔''

(١١٦٢٦)۔ عَنِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَبْغُضَ أُسَامَةَ بَعْدَمَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ كَانَ يُحِبُّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُولَهُ فَلْيُحِبَّ أُسَامَةَ۔)) (مسند احمد: ٢٥٧٤٨)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یوں فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''جو آدمی اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہو، وہ اسامہ سے محبت رکھے۔'' اس فرمان کے بعد کسی کے لیے اسامہ رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنا روا نہیں ہے۔

(١١٦٢٧)۔ عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ عَثَرَ بِأُسْكُفَّةِ أَوْ عَتَبَةِ الْبَابِ فَشُجَّ فِي جَبْهَتِهِ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَمِيطِي عَنْهُ أَوْ نَحِّي عَنْهُ الْأَذٰى۔)) قَالَتْ: فَتَقَذَّرْتُهُ، قَالَتْ فَجَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَمُصُّهُ ثُمَّ يَمُجُّهُ، وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَوْ كَانَ أُسَامَةُ جَارِيَةً لَكَسَوْتُهُ وَحَلَّيْتُهُ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سیدنا اسامہ بن یزید رضی اللہ عنہ دروازے کی چوکھٹ میں گر پڑے اور ان کی پیشانی پر زخم آ گیا۔ (اور ایک روایت میں یوں ہے کہ خون بہنے لگا) تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''اس کی پیشانی سے خون صاف کر دو۔'' لیکن مجھے کچھ کراہت سی محسوس ہوئی، پس رسول اللہ ﷺ خود شروع ہو گئے اور زخم کو چوس کر تھوکتے رہے اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر اسامہ رضی اللہ عنہ لڑکی ہوتا تو میں اسے

(١١٦٢٥) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٠٠٣ (انظر: ٢١٧٨٧)

(١١٦٢٦) تخريج: صحيح لغيره، اخرجه ابن ابی شيبة: ١٢/ ١٣٨ (انظر: ٢٥٢٣٤)

(١١٦٢٧) تخريج: حديث حسن بطرقه، اخرجه ابن ماجه: ١٩٧٦ (انظر: ٢٥٨٦١)

حَتّٰی أُنْفِقَهُ۔)) (مسند احمد: ٢٦٣٨٦)

اچھے اچھے کپڑے اور زیور پہنا کر اس قدر خوب صورت بنا دیتا کہ لوگ اس سے شادی کرنے میں رغبت کا اظہار کرتے۔''

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ رضی اللہ عنہ

سیدنا اسید بن حضیر کی فضیلت کا تذکرہ

(١١٦٢٨)۔ عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ أُسَيْدَ بْنَ حُضَيْرٍ، وَرَجُلًا آخَرَ مِنَ الْأَنْصَارِ، تَحَدَّثَا عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةً فِي حَاجَةٍ لَهُمَا حَتّٰى ذَهَبَ مِنَ اللَّيْلِ سَاعَةٌ وَلَيْلَةٌ شَدِيدَةُ الظُّلْمَةِ، ثُمَّ خَرَجَا مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَنْقَلِبَانِ وَبِيَدِ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عُصَيَّةٌ، فَأَضَاءَتْ عَصَا أَحَدِهِمَا لَهُمَا حَتّٰى مَشَيَا فِي ضَوْئِهَا حَتّٰى إِذَا افْتَرَقَ بِهِمَا الطَّرِيقُ أَضَاءَتْ لِلْآخَرِ عَصَاهُ، فَمَشٰى كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا فِي ضَوْءِ عَصَاهُ حَتّٰى بَلَغَ إِلٰى أَهْلِهِ۔(مسند احمد: ١٢٤٣١)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اور ایک انصاری شخص (عباد بن بشر رضی اللہ عنہ) رات کو دیر تک رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے باتیں کرتے رہے، یہاں تک کہ رات کا ایک حصہ گزر گیا، جبکہ رات بھی سخت اندھیری تھی۔ پھر جب وہ رسول اللہ ﷺ کے ہاں سے اٹھ کر واپس چلے تو دونوں کے پاس ایک ایک لاٹھی تھی، ان میں سے ایک کی لاٹھی روشن ہوگئی اور وہ اس کی روشنی میں چلتے گئے، آگے جا کر جب ان کے راستے الگ الگ ہوئے تو دوسرے کی لاٹھی بھی روشن ہوگئی اور اس طرح وہ دونوں اپنی اپنی لاٹھی کی روشنی میں اپنے گھر پہنچ گئے۔

(١١٦٢٩)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ): أَنَّ أُسَيْدَ بْنَ حُضَيْرٍ وَعَبَّادَ بْنَ بِشْرٍ كَانَا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فِي لَيْلَةٍ ظَلْمَاءَ حِنْدِسٍ، فَخَرَجَا مِنْ عِنْدِهِ فَأَضَاءَتْ عَصَا أَحَدِهِمَا، فَجَعَلَا يَمْشِيَانِ فِي ضَوْئِهَا، فَلَمَّا تَفَرَّقَا أَضَاءَتْ عَصَا الْآخَرِ، وَقَدْ قَالَ حَمَّادٌ أَيْضًا: فَلَمَّا تَفَرَّقَا أَضَاءَتْ عَصَا ذَا وَعَصَا ذَا۔ (مسند احمد: ١٣٩٠٦)

(دوسری سند) سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عباد بن بشر رضی اللہ عنہ ایک سخت اندھیری رات میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے رہے، وہ آپ کے ہاں سے اٹھ کر گئے تو ان میں سے ایک کی لاٹھی روشن ہوگئی اور وہ اس کی روشنی میں چلتے گئے، آگے جا کر جب ان کے راستے الگ الگ ہوئے تو دوسرے کی لاٹھی بھی روشن ہوگئی۔ حماد راوی نے یوں کہا ہے کہ جب ان کے راستے الگ الگ ہوئے تو اس کی لاٹھی روشن تھی اور دوسرے کی بھی روشن ہوگئی۔

فوائد:...... یقیناً یہ ان دو صحابہ کی کرامتانہ فضیلت اور منقبت ہے۔

(١١٦٢٨) تخريج: أخرجه بنحوه البخاري: ٤٦٥، ٣٦٣٩، ٣٨٠٥ (انظر: ١٢٤٠٤)

(١١٦٢٩) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(١١٦٣٠)۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: قَرَأَ رَجُلٌ الْكَهْفَ وَفِي الدَّارِ دَابَّةٌ فَجَعَلَتْ تَنْفِرُ فَنَظَرَ فَإِذَا ضَبَابَةٌ أَوْ سَحَابَةٌ قَدْ غَشِيَتْهُ، قَالَ: فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((اقْرَأْ فُلَانُ! فَإِنَّهَا السَّكِينَةُ تَنَزَّلَتْ عِنْدَ الْقُرْآنِ أَوْ تَنَزَّلَتْ لِلْقُرْآنِ۔)) (مسند احمد: ١٨٦٦٦)

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے سورۂ کہف کی تلاوت کی، جس گھر میں وہ تلاوت کر رہا تھا، اس میں اس کی سواری بھی بندھی ہوئی تھی، وہ سواری بدکنا شروع ہو گئی، اس نے دیکھا کہ ایک بادل اس پر چھا رہا ہے، جب یہ بات نبی کریم ﷺ کو بتلائی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”او فلاں! تو پڑھتا رہتا، یہ سکینت تھی جو قرآن کے لیے نازل ہو رہی تھی۔“

فوائد: ...... امام نووی نے کہا: سکینت کے مختلف معانی بیان کیے گئے ہیں، راجح معنی یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے اور اس میں اطمینان اور رحمت پائی جاتی ہے اور اس کے ساتھ فرشتے بھی ہوتے ہیں۔

قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے یہ صحابی سیدنا اسید بن حضیر تھے، جیسا کہ درج ذیل مفصل روایت سے معلوم ہوتا ہے:

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: أَنَّ أُسَيْدَ بْنَ حُضَيْرٍ رضی اللہ عنہ بَيْنَمَا هُوَ لَيْلَةً يَقْرَأُ فِي مِرْبَدِهِ إِذْ جَالَتْ فَرَسُهُ فَقَرَأَ ثُمَّ جَالَتْ أُخْرٰى، فَقَرَأَ ثُمَّ جَالَتْ أَيْضًا، فَقَالَ أُسَيْدٌ: فَخَشِيتُ أَنْ تَطَأَ يَحْيٰى يَعْنِي ابْنَهُ فَقُمْتُ إِلَيْهِ فَإِذَا مِثْلُ الظُّلَّةِ فَوْقَ رَأْسِي فِيهَا أَمْثَالُ السُّرُجِ، عَرَجَتْ فِي الْجَوِّ حَتّٰى مَا أَرَاهَا، قَالَ: فَغَدَوْتُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! بَيْنَمَا أَنَا الْبَارِحَةَ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ أَقْرَأُ فِي مِرْبَدِي إِذْ جَالَتْ فَرَسِي، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((اقْرَأْ ابْنَ حُضَيْرٍ!)) قَالَ: فَقَرَأْتُ ثُمَّ جَالَتْ أَيْضًا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((اقْرَأْ ابْنَ حُضَيْرٍ۔)) فَقَرَأْتُ ثُمَّ جَالَتْ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((اقْرَأْ ابْنَ حُضَيْرٍ!)) قَالَ: فَانْصَرَفْتُ وَكَانَ يَحْيٰى قَرِيبًا مِنْهَا فَخَشِيتُ أَنْ تَطَأَهُ فَرَأَيْتُ مِثْلَ الظُّلَّةِ فِيهَا أَمْثَالُ السُّرُجِ عَرَجَتْ فِي الْجَوِّ حَتّٰى مَا أَرَاهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((تِلْكَ الْمَلَائِكَةُ كَانَتْ تَسْتَمِعُ لَكَ، وَلَوْ قَرَأْتَ لَأَصْبَحَتْ رَآهَا النَّاسُ لَا تَسْتَتِرُ مِنْهُمْ۔))

(صحيح مسلم: ٧٩٦، صحيح بخاري معلقا: ٥٠١٨ بصيغة الجزم، واللفظ لاحمد)...... ایک رات کو سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اپنے باڑے میں قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے، اچانک ان کا گھوڑا بدکنے لگا، (وہ چپ ہو گئے)، پھر جب انہوں نے قراءت شروع کی تو وہ پھر بدکنے لگا، بس جب بھی پڑھنے لگتے تو وہ بدکنے لگ جاتا، سیدنا اسید کہتے ہیں مجھے خدشہ لاحق ہوا کہ وہ میرے بیٹے یحییٰ کو کچل دے گا، پس میں بیٹے کو پکڑنے کے لیے کھڑا ہوا، میں نے دیکھا کہ میرے اوپر بادل کی مانند سائبان تھا، جس میں چراغ روشن تھے، جو فضا میں چڑھتا جا رہا تھا حتی کہ وہ میری نظروں سے اوجھل ہو گیا، جب صبح ہوئی تو میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں گزشتہ رات

(١١٦٣٠) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٠١١، ومسلم: ٧٩٥ (انظر: ١٨٤٧٤)

کے آخر میں اپنے باڑے میں قرآن مجید پڑھ رہا تھا، اچانک میرا گھوڑا بدکنے لگا، پھر آگے ساری بات بتائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابن حضیر! تو پڑھتا رہتا۔'' میں نے کہا: جی میں نے پڑھا، لیکن گھوڑا پھر بدکنے لگا، آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ''اے ابن حضیر! تو پڑھتا رہتا۔'' میں نے کہا: میں پڑھتا تو پھر گھوڑا بدکتا، رسول اللہ ﷺ نے پھر فرمایا: ''اے ابن حضیر! تو پڑھتا رہتا۔'' جی میں نے پڑھا، لیکن میرا بیٹا یحیٰی قریب پڑا تھا، مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ گھوڑا اسے کچل دے گا، پھر میں نے سائبان کی مانند چیز دیکھی، جس میں چراغ جگمگا رہے ہیں اور وہ فضا میں بلند ہو رہی ہے، پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''وہ فرشتے تھے، تمہاری تلاوت سن رہے تھے، اگر تم قراءت صبح تک جاری رکھتے تو لوگ انہیں دیکھتے اور وہ ان سے چھپ نہ سکتے۔''

سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ بہت خوبصورت آواز میں قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتے تھے، ان احادیث میں سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کی امتیازی فضیلت کا بیان ہے۔

(۱۱۶۳۱)۔ عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا كَانَتْ تَقُولُ: كَانَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ مِنْ أَفَاضِلِ النَّاسِ، وَكَانَ يَقُولُ: لَوْ أَنِّي أَكُونُ كَمَا أَكُونُ عَلَى أَحْوَالٍ ثَلَاثٍ مِنْ أَحْوَالِي لَكُنْتُ، حِينَ أَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَحِينَ أَسْمَعُهُ يُقْرَأُ، وَإِذَا سَمِعْتُ خُطْبَةَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَإِذَا شَهِدْتُ جَنَازَةً وَمَا شَهِدْتُ جَنَازَةً قَطُّ فَحَدَّثْتُ نَفْسِي بِسِوَى مَا هُوَ مَفْعُولٌ بِهَا وَمَا هِيَ صَائِرَةٌ إِلَيْهِ۔ (مسند احمد: ۱۹۳۰۳)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہا کرتی تھیں کہ سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ افضل ترین لوگوں میں سے تھے، وہ کہا کرتے تھے کہ تین مواقع پر میری جو کیفیت ہوتی ہے، اگر میں اسی حالت پر برقرار رہوں تو یقیناً جنتی ہوں گا: (۱) جب میں قرآن کی تلاوت خود کر رہا ہوں یا کسی سے سن رہا ہوں، (۲) جب میں رسول اللہ ﷺ کا خطبہ سنتا ہوں اور (۳) جب میں کسی جنازہ میں شریک ہوتا ہوں تو میری تمام تر توجہ اس طرف ہوتی ہے کہ اس شخص کے ساتھ کیا ہونے والا ہے اور اس کا انجام کیا ہوگا۔

(۱۱۶۳۲)۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَدِمْنَا مِنْ حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ فَتُلُقِّينَا بِذِي الْحُلَيْفَةِ، وَكَانَ غِلْمَانٌ مِنَ الْأَنْصَارِ تَلَقَّوْا أَهْلِيهِمْ فَلَقُوا أُسَيْدَ بْنَ حُضَيْرٍ فَنَعَوْا لَهُ امْرَأَتَهُ فَتَقَنَّعَ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب ہم حج یا عمرہ سے واپس آئے تو اہل مدینہ نے ذوالحلیفہ میں آ کر ہمارا استقبال کیا، انصار کے لڑکے بھی اپنے گھر والوں کو ملنے آئے، جب ان کی سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو ان کو

(۱۱۶۳۱) تخریج: اسناده ضعیف لضعف محمد بن عبد الله، اخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۵۵۴، والحاکم: ۳/ ۲۸۸ (انظر: ۱۹۰۹۳)

(۱۱۶۳۲) تخریج: مرفوعه صحیح لغیره، وهذا اسناد ضعیف لجهالة عمرو بن علقمة، اخرجه ابن ابی شیبة: ۱۲/ ۱۴۲، و الحاکم: ۳/ ۲۰۷ (انظر: ۱۹۰۹۵)

وَجَعَلَ يَبْكِي، قَالَتْ: فَقُلْتُ لَهُ: غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ أَنْتَ صَاحِبُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَلَكَ مِنَ السَّابِقَةِ وَالْقِدَمِ، مَا لَكَ تَبْكِي عَلَى امْرَأَةٍ، فَكَشَفَ عَنْ رَأْسِهِ وَقَالَ: صَدَقْتِ لَعَمْرِي حَقًّا أَنْ لَا أَبْكِي عَلَى أَحَدٍ بَعْدَ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ، وَقَدْ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَا قَالَ، قَالَتْ: قُلْتُ لَهُ: مَا قَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَقَدِ اهْتَزَّ الْعَرْشُ لِوَفَاةِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ۔)) قَالَتْ: وَهُوَ يَسِيرُ بَيْنِي وَبَيْنَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (مسند احمد: ١٩٣٠٥)

ان کی اہلیہ کی وفات کی خبر دی، انہوں نے اپنے چہرے پر کپڑا ڈال لیا اور رونے لگ گئے۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے ان سے کہا: اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت کرے آپ تو رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں اور آپ کو بہت سی فضیلتیں حاصل ہیں۔ آپ بیوی کی وفات پر اس قدر کیوں رو رہے ہیں؟ انہوں نے اپنے سر سے کپڑا ہٹا کر کہا: آپ نے درست کہا ہے، واقعی حق تو یہ ہے کہ میں سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے بعد کسی پر نہ رووٴں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے بارے میں بہت کچھ فرمایا ہے۔ سیدہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے ان سے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا فرمایا تھا؟ انہوں نے کہا: آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''اللہ کا عرش سعد بن معاذ کی وفات پر جھوم گیا۔'' سیدہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: یہ بات بیان کرتے وقت سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ میرے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان چل رہے تھے۔

مَا جَاءَ فِي فَضْلِ أُصَيْرِمِ بْنِ عَبْدِ الْأَشْهَلِ وَاسْمُهُ عَمْرُو بْنُ ثَابِتِ بْنِ وَقْشٍ رضی اللہ عنہ

اصیرم بن عبد الاشہل یعنی عمرو بن ثابت بن وقش رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا تذکرہ

(١١٦٣٣)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ يَقُولُ: حَدِّثُونِي عَنْ رَجُلٍ دَخَلَ الْجَنَّةَ لَمْ يُصَلِّ قَطُّ، فَإِذَا لَمْ يَعْرِفْهُ النَّاسُ، سَأَلُوهُ: مَنْ هُوَ؟ فَيَقُولُ: أُصَيْرِمُ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ، عَمْرُو بْنُ ثَابِتِ بْنِ وَقْشٍ، قَالَ: الْحُصَيْنُ فَقُلْتُ لِمَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ: كَيْفَ كَانَ شَأْنُ الْأُصَيْرِمِ؟ قَالَ: كَانَ يَأْبَى الْإِسْلَامَ عَلَى قَوْمِهِ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ وَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى أُحُدٍ بَدَا لَهُ الْإِسْلَامُ، فَأَسْلَمَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے کہا: تم مجھے کسی ایسے آدمی کے متعلق بتلاوٴ جس نے نماز بالکل نہیں پڑھی اور وہ جنت میں گیا ہو۔ لوگ نہ بتلا سکے، پھر ان ہی سے دریافت کیا کہ وہ کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ وہ بنو عبد الاشہل کا ایک شخص اصیرم ہے، اس کا نام عمرو بن ثابت بن وقش ہے۔ راویٴ حدیث ''الحصین'' کہتے ہیں کہ میں نے محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ اصیرم کا کیا واقعہ ہے؟ انہوں نے بتلایا کہ وہ اپنی قوم کے مسلمان ہونے پر اعتراض اور ان کی مخالفت کیا کرتا تھا۔ غزوہٴ احد کے دن رسول اللہ ﷺ جب غزوہٴ

(١١٦٣٣) تخريج: اسناده حسن (انظر: ٢٣٦٣٤)

فَأَخَذَ سَيْفَهُ فَغَدَا حَتّٰى أَتَى الْقَوْمَ فَدَخَلَ فِي عُرْضِ النَّاسِ فَقَاتَلَ حَتّٰى أَثْبَتَتْهُ الْجِرَاحَةُ، قَالَ: فَبَيْنَمَا رِجَالُ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ يَلْتَمِسُونَ قَتْلَاهُمْ فِي الْمَعْرَكَةِ إِذَا هُمْ بِهِ فَقَالُوْا: وَاللّٰهِ إِنَّ هٰذَا لَلْأُصَيْرِمُ، وَمَا جَاءَ لَقَدْ تَرَكْنَاهُ، وَإِنَّهُ لَمُنْكِرٌ هٰذَا الْحَدِيثَ، فَسَأَلُوْهُ: مَا جَاءَ بِهِ، قَالُوْا، مَا جَاءَ بِكَ يَا عَمْرُو أَحَرْبًا عَلٰى قَوْمِكَ أَوْ رَغْبَةً فِي الْإِسْلَامِ؟ قَالَ: بَلْ رَغْبَةً فِي الْإِسْلَامِ، آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَأَسْلَمْتُ، ثُمَّ أَخَذْتُ سَيْفِي فَغَدَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَاتَلْتُ حَتّٰى أَصَابَنِي مَا أَصَابَنِي، قَالَ: ثُمَّ لَمْ يَلْبَثْ أَنْ مَاتَ فِي أَيْدِيهِمْ فَذَكَرُوْهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((إِنَّهُ لَمِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ۔)) (مسند احمد: ٢٤٠٣٤)

کے لیے تشریف لے گئے تو اسے قبول اسلام کا خیال آیا اور وہ مسلمان ہو گیا۔ اس نے تلوار اٹھائی اور چل پڑا۔ وہ مسلمانوں کے پاس جا کر کفار کی فوج میں گھس گیا اور اس نے اس قدر شدت سے قتال کیا کہ زخموں سے چور اور نڈھال ہو کر گر پڑا۔ بنوعبدالاشہل کے لوگ مقتولین میں اپنے خاندان کے لوگوں کو ڈھونڈ رہے تھے، تو یہ ان کے سامنے آ گئے۔ انھوں نے کہا: اللہ کی قسم! یہ تو اصیرم ہے، یہ ہمارے ساتھ تو نہیں آیا تھا۔ ہم تو اسے اس حال میں چھوڑ کر آئے تھے کہ یہ اسلام کا منکر اور مخالف تھا۔ انہوں نے اس سے پوچھا: عمرو! تم یہاں کیسے آ گئے؟ اپنی قوم کے خلاف لڑنے کے ارادے سے یا اسلام میں رغبت کی وجہ سے؟ اس نے جواب دیا، قومی عصبیت کی وجہ سے نہیں بلکہ رغبت اسلام کی وجہ سے میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لا کر مسلمان ہوا۔ اپنی تلوار لے کر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلا، دشمنوں سے قتال کیا اور میرا یہ انجام ہوا۔ سیدنا محمود بن لبید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ان باتوں سے کچھ ہی دیر بعد وہ ان کے ہاتھوں ہی اللہ کو پیارا ہو گیا۔ جب لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ جنتی ہے۔''

فوائد:...... سیدنا اصیرم کی فضیلت ومنقبت ثابت ہوئی کہ انھوں نے اسلام قبول کرتے ہی غزوۂ احد میں شرکت کی، ان کو نماز ادا کرنے تک کا موقع نہ ملا، دراصل یہ اللہ تعالیٰ کی کرم نوازیاں ہیں، جس کو مل گئیں، اس کی دنیا و آخرت سنور گئی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ فَضْلِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ
سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا تذکرہ

(١١٦٣٤)۔ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى أُمِّ سُلَيْمٍ فَأَتَتْهُ بِتَمْرٍ وَسَمْنٍ وَكَانَ صَائِمًا، فَقَالَ:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے، انہوں نے آپ کی خدمت میں کھجوریں اور گھی پیش کیا، لیکن آپ ﷺ اس دن

(١١٦٣٤) تخريج: أخرجه البخاري: ١٩٨٢، ٦٣٣٤، ومسلم: ٢٤٨٠ (انظر: ١٢٠٥٣)

((أَعِيدُوا تَمْرَكُمْ فِي وِعَائِهِ وَسَمْنَكُمْ فِي سِقَائِهِ۔)) ثُمَّ قَامَ إِلَى نَاحِيَةِ الْبَيْتِ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَصَلَّيْنَا مَعَهُ، ثُمَّ دَعَا لِأُمِّ سُلَيْمٍ وَلِأَهْلِهَا بِخَيْرٍ، فَقَالَتْ: أُمُّ سُلَيْمٍ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ لِي خُوَيْصَّةً، قَالَ: ((وَمَا هِيَ۔)) قَالَتْ: خَادِمُكَ أَنَسٌ، قَالَ: فَمَا تَرَكَ خَيْرَ آخِرَةٍ وَلَا دُنْيَا إِلَّا دَعَا لِي بِهِ، وَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ ارْزُقْهُ مَالًا وَوَلَدًا، وَبَارِكْ لَهُ فِيهِ۔)) قَالَ: فَمَا مِنَ الْأَنْصَارِ إِنْسَانٌ أَكْثَرُ مِنِّي مَالًا، وَذَكَرَ أَنَّهُ لَا يَمْلِكُ ذَهَبًا وَلَا فِضَّةً غَيْرَ خَاتَمِهِ، قَالَ: وَذَكَرَ أَنَّ ابْنَتَهُ الْكُبْرٰى أُمَيْنَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهُ دُفِنَ مِنْ صُلْبِهِ إِلَى مَقْدَمِ الْحَجَّاجِ نَيِّفًا عَلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ۔ (مسند احمد: ١٢٠٧٦)

روزے سے تھے،اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم کھجوریں ان کے تھیلے میں اور گھی اس کے ڈبے میں واپس رکھ دو۔'' اس کے بعد آپ ﷺ نے گھر کے ایک کونے میں کھڑے ہو کر دو رکعتیں ادا کیں، ہم نے بھی آپ کے ساتھ نماز ادا کی۔ پھر آپ نے سیدنا ام سلیم رضی اللہ عنہا اور ان کے اہل خانہ کے حق میں برکت کی دعا کی۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میری ایک خصوصی درخواست ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''وہ کیا؟'' انہوں نے کہا: یہ آپ ﷺ کا خادم سیدنا انس رضی اللہ عنہ ہے، اس کے حق میں خصوصی دعا کر دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے دنیا و آخرت کی ہر خیر کی میرے حق میں دعا کر دی اور فرمایا: ''یا اللہ! اسے بہت سا مال اور اولاد عنایت فرما اور اس کے لیے ان میں برکت فرما۔'' سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ تمام انصار میں سے کسی کے پاس مجھ سے زیادہ دولت نہیں، جبکہ اس سے پہلے ان کے پاس صرف ایک انگوٹھی تھی اور ان کی بڑی بیٹی امینہ نے بتلایا کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے حجاج بن یوسف کے آنے سے پہلے تک اپنی اولاد میں سے تقریباً ایک سو پچیس چھبیس افراد کو اپنے ہاتھوں سے دفن کیا۔ [1]

فوائد:...... امام البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: یہ حدیث کئی فوائد پر مشتمل ہے، بعض یہ ہیں:

(۱) مال واولاد میں کثرت کی دعا مشروع ہے، امام بخاری نے اس حدیث پر یہ باب قائم کیا ہے: الدعاء بكثرة المال والولد مع البركة.

(۲) اگر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی جائے تو مال واولاد اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اور بہترین چیزیں ہیں، وہ لوگ کتنے گمراہ ہیں جو بچوں کی تعداد کم کرنے کے لیے کئی حربے استعمال کرتے ہیں۔

(۳) سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے حق میں نبی کریم ﷺ کی دعا قبول ہوئی اور وہ سب سے زیادہ مال و اولاد والے انصاری ثابت ہوئے۔ (صحیحہ: ۱۴۱)

[1] اتنے بچوں کے فوت ہونے کی برکت یہ ہے کہ یہ سب کے سب والدین کے لیے ذخیرہ آخرت بن جائیں گے۔ ان کی زندہ اولاد اور اولاد کی اولاد کی تعداد بھی ایک صد سے متجاوز تھی۔ (فتح الباری) (عبداللہ رفیق)

(١١٦٣٥)۔ عَنْ أُمِّ سُلَيْمٍ أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَنَسٌ خَادِمُكَ، اُدْعُ اللّٰهَ لَهُ، قَالَ: فَقَالَ ﷺ ((اَللّٰهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ، وَبَارِكْ لَهُ فِيمَا أَعْطَيْتَهُ۔)) قَالَ حَجَّاجٌ فِي حَدِيثِهِ: قَالَ: فَقَالَ أَنَسٌ: أَخْبَرَنِي بَعْضُ وَلَدِي أَنَّهُ قَدْ دُفِنَ مِنْ وَلَدِي وَوَلَدِ وَلَدِي أَكْثَرُ مِنْ مِائَةٍ۔ (مسند احمد: ٢٧٩٧٢)

سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ انس آپ کا خادم ہے، آپ اس کے حق میں اللہ سے دعا کر دیں، آپ ﷺ نے یوں دعا کی: ''یا اللہ! اس کے مال اور اولاد میں اضافہ کر اور تو اسے جو کچھ عطا کرے، اس میں برکت فرما۔ راویٔ حدیث حجاج نے اپنی حدیث میں ذکر کیا کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بتلایا کہ میری اولاد میں سے بعض نے مجھے بتلایا کہ میری اولاد اور اولاد کی اولاد میں سے ایک سو سے زائد لوگ دفن کیے جا چکے ہیں۔

(١١٦٣٦)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِيْنَ قَالَ: كَانَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَحْسَنَ النَّاسِ صَلَاةً فِي السَّفَرِ وَالْحَضَرِ۔ (مسند احمد: ٤٠٨٢)

سیدنا انس بن سیرین کا بیان کا ہے کہ سفر و حضر میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ خوبصورت نماز ادا کرنے والے تھے۔

(١١٦٣٧)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْمَدِينَةِ أَخَذَ أَبُو طَلْحَةَ بِيَدِي فَانْطَلَقَ بِي إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ أَنَسًا غُلَامٌ كَيِّسٌ فَلْيَخْدُمْكَ، قَالَ: فَخَدَمْتُهُ فِي السَّفَرِ وَالْحَضَرِ، وَاللّٰهِ! مَا قَالَ لِي لِشَيْءٍ صَنَعْتُهُ: لِمَ صَنَعْتَ هٰذَا هٰكَذَا؟ وَلَا لِشَيْءٍ لَمْ أَصْنَعْهُ لِمَ لَمْ تَصْنَعْ هٰذَا هٰكَذَا؟ (مسند احمد: ١٢٠١١)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ (ہجرت کے بعد) مدینہ منورہ تشریف لائے تو سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے گئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! انس رضی اللہ عنہ ایک سمجھدار اور ہوشیار بچہ ہے، یہ آپ کی خدمت کیا کرے گا۔ چنانچہ میں (انس) نے سفر و حضر میں دس سال تک آپ ﷺ کی خدمت سر انجام دی۔ اللہ کی قسم! میں نے کوئی کام کر لیا تو آپ نے کبھی بھی مجھ سے یہ نہ فرمایا کہ تو نے یہ کام کیوں کیا؟ یا اگر میں نے کوئی کام نہیں کیا تو آپ ﷺ نے کبھی بھی مجھ سے یہ نہ فرمایا کہ تو نے یہ کام اس طرح کیوں نہیں کیا۔

(١١٦٣٨)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: أَخَذَتْ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کی

(١١٦٣٥) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٣٧٨، ٦٣٧٩، ومسلم: ٢٤٨٠ (انظر: ٢٧٤٢٦)

(١١٦٣٦) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم (انظر: ٤٠٨٢)

(١١٦٣٧) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٧٦٨، ٦٩١١، ومسلم: ٢٣٠٩ (انظر: ١١٩٨٨)

(١١٦٣٨) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٧٦٨، ٦٩١١، ومسلم: ٢٣٠٩ (انظر: ١٢٢٥١)

أُمُّ سُلَيْمٍ بِيَدِي مَقْدَمَ النَّبِيِّ ﷺ الْمَدِينَةَ، فَأَتَتْ بِي رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! هٰذَا ابْنِي وَهُوَ غُلَامٌ كَاتِبٌ، قَالَ: فَخَدَمْتُهُ تِسْعَ سِنِينَ فَمَا قَالَ لِي لِشَيْءٍ قَطُّ صَنَعْتُهُ، أَسَأْتَ أَوْ بِئْسَ مَا صَنَعْتَ۔ (مسند احمد: ١٢٢٧٦)

مدینہ منورہ میں تشریف آوری ہوئی تو میری والدہ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا میرا ہاتھ پکڑے مجھے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لے گئیں اور کہا: اللہ کے رسول! میرا یہ بیٹا لکھنا پڑھنا جانتا ہے۔ (اسے اپنی خدمت کے لیے قبول فرمائیں) چنانچہ میں نے آپ کی نو برس تک خدمت کی، میں نے کوئی کام کیا ہو تو آپ ﷺ نے کبھی بھی مجھ سے یوں نہ فرمایا کہ تو نے برا کام کیا ہے، یا تو نے غلط کام کیا ہے۔

(١١٦٣٩)۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَقَدْ سَقَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِقَدَحِي هٰذَا الشَّرَابَ كُلَّهُ الْعَسَلَ وَالْمَاءَ وَاللَّبَنَ۔ (مسند احمد: ١٣٦١٦)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے اپنے اس پیالے سے نبی کریم ﷺ کو شہد، پانی اور دودھ، بلکہ ہر قسم کا مشروب پلایا ہے۔

(١١٦٤٠)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: خَرَجْتُ مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مُتَوَجِّهًا إِلَى أَهْلِي، فَمَرَرْتُ بِغِلْمَانٍ يَلْعَبُونَ فَأَعْجَبَنِي لَعِبُهُمْ، فَقُمْتُ عَلَى الْغِلْمَانِ فَانْتَهٰى إِلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا قَائِمٌ عَلَى الْغِلْمَانِ، فَسَلَّمَ عَلَى الْغِلْمَانِ، ثُمَّ أَرْسَلَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي حَاجَةٍ لَهُ فَرَجَعْتُ، فَخَرَجْتُ إِلٰى أَهْلِي بَعْدَ السَّاعَةِ الَّتِي كُنْتُ أَرْجِعُ إِلَيْهِمْ فِيهَا، فَقَالَتْ لِي أُمِّي: مَا حَبَسَكَ الْيَوْمَ يَا بُنَيَّ؟ فَقُلْتُ: أَرْسَلَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي حَاجَةٍ لَهُ، فَقَالَتْ: أَيُّ حَاجَةٍ يَا بُنَيَّ؟ فَقُلْتُ: يَا أُمَّاهُ إِنَّهَا سِرٌّ، فَقَالَتْ: يَا بُنَيَّ احْفَظْ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ سِرَّهُ، قَالَ ثَابِتٌ: فَقُلْتُ:

ثابت بنانی سے روایت ہے کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے روانہ ہو کر اپنے اہل کی طرف چلا اور راستے میں کھیلتے ہوئے بچوں کے پاس سے گزرا، مجھے ان کا کھیل اچھا لگا تو میں وہاں رک کر انہیں دیکھنے لگا، میں ابھی وہیں کھڑا تھا کہ رسول اللہ ﷺ وہاں تشریف لے آئے۔ آپ ﷺ نے آ کر بچوں کو سلام کہا اور آپ ﷺ نے مجھے ایک کام کے لیے روانہ فرمایا، میں کام کر کے واپس آیا تو اپنے سابقہ معمول سے ہٹ کر ذرا لیٹ گھر پہنچا، تو میری والدہ نے مجھ سے دریافت کیا: بیٹے! کہاں دیر ہوگئی تھی؟ میں نے عرض کیا: امی جان! یہ ایک راز کی بات ہے۔ انہوں نے کہا: بیٹے! رسول اللہ ﷺ کے راز کی حفاظت کرنا۔ ثابت کہتے ہیں، میں نے عرض کیا: ابوحمزہ! کیا آج بھی آپ کو وہ کام یاد ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں اللہ کی قسم یاد رہے، لیکن میں بتاؤں گا نہیں۔ ثابت! اگر لوگوں میں سے کسی

(١١٦٣٩) تخريج: اخرجه مسلم: ٢٠٠٨ (انظر: ١٣٥٨١)

(١١٦٤٠) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٤٨٢ (انظر: ١٣٣٨٠)

يَا أَبَا حَمْزَةَ أَتَحْفَظُ تِلْكَ الْحَاجَةَ الْيَوْمَ أَوْ تَذْكُرُهَا، قَالَ: إِي وَاللّٰهِ! وَإِنِّي لَا أَذْكُرُهَا، وَلَوْ كُنْتُ مُحَدِّثًا بِهَا أَحَدًا مِنَ النَّاسِ لَحَدَّثْتُكَ بِهَا يَا ثَابِتُ! (مسند احمد: ۱۳٤۱۳)

کو میں نے وہ بتانا ہوتا تو تمہیں ضرور بتلا دیتا۔

(۱۱٦٤۱)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَنَا ابْنُ عَشْرٍ وَمَاتَ وَأَنَا ابْنُ عِشْرِينَ۔ (مسند احمد: ۱۲۱۰۱)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو اس وقت میری عمر دس سال تھی اور جب آپ ﷺ کا انتقال ہوا تو اس وقت میری عمر بیس برس تھی۔

(۱۱٦٤۲)۔ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ عُمِّرَ مِائَةَ سَنَةٍ غَيْرَ سَنَةٍ۔ (مسند احمد: ۱۲۲۷۵)

حمید سے روایت ہے کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی عمر ننانوے سال تھی۔

فوائد:...... اس باب سے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب معلوم ہوئے نیز معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے خانوادۂ انس کے ساتھ خصوصی روابط اور تعلقات تھے، آپ وقتاً فوقتاً ان کے ہاں تشریف لے جایا کرتے تھے۔

امام البانی نے ایک حدیث کی تخریج کرتے ہوئے یہ حدیث بھی بیان کی: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میری ماں مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! یہ آپ کا چھوٹا سا خادم ہے، آپ اللہ تعالیٰ سے اس کے لیے دعا کر دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! اس کا مال اور اولاد زیادہ کر دے اور اس کی عمر لمبی کر اور اس کے گناہ بخش دے۔''

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے اپنی اولاد میں سے اٹھانوے یا ایک سو دو افراد دفن کیے اور میرے درختوں کو سال میں دو دفعہ پھل لگتا تھا اور میں نے اتنی لمبی عمر پائی کہ زندگی سے دل اچاٹ ہو گیا (اور ایک روایت میں ہے کہ میں لمبی زندگی کی وجہ سے) لوگوں سے شرماتا تھا، (یہ تین دعائیں پوری ہو گئیں اور اب) مجھے چوتھی دعا (جو میری بخشش پر مشتمل تھی، کے قبول ہونے کی امید ہے)۔ (ابن سعد: ۷/ ۱۹، الأدب المفرد للبخاری: ٦٥۳)

معلوم ہوا کہ کسی انسان کے لیے طویل عمر کی دعا کی جا سکتی ہے، جیسا کہ عرب کے بعض علاقوں کے لوگوں کی عادت ہے۔ (صحیحہ: ۲۲٤۱)

یہ احادیثِ مبارکہ اعلامِ نبوت میں سے ہیں، آپ ﷺ نے چار دعائیں کیں، جن تین کا تعلق دنیا سے تھا، وہ تو پہلی صدی ہجری میں ہی پوری ہو گئی تھیں، مغفرت کا تعلق آخرت سے ہے، جس کی قبولیت کی امید ہے۔

(۱۱٦٤۱) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۳۵۲، ومسلم: ۲۰۲۹ (انظر: ۱۲۰۷۷)

(۱۱٦٤۲) تخریج: اسناده صحیح علی شرط الشیخین، اخرجه البیهقی فی "الدلائل": ٦/ ۱۹٦ (انظر: ۱۲۲۵۰)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے ننانوے یا ایک سو تین یا ایک سو سات سال عمر پائی، دوسرا قول راجح ہے، اکانوے یا ترانوے سن ہجری میں بصرہ میں سب سے آخر میں فوت ہونے والے صحابی آپ ہی تھے۔ صحابہ کرام میں سب سے زیادہ صاحبِ اولاد آپ ہی تھے ۷۵ھ میں جب حجاج بصرہ میں آیا تھا، اس وقت تک ان کے بیٹے اور بیٹیوں میں سے (۱۲۰) سے زائد افراد دفن کیے جا چکے تھے اور زندہ بچ جانے والوں کی تعداد سو سے زیادہ تھی۔ مال و دولت میں بھی اللہ تعالیٰ نے بہت برکت ڈالی تھی، انصاریوں میں سب سے زیادہ مالدار آپ تھے، ان کے ایک باغ میں سال میں دو دفعہ پھل لگتا تھا اور اس میں ایسے پھول تھے، جن سے کستوری کی خوشبو آتی تھی، ابونعیم نے ''الحلیۃ'' میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا: میری زمین میں سال میں دو دفعہ پھل لگتا تھا، ہمارے علاقے میں یہ خصوصیت کسی اور خطۂ زمین کی نہ تھی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ أَنَسِ بْنِ النَّضْرِ عَمِّ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے چچا سیدنا انس بن نضر رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(۱۱٦٤٣)۔ عَنْ ثَابِتٍ قَالَ: قَالَ أَنَسٌ: عَمِّي أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ، سُمِّيتُ بِهِ، لَمْ يَشْهَدْ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ بَدْرٍ، قَالَ: فَشَقَّ عَلَيْهِ، وَقَالَ: فِي أَوَّلِ مَشْهَدٍ شَهِدَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ غِبْتُ عَنْهُ، لَئِنْ أَرَانِي اللهُ مَشْهَدًا فِيمَا بَعْدُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ لَيَرَيَنَّ اللهُ مَا أَصْنَعُ، قَالَ: فَهَابَ أَنْ يَقُولَ غَيْرَهَا، قَالَ: فَشَهِدَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ، قَالَ: فَاسْتَقْبَلَ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ، قَالَ: فَقَالَ لَهُ أَنَسٌ: يَا أَبَا عَمْرٍو! أَيْنَ؟ قَالَ: وَاهًا لِرِيحِ الْجَنَّةِ أَجِدُهُ دُونَ أُحُدٍ، قَالَ: فَقَاتَلَهُمْ حَتَّى قُتِلَ فَوُجِدَ فِي جَسَدِهِ بِضْعٌ وَثَمَانُونَ مِنْ ضَرْبَةٍ وَطَعْنَةٍ وَرَمْيَةٍ، قَالَ: فَقَالَتْ أُخْتُهُ عَمَّتِي الرُّبَيِّعُ بِنْتُ النَّضْرِ: فَمَا عَرَفْتُ أَخِي إِلَّا بِبَنَانِهِ، وَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میرے چچا سیدنا انس بن نضر رضی اللہ عنہ بدر کے دن نبی کریم ﷺ کے ساتھ حاضر نہ ہوئے تھے، اسی چچا کے نام پر میرا نام بھی انس رکھا گیا، اس کا انہیں بہت قلق تھا، وہ کہا کرتے تھے: بدر پہلا معرکہ تھا، جس میں نبی کریم ﷺ حاضر ہوئے اور میں حاضر نہ ہو سکا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے کسی اور معرکے کا موقع دیا تو وہ دیکھے گا کہ میں کرتا کیا ہوں، پھر وہ مزید کوئی دعوی کرنے سے ڈر گئے، پھر سیدنا انس بن نضر احد کے دن نبی کریم ﷺ کے ساتھ شریک ہوئے، سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سامنے آ رہے تھے، سیدنا انس بن نضر نے ان سے کہا: ابوعمرو! کہاں جا رہے ہو؟ انھوں نے کہا: آہ، میں احد کی جانب سے جنت کی خوشبو پا رہا ہوں۔ پھر سیدنا انس لڑتے رہے، یہاں تک کہ شہید ہو گئے، ان کے جسم میں تلوار، نیزے اور تیر کے اسی (۸۰) سے زائد زخم آئے تھے۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ان کی بہن یعنی میری پھوپھی ربیع بنت نضر رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی کو پوروں سے پہچانا تھا کہ یہ ان کے بھائی ہیں، پس یہ آیت نازل ہوئی:

(۱۱٦٤٣) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۹۰۳ (انظر: ۱۳۰۱۵)

قَضٰی نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا﴾ [الأحزاب: ۲۳] قَالَ: فَكَانُوا يَرَوْنَ أَنَّهَا نَزَلَتْ فِيهِ وَفِي أَصْحَابِهِ۔ (مسند احمد: ۱۳۰٤٦)

﴿رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰی نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا﴾ ......''کچھ مرد ایسے ہیں کہ انہوں نے اپنے اللہ سے جو عہد کیا تھا، وہ سچا کر دکھایا، پس ان میں سے بعض وہ ہیں، جنہوں نے اپنی نذر کو پورا کر دیا اور ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو انتظار کررہے ہیں اور انہوں نے اپنے وعدوں میں ذرہ برابر تبدیلی نہیں کی۔'' صحابہ کا یہی خیال تھا کہ یہ آیت سیدنا انس بن نضر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں (جیسے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ) کے بارے میں نازل ہوئی۔

فوائد:...... سیدنا انس بن نضر رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر میں شرکت کی سعادت حاصل نہ کر سکے تھے، انہیں اس کا شدید رنج تھا۔ اس لیے فرمایا کرتے تھے کہ آئندہ اللہ نے کفار کے ساتھ مقابلے کا موقعہ دیا تو پہلی کمی کی تلافی کی کوشش کروں گا، چنانچہ انہوں نے اللہ کے ساتھ کیا ہوا یہ وعدہ پورا کر دیا اور اس غزوے میں انہوں نے کفار کے ساتھ ایسا مقابلہ کیا کہ ان پر دشمن کی طرف سے تلواروں، نیزوں اور تیروں کے اتنے حملے ہوئے، کہ ان کے جسم پر اسی سے زیادہ زخم آئے تھے اور ان کی حالت ایسی ہوگئی تھی کہ پہچانے ہی نہ جاتے تھے، آخر ان کی ہمشیرہ سیدہ ربیع بنت نضر رضی اللہ عنہا نے ان کو انگلیوں کے پوروں سے پہچانا تھا۔

حرف الباء

''ب'' سے شروع ہونے والے نام

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبَرَاءِ بْنِ مَالِكٍ

سیدنا براء بن مالک رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(۱۱٦٤٤)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ النَّارِ وَأَهْلِ الْجَنَّةِ؟ أَمَّا أَهْلُ الْجَنَّةِ، فَكُلُّ ضَعِيفٍ مُتَضَعِّفٍ أَشْعَثَ ذِي طِمْرَيْنِ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں اہلِ جہنم اور اہلِ جنت کے بارے میں بتلا نہ دوں؟ جنتی لوگ یہ ہیں: ہر کمزور، جس کو کمزور سمجھا جاتا ہے، پراگندہ بالوں والا اور دو بوسیدہ پرانے کپڑوں والا، (لیکن

(۱۱٦٤٤) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه ابويعلى: ۳۹۸۷ (انظر: ۱۲٤۷٦)

لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهُ، وَاَمَّا اَهْلُ النَّارِ فَكُلُّ جَعْظَرِيٍّ جَوَّاظٍ جَمَّاعٍ مَنَّاعٍ ذِيْ تَبَعٍ۔)) (مسند احمد: ۱۲۵۰۴)

اللہ تعالیٰ کے ہاں اتنی وقعت والا ہے کہ) اگر وہ اللہ تعالیٰ پر قسم اٹھا دے تو وہ بھی اس کی قسم پوری کر دیتا ہے۔اور جہنمی لوگ یہ ہیں: ہر بدمزاج (و بدخلق)، اکڑ کر چلنے والا، بہت زیادہ مال جمع کرنے والا اور بہت زیادہ بخل کرنے والا اور دوسرے لوگ جس کی پیروی کرتے ہیں۔''

فوائد:...... غریب اور گوشۂ خمول میں رہنے والے لوگوں کی فضیلت بیان کی گئی ہے، جن کو معاشرے میں کوئی امتیازی مقام حاصل نہیں ہوتا، وہ مغلوب اور بے بس ہوتے ہیں اور کوئی بھی ان کو وقعت نہیں دیتا، لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں معزز و مکرم ہوتے ہیں۔ نیز اس حدیث میں بدخلقی و بدمزاجی، غرور و گھمنڈ، بڑائی و تکبر، شہرت و ناموری، مال و دولت جمع کرنے اور کنجوسی و بخیلی کی مذمت کی گئی ہے اور ان صفات کے حاملین کو دوزخی کہا گیا ہے۔

چونکہ سیدنا براء بن مالک رضی اللہ عنہ بھی فقیر آدمی تھے، اس لیے وہ بھی اس حدیث کا مصداق بن جاتے ہیں، جیسا کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((كَمْ مِنْ اَشْعَثَ اَغْبَرَ ذِيْ طِمْرَيْنِ لَا يُؤْبَهُ بِهِ، لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهُ، مِنْهُمُ الْبَرَاءُ بْنُ مَالِكٍ۔)) ...... ''کتنے ہی لوگ ہیں، پراگندہ بالوں والے، خاک آلود اور دو بوسیدہ پرانے کپڑوں والے کہ ان کی طرف کوئی توجہ نہیں کی جاتی، (لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں اتنی وقعت والا ہے کہ) اگر وہ اللہ تعالیٰ پر قسم اٹھا دیں تو وہ بھی ان کی قسم پوری کر دیتا ہے، ان میں ایک براء بن مالک ہیں۔'' (ترمذی: ۳۸۵۴)

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ بُرَيْدَةَ الْاَسْلَمِيِّ رضی اللہ عنہ
سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(۱۱۶۴۵)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، اَنَّ اَبَاهُ غَزَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ سِتَّ عَشَرَةَ غَزْوَةً۔ (مسند احمد: ۲۳۳۴۱)

سیدنا عبداللہ بن بریدہ سے مروی ہے کہ ان کے والد سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ کے ساتھ سولہ غزوات میں شرکت کی سعادت حاصل رہی۔

فوائد:...... یہ سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ کی بڑی منقبت ہے کہ سولہ جنگوں میں وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ فَضْلِ بِلَالٍ الْمُؤَذِّنِ رضی اللہ عنہ
مؤذن رسول سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا تذکرہ

(۱۱۶۴۶)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا بِلَالُ حَدِّثْنِيْ بِاَرْجٰى

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے بلال! تم ایسا کون سا عمل کرتے ہو کہ تمہیں اسلام

(۱۱۶۴۵) تخريج: أخرجه البخاري: ٤٤٧٣، ومسلم: ١٨١٤ (انظر: ٢٢٩٥٣)

(۱۱۶۴٦) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٤٥٨ (انظر: ٩٦٧٢)

عَمَلٍ عَمِلْتَهُ فِي الْإِسْلَامِ عِنْدَكَ مَنْفَعَةً، فَإِنِّي سَمِعْتُ اللَّيْلَةَ خَشْفَ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَيَّ فِي الْجَنَّةِ۔)) فَقَالَ بِلَالٌ: مَا عَمِلْتُ عَمَلًا فِي الْإِسْلَامِ أَرْجٰى عِنْدِي مَنْفَعَةً إِلَّا أَنِّي لَمْ أَتَطَهَّرْ طُهُورًا تَامًّا فِي سَاعَةٍ مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ إِلَّا صَلَّيْتُ بِذٰلِكَ الطُّهُورِ مَا كَتَبَ اللّٰهُ لِي أَنْ أُصَلِّيَ۔ (مسند احمد: ۹۶۷۰)

میں اس کے بہت زیادہ نفع یعنی ثواب کی امید ہو؟ کیونکہ میں نے آج رات جنت میں اپنے آگے آگے تمہارے جوتوں کی آہٹ سنی ہے۔'' سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں نے اسلام میں اور تو کوئی ایسا عمل نہیں کیا، جس پر مجھے یہ ثواب ملا ہو، البتہ میرا معمول ہے کہ میں دن رات میں جب بھی وضو کرتا ہوں تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ مجھے جس قدر توفیق دیتا ہے، میں نماز ادا کر لیتا ہوں۔

(۱۱۶۴۷)۔ عَنْ بُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ وَفِيهِ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِبِلَالٍ: ((بِمَ سَبَقْتَنِي إِلَى الْجَنَّةِ؟)) فَقَالَ: مَا أُحْدِثُ إِلَّا تَوَضَّأْتُ وَصَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((بِهٰذَا۔)) (مسند احمد: ۲۳۳۸۴)

سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے گزشتہ حدیث کے ہم معنی حدیث روایت کی ہے، البتہ اس میں یہ وضاحت ہے: رسول اللہ ﷺ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''تم کس عمل کی بدولت جنت میں مجھ سے پہلے پہنچ گئے۔'' انہوں نے عرض کیا: میں کوئی خاص عمل تو نہیں کرتا البتہ جب بھی بے وضو ہوتا ہوں تو وضو کرتا ہوں اور پھر دو رکعت نماز ادا کرتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بس اسی عمل کی وجہ سے ہے۔''

فوائد:...... ان دو احادیث سے ثابت ہوا کہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا وصف یہ تھا کہ وہ جب بے وضو ہوتے تھے تو وضو کرتے اور دو رکعت نماز ادا کرتے تھے۔

عام لوگوں میں صرف یہ مشہور ہے کہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ باقاعدگی کے ساتھ تحیۃ الوضوء پڑھا کرتے تھے، لیکن ان کا مکمل عمل یہ تھا کہ وہ جب بھی بے وضو ہوتے تو فوراً وضو کرتے تھے۔

(۱۱۶۴۸)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِنَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ وَدَخَلَ الْجَنَّةَ فَسَمِعَ مِنْ جَانِبِهَا وَجْسًا قَالَ: ((يَا جِبْرِيْلُ! مَا هٰذَا؟)) قَالَ: هٰذَا بِلَالٌ الْمُؤَذِّنُ، فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ جَاءَ إِلَى النَّاسِ: ((قَدْ أَفْلَحَ بِلَالٌ، رَأَيْتُ لَهُ كَذَا وَكَذَا۔)) (مسند احمد: ۲۳۲۴)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جس رات کو نبی کریم ﷺ کو اسراء کرایا گیا، آپ ﷺ جنت میں داخل ہوئے اور آپ ﷺ نے اس کی ایک طرف سے ہلکی سی آواز سنی، آپ ﷺ نے پوچھا: ''اے جبریل! یہ آواز کون سی ہے؟ انھوں نے کہا: یہ بلال مؤذن ہے، پھر جب آپ ﷺ لوگوں کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تحقیق بلال

(۱۱۶۴۷) تخریج: صحیح لغیرہ، اخرجہ الترمذی: ۳۶۸۹ (انظر: ۲۲۹۹۶)

(۱۱۶۴۸) تخریج: اسنادہ ضعیف، قابوس مختلف فیہ (انظر: ۲۳۲۴)

کامیاب ہو گیا ہے، میں نے اس کے لیے یہ کچھ دیکھا ہے۔“

(١١٦٤٩)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، إِنَّ بِلَالًا أَبْطَأَ عَنِ صَلَاةِ الصُّبْحِ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا حَبَسَكَ؟)) فَقَالَ: مَرَرْتُ بِفَاطِمَةَ وَهِيَ تَطْحَنُ وَالصَّبِيُّ يَبْكِي، فَقُلْتُ لَهَا: اِنْ شِئْتِ كَفَيْتُكِ الرَّحَا وَكَفَيْتِنِي الصَّبِيَّ، وَاِنْ شِئْتِ كَفَيْتُكِ الصَّبِيَّ وَكَفَيْتِنِي الرَّحَا، فَقَالَتْ: أَنَا أَرْفَقُ بِابْنِي مِنْكَ فَذَاكَ حَبَسَنِي قَالَ: ((فَرَحِمْتَهَا رَحِمَكَ اللّٰهُ۔)) (مسند احمد: ١٢٥٥٢)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نمازِ فجر سے پیچھے رہ گئے، نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: ”کہاں رک گئے تھے؟“ انھوں نے کہا: میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس سے گزرا، وہ چکی چلا رہی تھیں اور بچہ رو رہا تھا۔ میں نے ان سے عرض کیا: آپ چاہیں تو میں چکی چلا دوں اور آپ بچے کو سنھالیں یا میں بچے کو سنبھال لوں اور آپ چکی چلائیں، انھوں نے کہا: تمہاری نسبت بچے پر میں زیادہ شفیق اور مہربان ہوں، تو اس کام نے مجھے نماز سے دیر کرا دی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے فاطمہ رضی اللہ عنہا پر شفقت کی، اللہ تم پر رحم فرمائے۔

(١١٦٥٠)۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ شَاعِرًا قَالَ عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ: وَبِلَالُ عَبْدِ اللّٰهِ خَيْرُ بِلَالٍ، فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ: كَذَبْتَ ذَاكَ بِلَالُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ٥٦٣٨)

سالم بن عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ ایک شاعر نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے ان کے بیٹے بلال کی وفات پر ایک قصیدہ پڑھتے ہوئے کہا: عبد اللہ کا بلال، بہترین بلال تھا۔ یہ سن کر سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تم غلط کہہ رہے ہو، یہ تو رسول اللہ ﷺ کا بلال تھا۔

فوائد:...... یہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی حق گوئی اور حق پسندی تھی۔

حَرْفُ الْجِيْمِ
”ج“ سے شروع ہونے والے نام

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ
سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(١١٦٥١)۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: تُوُفِّيَ عَبْدُ اللّٰهِ

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کے والد عبداللہ بن عمرو

(١١٦٤٩) تخريج: اسناده ضعيف لانقطاعه، عمار بن عمارة لم يدرك انسا (انظر: ١٢٥٢٤)

(١١٦٥٠) تخريج: اسناده ضعيف لضعف عمر بن حمزه، اخرجه ابن ماجه: ١٥٢ (انظر: ٥٦٣٨)

(١١٦٥١) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٤٠٥، ٢٧٨١ (انظر: ١٤٣٥٩)

بْنُ عَمْرِو بْنِ حَرَامٍ يَعْنِي أَبَاهُ أَوِ اسْتُشْهِدَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ، فَاسْتَعَنْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى غُرَمَائِهِ أَنْ يَضَعُوا مِنْ دَيْنِهِ شَيْئًا، فَطَلَبَ إِلَيْهِمْ فَأَبَوْا، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((اذْهَبْ فَصَنِّفْ تَمْرَكَ أَصْنَافًا الْعَجْوَةَ عَلٰى حِدَةٍ، وَعِذْقَ زَيْدٍ عَلٰى حِدَةٍ، وَأَصْنَافَهُ، ثُمَّ ابْعَثْ إِلَيَّ۔)) قَالَ: فَفَعَلْتُ فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَجَلَسَ عَلٰى أَعْلَاهُ أَوْ فِي وَسَطِهِ ثُمَّ قَالَ: ((كِلْ لِلْقَوْمِ۔)) قَالَ: فَكِلْتُ لِلْقَوْمِ حَتّٰى أَوْفَيْتُهُمْ وَبَقِيَ تَمْرِي كَأَنَّهُ لَمْ يَنْقُصْ مِنْهُ شَيْءٌ۔ (مسند احمد: ١٤٤١١)

بن حرام رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے اور ان کے ذمے کافی قرض تھا، میں نے قرض خواہوں کو ادائیگی کے سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ سے تعاون کی درخواست کی کہ آپ ان سے کہہ دیں کہ وہ اپنے قرض میں سے کچھ معاف کر دیں،لیکن ان لوگوں نے یہ رعایت دینے سے انکار کر دیا، رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”تم جا کر ہر قسم کی کھجور الگ الگ کر دو، عجوہ الگ رکھو، عذق زید الگ رکھو اور اس کے بعد مجھے اطلاع دو۔“ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے آپ کی ہدایت کے مطابق سارا کام کیا، پھر آپ ﷺ تشریف لائے اور کھجور کے سب سے اونچے یا سب سے درمیان والے ڈھیر پر بیٹھ گئے اور مجھ سے فرمایا: ”تم پیمانے بھر بھر کر ان لوگوں کو ادائیگی کرتے جاؤ۔“ میں نے ایسے ہی کیا کہ پیمانے بھر بھر کر ان لوگوں کا قرض چکا دیا اور میری کھجوریں اسی طرح باقی رہیں گویا ان میں کچھ بھی کمی نہیں ہوئی۔

(١١٦٥٢)۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْمُتَوَكِّلِ قَالَ: أَتَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، فَقُلْتُ: حَدِّثْنِي بِحَدِيثٍ شَهِدْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: تُوُفِّيَ وَالِدِي وَتَرَكَ عَلَيْهِ عِشْرِينَ وَسْقًا تَمْرًا دَيْنًا وَلَنَا تُمْرَانٌ شَتّٰى، وَالْعَجْوَةُ لَا يَفِي بِمَا عَلَيْنَا مِنَ الدَّيْنِ، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَبَعَثَ إِلٰى غَرِيمِي فَأَبٰى إِلَّا أَنْ يَأْخُذَ الْعَجْوَةَ كُلَّهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((انْطَلِقْ فَأَعْطِهِ۔)) فَانْطَلَقْتُ إِلٰى عَرِيشٍ لَنَا أَنَا وَصَاحِبَةٌ لِي فَصَرَمْنَا تَمْرَنَا، وَلَنَا عَنْزٌ نُطْعِمُهَا مِنَ الْحَشَفِ قَدْ سَمِنَتْ، إِذَا أَقْبَلَ رَجُلَانِ إِلَيْنَا

ابو المتوکل کہتے ہیں: میں نے سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جا کر عرض کیا، آپ ﷺ مجھے رسول اللہ ﷺ کا کوئی ایسا واقعہ سنائیں جو آپ ﷺ نے خود مشاہدہ کیا ہو، انہوں نے بیان کیا کہ میرے والد کی وفات ہوئی تو ان کے ذمے بیس وسق کھجوروں کا قرض تھا (ایک وسق تقریباً ۱۳۰ کلو کے برابر ہوتا ہے)، ہمارے پاس عجوہ اور مختلف قسم کی اتنی کھجوریں تھیں کہ ان سے ہمارا قرض پورا ادا نہ ہو سکتا تھا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جا کر صورت حال کا ذکر کیا، آپ نے میرے قرض خواہ کو پیغام بھیجا کہ وہ کچھ رعایت کر دے، مگر اس نے رعایت دینے سے انکار کیا اور اصرار کیا کہ وہ تو عجوہ کھجور ہی لے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”تم جا کر اسے عجوہ ہی کی ادائیگی کر دو۔“ میں اور میری

(١١٦٥٢) تخريج: أخرجه مسلم: ص ١١٧٨ (انظر: ١٥٠٠٥)

إِذَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَعُمَرُ، فَقُلْتُ: مَرْحَبًا يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَرْحَبًا يَا عُمَرُ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((يَا جَابِرُ! انْطَلِقْ بِنَا حَتّٰى نَطُوفَ فِي نَخْلِكَ هٰذَا۔)) فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَطُفْنَا بِهَا وَأَمَرْتُ بِالْعَنْزِ فَذُبِحَتْ، ثُمَّ جِئْنَا بِوِسَادَةٍ فَتَوَسَّدَ النَّبِيُّ ﷺ بِوِسَادَةٍ مِنْ شَعْرٍ حَشْوُهَا لِيفٌ، فَأَمَّا عُمَرُ فَمَا وَجَدْتُ لَهُ مِنْ وِسَادَةٍ، ثُمَّ جِئْنَا بِمَائِدَةٍ لَنَا عَلَيْهَا رُطَبٌ وَتَمْرٌ وَلَحْمٌ فَقَدَّمْنَاهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَعُمَرَ فَأَكَلَا، وَكُنْتُ أَنَا رَجُلًا مِنْ نِشْوِيِّ الْحَيَاءُ، فَلَمَّا ذَهَبَ النَّبِيُّ ﷺ يَنْهَضُ، قَالَتْ صَاحِبَتِي: يَا رَسُولَ اللّٰهِ دَعَوَاتٌ مِنْكَ، قَالَ: ((نَعَمْ، فَبَارَكَ اللّٰهُ لَكُمْ۔)) قَالَ: نَعَمْ، فَبَارَكَ اللّٰهُ لَكُمْ، ثُمَّ بَعَثْتُ بَعْدَ ذٰلِكَ إِلٰى غُرَمَائِي فَجَاءُوا بِأَحْمِرَةٍ وَجَوَالِيقَ، وَقَدْ وَطَّنْتُ نَفْسِي أَنْ أَشْتَرِيَ لَهُمْ مِنَ الْعَجْوَةِ، أُوفِيهِمُ الْعَجْوَةَ الَّذِي عَلٰى أَبِي فَأَوْفَيْتُهُمْ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ عِشْرِينَ وَسْقًا مِنَ الْعَجْوَةِ وَفَضَلَ فَضْلٌ حَسَنٌ، فَانْطَلَقْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ أُبَشِّرُهُ بِمَا سَاقَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَيَّ، فَلَمَّا أَخْبَرْتُهُ قَالَ: ((اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ، اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ۔)): فَقَالَ لِعُمَرَ: ((إِنَّ جَابِرًا قَدْ أَوْفٰى غَرِيمَهُ۔)) فَجَعَلَ عُمَرُ يَحْمَدُ اللّٰهَ۔

(مسند احمد: ۱۵۰۶۹)

بیوی اپنے باغ میں گئے، ہم نے کھجوریں اتاریں، ہماری ایک بکری تھی جسے ہم ردی ردی کھجوریں کھلایا کرتے تھے۔ وہ کھجوریں کھا کھا کر خوب موٹی تازی ہو چکی تھی، میں نے اچانک دیکھا تو دو آدمی آ رہے تھے، ایک اللہ کے رسول ﷺ اور دوسرے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مرحبا، عمر! مرحبا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''جابر! آؤ ہم تمہاری کھجوروں میں گھوم کر آئیں۔'' میں نے عرض کیا: جی ٹھیک ہے۔ چنانچہ ہم نے باغ میں چکر لگایا اور میں نے بکری کے ذبح کرنے کا کہا، اس کو ذبح کر دیا گیا۔ پھر ہم بالوں کا بنا ہوا ایک تکیہ لائے جس کے اندر کھجور کی جالی بھری گئی تھی، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو دینے کے لیے ہمارے پاس تکیہ دستیاب نہ ہو سکا، پھر ہم نے دستر خوان پر تازہ اور خشک کھجور اور گوشت رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا، ان دونوں نے کھانا کھایا، میں اور ایک ایسا آدمی تھا کہ جھجک رہا تھا۔ جب نبی کریم ﷺ جانے لگے تو میری اہلیہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کی دعاؤں کی ضرورت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ٹھیک ہے، اللہ تمہارے رزق میں برکت فرمائے گا، اللہ تمہارے رزق میں برکت فرمائے۔'' اس کے بعد میں نے اپنے قرض خواہوں کو پیغام بھیجا، وہ گدھے اور بورے لے کر آ گئے، میں پختہ ارادہ کر چکا تھا کہ ان کے لیے عجوہ یعنی عمدہ قسم کی کھجور خرید کر میں اپنے والد کے ذمے عجوہ کھجور کی ادائیگی کروں گا۔ اس اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں نے پورے بیس وسق عجوہ کھجور کے پورے ادا کر دیئے اور کافی ساری کھجور بچ رہی۔ میں نے جا کر نبی کریم ﷺ کو یہ خوش خبری دی کہ کس طرح اللہ نے میرے مال میں برکت فرمائی۔ جب میں نے آپ کو یہ بات بتلائی تو آپ ﷺ

نے فرمایا: ''یا اللہ تیرا شکر ہے۔'' آپ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو بھی بتلایا کہ جابر نے اپنے قرض خواہوں کو پورا پورا قرض ادا کر دیا ہے، وہ بھی اللہ کی تعریفیں کرنے لگے۔

(۱۱۶۵۳)۔ (وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنْ نُبَيْحٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَسْتَعِينُهُ فِي دَيْنٍ كَانَ عَلٰى أَبِي، قَالَ: فَقَالَ: ((آتِيكُمْ۔)) قَالَ: فَرَجَعْتُ فَقُلْتُ لِلْمَرْأَةِ: لَا تُكَلِّمِي رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَلَا تَسْأَلِيهِ، قَالَ: فَأَتَانَا فَذَبَحْنَا لَهُ دَاجِنًا كَانَ لَنَا، فَقَالَ: ((يَا جَابِرُ! كَأَنَّكُمْ عَرَفْتُمْ حُبَّنَا اللَّحْمَ۔)) قَالَ: فَلَمَّا خَرَجَ، قَالَتْ لَهُ الْمَرْأَةُ: صَلِّ عَلَيَّ وَعَلٰى زَوْجِي أَوْ صَلِّ عَلَيْنَا؟ قَالَ: فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِمْ۔)) قَالَ: فَقُلْتُ لَهَا: أَلَيْسَ قَدْ نَهَيْتُكِ؟ قَالَتْ: تَرٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَدْخُلُ عَلَيْنَا وَلَا يَدْعُو لَنَا۔ (مسند احمد: ۱۴۲۹۵)

(دوسری سند) سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میرے والد کے ذمے قرض تھا، میں اس کی ادائیگی کے سلسلے میں تعاون کے لیے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمہارے پاس آؤں گا۔'' میں نے جا کر اپنی اہلیہ سے کہہ دیا کہ تم اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے کچھ نہ کہنا اور نہ کچھ مانگنا۔ آپ ہمارے ہاں تشریف لائے۔ آپ کی تشریف آوری پر ہم نے ایک بکری ذبح کی، آپ نے گوشت دیکھ کر فرمایا: ''جابر! لگتا ہے تمہیں پتہ چل گیا کہ ہمیں گوشت پسند ہے۔'' کھانے سے فارغ ہو کر آپ جانے لگے تو میری اہلیہ نے آپ ﷺ سے درخواست کی: اے اللہ کے رسول! آپ میرے لیے اور میرے شوہر کے حق میں دعائے رحمت کر دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یا اللہ! ان پر رحمتیں نازل فرما۔'' سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے اپنی اہلیہ سے کہا، کیا میں نے تمہیں منع نہیں کیا تھا؟ وہ بولی: تم جانتے ہو کہ اللہ کے رسول ﷺ اس سے پہلے ہمارے ہاں تشریف لاتے اور ہمارے حق میں دعا نہیں فرماتے تھے، (اس لیے میں نے دعا کی درخواست کی)۔

(۱۱۶۵۴)۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ الْجَعْدِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ، فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنَ الْمَدِينَةِ قَالَ:

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں ایک سفر میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا، واپسی پر جب ہم مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول!

(۱۱۶۵۳) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۱۱۶۵۴) تخريج: أخرجه مسلم: ص ۱۲۲۲، وأخرج قصة الجمل البخاری: ۵۰۷۹، ۵۲۴۵، والسؤال عن التزويج: ۳۶۳۱، وقوله: "لاتات اهلك طروقا" ۵۲۴۶ (انظر: ۱۴۳۷۶)

قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي حَدِيثُ عَهْدٍ بِعُرْسٍ فَأْذَنْ لِي فِي أَنْ أَتَعَجَّلَ إِلَى أَهْلِي، قَالَ: ((أَفَتَزَوَّجْتَ؟)) قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: ((بِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا؟)) قَالَ: قُلْتُ: ثَيِّبًا، قَالَ: ((فَهَلَّا بِكْرًا تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ وَفِي رِوَايَةٍ تُلَاعِبُكَ وَتُلَاعِبُهَا وَتُضَاحِكُكَ وَتُضَاحِكُهَا)) قَالَ: قُلْتُ: إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ هَلَكَ وَتَرَكَ عَلَيَّ جَوَارِيَ فَكَرِهْتُ أَنْ أَضُمَّ إِلَيْهِنَّ مِثْلَهُنَّ، فَقَالَ: ((لَا تَأْتِ أَهْلَكَ طُرُوقًا۔)) قَالَ: وَكُنْتُ عَلَى جَمَلٍ فَاعْتَلَّ، قَالَ: فَلَحِقَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا فِي آخِرِ النَّاسِ قَالَ: فَقَالَ: ((مَا لَكَ يَا جَابِرُ؟)) قَالَ: قُلْتُ: اعْتَلَّ بَعِيرِي، قَالَ: ((فَأَخَذَ بِذَنَبِهِ۔)) ثُمَّ زَجَرَهُ قَالَ: فَمَا زِلْتُ إِنَّمَا أَنَا فِي أَوَّلِ النَّاسِ يَهُمُّنِي رَأْسُهُ، فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنَ الْمَدِينَةِ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا فَعَلَ الْجَمَلُ؟)) قُلْتُ: هُوَ ذَا، قَالَ: ((فَبِعْنِيهِ۔)) (وَفِي رِوَايَةٍ: فَقَالَ: أَتَبِيعُنِيهِ بِكَذَا وَكَذَا وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَكَ) قُلْتُ: لَا بَلْ هُوَ لَكَ، قَالَ ((بِعْنِيهِ۔)) (وَفِي رِوَايَةٍ: فَزَادَنِي قَالَ: أَتَبِيعُنِيهِ بِكَذَا وَكَذَا وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَكَ) قُلْتُ: هُوَ لَكَ، قَالَ: ((لَا قَدْ أَخَذْتُهُ بِأُوقِيَّةٍ ارْكَبْهُ فَإِذَا قَدِمْتَ فَأْتِنَا بِهِ۔)) قَالَ: فَلَمَّا قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ جِئْتُ بِهِ، فَقَالَ: ((يَا بِلَالُ زِنْ لَهُ أُوقِيَّةً وَزِدْهُ قِيرَاطًا۔)) قَالَ: قُلْتُ: هٰذَا قِيرَاطٌ زَادَنِيهِ

میری نئی نئی شادی ہوئی ہے، اجازت ہو تو میں ذرا جلدی یعنی دوسروں سے پہلے گھر چلا جاؤں؟ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''کیا تم نے شادی کر لی ہے؟'' میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''وہ کنواری ہے یا بیوہ؟ میں نے عرض کیا: جی وہ بیوہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے کنواری سے نکاح کیوں نہیں کیا؟ وہ تمہارے ساتھ اور تم اس کے ساتھ خوب کھیلتے؟''۔ایک روایت کے الفاظ یوں ہیں: ''تم اس کے ساتھ اور وہ تمہارے ساتھ کھیلتی، اور وہ تمہیں ہنساتی اور تم اسے ہنساتے۔'' میں نے عرض کیا: (میرے والد) عبداللہ رضی اللہ عنہ کا انتقال اس حال میں ہوا ہے کہ ان کے بعد میری (سات) جوان بہنیں میری کفالت میں ہیں، میں نے ان پر ان کی ہم عمر عورت کو (بیوی کے طور پر لانا) مناسب نہیں سمجھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنے گھر رات کو یعنی بلا اطلاع نہ جانا۔'' میں ایک اونٹ پر سوار تھا، وہ بیمار پڑ گیا، میں سب سے پیچھے آہستہ آہستہ چلا جا رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ مجھے آ ملے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جابر! کیا بات ہے؟'' میں نے عرض کیا کہ میرا اونٹ بیمار پڑ گیا ہے۔ آپ ﷺ نے اس کی دم پکڑ کر اسے ذرا ڈانٹا، دیکھتے ہی دیکھتے میں سب سے آگے نکل گیا، میں اس کی مہار کو کھینچ کھینچ کر اس کے سر کو پیچھے کی طرف لاتا تاکہ اس کی رفتار ذرا کم ہو، جب ہم مدینہ منورہ کے قریب آ پہنچے تو آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''تمہارا اونٹ کہاں ہے؟'' میں نے عرض کیا: جی یہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اسے میرے ہاتھ بیچ دو۔'' دوسری روایت کے لفظ یوں ہیں: آپ نے فرمایا: ''اللہ تمہاری مغفرت کرے، کیا تم اسے میرے ہاتھ فروخت کرتے ہو؟'' میں نے عرض کیا: میں اسے آپ کے ہاتھ فروخت نہیں کرتا بلکہ یہ (بلاعوض)

رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَا يُفَارِقُنِي أَبَدًا حَتّٰى أَمُوتَ، قَالَ: فَجَعَلْتُهُ فِي كِيسٍ، فَلَمْ يَزَلْ عِنْدِي حَتّٰى جَاءَ أَهْلُ الشَّامِ يَوْمَ الْحَرَّةِ فَأَخَذُوهُ فِيمَا أَخَذُوهُ۔ (مسند احمد: ١٤٤٢٩)

آپ ہی کا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں بلا معاوضہ نہیں لوں گا، تم اسے میرے ہاتھ بیچ دو۔'' ایک روایت میں ہے: آپ ﷺ نے قیمت میں پہلے سے اضافہ کرتے ہوئے فرمایا: ''کیا تم اتنے میں اسے میرے ہاتھ بیچتے ہو؟ اللہ تمہاری مغفرت فرمائے۔'' میں نے عرض کیا: یہ آپ ہی کا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، میں اسے ایک اوقیہ سونے کے عوض خریدتا ہوں۔ مدینہ منورہ پہنچ کر اسے ہمارے حوالے کر دینا۔'' سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں جب مدینہ منورہ پہنچا تو اونٹ کو آپ کی خدمت میں لے گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بلال! تم ایک اوقیہ سونا اور مزید ایک قیراط تول کر اسے دے دو۔'' سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: قیراط زائد سونا رسول اللہ ﷺ نے مجھے عنایت فرمایا، یہ میرے مرنے تک میرے پاس رہے گا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں اسے اپنی جیب میں یا تھیلی میں رکھتا تھا اور وہ میرے پاس ہی موجود رہا یہاں تک کہ حرہ کی لڑائی کے دن جب اہل شام آئے تو ہمارے ہاں سے لوٹے ہوئے مال میں اسے بھی لوٹ کے گئے۔

(١١٦٥٥)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: فَقَدْتُ جَمَلِي لَيْلَةً فَمَرَرْتُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يَشُدُّ لِعَائِشَةَ، قَالَ: فَقَالَ لِي: ((مَا لَكَ يَا جَابِرُ؟)) قَالَ: قُلْتُ: فَقَدْتُ جَمَلِي أَوْ ذَهَبَ جَمَلِي فِي لَيْلَةٍ ظَلْمَاءَ، قَالَ: فَقَالَ لِي: ((هٰذَا جَمَلُكَ اذْهَبْ فَخُذْهُ۔)) قَالَ: فَذَهَبْتُ نَحْوًا مِمَّا قَالَ لِي فَلَمْ أَجِدْهُ، قَالَ: فَرَجَعْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! مَا وَجَدْتُهُ، قَالَ: فَقَالَ لِي: ((هٰذَا

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک رات میرا اونٹ گم ہو گیا، اس کی تلاش میں میرا گزر رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ہوا۔ آپ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے لیے اونٹ کو تیار کر رہے تھے، آپ ﷺ نے مجھے دیکھا تو فرمایا: ''جابر! کیا بات ہے؟'' میں نے عرض کیا: رات اندھیری ہے اور میرا اونٹ گم ہو گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارا اونٹ وہاں ہے، جا کر اسے پکڑ لو۔'' آپ نے جس طرح اشارہ فرمایا تھا، میں ادھر کو گیا لیکن اونٹ تو مجھے نہ ملا، میں آپ کی خدمت میں واپس آیا اور میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! میرے

(١١٦٥٥) تخريج: أخرجه بنحوه البخاري: ٥٠٧٩، ٥٢٤٥، ومسلم: ص ١٢٢١ (انظر: ١٤٨٦٤)

جَمَلُكَ اذْهَبْ فَخُذْهُ۔)) قَالَ: فَذَهَبْتُ نَحْوًا مِمَّا قَالَ لِي فَلَمْ أَجِدْهُ، قَالَ: فَرَجَعْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ بِأَبِي وَأُمِّي يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! لَا وَاللّٰهِ مَا وَجَدْتُهُ، قَالَ: فَقَالَ لِي: ((عَلٰى رِسْلِكَ۔)) حَتّٰى إِذَا فَرَغَ أَخَذَ بِيَدِي فَانْطَلَقَ بِي حَتّٰى أَتَيْنَا الْجَمَلَ فَدَفَعَهُ إِلَيَّ، قَالَ: ((هٰذَا جَمَلُكَ۔)) قَالَ: وَقَدْ سَارَ النَّاسُ، قَالَ: ((فَبَيْنَمَا أَنَا أَسِيرُ عَلٰى جَمَلِي فِي عُقْبَتِي۔)) قَالَ: وَكَانَ جَمَلًا فِيهِ قِطَافٌ، قَالَ: قُلْتُ: يَا لَهْفَ أُمِّي أَنْ يَكُونَ لِي إِلَّا جَمَلٌ قَطُوفٌ، قَالَ: وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَعْدِي يَسِيرُ، قَالَ: فَسَمِعَ مَا قُلْتُ، قَالَ: فَلَحِقَ بِي، فَقَالَ: ((مَا قُلْتَ يَا جَابِرُ قَبْلُ؟)) قَالَ: فَنَسِيتُ مَا قُلْتُ، قَالَ: قُلْتُ: مَا قُلْتُ شَيْئًا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ!، قَالَ: فَذَكَرْتُ مَا قُلْتُ، قَالَ: قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ يَا لَهْفَاهُ أَنْ يَكُونَ لِي إِلَّا جَمَلٌ قَطُوفٌ، قَالَ: فَضَرَبَ النَّبِيُّ ﷺ عَجُزَ الْجَمَلِ بِسَوْطٍ أَوْ بِسَوْطِي، قَالَ: فَانْطَلَقَ أَوْضَعَ أَوْ أَسْرَعَ جَمَلٍ رَكِبْتُهُ قَطُّ وَهُوَ يُنَازِعُنِي خِطَامَهُ، قَالَ: فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَنْتَ بَائِعِي جَمَلَكَ هٰذَا؟)) قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: ((بِكَمْ؟)) قَالَ: قُلْتُ: بِوُقِيَّةٍ، قَالَ: قَالَ لِي: ((بَخٍ بَخٍ، كَمْ فِي أُوقِيَّةٍ مِنْ نَاضِحٍ وَنَاضِحٍ؟)) قَالَ: قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ مَا بِالْمَدِينَةِ نَاضِحٌ أُحِبُّ أَنَّهُ لَنَا مَكَانَهُ، قَالَ:

باپ اور ماں آپ پر فدا ہوں، مجھے تو اونٹ نہیں ملا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارا اونٹ وہیں ہے، جا کر اسے پکڑ لو۔'' آپ نے جس طرف کا اشارہ کیا تھا، میں ادھر گیا، لیکن اونٹ مجھے نہ ملا، میں نے واپس آ کر عرض کیا: اے اللہ کے نبی ! اللہ کی قسم! اونٹ مجھے تو نہیں ملا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اچھا ٹھہرو۔'' آپ ﷺ نے اپنے کام سے فارغ ہو کر میرا ہاتھ پکڑا اور چل پڑے، یہاں تک کہ ہم چلتے چلتے اونٹ کے پاس جا پہنچے، آپ ﷺ نے وہ میرے حوالے کیا اور فرمایا: ''یہ اونٹ ہے۔'' لوگ آگے جا چکے تھے، میں اپنے اونٹ پر سوار چلا جا رہا تھا، میرا اونٹ سست رفتار تھا، میں کہہ رہا تھا کہ کس قدر افسوس ہے کہ میرا اونٹ سست رفتار ہے۔ رسول اللہ ﷺ بھی میرے پیچھے پیچھے آ رہے تھے۔ آپ نے میری بات سن لی۔ آپ مجھ سے آن ملے۔ اور فرمایا۔ جابر! ابھی تم نے کیا کہا تھا؟ مجھے اپنی کہی ہوئی بات بھول چکی تھی۔ میں نے عرض کیا، اللہ کے نبی! میں نے تو کچھ نہیں کہا۔ پھر اچانک مجھے یہ بات یاد آ گئی۔ تو میں نے عرض کیا، اللہ کے نبی میں نے کہا تھا، افسوس! میرا اونٹ کس قدر سست ہے تو نبی کریم ﷺ نے اونٹ کے پچھلے حصے پر اپنی یا میری لاٹھی ماری۔ جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ لاٹھی پڑتے ہی اونٹ اس قدر تیز دوڑا کہ میں آج تک کبھی بھی اس قدر تیز رفتار اونٹ پر سوار نہیں ہوا۔ وہ اپنی مہار مجھ سے چھڑاتا تھا اور قابو میں نہ آ رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: کیا تم اپنا یہ اونٹ میرے ہاتھ فروخت کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا، جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: کتنے ہیں؟ میں نے عرض کیا، کہ ایک اوقیہ سونے کے عوض۔ آپ نے فرمایا بہت خوب، ایک اوقیہ کے کتنے اونٹ آتے ہیں؟ میں نے عرض کیا، اللہ کے نبی! پورے مدینہ میں ہمیں کوئی اونٹ اس

فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((قَدْ أَخَذْتُهُ بِوُقِيَّةٍ۔)) قَالَ: فَنَزَلْتُ عَنِ الرَّحْلِ إِلَى الْأَرْضِ، قَالَ: ((مَا شَأْنُكَ۔)) قَالَ: قُلْتُ: جَمَلُكَ، قَالَ: قَالَ لِي: ((ارْكَبْ جَمَلَكَ۔)) قَالَ: قُلْتُ: مَا هُوَ بِجَمَلِي وَلٰكِنَّهُ جَمَلُكَ، قَالَ: كُنَّا نُرَاجِعُهُ مَرَّتَيْنِ فِي الْأَمْرِ إِذَا أَمَرَنَا بِهِ فَإِذَا أَمَرَنَا الثَّالِثَةَ لَمْ نُرَاجِعْهُ، قَالَ: فَرَكِبْتُ الْجَمَلَ حَتّٰى أَتَيْتُ عَمَّتِي بِالْمَدِينَةِ، قَالَ: وَقُلْتُ لَهَا: أَلَمْ تَرَيْ أَنِّي بِعْتُ نَاضِحَنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بِأُوقِيَّةٍ؟ قَالَ: فَمَا رَأَيْتُهَا أَعْجَبَهَا ذٰلِكَ، قَالَ: وَكَانَ نَاضِحًا فَارِهًا، قَالَ: ثُمَّ أَخَذْتُ شَيْئًا مِنْ خَبَطٍ أَوْجَرْتُهُ إِيَّاهُ، ثُمَّ أَخَذْتُ بِخِطَامِهِ فَقُدْتُهُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَوَجَدْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مُقَاوِمًا رَجُلًا يُكَلِّمُهُ، قَالَ: قُلْتُ: دُونَكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ جَمَلَكَ، قَالَ: فَأَخَذَ بِخِطَامِهِ ثُمَّ نَادَى بِلَالًا، فَقَالَ: ((زِنْ لِجَابِرٍ أُوقِيَّةً وَأَوْفِهِ۔)) فَانْطَلَقْتُ مَعَ بِلَالٍ فَوَزَنَ لِي أُوقِيَّةً وَأَوْفَى مِنَ الْوَزْنِ، قَالَ: فَرَجَعْتُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ قَائِمٌ يُحَدِّثُ ذٰلِكَ الرَّجُلَ، قَالَ: قُلْتُ لَهُ: قَدْ وَزَنَ لِي أُوقِيَّةً وَأَوْفَانِي، قَالَ: فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ إِذْ ذَهَبْتُ إِلَى بَيْتِي وَلَا أَشْعُرُ، قَالَ: ((فَنَادَى أَيْنَ جَابِرٌ؟)) قَالُوا: ذَهَبَ إِلَى أَهْلِهِ، قَالَ: أَدْرِكْ ائْتِنِي بِهِ، قَالَ: فَأَتَانِي رَسُولُهُ يَسْعٰى، قَالَ: يَا جَابِرُ يَدْعُوكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: فَأَتَيْتُهُ،

سے زیادہ پیارا نہیں لگتا۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایک اوقیہ کے بدلے یہ اونٹ میں نے لے لیا۔ یہ سنتے ہی میں اونٹ سے نیچے اتر آیا۔ آپ نے فرمایا: کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا کہ اب یہ اونٹ میرا نہیں بلکہ آپ کا ہے۔ آپ نے فرمایا: تم اپنے اونٹ پر سوار ہو جاؤ۔ میں نے کہا، اب یہ اونٹ میرا نہیں رہا۔ بلکہ آپ کا ہو چکا ہے۔ ہم نے دو مرتبہ یہ باتیں دہرائیں۔ اور تیسری دفعہ نہ دہرائی۔ اور میں اونٹ پر سوار ہو گیا۔ مدینہ منورہ جا کر میں اپنی پھوپھی جان کے پاس گیا۔ میں نے ان سے کہا کہ دیکھیں میں نے یہ اونٹ ایک اوقیہ سونے کے عوض رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ فروخت کر دیا ہے۔ میں نے دیکھا کہ یہ سودا انہیں اچھا نہیں لگا، دراصل وہ اونٹ بڑا تیز اور طاقت ور تھا، میں نے ایک درخت کے پتے جھاڑ کر اونٹ کو کھلائے اور اس کی مہار پکڑ کر اسے رسول اللہ ﷺ کے سپرد کرنے چلا۔ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کسی کے ساتھ محو گفتگو تھے۔ میں نے عرض کیا: اللہ کے نبی! آپ اپنا یہ اونٹ سنبھال لیں، آپ ﷺ نے اونٹ کی مہار پکڑ لی اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''تم جابر کو ایک اوقیہ سونا تول دو اور کچھ زیادہ دے دینا۔'' میں بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ گیا، انہوں نے ایک اوقیہ سونا مجھے تول کر مزید بھی دے دیا، میں قیمت وصول کر کے واپس آیا تو رسول اللہ ﷺ ابھی تک اس آدمی کے ساتھ محو کلام تھے۔ میں نے آپ ﷺ سے عرض کیا: بلال رضی اللہ عنہ نے مجھے ایک اوقیہ سونا اور کچھ مزید دے دیا ہے۔ آپ وہیں کھڑے تھے اور میں اپنے گھر کی طرف چل دیا۔ میں اپنے خیالوں میں جا رہا تھا کہ آپ نے آواز دی: ''جابر کہاں ہے؟'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے بتلایا کہ وہ تو اپنے گھر چلا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے ایک آدمی سے فرمایا: ''جاؤ اور اسے میرے پاس بلا لاؤ۔''

فَقَالَ: ((فَخُذْ جَمَلَكَ۔)) قُلْتُ: مَا هُوَ جَمَلِيْ وَإِنَّمَا هُوَ جَمَلُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((خُذْ جَمَلَكَ۔)) قَالَ: فَأَخَذْتُهُ، قَالَ: فَقَالَ: ((لَعَمْرِيْ مَا نَفَعْنَاكَ لِنُنْزِلَكَ عَنْهُ۔)) قَالَ: فَجِئْتُ إِلٰى عَمَّتِيْ وَالنَّاضِحُ مَعِيْ وَبِالْوَقِيَّةِ، قَالَ: فَقُلْتُ لَهَا: مَا تُرِيْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَعْطَانِيْ أُوْقِيَّةً وَرَدَّ عَلَيَّ جَمَلِيْ۔ (مسند احمد: ١٤٩٢٥)

آپ کا قاصد دوڑتا ہوا میرے پاس آیا۔ اس نے کہا: جابر! آپ کو اللہ کے رسول ﷺ نے بلایا ہے۔ میں آپ کی خدمت میں پہنچا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنا اونٹ لے جاؤ۔'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ اونٹ میرا نہیں بلکہ اب تو آپ کا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنا اونٹ لے جاؤ۔'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اب یہ اونٹ میرا نہیں، بلکہ آپ کا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنا اونٹ لے جاؤ۔'' چنانچہ میں نے اونٹ لے لیا، سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم نے سوچا کہ اگر ہم آپ کے اس سودے سے منحرف ہوتے ہیں تو یہ بات ہمارے حق میں قطعاً مفید نہیں۔ چنانچہ میں اپنی پھوپھی جان کے پاس گیا، اونٹ میرے ساتھ تھا اور ایک اوقیہ سونا بھی میرے پاس تھا۔ میں نے پھوپھی جان کو بتلایا کہ دیکھیں اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے ایک اوقیہ سونا بھی دیا ہے اور میرا اونٹ بھی مجھے واپس کر دیا ہے۔

فوائد:...... اس باب سے سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی منقبت اور رسول اللہ ﷺ کے ہاں ان کے مقام کا پتہ چلتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيِّ رضی اللہ عنہ
سیدنا جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(١١٦٥٦)۔ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شِبْلٍ قَالَ: وَقَالَ جَرِيْرٌ: لَمَّا دَنَوْتُ مِنَ الْمَدِيْنَةِ أَنَخْتُ رَاحِلَتِيْ، ثُمَّ حَلَلْتُ عَيْبَتِيْ، ثُمَّ لَبِسْتُ حُلَّتِيْ، ثُمَّ دَخَلْتُ فَإِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: فَسَلَّمْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ)، فَرَمَانِي النَّاسُ بِالْحَدَقِ،

سیدنا جریر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب میں مدینہ منورہ کے قریب پہنچا تو میں نے اپنی سواری کو بٹھا دیا، میں نے اپنا تھیلا کھولا، اپنا بہترین لباس زیب تن کیا اور اس کے بعد میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچ گیا، آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، میں نے آپ ﷺ کو سلام کہا، لوگ مجھے بڑی توجہ سے دیکھنے لگے تو میں نے اپنے پاس بیٹھے

(١١٦٥٦) تخريج: حديث صحيح، اخرجه النسائي في "الكبرى": ٨٣٠٤، وابن خزيمة: ١٧٩٧، وابن حبان: ٧١٩٩ (انظر: ١٩١٨٠)

فَقُلْتُ لِجَلِيسِي: يَا عَبْدَ اللّٰهِ! ذَكَرَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: نَعَمْ ذَكَرَكَ آنِفًا بِأَحْسَنِ ذِكْرٍ، فَبَيْنَمَا هُوَ يَخْطُبُ إِذْ عَرَضَ لَهُ فِي خُطْبَتِهِ، وَقَالَ: ((يَدْخُلُ عَلَيْكُمْ (وَفِي رِوَايَةٍ: فَقَالَ: أَنَّهُ سَيَدْخُلُ عَلَيْكُمْ) مِنْ هٰذَا الْبَابِ أَوْ مِنْ هٰذَا الْفَجِّ مِنْ خَيْرِ ذِي يَمَنٍ إِلَّا أَنَّ عَلٰى وَجْهِهِ مَسْحَةَ مَلَكٍ۔)) قَالَ جَرِيرٌ: فَحَمِدْتُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى مَا أَبْلَانِي۔ (مسند احمد: ۱۹۳۹٤)

ہوئے شخص سے دریافت کیا: اے اللہ کے بندے! کیا رسول اللہ ﷺ نے کسی حوالے سے میرا ذکر کیا ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے ابھی ابھی تمہارا بڑے احسن انداز میں ذکر کیا ہے، آپ ﷺ نے اپنے خطبے کے دوران ہی فرمایا: ''ابھی تمہارے پاس اس دروازے سے ایک شخص آ رہا ہے، جو یمن کے بہترین لوگوں میں سے ہے، اس کے چہرے پر بادشاہ کی سی علامت ہوگی۔'' پھر سیدنا جریر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے مجھے جن اعزازات سے نوازا، میں نے ان پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

(۱۱٦٥۷)۔ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: مَا حَجَبَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مُنْذُ أَسْلَمْتُ وَلَا رَآنِي إِلَّا تَبَسَّمَ فِي وَجْهِي۔ (مسند احمد: ۱۹۳۹۳)

سیدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب سے میں نے اسلام قبول کیا ہے، رسول اللہ ﷺ نے اپنے پاس آنے سے مجھے کبھی نہیں روکا اور آپ نے جب بھی مجھے دیکھا تو مسکرا دیے۔

(۱۱٦٥۸)۔ عَنْ قَيْسٍ قَالَ: قَالَ جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَلَا تُرِيحُنِي مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ۔)) وَكَانَ بَيْتًا فِي خَثْعَمَ يُسَمّٰى كَعْبَةَ الْيَمَانِيَةِ، فَنَفَرْتُ إِلَيْهِ فِي سَبْعِينَ وَمِائَةِ فَارِسٍ مِنْ أَحْمَسَ، قَالَ: فَأَتَاهَا فَحَرَّقَهَا بِالنَّارِ وَبَعَثَ جَرِيرٌ بَشِيرًا إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أَتَيْتُكَ حَتّٰى تَرَكْتُهَا كَأَنَّهَا جَمَلٌ أَجْرَبُ، فَبَرَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى خَيْلِ أَحْمَسَ وَرِجَالِهَا خَمْسَ مَرَّاتٍ۔ (مسند احمد: ۱۹٤۰۲)

سیدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''کیا تم مجھے ذوالخلصہ (بت خانہ) سے راحت نہیں پہنچا سکتے؟'' وہ یمن کے قبیلہ خثعم میں ایک بت خانہ تھا، جسے یمنی کعبہ کہا جاتا تھا، چنانچہ میں ایک سوستر (اور ایک روایت کے مطابق ایک سو پچاس) گھوڑ سواروں کو ساتھ لے کر روانہ ہوا، میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا میں گھوڑے پر جم کر نہیں بیٹھ سکتا، آپ ﷺ نے میرے سینہ پر اپنا ہاتھ مبارک اس قدر زور سے مارا کہ میں نے آپ کی انگلیوں کے نشانات اپنے سینہ پر محسوس کیے اور آپ ﷺ نے یہ دعا دی: ''یا اللہ! اسے جم کر بیٹھنے کی توفیق دے اور اسے راہ ہدایت دکھانے والا اور ہدایت یافتہ بنا دے۔'' یہ اس بت خانے کی طرف گئے، جا کر اسے توڑ ڈالا اور جلا کر خاکستر کر دیا

(۱۱٦٥۷) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۰۳٥، ومسلم: ۲٤۷٥ (انظر: ۱۹۱۷۹)
(۱۱٦٥۸) تخريج: أخرجه البخاري: ۲۸۲۳، ٤۳٥٥، ومسلم: ۲٤۷٦ (انظر: ۱۹۱۸۸)

اور نبی کریم ﷺ کی طرف ایک آدمی کو خوشخبری دینے کے لیے روانہ کیا، سیدنا جریر رضی اللہ عنہ کے قاصد نے رسول اللہ ﷺ کو بتلایا کہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر مبعوث فرمایا ہے، میں آپ کی طرف اس وقت تک روانہ نہیں ہوا، جب تک کہ میں نے اسے جلنے کے بعد خارش زدہ اونٹ کی طرح بالکل سیاہ شدہ نہیں دیکھ لیا، چناچنہ رسول اللہ ﷺ نے احمس کے گھوڑ سواروں اور پیادہ لوگوں کے لیے برکت کی پانچ دفعہ دعا کی۔

فوائد:...... دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۹۶۷)

(۱۱۶۵۹)۔ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ قَالَ: قَالَ جَرِيرٌ بَايَعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، وَعَلَى أَنْ أَنْصَحَ لِكُلِّ مُسْلِمٍ، قَالَ: وَكَانَ جَرِيرٌ إِذَا اشْتَرَى الشَّيْءَ وَكَانَ أَعْجَبَ إِلَيْهِ مِنْ ثَمَنِهِ، قَالَ لِصَاحِبِهِ: تَعْلَمَنَّ وَاللّٰهِ! لَمَا أَخَذْنَا أَحَبُّ إِلَيْنَا مِمَّا أَعْطَيْنَاكَ، كَأَنَّهُ يُرِيدُ بِذٰلِكَ الْوَفَاءَ۔ (مسند احمد: ۱۹۴۴۲)

سیدنا جریر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر ان باتوں کی بیعت کی تھی کہ میں آپ کا حکم سن کر اس کی اطاعت کروں گا اور ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کا معاملہ کروں گا۔ ابو زرعہ کہتے ہیں کہ جریر رضی اللہ عنہ جب کوئی چیز خریدتے اور ان کے خیال میں وہ چیز طے شدہ قیمت سے زیادہ قیمت کی ہوتی تو فروخت کنندہ سے کہتے: اللہ کی قسم! ہم نے تمہیں جو دیا ہے اس کی نسبت ہم نے جو چیز تم سے لی ہے، وہ ہمیں زیادہ محبوب ہے۔ گویا وہ یہ بات کہہ کر بائع کی حوصلہ افزائی کرکے اپنی کی ہوئی بیعت کے تقاضا کو پورا کرتے تھے۔

(۱۱۶۶۰)۔ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ ابْنٌ لِجَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: كَانَتْ نَعْلُ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ طُولُهَا ذِرَاعٌ۔ (مسند احمد: ۱۹۴۲۵)

سفیان کہتے ہیں کہ سیدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے نے مجھے بیان کیا کہ جریر رضی اللہ عنہ کے جوتے کی لمبائی ایک ہاتھ تھی۔

فوائد:...... حافظ ابن حجر نے ''الاصابۃ'' میں یہ روایت نقل کی ہے کہ سیدنا جریر کا قد چھ ہاتھ تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بڑے قد اور وجود والے تھے۔

(۱۱۶۵۹) تخريج: أخرجه البخاری: ۷۲۰۴، ومسلم: ۵۶ (انظر: ۱۹۲۲۹)

(۱۱۶۶۰) تخريج: اثر لا بأس به (انظر: ۱۹۲۱۲)

بَابُ مَا جَاءَ فِی جَعْفَرِ بْنِ أَبِی طَالِبٍ وَأَوْلَادِهِ رضی اللہ عنہم
سیدنا جعفر بن ابی طالب اور ان کی اولاد کا تذکرہ

(۱۱۶۶۱)۔ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ أَسْلَمَ مَوْلَی النَّبِیِّ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ کَانَ یَقُوْلُ لِجَعْفَرِ بْنِ أَبِی طَالِبٍ رضی اللہ عنہ: ((اَشْبَهْتَ خَلْقِیْ وَخُلُقِیْ۔)) (مسند احمد: ۱۹۲۱۸)

نبی کریم ﷺ کے غلام سیدنا عبید اللہ بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کرتے تھے کہ "تم جسمانی طور پر اور اخلاق کے لحاظ سے میرے مشابہ ہو۔"

(۱۱۶۶۲)۔ عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ: مَا احْتَذَی النِّعَالَ وَلَا انْتَعَلَ وَلَا رَکِبَ الْمَطَایَا وَلَا لَبِسَ الْکُورَ مِنْ رَجُلٍ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰہِ ﷺ أَفْضَلُ مِنْ جَعْفَرِ بْنِ أَبِی طَالِبٍ، یَعْنِی فِی الْجُودِ وَالْکَرَمِ۔ (مسند احمد: ۹۳۴۲)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی آدمی نے جوتا نہیں پہنا، نہ سواریوں پر سوار ہوا اور نہ عمامہ استعمال کیا جو سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر فضیلت والا ہو، ان کی مراد جود و سخاوت تھی۔

(۱۱۶۶۳)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ جَیْشًا اسْتَعْمَلَ عَلَیْهِمْ زَیْدَ بْنَ حَارِثَةَ، وَقَالَ: ((فَإِنْ قُتِلَ زَیْدٌ أَوِ اسْتُشْهِدَ فَأَمِیرُکُمْ جَعْفَرٌ فَإِنْ قُتِلَ أَوِ اسْتُشْهِدَ فَأَمِیرُکُمْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ رَوَاحَةَ)) فَلَقُوا الْعَدُوَّ فَأَخَذَ الرَّایَةَ زَیْدٌ فَقَاتَلَ حَتّٰی قُتِلَ، ثُمَّ أَخَذَ الرَّایَةَ جَعْفَرٌ فَقَاتَلَ حَتّٰی قُتِلَ، ثُمَّ أَخَذَهَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ رَوَاحَةَ فَقَاتَلَ حَتّٰی قُتِلَ، ثُمَّ أَخَذَ الرَّایَةَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِیدِ فَفَتَحَ اللّٰہُ عَلَیْهِ، وَأَتٰی خَبَرُهُمُ النَّبِیَّ ﷺ فَخَرَجَ إِلَی النَّاسِ فَحَمِدَ اللّٰہَ وَأَثْنٰی عَلَیْهِ

عبداللہ بن جعفر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر روانہ فرمایا اور ان پر زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا۔ اور فرمایا اگر زید رضی اللہ عنہ شہید ہو جائیں تو جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب تمہارے امیر ہوں گے۔ اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ تمہارے امیر ہوں گے۔ مسلمانوں کا دشمن سے مقابلہ ہوا۔ تو جھنڈا زید رضی اللہ عنہ نے اُٹھایا۔ وہ دشمن سے لڑتے رہے بالآخر شہید ہو گئے۔ ان کے بعد جعفر رضی اللہ عنہ نے جھنڈا تھام لیا۔ وہ بھی دشمن سے لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ ان کے بعد عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے جھنڈا سنبھالا۔ وہ بھی دشمن سے لڑتے لڑتے شہادت سے سرفراز ہو گئے۔ ان کے بعد خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جھنڈا سنبھال لیا۔ اور اللہ نے ان کے ہاتھوں

(۱۱۶۶۱) تخریج: حدیث صحیح لغیرہ (انظر: ۱۹۰۰۹)

(۱۱۶۶۲) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۷۰۸ (انظر: ۹۳۵۳)

(۱۱۶۶۳) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم، أخرجه مختصرا ابوداود: ۴۱۹۲، والنسائی: ۸/ ۱۸۲ (انظر: ۱۷۵۰)

وَقَالَ: ((إِنَّ إِخْوَانَكُمْ لَقُوا الْعَدُوَّ وَإِنَّ زَيْدًا أَخَذَ الرَّايَةَ فَقَاتَلَ حَتّٰى قُتِلَ أَوْ اسْتُشْهِدَ، ثُمَّ أَخَذَ الرَّايَةَ بَعْدَهُ جَعْفَرُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَقَاتَلَ حَتّٰى قُتِلَ أَوِ اسْتُشْهِدَ، ثُمَّ أَخَذَ الرَّايَةَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَقَاتَلَ حَتّٰى قُتِلَ أَوِ اسْتُشْهِدَ، ثُمَّ أَخَذَ الرَّايَةَ سَيْفٌ مِنْ سُيُوفِ اللّٰهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فَفَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ)) فَأَمْهَلَ ثُمَّ أَمْهَلَ آلَ جَعْفَرٍ ثَلَاثًا أَنْ يَأْتِيَهُمْ ثُمَّ أَتَاهُمْ فَقَالَ: ((لَا تَبْكُوا عَلٰى أَخِي بَعْدَ الْيَوْمِ أَوْ غَدٍ ادْعُوا لِي ابْنَيْ أَخِي)) قَالَ، فَجِيءَ بِنَا كَأَنَّا أَفْرُخٌ، فَقَالَ: ((ادْعُوا إِلَيَّ الْحَلَّاقَ)) فَجِيءَ بِالْحَلَّاقِ فَحَلَقَ رُءُوسَنَا، ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا مُحَمَّدٌ فَشَبِيهُ عَمِّنَا أَبِي طَالِبٍ وَأَمَّا عَبْدُ اللّٰهِ فَشَبِيهُ خَلْقِي وَخُلُقِي)) ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِي فَأَشَالَهَا فَقَالَ: ((اللّٰهُمَّ اخْلُفْ جَعْفَرًا فِي أَهْلِهِ وَبَارِكْ لِعَبْدِ اللّٰهِ فِي صَفْقَةِ يَمِينِهِ)) قَالَهَا ثَلَاثَ مِرَارٍ، قَالَ: فَجَاءَتْ أُمُّنَا فَذَكَرَتْ لَهُ يُتْمَنَا وَجَعَلَتْ تُفْرِحُ لَهُ، فَقَالَ: ((الْعَيْلَةَ تَخَافِينَ عَلَيْهِمْ وَأَنَا وَلِيُّهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ))۔ (مسند احمد: ۱۷۵۰)

فتح نصیب فرمائی۔ ان کی اطلاع نبی کریم ﷺ تک پہنچی۔ آپ لوگوں کی طرف باہر تشریف لائے۔ اور اللہ کی حمد وثناء کے بعد فرمایا کہ تمہارے بھائیوں کا دشمن سے مقابلہ ہوا۔ سب سے پہلے زید نے جھنڈا اُٹھایا۔ وہ لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ ان کے بعد جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب نے جھنڈا اُٹھایا وہ بھی لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ ان کے بعد عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے جھنڈا سنبھالا لیا۔ وہ بھی لڑتے لڑتے شہادت کے رتبہ پر فائز ہو گئے۔ ان کے بعد اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جھنڈا سنبھالا اور ان کے ہاتھوں اللہ نے فتح نصیب فرمائی۔ آل جعفر تین روز تک اس انتظار میں رہے کہ آپ ﷺ ان کے ہاں تشریف لے جائیں تیسرے دن کے بعد آپ ان کے ہاں تشریف لے گئے اور فرمایا تم آج کے بعد میرے بھائی پر مت رونا، میرے بھتیجوں کو بلاؤ ہمیں لایا گیا تو ہم چوزوں کی طرح بالکل چھوٹے چھوٹے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا نائی کو بلاؤ اسے بلایا گیا تو اس نے ہمارے سر مونڈ دیئے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا یہ محمد تو ہمارے چچا ابو طالب کے مشابہ ہے۔ اور عبداللہ شکل وصورت اور مزاج میں میرے ساتھ مشابہت رکھتا ہے۔ پھر آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر اوپر کو اُٹھا کر فرمایا یا اللہ جعفر رضی اللہ عنہ کے اہل وعیال میں اس کا نائب بنا اور عبداللہ کی تجارت میں برکت فرما۔ آپ ﷺ نے یہ دعا تین مرتبہ کی۔ ہماری والدہ آپ کے پاس آئی اور اس نے اس پر غم کا اظہار کیا کہ یہ بچے اب بے آسرا ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کیا تم ان کے بارے میں فقر وفاقہ کا اندیشہ کرتی ہو؟ دنیا اور آخرت میں میں ان کا سرپرست ہوں۔

فوائد: ...... دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۸۴۳)۔

(١١٦٦٤)۔ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ خَالِدِ بْنِ سَارَةَ، أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ: أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جَعْفَرٍ قَالَ: لَوْ رَأَيْتَنِيْ وَقُثَمَ وَعُبَيْدَ اللّٰهِ ابْنَيْ عَبَّاسٍ وَنَحْنُ صِبْيَانٌ نَلْعَبُ إِذْ مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى دَابَّةٍ، فَقَالَ: ((ارْفَعُوا هٰذَا إِلَيَّ۔)) قَالَ: فَحَمَلَنِي أَمَامَهُ، وَقَالَ لِقُثَمَ: ((ارْفَعُوا هٰذَا إِلَيَّ۔)) فَجَعَلَهُ وَرَاءَهُ وَكَانَ عُبَيْدُ اللّٰهِ أَحَبَّ إِلٰى عَبَّاسٍ مِنْ قُثَمَ، فَمَا اسْتَحٰى مِنْ عَمِّهِ أَنْ حَمَلَ قُثَمًا وَتَرَكَهُ، قَالَ: ثُمَّ مَسَحَ عَلٰى رَأْسِي ثَلَاثًا، وَقَالَ كُلَّمَا مَسَحَ: ((اَللّٰهُمَّ اخْلُفْ جَعْفَرًا فِي وَلَدِهِ۔)) قَالَ: قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ: مَا فَعَلَ قُثَمُ؟ قَالَ: اسْتُشْهِدَ، قَالَ: اَللّٰهُ أَعْلَمُ بِالْخَيْرِ وَرَسُولُهُ بِالْخَيْرِ، قَالَ: أَجَلْ۔ (مسند احمد: ١٧٦٠)

خالد بن سارہ سے روایت ہے کہ سیدنا عبداللہ بن جعفر نے اسے بتلایا کہ کاش تم مجھے، سیدنا قثم بن عباس اور سیدنا عبید اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کو دیکھتے، جب ہم بچے کھیل رہے تھے کہ نبی کریم ﷺ سواری پر سوار ہمارے قریب سے گزرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے اٹھا کر مجھے پکڑا دو اور آپ نے مجھے اپنے آگے سواری پر سوار کر لیا اور آپ ﷺ نے قثم کے متعلق فرمایا کہ ''اسے بھی میری طرف اٹھاؤ'' اور آپ ﷺ نے اسے اپنے پیچھے سوار کر لیا، سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کو قثم سے زیادہ عبید اللہ سے محبت تھی، لیکن رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا سے اس بات کی جھجک محسوس نہیں کی کہ آپ ﷺ نے قثم کو اپنے ساتھ سوار کر لیا اور عبید اللہ کو سوار نہ کیا، پھر آپ نے تین بار میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور ہر دفعہ یہ دعا کی: ''یا اللہ! جعفر کی اولاد میں تو ان کا خلیفہ بن جا۔'' خالد بن سارہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا عبداللہ بن جعفر سے دریافت کیا کہ سیدنا قثم کی موت کیسے واقع ہوئی تھی؟ انہوں نے بتلایا کہ وہ شہید ہوئے تھے۔ میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول اللہ ﷺ ہی خیر اور بھلائی کو بہتر جانتے ہیں۔ انھوں نے کہا: جی ہاں، واقعی۔

(١١٦٦٥)۔ وَعَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ قَالَتْ: لَمَّا أُصِيبَ جَعْفَرٌ وَأَصْحَابُهُ، دَخَلَتْ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَقَدْ دَبَغْتُ أَرْبَعِينَ مَنِيئَةً وَعَجَنْتُ عَجِينِي وَغَسَلْتُ بَنِيَّ وَدَهَنْتُهُمْ وَنَظَّفْتُهُمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((ائْتِينِي

سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء جب شہادت پا چکے تھے تو رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے، میں نے چالیس کھالیں صاف کرنے کے لیے ڈالی ہوئی تھیں، آٹا گوندھا ہوا تھا اور میں نے اپنے بچوں کو نہلا کر تیل لگا کر ان کو خوب صاف ستھرے کیا ہوا

(١١٦٦٤) تخریج: اسنادہ حسن، اخرجہ الحاکم: ١/ ٣٧٢ (انظر: ١٧٦٠)

(١١٦٦٥) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة ام عيسى الجزار، ولجهالة حال ام جعفر بنت محمد، وقوله "لَا تُغْفِلُوْا آلَ جَعْفَرٍ مِنْ أَنْ تَصْنَعُوا لَهُمْ طَعَامًا" له شاهد من حديث عبد الله بن جعفر، اخرجه ابن ماجه: ١٦١١ (انظر: ٢٧٠٨٦)

بِبَنِي جَعْفَرٍ۔)) قَالَتْ: فَأَتَيْتُهُ بِهِمْ فَشَمَّهُمْ وَذَرَفَتْ عَيْنَاهُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي مَا يُبْكِيكَ؟ أَبَلَغَكَ عَنْ جَعْفَرٍ وَأَصْحَابِهِ شَيْءٌ، قَالَ: ((نَعَمْ، أُصِيبُوا هٰذَا الْيَوْمَ۔)) قَالَتْ: فَقُمْتُ أَصِيحُ وَاجْتَمَعَ إِلَيَّ النِّسَاءُ وَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلٰى أَهْلِهِ، فَقَالَ: ((لَا تُغْفِلُوْا آلَ جَعْفَرٍ مِنْ أَنْ تَصْنَعُوا لَهُمْ طَعَامًا، فَإِنَّهُمْ قَدْ شُغِلُوا بِأَمْرِ صَاحِبِهِمْ۔)) (مسند احمد: ٢٧٦٢٦)

تھا۔ آپ ﷺ نے آ کر فرمایا: ”جعفر کے بیٹوں کو میرے پاس لاؤ۔“ میں انہیں آپ ﷺ کے پاس لائی، آپ نے ان کو سونگھا اور ساتھ ہی آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، آپ کیوں رو رہے ہیں؟ کیا جعفر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے متعلق آپ کے پاس کوئی خبر آئی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جی ہاں، وہ لوگ آج شہید ہو گئے ہیں۔“ یہ سن کر میں اٹھی اور چیخی، عورتیں میرے پاس جمع ہو گئیں اور رسول اللہ ﷺ اپنے گھر تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”لوگو! آل جعفر کے لیے کھانا تیار کرنے سے غافل نہ ہونا، وہ اپنے سرپرست کی شہادت کے صدمے میں مبتلا ہوں۔“

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ فَضْلِ جُلَيْبِيْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ
سیدنا جلیبیب رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(١١٦٦٦)۔ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ كِنَانَةَ بْنِ نُعَيْمٍ الْعَدَوِيِّ، عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ، أَنَّ جُلَيْبِيبًا كَانَ امْرَأً يَدْخُلُ عَلَى النِّسَاءِ يَمُرُّ بِهِنَّ وَيُلَاعِبُهُنَّ، فَقُلْتُ لِامْرَأَتِي: لَا يَدْخُلَنَّ عَلَيْكُمْ جُلَيْبِيبٌ، فَإِنَّهُ إِنْ دَخَلَ عَلَيْكُمْ لَأَفْعَلَنَّ وَلَأَفْعَلَنَّ، قَالَ: وَكَانَتِ الْأَنْصَارُ إِذَا كَانَ لِأَحَدِهِمْ أَيِّمٌ لَمْ يُزَوِّجْهَا حَتّٰى يَعْلَمَ هَلْ لِلنَّبِيِّ ﷺ فِيهَا حَاجَةٌ أَمْ لَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِرَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ: ((زَوِّجْنِي ابْنَتَكَ۔)) فَقَالَ: نِعِمَّ وَكَرَامَةٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ

سیدنا ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا جلیبیب رضی اللہ عنہ خوش مزاج قسم کے آدمی تھے، وہ عورتوں کے پاس چلے جاتے اور ان کے پاس سے گزرتے ہوئے کوئی مزاحیہ بات کر جاتے، ان کے اس مزاج کی وجہ سے میں نے اپنی بیوی سے کہہ دیا تھا کہ جلیبیب رضی اللہ عنہ تمہارے پاس نہ آئے، اگر وہ آیا تو تمہاری خیر نہیں۔ انصار کا یہ معمول تھا کہ ان کے ہاں کوئی بن شوہر عورت ہوتی تو وہ اس وقت تک اس کی شادی نہ کرتے جب تک انہیں یہ علم نہ ہو جاتا کہ نبی کریم ﷺ کو اس کی حاجت ہے یا نہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے ایک انصاری سے فرمایا: ”تم اپنی بیٹی کا نکاح مجھے دے دو۔“ اس نے کہا: جی ٹھیک ہے، اے اللہ کے رسول! اور یہ بات میرے لیے باعث

(١١٦٦٦) تخريج: إسناده صحيح على شرط مسلم (انظر: ١٩٧٨٤)

وَنُعْمَ عَيْنِي، فَقَالَ: ((إِنِّي لَسْتُ أُرِيدُهَا لِنَفْسِي۔)) قَالَ: فَلِمَنْ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ لِجُلَيْبِيبٍ: قَالَ: فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أُشَاوِرُ أُمَّهَا فَأَتَى أُمَّهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَخْطُبُ ابْنَتَكِ، فَقَالَتْ: نِعِمَّ وَنُعْمَةُ عَيْنِي، فَقَالَ: إِنَّهُ لَيْسَ يَخْطُبُهَا لِنَفْسِهِ إِنَّمَا يَخْطُبُهَا لِجُلَيْبِيبٍ، فَقَالَتْ: أَجُلَيْبِيبٌ ابْنَهْ أَجُلَيْبِيبٌ ابْنَهْ أَجُلَيْبِيبٌ ابْنَهْ لَا لَعَمْرُ اللهِ لَا تُزَوَّجُهُ، فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَقُومَ لِيَأْتِيَ رَسُولَ اللهِ ﷺ لِيُخْبِرَهُ بِمَا قَالَتْ أُمُّهَا، قَالَتْ الْجَارِيَةُ: مَنْ خَطَبَنِي إِلَيْكُمْ؟ فَأَخْبَرَتْهَا أُمُّهَا، فَقَالَتْ: أَتَرُدُّونَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ أَمْرَهُ؟ ادْفَعُونِي فَإِنَّهُ لَمْ يُضَيِّعْنِي، فَانْطَلَقَ أَبُوهَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَخْبَرَهُ، قَالَ: شَأْنَكَ بِهَا فَزَوَّجَهَا جُلَيْبِيبًا، قَالَ: فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي غَزْوَةٍ لَهُ، قَالَ: فَلَمَّا أَفَاءَ اللهُ عَلَيْهِ، قَالَ لِأَصْحَابِهِ: ((هَلْ تَفْقِدُونَ مِنْ أَحَدٍ؟)) قَالُوا نَفْقِدُ فُلَانًا وَنَفْقِدُ فُلَانًا، قَالَ: ((انْظُرُوا هَلْ تَفْقِدُونَ مِنْ أَحَدٍ؟)) قَالُوا: لَا، قَالَ: ((لٰكِنِّي أَفْقِدُ جُلَيْبِيبًا۔)) قَالَ: ((فَاطْلُبُوهُ فِي الْقَتْلَى؟)) قَالَ: فَطَلَبُوهُ فَوَجَدُوهُ إِلَى جَنْبِ سَبْعَةٍ قَدْ قَتَلَهُمْ ثُمَّ قَتَلُوهُ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! هَا هُوَ ذَا إِلَى جَنْبِ سَبْعَةٍ قَدْ قَتَلَهُمْ ثُمَّ قَتَلُوهُ، فَأَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَامَ عَلَيْهِ، فَقَالَ: ((قَتَلَ سَبْعَةً وَقَتَلُوهُ، هٰذَا مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ، هٰذَا مِنِّي

افتخار و اعتزاز ہوگی اور اس سے مجھے از حد خوشی ہوگی، ساتھ ہی آپ ﷺ نے وضاحت کر دی کہ میں اسے اپنے لیے طلب نہیں کر رہا۔ اس نے کہا، اللہ کے رسول! پھر کس کے لیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جلیبیب کے لیے۔'' یہ سن کر اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں بچی کی ماں یعنی اپنی بیوی سے مشورہ کرلوں، وہ بچی کی ماں کے پاس گیا اور بتلایا کہ اللہ کے رسول تمہاری بیٹی کا رشتہ طلب کرتے ہیں۔ وہ بولی کہ بالکل ٹھیک ہے اور اس سے ہمیں از حد خوشی ہوگی۔ شوہر نے بتلایا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے لیے نہیں، بلکہ جلیبیب رضی اللہ عنہ کے لیے رشتہ طلب کرتے ہیں۔ اس نے کہا: کیا جلیبیب کے لیے، نہیں، جلیبیب کو ہم بیٹی نہیں دے سکتے، جلیبیب نہیں۔ اللہ کی قسم! ہم جلیبیب رضی اللہ عنہ سے اس کا نکاح نہیں کریں گے، جب وہ مرد رسول اللہ ﷺ کی طرف جانے لگا تا کہ اپنی بیوی کے جواب سے آپ کو مطلع کرے تو وہ بچی بول اٹھی کہ آپ لوگوں کے پاس میرے نکاح کا پیغام کس نے بھیجا ہے؟ تو اس کی ماں نے اسے بتلا دیا۔ وہ لڑکی بولی: کیا تم اللہ کے رسول ﷺ کی بات کا انکار کر دو گے؟ آپ مجھے رسول اللہ ﷺ کے حوالے کر دیں، آپ ﷺ مجھے ضائع نہیں کریں گے، چنانچہ بچی کا باپ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گیا اور اس نے ساری بات آپ کے گوش گزار کی اور کہا: اب آپ اس کے متعلق با اختیار ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اس کا نکاح جلیبیب رضی اللہ عنہ کے ساتھ کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ ایک غزوہ میں تشریف لے گئے، جب اللہ نے آپ کو فتح سے ہم کنار کر دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم کسی آدمی کو غیر موجود پاتے ہو؟'' صحابہ نے بتلایا کہ فلاں فلاں آدمی نظر نہیں آ رہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر دیکھو کون نظر نہیں آ رہا، صحابہ نے کہا: اور تو کوئی

وَأَنَا مِنْهُ۔)) مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ وَضَعَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى سَاعِدَيْهِ، وَحُفِرَ لَهُ مَا لَهُ سَرِيرٌ إِلَّا سَاعِدَا رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ وَضَعَهُ فِي قَبْرِهِ وَلَمْ يُذْكَرْ أَنَّهُ غَسَّلَهُ، قَالَ ثَابِتٌ: فَمَا كَانَ فِي الْأَنْصَارِ أَيِّمٌ أَنْفَقَ مِنْهَا وَحَدَّثَ إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ ثَابِتًا، قَالَ: هَلْ تَعْلَمُ مَا دَعَا لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اللّٰهُمَّ صُبَّ عَلَيْهَا الْخَيْرَ صَبًّا، وَلَا تَجْعَلْ عَيْشَهَا كَدًّا كَدًّا۔)) قَالَ: فَمَا كَانَ فِي الْأَنْصَارِ أَيِّمٌ أَنْفَقَ مِنْهَا، قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: مَا حَدَّثَ بِهِ فِي الدُّنْيَا أَحَدٌ إِلَّا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ مَا أَحْسَنَهُ مِنْ حَدِيثٍ۔ (مسند احمد: ٢٠٠٢٢)

آدمی ایسا نظر نہیں آتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لیکن مجھے جلیبیب دکھائی نہیں دے رہا۔ پھر آپ ﷺ نے حکم دیا کہ اسے مقتولین یعنی شہداء میں جا کر تلاش کرو، صحابہ نے جا کر ان کو تلاش کیا تو انہیں اس حال میں پایا کہ ان کے قریب سات کافر مرے پڑے تھے۔ معلوم ہوتا تھا کہ وہ ان ساتوں کو مارنے کے بعد شہید ہوئے ہیں، صحابہ نے آ کر رسول اللہ ﷺ کو بتلایا کہ اے اللہ کے رسول! وہ تو سات کافروں کو قتل کرنے کے بعد خود شہید ہوا پڑا ہے۔ نبی کریم ﷺ اس کی لاش کے پاس آئے، اس کے قریب کھڑے ہو کر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس نے سات آدمیوں کو قتل کیا، اس کے بعد کافروں نے اسے شہید کر ڈالا، یہ میرا ہے اور میں اس کا ہوں، یہ میرا ہے اور میں اس کا ہوں۔'' یہ بات آپ ﷺ نے دو تین بار ارشاد فرمائی، اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان کی لاش کو اپنے بازوؤں پر اٹھا لیا، اس کی قبر تیار کی گئی، رسول اللہ ﷺ کے بازو اس کے چارپائی بنے ہوئے تھے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اسے قبر میں اتارا، ان کو غسل دیئے جانے کا ذکر نہیں ہے۔ ثابت کہتے ہیں کہ انصاریوں میں یہ واحد بیوہ تھی، جس سے بہت زیادہ لوگوں نے نکاح کرنے کی رغبت کا اظہار کیا۔ اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے ثابت سے کہا: کیا آپ جانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے حق میں کیا دعا کی تھی؟ آپ نے یہ دعا کی تھی: ''یا اللہ! اس پر خیر و برکت کی برکھا برسا دے اور اس کی معیشت تنگ نہ ہو۔ اس دعا کی برکت تھی کہ یہ انصار میں واحد بیوہ تھی کہ جس سے بہت زیادہ لوگوں کو نکاح کرنے کی رغبت تھی۔ ابو عبدالرحمن عبداللہ بن امام احمد کہتے ہیں کہ دنیا میں اس حدیث کو صرف حماد بن سلمہ نے روایت کیا ہے اور یہ کیسی عمدہ حدیث ہے۔

فوائد:...... بعض لوگوں کے مزاج میں خوش طبعی اور مزاحیہ پن ہوتا ہے، وہی مزاج سیدنا جلیبیب رضی اللہ عنہ کا تھا۔
اس حدیث ِ مبارکہ سے سیدنا جلیبیب رضی اللہ عنہ کی فضیلت تو ثابت ہوتی ہی ہے، لیکن انصاری خاتون میں رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا جذبہ بھی انتہائی قابل قدر ہے، اس خاتون کے انکار کی وجہ یہ تھی کہ سیدنا جلیبیب رضی اللہ عنہ حسین نہیں تھے۔

حَرْفُ الْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ

''ح'' سے شروع ہونے والے نام

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ فَضْلِ حَارِثَةَ بْنِ عُمَيْرِ بْنِ عَمَّةِ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ
سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پھوپھی زاد سیدنا حارثہ بن عمیر رضی اللہ عنہ

(١١٦٦٧)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ حَارِثَةَ خَرَجَ نَظَّارًا فَأَتَاهُ سَهْمٌ فَقَتَلَهُ، فَقَالَتْ أُمُّهُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَدْ عَرَفْتَ مَوْقِعَ حَارِثَةَ مِنِّي، فَإِنْ كَانَ فِي الْجَنَّةِ صَبَرْتُ وَإِلَّا رَأَيْتَ مَا أَصْنَعُ، قَالَ: يَا أُمَّ حَارِثَةَ! إِنَّهَا لَيْسَتْ بِجَنَّةٍ وَاحِدَةٍ وَلٰكِنَّهَا جِنَانٌ كَثِيرَةٌ، وَإِنَّ حَارِثَةَ لَفِي أَفْضَلِهَا، أَوْ قَالَ: فِي أَعْلَى الْفِرْدَوْسِ شَكَّ يَزِيدُ۔ (مسند احمد: ١٢٢٧٧)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا حارثہ رضی اللہ عنہ جاسوسی کے لیے گئے، اچانک انہیں ایک تیر آ لگا اور وہ شہید ہوگئے، ان کی والدہ نے کہا: اللہ کے رسول! آپ جانتے ہیں کہ میرا حارثہ کے ساتھ کتنا گہرا تعلق ہے، اب اگر وہ جنت میں ہے تو میں صبر کرتی ہوں، وگرنہ آپ دیکھیں گے کہ میں کیا کرتی ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے ام حارثہ! جنت ایک تو نہیں ہے، کئی جنتیں ہیں اور حارثہ تو افضل جنت میں ہے۔'' یا آپ ﷺ نے یوں فرمایا کہ ''وہ تو جنت الفردوس کے اعلیٰ مقام میں ہے۔'' ایک روایت میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ام حارثہ! جنتیں بہت سی ہیں اور حارثہ اعلیٰ جنت الفردوس میں ہے۔''

فوائد:...... صحیح بخاری کی روایت میں ہے کہ سیدنا حارثہ رضی اللہ عنہ کم سن تھے، یہ غزوۂ بدر میں شریک تو ہوئے تھے، لیکن ان کی شرکت ایک مقاتل اور جنگجو کی حیثیت سے نہ تھی اور نہ ہی یہ دشمن سے لڑنے کے لیے گئے تھے، یہ دشمن کے حالات معلوم کرنے کے لیے نکلے تھے کہ دشمن کا ایک تیر ان کو آ لگا اور یہ شہید ہوگئے۔ ان کی والدہ کو خیال گزرا کہ مقام شہادت اور جنت ان لوگوں کے لیے ہے جو دشمن سے لڑتے ہوئے شہید ہوں، ان کا بیٹا نہ تو قتال کے لیے نکلا تھا اور نہ

(١١٦٦٧) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٥٦٧ (انظر: ١٢٢٥٢)

لڑتے ہوئے مارے گئے تھے، نیز ان کی والدہ کو تردّد اس لیے بھی ہوا کہ جب تک رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اطلاع نہ ملے اس کے جنتی ہونے یا نہ ہونے کے متعلق یقین سے نہیں کہا جا سکتا۔ اس لیے اس نے دریافت کیا کہ اگر وہ جنتی ہو تو صبر کروں اور اگر وہ جنت میں نہیں تو رو رو کر اس کے ساتھ اپنی محبت اور تعلق کا اظہار کروں۔ اس سے ان کی مراد نوحہ کرنا نہیں کیونکہ نوحہ تو حرام ہے۔ اور اگر بالفرض ان کی مراد نوحہ کرنا ہی ہو تو اس کا جواب یہ ہوگا کہ یہ واقعہ تو غزوۂ بدر کا ہے جبکہ نوحہ کی تحریم غزوۂ احد کے بعد ہوئی تھی۔ واللہ اعلم۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ فَضْلِ حَارِثَةَ بْنِ النُّعْمَانِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

سیدنا حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(۱۱۶۶۸)۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((نِمْتُ فَرَأَيْتُنِيْ فِي الْجَنَّةِ فَسَمِعْتُ صَوْتَ قَارِئٍ يَقْرَءُ فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالُوْا: هٰذَا حَارِثَةُ بْنُ النُّعْمَانِ۔)) فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَذَاكَ الْبِرُّ كَذَاكَ الْبِرُّ۔)) وَكَانَ أَبَرَّ النَّاسِ بِأُمِّهِ۔ (مسند احمد: ۲۵۸۵۱)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں سو گیا اور میں نے خواب میں اپنے آپ کو جنت میں دیکھا اور میں نے وہاں قرآن پڑھتے ایک آدمی کی آواز سنی، میں نے دریافت کیا کہ یہ کون ہے؟ فرشتوں نے بتلایا کہ یہ حارثہ بن نعمان ہے۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے اس صحابی کے حق میں فرمایا: ''حسن سلوک کا یہی انجام ہوتا ہے، حسن سلوک کا یہی انجام ہوتا ہے۔'' یہ صحابی لوگوں میں سب سے زیادہ اپنی ماں کے ساتھ حسن سلوک کرنے والا تھا۔

فوائد:...... واقعی ماؤں کے قدموں تلے جنت ہے، سیدنا حارثہ رضی اللہ عنہ نے اپنی ماں کے ساتھ حسن سلوک کا مظاہرہ کیا، اللہ تعالیٰ نے ان کے عمل کی قدر کی اور ایسا مرتبہ عطا کیا کہ جنت میں ان کی قرآن کی تلاوت کرنے کی آواز آ رہی تھی۔

(۱۱۶۶۹)۔ عَنْ حَارِثَةَ بْنِ النُّعْمَانِ قَالَ: مَرَرْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَمَعَهُ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَام جَالِسٌ فِي الْمَقَاعِدِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ أَجَزْتُ، فَلَمَّا رَجَعْتُ وَانْصَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: ((هَلْ رَأَيْتَ الَّذِيْ كَانَ مَعِيْ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: ((فَإِنَّهُ جِبْرِيْلُ

سیدنا حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جبریل علیہ السلام کے ساتھ (مسجد کے قریب) المقاعد جگہ میں بیٹھے تھے، میں آپ ﷺ کے پاس سے گزرا تو میں نے آپ ﷺ کو سلام کہا اور میں آگے گزر گیا، جب میں واپس آیا اور نبی کریم ﷺ بھی وہاں سے واپس ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے ساتھ بیٹھے آدمی کو تم نے دیکھا تھا؟'' میں نے

(۱۱۶۶۸) تخریج: اسنادہ صحیح، اخرجہ النسائی فی "الکبری": ۸۲۳۳، وعبد الرزاق: ۲۰۱۱۹ (انظر: ۲۵۳۳۷)

(۱۱۶۶۹) تخریج: اسنادہ صحیح، اخرجہ عبدالرزاق: ۲۰۵۴۵، والطبرانی فی "الکبیر": ۳۲۲۶ (انظر: ۲۳۶۷۷)

وَقَدْ رَدَّ عَلَيْكَ السَّلَامَ۔)) (مسند احمد: ٢٤٠٧٧)

عرض کیا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ جبریل علیہ السلام تھے اور انہوں نے تمہارے سلام کا جواب دیا تھا۔''

فوائد:...... سیدنا حارثہ رضی اللہ عنہ نے جبریل علیہ السلام کو انسانی شکل میں دیکھا، لیکن ان کو بعد میں پتہ چلا کہ وہ جبریل رضی اللہ عنہ تھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ فَضْلِ حَاطِبِ بْنِ أَبِيْ بَلْتَعَةَ وَقِصَّتِهِ رضی اللہ عنہ
سیدنا حاطب بن ابی بلتعہ کی فضیلت اور ان کا واقعہ

(١١٦٧٠)۔ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ يَقُولُ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنَا وَالزُّبَيْرَ وَالْمِقْدَادَ، فَقَالَ: ((انْطَلِقُوا حَتّٰى تَأْتُوا رَوْضَةَ خَاخٍ فَإِنَّ بِهَا ظَعِينَةً مَعَهَا كِتَابٌ فَخُذُوهُ مِنْهَا۔)) فَانْطَلَقْنَا تَعَادٰى بِنَا خَيْلُنَا حَتّٰى أَتَيْنَا الرَّوْضَةَ فَإِذَا نَحْنُ بِالظَّعِينَةِ، فَقُلْنَا: أَخْرِجِي الْكِتَابَ، قَالَتْ: مَا مَعِي مِنْ كِتَابٍ، قُلْنَا: لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَنَقْلِبَنَّ الثِّيَابَ، قَالَ: فَأَخْرَجَتِ الْكِتَابَ مِنْ عِقَاصِهَا، فَأَخَذْنَا الْكِتَابَ، فَأَتَيْنَا بِهِ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَإِذَا فِيهِ: مِنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلٰى نَاسٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ بِمَكَّةَ، يُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ أَمْرِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((يَا حَاطِبُ! مَا هٰذَا؟)) قَالَ: لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ إِنِّي كُنْتُ امْرَأً مُلْصَقًا فِي قُرَيْشٍ، وَلَمْ أَكُنْ مِنْ أَنْفُسِهَا، وَكَانَ مَنْ كَانَ مَعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ لَهُمْ قَرَابَاتٌ يَحْمُونَ أَهْلِيهِمْ بِمَكَّةَ، فَأَحْبَبْتُ إِذْ فَاتَنِي ذٰلِكَ مِنَ النَّسَبِ فِيهِمْ أَنْ أَتَّخِذَ فِيهِمْ يَدًا

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے، سیدنا زبیر اور سیدنا مقدار رضی اللہ عنہم کو بھیجا اور فرمایا: ''تم چلو، یہاں تک کہ روضۂ خاخ تک پہنچ جاؤ، وہاں ایک مسافر خاتون کے پاس ایک خط ہوگا، وہ خط اس سے لے لو۔'' سو ہم چل پڑے، ہمارے گھوڑے دوڑتے گئے، یہاں تک کہ ہم اس روضہ کے پاس پہنچے، وہاں تو واقعی ایک خاتون موجود تھی، ہم نے اس سے کہا: خط نکال دے، اس نے کہا: میرے پاس تو کوئی خط نہیں ہے، ہم نے کہا: خط نکال دے، وگرنہ ہم تیرے کپڑے اتار دیں گے، یہ سن کر اس نے اپنے بالوں کی لٹ سے خط نکال دیا، ہم نے وہ لیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گئے، اس خط میں یہ عبارت لکھی ہوئی تھی: یہ خط حاطب بن ابو بلتعہ کی طرف سے مکہ کے مشرکوں کی طرف ہے، ......۔ وہ ان کو رسول اللہ ﷺ کے بعض امور کی خبر دے رہے تھے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے حاطب! یہ کیا ہے؟'' انھوں نے کہا: مجھ پر جلدی نہ کرنا (میں تفصیل بتاتا ہوں)، بات یہ ہے کہ میں معاہدے کی بنا پر قریشیوں سے ملا ہوا تھا اور میں نسب کے لحاظ سے ان میں سے نہیں تھا، آپ کے ساتھ جو مہاجرین ہیں، ان کی قریشیوں سے رشتہ داریاں ہیں، جن کی وجہ سے وہ مکہ میں ان کے رشتہ داروں کی حفاظت کرتے ہیں،

(١١٦٧٠) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٠٠٧، ٤٢٧٤، ٤٨٩٠، ومسلم: ٢٤٩٤ (انظر: ٦٠٠)

يَحْمُونَ بِهَا قَرَابَتِي، وَمَا فَعَلْتُ ذٰلِكَ كُفْرًا وَلَا ارْتِدَادًا عَنْ دِينِي وَلَا رِضًا بِالْكُفْرِ بَعْدَ الْإِسْلَامِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّهُ قَدْ صَدَقَكُمْ۔)) فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: دَعْنِي أَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ، فَقَالَ: ((إِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا، وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللّٰهَ قَدِ اطَّلَعَ عَلٰى أَهْلِ بَدْرٍ، فَقَالَ: اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ۔)) (مسند أحمد: ٦٠٠)

جب میں نے دیکھا کہ قریشیوں سے میرا نسب تو ملتا نہیں ہے، تو میں نے سوچا کہ اگر میں ان پر کوئی ایسا احسان کر دوں کہ جس کی وجہ سے وہ میرے رشتہ داروں کی بھی حفاظت کریں (اس مقصد کے لیے میں نے یہ کام کیا ہے)، نہ میں نے یہ کاروائی کفر کرتے ہوئے کی، نہ اپنے دین سے مرتد ہوتے ہوئے اور نہ اسلام کے بعد کفر کو پسند کرتے ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک شان یہ ہے کہ اس آدمی نے تم سے سچ بولا ہے۔'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: چھوڑیئے مجھے، میں اس منافق کی گردن اتار پھینکوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ بدر میں حاضر ہوا تھا، اور تجھے پتہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کی طرف جھانکا اور کہا: آج کے بعد جو چاہو کر گزرو، میں نے تم کو معاف کر دیا ہے۔''

فوائد:...... دیکھیں حدیث نمبر (۵۱۱۷)

(١١٦٧١)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ حَاطِبَ بْنَ أَبِي بَلْتَعَةَ رضی اللہ عنہ كَتَبَ إِلٰى مَكَّةَ يَذْكُرُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَرَادَ غَزْوَهُمْ، فَدَلَّ رَسُولُ اللّٰهُ ﷺ عَلَى الْمَرْأَةِ الَّتِي مَعَهَا الْكِتَابُ فَذَكَرَ نَحْوَهُ۔ (مسند احمد: ١٤٨٣٣)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے اہل مکہ کے نام ایک خط لکھ کر ان کو اطلاع دی کہ رسول اللہ ﷺ ان پر حملہ کرنے کا ارادہ کر رہے ہیں، لیکن رسول اللہ ﷺ نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو اس عورت کے متعلق بتلا دیا، جس کے پاس وہ خط تھا...... اس سے آگے حدیث گزشتہ حدیث کی مانند ہے۔

(١١٦٧٢)۔ قَالَ جَاءَ عَبْدٌ لِحَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ رضی اللہ عنہ أَحَدُ بَنِي أَسَدٍ يَشْتَكِي سَيِّدَهُ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! لَيَدْخُلَنَّ حَاطِبُ النَّارَ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَذَبْتَ لَا يَدْخُلُهَا إِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کا ایک غلام، جو بنی اسد کے قبیلہ سے تھا، آیا اور اپنے مالک کی شکایت کرتے ہوئے کہا: اللہ کے رسول! حاطب ضرور جہنم میں جائے گا، لیکن رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''تم غلط کہتے ہو، وہ تو بدر اور حدیبیہ میں شرکت کی سعادت

(١١٦٧١) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، اخرجه ابن حبان: ٤٧٨٧، وابويعلى: ٢٢٦٥ (انظر: ١٤٧٧٤)

(١١٦٧٢) تخريج: أخرجه مسلم: ٢١٩٥ (انظر: ١٤٧٧١)

وَالْحُدَيْبِيَةَ۔)) (مسند احمد: ١٤٨٣٠)

حاصل کر چکا ہے، (جبکہ بدر اور حدیبیہ میں شرکت کرنے والے جہنم میں نہیں جائیں گے)۔''

فوائد:...... سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ چونکہ بدر اور حدیبیہ میں شرکت کر چکے تھے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کو جنتی قرار دیا تھا، باقی پھر بھی انسان سے خطا اور غلطی سرزد ہو جاتی ہے۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے غلطی کا سرزد ہونا ممکن ہے، لیکن ان کی معیاری نیکیوں کے سمندر ان کی خطاؤں پر غالب آ جائیں گے۔ ان شاء اللہ تعالی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ فَضْلِ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رضی اللہ عنہ
سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا تذکرہ

(١١٦٧٣)۔ عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: قَالَتْ لِي أُمِّي: مَتٰى عَهْدُكَ بِالنَّبِيِّ ﷺ قَالَ: فَقُلْتُ: مَا لِي بِهِ عَهْدٌ مُنْذُ كَذَا وَكَذَا، قَالَ: فَهَمَّتْ بِي، قُلْتُ: يَا أُمَّهْ دَعِينِي حَتّٰى أَذْهَبَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَلَا أَدَعُهُ حَتّٰى يَسْتَغْفِرَ لِي وَيَسْتَغْفِرَ لَكِ، قَالَ: فَجِئْتُهُ فَصَلَّيْتُ مَعَهُ الْمَغْرِبَ، فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ قَامَ يُصَلِّي فَلَمْ يَزَلْ يُصَلِّي حَتّٰى صَلَّى الْعِشَاءَ، ثُمَّ خَرَجَ (وَزَادَ فِيْ رِوَايَةٍ: قَالَ: مَا لَكَ؟ فَحَدَّثْتُهُ بِالْأَمْرِ، فَقَالَ: غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ وَلِأُمِّكَ)۔ (مسند احمد: ٢٣٨٢٩)

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، میری والدہ نے مجھ سے دریافت کیا کہ تمہاری نبی کریم ﷺ سے ملاقات کب ہوئی تھی؟ میں نے عرض کیا کہ میں تو اتنے عرصہ سے آپ سے ملاقات نہیں کر سکا، انہوں نے مجھے سخت سست کہا۔ میں نے عرض کیا: امی جان! آپ اجازت دیں تاکہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں جاؤں اور میں اس وقت ان کو چھوڑ کر الگ نہ ہوں گا، جب تک وہ میرے اور آپ ﷺ کے حق میں دعائے مغفرت نہ کریں، چنانچہ میں آپ ﷺ کی خدمت میں گیا، میں نے آپ ﷺ کی معیت میں نماز مغرب ادا کی، آپ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوئے تو آپ کھڑے ہو کر مزید نفل نماز ادا کرنے لگے یہاں تک کہ آپ نے نماز عشاء ادا کی۔ اس کے بعد آپ باہر تشریف لے چلے۔ دوسری روایت کے الفاظ ہیں: آپ نے مجھ سے دریافت فرمایا: ''کیا بات ہے؟'' میں نے سارا واقعہ آپ ﷺ سے ذکر کیا تو آپ ﷺ نے یوں دعا کی: ''اللہ تعالیٰ تمہاری اور تمہاری والدہ کی مغفرت فرمائے۔''

(١١٦٧٣) تخريج: اسناده صحيح، اخرجه الترمذي: ٣٧٨١ (انظر: ٢٣٤٣٦)

(١١٦٧٤)۔ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ قَالَ: مَا مَنَعَنِي أَنْ أَشْهَدَ بَدْرًا إِلَّا أَنِّي خَرَجْتُ أَنَا وَأَبِي حُسَيْلُ فَأَخَذَنَا كُفَّارُ قُرَيْشٍ، فَقَالُوا إِنَّكُمْ تُرِيدُونَ مُحَمَّدًا؟ قُلْنَا: مَا نُرِيدُ إِلَّا الْمَدِينَةَ، فَأَخَذُوا مِنَّا عَهْدَ اللّٰهِ وَمِيثَاقَهُ لَنَنْصَرِفَنَّ إِلَى الْمَدِينَةِ وَلَا نُقَاتِلُ مَعَهُ، فَأَتَيْنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْبَرْنَاهُ الْخَبَرَ، فَقَالَ: ((انْصَرِفَا نَفِي بِعَهْدِهِمْ وَنَسْتَعِينُ اللّٰهَ عَلَيْهِمْ۔)) (مسند احمد: ٢٣٧٤٦)

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: غزوۂ بدر میں ہماری عدم شرکت کی وجہ یہ ہوئی کہ میں اور میرا والد سیدنا حسیل رضی اللہ عنہ جا رہے تھے کہ قریشی کفار نے ہمیں گرفتار کر لیا، انھوں نے کہا کہ تم لوگ محمد (ﷺ) کی طرف جا رہے ہو۔ ہم نے کہا کہ ہم تو مدینہ کی طرف جا رہے ہیں۔ انہوں نے ہم سے اللہ کی قسم اور پختہ عہد لیا کہ ہم مدینہ کی طرف جائیں اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر ان کے خلاف لڑائی میں حصہ نہ لیں۔ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جا کر سارا واقعہ بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم دونوں چلے جاؤ، ہم ان سے کیے ہوئے عہد و پیمان کو پورا کریں گے اور ان کے خلاف اللہ کی مدد کے خواستگار ہیں۔''

فوائد:...... سبحان اللہ! یہ عہد کی پاسداری ہے کہ دشمن سے کیا ہوا اس قسم کا عہد و پیمان بھی پورا کیا جا رہا ہے، کاش ہم بھی اسلام کے حسن کو سمجھ جاتے۔

(١١٦٧٥)۔ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰى مَسْحِ الْحِصٰى فَقَالَ: ((وَاحِدَةً أَوْ دَعْ۔)) (مسند احمد: ٢٣٦٦٤)

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک ایک مسئلہ دریافت کیا، یہاں تک کہ میں نے یہ بھی پوچھا کہ (نماز کے دوران سجدہ والی جگہ سے) کنکریوں کو ہٹانا یا صاف کرنا کیسا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک دفعہ ہٹا سکتے ہو یا پھر یہ بھی رہنے دو (تو بہتر ہے)۔''

(١١٦٧٦)۔ عَنْ حُذَيْفَةَ، أَنَّهُ قَدِمَ مِنْ عِنْدِ عُمَرَ قَالَ: لَمَّا جَلَسْنَا إِلَيْهِ أَمْسِ سَأَلَ أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ ﷺ أَيُّكُمْ سَمِعَ قَوْلَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْفِتَنِ؟ فَقَالُوا: نَحْنُ

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس سے واپس آئے تو بیان کیا کہ کل جب ہم ان کی خدمت میں بیٹھے تھے تو انہوں نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے دریافت کیا کہ تم میں سے کسی نے رسول اللہ ﷺ سے قیامت سے قبل بپا

(١١٦٧٤) تخريج: أخرجه مسلم: ١٧٨٧ (انظر: ٢٣٣٥٤)

(١١٦٧٥) تخريج: حديث صحيح لكن من حديث ابى ذر الغفارى، اخرجه ابن ابى شيبة: ١/ ٤١١ (انظر: ٢٣٦٦٤)

(١١٦٧٦) تخريج: أخرجه مسلم: ١٤٤ (انظر: ٢٣٢٨٠)

سَمِعْنَاهُ، قَالَ: لَعَلَّكُمْ تَعْنُونَ فِتْنَةَ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ؟، قَالُوْا: أَجَلْ، قَالَ: لَسْتُ عَنْ تِلْكَ أَسْأَلُ، تِلْكَ يُكَفِّرُهَا الصَّلَاةُ وَالصِّيَامُ وَالصَّدَقَةُ، وَلٰكِنْ أَيُّكُمْ سَمِعَ قَوْلَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْفِتَنِ الَّتِي تَمُوجُ مَوْجَ الْبَحْرِ؟ قَالَ: فَأَمْسَكَ الْقَوْمُ وَظَنَنْتُ أَنَّهُ إِيَّايَ يُرِيدُ، قُلْتُ: أَنَا، قَالَ لِي: أَنْتَ لِلّٰهِ أَبُوكَ، قَالَ: قُلْتُ: تُعْرَضُ الْفِتَنُ عَلَى الْقُلُوبِ عَرْضَ الْحَصِيرِ، فَأَيُّ قَلْبٍ أَنْكَرَهَا نُكِتَتْ فِيهِ نُكْتَةٌ بَيْضَاءُ، وَأَيُّ قَلْبٍ أُشْرِبَهَا نُكِتَتْ فِيهِ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ، حَتّٰى يَصِيرَ الْقَلْبُ عَلٰى قَلْبَيْنِ أَبْيَضَ مِثْلِ الصَّفَا لَا يَضُرُّهُ فِتْنَةٌ مَا دَامَتِ السَّمٰوَاتُ وَالْأَرْضُ، وَالْآخَرِ أَسْوَدَ مُرْبَدٌّ كَالْكُوزِ مُجَخِّيًا وَأَمَالَ كَفَّهُ لَا يَعْرِفُ مَعْرُوفًا وَلَا يُنْكِرُ مُنْكَرًا إِلَّا مَا أُشْرِبَ مِنْ هَوَاهُ۔ (مسند احمد: ٢٣٦٦٩)

ہونے والے فتن کے بارے میں حدیث سنی ہو؟ تو سب نے کہا کہ اس بارے میں تو ہم سب رسول اللہ ﷺ سے بہت کچھ سن چکے ہیں۔ انہوں نے کہا: شاید تم لوگ میری بات سے انسان کے اس کے اہل اور مال کا فتنہ سمجھ رہے ہو؟ لوگوں نے کہا: جی ہاں۔ انھوں نے کہا: میں اس کے بارے میں نہیں پوچھ رہا، ان فتنوں کو تو نماز، روزہ اور صدقات مٹا دیتے ہیں، میں تو یہ پوچھ رہا ہوں کہ تم میں سے کسی نے رسول اللہ ﷺ سے ان فتنوں کے بارے میں سنا ہو جو سمندر کی موجوں کی طرح تندی تیزی سے آئیں گے۔ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ سن کر سب لوگ خاموش ہوگئے۔ میں سمجھ گیا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ مجھ سے پوچھنا چاہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا: میں سن چکا ہوں۔ انھوں نے کہا: بہت خوب، سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پھر میں نے بیان کیا کہ فتنے انسانوں کے دلوں پر اس طرح مسلسل چھا جائیں گے جیسے چٹائی کے تنکے ایک دوسرے کے ساتھ متصل ہوتے ہیں، جو دل ان فتنوں سے مانوس نہیں ہوں گے یعنی ان میں ملوث نہ ہوں گے ان پر سفید نقطے لگتے جائیں گے اور جو دل ان فتنوں سے مانوس ہو جائیں گے یعنی ان میں ملوث ہو جائیں گے ان پر سیاہ نقطے لگتے جائیں گے۔ یہاں تک کہ لوگوں کے دل یعنی لوگ دو قسم کے ہو جائیں گے۔ ایک قسم ان لوگوں کی ہوگی جن کے دل چکنے پتھر کی مانند صاف ہوں گے، جب تک آسمان اور زمین باقی ہیں یعنی قیامت تک کوئی فتنہ ان کو ضرر نہیں پہنچا سکے گا۔ دوسری قسم ان لوگوں کی ہوگی جن کے دل کالے سیاہ اور ٹیڑھے ہوں گے (ساتھ ہی آپ نے اپنی ہتھیلی کو الٹا کر بھی دکھایا) ایسے اپنی خواہشات کے ہی تابع ہوں گے، وہ کسی بھی اچھائی کو اچھا یا برائی کو برا نہیں سمجھیں گے۔

فوائد:...... ان احادیث میں جن مسائل اور احکام کا بیان ہے، مثلا نماز میں کنکریاں صاف کرنا، دشمنوں سے کیا گیا عہد و پیمان اور فتنے وغیرہ، یہ سب متعلقہ ابواب میں تفصیل کے ساتھ گزر چکے ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ حَرَامِ بْنِ مِلْحَانَ رضی اللہ عنہ خَالِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ماموں حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(۱۱۶۷۷)۔ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا بَعَثَ حَرَامًا خَالَهُ أَخَا أُمِّ سُلَيْمٍ فِي سَبْعِينَ رَجُلًا، فَقُتِلُوا يَوْمَ بِئْرِ مَعُونَةَ، وَكَانَ رَئِيسُ الْمُشْرِكِينَ يَوْمَئِذٍ عَامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ، وَكَانَ هُوَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: اخْتَرْ مِنِّي ثَلَاثَ خِصَالٍ يَكُونُ لَكَ أَهْلُ السَّهْلِ وَيَكُونُ لِي أَهْلُ الْوَبَرِ، أَوْ أَكُونُ خَلِيفَةً مِنْ بَعْدِكَ أَوْ أَغْزُوكَ بِغَطَفَانَ أَلْفِ أَشْقَرَ وَأَلْفِ شَقْرَاءَ، قَالَ: فَطُعِنَ فِي بَيْتِ امْرَأَةٍ مِنْ بَنِي فُلَانٍ، فَقَالَ: غُدَّةٌ كَغُدَّةِ الْبَعِيرِ فِي بَيْتِ امْرَأَةٍ مِنْ بَنِي فُلَانٍ ائْتُونِي بِفَرَسِي، فَأُتِيَ بِهِ فَرَكِبَهُ فَمَاتَ وَهُوَ عَلَى ظَهْرِهِ، فَانْطَلَقَ حَرَامٌ أَخُو أُمِّ سُلَيْمٍ وَرَجُلَانِ مَعَهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي أُمَيَّةَ، وَرَجُلٌ أَعْرَجُ، فَقَالَ لَهُمْ: كُونُوا قَرِيبًا مِنِّي حَتّٰى آتِيَهُمْ فَإِنْ آمَنُونِي وَإِلَّا كُنْتُمْ قَرِيبًا، فَإِنْ قَتَلُونِي أَعْلَمْتُمْ أَصْحَابَكُمْ، قَالَ: فَأَتَاهُمْ حَرَامٌ، فَقَالَ: أَتُؤْمِنُونِي أُبَلِّغْكُمْ رِسَالَةَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِلَيْكُمْ، قَالُوا: نَعَمْ، فَجَعَلَ يُحَدِّثُهُمْ وَأَوْمَئُوا إِلَى رَجُلٍ مِنْهُمْ مِنْ خَلْفِهِ فَطَعَنَهُ حَتّٰى أَنْفَذَهُ بِالرُّمْحِ، قَالَ: اللّٰهُ أَكْبَرُ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے بھائی میرے ماموں حرام کو ستر افراد کے ایک دستہ کے ہمراہ بھیجا تھا اور یہ لوگ بئر معونہ کے دن قتل کر دیئے گئے تھے۔ ان دنوں مشرکین کا لیڈر عامر بن طفیل بن مالک عامری تھا، اس نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آ کر پیش کش کی تھی کہ آپ میری طرف سے تین میں سے کوئی ایک بات قبول کر لیں: (۱) دیہاتی علاقے آپ کے اور شہری علاقے میرے ہوں، یا (۲) آپ کے بعد خلافت مجھے دی جائے، یا (۳) میں بنو غطفان کو ساتھ ملا کر ایک ہزار اونٹوں اور ایک ہزار اونٹنیوں کے ساتھ آپ سے لڑوں گا۔ (اس موقعہ پر آپ نے دعا کی کہ یا اللہ عامر کے مقابلے میں میری مدد فرما) چنانچہ وہ بنو فلان کے ایک گھرانے میں تھا کہ اسے طاعون نے آلیا، وہ کہنے لگا: یہ تو بنو فلاں کی عورت کے گھر میں اونٹوں کی گلٹی جیسی گلٹی ہے، میرا گھوڑا میرے پاس لاؤ۔ اس کا گھوڑا اس کے پاس لایا گیا، یہ اس پر سوار ہوا اور اس کی پشت پر ہی اسے موت آ گئی۔ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کا بھائی سیدنا حرام رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھ دو آدمی، ان میں سے ایک کا تعلق بنو امیہ سے تھا اور دوسرا اعرج یعنی لنگڑا تھا، کو ساتھ لئے چلا، اور اس نے ان تینوں سے کہا: تم میرے قریب قریب رہنا تا آنکہ میں ان کے پاس جا پہنچوں، انہوں نے اگر مجھے کچھ نہ کہا تو بہتر اور اگر کوئی دوسری صورت پیدا ہوئی تو تم میرے قریب ہی ہو گئے اور اگر

(۱۱۶۷۷) تخريج: أخرجه البخاري: ۲۸۰۱، ٤٠٩١ (انظر: ۱۳۱۹۵)

فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ، قَالَ: ثُمَّ قَتَلُوهُمْ كُلَّهُمْ غَيْرَ الْأَعْرَجِ، كَانَ فِي رَأْسِ جَبَلٍ، قَالَ أَنَسٌ: فَأُنْزِلَ عَلَيْنَا وَكَانَ مِمَّا يُقْرَأُ فَنُسِخَ أَنْ بَلِّغُوا قَوْمَنَا أَنَّا لَقِينَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَأَرْضَانَا، قَالَ: فَدَعَا النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْهِمْ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا عَلَى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَبَنِي لِحْيَانَ، وَعُصَيَّةَ الَّذِينَ عَصَوُا اللّٰهَ وَرَسُولَهُ۔ (مسند احمد: ۱۳۲۲۷)

انہوں نے مجھے قتل کر ڈالا تو تم پیچھے والے اپنے ساتھیوں کواطلاع تو دے سکو گے۔ چنانچہ حرام رضی اللہ عنہ ان کے قریب پہنچے اور ان سے کہا: کیا تم مجھے اس بات کی اجازت دو گے کہ میں رسول اللہ ﷺ کا پیغام تم لوگوں تک پہنچا سکوں۔ انہوں نے کہا: جی ہاں، یہ ان کے سامنے گفتگو کرنے لگے اور ان لوگوں نے حرام رضی اللہ عنہ کے پیچھے سے اپنے ایک آدمی کو اشارہ کیا اور اس نے ان پر نیزے کا وار کیا، جو ان کے جسم سے پار ہو گیا۔ سیدنا حرام رضی اللہ عنہ نے اس وقت کہا: اللہ اکبر، رب کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہو گیا۔ پھر انہوں نے اعرج کے سوا باقی دو کو قتل کر دیا، وہ پہاڑ کی چوٹی پر تھا اس لئے بچ گیا۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اسی واقعہ کے سلسلہ میں ہم پر یہ آیت نازل ہوئی، اس کی باقاعدہ تلاوت کی جاتی تھی، یہ بعد میں منسوخ کر دی گئی: بَلِّغُوا قَوْمَنَا أَنَّا لَقِينَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَأَرْضَانَا۔ (ہماری قوم تک یہ پیغام پہنچا دو کہ ہم اپنے رب سے جا ملے ہیں اور وہ ہم سے راضی ہو گیا ہے اور اس نے ہمیں بھی راضی کر دیا ہے۔) نبی کریم ﷺ نے ان رِعل، ذکوان، بنولحیان اور بنوعصیہ پر چالیس دن تک بددعا کی، جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی معصیت کی تھی۔

فوائد:...... دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۷۴۴)

بَابُ مَا جَاءَ فِي حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ رضی اللہ عنہ

سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(۱۱۶۷۸)۔ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَضَعَ لِحَسَّانَ مِنْبَرًا فِي الْمَسْجِدِ يُنَافِحُ عَنْهُ

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا حسان رضی اللہ عنہ کے لیے مسجد نبوی میں منبر

(۱۱۶۷۸) تخريج: حديث صحيح لغيره دون قوله: ''وضع لحسان منبرا في المسجد'' وهذا اسناد ضعيف لضعف ابن ابي الزناد أخرج مسلم: ۲۴۹۰ عن عائشة مرفوعا ضمن حديث طويل: ''ان روح القدس لا يزال يؤيدك ما نافحت عن الله ورسوله'' (انظر: ۲۴۴۳۷)

بِالشِّعْرِ، ثُمَّ يَقُولُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَيُؤَيِّدُ حَسَّانَ بِرُوحِ الْقُدُسِ، يُنَافِحُ عَنْ رَسُولِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔)) (مسند احمد: ٢٤٩٤١)

رکھوایا تاکہ وہ اس پر بیٹھ کر (کفار کے ہجو والے اشعار کے جواب میں) اشعار پڑھ کر رسول اللہ ﷺ کا دفاع کریں۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: ''حسان جب تک اللہ کے رسول کا دفاع کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس وقت تک روح القدس یعنی جبریل علیہ السلام کے ذریعے اس کی مدد فرماتا ہے۔''

(١١٦٧٩)۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِحَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ: ((اهْجُ الْمُشْرِكِينَ فَإِنَّ جِبْرِيلَ مَعَكَ۔)) (مسند احمد: ١٨٩٠١)

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''تم مشرکین کی ہجو کا جواب دو، جبریل تمہارے ساتھ ہیں۔''

فوائد:...... سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ شاعر اسلام اور شاعر رسول تھے، وہ اپنے کلام کے زور پر دشمنانِ رسول کو لاجواب کر دیتے تھے، اس سلسلے میں ان کو جبریل علیہ السلام کا تعاون بھی حاصل تھا۔

عہد نبوی میں دشمنوں کے حوصلے پست کرنے کے لیے اشعار کے ذریعے ان کی مذمت کی جاتی تھی اور یہ شعری مجموعے ان پر قیامت بن کر برستے تھے، جیسا کہ سیدنا کعب بن مالک بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَكَأَنَّمَا تَنْضَحُونَهُمْ بِالنَّبْلِ فِيمَا تَقُولُونَ لَهُمْ مِنَ الشِّعْرِ۔)) (صحیحہ: ١٩٤٩) ......''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! (دشمنوں کی مذمت کرتے ہوئے) جو تم شعر کہتے ہو یہ (ان پر) تیر برسانے کی طرح ہیں۔''

بَابُ مَا جَاءَ فِي حَنْظَلَةَ بْنِ حُذَيْمٍ رضی اللہ عنہ
سیدنا حنظلہ بن حذیم رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(١١٦٨٠)۔ عَنْ ذَيَّالِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ حَنْظَلَةَ، عَنْ جَدِّهِ حَنْظَلَةَ بْنِ حِذْيَمٍ رضی اللہ عنہ، أَنَّ أَبَاهُ دَنَا بِهِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ لِي بَنِينَ ذَوِي لِحًى وَدُونَ ذٰلِكَ، وَإِنَّ ذَا أَصْغَرُهُمْ فَادْعُ اللّٰهَ لَهُ فَمَسَحَ رَأْسَهُ، وَقَالَ: ((بَارَكَ اللّٰهُ فِيكَ أَوْ بُورِكَ فِيهِ۔))

سیدنا حنظلہ بن حذیم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد نے ان کو لے کر نبی کریم ﷺ کے قریب جا بٹھایا اور عرض کیا: میرے بیٹے باریش یعنی بڑی عمر کے بھی ہیں اور ان سے چھوٹے بھی ہیں، یہ سب سے چھوٹا ہے، آپ اللہ تعالیٰ سے اس کے حق میں دعا فرمائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا: ''اللہ تمہارے اندر برکت فرمائے۔''

(١١٦٧٩) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٢١٣، ٤١٢٣، ومسلم: ٢٤٨٦ (انظر: ١٨٦٩٧)

(١١٦٨٠) تخريج: اسناده صحيح، اخرجه الطبراني في "الكبير": ٣٤٧٧، ٣٥٠٠ (انظر: ٢٠٦٦٥)

قَالَ ذَيَّالٌ: فَلَقَدْ رَأَيْتُ حَنْظَلَةَ يُؤْتٰى بِالْإِنْسَانِ الْوَارِمِ وَجْهُهُ أَوِ الْبَهِيمَةِ الْوَارِمَةِ الضَّرْعُ فَيَتْفُلُ عَلٰى يَدَيْهِ وَيَقُولُ: بِسْمِ اللّٰهِ، وَيَضَعُ يَدَهُ عَلٰى رَأْسِهِ، وَيَقُولُ: عَلٰى مَوْضِعِ كَفِّ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَيَمْسَحُهُ عَلَيْهِ وَقَالَ ذَيَّالٌ: فَيَذْهَبُ الْوَرَمُ۔ (احمد: ٢٠٩٤١)

ذیال کہتے ہیں: میں نے سیدنا حنظلہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ جب کسی آدمی کا چہرہ یا جانور کا تھن متورم ہو جاتا اور ایسے آدمی یا جانور کو سیدنا حنظلہ رضی اللہ عنہ کے پاس لایا جاتا اور وہ بسم اللہ کہہ کر اپنے سر کے اس حصے پر ہاتھ لگاتے، جہاں اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی ہتھیلی مبارک رکھی تھی اور اس کے بعد وہ اپنا ہاتھ اس بیمار آدمی یا جانور پر پھیرتے تو اس کا ورم زائل ہو جاتا۔

فوائد:...... یہ دراصل نبی کریم ﷺ کی برکت تھی۔

حَرْفُ الْخَاءِ الْمُعْجَمَةِ

''خ'' سے شروع ہونے والے نام

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ رضی اللہ عنہ

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا تذکرہ

(١١٦٨١)۔ عَنْ وَحْشِيِّ بْنِ حَرْبٍ، أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رضی اللہ عنہ عَقَدَ لِخَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ عَلٰى قِتَالِ أَهْلِ الرِّدَّةِ وَقَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((نِعْمَ عَبْدُ اللّٰهِ وَأَخُو الْعَشِيْرَةِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ سَيْفٌ مِنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ سَلَّهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَلَى الْكُفَّارِ وَالْمُنَافِقِيْنَ۔)) (مسند احمد: ٤٣)

سیدنا وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو مرتدین کے مقابلے کے لیے مقرر فرمایا اور کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یوں فرماتے سنا کہ ''خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اللہ کا بہترین بندہ اور قوم کا بہترین فرد ہے، یہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے کفار اور منافقین پر مسلط کیا ہے۔''

(١١٦٨٢)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى إِذَا كُنَّا تَحْتَ ثَنِيَّةِ لِفْتٍ طَلَعَ عَلَيْنَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ مِنَ الثَّنِيَّةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِأَبِي هُرَيْرَةَ:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کی معیت میں روانہ ہوئے، جب ہم ''لفت'' نامی پہاڑی گھاٹی پر پہنچے تو گھاٹی میں سے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ہمارے سامنے آ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

(١١٦٨١) تخريج: حديث صحيح بشواهده، اخرجه الطبرانی: ٣٧٩٨، والحاكم: ٣/ ٢٩٨ (انظر: ٤٣)
(١١٦٨٢) تخريج: حسن، اخرجه الترمذی: ٣٨٤٦ (انظر: ٨٧٢٠)

((انْظُرْ مَنْ هٰذَا؟)) قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((نِعْمَ عَبْدُ اللّٰهِ هٰذَا۔)) (مسند احمد: ۸۷۰۵)

سے فرمایا: ''دیکھنا، یہ کون آرہا ہے؟'' سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ اللہ کا بہترین بندہ ہے۔''

(۱۱٦۸٤)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: وَكَانَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْأَزْهَرِ يُحَدِّثُ: أَنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ بْنِ الْمُغِيرَةِ جُرِحَ يَوْمَئِذٍ وَكَانَ عَلَى الْخَيْلِ خَيْلِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ابْنُ الْأَزْهَرِ: قَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَمَا هَزَمَ اللّٰهُ الْكُفَّارَ وَرَجَعَ الْمُسْلِمُونَ إِلَى رِحَالِهِمْ يَمْشِي فِي الْمُسْلِمِينَ، وَيَقُولُ: ((مَنْ يَدُلُّ عَلَى رَحْلِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ؟)) قَالَ: فَمَشَيْتُ أَوْ قَالَ فَسَعَيْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ، وَأَنَا مُحْتَلِمٌ، أَقُولُ: مَنْ يَدُلُّ عَلَى رَحْلِ خَالِدٍ حَتّٰى حَلَلْنَا عَلَى رَحْلِهِ، فَإِذَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ مُسْتَنِدٌ إِلَى مُؤْخِرَةِ رَحْلِهِ، فَأَتَاهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَنَظَرَ إِلَى جُرْحِهِ، قَالَ الزُّهْرِيُّ: وَحَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ: وَنَفَثَ فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ۱۹۲۹۱)

عبد الرحمن بن ازہر سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اس دن زخمی ہو گئے اور وہ رسول اللہ ﷺ کے گھڑ سواروں کے دستہ کے قائد تھے۔ ابن ازہر کہتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے کفار کو شکست سے دو چار کیا اور مسلمان اپنے خیموں کی طرف واپس آئے تو اللہ کے رسول ﷺ کو میں نے دیکھا کہ آپ مسلمانوں کے درمیان چلتے ہوئے یہ فرماتے ہوئے آرہے تھے کہ کوئی خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے خیمے کے بارے میں بتلائے، میں آپ کے آگے آگے تیزی سے گیا، میں ان دنوں بالغ تھا، میں پکارتا جا رہا تھا کہ کوئی ہے جو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے خیمے کے متعلق بتلائے۔ یہاں تک کہ ہم چلتے چلتے ان کے خیمے میں جا داخل ہوئے۔ میں نے دیکھا کہ خالد رضی اللہ عنہ اپنے پالان کے پچھلے حصہ پر ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ ان کے قریب آئے۔ ان کے زخم کو دیکھا۔ زہری سے مروی ہے میرا خیال ہے کہ عبدالرحمن بن ازہر نے یہ بھی بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے زخم پر لعاب مبارک بھی لگایا۔

(۱۱٦۸۵)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ فِي قِصَّةِ إِسْلَامِهِ قَالَ: ثُمَّ خَرَجْتُ عَامِدًا لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لِأُسْلِمَ، فَلَقِيتُ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ، وَذٰلِكَ قُبَيْلَ الْفَتْحِ وَهُوَ مُقْبِلٌ مِنْ

سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اپنا قبول اسلام کا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: پھر میں اسلام قبول کرنے کے ارادے سے رسول اللہ ﷺ کی طرف جانے کا قصد کر کے روانہ ہوا، یہ فتح مکہ سے کچھ پہلے کا واقعہ ہے، میری خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے

(۱۱٦۸٤) تخریج: اسنادہ ضعیف لانقطاعہ، الزہری لم یسمع من عبد الرحمن بن الازہر اخرجہ ابوعوانۃ: ٤/ ۲۰۳، وعبد الرزاق: ۹۷٤۱ (انظر: ۱۹۰۸۱)

(۱۱٦۸۵) تخریج: اسنادہ حسن فی المتابعات والشواہد (انظر: ۱۷۷۷۷)

مَكَّةَ، فَقُلْتُ: أَيْنَ يَا أَبَا سُلَيْمَانَ؟ قَالَ: وَاللّٰهِ! لَقَدِ اسْتَقَامَ الْمَنْسِمُ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَنَبِيٌّ، أَذْهَبُ وَاللّٰهِ أُسْلِمُ فَحَتّٰى مَتٰى قَالَ: قُلْتُ: وَاللّٰهِ، مَا جِئْتُ إِلَّا لِأُسْلِمَ، قَالَ: فَقَدِمْنَا عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَدِمَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فَأَسْلَمَ وَبَايَعَ، اَلْحَدِيثَ۔ وَفِي آخِرِهِ: قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: وَقَدْ حَدَّثَنِي مَنْ لَا أَتَّهِمُ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ طَلْحَةَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ كَانَ مَعَهُمَا أَسْلَمَ حِينَ أَسْلَمَا۔ (مسند احمد: ۱۷۹۳۰)

ملاقات ہوگئی، وہ مکہ کی طرف سے آ رہے تھے۔ میں نے ان سے پوچھا: اے ابو سلیمان! کدھر کا ارادہ ہے؟ انھوں نے کہا: اللہ کی قسم! اب تو راستہ واضح اور نکھر چکا ہے اور وہ آدمی یعنی محمد ﷺ واقعی اللہ کا نبی ہے، اللہ کی قسم میں تو جا کر اسلام قبول کرتا ہوں، کب تک ادھر ادھر دھکے کھاتا رہوں گا۔ ان کی باتیں سن کر میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں بھی مسلمان ہونے اور اسلام قبول کرنے کے ارادے سے آیا ہوں۔ چنانچہ ہم دونوں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جا پہنچے، سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر اسلام قبول کیا اور بیعت کی۔ اس حدیث کے آخر میں ہے اسی حدیث کے ایک راوی ابن اسحاق نے بیان کیا کہ مجھ سے ایک انتہائی با اعتماد آدمی نے بیان کیا کہ جب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تو عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ مسلمان ہوئے تھے۔

فوائد: ......دیکھیں حدیث نمبر (۱۱۸۶۴)

بَابُ مَاجَاءَ فِي خَبَّابِ بْنِ الْأَرَتِّ رضی اللہ عنہ
سیدنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(۱۱۶۸۶)۔ عَنْ حَارِثَةَ بْنِ مُضَرِّبٍ قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى خَبَّابٍ وَقَدِ اكْتَوٰى سَبْعًا، فَقَالَ: لَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَا يَتَمَنّٰى أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ۔)) لَتَمَنَّيْتُهُ۔ وَلَقَدْ رَأَيْتُنِي مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مَا أَمْلِكُ دِرْهَمًا، وَإِنَّ فِي جَانِبِ بَيْتِي الْآنَ لَأَرْبَعِينَ أَلْفَ دِرْهَمٍ، قَالَ: ثُمَّ أُتِيَ بِكَفَنِهِ فَلَمَّا رَآهُ بَكٰى، قَالَ: لٰكِنَّ حَمْزَةَ لَمْ يُوجَدْ

حارثہ بن مضرب سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں سیدنا خباب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گیا، وہ ایک بیماری کے علاج کے سلسلہ میں سات داغ لگوا چکے تھے، مگر کچھ افاقہ نہ ہوا تھا، انھوں نے کہا: اگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ نہ سنا ہوتا کہ ''تم میں سے کوئی آدمی موت کی تمنا نہ کرے۔'' تو میں ضرور موت کی تمنا کرتا۔ میں نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس حال میں دیکھا ہے کہ میرے پاس ایک بھی درہم نہیں ہوتا تھا اور اب یہ حال ہے کہ میرے گھر کے ایک

(۱۱۶۸۶) تخريج: اسناده صحيح اخرجه الطبراني: ۳۶۷۴ (انظر: ۲۷۲۱۹)

لَهُ كَفَنٌ إِلَّا بُرْدَةٌ مَلْحَاءُ، إِذَا جُعِلَتْ عَلَى رَأْسِهِ قَلَصَتْ عَنْ قَدَمَيْهِ، وَإِذَا جُعِلَتْ عَلَى قَدَمَيْهِ قَلَصَتْ عَنْ رَأْسِهِ حَتَّى مُدَّتْ عَلَى رَأْسِهِ وَجُعِلَ عَلَى قَدَمَيْهِ الْإِذْخِرُ۔ (مسند احمد: ٢٧٧٦١)

کونے میں چالیس ہزار درہم موجود ہیں، اس کے بعد ان کے پاس ان کا کفن لایا گیا، وہ اسے دیکھ کر رونے لگے اور پھر کہا: ہمارے پاس ایسا کفن موجود ہے۔ لیکن سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ بھی تھے کہ ان کے کفن کے لیے محض ایک دھاری دار چادر تھی، ان کے سر پر ڈالی جاتی تو ان کے پاؤں ننگے ہو جاتے اور جب ان کے پاؤں پر ڈالی جاتی تو سر سے اتر جاتی، بالآخر اسے ان کے سر پر ڈال دیا گیا اور ان کے پاؤں پر اذخر ڈال دی گئی۔

(١١٦٨٧)۔ عَنْ خَبَّابٍ (بْنِ الْأَرَتِّ رضی اللہ عنہ) قَالَ: هَاجَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ نَبْتَغِي وَجْهَ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فَوَجَبَ أَجْرُنَا عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، فَمِنَّا مَنْ مَضَى لَمْ يَأْكُلْ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا، مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ فَلَمْ نَجِدْ شَيْئًا نُكَفِّنُهُ فِيهِ إِلَّا نَمِرَةً كُنَّا إِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رَأْسَهُ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ، وَإِذَا غَطَّيْنَا رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَأْسُهُ، فَأَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُغَطِّيَ بِهَا رَأْسَهُ، وَنَجْعَلَ عَلَى رِجْلَيْهِ إِذْخِرًا، وَمِنَّا مَنْ أَيْنَعَتْ، لَهُ ثَمَرَتُهُ فَهُوَ يَهْدِبُهَا يَعْنِي يَجْتَنِيهَا۔ (مسند احمد: ٢١٣٧٢)

''سیدنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہجرت کی، اس لیے اللہ تعالیٰ پر ہمارا ثواب ثابت ہو گیا (جیسا کہ اس نے وعدہ کیا ہے)۔ پھر ہم میں بعض لوگ ایسے تھے، جو اپنے عمل کا اجر کھائے بغیر اللہ کے پاس چلے گئے، ان میں سے ایک سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ بھی تھے، جو احد کے دن شہید ہو گئے، ہمیں ان کے کفن کے لیے صرف ایک چادر مل سکی اور وہ بھی اس قدر مختصر تھی کہ جب ہم ان کا سر ڈھانپتے تو پاؤں ننگے ہو جاتے اور جب ان کے پاؤں کو ڈھانپا جاتا تو سر ننگا ہو جاتا۔ بالآخر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم ان کا سر ڈھانپ دیں اور ان کے پاؤں پر اذخر (گھاس) ڈال دیں، جبکہ ہم میں بعض ایسے بھی ہیں جن کا پھل تیار ہو چکا اور اب وہ اسے چن رہا ہے۔''

فوائد:...... آخری جملے کا مطلب فتوحات کے نتیجے میں ملنے والی غنیمتیں اور دوسرے اسباب دنیا ہیں۔

(١١٦٨٨)۔ عَنْ خَبَّابٍ قَالَ: شَكَوْنَا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ فَقُلْنَا: أَلَا تَسْتَنْصِرُ لَنَا اللّٰهَ

سیدنا خباب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے کفار کے مظالم کی شکایت کی، اس وقت آپ کعبہ کے سائے میں ایک چادر کو سر کے نیچے رکھے لیٹے ہوئے تھے۔ ہم

(١١٦٨٧) تخريج: ......أخرجه البخاري: ١٢٧٦، ٣٩١٣، ٣٩١٤، ٤٠٤٧، ومسلم: ٩٤٠ (انظر: ٢١٠٥٨)

(١١٦٨٨) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٦١٢، ٦٩٤٣ (انظر: ٢١٠٧٣)

تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَوْ أَلَا تَسْتَنْصِرُ لَنَا؟ فَقَالَ: ((قَدْ كَانَ الرَّجُلُ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ يُؤْخَذُ فَيُحْفَرُ لَهُ فِي الْأَرْضِ فَيُجَاءُ بِالْمِنْشَارِ عَلَى رَأْسِهِ فَيُجْعَلُ بِنِصْفَيْنِ فَمَا يَصُدُّهُ ذٰلِكَ عَنْ دِينِهِ، وَيُمَشَّطُ بِأَمْشَاطِ الْحَدِيدِ مَا دُونَ عَظْمِهِ مِنْ لَحْمٍ وَعَصَبٍ فَمَا يَصُدُّهُ ذٰلِكَ، وَاللّٰهِ لَيُتِمَّنَّ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ هٰذَا الْأَمْرَ حَتّٰى يَسِيرَ الرَّاكِبُ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى حَضْرَمَوْتَ لَا يَخَافُ إِلَّا اللّٰهَ تَعَالَى وَالذِّئْبَ عَلَى غَنَمِهِ، وَلٰكِنَّكُمْ تَسْتَعْجِلُونَ.)) (مسند احمد: ٢١٣٨٨)

نے آپ ﷺ سے عرض کیا: آپ اللہ تعالیٰ سے ہماری نصرت کی دعا کیوں نہیں فرماتے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم سے پہلے والے لوگوں پر یہ حالات بھی آئے کہ ایک آدمی کو زمین میں گڑھا کھود کر اس میں کھڑا کر دیا جاتا اور پھر اس کے سر پر آرا چلا کر اس کے دو ٹکڑے کر دیئے جاتے۔ اس قدر ظلم بھی ان لوگوں کو دین سے نہ ہٹاتا۔ اور ان لوگوں کے جسموں پر لوہے کی کنگھیاں چلا دی جائیں اور وہ ان کی ہڈیوں اور پٹھوں کے اوپر سے گوشت ادھیڑ کر رکھ دیتیں۔ اس کے باوجود وہ لوگ دین سے پیچھے نہ ہٹتے۔ اللہ کی قسم، اللہ تعالیٰ ضرور بالضرور اپنے دین کو اس حد تک مکمل اور غالب کرے گا کہ ایک سوار مدینہ منورہ سے روانہ ہو کر حضر موت تک کا سفر کرے گا۔ اسے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا خوف نہ ہوگا۔ حتیٰ کہ اسے اپنی بکریوں پر بھیڑیوں کے حملے کا بھی خوف نہ ہوگا۔ تم تو بہت جلدی کر رہے ہو۔''

فوائد:...... اللہ تعالیٰ ہمیں معاف فرمائے، اسلام کی وجہ سے کیسی کیسی آزمائشوں میں مبتلا ہونا پڑتا ہے، مکہ مکرمہ میں سیدنا خباب رضی اللہ عنہ اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ وغیرہ پر کون سا ظلم نہیں ڈھایا گیا، لیکن نبی کریم ﷺ نے ان مظالم پر صبر کرنے اور جلدی نہ کرنے کی تلقین کی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ خُبَيْبِ نِ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ
سیدنا خبیب انصاری رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا تذکرہ

(١١٦٨٩)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَشَرَةَ رَهْطٍ عَيْنًا وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَاصِمَ بْنَ ثَابِتِ بْنِ أَبِي الْأَقْلَحِ جَدَّ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَانْطَلَقُوا حَتّٰى إِذَا كَانُوا بِالْهَدَّةِ بَيْنَ عُسْفَانَ وَمَكَّةَ، ذُكِرُوا لِحَيٍّ مِنْ هُذَيْلٍ يُقَالُ لَهُمْ: بَنُو لِحْيَانَ، فَنَفَرُوا لَهُمْ بِقَرِيبٍ مِنْ مِائَةِ رَجُلٍ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دس آدمیوں کی ایک جماعت کو اہل مکہ کی جاسوسی کے لیے روانہ فرمایا اور ان پر عاصم بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے نانا سیدنا عاصم بن ثابت بن اقلح انصاری رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا، یہ لوگ روانہ ہوئے، جب یہ عسفان اور مکہ مکرمہ کے درمیان ''ھَدَّہ'' کے مقام پر پہنچے تو بنو ہذیل کے ایک قبیلے بنو لحیان کو ان کی خبر ہو گئی۔ وہ تقریباً ایک سو تیر اندازوں کا جتھہ بن کر ان کی طرف

(١١٦٨٩) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٩٨٩، ٧٤٠٢ (انظر: ٧٩٢٨)

رَامٍ فَاقْتَصُّوا آثَارَهُمْ حَتّٰى وَجَدُوْا مَأْكَلَهُمُ التَّمْرَ فِي مَنْزِلٍ نَزَلُوهُ قَالُوْا: نَوَى تَمْرِ يَثْرِبَ، فَاتَّبَعُوْا آثَارَهُمْ فَلَمَّا أُخْبِرَ بِهِمْ عَاصِمٌ وَأَصْحَابُهُ لَجَئُوا إِلٰى فَدْفَدٍ، فَأَحَاطَ بِهِمُ الْقَوْمُ فَقَالُوا لَهُمْ: انْزِلُوْا وَأَعْطُونَا بِأَيْدِيكُمْ وَلَكُمُ الْعَهْدُ وَالْمِيثَاقُ أَنْ لَا نَقْتُلَ مِنْكُمْ أَحَدًا، فَقَالَ عَاصِمُ بْنُ ثَابِتٍ أَمِيرُ الْقَوْمِ: أَمَّا أَنَا وَاللّٰهِ لَا أَنْزِلُ فِي ذِمَّةِ كَافِرٍ، اللّٰهُمَّ أَخْبِرْ عَنَّا نَبِيَّكَ ﷺ فَرَمَوْهُمْ بِالنَّبْلِ فَقَتَلُوْا عَاصِمًا فِي سَبْعَةٍ وَنَزَلَ إِلَيْهِمْ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ عَلَى الْعَهْدِ وَالْمِيثَاقِ، مِنْهُمْ خُبَيْبٌ الْأَنْصَارِيُّ وَزَيْدُ بْنُ الدَّثِنَةِ وَرَجُلٌ آخَرُ، فَلَمَّا تَمَكَّنُوْا مِنْهُمْ أَطْلَقُوْا أَوْتَارَ قِسِيِّهِمْ فَرَبَطُوهُمْ بِهَا، فَقَالَ الرَّجُلُ الثَّالِثُ: هٰذَا أَوَّلُ الْغَدْرِ وَاللّٰهِ لَا أَصْحَبُكُمْ إِنَّ لِي بِهٰؤُلَاءِ لَأُسْوَةً يُرِيدُ الْقَتْلَ فَجَرَّرُوْهُ وَعَالَجُوهُ، فَأَبٰى أَنْ يَصْحَبَهُمْ، فَقَتَلُوْهُ فَانْطَلَقُوْا بِخُبَيْبٍ وَزَيْدِ بْنِ الدَّثِنَةِ حَتّٰى بَاعُوهُمَا بِمَكَّةَ بَعْدَ وَقْعَةِ بَدْرٍ، فَابْتَاعَ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ عَامِرِ بْنِ نَوْفَلِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ خُبَيْبًا، وَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ قَتَلَ الْحَارِثَ بْنَ عَامِرِ بْنِ نَوْفَلٍ يَوْمَ بَدْرٍ، فَلَبِثَ خُبَيْبٌ عِنْدَهُمْ أَسِيرًا حَتّٰى أَجْمَعُوْا قَتْلَهُ، فَاسْتَعَارَ مِنْ بَعْضِ بَنَاتِ الْحَارِثِ مُوسٰى يَسْتَحِدُّ بِهَا لِلْقَتْلِ فَأَعَارَتْهُ إِيَّاهَا، فَدَرَجَ بُنَيٌّ لَهَا قَالَتْ: وَأَنَا غَافِلَةٌ حَتّٰى أَتَاهُ

نکل پڑے، ان کے قدموں کے نشانات پر چلتے چلتے ایک مقام پر جا پہنچے، جہاں ان لوگوں نے قیام کیا تھا، ان کے کھانے کے آثار دیکھ کر انھوں نے کہا کہ یہ تو یثرب کی کھجوروں کی گٹھلیاں ہیں، وہ ان کے آثار و علامات کے پیچھے چلتے رہے۔ جب عاصم اور ان کے ساتھیوں کو ان کفار کے بارے میں پتہ چلا تو وہ ایک بلند پہاڑی پر چڑھ گئے۔ تو کفار نے ان کا محاصرہ کر لیا۔ اور ان سے کہا کہ تم نیچے اتر آؤ اور اپنے ہاتھ ہمارے ہاتھوں میں دے دو۔ ہم تمہارے ساتھ وعدہ کرتے ہیں کہ ہم تم میں سے کسی کو بھی قتل نہیں کریں گے، امیر لشکر سیدنا عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! میں تو کسی کافر کی پناہ میں نہیں جاتا۔ یا اللہ! ہمارے ان حالات سے اپنے نبی کو مطلع کر دینا، کفار نے مسلمانوں پر تیر برسائے اور سیدنا عاصم رضی اللہ عنہ سمیت سات مسلمانوں کو شہید کر دیا اور باقی تین آدمی سیدنا خبیب انصاری رضی اللہ عنہ، سیدنا زید بن دثنہ رضی اللہ عنہ اور ایک تیسرا شخص ان کے عہد و میثاق کے جھانسے میں آ گئے، جب کفار نے ان پر اچھی طرح قابو پالیا تو انہوں نے اپنی کمانوں کی رسیاں کھول کر ان کے ساتھ ان تینوں کو باندھ لیا، ان تین میں سے تیسرا آدمی بولا کہ یہ تمہاری پہلی بدعہدی ہے۔ اللہ کی قسم! میں تمہارے ساتھ بالکل نہیں جاؤں گا اور اس نے ان مقتولین یعنی شہداء ساتھیوں کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ میرے لیے یہ لوگ بہترین نمونہ ہیں۔ کفار نے اسے گھسیٹا اور پورا زور لگایا مگر اس نے ان کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ آخر کار کافروں نے اسے بھی قتل کر دیا اور انہوں نے سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ کو اور سیدنا زید بن دثنہ رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے جا کر مکہ میں فروخت کر دیا، یہ سارا واقعہ بدر کے بعد پیش آیا تھا، حارث بن نوفل بن عبد مناف کی اولاد نے سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ کو خرید لیا، کیونکہ سیدنا

فَوَجَدْتُهُ يُجْلِسُهُ عَلَى فَخِذِهِ وَالْمُوسَى بِيَدِهِ، قَالَتْ: فَفَزِعْتُ فَزْعَةً عَرَفَهَا خُبَيْبٌ، قَالَ: أَتَخْشَيْنَ أَنِّي أَقْتُلُهُ؟ مَا كُنْتُ لِأَفْعَلَ، فَقَالَتْ: وَاللَّهِ مَا رَأَيْتُ أَسِيرًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ خُبَيْبٍ، قَالَتْ: وَاللَّهِ لَقَدْ وَجَدْتُهُ يَوْمًا يَأْكُلُ قِطْفًا مِنْ عِنَبٍ فِي يَدِهِ، وَإِنَّهُ لَمُوثَقٌ فِي الْحَدِيدِ وَمَا بِمَكَّةَ مِنْ ثَمَرَةٍ، وَكَانَتْ: تَقُولُ إِنَّهُ لَرِزْقٌ رَزَقَهُ اللَّهُ خُبَيْبًا، فَلَمَّا خَرَجُوا بِهِ مِنَ الْحَرَمِ لِيَقْتُلُوهُ فِي الْحِلِّ، قَالَ لَهُمْ خُبَيْبٌ: دَعُونِي أَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ، فَتَرَكُوهُ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قَالَ: وَاللَّهِ لَوْلَا أَنْ تَحْسِبُوا أَنَّ مَا بِي جَزَعًا مِنَ الْقَتْلِ لَزِدْتُ، اللَّهُمَّ أَحْصِهِمْ عَدَدًا، وَاقْتُلْهُمْ بَدَدًا، وَلَا تُبْقِ مِنْهُمْ أَحَدًا، فَلَسْتُ أُبَالِي حِينَ أُقْتَلُ مُسْلِمًا، عَلَى أَيِّ جَنْبٍ كَانَ لِلَّهِ مَصْرَعِي، وَذَلِكَ فِي ذَاتِ الْإِلَهِ وَإِنْ يَشَأْ يُبَارِكْ عَلَى أَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعٍ، ثُمَّ قَامَ إِلَيْهِ أَبُو سِرْوَعَةَ عُقْبَةُ بْنُ الْحَارِثِ فَقَتَلَهُ، وَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ سَنَّ لِكُلِّ مُسْلِمٍ قُتِلَ صَبْرًا، الصَّلَاةَ وَاسْتَجَابَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لِعَاصِمِ بْنِ ثَابِتٍ يَوْمَ أُصِيبَ، فَأَخْبَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَصْحَابَهُ يَوْمَ أُصِيبُوا خَبَرَهُمْ، وَبَعَثَ نَاسٌ مِنْ قُرَيْشٍ إِلَى عَاصِمِ بْنِ ثَابِتٍ حِينَ حُدِّثُوا أَنَّهُ قُتِلَ لِيُؤْتَى بِشَيْءٍ مِنْهُ يُعْرَفُ وَكَانَ قَتَلَ رَجُلًا مِنْ عُظَمَائِهِمْ يَوْمَ بَدْرٍ، فَبَعَثَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ

خبیب رضی اللہ عنہ نے حارث بن عامر بن نوفل کو بدر والے دن قتل کیا تھا، سو وہ قیدی کی حیثیت سے ان کے ہاں رہے تا آنکہ انہوں نے ان کو قتل کرنے کا منصوبہ تیار کر لیا۔ خبیب رضی اللہ عنہ نے حارث کی ایک بیٹی سے استرا طلب کیا تا کہ قتل ہونے سے پہلے غیر ضروری بال صاف کر لیں، اس نے ان کو استرا لا دیا، اس کا ایک چھوٹا سا بیٹا خبیب رضی اللہ عنہ کی طرف آ گیا، ماں کو پتہ نہ چل سکا تھا، جب ماں اسے تلاش کرتے کرتے ادھر آئی تو دیکھا کہ خبیب رضی اللہ عنہ نے بچے کو اپنی ران پر بٹھایا ہوا ہے اور استرا ان کے ہاتھ میں ہے۔ اس عورت سے مروی ہے کہ میں یہ منظر دیکھ کر خوف زدہ ہوگئی، خبیب رضی اللہ عنہ میری پریشانی کو بھانپ گئے اور کہنے لگے: کیا تمہیں ڈر ہے کہ میں اسے قتل کر دوں گا، میں ہرگز ایسا نہیں کر سکتا۔ وہ کہتی ہے کہ میں نے کبھی بھی خبیب رضی اللہ عنہ سے بہتر قیدی کوئی نہیں دیکھا۔ اللہ کی قسم! میں نے ایک دن اسے دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں انگور کا گچھا تھا اور وہ اسے کھا رہے تھے، حالانکہ وہ تو زنجیروں میں بندھے ہوئے تھے اور ان دنوں مکہ میں کوئی پھل بھی دستیاب نہیں تھا، وہ کہا کرتی تھی کہ وہ رزق تھا جو اللہ تعالیٰ نے خبیب رضی اللہ عنہ کو عطا کیا تھا۔ وہ لوگ جب خبیب رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے لیے حرم سے باہر لے چلے تو سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: مجھے دو رکعت نماز ادا کر لینے دو۔ انہوں نے اسے اجازت دے دی۔ چنانچہ انہوں نے دو رکعت نماز ادا کی۔ پھر کہا: اللہ کی قسم اگر تم یہ گمان نہ کرتے کہ مجھے قتل کا خوف لاحق ہے تو میں مزید نماز بھی ادا کرتا۔ یا اللہ! ان کی تعداد کو شمار میں رکھ۔ ان سب کو الگ الگ ہلاک کر اور ان میں سے کسی کو باقی نہ چھوڑ، پھر انہوں نے کہا: میں بحالت اسلام قتل ہو رہا ہوں تو مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ میں اللہ کی راہ میں کس پہلو پر گر رہا ہوں، میرے ساتھ یہ سلوک اللہ

عَلٰى عَاصِمٍ مِثْلَ الظُّلَّةِ مِنَ الدَّبْرِ فَحَمَتْهُ مِنْ رُسُلِهِمْ فَلَمْ يَقْدِرُوْا عَلٰى أَنْ يَقْطَعُوْا مِنْهُ شَيْئًا۔ (مسند احمد: ۷۹۱۵)

کی راہ میں یعنی اللہ پر ایمان لانے کے نتیجہ میں ہو رہا ہے، اگر اللہ چاہے تو میرے جسم کے بکھرے ہوئے اعضاء میں بھی برکتیں ڈال دے۔اس کے بعد ابو سروعہ عقبہ بن حارث اٹھ کر ان کی طرف گیا اور انہیں شہید کر دیا۔سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ نے ہر مسلمان کے لیے یہ طریقہ جاری کر دیا کہ جب اسے ظلماً قتل کیا جا رہا ہو تو وہ قتل ہونے سے پہلے نماز ادا کرے اور اللہ تعالیٰ نے عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کے قتل والے دن کی دعا قبول کیا ور اسی واقعہ کے روز اللہ نے اپنے رسول اور ان کے صحابہ کو ان کے واقعہ کی اطلاع کر دی۔ جب قریش کو سیدنا عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کے قتل کی خبر ہوئی تو انہوں نے مزید یقین کے لیے لوگوں کو بھیجا تا کہ وہ ان کے جسم کے کچھ حصے کاٹ لائیں۔ سیدنا عاصم رضی اللہ عنہ نے بدر کے دن رؤسائے قریش میں سے ایک بڑے سردار کو قتل کیا تھا، وہ لوگ آئے تو اللہ تعالیٰ نے بھڑوں کی فوج ادھر بھیج دی۔ وہ عاصم رضی اللہ عنہ کے جسم پر بادل کی مانند چھا گئی اور ان قریشی نمائندوں سے ان کے جسم کو بچایا اور وہ ان کے جسم کے کسی بھی حصہ کو نہ کاٹ سکے۔

فوائد:...... اس حدیث میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت کے ساتھ ساتھ اولیاء اللہ کی کرامتوں کا بیان بھی ہے، ہاں ہمارے معاشرے میں یہ سمجھنا انتہائی ضروری ہو گیا ہے کہ اللہ کا ولی کس کو کہتے ہیں، اس امت کے سب سے بڑے اولیا صحابۂ کرام تھے، جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرنے کے لیے ان کی سیرت کو اسوۂ حسنہ بنائے گا، وہ ولایت تک پہنچتا جائے گا۔

(۱۱۶۹۰)۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَهُ وَحْدَهُ عَيْنًا إِلٰى قُرَيْشٍ، قَالَ: جِئْتُ إِلٰى

سیدنا عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس اکیلے کو قریش کی طرف جاسوس کی حیثیت سے روانہ کیا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں اس لکڑی کے پاس آیا، جس

(۱۱۶۹۰) تخريج: اسناده ضعيف، فيه عدة علل: ابراهيم بن اسماعيل الانصاری ضعيف، وقد اضطرب فيه، وجعفر بن عمرو مجهول، ...... والاسناد منقطع لان جعفر بن عمر لم يدرك عمرو بن امية اخرجه الطبرانی فی "الكبير": ۴۱۹۳ (انظر: ۱۷۲۵۲)

خَشَبَةِ خُبَيْبٍ وَأَنَا أَتَخَوَّفُ الْعُيُونَ، فَرَقِيتُ فِيهَا فَحَلَلْتُ خُبَيْبًا، فَوَقَعَ إِلَى الْأَرْضِ، فَانْتَبَذْتُ غَيْرَ بَعِيدٍ، ثُمَّ الْتَفَتُّ فَلَمْ أَرَ خُبَيْبًا، وَلَكَأَنَّمَا ابْتَلَعَتْهُ الْأَرْضُ فَلَمْ يُرَ لِخُبَيْبٍ أَثَرٌ حَتَّى السَّاعَةِ۔ (مسند احمد: ١٧٣٨٤)

پر خبیب رضی اللہ عنہ کو لٹکایا گیا تھا۔ مجھے قریش کا بھی ڈر تھا کہ کہیں وہ مجھے دیکھ نہ لیں، میں اس لکڑی پر چڑھ گیا، میں نے خبیب رضی اللہ عنہ کی رسی کو کھولا، وہ زمین پر گرے۔ جب میں نے ان کی طرف دھیان کیا تو خبیب رضی اللہ عنہ کا جسم مجھے دکھائی نہیں دیا، یوں لگتا ہے زمین ان کو نگل گئی، اب تک ان کے جسم کا کوئی اثر دکھائی نہیں دیا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي خُرَيْمِ نِ الْأَسَدِيِّ رضی اللہ عنہ
سیدنا خریم اسدی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(١١٦٩١)۔ عَنْ قَيْسِ بْنِ بِشْرِ نِ التَّغْلِبِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي، وَكَانَ جَلِيسًا لِأَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: كَانَ بِدِمَشْقَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ يُقَالُ لَهُ: ابْنُ الْحَنْظَلِيَّةِ، وَكَانَ رَجُلًا مُتَوَحِّدًا قَلَّمَا يُجَالِسُ النَّاسَ، إِنَّمَا هُوَ فِي صَلَاةٍ، فَإِذَا فَرَغَ فَإِنَّمَا يُسَبِّحُ وَيُكَبِّرُ حَتَّى يَأْتِيَ أَهْلَهُ، فَمَرَّ بِنَا يَوْمًا وَنَحْنُ عِنْدَ أَبِي الدَّرْدَاءِ فَقَالَ لَهُ أَبُو الدَّرْدَاءِ: كَلِمَةً تَنْفَعُنَا وَلَا تَضُرُّكَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((نِعْمَ الرَّجُلُ خُرَيْمٌ الْأَسَدِيُّ لَوْلَا طُولُ جُمَّتِهِ وَإِسْبَالُ إِزَارِهِ۔)) فَبَلَغَ ذٰلِكَ خُرَيْمًا فَجَعَلَ يَأْخُذُ شَفْرَةً يَقْطَعُ بِهَا شَعَرَهُ إِلَى أَنْصَافِ أُذُنَيْهِ، وَرَفَعَ إِزَارَهُ إِلَى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ قَالَ: فَأَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ: دَخَلْتُ بَعْدَ ذٰلِكَ عَلَى مُعَاوِيَةَ فَإِذَا عِنْدَهُ شَيْخٌ جُمَّتُهُ فَوْقَ أُذُنَيْهِ وَرِدَاؤُهُ إِلَى سَاقَيْهِ، فَسَأَلْتُ عَنْهُ، فَقَالُوا:

بشر تغلبی سے مروی ہے کہ وہ سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا کرتے تھے، انہوں نے بتلایا کہ دمشق میں نبی کریم ﷺ کے ایک صحابی تھے، ان کو ابن حنظلیہ رضی اللہ عنہ کہا جاتا تھا، وہ گوشہ نشین قسم کے آدمی تھے، وہ لوگوں سے بہت کم ملتے جلتے تھے، بس نماز میں مصروف رہتے اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد گھر آنے تک اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتکبیر میں مشغول رہتے۔ ہم ایک دن سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ وہ ہمارے پاس سے گزرے۔ سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ کوئی بات ہی ارشاد فرما دیں، ہمیں اس سے فائدہ ہو جائے گا اور آپ کا کچھ نہ جائے گا۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خریم اسدی میں دو باتیں نہ ہوں تو وہ بہت ہی اچھا آدمی ہے، ایک تو اس کے بال کاندھوں تک لمبے ہیں اور دوسرے اس کی چادر ٹخنوں سے نیچے رہتی ہے۔'' دوسری روایت کے الفاظ ہیں اگر وہ اپنے بال چھوٹے اور چادر بھی چھوٹی کر لے۔ جب یہ بات سیدنا خریم رضی اللہ عنہ تک جا پہنچی تو انہوں نے چھری لے کر فوراً اپنے بال نصف کانوں تک کاٹ دیئے اور اپنی چادر نصف پنڈلی تک اوپر اٹھالی۔ قیس کہتے ہیں:

(١١٦٩١) تخریج: اسنادہ محتمل للتحسین اخرجہ ابوداود: ٤٠٨٩ (انظر: ١٧٦٢٢)

هٰذَا خُرَيْمٌ الْأَسَدِيُّ۔ (مسند احمد: ١٧٧٦٩)

اس واقعہ کے بعد میں ایک دفعہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گیا، ان کے ہاں ایک بزرگ تشریف فرما تھے، ان کے سر کے بال کانوں سے اوپر اور چادر نصف پنڈلی تک تھی، میں نے ان کے متعلق دریافت کیا تو کہنے والوں نے بتایا کہ یہ سیدنا خریم اسدی رضی اللہ عنہ ہیں۔

فوائد:...... یہ سیدنا خریم رضی اللہ عنہ میں رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا جذبہ تھا، نبی کریم ﷺ کے بال کاندھوں کو مس کرتے تھے، لیکن آپ ﷺ نے سیدنا خریم رضی اللہ عنہ کے لیے اتنے لمبے بال ناپسند کیے، اس کی کوئی خاص وجہ ہو گی، جیسے وہ اتنے خوبصورت لگتے ہوں کہ ان کی وجہ سے خود پسندی اور بڑائی میں مبتلا ہو جانے کا خطرہ ہو۔

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتِ نِ الْاَنْصَارِيِّ صَاحِبِ الشَّهَادَتَيْنِ رضی اللہ عنہ

دگنی گواہی والے سیدنا خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(١١٦٩٢)۔ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، حَدَّثَنِي عُمَارَةُ بْنُ خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيُّ، أَنَّ عَمَّهُ حَدَّثَهُ وَهُوَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ابْتَاعَ فَرَسًا مِنْ أَعْرَابِيٍّ فَاسْتَتْبَعَهُ النَّبِيُّ ﷺ لِيَقْضِيَهُ ثَمَنَ فَرَسِهِ، فَأَسْرَعَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَشْيَ وَأَبْطَأَ الْأَعْرَابِيُّ، فَطَفِقَ رِجَالٌ يَعْتَرِضُونَ الْأَعْرَابِيَّ، فَيُسَاوِمُونَ بِالْفَرَسِ لَا يَشْعُرُونَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ابْتَاعَهُ حَتّٰى زَادَ بَعْضُهُمُ الْأَعْرَابِيَّ فِي السَّوْمِ عَلٰى ثَمَنِ الْفَرَسِ الَّذِي ابْتَاعَهُ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ فَنَادَى الْأَعْرَابِيُّ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنْ كُنْتَ مُبْتَاعًا هٰذَا الْفَرَسَ فَابْتَعْهُ وَإِلَّا بِعْتُهُ، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ حِينَ سَمِعَ نِدَاءَ الْأَعْرَابِيِّ، فَقَالَ: ((أَوَلَيْسَ قَدِ ابْتَعْتُهُ مِنْكَ؟)) قَالَ الْأَعْرَابِيُّ: لَا، وَاللّٰهِ مَا بِعْتُكَ، فَقَالَ

عمارہ بن خزیمہ انصاری سے مروی ہے کہ ان کے چچا جو کہ صحابی تھے، نے ان کو بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک بدّو سے ایک گھوڑا خریدا۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا: ''میرے ساتھ آ کر گھوڑے کی قیمت وصول کر لو۔'' نبی کریم ﷺ تیز رفتار تھے اور بدّو کی رفتار سست تھی، سو یہ بدّو پیچھے رہ گیا اور کچھ لوگ اعرابی کے پاس آئے اور اس کے ساتھ گھوڑے کا سودا کرنے لگے۔ انہیں یہ علم نہیں تھا کہ نبی کریم ﷺ نے اس سے گھوڑے کا سودا طے کر لیا ہے۔ یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ نے جس قیمت میں گھوڑا خریدا تھا۔ ایک آدمی نے گھوڑے کی قیمت اس سے زیادہ لگا دی، اعرابی نے نبی کریم ﷺ کو پکار کر کہا: آپ یہ گھوڑا خریدنا چاہتے ہیں تو خرید لیں ورنہ میں کسی اور کے ہاتھ بیچ رہا ہوں۔ جب آپ ﷺ نے اعرابی کی آواز سنی تو رک گئے اور فرمایا: ''کیا یہ گھوڑا میں تم سے خرید نہیں چکا ہوں؟'' اس نے کہا: اللہ کی قسم نہیں، میں نے تو آپ کے ہاتھ اسے بیچا ہی نہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کیوں نہیں،

(١١٦٩٢) تخریج: صحیح، اخرجه ابوداود: ٣٦٠٧، والنسائی: ٧/ ٣٠١ (انظر: ٢١٨٨٣)

النَّبِيُّ ﷺ ((بَلٰى قَدِ ابْتَعْتُهُ مِنْكَ۔)) فَطَفِقَ النَّاسُ يَلُوذُونَ بِالنَّبِيِّ ﷺ وَالْأَعْرَابِيِّ وَهُمَا يَتَرَاجَعَانِ، فَطَفِقَ الْأَعْرَابِيُّ يَقُولُ: هَلُمَّ شَهِيدًا يَشْهَدُ أَنِّي بَايَعْتُكَ، فَمَنْ جَاءَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ قَالَ لِلْأَعْرَابِيِّ: وَيْلَكَ، النَّبِيُّ ﷺ لَمْ يَكُنْ لِيَقُولَ إِلَّا حَقًّا، حَتّٰى جَاءَ خُزَيْمَةُ فَاسْتَمَعَ لِمُرَاجَعَةِ النَّبِيِّ ﷺ وَمُرَاجَعَةِ الْأَعْرَابِيِّ فَطَفِقَ الْأَعْرَابِيُّ يَقُولُ: هَلُمَّ شَهِيدًا يَشْهَدُ أَنِّي بَايَعْتُكَ، قَالَ خُزَيْمَةُ: أَنَا أَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بَايَعْتَهُ، فَأَقْبَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى خُزَيْمَةَ، فَقَالَ: ((بِمَ تَشْهَدُ؟)) فَقَالَ: بِتَصْدِيقِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ!، فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ شَهَادَةَ خُزَيْمَةَ شَهَادَةَ رَجُلَيْنِ۔ (مسند احمد: ٢٢٢٢٨)

میں تو اسے تم سے خرید چکا ہوں۔'' لوگ نبی کریم ﷺ اور اعرابی کے ارد گرد اکٹھے ہوگئے اور وہ ایک دوسرے سے باتیں کر رہے تھے کہ اس اعرابی نے کہا: اگر آپ سچے ہیں تو کوئی گواہ پیش کریں، جو گواہی دے کہ میں نے یہ گھوڑا آپ کے ہاتھ فروخت کیا ہے۔ اتنے میں ایک مسلمان نے آگے بڑھ کر اعرابی سے کہا: تجھ پر افسوس ہے، نبی کریم ﷺ ہمیشہ سچ ہی کہتے ہیں، جھوٹ نہیں بولتے۔ یہاں تک کہ سیدنا خزیمہ رضی اللہ عنہ آ گئے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ کی اور اعرابی کی باتیں سنیں، اعرابی کہہ رہا تھا کہ کوئی گواہ پیش کرو جو گواہی دے کہ میں نے یہ گھوڑا آپ کے ہاتھ فروخت کیا ہے۔ سیدنا خزیمہ رضی اللہ عنہ بولے: میں گواہی دیتا ہوں کہ تم نے آپ ﷺ کے ہاتھ یہ گھوڑا فروخت کر دیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے سیدنا خزیمہ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ''تم یہ گواہی کس بنیاد پر دے رہے ہو؟'' انھوں نے کہا: اللہ کے رسول! آپ کی تصدیق کی بنیاد پر کہا، آپ ہمیشہ سچ ہی بولتے ہیں۔ تو نبی کریم ﷺ نے سیدنا خزیمہ رضی اللہ عنہ اکیلے کی گواہی کو دو گواہوں کے برابر قرار دیا۔

(١١٦٩٣)۔ أَبِي ثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ هُوَ ابْنُ فَارِسٍ، أَنَا يُونُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ ابْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيِّ صَاحِبِ الشَّهَادَتَيْنِ، عَنْ عَمِّهِ، أَنَّ خُزَيْمَةَ بْنَ ثَابِتِ نِ الْأَنْصَارِيَّ رَأٰى فِي الْمَنَامِ أَنَّهُ سَجَدَ عَلٰى جَبْهَةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْبَرَ

عمارہ بن خزیمہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ سیدنا خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی پیشانی پر سجدہ کیا۔ پھر جب انہوں نے اپنا یہ خواب نبی کریم ﷺ سے ذکر کیا تو رسول اللہ ﷺ ان کے سامنے لیٹ گئے اور فرمایا: ''تم اپنا خواب اس طرح پورا کر لو۔'' چنانچہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی پیشانی پر سجدہ کیا۔

(١١٦٩٣) تخريج: اسناده ضعيف للاختلاف الذي وقع فيه على يونس بن يزيد وعلى الزهرى ، وابنُ خزيمة بن ثابت كذا وقع هنا مبهما ، وسمى فى طرق ضعيفة عماره بن خزيمة اخرجه النسائى فى "الكبرى": ٧٦٣٠ (انظر: ٢١٨٨٢)

النَّبِيَّ ﷺ بِذٰلِكَ، فَاضْطَجَعَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ: ((صَدِّقْ بِذٰلِكَ رُؤْيَاكَ فَسَجَدَ عَلٰى جَبْهَةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ.

(مسند احمد: ٢٢٢٢٧)

(١١٦٩٤)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدٍ أَوْ غَيْرِهِ، أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ: لَمَّا كُتِبَتِ الْمَصَاحِفُ فَقَدْتُ آيَةً كُنْتُ أَسْمَعُهَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَوَجَدْتُهَا عِنْدَ خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ، ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ...... تَبْدِيلًا﴾ قَالَ: فَكَانَ خُزَيْمَةُ يُدْعٰى ذَا الشَّهَادَتَيْنِ، أَجَازَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ شَهَادَتَهُ بِشَهَادَةِ رَجُلَيْنِ، قَالَ الزُّهْرِيُّ: وَقُتِلَ يَوْمَ صِفِّينَ مَعَ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ۔ (مسند احمد: ٢١٩٩١)

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب قرآن کریم کے مصاحف لکھے جا رہے تھے تو میں نے ایک آیت گم پائی، میں خود اس آیت کو رسول اللہ ﷺ سے سنا کرتا تھا، وہ مجھے کسی کے ہاں سے لکھی ہوئی نہیں مل رہی تھی، آخر کار وہ مجھے سیدنا خزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے ہاں سے لکھی ہوئی ملی، وہ آیت یہ تھی: ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا﴾ ...... ''اہل ایمان میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جنہوں نے اللہ کے ساتھ کئے ہوئے اپنے عہد و پیمان کو خوب پورا کیا اور ان میں سے بعض ایسے ہیں جو اپنے مقصد اور منزل کو پا گئے اور بعض حصول منزل کے منتظر ہیں اور انہوں نے اپنے کئے ہوئے عہد میں تبدیلی بالکل نہیں کی۔ (سورۂ احزاب: ۲۳) سیدنا خزیمہ رضی اللہ عنہ "ذوالشہادتین" یعنی دو گواہیوں والے کہلاتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان اکیلے کی گواہی کو دو گواہیوں کے برابر قرار دیا تھا۔ زہری کہتے ہیں کہ وہ صفین کے موقعہ پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی معیت میں قتل ہوئے۔

فوائد: ...... اس باب سے سیدنا خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کی عظمت، فضیلت اور رسول اللہ ﷺ پر ایمان کی پختگی واضح ہوتی ہے کہ ایک معاملے میں وہ حاضر نہ تھے، لیکن محض رسول اللہ ﷺ کی تصدیق و ایمان کی بنیاد پر وہ گواہ بن گئے اور یہ نقطہ صرف ان کے ذہن میں آیا اور اللہ تعالیٰ نے بھی رسول اللہ ﷺ کے ذریعے ان کو یہ اعزاز بخشا کہ ان اکیلے کی گواہی کو دو گواہیوں کے برابر قرار دیا گیا۔

(١١٦٩٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٨٠٧، ٧١٩١ (انظر: ٢١٦٥٢)

حَرْفُ الرَّاءِ
''ر'' سے شروع ہونے والے نام

بَابُ مَا جَاءَ فِي رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ رضی اللہ عنہ
سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(۱۱۶۹۵)۔ قَالَ أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، قَالَ أَخْبَرَتْنِي جَدَّتِي، يَعْنِي امْرَأَةَ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، قَالَ عَفَّانُ: عَنْ جَدَّتِهِ أُمِّ أَبِيهِ امْرَأَةِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، أَنَّ رَافِعًا رَمَى مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ أَوْ يَوْمَ خَيْبَرَ، قَالَ: أَنَا أَشُكُّ بِسَهْمٍ فِي ثُنْدُوَتِهِ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ انْزِعِ السَّهْمَ، قَالَ: ((يَا رَافِعُ إِنْ شِئْتَ نَزَعْتُ السَّهْمَ وَالْقُطْبَةَ جَمِيعًا، وَإِنْ شِئْتَ نَزَعْتُ السَّهْمَ وَتَرَكْتُ الْقُطْبَةَ، وَشَهِدْتُ لَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنَّكَ شَهِيدٌ۔)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ بَلْ انْزِعِ السَّهْمَ وَاتْرُكِ الْقُطْبَةَ، وَاشْهَدْ لِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنِّي شَهِيدٌ، قَالَ: فَنَزَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ السَّهْمَ وَتَرَكَ الْقُطْبَةَ۔ (مسند احمد: ۲۷۶۶۹)

سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی اہلیہ نے بیان کیا کہ سیدنا رافع رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ احدیا خیبر کے دن ایک تیران کے سینے میں آ کر لگا تھا، انہوں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آ کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ اس تیر کو باہر کھینچ دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''رافع! اگر تم چاہو تو میں تیر اور اس کے پھل دونوں کو کھینچ دوں، لیکن اگر چاہو تو تیر کو باہر کھینچ لوں اور اس کے پھل کو اندر ہی رہنے دوں اور میں قیامت کے دن تمہارے حق میں گواہی دوں کہ تم اللہ کی راہ میں شہید ہو۔'' انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! تو پھر آپ تیر کھینچ لیں اور اس کے پھل کو اندر رہنے دیں اور آپ قیامت کے دن میرے حق میں گواہی دیں کہ میں اللہ کی راہ میں شہید ہوا ہوں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے تیر کو باہر کھینچ لیا اور اس کا پھل رہنے دیا۔

فوائد:...... سبحان اللہ! یہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ کیسا تعلق تھا اور یہ کیسا ایمان تھا، یا تو سیدنا رافع رضی اللہ عنہ کو پھل کے اندر رہنے کی وجہ سے تکلیف ہوئی ہوگی، لیکن انھوں نے آخرت میں ملنے والے اعزاز کی وجہ سے اسے برداشت کیا ہوگا، یا رغبت کی برکت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تکلیف کا احساس ختم کر دیا ہوگا۔

(۱۱۶۹۵) تخریج: اسناده حسن، اخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ٤٢٤٢ (انظر: ٢٧١٢٨)

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ رَبِيْعَةَ بْنِ كَعْبِ نِ الْاَسْلَمِيِّ رضی اللہ عنہ خَادِمِ النَّبِيِّ ﷺ وَقِصَّةِ زِوَاجِهِ وَفِيْهِ مَنْقَبَةٌ لِاَبِيْ بَكْرِ نِ الصِّدِّيْقِ رضی اللہ عنہ

رسول اللہ ﷺ کے خادم سیدنا ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ اور ان کے نکاح کا واقعہ اور اس میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی منقبت کا بیان

(۱۱۶۹۶)۔ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُبَارَكُ يَعْنِي ابْنَ فَضَالَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ، عَنْ رَبِيعَةَ الْأَسْلَمِيِّ، قَالَ: كُنْتُ أَخْدُمُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((يَا رَبِيعَةُ أَلَا تَزَوَّجُ؟)) قَالَ: قُلْتُ: وَاللّٰهِ! يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَا أُرِيدُ أَنْ أَتَزَوَّجَ مَا عِنْدِي مَا يُقِيمُ الْمَرْأَةَ، وَمَا أُحِبُّ أَنْ يَشْغَلَنِي عَنْكَ شَيْءٌ، فَأَعْرَضَ عَنِّي فَخَدَمْتُهُ مَا خَدَمْتُهُ، ثُمَّ قَالَ لِي الثَّانِيَةَ: ((يَا رَبِيعَةُ! أَلَا تَزَوَّجُ؟)) فَقُلْتُ: مَا أُرِيدُ أَنْ أَتَزَوَّجَ، مَا عِنْدِي مَا يُقِيمُ الْمَرْأَةَ، وَمَا أُحِبُّ أَنْ يَشْغَلَنِي عَنْكَ شَيْءٌ فَأَعْرَضَ عَنِّي، ثُمَّ رَجَعْتُ إِلَى نَفْسِي، فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ! لَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِمَا يُصْلِحُنِي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ أَعْلَمُ مِنِّي، وَاللّٰهِ! لَئِنْ قَالَ: تَزَوَّجْ، لَأَقُولَنَّ: نَعَمْ، يَا رَسُولَ اللّٰهِ!، مُرْنِي بِمَا شِئْتَ، قَالَ فَقَالَ: ((يَا رَبِيعَةُ أَلَا تَزَوَّجُ؟)) فَقُلْتُ: بَلَى مُرْنِي بِمَا شِئْتَ، قَالَ: ((انْطَلِقْ إِلَى آلِ فُلَانٍ

سیدنا ربیعہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا، رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''ربیعہ! تم شادی کیوں نہیں کرتے؟'' میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں شادی نہیں کرنا چاہتا، میں بیوی کی ضروریات پوری کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا، میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ کوئی چیز مجھے آپ کی طرف سے مصروف (اور غافل) کر دے۔ آپ نے اس بارے میں مجھ سے مزید کچھ نہ کہا۔ پھر جب تک اللہ کو منظور تھا، میں آپ کی خدمت بجا لاتا رہا۔ کافی عرصہ بعد آپ ﷺ نے ایک دفعہ پھر مجھ سے فرمایا: ''ربیعہ! تم شادی کیوں نہیں کرتے؟'' میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں شادی نہیں کرنا چاہتا، نہ ہی میں بیوی کی ضروریات پوری کر سکتا ہوں، میں یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ کوئی چیز مجھے آپ کی طرف سے مشغول (یا غافل) کرے۔ آپ ﷺ نے مجھ سے مزید کچھ نہ کہا، میں نے اس کے بعد دل میں سوچا کہ اللہ کے رسول بہتر جانتے ہیں کہ کونسی چیز میرے لیے دنیا اور آخرت میں بہتر ہے۔ اللہ کی قسم! اگر اب اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے نکاح کے متعلق ارشاد فرمایا تو میں کہہ دوں گا کہ اللہ کے رسول ٹھیک ہے، آپ جو چاہیں مجھے ارشاد فرمائیں۔ آپ نے ایک دفعہ پھر مجھ سے فرمایا: ''ربیعہ!

(۱۱۶۹۶) تخریج: اسناده ضعيف جدا على نكارة فى متنه، المبارك بن فضالة يدلس ويسوى، وابو عمران الجونى البصرى لم يسمع من ربيعة بن كعب اخرجه الطيالسى: ۱۱۷۳، والطبرانى فى "الكبير": ٤٥٧٧ (انظر: ۱٦٥٧٧)

حَيٌّ مِنَ الْأَنْصَارِ، وَكَانَ فِيهِمْ تَرَاخٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فَقُلْ لَهُمْ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَرْسَلَنِي إِلَيْكُمْ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُزَوِّجُونِي فُلَانَةَ لِامْرَأَةٍ مِنْهُمْ۔)) فَذَهَبْتُ: فَقُلْتُ لَهُمْ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ أَرْسَلَنِي إِلَيْكُمْ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُزَوِّجُونِي فُلَانَةَ فَقَالُوا: مَرْحَبًا بِرَسُولِ اللّٰهِ وَبِرَسُولِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَاللّٰهِ، لَا يَرْجِعُ رَسُولُ رَسُولِ اللّٰهِ ص ﷺ إِلَّا بِحَاجَتِهِ فَزَوَّجُونِي وَأَلْطَفُونِي وَمَا سَأَلُونِي الْبَيِّنَةَ، فَرَجَعْتُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حَزِينًا، فَقَالَ لِي: ((مَا لَكَ يَا رَبِيعَةُ؟)) فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَتَيْتُ قَوْمًا كِرَامًا فَزَوَّجُونِي وَأَكْرَمُونِي وَأَلْطَفُونِي وَمَا سَأَلُونِي بَيِّنَةً وَلَيْسَ عِنْدِي صَدَاقٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((يَا بُرَيْدَةُ الْأَسْلَمِيُّ اجْمَعُوا لَهُ وَزْنَ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ۔)) قَالَ: فَجَمَعُوا لِي وَزْنَ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ، فَأَخَذْتُ مَا جَمَعُوا لِي فَأَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((اذْهَبْ بِهٰذَا إِلَيْهِمْ فَقُلْ: هٰذَا صَدَاقُهَا۔)) فَأَتَيْتُهُمْ فَقُلْتُ: هٰذَا صَدَاقُهَا فَرَضُوهُ وَقَبِلُوهُ وَقَالُوا: كَثِيرٌ طَيِّبٌ، قَالَ: ثُمَّ رَجَعْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ حَزِينًا، فَقَالَ: ((يَا رَبِيعَةُ! مَا لَكَ حَزِينٌ؟)) فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَا رَأَيْتُ قَوْمًا أَكْرَمَ مِنْهُمْ، رَضُوا بِمَا آتَيْتُهُمْ وَأَحْسَنُوا وَقَالُوا: كَثِيرًا طَيِّبًا، وَلَيْسَ عِنْدِي مَا أُولِمُ، قَالَ: ((يَا بُرَيْدَةُ اجْمَعُوا لَهُ

تم نکاح کیوں نہیں کر لیتے؟'' میں نے عرض کیا: جی ٹھیک ہے، آپ جو چاہیں مجھے حکم فرمائیں، آپ نے ایک انصاری قبیلہ کا نام لے کر فرمایا کہ تم ان کے ہاں جاؤ، وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کچھ وقفہ سے آیا کرتے تھے، تم جا کر ان سے کہو کہ اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے تمہاری طرف بھیجا ہے، وہ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ تم اپنے خاندان کی فلاں خاتون کا نکاح میرے ساتھ کر دو، چنانچہ میں نے ان کے ہاں جا کر ان سے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے تمہاری طرف بھیجا ہے اور حکم دیا ہے کہ تم فلاں خاتون کا نکاح میرے ساتھ کر دو۔ وہ کہنے لگے اللہ کے رسول ﷺ اور ان کے نمائندے کو مرحبا (خوش آمدید)، اللہ کی قسم، رسول اللہ ﷺ کا بھیجا ہوا آدمی اپنی ضرورت پوری کر کے واپس جائے گا۔ چنانچہ انہوں نے میرا نکاح کر دیا اور میرے ساتھ بہت اچھا برتاؤ کیا۔ انہوں نے مجھ سے اس بات کا بھی ثبوت طلب نہ کیا کہ کیا واقعی رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا بھی ہے؟ میں غمگین سا ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں واپس آیا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ربیعہ! کیا بات ہے؟'' میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں بہت ہی با اخلاق لوگوں کے پاس گیا، انہوں نے میری خوب آؤ بھگت کی اور میرے ساتھ حسن سلوک کیا، انہوں نے مجھ سے اس بات کی دلیل بھی نہیں مانگی کہ کیا واقعی آپ نے مجھے ان کی طرف بھیجا ہے؟ اب مسئلہ یہ ہے کہ میں مہر ادا کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے بریدہ اسلمی! تم اس کے لیے پانچ درہم چاندی کی قیمت کے مساوی سونا جمع کرو۔'' پس انہوں نے میرے لیے اتنا سونا جمع کر دیا، انہوں نے میری خاطر جو سونا جمع کیا تھا میں اسے لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آ گیا۔

شَاةً۔)) قَالَ: فَجَمَعُوْا لِی كَبْشًا عَظِيمًا سَمِينًا، فَقَالَ لِی رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((اذْهَبْ إِلٰى عَائِشَةَ، فَقُلْ لَهَا: فَلْتَبْعَثْ بِالْمِكْتَلِ الَّذِي فِيهِ الطَّعَامُ۔)) قَالَ: فَأَتَيْتُهَا فَقُلْتُ لَهَا مَا أَمَرَنِي بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: هٰذَا الْمِكْتَلُ فِيهِ تِسْعُ آصُعٍ شَعِيرٍ، لَا وَاللّٰهِ إِنْ أَصْبَحَ لَنَا طَعَامٌ غَيْرُهُ خُذْهُ، فَأَخَذْتُهُ فَأَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَخْبَرْتُهُ مَا قَالَتْ عَائِشَةُ، فَقَالَ: ((اذْهَبْ بِهٰذَا إِلَيْهِمْ فَقُلْ: لِيُصْبِحْ هٰذَا عِنْدَكُمْ خُبْزًا۔)) فَذَهَبْتُ إِلَيْهِمْ وَذَهَبْتُ بِالْكَبْشِ وَمَعِي أُنَاسٌ مِنْ أَسْلَمَ، فَقَالَ: لِيُصْبِحْ هٰذَا عِنْدَكُمْ خُبْزًا وَهٰذَا طَبِيخًا، فَقَالُوْا: أَمَّا الْخُبْزُ فَسَنَكْفِيكُمُوهُ وَأَمَّا الْكَبْشُ فَاكْفُونَا أَنْتُمْ، فَأَخَذْنَا الْكَبْشَ أَنَا وَأُنَاسٌ مِنْ أَسْلَمَ فَذَبَحْنَاهُ وَسَلَخْنَاهُ وَطَبَخْنَاهُ فَأَصْبَحَ عِنْدَنَا خُبْزٌ وَلَحْمٌ، فَأَوْلَمْتُ وَدَعَوْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَعْطَانِي أَرْضًا وَأَعْطَانِي أَبُو بَكْرٍ أَرْضًا وَجَاءَتِ الدُّنْيَا فَاخْتَلَفْنَا فِي عِذْقِ نَخْلَةٍ، فَقُلْتُ: أَنَا هِيَ فِي حَدِّي، وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: هِيَ فِي حَدِّي فَكَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ أَبِي بَكْرٍ كَلَامٌ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ كَلِمَةً كَرِهَهَا وَنَدِمَ، فَقَالَ لِي: يَا رَبِيعَةُ رُدَّ عَلَيَّ مِثْلَهَا حَتّٰى تَكُونَ قِصَاصًا، قَالَ: قُلْتُ: لَا أَفْعَلُ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: لَتَقُولَنَّ أَوْ لَأَسْتَعْدِيَنَّ عَلَيْكَ

آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم یہ سونا ان یعنی اپنے سسرال کے ہاں لے جاؤ اور ان سے کہنا کہ یہ اس کا مہر ہے۔'' چنانچہ میں ان لوگوں کے ہاں گیا اور میں نے ان سے کہا کہ یہ اس کا (یعنی میری بیوی کا) مہر ہے۔ وہ اس پر راضی ہوگئے اور انہوں نے اسی کو قبول کرلیا اور ساتھ ہی کہا کہ یہ بہت ہی پاکیزہ ہے۔ سیدنا ربیعہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں ایک دفعہ پھر غمگین ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''ربیعہ! کیا بات ہے؟ غمگین کیوں ہو؟'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے ان سے بڑھ کر شریف لوگ نہیں دیکھے، میں نے ان کو جو بھی دیا وہ اسی پر راضی ہوگئے اور انہوں نے خوشی کا اظہار کیا اور کہا کہ یہ بہت ہے اور پاکیزہ ہے۔ اب میری تو حالت یہ ہے کہ میں ولیمہ کرنے کی بھی استطاعت نہیں رکھتا۔ آپ نے فرمایا: ''اے بریدہ! اس کے لیے ایک بکری کا انتظام کرو۔ چنانچہ انہوں نے میرے لیے اتنی رقم جمع کر دی کہ ایک بڑا اور موٹا تازہ مینڈھا خرید لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: تم ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس جا کر ان سے کھانے والا بڑا برتن لے آؤ۔ میں ان کی خدمت میں گیا اور اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے جو حکم فرمایا تھا، میں نے ان سے بیان کر دیا۔ انہوں نے کہا: وہ یہ برتن ہے، اس میں نو صاع (تقریباً ۲۲ کلو) جو ہیں۔ اللہ کی قسم! ہمارے ہاں اس کے علاوہ کھانے کی اور کوئی چیز نہیں ہے، تم یہ لے جاؤ۔ چنانچہ میں وہ لے گیا اور لے جا کر وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ اور ام المومنین نے جو کچھ کہا تھا وہ بھی بیان کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم یہ خوراک ان (اپنے سسرال) کے ہاں لے جاؤ۔ اور کہو کہ یہ تمہارے ہاں روٹی کے کام آئیں گے۔ چنانچہ میں مینڈھا بھی

رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: مَا أَنَا بِفَاعِلٍ، قَالَ: وَرَفَضَ الْأَرْضَ وَانْطَلَقَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَانْطَلَقْتُ أَتْلُوهُ، فَجَاءَ نَاسٌ مِنْ أَسْلَمَ فَقَالُوا لِي: رَحِمَ اللّٰهُ أَبَا بَكْرٍ فِي أَيِّ شَيْءٍ يَسْتَعْدِي عَلَيْكَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ قَالَ لَكَ مَا قَالَ، فَقُلْتُ: أَتَدْرُونَ مَا هٰذَا؟ هٰذَا أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ، هٰذَا ثَانِي اثْنَيْنِ، وَهٰذَا ذُو شَيْبَةِ الْمُسْلِمِينَ، إِيَّاكُمْ لَا يَلْتَفِتُ فَيَرَاكُمْ تَنْصُرُونِي عَلَيْهِ، فَيَغْضَبُ فَيَأْتِي رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَيَغْضَبُ لِغَضَبِهِ فَيَغْضَبُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِغَضَبِهِمَا فَيُهْلِكَ رَبِيعَةَ، قَالُوا: مَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: ارْجِعُوا، قَالَ: فَانْطَلَقَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَتَبِعْتُهُ وَحْدِي حَتَّى أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَحَدَّثَهُ الْحَدِيثَ، كَمَا كَانَ فَرَفَعَ إِلَيَّ رَأْسَهُ، فَقَالَ: ((يَا رَبِيعَةُ! مَا لَكَ وَلِلصِّدِّيقِ؟)) قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! كَانَ كَذَا كَانَ كَذَا، قَالَ لِي كَلِمَةً كَرِهَهَا، فَقَالَ لِي: قُلْ كَمَا قُلْتُ حَتَّى يَكُونَ قِصَاصًا فَأَبَيْتُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَجَلْ فَلَا تَرُدَّ عَلَيْهِ وَلٰكِنْ، قُلْ: غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ!)) فَقُلْتُ: غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ، قَالَ الْحَسَنُ: فَوَلّٰى أَبُو بَكْرٍ رضی اللہ عنہ وَهُوَ يَبْكِي۔

(مسند احمد: ۱۶۶۹۳)

ساتھ لے کر وہاں چلا گیا، میرے ساتھ میرے قبیلہ کے لوگ بھی تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ یہ جو روٹی کے لیے اور یہ مینڈھا سالن پکانے کے لیے ہے، وہ کہنے لگے کہ روٹی ہم تیار کرتے ہیں اور مینڈھے کو تم تیار کرو، میں نے اور قبیلہ کے کچھ لوگوں نے مینڈھے کو ذبح کرکے اس کی کھال اتار کر گوشت تیار کرکے اسے پکایا، ہمارے پاس روٹی اور گوشت کا سالن تیار تھا۔ میں نے ولیمہ کیا اور رسول اللہ ﷺ کو بھی دعوت دی۔ اس سے آگے سیدنا ربیعہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے بعد مجھے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو قطعۂ زمین عنایت فرمایا، ہمارے پاس دنیا کا مال آ گیا، میرا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا کھجور کے ایک درخت کے بارے میں جھگڑا ہو گیا۔ میں نے دعوی کیا کہ یہ میری حد میں ہے اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کہا کہ یہ میری حد میں ہے۔ میرے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے درمیان تو تکار ہوگئی، غصے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ ایک سخت کلمہ کہہ گئے، وہ خود انہیں بھی اچھا نہ لگا اور وہ خود اس پر نادم ہوئے، انہوں نے مجھ سے کہا: ربیعہ! تم بھی مجھے اسی قسم کے الفاظ کہہ لو، تاکہ بدلہ پورا ہو جائے۔ میں نے کہا کہ میں تو ایسے نہیں کروں گا، ابوبکر رضی اللہ عنہ بولے تمہیں ایسے الفاظ کہنے ہوں گے ورنہ میں اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے شکایت کر دوں گا۔ میں نے کہا: میں تو ایسا کام نہیں کر سکتا یعنی آپ کو ایسے الفاظ نہیں کہہ سکتا۔ ربیعہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وہ متنازعہ جگہ چھوڑ دی اور نبی کریم ﷺ کی طرف چل دیے، میں بھی ان کے پیچھے پیچھے چل دیا۔ میرے قبیلے بنو اسلم کے بھی کچھ لوگ آ گئے اور انہوں نے مجھ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر رحم کرے، وہ کس بارے میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تیری شکایت کریں گے؟ حالانکہ سخت اور ناگوار قسم

کے الفاظ تو خود انہوں نے کہے ہیں۔ میں نے ان لوگوں سے
کہا: کیا تم جانتے ہو وہ کون ہیں؟ وہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، وہ
ثانی اثنین ہیں۔ (یعنی جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت
کی تو غار میں اللہ کے رسول کے ساتھ دوسرے فرد وہی تھے۔)
تمام مسلمانوں میں سے معزز ومکرم وہی ہیں۔ خبردار! خیال کرو
کہ وہ کہیں مڑ کر تمہیں نہ دیکھ لیں کہ تم ان کے خلاف میری مدد
کرنے آئے ہو۔ انہوں نے دیکھ لیا تو ناراض ہو جائیں گے۔
وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے تو ان کے غصہ کی بنیاد پر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ناراض ہو جائیں گے اور ان دونوں کی
ناراضگی کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ بھی ناراض ہو جائے گا اور ربیعہ
ہلاک ہو جائے گا۔ انھوں نے کہا: تو پھر تم ہمیں کیا حکم دیتے
ہو؟ اس نے کہا: تم واپس چلے جاؤ۔ چنانچہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چلے گئے، ان کے پیچھے پیچھے
میں بھی اکیلا چلا گیا۔ انہوں نے جا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو
ساری بات بتلا دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف سر اٹھا
کر دریافت فرمایا: ''ربیعہ! تمہارے اور ابو بکر کے درمیان کیا
بات ہوئی ہے؟'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! بات
اس طرح ہوئی تھی۔ انہوں نے مجھے ایسے الفاظ کہہ دیئے جو خود
انہیں بھی اچھے نہیں لگے، انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں بھی ان
کو اسی قسم کے الفاظ کہوں تاکہ قصاص ہو جائے۔ لیکن میں نے
ایسے الفاظ کہنے سے انکار کر دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
''بہت اچھا، تم ایسے الفاظ نہ کہنا، بلکہ تم یوں کہو ابو بکر! اللہ آپ
کو معاف کرے۔'' تو میں نے کہا: اے ابو بکر! اللہ آپ کو
معاف کرے۔ حسن نے بیان کیا کہ اس کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ
روتے ہوئے چلے گئے۔

(۱۱۶۹۷)۔ عَنْ نُعَيْمِ الْمُجْمِرِ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: كُنْتُ أَخْدُمُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَأَقُومُ لَهُ فِي حَوَائِجِهِ نَهَارِي أَجْمَعَ حَتّٰى يُصَلِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ، فَأَجْلِسَ بِبَابِهِ إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ أَقُولُ لَعَلَّهَا أَنْ تَحْدُثَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حَاجَةٌ، فَمَا أَزَالُ أَسْمَعُهُ يَقُولُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((سُبْحَانَ اللّٰهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ۔)) حَتّٰى أَمَلَّ فَأَرْجِعَ أَوْ تَغْلِبَنِي عَيْنِي فَأَرْقُدَ قَالَ: فَقَالَ لِي: يَوْمًا لِمَا يَرٰى مِنْ خِفَّتِي لَهُ وَخِدْمَتِي إِيَّاهُ: ((سَلْنِي يَا رَبِيعَةُ أُعْطِكَ۔)) قَالَ: فَقُلْتُ: أَنْظُرُ فِي أَمْرِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ ثُمَّ أُعْلِمُكَ ذٰلِكَ، قَالَ: فَفَكَّرْتُ فِي نَفْسِي فَعَرَفْتُ أَنَّ الدُّنْيَا مُنْقَطِعَةٌ زَائِلَةٌ وَأَنَّ لِي فِيهَا رِزْقًا سَيَكْفِينِي وَيَأْتِينِي، قَالَ: فَقُلْتُ: أَسْأَلُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لِآخِرَتِي، فَإِنَّهُ مِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ بِالْمَنْزِلِ الَّذِي هُوَ بِهِ، قَالَ: فَجِئْتُ فَقَالَ: ((مَا فَعَلْتَ؟ يَا رَبِيعَةُ!۔)) قَالَ: فَقُلْتُ: نَعَمْ، يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَسْأَلُكَ أَنْ تَشْفَعَ لِي إِلٰى رَبِّكَ فَيُعْتِقَنِي مِنَ النَّارِ، قَالَ: فَقَالَ: ((مَنْ أَمَرَكَ بِهٰذَا يَا رَبِيعَةُ!۔)) قَالَ: فَقُلْتُ: لَا وَاللّٰهِ الَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، مَا أَمَرَنِي بِهِ أَحَدٌ، وَلٰكِنَّكَ لَمَّا قُلْتَ سَلْنِي أُعْطِكَ وَكُنْتَ مِنَ اللّٰهِ بِالْمَنْزِلِ الَّذِي أَنْتَ بِهِ،

نعیم بن مجمر بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا اور سارا سارا دن آپ کی ضروریات پوری کیا کرتا تھا، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز ادا فرما لیتے، نماز عشاء کے بعد آپ اپنے گھر تشریف لے جاتے تو میں آپ کے دروازے پر بیٹھ رہتا۔ میں سوچتا کہ ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو کوئی ضرورت پیش آ جائے، میں کافی دیر تک آپ کی آواز سنتا رہتا کہ آپ سُبْحَانَ اللّٰهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ کے الفاظ ادا کرتے رہتے، یہاں تک کہ میں ہی تھک کر واپس آ جاتا، یا مجھ پر آنکھیں غلبہ پا لیتیں اور میں سو جاتا، میں چونکہ آپ کی خدمت کے لیے ہر وقت مستعد رہتا اور خوب خدمت کیا کرتا تھا، ایک دن آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''اے ربیعہ! مجھ سے کچھ مانگو، میں تمہیں دوں گا۔'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں غور کر کے عرض کروں گا۔ میں نے دل میں کافی سوچ بچار کی، مجھے خیال آیا کہ دنیا تو منقطع ہو جانے والی چیز ہے اور میرے پاس دنیوی رزق کافی ہے، مزید بھی آتا رہے گا، میں نے سوچا کہ میں رسول اللہ ﷺ سے آخرت کے بارے کچھ طلب کر لوں۔ کیونکہ آپ کا اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بلند مقام ہے، چنانچہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''ربیعہ! سناؤ کیا سوچا؟'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے سوچ لیا ہے۔ میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ کہ آپ میرے حق میں رب تعالیٰ کے ہاں سفارش کریں کہ وہ مجھے جہنم سے آزاد کر دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: 'ربیعہ! یہ دعا کرنے کا تمہیں کس نے کہا؟'' میں نے عرض کیا: اللہ کی

(۱۱۶۹۷) تخریج: حدیث حسن اخرجه الطبراني في "الكبير": ٤٥٧٦ (انظر: ١٦٥٧٩)

نَظَرْتُ فِي أَمْرِي وَعَرَفْتُ أَنَّ الدُّنْيَا مُنْقَطِعَةٌ وَزَائِلَةٌ، وَأَنَّ لِي فِيهَا رِزْقًا سَيَأْتِينِي، فَقُلْتُ أَسْأَلُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لِآخِرَتِي، قَالَ: فَصَمَتَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ طَوِيلًا ثُمَّ قَالَ لِي: ((إِنِّي فَاعِلٌ فَأَعِنِّي عَلَى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ۔)) (مسند احمد: ١٦٦٩٥)

قسم، اس بات کا مجھے کسی نے بھی نہیں کہا، لیکن جب آپ نے مجھ سے فرمایا کہ مجھ سے مانگو میں تمہیں دوں گا اور آپ کا اللہ کے ہاں جو مقام ہے وہ تو ہے ہی۔ تو میں نے اپنے تمام معاملات میں غور کیا تو مجھے یاد آیا کہ دنیا تو منقطع ہو جانے والی چیز ہے اور میرے پاس دنیوی رزق بہت ہے اور مزید ملتا بھی رہے گا۔ میں نے سوچا کہ میں رسول اللہ ﷺ سے آخرت کے بارے میں کچھ طلب کر لوں۔ رسول اللہ ﷺ کافی دیر خاموش رہے، پھر مجھ سے فرمایا: ''ٹھیک ہے میں یہ کام کروں گا، لیکن تم بکثرت سجدے کر کے میری مدد کرو۔''

فوائد:...... آپ غور کریں کہ سیدنا ربیعہ کتنی دوررسی اور دوراندیشی سے کام لیا کہ دنیا میں گزارہ کر لینے کو ترجیح دی اور آخرت میں جہنم سے بچنے کو اپنا مقصود قرار دیا، آگے سے نبی کریم ﷺ نے بھی ان کو صرف اپنی سفارش پر نہیں چھوڑا، بلکہ کثرت سے سجدے کرنے کی تعلیم دی۔

حَرْفُ الزَّاءِ

''ز'' سے شروع ہونے والے نام

مَا جَاءَ فِيْ زَاهِرِ بْنِ حَرَامٍ رضی اللہ عنہ

سیدنا زاہر بن حرام رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(١١٦٩٨)۔ عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ كَانَ اسْمُهُ زَاهِرًا، كَانَ يُهْدِي لِلنَّبِيِّ ﷺ الْهَدِيَّةَ مِنَ الْبَادِيَةِ، فَيُجَهِّزُهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((إِنَّ زَاهِرًا بَادِيَتُنَا وَنَحْنُ حَاضِرُوهُ۔)) وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُحِبُّهُ، وَكَانَ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی آدمی، جس کا نام زاہر تھا، وہ دیہات سے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں تحائف لایا کرتا تھا، اس کی واپسی پر رسول اللہ ﷺ بھی اسے بدلے میں کوئی چیز عطا فرمایا کرتے تھے، ایک دن نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''زاہر ہمارا دیہاتی اور ہم اس کے شہری ہیں۔'' نبی کریم ﷺ کو اس سے بہت محبت

(١١٦٩٨) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين اخرجه الترمذى فى "الشمائل": ٢٣٩، وابن حبان: ٥٧٩٠، وابويعلى: ٣٤٥٦، والبيهقى: ٦/ ١٦٩ (انظر: ١٢٦٤٨)

رَجُلًا دَمِيمًا، فَأَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمًا وَهُوَ يَبِيعُ مَتَاعَهُ، فَاحْتَضَنَهُ مِنْ خَلْفِهِ وَهُوَ لَا يُبْصِرُهُ، فَقَالَ الرَّجُلُ: أَرْسِلْنِي مَنْ هٰذَا؟ فَالْتَفَتَ فَعَرَفَ النَّبِيَّ ﷺ فَجَعَلَ لَا يَأْلُو مَا أَلْصَقَ ظَهْرَهُ بِصَدْرِ النَّبِيِّ ﷺ حِينَ عَرَفَهُ، وَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ يَشْتَرِي الْعَبْدَ؟)) فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِذًا وَاللّٰهِ تَجِدُنِي كَاسِدًا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((لٰكِنْ عِنْدَ اللّٰهِ لَسْتَ بِكَاسِدٍ۔)) أَوْ قَالَ: ((لٰكِنْ عِنْدَ اللّٰهِ أَنْتَ غَالٍ۔)) (مسند احمد: ١٢٦٧٦)

تھی، وہ حسین نہیں تھے، وہ ایک دن اپنا سامان بیچ رہا تھا کہ نبی کریم ﷺ اس کے پاس پہنچ گئے، وہ نہ دیکھ سکا اور آپ ﷺ نے اس کے پیچھے سے اسے پکڑ کر اپنے بازوؤں کے حصار میں لے لیا، وہ کہنے لگا: مجھے چھوڑ، کون ہے؟ اس نے مڑ کر دیکھا تو نبی کریم ﷺ کو پہچان لیا، اب وہ کوشش کر کے اپنی پشت کو نبی کریم ﷺ کے سینہ مبارک کے ساتھ اچھی طرح لگانے لگا اور نبی کریم ﷺ فرمانے لگے: ''اس غلام کو کون خریدے گا؟'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! آپ مجھے کم قیمت پائیں گے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''لیکن تم اللہ کے ہاں تو کم قیمت نہیں ہو، بلکہ اللہ کے ہاں تمہاری بہت زیادہ قیمت ہے۔''

فوائد:...... اگرچہ یہ رسول اللہ ﷺ کا ایک مزاحیہ انداز تھا، لیکن دراصل اس انداز میں اس صحابی کی دلجوئی تھی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ رضی اللہ عنہ
سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(١١٦٩٩)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: اِشْتَدَّ الْأَمْرُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَا رَجُلٌ يَأْتِيْنَا بِخَبَرِ بَنِي قُرَيْظَةَ؟)) فَانْطَلَقَ الزُّبَيْرُ فَجَاءَ بِخَبَرِهِمْ ثُمَّ اشْتَدَّ الْأَمْرُ أَيْضًا، فَذَكَرَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَإِنَّ الزُّبَيْرَ حَوَارِيَّ۔)) (مسند احمد: ١٤٤٢٨)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ خندق کے دن جب حالات سنگین ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی آدمی ہے جو جا کر بنو قریظہ کی خبر لے کر آئے۔'' یہ سن کر سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ گئے اور ان کے احوال معلوم کر کے آئے، جب پھر معاملہ سخت ہوا، تو آپ ﷺ نے اسی طرح تین مرتبہ فرمایا کہ ''کون ہے جو بنو قریظہ کے احوال معلوم کر کے آئے۔'' ہر بار سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ اٹھ کر گئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیر ہے۔''

فوائد:...... خندق کا دن انتہائی خوف کا دن تھا اور تیز ہوا چل رہی تھی، لیکن سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ حکم نبوی پر اپنی جان کو خطرے میں ڈالنے سے بچنا نہیں چاہتے تھے۔

حواری سے مراد خاص اور مخلص مددگار ہوتا ہے۔

(١١٦٩٩) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٨٤٧، ٢٩٩٧، ومسلم: ٢٤١٥ (انظر: ١٤٣٧٥)

(۱۱۷۰۰)۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((اَلزُّبَیْرُ ابْنُ عَمَّتِیْ وَحَوَارِیَّ مِنْ أُمَّتِیْ۔)) (مسند احمد: ۱٤٤۲۷)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زبیر میرا پھوپھی زاد اور میری امت میں سے میرا حواری ہے۔''

(۱۱۷۰۱)۔ حَدَّثَنَا زَائِدَۃُ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَیْشٍ، قَالَ: اسْتَأْذَنَ ابْنُ جُرْمُوْزٍ عَلٰی عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ وَأَنَا عِنْدَہُ، فَقَالَ عَلِیٌّ رضی اللہ عنہ: بَشِّرْ قَاتِلَ ابْنِ صَفِیَّۃَ بِالنَّارِ، ثُمَّ قَالَ عَلِیٌّ رضی اللہ عنہ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: ((إِنَّ لِکُلِّ نَبِیٍّ حَوَارِیًّا وَحَوَارِیَّ الزُّبَیْرُ۔)) سَمِعْتُ سُفْیَانَ یَقُوْلُ: الْحَوَارِیُّ النَّاصِرُ۔ (مسند احمد: ٦٨١)

زر بن جیش سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ابن جرموز نے ان سے اندر آنے کی اجازت طلب کی، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے یعنی سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے قاتل کو جہنم کی بشارت دے دو۔ اس کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیر ہے۔'' امام سفیان نے کہا: حواری سے مراد مددگار ہے۔

(۱۱۷۰۲)۔ عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَیْشٍ قَالَ: اسْتَأْذَنَ ابْنُ جُرْمُوْزٍ عَلٰی عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ فَقَالَ: مَنْ ھٰذَا؟ قَالُوْا: اِبْنُ جُرْمُوْزٍ یَسْتَأْذِنُ قَالَ: ائْذَنُوْا لَہُ لِیَدْخُلْ قَاتِلُ الزُّبَیْرِ النَّارَ، إِنِّی سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ، فَذَکَرَ الْحَدِیْثَ الْمُتَقَدِّمَ۔ (مسند احمد: ٦٨٠)

زر بن جیش سے روایت ہے کہ ابن جرموز نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہاں آنے کی اجازت طلب کی، انھوں نے دریافت کیا: ''کون ہے؟'' لوگوں نے بتلایا کہ ابن جرموز آنے کی اجازت طلب کر رہا ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اسے آنے دو، زبیر کا قاتل ضرور بالضرور جہنم رسید ہوگا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہتے سنا، پھر سابق حدیث کی طرح کی حدیث بیان کی۔

فوائد:...... جنگ جمل میں سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے مخالف تھے، جب ان دونوں کی ملاقات ہوئی تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کو یہ حدیث یاد کرائی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''(اے زبیر!) خبردار! تو علی کی مخالفت میں نکلے گا اور تو اس سے لڑے گا، جبکہ تو ظالم ہوگا۔ یہ سن کر سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ لڑائی سے رک گئے اور وہاں سے واپس پلٹ گئے، عمرو بن جرموز نے وادیٔ سباع میں ان کو پالیا اور دھوکے سے قتل کر دیا، پھر ان کی تلوار اور سر لے کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا، اس سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بہت غم اور رنج ہوا تھا اور انھوں نے اس کو جہنم کی خوشخبری سنائی تھی۔

(۱۱۷۰۰) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین اخرجہ ابن ابی شیبۃ: ۱۲/ ۹۲، والنسائی فی "الکبری": ۸۲۱۲ (انظر: ۱٤۳۷٤)

(۱۱۷۰۱) تخریج: اسنادہ حسن، اخرجہ الترمذی: ۳۷٤٤ (انظر: ٦٨١)

(۱۱۷۰۲) تخریج: انظر الحدیث السابق

(۱۱۷۰۳)۔ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ ‌رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ لِابْنِهِ عَبْدِ اللّٰهِ: يَا بُنَيَّ! أَمَا وَاللّٰهِ! إِنْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ‌صلی اللہ علیہ وسلم لَيَجْمَعُ لِي أَبَوَيْهِ جَمِيعًا يُفَدِّينِي بِهِمَا يَقُولُ: ((فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي۔)) (مسند احمد: ۱۴۰۹)

سیدنا زبیر بن عوام ‌رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے اپنے بیٹے عبداللہ سے کہا: میرے پیارے بیٹے! اللہ کی قسم! رسول اللہ ‌صلی اللہ علیہ وسلم مجھے مخاطب ہوتے ہوئے اپنے والدین کا ذکر کرکے فرمایا کرتے تھے: ''تجھ پر میرے والدین قربان ہوں۔''

فوائد:...... بڑی شان ہے اس فردِ عظیم کی کہ جس کو رسول اللہ ‌صلی اللہ علیہ وسلم یوں خطاب کریں کہ آپ ‌صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین اس پر قربان ہوں، لیکن بعض دیگر صحابہ کی مثالیں بھی موجود ہیں، ان کے حق میں بھی آپ ‌صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا کہ آپ ‌صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین فدا ہوں، دیکھیں حدیث نمبر (۱۱۷۱۶)

(۱۱۷۰۴)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ مَوْلٰى أَسْمَاءَ أَنَّهُ سَمِعَ أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ ‌رضی اللہ عنہا تَقُولُ: عِنْدِي لِلزُّبَيْرِ سَاعِدَانِ مِنْ دِيبَاجٍ كَانَ النَّبِيُّ ‌صلی اللہ علیہ وسلم أَعْطَاهُمَا إِيَّاهُ يُقَاتِلُ فِيهِمَا۔ (مسند احمد: ۲۷۵۱۵)

سیدہ اسماء ‌رضی اللہ عنہا کے غلام عبداللہ سے مروی ہے کہ اس نے سیدہ اسماء بنت ابی بکر ‌رضی اللہ عنہا کو یہ کہتے ہوئے سنا: میرے پاس زبیر ‌رضی اللہ عنہ کی دو آستینیں ہیں، جو ریشم کی بنی ہوئی وہ ان کو رسول اللہ ‌صلی اللہ علیہ وسلم نے عنایت کی تھیں، وہ انہیں پہن کر دشمن کے مقابلے کو نکلا کرتے تھے۔

(۱۱۷۰۵)۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَرْوَانَ، وَمَا إِخَالُهُ يُتَّهَمُ عَلَيْنَا، قَالَ: أَصَابَ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ رُعَافٌ سَنَةَ الرُّعَافِ حَتّٰى تَخَلَّفَ عَنِ الْحَجِّ وَأَوْصٰى، فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ فَقَالَ: اسْتَخْلِفْ، قَالَ: وَقَالُوهُ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: مَنْ هُوَ؟ قَالَ: فَسَكَتَ، قَالَ: ثُمَّ دَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ آخَرُ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ مَا قَالَ لَهُ الْأَوَّلُ وَرَدَّ عَلَيْهِ نَحْوَ ذٰلِكَ، قَالَ: فَقَالَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: قَالُوا الزُّبَيْرَ، قَالَ: نَعَمْ،

ہشام بن عروہ اپنے والد سے اور وہ مروان سے بیان کرتے ہیں، میں نہیں سمجھتا کہ وہ ہمارے نزدیک قابل تہمت ہو، اس نے کہا کہ (۳۱) سن ہجری جو کہ سنۃ الرعاف یعنی نکسیر کا سال کہلاتا ہے، اس سال سیدنا عثمان ‌رضی اللہ عنہ کو نکسیر آئی اور ان کو اس قدر نکسیر آنے لگی کہ وہ حج کے لیے بھی نہ جا سکے اور انہیں موت کا اندیشہ لاحق ہوا تو انہوں نے اپنے بعد وصیت بھی کر دی، ایک قریشی آدمی ان کی خدمت میں گیا تو اس نے پوچھا: کیا آپ کے بعد کسی کو خلیفہ نامزد کر دیا گیا ہے؟ سیدنا عثمان ‌رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: کیا لوگ ایسی باتیں کرتے ہیں؟ اس نے کہا: جی ہاں، انھوں نے پوچھا: وہ کون ہے یعنی خلیفہ کسے نامزد کیا

(۱۱۷۰۳) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۷۲۰، ومسلم: ۲۴۱۶ (انظر: ۱۴۰۹)
(۱۱۷۰۴) تخریج: اسناده ضعیف، ابن لهيعة تفرد به، وهو ممن لا يحتمل تفرده (انظر: ۲۶۹۷۵)
(۱۱۷۰۵) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۷۱۷ (انظر: ۴۵۵)

قَالَ: أَمَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنْ كَانَ لَخَيْرَهُمْ مَا عَلِمْتُ وَأَحَبَّهُمْ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ٤٥٥)

گیا ہے؟ وہ خاموش رہا، پھر ایک اور آدمی آیا اور اس نے بھی پہلے آدمی والی بات کی اور انہوں نے اسے بھی وہی جواب دیا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا لوگ زبیر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنائے جانے کا ذکر کرتے ہیں۔ اس نے کہا: جی ہاں۔ انھوں نے کہا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میرے علم کے مطابق وہ سب سے افضل ہیں اور ررسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب تھے۔

فوائد:...... سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نکسیر کے مرض میں مبتلا ہوئے اور لوگوں میں مشہور ہو گیا کہ انہوں نے سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ نامزد کر دیا ہے، حالانکہ ایسی کوئی بات نہیں ہوئی تھی، تاہم اس سے پتہ چلا کہ عوام کی نظروں میں وہ اس قابل تھے کہ ان کو خلیفہ مقرر کر دیا جاتا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

سیدنا زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(١١٧٠٦)۔ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدٍ، أَنَّ أَبَاهُ زَيْدًا أَخْبَرَهُ أَنَّهُ لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِينَةَ، قَالَ زَيْدٌ: ذُهِبَ بِي إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأُعْجِبَ بِي، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! هٰذَا غُلَامٌ مِنْ بَنِي النَّجَّارِ مَعَهُ مِمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ بِضْعَ عَشْرَةَ سُورَةً، فَأَعْجَبَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ وَقَالَ: ((يَا زَيْدُ! تَعَلَّمْ لِي كِتَابَ يَهُودَ فَإِنِّي وَاللّٰهِ مَا آمَنُ يَهُودَ عَلَى كِتَابِي۔)) قَالَ زَيْدٌ: فَتَعَلَّمْتُ كِتَابَهُمْ مَا مَرَّتْ بِي خَمْسَ عَشْرَةَ لَيْلَةً حَتَّى حَذَقْتُهُ وَكُنْتُ أَقْرَأُ لَهُ كُتُبَهُمْ إِذَا كَتَبُوا إِلَيْهِ وَأُجِيبُ عَنْهُ إِذَا كَتَبَ۔ (مسند احمد: ٢١٩٥٤)

خارجہ بن زید سے روایت ہے، ان کے والد سیدنا زید رضی اللہ عنہ نے ان کو بتلایا کہ نبی کریم ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو مجھے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لایا گیا، آپ ﷺ مجھے دیکھ کر خوش ہوئے، گھر والوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! بنو نجار کے اس لڑکے کو آپ پر نازل کی گئی سورتوں میں سے دس سے زیادہ سورتیں یاد ہیں، یہ بات بھی نبی کریم ﷺ کو بہت اچھی لگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''زید! تم یہودیوں کی زبان اور لکھنا پڑھنا سیکھ لو، اللہ کی قسم میں اپنی تحریروں کے بارے میں یہودیوں پر اعتماد نہیں کر سکتا۔'' زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ان کی زبان لکھنا پڑھنا اور سیکھنا شروع کی اور میں پندرہ دنوں میں اس کا ماہر ہو گیا، اس کے بعد جب یہودی لوگ نبی کریم ﷺ کے نام خطوط لکھتے تو میں ہی وہ پڑھ کر نبی کریم ﷺ کو سناتا اور جب رسول اللہ ﷺ ان کے خطوط

(١١٧٠٦) تخريج: حديث حسن، اخرجه ابوداود: ٣٦٤٥، والترمذي: ٢٧١٥ (انظر: ٢١٦١٨)

کا جواب لکھواتے تو میں ہی لکھا کرتا۔

(۱۱۷۰۷)۔ عَنْ ثَابِتِ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ: قَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((تُحْسِنُ السُّرْيَانِيَّةَ إِنَّهَا تَأْتِينِي كُتُبٌ۔)) قَالَ: قُلْتُ: لَا، قَالَ: ((فَتَعَلَّمْهَا۔)) فَتَعَلَّمْتُهَا فِي سَبْعَةَ عَشَرَ يَوْمًا۔ (مسند احمد: ۲۱۹۲۰)

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''کیا تم سریانی زبان اچھی طرح جانتے ہو؟ میرے پاس اس زبان میں خطوط آتے ہیں۔'' میں نے عرض کیا: جی نہیں، آپ نے فرمایا: ''تو پھر تم اس زبان کو اچھی طرح سیکھ لو۔'' پس میں نے سترہ دنوں میں یہ زبان اچھی طرح سیکھ لی۔

فوائد:...... مدینہ میں سریانی زبان جاننے والے یہودی تھے، جب اس زبان میں آپ ﷺ کو کوئی خط موصول ہوتا تو آپ ﷺ کو یہودیوں سے مدد لینا پڑتی کہ اس میں کیا لکھا ہے اور اس کا کیا جواب دینا ہے، جبکہ آپ ﷺ کو اس قوم پر اعتماد بھی نہیں تھا، اس لیے آپ ﷺ نے سیدنا زید رضی اللہ عنہ کی ذمہ داری لگائی کہ وہ اس زبان کی تعلیم حاصل کریں، انھوں نے پندرہ سولہ دنوں میں یہ ذمہ داری پوری کر دی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ وَالِدِ أُسَامَةَ رضی اللہ عنہ

سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کے والد سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(۱۱۷۰۸)۔ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: اجْتَمَعَ جَعْفَرٌ وَعَلِيٌّ وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ، فَقَالَ جَعْفَرٌ: أَنَا أَحَبُّكُمْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ عَلِيٌّ: أَنَا أَحَبُّكُمْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَقَالَ زَيْدٌ: أَنَا أَحَبُّكُمْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالُوا: انْطَلِقُوا بِنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَتَّى نَسْأَلَهُ، فَقَالَ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ: فَجَاءُوا يَسْتَأْذِنُونَهُ، فَقَالَ: ((اخْرُجْ فَانْظُرْ مَنْ هٰؤُلَاءِ؟)) فَقُلْتُ: هٰذَا جَعْفَرٌ وَعَلِيٌّ وَزَيْدٌ، مَا أَقُولُ أَبِي؟ قَالَ: ((ائْذَنْ لَهُمْ۔)) وَدَخَلُوا

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا جعفر، سیدنا علی اور سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہم اکٹھے ہو گئے۔ سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کے رسول کو تم میں سب سے زیادہ محبت مجھ سے ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کے رسول کو تم میں سب سے زیادہ مجھ سے محبت ہے۔ اور سیدنا زید رضی اللہ عنہ نے بھی کہا کہ تم سب کی بہ نسبت آپ ﷺ کو مجھ سے زیادہ محبت ہے۔ پھر وہ سب بولے کہ چلو اللہ کے رسول کے پاس چلتے ہیں، پس ان سب نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسامہ باہر جا کر دیکھو کون لوگ ہیں؟'' انھوں نے بتلایا کہ سیدنا جعفر، سیدنا علی

(۱۱۷۰۷) تخریج: اسنادہ صحیح، اخرجہ الطبرانی: ٤٩٢٧ (انظر: ۲۱۵۸۷)

(۱۱۷۰۸) تخریج: صحیح، قالہ الالبانی، اخرجہ البخاری فی "التاریخ الکبیر": ۱/ ۲۰، والنسائی فی "خصائص علی": ۱۳۸، والحاکم: ۳/ ۲۱۷ (انظر: ۲۱۷۷۷)

فَقَالُوْا: مَنْ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: ((فَاطِمَةُ۔)) قَالُوْا: نَسْأَلُكَ عَنِ الرِّجَالِ، قَالَ: ((أَمَّا أَنْتَ يَا جَعْفَرُ فَأَشْبَهَ خَلْقُكَ خَلْقِي وَأَشْبَهَ خُلُقِي خُلُقَكَ وَأَنْتَ مِنِّي وَشَجَرَتِي، وَأَمَّا أَنْتَ يَا عَلِيُّ! فَخَتَنِي وَأَبُو وَلَدِي وَأَنَا مِنْكَ وَأَنْتَ مِنِّي، وَأَمَّا أَنْتَ يَا زَيْدُ! فَمَوْلَايَ وَمِنِّي وَإِلَيَّ وَأَحَبُّ الْقَوْمِ إِلَيَّ۔)) (مسند احمد: ۲۲۱۲۰)

اور سیدنا زید رضی اللہ عنہ ہیں، میں نے یہ نہیں کہا کہ میرے والد ہیں (یادر ہے کہ سیدنا زید، سیدنا اسامہ کے والد تھے)، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان لوگوں کو آنے کی اجازت دے دو۔'' سو وہ لوگ آئے اور انہوں نے دریافت کیا کہ آپ کو ہم میں سے زیادہ محبت کس کے ساتھ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''فاطمہ کے ساتھ۔'' انھوں نے کہا: ہم تو آپ سے مردوں کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''اے جعفر! تمہاری شکل وصورت میری شکل وصورت سے اور میری شکل وصورت تمہاری شکل وصورت کے مشابہ ہے، آپ مجھ سے اور میرے خاندان میں سے ہیں، اے علی! آپ میرے داماد اور میری اولاد کے باپ ہیں، میں تمہارا ہوں اور تم میرے ہو اور اے زید! آپ میرے آزاد کردہ غلام ہو اور مجھ سے ہیں، آپ کا مجھ سے گہرا تعلق ہے اور تم مجھے سب سے زیادہ محبوب ہو۔''

فوائد:...... آپ ﷺ نے ہر ایک کو اس کا مخصوص مقام عطا کر دیا، جس کی روشنی میں ہر کوئی دوسرے سے بالاتر نظر آ رہا ہے۔

(۱۱۷۰۹)۔ عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ: مَا بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ فِي جَيْشٍ قَطُّ إِلَّا أَمَّرَهُ عَلَيْهِ، وَلَوْ بَقِيَ بَعْدَهُ اسْتَخْلَفَهُ۔ (مسند احمد: ۲٦٤۲۳)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو جس لشکر میں بھی روانہ کیا، ان کو اس کا امیر ہی مقرر کیا، اگر وہ آپ ﷺ کے بعد زندہ رہتے تو آپ انہیں کو لشکروں کا امیر بنا دیتے۔''

فوائد:...... سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت ومنقبت بھی عیاں ہوتی ہے، وہ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے، بلکہ آپ ﷺ نے ان کو اپنا لے پالک بیٹا بنا رکھا تھا۔

(۱۱۷۰۹) تخريج: اسناده حسن أن صح سماع عبد الله البهي من عائشة، فقد ثبته البخاري، ودفعه احمد، اخرجه ابن ابي شيبة: ۱۲/ ۱٤۰، والنسائي في "الكبرى": ۸۱۸۲، والحاكم: ۳/ ۲۱۵ (انظر: ۲۵۸۹۸)

حَرْفُ السِّيْنِ الْمُهْمَلَةِ
''س'' سے شروع ہونے والے نام

مَا جَاءَ فِي السَّائِبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَيُقَالُ لَهُ: السَّائِبُ بْنُ اَبِي السَّائِبِ رضی اللہ عنہ
سیدنا سائب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا تذکرہ، ان کو سائب بن ابو سائب بھی کہتے ہیں

(۱۱۷۱۰)۔ عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: جِيْءَ بِيْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ جَاءَ بِي عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ وَزُهَيْرٌ فَجَعَلُوْا يُثْنُوْنَ عَلَيْهِ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تُعْلِمُوْنِي بِهِ قَدْ كَانَ صَاحِبِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ۔)) قَالَ: قَالَ نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَنِعْمَ الصَّاحِبُ كُنْتَ، قَالَ: فَقَالَ: ((يَا سَائِبُ انْظُرْ أَخْلَاقَكَ الَّتِي كُنْتَ تَصْنَعُهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَاجْعَلْهَا فِي الْإِسْلَامِ، أَقْرِ الضَّيْفَ، وَأَكْرِمِ الْيَتِيْمَ، وَأَحْسِنْ إِلَى جَارِكَ۔)) (مسند احمد: ۱۵۵۸۵)

سیدنا سائب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: فتح مکہ والے روز مجھے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لایا گیا، سیدنا عثمان بن عفان اور سیدنا زہیر مجھے لے کر آئے تھے، وہ آپ ﷺ کے سامنے میری تعریف وتوصیف کرنے لگے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہیں اس کے بارے میں مجھے بتلانے کی ضرورت نہیں، یہ قبل از اسلام میرے ساتھی تھے۔'' سیدنا سائب رضی اللہ عنہ نے بھی کہا: آپ کے رسول نے بالکل درست فرمایا ہے، آپ ﷺ بہترین رفیق تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''سائب! تم اپنے اسلام سے پہلے والے اخلاق پر نظر رکھنا اور اسلام میں بھی وہی اخلاق اپنائے رکھنا، مہمانوں کی مہمان نوازی کیا کرو، یتیموں کا اکرام کیا کرو اور اپنے ہمسایوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے رہو۔''

(۱۱۷۱۱)۔ عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ أَبِي السَّائِبِ، أَنَّهُ كَانَ يُشَارِكُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَبْلَ الْإِسْلَامِ فِي التِّجَارَةِ، فَلَمَّا

سیدنا سائب بن ابی سائب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ اسلام سے قبل رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر تجارت کیا کرتے تھے، مکہ فتح ہوا تو نبی کریم ﷺ نے ان کو دیکھ کر فرمایا: ''میں اپنے

(۱۱۷۱۰) تخریج: اسناده ضعیف، ابراهیم بن مهاجر البجلی ضعیف، ومجاهد بن جبر المکی لم یرو عن السائب، بل بینهما قائد السائب، وهو لم نقع علی اسمه وترجمته فیما بین ایدینا من المصادر اخرجه مختصرا ابوداود: ۴۸۳۶، وابن ماجه: ۲۲۸۷ (انظر: ۱۵۵۰۰)

(۱۱۷۱۱) تخریج: مجاهد بن جبر المکی لم یرو عن السائب، بل بینهما قائد السائب، وهو لم نقع علی اسمه وترجمته فیما بین ایدینا من المصادر اخرجه ابن ابی شیبة: ۱۴/ ۵۰۵، والحاکم: ۲/ ۶۱ (انظر: ۱۵۵۰۵)

كَانَ يَوْمُ الْفَتْحِ جَاءَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((مَرْحَبًا بِأَخِي وَشَرِيكِي (وَفِي رِوَايَةٍ: كُنْتَ شَرِيكِي وَكُنْتَ خَيْرَ شَرِيكٍ) كَانَ لَا يُدَارِي وَلَا يُمَارِي يَا سَائِبُ، قَدْ كُنْتَ تَعْمَلُ أَعْمَالًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ لَا تُقْبَلُ مِنْكَ، وَهِيَ الْيَوْمَ تُقْبَلُ مِنْكَ۔)) وَكَانَ ذَا سَلَفٍ وَصِلَةٍ۔ (مسند احمد: ۱۵۵۹۰)

بھائی اور شریک کار کو مرحبا کہتا ہوں۔'' دوسری روایت میں ہے: آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میرے شریک کار تھے اور بہترین شریک کار تھے، وہ کسی بھی معاملے میں اختلاف اور جھگڑا نہیں کرتے تھے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے سائب! تم جاہلیت میں بہت اچھے عمل کرتے رہے، مگر وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول نہیں ہوتے تھے،، اب تمہاری طرف سے ایسے اعمال اللہ کے ہاں قبول ہوں گے۔'' سیدنا سائب رضی اللہ عنہ لوگوں کو ادھار اور ادائیگی میں مہلت دیا کرتے اور صلہ رحمی کیا کرتے تھے۔

فوائد:...... سیدنا سائب بن ابی سائب رضی اللہ عنہ وہ صحابی ہیں، جن کی تالیف قلبی کی گئی تھی، پھر یہ بہترین مسلمان بن گئے تھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ رضی اللہ عنہ

سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(۱۱۷۱۲)۔ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ حَجَّ بِي أَبِي مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ، وَأَنَا ابْنُ سَبْعِ سِنِيْنَ۔ (مسند احمد: ۱۵۸۰۹)

سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: حجۃ الوداع میں، جبکہ میری عمر سات برس تھی، میرے والد نے مجھے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں مجھے حج کرایا۔

(۱۱۷۱۳)۔ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ الصِّبْيَانِ إِلَى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ، نَتَلَقَّى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوكَ، وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً: أَذْكُرُ مَقْدَمَ النَّبِيِّ ﷺ لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ تَبُوكَ۔ (مسند احمد: ۱۵۸۱۲)

سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لائے تو میں دوسرے بچوں کے ساتھ آپ کے استقبال کے لیے ''ثنیۃ الوداع'' کی طرف گیا تھا۔ سفیان راوی نے ایک مرتبہ یوں بیان کیا: سائب رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے آپ ﷺ کی آمد کا واقعہ یاد ہے، جب آپ ﷺ تبوک سے واپس آئے تھے۔

فوائد:...... جب لوگ جہاد اور حج جیسے امورِ خیر سے واپس آ رہے ہوں تو ان کا استقبال کرنے کے لیے اور ان سے ملاقات کرنے کے لیے جانا معروف اور محبت بھرا عمل ہے۔

(۱۱۷۱۲) تخريج: أخرجه البخاري: ۱۸۵۸ (انظر: ۱۵۷۱۸)

(۱۱۷۱۳) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۰۸۳، ٤٤٢٦ (انظر: ۱۵۷۲۱)

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ سَالِمٍ مَوْلٰى أَبِيْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ

سیدنا ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے غلام سیدنا سالم رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(۱۱۷۱۴)۔ عَنِ ابْنِ سَابِطٍ، عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: اَبْطَأْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((مَا حَبَسَكِ يَا عَائِشَةُ؟)) قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ فِي الْمَسْجِدِ رَجُلًا مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَحْسَنَ قِرَائَةً مِنْهُ، قَالَ: فَذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَإِذَا هُوَ سَالِمٌ مَوْلٰى أَبِيْ حُذَيْفَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَ فِيْ أُمَّتِيْ مِثْلَكَ۔)) (مسند احمد: ۲۵۸۳٤)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: مجھے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضری دینے میں تاخیر ہوگئی، اس لیے آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''عائشہ! تم کیوں لیٹ ہوگئی ہو؟ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مسجد میں ایک آدمی تھا، میں نے اس سے زیادہ حسین قرأت کرتے کسی کو نہیں سنا۔ رسول اللہ ﷺ نے جا کر دیکھا تو وہ سیدنا ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے غلام سیدنا سالم رضی اللہ عنہ تھے، ان کو دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کا شکر ہے، جس نے میری امت میں تم جیسے لوگ بھی پیدا کیے ہیں۔''

فوائد:...... قابل غور بات یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کون سی صفت کی بنا پر ایک غلام پر تعجب کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہے ہیں کہ اس نے آپ ﷺ کی امت میں ایسے باعث ناز لوگ پیدا کیے ہیں، وہ صفت صرف اور صرف یہ تھی کہ وہ خوبصورت آواز کے ساتھ قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتے ہیں، کاش ہمارے رجحانات اور میلانات بھی اسی مزاج کے مطابق بن جاتے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ ذُبَابٍ رضی اللہ عنہ

سیدنا سعد بن ابی ذباب رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(۱۱۷۱۵)۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ ذُبَابٍ، قَالَ: قَدِمْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَسْلَمْتُ قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اجْعَلْ لِقَوْمِيْ مَا أَسْلَمُوْا عَلَيْهِ مِنْ أَمْوَالِهِمْ، فَفَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاسْتَعْمَلَنِيْ عَلَيْهِمْ، ثُمَّ اسْتَعْمَلَنِيْ أَبُوْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ، ثُمَّ اسْتَعْمَلَنِيْ

سیدنا سعد بن ابی ذباب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور اسلام قبول کیا، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! قبول اسلام کے وقت میری قوم کے لوگوں کے پاس جو اموال ہیں، آپ وہ اموال انہی کی ملکیت میں رہنے دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ایسے ہی کیا اور مجھے میری قوم پر امیر مقرر کر دیا، بعد میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اور ان کے

(۱۱۷۱٤) تخریج: (انظر: ۲۵۳۲۰)

(۱۱۷۱۵) تخریج: اسناده ضعیف لجهالة حال منیر بن عبد الله ووالده، اخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ٥٤٥٨، والبزار: ۸۷۸، وابن ابی شیبة: ۱۲/ ٤٦٦ (انظر: ۱٦۷۲۸)

عُمَرُ مِنْ بَعْدِهِ۔ (مسند احمد: ١٦٨٤٨)

بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بھی مجھے میری قوم پر امیر مقرر کیے رکھا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ وَيُقَالُ لَهُ أَيْضًا: سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا تذکرہ، ان کو سعد بن مالک رضی اللہ عنہ بھی کہا جاتا ہے

(١١٧١٦)۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَجْمَعُ أَبَاهُ وَأُمَّهُ لِأَحَدٍ غَيْرِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، فَإِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ يَوْمَ أُحُدٍ: ((ارْمِ يَا سَعْدُ! فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي۔)) (مسند احمد: ١٠١٧)

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو کبھی نہیں سنا کہ آپ نے کسی کے لیے یوں فرمایا ہو کہ آپ ﷺ کے ماں باپ اس پر فدا ہوں، ما سوائے سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے، میں نے خود سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے احد والے دن فرمایا: ''اے سعد! تم دشمن پر تیر برساؤ، میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں۔''

فوائد:...... دیکھیں حدیث نمبر (١١٧٠٣)

(١١٧١٧)۔ وَعَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: قَالَ سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ جَمَعَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَبَوَيْهِ يَوْمَ أُحُدٍ۔ (مسند احمد: ١٤٩٥)

سیدنا سعد بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: احد کے دن رسول اللہ ﷺ نے میرے حق میں فدائیہ جملہ کہتے ہوئے اپنے والد اور والدہ دونوں کا ذکر کیا۔

(١١٧١٨)۔ حَدَّثَنَا قَيْسٌ قَالَ: سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: إِنِّي لَأَوَّلُ الْعَرَبِ رَمَى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَلَقَدْ أَتَيْنَا نَغْزُو مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَمَا لَنَا طَعَامٌ نَأْكُلُهُ إِلَّا وَرَقَ الْحُبْلَةِ، وَهٰذَا السَّمُرَ حَتّٰى إِنَّ أَحَدَنَا لَيَضَعُ كَمَا تَضَعُ الشَّاةُ مَا لَهُ خِلْطٌ، ثُمَّ أَصْبَحَتْ بَنُو أَسَدٍ يُعَزِّرُونِي عَلَى الدِّينِ، لَقَدْ خِبْتُ إِذَنْ وَضَلَّ عَمَلِي۔ (مسند احمد: ١٦١٨)

سیدنا سعد بن مالک یعنی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں سب سے پہلا عرب ہوں، جس نے اللہ کی راہ میں سب سے پہلے تیر برسانے [1] کی سعادت نصیب ہوئی، میں نے صحابہ کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس حال میں بھی دیکھا ہے کہ ہمارے پاس کھانے کے لیے خاردار درختوں کے پتوں اور ببول کے درخت کے سوا کچھ نہ تھا، ہم قضائے حاجت کو جاتے تو بکریوں کی طرح مینگنیاں کرتے، فضلہ کے ساتھ کسی قسم کی آلائش نہ ہوتی (یعنی بالکل خشک فضلہ ہوتا

(١١٧١٦) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٩٠٥، ٦١٨٤، ومسلم: ٢٤١١ (انظر: ١٠١٧)

(١١٧١٧) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٧٢٥، ٤٠٥٧، ومسلم: ٢٤١٢ (انظر: ١٤٩٥)

(١١٧١٨) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٤١٢، ومسلم: ٢٩٦٦ (انظر: ١٦١٨)

[1] نبی کریم ﷺ نے ۱ھ میں ایک سریہ روانہ کیا۔ مقصد قریشی تجارتی قافلہ پر حملہ تھا۔ اس میں دونوں طرف سے تیروں کا تبادلہ ہوا۔ سعد اس سریہ میں شامل تھے اور سب سے پہلے انہوں نے تیر چلایا تھا، جس کا وہ اس حدیث میں تذکرہ کر رہے ہیں۔ فتح الباری: ص ۸۲۔ (عبداللہ رفیق)

تھا)۔ اب بنو اسد کے لوگوں کا حال یہ ہے کہ وہ دین کے بارے میں مجھ پر طنز کرتے ہیں، اگر ان کا طنز حقیقت پر مبنی ہو تو میں تو خسارے میں رہا اور میرے اعمال برباد ہو گئے۔

(۱۱۷۱۹)۔ (وَعَنْهُ بِلَفْظٍ آخَرَ) قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُنِي مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سَابِعَ سَبْعَةٍ، وَمَا لَنَا طَعَامٌ اِلَّا وَرَقَ الْحُبْلَةِ، حَتّٰى أَنَّ أَحَدَنَا لَيَضَعُ كَمَا تَضَعُ الشَّاةُ مَا يُخَالِطُهُ شَيْءٌ، ثُمَّ أَصْبَحَتْ بَنُوْ أَسَدٍ يُعَزِّرُوْنِيْ عَلَى الْإِسْلَامِ، لَقَدْ خَسِرْتُ إِذًا وَضَلَّ سَعْيِيْ۔ (مسند احمد: ۱۴۹۸)

(دوسری روایت) سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے خود کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دیکھا، میں مسلمان ہونے والے گروہ میں ساتواں ❶ فرد تھا، ہمارے پاس خوراک کے طور پر صرف خاردار درختوں کے پتے تھے اور ہم قضائے حاجت کرتے تو بکریوں کی طرح مینگنیاں کرتے تھے اور یہ فضلہ لیس دار نہیں ہوتا تھا، لیکن اب بنو اسد اسلام کے بارے میں مجھ پر طنز کرتے ہیں، اگر ان کی بات درست ہو تو میں تو خسارے میں رہا اور میرے سارے اعمال اکارت گئے۔

فوائد:...... سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کوفہ کے والی تھے، لیکن کوفہ والوں نے یہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے یہ شکایت کی تھی کہ ان کا والی اچھے انداز میں نماز نہیں پڑھاتا، سیدنا سعد ﷺ ان حجتی لوگوں کی اس شکایت کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔

(۱۱۷۲۰)۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((أَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ مِنْ هٰذَا الْبَابِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ۔)) فَدَخَلَ سَعْدُ بْنُ أَبِيْ وَقَّاصٍ۔ (مسند احمد: ۷۰۶۹)

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اس دروازے سے سب سے پہلے داخل ہونے والا آدمی اہل جنت میں سے ہے۔'' پس سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اس دروازے سے داخل ہوئے۔

(۱۱۷۲۱)۔ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ أُنْزِلَتْ فِي أَبِي أَرْبَعُ آيَاتٍ قَالَ: قَالَ أَبِي أَصَبْتُ سَيْفًا قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! نَفِّلْنِيهِ،

سیدنا مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میرے باپ (سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) کے بارے میں چار آیات نازل ہوئی ہیں، میرے والد نے کہا: (غزوہ بدر کے

(۱۱۷۱۹) تخریج: انظر الحدیث السابق

(۱۱۷۲۰) تخریج: اسنادہ ضعیف، لضعف رشدین، والحجاج بن شداد الصنعانی، قال ابن القطان: لا یعرف حالہ (انظر: ۷۰۶۹)

(۱۱۷۲۱) تخریج: أخرجہ مسلم: ۱۷۴۸ (انظر: ۱۵۶۷)

❶ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سعد بن ابی وقاص بالکل ابتدائی مسلمان ہونے والوں میں سے ہیں۔ (بخاری: ۳۷۲۷) کی ایک روایت کے مطابق انہوں نے اپنے آپ کو ''ثلث الاسلام'' بھی قرار دیا ہے۔

قَالَ: ((ضَعْهُ۔)) قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! نَفِّلْنِيهِ، أُجْعَلُ كَمَنْ لَا غَنَاءَ لَهُ، قَالَ: ((ضَعْهُ مِنْ حَيْثُ أَخَذْتَهُ۔)) فَنَزَلَتْ: ﴿يَسْأَلُونَكَ الْأَنْفَالَ﴾ قَالَ: وَهِيَ فِي قِرَاءَةِ ابْنِ مَسْعُودٍ كَذٰلِكَ ﴿قُلِ الْأَنْفَالُ﴾ وَقَالَتْ أُمِّي: أَلَيْسَ اللّٰهُ يَأْمُرُكَ بِصِلَةِ الرَّحِمِ وَبِرِّ الْوَالِدَيْنِ، وَاللّٰهِ! لَا آكُلُ طَعَامًا وَلَا أَشْرَبُ شَرَابًا حَتّٰى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ، فَكَانَتْ لَا تَأْكُلُ حَتّٰى يَشْجُرُوْا فَمَهَا بِعَصًا فَيَصُبُّوا فِيهِ الشَّرَابَ، قَالَ شُعْبَةُ: وَأُرَاهُ قَالَ: وَالطَّعَامَ، فَأُنْزِلَتْ: ﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ﴾ وَقَرَأَ حَتّٰى بَلَغَ ﴿بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ﴾ وَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ وَأَنَا مَرِيضٌ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أُوصِي بِمَالِي كُلِّهِ فَنَهَانِي، قُلْتُ: النِّصْفُ، قَالَ: ((لَا۔)) قُلْتُ: الثُّلُثُ، فَسَكَتَ فَأَخَذَ النَّاسُ بِهِ وَصَنَعَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ طَعَامًا فَأَكَلُوْا وَشَرِبُوا وَانْتَشَوْا مِنَ الْخَمْرِ، وَذَاكَ قَبْلَ أَنْ تُحَرَّمَ، فَاجْتَمَعْنَا عِنْدَهُ فَتَفَاخَرُوْا وَقَالَتِ الْأَنْصَارُ: الْأَنْصَارُ خَيْرٌ، وَقَالَتِ الْمُهَاجِرُونَ: الْمُهَاجِرُونَ خَيْرٌ، فَأَهْوٰى لَهُ رَجُلٌ بِلَحْيِ جَزُورٍ فَفَزَرَ أَنْفَهُ، فَكَانَ أَنْفُ سَعْدٍ مَفْزُورًا فَنَزَلَتْ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ ﴿فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ﴾ [المائدة: ۹۰۔۹۱]۔ (مسند احمد: ۱۵٦۷)

دوران) مجھے ایک تلوار ملی، میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ یہ تلوار مجھے زائد حصہ کے طور پر دے دیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے رکھ دو۔'' میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ یہ تلوار تو مجھے میرے حصہ سے زائد کے طور پر عنایت فرما دیں، بس آپ مجھے یوں سمجھیں کہ میرا اس کے بغیر گزارہ نہیں ہو سکتا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے یہ جہاں سے اٹھائی ہے، وہیں رکھ دو۔'' اس موقع پر آیت نازل ہوئی: ﴿يَسْأَلُونَكَ الْأَنْفَالَ قُلِ الْأَنْفَالُ﴾ یہ قراءت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ہے، (جبکہ قرآن کریم کی متواتر قرأت میں ''يَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ'' ہے)۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: میری والدہ نے کہا: کیا اللہ آپ کو صلہ رحمی اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم نہیں دیتا؟ اللہ کی قسم! میں اس وقت تک نہ کچھ کھاؤں گی اور نہ پیوں گی جب تک تم محمد (ﷺ) کے ساتھ کفر نہیں کرو گے، پس وہ کچھ نہیں کھاتی تھی، یہاں تک کہ گھر والے لکڑی کے ذریعے اس کے منہ کو کھول کر رکھتے اور وہ اس میں پینے کی کوئی چیز ڈالتے تھے۔ شعبہ کہتے ہیں: میرا خیال ہے کہ میرے شیخ سماک بن حرب نے کھانے کا بھی ذکر کیا تھا، اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصٰلُهُ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيْرُ۔ وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔﴾ ......''اور حقیقت یہ ہے کہ ہم نے انسان کو اپنے والدین کا حق پہچاننے کی خود تاکید کی ہے۔ اس کی ماں ضعف پر ضعف اٹھا کر اپنے پیٹ میں رکھا اور دو سال اس کا دودھ چھوٹنے میں لگے۔

(اسی لیے ہم نے اس کو نصیحت کی کہ) میرا شکر کر اور اپنے والدین کا شکر بجا لا، میری ہی طرف تجھے پلٹنا ہے۔لیکن وہ اگر دباؤ ڈالیں کہ میرے ساتھ تو کسی ایسے کو شریک کرے جسے تو نہیں جانتا تو ان کی بات ہرگز نہ مان۔ دنیا میں ان کے ساتھ نیک برتاؤ کرتا رہ مگر پیروی اس شخص کے راستے کی کر جس نے میری طرف رجوع کیا ہے۔ پھر تم سب کو پلٹنا میری ہی طرف ہے،اس وقت میں تمہیں بتا دوں گا کہ تم کیسے عمل کرتے رہے تھے۔'' (سورۂ لقمان: ۱۴،۱۵) سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں بیمار تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا میں اپنے سارے مال کی (اللہ کی راہ میں صدقہ کرنے کی) وصیت کر سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے کہا: آدھے مال کی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے پوچھا: ایک تہائی کی۔ آپ یہ بات سن کر خاموش ہو گئے اور لوگوں نے اسی پر عمل شروع کر دیا، ایک انصاری نے کھانے کی دعوت کی، لوگوں نے وہاں کھانا کھایا اور شراب پی کر نشے میں مست ہو گئے، یہ حرمتِ شراب سے پہلے کی بات ہے، ہم اس کے ہاں جمع ہوئے، لوگ ایک دوسرے پر تفاخر کا اظہار کرنے لگے، انصار نے کہا کہ ہم افضل ہیں اور مہاجرین کہنے لگے کہ ہم افضل ہیں، ایک آدمی نے اونٹ کا جبڑا اٹھا کر سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو دے مارا اور ان کی ناک کو چیر ڈالا، سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کی ناک چیری ہوئی تھی۔ اس موقع پر یہ آیات نازل ہوئیں: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ. إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ

فَهَلْ أَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ﴾...... ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور شرک کے لیے نصب کردہ چیزیں اور فال کے تیر سراسر گند ہیں، شیطان کے کام سے ہیں، سو اس سے بچو، تاکہ تم فلاح پاؤ، شراب اور جوئے کے ذریعے شیطان تمہارے درمیان عداوت اور بغض ڈالنا اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے غافل کرنا چاہتا ہے۔ تو کیا تم ان دونوں کاموں سے باز نہیں آؤ گے؟'' (سورۂ مائدہ: ۹۰، ۹۱)

فوائد:...... حافظ ابن کثیر نے (کتاب العشرة للطبرانی) کا حوالہ دے کر یہ روایت ذکر کی ہے: سیدنا سعد بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی ہے، میں اپنی ماں کی بہت خدمت کیا کرتا تھا اور ان کا پورا اطاعت گزار تھا۔ جب مجھے اللہ نے اسلام کی طرف ہدایت کی تو میری والدہ مجھ پر بہت بگڑیں اور کہنے لگی: بچے یہ نیا دین تو نے کہاں سے نکال لایا۔ سنو میں تمہیں حکم دیتی ہوں کہ اس دین سے دستبردار ہو جاؤ، ورنہ میں نہ کھاؤں گی، نہ پیوں گی اور یونہی بھوکی مر جاؤں گی۔ میں نے تو اسلام کو چھوڑا نہیں، لیکن میری ماں نے واقعی کھانا پینا ترک کر دیا اور لوگ ہر طرف سے مجھ پر آوازے کسنے لگے کہ یہ اپنی ماں کا قاتل ہے۔ میں دل میں بہت ہی تنگ ہوا اور اپنی والدہ کی خدمت میں بار بار عرض کیا، خوشامدیں کیں، سمجھایا کہ اللہ کے لئے اپنی ضد سے باز آ جاؤ، یہ تو ناممکن ہے کہ میں اس سچے دین کو چھوڑ دوں۔ اسی ضد میں میری والدہ پر تین دن کا فاقہ گذر گیا اور اس کی حالت بہت ہی خراب ہو گئی، میں پھر اس کے پاس گیا اور میں نے کہا: میری اچھی اماں جان! سنو تم مجھے میری جان سے زیادہ عزیز ہو، لیکن میرے دین سے زیادہ عزیز نہیں ہو۔ اللہ کی قسم! ایک نہیں، تمہاری ایک سو جانیں بھی ہوں اور اسی بھوک پیاس میں ایک ایک کر کے سب نکل جائیں، تو بھی میں آخری لمحہ تک اپنے سچے دین اسلام کو نہ چھوڑوں گا۔ اب میری ماں مایوس ہو چکی تھی اور کھانا پینا شروع کر دیا تھا۔

(۱۱۷۲۲)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ يُحَدِّثُ: أَنَّ عَائِشَةَ كَانَتْ تُحَدِّثُ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ سَهِرَ ذَاتَ لَيْلَةٍ وَهِيَ إِلٰى جَنْبِهِ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: مَا شَأْنُكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَتْ: فَقَالَ: ((لَيْتَ رَجُلًا صَالِحًا مِنْ أَصْحَابِي يَحْرُسُنِي اللَّيْلَةَ۔)) قَالَ: ((فَبَيْنَا أَنَا عَلٰى ذٰلِكَ إِذْ سَمِعْتُ صَوْتَ

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے روایت ہے کہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کیا کرتی تھیں کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ کو نیند نہیں آ رہی تھی، وہ آپ ﷺ کے پہلو میں تھیں، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! کیا بات ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کاش میرے صحابہ میں سے کوئی نیک آدمی آج رات میرا پہرہ دیتا۔'' میں ابھی انہی خیالات میں ہی تھی کہ میں نے اسلحہ کی آوازیں

(۱۱۷۲۲) تخريج: أخرجه البخاري: ۲۸۸۵، ۷۲۳۱، ومسلم: ۲٤۱۰ (انظر: ۲۵۰۹۳)

السِّلَاحِ۔)) فَقَالَ: ((مَنْ هٰذَا؟)) قَالَ: أَنَا سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ، فَقَالَ: ((مَا جَاءَ بِكَ۔)) قَالَ: جِئْتُ لِأَحْرُسَكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ!، قَالَتْ: فَسَمِعْتُ غَطِيطَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي نَوْمِهِ۔ (مسند احمد: ٢٥٦٠٦)

سنیں۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''یہ کون ہے؟'' آنے والے نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں سعد بن مالک ہوں، آپ کا پہرہ دینے کی سعادت حاصل کرنے آیا ہوں۔ (اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اس قدر سکون سے ہوئے کہ) سیدہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: اس کے بعد میں نے رسول اللہ ﷺ کو سوتے ہوئے خراٹے لیتے سنا۔

(١١٧٢٣)۔ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ، قَالَ: بَلَغَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ سَعْدًا لَمَّا بَنَى الْقَصْرَ قَالَ: انْقَطَعَ الصُّوَيْتُ، فَبَعَثَ إِلَيْهِ مُحَمَّدَ بْنَ مَسْلَمَةَ فَلَمَّا قَدِمَ أَخْرَجَ زَنْدَهُ وَأَوْرٰى نَارَهُ وَابْتَاعَ حَطَبًا بِدِرْهَمٍ، وَقِيلَ لِسَعْدٍ: إِنَّ رَجُلًا فَعَلَ كَذَا وَكَذَا، فَقَالَ: ذَاكَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ، فَخَرَجَ إِلَيْهِ فَحَلَفَ بِاللّٰهِ مَا قَالَهُ، فَقَالَ: نُؤَدِّي عَنْكَ الَّذِي تَقُولُهُ، وَنَفْعَلُ مَا أُمِرْنَا بِهِ، فَأَحْرَقَ الْبَابَ ثُمَّ أَقْبَلَ يَعْرِضُ عَلَيْهِ أَنْ يُزَوِّدَهُ فَأَبٰى، فَخَرَجَ فَقَدِمَ عَلٰى عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَهَجَّرَ إِلَيْهِ فَسَارَ ذَهَابَهُ وَرُجُوعَهُ تِسْعَ عَشْرَةَ، فَقَالَ: لَوْلَا حُسْنُ الظَّنِّ بِكَ لَرَأَيْنَا أَنَّكَ لَمْ تُؤَدِّ عَنَّا، قَالَ: بَلٰى أَرْسَلَ يَقْرَأُ السَّلَامَ وَيَعْتَذِرُ وَيَحْلِفُ بِاللّٰهِ مَا قَالَهُ، قَالَ: فَهَلْ زَوَّدَكَ شَيْئًا؟ قَالَ: لَا، قَالَ: فَمَا مَنَعَكَ أَنْ تُزَوِّدَنِي أَنْتَ، قَالَ: إِنِّي كَرِهْتُ: أَنْ آمُرَ لَكَ، فَيَكُونَ لَكَ الْبَارِدُ وَيَكُونَ لِي

عبایہ بن رفاعہ سے مروی ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو اطلاع پہنچی کہ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے جب محل تعمیر کیا تو کہا: اب لوگوں کی آوازیں (شور آنا) بند ہوگئی ہیں۔ تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو ادھر بھیجا، وہ آئے تو انہوں نے آتے ہی تیاری کی، ایک درہم کی لکڑی خریدی اور اس دروازے کو آگ لگا دی۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو بتلایا گیا کہ ایک آدمی نے یہ کام کیا ہے، انھوں نے کہا: جی ہاں، وہ محمد بن مسلمہ بن رضی اللہ عنہ ہیں۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ ان کی خدمت میں گئے اور جا کر کہا: اللہ کی قسم! میں نے ایسا کوئی لفظ نہیں کہا۔ محمد بن مسلمہ نے کہا: آپ جو کچھ کہہ رہے ہیں، ہم آپ کی اس بات کو امیر المومنین تک پہنچا دیں گے اور ہمیں جو حکم ہوا ہے، ہم اس کی تعمیل کریں گے، چنانچہ انہوں نے دروازے کو آگ لگا دی۔ پھر سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے محمد بن مسلمہ کو مال کی پیش کش کی تو انہوں نے کچھ لینے سے انکار کر دیا۔ وہاں سے روانہ ہو کر محمد بن مسلمہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے، وہ بہت جلد واپس آئے تھے، ان کے جانے اور واپسی میں صرف انیس دن لگے تھے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر مجھے آپ کے بارے میں حسن ظن نہ ہوتا تو ہم سمجھتے کہ آپ نے ہماری طرف سے مفوضہ ذمہ داری کو پورے

(١١٧٢٣) تخريج: رجاله ثقات، لكن رواية عباية بن رفاعة عن عمر مرسلة، اخرجه الحاكم: ٤/ ١٦٧ (انظر: ٣٩٠)

الْحَارُ، وَحَوْلِي أَهْلُ الْمَدِينَةِ قَدْ قَتَلَهُمُ الْجُوعُ، وَقَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَا يَشْبَعُ الرَّجُلُ دُونَ جَارِهِ۔))
(مسند احمد: ۳۹۰)

طور پر سر انجام نہیں دیا۔ محمد بن مسلمہ نے کہا: کیوں نہیں، میں اپنی ذمہ داری کو بجا طور پر کیوں نہ ادا کرتا۔ انھوں نے کہا: سیدنا سعد رضی اللہ عنہ آپ کو سلام کہتے ہیں اور معذرت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں نے تو ایسی کوئی بات نہیں کہی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: آیا انہوں نے آپ کو زادِ راہ دیا ہے یا نہیں دیا؟ محمد بن مسلمہ نے کہا: جی نہیں دیا۔ آپ نے خود مجھے زاد راہ کیوں نہ دیا؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے تمہارے لیے زادراہ دیے جانے کا حکم اس لیے نہیں دیا تھا کہ میں نہیں چاہتا تھا کہ تم تو فائدہ اٹھاؤ اور اہل مدینہ کی حاجت کی وجہ سے ذمہ داری مجھ پر رہے، میرے ارد گرد یہ اہل مدینہ موجود ہیں، جنہیں بھوک کی شدت نے قتل کر رکھا ہے۔ میں اللہ کے رسول ﷺ سے یہ حدیث سن چکا ہوں کہ ”کوئی آدمی اکیلا سیر ہو کر نہ کھائے کہ اس کا ہم سایہ بھوکا ہو۔“

فوائد:...... سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے مدائن سے منتقل ہو کر کوفہ میں یہ محل بنایا تھا

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ سَيِّدِ الْخَزْرَجِ رضی اللہ عنہ

خزرج کے سردار سیدنا سعد بن عبادۃ انصاری رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(۱۱۷۲٤)۔ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: زَارَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي مَنْزِلِنَا، فَقَالَ: ((اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ۔)) قَالَ: فَرَدَّ سَعْدٌ رَدًّا خَفِيًّا، فَرَجَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَاتَّبَعَهُ سَعْدٌ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَدْ كُنْتُ أَسْمَعُ تَسْلِيمَكَ وَأَرُدُّ عَلَيْكَ رَدًّا خَفِيًّا لِتُكْثِرَ عَلَيْنَا مِنَ السَّلَامِ، قَالَ: فَانْصَرَفَ مَعَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَأَمَرَ لَهُ سَعْدٌ بِغُسْلٍ

سیدنا قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے اور آپ ﷺ نے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ کہا۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے پست آواز سے سلام کا جواب دیا، (آپ ﷺ نے یہ سلام تین بار کہا تھا اور سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے تین بار ہی اتنی پست آواز میں جواب دیا کہ آپ ﷺ نے نہیں سنا) رسول اللہ ﷺ واپس چل دیے۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پیچھے چلے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں آپ کے سلام کی آواز

(۱۱۷۲٤) تخريج: اسناده ضعيف لانقطاعه، محمد بن عبد الرحمن لم يثبت له سماع من قيس بن عبادة، اخرجه ابوداود: ۵۱۸۵ (انظر: ۱۵٤۷٦)

فَوُضِعَ فَاغْتَسَلَ، ثُمَّ نَاوَلَهُ أَوْ قَالَ: نَاوَلُوْهُ مِلْحَفَةً مَصْبُوغَةً بِزَعْفَرَانٍ وَوَرْسٍ فَاشْتَمَلَ بِهَا، ثُمَّ رَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَدَيْهِ وَهُوَ يَقُولُ: ((اللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ عَلٰى آلِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ۔)) قَالَ: ثُمَّ أَصَابَ مِنَ الطَّعَامِ فَلَمَّا أَرَادَ الِانْصِرَافَ قَرَّبَ إِلَيْهِ سَعْدٌ حِمَارًا قَدْ وَطَّأَ عَلَيْهِ بِقَطِيفَةٍ، فَرَكِبَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ سَعْدٌ: يَا قَيْسُ! اصْحَبْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ قَيْسٌ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((ارْكَبْ۔)) فَأَبَيْتُ ثُمَّ قَالَ: ((إِمَّا أَنْ تَرْكَبَ وَإِمَّا أَنْ تَنْصَرِفَ۔)) قَالَ: فَانْصَرَفْتُ۔ (مسند احمد: ١٥٥٥٥)

سن رہا تھا اور آہستہ آواز سے جواب دے رہا تھا تا کہ آپ ہم پر زیادہ سے زیادہ سلام کہیں، رسول اللہ ﷺ ان کے ساتھ واپس تشریف لے آئے۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے آپ کے غسل کے لیے پانی رکھوایا، آپ ﷺ نے غسل کیا، اس کے بعد انہوں نے زعفران یا ورس سے رنگا ہوا ایک خوشبودار کپڑا آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا، آپ ﷺ نے وہ کپڑا اپنے اوپر لے لیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کی: ''یا اللہ! سعد بن عبادہ کی آل کو اپنی رحمتوں اور برکتوں سے مالا مال فرما۔'' اس کے بعد آپ ﷺ نے کھانا تناول فرمایا، جب آپ ﷺ نے واپسی کا ارادہ کیا تو سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی سواری کے لیے گدھا پیش کیا، جس کے اوپر ایک موٹی چادر رکھ دی تھی، رسول اللہ ﷺ گدھے پر سوار ہو گئے۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے سیدنا قیس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جائے، سو سیدنا قیس رضی اللہ عنہ ساتھ چل دیئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم بھی سوار ہو جاؤ۔'' انہوں نے تو (احتراماً) سوار ہونے سے انکار کر دیا، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم یا تو سوار ہو جاؤ یا پھر واپس چلے جاؤ۔'' چنانچہ میں واپس چلا آیا۔

فوائد:...... صحابۂ کرام اس بات کے حریص اور خواہشمند ہوتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ان کے لیے دعا کریں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ سَيِّدِ الْأَوْسِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

اوس کے رئیس سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(١١٧٢٥)۔ حَدَّثَنَا يَزِيدُ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، قَالَ: أَخْبَرَنِي وَاقِدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ، قَالَ مُحَمَّدٌ: وَكَانَ وَاقِدٌ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ وَأَعْظَمِهِمْ وَأَطْوَلِهِمْ،

محمد بن عمرو سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: واقد بن عمرو بن سعد بن معاذ نے مجھے بیان کیا، جبکہ وہ انتہائی حسین وجمیل، عظیم الجثہ اور دراز قامت آدمی تھے، وہ کہتے ہیں: میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گیا، انہوں نے مجھ سے دریافت کیا

(١١٧٢٥) تخريج: حديث صحيح، أخرجه مختصرا البخاري: ٢٦١٦ معلقا، ومسلم: ٢٤٦٩ (انظر: ١٢٢٢٣)

قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَقَالَ لِي: مَنْ أَنْتَ؟ قُلْتُ: أَنَا وَاقِدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ، قَالَ: إِنَّكَ بِسَعْدٍ أَشْبَهُ ثُمَّ بَكٰى وَأَكْثَرَ الْبُكَاءَ، فَقَالَ: رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلٰى سَعْدٍ، كَانَ مِنْ أَعْظَمِ النَّاسِ وَأَطْوَلِهِمْ، ثُمَّ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ جَيْشًا إِلٰى أُكَيْدِرَ دُومَةَ، فَأَرْسَلَ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِجُبَّةٍ مِنْ دِيبَاجٍ مَنْسُوجٍ فِيهِ الذَّهَبُ، فَلَبِسَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ أَوْ جَلَسَ فَلَمْ يَتَكَلَّمْ، ثُمَّ نَزَلَ فَجَعَلَ النَّاسُ يَلْمِسُونَ الْجُبَّةَ وَيَنْظُرُونَ إِلَيْهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَتَعْجَبُونَ مِنْهَا۔)) قَالُوا: مَا رَأَيْنَا ثَوْبًا قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((لَمَنَادِيلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ أَحْسَنُ مِمَّا تَرَوْنَ۔)) (مسند احمد: ١٢٢٤٨)

کہ میں کون ہوں۔ میں نے عرض کیا: میں واقد بن عمرو بن سعد بن معاذ ہوں۔ انھوں نے کہا: تم تو سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے مشابہ ہو، اس کے بعد وہ رونے لگے اور بہت زیادہ روئے اور کہا: سعد رضی اللہ عنہ پر اللہ کی رحمت ہو، وہ سب سے بڑھ کر جسیم اور طویل قامت تھے۔ پھر کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ''دومہ'' کے والی اکیدر کی طرف ایک لشکر روانہ فرمایا اور اس نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک ریشمی جبہ ارسال کیا، جس پر سونے کی کڑھائی کی گئی تھی، رسول اللہ ﷺ نے اسے زیب تن فرمایا اور منبر پر کھڑے ہوئے یا بیٹھے، آپ نے کچھ گفتگو نہ کی اور ویسے ہی نیچے اتر آئے۔ لوگ اس جبہ کو ہاتھ لگا لگا کر دیکھنے لگے (اور اس کی عمدگی پر تعجب کرنے لگے)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم اس جبہ پر تعجب کرتے ہو؟'' صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: جی کیوں نہیں، ہم نے اس سے اچھا کپڑا کبھی نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم جو کپڑا دیکھ رہے ہو، جنت میں سعد رضی اللہ عنہ کے رومال اس سے بھی زیادہ قیمتی ہیں۔''

(١١٧٢٦)۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ((اهْتَزَّ الْعَرْشُ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ۔)) (مسند احمد: ١١١٨٤)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات پر اللہ تعالیٰ کا عرش جھوم گیا۔''

(١١٧٢٧)۔ وَعَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ عَنْ جَدَّتِهِ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: وَلَوْ أَشَاءُ أَنْ أُقَبِّلَ الْخَاتَمَ الَّذِي بَيْنَ كَتِفَيْهِ مِنْ قُرْبِي مِنْهُ لَفَعَلْتُ، يَقُولُ: ((اهْتَزَّ لَهُ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ تَبَارَكَ

عاصم بن عمر بن قتادہ اپنی جدہ سیدہ رمیثہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جبکہ میں اس وقت آپ کے اس قدر قریب تھی کہ اگر میں اس وقت چاہتی تو آپ ﷺ کی مہر نبوت کو بوسہ دے سکتی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے لیے تو اللہ کا عرش جھوم اٹھا

(١١٧٢٦) تخریج: اسناده صحيح على شرط مسلم، اخرجه البزار: ٢٧٠١، والحاكم: ٣/ ٢٠٦ (انظر: ١١٢٠٢)

(١١٧٢٧) تخريج: حديث صحيح لغيره اخرجه الترمذى فى "الشمائل": ١٨، والطبرانى فى "الكبير": ٢٤/ ٧٠٣ (انظر: ٢٦٧٩٣)

وَتَعَالٰی۔)) یُرِیدُ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ یَوْمَ تُوُفِّیَ۔ (مسند احمد: ۲۷۳۲۹)

ہے۔'' آپ ﷺ کی مراد سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ تھے، جس دن وہ فوت ہوئے تھے۔

(۱۱۷۲۸)۔ وَعَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ یَزِیْدَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: لَمَّا تُوُفِّیَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ صَاحَتْ أُمُّهُ، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ ((أَلَا یَرْقَأُ دَمْعُكِ وَیَذْهَبُ حُزْنُكِ؟ فَإِنَّ ابْنَكِ أَوَّلُ مَنْ ضَحِكَ اللّٰهُ لَهُ، وَاهْتَزَّ لَهُ الْعَرْشُ۔)) (مسند احمد: ۲۸۱۳۳)

سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو ان کی ماں رونے چیخنے لگی، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کیا تمہارے آنسو رُکتے نہیں، کیا تمہارے غم کا بوجھ ہلکا نہیں ہوتا، تمہارے بیٹے کی شان تو یہ ہے کہ یہ وہ پہلا آدمی ہے، جس کے لیے اللہ تعالیٰ ہنسے ہیں اور جس کے لیے اس کا عرش جھوم اٹھا ہے۔''

(۱۱۷۲۹)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَجِنَازَةُ سَعْدٍ مَوْضُوعَةٌ: ((اهْتَزَّ لَهَا عَرْشُ الرَّحْمٰنِ عَزَّوَجَلَّ۔)) (مسند احمد: ۱۳۴۸۸)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کا جنازہ رکھا ہوا تھا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ ''اس کی خاطر رحمٰن عزوجل کا عرش جھوم اٹھا ہے۔''

فوائد:...... سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کی روح کے پرواز کرنے پر عرش معلی کا جھومنا، یہ اللہ تعالیٰ کی خوشی کی وجہ سے تھا، جیسا کہ درج ذیل روایت سے معلوم ہوتا ہے۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اهْتَزَّ الْعَرْشُ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ مِنْ فَرَحِ الرَّبِّ عَزَّ وَ جَلَّ۔)) ......''جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی موت پر ربّ تعالیٰ خوش ہوئے تو عرش جھوم گیا۔'' (رواه تمام في "الفوائد" ۳/ ۲، الصحیحۃ: ۱۲۸۸)

اللہ تعالیٰ نے اپنے عرش کو اس بات کا شعور بخشا، جس کی وجہ سے اس نے بھی سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کی روح کی آمد پر خوشی کا اظہار کیا۔ یہ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کی منفرد اور عظیم سعادت اور منقبت ہے، ایسی عظیم ہستی سے اللہ تعالیٰ کا سلوک کیسا ہو گا! سبحان اللہ!

(۱۱۷۳۰)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: أُصِیبَ سَعْدٌ یَوْمَ الْخَنْدَقِ، رَمَاهُ رَجُلٌ مِنْ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ خندق کے دن زخمی ہو گئے، حبان بن عرقہ قریشی نے ان کے بازو کی

(۱۱۷۲۸) تخریج: اسنادہ ضعیف، اسحاق بن راشد، قال ابن خزیمۃ عقب ھذا الحدیث: لست اعرف اسحاق بن راشد ھذا۔ واھتزاز العرش لموت سعد بن معاذ ثبت من حدیث غیر واحد من الصحابۃ، اخرجہ ابن ابی شیبۃ: ۱۲/ ۱۴۳، والطبرانی فی "الکبیر": ۵۳۴۴، والحاکم: ۳/ ۲۰۶ (انظر: ۲۷۵۸۱)

(۱۱۷۲۹) تخریج: أخرجہ مسلم: ۲۴۶۷ (انظر: ۱۳۴۵۴)

(۱۱۷۳۰) تخریج: أخرجہ البخاری: ۴۶۳، ۴۱۲۲، ومسلم: ۱۷۶۹ (انظر: ۲۴۲۹۴)

قُرَيْشٍ يُقَالُ لَهُ حِبَّانُ بْنُ الْعَرِقَةِ فِي الْأَكْحَلِ، فَضَرَبَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ خَيْمَةً فِي الْمَسْجِدِ لِيَعُودَهُ مِنْ قَرِيبٍ۔ (مسند احمد: ٢٤٧٩٨)

اکحل نامی رگ پر تیر مارا، رسول اللہ ﷺ نے قریب سے ان کی تیمارداری کرنے کے لیے ان کے لیے مسجد میں خیمہ نصب کرایا۔

(١١٧٣١)۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدِ الْخُدْرِيَّ قَالَ: نَزَلَ أَهْلُ قُرَيْظَةَ عَلَى حُكْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ، قَالَ: فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى سَعْدٍ فَأَتَاهُ عَلَى حِمَارٍ، قَالَ: فَلَمَّا دَنَا قَرِيبًا مِنَ الْمَسْجِدِ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((قُومُوا إِلَى سَيِّدِكُمْ أَوْ خَيْرِكُمْ۔)) ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ هٰؤُلَاءِ نَزَلُوا عَلَى حُكْمِكَ۔)) قَالَ: تُقْتَلُ مُقَاتِلَتُهُمْ وَتُسْبَى ذَرَارِيُّهُمْ قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((لَقَدْ قَضَيْتَ بِحُكْمِ اللّٰهِ۔)) وَرُبَّمَا قَالَ: ((قَضَيْتَ بِحُكْمِ الْمَلِكِ۔)) (مسند احمد: ١١١٨٥)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بنو قریظہ کے لوگ سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فیصلے پر راضی ہوگئے، اس لیے رسول اللہ ﷺ نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیج کر بلوایا، وہ گدھے پر سوار ہو کر تشریف لائے، جب وہ مسجد نبوی کے قریب پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنے سردار کی طرف اٹھ کر جاؤ یا یوں فرمایا تم اپنے رئیس کی طرف اٹھ کر جاؤ (اور ان کو گدھے سے اتارو)۔'' پھر آپ ﷺ نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''یہ یہودی لوگ آپ سے فیصلہ کرانے پر راضی ہوئے ہیں۔'' سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے فیصلہ کرتے ہوئے فرمایا: ان کے جنگجوؤں کو قتل کر دیا جائے اور بچوں اور عورتوں کو قیدی بنا لیا جائے۔'' یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''آپ نے ان کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فیصلہ کیا ہے، (یعنی جو فیصلہ کیا ہے اللہ کو بھی وہی منظور ہے۔) اور کسی وقت سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے یوں بیان کیا: آپ نے تو بادشاہ ❶ والا فیصلہ کیا ہے۔

فوائد:...... غزوۂ خندق کے موقع پر بنو قریظہ نے نبی کریم ﷺ سے عہد شکنی کی تھی، جب آپ ﷺ نے ان کے جرم کی پاداش میں ان کا محاصرہ کر لیا تو وہ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے فیصلے پر راضی ہو گئے، لیکن بیچاروں کو کیا پتہ کہ اپنی ہی چھری سے اپنا گلا کاٹ رہے ہیں۔

(١١٧٣٢)۔ عَنْ عَائِشَةَ فِي حَدِيثِهَا الطَّوِيلِ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایک طویل حدیث مروی ہے، اس

(١١٧٣١) تخريج: أخرجه البخاري: ٤١٢١، ومسلم: ١٧٦٨ (انظر: ١١١٦٨)

(١١٧٣٢) تخريج: للحديث شواهد يصح بها دون قولها: "كانت عينه لاتدمع على احد"، ففيه نكارة وهذا اسناد فيه ضعف، عمرو بن علقمة مجهول، اخرجه ابن حبان: ٦٤٣٩، والطبراني في "الكبير": ٥٣٣٠ (انظر: ٢٥٠٩٧)

❶ حقیقی بادشاہ خالق و مالک ہی ہے۔ اس لیے اللہ کا فیصلہ اور بادشاہ کا فیصلہ کہنے میں کوئی فرق نہیں۔

ذَكَرَ بِطُولِهِ فِي الْخَنْدَقِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لِسَعْدٍ: ((لَقَدْ حَكَمْتَ فِيهِمْ بِحُكْمِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَحُكْمِ رَسُولِهِ۔)) قَالَتْ: ثُمَّ دَعَا سَعْدٌ: قَالَ: اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ أَبْقَيْتَ عَلٰى نَبِيِّكَ ﷺ مِنْ حَرْبِ قُرَيْشٍ شَيْئًا فَأَبْقِنِي لَهَا، وَإِنْ كُنْتَ قَطَعْتَ الْحَرْبَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُمْ فَاقْبِضْنِي إِلَيْكَ، قَالَتْ: فَانْفَجَرَ كَلْمُهُ وَكَانَ قَدْ بَرِءَ حَتّٰى مَا يُرٰى مِنْهُ إِلَّا مِثْلُ الْخُرْصِ، وَرَجَعَ إِلٰى قُبَّتِهِ الَّتِي ضَرَبَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ عَائِشَةُ: فَحَضَرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، قَالَتْ: فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ إِنِّي لَأَعْرِفُ بُكَاءَ عُمَرَ مِنْ بُكَاءِ أَبِي بَكْرٍ وَأَنَا فِي حُجْرَتِي، وَكَانُوا كَمَا قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ﴾ قَالَ عَلْقَمَةُ: قُلْتُ: أَيْ أُمَّهْ! فَكَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَصْنَعُ؟ قَالَتْ: كَانَتْ عَيْنُهُ لَا تَدْمَعُ عَلٰى أَحَدٍ وَلٰكِنَّهُ كَانَ إِذَا وَجِدَ فَإِنَّمَا هُوَ آخِذٌ بِلِحْيَتِهِ۔ (مسند احمد: ٢٥٦١٠)

میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم نے بنو قریظہ کے بارے میں ایسا فیصلہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو بھی یہی فیصلہ منظور تھا۔ اس کے بعد سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے دعا کی اور کہا: ''یا اللہ! اگر تو نے اپنے نبی کے لیے قریش کے ساتھ کوئی لڑائی باقی رکھی ہے تو مجھے اس میں شرکت کے لیے زندہ رکھنا اور اگر تو نے اپنے نبی اور قریش کے درمیان لڑائیوں کا سلسلہ مکمل کر دیا ہے تو مجھے اپنی طرف اٹھا لے۔ اس دعا کے بعد ان کا زخم پھٹ گیا، ویسے وہ سارا ٹھیک ہو چکا تھا، البتہ اس میں سے صرف ایک انگوٹھی کے حلقہ کے برابر معمولی سا زخم باقی رہ گیا تھا۔ سعد رضی اللہ عنہ اس خیمے کی طرف واپس آئے جو رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے نصب کرایا تھا۔ رسول اللہ ﷺ، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ان کے پاس گئے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے! میں اپنے حجرے ہی میں تھی اور میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے رونے کی آوازوں کو الگ الگ پہچان رہی تھی۔ ان کا آپس میں میل جول ویسا ہی تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ﴿رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ﴾...... ''وہ ایک دوسرے پر ازحد مہربان ہیں۔'' (سورۂ فتح: ۲۹) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرنے والے علقمہ نے عرض کیا: امی جان! ایسے مواقع پر اللہ کے رسول ﷺ کا طرز عمل کیا ہوتا تھا؟ انھوں نے کہا: کسی کی وفات پر آپ کی آنکھوں میں آنسو نہ آتے تھے، البتہ جب آپ غمگین ہوتے تو اپنی داڑھی مبارک کو ہاتھ میں پکڑ لیتے۔

فوائد:...... سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بیان کے مطابق آپ ﷺ کا وفات پر آنکھوں سے آنسو نہ بہانا، اس چیز کا تعلق غالب اور اکثر احوال سے ہے، وگرنہ فوتگی کے موقع پر آپ ﷺ کا رونا اور آنسو بہانا ثابت ہے۔
نبی کریم ﷺ کا اپنے لخت جگر ابراہیم کے فوت ہونے پر آنسو بہانا (صحیح بخاری: ۱۳۰۳) سعد بن عبادہ کے بیمار

ہونے پر ان کی تیمارداری کے لیے جانے کے موقعہ پر رونا (صحیح بخاری: ۱۳۰۴) اور جعفر، زید بن حارثہ اور عبداللہ بن رواحہ کی شہادت کی خبر ملنے پر غمگین نظر آنا (صحیح بخاری: ۱۳۰۵) ثابت ہے۔ (عبداللہ رفیق)

(۱۱۷۳۳)۔ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ رِفَاعَةَ الزُّرَقِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لِهٰذَا الْعَبْدِ الصَّالِحِ الَّذِيْ تَحَرَّكَ لَهُ الْعَرْشُ وَفُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ شُدِّدَ عَلَيْهِ فَفَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ۔)) وَقَالَ مَرَّةً: ((تَفَتَّحَتْ۔)) وَقَالَ مَرَّةً: ((ثُمَّ فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ۔)) وَقَالَ مَرَّةً: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِسَعْدٍ يَوْمَ مَاتَ وَهُوَ يُدْفَنُ۔ (مسند احمد: ۱٤٥٥٩)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ نیک بندہ ہے، جس کے لیے اللہ کا عرش جھوم اٹھا اور اس کے استقبال کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے، لیکن قبر میں اس پر ایک بار سختی کی گئی، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس مشکل کو زائل کر دیا۔'' اور راوی نے ایک بار یوں کہا: ''پھر اللہ تعالیٰ نے کشادگی پیدا کر دی۔'' ایک دفعہ راوی نے یہ تفصیل بیان کی: جس دن سیدنا سعد رضی اللہ عنہ فوت ہوئے اور ان کو دفن کیا جا رہا تھا، اس وقت رسول اللہ ﷺ نے ان کے حق میں یہ باتیں کی تھیں۔

(۱۱۷۳٤)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا إِلٰى سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ حِيْنَ تُوُفِّيَ، قَالَ: فَلَمَّا صَلّٰى عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَوُضِعَ فِيْ قَبْرِهِ وَسُوِّيَ عَلَيْهِ سَبَّحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَسَبَّحْنَا طَوِيْلًا، ثُمَّ كَبَّرَ فَكَبَّرْنَا، فَقِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لِمَ سَبَّحْتَ؟ ثُمَّ كَبَّرْتَ، قَالَ: ((لَقَدْ تَضَايَقَ عَلٰى هٰذَا الْعَبْدِ الصَّالِحِ قَبْرُهُ حَتّٰى فَرَّجَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَنْهُ۔)) (مسند احمد: ۱٤۹۳٤)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم ایک دن رسول اللہ ﷺ کی معیت میں سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کی وفات کے موقع پر ان کی طرف گئے، جب رسول اللہ ﷺ نے ان کی نماز جنازہ ادا کی اور ان کو قبر میں رکھا گیا اور ان پر مٹی برابر کر دی گئی تو رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی تسبیح کی اور ہم نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ کافی دیر تک اللہ کی تسبیح بیان کی، پھر آپ ﷺ نے ''اللہ اکبر'' کہا اور ہم بھی آپ کے ساتھ ''اللہ اکبر'' کہتے رہے۔ کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کے ''سبحان اللہ'' اور ''اللہ اکبر'' کہنے کی کیا وجہ تھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس صالح بندے پر اس کی قبر تنگ ہوگئی تھی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے قبر فراخ کر دی۔''

فوائد:...... سیدنا سعد رضی اللہ عنہ پر قبر کا تنگ ہونا اور پھر کشادہ ہو جانا، اس کی وجہ کے لیے ملاحظہ ہو حدیث نمبر (۳۳۲۹) والا باب۔

(۱۱۷۳۳) تخریج: صحیح لغیرہ، اخرجه النسائي في "الكبرى": ۸۲۲٤، والحاكم: ۳/ ۲۰٦ (انظر: ۱٤٥۰٥)

(۱۱۷۳٤) تخريج: اسناده حسن، اخرجه الطبراني: ٥٣٤٦ (انظر: ١٤٨٧٣)

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ سَفِيْنَةَ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

رسول اللہ ﷺ کے خادم ابوعبدالرحمٰن سفینہ رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(۱۱۷۳۵)۔ (۱۱۴۹۲)۔ عَنْ سَفِيْنَةَ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: اَعْتَقَتْنِيْ أُمُّ سَلَمَةَ وَاشْتَرَطَتْ عَلَيَّ اَنْ اَخْدُمَ النَّبِيَّ ﷺ مَا عَاشَ۔ (مسند احمد: ۲۲۲۷۲)

ابوعبدالرحمٰن سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: مجھے ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے آزاد کیا اور مجھ پر یہ شرط عائد کی کہ نبی کریم ﷺ جب تک زندہ رہیں، میں ان کی خدمت کرتا رہوں گا۔

فوائد:...... سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ اس اعتبار سے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے غلام تھے، کیونکہ انھوں نے ان کو آزاد کیا تھا، لیکن اس نسبت سے رسول اللہ ﷺ کے غلام تھے کہ انھوں نے آپ ﷺ کی خدمت کی شرط لگائی تھی۔

(۱۱۷۳۶)۔ حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ، حَدَّثَنَا حَشْرَجُ بْنُ نُبَاتَةَ الْعَبْسِيُّ كُوفِيٌّ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ جُمْهَانَ، حَدَّثَنِي سَفِينَةُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْخِلَافَةُ فِي أُمَّتِي ثَلَاثُونَ سَنَةً ثُمَّ مُلْكًا بَعْدَ ذٰلِكَ۔)) ثُمَّ قَالَ لِي سَفِينَةُ: أَمْسِكْ خِلَافَةَ أَبِي بَكْرٍ وَخِلَافَةَ عُمَرَ وَخِلَافَةَ عُثْمَانَ وَأَمْسِكْ خِلَافَةَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ، قَالَ: فَوَجَدْنَاهَا ثَلَاثِينَ سَنَةً، ثُمَّ نَظَرْتُ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي الْخُلَفَاءِ فَلَمْ أَجِدْهُ يَتَّفِقُ لَهُمْ ثَلَاثُونَ، فَقُلْتُ لِسَعِيدٍ: أَيْنَ لَقِيتَ سَفِينَةَ؟ قَالَ: لَقِيتُهُ بِبَطْنِ نَخْلٍ فِي زَمَنِ الْحَجَّاجِ فَأَقَمْتُ عِنْدَهُ ثَمَانَ لَيَالٍ أَسْأَلُهُ عَنْ أَحَادِيثِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: قُلْتُ لَهُ: مَا اسْمُكَ؟ قَالَ: مَا أَنَا بِمُخْبِرِكَ سَمَّانِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ سَفِينَةَ، قُلْتُ: وَلِمَ سَمَّاكَ سَفِينَةَ؟ قَالَ

سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت میں خلافت کا زمانہ تیس سال تک ہے۔ اس کے بعد ملوکیت آ جائے گی۔'' پھر سیدنا سفینہ نے مجھ (سعید بن جمہان) سے کہا: تم سیدنا ابو بکر، سیدنا عمر، سیدنا عثمان اور سیدنا علی رضی اللہ عنہم کے ادوار خلافت کو شمار کرو، ہم نے ان تمام ادوار کے مجموعہ کو تیس سال پایا۔ میں نے ان سے بعد کے خلفاء کے ادوار پر بھی نظر ڈالی، مگر مجھے ان میں تیس سال پورے ہوتے دکھائی نہیں دیے۔ میں نے (یعنی حشرج بن نباتہ عبسی کوفی نے) سعید سے دریافت کیا: آپ کی سفینہ سے کہاں ملاقات ہوئی تھی؟ انہوں نے بتلایا کہ حجاج کے دور حکومت میں بطن نخل میں میری ان سے ملاقات ہوئی تھی اور میں نے ان کے ہاں آٹھ رات قیام کیا تھا۔ میں ان سے رسول اللہ ﷺ کی احادیث کے بارے میں دریافت کرتا رہا، میں نے ان سے دریافت کیا کہ تمہارا اصل نام کیا ہے؟ انھوں نے کہا: یہ میں آپ کو نہیں بتلاؤں گا، البتہ یہ بات ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے میرا نام ''سفینہ'' رکھا ہے۔ میں نے پوچھا:

(۱۱۷۳۵) تخريج: اسناده حسن، اخرجه ابوداود: ۳۹۳۲، وابن ماجه: ۲۵۲۶ (انظر: ۲۱۹۲۷)

(۱۱۷۳۶) تخريج: اسناده حسن، اخرجه الترمذي: ۲۲۲۶ (انظر: ۲۱۹۲۸)

خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَمَعَهُ أَصْحَابُهُ فَثَقُلَ عَلَيْهِمْ مَتَاعُهُمْ فَقَالَ: ((لِي ابْسُطْ كِسَائَكَ؟)) فَبَسَطْتُهُ فَجَعَلُوا فِيهِ مَتَاعَهُمْ ثُمَّ حَمَلُوهُ عَلَيَّ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((احْمِلْ فَإِنَّمَا أَنْتَ سَفِينَةٌ۔)) فَلَوْ حَمَلْتُ يَوْمَئِذٍ وِقْرَ بَعِيرٍ أَوْ بَعِيرَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ أَوْ أَرْبَعَةٍ أَوْ خَمْسَةٍ أَوْ سِتَّةٍ أَوْ سَبْعَةٍ مَا ثَقُلَ عَلَيَّ إِلَّا أَنْ يَجْفُوا۔ (مسند احمد: ٢٢٢٧٤)

آپ ﷺ نے تمہارا نام سفینہ کس وجہ سے رکھا؟ انھوں نے کہا: آپ ﷺ اور صحابہ سفر پر جا رہے تھے، سامان اٹھانا ان کے لیے بوجھ اور مشقت کا سبب بنا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''اپنی چادر بچھاؤ، میں نے چادر بچھائی تو سب لوگوں نے اپنا اپنا سامان اس میں ڈال کر مجھے اٹھوا دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''اٹھا لو، تم تو سفینہ (یعنی کشتی) ہو۔'' آپ کے اس کلام کی برکت سے میں اس دن ایک، دو، تین، چار، پانچ، چھ یا سات اونٹوں کے اٹھائے جانے والے وزن کے برابر بھی اٹھاتا تو مجھے بوجھل محسوس نہ ہوتا۔ الا یہ کو لوگ (قافلہ) مجھ سے آگے نکل جاتے۔

فوائد:...... آپ ﷺ نے تو سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ کی صفت کو دیکھ کر ان کو سفینہ کہا تھا، لیکن پھر انھوں نے اس کو اپنے لیے بطور نام پسند کرلیا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رضی اللہ عنہ
سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ

(١١٧٣٧)۔ قَالَ حَدَّثَنِي مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ قَالَ، خَرَجْتُ مِنَ الْمَدِينَةِ ذَاهِبًا نَحْوَ الْغَابَةِ حَتّٰى إِذَا كُنْتُ بِثَنِيَّةِ الْغَابَةِ، لَقِيَنِي غُلَامٌ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ: قُلْتُ: وَيْحَكَ! مَا لَكَ؟ قَالَ: أُخِذَتْ لِقَاحُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: قُلْتُ: مَنْ أَخَذَهَا؟ قَالَ: غَطَفَانُ وَفَزَارَةُ، قَالَ: فَصَرَخْتُ ثَلَاثَ صَرَخَاتٍ أَسْمَعْتُ مَنْ بَيْنَ لَابَتَيْهَا، يَا صَبَاحَاهْ! يَا صَبَاحَاهْ! ثُمَّ انْدَفَعْتُ حَتّٰى أَلْقَاهُمْ وَقَدْ أَخَذُوهَا، قَالَ:

یزید بن ابی عبید سے مروی ہے کہ سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے ان کو بتلایا کہ میں غابہ کی طرف جانے کے لیے مدینہ منورہ سے روانہ ہوا، جب میں غابہ کی گھاٹی یا راستہ میں تھا تو مجھ سے سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے لڑکے کی ملاقات ہوئی، میں نے کہا تیرا بھلا ہو، تجھے کیا ہوا ہے؟ وہ بولا کہ رسول اللہ ﷺ کی اونٹنیوں کو لوٹ لیا گیا ہے، میں نے پوچھا: کس نے لوٹی ہیں؟ اس نے بتایا کہ غطفان اور فزارہ کے لوگوں نے، سیدنا سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: یہ سن کر میں نے بلند آواز سے تین بار ''یا صَبَاحَاہ'' کی آواز دی، یہ آواز اس قدر اونچی اور تیز تھی کہ میں نے مدینہ کے دو حرّوں کے مابین لوگوں تک پہنچادی، پھر میں ان لوگوں کے پیچھے دوڑ پڑا، تا آنکہ میں نے ان کو جالیا، وہ

(١١٧٣٧) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٠٤١، ومسلم: ١٨٠٦ (انظر: ١٦٥١٣)

فَجَعَلْتُ أَرْمِيهِمْ وَأَقُولُ: أَنَا ابْنُ الْأَكْوَعِ وَالْيَوْمُ يَوْمُ الرُّضَّعِ، قَالَ: فَاسْتَنْقَذْتُهَا مِنْهُمْ قَبْلَ أَنْ يَشْرَبُوا، فَأَقْبَلْتُ بِهَا أَسُوقُهَا فَلَقِيَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ الْقَوْمَ عِطَاشٌ وَإِنِّي أَعْجَلْتُهُمْ قَبْلَ أَنْ يَشْرَبُوا فَاذْهَبْ فِي أَثَرِهِمْ، فَقَالَ: ((يَا ابْنَ الْأَكْوَعِ! مَلَكْتَ فَأَسْجِحْ إِنَّ الْقَوْمَ يُقْرَوْنَ فِي قَوْمِهِمْ.)) (مسند احمد: ١٦٦٢٨)

ان اونٹنیوں کو اپنے قبضے میں لے چکے تھے۔ میں ان پر تیر برسانے لگا اور میں یہ رجز پڑھتا جاتا تھا: أَنَا ابْنُ الْأَكْوَعِ وَالْيَوْمُ يَوْمُ الرُّضَّعِ (میں اکوع کا بیٹا ہوں اور آج کمینوں کی ہلاکت کا دن ہے)۔ سیدنا سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: قبل اس کے کہ وہ کہیں جا کر پانی پیتے میں نے اونٹنیوں کو ان سے چھڑوا لیا۔ میں اونٹنیوں کو لے کر واپس ہوا اور رسول اللہ ﷺ سے میری ملاقات ہوئی۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ لوگ ابھی تک پیاسے ہیں اور میں ان کے پانی پینے سے پہلے پہلے ان تک پہنچ گیا، آپ ان کے پیچھے تشریف لے چلیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابن اکوع! تو نے ان پر غلبہ پالیا اب نرمی کر، قوم میں ان کی ضیافت کی جا رہی ہے۔''

فوائد:...... سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بہادر تیرانداز تھے، اتنے تیز دوڑتے تھے کہ گھوڑے سے آگے نکل جاتے تھے، انھوں نے درخت کے پاس تین بار موت پر رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی تھی، یہ پہلے مدینہ منورہ میں رہے، پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ربذہ میں منتقل ہو گئے اور راجح قول کے مطابق انھوں نے (۷۴) سن ہجری میں وفات پائی۔

(١١٧٣٨)۔ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ: رَأَيْتُ أَثَرَ ضَرْبَةٍ فِي سَاقِ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ فَقُلْتُ: يَا أَبَا مُسْلِمٍ! مَا هٰذِهِ الضَّرْبَةُ؟ قَالَ: هٰذِهِ ضَرْبَةٌ أُصِبْتُهَا يَوْمَ خَيْبَرَ، قَالَ: يَوْمَ أُصِبْتُهَا، قَالَ النَّاسُ: أُصِيبَ سَلَمَةُ، فَأُتِيَ بِي رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَنَفَثَ فِيهِ ثَلَاثَ نَفَثَاتٍ، فَمَا اشْتَكَيْتُهَا حَتَّى السَّاعَةِ۔ (مسند احمد: ١٦٦٢٩)

یزید بن عبید سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی پنڈلی پر زخم کا ایک نشان دیکھا، میں نے پوچھا: ابومسلم! یہ نشان کیسا ہے؟ انہوں نے کہا: خیبر کے دن مجھے زخم لگا تھا، یہ اس کا نشان ہے، جس دن مجھے یہ زخم آیا تھا، لوگوں نے کہا: سلمہ رضی اللہ عنہ کو شدید قسم کا زخم آیا ہے، مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لایا گیا، آپ نے اس زخم پر تھوک کے ساتھ تین پھونکیں ماریں، اس کے بعد اب تک مجھے اس میں کوئی درد محسوس نہیں ہوا۔

(١١٧٣٩)۔ وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رضی اللہ عنہ

سید سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میرے چچا

(١١٧٣٨) تخريج: أخرجه البخاري: ٤٢٠٦ (انظر: ١٦٥١٤)

(١١٧٣٩) تخريج: اخرجه مسلم: ١٨٠٧ (انظر: ١٦٥٤٤)

قَالَ: جَائَنِیْ عَمِّیْ عَامِرٌ فَقَالَ: اَعْطِنِیْ سَلَاحَكَ! قَالَ: فَأَعْطَيْتُهُ قَالَ: فَجِئْتُ إِلَى النَّبِیِّ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَبْغِنِیْ سَلَاحَكَ؟ قَالَ: ((أَيْنَ سَلَاحُكَ؟)) قَالَ: أَعْطَيْتُهُ عَمِّیْ عَامِرًا رضی اللہ عنہ قَالَ: ((مَا أَجِدُ شِبْهَكَ إِلَّا الَّذِیْ قَالَ هَبْ لِیْ أَخًا أَحَبَّ إِلَیَّ مِنْ نَفْسِیْ۔)) قَالَ: فَأَعْطَانِیْ قَوْسَهُ وَمَجَانَّهُ وَثَلَاثَةَ أَسْهُمٍ مِنْ كِنَانَتِهِ۔ (مسند احمد: ۱۶۶۵۹)

سیدنا عامر رضی اللہ عنہ نے میرے پاس آئے اور کہا: اپنا اسلحہ مجھے دے دو۔ میں نے اپنے ہتھیار ان کو دے دیئے۔ پھر میں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں جا کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ اپنے ہتھیار مجھے عنایت فرمائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے ہتھیار کہاں ہیں؟ میں نے عرض کیا: وہ تو میں نے اپنے چچا سیدنا عامر رضی اللہ عنہ کو دے دیئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تو تمہارے بارے میں وہی مثال پاتا ہوں کہ کسی نے دعا کی تھی کہ یا اللہ مجھے ایسا بھائی عطا کر جو مجھے میری اپنی جان سے بھی بڑھ کر محبوب ہو۔'' پھر آپ ﷺ نے اپنی کمان، ڈھالیں اور اپنے ترکش میں سے تین تیر مجھے عطا فرمائے۔

فوائد:...... آپ ﷺ نے یہ ضرب المثل بیان کر کے یہ اشارہ کیا ہے کہ سیدنا سلمہ نے اپنے چچا کو اپنے نفس پر ترجیح دی ہے، جبکہ خود ان کو بھی اسلحہ کی ضرورت تھی، دراصل سیدنا سلمہ رضی اللہ عنہ کی تعریف کی جا رہی ہے۔

(۱۱۷٤۰)۔ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رضی اللہ عنہ قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سَبْعَ غَزَوَاتٍ فَذَكَرَ الْحُدَيْبِيَةَ وَيَوْمَ حُنَيْنٍ وَيَوْمَ الْقَرَدِ وَيَوْمَ خَيْبَرَ قَالَ يَزِيْدُ: وَنَسِيْتُ بَقِيَّتَهُنَّ۔ (مسند احمد: ۱۶۶۵۸)

یزید بن ابی عبید بیان کرتے ہیں کہ سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں سات غزوات میں شرکت کی، پھر انہوں نے حدیبیہ، حنین، قرد اور خیبر کے نام لیے۔ یزید بن ابی عبید کہتے ہیں کہ باقی تین غزووں کے نام مجھے بھول گئے ہیں۔

(۱۱۷٤۱)۔ وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ: ((أَنْتُمْ أَهْلُ بَدْوِنَا وَنَحْنُ أَهْلُ حَضَرِكُمْ۔)) (مسند احمد: ۱۶۶۶۹)

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم ہمارے دیہاتی ہو اور ہم تمہارے شہری ہیں۔''

(۱۱۷٤۰) تخریج: أخرجه البخاری: ٤٢٧٢ (انظر: ١٦٥٤٣)

(۱۱۷٤۱) تخریج: حدیث صحیح لغیره (انظر: ١٦٥٥٤)

بَابُ مَا جَاءَ فِي سَلَمَةَ بْنِ الْمُحَبِّقِ رضی اللہ عنہ

سیدنا سلمہ بن محبق رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(۱۱۷۴۲)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ حَبِيبِ الْعَوْذِيُّ، حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ سِنَانِ بْنِ سَلَمَةَ مُكْرَانَ، فَقَالَ سِنَانُ بْنُ سَلَمَةَ: حَدَّثَنِي أَبِي سَلَمَةُ بْنُ الْمُحَبِّقِ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ أَدْرَكَهُ رَمَضَانُ لَهُ حُمُولَةٌ يَأْوِي إِلَى شِبَعٍ فَلْيَصُمْ رَمَضَانَ حَيْثُ أَدْرَكَهُ۔)) وَقَالَ سِنَانٌ: وُلِدْتُ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَبُشِّرَ بِي أَبِي، فَقَالُوْا لَهُ: وُلِدَ لَكَ غُلَامٌ، فَقَالَ: سَهْمٌ أَرْمِي بِهِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا بَشَّرْتُمُونِي بِهِ وَسَمَّانِي سِنَانًا۔ (مسند احمد: ۲۰۳۳۲)

حبیب عوذی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نے سنان بن سلمہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکران میں ایک غزوہ میں شرکت کی، سیدنا سنان بن سلمہ بن محبق رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میری ولادت غزوۂ حنین کے روز ہوئی تھی، جب میری ولادت کی میرے والد کو بشارت دی گئی تو انھوں نے کہا: تم نے مجھے جو خوشخبری دی ہے، اس کی بہ نسبت مجھے وہ تیر زیادہ محبوب ہے جس کے ساتھ میں رسول اللہ ﷺ کا دفاع کروں اور انہوں نے میرا نام ''سنان'' رکھا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ وَقِصَّتِهِ وَسَبَبِ اِسْلَامِهِ وَمَا جَرٰى لَهُ مِنْ أَوَّلِهِ إِلٰى آخِرِهِ رضی اللہ عنہ

سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ، ان کا واقعہ اور ان کے قبول اسلام کا از اول تا آخر مکمل اور مفصل واقعہ

(۱۱۷۴۳)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: ثَنِي سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ، حَدِيثَهُ مِنْ فِيْهِ، قَالَ: كُنْتُ رَجُلًا فَارِسِيًّا مِنْ أَهْلِ (اِصْبَهَانَ) مِنْ أَهْلِ قَرْيَةٍ مِنْهَا يُقَالُ لَهَا: (جَيٌّ) وَكَانَ أَبِي دِهْقَانَ قَرْيَتِهِ، وَكُنْتُ أَحَبَّ خَلْقِ اللّٰهِ إِلَيْهِ، فَلَمْ يَزَلْ حُبُّهُ إِيَّايَ

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے مجھے اپنا واقعہ اپنی زبانی یوں بیان کیا، وہ کہتے ہیں: میں اصبہان والوں میں سے ایک فارسی باشندہ تھا، میرا تعلق ان کی ایک جَیّ نامی بستی سے تھا، میرے باپ اپنی بستی کے بہت بڑے کسان تھے اور میں اپنے باپ کے ہاں اللہ کی مخلوق میں سے سب سے زیادہ محبوب تھا۔

(۱۱۷۴۲) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة حبيب بن عبد الله الازدى، وضعف ابنه عبد الصمد، اخرجه ابوداود: ۲٤۱۱ (انظر: ۲۰۰۷۲)

(۱۱۷۴۳) تخريج: اسناده حسن (انظر: ۲۳۷۳۷)

حَتّٰی حَبَسَنِی فِی بَیْتِہِ۔ أَیْ مُلَازِمَ النَّارِ۔ کَمَا تُحْبَسُ الْجَارِیَۃُ، وَأَجْہَدْتُ فِی الْمَجُوْسِیَّۃِ حَتّٰی کُنْتُ قَاطِنَ النَّارِ الَّذِی یُوْقِدُہَا لَا یَتْرُکُہَا تَخْبُوْ سَاعَۃً۔ قَالَ: وَکَانَتْ لِأَبِی ضَیْعَۃٌ عَظِیْمَۃٌ، قَالَ: فَشَغَلَ فِی بُنْیَانٍ لَہُ یَوْمًا، فَقَالَ لِی: یَابُنَیَّ! إِنِّی شَغَلْتُ فِی بُنْیَانِ ہٰذَا الْیَوْمَ عَنْ ضَیْعَتِی، فَاذْہَبْ فَاطَّلِعْہَا وَأَمَرَنِی فِیْہَا بِبَعْضِ مَا یُرِیْدُ، فَخَرَجْتُ، أُرِیْدُ ضَیْعَتَہُ، فَمَرَرْتُ بِکَنِیْسَۃٍ مِنْ کَنَائِسِ النَّصَارٰی، فَسَمِعْتُ أَصْوَاتَہُمْ فِیْہَا وَہُمْ یُصَلُّوْنَ، وَکُنْتُ لَا أَدْرِی مَا أَمْرُ النَّاسِ لِحَبْسِ أَبِی إِیَّایَ فِی بَیْتِہِ، فَلَمَّا مَرَرْتُ بِہِمْ وَسَمِعْتُ أَصْوَاتَہُمْ، دَخَلْتُ عَلَیْہِمْ أَنْظُرُ مَا یَصْنَعُوْنَ، قَالَ: فَلَمَّا رَأَیْتُہُمْ أَعْجَبَتْنِی صَلَاتُہُمْ، وَرَغِبْتُ فِی أَمْرِہِمْ، وَقُلْتُ: ہٰذَا وَاللّٰہِ خَیْرٌ مِنَ الدِّیْنِ الَّذِی نَحْنُ عَلَیْہِ، فَوَاللّٰہِ مَا تَرَکْتُہُمْ حَتّٰی غَرَبَتِ الشَّمْسُ، وَتَرَکْتُ ضَیْعَۃَ أَبِی، وَلَمْ آتِہَا، فَقُلْتُ لَہُمْ: أَیْنَ أَصْلُ ہٰذَا الدِّیْنِ؟ قَالُوْا: بِالشَّامِ، قَالَ: ثُمَّ رَجَعْتُ إِلٰی أَبِی، وَقَدْ بَعَثَ فِی طَلَبِی، وَشَغَلْتُہُ عَنْ عَمَلِہِ کُلِّہِ۔ قَالَ: فَلَمَّا جِئْتُہُ قَالَ: أَیْ بُنَیَّ أَیْنَ کُنْتَ؟ أَلَمْ أَکُنْ عَہِدْتُ إِلَیْکَ مَا عَہِدْتُ؟ قَالَ: قُلْتُ: یَا أَبَتِ! مَرَرْتُ بِنَاسٍ یُصَلُّوْنَ فِی کَنِیْسَۃٍ لَہُمْ، فَأَعْجَبَنِی مَا رَأَیْتُ مِنْ دِیْنِہِمْ، فَوَاللّٰہِ مَا زِلْتُ عِنْدَہُمْ

میرے ساتھ ان کی محبت قائم رہی حتیٰ کہ انھوں نے مجھے گھر میں آگ کے پاس ہمیشہ رہنے والے کی حیثیت سے پابند کردیا، جیسے لڑکی کو پابند کر دیا جاتا ہے۔ میں نے مجوسیت میں بڑی جد وجہد سے کام لیا، حتی کہ میں آگ کا ایسا خادم و مصاحب بنا کہ ہر وقت اس کو جلاتا رہتا تھا اور ایک لحہ کے لیے اسے بجھنے نہ دیتا تھا۔ میرے باپ کی ایک بڑی عظیم جائداد تھی، انھوں نے ایک دن ایک عمارت (کے سلسلہ میں) مصروف ہونے کی وجہ سے مجھے کہا: بیٹا! میں تو آج اس عمارت میں مشغول ہو گیا ہوں اور اپنی جائداد (تک نہیں پہنچ پاؤں گا)، اس لیے تم چلے جاؤ اور ذرا دیکھ کر آؤ۔ انھوں نے اس کے بارے میں مزید چند (احکام بھی) صادر کئے تھے۔ پس میں اس جاگیر کے لیے نکل پڑا، میرا گزر عیسائیوں کے ایک گرجا گھر کے پاس سے ہوا، میں نے ان کی آوازیں سنیں اور وہ نماز ادا کر رہے تھے۔ مجھے یہ علم نہ ہو سکا تھا کہ عوام الناس کا کیا معاملہ ہے کہ میرے باپ نے مجھے اپنے گھر میں پابند کر رکھا ہے۔ (بہرحال) جب میں ان کے پاس سے گزرا اور ان کی آوازیں سنیں تو میں ان کے پاس چلا گیا اور ان کی نقل و حرکت دیکھنے لگ گیا۔ جب میں نے ان کو دیکھا تو مجھے ان کی نماز پسند آئی اور میں ان کے دین کی طرف راغب ہوا اور میں نے کہا: بخدا! یہ دین اُس (مجوسیت) سے بہتر ہے جس پر ہم کاربند ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا: اس دین کی بنیاد کہاں ہے؟ انھوں نے کہا: شام میں۔ پھر میں اپنے باپ کی طرف واپس آ گیا، (چونکہ مجھے تاخیر ہو گئی تھی اس لیے) انھوں نے مجھے بلانے کے لیے کچھ لوگوں کو بھی میرے پیچھے بھیج دیا تھا۔ میں اس مصروفیت کی وجہ سے ان کے مکمل کام کی (طرف کوئی توجہ نہ دھر سکا)۔ جب میں ان کے پاس آیا تو انھوں نے پوچھا:

حَتّٰی غَرَبَتِ الشَّمْسُ قَالَ: أَیْ بُنَیَّ! لَیْسَ فِی ذٰلِكَ الدِّیْنِ خَیْرٌ، دِیْنُكَ وَدِیْنُ آبَائِكَ خَیْرٌ مِنْهُ. قَالَ: قُلْتُ كَلَّا وَاللّٰهِ، إِنَّهُ خَیْرٌ مِنْ دِیْنِنَا، قَالَ: فَخَافَنِی فَجَعَلَ فِی رِجْلِی قَیْداً ثُمَّ حَبَسَنِی فِی بَیْتِهِ. قَالَ: وَبَعَثْتُ إِلَی النَّصَارٰی فَقُلْتُ لَهُمْ: إِذَا قَدِمَ عَلَیْكُمْ رَكْبٌ مِنَ الشَّامِ تُجَّارٌ مِنَ النَّصَارٰی، فَأَخْبِرُوْنِی بِهِمْ، قَالَ: فَقَدِمَ عَلَیْهِمْ رَكْبٌ مِنَ الشَّامِ تُجَّارٌ مِنَ النَّصَارٰی، قَالَ: فَأَخْبَرُوْنِی بِهِمْ، قَالَ: قُلْتُ لَهُمْ: إِذَا قَضَوْا حَوَائِجَهُمْ، وَأَرَادُوْا الرَّجْعَةَ إِلٰی بِلَادِهِمْ فَآذِنُوْنِی بِهِمْ، فَلَمَّا أَرَادُوْا الرَّجْعَةَ إِلٰی بِلَادِهِمْ أَخْبَرُوْنِی بِهِمْ، فَأَلْقَیْتُ الْحَدِیْدَ مِنْ رِجْلَیَّ، ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهُمْ حَتّٰی قَدِمْتُ الشَّامَ. فَلَمَّا قَدِمْتُهَا قُلْتُ: مَنْ أَفْضَلُ أَهْلِ هٰذَا الدِّیْنِ؟ قَالُوْا: الْأَسْقُفُ فِی الْكَنِیْسَةِ قَالَ: فَجِئْتُهُ، فَقُلْتُ: إِنِّی قَدْ رَغِبْتُ فِی هٰذَا الدِّیْنِ، وَأَحْبَبْتُ أَنْ أَكُوْنَ مَعَكَ أَخْدِمُكَ فِی كَنِیْسَتِكَ، وَأَتَعَلَّمُ مِنْكَ، وَأُصَلِّی مَعَكَ. قَالَ: فَادْخُلْ فَدَخَلْتُ مَعَهُ، قَالَ: فَكَانَ رَجُلَ سُوْءٍ یَأْمُرُهُمْ بِالصَّدَقَةِ وَیُرَغِّبُهُمْ فِیهَا، فَإِذَا جَمَعُوْا إِلَیْهِ مِنْهَا أَشْیَاءَ اكْتَنَزَهُ لِنَفْسِهِ وَلَمْ یُعْطِهِ الْمَسَاكِیْنَ، حَتّٰی جَمَعَ سَبْعَ قِلَالٍ مِنْ ذَهَبٍ وَوَرِقٍ، قَالَ: وَأَبْغَضْتُهُ بُغْضًا شَدِیْدًا لِمَا رَأَیْتُهُ یَصْنَعُ، ثُمَّ مَاتَ،

بیٹا! آپ کہاں تھے؟ کیا میں نے ایک ذمہ داری آپ کے سپرد نہیں کی تھی؟ میں نے کہا: ابا جان! میں کچھ لوگوں کے پاس سے گزرا، وہ گرجا گھر میں نماز پڑھ رہے تھے، مجھے ان کی کاروائی بڑی پسند آئی۔ اللہ کی قسم! میں ان کے پاس ہی رہا، حتی کہ سورج غروب ہو گیا۔ میرے باپ نے کہا: بیٹا! اس دین میں کوئی خیر نہیں ہے، تمہارا اور تمہارے آباء کا دین اس سے بہتر ہے۔ میں نے کہا: بخدا! ہرگز نہیں، وہ دین ہمارے دین سے بہتر ہے۔ (میرے ان جذبات کی وجہ سے) میرے باپ کو میرے بارے میں خطرہ لاحق ہوا اور انھوں نے میرے پاؤں میں بیڑیاں ڈال کر مجھے گھر میں پابند کر دیا۔ میں نے عیسائیوں کی طرف پیغام بھیجا کہ جب شام سے تاجروں کا عیسائی قافلہ آئے تو مجھے خبر دینا۔ (کچھ ایام کے بعد) جب شام سے عیسائیوں کا تجارتی قافلہ پہنچا تو انھوں نے مجھے اس (کی آمد) کی اطلاع دی۔ میں نے ان سے کہا: جب (اس قافلے کے) لوگ اپنی ضروریات پوری کر کے اپنے ملک کی طرف واپس لوٹنا چاہیں تو مجھے بتلا دینا۔ سو جب انھوں نے واپس جانا چاہا تو انھوں نے مجھے اطلاع دے دی۔ میں نے اپنے پاؤں سے بیڑیاں اتار پھینکیں اور ان کے ساتھ نکل پڑا اور شام پہنچ گیا۔ جب میں شام پہنچا تو پوچھا: وہ کون سی شخصیت ہے جو اس دین والوں میں افضل ہے؟ انھوں نے کہا: فلاں گرجا گھر میں ایک پادری ہے۔ میں اس کے پاس گیا اور میں نے کہا: میں اِس دینِ (نصرانیت) کی طرف راغب ہوا ہوں، اب میں چاہتا ہوں کہ آپ کے پاس رہوں اور گرجا گھر میں آپ کی خدمت کروں اور آپ سے تعلیم حاصل کروں اور آپ کے ساتھ نماز پڑھوں۔ اس نے کہا: (ٹھیک ہے) آ جاؤ۔ پس میں اس میں داخل ہو گیا۔ لیکن وہ بڑا برا آدمی تھا۔ وہ لوگوں کو

فَاجْتَمَعَتْ إِلَيْهِ النَّصَارٰى لِيَدْفِنُوْهُ، فَقُلْتُ لَهُمْ: إِنَّ هٰذَا كَانَ رَجُلٌ سُوْءٌ، يَأْمُرُكُمْ بِالصَّدَقَةِ وَيُرَغِّبُكُمْ فِيْهَا، فَإِذَا جِئْتُمُوْهُ بِهَا، اكْتَنَزَهَا لِنَفْسِهِ وَلَمْ يُعْطِ الْمَسَاكِيْنَ مِنْهَا شَيْئًا۔ قَالُوْا: وَمَا عِلْمُكَ بِذٰلِكَ؟ قَالَ: قُلْتُ: أَنَا أَدُلُّكُمْ عَلٰى كَنْزِهِ۔ قَالُوْا: فَدُلَّنَا عَلَيْهِ۔ قَالَ: فَأَرَيْتُهُمْ مَوْضِعَهُ، قَالَ: فَاسْتَخْرَجُوْا مِنْهُ سَبْعَ قِلَالٍ مَمْلُوْءَةٍ ذَهَبًا وَوَرِقًا، قَالَ: فَلَمَّا رَأَوْهَا قَالُوْا: وَاللّٰهِ لَانَدْفِنُهُ أَبَدًا۔ فَصَلَبُوْهُ ثُمَّ رَجَمُوْهُ بِالْحِجَارَةِ، ثُمَّ جَاءُ وْا بِرَجُلٍ آخَرَ فَجَعَلُوْهُ بِمَكَانِهِ۔ قَالَ: يَقُوْلُ سَلْمَانُ: فَمَا رَأَيْتُ رَجُلًا لَا يُصَلِّى الْخَمْسَ أَرٰى أَنَّهُ أَفْضَلَ مِنْهُ، أَزْهَدَ فِى الدُّنْيَا وَلَا أَرْغَبَ فِى الْآخِرَةِ، وَلَا أَدْأَبَ لَيْلًا وَنَهَارًا مِنْهُ، قَالَ: فَأَحْبَبْتُهُ حُبًّا لَمْ أُحِبَّهُ مِنْ قَبْلِهِ، وَأَقَمْتُ مَعَهُ زَمَانًا ثُمَّ حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ، فَقُلْتُ لَهُ: يَافُلَانُ! إِنِّى كُنْتُ مَعَكَ، وَأَحْبَبْتُكَ حُبًّا لَمْ أُحِبَّهُ مِنْهُ قَبْلَكَ، وَقَدْ حَضَرَكَ مَاتَرٰى مِنْ أَمْرِ اللّٰهِ فَإِلٰى مَنْ تُوْصِى بِىْ؟ وَمَاتَأْمُرُنِى؟ قَالَ: أَىْ بُنَىَّ! وَاللّٰهِ مَا أَعْلَمُ أَحَدًا الْيَوْمَ عَلٰى مَاكُنْتُ عَلَيْهِ، لَقَدْ هَلَكَ النَّاسُ وَبَدَّلُوْا وَتَرَكُوْا أَكْثَرَمَا كَانُوْا عَلَيْهِ إِلَّا رَجُلًا بِـ(الْمَوْصِلِ) وَهُوَ فُلَانٌ، فَهُوَ عَلٰى مَا كُنْتُ عَلَيْهِ فَالْحَقْ بِهِ۔ قَالَ: فَلَمَّا مَاتَ وَغُيِّبَ، لَحِقْتُ بِصَاحِبِ (الْمَوْصِلِ)،

صدقہ کرنے کا حکم دیتا تھا اور ان کو ترغیب دلاتا تھا۔ جب وہ کئی اشیاء لے کر آتے تھے، تو وہ اپنے لیے جمع کر لیتا تھا اور مساکین کو کچھ بھی نہیں دیتا تھا، حتی کہ اس کے پاس سونے اور چاندی کے سات مٹکے جمع ہو گئے۔ میں اس کے کرتوں کی بنا پر اس سے نفرت کرتا تھا۔ بالآخر وہ مر گیا، اسے دفن کرنے کے لیے عیسائی لوگ پہنچ گئے۔ میں نے ان سے کہا: یہ تو برا آدمی تھا، یہ تم لوگوں کو تو صدقہ کرنے کا حکم دیتا اور اس کی ترغیب دلاتا تھا، لیکن جب تم لوگ اس کے پاس صدقہ جمع کرواتے تھے تو یہ اسے اپنے لیے ذخیرہ کر لیتا تھا اور مساکین کو بالکل نہیں دیتا تھا۔ انھوں نے مجھ سے پوچھا: تجھے کیسے علم ہوا؟ میں نے کہا: میں تمہیں اس کے خزانے کی خبر دے سکتا ہوں۔ انھوں نے کہا: تو پھر ہمیں بتاؤ۔ پس میں نے ان کو (اس کے خزانے کا) مقام دکھایا۔ انھوں نے وہاں سے سونے اور چاندی کے بھرے ہوئے سات مٹکے نکالے۔ جب انھوں نے صدقے (کا یہ حشر) دیکھا تو کہنے لگے: بخدا! ہم اس کو کبھی بھی دفن نہیں کریں گے۔ سو انھوں نے اس کو سولی پر لٹکایا اور پھر پتھروں سے اس کو سنگسار کیا۔ بعد ازاں وہ اس کی جگہ پر ایک اور آدمی لے آئے۔ سیدنا سلمان کہتے ہیں: جو لوگ پانچ نمازیں ادا کرتے تھے، میں نے اس کو ان میں افضل پایا۔ میں نے اسے دنیا سے سب سے زیادہ بے رغبت، آخرت کے معاملے میں سب سے زیادہ رغبت والا اور دن ہو یا رات (عبادت کے معاملات کو) تندہی سے ادا کرنے والا پایا۔ میں نے اس سے ایسی محبت کی کہ اس سے پہلے اس قسم کی محبت کسی سے نہیں کی تھی۔ میں اسی کے ساتھ کچھ زمانہ تک مقیم رہا۔ بالآخر اس کی وفات کا وقت قریب آ پہنچا۔ میں نے اسے کہا: او فلان! میں تیرے ساتھ رہا اور میں نے تجھ سے ایسی محبت کی کہ اس سے

فَقُلْتُ لَهُ: يَافُلَانُ! إِنَّ فُلَانًا أَوْصَانِي عِنْدَ مَوْتِهِ أَنْ أَلْحَقَ بِكَ وَأَخْبَرَنِي أَنَّكَ عَلٰى أَمْرِهِ۔ قَالَ: فَقَالَ لِي: أَقِمْ عِنْدِي۔ فَأَقَمْتُ عِنْدَهُ، فَوَجَدْتُهُ خَيْرَ رَجُلٍ عَلٰى أَمْرِ صَاحِبِهِ، فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ مَاتَ، فَلَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ، قُلْتُ لَهُ: يَا فُلَانُ! إِنَّ فُلَانًا أَوْصٰى بِيْ إِلَيْكَ وَأَمَرَنِيْ بِاللُّحُوْقِ بِكَ وَقَدْ حَضَرَكَ مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مَا تَرٰى فَإِلٰى مَنْ تُوْصِيْ بِيْ؟ وَمَا تَأْمُرُنِيْ؟ قَالَ: أَيْ بُنَيَّ! وَاللّٰهِ! مَا أَعْلَمُ رَجُلًا عَلٰى مِثْلِ مَا كُنَّا عَلَيْهِ إِلَّا رَجُلًا بِـــ (نَصِيْبِيْن) وَهُوَ فُلَانٌ فَالْحَقْ بِهِ۔ قَالَ: فَلَمَّا مَاتَ وَغُيِّبَ لَحِقْتُ بِصَاحِبِ نَصِيْبِيْن فَجِئْتُهُ فَأَخْبَرْتُهُ بِخَبَرِيْ وَمَا أَمَرَنِيْ بِهِ صَاحِبِيْ قَالَ: فَأَقِمْ عِنْدِيْ۔ فَأَقَمْتُ عِنْدَهُ فَوَجَدْتُهُ عَلٰى أَمْرِ صَاحِبَيْهِ فَأَقَمْتُ مَعَ خَيْرِ رَجُلٍ، فَوَاللّٰهِ مَا لَبِثَ أَنْ نَزَلَ بِهِ الْمَوْتُ، فَلَمَّا حُضِرَ قُلْتُ لَهُ: يَا فُلَانُ! إِنَّ فُلَانًا كَانَ أَوْصٰى بِيْ إِلٰى فُلَان، ثُمَّ أَوْصٰى بِيْ فُلَانٌ إِلَيْكَ، فَإِلٰى مَنْ تُوْصِيْ بِيْ؟ وَمَا تَأْمُرُنِيْ؟ قَالَ: أَيْ بُنَيَّ! وَاللّٰهِ مَا نَعْلَمُ أَحَدًا بَقِيَ عَلٰى أَمْرِنَا آمُرُكَ أَنْ تَأْتِيَهُ إِلَّا رَجُلًا بِـ (عَمُّوْرِيَّة) فَإِنَّهُ بِمِثْلِ مَا نَحْنُ عَلَيْهِ، فَإِنْ أَحْبَبْتَ فَأْتِهِ۔ قَالَ: فَإِنَّهُ عَلٰى أَمْرِنَا۔ قَالَ: فَلَمَّا مَاتَ وَغُيِّبَ، لَقِيْتُ بِصَاحِبِ عَمُّوْرِيَّةَ وَأَخْبَرْتُهُ خَبَرِيْ، فَقَالَ: أَقِمْ عِنْدِيْ۔ فَأَقَمْتُ مَعَ رَجُلٍ عَلٰى هٰذِي

قبل اس قسم کی محبت کسی سے نہیں کی تھی۔ اب تیرے پاس اللہ تعالیٰ کا حکم (موت) آ پہنچا ہے، تو خود بھی محسوس کر رہا ہے۔ اب تو مجھے کس کے پاس جانے کی نصیحت کرے گا؟ اور مجھے کیا حکم دے گا؟ اس نے کہا: میرے بیٹا! اللہ کی قسم! میں جس دین پر پابند تھا، میرے علم کے مطابق کوئی بھی اس دین کا پیروکار نہیں ہے۔ لوگ ہلاک ہو گئے ہیں اور تبدیل ہو گئے ہیں اور جس شریعت کو اپنا رکھا تھا اس کے اکثر امور کو ترک کر دیا ہے۔ ہاں فلاں ایک آدمی موصل میں ہے۔ وہ اسی دین پر کاربند ہے، پس تو اس کے پاس چلے جانا۔ جب وہ فوت ہو گیا اور اسے دفن کر دیا گیا تو میں موصل والے آدمی کے پاس پہنچ گیا۔ میں نے اسے کہا: اے فلاں! فلاں آدمی نے موت کے وقت مجھے وصیت کی تھی کہ میں تجھ سے آ ملوں۔ اس نے مجھے بتلایا تھا کہ تم بھی اس کے دین پر کاربند ہو۔ اس نے مجھے کہا: (ٹھیک ہے) تم میرے پاس ٹھہر سکتے ہو۔ پس میں نے اس کے پاس اقامت اختیار کی، میں نے اسے بہترین آدمی پایا جو اپنے ساتھی کے دین پر برقرار تھا۔ (کچھ عرصے کے بعد اس پر بھی) فوت ہونے کے آثار (دکھائی دینے لگے)۔ جب اس پر وفات کی گھڑی آ پہنچی تو میں نے کہا: او فلاں! فلاں نے تو مجھے تیرے بارے میں وصیت کی تھی اور مجھے حکم دیا تھا کہ تیری صحبت میں رہوں۔ اب اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ تجھ پر نازل ہونے والا ہے وہ تو دیکھ رہا ہے۔ اب تو مجھے کیا وصیت کرے گا اور کیا حکم دے گا کہ میں کس کے پاس جاؤں؟ اس نے کہا: بیٹا! اللہ کی قسم! میرے علم کے مطابق تو ہمارے دین پر قائم صرف ایک آدمی ہے، جو نصیبین میں ہے۔ (میری وفات کے بعد) اس کے پاس چلے جانا۔ پس جب وہ فوت ہوا اور اسے دفن کر دیا گیا تو میں نصیبین والے صاحب کے پاس پہنچ

أَصْحَابِهِ وَأَمْرِهِمْ۔ قَالَ: وَاكْتَسَبْتُ حَتّٰى كَانَ لِيْ بَقَرَاتٌ وَغُنَيْمَةٌ ۔ قَالَ: ثُمَّ نَزَلَ بِهِ أَمْرُ اللّٰهِ، فَلَمَّا حُضِرَ قُلْتُ لَهُ: يَا فُلَانُ! أَنِّيْ كُنْتُ مَعَ فُلَانٍ، فَأَوْصٰى بِيْ فُلَانٌ إِلٰى فُلَانٍ، وَأَوْصٰى بِيْ فُلَانٌ إِلٰى فُلَانٍ، ثُمَّ أَوْصٰى بِيْ فُلَانٌ إِلَيْكَ، فَإِلٰى مَنْ تُوْصِيْ بِيْ؟ وَمَا تَأْمُرُنِيْ؟ قَالَ: أَيْ بُنَيَّ! مَا أَعْلَمُهُ أَصْبَحَ عَلٰى مَا كُنَّا عَلَيْهِ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ آمُرُكَ أَنْ تَأْتِيَهُ وَلٰكِنَّهُ قَدْ أَظَلَّكَ زَمَانُ نَبِيٍّ، هُوَ مَبْعُوْثٌ بِدِيْنِ إِبْرَاهِيْمَ، يَخْرُجُ بِأَرْضِ الْعَرَبِ، مُهَاجِرًا إِلٰى أَرْضٍ بَيْنَ حَرَّتَيْنِ بَيْنَهُمَا نَخْلٌ، بِهِ عَلَامَاتٌ لَا تَخْفٰى، يَأْكُلُ الْهَدِيَّةَ وَلَا يَأْكُلُ الصَّدَقَةَ، بَيْنَ كَتِفَيْهِ خَاتَمُ النُّبُوَّةِ، فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَلْحَقَ بِتِلْكَ الْبِلَادِ فَافْعَلْ۔ قَالَ: ثُمَّ مَاتَ وَغُيِّبَ، فَمَكَثْتُ فِيْ عَمُوْرِيَةَ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ أَمْكُثَ۔ ثُمَّ مَرَّ بِيْ نَفَرٌ مِنْ كَلْبٍ تُجَّارًا فَقُلْتُ لَهُمْ: تَحْمِلُوْنِيْ إِلٰى أَرْضِ الْعَرَبِ وَأُعْطِيْكُمْ بَقَرَاتِيْ هٰذِهِ وَغُنَيْمَتِيْ هٰذِهِ؟ قَالُوْا: نَعَمْ فَأَعْطَيْتُهُمُوْهَا، وَحَمَلُوْنِيْ، حَتّٰى إِذَا قَدِمُوْا بِيْ وَادِيَ الْقُرٰى ظَلَمُوْنِيْ، فَبَاعُوْنِيْ مِنْ رَجُلٍ مِنَ الْيَهُوْدِ عَبْدًا، فَكُنْتُ عِنْدَهُ، وَرَأَيْتُ النَّخْلَ، وَرَجَوْتُ، أَنْ تَكُوْنَ الْبَلَدُ الَّذِيْ وَصَفَ لِيْ صَاحِبِيْ، وَلَمْ يَحُقَّ لِيْ فِيْ نَفْسِيْ۔ فَبَيْنَمَا أَنَا عِنْدَهُ قَدِمَ عَلَيْهِ ابْنُ عَمٍّ لَهُ مِنَ الْمَدِيْنَةِ مِنْ بَنِيْ

گیا۔ میں اس کے پاس آیا اور اسے اپنے بارے میں اور اپنے (رہنما) کے حکم کے بارے میں مطلع کیا۔ اس نے کہا: میرے پاس ٹھہریئے۔ سو میں اس کے پاس ٹھہر گیا۔ میں نے اس کو اس کے سابقہ دونوں صاحبوں کے دین پر پایا۔ وہ بہترین آدمی تھا جس کے پاس میں نے اقامت اختیار کی۔ لیکن اللہ کی قسم! وہ جلد ہی مرنے کے لیے تیار ہو گیا۔ جب اس کی موت کا وقت آیا تو میں نے اسے کہا: او فلاں! فلاں (اللہ کے بندے) نے مجھے فلاں کی (صحبت میں رہنے کی) نصیحت کی تھی، پھر اس نے تیرے پاس آنے کی نصیحت کی۔ اب تو مجھے کس کے پاس جانے کی وصیت کرے گا یا کیا حکم دے گا؟ اس نے کہا: میرے بیٹے! ہم تو ایسے آدمی کے بارے میں کوئی معلومات نہیں رکھتے، جو ہمارے دین پر قائم ہو، کہ تو اس کے پاس جا سکے۔ البتہ ایک آدمی عموریہ میں ہے۔ وہ دین کے معاملے میں ہماری طرح کا ہے۔ اگر تو چاہتا ہے تو اس کے پاس چلے جانا، کیونکہ وہ ہمارے دین پر برقرار ہے۔ پس جب وہ بھی مر گیا اور اسے دفن کر دیا گیا، تو میں عموریہ والے کے پاس پہنچ گیا اور اسے اپنا سارا ماجرا سنایا۔ اس نے کہا: تم میرے پاس ٹھہرو۔ میں نے اس کی صحبت اختیار کر لی اور اسے اس کے اصحاب کی سیرت اور دین پر پایا۔ سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے اس کے پاس کمائی بھی کی، حتی کہ میں کچھ گائیوں اور بکریوں کا مالک بن گیا۔ لیکن اس پر بھی اللہ تعالیٰ کا حکم نازل ہونے (کی علامات دکھائی دینے لگیں)۔ جب اس کی موت کا وقت قریب آ پہنچا تو میں نے اسے کہا: او فلاں! میں فلاں بندے کے پاس تھا، فلاں نے مجھے فلاں کے بارے میں، فلاں نے فلاں کے بارے میں اور اس نے تیرے پاس آنے کی وصیت کی تھی۔ اب تو مجھے کس (کی صحبت میں رہنے) کی وصیت کرے گا؟ اور مجھے کیا حکم

قُرَيْظَةَ، فَابْتَاعَنِيْ مِنْهُ، فَاحْتَمَلَنِي إِلَى الْمَدِيْنَةِ، فَوَاللّٰهِ مَاهُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُهَا فَعَرَفْتُهَا بِصِفَةِ صَاحِبِي، فَأَقَمْتُ بِهَا۔ وَبَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ فَأَقَامَ بِمَكَّةَ مَا أَقَامَ، لَا أَسْمَعُ لَهُ بِذِكْرٍ مَعَ مَا أَنَا فِيْهِ مِنْ شُغْلِ الرِّقِّ۔ ثُمَّ هَاجَرَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ، فَوَاللّٰهِ إِنِّي لَفِي رَأْسِ عِذْقٍ لِسَيِّدِيْ أَعْمَلُ فِيْهِ بَعْضَ الْعَمَلِ، وَسَيِّدِي جَالِسٌ إِذْ أَقْبَلَ ابْنُ عَمٍّ لَهُ حَتّٰى وَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ: فُلَانٌ قَاتَلَ اللّٰهُ بَنِي قَيْلَةَ، وَاللّٰهِ إِنَّهُمْ الْآنَ لَمُجْتَمِعُوْنَ بِـ(قُبَاءَ) عَلٰى رَجُلٍ قَدِمَ عَلَيْهِمْ مِنْ مَكَّةَ الْيَوْمَ يَزْعَمُوْنَ أَنَّهُ نَبِيٌّ۔ قَالَ: فَلَمَّا سَمِعْتُهَا أَخَذَتْنِي الْعُرَوَاءُ حَتّٰى ظَنَنْتُ أَنِّي سَأَسْقُطُ عَلٰى سَيِّدِيْ، قَالَ: وَنَزَلْتُ عَنِ النَّخْلَةِ فَجَعَلْتُ أَقُوْلُ لِابْنِ عَمِّهِ ذٰلِكَ: مَاذَا تَقُوْلُ؟ مَاذَا تَقُوْلُ؟ قَالَ: فَغَضِبَ سَيِّدِي فَلَكَمَنِي لَكْمَةً شَدِيْدَةً، ثُمَّ قَالَ: مَالَكَ وَلِهٰذَا؟ أَقْبِلْ عَلٰى عَمَلِكَ۔ قَالَ: قُلْتُ: لَاشَيْءَ إِنَّمَا أَرَدْتُ أَنْ أَسْتَثْبِتَ عَمَّا قَالَ۔ وَقَدْ كَانَ عِنْدِي شَيْءٌ قَدْ جَمَعْتُهُ، فَلَمَّا أَمْسَيْتُ أَخَذْتُهُ ثُمَّ ذَهَبْتُ بِهِ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ بِـ(قُبَاءٍ) فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِي أَنَّكَ رَجُلٌ صَالِحٌ، وَمَعَكَ أَصْحَابٌ لَكَ غُرَبَاءُ ذَوُوْ حَاجَةٍ، وَهٰذَا شَيْءٌ كَانَ عِنْدِي لِلصَّدَقَةِ، فَرَأَيْتُكُمْ أَحَقَّ بِهِ مِنْ غَيْرِكُمْ، قَالَ: فَقَرَّبْتُهُ

دے گا؟ اس نے کہا: میرے بیٹا! میں تو کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا جو ہمارے دین پر کاربند ہو اور جس کے بارے میں میں تجھے حکم دے سکوں۔ لیکن اب ایک نبی کی آمد کا وقت قریب آ چکا ہے، اسے دین ابراہیمی کے ساتھ مبعوث کیا جائے گا، وہ عربوں کی سرزمین سے ظاہر ہو گا اور ایسے (شہر) کی طرف ہجرت کرے گا جو دو حرّوں (یعنی کالے پتھر والی زمینوں) کے درمیان ہو گا اور ان کے درمیان کھجوروں کے درخت ہوں گے۔ اس کی اور علامات بھی ہوں گی، جو مخفی نہیں ہوں گی۔ وہ ہدیہ (یعنی بطورِ تحفہ دی گئی چیز) کھائے گا، صدقہ نہیں کھائے گا اور اس کے کندھوں کے درمیان مہرِ ختمِ نبوّت ہو گی۔ اگر تجھے استطاعت ہے تو (عرب کے) ان علاقوں تک پہنچ جا۔ سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پھر وہ فوت ہو گیا اور اسے دفن کر دیا گیا۔ جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور تھا، میں عموریہ میں سکونت پذیر رہا۔ پھر میرے پاس سے بنو کلب قبیلے کا ایک تجارتی قافلہ گزرا۔ میں نے ان سے کہا: اگر تم مجھے سرزمینِ عرب کی طرف لے جاؤ تو میں تم کو اپنی گائیں اور بکریاں دے دوں گا؟ انھوں نے کہا: ٹھیک ہے۔ پس میں نے اپنی گائیں اور بکریاں ان کو دے دیں اور انھوں نے مجھے اپنے ساتھ ملا لیا۔ جب وہ مجھے وادیٔ قری تک لے کر پہنچے تو انھوں نے مجھ پر ظلم کیا اور بطورِ غلام ایک یہودی کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ پس میں اس کے پاس ٹھہر گیا۔ جب میں نے کھجوروں کے درخت دیکھے تو مجھے امید ہونے لگی کہ یہ وہی شہر ہے جو میرے ساتھی نے بیان کیا تھا، لیکن یقین نہیں آ رہا تھا۔ ایک دن اس یہودی کا چچا زاد بھائی، جس کا تعلق بنو قریظہ سے تھا، مدینہ سے اس کے پاس آیا اور مجھے خرید کر اپنے پاس مدینہ میں لے گیا۔ اللہ کی قسم! جب میں نے مدینہ کو دیکھا تو اپنے ساتھی کی بیان کردہ علامات کی

إِلَيْهِ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِأَصْحَابِهِ: ((كُلُوْا۔)) وَأَمْسَكَ يَدَهُ فَلَمْ يَأْكُلْ۔ قَالَ: فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: هٰذِهِ وَاحِدَةٌ ثُمَّ انْصَرَفْتُ عَنْهُ، فَجَمَعْتُ شَيْئاً، وَتَحَوَّلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْمَدِيْنَةِ، ثُمَّ جِئْتُ بِهِ فَقُلْتُ: إِنِّي رَأَيْتُكَ لَا تَأْكُلُ الصَّدَقَةَ، وَهٰذِهِ هَدِيَّةٌ أَكْرَمْتُكَ بِهَا، قَالَ: فَأَكَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْهَا، وَأَمَرَ أَصْحَابَهُ فَأَكَلُوْا مَعَهُ، قَالَ: فَقُلْتُ: فِي نَفْسِي هَاتَانِ اثْنَتَانِ۔ ثُمَّ جِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ بِبَقِيْعِ الْغَرْقَدِ، قَالَ: وَقَدْ تَبِعَ جَنَازَةً مِنْ أَصْحَابِهِ، عَلَيْهِ شَمْلَتَانِ لَهُ، وَهُوَ جَالِسٌ فِي أَصْحَابِهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، ثُمَّ اسْتَدَرْتُ أَنْظُرُ إِلَى ظَهْرِهِ، هَلْ أَرَى الْخَاتَمَ الَّذِي وَصَفَ لِي صَاحِبِي، فَلَمَّا رَآنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اسْتَدَرْتُهُ، عَرَفَ أَنِّي أَسْتَثْبِتُ فِي شَيْءٍ وُصِفَ لِي، قَالَ: فَأَلْقَى رِدَاءَهُ عَنْ ظَهْرِهِ، فَنَظَرْتُ إِلَى الْخَاتَمِ فَعَرَفْتُهُ، فَانْكَبَبْتُ عَلَيْهِ أُقَبِّلُهُ وَأَبْكِي۔ فَقَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَحَوَّلْ۔)) فَتَحَوَّلْتُ، فَقَصَصْتُ عَلَيْهِ حَدِيْثِي۔ كَمَا حَدَّثْتُكَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ! قَالَ: فَأَعْجَبَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَسْمَعَ ذٰلِكَ أَصْحَابُهُ۔ ثُمَّ شَغَلَ سَلْمَانُ الرِّقُّ حَتّٰى فَاتَهُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَدْرٌ وَأُحُدٌ۔ قَالَ: ثُمَّ قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَاتِبْ يَا سَلْمَانُ!)) فَكَاتَبْتُ

روشنی میں اس کو پہچان گیا (کہ یہی خاتم النبیین کا مسکن ہوگا)۔ میں وہاں فروکش ہو گیا۔ اُدھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو مکہ مکرمہ میں مبعوث کر دیا، جتنا عرصہ انھوں نے وہاں ٹھہرنا تھا، وہ ٹھہرے۔لیکن میں نے ان (کی آمد) کا کوئی تذکرہ نہیں سنا، دوسری بات یہ بھی ہے کہ میں غلامی والے شغل میں مصروف رہتا تھا۔ بالآخر نبی کریم ﷺ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے آئے۔ اللہ کی قسم! (ایک دن) میں اپنے آقا کے پھل دار کھجور کے درخت کی چوٹی پر کوئی کام کر رہا تھا، میرا مالک بیٹھا ہوا تھا، اس کا چچازاد بھائی اچانک اس کے پاس آیا اور کہا: او فلاں! اللہ تعالیٰ بنو قیلہ کو ہلاک کرے، وہ قباء میں مکہ سے آنے والے ایک آدمی کے پاس جمع ہیں اور ان کا خیال ہے کہ وہ نبی ہے۔ جب میں نے اس کی یہ بات سنی تو مجھ پر اس قدر کپکپی طاری ہوگئی کہ مجھے یہ گمان ہونے لگا کہ اپنے مالک پر گر جاؤں گا۔ میں کھجور کے درخت سے اترا اور اس کے چچا زاد بھائی سے کہنے لگا: تم کیا کہہ رہے ہو؟ تم کیا کہہ رہے ہو؟ اس بات سے میرے آقا کو غصہ آیا اور اس نے مجھے زور سے مکا مارا اور کہا: تیرا اس کی بات سے کیا تعلق ہے۔ جا، اپنا کام کر۔ میں نے کہا: کوئی تعلق نہیں، بس ذرا بات کی چھان بین کرنا چاہتا تھا۔ سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میرے پاس میرا جمع کیا ہوا کچھ مال تھا۔ جب شام ہوئی تو میں نے وہ مال لیا اور قباء میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گیا۔ میں آپ ﷺ پر داخل ہوا اور کہا: مجھے یہ بات موصول ہوئی ہے کہ آپ کوئی صالح آدمی ہیں اور آپ کے اصحاب غریب اور حاجتمند لوگ ہیں۔ یہ میرے پاس کچھ صدقے کا مال ہے، میں نے آپ لوگوں کو ہی اس کا زیادہ مستحق سمجھا ہے۔ پھر میں نے وہ مال آپ ﷺ کے قریب کیا۔ لیکن آپ ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا: ''تم

صَاحِبِی عَلٰی ثَلَاثِ مِائَةِ نَخْلَةٍ أُحْیِیْهَا لَهُ بِالْفَقِیْرِ، وَبِأَرْبَعِیْنَ أُوْقِیَةً۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَعِیْنُوْا أَخَاکُمْ۔)) فَأَعَانُوْنِی بِالنَّخْلِ، الرَّجُلُ بِثَلَاثِیْنَ وَدِیَّةً وَالرَّجُلُ بِعِشْرِیْنَ، وَالرَّجُلُ بِخَمْسَ عَشْرَةَ، وَالرَّجُلُ بِعَشْرٍ یَعْنِی: الرَّجُلَ بِقَدْرِ مَاعِنْدَهُ۔ حَتّٰی اجْتَمَعَتْ لِی ثَلَاثُ مِئَةِ وَدِیَّةٍ۔ فَقَالَ لِی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اذْهَبْ یَا سَلْمَانُ! فَفَقِّرْ لَهَا، فَإِذَا فَرَغْتَ فَأْتِنِی أَکُوْنُ أَنَا أَضَعُهَا بِیَدِی۔)) فَفَقَّرْتُ لَهَا، وَأَعَانَنِی أَصْحَابِی، حَتّٰی إِذَا فَرَغْتُ مِنْهَا جِئْتُهُ فَأَخْبَرْتُهُ۔ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَعِی إِلَیْهَا، فَجَعَلْنَا نُقَرِّبُ لَهُ الْوَدِیَّ، وَیَضَعُهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِیَدِهِ، فَوَالَّذِی نَفْسُ سَلْمَانَ بِیَدِهِ! مَا مَاتَتْ مِنْهَا وَدِیَّةٌ وَاحِدَةٌ، فَأَدَّیْتُ النَّخْلَ وَبَقِیَ عَلَیَّ الْمَالُ، فَأُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِ بَیْضَةِ الدَّجَاجَةِ مِنْ ذَهَبٍ مِنْ بَعْضِ الْمَغَازِیْ، فَقَالَ: ((مَا فَعَلَ الْفَارِسِیُّ الْمُکَاتَبُ؟)) قَالَ: فَدُعِیْتُ لَهُ۔ فَقَالَ: ((خُذْ هٰذِهِ فَأَدِّ بِهَا مَا عَلَیْكَ یَا سَلْمَانُ!)) فَقُلْتُ: وَأَیْنَ تَقَعُ هٰذِهِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مِمَّا عَلَیَّ؟ قَالَ: ((خُذْهَا، فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ سَیُؤَدِّی بِهَا عَنْكَ۔)) قَالَ: فَأَخَذْتُهَا، فَوَزَنْتُ لَهُمْ مِنْهَا وَالَّذِی نَفْسُ سَلْمَانَ بِیَدِهِ! أَرْبَعِیْنَ أُوْقِیَةً، فَأَوْفَیْتُهُمْ حَقَّهُمْ، وَعَتَقْتُ، فَشَهِدْتُ مَعَ

لوگ کھالو۔'' آپ ﷺ نے خود اپنا ہاتھ روک لیا اور نہ کھایا۔ میں نے دل میں کہا کہ (اس بندے کے نبی ہونے کی) ایک نشانی تو (پوری ہوگئی ہے)۔ پھر میں چلا گیا اور مزید کچھ مال جمع کیا۔ اب رسول اللہ ﷺ مدینہ میں منتقل ہو چکے تھے۔ پھر (وہ مال لے کر) میں آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: میرا آپ کے بارے میں خیال ہے کہ آپ صدقے کا مال نہیں کھاتے، اس لیے یہ ہدیہ (یعنی تحفہ) ہے، میں اس کے ذریعے آپ کی عزت کرنا چاہتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے وہ چیز خود بھی کھائی اور اپنے صحابہ کو بھی کھانے کا حکم دیا، سوانھوں نے بھی کھائی۔ (یہ منظر دیکھ کر) میں نے دل میں کہا: دو علامتیں (پوری ہو گئیں ہیں)۔ (سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:) میں (تیسری دفعہ) جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو وہ "بَقِیْعُ الْغَرْقَد" میں تھے۔ آپ ﷺ کسی صحابی کے جنازے کی خاطر وہاں آئے ہوئے تھے، آپ ﷺ پر دو چادریں تھیں۔ آپ ﷺ اپنے اصحاب میں تشریف فرما تھے۔ میں نے آپ ﷺ کو سلام کہا، پھر آپ کی پیٹھ پر نظر ڈالنے کے لیے گھوما، تاکہ (دیکھ سکوں کہ) آیا وہ (ختمِ نبوت والی) مہر بھی ہے، جس کی پیشین گوئی میرے ساتھی نے کی تھی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے مجھے گھومتے ہوئے دیکھا تو آپ پہچان گئے کہ میں آپ ﷺ کے کسی وصف کی جستجو میں ہوں، پس آپ ﷺ نے اپنی چادر اپنی پیٹھ سے ہٹا دی، میں نے مہرِ نبوت دیکھی اور اسے پہچان گیا۔ پھر میں آپ ﷺ پر ٹوٹ پڑا اور آپ کے بوسے لینے اور رونے لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''پیچھے ہٹو۔'' پس میں پیچھے ہٹ گیا۔ ابن عباس! پھر میں نے آپ ﷺ کو اپنا وہ سارا ماجرا سنایا، جو تجھے سنایا ہے اور رسول اللہ ﷺ کو یہ بات اچھی لگی کہ یہ

رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ الْخَنْدَقَ ، ثُمَّ لَمْ یَفُتْنِی مَعَہُ مَشْہَدٌ۔ (مسند احمد: ۲۴۱۳۸)

واقعہ آپ کے صحابہ بھی سنیں۔ پھر سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ غلامی کی وجہ سے مشغول رہے اور غزوۂ بدر اور غزوۂ احد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک نہ ہو سکے۔ (سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:) ایک دن رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''سلمان! (اپنے مالک سے) مکاتبت کر لو۔'' پس میں نے اپنے آقا سے اس بات پر مکاتبت کر لی کہ میں اس کے لیے تین سو کھجور کے چھوٹے درخت زمین سے اکھاڑ کر اس کی جگہ پر لگاؤں گا اور (مزید اسے) چالیس اوقیے دوں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے بھائی (سلمان) کی مدد کرو۔'' لوگوں نے مدد کرتے ہوئے مجھے کھجوروں کے درخت دیے۔ کسی نے تیس، کسی نے بیس، کسی نے پندرہ، کسی نے دس، الغرض کہ ہر ایک نے اپنی استطاعت کے بقدر مجھے کھجوروں کے چھوٹے درخت دیے، حتی کہ میرے پاس تین سو کھجوریں جمع ہو گئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''سلمان! جاؤ اور گڑھے کھودو۔ جب فارغ ہو جاؤ تو میرے پاس آ جانا، (یہ پودے) میں خود لگاؤں گا۔'' (سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:) میں نے گڑھے کھودے، میرے ساتھیوں نے میری معاونت کی۔ جب میں فارغ ہوا تو آپ ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو اطلاع دی۔ رسول اللہ ﷺ میرے ساتھ نکلے۔ ہم (کھجوروں کے وہ) بوٹے آپ ﷺ کے قریب کرتے تھے اور آپ اپنے ہاتھ سے ان کو لگا دیتے تھے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں سلمان کی جان ہے! ان میں سے کھجور کا ایک پودا بھی نہ مرا۔ اب میں کھجور کے چھوٹے درخت تو لگا چکا تھا اور (چالیس اوقیوں والا) مال باقی تھا۔ کسی غزوے سے رسول اللہ ﷺ کے پاس مرغی کے انڈے کے بقدر سونا لایا گیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''مکاتبت کرنے والا (سلمان) فارسی کیا کر رہا ہے؟'' مجھے

بلایا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''سلمان! یہ لو اور اس کے ساتھ اپنی ذمہ داری ادا کرو۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھ پر جتنا (قرضہ) ہے، اس سے کیا اثر ہوگا؟ (یعنی قرضہ بہت زیادہ ہے)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تو لو، عنقریب اللہ تعالیٰ تمہارا (قرضہ) بھی ادا کر دے گا۔'' اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں سلمان کی جان ہے! میں نے وہ لے لیا اور اس میں سے ان آقاؤں کو چالیس اوقیے تول کر دے دیئے، ان کا پورا حق ادا کر دیا اور آزاد ہو گیا۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ خندق میں حاضر ہوا اور اس کے بعد کوئی غزوہ مجھ سے نہ رہ سکا۔

فوائد:...... ابوعبداللہ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اس وقت مسلمان ہوئے، جب آپ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے، پھر غزوۂ خندق اور اس کے بعد والے غزوات میں شریک ہوئے، بلکہ انھوں نے ہی غزوۂ احزاب کے موقع پر خندق کھودنے کا مشورہ دیا تھا، آپ ﷺ نے ان کے اور سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ کے مابین بھائی چارہ قائم کیا تھا، بالاتفاق ان کی کم از کم عمر (۲۵۰) برس تھی، ایک قول (۳۵۰) سال کا بھی ہے، سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ اپنے آپ کو ابن اسلام یعنی فرزندِ اسلام کہتے تھے۔

سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا بیان کردہ واقعہ اور حدیثِ مبارکہ اپنے مفہوم میں انتہائی واضح ہیں، آپ ﷺ اور آپ ﷺ کی جائے سکونت کے بارے سابقہ مذہبی ادب میں یہ پیشین گوئیاں کی گئی تھیں، جن کو وقت نے برحق ثابت کیا:

۱۔ آپ ﷺ کے مسکنِ اول مکہ مکرمہ اور مسکنِ ثانی مدینہ منورہ کی علامات کا تذکرہ۔
۲۔ آپ ﷺ صدقات کھانے والے نہیں تھے، تحائف و ہدایا قبول کرنے والے تھے۔
۳۔ آپ ﷺ کے کندھوں کے درمیان مہرِ نبوت تھی۔

یہ حدیث اس حقیقت کا بیّن ثبوت ہے کہ اگر کسی شخص کو تلاشِ حق کی تمنا ہو اور وہ مخلصانہ انداز میں اس کے لیے تگ و دو کرنے والا بھی ہو، تو اللہ تعالیٰ اس کی اِس نیک آرزو کو بدرجۂ اتم پورا کر دیتے ہیں۔ سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ نے حق تک رسائی حاصل کرنے کے لیے جن مراحل کو طے کیا، یقیناً ایسے کٹھن مراحل کو کامیابی و کامرانی کے ساتھ عبور کرنا کسی بصیرت والے کے لیے غور و فکر سے بالاتر ہے، بہرحال اگر اِخلاص کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی توفیق بھی شاملِ حال ہو تو بڑی سے بڑی مشکلات آسان ہو جاتی ہیں۔

(١١٧٤٤)۔ عَنْ أَبِي قُرَّةَ الْكِنْدِيِّ، عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ قَالَ: كُنْتُ مِنْ أَبْنَاءِ أَسَاوِرَةِ فَارِسَ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ قَالَ: فَانْطَلَقْتُ تَرْفَعُنِي أَرْضٌ وَتَخْفِضُنِي أُخْرٰى حَتّٰى مَرَرْتُ عَلٰى قَوْمٍ مِنَ الْأَعْرَابِ فَاسْتَعْبَدُوْنِي فَبَاعُوْنِي حَتّٰى اشْتَرَتْنِي امْرَأَةٌ، فَسَمِعْتُهُمْ يَذْكُرُوْنَ النَّبِيَّ ﷺ وَكَانَ الْعَيْشُ عَزِيزًا، فَقُلْتُ لَهَا: هَبِي لِي يَوْمًا، فَقَالَتْ: نَعَمْ، فَانْطَلَقْتُ فَاحْتَطَبْتُ حَطَبًا فَبِعْتُهُ فَصَنَعْتُ طَعَامًا فَأَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ فَوَضَعْتُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَ: ((مَا هٰذَا؟)) فَقُلْتُ: صَدَقَةٌ، فَقَالَ لِأَصْحَابِهِ: ((كُلُوْا۔)) وَلَمْ يَأْكُلْ، قُلْتُ: هٰذِهِ مِنْ عَلَامَاتِهِ، ثُمَّ مَكَثْتُ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ أَمْكُثَ، فَقُلْتُ لِمَوْلَاتِي: هَبِي لِي يَوْمًا، قَالَتْ: نَعَمْ، فَانْطَلَقْتُ فَاحْتَطَبْتُ حَطَبًا بِأَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَصَنَعْتُ طَعَامًا فَأَتَيْتُهُ بِهِ وَهُوَ جَالِسٌ بَيْنَ أَصْحَابِهِ فَوَضَعْتُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَ: ((مَا هٰذَا؟)) قُلْتُ: هَدِيَّةٌ، فَوَضَعَ يَدَهُ وَقَالَ لِأَصْحَابِهِ: ((خُذُوْا بِسْمِ اللّٰهِ۔)) وَقُمْتُ خَلْفَهُ فَوَضَعَ رِدَاءَهُ فَإِذَا خَاتَمُ النُّبُوَّةِ، فَقُلْتُ: أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ، فَقَالَ: ((وَمَا ذَاكَ؟)) فَحَدَّثْتُهُ عَنِ الرَّجُلِ، وَقُلْتُ: أَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَإِنَّهُ حَدَّثَنِي أَنَّكَ نَبِيٌّ؟ فَقَالَ: ((لَنْ

ابو قرہ کندی سے روایت ہے کہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں سرداران فارس کی نسل میں سے تھا، اس سے آگے انہوں نے سارا واقعہ بیان کیا، میں وہاں سے چل دیا، کوئی سر زمین مجھے اپنے اوپر جگہ دیتی اور پھر مجھے کہیں آگے پھینک دیتی، یہاں تک کہ میں اعرابیوں کی ایک جماعت کے پاس سے گزرا۔ انہوں نے مجھے غلام کی حیثیت سے فروخت کر دیا اور بالآخر مجھے ایک خاتون نے خرید لیا، میں اس گھر کے افراد کو نبی کریم ﷺ کا تذکرہ کرتے سنا، ان دنوں میری گزر بسر انتہائی تنگی میں ہوئی تھی، میں نے اپنی اس مالکہ سے درخواست کی کہ مجھے ایک دن رخصت دیں، انہوں نے رخصت دے دی، تو میں نے جا کر لکڑیاں جمع کر کے ان کو فروخت کیا اور کھانا تیار کیا، میں وہ کھانا لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے وہ کھانا آپ کے سامنے رکھ دیا، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''یہ کیا ہے؟'' میں نے عرض کیا: یہ صدقہ ہے، آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا: ''یہ کھا لو۔'' اور آپ ﷺ نے خود تناول نہ فرمایا، میں نے دل میں کہا: آپ کی علامات میں سے یہ ایک بات تو پوری ہوئی، اس کے بعد اللہ کو جس قدر منظور تھا، وقت گزرا۔ پھر میں نے اپنی مالکہ سے ایک دن کی رخصت طلب کی، اس نے مجھے رخصت دے دی۔ تو میں نے جا کر لکڑیاں اکٹھی کر کے ان کو پہلے سے زیادہ قیمت میں فروخت کیا اور اس رقم سے میں نے کھانا تیار کیا، میں وہ کھانا لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صحابہ کی جماعت میں تشریف فرما تھے، میں نے وہ کھانا آپ ﷺ کے سامنے رکھ دیا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''یہ کیا ہے؟'' میں نے عرض کیا: یہ ہدیہ ہے،

(١١٧٤٤) تخريج: اسناده محتمل للتحسين (انظر: ٢٣٧١٢)

يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ۔)) فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّهُ أَخْبَرَنِي أَنَّكَ نَبِيٌّ أَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ؟ قَالَ: ((لَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ۔)) (مسند احمد: ٢٤١١٣)

آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک کھانے کی طرف بڑھایا اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی فرمایا کہ ''اللہ کا نام لے کر تم بھی کھاؤ۔'' میں آپ ﷺ کے پیچھے کھڑا ہوگیا، تو آپ ﷺ نے اپنی چادر ہٹا دی اور مجھے مہر نبوت بھی نظر آ گئی، میں بے اختیار پکار اٹھا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ واقعی اللہ کے رسول ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہاری اس بات کی وجہ اور سبب کیا ہے؟'' میں نے اس پادری کا واقعہ آپ کے گوش گزار کیا اور دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! کیا وہ جنت میں جائے گا؟ اس نے مجھے بتلایا تھا کہ آپ اللہ کے آخری نبی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں وہی جائے گا، جو مسلمان ہوگا۔'' میں نے دوبارہ عرض کیا: اللہ کے رسول! اسی نے مجھے بتلایا تھا کہ آپ اللہ کے نبی ہیں، تو کیا وہ جنت میں جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہی آدمی جنت میں جائے گا جو مسلمان ہوگا۔''

(١١٧٤٥)۔ وَعَنْ بُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيِّ رضي الله عنه قَالَ: جَاءَ سَلْمَانُ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حِينَ قَدِمَ الْمَدِينَةَ بِمَائِدَةٍ عَلَيْهَا رُطَبٌ، فَوَضَعَهَا بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا هٰذَا؟ يَا سَلْمَانُ!۔)) قَالَ: صَدَقَةٌ عَلَيْكَ وَعَلٰى أَصْحَابِكَ، قَالَ: ((ارْفَعْهَا فَإِنَّا لَا نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ۔)) فَرَفَعَهَا فَجَاءَ مِنَ الْغَدِ بِمِثْلِهِ فَوَضَعَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ يَحْمِلُهُ، فَقَالَ: ((مَا هٰذَا؟ يَا سَلْمَانُ!۔)) فَقَالَ: هَدِيَّةٌ لَكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِأَصْحَابِهِ: ((ابْسُطُوا۔)) فَنَظَرَ إِلَى الْخَاتَمِ

سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ ایک دسترخوان لیے، جس میں کھجوریں تھیں، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آ کر وہ دسترخوان رسول اللہ ﷺ کے سامنے رکھ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''سلمان! یہ کیا ہے؟'' انہوں نے کہا: یہ آپ کے لیے اور آپ کے صحابہ کے لیے صدقہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے اٹھالو، ہم صدقہ کا مال نہیں کھاتے۔'' چنانچہ انہوں نے اسے اٹھا لیا۔ وہ دوسرے دن بھی حسب سابق آئے اور انہوں نے کھانا لا کر آپ ﷺ کے سامنے رکھ دیا، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''سلمان! یہ کیا ہے؟'' انہوں نے جواب دیا: اے اللہ

(١١٧٤٥) تخريج: اسناده قوى، اخرجه مطولا ومختصرا ابن ابى شيبة: ٦/ ٥٥١، والبزار: ٢٧٢٦، والطبرانى فى "الكبير": ٦٠٧٠ (انظر: ٢٢٩٩٧)

الَّذِی عَلٰی ظَهْرِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَآمَنَ بِهِ، وَكَانَ لِلْيَهُودِ، فَاشْتَرَاهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِكَذَا وَكَذَا دِرْهَمًا وَعَلٰى أَنْ يَغْرِسَ نَخْلًا، فَيَعْمَلَ سَلْمَانُ فِيهَا حَتّٰى يَطْعَمَ، قَالَ: فَغَرَسَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ النَّخْلَ إِلَّا نَخْلَةً وَاحِدَةً غَرَسَهَا عُمَرُ، فَحَمَلَتِ النَّخْلُ مِنْ عَامِهَا وَلَمْ تَحْمِلِ النَّخْلَةُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا شَأْنُ هٰذِهِ؟)) قَالَ عُمَرُ: أَنَا غَرَسْتُهَا، يَا رَسُولَ اللّٰهِ!، قَالَ: فَنَزَعَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ غَرَسَهَا فَحَمَلَتْ مِنْ عَامِهَا۔ (مسند احمد: ٢٣٣٨٥)

کے رسول! یہ آپ کے لیے تحفہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا: ''اپنے ہاتھ بڑھاؤ۔'' سلمان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی پشت پر مہر بھی ملاحظہ کی اور یہ سب کچھ دیکھ کر وہ ایمان لے آئے۔ سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ ان دنوں یہود کے غلام تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو کچھ درہم اور کھجور کے پودے کاشت کرنے کے عوض خرید لیا۔ شرط یہ تھی کہ ان درختوں کے ثمر آور ہونے تک سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ وہاں باغ میں کام کریں گے، کھجور کے تمام پودے رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھوں سے خود لگائے، صرف ایک پودا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے لگایا، تمام پودے اسی سال ثمر آور ہوگئے، کھجور کے صرف ایک پودے پر پھل نہ آیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے کیا ہوا؟'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بتلایا: اے اللہ کے رسول! یہ پودا میں نے لگایا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے اکھیڑ کر دوبارہ گاڑھ دیا تو وہ بھی اسی سال پھل دار ہوگیا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي سَمُرَةَ بْنِ فَاتِكٍ رضی اللہ عنہ

سیدنا سمرہ بن فاتک رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(١١٧٤٦)۔ عَنْ بُسْرِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ فَاتِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((نِعْمَ الْفَتٰى سَمُرَةُ لَوْ أَخَذَ مِنْ لِمَّتِهِ وَشَمَّرَ مِنْ مِئْزَرِهِ۔)) فَفَعَلَ ذٰلِكَ سَمُرَةُ أَخَذَ مِنْ لِمَّتِهِ وَشَمَّرَ عَنْ مِئْزَرِهِ۔ (مسند احمد: ١٧٩٤١)

سیدنا سمرہ بن فاتک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سمرہ ایک اچھا آدمی ہے، کاش وہ اپنے سر کے بال ذرا چھوٹے کرلے اور اپنی چادر کو ٹخنوں سے اوپر رکھے۔'' یہ سن کر سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ نے فوراً دونوں باتوں پر عمل شروع کر دیا۔ انہوں نے بال چھوٹے کر لیے اور چادر بھی اوپر کر لی۔

فوائد:...... یہ سیدنا سمرہ بن فاتک رضی اللہ عنہ میں رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا جذبہ تھا، نبی کریم ﷺ کے بال کاندھوں کو مس کرتے تھے، لیکن آپ ﷺ نے سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ کے لیے اتنے لمبے بال ناپسند کیے، اس کی کوئی خاص وجہ ہوگی، جیسے وہ اتنے خوبصورت لگتے ہوں کہ ان کی وجہ سے خود پسندی اور بڑائی میں مبتلا ہو جانا ممکن ہو۔

تہبند کا معاملہ واضح ہے کہ مرد کو تہبند میں ٹخنے چھپانے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔

(١١٧٤٦) تخریج: اسنادہ حسن لولا عنعنة هشیم، اخرجه البخاری فی "التاریخ الکبیر": ٤/ ١٧٧ (انظر: ١٧٧٨٨)

حَرْفُ الصَّادِ الْمُهْمَلَةِ
''ص'' سے شروع ہونے والے نام

بَابُ مَا جَاءَ فِیْ صُهَیْبِ بْنِ سِنَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ
سیدنا صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(۱۱۷٤۷)۔ أَخْبَرَنَا زَیْدُ بْنُ أَسْلَمَ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لِصُهَیْبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: لَوْلَا ثَلَاثُ خِصَالٍ فِیكَ لَمْ یَكُنْ بِكَ بَأْسٌ، قَالَ: وَمَا هُنَّ فَوَاللّٰهِ مَا نَرَاكَ تَعِیبُ شَیْئًا، قَالَ: اكْتِنَاؤُكَ بِأَبِی یَحْیٰی وَلَیْسَ لَكَ وَلَدٌ، وَادِّعَاؤُكَ إِلَی النَّمِرِ بْنِ قَاسِطٍ وَأَنْتَ رَجُلٌ أَلْكَنُ، وَأَنَّكَ لَا تُمْسِكُ الْمَالَ، قَالَ: أَمَّا اكْتِنَائِی بِأَبِی یَحْیٰی، فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَنَّانِی بِهَا فَلَا أَدَعُهَا حَتّٰی أَلْقَاهُ، وَأَمَّا ادِّعَائِی إِلَی النَّمِرِ بْنِ قَاسِطٍ فَإِنِّی امْرُؤٌ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ اسْتُرْضِعَ لِی بِالْأَیْلَةِ فَهٰذِهِ اللُّكْنَةُ مِنْ ذَاكَ، وَأَمَّا الْمَالُ فَهَلْ تَرَانِی أُنْفِقُ إِلَّا فِی حَقٍّ؟ (مسند احمد: ۱۹۱۵۰)

سیدنا زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ سے کہا: اگر آپ کے اندر تین خصلتیں نہ ہوں تو آپ میں کوئی حرج نہیں ہو گا، انہوں نے دریافت کیا کہ وہ کونسی ہیں؟ اللہ کی قسم! آپ کو کسی چیز کی عیب جوئی کرتے نہیں دیکھا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک تو یہ کہ آپ نے ''ابو یحییٰ'' کنیت رکھی ہوئی ہے، جبکہ آپ کی اولاد نہیں، دوسرے یہ کہ آپ نمر بن قاسط جیسے عظیم شخص کی طرف انتساب کرتے ہیں، جبکہ آپ کی حالت یہ ہے کہ آپ کی زبان میں لکنت ہے اور تیسری بات یہ کہ آپ کے پاس جتنی بھی دولت آ جائے آپ اسے خرچ کر ڈالتے ہیں، اسے جمع نہیں رکھتے۔ یہ سن کر انہوں نے جواباً کہا: جہاں تک میری کنیت کا تعلق ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے میری یہ کنیت رکھی ہے اور اب میں آپ سے ملاقات تک یعنی مرتے دم تک اس کنیت کو ترک نہیں کروں گا۔ دوسری بات کہ میں نمر بن قاسط کی طرف انتساب کرتا ہوں تو میں چونکہ انہی لوگوں میں سے ہوں، تو ان کی طرف نسبت کیوں نہ کروں؟ البتہ حقیقت یہ ہے کہ میری رضاعت ''اُیلہ'' میں ہوئی ہے، یہ لکنت اسی کا اثر ہے اور باقی رہا مال کو جمع رکھنے کی بجائے خرچ کر ڈالنا۔ تو آپ کا کیا خیال ہے کہ میں اسے ناحق خرچ کرتا ہوں؟

(۱۱۷٤۷) تخریج: اسنادہ ضعیف علی اضطراب فی متنہ، زید بن اسلم لم یدرك عمر بن الخطاب، اخرجه الطبرانی فی ''الکبیر'': ۷۲۹۷ (انظر: ۱۸۹٤۲)

(۱۱۷۴۸)۔ عَنْ زُهَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنْ حَمْزَةَ بْنِ صُهَيْبٍ، أَنَّ صُهَيْبًا كَانَ يُكَنّٰى أَبَا يَحْيٰى، وَيَقُولُ: إِنَّهُ مِنَ الْعَرَبِ وَيُطْعِمُ الطَّعَامَ الْكَثِيرَ، فَقَالَ لَهُ: عُمَرُ يَا صُهَيْبُ، مَا لَكَ تُكَنّٰى أَبَا يَحْيٰى؟ وَلَيْسَ لَكَ وَلَدٌ، وَتَقُولُ: إِنَّكَ مِنَ الْعَرَبِ وَتُطْعِمُ الطَّعَامَ الْكَثِيرَ وَذٰلِكَ سَرَفٌ فِي الْمَالِ، فَقَالَ صُهَيْبٌ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَنَّانِي أَبَا يَحْيٰى، وَأَمَّا قَوْلُكَ فِي النَّسَبِ فَأَنَا رَجُلٌ مِنَ النَّمِرِ بْنِ قَاسِطٍ مِنْ أَهْلِ الْمَوْصِلِ، وَلٰكِنِّي سُبِيتُ غُلَامًا صَغِيرًا قَدْ غَفَلْتُ أَهْلِي وَقَوْمِي، وَأَمَّا قَوْلُكَ فِي الطَّعَامِ فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ: ((خِيَارُكُمْ مَنْ أَطْعَمَ الطَّعَامَ وَرَدَّ السَّلَامَ۔)) فَذٰلِكَ الَّذِي يَحْمِلُنِي عَلٰى أَنْ أُطْعِمَ الطَّعَامَ۔ (مسند احمد: ۲۴۴۲۲)

حمزہ بن صہیب سے روایت ہے کہ سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ کی کنیت ''ابو یحییٰ'' تھی، نیز وہ خود کو عربوں کی طرف منسوب کیا کرتے تھے اور وہ لوگوں کو کثرت سے کھانا کھلایا کرتے تھے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: صہیب! آپ کی تو اولاد ہی نہیں، آپ نے ''ابو یحییٰ'' کنیت کیوں اختیار کی ہوئی ہے؟ اور آپ دعویٰ کرتے ہیں کہ آپ اصلاً عرب ہیں اور آپ دوسروں کو کثرت سے کھانا کھلاتے ہیں، یہ تو مال کا ضیاع ہے؟ یہ سن کر سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے میری کنیت ''ابو یحییٰ'' رکھی ہے، باقی رہا آپ کا میرے نسب کے متعلق اظہار خیال تو میں خاندانی طور پر اہل موصل کے رئیس نمر بن قاسط کے خاندان سے ہوں، البتہ میں چھوٹا بچہ تھا کہ مجھے قیدی بنا لیا گیا اور میں اپنے اہل اور قوم کو بھول بیٹھا، باقی رہا میرے کھانے کھلانے کے بارے میں آپ کی بات تو یاد رکھیں کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ ''تم میں سے بہترین آدمی وہ ہے، جو دوسروں کو کھانا کھلائے اور سلام کا جواب دے۔'' یہی چیز مجھے آمادہ کرتی ہے کہ میں دوسروں کو کھانا کھلاؤں۔

حَرْفُ الضَّادِ الْمُعْجَمَةِ
''ض'' سے شروع ہونے والے نام

بَابُ مَا جَاءَ فِي ضِرَارِ بْنِ الْأَزْوَرِ رضی اللہ عنہ
سیدنا ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(۱۱۷۴۹)۔ عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ ضِرَارِ بْنِ

سیدنا ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے

(۱۱۷۴۸) تخريج: اسناده ضعيف لضعف عبد الله بن محمد بن عقيل ولجهالة حمزه بن صهيب، على اضطراب فى متنه (انظر: ۲۳۹۲۶)

(۱۱۷۴۹) تخريج: اسناده ضعيف، محمد بن سعيد الباهلى، قال ابو حاتم: منكر الحديث، مضطرب الحديث، ووهاه ابو زرعة، فقال: ليس بشيء اخرجه الطبرانى فى "الكبير": ۸۱۳۲، والحاكم: ۳/ ۶۲۰ (انظر: ۱۶۷۰۳)

الْأَزْوَرِ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: امْدُدْ يَدَكَ أُبَايِعْكَ عَلَى الْإِسْلَامِ، قَالَ ضِرَارٌ: ثُمَّ قُلْتُ:

تَرَكْتُ الْقِدَاحَ وَعَزْفَ الْقِيَانِ وَالْخَمْرَ تَصْلِيَةً وَابْتِهَالَا

وَكَرِّي الْمُحَبَّرَ فِي غَمْرَةٍ وَحَمْلِي عَلَى الْمُشْرِكِينَ الْقِتَالَا

فَيَا رَبِّ لَا أُغْبَنَنْ صَفْقَتِي فَقَدْ بِعْتُ مَالِي وَأَهْلِي ابْتِدَالَا

فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا غُبِنَتْ صَفْقَتُكَ يَا ضِرَارُ۔)) (مسند احمد: ۱۶۸۲۳)

نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: آپ اپنا ہاتھ بڑھائیں تا کہ میں آپ کے ہاتھ پر قبول اسلام کی بیعت کروں، پھر میں نے آپ کی خدمت میں یہ اشعار پڑھے:

میں نے قسمت آزمائی والے تیر اور گانے والیوں کے گانے گناہوں کی معافی لینے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی کے اظہار کے لیے ترک کر دیے۔

اور اپنے ''محبّر'' نامی گھوڑے پر سوار ہو کر جاہلی قتل و غارت بھی ترک کر دی اور اب میں مشرکین کے خلاف حملے کرتا ہوں۔

اے رب میں اپنے اس سودے میں خسارانہ پاؤں، میں نے اپنا مال اور سب اہل و عیال اسلام کی خاطر چھوڑ دیے ہیں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ضرار! تم نے اپنی اس تجارت میں خسارے والا کام نہیں کیا۔''

بَابُ مَا جَاءَ فِي ضِمَادِ نِ الْأَزْدِيِّ رضی اللہ عنہ

سیدنا ضماد ازدی رضی اللہ عنہ کا بیان

(۱۱۷۵۰)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَدِمَ ضِمَادٌ الْأَزْدِيُّ مَكَّةَ فَرَأَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَغِلْمَانٌ يَتْبَعُونَهُ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ إِنِّي أُعَالِجُ مِنَ الْجُنُونِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ۔)) قَالَ: فَقَالَ: رُدَّ عَلَيَّ هٰذِهِ الْكَلِمَاتِ، قَالَ: ثُمَّ قَالَ: لَقَدْ سَمِعْتُ

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا ضماد ازدی رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ آئے اور انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ لڑکے آپ کو تنگ کرتے ہوئے آپ کا پیچھا کر رہے تھے۔ انھوں نے کہا: اے محمد! میں پاگل پن کا علاج کرتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے جوابا یہ خطبہ پڑھا: ''إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ۔'' یہ الفاظ سن کر ضماد نے عرض کیا کہ (براہِ کرم) آپ یہ کلمات مجھے دوبارہ سنا دیں، اس نے دوبارہ یہ کلمات سن کر کہا: میں

(۱۱۷۵۰) تخريج: اخرجه مسلم: ۸۶۸ (انظر: ۲۷۴۹)

الشِّعْرَ وَالْعِيَافَةَ وَالْكِهَانَةَ فَمَا سَمِعْتُ مِثْلَ هٰذِهِ الْكَلِمَاتِ، لَقَدْ بَلَغْنَ قَامُوسَ الْبَحْرِ، وَإِنِّي أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ فَأَسْلَمَ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حِينَ أَسْلَمَ: ((عَلَيْكَ وَعَلٰى قَوْمِكَ۔)) قَالَ: فَقَالَ: نَعَمْ، عَلَيَّ وَعَلٰى قَوْمِي، قَالَ: فَمَرَّتْ سَرِيَّةٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ بَعْدَ ذٰلِكَ بِقَوْمِهِ فَأَصَابَ بَعْضُهُمْ مِنْهُمْ شَيْئًا إِدَاوَةً أَوْ غَيْرَهَا، فَقَالُوْا هٰذِهِ مِنْ قَوْمِ ضِمَادٍ رُدُّوهَا، قَالَ: فَرَدُّوهَا۔ (مسند احمد: ۲۷۴۹)

شعر، فال بازی، جادو اور نجامت وغیرہ سن چکا ہوں اور جانتا بھی ہوں، میں نے (محمد ﷺ کے ادا کیے ہوئے) ان کلمات جیسے با مقصد اور جامع کلمات آج تک نہیں سنے، یہ تو سمندر کی تہ تک پہنچنے والے کلمات ہیں، میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ یہ کلمہ پڑھ کر وہ دائرۂ اسلام میں داخل ہو گیا۔ وہ مسلمان ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ قبول اسلام اور اعتراف تمہاری اور تمہاری قوم کی طرف سے ہے۔'' اس نے کہا: جی ہاں یہ میری اور میری قوم کی طرف سے ہے اس کے بعد نبی کریم ﷺ کے صحابہ کا ایک دستہ ضماد رضی اللہ عنہ کی قوم کے پاس سے گزرا اور انہوں نے اس قوم کا کچھ سامان برتن وغیرہ لوٹ لیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ ضماد کی قوم ہے، ان کو ان کا سامان واپس کر دو۔'' پس صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے ان لوگوں کو ان سے لوٹا ہوا سامان واپس کر دیا۔

فوائد:...... اہل مکہ رسول اللہ ﷺ کو سخت جسمانی اور ذہنی ایذائیں دیتے تھے، لوگ اور بچے آپ کو پاگل کہتے ہوئے آپ کے پیچھے لگے رہتے اور آپ کو پریشان کرتے تھے، سیدنا ضماد رضی اللہ عنہ نے بھی یہی سمجھا کہ نعوذ باللہ آپ ﷺ پاگل ہیں، سو وہ آپ ﷺ کا علاج کرنے کے لیے آئے، لیکن آپ ﷺ کی فصاحت و بلاغت اور حکمت و دانائی کے سامنے ان کا معالجہ دم توڑ گیا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي ضَمْرَةَ بْنِ ثَعْلَبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ
سیدنا ضمرہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(۱۱۷۵۱)۔ عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ ثَعْلَبَةَ: أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَعَلَيْهِ حُلَّتَانِ مِنْ حُلَلِ الْيَمَنِ فَقَالَ: ((يَا ضَمْرَةُ أَتَرٰى ثَوْبَيْكَ هٰذَيْنِ مُدْخِلَيْكَ الْجَنَّةَ؟)) فَقَالَ: لَئِنْ اسْتَغْفَرْتَ

سیدنا ضمرہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے تو یمنی لباس کے دو بیش قیمت خوبصورت کپڑے زیب تن کئے ہوئے تھے، آپ نے فرمایا: ''ضمرہ! کیا تم سمجھتے ہو کہ تمہارے یہ دو کپڑے تمہیں جنت میں لے جائیں

(۱۱۷۵۱) تخريج: اسناده ضعيف لضعف بقية بن الوليد، فانه كان يدلس عن الضعفاء ويدلس تدليس التسوية، اخرجه البزار: ۲۴۷۰، والطبراني في "الكبير": ۸۱۵۸ (انظر: ۱۸۹۷۹)

لِی یَا رَسُولَ اللّٰہِ، لَا أَقْعُدُ حَتّٰی أَنْزَعَہُمَا عَنِّی، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ ((اَللّٰہُمَّ اغْفِرْ لِضَمْرَۃَ بْنِ ثَعْلَبَۃَ۔)) فَانْطَلَقَ سَرِیعًا حَتّٰی نَزَعَہُمَا عَنْہُ۔ (مسند احمد: ۱۹۱۸۸)

گے؟'' یہ سن کر سیدنا ضمرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اگر آپ میرے حق میں مغفرت کی دعا فرمائیں تو میں جب تک ان کو اتار نہ دوں میں بیٹھوں گا نہیں۔ تو آپ ﷺ نے دعا فرمائی: ''یا اللہ! ضمرہ بن ثعلبہ کی مغفرت فرما۔'' تو انہوں نے جلدی سے جا کر ان کپڑوں کو اتار دیا۔

فوائد:...... ایک مسلمان کو بیش قیمت اور فاخرانہ لباس کی بجائے سادہ لباس پہننا چاہیے، ممکن ہے کہ سیدنا ضمرہ رضی اللہ عنہ والے لباس کی وجہ سے خود پسندی اور فخر میں مبتلا ہو جانا ممکن ہو۔

حَرْفُ الطَّاءِ الْمُهْمَلَةِ
''ط'' سے شروع ہونے والے نام

بَابُ مَا جَاءَ فِیْ طَارِقِ بْنِ شِہَابٍ رضی اللہ عنہ
سیدنا طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(۱۱۷۵۲)۔ عَنْ قَیْسِ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ طَارِقَ بْنَ شِہَابٍ رضی اللہ عنہ یَقُوْلُ: رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ وَغَزَوْتُ فِیْ خِلَافَۃِ أَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِیْنَ، أَوْ ثَلَاثًا وَأَرْبَعِیْنَ مِنْ غَزْوَۃٍ إِلٰی سَرِیَّۃٍ۔ (مسند احمد: ۱۹۰۳۶)

سیدنا طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: مجھے رسول اللہ ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہے اور میں نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ادوار میں ۳۳ یا ۴۳ لڑائیوں میں شرکت کی ہے۔

فوائد:...... سیدنا طارق بن شہاب احمسی رضی اللہ عنہ کی نبی کریم ﷺ سے ملاقات ثابت ہے، البتہ یہ آپ ﷺ سے کوئی حدیث براہ راست نہ سن سکے، اہل علم کے راجح قول کے مطابق ان کا شمار صحابہ میں ہوتا ہے، ۸۳ھ میں ان کا انتقال ہوا تھا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِیْ طَلْحَۃَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ رضی اللہ عنہ
سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(۱۱۷۵۳)۔ عَنْ یَحْیَی بْنِ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ

سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(۱۱۷۵۲) تخریج: اسنادہ صحیح (انظر: ۱۸۸۳۰)

(۱۱۷۵۳) تخریج: اسنادہ حسن، اخرجہ الترمذی: ۱۶۹۲، ۳۷۳۸ (انظر: ۱۴۱۷)

بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنِ الزُّبَيْرِ ﷛ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ يَوْمَئِذٍ: ((أَوْجَبَ طَلْحَةُ حِينَ صَنَعَ بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مَا صَنَعَ۔)) يَعْنِي حِينَ بَرَكَ لَهُ طَلْحَةُ فَصَعِدَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى ظَهْرِهِ۔ (مسند احمد: ١٤١٧)

''طلحہ نے رسول اللہ کے ساتھ جو کچھ کیا ہے، اس وجہ سے اس نے اپنے حق میں (جنت کو) ثابت کرلیا ہے۔'' یہ اس وقت کی بات ہے جب سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کے لیے بیٹھے اور آپ ﷺ ان کی پشت پر چڑھ گئے۔

فوائد:...... احد کے دن رسول اللہ ﷺ نے ایک چٹان پر چڑھنا چاہا، جبکہ آپ ﷺ نے دو زرہیں زیب تن کی ہوئی تھیں، اس لیے آپ ﷺ اس چٹان پر نہ چڑھ سکے، جب سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ نے یہ کیفیت دیکھی تو وہ آپ ﷺ کے نیچے بیٹھ گئے اور آپ ﷺ نے ان پر قدم رکھا، یہاں تک کہ چٹان پر چڑھ گئے۔

(١١٧٥٤)۔ عَنْ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: قَالَ قَيْسٌ: رَأَيْتُ طَلْحَةَ يَدُهُ شَلَّاءُ، وَقَى بِهَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ۔ (مسند احمد: ١٣٨٥)

قیس کہتے ہیں: میں نے سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ان کا ہاتھ شل ہو چکا تھا، انہوں نے اس کے ذریعے احد کے دن رسول اللہ ﷺ کی طرف آنے والے تیروں کو روکا تھا۔

حَرْفُ الْعَيْنِ الْمُهْمَلَةِ

''ع'' سے شروع ہونے والے نام

بَابُ مَا جَاءَ فِي عَامِرِ بْنِ الْأَكْوَعِ ﷛

سیدنا عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(١١٧٥٥)۔ عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ بْنِ نَصْرِ بْنِ دَهْرٍ الْأَسْلَمِيِّ، أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ فِي مَسِيرِهِ إِلَى خَيْبَرَ لِعَامِرِ بْنِ الْأَكْوَعِ، وَهُوَ عَمُّ سَلَمَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْأَكْوَعِ وَكَانَ اسْمُ الْأَكْوَعِ سِنَانًا: ((انْزِلْ يَا ابْنَ الْأَكْوَعِ فَاحْدُ لَنَا مِنْ

سیدنا دہر اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ خیبر کی طرف جا رہے تھے تو آپ ﷺ نے سیدنا عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ سے فرمایا، یہ سلمہ بن عمرو بن اکوع کے چچا تھے اور اکوع کا نام سنان تھا، بہرحال آپ ﷺ نے فرمایا: ''اکوع کے بیٹے! ادھر آ کر ہمیں اپنے کلام میں سے حدی سناؤ۔'' چنانچہ انہوں نے نیچے اتر کر رسول اللہ ﷺ کی خواہش پر یہ

(١١٧٥٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٤٠٦٣ (انظر: ١٣٨٥)

(١١٧٥٥) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة حال ابي الهيثم (انظر: ١٥٥٥٦)

هُنَيَّاتِكَ۔)) قَالَ: فَنَزَلَ يَرْتَجِزُ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: وَاللّٰهِ لَوْلَا اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا، وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا، إِنَّا إِذَا قَوْمٌ بَغَوْا عَلَيْنَا، وَإِنْ أَرَادُوا فِتْنَةً أَبَيْنَا، فَأَنْزِلَنْ سَكِينَةً عَلَيْنَا، وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَاقَيْنَا۔ (مسند احمد: ۱٥٦٤١)

رجز پڑھے:

وَاللّٰهِ لَوْلَا اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا
إِنَّا إِذَا قَوْمٌ بَغَوْا عَلَيْنَا وَإِنْ أَرَادُوا فِتْنَةً أَبَيْنَا
فَأَنْزِلَنْ سَكِينَةً عَلَيْنَا وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَاقَيْنَا

اللہ کی قسم اگر اللہ کی رحمت اور توفیق نہ ہوتی تو ہم ہدایت نہ پا سکتے، نہ ہم صدقہ کرتے اور نہ نمازیں پڑھتے، ہم وہ لوگ ہیں کہ جب لوگ ہم پر ظلم کریں یا ہم پر زیادتی کرنے کا ارادہ کریں تو ہم ان کے ایسے رویہ کو برداشت نہیں کرتے۔ یا اللہ! تو ہم پر سکینت اور اطمینان نازل فرما اور اگر دشمن سے ہماری مڈ بھیڑ ہو تو ہمیں ثابت قدم رکھ۔

(۱۱۷٥٦)۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيُّ: أَنَّ سَلَمَةَ بْنَ الْأَكْوَعِ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ خَيْبَرَ قَاتَلَ أَخِي قِتَالًا شَدِيدًا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَارْتَدَّ عَلَيْهِ سَيْفُهُ فَقَتَلَهُ، فَقَالَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي ذٰلِكَ، وَشَكُّوا فِيهِ رَجُلٌ مَاتَ بِسِلَاحِهِ، شَكُّوا فِي بَعْضِ أَمْرِهِ، قَالَ سَلَمَةُ: فَقَفَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ خَيْبَرَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أَرْجُزَ بِكَ؟، فَأَذِنَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: اعْلَمْ مَا تَقُولُ؟، قَالَ: فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ لَوْلَا اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا، وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((صَدَقْتَ۔)) فَأَنْزِلَنْ سَكِينَةً عَلَيْنَا، وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَاقَيْنَا،

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: خیبر کے دن میرے بھائی نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں خوب زوردار جنگ لڑی، لیکن ہوا یوں کہ اس کی اپنی تلوار پلٹ کر اس کو آ لگی اور وہ قتل ہوگیا، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے اس بارے میں مختلف باتیں کیں اور اس کی شہادت کے بارے میں مختلف شبہات کا اظہار کیا، کسی نے کہا کہ اپنے اسلحہ سے مرا ہے اور بعض نے اس کے انجام کے بارے میں شکوک و شبہات کا اظہار کیا۔ سیدنا سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ خیبر سے واپس تشریف لائے تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اجازت ہو تو میں آپ کی خدمت میں کچھ رجز پیش کروں؟ رسول اللہ ﷺ نے ان کو اجازت دے دی، لیکن سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو کہا: ذرا دھیان سے بولنا۔ سیدنا سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے پڑھا:

وَاللّٰهِ لَوْلَا اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا

اللہ کی قسم اگر اللہ کی رحمت اور توفیق نہ ہوتی تو ہم ہدایت نہ

(۱۱۷٥٦) تخریج: أخرجه البخاري: ٤١٩٦، ٦١٤٨، ومسلم: ١٨٠٢ (انظر: ١٦٥٠٣)

وَالْمُشْرِكُونَ قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا، فَلَمَّا قَضَيْتُ رَجَزِي، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ قَالَ هٰذَا؟)) قُلْتُ: أَخِي قَالَهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((يَرْحَمُهُ اللّٰهُ.)) فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَاللّٰهِ، إِنَّ نَاسًا لَيَهَابُونَ أَنْ يُصَلُّوا عَلَيْهِ وَيَقُولُونَ رَجُلٌ مَاتَ بِسِلَاحِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَاتَ جَاهِدًا مُجَاهِدًا.)) قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: ثُمَّ سَأَلْتُ ابْنَ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ فَحَدَّثَنِي عَنْ أَبِيهِ مِثْلَ الَّذِي حَدَّثَنِي عَنْهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ غَيْرَ أَنَّ ابْنَ سَلَمَةَ قَالَ: قَالَ مَعَ ذٰلِكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((يَهَابُونَ الصَّلَاةَ عَلَيْهِ كَذَبُوا مَاتَ جَاهِدًا مُجَاهِدًا، فَلَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ.)) وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِإِصْبَعَيْهِ. (مسند احمد: ١٦٦١٧)

پا سکتے، نہ ہم صدقہ کرتے اور نہ نمازیں پڑھتے۔
یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم نے بالکل درست کہا ہے۔“
فَأَنْزِلَنْ سَكِينَةً عَلَيْنَا وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَاقَيْنَا
وَالْمُشْرِكُونَ قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا
یا اللہ! تو ہم پر سکینت اور اطمینان نازل فرما اور اگر دشمن سے ہماری مڈبھیڑ ہو تو ہمیں ثابت قدم رکھ۔ اور مشرکوں نے ہم پر ظلم کیا ہے۔
جب میں نے اپنا رجز پورا کر لیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ کلام کس کا ہے؟“ میں نے عرض کیا: یہ میرے بھائی کا کلام ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس پر اللہ کی رحمت ہو۔“ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! بعض لوگ اس کے حق میں رحمت کی دعا کرتے ہوئے گھبراتے ہیں، ان کا خیال ہے کہ وہ تو اپنے ہی اسلحہ سے مرا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وہ تو جہاد کرتے ہوئے فوت ہوا ہے۔“ ابن شہاب سے مروی ہے کہ سلمہ بن اکوع کے بیٹے سے بھی اس حدیث کی بابت کا دریافت کیا تو اس نے بھی اپنے والد کی روایت سے اسی طرح بیان کیا جیسے عبدالرحمٰن نے بیان کیا تھا۔ البتہ سلمہ بن اکوع کے بیٹے نے یوں کہا کہ رسول اللہ ﷺ اس کے ساتھ ساتھ یوں فرمایا تھا کہ ”وہ اس کے حق میں دعائے رحمت کرنے سے گھبراتے ہیں تو یہ جھوٹے ہیں، وہ تو جہاد کرتے ہوئے مرا ہے۔“ اور آپ نے اپنی دو انگلیوں سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ”اسے دوگنا اجر ملے گا۔“

فوائد:...... حدی دوران سفر قافلے میں سے کوئی آدمی بلند آواز سے کوئی باقاعدہ شعر پڑھتا یا بے قاعدہ اور بے وزن، غیر مرتب سا کلام پڑھتا۔ اس کی آواز کے زیر و بم پر اونٹ اپنے قدم اٹھاتے اور پوری تندہی کے ساتھ چلتے، ایسے کلام کو حدی اور حدی پڑھنے والے کو عربی میں ”حادی“ اردو میں ”حادی“ کو ”حدی خواں“ کہتے ہیں۔

حَرْفُ الْعَيْنِ الْمُهْمَلَةِ
''ع'' سے شروع ہونے والے نام

بَابُ مَا جَاءَ فِي عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(١١٧٥٨)۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ، حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنِي عُبَادَةُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ أَبِيهِ الْوَلِيدِ، عَنْ جَدِّهِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، وَكَانَ أَحَدَ النُّقَبَاءِ قَالَ: بَايَعْنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بَيْعَةَ الْحَرْبِ، وَكَانَ عُبَادَةُ مِنَ الاثْنَيْ عَشَرَ الَّذِينَ بَايَعُوا فِي الْعَقَبَةِ الْأُولَى عَلَى بَيْعَةِ النِّسَاءِ فِي السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، فِي عُسْرِنَا وَيُسْرِنَا، وَمَنْشَطِنَا وَمَكْرَهِنَا، وَلَا نُنَازِعُ فِي الْأَمْرِ أَهْلَهُ، وَأَنْ نَقُولَ بِالْحَقِّ حَيْثُمَا كُنَّا لَا نَخَافُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ۔ (مسند احمد: ٢٣٠٧٦)

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ، یہ صحابی ان افراد میں سے تھے جن کو نبی کریم ﷺ نے بیعت عقبہ اولیٰ میں مدینہ منورہ میں لوگوں پر نقیب (اور نگران) مقرر فرمایا تھا، ان سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نے بیعت عقبہ اولیٰ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر لڑائی کی بیعت کی تھی کہ ہمیں اگر اسلام اور رسول اللہ ﷺ کے دفاع کے لیے کسی سے جنگ بھی کرنا پڑی تو ہم اس سے دریغ نہیں کریں گے اور سیدنا عبادہ رضی اللہ عنہ ان بارہ نقباء میں سے تھے، جنہوں نے بیعت عقبہ اولیٰ میں رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر موافق اور ناموافق حالات میں پسندیدہ و ناپسندیدہ احوال میں یعنی ہر حال میں آپ کا حکم سننے اور ماننے کی بیعت کی اور اس امر کا اقرار کیا کہ ہم حکومت و اقتدار کے بارے میں اہل اقتدار سے مقابلہ نہیں کریں گے اور ہم جہاں بھی ہوں گے ہم کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروا کئے بغیر حق کہیں گے۔ نیز ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر عورتوں والے امور کی طرح بیعت کی تھی۔ (ان امور کا ذکر سورۂ ممتحنہ میں ہے)۔

فوائد:...... عورتوں والے امور سے مراد وہ امور ہیں، جن کا ذکر درج ذیل آیت میں ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَى أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِينَكَ فِي

(١١٧٥٨)۔ تخريج: أخرجه البخاري: ٧١٩٩، ٧٢٠٠، ومسلم: ٣/ ١٤١٧ (انظر: ٢٢٧٠٠)

مَعْرُوْفٍ﴾ (سورۂ ممتحنہ: ۱۲) یعنی: ''اے نبی! جب اہل ایمان خواتین آپ کے پاس آئیں تو وہ ان باتوں کی بیعت کریں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گی، چوری نہیں کریں گی، زنا نہیں کریں گی، اپنی اولادوں کو قتل نہیں کریں گی اور کسی پر بہتان طرازی نہیں کریں گی اور کسی معروف کام میں آپ کی حکم عدولی نہیں کریں گی۔''

اس آیت میں تو خواتین کا ذکر ہے، لیکن مرد بھی ان امور پر آپ ﷺ کی بیعت کرتے تھے۔

(۱۱۷۵۹)۔ قَالَ: قَرَأْتُ عَلٰى يَعْقُوبَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ أَصْرَمَ بْنِ فِهْرِ بْنِ ثَعْلَبَةَ فِي الِاثْنَيْ عَشَرَ الَّذِينَ بَايَعُوا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِي الْعَقَبَةِ الْأُولٰى۔ (مسند احمد: ۲۳۱۵۶)

سیدنا عبادہ بن صامت بن قیس بن اصرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن عوف بن خزرج رضی اللہ عنہ ان بارہ افراد میں سے ہیں، جنہوں نے بیعت عقبہ اولیٰ میں رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔

فوائد:...... سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی فضیلت معلوم ہوئی کہ انہیں ہجرت سے قبل مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ جا کر اسلام قبول کرنے اور بیعت عقبہ اولیٰ میں شرکت کا اعزاز حاصل ہوا، اس موقعہ پر رسول اللہ ﷺ نے ان میں سے بارہ افراد کو نقیب یعنی ذمہ دار اور نگران مقرر کیا تھا، ان نقباء میں سے ایک سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ تھے۔

(۱۱۷۶۰)۔ قَالَ: سَمِعْتُ سُفْيَانَ بْنَ عُيَيْنَةَ يُسَمِّي النُّقَبَاءَ، فَسَمّٰى عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ مِنْهُمْ، قَالَ سُفْيَانُ: عُبَادَةُ عَقَبِيٌّ، أُحُدِيٌّ، بَدْرِيٌّ، شَجَرِيٌّ، وَهُوَ نَقِيبٌ۔ (مسند احمد: ۲۳۱۵٤)

امام سفیان بن عیینہ نقباء کا نام لیتے تھے، اس ضمن میں انھوں نے سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کا نام بھی ان میں ذکر کیا اور انھوں نے کہا: عبادہ رضی اللہ عنہ عقبی، احدی، بدری، شجری اور نقیب ہیں۔

فوائد:...... عقبی: بیعت عقبہ اولیٰ میں شرکت کرنے والے۔

احدی: غزوۂ احد میں شریک ہونے والے۔

بدری: غزوۂ بدر میں شرکت کا اعزاز پانے والے۔

شجری: صلح حدیبیہ کے موقع پر درخت کے نیچے بیعت رضوان میں شریک ہونے والے۔

نقیب: بیعت عقبہ اولیٰ میں مقرر کیے جانے والے نقیبوں میں سے ایک نقیب۔

یہ سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی صفات ہیں۔

(۱۱۷۵۹) تخریج: انظر الحدیث السابق

(۱۱۷۶۰) تخریج: انظر الحدیث السابق

(۱۱۷۶۱)۔ وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الْوَلِيْدِ بْنِ عُبَادَةَ، حَدَّثَنِي أَبِيْ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عُبَادَةَ وَهُوَ مَرِيضٌ أَتَخَايَلُ فِيهِ الْمَوْتَ، فَقُلْتُ: يَا أَبَتَاهُ أَوْصِنِي وَاجْتَهِدْ لِي؟ فَقَالَ: أَجْلِسُونِي، قَالَ: يَا بُنَيَّ إِنَّكَ لَنْ تَطْعَمَ طَعْمَ الْإِيمَانِ، وَلَنْ تَبْلُغَ حَقَّ حَقِيقَةِ الْعِلْمِ بِاللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى حَتَّى تُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ، قَالَ: قُلْتُ: يَا أَبَتَاهُ فَكَيْفَ لِي أَنْ أَعْلَمَ مَا خَيْرُ الْقَدَرِ وَشَرُّهُ؟ قَالَ: تَعْلَمُ أَنَّ مَا أَخْطَأَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبَكَ، وَمَا أَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ، يَا بُنَيَّ! إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى الْقَلَمُ، ثُمَّ قَالَ: اكْتُبْ، فَجَرٰى فِي تِلْكَ السَّاعَةِ بِمَا هُوَ كَائِنٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔)) يَا بُنَيَّ! إِنْ مِتَّ وَلَسْتَ عَلَى ذَلِكَ دَخَلْتَ النَّارَ، وَفِي رِوَايَةٍ مَا اَكْتُبُ قَالَ: فَاكْتُبْ مَا يَكُوْنُ وَمَا هُوَ كَائِنٌ اِلَى اَنْ تَقُوْمَ السَّاعَةُ۔ (مسند احمد: ۲۳۰۸۱)

ولید بن عبادہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے ہاں گیا، جبکہ وہ مریض تھے اور موت کی کش مکش میں مبتلا تھے، میں نے ان سے گزارش کی کہ اے ابا جان! مجھے کوئی اچھی سی وصیت ہی کر دیں۔ انھوں نے کہا: مجھے بٹھاؤ۔ پھر کہا: بیٹا! تم اس وقت تک ایمان کا ذائقہ نہیں چکھ سکتے اور نہ اللہ تعالیٰ پر ایمان کی اصل حقیقت تک پہنچ سکتے ہو، جب تک کہ تم ہر اچھی اور بری تقدیر پر ایمان نہیں لاؤ گے۔ میں نے عرض: ابا جان! اچھی اور بری تقدیر کا علم مجھے کیسے ہوگا؟ انھوں نے کہا: تم اس بات کا یقین رکھو کہ جو چیز تمہیں نہیں ملی، وہ تمہیں کسی بھی صورت مل نہیں سکتی تھی اور تمہیں جو کچھ مل گیا ہے وہ تم سے چھوٹ نہیں سکتا تھا، بیٹے! میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ ''اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا، اس کے بعد اس سے فرمایا کہ لکھ، چنانچہ وہ قلم اسی وقت لکھنے لگا اور اس نے قیامت تک ہونے والے ہر امر کو لکھ دیا۔'' بیٹے! اگر تمہیں اس حال میں موت آئی کہ تمہارا یہ ایمان نہ ہوا تو تم جہنم میں جاؤ گے۔ دوسری روایت کے الفاظ یوں ہیں: ''قلم نے عرض کیا: میں کیا لکھوں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قیامت کے بپا ہونے تک جو کچھ بھی ہونے والا ہے ہر امر کو لکھ دے۔''

فوائد:...... کتاب کے شروع میں تقدیر کے احکام ومسائل بیان ہو چکے ہیں۔

(۱۱۷۶۲)۔ عَنِ الصُّنَابِحِيِّ أَنَّهُ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَهُوَ فِي الْمَوْتِ فَبَكَيْتُ، فَقَالَ: مَهْلًا لِمَ تَبْكِي؟ فَوَاللَّهِ لَئِنِ اسْتُشْهِدْتُ لَأَشْهَدَنَّ لَكَ، وَلَئِنْ شُفِّعْتُ لَأَشْفَعَنَّ لَكَ، وَلَئِنِ اسْتَطَعْتُ لَأَنْفَعَنَّكَ،

صنابحی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، جبکہ وہ مرض الموت میں مبتلا تھے، ان کی حالت دیکھ کر میں رونے لگا، انہوں نے کہا: رک جاؤ، تم کیوں روتے ہو؟ اللہ کی قسم! اگر مجھ سے تمہارے بارے میں گواہی لی گئی تو میں تمہارے مومن ہونے کی گواہی دوں گا، اگر

(۱۱۷۶۱) تخريج: حديث صحيح، اخرجه ابوداود: ٤٧٠٠، والترمذي: ٢١٥٥ (انظر: ٢٢٧٠٥)

(۱۱۷۶۲) تخريج: اخرجه مسلم: ٢٩ (انظر: ٢٢٧١١)

ثُمَّ قَالَ: وَاللّٰهِ مَا حَدِيثٌ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لَكُمْ فِيهِ خَيْرٌ إِلَّا حَدَّثْتُكُمُوهُ إِلَّا حَدِيثًا وَاحِدًا، سَوْفَ أُحَدِّثُكُمُوهُ الْيَوْمَ وَقَدْ أُحِيطَ بِنَفْسِي، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ حُرِّمَ عَلَى النَّارِ۔)) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ مِثْلَهُ قَالَ: حَرَّمَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عَلَيْهِ النَّارَ۔ (مسند احمد: ٢٣٠٨٧)

مجھے شفاعت کی اجازت دی گئی تو میں تمہارے حق میں شفاعت کروں گا اور اگر مجھ سے ہو سکا تو تمہیں نفع پہنچاؤں گا۔'' پھر کہا: اللہ کی قسم میں نے رسول اللہ ﷺ سے جو بھی کوئی ایسی حدیث سنی ہے جس میں تمہارے لیے بہتری ہے تو میں وہ حدیث تمہیں سنا چکا ہوں، البتہ ایک حدیث ہے، جو میں تمہیں نہیں سنا سکا، وہ تمہیں آج ابھی سناتا ہوں اور اب صورت حال یہ ہے کہ میری روح قبض کی جانے والی ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''جو آدمی یہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے اور محمد ﷺ اس کے رسول ہیں، اس پر جہنم حرام کر دی جائے گی یا یوں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کو حرام کر دے گا۔''

بَابُ مَا جَاءَ فِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ رضی اللہ عنہ

سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(١١٧٦٣)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ وَالْخُزَاعِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَتْنَا أُمُّ بَكْرٍ بِنْتُ الْمِسْوَرِ، قَالَ الْخُزَاعِيُّ: عَنْ أُمِّ بَكْرٍ بِنْتِ الْمِسْوَرِ، أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ بَاعَ أَرْضًا لَهُ مِنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ بِأَرْبَعِينَ أَلْفَ دِينَارٍ، فَقَسَمَهُ فِي فُقَرَاءِ بَنِي زُهْرَةَ وَفِي الْمُهَاجِرِينَ وَأُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ، قَالَ الْمِسْوَرُ: فَأَتَيْتُ عَائِشَةَ بِنَصِيبِهَا، فَقَالَتْ: مَنْ أَرْسَلَ بِهٰذَا؟ فَقُلْتُ: عَبْدُ الرَّحْمٰنِ، قَالَتْ: أَمَا إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ:، وَقَالَ الْخُزَاعِيُّ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَحْنُو عَلَيْكُنَّ

ام بکر بنت مسور سے مروی ہے کہ سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اپنی ایک زمین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو چالیس ہزار دینار میں فروخت کی۔ اور انہوں نے یہ ساری رقم بنو زہرہ کے فقراء، مہاجرین صحابہ اور امہات المومنین میں تقسیم کر دی۔ مسور کہتے ہیں: میں ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا حصہ لے کر ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے دریافت کیا کہ یہ رقم کس نے بھیجی ہے؟ میں نے عرض کیا: سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے۔ سیدہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی بیویوں کے حق میں فرماتے سنا ہے کہ ''میرے بعد صبر کی صفت سے متصف لوگ ہی تم پر شفقت و مہربانی کریں۔'' اللہ تعالیٰ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو جنت کی سلسبیل سے سیراب فرمائے۔

(١١٧٦٣) تخريج: حديث حسن، اخرجه الطبراني في "الاوسط": ٩١١١ (انظر: ٢٤٧٢٤)

بَعْدِی إِلَّا الصَّابِرُونَ۔)) سَقَى اللّٰهُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ مِنْ سَلْسَبِيلِ الْجَنَّةِ۔ (مسند احمد: ۲۵۲۳۱)

(۱۱۷٦٤)۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ لِأَزْوَاجِهِ: ((إِنَّ الَّذِي يَحْنُوْ عَلَيْكُنَّ بَعْدِي لَهُوَ الصَّادِقُ الْبَارُّ۔)) اللّٰهُمَّ اسْقِ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ مِنْ سَلْسَبِيلِ الْجَنَّةِ۔ (مسند احمد: ۲۷۰۹٤)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج سے مخاطب ہو کر فرمایا: ''میرے بعد جو کوئی تمہارے اوپر شفقت کرے گا وہ انتہائی سچا اور صالح ہوگا۔'' یا اللہ! تو عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو جنت کے سلسبیل نامی چشمے سے سیراب کرنا۔

فوائد:...... معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کی بیویوں کا انتہائی درجے کا احترام و اکرام اور ان کے ساتھ شفقت و رافت والا معاملہ ہونا چاہئے۔ آج اگرچہ امہات المؤمنین موجود نہیں ہیں، لیکن ان کا تذکرۂ خیر کرنا اور ان کے بشری تقاضوں کو سامنے رکھ کر ان پر کیچڑ نہ اچھالنا ہمارے ایمان و ایقان کا تقاضا ہے۔

یہ حدیث سیدنا عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کے لیے بہت بڑی خوشخبری ہے۔

(۱۱۷٦٥)۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: بَيْنَمَا عَائِشَةُ فِي بَيْتِهَا إِذْ سَمِعَتْ صَوْتًا فِي الْمَدِينَةِ، فَقَالَتْ: مَا هٰذَا؟ قَالُوا: عِيرٌ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَدِمَتْ مِنَ الشَّامِ تَحْمِلُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ، قَالَ: فَكَانَتْ سَبْعَ مِائَةِ بَعِيرٍ، قَالَ: فَارْتَجَّتِ الْمَدِينَةُ مِنَ الصَّوْتِ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((قَدْ رَأَيْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ حَبْوًا۔)) فَبَلَغَ ذٰلِكَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ فَقَالَ: إِنِ اسْتَطَعْتُ لَأَدْخُلَنَّهَا قَائِمًا، فَجَعَلَهَا بِأَقْتَابِهَا وَأَحْمَالِهَا فِي

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے گھر تشریف فرما تھیں کہ انہوں نے مدینہ منورہ میں زور زور کی آوازیں سنیں، انھوں نے پوچھا: یہ کیسی آواز ہے؟ بتانے والوں نے بتلایا کہ شام سے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ایک تجارتی قافلہ آیا ہے، جو ہر قسم کا سامان اٹھائے ہوئے ہے۔ وہ سات سو اونٹ تھے، قافلے کی آوازوں سے مدینہ گونج اٹھا۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ سرین کے بل گھسٹتے ہوئے جنت میں گئے۔ جب یہ بات سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو انھوں نے کہا: اگر کوشش کروں تو سیدھا کھڑا ہو کر بھی جنت میں جا سکتا ہوں، چنانچہ انہوں نے وہ سارا

(۱۱۷٦٤) تخريج: حديث حسن لغيره، اخرجه الحاكم: ۳/ ۳۱۱، والحاكم: ۳/ ۳۱۱ (انظر: ۲٦٥٥۹)

(۱۱۷٦٥) تخريج: حديث منكر باطل، تفرد بها عمارة، وهو ممن لا يحتمل تفرده، اخرجه البزار: ۲٥۸٦، والطبراني في "الكبير": ۲٦٤ (انظر: ۲٤۸٤۲)

سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔ (مسند احمد: ٢٥٣٥٣)

قافلہ اس کے پالانوں اور اٹھائے ہوئے سامان سمیت اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دیا۔

(١١٧٦٦)۔ حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ: أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ قَالَ: أَقْطَعَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَعُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَرْضَ كَذَا وَكَذَا، فَذَهَبَ الزُّبَيْرُ إِلٰى آلِ عُمَرَ فَاشْتَرٰى نَصِيبَهُ مِنْهُمْ فَأَتٰى عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ، فَقَالَ: إِنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ زَعَمَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَقْطَعَهُ وَعُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَرْضَ كَذَا وَكَذَا؟ وَإِنِّي اشْتَرَيْتُ نَصِيبَ آلِ عُمَرَ، فَقَالَ عُثْمَانُ: عَبْدُ الرَّحْمٰنِ جَائِزُ الشَّهَادَةِ لَهُ وَعَلَيْهِ۔ (مسند احمد: ١٦٧٠)

سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو فلاں فلاں اراضی الاٹ کر دیں، سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے آل عمر کے ہاں جا کر ان سے ان کا حصہ خرید لیا اور سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ہاں جا کر کہا: سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو فلاں، فلاں اراضی الاٹ کی تھیں، اب میں نے آل عمر رضی اللہ عنہ کا حصہ تو خرید لیا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: عبدالرحمن بن عوف کی گواہی ہر حال میں مقبول ہے، وہ ان کے حق میں ہو یا ان کی مخالفت میں۔

فوائد:...... سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے ایک ہیں، جیسا کہ حدیث نمبر (١١٥٩١) میں گزرا ہے۔

سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ ایک مخیّر صحابی تھے، اللہ تعالیٰ نے انہیں مال و دولت عطا کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی راہ میں خرچ کرنے کی توفیق سے بھی نوازا تھا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي أَوْفٰى رضی اللہ عنہ
سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(١١٧٦٧)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي أَوْفٰى، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَتَاهُ قَوْمٌ

سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ، جو کہ اصحاب شجرہ میں سے ہیں، سے مروی ہے کہ جب لوگ صدقہ کا مال لا کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کرتے تو آپ ان کے حق

(١١٧٦٦) تخريج: رجاله ثقات رجال الشيخين غير حماد بن سلمة، فمن رجال مسلم، الا ان في سماع عروة من عبد الرحمن بن عوف وقفة (انظر: ١٦٧٠)

(١١٧٦٧) تخريج: أخرجه البخاري: ١٤٩٧، ٤١٦٦، ومسلم: ١٠٧٨ (انظر: ١٩١٣٣)

بِصَدَقَةٍ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِمْ۔)) فَأَتَاهُ أَبِيْ بِصَدَقَةٍ فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى آلِ أَبِيْ أَوْفٰى۔)) (مسند احمد: ١٩٣٤٦)

میں یوں دعا فرماتے: ''اے اللہ! ان پر رحمت فرما۔'' جب میرے والد صدقہ کا مال لے کر حاضر آئے تو آپ ﷺ نے یوں دعا دی: ''اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى آلِ اَبِیْ أَوْفٰى'' (اے اللہ! ابو اوفیٰ کی آل پر رحمتیں نازل فرما)۔

(١١٧٦٨)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِيْ أَوْفٰى قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَتَاهُ قَوْمٌ بِصَدَقَتِهِمْ صَلِّ عَلَيْهِمْ فَأَتَاهُ أَبِيْ بِصَدَقَتِهِ فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ صَلِّ آلَ أَبِيْ أَوْفٰى۔)) (مسند احمد: ١٩٦٢٥)

(دوسری سند) سیدنا عبداللہ بن اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب لوگ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں صدقہ پیش کرتے تو آپ ﷺ ان کے حق میں رحمت کی دعا فرماتے، جب میرے والد صدقہ کا مال لے کر حاضر خدمت ہوئے تو آپ ﷺ نے یوں دعا فرمائی: ''اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى آلِ اَبِیْ أَوْفٰى'' (اے اللہ! ابو اوفیٰ کی آل پر رحمتیں نازل فرما)۔

(١١٧٦٩)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ) قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ قَالَ: وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَتَاهُ رَجُلٌ بِصَدَقَتِهِ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى آلِ فُلَانٍ۔)) قَالَ: فَأَتَاهُ أَبِيْ بِصَدَقَتِهِ فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى آلِ أَبِيْ أَوْفٰى۔)) (مسند احمد: ١٩٦٣٦)

(تیسری سند) سیدنا عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ ، جو کہ اصحاب شجرہ میں سے تھے، سے مروی ہے کہ جب کوئی آدمی صدقہ کا مال لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو آپ اسے یوں دعا دیتے: ''یا اللہ! فلاں کی آل پر رحمت فرما۔'' جب میرے والد صدقہ لے کر حاضر خدمت ہوئے تو آپ ﷺ نے یوں دعا دی: ''اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى آلِ اَبِیْ أَوْفٰى'' (اے اللہ! ابو اوفیٰ کی آل پر رحمتیں نازل فرما)۔

فوائد:...... آپ ﷺ نے سیدنا ابو اوفی رضی اللہ عنہ اور ان کی آل کے لیے دعائے رحمت کی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُنَيْسٍ الْجُهَنِيِّ رضی اللہ عنہ

سیدنا عبداللہ بن انیس جہنی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(١١٧٧٠)۔ عَنِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُنَيْسٍ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: دَعَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

سیدنا عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلوا کر فرمایا: ''مجھے اطلاع ملی ہے کہ

(١١٧٦٨) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(١١٧٦٩) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(١١٧٧٠) تخريج: رجاله ثقات، لكن عبد الله بن عبد الله بن انيس لم يذكروا فيه جرحا ولا تعديلا اخرجه ابويعلى: ٩٠٥، وابن خزيمة: ٩٨٣، وابن حبان: ٧١٦٠، وابو داود: ١٢٤٩ مختصرا (انظر: ١٦٠٤٧)

فَـقَـالَ: ((إِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِي أَنَّ خَالِدَ بْنَ سُفْيَانَ بْـنِ نُبَيْحٍ يَجْمَعُ لِي النَّاسَ لِيَغْزُوَنِي، وَهُوَ بِـعُـرَنَةَ فَأْتِهِ فَاقْتُلْهُ۔)) قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ انْعَتْهُ لِي حَتّٰى أَعْرِفَهُ، قَالَ: ((إِذَا رَأَيْتَهُ وَجَـدْتَ لَـهُ أُقْشَـعْرِيرَةً۔)) قَالَ: فَخَرَجْتُ مُتَـوَشِّحًا بِسَيْفِي حَتّٰى وَقَعْتُ عَلَيْهِ، وَهُوَ بِعُرَنَةَ مَعَ ظُعُنٍ يَرْتَادُ لَهُنَّ مَنْزِلًا وَحِينَ كَانَ وَقْـتُ الْـعَـصْـرِ، فَـلَـمَّا رَأَيْتُهُ وَجَدْتُ مَا وَصَفَ لِـي رَسُـولُ الـلّٰـهِ ﷺ مِـنَ الْأُقْشَـعْـرِيرَةِ، فَأَقْبَلْتُ نَحْوَهُ وَخَشِيتُ أَنْ يَـكُـونَ بَيْنِـي وَبَيْنَهُ مُحَاوَلَةٌ تَشْغَلُنِي عَنِ الـصَّلَاةِ، فَصَلَّيْتُ وَأَنَا أَمْشِي نَحْوَهُ أُومِئُ بِـرَأْسِـي الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ، فَلَمَّا انْتَهَيْتُ إِلَيْـهِ قَـالَ: مَـنِ الـرَّجُـلُ؟ قُلْتُ: رَجُلٌ مِنَ الْعَرَبِ، سَمِعَ بِكَ وَبِجَمْعِكَ لِهٰذَا الرَّجُلِ فَـجَـاءَ كَ لِهٰـذَا، قَـالَ: أَجَلْ أَنَا فِي ذٰلِكَ، قَـالَ: فَـمَشَـيْـتُ مَعَهُ شَيْئًا حَتّٰى إِذَا أَمْكَنَنِي حَـمَـلْـتُ عَـلَيْـهِ السَّيْفَ حَتّٰى قَتَلْتُـهُ، ثُمَّ خَـرَجْـتُ وَتَـرَكْـتُ ظَعَائِنَهُ مُكِبَّاتٍ عَلَيْهِ، فَـلَـمَّـا قَدِمْتُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَرَآنِي فَقَالَ: ((أَفْلَحَ الْوَجْهُ؟)) قَالَ: قُلْتُ: قَتَلْتُهُ يَا رَسُـولَ اللّٰهِ!، قَالَ: ((صَدَقْتَ۔)) قَالَ: ثُمَّ قَـامَ مَـعِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَـدَخَلَ فِي بَيْتِهِ فَـأَعْـطَـانِـيْ عَـصًا، فَقَالَ: ((أَمْسِكْ هٰذِهِ عِـنْـدَكَ يَـا عَبْـدَ الـلّٰـهِ بْنَ أُنَيْـسٍ۔)) قَالَ: فَـخَرَجْتُ بِهَا عَلَى النَّاسِ، فَقَالُوْا: مَا هٰذِهِ

خالد بن سفیان بن نبیح مجھ پر حملہ کرنے کے لیے لوگوں کو جمع کر رہا ہے، وہ اس وقت عرنہ وادی میں ہے، تم جا کر اسے قتل کر دو۔'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھ سے اس کا حلیہ بیان فرمائیں تا کہ میں اسے پہچان سکوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم اسے دیکھو گے تو تم پر کپکپی طاری ہو جائے گی۔'' پس میں نے اپنی تلوار لٹکائی اور چل پڑا، جب میں عرنہ میں اس کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ اس کے ساتھ عورتیں بھی تھیں اور وہ ان کے لیے جگہ تیار کر رہا تھا، یہ عصر کا وقت تھا۔ جب میں نے اسے دیکھا تو رسول اللہ ﷺ کے بیان کے مطابق مجھ پر کپکپی طاری ہو گئی، میں اس کی طرف بڑھا، مجھے اندیشہ ہوا کہ ممکن ہے کہ اس کے اور میرے درمیان لڑائی شروع ہو جائے اور میں نماز نہ پڑھ سکوں، اس لیے میں نے اس کی طرف چلتے چلتے نماز پڑھ لی اور اشارے سے رکوع و سجود کر لیے، جب میں اس کے پاس پہنچا تو اس نے پوچھا: تم کون ہو؟ میں نے کہا: میں ایک عرب ہوں، سنا ہے کہ تم اس یعنی محمد (ﷺ) کے مقابلے کے لیے لشکر جمع کر رہے ہو، میں بھی اسی مقصد کے لیے آیا ہوں۔ اس نے کہا: ہاں ہاں اسی مشن پر ہوں۔ میں کچھ دور تک اس کے ساتھ ساتھ چلا، جب مجھے موقعہ ملا تو میں نے اس پر تلوار سے وار کر کے اسے قتل کر دیا اور وہاں سے نکل آیا، میں نے اس کی عورتوں کو اس حال میں وہاں چھوڑا کہ وہ اس پر جھکی ہوئی تھیں۔ جب میں رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس آیا، آپ ﷺ نے مجھے دیکھ کر فرمایا: ''چہرہ کامیاب ہو گیا ہے۔'' میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں نے اسے قتل کر دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بالکل تم ٹھیک کہتے ہو۔'' اس کے بعد رسول اللہ ﷺ میرے ساتھ اٹھ کر چلے اور اپنے گھر تشریف لے گئے، آپ ﷺ نے مجھے ایک

الْعَصَا؟ قَالَ: قُلْتُ: أَعْطَانِيهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَمَرَنِي أَنْ أُمْسِكَهَا، قَالُوْا: أَوَلَا تَرْجِعُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَتَسْأَلَهُ عَنْ ذٰلِكَ؟ قَالَ: فَرَجَعْتُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! لِمَ أَعْطَيْتَنِي هٰذِهِ الْعَصَا؟ قَالَ: ((آيَةٌ بَيْنِي وَبَيْنَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، إِنَّ أَقَلَّ النَّاسِ الْمُتَخَصِّرُونَ يَوْمَئِذٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) فَقَرَنَهَا عَبْدُ اللّٰهِ بِسَيْفِهِ فَلَمْ تَزَلْ مَعَهُ حَتَّى إِذَا مَاتَ أَمَرَ بِهَا فَصُبَّتْ مَعَهُ فِي كَفَنِهِ ثُمَّ دُفِنَا جَمِيعًا۔ (مسند احمد: ۱۶۱۴۳)

لاٹھی عنایت کی اور فرمایا: ''عبدالرحمٰن بن انیس! اسے اپنے پاس محفوظ رکھنا۔'' میں وہ لاٹھی لے کر باہر لوگوں میں آیا۔ انہوں نے پوچھا: یہ کیسی لاٹھی ہے؟ میں نے بتلایا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے یہ لاٹھی عنایت کی ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں اسے محفوظ رکھوں۔ انہوں نے کہا: کیا تم رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس جا کر آپ سے اس کے بارے میں مزید وضاحت نہیں کرا لیتے؟ پس میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں دوبارہ گیا اور میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! آپ نے یہ لاٹھی مجھے کس مقصد کے لیے دی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن یہ لاٹھی میرے اور تمہارے درمیان نشانی ہوگی، قیامت کے دن بہت کم لوگ ایسے ہوں گے جن کے پاس ٹیک لگانے کے لیے عصا وغیرہ ہوگا۔'' پس سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس عصا کو اپنی تلوار کے ساتھ باندھ لیا اور وہ ہمیشہ ان کے پاس رہا، یہاں تک کہ جب ان کا انتقال ہوا تو اس عصا کو بھی ان کے کفن کے ساتھ رکھ کر دونوں کو دفن کر دیا گیا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ الْمُزَنِيِّ رضی اللہ عنہ
سیدنا عبداللہ بن بسر مازنی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(۱۱۷۷۱)۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ الْحَسَنُ بْنُ أَيُّوبَ الْحَضْرَمِيُّ قَالَ: أَرَانِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُسْرٍ شَامَةً فِي قَرْنِهِ فَوَضَعْتُ أُصْبُعِي عَلَيْهَا فَقَالَ: وَضَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أُصْبُعَهُ عَلَيْهَا، ثُمَّ قَالَ: ((لَتَبْلُغَنَّ قَرْنًا۔)) قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ: وَكَانَ ذَا جُمَّةٍ۔ (مسند احمد: ۱۷۸۴۱)

ابوعبداللہ حسن بن ایوب حضرمی سے مروی ہے کہ سیدنا عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ نے اپنے سر کی ایک جانب میں مجھے ایک تل کا نشان دکھایا، میں نے اپنی انگلی اس کے اوپر رکھی تو انہوں نے بتلایا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی انگلی مبارک اس پر رکھ کر فرمایا تھا کہ ''تم ایک سو سال کی عمر کو پہنچو گے۔'' سیدنا عبداللہ بسر رضی اللہ عنہ کے بال کاندھوں تک آتے تھے۔

(۱۱۷۷۱) تخریج: اسنادہ حسن (انظر: ۱۷۶۸۹)

(۱۱۷۷۲)۔ حَسَنُ بْنُ أَيُّوبَ الْحَضْرَمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُسْرٍ صَاحِبُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: كَانَتْ أُخْتِي تَبْعَثُنِي إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِالْهَدِيَّةِ فَيَقْبَلُهَا، (وَفِي رِوَايَةٍ: كَانَتْ أُخْتِي رُبَمَا بَعَثَتْنِي بِالشَّيْءِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ تُطْرِفُهُ إِيَّاهُ فَيَقْبَلُهُ مِنِّي)۔ (مسند احمد: ۱۷۸۳۹)

حسن بن ایوب حضرمی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: صحابی رسول سیدنا عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ نے مجھے بیان کیا کہ ان کی ہمشیرہ ان کو ایک ہدیہ دے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا کرتی اور رسول اللہ ﷺ اس ہدیہ کو قبول فرما لیا کرتے تھے۔ دوسری روایت میں یوں ہے: بسا اوقات میری ہمشیرہ رسول اللہ ﷺ کے لیے کوئی تحفہ دے کر مجھے بھیجا کرتی اور آپ ﷺ مجھ سے وہ تحفہ قبول فرما لیا کرتے تھے۔

(۱۱۷۷۳)۔ وَعَنْ يَحْيَى بْنِ حَسَّانَ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ بُسْرٍ الْمَازِنِيَّ يَقُوْلُ: تَرَوْنَ يَدِيْ هٰذِهِ فَأَنَا بَايَعْتُ بِهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَصُوْمُوْا يَوْمَ السَّبْتِ إِلَّا فِيْمَا افْتَرَضَ عَلَيْكُمْ۔)) (مسند احمد: ۱۷۸۳۸)

یحییٰ بن حسان سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا عبداللہ بن بسر مازنی رضی اللہ عنہ کو یوں کہتے سنا کہ تم میرا یہ ہاتھ دیکھ رہے ہو، میں نے اس ہاتھ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''تم فرض روزہ کے علاوہ ہفتہ کے دن کا روزہ نہ رکھا کرو۔''

فوائد:...... روزے کی بات کتاب الصیام میں گزر چکی ہے۔

(۱۱۷۷٤)۔ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُسْرٍ الْمَازِنِيُّ قَالَ بَعَثَنِي أَبِي إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَدْعُوهُ إِلَى الطَّعَامِ فَجَاءَ مَعِي فَلَمَّا دَنَوْتُ مِنَ الْمَنْزِلِ أَسْرَعْتُ فَأَعْلَمْتُ أَبَوَيَّ فَخَرَجَا فَتَلَقَّيَا رَسُولَ اللّٰهِ! ﷺ وَرَحَّبَا بِهِ وَوَضَعْنَا لَهُ قَطِيفَةً كَانَتْ عِنْدَنَا زِئْبِرِيَّةً فَقَعَدَ عَلَيْهَا ثُمَّ قَالَ أَبِي لِأُمِّي: هَاتِ طَعَامَكِ، فَجَائَتْ بِقَصْعَةٍ فِيهَا دَقِيقٌ قَدْ عَصَدَتْهُ بِمَاءٍ وَمِلْحٍ

سیدنا عبد اللہ بن بسر مازنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: مجھے میرے ماں باپ نے نبی کریم ﷺ کے پاس بھیجا کہ آپ ﷺ کو کھانے کی دعوت دوں، میں گیا تو آپ میرے ساتھ تشریف لے آئے، جب میں گھر کے قریب ہوا تو میں نے جلدی سے اپنے والدین کو آپ ﷺ کے آنے کی اطلاع دی، وہ دونوں باہر آئے، آپ ﷺ کا استقبال کیا اور آپ ﷺ کو خوش آمدید کہا، ہم نے آپ ﷺ کے لیے ایک چادر بچھا دی، آپ ﷺ اس پر بیٹھ گئے، پھر میرے

(۱۱۷۷۲) تخریج: اسناده حسن (انظر: ۱۷٦۸۷)

(۱۱۷۷۳) تخریج: صحیح، قاله الالبانی، اخرجه ابوداود: ۲٤۲۱، والترمذی: ۷٤٤، وابن ماجه: ۱۷۲٦ (انظر: ۱۷٦۸٦)

(۱۱۷۷٤) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۰٤۲ (انظر: ۱۷٦۷۸)

فَوَضَعْتُهُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((خُذُوا بِسْمِ اللّٰهِ مِنْ حَوَالَيْهَا وَذَرُوا ذُرْوَتَهَا فَإِنَّ الْبَرَكَةَ فِيهَا۔)) فَأَكَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَكَلْنَا مَعَهُ وَفَضَلَ مِنْهَا فَضْلَةٌ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ، وَارْحَمْهُمْ، وَبَارِكْ عَلَيْهِمْ، وَوَسِّعْ عَلَيْهِمْ فِي أَرْزَاقِهِمْ۔)) (مسند احمد: ١٧٨٣٠)

باپ نے میری ماں سے کہا: کھانا لاؤ، وہ ایک پیالہ لائیں، اس میں آٹا تھا، جسے انہوں نے پانی اور نمک میں گوندر کھا تھا، میری والدہ نے وہ آپ کے سامنے رکھ دیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ اور اس کے ارگرد سے کھاؤ، اوپر کی جانب سے نہیں کھانا، کیونکہ اوپر سے برکت نازل ہوتی ہے۔'' رسول اللہ ﷺ نے کھایا اور آپ ﷺ کے ساتھ ہم نے بھی کھایا، اس سے کچھ کھانا بچ گیا، کھانے کے بعد آپ ﷺ نے یہ دعا کی: ''اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ، وَارْحَمْهُمْ، وَبَارِكْ عَلَيْهِمْ، وَوَسِّعْ عَلَيْهِمْ فِي أَرْزَاقِهِمْ۔ '' (اے اللہ! انہیں معاف کردے، ان پر رحم فرما، ان کے لیے برکت کر اور ان کے رزق میں وسعت پیدا کر)۔

(١١٧٧٥)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: جَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلٰى أَبِي فَنَزَلَ عَلَيْهِ أَوْ قَالَ لَهُ أَبِي انْزِلْ عَلَيَّ قَالَ فَأَتَاهُ بِطَعَامٍ وَحَيْسَةٍ وَسَوِيقٍ فَأَكَلَهُ وَكَانَ يَأْكُلُ التَّمْرَ وَيُلْقِي النَّوٰى وَصَفَ بِأُصْبُعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى بِظَهْرِهِمَا مِنْ فِيهِ (وَفِي رِوَايَةٍ: فَكَانَ يَأْكُلُ التَّمْرَ وَيَضَعُ النَّوٰى عَلٰى ظَهْرِ إِصْبَعَيْهِ ثُمَّ يَرْمِي بِهِ) ثُمَّ أَتَاهُ بِشَرَابٍ فَشَرِبَ ثُمَّ نَاوَلَهُ مَنْ عَنْ يَمِينِهِ فَقَامَ فَأَخَذَ بِلِجَامِ دَابَّتِهِ (وَفِي لَفْظٍ: فَرَكِبَ بَغْلَةً لَهُ بَيْضَاءَ) فَقَالَ: ادْعُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لِي فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيمَا رَزَقْتَهُمْ وَاغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ۔)) (مسند احمد: ١٧٨٣٥)

(دوسری سند) سیدنا عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میرے باپ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور آپ ہمارے گھر تشریف لائے یا میرے باپ نے آپ ﷺ سے آنے کا مطالبہ کیا تھا، یعنی آپ ﷺ بطور مہمان اترے، آپ ﷺ کے سامنے میرے باپ نے کھانا پیش کیا اور ساتھ کھجوروں سے بنا ہوا کھانا یا ستو بھی تھا، آپ ﷺ نے کھایا اور آپ کھجوریں کھاتے تھے اور گٹھلیاں پھینک دیتے تھے، آپ ﷺ انگشت شہادت اور درمیان والی انگلی کو ملاتے تھے اور کھجور کھا کر ان انگلیوں کی پشت پر گٹھلی رکھ کر پھینک دیتے، پھر آپ ﷺ کے پاس پانی لایا گیا، آپ ﷺ نے پیا، پھر جو دائیں جانب تھا، اسے پکڑا دیا، پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور سفید خچر پر سوار ہو کر اپنی سواری کی لگام تھام لی، میرے باپ نے کہا: میرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمادیں، آپ ﷺ نے یہ دعا کی: ''اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيمَا رَزَقْتَهُمْ وَاغْفِرْ لَهُمْ

(١١٧٧٥) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

وَارْحَمْهُمْ۔ ’’(اے اللہ! جو تو نے انہیں دیا ہے، اس میں برکت فرما اور انہیں بخش دے اور ان پر رحم فرما۔‘‘

فوائد:...... عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ صغار صحابہ میں سے ہیں، ان کی وفات ۸۸ھ یا دوسرے قول کے مطابق ۹۶ھ میں سو سال کی عمر میں ہوئی، یہ سرزمین شام میں سب سے آخر میں فوت ہونے والے صحابی ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابِ بْنِ الْأَرَتِ رضی اللہ عنہ

سیدنا عبداللہ بن خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(۱۱۷۷۶)۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ كَانَ مَعَ الْخَوَارِجِ، ثُمَّ فَارَقَهُمْ قَالَ: دَخَلُوْا قَرْيَةً فَخَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ خَبَّابٍ ذَعِرًا يَجُرُّ رِدَائَهُ، فَقَالُوْا: لَمْ تُرَعْ، قَالَ: وَاللّٰهِ! لَقَدْ رُعْتُمُونِي، قَالُوْا: أَنْتَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ خَبَّابٍ صَاحِبُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَهَلْ سَمِعْتَ مِنْ أَبِيكَ حَدِيثًا يُحَدِّثُهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ تُحَدِّثُنَاهُ؟ قَالَ: نَعَمْ، سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ ذَكَرَ فِتْنَةً الْقَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْمَاشِي وَالْمَاشِي فِيهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِي، قَالَ: فَإِنْ أَدْرَكْتَ ذَاكَ فَكُنْ عَبْدَ اللّٰهِ الْمَقْتُولَ، قَالَ أَيُّوبُ: وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا قَالَ: وَلَا تَكُنْ عَبْدَ اللّٰهِ الْقَاتِلَ، قَالُوْا: أَأَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ أَبِيكَ يُحَدِّثُهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَقَدَّمُوهُ عَلٰى ضَفَّةِ

حمید بن ہلال سے روایت ہے، وہ قبیلہ عبد القیس کے ایک آدمی سے روایت کرتے ہیں، جو شروع میں خوارج کے ساتھ تھا، پھر ان سے الگ ہو گیا تھا، اس سے مروی ہے کہ خوارج ایک بستی میں داخل ہوئے، سیدنا عبداللہ بن خباب رضی اللہ عنہ اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے خوف زدہ سے ہو کر اس بستی سے باہر نکل گئے۔ خوارج نے ان سے کہا: آپ پریشان نہ ہوں، آپ گھبرائیں نہیں، آپ کو کچھ نہیں کہا جائے گا۔ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! تم لوگوں نے تو مجھے ڈرا ہی دیا تھا۔ خوارج نے کہا: آپ رسول اللہ ﷺ کے صحابی خباب رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبداللہ ہیں؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، خوارج نے پوچھا: کیا آپ نے اپنے والد سے کوئی حدیث سنی ہو، جسے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہوں، براہ کرم آپ ہمیں وہ حدیث تو بیان کر دیں۔ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: جی ہاں، میں نے اپنے والد کو سنا، انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا کہ آپ ﷺ نے ایک فتنے کا ذکر کیا کہ اس فتنہ کے دوران کھڑے آدمی کی بہ نسبت بیٹھا رہنے والا اور چلنے والے کی نسبت کھڑا رہنے والا اور فتنہ میں دوڑنے والے کی بہ نسبت عام رفتار سے چلنے والا بہتر ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’اگر تمہارا اس قسم

(۱۱۷۷۶) تخریج: رجالہ ثقات رجال الشیخین، والرجل المبهم الذی روی عنه حمید ان کان ثقة عنده فالاسناد صحیح، واللہ تعالیٰ اعلم، اخرجه الطبرانی فی ”الکبیر“: ۳۶۳۰، وابویعلی: ۷۲۱۵ (انظر: ۲۱۰۶۴)

النَّهرِ فَضَرَبُوْا عُنُقَهُ فَسَالَ دَمُهُ كَأَنَّهُ شِرَاكُ نَعْلٍ مَا ابْذَقَرَّ وَبَقَرُوْا أُمَّ وَلَدِهِ عَمَّا فِي بَطْنِهَا۔ (مسند احمد: ۲۱۳۷۸)

کے حالات سے سامنا ہو تو اللہ کا مقتول بندہ بن جانا۔'' حدیث کے راوی حمید کے شاگرد ایوب نے کہا: مجھے یقین ہے کہ حمید بن ہلال نے اس سے آگے یہ بھی بیان کیا کہ ''تم اللہ کے قاتل بندے نہ بننا۔'' خوارج نے پوچھا: کیا آپ نے یہ حدیث براہ راست اپنے والد سے سنی ہے کہ وہ اس حدیث کو رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے تھے۔ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: جی بالکل، عبدالقیس کا ایک فرد بیان کرتا ہے کہ یہ حدیث سننے کے باوجود انہوں نے سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کو نہر (دریا) کے کنارے لے جا کر ان کی گردن اڑا دی اور ان کا خون دریا کے پانی میں اس طرح چلا گویا کہ وہ جوتے کا تسمہ ہے، (یعنی وہ پانی کے اندر حل نہ ہوا اور دھاگے یا تسمے کی مانند پانی میں بہتا رہا۔) اور ان ظالموں نے ان کی ام ولد کا پیٹ بھی پھاڑ ڈالا۔

(۱۱۷۷۷)۔ حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ نَحْوَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: مَا ابْذَقَرَّ يَعْنِي لَمْ يَتَفَرَّقْ، وَقَالَ: لَا تَكُنْ عَبْدَ اللّٰهِ الْقَاتِلَ وَكَذٰلِكَ، قَالَ: بَهْزٌ أَيْضًا۔ (مسند احمد: ۲۱۰۶۵)

حمید بن ہلال سے ان کے دوسرے شاگرد سلیمان نے بھی یہ حدیث ان سے اسی طرح روایت کی ہے۔ البتہ انہوں نے ''ما ابذعر'' کی بجائے ''ما ابذ قر'' کا لفظ بیان کیا، تاہم دونوں کا معنی ومفہوم ایک ہی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اللہ تعالیٰ کا قاتل بندہ نہ بننا۔''

فوائد:...... سیدنا عبداللہ بن خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کو بعض حضرات نے تابعین میں شمار کیا ہے، لیکن صحابہ کے تذکراوں پر مشتمل کتب ''الاصابہ'' وغیرہ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ تابعی نہیں بلکہ صحابی ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ عَبْدِ اللّٰهِ ذِي الْبِجَادَيْنِ رضی اللہ عنہ

ذوالبجادین سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(۱۱۷۷۸)۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: لِرَجُلٍ يُقَالُ لَهُ: ذُو الْبِجَادَيْنِ ((إِنَّهُ أَوَّاهٌ۔)) وَذٰلِكَ أَنَّهُ كَانَ رَجُلًا كَثِيرَ

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص جسے ''ذوالبجادین'' کہا جاتا تھا، نبی کریم ﷺ نے اس کے متعلق فرمایا: ''وہ اَوّاہ ہے۔'' یعنی اللہ کا ذکر کرتے ہوئے اس پر

(۱۱۷۷۷) تخریج: انظر الحدیث السابق

(۱۱۷۷۸) تخریج: حسن لغیرہ (انظر: ۱۷۴۵۳)

الذِّكْرِ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فِي الْقُرْآنِ وَيَرْفَعُ صَوْتَهُ فِي الدُّعَاءِ۔ (مسند احمد: ١٧٥٩٢)

رقت طاری ہو جاتی ہے، وہ شخص کثرت سے قرآن مجید کی تلاوت کر کے اللہ تعالیٰ کو خوب یاد کیا کرتا اور بلند آواز سے دعائیں کیا کرتا تھا۔

(١١٧٧٩)۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنِ ابْنِ الْأَدْرَعِ قَالَ كُنْتُ أَحْرُسُ النَّبِيَّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَخَرَجَ لِبَعْضِ حَاجَتِهِ قَالَ: فَرَآنِي فَأَخَذَ بِيَدِي، فَانْطَلَقْنَا فَمَرَرْنَا عَلٰى رَجُلٍ يُصَلِّي يَجْهَرُ بِالْقُرْآنِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((عَسٰى أَنْ يَكُونَ مُرَائِيًا۔)) قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! يُصَلِّي يَجْهَرُ بِالْقُرْآنِ، قَالَ: فَرَفَضَ يَدِي۔ ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّكُمْ لَنْ تَنَالُوْا هٰذَا الْأَمْرَ بِالْمُغَالَبَةِ۔)) قَالَ: ثُمَّ خَرَجَ ذَاتَ لَيْلَةٍ وَأَنَا أَحْرُسُهُ لِبَعْضِ حَاجَتِهِ فَأَخَذَ بِيَدِي فَمَرَرْنَا عَلٰى رَجُلٍ يُصَلِّي بِالْقُرْآنِ، قَالَ: فَقُلْتُ: عَسٰى أَنْ يَكُونَ مُرَائِيًا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((كَلَّا إِنَّهُ أَوَّابٌ۔)) قَالَ: فَنَظَرْتُ فَإِذَا هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ ذُو الْبِجَادَيْنِ۔ (مسند احمد: ١٩١٨٠)

سیدنا ابن الادرع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں ایک رات نبی کریم ﷺ کا پہرہ دے رہا تھا، آپ ﷺ کسی کام کی غرض سے باہر تشریف لائے، آپ نے مجھے دیکھا تو میرا ہاتھ تھام لیا، ہم چلتے چلتے ایک آدمی کے پاس سے گزرے وہ جہراً قرأت کرتے ہوئے نماز پڑھ رہا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہوسکتا ہے کہ یہ کوئی دکھلاوا کرنے والا ہو۔'' میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! وہ تو جہراً تلاوت کرتے ہوئے نماز ادا کر رہا ہے۔ لیکن آپ ﷺ نے میرا ہاتھ جھٹک دیا اور پھر فرمایا: ''تم کوشش کر کے بھی اس مقام تک نہیں پہنچ سکتے۔'' ابن الادرع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک دفعہ پھر میں رات کو نبی کریم ﷺ کا پہرہ دے رہا تھا کہ آپ کسی کام کی غرض سے باہر تشریف لائے، آپ ﷺ نے میرا ہاتھ تھام لیا، ہم چلتے چلتے ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو جہراً تلاوت کرتے ہوئے نماز ادا کر رہا تھا۔ میں نے کہا: ہوسکتا ہے کہ یہ دکھلاوا کرنے والا ہو۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہرگز نہیں، یہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف بہت زیادہ رجوع کرنے والا شخص ہے۔'' میں نے دیکھا تو وہ سیدنا عبداللہ ذوالبجادین رضی اللہ عنہ تھے۔

فوائد:...... سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کا لقب ''ذوالبجادین'' تھا، اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اسلام قبول کیا تو ان کے والد نے ان کے سارے کپڑے اتروا کر انہیں برہنہ کر دیا، یہ اسی طرح والدہ کے پاس پہنچے۔ تو اس نے ان کو ایک بڑا کپڑا دیا اس کے دو حصے کر کے انہوں نے ایک تو بطور تہبند اور دوسرے کو جسم کے اوپر والے حصہ پر اوڑھ لیا۔ اس لیے ان کا لقب ''ذوالبجادین'' پڑ گیا۔ بِجَاد کے لفظی معانی دھاری دار چادر کے ہیں۔

زیادہ مشہور روایت یہ ہے کہ یہ یتیم تھے اور ان کے چچا نے ان کی پرورش کی۔ جب یہ مسلمان ہوئے تو چچا نے ان

(١١٧٧٩) تخريج: اسناده ضعيف، تفرد به هشام بن سعد، وهو ضعيف (انظر: ١٨٩٧١)

سے ہر چیز چھین لی حتی کہ جسم کے کپڑے بھی اتروا لیے۔ [الاصابۃ: ۲/ ۳۳۸] (عبداللہ رفیق)

بَابُ مَا جَاءَ فِي عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ رضی اللہ عنہ

سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(۱۱۷۸۰)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ إِذَا لَقِيَ الرَّجُلَ مِنْ أَصْحَابِهِ يَقُولُ: تَعَالَ نُؤْمِنْ بِرَبِّنَا سَاعَةً، فَقَالَ ذَاتَ يَوْمٍ لِرَجُلٍ فَغَضِبَ الرَّجُلُ، فَجَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَلَا تَرٰى إِلَى ابْنِ رَوَاحَةَ يُرَغِّبُ عَنْ إِيمَانِكَ إِلَى إِيمَانِ سَاعَةٍ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((يَرْحَمُ اللّٰهُ ابْنَ رَوَاحَةَ، إِنَّهُ يُحِبُّ الْمَجَالِسَ الَّتِي تُبَاهِي بِهَا الْمَلَائِكَةُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ۔)) (مسند احمد: ۱۳۸۳۲)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ جب ان کی کسی دوست سے ملاقات ہوتی تو اس سے کہتے: آؤ کچھ دیر بیٹھ کر اپنے رب پر ایمان لے آئیں (یعنی رب کی باتیں کر کے اپنے ایمان کو تازہ کر لیں) اسی طرح انہوں نے ایک آدمی سے یہی بات کہہ دی تو وہ غضب ناک ہو گیا۔ اس نے جا کر نبی کریم ﷺ سے کہا: اے اللہ کے رسول! ابن رواحہ کو دیکھیں کہ وہ آپ کے ایمان سے اعراض کرتے ہوئے کچھ دیر کے لیے ایمان کی طرف جاتا ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ابن رواحہ پر اللہ کی رحمت ہو، وہ ایسی مجالس کو پسند کرتا ہے جن پر فرشتوں خوش ہوتے ہیں۔''

(۱۱۷۸۱)۔ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ سِنَانَ بْنَ أَبِي سِنَانٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَائِمًا فِي قَصَصِهِ: إِنَّ أَخًا لَكُمْ كَانَ لَا يَقُولُ الرَّفَثَ يَعْنِي ابْنَ رَوَاحَةَ، قَالَ: وَفِينَا رَسُولُ اللّٰهِ يَتْلُو كِتَابَهُ، إِذَا انْشَقَّ مَعْرُوفٌ مِنَ اللَّيْلِ سَاطِعُ، يَبِيتُ يُجَافِي جَنْبَهُ عَنْ فِرَاشِهِ، إِذَا اسْتَثْقَلَتْ بِالْكَافِرِينَ الْمَضَاجِعُ، أَرَانَا الْهُدٰى بَعْدَ الْعَمٰى فَقُلُوبُنَا، بِهِ مُوقِنَاتٌ أَنَّ مَا قَالَ وَاقِعُ۔ (مسند احمد: ۱۵۸۲۹)

سنان بن ابی سنان کہتے تھے کہ انھوں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو سنا، وہ کھڑے ہو کر وعظ و نصیحت فرما رہے تھے، بیچ میں انھوں نے کہا: تمہارے بھائی ابن رواحہ رضی اللہ عنہ فضول اشعار نہیں کہتے تھے، انہوں نے تو اپنے اشعار میں اس قسم کی باتیں کہی ہیں:

وَفِينَا رَسُولُ اللّٰهِ يَتْلُو كِتَابَهُ، إِذَا انْشَقَّ مَعْرُوفٌ مِنَ اللَّيْلِ سَاطِعُ

يَبِيتُ يُجَافِي جَنْبَهُ عَنْ فِرَاشِهِ، إِذَا اسْتَثْقَلَتْ بِالْكَافِرِينَ الْمَضَاجِعُ

أَرَانَا الْهُدٰى بَعْدَ الْعَمٰى فَقُلُوبُنَا، بِهِ مُوقِنَاتٌ أَنَّ مَا قَالَ وَاقِعُ

(۱۱۷۸۰) تخریج: اسناده ضعیف، عمارة بن زاذان وزیاد بن عبد الله النمیری متکلم فیهما، وقد تفردا بهذا الحدیث بهذه السیاقة (انظر: ۱۳۷۹٦)

(۱۱۷۸۱) تخریج: أخرجه البخاری: ۱۱۵۵ (انظر: ۱۵۷۳۷)

اور ہم میں رسول اللہ ﷺ موجود ہیں، وہ اس کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں جب رات کا معروف حصہ گزر جاتا ہے۔

یہ رات اس حال میں بسر کرتا ہے کہ اس کا پہلو بستر سے الگ ہوتا ہے۔ جبکہ کافر اپنے بستروں پر بوجھ بنے ہوئے یعنی سوئے ہوئے ہوتے ہیں۔

آپ ﷺ نے ہماری گمراہی کے بعد ہمیں ہدایت دکھائی، ہمارے دلوں کو یقین ہے کہ وہ جو کچھ بھی کہتے ہیں سچ ہے اور پورا ہونے والا ہے۔

فوائد:...... سیدنا عبداللہ بن رواحہ خزرجی انصاری رضی اللہ عنہ سابقین میں سے ہیں، بیعت عقبہ میں یہ بھی موجود تھے، یہ بنو حارث بن خزرج کے نقیب تھے، غزوۂ بدر، غزوۂ احد، غزوۂ خندق، حدیبیہ، غزوۂ خیبر اور عمرۂ قضا میں انھوں نے شرکت کی، جمادی الثانیہ (۸) سن ہجری میں غزوۂ موتہ میں یہ شہید ہو گئے، جبکہ یہ اس لشکر کے تیسرے نمبر کے امیر تھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ
سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(۱۱۷۸۲)۔ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَسْمَاءَ أَنَّهَا حَمَلَتْ بِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ بِمَكَّةَ، قَالَتْ: فَخَرَجْتُ وَأَنَا مُتِمٌّ فَأَتَيْتُ الْمَدِينَةَ فَنَزَلْتُ بِقُبَاءَ فَوَلَدْتُهُ بِقُبَاءَ، ثُمَّ أَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ فَوَضَعْتُهُ فِي حِجْرِهِ، ثُمَّ دَعَا بِتَمْرَةٍ فَمَضَغَهَا، ثُمَّ تَفَلَ فِي فِيهِ، فَكَانَ أَوَّلَ مَا دَخَلَ فِي جَوْفِهِ رِيقُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ: ثُمَّ حَنَّكَهُ بِتَمْرَةٍ، ثُمَّ دَعَا لَهُ وَبَرَّكَ عَلَيْهِ، وَكَانَ أَوَّلَ مَوْلُودٍ وُلِدَ فِي الْإِسْلَامِ۔ (مسند احمد: ۲۷۴۷۷)

سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مکہ میں ان کو حمل ہو گیا تھا، یہ بچہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ تھے، وہ کہتی ہیں: جب ایام حمل پورے ہو چکے تھے کہ تو میں مکہ سے روانہ ہو کر مدینہ منورہ کی طرف چل دی اور قباء میں آ کر ٹھہری اور میں نے ان کو وہیں جنم دیا اور اس کو لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں گئی اور اسے آپ ﷺ کی گود میں رکھ دیا۔ آپ ﷺ نے کھجور منگوا کر اسے چبایا اور لعاب مبارک اس کے منہ میں ڈالا، اس کے پیٹ میں سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کا لعاب دہن گیا تھا۔ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ پھر آپ ﷺ نے اس کو کھجور کی گھٹی دی، اس کے حق میں دعا فرمائی اور برکت کی دعا بھی کی، اسلام میں ❶ یہ سب سے پہلا پیدا ہونے والا بچہ تھا۔

(۱۱۷۸۲) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۹۰۹، ۵۴۶۹، ومسلم: ۲۱۴۶ (انظر: ۲۶۹۳۸)

❶ اس سے مراد یہ ہے کہ مدینہ میں مہاجرین کے ہاں پیدا ہونے والا یہ پہلا بچہ تھا۔ ورنہ مہاجرین کا مدینہ کے علاوہ پہلا بچہ عبداللہ بن جعفر تھا جو حبشہ میں پیدا ہوا اور ہجرت کے بعد انصار کے ہاں پہلا بچہ مسلمہ بن مخلد تھا۔ [فتح الباری: ج ۷، ص ۲۴۸] (عبداللہ رفیق)

(۱۱۷۸۳)۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِابْنِ الزُّبَيْرِ فَحَنَّكَهُ بِتَمْرَةٍ فَقَالَ: ((هٰذَا عَبْدُ اللّٰهِ وَأَنْتِ أُمُّ عَبْدِاللّٰهِ۔)) (مسند احمد: ۲۵۱۲٦)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں گئی، آپ ﷺ نے اسے کھجور کی گھٹی دی اور فرمایا: ''اس کا نام عبداللہ ہے اور (عائشہ!) تم ام عبداللہ ہو۔''

فوائد:...... یہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے تھے، جبکہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی اپنی اولاد نہیں تھی، اس لیے آپ ﷺ نے ان کے بھانجے کے نام پہ ان کی کنیت رکھی۔

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ رضی اللہ عنہ
سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(۱۱۷۸٤)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَلَامٍ رضی اللہ عنہ أَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَقْدَمَهُ الْمَدِيْنَةَ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي سَائِلُكَ عَنْ ثَلَاثِ خِصَالٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا نَبِيٌّ، قَالَ: ((سَلْ۔)) قَالَ: مَا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ؟ وَمَا أَوَّلُ مَا يَأْكُلُ مِنْهُ أَهْلُ الْجَنَّةِ؟ وَمِنْ أَيْنَ يُشْبِهُ الْوَلَدُ أَبَاهُ وَأُمَّهُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((أَخْبَرَنِي بِهِنَّ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ آنِفًا، قَالَ ذٰلِكَ عَدُوُّ الْيَهُوْدِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ، قَالَ: أَمَّا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ فَنَارٌ تَخْرُجُ مِنَ الْمَشْرِقِ فَتَحْشُرُ النَّاسَ إِلَى الْمَغْرِبِ، وَأَمَّا أَوَّلُ مَا يَأْكُلُ مِنْهُ أَهْلُ الْجَنَّةِ زِيَادَةُ كَبِدِ حُوْتٍ، وَأَمَّا شَبَهُ الْوَلَدِ أَبَاهُ وَأُمَّهُ فَإِذَا سَبَقَ مَاءُ الرَّجُلِ مَاءَ الْمَرْأَةِ نَزَعَ إِلَيْهِ الْوَلَدُ، وَإِذَا سَبَقَ مَاءُ الْمَرْأَةِ مَاءَ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جن دنوں رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے، سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے آپ کی خدمت میں آ کر کہا: میں آپ سے تین باتوں کے بارے میں دریافت کرنا چاہتا ہوں، ان باتوں کو صرف نبی جانتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پوچھو۔'' انہوں نے کہا: علامات قیامت میں سب سے پہلی علامت کیا ہے، اہل جنت سب سے پہلے کون سی چیز کھائیں گے اور بچے کی اپنے ماں باپ سے مشابہت کیوں کر ہوتی ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ان باتوں کے متعلق جبریل علیہ السلام ابھی ابھی مجھے بتلا کر گئے ہیں، عبداللہ بن سلام نے کہا: یہ فرشتہ تو یہود کا دشمن ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کی اولین نشانی وہ آگ ہے، جو مشرق کی طرف سے نمودار ہوگی اور لوگوں کو جمع کرتی ہوئی مغرب کی طرف لائے گی، اہل جنت کا سب سے پہلا کھانا مچھلی کے جگر کا بڑھا ہوا ٹکڑا ہوگا اور بچے کی اس کے باپ یا ماں کے ساتھ مشابہت اس طرح ہوتی ہے

(۱۱۷۸۳) تخريج: حديث صحيح، اخرجه ابوداود: ٤٩٧٠ وقولها: "فحنكه بتمرة" أخرجه البخاري: ٣٩١٠، ومسلم: ٢١٤٨ (انظر: ٢٤٦١٩)

(۱۱۷۸٤) تخريج: اخرجه مطولا ومختصرا البخاري: ٣٣٢٩، ٣٩٣٨، ٤٤٨٠ (انظر: ١٢٠٥٧)

الرَّجُلِ نَزَعَ إِلَيْهَا۔)) قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ، وَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ الْيَهُودَ قَوْمٌ بُهْتٌ وَإِنَّهُمْ إِنْ يَعْلَمُوا بِإِسْلَامِي يَبْهَتُونِي عِنْدَكَ، فَأَرْسِلْ إِلَيْهِمْ فَاسْأَلْهُمْ عَنِّي أَيُّ رَجُلٍ ابْنُ سَلَامٍ فِيكُمْ؟ قَالَ: فَأَرْسَلَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ: ((أَيُّ رَجُلٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ فِيكُمْ؟)) قَالُوا: خَيْرُنَا وَابْنُ خَيْرِنَا وَعَالِمُنَا وَابْنُ عَالِمِنَا وَأَفْقَهُنَا وَابْنُ أَفْقَهِنَا، قَالَ: ((أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ تُسْلِمُونَ؟)) قَالُوا: أَعَاذَهُ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ: فَخَرَجَ ابْنُ سَلَامٍ، فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ، قَالُوا: شَرُّنَا وَابْنُ شَرِّنَا وَجَاهِلُنَا وَابْنُ جَاهِلِنَا، فَقَالَ: ابْنُ سَلَامٍ هٰذَا الَّذِي كُنْتُ أَتَخَوَّفُ مِنْهُ۔ (مسند احمد: ۱۲۰۸۰)

کہ جب مرد کا مادۂ منویہ عورت کے مادہ پر غالب آ جائے تو بچہ مرد کے مشابہ ہو جاتا ہے اور جب عورت کا مادۂ منویہ مرد کے مادہ پر غالب آ جائے تو بچہ ماں کے مشابہ ہو جاتا ہے۔ یہ جوابات سن کر سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ پکار اٹھے: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ (میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور آپ واقعی اللہ کے رسول ہیں۔) پھر سیدنا عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہودی لوگ بہتان طراز قسم کے لوگ ہیں، اگر انہیں میرے قبول اسلام کا پتہ چل گیا تو آپ کے پاس آ کر وہ مجھ پر بہتان باندھیں گے، آپ ان کے ہاں پیغام بھیج کر ان سے میرے متعلق دریافت کر لیں کہ ان کے ہاں ابن سلام کی کیا حیثیت ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں کی طرف پیغام بھیج کر ان سے دریافت کیا کہ تمہارے ہاں ابن سلام کا کیا مقام ہے؟ انہوں نے جواب دیا: وہ ہم سے بہت اچھا ہے اور بہت اچھے آدمی کا بیٹا ہے، وہ ہمارا عالم ہے اور ہمارے ایک بڑے عالم کا بیٹا ہے، وہ ہم میں سے دین کی سب سے زیادہ سمجھ رکھنے والا اور سب سے زیادہ دین کو سمجھنے والے کا بیٹا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بتلاؤ اگر وہ اسلام قبول کر لے تو کیا تم مسلمان ہو جاؤ گے؟'' وہ کہنے لگے: اللہ اسے اس کام سے محفوظ رکھے۔ یہ سن کر سیدنا ابن سلام رضی اللہ عنہ سامنے آ گئے اور پکار کر کہا: ''اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّداً رسولُ اللّٰهِ (میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اس کے رسول ہیں۔) یہ سن کر یہودی اسی وقت کہنے لگے: یہ تو ہم میں سب سے برا ہے اور سب سے برے شخص کا بیٹا ہے، یہ تو ہم میں سے جاہل اور جاہل آدمی کا بیٹا ہے، یہ سن کر سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اسی بات سے ڈرتا تھا۔

فوائد:...... سیدنا عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا تعلق بنو قینقاع سے تھا، یہ بنوخزرج کے حلیف تھے، ایک قول کے مطابق دورِ جاہلیت میں ان کا نام حصین تھا، رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام عبد اللہ رکھا، مذہباً یہودی تھے، جب نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو اس وقت یہ مسلمان ہو گئے، یہ (۴۳) سن ہجری میں مدینہ منورہ میں فوت ہوئے۔

(۱۱۷۸۵)۔ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِیْ وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ لِحَیٍّ مِنَ النَّاسِ یَمْشِیْ أَنَّهُ فِی الْجَنَّةِ إِلَّا لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ رضی اللہ عنہ۔ (مسند احمد: ۱٤٥٣)

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سیدنا عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے سوا کسی بھی زندہ شخص کے متعلق نہیں سنا ❶ کہ آپ ﷺ نے اس کے متعلق فرمایا ہو کہ وہ جنتی ہے۔

فوائد:...... نبی کریم ﷺ نے مختلف صحابہ کو ان کی زندگی میں جنت کی بشارت دی ہے، ممکن ہے کہ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو ان واقعات کا علم نہ ہو۔

(۱۱۷۸٦)۔ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِیهِ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ أُتِیَ بِقَصْعَةٍ فَأَكَلَ مِنْهَا فَفَضَلَتْ فَضْلَةٌ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((یَجِیْءُ رَجُلٌ مِنْ هٰذَا الْفَجِّ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ یَأْكُلُ هٰذِهِ الْفَضْلَةَ۔)) قَالَ سَعْدٌ: وَكُنْتُ تَرَكْتُ أَخِیْ عُمَیْرًا یَتَوَضَّأُ، قَالَ: فَقُلْتُ: هُوَ عُمَیْرٌ، قَالَ: فَجَاءَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ فَأَكَلَهَا۔ (مسند احمد: ۱٤٥٨)

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کھانے کا ایک پیالہ پیش کیا گیا، آپ ﷺ نے اس میں سے کھانا تناول فرمایا اور اس میں کھانا بچ بھی گیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس پہاڑی راستے سے ایک جنتی آدمی آئے گا اور یہ بچا ہوا کھانا تناول کرے گا۔'' سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں اپنے بھائی عمیر کو وضو کرتے چھوڑ کر آیا تھا، میرے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ عمیر ہی آ جائے، لیکن اتنے میں سیدنا عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے اور انہوں نے وہ بچا ہوا کھانا کھایا۔

(۱۱۷۸۷)۔ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ قَیْسِ بْنِ عُبَادٍ قَالَ: كُنْتُ فِی الْمَسْجِدِ فَجَاءَ رَجُلٌ فِیْ وَجْهِهِ أَثَرٌ مِنْ خُشُوْعٍ فَدَخَلَ فَصَلّٰی رَكْعَتَیْنِ فَأَوْجَزَ فِیهِمَا، فَقَالَ الْقَوْمُ: هٰذَا

سیدنا قیس بن عباد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں مسجد میں موجود تھا کہ ایک شخص آیا، اس کے چہرے پر خشوع و خضوع کے آثار نمایاں تھے، اس نے اندر آ کر دو مختصر رکعتیں ادا کیں، لوگ کہنے لگے کہ یہ جنتی آدمی ہے، جب وہ باہر گیا تو میں بھی

(۱۱۷۸۵) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۸۱۲، ومسلم: ۲٤۸۳ (انظر: ۱٤٥۳)

(۱۱۷۸٦) تخریج: اسناده حسن، اخرجه البزار: ۱۱٥٦، وابن حبان: ۷۱٦٤، والحاكم: ۳/ ٤١٦ (انظر: ۱٤٥۸)

(۱۱۷۸۷) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۸۱۳، ۷۰۱٤، ومسلم: ۲٤۸٤ (انظر: ۲۳۷۸۷)

❶ اس بات کو سعد بن ابی وقاص کے عدم علم محمول کرنا مشکل اور عجیب لگتا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سعد بن ابی وقاص کی بات اس وقت کی ہے جب عشرہ مبشرہ میں سے اکثر افراد فوت ہو چکے ہیں۔ تفصیل دیکھیں فتح الباری: ج ۷، ص ۱۳۰۔ (عبداللہ رفیق)

رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَلَمَّا خَرَجَ اتَّبَعْتُهُ حَتَّى دَخَلَ مَنْزِلَهُ، فَدَخَلْتُ مَعَهُ فَحَدَّثْتُهُ، فَلَمَّا اسْتَأْنَسَ، قُلْتُ لَهُ: إِنَّ الْقَوْمَ لَمَّا دَخَلْتَ قَبْلُ الْمَسْجِدَ، قَالُوا: كَذَا وَكَذَا، قَالَ: سُبْحَانَ اللهِ مَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَقُولَ مَا لَا يَعْلَمُ، وَسَأُحَدِّثُكَ لِمَ إِنِّي رَأَيْتُ رُؤْيَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَصَصْتُهَا عَلَيْهِ، رَأَيْتُ كَأَنِّي فِي رَوْضَةٍ خَضْرَاءَ، قَالَ ابْنُ عَوْنٍ: فَذَكَرَ مِنْ خُضْرَتِهَا وَسَعَتِهَا وَسْطُهَا عَمُودُ حَدِيدٍ أَسْفَلُهُ فِي الْأَرْضِ وَأَعْلَاهُ فِي السَّمَاءِ فِي أَعْلَاهُ عُرْوَةٌ، فَقِيلَ لِيَ: اصْعَدْ عَلَيْهِ، فَقُلْتُ: لَا أَسْتَطِيعُ، فَجَائَنِي مِنْصَفٌ، قَالَ ابْنُ عَوْنٍ: هُوَ الْوَصِيفُ، فَرَفَعَ ثِيَابِي مِنْ خَلْفِي، فَقَالَ: اصْعَدْ عَلَيْهِ، فَصَعِدْتُ حَتَّى أَخَذْتُ بِالْعُرْوَةِ، فَقَالَ: اسْتَمْسِكْ بِالْعُرْوَةِ فَاسْتَيْقَظْتُ وَإِنَّهَا لَفِي يَدِي، قَالَ: فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَصَصْتُهَا عَلَيْهِ فَقَالَ: ((أَمَّا الرَّوْضَةُ فَرَوْضَةُ الْإِسْلَامِ، وَأَمَّا الْعَمُودُ فَعَمُودُ الْإِسْلَامِ، وَأَمَّا الْعُرْوَةُ فَهِيَ الْعُرْوَةُ الْوُثْقَى، أَنْتَ عَلَى الْإِسْلَامِ حَتَّى تَمُوتَ۔)) قَالَ: وَهُوَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلَامٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ۔ (مسند احمد: ٢٤١٩٦)

ان کے پیچھے پیچھے چلا گیا۔ وہ گھر میں داخل ہوا تو میں بھی ان کے پیچھے اندر چلا گیا اور اس سے باتیں کیں۔ جب میں اس سے اور وہ مجھ سے مانوس ہوگیا تو میں نے اس سے کہا: تم جب مسجد میں داخل ہوئے تو لوگوں نے تمہارے متعلق اس قسم کی باتیں کی تھیں۔ انھوں نے کہا: سبحان اللہ! کسی بھی آدمی کو کوئی ایسی بات نہیں کرنی چاہیے جسے وہ اچھی طرح جانتا نہ ہو، میں تمہیں ان کی اس بات کی وجہ بتلاتا ہوں، میں نے ایک خواب رسول اللہ ﷺ کے سامنے بیان کیا تھا، میں نے دیکھا گویا کہ میں ایک پر رونق سرسبز باغ میں ہوں۔ حدیث کے ایک راوی ابن عون نے کہا کہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے اس باغ کی سرسبزی، رونق اور اس کی وسعت کا بھی ذکر کیا کہ وہ باغ انتہائی خوبصورت با رونق اور بہت زیادہ وسیع و عریض تھا۔ اس کے درمیان میں لوہے کا ایک ستون تھا۔ جس کا نیچے والا حصہ زمین میں اور اوپر والا حصہ آسمان تک تھا، اس کے سرے پر ایک کڑا تھا، مجھ سے کہا گیا کہ اس پر چڑھ جاؤ۔ میں نے کہا کہ میں تو اس پر نہیں چڑھ سکتا، اتنے میں ایک خادم نے آ کر میرے پیچھے سے میرے کپڑے کو اٹھا کر کہا: اوپر چڑھ جاؤ، چنانچہ میں اس پر چڑھ گیا، یہاں تک کہ میں نے اس کڑے کو پکڑ لیا، اس نے مجھ سے کہا اس کڑے کو مضبوطی سے پکڑ لو، اتنے میں میں بیدار ہوگیا، جب میں بیدار ہوا تو اس وقت وہ میرے ہاتھ میں تھا، میں نے جا کر نبی کریم ﷺ سے اس خواب کا تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”باغ سے اسلام کا باغ مراد ہے، ستون سے اسلام کا ستون مراد ہے اور کڑا سے مراد مضبوط کڑا (یعنی ایمان) ہے، اس خواب کا مفہوم یہ ہے کہ تم مرتے دم تک اسلام پر قائم رہو گے۔“ سیدنا قیس بن عباد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ وہ شخص سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ تھے۔

فوائد:...... یہ بہت خوبصورت خواب ہے اور اس کی تعبیر تو سونے پہ سہاگہ ہے۔

(۱۱۷۸۸)۔ عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ قَالَ: قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ، فَجَلَسْتُ إِلَى شِيَخَةٍ فِي مَسْجِدِ النَّبِيِّ ﷺ فَجَاءَ شَيْخٌ يَتَوَكَّأُ عَلَى عَصًا لَهُ، فَقَالَ الْقَوْمُ: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى هٰذَا، فَقَامَ خَلْفَ سَارِيَةٍ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، فَقُمْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ لَهُ: قَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ كَذَا وَكَذَا، فَقَالَ: الْجَنَّةُ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ يُدْخِلُهَا مَنْ يَشَاءُ، وَإِنِّي رَأَيْتُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ رُؤْيَا، رَأَيْتُ كَأَنَّ رَجُلًا أَتَانِي فَقَالَ: انْطَلِقْ، فَذَهَبْتُ مَعَهُ فَسَلَكَ بِي مَنْهَجًا عَظِيمًا، فَعَرَضَتْ لِي طَرِيقٌ عَنْ يَسَارِي، فَأَرَدْتُ أَنْ أَسْلُكَهَا، فَقَالَ: إِنَّكَ لَسْتَ مِنْ أَهْلِهَا، ثُمَّ عَرَضَتْ لِي طَرِيقٌ عَنْ يَمِينِي فَسَلَكْتُهَا حَتَّى انْتَهَيْتُ إِلَى جَبَلٍ زَلِقٍ، فَأَخَذَ بِيَدِي فَزَجَلَ بِي، فَإِذَا أَنَا عَلَى ذُرْوَتِهِ، فَلَمْ أَتَقَارَّ وَلَا أَتَمَاسَكْ فَإِذَا عَمُودٌ مِنْ حَدِيدٍ فِي ذُرْوَتِهِ حَلْقَةٌ مِنْ ذَهَبٍ، فَأَخَذَ بِيَدِي فَزَجَلَ بِي حَتَّى أَخَذْتُ بِالْعُرْوَةِ، فَقَالَ: اسْتَمْسِكْ، فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَضَرَبَ الْعَمُودَ بِرِجْلِهِ فَاسْتَمْسَكْتُ بِالْعُرْوَةِ، فَقَصَصْتُهَا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((رَأَيْتَ خَيْرًا، أَمَّا الْمَنْهَجُ الْعَظِيمُ فَالْمَحْشَرُ، وَأَمَّا الطَّرِيقُ الَّتِي عَرَضَتْ عَنْ

حرشہ بن حر سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں مدینہ منورہ گیا، مسجد نبوی میں متعدد بزرگ موجود تھے، میں بھی ان کی خدمت میں بیٹھا، اتنے میں ایک بزرگ لاٹھی کی ٹیک لگاتے ہوئے آئے، لوگ کہنے لگے کہ جو کوئی کسی جنتی آدمی کو دیکھنا چاہتا ہو، وہ اسے دیکھ لے۔ وہ آ کر ایک ستون کے پیچھے کھڑے ہوئے اور انہوں نے دو رکعت نماز ادا کی، میں اٹھ کر ان کی طرف گیا اور ان سے عرض کیا کہ کچھ لوگوں نے آپ کے بارے میں اس قسم کی باتیں کی ہیں، انہوں نے کہا: جنت اللہ کی ہے، وہ جسے چاہے گا جنت میں داخل کرے گا۔ اس بات کی تفصیل یہ ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے زمانے میں ایک خواب دیکھا تھا، میں نے دیکھا کہ گویا ایک آدمی میرے پاس آیا اور اس نے مجھ سے کہا کہ چلو، میں اس کے ساتھ چل دیا، وہ مجھے ساتھ لیے ایک بڑے اور واضح راستے پر چلتا گیا، میری جانب ایک راستہ آیا، میں نے اس پر جانے کا ارادہ کیا تو اس نے مجھ سے کہا کہ یہ تمہارا راستہ نہیں ہے، آگے جا کر میری دائیں جانب ایک راستہ آیا، میں اس پر چل دیا، یہاں تک کہ میں ایک چٹیل پہاڑ تک جا پہنچا جس پر کوئی درخت وغیرہ نہ تھا، اس نے میرا ہاتھ تھام کر مجھے اوپر کو اچھال دیا اور میں اس کی چوٹی پر جا پہنچا، وہاں میں نے لوہے کا ایک ستون دیکھا، اس کی چوٹی پر ایک سنہری کڑا تھا۔ اس آدمی نے میرا ہاتھ پکڑ کر اوپر کو اچھال دیا اور میں نے جا کر اس کڑے کو پکڑ لیا۔ پھر اس نے کہا: اسے مضبوطی سے پکڑ لو۔ میں نے کہا: میں نے اسے پکڑ لیا ہے، اس نے لوہے کے اس ستون کو پاؤں سے ٹھوکر لگائی اور میں کڑے سے چمٹا رہا۔ جب میں نے یہ خواب رسول اللہ ﷺ کو سنایا

(۱۱۷۸۸) تخریج: انظر الحدیث السابق

يَسَارِكَ فَطَرِيقُ أَهْلِ النَّارِ وَلَسْتَ مِنْ أَهْلِهَا، وَأَمَّا الطَّرِيقُ الَّتِي عَرَضَتْ عَنْ يَمِينِكَ فَطَرِيقُ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَأَمَّا الْجَبَلُ الزَّلِقُ فَمَنْزِلُ الشُّهَدَاءِ، وَأَمَّا الْعُرْوَةُ الَّتِي اسْتَمْسَكْتَ بِهَا فَعُرْوَةُ الْإِسْلَامِ، فَاسْتَمْسِكْ بِهَا حَتَّى تَمُوتَ۔)) قَالَ: فَأَنَا أَرْجُو أَنْ أَكُونَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، قَالَ: وَإِذَا هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ رضی اللہ عنہ۔ (مسند احمد: ٢٤٢٠٠)

تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے بہت اچھا خواب دیکھا ہے، بڑے اور واضح راستے سے مراد میدان حشر ہے اور راستے میں تمہارے بائیں طرف آنے والا راستہ اہل جہنم کا تھا، تم اس راستے والے نہیں ہو اور تمہاری دائیں جانب والا راستہ اہل جنت کا راستہ تھا۔ چٹیل پہاڑ شہداء کی منزل ہے اور تم نے جو کڑا مضبوطی سے پکڑا وہ اسلام کا کڑا ہے۔ تم مرتے دم تک اسے مضبوطی سے پکڑے رہنا۔'' اس نے اس کے بعد کہا: مجھے امید ہے کہ میں اہل جنت میں سے ہوں گا۔ یہ بزرگ سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ تھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ
سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(١١٧٨٩)۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ فِي بَيْتِ مَيْمُونَةَ، فَوَضَعْتُ لَهُ وَضُوءً مِنَ اللَّيْلِ، قَالَ: فَقَالَتْ مَيْمُونَةُ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! وَضَعَ لَكَ هٰذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ، فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّينِ وَعَلِّمْهُ التَّأْوِيلَ۔)) (مسند احمد: ٣٠٣٢)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر تھے، میں نے آپ کے لیے رات کو وضو کرنے کے لیے پانی رکھا۔ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو بتلایا کہ اے اللہ کے رسول! آپ کے لیے یہ پانی عبداللہ بن عباس نے رکھا ہے۔ تو آپ ﷺ نے ان کے حق میں یوں دعا فرمائی: ''یا اللہ! اسے دین میں گہری سمجھ اور قرآن کی تفسیر کا علم عطا فرما۔''

فوائد:...... اس حدیث کے ایک طریق کے الفاظ میں درج ذیل تفصیل ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّهُ سَكَبَ لِلنَّبِيِّ ﷺ وَضُوءً عِنْدَ خَالَتِهِ مَيْمُونَةَ، فَلَمَّا خَرَجَ قَالَ: ((مَنْ وَضَعَ لِي وَضُوئِي؟)) قَالَتْ: اِبْنُ أُخْتِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ! فَقِّهْهُ فِي الدِّينِ وَعَلِّمْهُ التَّأْوِيلَ۔))

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے (ایک برتن میں) نبی کریم ﷺ کے لیے وضو کا پانی بھر کر رکھا، جبکہ آپ میری خالہ میمونہ کے گھر تھے۔ جب آپ (بیت الخلاء سے) باہر تشریف لائے تو پوچھا: ''وضو کے لیے پانی کس نے رکھا ہے؟'' خالہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے بھانجے نے رکھا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! اس کو دین میں فقاہت عطا فرما اور تفسیر (قرآن) سکھا دے۔''

(١١٧٨٩) تخريج: اخرجه البخاري: ٧٥، ١٤٣، ٣٧٥٦، ومسلم: ٢٤٧٧ (انظر: ٣٠٣٢)

جب سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی یہ خدمت کرنا چاہی تو ان کے سامنے تین امور تھے: (۱) وہ بیت الخلا میں پانی پہنچائیں یا (۲) آپ ﷺ کے قریب دروازے پر رکھ دیں، تا کہ آپ ﷺ وہاں سے آسانی کے ساتھ لے لیں یا (۳) کچھ بھی نہ کریں۔

غور وفکر کیا جائے تو دوسرا فیصلہ زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے، جسے سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے عملاً اپنایا، یہ ان کی ذہانت وذکاوت پر دلالت کرتا ہے۔ اسی مناسبت سے آپ ﷺ نے ان کے لیے بیش قیمت دعا کی ہے۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب بن ہاشم رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ کے چچا زاد تھے، ہجرت سے تین برس پہلے پیدا ہوئے، نبی کریم ﷺ نے ان کے لیے فہم قرآن اور فقہ کی دعا کی اور یہ اس دعا کے مطابق علم، فقہ، فہم اور دین میں حبر الامہ کہلوائے، یہ زیادہ احادیث بیان کرنے والے صحابۂ کرام میں سے ہیں، عبادلہ اور فقہائے صحابہ میں سے ایک ہیں، یہ طائف میں (۶۸) سن ہجری میں فوت ہوئے۔

(۱۱۷۹۰)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَضَعَ يَدَهُ عَلٰى كَتِفِيْ أَوْ عَلٰى مَنْكِبِيْ شَكَّ سَعِيْدٌ ثُمَّ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَعَلِّمْهُ التَّأْوِيْلَ۔)) (مسند احمد: ۲۳۹۷)

(دوسری سند) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر یہ دعا کی: ''یا اللہ! اسے دین میں فقاہت اور تفسیر کا علم عطا فرما۔''

(۱۱۷۹۱)۔ وَعَنْ عِكْرَمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ أَعْطِ ابْنَ عَبَّاسٍ الْحِكْمَةَ وَعَلِّمْهُ التَّأْوِيْلَ۔)) (مسند احمد: ۲۴۲۲)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے حق میں یوں دعا فرمائی: ''یا اللہ! ابن عباس کو حکمت اور تفسیر کا علم عطا فرما۔''

فوائد:...... حکمت سے مراد کیا ہے؟ اس کے بارے میں درج ذیل مختلف اقوال ہیں:

قرآن پر عمل، سنت، درست بات، خشیت، اللہ تعالیٰ کی طرف سے فہم، عقل، الہام اور وسوسے میں فرق کرنے والا نور۔

(۱۱۷۹۲)۔ وَعَنْهُ بِلَفْظٍ آخَرَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَسَحَ النَّبِيُّ ﷺ رَأْسِيْ وَدَعَا لِيْ بِالْحِكْمَةِ۔ (مسند احمد: ۱۸۴۰)

(دوسری سند) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور ان کے حق میں حکمت کی دعا فرمائی۔

(۱۱۷۹۰) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

(۱۱۷۹۱) تخریج: انظر الحدیثین السابق، اخرجه (انظر:)

(۱۱۷۹۲) تخریج: انظر الاحادیث السابقة

(۱۱۷۹۳)۔ وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ ضَمَّنِی إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ۔)) (مسند احمد: ۳۳۷۹)

(تیسری سند) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے ساتھ لگایا اور یہ دعا کی: ''یا اللہ! اسے قرآن مجید کا علم عطا فرما۔''

(۱۱۷۹٤)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ أَنَّ كُرَيْبًا أَخْبَرَهُ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَصَلَّيْتُ خَلْفَهُ، فَأَخَذَ بِيَدِي فَجَرَّنِي فَجَعَلَنِي حِذَائَهُ، فَلَمَّا أَقْبَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى صَلَاتِهِ خَنَسْتُ فَصَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا انْصَرَفَ، قَالَ لِي: ((مَا شَأْنِي أَجْعَلُكَ حِذَائِي فَتَخْنِسُ؟)) فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَوَيَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يُصَلِّيَ حِذَاءَكَ وَأَنْتَ رَسُولُ اللّٰهِ الَّذِي أَعْطَاكَ اللّٰهُ؟ قَالَ: فَأَعْجَبْتُهُ فَدَعَا اللّٰهَ لِي أَنْ يَزِيدَنِي عِلْمًا وَفَهْمًا، قَالَ: ثُمَّ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَامَ حَتّٰى سَمِعْتُهُ يَنْفُخُ ثُمَّ أَتَاهُ بِلَالٌ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ الصَّلَاةَ، فَقَامَ فَصَلّٰى مَا أَعَادَ وُضُوءً۔ (مسند احمد: ۳۰٦۰)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں رات کے آخری حصہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے آپ کے پیچھے نماز پڑھنا شروع کی، لیکن آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے آگے کی طرف کھینچ کر اپنے پہلو میں اپنے برابر کھڑا کر لیا، جب رسول اللہ ﷺ نماز کی طرف متوجہ ہوئے تو میں کھسک کر کچھ پیچھے کو ہو گیا، جب اللہ کے رسول ﷺ نے نماز مکمل کی تو مجھ سے فرمایا: ''تمہیں کیا ہوا تھا، میں نے تمہیں اپنے برابر کھڑا کیا اور تم کھسک گئے؟'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ اللہ کے رسول ہیں، اللہ نے آپ کو عظیم منصب و مرتبہ سے نوازا ہے۔ کیا (مجھ جیسے) کسی فرد کے لیے مناسب ہے کہ وہ آپ کے برابر کھڑا ہو کر نماز ادا کرے؟ میری یہ بات آپ کو بہت پسند آئی، آپ نے اللہ سے میرے حق میں دعا فرمائی کہ اللہ میرے علم اور فہم میں اضافہ فرمائے۔ میں نے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ اس قدر گہری نیند سو گئے کہ خراٹے لینے لگے۔ اس کے بعد سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے آ کر آپ ﷺ کو آواز دی: اے اللہ کے رسول! نماز کا وقت ہو گیا ہے، پس آپ ﷺ نے اٹھ کر نماز ادا کی اور دوبارہ وضو نہیں کیا (کیونکہ نیند میں آپ ﷺ کا دل بیدار ہی رہتا تھا)۔

(۱۱۷۹۳) تخريج: انظر الاحاديث السابقة

(۱۱۷۹٤) تخريج: أسناده صحيح على شرط الشيخين اخرجه البخاري: ۱۳۸، ۷۲٦، ۸۵۹، ومسلم: ۷٦۳ (انظر: ۳۰٦۰)

(۱۱۷۹۵)۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَرَّبِی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا أَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ، فَاخْتَبَأْتُ مِنْهُ خَلْفَ بَابٍ فَدَعَانِیْ فَحَطَأَنِیْ حَطْأَةً ثُمَّ بَعَثَ بِیْ إِلٰی مُعَاوِيَةَ۔ (مسند احمد: ۲۱۵۰)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کا میرے پاس سے گزر ہوا تو میں ایک دروازے کے پیچھے چھپ گیا، آپ ﷺ نے مجھے بلوا کر ہلکا سا جھنجھوڑا دیا اور مجھے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو بلانے کے لیے بھیجا۔

(۱۱۷۹۶)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ أَبِی عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَعِنْدَهُ رَجُلٌ يُنَاجِيْهِ، فَكَانَ كَالْمُعْرِضِ، عَنْ أَبِی فَخَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِ، فَقَالَ لِی أَبِی: أَیْ بُنَیَّ أَلَمْ تَرَ إِلَی ابْنِ عَمِّكَ كَالْمُعْرِضِ عَنِّی، فَقُلْتُ: يَا أَبَتِ إِنَّهُ كَانَ عِنْدَهُ رَجُلٌ يُنَاجِيْهِ، قَالَ: فَرَجَعْنَا إِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ أَبِی: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ كَذَا وَكَذَا، فَأَخْبَرَنِی أَنَّهُ كَانَ عِنْدَكَ رَجُلٌ يُنَاجِيْكَ، فَهَلْ كَانَ عِنْدَكَ أَحَدٌ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَهَلْ رَأَيْتَهُ، يَا عَبْدَ اللّٰهِ!))، قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: ((فَإِنَّ ذَاكَ جِبْرِيْلُ وَهُوَ الَّذِیْ شَغَلَنِیْ عَنْكَ۔)) (مسند احمد: ۲۶۷۹)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں اپنے والد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا اور آپ کے پاس ایک اور آدمی بھی بیٹھا تھا، وہ آپ ﷺ کے ساتھ سرگوشی کر رہا تھا، یوں لگتا تھا کہ آپ ﷺ میرے والد کی طرف توجہ نہیں فرما رہے، ہم آپ ﷺ کے ہاں سے اٹھ آئے، میرے والد نے مجھ سے کہا: بیٹا! دیکھا کہ تمہارے چچا زاد (یعنی نبی کریم ﷺ) نے میری طرف توجہ ہی نہیں کی۔ میں نے عرض کیا: ابا جان، آپ ﷺ کے پاس ایک اور آدمی بیٹھا تھا اور آپ ﷺ اس کے ساتھ محو کلام تھے۔ ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں واپس آ گئے، اب کی بار میرے والد نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: میں نے عبداللہ سے اس طرح بات کی اور اس نے بتلایا کہ آپ کے پاس کوئی آدمی بیٹھا آپ ﷺ سے ہم کلام تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عبداللہ! کیا تم نے اس آدمی کو دیکھا تھا؟'' میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ جبریل علیہ السلام تھے، میں ان کی وجہ سے آپ لوگوں کی طرف توجہ نہ کر سکا۔''

(۱۱۷۹۷)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ

(۱۱۷۹۵) تخريج: اخرجه مسلم: ۲۶۰۴ (انظر: ۲۱۵۰)

(۱۱۷۹۶) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم اخرجه الطيالسی: ۲۷۰۸، والطبرانی: ۱۰۵۸۴ (انظر: ۲۶۷۹)

(۱۱۷۹۷) تخريج: اسناده ضعيف لضعف جابر بن يزيد الجعفی (انظر: ۳۲۱۷)

حَـمَـلَـهُ، وَحَمَلَ أَخَاهُ هٰذَا قُدَّامَهُ، وَهٰذَا خَلْفَهُ۔ (مسند احمد: ۳۲۱۷)

نے ان کو اور ان کے بھائی کو اپنے سواری پر اٹھالیا، ایک کو اپنے آگے اور ایک کو اپنے پیچھے بٹھالیا۔

(۱۱۷۹۸)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً۔ (مسند احمد: ۳۵٤۳)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت ان کی عمر پندرہ برس تھی۔

(۱۱۷۹۹)۔ وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: جَمَعْتُ الْمُحْكَمَ فِي عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَأَنَا ابْنُ عَشْرَ حِجَجٍ قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: وَمَا الْمُحْكَمُ؟ قَالَ: الْمُفَصَّلُ۔ (مسند احمد: ۳۱۲۵)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں محکم سورتیں یاد کر لی تھیں، جبکہ میری عمر دس برس تھی۔ میں (سعید بن جبیر) نے ان سے کہا: محکم سے کیا مراد ہے؟ انھوں نے کہا: مفصل سورتیں۔

فوائد:...... سورۂ حجرات سے قرآن کریم کے آخر تک کے حصے کو مفصل کہتے ہیں۔

(۱۱۸۰۰)۔ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِنَّ الَّذِي تَدْعُوْنَهُ الْمُفَصَّلُ هُوَ الْمُحْكَمُ، تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا ابْنُ عَشْرَ سِنِيْنَ، وَقَدْ قَرَأْتُ الْمُحْكَمَ۔ (مسند احمد: ۲۲۸۳)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: تم جن سورتوں کو مفصل کہتے ہو، ان کو محکم بھی کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت میری عمر دس سال تھی، لیکن میں یہ محکم سورتیں یاد کر چکا تھا۔

(۱۱۸۰۱)۔ وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رِبَاحٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ: تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا خَتِيْنٌ۔ (مسند احمد: ۲۳۷۹)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب اللہ کے رسول ﷺ کی وفات ہوئی اس وقت میرا ختنہ ہو چکا تھا۔

فوائد:...... رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی عمر کے بارے میں چار اقوال ملتے ہیں۔

(۱۱۷۹۸) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، اخرجه الحاكم: ۳/ ٥۳٤، والطبراني: ۱۰٥۷۸ (انظر: ۳٥٤۳)

(۱۱۷۹۹) تخريج: أخرجه البخاري: ٥۰۳٦ (انظر: ۳۱۲٥)

(۱۱۸۰۰) تخريج: أخرجه البخاري: ٥۰۳٥ (انظر: ۲۲۸۳)

(۱۱۸۰۱) تخريج: أخرجه البخاري: ٦۲۹۹ (انظر: ۲۳۷۹)

دس برس، تیرہ برس، چودہ برس، پندرہ برس، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ان تمام اقوال کو اور ان کے دلائل کو ذکر کرنے کے بعد اس بات کو ترجیح دی ہے کہ اس وقت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی عمر تیرہ سال پوری ہو چکی تھی اور وہ چودھویں سال میں جا رہے تھے۔ واللہ اعلم۔

فَصْلٌ فِیْ فَتَاوٰی عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ
سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے فتاوی کی فصل

(۱۱۸۰۲)۔ عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَتَبَ نَجْدَةُ الْحَرُورِيُّ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَسْأَلُهُ عَنْ قَتْلِ الصِّبْيَانِ، وَعَنِ الْخُمُسِ لِمَنْ هُوَ؟ وَعَنِ الصَّبِيِّ مَتٰى يَنْقَطِعُ عَنْهُ الْيُتْمُ؟ وَعَنِ النِّسَاءِ هَلْ كَانَ يُخْرَجُ بِهِنَّ أَوْ يَحْضُرْنَ الْقِتَالَ؟ وَعَنِ الْعَبْدِ هَلْ لَهُ فِي الْمَغْنَمِ نَصِيبٌ؟ قَالَ: فَكَتَبَ إِلَيْهِ ابْنُ عَبَّاسٍ، أَمَّا الصِّبْيَانُ فَإِنْ كُنْتَ الْخَضِرَ تَعْرِفُ الْكَافِرَ مِنَ الْمُؤْمِنِ فَاقْتُلْهُمْ، وَأَمَّا الْخُمُسُ فَكُنَّا نَقُولُ: إِنَّهُ لَنَا فَزَعَمَ قَوْمُنَا أَنَّهُ لَيْسَ لَنَا، وَأَمَّا النِّسَاءُ فَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَخْرُجُ مَعَهُ بِالنِّسَاءِ فَيُدَاوِينَ الْمَرْضٰى وَيَقُمْنَ عَلَى الْجَرْحٰى وَلَا يَحْضُرْنَ الْقِتَالَ، وَأَمَّا الصَّبِيُّ فَيَنْقَطِعُ عَنْهُ الْيُتْمُ إِذَا احْتَلَمَ، وَأَمَّا الْعَبْدُ فَلَيْسَ لَهُ مِنَ الْمَغْنَمِ نَصِيبٌ وَلٰكِنَّهُ قَدْ كَانَ يُرْضَخُ لَهُمْ۔ (مسند احمد: ۱۹۶۷)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نجدہ حروری نے ان کے نام ایک خط لکھ کر ان سے یہ مسائل دریافت کئے: بچوں کو قتل کرنا کیسا ہے؟ خمس کے اہل کون لوگ ہیں؟ بچے پر سے یتیمی کا اطلاق کب ختم ہوتا ہے؟ کیا عورتیں جہاد میں جا سکتی ہیں یا نہیں؟ کیا مال غنیمت میں غلام کا بھی حصہ ہے یا نہیں؟ انھوں نے جواباً تحریر کیا: اگر تم خضر ہو اور جانتے ہو کہ بچہ بڑا ہو کر کافر بنے گا تو تم اسے قتل کر سکتے ہو، رہا مسئلہ خمس کا تو ہم تو اب تک یہی کہتے آئے ہیں کہ یہ ہمارا یعنی بنو ہاشم اور بنو مطلب کا حق ہے، اب ہم میں سے ایک گروہ کہتا ہے کہ یہ ہمارا حق نہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ خواتین کو اپنے ساتھ جہاد میں لے جایا کرتے تھے، وہ مریضوں کا علاج معالجہ کرتیں، مریضوں کی تیمارداری کرتیں، البتہ جنگ میں شامل نہیں ہوتی تھیں۔ بچہ جب بالغ ہو جائے تو اس سے یتیمی کا اطلاق ختم ہو جاتا ہے۔ غلام کا مال غنیمت میں کچھ حصہ نہیں، البتہ ان کی حوصلہ افزائی کے لیے انہیں کچھ نہ کچھ بطور عطیہ دیا جاتا تھا۔

فوائد:...... ''اگر تم خضر ہو۔'' اس سے مراد یہ ہے کہ اگر تم وہ خضر ہو کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے اس بچے کے انجام سے مطلع کر دیا تھا تو تم ان بچوں کو قتل کر دو۔ یعنی تم ان کو قتل نہیں کر سکتے، کیونکہ تم کو ان کے انجام کا علم نہیں ہے۔

(۱۱۸۰۲) تخریج: حدیث صحیح، اخرجه بنحوه مسلم: ۲۴۷۱ (انظر: ۱۹۶۷)

(۱۱۸۰۳)۔ عَنْ يَزِيدَ بْنِ هُرْمُزَ قَالَ: كَتَبَ نَجْدَةُ بْنُ عَامِرٍ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَسْأَلُهُ عَنْ أَشْيَاءَ، فَشَهِدْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ حِينَ قَرَأَ كِتَابَهُ وَحِينَ كَتَبَ جَوَابَهُ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَاللّٰهِ لَوْلَا أَنْ أَرُدَّهُ عَنْ شَرٍّ يَقَعُ فِيهِ مَا كَتَبْتُ إِلَيْهِ وَلَا نُعْمَةَ عَيْنٍ، قَالَ: فَكَتَبَ إِلَيْهِ إِنَّكَ سَأَلْتَنِي عَنْ سَهْمِ ذَوِي الْقُرْبَى الَّذِي ذَكَرَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مَنْ هُمْ؟ وَإِنَّا كُنَّا نُرٰى قَرَابَةَ رَسُولِ اللّٰهِ هُمْ فَأَبٰى ذٰلِكَ عَلَيْنَا قَوْمُنَا، وَسَأَلَهُ عَنِ الْيَتِيمِ مَتٰى يَنْقَضِي يُتْمُهُ؟ وَإِنَّهُ إِذَا بَلَغَ النِّكَاحَ، وَأُونِسَ مِنْهُ رُشْدٌ، دُفِعَ إِلَيْهِ مَالُهُ وَقَدِ انْقَضٰى يُتْمُهُ، وَسَأَلَهُ هَلْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَقْتُلُ مِنْ صِبْيَانِ الْمُشْرِكِينَ أَحَدًا؟ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَقْتُلْ مِنْهُمْ أَحَدًا وَأَنْتَ فَلَا تَقْتُلْ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تَعْلَمُ مَا عَلِمَ الْخَضِرُ مِنَ الْغُلَامِ الَّذِي قَتَلَهُ، وَسَأَلَهُ عَنِ الْمَرْأَةِ وَالْعَبْدِ هَلْ كَانَ لَهُمَا سَهْمٌ مَعْلُومٌ إِذَا حَضَرُوا الْبَأْسَ؟ وَإِنَّهُ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ سَهْمٌ مَعْلُومٌ إِلَّا أَنْ يُحْذَيَا مِنْ غَنَائِمِ الْمُسْلِمِينَ۔ (مسند احمد: ۲۲۳۵)

یزید بن ہرمز سے مروی ہے کہ نجدہ بن عامر حروری نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کو خط لکھ کر ان سے چند مسائل دریافت کئے، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جب اس کا خط پڑھ کر اس کے سوالات کے جوابات لکھوائے تو میں بھی وہاں موجود تھا، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ جس شر یعنی برائی اور فتنے میں گر رہا ہے، اگر میں اس کو اس سے بچانا نہ چاہ رہا ہوتا تو میں اس کے خط کا جواب نہ دیتا اور نہ اس طرح اسے خوش کرتا، چنانچہ انہوں نے اسے لکھا کہ تم نے مجھ سے رسول اللہ ﷺ کے ان قرابت داروں کے حصوں کے متعلق دریافت کیا ہے، جن کا اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ذکر کیا ہے، کہ اس سے کون لوگ مراد ہیں، ہم تو اب تک یہی سمجھتے آئے ہیں کہ ان قرابت داروں سے ہم ہی یعنی بنو ہاشم اور بنو مطلب مراد ہیں۔ لیکن اب ہماری قوم اس بارے میں اس بات کو تسلیم نہیں کرتی، نجدہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ یتیم سے یتیمی کا اطلاق کب زائل ہوتا ہے؟ انہوں نے لکھا کہ جب بچہ نکاح کی عمر کو پہنچ جائے اور سمجھدار ہو جائے، تب اس کا مال اس کے حوالے کر دیا جائے، اس سے یتیمی کا اطلاق ختم ہو جاتا ہے۔ نجدہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ آیا مشرکین کے بچوں میں سے کسی کو قتل کیا جا سکتا ہے؟ انھوں نے جواباً لکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے مشرکین کے کسی بچے کو قتل نہیں کیا، تم بھی ان میں سے کسی کو قتل نہ کرو، الا یہ کہ تم خضر کی طرح علم رکھتے ہو (کہ فلاں بچہ کافر ہی ہو گا تو تم اسے قتل کر سکتے ہو)، اسی طرح نجدہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ آیا مال غنیمت میں عورتوں اور غلاموں کا بھی حصہ مقرر ہے؟ جبکہ وہ میدان جنگ میں حاضر ہوں؟ انھوں نے لکھا کہ عورتوں

(۱۱۸۰۳) تخریج: اخرجه مسلم: ۱۸۱۲ (انظر: ۲۲۳۵)

اور غلاموں کا حصہ مال غنیمت میں سے مقرر نہیں ہے، البتہ ان کو مسلمانوں کے اموال غنیمت میں سے (حوصلہ افزائی کے طور پر) کچھ حصہ بطور ہدیہ دیا جا سکتا ہے۔

فوائد:...... ان فقہی مسائل کی تفصیل متعلقہ ابواب میں گزر چکے ہیں۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ

سیدنا عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(۱۱۸۰٤)۔ عَنْ نَافِعٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ عُمَرَ: رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ بِيَدِي قِطْعَةَ إِسْتَبْرَقٍ، وَلَا أُشِيرُ بِهَا إِلٰى مَكَانٍ مِنَ الْجَنَّةِ إِلَّا طَارَتْ بِي إِلَيْهِ، فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((إِنَّ أَخَاكِ رَجُلٌ صَالِحٌ، أَوْ إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ صَالِحٌ۔)) (مسند احمد: ٤٤٩٤)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے ایک خواب دیکھا کہ گویا میرے ہاتھ میں ریشم کا ایک قیمتی ٹکڑا ہے اور میں جنت میں جس طرف بھی اس سے اشارہ کرتا ہوں وہ مجھے اپنے ساتھ اڑا کر ادھر ہی لے جاتا ہے۔ میری بہن ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے ان کا یہ خواب نبی کریم ﷺ کو بیان کیا تو آپ نے فرمایا: ''تمہارا بھائی عبداللہ نیک اور صالح آدمی ہے۔''

فوائد:...... سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور ماں سیدہ زینب بنت مظعون رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہجرت کی، غزوۂ بدر اور غزوۂ احد کے بعد تمام غزوات میں شریک ہوئے، غزوۂ احد میں ان کو چھوٹا سمجھ کر شرکت کی اجازت نہیں ملی تھی، جب یہ غزوۂ خندق میں شریک ہوئے اس وقت ان کی عمر پندرہ برس تھی، یہ ایک مجتہد عالم دین تھے اور نبی کریم ﷺ کی اطاعت کے انتہائی پابند، امت کے خیر خواہ اور بدعت سے بہت دور رہنے والے تھے، اسلام میں ساٹھ برس تک انھوں نے دینی خدمات سرانجام دیں۔ امام نافع نے ان کا بہت علم نشر کیا، (۷۳) سن ہجری کے آخر یا (۷۴) سن ہجری کے شروع میں انتقال کر گئے۔

(۱۱۸۰۵)۔ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ الرَّجُلُ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِذَا رَأَى رُؤْيَا قَصَّهَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: فَتَمَنَّيْتُ أَنْ أَرَى رُؤْيَا فَأَقُصَّهَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: وَكُنْتُ غُلَامًا

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں جو بھی آدمی کوئی خواب دیکھتا، وہ اسے نبی کریم ﷺ کے سامنے بیان کرتا۔ میری بھی خواہش تھی کہ میں بھی کوئی خواب دیکھوں اور اسے نبی کریم ﷺ کے سامنے بیان کروں، میں کنوارا نوجوان تھا اور رسول اللہ ﷺ کے

(۱۱۸۰٤) تخریج: أخرجه البخاری: ۱۱۵٦، ۷۰۱۵، ومسلم: ۲٤۷۸ (انظر: ٤٤٩٤)

(۱۱۸۰۵) تخریج: أخرجه البخاری: ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۳۷۳۸، ومسلم: ۲٤۷۹ (انظر: ٦۳۳۰)

شَابًّا عَزَبًا فَكُنْتُ أَنَامُ فِي الْمَسْجِدِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: فَرَأَيْتُ فِي النَّوْمِ كَأَنَّ مَلَكَيْنِ أَخَذَانِي فَذَهَبَا بِي إِلَى النَّارِ، فَإِذَا هِيَ مَطْوِيَّةٌ كَطَيِّ الْبِئْرِ، وَإِذَا لَهَا قَرْنَانِ وَإِذَا فِيهَا نَاسٌ قَدْ عَرَفْتُهُمْ، فَجَعَلْتُ أَقُولُ: أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ النَّارِ، أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ النَّارِ، فَلَقِيَهُمَا مَلَكٌ آخَرُ فَقَالَ لِي: لَنْ تُرَاعَ، فَقَصَصْتُهَا عَلَى حَفْصَةَ، فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُاللَّهِ لَوْ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ۔)) قَالَ سَالِمٌ: فَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ لَا يَنَامُ مِنَ اللَّيْلِ إِلَّا قَلِيلًا۔ (مسند احمد: ٦٣٣٠)

زمانہ میں مسجد میں سویا کرتا تھا، میں نے خواب دیکھا گویا کہ دو فرشتوں نے مجھے پکڑا اور مجھے جہنم کی طرف لے گئے، وہ اس طرح چنی گئی تھی جیسے کنواں چنا جاتا ہے اور اس کے اوپر (کنویں کی طرح کے) دوستون تھے، جب میں نے اس میں دیکھا تو مجھے اس میں ایسے لوگ دکھائی دیئے جن کو میں پہچانتا تھا۔ میں ڈر کر کہنے لگا: "أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّار، أعوذُ باللّٰهِ مِنَ النَّار" (میں جہنم سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں، میں جہنم سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔) ایک فرشتہ ان دونوں فرشتوں سے آ ملا، اس نے مجھ سے کہا: تم مت گھبراؤ۔ میں نے یہ خواب اپنی ہمشیرہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو بیان کیا، جب انہوں نے یہ خواب رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''عبداللہ اچھا آدمی ہے، کاش کہ وہ رات کو نماز پڑھا کرے۔'' سالم کہتے ہیں: اس کے بعد سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ رات کو کم ہی سویا کرتے تھے۔

(١١٨٠٦)۔ وَعَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: شَهِدَ ابْنُ عُمَرَ الْفَتْحَ، وَهُوَ ابْنُ عِشْرِينَ سَنَةً وَمَعَهُ فَرَسٌ حَرُونٌ وَرُمْحٌ ثَقِيلٌ، فَذَهَبَ ابْنُ عُمَرَ يَخْتَلِي لِفَرَسِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ۔)) (مسند احمد: ٤٦٠٠)

مجاہد سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر ابن عمر رضی اللہ عنہ موجود تھے اور ان کی عمر بیس سال تھی، ان کے پاس ایک شاندار گھوڑا اور ایک خاصا وزنی نیزہ تھا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ اپنے گھوڑے کے لیے گھاس کاٹنے گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک عبداللہ (صالح آدمی ہے)، بے شک عبداللہ (صالح آدمی ہے)۔''

(١١٨٠٧)۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ عَرَضَهُ يَوْمَ أُحُدٍ وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعَ عَشْرَةَ فَلَمْ يُجِزْهُ، ثُمَّ عَرَضَهُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ، وَهُوَ ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ فَأَجَازَهُ۔ (مسند احمد: ٤٦٦١)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے سامنے غزوۂ احد کے موقع پیش ہوئے، اس وقت ان کی عمر چودہ برس تھی، آپ نے ان کو جنگ میں شرکت کرنے کی اجازت نہیں دی، پھر وہ خندق کے موقع پر پیش ہوئے، تب ان

(١١٨٠٦) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين (انظر: ٤٦٠٠)

(١١٨٠٧) تخريج: أخرجه البخاري: ٤٠٩٧، ومسلم: ١٨٦٨ (انظر: ٤٦٦١)

کی عمر پندرہ برس تھی، تو نبی کریم ﷺ نے ان کو جنگ میں شرکت کی اجازت دے دی۔

بَابٌ: فَصْلٌ فِي فَتَاوٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ
سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے فتاوی کا تذکرہ

(۱۱۸۰۸)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ، قَالَ: قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ: أَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ؟ قَالَ: تُجْزِئُكَ قِرَاءَةُ الْإِمَامِ، قُلْتُ: رَكْعَتِي الْفَجْرِ أُطِيلُ فِيهِمَا الْقِرَاءَةَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي صَلَاةَ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى، قَالَ: قُلْتُ: إِنَّمَا سَأَلْتُكَ عَنْ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ، قَالَ: إِنَّكَ لَضَخْمٌ أَلَسْتَ تَرَانِي أَبْتَدِءُ الْحَدِيثَ، كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي صَلَاةَ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى فَإِذَا خَشِيَ الصُّبْحَ أَوْتَرَ بِرَكْعَةٍ، ثُمَّ يَضَعُ رَأْسَهُ فَإِنْ شِئْتَ قُلْتَ نَامَ، وَإِنْ شِئْتَ قُلْتَ لَمْ يَنَمْ، ثُمَّ يَقُومُ إِلَيْهِمَا وَالْأَذَانُ فِي أُذُنَيْهِ فَأَيُّ طُولٍ يَكُونُ، ثُمَّ قُلْتُ: رَجُلٌ أَوْصٰى بِمَالٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَيُنْفَقُ مِنْهُ فِي الْحَجِّ؟ قَالَ: أَمَا إِنَّكُمْ لَوْ فَعَلْتُمْ كَانَ مِنْ سَبِيلِ اللّٰهِ، قَالَ: قُلْتُ: رَجُلٌ تَفُوتُهُ رَكْعَةٌ مَعَ الْإِمَامِ فَسَلَّمَ الْإِمَامُ أَيَقُومُ إِلٰى قَضَائِهَا قَبْلَ أَنْ يَقُومَ الْإِمَامُ؟ قَالَ: كَانَ الْإِمَامُ إِذَا سَلَّمَ قَامَ، قُلْتُ: الرَّجُلُ يَأْخُذُ بِالدَّيْنِ أَكْثَرَ مِنْ مَالِهِ، قَالَ: لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ اسْتِهِ عَلٰى قَدْرِ غَدْرَتِهِ۔ (مسند احمد: ۵۰۹۶)

انس بن سیرین سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: میں امام کے پیچھے قرأت کر لیا کروں؟ انہوں نے کہا: امام کی قرأت تمہارے لیے کافی ہے۔ میں نے کہا: میں فجر کی دو سنتوں میں قرأت طویل کرتا ہوں۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ رات کو دو دو رکعت ادا کیا کرتے تھے۔ میں نے کہا: میں نے تو آپ سے فجر کی دو رکعتوں کے متعلق دریافت کیا ہے؟ انہوں نے کہا: تم تو موٹی عقل کے آدمی ہو، تم دیکھتے نہیں کہ میں نے بات شروع ہی کی ہے، یعنی پوری بات تو سنو۔ رسول اللہ ﷺ رات کو دو دو رکعت ادا کیا کرتے تھے، جب صبح ہونے کا اندیشہ ہوتا تو ایک وتر ادا کر لیتے، اس کے بعد لیٹ جاتے۔ تم یوں بھی کہہ سکتے ہو کہ سو جاتے اور اگر چاہو تو کہہ سکتے ہو کہ سوتے نہیں تھے۔ پھر اذان ہوتے ہی اٹھ کر یہ دو رکعت ادا کرتے، تو ان میں طوالت کہاں سے آ گئی؟ اس کے بعد میں نے پوچھا: کوئی شخص اللہ کی راہ میں اپنے مال کی وصیت کرے تو کیا وہ اس مال میں سے حج کے اخراجات بھی ادا کر سکتا ہے؟ انہوں نے کہا: اگر تم ایسا کرو تو یہ بھی اللہ کی راہ میں ہی شمار ہوگا۔ میں نے پوچھا: ایک شخص کی امام کے ساتھ ایک رکعت رہ جائے، امام کے سلام پھیرنے کے بعد آیا وہ امام کے اٹھنے سے پہلے فوت شدہ رکعت کو قضا کرنے کے لیے کھڑا ہو سکتا ہے؟ انھوں نے کہا: جب امام سلام پھیر لے تو تب مقتدی کھڑا ہو گا۔ میں نے پوچھا:

(۱۱۸۰۸) تخریج: اسنادہ صحیح (انظر: ۵۰۹۶)

کوئی شخص قرض کے عوض میں اپنے اصل مال سے زائد وصول کرے تو اس کا شرعاً کیا حکم ہے؟ انھوں نے کہا: قیامت کے دن ہر دھوکہ باز کے لیے اس کی سرین کے قریب اس کے دھوکے کے بقدر جھنڈا نصب کیا جائے گا۔

(۱۱۸۰۹)۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ جُرَيْجٍ أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ! رَأَيْتُكَ تَصْنَعُ أَرْبَعًا، لَمْ أَرَ مِنْ أَصْحَابِكَ مَنْ يَصْنَعُهَا، قَالَ: مَا هُنَّ يَا ابْنَ جُرَيْجٍ، قَالَ: رَأَيْتُكَ لَا تَمَسُّ مِنَ الْأَرْكَانِ إِلَّا الْيَمَانِيَيْنِ، وَرَأَيْتُكَ تَلْبَسُ النِّعَالَ السِّبْتِيَّةَ، وَرَأَيْتُكَ تَصْبُغُ بِالصُّفْرَةِ، وَرَأَيْتُكَ إِذَا كُنْتَ بِمَكَّةَ أَهَلَّ النَّاسُ إِذَا رَأَوُا الْهِلَالَ وَلَمْ تُهْلِلْ أَنْتَ حَتّٰى يَكُونَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: أَمَّا الْأَرْكَانُ فَإِنِّي لَمْ أَرَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَمَسُّ إِلَّا الْيَمَانِيَيْنِ، وَأَمَّا النِّعَالُ السِّبْتِيَّةُ فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَلْبَسُ النِّعَالَ الَّتِي لَيْسَ فِيهَا شَعَرٌ وَيَتَوَضَّأُ فِيهَا، فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَلْبَسَهَا، وَأَمَّا الصُّفْرَةُ فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَصْبُغُ بِهَا فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَصْبُغَ بِهَا، وَأَمَّا الْإِهْلَالُ فَإِنِّي لَمْ أَرَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يُهِلُّ حَتّٰى تَنْبَعِثَ بِهِ نَاقَتُهُ۔ (مسند احمد: ۵۳۳۸)

عبید بن جریج سے مروی ہے کہ انھوں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: اے ابو عبدالرحمن! آپ چار ایسے کام کرتے ہیں کہ آپ کے ساتھیوں میں سے کوئی بھی وہ کام نہیں کرتا، انہوں نے کہا: ابن جریج! وہ کون سے؟ ابن جریج نے کہا: میں نے آپ کو دیکھا ہے کہ آپ بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے صرف اس کے دو یمنی کونوں کو مس کرتے ہیں، میں نے آپ نے کو دیکھا ہے کہ آپ رنگے ہوئے بغیر بالوں والے چمڑے کے جوتے استعمال کرتے ہیں، میں نے دیکھا ہے کہ آپ اپنے بالوں یا کپڑوں کو زرد رنگ سے رنگتے ہیں اور جب لوگ مکہ میں ہوں تو ذوالحجہ کا چاند دیکھتے ہی تلبیہ پڑھنا شروع کر دیتے ہیں، لیکن آپ یوم الترویہ یعنی آٹھ ذوالحجہ تک تلبیہ نہیں پڑھتے؟ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے جواب میں فرمایا: جہاں تک آپ کے پہلے سوال کا تعلق ہے کہ بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے میں اس کے صرف دو یمنی کونوں کو چھوتا ہوں اور باقی دو عراقی کونوں کو نہیں چھوتا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیت اللہ کے ان دو یمنی کونوں کو ہی چھوتے دیکھا ہے۔ آپ کا دوسرا سوال رنگے ہوئے چمڑے کے بالوں کے بغیر جوتے کے متعلق ہے، تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ رنگے ہوئے چمڑے کے ایسے جوتے پہنتے تھے، جن پر بال نہیں ہوتے تھے، بلکہ آپ ﷺ انہی میں وضو کر لیا کرتے تھے، اس لیے میں

(۱۱۸۰۹) تخريج: أخرجه البخاری: ۱۶۶، ۵۸۵۱، ومسلم: ۱۱۸۷ (انظر: ۵۳۳۸)

بھی اسی قسم کے جوتے پہنا کرتا ہوں۔ باقی رہا بالوں یا کپڑوں کو زرد رنگ سے رنگنا، تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس رنگ سے رنگتے دیکھا ہے، اس لیے میں بھی اسی رنگ سے رنگنے کو پسند کرتا ہوں اور آپ کا تلبیہ کے متعلق سوال تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ اس وقت تک تلبیہ نہیں پڑھتے تھے۔ جب تک کہ آپ کی اونٹنی سفر حج پر روانہ ہونے کے لیے اٹھ کھڑی نہ ہوتی تھی۔

(۱۱۸۱۰)۔ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ أَبَا إِسْحَاقَ سَمِعْتُ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ نَجْرَانَ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ، قُلْتُ: إِنَّمَا أَسْأَلُكَ عَنْ شَيْئَيْنِ عَنِ السَّلَمِ فِي النَّخْلِ وَعَنِ الزَّبِيبِ وَالتَّمْرِ، فَقَالَ: أُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِرَجُلٍ نَشْوَانَ (وَفِي لَفْظٍ: سَكْرَانَ) قَدْ شَرِبَ زَبِيبًا وَتَمْرًا، قَالَ: فَجَلَدَهُ الْحَدَّ وَنَهَى أَنْ يُخْلَطَا، قَالَ: وَأَسْلَمَ رَجُلٌ فِي نَخْلِ رَجُلٍ فَلَمْ يَحْمِلْ نَخْلُهُ، قَالَ: فَأَتَاهُ يَطْلُبُهُ (فِي لَفْظٍ: فَأَرَادَ أَنْ يَأْخُذَ دَرَاهِمَهُ) قَالَ: فَأَبَى أَنْ يُعْطِيَهُ، قَالَ: فَأَتَيَا النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((أَحَمَلَتْ نَخْلُكَ۔)) قَالَ: لَا، قَالَ: ((فَبِمَ تَأْكُلُ مَالَهُ؟)) قَالَ: فَأَمَرَهُ فَرَدَّ عَلَيْهِ وَنَهَى عَنِ السَّلَمِ فِي النَّخْلِ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ۔ (مسند احمد: ۵۱۲۹)

ابو اسحاق سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے اہل نجران کے ایک آدمی سے سنا اس نے کہا کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ میں آپ سے دو مسائل کے بارے میں دریافت کرنا چاہتا ہوں، ایک تو کھجوروں کی بیع سلم کے بارے میں (کہ کوئی شخص فصل تیار ہونے سے پہلے کھجور کے مالک سے بھاؤ وغیرہ طے کر کے کھجوروں کی بیع کر لے، کیا یہ جائز ہے؟) اور دوسرا سوال منقی اور کھجور کے متعلق ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک آدمی کو پیش کیا گیا جو نشہ کی حالت میں تھا، اس نے منقی اور کھجور کا تیار شدہ نبیذ پیا تھا۔ آپ ﷺ نے اس پر حد جاری کر دی تھی اور آپ ﷺ نے ان دونوں کو ملا کر نبیذ بنانے سے منع فرما دیا، (کیونکہ ان دونوں کے اختلاط سے تیار کردہ نبیذ بہت جلد نشہ آور ہو جاتا ہے) اور ایک آدمی نے دوسرے سے کھجوروں کی بیع سلم کی تھی، اتفاق سے کھجوروں کے درخت ثمر آور نہ ہوئے، ان کا مالک اس شخص سے اپنی طے شدہ رقم لینے آیا تو دوسرے نے ادائیگی سے انکار کیا۔ وہ دونوں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے: آپ ﷺ نے مالک سے دریافت فرمایا: ''کیا تمہارے کھجوروں کے درخت ثمر

(۱۱۸۱۰) تخریج: اسناده ضعیف لجهالة النجراني الذی روی عنه ابوا سحاق السبیعی (انظر: ۵۱۲۹)

آور ہوئے؟'' اس نے کہا: جی نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر تم کس بنیاد پر اس کا مال کھاتے ہو۔'' اور آپ ﷺ نے بیع سلم سے اس وقت تک ❶ منع فرما دیا، جب تک پھل کی صلاحیت نمایاں نہ ہو جائے۔

فوائد:...... یہ تمام فقہی احکام و مسائل ہیں اور متعلقہ ابواب میں گزر چکے ہیں۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِيْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(۱۱۸۱۱)۔ عَنْ أَبِیْ مُلَيْكَةَ، قَالَ: قَالَ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((نِعْمَ أَهْلُ الْبَيْتِ عَبْدُ اللّٰهِ وَأَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَأُمُّ عَبْدِ اللّٰهِ۔)) (مسند احمد: ۱۳۸۱)

سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے گھر کے افراد عبداللہ، ابو عبداللہ اور ام عبداللہ سب ہی اچھے لوگ ہیں۔''

فوائد:...... سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص قریشی سہمی رضی اللہ عنہ ایک زاہد اور عبادت گزار صحابی تھے، ان کے باپ بھی صحابی ہیں، ان کی اور ان کے باپ کی عمر میں صرف گیارہ یا بارہ برسوں کا فاصلہ تھا، اس کا مطلب یہ ہوا کہ ان کے باپ نے بہت جلد شادی کر لی تھی، ان کی ماں سیدہ ریطہ رضی اللہ عنہا بھی مسلمان ہو گئی تھیں۔

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے پہلے مشرف باسلام ہوئے، وہ ایک وسیع العلم، بڑے عبادت گزار، کثرت سے قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے اور رسول اللہ ﷺ سے سب سے زیادہ حدیث اور علم حاصل کرنے والے تھے۔

یہ اپنے باپ کے ساتھ شام کی فتح میں موجود تھے، بلکہ جنگ یرموک میں ان کے باپ کا جھنڈا ان کے پاس تھا، یہ مصر میں (۷۲) برس کی عمر میں (۶۵) سن ہجری میں فوت ہوئے اور ان کو وہاں ہی دفن کیا گیا تھا۔

(۱۱۸۱۲)۔ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَمُغِيْرَةَ الضَّبِّيِّ عَنْ مُجَاهِدٍ

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میرے باپ نے ایک قریشی عورت سے میری شادی کر

(۱۱۸۱۱) تخريج: اسناده ضعيف لانقطاعه، ابن ابی مليكة لم يدرك طلحة بن عبيد الله (انظر: ۱۳۸۱)

(۱۱۸۱۲) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه نحوه دون ذكر القراءة والشرة، وقوله "واصوم و افطر" البخاری: ۱۹۸۰، ومسلم: ۱۱۵۹ (انظر: ٦٤٧٧)

❶ جو چیز آدمی کے پاس نہ ہو اس کو بیچنا جائز نہیں۔ اسی طرح کچے پھل کی بیع بھی درست نہیں البتہ بیع سلم میں معاملہ طے کرتے وقت بائع کے پاس چیز کا موجود ہونا شرط نہیں امام بخاری نے اس حوالہ سے باب قائم کیا ہے۔ تفصیل دیکھیں، صحیح بخاری: ۲۲۴۴ اور اس کا باب۔ (عبداللہ رفیق)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ؓ، قَالَ: زَوَّجَنِي أَبِي امْرَأَةً مِّنْ قُرَيْشٍ، فَلَمَّا دَخَلَتْ عَلَيَّ جَعَلْتُ لَا أَنْحَاشُ لَهَا عَمَّا بِي مِنَ الْقُوَّةِ عَلَى الْعِبَادَةِ مِنَ الصَّوْمِ وَالصَّلَاةِ، فَجَاءَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ إِلَى كَنَّتِهِ حَتّٰى دَخَلَ عَلَيْهَا، فَقَالَ لَهَا: كَيْفَ وَجَدْتِ بَعْلَكِ؟ قَالَتْ: خَيْرُ الرِّجَالِ، أَوْ كَخَيْرِ الْبُعُولَةِ، مِنْ رَجُلٍ، لَمْ يُفَتِّشْ لَنَا كَنَفًا، وَلَمْ يَعْرِفْ لَنَا فِرَاشًا، فَأَقْبَلَ عَلَيَّ، فَعَذَمَنِي، وَعَضَّنِي بِلِسَانِهِ، فَقَالَ: أَنْكَحْتُكَ امْرَأَةً مِّنْ قُرَيْشٍ ذَاتَ حَسَبٍ فَعَضَلْتَهَا، وَفَعَلْتَ وَفَعَلْتَ! ثُمَّ انْطَلَقَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَشَكَانِي، فَأَرْسَلَ إِلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ فَأَتَيْتُهُ، فَقَالَ لِي: ((أَتَصُومُ النَّهَارَ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: ((وَتَقُومُ اللَّيْلَ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: ((لٰكِنِّي أَصُومُ وَأُفْطِرُ، وَأُصَلِّي وَأَنَامُ، وَأَمَسُّ النِّسَاءَ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي۔)) قَالَ: ((اقْرَإِ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ شَهْرٍ۔)) قُلْتُ: إِنِّي أَجِدُنِي أَقْوٰى مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ: ((فَاقْرَأْهُ فِي كُلِّ عَشَرَةِ أَيَّامٍ۔)) قُلْتُ: إِنِّي أَجِدُنِي أَقْوٰى مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ أَحَدُهُمَا أَمَّا حُصَيْنٌ وَأَمَّا مُغِيرَةُ، قَالَ: ((فَاقْرَأْهُ فِي كُلِّ ثَلَاثٍ۔)) وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ: ((فَاقْرَأْهُ فِي كُلِّ سَبْعٍ لَا تَزِيدَنَّ عَلٰى ذٰلِكَ۔)) قَالَ: ثُمَّ قَالَ: ((صُمْ فِي كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ۔)) قُلْتُ: إِنِّي أَقْوٰى

دی، جب میں اس پر داخل ہوا تو میں نے اس کا کوئی اہتمام نہ کیا اور نہ اس کو وقت دیا، کیونکہ مجھے روزے اور نماز کی صورت میں عبادت کرنے کی بڑی قوت دی گئی تھی، جب سیدنا عمرو بن عاص ؓ اپنی بہو کے پاس آئے اور اس سے پوچھا: تو نے اپنے خاوند کو کیسا پایا ہے؟ اس نے کہا: وہ بہترین آدمی ہے، یا وہ بہترین خاوند ہے، اس نے نہ میرا پہلو تلاش کیا اور نہ میرے بچھونے کو پہچانا (یعنی وہ عبادت میں مصروف رہنے کی وجہ سے اپنی بیوی کے قریب تک نہیں گیا)۔ یہ کچھ سن کر میرا باپ میری طرف متوجہ ہوا اور مجھے بہت ملامت کی اور برا بھلا کہا اور کہا: میں نے حسب ونسب والی قریشی خاتون سے تیری شادی کی ہے اور تو اس سے الگ تھلگ ہو گیا اور تو نے ایسے ایسے کیا ہے، پھر وہ نبی کریم ﷺ کی طرف چلے گئے اور آپ ﷺ سے میرا شکوہ کیا، آپ ﷺ نے مجھے بلایا اور میں آپ ﷺ کے پاس پہنچ گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو دن کو روزہ رکھتا ہے؟'' میں نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اور رات کو قیام کرتا ہے؟'' میں نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''لیکن میں تو روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں، میں نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور حق زوجیت بھی ادا کرتا ہوں، جس نے میری سنت سے بے رغبتی اختیار کی، وہ مجھ سے نہیں ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو ایک ماہ میں قرآن مجید کی تلاوت مکمل کیا کر۔'' میں نے کہا: میں اپنے آپ کو اس سے زیادہ قوی پاتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر دس دنوں میں مکمل کر لیا کرو۔'' میں نے کہا: جی میں اپنے آپ کو اس سے زیادہ قوت والا سمجھتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر تین دنوں میں ختم کر لیا کرو۔'' ایک روایت میں ہے: ''تو سات دنوں میں تلاوت

مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ: فَلَمْ يَزَلْ يَرْفَعُنِيْ، حَتّٰى قَالَ: ((صُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمًا فَإِنَّهُ أَفْضَلُ الصِّيَامِ، وَهُوَ صِيَامُ أَخِيْ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔)) قَالَ: حُصَيْنٌ فِيْ حَدِيْثِهِ ثُمَّ قَالَ ﷺ: ((فَإِنَّ لِكُلِّ عَابِدٍ شِرَّةً، وَلِكُلِّ شِرَّةٍ فَتْرَةٌ، فَإِمَّا إِلٰى سُنَّةٍ، وَإِمَّا إِلٰى بِدْعَةٍ، فَمَنْ كَانَتْ فَتْرَتُهُ إِلٰى سُنَّةٍ فَقَدِ اهْتَدٰى، وَمَنْ كَانَتْ فَتْرَتُهُ إِلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ فَقَدْ هَلَكَ۔)) قَالَ مُجَاهِدٌ: فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو، حَيْثُ قَدْ ضَعُفَ وَكَبِرَ، يَصُوْمُ الْأَيَّامَ كَذٰلِكَ، يَصِلُ بَعْضَهَا إِلٰى بَعْضٍ، لِيَتَقَوّٰى بِذٰلِكَ، ثُمَّ يُفْطِرُ بَعْدَ تِلْكَ الْأَيَّامِ، قَالَ: وَكَانَ يَقْرَأُ فِيْ كُلِّ حِزْبٍ كَذٰلِكَ، يَزِيْدُ أَحْيَانًا، وَيَنْقُصُ أَحْيَانًا، غَيْرَ أَنَّهُ يُوْفِي الْعَدَدَ، إِمَّا فِيْ سَبْعٍ، وَإِمَّا فِيْ ثَلَاثٍ، قَالَ: ثُمَّ كَانَ يَقُوْلُ بَعْدَ ذٰلِكَ: لَأَنْ أَكُوْنَ قَبِلْتُ رُخْصَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا عُدِلَ بِهِ (أَوْ عَدَلَ)، لٰكِنِّيْ فَارَقْتُهُ عَلٰى أَمْرٍ أَكْرَهُ أَنْ أُخَالِفَهُ إِلٰى غَيْرِهِ۔ (مسند احمد: ٦٤٧٧)

مکمل کر لیا کر اور ہرگز اس سے زیادہ تلاوت نہ کر۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہر ماہ میں تین روزے رکھا کر۔'' میں نے کہا: جی میں اس سے زیادہ طاقتور ہوں، آپ ﷺ مجھے آگے بڑھاتے گئے، یہاں تک کہ فرمایا: ''ایک دن روزہ رکھ لیا کر اور ایک دن افطار کر لیا کر، یہ افضل روزے ہیں اور یہ میرے بھائی داود علیہ السلام کے روزے ہیں۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہر عبادت گزار میں حرص اور رغبت پیدا ہوتی ہے، پھر ہر رغبت کے بعد آخر سستی اور کمی ہوتی ہے، اس کا انجام سنت کی طرف ہوتا ہے یا بدعت کی طرف، پس جس کا انجام سنت کی طرف ہوتا ہے، وہ ہدایت پا جائے گا، اور جس کا انجام کسی اور شکل میں ہوگا، وہ ہلاک ہو جائے گا۔'' امام مجاہد کہتے ہیں: جب سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کمزور اور بوڑھے ہو گئے تو وہ اسی مقدار کے مطابق روزے رکھتے تھے، بسا اوقات چند روزے لگا تار رکھ لیتے، پھر اتنے ہی دن لگا تار افطار کر لیتے، اس سے ان کا مقصد قوت حاصل کرنا ہوتا تھا، اسی طرح کا معاملہ اپنے قرآنی حزب میں کرتے تھے، کسی رات کو زیادہ حصہ تلاوت کر لیتے اور کسی رات کو کم کر لیتے، البتہ ان کی مقدار وہی ہوتی تھی، یا تو سات دنوں میں قرآن مجید مکمل کر لیتے، یا تین دنوں میں۔ اور سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بعد میں کہا کرتے تھے: اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کی رخصت قبول کر لی ہوتی تو وہ مجھے دنیا کی ہر اس چیز سے محبوب ہوتی، جس کا بھی اس سے موازنہ کیا جاتا، لیکن میں عمل کی جس روٹین پر آپ ﷺ سے جدا ہوا تھا، اب میں ناپسند کرتا ہوں کہ اس کی مخالفت کروں۔

فوائد:...... تلاوت کی وہ مقدار جس کو ہر رات کو پڑھنے کا معمول بنایا جائے، اس کو حزب کہتے ہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تین سے کم دنوں میں قرآن مجید کا ختم نہیں کیا جا سکتا ہے اور افضل روزے داود علیہ السلام کے روزے ہیں، یعنی ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن افطار کرنا، باقی مسائل پہلے بیان ہو چکے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کے ساتھ نرمی کی ہے، ان کی مصلحتوں کی طرف ان کی رہنمائی کی ہے، ان کو کم مقدار لیکن ہمیشگی والے عمل کی ترغیب دلائی ہے اور ان کو تکلف اور اکتاہٹ کا سبب بننے والی کثرت تو عبادت سے منع کر دیا ہے۔

(۱۱۸۱۳)۔ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو (بْنِ الْعَاصِ) رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَقَدْ أُخْبِرْتُ أَنَّكَ تَقُوْمُ اللَّيْلَ وَتَصُوْمُ النَّهَارَ؟)) قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! نَعَمْ، قَالَ: ((فَصُمْ وَأَفْطِرْ وَصَلِّ وَنَمْ، فَإِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ بِحَسْبِكَ أَنْ تَصُوْمَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ۔)) قَالَ: فَشَدَّدْتُ فَشَدَّدَ عَلَيَّ، قَالَ: فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي أَجِدُ قُوَّةً، قَالَ: ((فَصُمْ مِنْ كُلِّ جُمُعَةٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ۔)) قَالَ: فَشَدَّدْتُ فَشَدَّدَ عَلَيَّ، قَالَ: فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي أَجِدُ قُوَّةً، قَالَ: ((صُمْ صَوْمَ نَبِيِّ اللّٰهِ دَاوُدَ وَلَا تَزِدْ عَلَيْهِ۔)) قَالَ: فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا كَانَ صِيَامُ دَاوُدَ (عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ) قَالَ: ((كَانَ يَصُوْمُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا۔)) (مسند احمد: ٦٨٦٧)

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ تم ساری رات قیام کرتے ہو اور ہر روز روزہ رکھتے ہو۔'' میں نے کہا: جی ہاں، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''روزہ رکھا کرو اور ناغہ بھی کیا کرو اور رات کو قیام بھی کیا کر اور سویا بھی کر، کیونکہ تیرے جسم کا تجھ پر حق ہے، تیری اہلیہ کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیرے مہمان کا تجھ پر حق ہے، مہینہ میں تین روزے رکھ لیا کر، اتنے ہی تیرے لیے کافی ہیں۔'' لیکن ہوا یوں کہ میں نے سختی کی، اس لیے آپ ﷺ نے بھی مجھ پر سختی فرمائی۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے اندر اس سے زیادہ کی طاقت ہے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر تو ہر ہفتہ میں تین دن روزے رکھ لیا کر۔'' لیکن میں نے سختی کی اس لیے آپ ﷺ نے بھی مجھ پر سختی کی اور میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے اندر اس سے زیادہ روزے رکھنے کی قوت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر تو اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام کی طرح روزے رکھ لیا کر اور ان پر اضافہ نہ کر۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! داؤد علیہ السلام کیسے روزے رکھتے تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن ناغہ کرتے تھے۔''

(۱۱۸۱٤)۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ حَكِيْمِ بْنِ صَفْوَانَ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: جَمَعْتُ الْقُرْآنَ فَقَرَأْتُهُ فِي لَيْلَةٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِنِّي أَخْشَى أَنْ يَطُوْلَ عَلَيْكَ

یحییٰ بن حکیم بن صفوان بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمرو بن عاص نے فرمایا کہ میں نے پورا قرآن مجید حفظ کیا اور پھر ایک ہی رات میں اسے پڑھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے خطرہ ہے کہ زمانہ تجھ پر لمبا ہو جائے گا اور تو اکتاہٹ کا شکار ہو

(۱۱۸۱۳) تخریج: اخرجه البخاري: ١٩٧٥، ٥١٩٩، ومسلم: ١١٥٩ (انظر: ٦٨٦٧)

الزَّمَانُ وَاَنْ تَمَلَّ، اِقْرَاْهُ بِهِ فِيْ كُلِّ شَهْرٍ قُلْتُ اَيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ دَعْنِيْ اَسْتَمْتِعُ مِنْ قُوَّتِيْ وَمِنْ شَبَابِيْ قَالَ اِقْرَءْهُ بِهِ فِيْ عِشْرِيْنَ قُلْتُ اَيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ دَعْنِيْ اَسْتَمْتِعُ مِنْ قُوَّتِيْ وَشَبَابِيْ قَالَ اِقْرَءْهُ بِهِ فِيْ عَشْرٍ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ دَعْنِيْ اَسْتَمْتِعُ مِنْ قُوَّتِيْ وَشَبَابِيْ قَالَ اِقْرَءْهُ بِهِ فِيْ كُلِّ سَبْعٍ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ دَعْنِيْ اَسْتَمْتِعُ مِنْ قُوَّتِيْ وَمِنْ شَبَابِيْ فَاَبٰى۔

جائے گا، اس لیے ایک ماہ میں قرآن مجید مکمل کر۔ وہ کہتے ہیں میں نے کہا اے اللہ کے رسول! مجھے اجازت دیں، میں اپنی قوت اور جوانی سے فائدہ اٹھاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بیس دن میں قرآن مکمل پڑھ لو، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے اجازت دیں، میں اپنی قوت اور جوانی سے فائدہ اٹھاؤں آپ ﷺ نے فرمایا: دس دن میں پڑھ لو۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے اجازت دیں میں اپنی قوت اور جوانی سے فائدہ اٹھاؤں۔ آپ نے فرمایا: سات دن میں قرآن مکمل کرلو۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے اجازت دیں کہ میں اپنی قوت اور جوانی سے فائدہ اٹھاؤں تو آپ ﷺ نے اس سے کم مدت میں قرآنِ مجید ختم کرنے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا۔

(١١٨١٥)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: كُنْتُ أَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ أَسْمَعُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أُرِيْدُ حِفْظَهُ فَنَهَتْنِي قُرَيْشٌ فَقَالُوْا: إِنَّكَ تَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ تَسْمَعُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَشَرٌ يَتَكَلَّمُ فِي الْغَضَبِ وَالرِّضَا، فَأَمْسَكْتُ عَنِ الْكِتَابِ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((اكْتُبْ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا خَرَجَ مِنِّي إِلَّا حَقٌّ۔)) (مسند احمد: ٦٥١٠)

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں اللہ کے رسول سے جو کچھ سنتا، اسے حفظ کرنے کی غرض سے لکھ لیتا تھا، لیکن قریش نے مجھے اس سے منع کیا اور کہا: تم اللہ کے رسول ﷺ سے جو کچھ سنتے ہو لکھ لیتے ہو، حالانکہ اللہ کے رسول ﷺ بشر ہیں، آپ کبھی غصے کی حالت میں بات کر رہے ہوتے ہیں اور کبھی معمول کی حالت میں۔ چنانچہ میں نے آپ کی باتیں لکھنا چھوڑ دیں، لیکن جب میں نے اس بات کا رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم لکھ لیا کرو، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میرے منہ سے حق کے سوا کوئی بات ادا نہیں ہوتی۔“

(١١٨١٦)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْنَاهُ يَقُوْلُ: مَا كَانَ أَحَدٌ أَعْلَمَ بِحَدِيْثِ رَسُوْلِ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی صحابی احادیث رسول کے

(١١٨١٥) تخريج: اسناده صحيح، اخرجه ابوداود: ٣٦٤٦ (انظر: ٦٥١٠)

(١١٨١٦) تخريج: أخرجه البخاري: ١١٣ (انظر: ٩٢٣١)

اللّٰهِ ﷺ مِنِّي إِلَّا مَا كَانَ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، فَإِنَّهُ كَانَ يَكْتُبُ بِيَدِهِ وَيَعِيهِ بِقَلْبِهِ، وَكُنْتُ أَعِيهِ بِقَلْبِي وَلَا أَكْتُبُ بِيَدِي، وَاسْتَأْذَنَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِي الْكِتَابِ عَنْهُ فَأَذِنَ لَهُ۔ (مسند احمد: ۹۲۲۰)

بارے میں مجھ سے زیادہ علم نہیں رکھتا تھا، اور اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ احادیث لکھ کر زبانی یاد کرتے تھے اور میں محض زبانی طور پر یاد کرتا تھا، لکھتا نہیں تھا، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے احادیث لکھنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے ان کو اجازت دے دی تھی۔

(۱۱۸۱۷)۔ (وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ مِنْ طَرِيقٍ آخَرَ) قَالَ: لَيْسَ أَحَدٌ أَكْثَرَ حَدِيثًا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنِّي إِلَّا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو، فَأَنَّهُ كَانَ يَكْتُبُ وَكُنْتُ لَا أَكْتُبُ۔ (مسند احمد: ۷۳۸۳)

(دوسری سند) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی آدمی احادیث کا علم مجھ سے زیادہ نہیں رکھتا تھا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ احادیث کو لکھ لیتے تھے اور میں نہیں لکھتا تھا۔

فوائد:...... ان دو احادیث سے معلوم ہوا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بہ نسبت سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو زیادہ احادیث یاد تھیں، جبکہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث کی تعداد (۵۳۷۴) ہے اور یہ تعداد سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث سے کئی گناہ زیادہ ہے، اس کی وجوہات درج ذیل ہو سکتی ہیں:

۱۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ تعلیم کی بہ نسبت عبادت میں زیادہ مشغول رہتے تھے۔
۲۔ فتوحات کے بعد زیادہ تر مصر یا طائف ان کا مسکن رہا، جبکہ اس وقت طلبہ کا رجحان ان علاقوں کی طرف نہیں تھا۔
۳۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ کی دعا کی خصوصیت بھی حاصل تھی۔
۴۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو شام میں اہل کتاب کی کئی کتب مل گئی تھیں، وہ ان کا مطالعہ بھی کرتے تھے اور ان سے بیان بھی کرتے تھے، اس لیے تابعین نے ان سے روایات لینے سے اجتناب کیا۔

جبکہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تو تعلیم اور فتوے میں مشغول رہتے تھے، اسی وجہ سے آٹھ سو سے زائد تابعین نے ان سے علم حاصل کیا۔

(۱۱۸۱۸)۔ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ خُوَيْلِدٍ الْعَنَزِيِّ قَالَ: بَيْنَمَا أَنَا عِنْدَ مُعَاوِيَةَ إِذْ جَاءَهُ رَجُلَانِ يَخْتَصِمَانِ فِي رَأْسِ عَمَّارٍ يَقُولُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا: أَنَا قَتَلْتُهُ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو:

حنظلہ بن خویلد عنزی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاں حاضر تھا کہ دو آدمیوں نے ان کے ہاں آکر سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کے سر کے بارے میں جھگڑنا شروع کر دیا، ہر ایک کا دعویٰ تھا کہ اس نے ان کو قتل کیا ہے، ان کی باتیں سن

(۱۱۸۱۷) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۱۱۸۱۸) تخريج: اسناده صحيح، اخرجه ابن ابى شيبة: ۱۵/ ۲۹۱، والنسائى فى "خصائص على": ۱۶۴ (انظر: ۶۹۲۹)

لِيَطِبْ بِهِ أَحَدُكُمَا نَفْسًا لِصَاحِبِهِ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ۔)) قَالَ مُعَاوِيَةُ: فَمَا بَالُكَ مَعَنَا؟ قَالَ: إِنَّ أَبِي شَكَانِي إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((أَطِعْ أَبَاكَ مَا دَامَ حَيًّا وَلَا تَعْصِهِ۔)) فَأَنَا مَعَكُمْ وَلَسْتُ أُقَاتِلُ۔ (مسند احمد: ٦٩٢٩)

کر سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا: تم میں سے ہر ایک اپنے اس کارنامے پر اپنا دل خوش کر لے، میں نے تو رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ ''باغی گروہ اسے قتل کرے گا۔'' ان سے یہ حدیث سن کر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر یہ بات ہے تو پھر آپ ہمارا ساتھ کیوں دیتے ہیں؟ انھوں نے جواب دیا: میرے والد نے رسول اللہ ﷺ سے میری شکایت کی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا: ''تمہارا والد جب تک زندہ ہے، تم اس کی اطاعت کرتے رہو۔'' اس حدیث کی وجہ سے میں آپ لوگوں کے ساتھ ہوں، لیکن پھر بھی لڑائی میں حصہ نہیں لیتا۔

(١١٨١٩)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي الْهُذَيْلِ، عَنْ شَيْخٍ مِنَ النَّخَعِ قَالَ: دَخَلْتُ مَسْجِدَ إِيلِيَاءَ فَصَلَّيْتُ إِلٰى سَارِيَةٍ رَكْعَتَيْنِ، فَجَاءَ رَجُلٌ فَصَلّٰى قَرِيبًا مِنِّي، فَمَالَ إِلَيْهِ النَّاسُ فَإِذَا هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، فَجَائَهُ رَسُولُ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ أَنْ أَجِبْ، قَالَ: هٰذَا يَنْهَانِي أَنْ أُحَدِّثَكُمْ كَمَا كَانَ أَبُوهُ يَنْهَانِي، وَإِنِّي سَمِعْتُ نَبِيَّكُمْ ﷺ يَقُولُ: ((أَعُوذُ بِكَ مِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ، وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَمِنْ دُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ، وَمِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ۔)) أَعُوذُ بِكَ مِنْ هٰؤُلَاءِ الْأَرْبَعِ۔ (مسند احمد: ٦٨٦٥)

عبداللہ بن ابی ہذیل سے روایت ہے، وہ قبیلہ نخع کے ایک شیخ سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: میں نے ایلیا کی مسجد (یعنی بیت المقدس) میں داخل ہوا اور میں نے ایک ستون کے پیچھے دو رکعت نماز ادا کی، ایک اور آدمی نے بھی آ کر میرے قریب نماز ادا کی، لوگ اس کی طرف اٹھ کر گئے۔ وہ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ تھے۔ یزید بن معاویہ کا قاصد ان کو بلانے آیا تو وہ کہنے لگے: وہ مجھے احادیث بیان کرنے سے منع کرتا ہے، جیسا کہ اس کا والد بھی مجھے روکا کرتا تھا۔ میں تمہارے نبی ﷺ کو یہ دعائیں کرتے سن چکا ہوں: ''أَعُوذُ بِكَ مِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ، وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَمِنْ دُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ، وَمِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ۔'' (اے اللہ! میں تجھ سے پناہ چاہتا ہوں، ایسے نفس سے جو سیر نہیں ہوتا، ایسے دل سے جو ڈرتا نہ ہو، ایسی دعا سے جو سنی نہ جاتی ہو اور ایسے علم سے جو نفع بخش نہ ہو۔)

(١١٨١٩) تخريج: مرفوعه صحيح، وهذا اسناد ضعيف لابهام الشيخ الذى روى عنه عبد الله بن ابى الهذيل (انظر: ٦٨٦٥)

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَرَامِ نِ الْأَنْصَارِيِّ وَالِدِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے والد سیدنا عبداللہ بن حرام رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(۱۱۸۲۰)۔ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: لَمَّا قُتِلَ أَبِي، قَالَ: جَعَلْتُ أَكْشِفُ الثَّوْبَ عَنْ وَجْهِهِ، قَالَ: فَجَعَلَ الْقَوْمُ يَنْهَرْنِي وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَنْهَانِي، قَالَ: فَجَعَلَتْ عَمَّتِي فَاطِمَةُ بِنْتُ عَمْرٍو تَبْكِي، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَتَبْكِينَ أَوْ لَا تَبْكِينَ مَا زَالَتِ الْمَلَائِكَةُ تُظِلُّهُ بِأَجْنِحَتِهِمْ حَتّٰى رَفَعْتُمُوهُ۔)) قَالَ حَجَّاجٌ فِي حَدِيثِهِ: تُظَلِّلُهُ۔ (مسند احمد: ١٤٢٣٦)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب میرے والد کی شہادت ہوئی تو میں ان کے چہرے سے کپڑا ہٹانے لگا،لوگ مجھے ایسا کرنے سے روکنے لگے، لیکن رسول اللہ نہیں روکتے تھے، میری پھوپھی سیدہ فاطمہ بنت عمرو رضی اللہ عنہا رونے لگیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو مت رو دیا نہ رو، تم نے جب تک اس میت کو اٹھایا نہیں، فرشتوں نے اس پر سایہ کئے رکھا۔''

فوائد:…… آپ ﷺ کی مراد یہ تھی کہ جب ان کو شہادت کے بعد یہ مقام مل چکا ہے تو رونے کا کیا فائدہ، کیونکہ آخرت میں کامیاب ہونا حقیقی خوشی ہے۔

سیدنا عبداللہ بن حرام رضی اللہ عنہ انصاری خزرجی مشہور صحابی ہیں، یہ بھی بیعت عقبہ اور غزوۂ بدر میں شریک ہوئے، بلکہ بیعت عقبہ کے نقباء میں سے ہیں، زندگی نے زیادہ ساتھ نہ دیا اور غزوۂ احد میں شہید ہو گئے اور مشرکوں نے ان کی میت کا مثلہ بھی کیا تھا۔

(۱۱۸۲۱)۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((يَا جَابِرُ! أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ أَحْيَا أَبَاكَ فَقَالَ لَهُ: تَمَنَّ عَلَيَّ، فَقَالَ: أُرَدُّ إِلَى الدُّنْيَا فَأُقْتَلُ مَرَّةً أُخْرٰى، فَقَالَ: إِنِّي قَضَيْتُ الْحُكْمَ أَنَّهُمْ إِلَيْهَا لَا يُرْجَعُونَ۔)) (مسند احمد: ١٤٩٤٢)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جابر! کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے والد کو زندہ کر کے اس سے فرمایا: تم مجھ سے جو چاہو مانگو میں تمہیں دوں گا۔ تیرے والد نے کہا: مجھے دنیا میں واپس بھیج دیا جائے، تاکہ میں دوبارہ شہید ہو سکوں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ تو میں فیصلہ کر چکا ہوں کہ ان لوگوں کو دنیا میں دوبارہ نہیں بھیجا جائے گا۔''

فوائد:…… یہ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کی بڑی منقبت ہے، سبحان اللہ! وہ کتنا خوش بخت بیٹا تھا کہ جس کے سامنے اس کے باپ کا تذکرہ نبی کریم ﷺ نے اس انداز میں کیا۔

(١١٨٢٠) تخريج: أخرجه البخاري: ١٢٤٤، ومسلم: ١٤٧١(انظر: ١٤١٨٧)

(١١٨٢١) تخريج:اسناده حسن، اخرجه الترمذي: ٣٠١٠، وابن ماجه: ١٩٠، ٢٨٠٠(انظر : ١٤٨٨١)

یا اللہ! ہمارے والدین سے بھی راضی ہو جانا، وہ اس مرتبے کے تو نہیں ہیں، لیکن تیری رحمت بہت وسیع ہے۔

(۱۱۸۲۲)۔ عَنْ جَابِرٍ يَقُولُ: اسْتُشْهِدَ أَبِي بِأُحُدٍ، فَأَرْسَلَتْنِي أَخَوَاتِي إِلَيْهِ بِنَاضِحٍ لَهُنَّ فَقُلْنَ: اذْهَبْ فَاحْتَمِلْ أَبَاكَ عَلٰى هٰذَا الْجَمَلِ، فَادْفِنْهُ فِي مَقْبَرَةِ بَنِي سَلِمَةَ، قَالَ: فَجِئْتُهُ وَأَعْوَانٌ لِي، فَبَلَغَ ذٰلِكَ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ جَالِسٌ بِأُحُدٍ فَدَعَانِي وَقَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُدْفَنُ إِلَّا مَعَ إِخْوَتِهِ۔)) فَدُفِنَ مَعَ أَصْحَابِهِ بِأُحُدٍ۔ (مسند احمد: ۱۵۳۳۱)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میرے والد کی غزوۂ احد میں شہادت ہوئی، میری بہنوں نے اپنا اونٹ دے کر مجھے بھیجا کہ اپنے والد کی میت کو اس اونٹ پر لاد کر قبیلہ بنوسلمہ کے قبرستان میں دفن کروں، پس میں اور میرے ساتھی گئے، نبی کریم ﷺ احد کے مقام پر بیٹھے تھے، جب آپ ﷺ کو ہمارے ارادے کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے مجھے بلوا کر فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تمہارے باپ کو اس کے دوسرے شہید بھائیوں کے ساتھ ہی دفن کیا جائے گا۔“ چنانچہ ان کو احد ہی میں دوسرے شہداء کے ساتھ دفن کیا گیا۔

(۱۱۸۲۳)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى الْمُشْرِكِينَ لِيُقَاتِلَهُمْ، وَقَالَ لِي أَبِي عَبْدُ اللّٰهِ: يَا جَابِرُ لَا عَلَيْكَ أَنْ تَكُونَ فِي نَظَّارِي أَهْلِ الْمَدِينَةِ حَتّٰى تَعْلَمَ إِلٰى مَا يَصِيرُ أَمْرُنَا، فَإِنِّي وَاللّٰهِ لَوْلَا أَنِّي أَتْرُكُ بَنَاتٍ لِي بَعْدِي لَأَحْبَبْتُ أَنْ تُقْتَلَ بَيْنَ يَدَيَّ، قَالَ: فَبَيْنَمَا أَنَا فِي النَّظَّارِينَ إِذْ جَاءَتْ عَمَّتِي بِأَبِي وَخَالِي عَادِلَتَهُمَا عَلٰى نَاضِحٍ، فَدَخَلَتْ بِهِمَا الْمَدِينَةَ لِتَدْفِنَهُمَا فِي مَقَابِرِنَا، إِذْ لَحِقَ رَجُلٌ يُنَادِي أَلَا إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَرْجِعُوا بِالْقَتْلٰى فَتَدْفِنُوهَا فِي مَصَارِعِهَا حَيْثُ قُتِلَتْ،

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مشرکین سے قتال کرنے کی غرض سے مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے، میرے والد عبداللہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا: اس میں کوئی حرج نہیں کہ تم اہل مدینہ کے ساتھ رہو اور اس جنگ کے انجام کو دیکھو۔ اللہ کی قسم! اگر میں اپنے بعد اپنی بیٹیوں کو نہ چھوڑ کر جا رہا ہوتا تو میں یہ پسند کرتا کہ تم میری نظروں کے سامنے شہید ہو جاؤ۔ اب میں مدینہ منورہ میں جنگ کے نتیجہ کی انتظار رہی میں تھا کہ میری پھوپھی میرے والد اور ماموں عمرو بن جموح کو اونٹ پر رکھے ہوئے آ گئیں، میں انہیں لے کر مدینہ منورہ لے گیا تا کہ ان کو اپنے آبائی قبرستان میں دفن کروں، اتنے میں ایک اعلان کرنے والے نے اعلان کیا کہ خبر دار! نبی کریم ﷺ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ تم شہداء کو واپس احد لے جا کر ان کے شہید ہونے کے مقامات پر ہی دفن کرو۔

(۱۱۸۲۲) تخریج: اسناده ضعیف، عمر بن سلمة بن ابی یزید وابوه مجهولان (انظر: ۱۵۲۵۸)

(۱۱۸۲۳) تخریج: اسناده صحیح، اخرجه ابوداود: ۱۵۳۳ (انظر: ۱۵۲۸۱)

فَرَجَعْنَا بِهِمَا فَدَفَنَّاهُمَا حَيْثُ قُتِلَا، فَبَيْنَمَا أَنَا فِي خِلَافَةِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ إِذْ جَائَنِي رَجُلٌ فَقَالَ: يَا جَابِرُ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ! وَاللّٰهِ لَقَدْ أَثَارَ أَبَاكَ عَمَلُ مُعَاوِيَةَ فَبَدَا فَخَرَجَ طَائِفَةٌ مِنْهُ فَأَتَيْتُهُ فَوَجَدْتُهُ عَلَى النَّحْوِ الَّذِي دَفَنْتُهُ لَمْ يَتَغَيَّرْ إِلَّا مَا لَمْ يَدَعِ الْقَتْلُ أَوِ الْقَتِيلُ فَوَارَيْتُهُ۔ (مسند احمد: ۱۵۳۵۵)

چنانچہ ہم نے ان کو واپس لے جا کر ان کے مقام شہادت پر دفن کیا۔ سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کا دور خلافت تھا کہ ایک آدمی نے آ کر مجھ سے کہا: اے جابر بن عبداللہ! سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے اہل کاروں نے تمہارے باپ کی قبر کو کھول ڈالا ہے اور ان کی میت ظاہر ہو گئی ہے اور اس کا کچھ حصہ قبر سے باہر نکل آیا ہے۔ میں وہاں پہنچا تو دیکھا کہ میں نے ان کو جس حال میں دفن کیا تھا، وہ اسی طرح تھے، ان میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی، البتہ قتل والے زخم بدلے ہوئے تھے، چنانچہ میں نے ان کو دوبارہ دفن کر دیا۔

فوائد:...... واقدی نے ذکر کیا ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے پانی کا چشمہ (نہر) گزارنی چاہی، پس انھوں نے اعلان کرایا کہ اس راستے میں کسی کے شہید کی کوئی قبر آتی ہو تو وہ آ کر قبر اور اس میں مدفون میت کو سنبھال لے۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے اپنے والد کو قبر میں اس طرح لیٹے پایا گویا کہ وہ سو رہے ہوں، قبر میں ان کے ہمسائے سیدنا عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ کا ہاتھ ان کے زخم پر تھا، جب اسے ہٹایا گیا تو اس سے خون پھوٹنے لگا اور ان کی قبروں سے کستوری کی مہک آ رہی تھی، یہ ان کی تدفین سے چھیالیس سال بعد کا واقعہ ہے، یعنی چھیالیس برسوں میت میں نہ کوئی فرق آیا اور نہ مٹی نے ان پر اثر کیا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدِ الشَّهِيْرِ بِابْنِ أُمِّ عَبْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ
سیدنا عبداللہ بن مسعود المعروف ابن ام عبد رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(۱۱۸۲٤)۔ ثَنَا جَرِيرٌ يَعْنِي ابْنَ حَازِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ: أَرَأَيْتَ رَجُلًا مَاتَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يُحِبُّهُ أَلَيْسَ رَجُلًا صَالِحًا؟ قَالَ: بَلَى، قَالَ: قَدْ مَاتَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يُحِبُّكَ وَقَدِ اسْتَعْمَلَكَ، فَقَالَ: قَدِ اسْتَعْمَلَنِي فَوَاللّٰهِ مَا أَدْرِي أَحُبًّا كَانَ لِي مِنْهُ أَوِ اسْتِعَانَةً

حسن بصری سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ کی اس شخص کے بارے میں کیا رائے ہے، جس سے رسول اللہ ﷺ تا حیات محبت کرتے رہے ہوں، کیا وہ صالح آدمی نہیں ہوگا؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں، تو اس نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے تو انہوں نے آپ کو اپنا عامل بنا کر بھیجا ہوا تھا، سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا: انہوں نے مجھے عامل تو بنایا تھا،

(۱۱۸۲٤) تخریج: منقطع، الحسن البصری لم یسمع من عمرو بن عاص، اخرجه بنحوه النسائی فی "الکبری": ۹۲۷٤، والحاکم: ۳/ ۳۹۲ (انظر: ۱۷۸۰۷)

بِی، وَلٰکِنْ سَأُحَدِّثُکَ بِرَجُلَیْنِ مَاتَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ یُحِبُّهُمَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ وَعَمَّارُ بْنُ یَاسِرٍ۔ (مسند احمد: ۱۷۹۶۰)

اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا کہ مجھ سے محبت کی وجہ سے یا میری مدد کرنے کے لیے مجھے عامل بنایا تھا، البتہ میں تمہیں بتلاتا ہوں کہ اللہ کے رسول ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے تو آپ دو آدمیوں سے محبت کرتے تھے، ایک سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور دوسرے سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ۔

فوائد:...... سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قبیلہ بنو ہذیل کے فرد تھے، آغاز اسلام میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے بھی پہلے دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے، اولاً حبشہ کی طرف اور بعد میں مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی سعادت سے بہرہ مند ہوئے، غزوۂ بدر، احد، خندق، بیعت رضوان اور دیگر مواقع میں شریک رہے، اکثر و بیشتر وقت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گزارا کرتے، بڑے اور فقیہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں ان کا شمار ہوتا ہے، ایک قول کے مطابق (۳۲) سن ہجری میں ان کی وفات کوفہ میں اور دوسرے قول کے مطابق مدینہ منورہ میں ہوئی، اس وقت ان کی عمر چونسٹھ پینسٹھ برس تھی۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قرآن کریم کے بہت بڑے عالم اور ماہر تھے، وہ خود اپنے بارے میں کہتے ہیں: اللہ کی قسم میں قرآن کریم کی ہر ہر سورت کے متعلق جانتا ہوں کہ یہ کب اور کہاں نازل ہوئی، اگر مجھے پتہ چلے کہ کوئی آدمی مجھ سے زیادہ کتاب اللہ کا علم رکھتا ہے اور وہاں اونٹ پہنچ سکتے ہوں تو میں اس آدمی کی طرف سفر کر کے اس سے علم حاصل کروں۔

(۱۱۸۲۵)۔ عَنْ زِرٍّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ: أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ أَتَاهُ بَیْنَ أَبِی بَکْرٍ وَعُمَرَ، وَعَبْدُ اللّٰهِ یُصَلِّی فَافْتَتَحَ النِّسَاءَ فَسَحَلَهَا، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ ((مَنْ أَحَبَّ أَنْ یَقْرَأَ الْقُرْآنَ غَضًّا کَمَا أُنْزِلَ فَلْیَقْرَأْهُ عَلٰی قِرَاءَةِ ابْنِ أُمِّ عَبْدٍ۔)) ثُمَّ تَقَدَّمَ یَسْأَلُ فَجَعَلَ النَّبِیُّ ﷺ یَقُولُ: ((سَلْ تُعْطَهْ، سَلْ تُعْطَهْ، سَلْ تُعْطَهْ۔)) فَقَالَ فِیمَا سَأَلَ: اَللّٰهُمَّ إِنِّی أَسْأَلُکَ إِیمَانًا لَا یَرْتَدُّ، وَنَعِیمًا لَا یَنْفَدُ، وَمُرَافَقَةَ نَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ ﷺ فِی أَعْلٰی جَنَّةِ الْخُلْدِ، قَالَ: فَأَتٰی عُمَرُ رضی اللہ عنہ عَبْدَ اللّٰهِ لِیُبَشِّرَهُ، فَوَجَدَ أَبَا بَکْرٍ رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَیْهِ

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ رات کو نماز ادا کر رہے تھے کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ نبی کریم ﷺ ان کے پاس تشریف لائے، انھوں نے سورۂ نساء کی تلاوت شروع کی اور اس کی مکمل تلاوت کی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو کوئی قرآن کو اسی طرح پڑھنا چاہتا ہو، جیسا کہ وہ نازل ہوا تھا تو وہ ابن ام عبد یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت کے مطابق تلاوت کیا کرے۔'' پھر وہ آگے بڑھے اور سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سوال کرنے لگے اور آپ ﷺ فرمانے لگے: ''تم اللہ سے مانگو تمہیں دیا جائے گا، تم اللہ سے مانگو تمہیں دیا جائے گا، تم اللہ سے مانگو تمہیں دیا جائے گا۔'' تو انہوں نے اپنی دعاؤں میں سے یہ دعا بھی کی: ''اَللّٰهُمَّ إِنِّی أَسْأَلُکَ إِیمَانًا لَا یَرْتَدُّ، وَنَعِیمًا لَا یَنْفَدُ، وَمُرَافَقَةَ نَبِیِّکَ

(۱۱۸۲۵) تخریج: حدیث صحیح بشواهده، اخرجه ابن ماجه: ۱۳۸ (انظر: ۴۲۵۵)

قَدْ سَبَقَهُ فَقَالَ: إِنْ فَعَلْتَ لَقَدْ كُنْتَ سَبَّاقًا بِالْخَيْرِ۔ (مسند احمد: ٤٢٥٥)

مُحَمَّدٍ ﷺ فِي أَعْلَى جَنَّةِ الْخُلْدِ" (یا اللہ! میں تجھ سے ایسے ایمان کی دعا کرتا ہوں جو مجھ سے واپس نہ جائے، ایسی نعمتوں کا سوال کرتا ہوں جو کبھی زائل نہ ہوں اور میں تجھ سے ہمیشہ والی جنت کے اعلیٰ مقامات میں تیرے نبی کا ساتھ چاہتا ہوں۔) اس کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ان کو بشارت دینے کے لیے آئے تو انھوں نے دیکھا کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اس بارے میں ان سے سبقت لے جا چکے تھے۔ تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اگرچہ آپ نے یہ کام کیا ہے، مگر صورتحال یہ ہے کہ آپ ہر اچھے کام میں سبقت لے جاتے ہیں۔

فوائد:...... سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت کی ترجیح کے لیے دیکھیں احادیث نمبر (۸۴۴۹،۸۴۲۸)
صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے کو خوشخبری دینے اور خوش کرنے کے بڑے حریص تھے، سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما جیسے عظیم صحابہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو خوش کرنے کے درپے ہیں، اسلامی تعلق اور دینی محبت کا یہی تقاضا ہوتا ہے۔

(١١٨٢٦)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: مَرَّ بِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا أُصَلِّي، فَقَالَ: ((سَلْ تُعْطَهْ يَا ابْنَ أُمِّ عَبْدٍ۔)) فَابْتَدَرَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَ قَالَ عُمَرُ: مَا بَادَرَنِي أَبُو بَكْرٍ إِلَى شَيْءٍ إِلَّا سَبَقَنِي إِلَيْهِ أَبُو بَكْرٍ، فَسَأَلَاهُ عَنْ قَوْلِهِ، فَقَالَ: مِنْ دُعَائِي الَّذِي لَا أَكَادُ أَدَعُ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ نَعِيمًا لَا يَبِيدُ، وَقُرَّةَ عَيْنٍ لَا تَنْفَدُ، وَمُرَافَقَةَ النَّبِيِّ ﷺ مُحَمَّدٍ فِي أَعْلَى الْجَنَّةِ جَنَّةِ الْخُلْدِ۔ (مسند احمد: ٤١٦٥)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نماز ادا کر رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گزرے اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ام عبد کے بیٹے! تو جو چاہے دعا کر تجھے عطا کیا جائے گا۔'' سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے اس خوشی سے آگاہ کرنے کے لیے ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کی، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جس کام میں بھی میرے ساتھ مقابلہ کیا تو وہ مجھ سے سبقت لے گئے۔ دونوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ انہوں نے اس رات کو کیا دعا کی تھی، انھوں نے بتلایا کہ میں نے وہ دعا کی تھی، جس کو میں چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہوں، میں نے کہا تھا: ''اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ نَعِيمًا لَا يَبِيدُ، وَقُرَّةَ عَيْنٍ لَا تَنْفَدُ، وَمُرَافَقَةَ النَّبِيِّ ﷺ مُحَمَّدٍ فِي أَعْلَى الْجَنَّةِ جَنَّةِ الْخُلْدِ۔'' (یا اللہ! میں تجھ

(١١٨٢٦) تخريج: حديث حسن، اخرجه ابن ماجه: ١٣٨ (انظر: ٤١٦٥)

سے ایسی نعمتوں کا سوال کرتا ہوں جو کبھی زائل نہ ہوں، آنکھوں کی ایسی ٹھنڈک کا سوال کرتا ہوں، جو کبھی ختم نہ ہوں اور جنت کے اعلیٰ مقامات میں نبی کریم ﷺ کا ساتھ چاہتا ہوں۔)

(۱۱۸۲۷)۔ وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ كُنْتُ مُؤَمِّرًا أَحَدًا دُوْنَ مَشُوْرَةِ الْمُؤْمِنِيْنَ لَأَمَّرْتُ اِبْنَ أُمِّ عَبْدٍ۔)) (مسند احمد: ٥٦٦)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں نے کسی کی مشاورت کے بغیر کسی کو امیر بنانا ہوتا تو میں ام عبد کے بیٹے یعنی عبداللہ بن مسعود کو امیر بناتا۔''

(۱۱۸۲۸)۔ وَعَنْ أُمِّ مُوسٰى، قَالَتْ: سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ: أَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ ابْنَ مَسْعُودٍ فَصَعِدَ عَلٰى شَجَرَةٍ، أَمَرَهُ أَنْ يَأْتِيَهُ مِنْهَا بِشَيْءٍ، فَنَظَرَ أَصْحَابُهُ إِلٰى سَاقِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ حِينَ صَعِدَ الشَّجَرَةَ فَضَحِكُوْا مِنْ حُمُوشَةِ سَاقَيْهِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا تَضْحَكُوْنَ لَرِجْلُ عَبْدِ اللّٰهِ أَثْقَلُ فِي الْمِيزَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ أُحُدٍ۔)) (مسند احمد: ٩٢٠)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ درخت پر چڑھ کر وہاں کوئی چیز اتار لائیں، وہ درخت پر چڑھے، جب صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کے درخت پر چڑھتے ہوئے ان کی پتلی پتلی کم زور پنڈلیوں کو دیکھا تو وہ ہنسنے لگے، لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم کیوں ہنستے ہو؟ قیامت کے دن عبداللہ کی ٹانگ ترازو میں احد پہاڑ سے زیادہ وزنی ہوگی۔''

(۱۱۸۲۹)۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّهُ كَانَ يَجْتَنِي سِوَاكًا مِنَ الْأَرَاكِ، وَكَانَ دَقِيقَ السَّاقَيْنِ، فَجَعَلَتِ الرِّيحُ تَكْفَؤُهُ، فَضَحِكَ الْقَوْمُ مِنْهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مِمَّ تَضْحَكُوْنَ؟)) قَالُوْا: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ مِنْ دِقَّةِ سَاقَيْهِ، فَقَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ پیلو کے درخت سے مسواک توڑ رہے تھے، ان کی پنڈلیاں کم زور تھیں، ہوا چلنے کی وجہ سے کپڑا اڑنے لگا تو لوگ ان کی باریک پنڈلیوں کو دیکھ کر ہنسنے لگ گئے، رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''تم کس بات پہ ہنس رہے ہو؟'' صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! ان کی کم زور پنڈلیوں کو دیکھ کر ہنسی آ رہی ہے۔

(۱۱۸۲۷) تخريج: اسناده ضعيف لضعف الحارث الاعور، اخرجه الترمذي: ٣٨٠٩، وابن ماجه: ١٣٧ (انظر: ٥٦٦)

(۱۱۸۲۸) تخريج: صحيح لغيره، اخرجه ابن ابي شيبة: ١٢/ ١١٤، وابويعلى: ٥٣٩ (انظر: ٩٢٠)

(۱۱۸۲۹) تخريج: صحيح لغيره، اخرجه الطيالسي: ٣٥٥، والبزار: ٢٦٧٨، والطبراني في "الكبير": ٨٤٥٢ (انظر: ٣٩٩١)

لَهُمَا أَثْقَلُ فِي الْمِيزَانِ مِنْ أُحُدٍ۔)) (مسند احمد: ۳۹۹۱)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، یہ پنڈلیاں ترازو میں احد پہاڑ سے بھی زیادہ وزنی ہوں گی۔''

(۱۱۸۳۰)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: أَتَيْنَا حُذَيْفَةَ، فَقُلْنَا: دُلَّنَا عَلٰى أَقْرَبِ النَّاسِ بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ هَدْيًا وَسَمْتًا وَدَلًّا، نَأْخُذْ عَنْهُ وَنَسْمَعْ مِنْهُ، فَقَالَ: كَانَ أَقْرَبَ النَّاسِ بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ هَدْيًا وَسَمْتًا وَدَلًّا ابْنُ أُمِّ عَبْدٍ حَتّٰى يَتَوَارٰى عَنِّي فِي بَيْتِهِ، وَلَقَدْ عَلِمَ الْمَحْفُوظُونَ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ أَنَّ ابْنَ أُمِّ عَبْدٍ مِنْ أَقْرَبِهِمْ إِلَى اللّٰهِ زُلْفَةً (وَفِي رِوَايَةٍ: وَسِيلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ)۔ (مسند احمد: ۲۳۷۳۲)

عبدالرحمٰن بن یزید سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گئے اور ہم نے کہا آپ ہمیں کسی ایسے آدمی کی طرف راہ نمائی کریں جو اپنی سیرت، کردار اور عمل کے لحاظ سے رسول اللہ ﷺ سے سب سے زیادہ قریب ہو، تا کہ ہم اس سے کچھ حاصل کر سکیں اور اس سے احادیث کا سماع کر سکیں، انہوں نے کہا: سیرت، کردار اور عمل کے لحاظ سے ام عبد کے بیٹے سیدنا عبداللہ بن مسعود رسول اللہ ﷺ کے سب سے زیادہ قریب ہیں، یہاں تک کہ وہ گھر داخل ہو جائیں (یعنی ان کے گھر سے باہر کے تمام معمولات سنت نبوی کے مطابق ہوتے ہیں اور میں ان کے گھر کے اندرونی معمولات نہیں جانتا۔) ایک روایت میں یوں ہے: تم جس قسم کے آدمی کے متعلق پوچھتے ہو تو ایسا شخص عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہی ہے، گھر سے باہر آ کر گھر جانے تک اس کے تمام معمولات رسول اللہ ﷺ کے معمولات کے مطابق ہوتے ہیں، اب میں یہ نہیں جانتا کہ گھر کے اندر ان کے معمولات کیا ہوتے ہیں؟ اصحاب محمد ﷺ میں سے اہل علم جانتے ہیں کہ ام عبد کے بیٹے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ان میں سے اللہ کے سب سے زیادہ قریب ہیں۔ دوسری روایت کے الفاظ ہیں کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قیامت کے دن ان سب سے بڑھ کر اللہ کے مقرب ہوں گے۔

(۱۱۸۳۱)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذْنُكَ عَلَيَّ أَنْ تَرْفَعَ الْحِجَابَ

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پردہ کو اٹھا دیا جانا تمہارے لیے آگے آ جانے کی

(۱۱۸۳۰) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۷۶۲ (انظر: ۲۳۳۴۲)

(۱۱۸۳۱) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۱۶۹ (انظر: ۳۶۸۴)

وَأَنْ تَسْتَمِعَ سِوَادِی حَتّٰی أَنْہَاكَ۔)) قَالَ أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: قَالَ أَبِیْ: بِسَوَادِیْ، سِرِّیْ، قَالَ: اٰذِنَ لَهُ أَنْ یَسْمَعَ سِرَّهُ۔ (مسند احمد: ٣٦٨٤)

اجازت کے مترادف ہے اور تم میری راز کی باتوں کو سننے کے بھی مجاز ہو، یہاں تک کہ میں تمہیں اس سے روک دوں۔'' ابوعبدالرحمٰن نے کہا: ''سِوَاد'' کا معنی راز ہے، یعنی آپ ﷺ نے انہیں راز کی باتیں سننے کی اجازت دے رکھی تھی۔

فوائد:...... کسی کو اجازت دینے کے لیے کوئی علامت مقرر کی جا سکتی ہے۔

(١١٨٣٢)۔ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: قَرَأْتُ مِنْ فِی رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ سَبْعِینَ سُورَةً، وَزَیْدُ بْنُ ثَابِتٍ لَهُ ذُؤَابَةٌ فِی الْكُتَّابِ، (وَفِیْ لَفْظٍ: وَزَیْدُ بْنُ ثَابِتٍ غُلَامٌ لَهُ ذُؤَابَتَانِ یَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ)۔ (مسند احمد: ٣٨٤٦)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے ستر سورتیں براہ راست رسول اللہ ﷺ سے سیکھی ہیں۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اس وقت چھوٹے تھے اور زیر تعلیم تھے۔ انہوں نے لٹیں رکھی ہوئی تھیں۔ دوسری روایت کے الفاظ ہیں کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بچے تھے ان کی دو لٹیں تھیں اور وہ بچوں کے ساتھ کھیلا کرتے تھے۔

فوائد:...... اس روایت کی تفصیل کے لیے دیکھیں حدیث نمبر (٨٤٠٩)۔

(١١٨٣٣)۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: كُنْتُ أَرْعٰی غَنَمًا لِعُقْبَةَ بْنِ أَبِی مُعَیْطٍ، فَمَرَّ بِی رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ، فَقَالَ: ((یَا غُلَامُ هَلْ مِنْ لَبَنٍ؟)) قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ، وَلٰكِنِّی مُؤْتَمَنٌ، قَالَ: ((فَهَلْ مِنْ شَاةٍ لَمْ یَنْزُ عَلَیْهَا الْفَحْلُ؟)) فَأَتَیْتُهُ بِشَاةٍ فَمَسَحَ ضَرْعَهَا فَنَزَلَ لَبَنٌ فَحَلَبَهُ فِی إِنَاءٍ فَشَرِبَ وَسَقٰی أَبَا بَكْرٍ، ثُمَّ قَالَ لِلضَّرْعِ: ((اقْلِصْ۔)) فَقَلَصَ قَالَ: ثُمَّ أَتَیْتُهُ بَعْدَ هٰذَا فَقُلْتُ: یَا رَسُولَ اللّٰهِ عَلِّمْنِی مِنْ هٰذَا الْقَوْلِ، قَالَ: ((فَمَسَحَ رَأْسِی وَقَالَ: یَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَإِنَّكَ غُلَیِّمٌ مُعَلَّمٌ۔)) (وَفِیْ رِوَایَةٍ) قَالَ: فَأَتَاهُ أَبُو بَكْرٍ

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے، وہ کہتے ہیں: میں عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چرایا کرتا تھا، رسول اللہ ﷺ اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''لڑکے! دودھ مل سکتا ہے؟'' میں نے عرض کیا: جی ہاں، لیکن یہ میرے پاس امانت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا اس ریوڑ میں کوئی ایسی بکری ہے، جس کی ابھی تک نر سے جفتی ہی نہ ہوئی ہو؟'' تو میں ایک بکری پکڑ کر آپ ﷺ کے پاس لے آیا، آپ ﷺ نے اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا تو دودھ اتر آیا۔ آپ ﷺ نے ایک برتن میں دودھ دوہا، آپ ﷺ نے خود بھی نوش فرمایا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی دیا، پھر آپ ﷺ نے تھن سے فرمایا: ''سکڑ جا (یعنی پہلے کی طرح ہو جا)۔'' پس وہ سکڑ کر اپنی پہلی حالت میں ہو گیا۔ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے

(١١٨٣٢) تخریج: أخرجه البخاری: ٥٠٠٠، ومسلم: ٢٤٦٢ (انظر: ٣٨٤٦)

(١١٨٣٣) تخریج: اسناده حسن، اخرجه الطیالسی: ٣٥٣، والطبرانی فی "الکبیر": ٨٤٥٥ (انظر: ٤٤١٢)

بِصَخْرَةٍ مَنْقُورَةٍ فَاحْتَلَبَ فِيهَا فَشَرِبَ وَشَرِبَ أَبُو بَكْرٍ وَشَرِبْتُ، قَالَ: ثُمَّ أَتَيْتُهُ بَعْدَ ذٰلِكَ قُلْتُ: عَلِّمْنِي مِنْ هٰذَا الْقُرْآنِ، قَالَ: ((إِنَّكَ غُلَامٌ مُعَلَّمٌ۔)) قَالَ: فَأَخَذْتُ مِنْ فِيهِ سَبْعِينَ سُورَةً۔ (مسند احمد: ٤٤١٢)

ہیں: میں اس کے بعد ایک موقع پر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ دعا مجھے بھی سکھا دیں، آپ ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا: ''تجھ پر اللہ کی رحمت ہو، تو سیکھا سکھایا، پڑھا پڑھایا بچہ ہے۔'' دوسری روایت میں ہے: ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ کی خدمت میں پیالے یا برتن کی طرح کا ایک پتھر لے کر آئے، آپ ﷺ نے اس میں دودھ دوہا اور آپ ﷺ نے خود بھی نوش فرمایا اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیا اور میں نے بھی پیا۔ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے اس کے بعد ایک موقعہ پر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: آپ مجھے بھی اس قرآن میں سے کچھ سکھا دیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پڑھا پڑھایا بچہ ہے۔'' سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: چنانچہ میں نے ستر سورتیں براہ راست رسول اللہ ﷺ سے پڑھیں۔

(١١٨٣٤)۔ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: كُنَّا نَأْتِي عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو فَنَتَحَدَّثُ عِنْدَهُ، فَذَكَرْنَا يَوْمًا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ فَقَالَ: لَقَدْ ذَكَرْتُمْ رَجُلًا لَا أَزَالُ أُحِبُّهُ مُنْذُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((خُذُوا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ مِنِ ابْنِ أُمِّ عَبْدٍ۔)) فَبَدَأَ بِهِ، ((وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، وَسَالِمٍ مَوْلٰى أَبِي حُذَيْفَةَ۔)) (مسند احمد: ٦٧٩٥)

مسروق سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جایا کرتے اور ان کے ہاں بیٹھ کر باتیں کیا کرتے تھے، ہم نے ایک دن سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کیا تو انھوں نے کہا: تم نے ایک ایسے آدمی کا نام لے دیا ہے کہ میں نے جب سے رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث سنی ہے، تب سے میں اس سے محبت کرتا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''تم لوگ چار آدمیوں سے قرآن کا علم حاصل کرو، ابن ام عبد، معاذ بن جبل، ابی بن کعب اور مولائے ابی حذیفہ سالم سے۔'' آپ ﷺ نے سب سے پہلے ام عبد کے بیٹے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا نام لیا۔

(١١٨٣٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٧٦٠، ومسلم: ٢٤٦٤ (انظر: ٦٧٩٥)

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَمِّ النَّبِيِّ ﷺ
نبی کریم ﷺ کے چچا سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(۱۱۸۳۵)۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِلْعَبَّاسِ: ((هٰذَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَجْوَدُ قُرَيْشٍ كَفًّا وَأَوْصَلُهَا۔)) (مسند احمد: ۱۶۱۰)

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے حق میں فرمایا: ''یہ عباس بن عبد المطلب ہیں، جو کہ قریش میں سب سے زیادہ فراخ دست (یعنی سخی) اور سب سے بڑھ کر صلہ رحمی کرنے والے ہیں۔''

فوائد:...... سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ کے چچا ہیں، ان کی کنیت ابوالفضل ہے، یہ نبی کریم ﷺ سے دو تین سال بڑے تھے، قبل از اسلام قریش کے سردار تھے، مسجد حرام کے انتظامات اور حجاج کو پانی پلانے کا کام ان ہی کے ذمے تھا، بیعت عقبہ میں جب انصاری لوگوں نے آپ ﷺ کی بیعت کی تو سیدنا عباس رضی اللہ عنہ بھی وہاں آپ ﷺ کی خاطر موجود تھے، غزوۂ بدر میں مجبور ہو کر کفار کی طرف سے شریک ہوئے اور گرفتار ہو گئے، ان کے دو بھتیجے عقیل بن ابی طالب اور نوفل بن حارث بھی قید ہوئے تھے، سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے اپنا اور اپنے دونوں بھتیجوں کا فدیہ ادا کیا اور مکہ جا کر اسلام قبول کر لیا، فتح مکہ سے پہلے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے اور فتح مکہ اور غزوۂ حنین میں شریک ہوئے، غزوۂ حنین کے شروع میں جب صحابۂ کرام شکست کھا گئے تو سیدنا عباس رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے ساتھ ثابت قدم رہے۔ (۳۲ یا ۳۴) سن ہجری میں (۸۸) برس کی عمر میں مدینہ منورہ میں ان کا انتقال ہوا۔

(۱۱۸۳۶)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ وَقَعَ فِي أَبٍ لِلْعَبَّاسِ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَطَمَهُ الْعَبَّاسُ، فَجَاءَ قَوْمُهُ فَقَالُوْا: وَاللّٰهِ لَنَلْطِمَنَّهُ كَمَا لَطَمَهُ فَلَبِسُوا السِّلَاحَ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ، فَقَالَ: ((أَيُّهَا النَّاسُ أَيُّ أَهْلِ الْأَرْضِ أَكْرَمُ عَلَى اللّٰهِ؟)) قَالُوْا: أَنْتَ، قَالَ: ((فَإِنَّ الْعَبَّاسَ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ، فَلَا تَسُبُّوْا مَوْتَانَا فَتُؤْذُوْا أَحْيَاءَنَا۔)) فَجَاءَ

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک انصاری نے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے والد پر طنز کیا، وہ دورِ جاہلیت میں فوت ہو گئے تھے، عباس رضی اللہ عنہ نے (طیش میں آ کر) اسے تھپڑ رسید کر دیا، انصاری کی قوم کے لوگ آ گئے اور کہنے لگے: اللہ کی قسم، جس طرح اس نے تھپڑ مارا ہے، ہم بھی بدلے میں اسے ضرور تھپڑ ماریں گے، وہ لوگ اسلحہ سے مسلح ہو کر آ گئے۔ جب یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا: ''لوگو! روئے زمین کے لوگوں میں اللہ کے ہاں سب سے زیادہ معزز کون شخص ہے؟'' لوگوں

(۱۱۸۳۵) تخریج: اسناده حسن، اخرجه البزار: ۱۰۷۷، وابویعلی: ۸۲۰، وابن حبان: ۷۰۵۲ (انظر: ۱۶۱۰)

(۱۱۸۳۶) تخریج: اسناده ضعیف، عبد الاعلی بن عامر الثعلبی ضعّفه احمد وابوزرعة وابو حاتم والنسائی وابن معین وغیرهم أخرجه الترمذی: ۳۷۴۹، والنسائی: ۸/ ۳۳ (انظر: ۲۷۳٤)

الْقَوْمُ فَقَالُوْا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ غَضَبِكَ۔ (مسند احمد: ٢٧٣٤)

نے کہا: جی آپ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر عباس میرا ہے اور میں عباس کا ہوں، تم ہمارے فوت شدہ لوگوں کو برا بھلا کہہ کر ہمارے زندہ لوگوں کو ایذا نہ پہنچاؤ۔'' پھر ان لوگوں نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر معذرت کرتے ہوئے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم آپ کے غصہ اور ناراضگی سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔

(١١٨٣٧)۔ عَنْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، قَالَ: دَخَلَ الْعَبَّاسُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مُغْضَبًا، فَقَالَ لَهُ: ((مَا يُغْضِبُكَ؟)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَا لَنَا وَلِقُرَيْشٍ إِذَا تَلَاقَوْا بَيْنَهُمْ تَلَاقَوْا بِوُجُوهٍ مُبْشِرَةٍ، وَإِذَا لَقُونَا لَقُونَا بِغَيْرِ ذٰلِكَ، فَغَضِبَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى احْمَرَّ وَجْهُهُ وَحَتّٰى اسْتَدَرَّ عِرْقٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ، وَكَانَ إِذَا غَضِبَ اسْتَدَرَّ فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْهُ، قَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، (أَوْ قَالَ) وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَا يَدْخُلُ قَلْبَ رَجُلٍ الْإِيمَانُ حَتّٰى يُحِبَّكُمْ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلِرَسُولِهِ۔)) ثُمَّ قَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! مَنْ آذَى الْعَبَّاسَ فَقَدْ آذَانِي، إِنَّمَا عَمُّ الرَّجُلِ صِنْوُ أَبِيهِ۔)) (مسند احمد: ١٧٦٥٧)

سیدنا عبدالمطلب بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب سے مروی ہے کہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ غصے کی حالت میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ ﷺ نے ان سے دریافت کیا: ''تمہیں کس بات پر غصہ آیا ہے؟'' انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! قریش کو ہم سے کیا عداوت ہے؟ وہ آپس میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو بڑے خوش ہو کر ملتے ہیں اور جب ہم سے ملتے ہیں تو ان کے چہرے بدل جاتے ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ اس قدر غضب ناک ہوئے کہ آپ ﷺ کا چہرہ سرخ ہو گیا اور آپ ﷺ کی پیشانی سے پسینہ بہنے لگا، ویسے جب آپ ﷺ کو شدید غصہ آتا تھا تو پسینہ بہنے لگتا تھا، جب آپ ﷺ کی یہ کیفیت زائل ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! کسی کے دل میں ایمان اس وقت تک داخل نہیں ہو سکتا، جب تک وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے لیے تم سے محبت نہیں کرے گا۔'' (دوسری روایت میں ہے: اللہ تعالیٰ کے لیے اور میری قرابت داری کی وجہ سے تم سے محبت نہیں کرے گا) پھر فرمایا: ''لوگو! (یاد رکھو) جس نے عباس رضی اللہ عنہ کو ایذا پہنچائی، اس نے مجھے تکلیف دی، آدمی کا چچا اس کے باپ کی ہی ایک قسم ہوتا ہے۔''

(١١٨٣٧) تخريج: اسناده ضعيف لضعف يزيد بن ابى زياد، و لضعف يزيد بن عطاء اليشكرى، اخرجه الترمذى: ٣٧٥٨ (انظر: ١٧٥١٦)

فوائد:...... عبد المطلب بن ربیعہ بن حارث بن عبد المطلب بن ہاشم صحابی ہیں، شام میں سکونت پذیر رہے، (۶۲) سن ہجری میں ان کا انتقال ہوا، بعض اہل علم نے ان کا نام ''مطلب'' ذکر کیا ہے، مسند احمد میں ان کا نام عبد المطلب اور مستدرک حاکم میں مطلب مذکور ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْن رضي الله عنه
سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(۱۱۸۳۸)۔ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَبَّلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يُقَبِّلُ، وَقَالَ وَكِيعٌ: قَالَتْ: قَبَّلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُونٍ وَهُوَ مَيِّتٌ، قَالَتْ: فَرَأَيْتُ دُمُوعَهُ تَسِيلُ عَلَى خَدَّيْهِ يَعْنِي عُثْمَانَ، قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: وَعَيْنَاهُ تُهْرَاقَانِ۔ (مسند احمد: ۲۶۲۳۱)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ نے ان کی میت کو بوسہ دیا، میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے آنسو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے رخساروں پر بہہ رہے تھے۔ اس حدیث کے ایک راوی عبد الرحمن سے مروی ہے کہ آپ کی آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں۔

فوائد:...... اس باب میں یہی روایت صحیح ہے کہ سیدنا ابو بکر نے نبی کریم ﷺ کا بوسہ لیا تھا، جبکہ آپ ﷺ میت تھے، اس بات پر ائمہ کا اتفاق ہے کہ میت کو بوسہ دینا جائز ہے۔

سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ قدیم الاسلام صحابی ہیں، ابھی تک آپ ﷺ دار ارقم میں داخل نہیں ہوئے تھے کہ یہ مسلمان ہو گئے تھے، انھوں نے دو ہجرتیں کی ہیں، پہلی ہجرت حبشہ کی طرف اور دوسری مدینہ منورہ کی طرف، جب انھوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو ان کے ساتھ ان کا بیٹا سیدنا سائب اور دو بھائی سیدنا قدامہ اور سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہما بھی تھے، آپ ﷺ نے ان کے اور ابو ہیثم بن تیہان انصاری رضی اللہ عنہ کے مابین بھائی چارہ قائم کیا تھا، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بدر میں شریک ہوئے اور ہجرت سے اڑھائی برس بعد وفات پا گئے، یہ مہاجرین میں سب سے پہلے فوت ہونے والے صحابی تھے، آپ ﷺ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور بقیع میں ان کو دفن کیا گیا، آپ ﷺ نے ان کی قبر کی سر کی جانب بطور علامت ایک پتھر رکھا تھا، تاکہ آپ ﷺ کو ان کی قبر کی شناخت ہو سکے۔

انھوں نے دور جاہلیت میں بھی اپنے آپ پر شراب کو حرام کر رکھا تھا۔

(۱۱۸۳۸) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف عاصم بن عبید اللہ، وقد اضطرب فیہ، اخرجہ ابو داود: ۳۱۶۳، والترمذی: ۹۸۹، وابن ماجہ: ۱۴۵۶ (انظر: ۲۵۷۱۲)

(۱۱۸۳۸م)۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَمَّا مَاتَتْ زَيْنَبُ (وَفِي رِوَايَةٍ: رُقَيَّةُ) ابْنَةُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْحَقِي بِسَلَفِنَا الصَّالِحِ الْخَيْرِ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ۔)) (مسند احمد: ۲۱۲۷)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی بیٹی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا (یا سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا) کا انتقال ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی سے مخاطب ہو کر فرمایا: ''تم جا کر ہمارے بہترین پیش رو عثمان بن مظعون سے جا ملو۔''

(۱۱۸۳۹)۔ وَعَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: كَانَتْ أُمُّ الْعَلَاءِ الْأَنْصَارِيَّةُ تَقُولُ: لَمَّا قَدِمَ الْمُهَاجِرُونَ الْمَدِينَةَ اِقْتَرَعَتِ الْأَنْصَارُ عَلَى سُكْنَاهُمْ، فَطَارَ لَنَا عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُونٍ فِي السُّكْنَى، قَالَتْ أُمُّ الْعَلَاءِ: فَاشْتَكَى عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُونٍ عِنْدَنَا فَمَرَّضْنَاهُ حَتَّى إِذَا تُوُفِّيَ أَدْرَجْنَاهُ فِي أَثْوَابِهِ، فَدَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْكَ يَا أَبَا السَّائِبِ شَهَادَتِي عَلَيْكَ لَقَدْ أَكْرَمَكَ اللّٰهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَمَا يُدْرِيكِ أَنَّ اللّٰهَ أَكْرَمَهُ؟)) قَالَتْ: فَقُلْتُ: لَا أَدْرِي بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَمَّا هُوَ فَقَدْ جَائَهُ الْيَقِينُ مِنْ رَبِّهِ، وَإِنِّي لَأَرْجُو الْخَيْرَ لَهُ، وَاللّٰهِ! مَا أَدْرِي وَأَنَا رَسُولُ اللّٰهِ مَا

سیدنا خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدہ ام علاء انصاریہ رضی اللہ عنہا کہا کرتی تھیں کہ جب مہاجرین ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے تو انصار نے ان کو اپنے ہاں رہائش دینے کے لیے قرعہ اندازی کی تو سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا نام ہمارے حصہ میں نکل آیا، لیکن ہوا یوں کہ سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ ہمارے ہاں بیمار پڑ گئے۔ ہم نے ان کا خوب علاج معالجہ کیا، لیکن ان کا انتقال ہو گیا، ہم نے ان کو کفن کے کپڑوں میں لپیٹا، اللہ کے رسول ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے۔ میں نے کہا: اے ابو السائب! آپ پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوں، میں آپ کے بارے میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ نے آپ کو عزت و تکریم سے نوازا ہے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آپ کو کیا علم کہ اللہ نے ان کی عزت و تکریم کی ہے۔'' میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، میں تو اس بارے میں کچھ نہیں ❶ جانتی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے رب کی طرف سے موت آئی، مجھے اس کے

(۱۱۸۳۸م) تخریج: اسناده ضعيف، على بن زيد بن جدعان ضعيف، ويوسف بن مهران، قال ابن حجر: لين الحديث، اخرجه الطيالسي: ۲۶۹۴، والطبراني: ۸۳۱۷ (انظر: ۲۱۲۷)

(۱۱۸۳۹) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۹۲۹ (انظر: ۲۷۴۵۷)

❶ صحیح بخاری (۳۹۲۹) میں الفاظ اس طرح ہیں: "لَا أَدْرِي بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَمَنْ؟" اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میں نہیں جانتی تو اور کون (جانتا ہے)؟ ام العلاء انصاریہ کا مطلب یہ تھا کہ ہمارے گھر میں اس کے رہنے کی وجہ سے، مجھے اس کو قریب سے دیکھنے کا اتفاق ہوا اور میرے خیال کے مطابق یہ نیک آدمی ہے۔ نبی کریم ﷺ کا مقصد یہ تھا کہ کسی کے بارے اخروی لحاظ سے حتمی اور قطعی رائے کا اظہار نہیں ہونا چاہیے ہاں اچھے انجام کی امید ظاہر کی جا سکتی ہے۔ (عبد اللہ رفیق)

يُفْعَلُ بِي.)) (قَالَ يَعْقُوبُ: بِهِ) قَالَتْ: وَاللّٰهِ لَا أُزَكِّي أَحَدًا بَعْدَهُ أَبَدًا، فَأَحْزَنَنِي ذٰلِكَ فَنِمْتُ فَأُرِيتُ لِعُثْمَانَ عَيْنًا تَجْرِي، فَجِئْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ ذٰلِكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((ذَاكَ عَمَلُهُ.)) (مسند احمد: ٢٨٠٠٤)

بارے میں اللہ سے خیر کی امید ہے۔ اللہ کی قسم! میں اگر چہ اللہ کا رسول ہوں، لیکن میں بھی نہیں جانتا کہ کل کلاں میرے ساتھ اور اس کے ساتھ کیا پیش آئے گا؟'' ام العلاء رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ کی قسم! میں آج کے بعد کسی کی صفائی پیش نہیں کروں گی، اس بات سے مجھے غم لاحق ہوا، میں سوئی ہوئی تھی کہ خواب میں مجھے ایک بہتا چشمہ دکھایا گیا کہ یہ عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جا کر آپ کو اس کے متعلق بتلایا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ اس کا عمل ہے۔''

(١١٨٤٠)۔ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أُمِّهِ قَالَتْ: إِنَّ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُونٍ لَمَّا قُبِضَ قَالَتْ أُمُّ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدٍ: طِبْتَ أَبَا السَّائِبِ خَيْرُ أَيَّامِكَ الْخَيْرُ، فَسَمِعَهَا نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((مَنْ هٰذِهِ؟)) قَالَتْ: أَنَا، قَالَ ﷺ: ((وَمَا يُدْرِيكِ؟)) فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُونٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ ﷺ: ((أَجَلْ عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُوْنٍ مَارَأَيْنَا اِلَّا خَيْرًا، وَهٰذَا أَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاللّٰهِ مَا أَدْرِيْ مَا يُصْنَعُ بِيْ.)) (مسند احمد: ٢٨٠٠٦)

خارجہ بن زید اپنی والدہ سیدہ ام العلاء رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا: جب سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو میں نے کہا: اے ابو السائب! تمہیں مبارک ہو، تمہارے ایام زندگی اچھے گزرے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ بات سنی تو فرمایا: ''یہ بات کہنے والی کون ہے؟'' سیدہ ام علاء رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: جی میں ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہیں اس بات کا کیا علم؟' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے یہ بات سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ (جیسے عظیم الترتیب انسان کے بارے میں کہی ہے)، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں ہاں، ہم نے عثمان بن مظعون کو ہر لحاظ سے بہتر پایا، یاد رکھو کہ میں اگر چہ اللہ کا رسول ہوں، لیکن میں اپنے بارے میں یہ بھی نہیں جانتا کہ کل کلاں میرے ساتھ کیا معاملہ پیش آئے گا۔''

فوائد:...... وحی کے بغیر کسی نیک سے نیک تر انسان کی کامیابی اور برے سے بدتر انسان کی ناکامی کی شہادت نہیں دی جا سکتی، کیونکہ نیک اور برے اعمال کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے قوانین کو کوئی نہیں سمجھ سکتا، البتہ نیک آدمی کے بارے میں حسن ظن اور اچھا گمان رکھا جا سکتا ہے۔

ام خاجہ اور ام العلاء سے ایک ہی عورت مراد ہے۔ (عبداللہ رفیق)

(١١٨٤٠) تخريج: حديث صحيح، اخرجه الطبراني في "الكبير": ٤٨٧٩ (انظر: ٢٧٤٥٩)

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ عَدِي بْنِ حَاتِمِ الطَّائِيِّ رضی اللہ عنہ

سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(۱۱۸٤۲)۔ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ رَجُلٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ: حَدِيثٌ بَلَغَنِي عَنْكَ أُحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْكَ، قَالَ: نَعَمْ، لَمَّا بَلَغَنِي خُرُوجُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَكَرِهْتُ خُرُوجَهُ كَرَاهَةً شَدِيدَةً خَرَجْتُ حَتّٰى وَقَعْتُ نَاحِيَةَ الرُّومِ، وَقَالَ يَعْنِي يَزِيدَ بِبَغْدَادَ: حَتّٰى قَدِمْتُ عَلٰى قَيْصَرَ، قَالَ: فَكَرِهْتُ مَكَانِي ذٰلِكَ أَشَدَّ مِنْ كَرَاهِيَتِي لِخُرُوجِهِ، قَالَ: فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ لَوْلَا أَتَيْتُ هٰذَا الرَّجُلَ، فَإِنْ كَانَ كَاذِبًا لَمْ يَضُرَّنِي، وَإِنْ كَانَ صَادِقًا عَلِمْتُ، قَالَ: فَقَدِمْتُ فَأَتَيْتُهُ فَلَمَّا قَدِمْتُ قَالَ النَّاسُ: عَدِيُّ بْنُ حَاتِمٍ عَدِيُّ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: فَدَخَلْتُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لِي: ((يَا عَدِيُّ بْنَ حَاتِمٍ أَسْلِمْ تَسْلَمْ۔)) ثَلَاثًا قَالَ: قُلْتُ: إِنِّي عَلٰى دِينٍ، قَالَ: ((أَنَا أَعْلَمُ بِدِينِكَ مِنْكَ۔)) فَقُلْتُ: أَنْتَ أَعْلَمُ بِدِينِي مِنِّي؟ قَالَ: ((نَعَمْ، أَلَسْتَ مِنَ الرَّكُوسِيَّةِ، وَأَنْتَ تَأْكُلُ مِرْبَاعَ قَوْمِكَ؟)) قُلْتُ: بَلٰى، قَالَ: ((فَإِنَّ هٰذَا لَا يَحِلُّ لَكَ فِي دِينِكَ۔)) قَالَ: فَلَمْ يَعْدُ أَنْ قَالَهَا فَتَوَاضَعْتُ لَهَا، فَقَالَ: ((أَمَا إِنِّي أَعْلَمُ مَا الَّذِي يَمْنَعُكَ مِنَ الْإِسْلَامِ، تَقُولُ: إِنَّمَا اتَّبَعَهُ ضَعَفَةُ النَّاسِ،

ابوعبیدہ سے روایت ہے، وہ ایک آدمی سے بیان کرتے ہیں، اس نے کہا: میں نے سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا کہ مجھ تک آپ کی طرف سے ایک بات پہنچی ہے، میں اسے آپ سے براہ راست سماع کرنا چاہتا ہوں، انہوں نے کہا: جی ٹھیک ہے، جب مجھے رسول اللہ ﷺ کے ظہور کی اطلاع ملی تو مجھے آپ ﷺ کا ظہور اچھا نہ لگا، مجھے اس سے شدید کراہت ہوئی، میں یہاں سے بھاگ نکلا اور روم کے علاقے میں جا پہنچا، حدیث کے راوی یزید نے بغداد میں یوں بیان کیا: میں یہاں سے بھاگ کر قیصر روم کے ہاں چلا گیا، مگر مجھے پہلے سے بھی زیادہ پریشانی ہوئی، تو میں نے سوچا کہ کیوں نہ میں اسی آدمی کے ہاں چلا جاؤں، اگر وہ جھوٹا ہوا تو مجھے اس کا ضرر نہیں ہوگا اور اگر وہ سچا ہوا تو مجھے علم ہو ہی جائے گا، چنانچہ میں واپس آکر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، جب میں آیا تو لوگوں نے کہا: عدی بن حاتم، عدی بن حاتم، میں رسول اللہ ﷺ کے پاس چلا گیا۔ آپ ﷺ نے مجھ سے تین بار فرمایا: ''عدی بن حاتم! دائرۂ اسلام میں داخل ہو جاؤ، سلامت رہو گے۔'' عدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: میں ایک دین پر ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمہارے دین کے متعلق تم سے بہتر جانتا ہوں۔'' میں نے عرض کیا: کیا آپ میرے دین کے بارے میں مجھ سے بہتر جانتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں۔ کیا تم رکوسیہ گروہ میں سے نہیں ہو؟ (یہ عیسائیوں اور صابئین کا ایک درمیانی گروہ ہے) اور تم اپنی قوم سے مال کا چوتھا حصہ لے کر کھاتے ہو؟''

(۱۱۸٤۲) تخریج: صحیح، اخرجه الحاکم: ٤/ ٥١٨، وابن حبان: ٦٦٧٩ (انظر: ١٨٢٦٠)

وَمَنْ لَا قُوَّةَ لَهُ، وَقَدْ رَمَتْهُمُ الْعَرَبُ، أَتَعْرِفُ الْحِيرَةَ؟)) قُلْتُ: لَمْ أَرَهَا وَقَدْ سَمِعْتُ بِهَا، قَالَ: ((فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُتِمَّنَّ اللّٰهُ هٰذَا الْأَمْرَ حَتّٰى تَخْرُجَ الظَّعِينَةُ مِنَ الْحِيرَةِ حَتّٰى تَطُوفَ بِالْبَيْتِ فِي غَيْرِ جِوَارِ أَحَدٍ، وَلَيَفْتَحَنَّ كُنُوزَ كِسْرَى بْنِ هُرْمُزَ۔)) قَالَ: قُلْتُ: كِسْرَى بْنِ هُرْمُزَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، كِسْرَى بْنِ هُرْمُزَ، وَلَيُبْذَلَنَّ الْمَالُ حَتّٰى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ۔)) قَالَ عَدِيُّ بْنُ حَاتِمٍ: فَهٰذِهِ الظَّعِينَةُ تَخْرُجُ مِنَ الْحِيرَةِ فَتَطُوفُ بِالْبَيْتِ فِي غَيْرِ جِوَارٍ، وَلَقَدْ كُنْتُ فِيمَنْ فَتَحَ كُنُوزَ كِسْرَى بْنِ هُرْمُزَ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَكُونَنَّ الثَّالِثَةُ لِأَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ قَالَهَا۔ (مسند احمد: ۱۸٤٤۹)

میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’حالانکہ یہ چیز تمہارے دین میں تمہارے لیے حلال نہیں ہیں۔‘‘ سیدنا عدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: آپ ﷺ نے جب یہ دونوں باتیں بیان فرمائیں تو میں نے انہیں تسلیم کر لیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ’’میں یہ بھی جانتا ہوں کہ اسلام قبول کرنے سے کون سی چیز تمہارے لیے مانع ہے؟ تم سمجھتے ہو کہ کم زور معاشرت والے افراد نے دین اسلام کی اتباع کی ہے اور ایسے لوگوں نے دین اسلام قبول کیا ہے، جنہیں دنیوی لحاظ سے قوت یا شان و شوکت حاصل نہیں اور عربوں نے ان مسلمانوں کو دھتکار دیا ہے، کیا تم حیرہ (کوفہ کے قریب ایک) شہر سے واقف ہو؟‘‘ میں نے عرض کیا: میں نے اس شہر کو دیکھا تو نہیں، البتہ اس کے بارے سنا ضرور ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اللہ تعالیٰ اس دین کو اس حد تک ضرور غالب کرے گا کہ ایک اکیلی خاتون حیرہ شہر سے کسی کی پناہ اور حفاظت کے بغیر بے خوف و خطر سفر کرتی ہوئی آ کر بیت اللہ کا طواف کرے گی اور کسریٰ بن ہرمز کے خزانے ضرور بالضرور مسلمانوں کے ہاتھوں فتح ہوں گے۔‘‘ میں عدی نے حیران ہو کر پوچھا: کیا کسریٰ بن ہرمز کے خزانے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’ہاں ہاں کسریٰ بن ہرمز کے اور مال و دولت کی اس قدر فراوانی ہو جائے گی کہ کوئی آدمی مال لینے کے لیے تیار نہیں ہوگا۔‘‘ عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے کہا: (میں نے آپ ﷺ کی پیشین گوئی کے مطابق ایسا پر امن دور دیکھا کہ) ایک اکیلی خاتون حیرہ سے کسی کی پناہ اور حفاظت کے بغیر بے خوف و خطر سفر کر کے آ کر بیت اللہ کا طواف کرتی ہے اور میں خود ان لوگوں میں شامل تھا، جنہوں نے کسریٰ بن ہرمز کے خزانوں کو فتح کیا تھا، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں

میری جان ہے، تیسری بات بھی ضرور پوری ہو کر رہے گی،
کیونکہ یہ بات اللہ کے رسول ﷺ نے کہی ہے۔

فوائد: ......سیدنا عدی بن حاتم بن عبد اللہ طائی کوفی رضی اللہ عنہ صحابی ہیں، ان کے باپ سخاوت میں مشہور ہیں، یہ مذہبا عیسائی تھے، جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو انھوں نے اسلام قبول کر لیا، نبی کریم ﷺ ان کی عزت کیا کرتے تھے، آپ ﷺ کی وفات کے بعد جب عربوں میں مختلف انداز میں ارتداد نمودار ہوا تو یہ اپنی قوم کے ساتھ اسلام پر ثابت قدم رہے اور اس وقت بھی اپنی قوم کی زکوۃ ادا کی، یہ بڑے سخی، اپنی قوم کے ہاں معزز اور بزرگ سمجھے جاتے ہیں، بلا کے حاضر الجواب تھے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ہونے والی عراق کی فتوحات میں حاضر تھے، پھر انھوں نے کوفہ میں سکونت اختیار کر لی تھی اور جنگ جمل اور جنگ صفین میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، انھوں نے کوفہ میں (٦٩) سن ہجری میں وفات پائی، جبکہ ان کی عمر (١٢٠) برس تھی۔

تیسری چیز کا ذکر درج ذیل روایت میں ہے، یہ عیسی علیہ السلام کے زمانے میں پوری ہوگی، بعض نے عمر بن عبد العزیز کے زمانے کا اس کو مصداق ٹھہرایا ہے۔

صحیح بخاری (٣٥٩٥) میں اس روایت کے الفاظ درج ذیل ہیں:

سیدنا عدی بن حاتم سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: بَيْنَا أَنَا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ أَتَاهُ رَجُلٌ فَشَكَا إِلَيْهِ الْفَاقَةَ ثُمَّ أَتَاهُ آخَرُ فَشَكَا إِلَيْهِ قَطْعَ السَّبِيلِ فَقَالَ: ((يَا عَدِيُّ هَلْ رَأَيْتَ الْحِيرَةَ۔)) قُلْتُ لَمْ أَرَهَا وَقَدْ أُنْبِئْتُ عَنْهَا قَالَ: ((فَإِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتَرَيَنَّ الظَّعِينَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِيرَةِ حَتّٰى تَطُوفَ بِالْكَعْبَةِ لَا تَخَافُ أَحَدًا إِلَّا اللّٰهَ۔)) قُلْتُ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَ نَفْسِي فَأَيْنَ دُعَّارُ طَيِّءٍ الَّذِينَ قَدْ سَعَّرُوا الْبِلَادَ ((وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتُفْتَحَنَّ كُنُوزُ كِسْرٰى۔)) قُلْتُ كِسْرَى بْنِ هُرْمُزَ؟ قَالَ: ((كِسْرَى بْنِ هُرْمُزَ وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتَرَيَنَّ الرَّجُلَ يُخْرِجُ مِلْءَ كَفِّهِ مِنْ ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ يَطْلُبُ مَنْ يَقْبَلُهُ مِنْهُ فَلَا يَجِدُ أَحَدًا يَقْبَلُهُ مِنْهُ وَلَيَلْقَيَنَّ اللّٰهَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ يَلْقَاهُ وَلَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تَرْجُمَانٌ يُتَرْجِمُ لَهُ فَلَيَقُولَنَّ لَهُ أَلَمْ أَبْعَثْ إِلَيْكَ رَسُولًا فَيُبَلِّغَكَ فَيَقُولُ بَلٰى فَيَقُولُ أَلَمْ أُعْطِكَ مَالًا وَأُفْضِلْ عَلَيْكَ فَيَقُولُ بَلٰى فَيَنْظُرُ عَنْ يَمِينِهِ فَلَا يَرٰى إِلَّا جَهَنَّمَ وَيَنْظُرُ عَنْ يَسَارِهِ فَلَا يَرٰى إِلَّا جَهَنَّمَ۔)) قَالَ عَدِيٌّ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقَّةِ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ شِقَّةَ تَمْرَةٍ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ۔)) قَالَ عَدِيٌّ فَرَأَيْتُ الظَّعِينَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِيرَةِ حَتّٰى تَطُوفَ بِالْكَعْبَةِ لَا تَخَافُ إِلَّا اللّٰهَ وَكُنْتُ فِيمَنْ افْتَتَحَ كُنُوزَ كِسْرَى بْنِ هُرْمُزَ وَلَئِنْ طَالَتْ بِكُمْ حَيَاةٌ لَتَرَوُنَّ مَا قَالَ النَّبِيُّ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ يُخْرِجُ مِلْءَ كَفِّهِ۔

ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے کہ ایک شخص نے آ کر آپ ﷺ سے فاقہ کی شکایت کی دوسرے نے آپ

صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر ڈاکہ زنی کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''عدی کیا تم نے حیرہ دیکھا ہے؟'' میں نے عرض کیا: میں نے وہ جگہ نہیں دیکھی لیکن اس کے بارے میں مجھے بتلایا گیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تمہاری زندگی زیادہ ہوئی تو یقیناً تم دیکھ لوگے کہ ایک بڑھیا عورت حیرہ سے چل کر کعبہ کا طواف کرے گی، اللہ کے علاوہ اس کو کسی کا خوف نہیں ہوگا۔'' میں نے اپنے جی میں کہا کہ اس وقت قبیلہ طے کے ڈاکو کدھر جائیں گے، جنہوں نے تمام شہروں میں آگ لگا رکھی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہاری زندگی زیادہ ہوئی تو یقیناً تم کسری کے خزانوں کو فتح کرو گے۔'' میں نے دریافت کیا: کسری بن ہرمز؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں (کسری بن ہرمز) اور اگر تمہاری زندگی زیادہ ہوئی تو یقیناً تم دیکھ لوگے کہ ایک شخص مٹھی بھر سونا یا چاندی لے کر نکلے گا اور ایسے آدمی کو تلاش کرے گا جو اسے لے لے، لیکن اس کو کوئی نہ ملے گا جو یہ رقم لے لے۔ یقیناً تم میں سے ہر شخص قیامت میں اللہ سے ملے گا (اس وقت) اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا، جو اس کی گفتگو کا ترجمہ کرے، اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کیا میں نے تیرے پاس رسول نہ بھیجا تھا جو تجھے تبلیغ کرتا؟ وہ عرض کرے گا ہاں پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا میں نے تجھ کو مال وزر اور فرزند سے نہیں نوازا تھا؟ وہ عرض کرے گا ہاں، پھر وہ اپنی دائی جانب دیکھے گا دوزخ کے سوا کچھ نہ دیکھے گا۔'' عدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ ''آگ سے بچو اگرچہ چھوہارے کا ایک ٹکڑا ہی سہی یہ بھی نہ ہو سکے تو کوئی عمدہ بات کہہ کر ہی سہی۔'' سیدنا عدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے بڑھیا کو دیکھ لیا کہ حیرہ سے سفر شروع کرتی ہے اور کعبہ کا طواف کرتی ہے اور اللہ کے سوا اس کو کسی کا ڈر نہیں تھا اور میں ان لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے کسریٰ بن ہرمز کے خزانے فتح کئے تھے، اگر تم لوگوں کی زندگی زیادہ ہوئی تو جو کچھ آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ایک شخص مٹھی بھر سونا لے کر نکلے گا، تو تم یہ بھی دیکھ لوگے۔

(۱۱۸۴۳)۔ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ سِمَاكَ بْنَ حَرْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبَّادَ بْنَ حُبَيْشٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: جَاءَتْ خَيْلُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَوْ قَالَ: رُسُلُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا بِعَقْرَبٍ فَأَخَذُوْا عَمَّتِي وَنَاسًا، قَالَ: فَلَمَّا أَتَوْا بِهِمْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((فَصَفُّوْا لَهُ۔)) قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، نَأَى الْوَافِدُ وَانْقَطَعَ الْوَلَدُ وَأَنَا عَجُوزٌ كَبِيرَةٌ

سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کا ایک گھڑ سوار دستہ یا آپ ﷺ کے قاصد آئے اور انہوں نے میری پھوپھی اور (قبیلہ کے) کچھ لوگوں کو گرفتار کر لیا، میں اس وقت ''عقرب'' (ایک جگہ کا نام) میں تھا۔ وہ لوگ ان قیدیوں کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے گئے، وہ آپ ﷺ کے سامنے لائنوں میں کھڑے ہوئے تو میری پھوپھی نے کہا: میری پیروی کرنے والا بہت دور ہے، اولاد بھی پاس نہیں اور میں ایک عمر رسیدہ خاتون ہوں میرا کوئی خدمت

(۱۱۸۴۳) تخریج: بعضه صحیح، وفی هذا الاسناد عباد بن حبیش لایعرف، اخرجه الترمذی: ۲۹۵۴ (انظر: ۱۹۳۸۱)

مَا بِي مِنْ خِدْمَةٍ فَمُنَّ عَلَيَّ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكَ، قَالَ: ((مَنْ وَافِدُكِ؟)) قَالَتْ: عَدِيُّ بْنُ حَاتِمٍ، قَالَ: ((الَّذِي فَرَّ مِنَ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ؟)) قَالَتْ: فَمَنَّ عَلَيَّ، قَالَتْ: فَلَمَّا رَجَعَ وَرَجُلٌ إِلٰى جَنْبِهِ نَرٰى أَنَّهُ عَلِيٌّ قَالَ: سَلِيهِ حِمْلَانًا، قَالَ: فَسَأَلَتْهُ فَأَمَرَ لَهَا، قَالَتْ: فَأَتَتْنِي فَقَالَتْ: لَقَدْ فَعَلْتَ فَعْلَةً مَا كَانَ أَبُوكَ يَفْعَلُهَا، قَالَتْ: ائْتِهِ رَاغِبًا أَوْ رَاهِبًا، فَقَدْ أَتَاهُ فُلَانٌ فَأَصَابَ مِنْهُ وَأَتَاهُ فُلَانٌ فَأَصَابَ مِنْهُ، قَالَ: فَأَتَيْتُهُ فَإِذَا عِنْدَهُ امْرَأَةٌ وَصِبْيَانٌ أَوْ صَبِيٌّ فَذَكَرَ قُرْبَهُمْ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ لَيْسَ مُلْكُ كِسْرٰى وَلَا قَيْصَرَ، فَقَالَ لَهُ: ((يَا عَدِيُّ بْنَ حَاتِمٍ مَا أَفَرَّكَ أَنْ يُقَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، فَهَلْ مِنْ إِلٰهٍ إِلَّا اللّٰهُ، مَا أَفَرَّكَ أَنْ يُقَالَ اللّٰهُ أَكْبَرُ، فَهَلْ شَيْءٌ هُوَ أَكْبَرُ مِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ؟)) قَالَ: فَأَسْلَمْتُ فَرَأَيْتُ وَجْهَهُ اسْتَبْشَرَ، وَقَالَ: ((إِنَّ الْمَغْضُوبَ عَلَيْهِمْ الْيَهُودُ، وَالضَّالِّينَ النَّصَارٰى۔)) ثُمَّ سَأَلُوهُ، فَحَمِدَ اللّٰهَ تَعَالٰى وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ! فَلَكُمْ أَيُّهَا النَّاسُ أَنْ تَرْضَخُوا مِنَ الْفَضْلِ۔)) ارْتَضَخَ امْرُؤٌ بِصَاعٍ بِبَعْضِ صَاعٍ بِقَبْضَةٍ بِبَعْضِ قَبْضَةٍ، قَالَ شُعْبَةُ: وَأَكْثَرُ عِلْمِي أَنَّهُ قَالَ: ((بِتَمْرَةٍ بِشِقِّ تَمْرَةٍ، إِنَّ أَحَدَكُمْ لَاقِي اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَقَائِلٌ: مَا أَقُولُ أَلَمْ أَجْعَلْكَ سَمِيعًا بَصِيرًا؟ أَلَمْ

گزار بھی نہیں، آپ مجھ پر احسان فرمائیں، اللہ آپ پر احسان کرے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے پیروی کرنے والا کون ہے؟'' اس نے کہا: عدی بن حاتم۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہی عدی جو اللہ اور اس کے رسول کے ڈر سے فرار ہو گیا ہے۔'' اس نے کہا: پس آپ نے مجھ پر احسان فرمایا۔ میری پھوپھی نے بیان کیا کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو آپ ﷺ کے ساتھ ایک اور آدمی بھی تھا، میری پھوپھی کا خیال ہے کہ وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ تھے۔ اس نے اس سے (یعنی میری پھوپھی سے) سے کہا: رسول اللہ ﷺ سے کوئی سواری مانگ لو۔ اس نے آپ ﷺ سے سواری کا مطالبہ کیا تو آپ ﷺ نے اس کے لیے سواری مہیا کئے جانے کا حکم صادر فرمایا۔ سیدنا عدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میری پھوپھی نے آکر مجھ سے کہا کہ تو نے ایسا کام کیا ہے کہ تیرا باپ تو (بزدلی والا) ایسا کوئی کام نہ کرتا تھا، تو رغبت کے ساتھ یا خوف کے ساتھ ہر حال میں ان کے پاس یعنی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں چلا جاتا، فلاں آدمی ان کی خدمت میں گیا اور فلاں بھی ان کے ہاں حاضر ہوا، انہوں نے ہر ایک کے ساتھ حسن سلوک کا مظاہرہ کیا۔ عدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں آپ کی خدمت میں چلا آیا، اس وقت آپ کی خدمت میں ایک عورت اور اس کے ساتھ ایک دو بچے بھی تھے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کے انتہائی قریب آزادی سے بیٹھے تھے، میں نے جان لیا کہ آپ ﷺ قیصر و کسریٰ جیسے بادشاہ نہیں ہیں۔ آپ ﷺ نے عدی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''عدی! کیا تم محض اس لیے فرار ہوئے کہ کلمۂ توحید ''لا الہ الا اللہ'' نہ پڑھا جائے؟ کیا اللہ کے سوا کوئی معبود ہے؟ کیا کوئی اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر بھی ہے؟'' عدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پس میں دائرۂ

أَجْعَلْ لَكَ مَالًا وَوَلَدًا؟ فَمَاذَا قَدَّمْتَ؟ فَيَنْظُرُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ وَعَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ، فَلَا يَجِدُ شَيْئًا فَمَا يَتَّقِي النَّارَ إِلَّا بِوَجْهِهِ، فَاتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ، فَإِنْ لَمْ تَجِدُوْهُ فَبِكَلِمَةٍ لَيِّنَةٍ، إِنِّي لَا أَخْشَى عَلَيْكُمُ الْفَاقَةَ، لَيَنْصُرَنَّكُمُ اللّٰهُ تَعَالَى وَلَيُعْطِيَنَّكُمْ، أَوْ لَيَفْتَحَنَّ لَكُمْ حَتّٰى تَسِيرَ الظَّعِينَةُ بَيْنَ الْحِيرَةِ وَيَثْرِبَ أَوْ أَكْثَرَ مَا تَخَافُ السَّرَقَ عَلٰى ظَعِينَتِهَا۔)) قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: ثَنَاهُ شُعْبَةُ مَا لَا أُحْصِيهِ وَقَرَأْتُهُ عَلَيْهِ۔ (مسند احمد: ۱۹۶۰۰)

اسلام میں داخل ہو گیا، میں نے آپ ﷺ کے چہرے پر خوشی کے آثار دیکھے۔ نیز آپ ﷺ نے فرمایا: قرآن کریم میں "اَلْمَغْضُوبَ عَلَيْهِمْ" (وہ لوگ جن پر اللہ کا غضب ہوا) سے مراد یہودی ہیں۔ اور "اَلضَّالِّينَ" (گمراہ) سے مراد نصاریٰ (عیسائی) ہیں۔" اس کے بعد وہاں پر موجود فقراء نے آپ ﷺ سے کچھ مانگا تو آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور فرمایا: "لوگو! اللہ نے تمہیں جو نعمتیں دی ہیں، تم ان میں سے اللہ کی راہ میں ضرورت مندوں کو دو۔" تو کسی نے ایک صاع اور کسی نے اس سے کچھ کم، کسی نے ایک مٹھی اور کسی نے اس سے بھی کم یعنی اپنی اپنی استطاعت کے مطابق صدقہ کیا۔ حدیث کے راوی شعبہ نے کہا: میرے علم کے مطابق سماک نے یہ بھی کہا کہ کسی نے ایک کھجور اور کسی نے اس سے بھی کم مقدار میں صدقہ کیا۔ آپ ﷺ نے مزید فرمایا: "تم میں سے ہر ایک جا کر اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنے والا ہے، اللہ اپنے ملاقات کرنے والے بندوں سے فرمائے گا: کیا میں نے تجھے سننے والا اور دیکھنے والا نہیں بنایا تھا؟ کیا میں نے تجھے مال و اولاد سے نہیں نوازا تھا؟ تو بتا تو کیا اعمال کر کے آیا ہے؟ وہ اپنے آگے پیچھے اور دائیں بائیں دیکھے گا، وہ کوئی ایسی چیز نہیں پائے گا، جو اس کے کسی کام آ سکے، وہ اپنے چہرے ہی کے ذریعے جہنم سے بچنے کی کوشش کرے گا، پس تم جہنم سے بچنے کا سامان کر لو، اگرچہ وہ کھجور کے ایک حصے کی شکل میں ہو۔ اگر تم کسی کو دینے کے لیے کھجور کا کچھ حصہ بھی نہ پاؤ تو نرم کلامی کے ساتھ ہی جہنم سے بچ جاؤ۔ مجھے تمہارے بارے میں فقر و فاقہ کا ڈر نہیں، اللہ تعالیٰ تمہاری مدد ضرور کرے گا اور ضرور تمہیں بہت کچھ دے گا اور وہ تمہیں ایسی فتح سے ہمکنار فرمائے گا کہ ایک خاتون حیرہ اور یثرب کے درمیان کا یا اس سے بھی زیادہ

سفر بے خوف وخطر طے کرے گی، زیادہ سے زیادہ اس کو اپنی سواری کے چوری ہو جانے کا خطرہ ہوگا۔''

(۱۱۸٤٤)۔ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ قَالَ: أَتَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ فِي أُنَاسٍ مِنْ قَوْمِي فَجَعَلَ يَفْرِضُ لِلرَّجُلِ مِنْ طَيِّئٍ فِي أَلْفَيْنِ وَيُعْرِضُ عَنِّي، قَالَ: فَاسْتَقْبَلْتُهُ فَأَعْرَضَ عَنِّي، ثُمَّ أَتَيْتُهُ مِنْ حِيَالِ وَجْهِهِ فَأَعْرَضَ عَنِّي، قَالَ: فَقُلْتُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! أَتَعْرِفُنِي؟ قَالَ: فَضَحِكَ حَتَّى اسْتَلْقَى لِقَفَاهُ ثُمَّ قَالَ: نَعَمْ وَاللّٰهِ! إِنِّي لَأَعْرِفُكَ، آمَنْتَ إِذْ كَفَرُوْا، وَأَقْبَلْتَ إِذْ أَدْبَرُوْا وَوَفَيْتَ إِذْ غَدَرُوْا، وَإِنَّ أَوَّلَ صَدَقَةٍ بَيَّضَتْ وَجْهَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَوُجُوْهَ أَصْحَابِهِ صَدَقَةُ عَدِيٍّ جِئْتَ بِهَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ أَخَذَ يَعْتَذِرُ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّمَا فَرَضْتُ لِقَوْمٍ أَجْحَفَتْ بِهِمُ الْفَاقَةُ وَهُمْ سَادَةُ عَشَائِرِهِمْ لِمَا يَنُوْبُهُمْ مِنَ الْحُقُوْقِ۔ (مسند احمد: ۳۱٦)

سیدنا عدی بن حاتم ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ کہتے ہیں: میں اپنی قوم کے کچھ افراد کے ساتھ سیدنا عمر بن خطاب ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، انہوں نے بنوطیٔ کے ہر ہر فرد کو دو دو ہزار دیئے اور مجھ سے اعراض کیا، پھر میں ان کے سامنے آیا، لیکن انھوں نے بے رخی اختیار کی، پھر میں بالکل ان کے چہرے کے سامنے آیا، تب بھی انہوں نے مجھ سے اعراض کیا، بالآخر میں نے کہا: اے امیر المومنین! کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ یہ بات سن کر سیدنا عمر ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ اس قدر ہنسے کہ گدی کی بل لیٹ گئے اور پھر کہا: جی ہاں، اللہ کی قسم! میں تمہیں پہچانتا ہوں، تم اس وقت ایمان لائے تھے جب یہ لوگ کفر پر ڈٹے ہوئے تھے، تم اس وقت اسلام کی طرف متوجہ ہوئے تھے جب ان لوگوں نے پیٹھ کی ہوئی تھی اور تم نے اس وقت وفاداری دکھائی، جب یہ لوگ غداری کر رہے تھے اور میں جانتا ہوں کہ سب سے پہلا صدقہ، جس نے نبی کریم ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وسلم اور صحابہ کے چہرے روشن کر دیئے تھے، وہ تو عدی کا صدقہ تھا، جو تم رسول اللہ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وسلم کے پاس لے کر آئے تھے، بعد ازاں سیدنا عمر ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ نے سیدنا عدی سے معذرت کی اور کہا: میں نے ان لوگوں کو اس لئے دیا ہے کہ یہ لوگ آج کل فاقوں سے دو چار ہیں، جبکہ یہ اپنے اپنے قبیلوں کے سردار بھی ہیں اور ان پر کافی ساری ذمہ داریاں ہیں۔

فوائد:...... کتنی قابل غور بات ہے کہ سیدنا عمر ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ، سیدنا عدی ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ کی خوبیوں کے معترف بھی ہیں اور وہ بار بار اِن کے سامنے اس مقصد سے آ رہے ہیں کہ ان کو بھی کچھ مال و دولت دے دیا جائے، لیکن ان دو چیزوں کے باوجود ان کو کچھ بھی نہیں دیا جا رہا، کیونکہ بڑی مصلحت اور منفعت اس میں تھی کہ دوسرے لوگوں میں مال تقسیم کر دیا جائے۔

(۱۱۸٤٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٤٣٩٤، ومسلم: ٢٥٢٣ (انظر: ٣١٦)

(۱۱۸۴۵)۔ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَعَلَّمَنِي الْإِسْلَامَ وَنَعَتَ لِي الصَّلَاةَ وَكَيْفَ أُصَلِّي كُلَّ صَلَاةٍ لِوَقْتِهَا، ثُمَّ قَالَ لِي: ((كَيْفَ أَنْتَ يَا ابْنَ حَاتِمٍ إِذَا رَكِبْتَ مِنْ قُصُورِ الْيَمَنِ لَا تَخَافُ إِلَّا اللّٰهَ حَتَّى تَنْزِلَ قُصُورَ الْحِيرَةِ؟)) قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَأَيْنَ مَقَانِبُ طَيِّءٍ وَرِجَالُهَا، قَالَ: ((يَكْفِيكَ اللّٰهُ طَيِّئًا وَمَنْ سِوَاهَا۔)) قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّا قَوْمٌ نَتَصَيَّدُ بِهٰذِهِ الْكِلَابِ وَالْبُزَاةِ فَمَا يَحِلُّ لَنَا مِنْهَا؟ قَالَ: ((يَحِلُّ لَكُمْ ﴿مَا عَلَّمْتُمْ مِنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِينَ تُعَلِّمُونَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ فَكُلُوا مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ﴾ فَمَا عَلَّمْتَ مِنْ كَلْبٍ أَوْ بَازٍ ثُمَّ أَرْسَلْتَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ فَكُلْ مِمَّا أَمْسَكَ عَلَيْكَ۔)) قُلْتُ: وَإِنْ قَتَلَ؟ قَالَ: ((وَإِنْ قَتَلَ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنْهُ شَيْئًا فَإِنَّمَا أَمْسَكَهُ عَلَيْكَ۔)) قُلْتُ: أَفَرَأَيْتَ إِنْ خَالَطَ كِلَابَنَا كِلَابٌ أُخْرٰى حِينَ نُرْسِلُهَا؟ قَالَ: ((لَا تَأْكُلْ حَتَّى تَعْلَمَ أَنَّ كَلْبَكَ هُوَ الَّذِي أَمْسَكَ عَلَيْكَ۔)) قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّا قَوْمٌ نَرْمِي بِالْمِعْرَاضِ فَمَا يَحِلُّ لَنَا؟ قَالَ: ((لَا تَأْكُلْ مَا أَصَبْتَ بِالْمِعْرَاضِ إِلَّا مَا ذَكَّيْتَ۔)) (مسند احمد: ۱۸۴۴۷)

سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم لوگ کتوں اور بازوں کے ذریعے شکار کرتے ہیں، ہمارے لیے ان کے شکار میں سے کیا حلال ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو شکاری کتے تم نے سدھائے ہیں، اس تعلیم سے جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں دے رکھی ہے، ان کے روکے ہوئے شکار کو کھا سکتے ہو اور اس پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا ہو اور جو کتا یا باز تم نے چھوڑا ہے اور اللہ کا نام ذکر کیا ہے، تو وہ جو شکار روک کر رکھیں، وہ کھا لو۔'' میں نے کہا: اگرچہ یہ شکار کو مار بھی دیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگرچہ یہ مار بھی دیں، لیکن شکار سے خود نہ کھایا ہو تو انہوں نے شکار تمہارے لیے روکا ہے۔'' میں نے کہا: اب یہ فرمائیں کہ چھوڑتے وقت اگر ہمارے کتے کے ساتھ دوسرے کتے مل جل جاتے ہیں تو پھر کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اس وقت تک شکار نہ کھاؤ جب تک تمہیں یہ معلوم نہ ہو جائے کہ یہ شکار تمہارے کتے نے ہی کیا ہے۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم تیر کے درمیانی موٹے حصے سے شکار کرتے ہیں، اس میں سے ہمارے لیے کیا حلال ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو شکار تیر کے اس حصے سے مر جائے، اس کو نہ کھاؤ، الا یہ کہ خود ذبح کر لو۔''

(۱۱۸۴۵) تخریج: حدیث صحیح بغیر هذه السیاقة فی بعض الفاظه، وهذا اسناد ضعیف من اجل مجالد بن سعید، أخرج منه قسم الصید بالکلاب والبزاة ابوداود: ۲۸۵۱، والترمذی: ۱۴۶۷، ۱۴۷۰ (انظر: ۱۸۲۵۸)

فوائد:...... حدیث میں مذکورہ مسائل کی تفصیل کے لیے دیکھیں حدیث نمبر (۷۵۸۰) والا باب۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ عُرْوَةَ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ الْبَارِقِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

سیدنا عروہ بن ابی جعد بارقی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(١١٨٤٦)۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ الْبَارِقِيِّ، قَالَ: عَرَضَ لِلنَّبِيِّ ﷺ جَلَبٌ فَأَعْطَانِي دِينَارًا وَقَالَ: ((أَيْ عُرْوَةُ ائْتِ الْجَلَبَ فَاشْتَرِ لَنَا شَاةً؟)) فَأَتَيْتُ الْجَلَبَ فَسَاوَمْتُ صَاحِبَهُ فَاشْتَرَيْتُ مِنْهُ شَاتَيْنِ بِدِينَارٍ فَجِئْتُ أَسُوقُهُمَا، أَوْ قَالَ أَقُودُهُمَا، فَلَقِيَنِي رَجُلٌ فَسَاوَمَنِي فَأَبِيعُهُ شَاةً بِدِينَارٍ، فَجِئْتُ بِالدِّينَارِ وَجِئْتُ بِالشَّاةِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! هٰذَا دِينَارُكُمْ وَهٰذِهِ شَاتُكُمْ، قَالَ: ((وَصَنَعْتَ كَيْفَ؟)) قَالَ: فَحَدَّثْتُهُ الْحَدِيثَ، فَقَالَ: ((اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُ فِي صَفْقَةِ يَمِينِهِ۔)) فَلَقَدْ رَأَيْتُنِي أَقِفُ بِكُنَاسَةِ الْكُوفَةِ فَأَرْبَحُ أَرْبَعِينَ أَلْفًا قَبْلَ أَنْ أَصِلَ إِلٰى أَهْلِي، وَكَانَ يَشْتَرِي الْجَوَارِيَ وَيَبِيعُ۔ (مسند احمد: ١٩٥٧٩)

سیدنا عروہ بن ابی جعد بارقی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے سامنے سامان تجارت لایا گیا، آپ ﷺ نے مجھے ایک دینار دیا اور فرمایا: ''عروہ! تم جا کر ہمارے لیے ایک بکری خرید لاؤ۔'' میں مقام فروخت یعنی منڈی میں گیا اور میں نے مالک سے سودا طے کر کے ایک دینار میں دو بکریاں خریدیں، میں انہیں ہانک کر لا رہا تھا کہ راستے میں مجھے ایک آدمی ملا، اس نے میرے ساتھ ایک بکری کا معاملہ طے کیا اور میں نے ایک دینار میں ایک بکری اس کے ہاتھ فروخت کر دی۔ میں ایک دینار اور ایک بکری لے کر آ گیا، میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! یہ ہے آپ کا دیا ہوا ایک دینار اور یہ ہے ایک بکری۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کیسے؟'' جواباً میں نے سارا واقعہ آپ ﷺ کے گوش گزار کر دیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یا اللہ! اس کی خرید و فروخت میں برکت فرما۔'' (آپ ﷺ کی اس دعا کی برکت سے) میں نے اپنے آپ کو اس حال میں بھی دیکھا ہے کہ میں کوفہ کی گندی روڑی پر کھڑا ہوا ہوتا اور اپنے گھر پہنچنے سے پہلے پہلے چالیس ہزار منافع کما لیا کرتا تھا۔ یہ صحابی لونڈیوں کی خرید و فروخت کیا کرتے تھے۔

فوائد:...... سیدنا عروہ بن جعد یا ابی جعد ازدی بارقی رضی اللہ عنہ صحابیٔ رسول ہیں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے قاضی شریح سے پہلے ان کو کوفہ کی قضا کا عہدہ دیا تھا، یہ شام کی فتوحات میں شریک رہے اور پھر شام کو ہی انھوں نے اپنا مسکن بنا لیا تھا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ عُكَّاشَةَ بْنِ مِحْصَنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

سیدنا عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(١١٨٤٧)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

(١١٨٤٦) تخریج: أخرجه البخاری: ٣٦٤٢ (انظر: ١٩٣٦٢)

(١١٨٤٧) تخریج: أخرجه البخاری: ٦٥٤٢، ومسلم: ٢١٦ (انظر: ٨٦١٤)

اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُوْنَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ۔)) فَقَالَ عُكَاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ رضی اللہ عنہ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أُدْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ۔)) ثُمَّ قَالَ آخَرُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أُدْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، قَالَ: ((قَدْ سَبَقَكَ بِهَا عُكَاشَةُ۔)) (مسند احمد: ٨٥٩٩)

فرمایا: ''میری امت میں سے ستر ہزار آدمی حساب کتاب کے بغیر جنت میں جائیں گے۔'' یہ سن کر سیدنا عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی انہی لوگوں میں سے کر دے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یا اللہ! اسے ان لوگوں میں سے بنا دے۔'' بعد ازاں ایک اور آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! دعا کریں کہ وہ مجھے بھی ان لوگوں میں سے بنا دے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس بارے میں عکاشہ تم سے سبقت لے گیا ہے۔''

فوائد:...... سیدنا عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں، انہوں نے غزوۂ بدر میں شریک ہوکر بہادری کے خوب جوہر دکھائے، غزوۂ احد اور خندق میں بھی شریک ہوئے، بدر کے دن ان کی تلوار ٹوٹ گئی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں کھجور کی ایک ٹہنی عنایت فرمائی تھی جوان کے ہاتھ میں آتے ہی لوہے کی سفید اور مضبوط ترین تلوار میں تبدیل ہوگئی، یہ اسی تلوار سے لڑتے رہے تاآنکہ اللہ نے ان کے ہاتھوں فتح نصیب فرمائی، یہ بابرکت تلوار ان کے پاس آخر تک رہی تاآنکہ دور صدیقی میں چوالیس برس کی عمر میں مرتدین کے خلاف جہاد کرتے ہوئے خلعت شہادت سے سرفراز ہوئے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعَلَاءِ بْنِ الْحَضْرَمِيِّ رضی اللہ عنہ
سیدنا علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(١١٨٤٨)۔ عَنِ ابْنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَضْرَمِيِّ أَنَّ أَبَاهُ كَتَبَ إِلَى النَّبِيِّ فَبَدَأَ بِنَفْسِهِ۔ (مسند احمد: ١٩١٩٥)

ابن علاء حضرمی سے روایت ہے کہ ان کے والد نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک تحریر بھیجی تو تحریر کی ابتداء اپنے آپ سے کی تھی۔

فوائد:...... سیدنا علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ان کو بحرین کا عامل بنا کر بھیجا تھا، بعد میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بھی ان کے اس عہدے کو برقرار رکھا، یہاں تک کہ (۱۴ یا ۲۱) سن ہجری میں ولایت بحرین کے دوران ہی ان کا انتقال ہوا، یہ مستجاب الدعاء بزرگ تھے، چند دعائیں پڑھ کر یونہی سمندر کے اندر داخل ہوگئے تھے۔ بحرین کے علاقے میں مرتدین کے خلاف جہاد میں انہوں نے بڑا حصہ لیا تھا۔

جب آپ ﷺ نے ہرقل کی طرف خط لکھا تو بسم اللہ کے بعد یوں تحریر کیا: مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ إِلٰى هِرَقْلَ عَظِيمِ الرُّومِ (اللہ کے بندے اور رسول محمد (ﷺ) کی طرف سے عظیم الروم ہرقل کی طرف)

(١١٨٤٨) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة ابن العلاء، اخرجه ابوداود: ٥١٣٤ (انظر: ١٨٩٨٦)

یعنی آپ ﷺ نے پہلے اپنا نام لکھا، اسی طرح جب سیدنا علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی طرف خط لکھا تو انھوں نے بھی مِنَ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَضْرَمِيِّ إِلَى مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لکھا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رضی اللہ عنہ

سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(۱۱۸۴۹)۔ عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ قَالَ: كَانَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ كَلَامٌ، فَأَغْلَظْتُ لَهُ فِي الْقَوْلِ، فَانْطَلَقَ عَمَّارٌ يَشْكُوْنِيْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَجَاءَ خَالِدٌ وَهُوَ يَشْكُوْهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: فَجَعَلَ يُغْلِظُ لَهُ وَلَا يَزِيْدُ إِلَّا غِلْظَةً وَالنَّبِيُّ ﷺ سَاكِتٌ لَا يَتَكَلَّمُ فَبَكٰى عَمَّارٌ وَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَلَا تَرَاهُ فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَأْسَهُ قَالَ: ((مَنْ عَادٰى عَمَّارًا عَادَاهُ اللّٰهُ، وَمَنْ أَبْغَضَ عَمَّارًا أَبْغَضَهُ اللّٰهُ۔)) قَالَ خَالِدٌ: فَخَرَجْتُ فَمَا كَانَ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ رِضَا عَمَّارٍ فَلَقِيْتُهُ فَرَضِيَ۔ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ: سَمِعْتُهُ مِنْ أَبِيْ مَرَّتَيْنِ۔ (مسند احمد: ۱۶۹۳۸)

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میرے اور سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے مابین کچھ تکرار ہوگئی، میں نے ان سے کچھ سخت باتیں کہہ دیں۔ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ میری شکایت کرنے کے لیے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں چلے گئے، ان کے بعد سیدنا خالد رضی اللہ عنہ بھی ان کی شکایت کے سلسلہ میں نبی کریم ﷺ کے ہاں گئے اور ان کے متعلق سخت باتیں کرنے لگے، ان کی باتوں کی شدت بڑھتی ہی جاتی تھی۔ نبی کریم ﷺ خاموش تھے، کوئی کلام نہیں کر رہے تھے، یہ منظر دیکھ کر عمار رضی اللہ عنہ رونے لگے۔ اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! کیا آپ دیکھتے نہیں یہ کیا کچھ کہہ رہے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے اپنا سر مبارک اٹھا کر فرمایا: ''جو شخص عمار سے عداوت رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے عداوت رکھے گا اور جو کوئی عمار سے بغض رکھے گا، اللہ تعالیٰ اس سے بغض رکھے گا۔'' سیدنا خالد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب میں نبی کریم ﷺ کے ہاں سے واپس ہوا تو میری نظروں میں سب سے اہم اور پسندیدہ بات یہی تھی کہ عمار رضی اللہ عنہ مجھ سے راضی ہو جائیں، چنانچہ میں نے جا کر ان سے ملاقات کی اور وہ مجھ سے راضی ہوگئے۔ عبداللہ بن امام احمد کہتے ہیں: میں نے یہ حدیث اپنے والد سے دو مرتبہ سنی ہے۔

فوائد:...... سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ صحابی ہیں، یہ اور ان کے والدین پہلے پہل ایمان لانے والوں میں سے ہیں، اس گھرانے کو اسلام قبول کرنے کے جرم میں بہت سے مصائب و آلام کا سامنا کرنا پڑا، بعض اوقات تو

(۱۱۸۴۹) تخریج: حدیث صحیح، اخرجه ابن ابی شیبة: ۱۲/ ۱۲۰، والنسائی فی "الکبری": ۸۲۶۸، وابن حبان: ۷۰۸۱ (انظر: ۱۶۸۱۴)

نبی کریم ﷺ کے سامنے ان کو عذاب دیا جاتا تھا، لیکن آپ ﷺ نے خود بھی صبر کیا اور ان کو بھی صبر کرنے کی تلقین کی، سیدنا عمار رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی اور تمام غزوات میں شریک رہے، جنگ یمامہ میں ان کا ایک کان کام آیا، امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو کوفہ کا عامل مقرر فرمایا تھا، جنگ صفین میں امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور تریسٹھ برس کی عمر میں ۳۷ھ میں اسی جنگ میں شہید ہو گئے تھے۔

(۱۱۸۵۰)۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ مِصْرَ يُحَدِّثُ: أَنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ أَهْدٰى إِلٰى نَاسٍ هَدَايَا فَفَضَّلَ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ ؓ فَقِيلَ لَهُ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ۔)) (مسند احمد: ۱۷۹۱۸)

عمرو بن دینار مصر کے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں، وہ بیان کرتا تھا کہ سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگوں کی خدمت میں تحائف بھیجے اور سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو زیادہ اور قیمتی تحفے بھیجے، اس بارے میں جب ان سے دریافت کیا گیا کہ ان کو اس قدر اہمیت دینے کی کیا وجہ ہے؟ تو انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ ''ایک باغی گروہ ان کو قتل کرے گا۔''

فوائد:...... سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد امت مسلمہ دو گروہوں میں بٹ گئی، سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ، ان دو گروہوں میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت برحق تھی اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا اجتہادی معاملہ بغاوت اور خطا پر مبنی تھا، سیدنا عمار رضی اللہ عنہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور جنگ صفین میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے گروہ کے ہاتھوں شہید ہو گئے، اس طرح آپ ﷺ کی پیشین گوئی پوری ہو گئی کہ وہ باغی گروہ کے ہاتھوں قتل ہوں گے۔

(۱۱۸۵۱)۔ وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ فَوَقَعَ فِي عَلِيٍّ وَفِي عَمَّارٍ ؓ عِنْدَ عَائِشَةَ ؓ فَقَالَتْ: أَمَّا عَلِيٌّ فَلَسْتُ قَائِلَةً لَكَ فِيهِ شَيْئًا، وَأَمَّا عَمَّارٌ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا يُخَيَّرُ بَيْنَ أَمْرَيْنِ إِلَّا اخْتَارَ أَرْشَدَهُمَا۔)) (مسند احمد: ۲۵۳۳۱)

عطاء بن یسار سے مروی ہے کہ ایک آدمی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں آیا اور وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کے بارے میں ناروا باتیں کرنے لگا۔ سیدہ رضی اللہ عنہا نے کہا: جہاں تک سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بات ہے تو میں ان کے بارے میں تجھ سے کچھ نہیں کہوں گی، البتہ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کے بارے میں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یوں فرماتے سنا ہے کہ ''عمار کو جب بھی دو باتوں میں سے کسی ایک کو منتخب کرنے کا اختیار دیا جائے تو انھوں نے زیادہ بہتر اور ہدایت والی بات کو منتخب کیا۔''

فوائد:...... جب سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کے سامنے دو مؤقف رکھ دیئے جائیں تو وہ درست اور زیادہ ہدایت والے

(۱۱۸۵۰) تخریج: حدیث صحیح، اخرجه ابن ابی شیبة: ۱۵/ ۳۰۲، وابویعلی: ۷۳۴۲ (انظر: ۱۷۷۶۶)

(۱۱۸۵۱) تخریج: اسناده صحیح علی شرط مسلم اخرجه الترمذی: ۳۷۹۹، وابن ماجه: ۱۴۸ (انظر: ۲۴۸۲۰)

موقف کو اختیار کریں گے، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد جب مسلمانوں کے دو گروہوں میں سے کسی ایک کے ساتھ شریک ہونے کا مسئلہ پیدا ہوا تو سیدنا عمار رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے مطابق درست موقف اختیار کیا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک ہو گئے۔

(۱۱۸۵۲)۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((اِبْنُ سُمَیَّةَ مَا عُرِضَ عَلَیْهِ اَمْرَانِ قَطُّ اِلَّا اخْتَارَ الْأَرْشَدَ مِنْهُمَا۔)) (مسند احمد: ۳۶۹۳)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ابن سمیہ کے سامنے جب بھی دو باتیں پیش کی گئیں تو انہوں نے ان میں سے بہتر بات کو اختیار کیا۔''

فوائد:...... سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کی امی جان سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا تھیں، ابوجہل ملعون نے ان کو اس قدر سزائیں دیں کہ یہ دم توڑ گئیں، سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا اسلام کی سب سے پہلی شہیدہ ہیں۔

(۱۱۸۵۳)۔ عَنْ أَبِی سَعِیدٍ الْخُدْرِیِّ قَالَ: أَخْبَرَنِی مَنْ هُوَ خَیْرٌ مِنِّی (یَعْنِی اَبَا قَتَادَةَ السُّلَمِیَّ الْأَنْصَارِیَّ رضی اللہ عنہ) أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِعَمَّارٍ حِینَ جَعَلَ یَحْفِرُ الْخَنْدَقَ وَجَعَلَ یَمْسَحُ رَأْسَهُ وَیَقُولُ: ((بُؤْسَ ابْنِ سُمَیَّةَ تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِیَةُ۔)) (مسند احمد: ۲۲۹۸۳)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ایک ایسے آدمی نے مجھے بیان کیا جو مجھ سے بہتر اور افضل ہے، ان کی مراد سیدنا ابو قتادہ سلمی انصاری رضی اللہ عنہ ہیں، اس نے بیان کیا کہ سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ خندق کھود رہے تھے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سر سے مٹی جھاڑتے ہوئے فرما رہے تھے: ''ہائے ابن سمیہ کی مصیبت، (اے عمار!) تجھے ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔''

(۱۱۸۵٤)۔ عَنْ عِکْرِمَةَ: أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ لَهُ وَلِابْنِهِ عَلِیٍّ: انْطَلِقَا إِلَی أَبِی سَعِیدٍ الْخُدْرِیِّ فَاسْمَعَا مِنْ حَدِیثِهِ، قَالَ: فَانْطَلَقْنَا فَإِذَا هُوَ فِی حَائِطٍ لَهُ، فَلَمَّا رَآنَا أَخَذَ رِدَائَهُ فَجَاءَنَا فَقَعَدَ، فَأَنْشَأَ یُحَدِّثُنَا حَتّٰی أَتٰی عَلٰی ذِکْرِ بِنَاءِ الْمَسْجِدِ، قَالَ:

عکرمہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے مجھے اور میرے بیٹے علی سے کہا: تم ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جا کر ان سے احادیث سن کر آؤ، پس ہم چلے گئے، وہ اپنے باغ میں تشریف فرما تھے، انہوں نے ہمیں دیکھا تو اپنی چادر سنبھال کر ہمارے پاس آ کر بیٹھ گئے اور ہمیں احادیث سنانے لگے (یا ہم سے باتیں کرنے لگے) یہاں تک کہ

(۱۱۸۵۲) تخریج: حسن لغیرہ، اخرجه ابن ابی شیبة: ۱۲/ ۱۱۹، والحاکم: ۳/ ۳۸۸، والطبرانی فی "الکبیر": ۱۰۰۷۲ (انظر: ۲٦۹۳)

(۱۱۸۵۳) تخریج: اخرجه مسلم: ۲۹۱۵ (انظر: ۲۲٦۰۹)

(۱۱۸۵٤) تخریج: أخرجه البخاری: ٤٤۷، ۲۸۱۲ (انظر: ۱۱۸٦۲)

كُنَّا نَحْمِلُ لَبِنَةً لَبِنَةً وَعَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ يَحْمِلُ لَبِنَتَيْنِ لَبِنَتَيْنِ، قَالَ: فَرَآهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَجَعَلَ يَنْفُضُ التُّرَابَ عَنْهُ وَيَقُولُ: ((يَا عَمَّارُ أَلَا تَحْمِلُ لَبِنَةً كَمَا يَحْمِلُ أَصْحَابُكَ؟)) قَالَ: إِنِّي أُرِيدُ الْأَجْرَ مِنَ اللّٰهِ، قَالَ: فَجَعَلَ يَنْفُضُ التُّرَابَ عَنْهُ وَيَقُولُ: ((وَيْحَ عَمَّارٍ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ، يَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ۔)) قَالَ: فَجَعَلَ عَمَّارٌ يَقُولُ: أَعُوذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنَ الْفِتَنِ۔ (مسند احمد: ۱۱۸۸۳)

مسجد (نبوی) کی تعمیر کا ذکر آ گیا۔ انھوں نے کہا: ہم ایک ایک اینٹ اٹھا رہے تھے اور سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ دو دو اینٹیں اٹھا رہے تھے، رسول اللہ ﷺ نے جب ان کو دیکھا تو ان کے جسم سے مٹی صاف کرنے لگے اور فرمانے لگے: ''عمار! تم بھی اپنے ساتھیوں کی طرح ایک ایک اینٹ کیوں نہیں اٹھاتے؟'' انہوں نے کہا: میں اللہ سے زیادہ ثواب حاصل کرنا چاہتا ہوں، آپ ان کے جسم سے مٹی جھاڑتے جاتے اور فرماتے جاتے: ''ہائے عمار کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا، یہ انہیں جنت کی طرف بلائے گا، لیکن وہ اسے جہنم کی طرف بلائیں گے۔'' یہ سن کر سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کہنے لگے: میں فتنوں سے بچنے کے لیے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔

(۱۱۸۵۵)۔ وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَجَاءَ عَمَّارٌ فَاسْتَأْذَنَ فَقَالَ: ((ائْذَنُوا لَهُ مَرْحَبًا بِالطَّيِّبِ الْمُطَيَّبِ۔)) (مسند احمد: ۷۷۹)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ نے آ کر اندر آنے کی اجازت طلب کی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے آنے کی اجازت دے دو، بہترین اور شاندار آدمی کو خوش آمدید۔''

فوائد:...... ''طَیِّب'' سے مراد وہ آدمی ہے جو اپنی ذات کے اعتبار سے کریم، بزرگ اور حسین الاخلاق ہو، اور ''مُطَیَّب'' سے مراد یہ ہے کہ اسلام کی وجہ سے ان کے اس کرم اور حسن میں اضافہ ہوا ہے۔

(۱۱۸۵۶)۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ قَالَ: دَعَا عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِيهِمْ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ فَقَالَ: إِنِّي سَائِلُكُمْ وَإِنِّي أُحِبُّ أَنْ تَصْدُقُونِي، نَشَدْتُكُمُ اللّٰهَ أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُؤْثِرُ قُرَيْشًا عَلَى سَائِرِ

سالم بن ابی جعد سے مروی ہے کہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سمیت کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم کو بلوایا اور کہا: میں تم سے ایک بات دریافت کرنا چاہتا ہوں اور میرا ارادہ ہے کہ تم مجھ سے سچ سچ بات بیان کر دو، میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں: کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ کوئی چیز دینے میں قریش کو دوسرے لوگوں پر ترجیح دیا کرتے تھے؟

(۱۱۸۵۵) تخریج: صحیح، قاله الالبانی، اخرجه الترمذی: ۳۷۹۸، وابن ماجه: ۱۴۶ (انظر: ۷۷۹)
(۱۱۸۵۶) تخریج: اسناده ضعیف لانقطاعه، سالم بن ابی الجعد لم یدرك عثمان بن عفان، وقوله "اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِآلِ يَاسِرٍ" له شواهد (انظر: ۴۳۹)

النَّاسِ، وَيُؤْثِرُ بَنِي هَاشِمٍ عَلَى سَائِرِ قُرَيْشٍ، فَسَكَتَ الْقَوْمُ فَقَالَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: لَوْ أَنَّ بِيَدِي مَفَاتِيحَ الْجَنَّةِ لَأَعْطَيْتُهَا بَنِي أُمَيَّةَ حَتّٰى يَدْخُلُوا مِنْ عِنْدِ آخِرِهِمْ، فَبَعَثَ إِلٰى طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ، فَقَالَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَلَا أُحَدِّثُكُمَا عَنْهُ يَعْنِي عَمَّارًا؟ أَقْبَلْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ آخِذًا بِيَدِي، نَتَمَشّٰى فِي الْبَطْحَاءِ حَتّٰى أَتٰى عَلٰى أَبِيهِ وَأُمِّهِ وَعَلَيْهِ يُعَذَّبُونَ، فَقَالَ أَبُو عَمَّارٍ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! الدَّهْرَ هٰكَذَا، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((اصْبِرْ۔)) ثُمَّ قَالَ: ((اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِآلِ يَاسِرٍ وَقَدْ فَعَلْتَ۔)) (مسند احمد: ٤٣٩)

اور قریش میں سے بنو ہاشم کو ترجیح دیا کرتے تھے؟ یہ سن کر لوگ خاموش رہ گئے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر جنت کی چابیاں میرے ہاتھ میں آجائیں تو میں چابیاں بنو امیہ کو دے دوں یہاں تک کہ یہ سب لوگ جنت میں چلے جائیں۔ پھر انہوں نے سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: کیا میں تمہیں اس (یعنی عمار رضی اللہ عنہ) کے متعلق کچھ بیان کردوں؟ رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا ہوا تھا اور ہم بطحاء میں چلتے آرہے تھے، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ اور اس کے ماں باپ کے پاس سے گزرے، انہیں قبول اسلام کی پاداش میں عذاب دیا جارہا تھا۔ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کے والد (سیدنا یاسر رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ایسا کب تک ہوتا رہیگا؟ نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا: ''صبر کرو۔'' پھر فرمایا: ''یا اللہ! آل یاسر کی مغفرت فرما۔ (ویسے میں جانتا ہوں کہ) تو ان کی مغفرت کر چکا ہے۔''

فوائد:...... مغفرت کے باوجود مغفرت کا سوال کرنا، اس سے مراد مغفرت کا دوام، سوال کرنے والے کی عاجزی اور اللہ تعالیٰ کے اس احسان کا شکر ادا کرنے کی طاقت نہ ہونا ہوتا ہے۔

(١١٨٥٧)۔ ثَنَا جَرِيرٌ يَعْنِي ابْنَ حَازِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ: أَرَأَيْتَ رَجُلًا مَاتَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يُحِبُّهُ أَلَيْسَ رَجُلًا صَالِحًا؟ قَالَ: بَلٰى، قَالَ: قَدْ مَاتَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يُحِبُّكَ وَقَدِ اسْتَعْمَلَكَ، فَقَالَ: قَدِ اسْتَعْمَلَنِي فَوَاللّٰهِ مَا أَدْرِي أَحُبًّا

حسن بصری سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ کی اس شخص کے بارے میں کیا رائے ہے، جس سے رسول اللہ ﷺ تا حیات محبت کرتے رہے ہوں، کیا وہ صالح آدمی نہیں ہوگا؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں، تو اس نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے تو انہوں نے آپ کو اپنا عامل بنا کر بھیجا ہوا تھا، سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا: انہوں نے مجھے عامل تو بنایا تھا، اللہ کی قسم!

(١١٨٥٧) تخريج: منقطع، الحسن البصري لم يسمع من عمرو بن عاص، اخرجه بنحوه النسائي في "الكبرى": ٩٢٧٤، والحاكم: ٣/ ٣٩٢ (انظر: ١٧٨٠٧)

كَانَ لِي مِنْهُ أَوْ اسْتِعَانَةً بِي، وَلٰكِنْ سَأُحَدِّثُكَ بِرَجُلَيْنِ مَاتَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يُحِبُّهُمَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ وَعَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ۔ (مسند احمد: ١٧٩٦٠)

میں نہیں جانتا کہ مجھ سے محبت کی وجہ سے یا میری مدد کرنے کے لیے مجھے عامل بنایا تھا، البتہ میں تمہیں بتلاتا ہوں کہ اللہ کے رسول ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے تو آپ دو آدمیوں سے محبت کرتے تھے، ایک سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور دوسرے سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي عَمْرِو بْنِ الْأَسْوَدِ رضی اللہ عنہ
سیدنا عمرو بن اسود رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(١١٨٥٨)۔ عَنْ حَكِيمِ بْنِ عُمَيْرٍ وَضَمْرَةَ بْنِ حَبِيبٍ قَالَا: قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلٰى هَدْيِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَلْيَنْظُرْ إِلٰى هَدْيِ عَمْرِو بْنِ الْأَسْوَدِ۔ (مسند احمد: ١١٥)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: جو کوئی رسول اللہ ﷺ کی سیرت کو دیکھنا چاہتا ہے، وہ عمرو بن اسود رضی اللہ عنہ کی سیرت کو دیکھ لے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي عَمْرِو بْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ الْأَعْمٰى رضی اللہ عنہ
نابینا صحابی سیدنا عمرو بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(١١٨٥٩)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: اسْتَخْلَفَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ابْنَ أُمِّ مَكْتُومٍ مَرَّتَيْنِ عَلَى الْمَدِينَةِ، وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ يَوْمَ الْقَادِسِيَّةِ مَعَهُ رَايَةٌ سَوْدَاءُ۔ (مسند احمد: ١٢٣٦٩)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو دو مرتبہ مدینہ منورہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا تھا، میں نے قادسیہ کے دن ان کو دیکھا کہ وہ ایک سیاہ علم تھامے ہوئے تھے۔

فوائد:...... سیدنا عمرو بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ ایک جلیل القدر صحابی ہیں، یہ نابینا تھے، ان کو رسول اللہ ﷺ کا مؤذن ہونے کا شرف بھی حاصل رہا، اہل مدینہ ان کا نام عبد اللہ اور اہل عراق ان کا نام عمرو پیش کرتے ہیں، یہ ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ماموں زاد تھے، یہ مہاجرین اولین میں سے ہیں، جنگ قادسیہ میں شہادت سے سرفراز ہوئے تھے، بعض اہل علم نے کہا ہے کہ قادسیہ میں یہ مسلمانوں کے علم بردار تھے، ان کی وہاں شہادت نہیں ہوئی تھی، بلکہ قادسیہ سے واپس آنے کے بعد مدینہ منورہ میں ان کا انتقال ہوا تھا۔ واللہ اعلم۔ سورۂ عبس کی ابتدائی آیات ان ہی کے بارے میں نازل ہوئی تھی، نابینا ہونے کے باوجود جہاد کا جذبہ موجود تھا۔

(١١٨٥٨) تخریج: اسناده ضعيف لانقطاعه، حكيم بن عمرو وضمرة بن حبيب لم يدركا عمر بن الخطاب، وابوبكر بن عبد الله ضعيف (انظر: ١١٥)

(١١٨٥٩) تخريج: اسناده حسن، اخرجه ابوداود: ٥٩٥، ٢٩٣١ (انظر: ١٢٣٤٦٠)

بَابُ مَا جَاءَ فِي عَمْرِو بْنِ تَغْلِبَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

سیدنا عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(۱۱۸۶۰)۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَتَاهُ شَيْءٌ فَأَعْطَاهُ نَاسًا وَتَرَكَ نَاسًا، وَقَالَ جَرِيرٌ: أَعْطَى رِجَالًا وَتَرَكَ رِجَالًا، قَالَ: فَبَلَغَهُ عَنِ الَّذِينَ تَرَكَ أَنَّهُمْ عَتِبُوا وَقَالُوا، قَالَ: فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((إِنِّي أُعْطِي نَاسًا وَأَدَعُ نَاسًا وَأُعْطِي رِجَالًا وَأَدَعُ رِجَالًا۔)) قَالَ عَفَّانُ: قَالَ: ((ذِي وَذِي وَالَّذِي أَدَعُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الَّذِي أُعْطِي أُعْطِي أُنَاسًا لِمَا فِي قُلُوبِهِمْ مِنَ الْجَزَعِ وَالْهَلَعِ وَأَكِلُ قَوْمًا إِلَى مَا جَعَلَ اللّٰهُ فِي قُلُوبِهِمْ مِنَ الْغِنَى وَالْخَيْرِ مِنْهُمْ عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ۔)) قَالَ: وَكُنْتُ جَالِسًا تِلْقَاءَ وَجْهِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: مَا أُحِبُّ أَنَّ لِي بِكَلِمَةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حُمْرَ النَّعَمِ۔ (مسند احمد: ۲۰۹۴۸)

سیدنا عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس مال غنیمت آیا، آپ ﷺ نے کچھ لوگوں میں اس کو تقسیم کر دیا اور بعض لوگوں کو چھوڑ دیا، جن لوگوں کو آپ ﷺ نے مال نہیں دیا تھا، انہوں نے خفگی کا اظہار کیا، جب ان کی یہ بات آپ ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ نے منبر پر چڑھ کر اللہ کی حمد وثناء کی اور پھر فرمایا: ”میں بعض لوگوں کو دیتا اور بعض کو چھوڑ دیتا ہوں، حالانکہ میں جن کو نہیں دیتا، وہ مجھے ان افراد کی بہ نسبت زیادہ محبوب ہوتے ہیں، جن کو میں دیتا ہوں، جن لوگوں کے دلوں میں حرص اور طمع ہوتی ہے، میں ان کو دیتا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کے دلوں میں استغنا اور بھلائی رکھی ہے، میں انہیں اللہ کی ان عطا کردہ نعمتوں کے سپرد کرتا ہوں، عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ بھی ایسے ہی لوگوں میں سے ہیں۔“ سیدنا عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ نے اپنے حق میں یہ بات سن کر کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے بیٹھا تھا، آپ ﷺ کی اس بات کے مقابلے میں مجھے سرخ اونٹ لینا زیادہ پسند نہیں ہیں۔

فوائد:...... سیدنا عمر بن تغلب رضی اللہ عنہ معروف صحابی ہیں، انھوں نے بصرہ میں سکونت اختیار کی تھی، انھوں نے نبی کریم ﷺ سے کچھ احادیث بیان کی ہیں، بعض اہل علم نے تو ان سے روایت کرنے والوں میں صرف حسن بصری کا ذکر کیا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي عَمْرِو بْنِ الْجَمُوحِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

سیدنا عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(۱۱۸۶۱)۔ حَدَّثَنَا أَبُو الصَّخْرِ حُمَيْدُ بْنُ

سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ

(۱۱۸۶۰) تخریج: أخرجه البخاری: ۹۲۳، ۳۱۴۵ (انظر: ۲۰۶۷۲)

(۱۱۸۶۱) تخریج: اسناده حسن (انظر: ۲۲۵۵۳)

زِيَادٍ: أَنَّ يَحْيَى بْنَ النَّضْرِ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّهُ حَضَرَ ذٰلِكَ، قَالَ: أَتَى عَمْرُو بْنُ الْجَمُوحِ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ إِنْ قَاتَلْتُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ حَتّٰى أُقْتَلَ أَمْشِي بِرِجْلِي هٰذِهِ صَحِيحَةً فِي الْجَنَّةِ، وَكَانَتْ رِجْلُهُ عَرْجَاءَ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((نَعَمْ۔)) فَقُتِلُوا يَوْمَ أُحُدٍ، هُوَ وَابْنُ أَخِيهِ وَمَوْلًى لَهُمْ، فَمَرَّ عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْكَ تَمْشِي بِرِجْلِكَ هٰذِهِ صَحِيحَةً فِي الْجَنَّةِ۔)) فَأَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِهِمَا وَبِمَوْلَاهُمَا فَجُعِلُوا فِي قَبْرٍ وَاحِدٍ۔ (مسند احمد: ۲۲۹۲۰)

نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آ کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا خیال ہے اگر میں اللہ کی راہ میں لڑتے ہوئے شہید ہو جاؤں تو کیا میں جنت میں اپنی اس ٹانگ سے صحیح طور پر چل سکوں گا؟ دراصل وہ ایک ٹانگ سے لنگڑے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جی بالکل۔'' پھر وہ، ان کا بھتیجا سیدنا عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ اور ان کا ایک غلام یہ تینوں غزوۂ احد میں شہید ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس سے گزرے اور فرمایا: ''میں گویا دیکھ رہا ہوں کہ تو اپنی اس ٹانگ سے صحیح طور پر جنت میں چل رہا ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے ان تینوں کو ایک ہی قبر میں دفن کرنے کا حکم دیا۔

فوائد:...... سیدنا عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ ایک جلیل القدر انصاری صحابی ہیں، بیعت عقبہ میں شرکت کی سعادت سے سرفراز ہوئے، غزوۂ بدر میں ان کی شرکت کے بارے اہل علم کے اقوال مختلف ہیں، البتہ وہ غزوۂ احد میں شریک ہوئے اور شہادت کے مرتبہ پر فائز ہوئے، یہ صحابی بنوسلمہ کے سرداروں اور اشراف میں سے تھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ رضی اللہ عنہ وَكُنْيَتُهُ أَبُو نَجِيحٍ وَهُوَ رَابِعُ أَرْبَعَةٍ فِي الْإِسْلَامِ

چوتھے نمبر پر دائرۂ اسلام میں داخل ہونے والے ابونجیح سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(۱۱۸۶۲)۔ حَدَّثَنَا شَدَّادُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الدِّمَشْقِيُّ، وَكَانَ قَدْ أَدْرَكَ نَفَرًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: قَالَ أَبُو أُمَامَةَ: يَا عَمْرُو بْنَ عَبَسَةَ صَاحِبَ الْعَقْلِ عَقْلِ الصَّدَقَةِ، رَجُلٌ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ بِأَيِّ شَيْءٍ تَدَّعِي أَنَّكَ رُبُعُ الْإِسْلَامِ؟ قَالَ: إِنِّي كُنْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَرَى النَّاسَ عَلٰى ضَلَالَةٍ وَلَا

شداد بن عبداللہ دمشقی، جن کو متعدد صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا، ان سے مروی ہے کہ سیدنا ابوامامہ نے کہا کہ دیت (خون بہا) ادا نہ کر سکنے والوں کی طرف سے خون بہا ادا کرنے والے عمرو بن عبسہ! آپ بنوسلیم میں سے ہیں، آپ کس طرح دعویٰ کرتے ہیں کہ آپ چوتھے نمبر پر دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے؟ انہوں نے کہا: میں دور جاہلیت میں بھی لوگوں کو گم راہ سمجھتا تھا اور میں بتوں کو کچھ اہمیت نہ دیا

(۱۱۸۶۲) تخریج: اخرجه مسلم: ۸۳۲ (انظر: ۱۷۰۱۹)

أَرَى الْأَوْثَانَ شَيْئًا، ثُمَّ سَمِعْتُ عَنْ رَجُلٍ يُخْبِرُ أَخْبَارَ مَكَّةَ وَيُحَدِّثُ أَحَادِيثَ، فَرَكِبْتُ رَاحِلَتِي حَتّٰى قَدِمْتُ مَكَّةَ، فَإِذَا أَنَا بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مُسْتَخْفٍ، وَإِذَا قَوْمُهُ عَلَيْهِ جُرَآءُ فَتَلَطَّفْتُ لَهُ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ، فَقُلْتُ: مَا أَنْتَ؟ قَالَ: ((أَنَا نَبِيُّ اللّٰهِ۔)) فَقُلْتُ: وَمَا نَبِيُّ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((رَسُولُ اللّٰهِ۔)) قَالَ: قُلْتُ آللّٰهُ أَرْسَلَكَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ۔)) قُلْتُ: بِأَيِّ شَيْءٍ أَرْسَلَكَ؟ قَالَ: ((بِأَنْ يُوَحَّدَ اللّٰهُ وَلَا يُشْرَكَ بِهِ شَيْءٌ وَكَسْرِ الْأَوْثَانِ وَصِلَةِ الرَّحِمِ۔)) فَقُلْتُ لَهُ: مَنْ مَعَكَ عَلٰى هٰذَا؟ قَالَ: ((حُرٌّ وَعَبْدٌ أَوْ عَبْدٌ وَحُرٌّ۔)) وَإِذَا مَعَهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي قُحَافَةَ وَبِلَالٌ مَوْلٰى أَبِي بَكْرٍ، قُلْتُ: إِنِّي مُتَّبِعُكَ، قَالَ: ((إِنَّكَ لَا تَسْتَطِيعُ ذٰلِكَ يَوْمَكَ هٰذَا وَلٰكِنْ ارْجِعْ إِلٰى أَهْلِكَ، فَإِذَا سَمِعْتَ بِي قَدْ ظَهَرْتُ فَالْحَقْ بِي۔)) قَالَ: فَرَجَعْتُ إِلٰى أَهْلِي وَقَدْ أَسْلَمْتُ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مُهَاجِرًا إِلَى الْمَدِينَةِ، فَجَعَلْتُ أَتَخَبَّرُ الْأَخْبَارَ حَتّٰى جَاءَ رَكَبَةٌ مِنْ يَثْرِبَ فَقُلْتُ: مَا هٰذَا الْمَكِّيُّ الَّذِي أَتَاكُمْ؟ قَالُوا: أَرَادَ قَوْمُهُ قَتْلَهُ فَلَمْ يَسْتَطِيعُوا ذٰلِكَ وَحِيلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَهُ وَتَرَكْنَا النَّاسَ سِرَاعًا، قَالَ عَمْرُو بْنُ عَبَسَةَ: فَرَكِبْتُ رَاحِلَتِي حَتّٰى قَدِمْتُ عَلَيْهِ الْمَدِينَةَ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَتَعْرِفُنِي؟ قَالَ: ((نَعَمْ أَلَسْتَ

کرتا تھا، پھر میں نے ایک آدمی کو سنا وہ مکہ کی باتیں کیا کرتا اور بیان کیا کرتا تھا، میں سواری پر سوار ہو کر مکہ مکرمہ آیا۔ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ پوشیدہ طور پر اسلام کی تبلیغ کرتے تھے اور آپ کی قوم آپ پر غالب تھی اور ظلم ڈھاتی تھی۔ میں نرم خوئی اختیار کر کے آپ کے پاس پہنچنے میں کامیاب ہو گیا، میں نے عرض کیا: آپ کا دعویٰ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں اللہ کا نبی ہوں۔'' میں نے دریافت کیا: اللہ کا نبی ہونے سے کیا مراد ہے یا اس کا مفہوم کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے نبی ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ میں اللہ کا رسول اور اس کا فرستادہ ہوں۔'' میں نے دریافت کیا: آیا آپ کو اللہ نے رسول بنا کر مبعوث کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی بالکل۔'' میں نے پوچھا: اللہ نے آپ کو کیا پیغام اور دعوت دے کر مبعوث کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے ایک ہونے پر ایمان لایا جائے، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے، بتوں کو توڑ دیا جائے، صلہ رحمی کی جائے۔'' میں نے کہا: اس دعوت کے سلسلہ میں آپ کے ساتھ کس قسم کے لوگ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک آزاد ہے اور ایک غلام۔'' ان دنوں آپ ﷺ کے ساتھ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے عرض کیا: میں آپ کا متبع بننا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم ان حالات میں اس بات کی استطاعت نہیں رکھ سکتے، البتہ تم اپنے اہل میں واپس چلے جاؤ، جب تم میرے غالب ہونے کا سنو تو میرے پاس آ جانا۔'' اس کے بعد میں اپنے اہل میں واپس آ گیا، میں اسلام قبول کر چکا تھا، اس کے بعد رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں تشریف لے آئے، میں حالات معلوم کرتا رہا یہاں تک کہ یثرب سے ایک چھوٹا سا قافلہ آیا۔ میں نے ان سے دریافت

أَنْتَ الَّذِي أَتَيْتَنِي بِمَكَّةَ؟)) قَالَ: قُلْتُ: بَلٰى، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! عَلِّمْنِي مِمَّا عَلَّمَكَ اللّٰهُ وَأَجْهَلُ، قَالَ: ((إِذَا صَلَّيْتَ الصُّبْحَ فَأَقْصِرْ عَنِ الصَّلَاةِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، فَإِذَا طَلَعَتْ فَلَا تُصَلِّ حَتّٰى تَرْتَفِعَ، فَإِنَّهَا تَطْلُعُ حِينَ تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ، وَحِينَئِذٍ يَسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ، فَإِذَا ارْتَفَعَتْ قِيدَ رُمْحٍ أَوْ رُمْحَيْنِ فَصَلِّ، فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهُودَةٌ مَحْضُورَةٌ حَتّٰى يَسْتَقِلَّ الرُّمْحُ بِالظِّلِّ، ثُمَّ أَقْصِرْ عَنِ الصَّلَاةِ، فَإِنَّهَا حِينَئِذٍ تُسْجَرُ جَهَنَّمُ، فَإِذَا فَاءَ الْفَيْءُ فَصَلِّ، فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهُودَةٌ مَحْضُورَةٌ حَتّٰى تُصَلِّيَ الْعَصْرَ، فَإِذَا صَلَّيْتَ الْعَصْرَ فَأَقْصِرْ عَنِ الصَّلَاةِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ، فَإِنَّهَا تَغْرُبُ حِينَ تَغْرُبُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ، وَحِينَئِذٍ يَسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ.)) قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! أَخْبِرْنِي عَنِ الْوُضُوءِ، قَالَ: ((مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ يَقْرَبُ وَضُوئَهُ، ثُمَّ يَتَمَضْمَضُ وَيَسْتَنْشِقُ وَيَنْتَثِرُ إِلَّا خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ فِمِهِ وَخَيَاشِيمِهِ مَعَ الْمَاءِ حِينَ يَنْتَثِرُ، ثُمَّ يَغْسِلُ وَجْهَهُ كَمَا أَمَرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى إِلَّا خَرَجَتْ خَطَايَا وَجْهِهِ مِنْ أَطْرَافِ لِحْيَتِهِ مِنَ الْمَاءِ، ثُمَّ يَغْسِلُ يَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ إِلَّا خَرَجَتْ خَطَايَا يَدَيْهِ مِنْ أَطْرَافِ أَنَامِلِهِ، ثُمَّ يَمْسَحُ رَأْسَهُ إِلَّا خَرَجَتْ خَطَايَا رَأْسِهِ مِنْ أَطْرَافِ شَعَرِهِ مَعَ

کیا کہ وہ مکی جو تمہارے ہاں آیا تھا، اس کی کیا پوزیشن ہے؟ انہوں نے بتلایا کہ ان کی قوم نے ان کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا، مگر وہ اپنے اس ارادے میں کامیاب نہ ہو سکے، ان کے اور ان کے اس برے ارادہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے رکاوٹ آ گئی اور لوگ بڑی تیزی سے اس کے ساتھ مل رہے ہیں۔ پھر میں سواری پر سوار ہو کر مدینہ منورہ آیا اور آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ نے مجھے پہچانا؟ آپ نے فرمایا: ''کیا تم وہی شخص نہیں ہو، جو میرے پاس مکہ میں آئے تھے؟'' میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ پھر میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو کچھ سکھایا ہے اور میں اس سے واقف نہیں، آپ مجھے بھی اس کی تعلیم دیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم فجر کی نماز ادا کر لو تو طلوع آفتاب تک نماز نہ پڑھو، آفتاب طلوع ہونے کے بعد بھی اس کے بلند ہونے تک نماز نہ پڑھو، کیونکہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے اور اس وقت کفار اسے سجدہ کرتے ہیں، جب سورج ایک دو نیزوں کے برابر بلند ہو جائے تو نماز پڑھ سکتے ہو، بے شک نماز کے وقت اللہ کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں، تم سورج کے عین سر پر پہنچنے تک نماز پڑھ سکتے ہو، جب سورج عین سر پر ہو تو نماز نہ پڑھو کیونکہ اس وقت جہنم کو بھڑکایا جاتا ہے، جب سایہ ڈھل جائے تو نماز پڑھو، نماز کے وقت اللہ کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں، پھر تم عصر تک نماز پڑھ سکتے۔ جب تم عصر کی نماز ادا کر لو تو غروب آفتاب تک نماز پڑھنے سے رکے رہو، جب سورج غروب ہوتا ہے اس وقت بھی کفار اس کو سجدہ کرتے ہیں۔'' میں نے عرض کیا: اللہ کے نبی! مجھے وضوء کے مسائل بھی بتلائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جو کوئی وضو کے

الْمَاءِ، ثُمَّ يَغْسِلُ قَدَمَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ كَمَا أَمَرَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَّا خَرَجَتْ خَطَايَا قَدَمَيْهِ مِنْ أَطْرَافِ أَصَابِعِهِ مَعَ الْمَاءِ، ثُمَّ يَقُومُ فَيَحْمَدُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَيُثْنِي عَلَيْهِ بِالَّذِي هُوَ لَهُ أَهْلٌ، ثُمَّ يَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ إِلَّا خَرَجَ مِنْ ذَنْبِهِ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ۔)) قَالَ أَبُو أُمَامَةَ: يَا عَمْرُو بْنَ عَبَسَةَ! انْظُرْ مَا تَقُولُ؟ أَسَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَيُعْطَى هٰذَا الرَّجُلُ كُلَّهُ فِي مَقَامِهِ؟ قَالَ: فَقَالَ عَمْرُو بْنُ عَبَسَةَ: يَا أَبَا أُمَامَةَ! لَقَدْ كَبِرَتْ سِنِّي وَرَقَّ عَظْمِي، وَاقْتَرَبَ أَجَلِي وَمَا بِي مِنْ حَاجَةٍ، أَنْ أَكْذِبَ عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَعَلَى رَسُولِهِ، لَوْ لَمْ أَسْمَعْهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، لَقَدْ سَمِعْتُهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ۔

(مسند احمد: ١٧١٤٤)

پانی کے قریب ہو کر کلی کرے، ناک میں پانی چڑھائے، ناک کو جھاڑے، تو اس کے گناہ پانی کے ساتھ اس کے منہ سے اور نتھنوں سے نکل جاتے ہیں، پھر جب وہ چہرہ اسی طرح دھوئے جیسے اس کا اللہ تعالیٰ نے اسے حکم دیا ہے تو اس کے گناہ پانی کے ساتھ اس کی داڑھی کے کناروں سے نکل جاتے ہیں۔ پھر وہ اپنے بازوؤں کو کہنیوں تک دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں کے گناہ انگلیوں کے پوروں سے نکل جاتے ہیں، پھر وہ جب اپنے سر کا مسح کرتا ہے تو اس کے سر کے گناہ پانی کے ساتھ بالوں کے سروں سے نکل جاتے ہیں، پھر وہ اپنے قدموں کو یعنی پاؤں کو اسی طرح دھوتا ہے، جیسے اس کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے تو پانی کے ساتھ اس کے گناہ پاؤں کی انگلیوں کے کناروں سے نکل جاتے ہیں، اس کے بعد وہ کھڑا ہو کر اللہ کے شایان شان حمد و ثناء کرتا ہے اور دو رکعت نماز ادا کرتا ہے تو وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے، جیسا وہ اپنی ولادت کے روز تھا۔'' عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد ابو امامہ نے دریافت کیا: اے عمرو بن عبسہ! ذرا خیال سے بولیں۔ کیا آپ نے یہ ساری بات رسول اللہ ﷺ سے خود سنی ہے؟ کیا یہ سب کچھ ایک آدمی کو ایک ہی وقت میں مل جاتا ہے؟ سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ابوامامہ! اب میں بوڑھا ہو چکا ہوں، میری ہڈیاں کمزور ہو چکی ہیں، میری موت کا وقت قریب ہے۔ مجھے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات ایک، دو یا تین مرتبہ ہی سنی ہوتی تو میں بیان نہ کرتا۔ میں رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث سات مرتبہ بلکہ اس سے بھی زائد مرتبہ سماع کر چکا ہوں۔

فوائد:...... سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ قدیم الاسلام صحابی ہیں، مکہ میں مسلمان ہوئے تھے، مذکورہ بالا حدیث میں

خوبصورت انداز میں ان کا قبولیتِ اسلام والا واقعہ بیان کیا گیا ہے، یہ غزوۂ خندق یا خیبر کے بعد ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے اور یہاں رہائش پذیر ہوئے، بعد میں شام میں سکونت پذیر ہو گئے اور حمص میں وفات پائی۔ حافظ ابن حجر ﷫ رقم طراز ہیں: میرا خیال ہے کہ ان کی وفات سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے آخری ایام میں ہوئی، کیونکہ فتنوں میں اور خلافت معاویہ میں ان کا کہیں ذکر نہیں ملتا۔ واللہ اعلم۔

(۱۱۸۶۳)۔ وَعَنْ أَبِی نَجِیْحٍ نِ السُّلَمِیِّ یَعْنِی عَمْرَو بْنَ عَبَسَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: حَاصَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حِصْنَ الطَّائِفِ فَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ یَقُوْلُ: ((مَنْ بَلَغَ بِسَهْمٍ فَلَهُ دَرَجَةٌ فِی الْجَنَّةِ۔)) قَالَ: فَبَلَغْتُ یَوْمَئِذٍ سِتَّةَ عَشَرَ سَهْمًا۔ (مسند احمد: ۱۷۱٤۷)

ابو نجیح سیدنا عمرو بن عبسہ سلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں طائف کے قلعے کا محاصرہ کیا، اس دوران رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اللہ کی راہ میں دشمن کو ایک تیر مارا، اسے جنت میں ایک درجہ ملے گا۔'' سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے اس دن سولہ تیر مارے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِی عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ وَسَبَبِ إِسْلَامِهِ

سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا تذکرہ اور ان کے قبول اسلام کا واقعہ

(۱۱۸٦٤)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ مِنْ فِیْهِ قَالَ: لَمَّا انْصَرَفْنَا مِنَ الْأَحْزَابِ عَنِ الْخَنْدَقِ جَمَعْتُ رِجَالًا مِنْ قُرَیْشٍ، كَانُوا یَرَوْنَ مَكَانِی وَیَسْمَعُونَ مِنِّی، فَقُلْتُ لَهُمْ: تَعْلَمُونَ وَاللّٰهِ! إِنِّی لَأَرٰی أَمْرَ مُحَمَّدٍ یَعْلُو الْأُمُورَ عُلُوًّا كَبِیرًا مُنْكَرًا، وَإِنِّی قَدْ رَأَیْتُ رَأْیًا فَمَا تَرَوْنَ فِیهِ؟ قَالُوا: وَمَا رَأَیْتَ؟ قَالَ: رَأَیْتُ أَنْ نَلْحَقَ بِالنَّجَاشِیِّ فَنَكُونَ عِنْدَهُ فَإِنْ ظَهَرَ مُحَمَّدٌ عَلٰی قَوْمِنَا كُنَّا عِنْدَ النَّجَاشِیِّ فَإِنَّا أَنْ نَكُونَ تَحْتَ یَدَیْهِ أَحَبُّ إِلَیْنَا مِنْ أَنْ نَكُونَ تَحْتَ یَدَیْ مُحَمَّدٍ، وَإِنْ ظَهَرَ قَوْمُنَا فَنَحْنُ مَنْ قَدْ عُرِفَ فَلَنْ یَأْتِیَنَا

حبیب بن اوس سے مروی ہے کہ سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے مجھے براہ راست بیان کیا کہ جب ہم غزوۂ احزاب میں خندق سے واپس ہوئے، تو میں نے چند قریشی لوگوں کو جمع کیا، وہ جو میرا مقام سمجھتے اور میری بات کو توجہ سے سنتے تھے، میں نے ان سے کہا: اللہ کی قسم! تم جانتے ہو کہ میری نظر میں محمد کی دعوت سب پر غالب ہو کر رہے گی اور ہم لوگ اسے پسند بھی نہیں کرتے، میری ایک رائے ہے، اب تم بتاؤ کہ اس بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟'' انہوں نے کہا: جی آپ کی رائے کیا ہے؟ میں نے کہا: میرا خیال ہے کہ ہم نجاشی کے پاس چلے جائیں اور وہیں رہیں، اگر محمد ہماری قوم پر غالب آ گئے، تو ہم نجاشی کے ہاں ہوں گے اور محمد کے ماتحت رہنے کی نسبت نجاشی کے ماتحت رہنا ہمیں زیادہ پسند ہے اور اگر ہماری قوم غالب

(۱۱۸٦۳) تخریج: اسناده صحیح علی شرط مسلم، اخرجه ابوداود: ۳۹٦۵، والترمذی: ۱٦۳۸ (انظر: ۱۷۰۲۲)

(۱۱۸٦٤) تخریج: اسناده حسن فی المتابعات والشواهد (انظر: ۱۷۷۷۷)

مِنْهُمْ إِلَّا خَيْرٌ، فَقَالُوا: إِنَّ هٰذَا الرَّأْيُ، قَالَ: فَقُلْتُ لَهُمْ: فَاجْمَعُوا لَهُ مَا نُهْدِي لَهُ، وَكَانَ أَحَبَّ مَا يُهْدَى إِلَيْهِ مِنْ أَرْضِنَا الْأَدَمُ، فَجَمَعْنَا لَهُ أُدْمًا كَثِيرًا، فَخَرَجْنَا حَتّٰى قَدِمْنَا عَلَيْهِ، فَوَاللّٰهِ! إِنَّا لَعِنْدَهُ إِذْ جَاءَ عَمْرُو بْنُ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيُّ، وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ بَعَثَهُ إِلَيْهِ فِي شَأْنِ جَعْفَرٍ وَأَصْحَابِهِ، قَالَ: فَدَخَلَ عَلَيْهِ ثُمَّ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهِ، قَالَ: فَقُلْتُ لِأَصْحَابِي: هٰذَا عَمْرُو بْنُ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيُّ، لَوْ قَدْ دَخَلْتُ عَلَى النَّجَاشِيِّ فَسَأَلْتُهُ إِيَّاهُ فَأَعْطَانِيهِ فَضَرَبْتُ عُنُقَهُ، فَإِذَا فَعَلْتُ ذٰلِكَ رَأَتْ قُرَيْشٌ أَنِّي قَدْ أَجْزَأْتُ عَنْهَا حِينَ قَتَلْتُ رَسُولَ مُحَمَّدٍ، قَالَ: فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَسَجَدْتُ لَهُ كَمَا كُنْتُ أَصْنَعُ، فَقَالَ: مَرْحَبًا بِصَدِيقِي أَهْدَيْتَ لِي مِنْ بِلَادِكَ شَيْئًا؟ قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ، أَيُّهَا الْمَلِكُ، قَدْ أَهْدَيْتُ لَكَ أُدْمًا كَثِيرًا، قَالَ: ثُمَّ قَدَّمْتُهُ إِلَيْهِ فَأَعْجَبَهُ وَاشْتَهَاهُ ثُمَّ قُلْتُ لَهُ: أَيُّهَا الْمَلِكُ! إِنِّي قَدْ رَأَيْتُ رَجُلًا خَرَجَ مِنْ عِنْدِكَ وَهُوَ رَسُولُ رَجُلٍ عَدُوٍّ لَنَا فَأَعْطِنِيهِ لِأَقْتُلَهُ فَإِنَّهُ قَدْ أَصَابَ مِنْ أَشْرَافِنَا وَخِيَارِنَا، قَالَ: فَغَضِبَ ثُمَّ مَدَّ يَدَهُ فَضَرَبَ بِهَا أَنْفَهُ ضَرْبَةً، ظَنَنْتُ أَنْ قَدْ كَسَرَهُ، فَلَوِ انْشَقَّتْ لِي الْأَرْضُ لَدَخَلْتُ فِيهَا فَرَقًا مِنْهُ ثُمَّ قُلْتُ: أَيُّهَا الْمَلِكُ وَاللّٰهِ! لَوْ ظَنَنْتُ أَنَّكَ تَكْرَهُ هٰذَا مَا سَأَلْتُكَهُ، فَقَالَ لَهُ: أَتَسْأَلُنِي أَنْ

ہوئی تو ہم معروف ہیں، ہمیں ان کے ہاں خیر ہی خیر ملے گی۔ لوگوں نے کہا: واقعی آپ کی رائے مناسب ہے۔ پھر میں نے ان سے کہا: تم اس کو تحائف دینے کے لیے مال جمع کرو، اسے ہمارے علاقے کا چمڑا بطور ہدیہ بہت پسند تھا، پس ہم نے اسے دینے کے لیے بہت سے چمڑے جمع کر لئے اور ہم روانہ ہو گئے اور اس کے ہاں پہنچ گئے، اللہ کی قسم! ہم اس کے پاس موجود تھے کہ عمرو بن امیہ ضمری بھی وہاں آ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو جعفر اور ان کے ساتھیوں کے سلسلہ میں بات چیت کے لیے وہاں بھیجا تھا، وہ اس کے پاس آئے اور اس کے ہاں سے چلے گئے، اب میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا: یہ عمرو بن امیہ ضمری ہے، اگر میں نجاشی کے ہاں جا کر اس سے اس کا مطالبہ کروں کہ اسے میرے حوالے کر دے تو وہ اسے میرے حوالے کر دے گا اور میں اسے قتل کر دوں گا تو قریش اعتراف کریں گے کہ میں نے محمد ﷺ کے سفیر کو قتل کر کے ان کی نیابت کا حق ادا کر دیا۔ چنانچہ میں اس کے دربار میں گیا اور جاتے ہی اسے تعظیمی سجدہ کیا، جیسا کہ میں اس سے پہلے بھی کیا کرتا تھا، اس نے کہا: دوست کی آمد مبارک، تم اپنے وطن سے میرے لیے کچھ تحفہ لائے ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں! بادشاہ سلامت! میں آپ کے لیے کثیر مقدار میں چمڑے لے کر حاضر ہوا ہوں۔ پھر میں نے وہ اس کی خدمت میں پیش کئے، اس نے ان کو خوب پسند کیا اور یہ بھی اظہار کیا کہ اس کو ان کی ضرورت تھی، اس کے بعد میں نے کہا: بادشاہ سلامت! میں نے یہاں ایک آدمی کو دیکھا ہے، جو آپ کے ہاں سے باہر گیا ہے، وہ تو ہمارے دشمن کا قاصد ہے، آپ اسے میرے حوالے کر دیں تا کہ میں اسے قتل کر سکوں، وہ تو ہمارے معزز اور بہترین لوگوں کا قاتل ہے، یہ سن کر نجاشی غضبناک ہو گیا۔

أُعْطِيكَ رَسُولَ رَجُلٍ يَأْتِيهِ النَّامُوسُ الْأَكْبَرُ الَّذِي كَانَ يَأْتِي مُوسٰى لِتَقْتُلَهُ؟ قَالَ: قُلْتُ، أَيُّهَا الْمَلِكُ أَكَذَاكَ هُوَ؟ فَقَالَ: وَيْحَكَ يَا عَمْرُو! أَطِعْنِي وَاتَّبِعْهُ فَإِنَّهُ وَاللّٰهِ لَعَلَى الْحَقِّ وَلَيَظْهَرَنَّ عَلٰى مَنْ خَالَفَهُ كَمَا ظَهَرَ مُوسٰى عَلٰى فِرْعَوْنَ وَجُنُودِهِ، قَالَ: قُلْتُ: فَبَايِعْنِي لَهُ عَلَى الْإِسْلَامِ، قَالَ: نَعَمْ فَبَسَطَ يَدَهُ وَبَايَعْتُهُ عَلَى الْإِسْلَامِ ثُمَّ خَرَجْتُ إِلٰى أَصْحَابِي، وَقَدْ حَالَ رَأْيِي عَمَّا كَانَ عَلَيْهِ وَكَتَمْتُ أَصْحَابِي إِسْلَامِي، ثُمَّ خَرَجْتُ عَامِدًا لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لِأُسْلِمَ، فَلَقِيتُ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ وَذٰلِكَ قُبَيْلَ الْفَتْحِ وَهُوَ مُقْبِلٌ مِنْ مَكَّةَ، فَقُلْتُ: أَيْنَ يَا أَبَا سُلَيْمَانَ؟ وَاللّٰهِ! لَقَدِ اسْتَقَامَ الْمَنْسِمُ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَنَبِيٌّ أَذْهَبُ وَاللّٰهِ أُسْلِمُ فَحَتّٰى مَتٰى؟ قَالَ: قُلْتُ: وَاللّٰهِ! مَا جِئْتُ إِلَّا لِأُسْلِمَ، قَالَ: فَقَدِمْنَا عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَدِمَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فَأَسْلَمَ وَبَايَعَ، ثُمَّ دَنَوْتُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي أُبَايِعُكَ عَلٰى أَنْ تَغْفِرَ لِي مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِي وَلَا أَذْكُرُ وَمَا تَأَخَّرَ، قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا عَمْرُو بَايِعْ فَإِنَّ الْإِسْلَامَ يَجُبُّ مَا كَانَ قَبْلَهُ، وَإِنَّ الْهِجْرَةَ تَجُبُّ مَا كَانَ قَبْلَهَا)) قَالَ: فَبَايَعْتُهُ ثُمَّ انْصَرَفْتُ، قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: وَقَدْ حَدَّثَنِي مَنْ لَا أَتَّهِمُ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ طَلْحَةَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ كَانَ مَعَهُمَا أَسْلَمَ حِينَ أَسْلَمَا۔

اس نے اپنا ہاتھ لمبا کر کے اپنے ہی ناک پر اس قدر زور سے مارا کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ اس نے اپنے ناک کی ہڈی توڑ دی ہو گی، اس کے خوف کی وجہ سے میری یہ حالت ہوئی کہ اگر زمین پھٹ جاتی تو میں اس میں داخل ہو جاتا۔ پھر میں نے کہا: بادشاہ سلامت! اللہ کی قسم اگر مجھے علم ہوتا کہ یہ بات آپ کو اس قدر نا گوار گزرے گی تو میں آپ سے اس کا مطالبہ ہی نہ کرتا۔ نجاشی نے کہا: جو فرشتہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا کرتا تھا، اب وہ جس آدمی کے پاس آتا ہے، کیا میں اس کے قاصد کو تمہارے حوالے کر دوں تا کہ تم اسے قتل کر سکو؟ میں نے کہا: بادشاہ سلامت! کیا وہ واقعی ایسا ہی ہے؟ وہ بولا: اے عمرو! تجھ پر افسوس ہے، تم میری بات مان لو اور اس کی اتباع کر لو، اللہ کی قسم وہ یقیناً حق پر ہے اور وہ ضرور بالضرور اپنے مخالفین پر غالب آئے گا، جیسے موسیٰ علیہ السلام، فرعون اور اس کے لشکروں پر غالب آئے تھے۔ میں نے کہا: آپ مجھ سے اس کے حق میں قبولِ اسلام کی بیعت لے لیں۔ نجاشی نے کہا: ٹھیک ہے۔ چنانچہ اس نے اپنا ہاتھ پھیلا دیا اور میں نے اس کے ہاتھ پر قبولِ اسلام کی بیعت کر لی۔ پھر میں اپنے ساتھیوں کی طرف گیا، جبکہ میری رائے سابقہ رائے سے یکسر بدل چکی تھی، لیکن میں نے اپنے ساتھیوں سے اپنے قبولِ اسلام کو چھپائے رکھا، پھر میں مسلمان ہونے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی طرف چل دیا، خالد بن ولید سے میری ملاقات ہوئی، وہ مکہ مکرمہ سے آ رہے تھے، یہ فتح مکہ سے پہلے کی بات ہے اور میں نے ان سے دریافت کیا: ابوسلیمان! کہاں سے آ رہے ہو؟ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! راستہ خوب واضح ہو چکا ہے، وہ محمد یقیناً نبی ہے، اللہ کی قسم میں تو جا کر مسلمان ہوتا ہوں۔ کب تک یوں ہی ادھر ادھر بھٹکتا رہوں گا، میں نے کہا: اللہ کی قسم میں بھی اسلام

(مسند احمد: ۱۷۹۳۰)

قبول کرنے کے لیے ہی آیا ہوں۔ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے۔ خالد بن ولید آگے بڑھے۔ انہوں نے اسلام قبول کیا اور بیعت کی، ان کے بعد میں بھی قریب ہوا اور میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں آپ سے اس شرط پر بیعت کرتا ہوں کہ میرے سابقہ سارے گناہ معاف ہو جائیں اور مجھے بعد میں سرزد ہونے والے گناہوں کا نام لینا یاد نہ رہا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے عمرو! تم بیعت کرو، بے شک اسلام پہلے کے سارے گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور ہجرت سابقہ تمام گناہوں کو ختم کر دیتی ہے، پس میں نے آپ ﷺ کی بیعت کر لی اور پھر میں واپس آ گیا۔'' ابن اسحاق کہتے ہیں: مجھ سے ایک ایسے آدمی نے بیان کیا جو میرے نزدیک قابلِ اعتماد ہے، اس نے کہا کہ سیدنا عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ بھی ان دونوں کے ہم راہ تھے، جب یہ دونوں اسلام میں داخل ہوئے تو وہ بھی ان کے ساتھ ہی مسلمان ہوئے۔

فوائد:...... سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ خیبر کے سال (۷) سن ہجری کے اوائل میں مشرف باسلام ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے انہیں غزوۂ ذات سلاسل میں تین سو آدمیوں کے ایک دستے پر امیر مقرر فرمایا تھا، رسول اللہ ﷺ نے انہیں عمان کا حاکم مقرر فرمایا تھا، رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں آپ وہاں کے حکمران رہے، بعد میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انہیں ملک شام کا امیر بنا کر روانہ فرمایا اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں فلسطین کا امیر مقرر فرمایا، بعد ازاں عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں ایک لشکر میں مصر کی طرف بھیجا اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے انتقال تک وہاں کے امیر رہے، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں چار سال تک انہیں وہاں کے حاکم کی حیثیت سے برقرار رکھا، بعد میں معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں مصر کا حاکم بنایا، یہ تاحیات وہاں کے حاکم رہے، ان کی وفات اور تدفین وہیں عمل میں لائی گئی۔ ان کی وفات (۴۳) سن ہجری میں عید الفطر کی شب کو ستر سال کی عمر میں ہوئی، عرب کے معروف تیر انداز اور بہادر تھے۔

(۱۱۸۶۵)۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ يَقُولُ: بَعَثَ إِلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ:

سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے پیغام بھیجا کہ تم لباس اور اسلحہ زیب تن کر کے میرے

(۱۱۸۶۵) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، اخرجه ابن حبان: ۳۲۱۰، والطبراني في "الاوسط": ۳۲۱۳، والحاكم: ۲/ ۲۳۶ (انظر: ۱۷۷۶۳)

((خُذْ عَلَيْكَ ثِيَابَكَ وَسِلَاحَكَ ثُمَّ ائْتِنِي۔)) فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ فَصَعَّدَ فِيَّ النَّظَرَ ثُمَّ طَأْطَأَهُ فَقَالَ: ((إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَبْعَثَكَ عَلَى جَيْشٍ فَيُسَلِّمَكَ اللّٰهُ وَيُغْنِمَكَ، وَأَرْغَبُ لَكَ مِنَ الْمَالِ رَغْبَةً صَالِحَةً۔)) قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَا أَسْلَمْتُ مِنْ أَجْلِ الْمَالِ وَلٰكِنِّي أَسْلَمْتُ رَغْبَةً فِي الْإِسْلَامِ، وَأَنْ أَكُونَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((يَا عَمْرُو! نِعْمَ الْمَالُ الصَّالِحُ لِلْمَرْءِ الصَّالِحِ۔)) (مسند احمد: ۱۷۹۱۵)

پاس آ جاؤ، میں آپ ﷺ کی خدمت میں آیا تو آپ وضو کر رہے تھے، آپ ﷺ نے میری طرف نظر اٹھائی اور سر کو نیچے کی طرف جھکایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمہیں ایک لشکر پر امیر بنا کر روانہ کرنا چاہتا ہوں، اللہ تمہیں سلامت رکھے گا اور تمہیں غنیمت سے نوازے گا یا تمہیں مال کی صالح رغبت دے گا۔'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں مال و دولت کے لالچ میں نہیں، بلکہ اسلام کی رغبت کی بنا پر مسلمان ہوا ہوں، میں تو اس لیے مسلمان ہوا کہ اللہ کے رسول ﷺ کی معیت حاصل رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عمرو! صالح آدمی کے لیے اچھا مال اچھی چیز ہے۔''

(۱۱۸۶٦)۔ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ وَعَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْوَرْدِ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ: قَالَ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ: لَا أُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا إِلَّا أَنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((إِنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ صَالِحِي قُرَيْشٍ۔)) قَالَ: وَزَادَ عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ وَرْدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ طَلْحَةَ قَالَ: ((نِعْمَ أَهْلُ الْبَيْتِ عَبْدُ اللّٰهِ، وَأَبُو عَبْدِ اللّٰهِ، وَأُمُّ عَبْدِ اللّٰهِ۔)) (مسند احمد: ۱۳۸۲)

سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ سے صرف وہی بات بیان کرتا ہوں، جو میں نے آپ ﷺ سے سنی ہوتی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عمرو بن عاص قریش کے صالح افراد میں سے ہے۔'' عبدالجبار بن ورد نے مزید بیان کیا کہ ابن ابی ملیکہ نے طلحہ سے بیان کیا کہ سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: عبداللہ، ان کے والد اور ان کی والدہ، یہ بہترین گھرانہ ہیں۔

(۱۱۸۶۷)۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((ابْنَا الْعَاصِ مُؤْمِنَانِ عَمْرٌو وَهِشَامٌ۔)) (مسند احمد: ۸۰۲۹)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عاص کے دونوں بیٹے عمرو اور ہشام اہل ایمان ہیں۔''

فوائد:...... دونوں اپنی رضامندی سے مشرف باسلام ہوئے، سیدنا ہشام نے اجنادین میں جام شہادت نوش کیا۔

(۱۱۸۶٦) تخریج: اسناده ضعيف، اخرجه ابويعلى: ٦٤٦، أخرج القسم الاول منه الترمذى: ٣٨٤٥ (انظر: ١٣٨٢)

(۱۱۸۶۷) تخريج: اسناده حسن (انظر: ٨٠٤٢)

(۱۱۸۶۸)۔ وَعَـنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ؓ قَـالَ عَـقَـلْـتُ عَـنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَلْفَ مِثْلٍ۔(مسند احمد: ۱۷۹۵۹)

سیدنا عمرو بن عاص ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک ہزار ضرب الامثال سنی اور سیکھی ہیں۔

(۱۱۸۶۹)۔ أَنَّ عَبْـدَ الـرَّحْمٰنِ بْنَ شِمَاسَةَ حَدَّثَهُ قَالَ: لَمَّا حَضَرَتْ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ الْـوَفَـاةُ بَـكٰـى ، فَقَالَ لَهُ ابْنُهُ عَبْدُ اللّٰهِ: لِمَ تَبْـكِـي أَجَـزَعًـا عَـلَى الْمَوْتِ؟ فَقَالَ: لَا ، وَالـلّٰـهِ! وَلٰكِنْ مِمَّا بَعْدُ ، فَقَالَ لَهُ: قَدْ كُنْتَ عَـلٰـى خَيْـرٍ ، فَجَعَلَ يُذَكِّرُهُ صُحْبَةَ رَسُوْلِ الـلّٰهِ ﷺ وَفُتُـوحَـهُ الشَّـامَ ، فَـقَالَ عَمْرٌو: تَرَكْتَ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ كُلِّهِ شَهَادَةَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا الـلّٰـهُ إِنِّي كُنْتُ عَلٰى ثَلَاثَةِ أَطْبَاقٍ لَيْسَ فِيهَـا طَبَـقٌ إِلَّا قَدْ عَرَفْتُ نَفْسِي فِيهِ ، كُنْتُ أَوَّلَ شَـيْءٍ كَـافِـرًا فَكُنْتُ أَشَدَّ النَّاسِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَوْ مِتُّ حِينَئِذٍ وَجَبَتْ لِيَ الـنَّـارُ ، فَلَمَّا بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كُنْتُ أَشَدَّ النَّاسِ حَيَاءً مِنْهُ ، فَمَا مَلَأْتُ عَيْنِي مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلَا رَاجَعْتُهُ فِيمَا أُرِيدُ حَتّٰى لَـحِـقَ بِـاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ حَيَاءً مِنْهُ ، فَلَوْ مِتُّ يَوْمَئِذٍ قَالَ النَّاسُ: هَنِيئًا لِعَمْرٍو أَسْلَمَ وَكَانَ عَـلٰـى خَيْـرٍ فَـمَـاتَ فَرُجِيَ لَهُ الْجَنَّةُ ، ثُمَّ تَـلَبَّـسْـتُ بَـعْـدَ ذٰلِكَ بِالسُّلْطَانِ وَأَشْيَاءَ فَلَا أَدْرِي عَـلَـيَّ أَمْ لِـي ، فَـإِذَا مِتُّ فَلَا تَبْكِيَنَّ عَلَيَّ ، وَلَا تُتْبِعْنِي مَادِحًا وَلَا نَارًا ، وَشُدُّوا

عبدالرحمن بن شماسہ سے مروی ہے کہ جب سیدنا عمرو بن عاص ؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو ان پر گریہ طاری ہوگیا، ان کے فرزند عبداللہ نے ان سے کہا: آپ کیوں روتے ہیں؟ کیا موت کے ڈر کی وجہ سے؟ انہوں نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم موت سے نہیں، بلکہ موت کے بعد والے مراحل کا خوف ہے۔ عبداللہ نے کہا: آپ تو بہت اچھے اچھے اعمال کرتے رہے ہیں، پھر وہ انہیں رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں گزارے ہوئے لمحات اور ان کی فتوحات شام یاد کرانے لگے۔ سیدنا عمرو ؓ نے کہا: تم ان سب سے افضل بات تو چھوڑ ہی گئے کہ میں کلمۂ شہادت کا اقرار و اعتراف کر چکا ہوں، میری زندگی کے تین مراحل ہیں اور مجھے ہر مرحلہ میں اپنی ذات کی معرفت حاصل ہے، میں پہلے مرحلے میں کافر تھا اور میں رسول اللہ ﷺ کا سخت دشمن تھا، اگر مجھے اسی حال میں موت آ جاتی تو مجھ پر جہنم واجب ہوتی ۔ جب میں نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی تو مجھے آپ ﷺ سے سب سے زیادہ جھجک آتی تھی، میں نے کبھی نظر بھر کر رسول اللہ ﷺ کو نہیں دیکھا اور میں آپ ﷺ سے جو کچھ دریافت کرنا چاہتا ہوتا کبھی دوسری مرتبہ آپ ﷺ سے دریافت نہ کرتا، یہاں تک کہ آپ ﷺ اللہ کے ہاں تشریف لے گئے، یہ میری طرف سے آپ کے حیاء کی وجہ تھی، اگر انہی دنوں مجھے موت آ جاتی تو لوگ کہتے کہ عمرو کو مبارک ہو، وہ مسلمان ہوا اور اس نے

(۱۱۸۶۸) تخریج: اسناده ضعيف ، ابن لهيعة سيیء الحفظ (انظر: ۱۷۸۰۶)

(۱۱۸۶۹) تخريج: اخرجه مسلم: ۱۲۱ (انظر: ۱۷۷۸۰)

عَلَيَّ إِزَارِي فَإِنِّي مُخَاصِمٌ، وَسُنُّوا عَلَيَّ التُّرَابَ سَنًّا، فَإِنَّ جَنْبِيَ الْأَيْمَنَ لَيْسَ بِأَحَقَّ بِالتُّرَابِ مِنْ جَنْبِي الْأَيْسَرِ، وَلَا تَجْعَلَنَّ فِي قَبْرِي خَشَبَةً وَلَا حَجَرًا، فَإِذَا وَارَيْتُمُونِي فَاقْعُدُوا عِنْدِي قَدْرَ نَحْرِ جَزُورٍ وَتَقْطِيعِهَا أَسْتَأْنِسْ بِكُمْ۔ (مسند احمد: ۱۷۹۳۳)

بہترین زندگی بسر کی، اس کے لیے جنت کی امید ہے۔اس کے بعد میں حکمران اور بہت سے معاملات میں مشغول رہا، میں نہیں جانتا کہ وہ امور میرے حق میں ثابت ہوں گے یا میرے خلاف، میں فوت ہو جاؤں تو تم میرے اوپر ہرگز گریہ نہ کرنا اور میرے جنازہ کے ساتھ کسی مدح کرنے والے کو یا آگ لے کر نہ جانا اور میرے اوپر چادر باندھ دینا، کیونکہ اللہ کے فرشتے مجھ سے سخت حساب لیں گے اور تم میرے اوپر اچھی طرح مٹی ڈال دینا، بے شک میرا دایاں پہلو میرے بائیں پہلو سے زیادہ مٹی کا حق دار نہیں۔ اور تم میری قبر پر لکڑی یا پتھر نہ رکھنا، جب تم میری تدفین سے فارغ ہو جاؤ تو تم میری قبر کے پاس اتنی دیر بیٹھے رہنا جتنی دیر میں ایک اونٹ کو نحر کرکے اس کا گوشت تیار کیا جاتا ہے، تاکہ تمہاری موجودگی سے مجھے کچھ انس حاصل ہو۔

(۱۱۸۷۰)۔ حَدَّثَنَا أَبُو نَوْفَلِ بْنُ أَبِي عَقْرَبَ قَالَ: جَزِعَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ عِنْدَ الْمَوْتِ جَزَعًا شَدِيدًا، فَلَمَّا رَأَى ذٰلِكَ ابْنُهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو قَالَ: يَا أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ! مَا هٰذَا الْجَزَعُ؟ وَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُدْنِيكَ وَيَسْتَعْمِلُكَ، قَالَ: أَيْ بُنَيَّ! قَدْ كَانَ ذٰلِكَ، وَسَأُخْبِرُكَ عَنْ ذٰلِكَ، إِنِّي وَاللّٰهِ مَا أَدْرِي أَحُبًّا ذٰلِكَ كَانَ أَمْ تَأَلُّفًا يَتَأَلَّفُنِي، وَلٰكِنِّي أَشْهَدُ عَلَى رَجُلَيْنِ أَنَّهُ قَدْ فَارَقَ الدُّنْيَا وَهُوَ يُحِبُّهُمَا ابْنُ سُمَيَّةَ وَابْنُ أُمِّ عَبْدٍ، فَلَمَّا حَدَّثَهُ وَضَعَ يَدَهُ مَوْضِعَ الْغِلَالِ مِنْ ذَقْنِهِ، وَقَالَ: اللّٰهُمَّ أَمَرْتَنَا فَتَرَكْنَا،

ابو نوفل بن ابی عقرب سے مروی ہے کہ وفات کے وقت سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ پر گھبراہٹ طاری ہوگئی، ان کے بیٹے عبداللہ نے ان کی یہ حالت دیکھی تو کہا: اے ابوعبداللہ! یہ گھبراہٹ اور پریشانی کیسی؟ آپ کو تو یہ مقام حاصل رہا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ آپ کو اپنے قریب بٹھایا کرتے اور آپ کو مختلف علاقوں میں عامل بنا کر بھیجا کرتے تھے۔ سیدنا عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا: بیٹے! یہ سب کچھ ہوتا رہا ہے، میں تمہیں اس بارے میں بتلاتا ہوں۔ اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا کہ آپ کا میرے ساتھ یہ تعلق مجھ سے محبت کی بنیاد پر تھا یا میری تالیف قلبی کے لیے تھا۔ البتہ میں گواہی دیتا ہوں کہ دو آدمی ایسے تھے کہ اللہ کے رسول ﷺ دنیا سے روانہ ہونے تک ان سے محبت کرتے رہے۔ ایک ابن سمیہ اور ابن ام عبد (یعنی

(۱۱۸۷۰) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم (انظر: ۱۷۷۸۱)

وَنَهَيْتَنَا فَرَكِبْنَا، وَلَا يَسَعُنَا إِلَّا مَغْفِرَتُكَ، وَكَانَتْ تِلْكَ هِجِّيرَاهُ حَتّٰى مَاتَ ﷺ۔ (مسند احمد: ۱۷۹۳٤)

سیدنا عمار بن یاسر اور سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما)۔ سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ جب اپنے بیٹے سے یہ باتیں کر رہے تھے تو انہوں نے اپنا ہاتھ اپنی ٹھوڑی کے آخری حصہ پر رکھا ہوا تھا اور کہا: یا اللہ! (ہم خطا کار ہیں) تو نے ہمیں حکم دیے، ہم نے ان کی پروانہ کی اور تو نے ہمیں بہت سے کاموں سے روکا، مگر ہم ان کا ارتکاب کرتے رہے، ہم تو تیری مغفرت ہی کے امیدوار اور طلب گار ہیں۔ یہی کہتے ہوئے اور اسی حالت میں وہ انتقال کر گئے۔

(۱۱۸۷۱)۔ ثَنَا جَرِيرٌ يَعْنِي ابْنَ حَازِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ: أَرَأَيْتَ رَجُلًا مَاتَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يُحِبُّهُ أَلَيْسَ رَجُلًا صَالِحًا؟ قَالَ: بَلٰى، قَالَ: قَدْ مَاتَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يُحِبُّكَ وَقَدِ اسْتَعْمَلَكَ، فَقَالَ: قَدِ اسْتَعْمَلَنِي فَوَاللّٰهِ مَا أَدْرِي أَحُبًّا كَانَ لِي مِنْهُ أَوْ اسْتِعَانَةً بِي، وَلٰكِنْ سَأُحَدِّثُكَ بِرَجُلَيْنِ مَاتَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يُحِبُّهُمَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ وَعَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ۔ (مسند احمد: ۱۷۹٦۰)

حسن بصری سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ کی اس شخص کے بارے میں کیا رائے ہے، جس سے رسول اللہ ﷺ تا حیات محبت کرتے رہے ہوں، کیا وہ صالح آدمی نہیں ہوگا؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں، تو اس نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے تو انہوں نے آپ کو اپنا عامل بنا کر بھیجا ہوا تھا، سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا: انہوں نے مجھے عامل تو بنایا تھا، اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا کہ مجھ سے محبت کی وجہ سے یا میری مدد کرنے کے لیے مجھے عامل بنایا تھا، البتہ میں تمہیں بتلاتا ہوں کہ اللہ کے رسول ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے تو آپ دو آدمیوں سے محبت کرتے تھے، ایک سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور دوسرے سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ۔

(۱۱۸۷۲)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: كَانَ فَزَعٌ بِالْمَدِينَةِ، فَأَتَيْتُ عَلٰى سَالِمٍ مَوْلٰى أَبِي حُذَيْفَةَ وَهُوَ مُحْتَبٍ بِحَمَائِلِ

سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ مدینہ منورہ میں خوف و ہراس پھیل گیا تو میں سیدنا ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے غلام سیدنا سالم رضی اللہ عنہ کے ہاں گیا، وہ اپنی تلوار کے پٹے کے ساتھ

(۱۱۸۷۱) تخریج: منقطع، الحسن البصری لم یسمع من عمرو بن عاص، اخرجه بنحوه النسائی فی "الکبری": ۹۲۷٤، والحاکم: ۳/ ۳۹۲ (انظر: ۱۷۸۰۷)

(۱۱۸۷۲) تخریج: اسناده صحیح علی شرط مسلم (انظر: ۱۷۸۱۰)

سَيْفِهِ، فَأَخَذْتُ سَيْفًا فَاحْتَبَيْتُ بِحَمَائِلِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَلَا كَانَ مَفْزَعُكُمْ إِلَى اللّٰهِ وَإِلَى رَسُولِهِ۔)) ثُمَّ قَالَ: ((أَلَا فَعَلْتُمْ كَمَا فَعَلَ هٰذَانِ الرَّجُلَانِ الْمُؤْمِنَانِ۔)) (مسند احمد: ١٧٩٦٣)

گوٹھ مار کر بیٹھے تھے، میں نے ان سے تلوار لی اور اس کے پٹے سے گوٹھ مار کر بیٹھ گیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگو! تمہاری گھبراہٹ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف کیوں نہیں ہوئی۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے اس طرح کیوں نہیں کیا، جیسے ان دونوں نے کیا ہے۔''

فوائد:...... تلوار کے پٹے سے گوٹھ مارنا، یہ اس بات پر دلیل ہے کہ اگر دشمن ہوا تو ہم اس کو واپس پلٹانے کے لیے مستعد ہیں۔

(١١٨٧٣)۔ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((أَسْلَمَ النَّاسُ وَآمَنَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ۔)) (مسند احمد: ١٧٥٤٨)

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا: ''(فتح مکہ کے موقع پر) لوگوں نے تو ظاہراً اسلام قبول کیا اور عمرو بن عاص نے (دلی طور پر) ایمان قبول کیا۔

فوائد:...... دراصل نبی کریم ﷺ اس ارشاد کے ذریعے سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے اس عداوت کو زائل کرنا چاہتے تھے، جو ان کو قبولیت اسلام سے قبل اسلام اور اہل اسلام سے تھی۔

امام البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اس حدیث میں سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی عظیم منقبت کا بیان ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ان کے مومن ہونے کی شہادت دی، جس کا لازمی نتیجہ جنت ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا: ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُؤْمِنَةٌ۔)) ......''صرف مومن جنت میں داخل ہو گا۔''

اس لیے عصر حاضر کے جو مخالفین سیدنا عمرو رضی اللہ عنہ پر اس بنا پر طعن کرتے ہیں کہ انھوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ اختلاف بلکہ قتال کیا، ان کا یہ دعوی صحیح نہیں ہے، کیونکہ اس سے ایمان کی نفی نہیں ہوتی، جیسے ان کی بیان کردہ فضیلت سے ان کی عصمت ثابت نہیں ہوتی۔ یہ کہنا بہتر ہے کہ سیدنا عمرو رضی اللہ عنہ کا یہ اختلاف ان کے کسی اجتہاد کی وجہ سے تھا، نہ کہ خواہش پرستی کی وجہ سے۔ (صحیحہ: ١٥٥)

بَابُ مَا جَاءَ فِي عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ رضی اللہ عنہ
سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(١١٨٧٤)۔ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: بَعَثَ إِلَيَّ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ

مطرف بن عبداللہ سے مروی ہے کہ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ مرض الموت میں مبتلا تھے، انہوں نے مجھے پیغام بھیج کر بلوایا،

(١١٨٧٣) تخريج: حديث محتمل للتحسين، اخرجه الترمذي: ٣٨٤٤ (انظر: ١٧٤١٣)

(١١٨٧٤) تخريج: اخرجه مسلم: ١٢٢٦ (انظر: ١٩٨٤١)

فِی مَرَضِهِ، فَأَتَیْتُهُ فَقَالَ لِی: إِنِّی کُنْتُ أُحَدِّثُكَ بِأَحَادِیثَ لَعَلَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی یَنْفَعُكَ بِهَا بَعْدِی، وَاعْلَمْ أَنَّهُ کَانَ یُسَلَّمُ عَلَیَّ، فَإِنْ عِشْتُ فَاکْتُمْ عَلَیَّ وَإِنْ مِتُّ فَحَدِّثْ إِنْ شِئْتَ (وَفِی رِوَایَةٍ: وَإِنَّهُ کَانَ یُسَلَّمُ عَلَیَّ فَلَمَّا اکْتَوَیْتُ أَمْسَكَ عَنِّی فَلَمَّا تَرَکْتُهُ عَادَ إِلَیَّ)، وَاعْلَمْ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ جَمَعَ بَیْنَ حَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ، ثُمَّ لَمْ یَنْزِلْ فِیهَا کِتَابٌ وَلَمْ یَنْهَ عَنْهَا النَّبِیُّ ﷺ قَالَ رَجُلٌ فِیهَا بِرَأْیِهِ مَا شَاءَ۔ (مسند احمد: ۲۰۰۸۰)

جب میں ان کی خدمت میں آیا تو انہوں نے مجھ سے کہا: میں آپ کو احادیث سنایا کرتا تھا، امید ہے کہ میرے بعد اللہ تعالیٰ ان احادیث سے فائدہ پہنچائے گا، تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ شدت مرض کے دوران میرے صبر کرنے کی وجہ سے اللہ کے فرشتے آ کر مجھے سلام کہا کرتے تھے، اگر میں زندہ رہوں تو تم میری اس بات کا لوگوں کے سامنے اظہار نہ کرنا اور اگر میرا انتقال ہو جائے تو چاہو تو لوگوں کو بتلا دینا۔ ایک روایت میں ہے: اللہ کے فرشتے مجھے سلام کہا کرتے تھے، مگر جب میں نے اپنے زخم کو داغ لگوایا تو سلام کا یہ سلسلہ مجھ سے رک گیا، پھر جب میں نے اس عمل کو ترک کیا تو یہ سلسلہ دوبارہ شروع ہو گیا۔ تم یہ بھی جان رکھو کہ رسول اللہ ﷺ نے حج اور عمرہ کو ایک ہی احرام میں جمع کیا تھا اور اس کے بعد نہ کتاب اللہ میں اس سے منع کیا گیا اور نہ رسول اللہ ﷺ نے خود اس سے منع فرمایا، بس ایک آدمی اس بارے میں اپنی رائے سے اس سے منع کرتا ہے۔

فوائد:...... سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ ہجرت کے ساتویں سال خیبر کے موقع پر مشرف باسلام ہوئے، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ متعدد غزوات میں حصہ لیا، فتح مکہ کے موقعہ پر بنوخزاعہ کے علم بردار تھے، دین کے بہت بڑے عالم اور فقیہ تھے، امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے انہیں بصرہ کی طرف روانہ کیا تھا تاکہ وہاں کے لوگوں کو دین کے احکام سکھایا کریں، مستجاب الدعوات تھے، اہل بصرہ کہا کرتے تھے کہ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کو حفاظت کرنے والے فرشتوں دکھائی دیا کرتے تھے اور وہ ان سے ہم کلام بھی ہوا کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی حفاظت میں رکھا اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے مابین جو اختلافات اور لڑائیاں ہوتی رہیں، یہ ان میں ملوث نہ ہوئے۔ بصرہ میں (۵۲) سن ہجری میں ان کی وفات ہوئی۔

اس حدیث کے آخر میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، جو حج افراد کو افضل سمجھتے تھے اور حج تمتع سے منع کیا کرتے تھے، سیدنا عمران رضی اللہ عنہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ہی سفر میں حج اور عمرہ کو جمع کیا تھا اور اس سے منع بھی نہیں کیا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو کیا حق حاصل ہے کہ وہ لوگوں کو اس سے منع کریں، حج کے مسائل میں یہ حکم اور اس کی وجہ گزر چکی

حَرْفُ الْفاء
''ف'' سے شروع ہونے والے نام

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ فُرَاتَ بْنِ حَيَّانَ مِنْ بَنِي عَجَلٍ رضی اللہ عنہ
سیدنا فرات بن حیان عجلی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(۱۱۸۷۵)۔ عَنْ حَارِثَةَ بْنِ مُضَرِّبٍ، عَنْ فُرَاتِ بْنِ حَيَّانَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ بِقَتْلِهِ، وَكَانَ عَيْنًا لِأَبِي سُفْيَانَ وَحَلِيفًا، فَمَرَّ بِحَلْقَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ: إِنِّي مُسْلِمٌ، قَالُوْا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّهُ يَزْعَمُ أَنَّهُ مُسْلِمٌ، فَقَالَ: ((إِنَّ مِنْكُمْ رِجَالًا نَكِلُهُمْ إِلٰى إِيْمَانِهِمْ مِنْهُمْ فُرَاتُ بْنُ حَيَّانَ۔)) (مسند احمد: ۱۹۱۷۳)

حارثہ بن مضرب سے روایت ہے کہ وہ سیدنا فرات بن حیان رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ وہ قبل از اسلام ابوسفیان کے جاسوس اور (ایک انصاری آدمی کے) حلیف تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کو قتل کرنے کا حکم دیا، لیکن جب یہ انصار کے ایک حلقہ کے پاس سے گزرے اور انھوں نے کہا کہ میں مسلم ہوں۔ انصار نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ تو کہتا ہے کہ میں مسلم ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں، جنہیں ہم ان کے ایمان کے سپرد کرتے ہیں، فرات بن حیان بھی ان میں سے ہیں۔''

فوائد:...... سیدنا فرات بن حیان رضی اللہ عنہ نے مشرف باسلام ہونے کے بعد دین میں فقاہت حاصل کی اور بعد میں ان کے اسلام میں حسن پیدا ہوا، قبولیت ِ اسلام کے بعد آپ ﷺ کے ساتھ غزوات میں شریک رہے اور آپ ﷺ کی وفات کے بعد کوفہ میں سکونت پذیر ہو گئے۔

''وَحَلِيفًا'' کے الفاظ ابوداود میں اس طرح ہیں: ''وَحَلِيفًا لِرَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ''، ممکن ہے کہ مسند احمد کی روایت میں میں کاتب سے یہ الفاظ رہ گئے ہوں۔

(۱۱۸۷۶)۔ وَعَنْهُ فِيْ أُخْرٰى عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِأَصْحَابِهِ: ((إِنَّ مِنْكُمْ رِجَالًا لَا أُعْطِيهِمْ

ایک دوسری روایت کے مطابق حارثہ بن مضرب، ایک صحابی سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا: ''تم میں سے بعض لوگ ایسے ہیں کہ میں انہیں کچھ نہیں

(۱۱۸۷۵) تخریج: اسناده صحیح، أخرجه ابوداود: ۲۶۵۲ (انظر: ۱۸۹٦٦)

(۱۱۸۷٦) تخریج: حدیث صحیح دون قوله: "لا اعطیهم شیئا"، ففی زیادتها نظر، وانظر الحدیث السابق (انظر: ۱٦۵۹۳)

شَيْئًا أَكِلُهُمْ إِلَى إِيمَانِهِمْ، مِنْهُمْ فُرَاتُ بْنُ حَيَّانَ قَالَ: مِنْ بَنِي عِجْلٍ۔)) (مسند احمد: ۱۶۷۱۰)

دیتا، میں انہیں ان کے ایمان کے سپرد کرتا ہوں، انہی لوگوں میں سے قبیلہ بنو عجل کا ایک فرد فرات بن حیان بھی ہیں۔"

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ قَتَادَةَ بْنِ مِلْحَانَ الْقَيْسِيِّ رضی اللہ عنہ
سیدنا قتادہ بن ملحان رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(۱۱۸۷۷)۔ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ قَتَادَةَ بْنِ مِلْحَانَ حِينَ حُضِرَ، فَمَرَّ رَجُلٌ فِي أَقْصَى الدَّارِ قَالَ: فَأَبْصَرْتُهُ فِي وَجْهِ قَتَادَةَ، قَالَ: وَكُنْتُ إِذَا رَأَيْتُهُ كَأَنَّ عَلَى وَجْهِهِ الدِّهَانَ، قَالَ: وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَسَحَ عَلَى وَجْهِهِ، قَالَ أَبُو عَبْد الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ وَهُرَيْمٌ أَبُو حَمْزَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ فَذَكَرَ مِثْلَهُ۔ (مسند احمد: ۲۰۵۸۳)

ابو العلاء بن عمیر سے مروی ہے کہ جب سیدنا قتادہ بن ملحان رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس وقت میں ان کے ہاں موجود تھا، اتنے میں گھر کے اندر دور سے ایک آدمی گزرا، میں نے اس گزرنے والے کا عکس (آئینے کی مانند) قتادہ بن ملحان رضی اللہ عنہ کے چہرے پر دیکھا، ابو العلاء کہتے ہیں: میں جب انہیں دیکھا کرتا تھا تو یوں لگتا تھا گویا ان کے چہرے پر تیل لگا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے چہرے پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا تھا۔

فوائد:...... سیدنا قتادہ بن ملحان قیسی رضی اللہ عنہ کی فضیلت معلوم ہوئی کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے چہرے پر ہاتھ مبارک پھیرا تو وہ اس قدر صاف شفاف ہو گیا کہ گویا وہ آئینہ ہے، اس میں دوسرے آدمی کا عکس نظر آتا تھا۔ یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کے معجزات میں سے ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ قُرَّةَ بْنِ أَيَاسٍ الْمُزَنِيِّ وَالِدِ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ رضی اللہ عنہ
سیدنا معاویہ بن قرہ مزنی رضی اللہ عنہ کے والد سیدنا قرہ بن ایاس رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(۱۱۸۷۸)۔ أَبِي ثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي أَيَاسٍ يَعْنِي مُعَاوِيَةَ ابْنَ قُرَّةَ، عَنْ أَبِيهِ يَعْنِي قُرَّةَ بْنَ أَيَاسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَدَعَا لَهُ وَمَسَحَ رَأْسَهُ۔ (مسند احمد: ۱۵۶۶۸)

سیدنا معاویہ بن قرہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سیدنا قرہ بن ایاس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں گئے تو آپ نے ان کے حق میں دعا کی اور ان کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

(۱۱۸۷۷) تخریج: اسنادہ صحیح (انظر: ۲۰۳۱۷)

(۱۱۸۷۸) تخریج: اسنادہ صحیح (انظر: ۱۵۵۸۳)

(۱۱۸۷۹)۔ حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ قُرَّةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِي رَهْطٍ مِنْ مُزَيْنَةَ فَبَايَعْنَاهُ، وَإِنَّ قَمِيصَهُ لَمُطْلَقٌ، قَالَ: فَبَايَعْنَاهُ، ثُمَّ أَدْخَلْتُ يَدِي فِي جَيْبِ قَمِيصِهِ فَمَسِسْتُ الْخَاتَمَ، قَالَ عُرْوَةُ: فَمَا رَأَيْتُ مُعَاوِيَةَ وَلَا ابْنَهُ، قَالَ: وَأُرَاهُ يَعْنِي إِيَاسًا فِي شِتَاءٍ قَطُّ وَلَا حَرٍّ إِلَّا مُطْلِقَيْ أَزْرَارِهِمَا لَا يَزُرَّانِ۔ (مسند احمد: ۲۰۶۳۹)

سیدنا معاویہ بن قرہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: میں قبیلہ مزینہ کے ایک قافلے کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، ہم نے آپ ﷺ کی بیعت کی، آپ ﷺ کی قمیص کے بٹن کھلے تھے، اس لیے میں نے اپنا ہاتھ آپ کی قمیص کے اندر داخل کیا اور مہر نبوت کو چھوا۔ عروہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے ایاس کو موسم گرما اور سرما میں جب بھی دیکھا، ان کی قمیص کے بٹن کھلے ہوتے تھے، ان کو بند نہیں کیا کرتے تھے۔

فوائد:...... سیدنا قرہ بن ایاس رضی اللہ عنہ انتہائی ذہین صحابی تھے، ان کا مسکن بصرہ تھا، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ازارقہ سے ہونے والی جنگ میں قتل ہو گئے تھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ

سیدنا کعب بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(۱۱۸۸۰)۔ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ مِنْ بَنِيهِ حِينَ عَمِيَ، قَالَ: سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حَدِيثَهُ حِينَ تَخَلَّفَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ، فَقَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ: لَمْ أَتَخَلَّفْ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي غَزْوَةٍ غَيْرِهَا قَطُّ إِلَّا فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ، غَيْرَ أَنِّي كُنْتُ تَخَلَّفْتُ فِي غَزْوَةِ بَدْرٍ وَلَمْ يُعَاتِبْ أَحَدًا تَخَلَّفَ عَنْهَا، إِنَّمَا خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُرِيدُ عِيرَ قُرَيْشٍ حَتّٰى جَمَعَ اللّٰهُ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ عَدُوِّهِمْ عَلٰى غَيْرِ مِيعَادٍ،

عبدالرحمٰن بن عبداللہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: عبداللہ بن کعب، جو اپنے باپ سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے نابینا ہو جانے کی وجہ سے ان کے قائد تھے، وہ کہتے ہیں: سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے اپنا واقعہ بیان کیا جب وہ غزوۂ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے۔ انھوں نے کہا: میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تمام لڑائیوں میں شریک ہوا تھا، ما سوائے تبوک اور بدر کے، میں ان میں پیچھے رہ گیا تھا، مگر بدر میں پیچھے رہنے والوں پر اللہ تعالیٰ کا عتاب نہیں ہوا، نبی کریم ﷺ کی اس جنگ میں غرض یہ تھی کہ قافلہ قریش کا تعاقب کیا جائے، دشمنوں کو اللہ تعالیٰ نے اچانک حائل کر دیا اور جنگ ہوگئی، میں عقبہ والی رات کو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ نے سب سے اسلام پر قائم رہنے کا عہد لیا تھا

(۱۱۸۷۹) تخریج: اسناده صحيح، اخرجه ابوداود: ۴۰۸۲، وابن ماجه: ۳۵۷۸ (انظر: ۲۰۳۶۸)

(۱۱۸۸۰) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۸۸۹، ۴۶۷۶، ۴۶۷۷، ۶۶۹۰، ومسلم: ۲۷۶۹ (انظر: ۱۵۷۸۹)

وَلَقَدْ شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ حِينَ تَوَافَقْنَا عَلَى الْإِسْلَامِ، مَا أُحِبُّ أَنَّ لِي بِهَا مَشْهَدَ بَدْرٍ، وَإِنْ كَانَتْ بَدْرٌ أَذْكَرَ فِي النَّاسِ مِنْهَا وَأَشْهَرَ، وَكَانَ مِنْ خَبَرِي حِينَ تَخَلَّفْتُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ لِأَنِّي لَمْ أَكُنْ قَطُّ أَقْوٰى وَلَا أَيْسَرَ مِنِّي حِينَ تَخَلَّفْتُ عَنْهُ فِي تِلْكَ الْغَزَاةِ، وَاللّٰهِ مَا جَمَعْتُ قَبْلَهَا رَاحِلَتَيْنِ قَطُّ حَتّٰى جَمَعْتُهُمَا فِي تِلْكَ الْغَزَاةِ، وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَلَّمَا يُرِيدُ غَزَاةً يَغْزُوهَا إِلَّا وَرّٰى بِغَيْرِهَا حَتّٰى كَانَتْ تِلْكَ الْغَزَاةُ فَغَزَاهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي حَرٍّ شَدِيدٍ، وَاسْتَقْبَلَ سَفَرًا بَعِيدًا وَمَفَازًا، وَاسْتَقْبَلَ عَدُوًّا كَثِيرًا، فَجَلَا لِلْمُسْلِمِينَ أَمْرَهُ لِيَتَأَهَّبُوا أُهْبَةَ عَدُوِّهِمْ، فَأَخْبَرَهُمْ بِوَجْهِهِ الَّذِي يُرِيدُ، وَالْمُسْلِمُونَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ كَثِيرٌ، لَا يَجْمَعُهُمْ كِتَابُ حَافِظٍ يُرِيدُ الدِّيوَانَ، فَقَالَ كَعْبٌ: فَقَلَّ رَجُلٌ يُرِيدُ يَتَغَيَّبُ إِلَّا ظَنَّ أَنَّ ذٰلِكَ سَيُخْفٰى لَهُ مَا لَمْ يَنْزِلْ فِيهِ وَحْيٌ مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَغَزَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ تِلْكَ الْغَزْوَةَ حِينَ طَابَتِ الثِّمَارُ وَالظِّلُّ، وَأَنَا إِلَيْهَا أَصْعَرُ، فَتَجَهَّزَ إِلَيْهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَالْمُؤْمِنُونَ مَعَهُ، وَطَفِقْتُ أَغْدُو لِكَيْ أَتَجَهَّزَ مَعَهُ فَأَرْجِعَ وَلَمْ أَقْضِ شَيْئًا، فَأَقُولُ فِي نَفْسِي أَنَا قَادِرٌ عَلٰى ذٰلِكَ، إِذَا أَرَدْتُ فَلَمْ يَزَلْ

اور مجھے تو عقبہ والی وہ رات غزوۂ بدر کے مقابلہ میں عزیز ہے، اگرچہ جنگ بدر کو لوگوں میں زیادہ شہرت حاصل ہے اور جنگ تبوک کا واقعہ یہ ہے کہ اس جنگ سے پہلے کبھی بھی میرے پاس دو سواریاں جمع نہیں ہوئی تھیں، اس غزوہ کے وقت میں دو سواریوں کا مالک تھا، اس کے علاوہ نبی کریم ﷺ کا یہ دستور تھا کہ جب کہیں جنگ کا خیال کرتے تو صاف صاف پتہ نشان اور جگہ نہیں بتاتے تھے، بلکہ کچھ گول مول الفاظ میں بات ظاہر کرتے تھے تا کہ لوگ دوسرا مقام سمجھتے رہیں، غرض جب لڑائی کا وقت آیا تو گرمی بہت شدید تھی، راستہ طویل تھا اور بے آب و گیاہ تھا، دشمن کی تعداد زیادہ تھی، لہٰذا آپ ﷺ نے مسلمانوں کو پورے طور پر آگاہ کر دیا کہ ہم تبوک جا رہے ہیں تا کہ تیاری کر لیں، اس وقت نبی کریم ﷺ کے ساتھ کثیر تعداد میں مسلمان موجود تھے، مگر کوئی ایسی کتاب وغیرہ نہیں تھی کہ اس میں سب کے نام لکھے ہوئے ہوں، کوئی کم ہی مسلمان ایسا تھا جو اس لڑائی میں شریک ہونا نہ چاہتا ہو، مگر وہ خیال کرتا تھا کہ اس کی غیر حاضری نبی کریم ﷺ کو اس وقت تک معلوم نہیں ہو سکتی جب تک کہ وحی نہ آئے، غرض نبی کریم ﷺ نے لڑائی کی تیاریاں شروع کر دیں اور یہ وقت تھا جب کہ میوہ پک رہا تھا اور سایہ میں بیٹھنا اچھا معلوم ہوتا تھا، سب تیاریاں کر رہے تھے، مگر میں ہر صبح کو یہی سوچتا تھا کہ میں تیاری کر لوں گا، کیا جلدی ہے، میں تو ہر وقت تیاری کر سکتا ہوں، اسی طرح دن گزرتے رہے، ایک روز صبح کو نبی کریم ﷺ روانہ ہو گئے، میں نے سوچا ان کو جانے دو، میں ایک دو دن میں تیاری کر کے راستہ میں ان میں شامل ہو جاؤں گا، دوسری صبح کو میں نے تیاری کرنا چاہی، مگر نہ ہو سکی اور میں یوں ہی رہ گیا تیسرے روز بھی یہی ہوا اور پھر برابر میرا یہی حال ہوتا

كَذٰلِكَ يَتَمَادٰى بِي حَتّٰى شَمَّرَ بِالنَّاسِ الْجِدُّ، فَأَصْبَحَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ غَادِيًا وَالْمُسْلِمُونَ مَعَهُ، وَلَمْ أَقْضِ مِنْ جَهَازِي شَيْئًا، فَقُلْتُ: الْجَهَازُ بَعْدَ يَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ، ثُمَّ أَلْحَقُهُمْ، فَغَدَوْتُ بَعْدَ مَا فَصَلُوْا لِأَتَجَهَّزَ فَرَجَعْتُ وَلَمْ أَقْضِ شَيْئًا مِنْ جَهَازِي، ثُمَّ غَدَوْتُ فَرَجَعْتُ وَلَمْ أَقْضِ شَيْئًا، فَلَمْ يَزَلْ ذٰلِكَ يَتَمَادٰى بِي حَتّٰى أَسْرَعُوْا وَتَفَارَطَ الْغَزْوُ، فَهَمَمْتُ أَنْ أَرْتَحِلَ فَأُدْرِكَهُمْ وَلَيْتَ أَنِّي فَعَلْتُ، ثُمَّ لَمْ يُقَدَّرْ ذٰلِكَ لِي، فَطَفِقْتُ إِذَا خَرَجْتُ فِي النَّاسِ بَعْدَ خُرُوجِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَطُفْتُ فِيهِمْ يَحْزُنُنِي أَنْ لَا أَرٰى إِلَّا رَجُلًا مَغْمُوصًا عَلَيْهِ فِي النِّفَاقِ أَوْ رَجُلًا مِمَّنْ عَذَرَهُ اللّٰهُ وَلَمْ يَذْكُرْنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى بَلَغَ تَبُوكَ، فَقَالَ وَهُوَ جَالِسٌ فِي الْقَوْمِ بِتَبُوكَ: ((مَا فَعَلَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ؟)) قَالَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَلِمَةَ: حَبَسَهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! بُرْدَاهُ وَالنَّظَرُ فِي عِطْفَيْهِ، فَقَالَ لَهُ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ: بِئْسَمَا قُلْتَ، وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا، فَسَكَتَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ: فَلَمَّا بَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ تَوَجَّهَ قَافِلًا مِنْ تَبُوكَ حَضَرَنِي بَثِّي فَطَفِقْتُ أَتَفَكَّرُ الْكَذِبَ، وَأَقُولُ بِمَاذَا أَخْرُجُ مِنْ سَخَطِهِ غَدًا أَسْتَعِينُ عَلٰى ذٰلِكَ

رہا، اب سب لوگ بہت دور نکل چکے تھے، میں نے کئی مرتبہ قصد کیا کہ آپ ﷺ سے جاملوں، مگر تقدیر میں نہ تھا، کاش! میں ایسا کر لیتا چنانچہ نبی کریم ﷺ کے چلے جانے کے بعد میں جب مدینہ میں چلتا پھرتا تو مجھ کو یا تو منافق نظر آتے یا وہ جو کمزور ضعیف اور بیمار تھے، مجھے بہت افسوس ہوتا تھا، (جب میں نے بعد میں معلومات لی تھیں تو ان سے پتہ چلا تھا کہ) نبی کریم ﷺ نے راستے میں مجھے کہیں بھی یاد نہیں کیا تھا، البتہ تبوک پہنچ کر جب سب لوگوں میں تشریف فرما ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کعب بن مالک کہاں ہے؟'' بنوسلمہ کے ایک آدمی سیدنا عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ تو اپنے حسن و جمال پر ناز کرنے کی وجہ سے رہ گئے ہیں، لیکن سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا: تم نے اچھی بات نہیں کی، اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول! ہم تو انہیں اچھا آدمی ہی سمجھتے ہیں، نبی کریم ﷺ یہ سن کر خاموش ہو گئے، جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ واپس آ رہے ہیں تو میں سوچنے لگا کہ کوئی ایسا حیلہ بہانہ ہاتھ آ جائے جو نبی کریم ﷺ کے غصہ سے مجھے بچا سکے، پھر میں اپنے گھر کے سمجھدار لوگوں سے مشورہ کرنے لگا کہ اس سلسلہ میں کچھ تم بھی سوچو، مگر جب یہ بات معلوم ہوئی کہ نبی کریم ﷺ مدینہ کے بالکل قریب آ گئے ہیں تو میرے دل سے اس حیلہ کا خیال دور ہو گیا اور میں نے یقین کر لیا کہ جھوٹ آپ ﷺ کے غصہ سے نہیں بچا سکے گا، صبح کو نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ میں پہنچ گئے اور آپ ﷺ کا طریقہ یہ تھا کہ جب سفر سے واپس آتے تو پہلے مسجد میں جاتے اور دو رکعت نفل ادا فرماتے، اس بار بھی آپ ﷺ نے ایسے ہی کیا اور مسجد میں بیٹھ گئے، اب جو لوگ پیچھے رہ گئے تھے انہوں نے آنا شروع کیا اور اپنے اپنے عذر بیان کرنے لگے

كُلَّ ذِي رَأْيٍ مِنْ أَهْلِي، فَلَمَّا قِيلَ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدْ أَظَلَّ قَادِمًا زَاحَ عَنِّي الْبَاطِلُ وَعَرَفْتُ أَنِّي لَنْ أَنْجُوَ مِنْهُ بِشَيْءٍ أَبَدًا فَأَجْمَعْتُ صِدْقَهُ، وَصَبَّحَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ فَرَكَعَ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ لِلنَّاسِ، فَلَمَّا فَعَلَ ذٰلِكَ جَاءَهُ الْمُتَخَلِّفُونَ فَطَفِقُوا يَعْتَذِرُونَ إِلَيْهِ وَيَحْلِفُونَ لَهُ وَكَانُوا بِضْعَةً وَثَمَانِينَ رَجُلًا، فَقَبِلَ مِنْهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَانِيَتَهُمْ، وَيَسْتَغْفِرُ لَهُمْ، وَيَكِلُ سَرَائِرَهُمْ إِلَى اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى حَتّٰى جِئْتُ، فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ تَبَسَّمَ تَبَسُّمَ الْمُغْضَبِ، ثُمَّ قَالَ لِي: ((تَعَالَ۔)) فَجِئْتُ أَمْشِي حَتّٰى جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَ لِي: ((مَا خَلَّفَكَ؟ أَلَمْ تَكُنْ قَدِ اسْتَمَرَّ ظَهْرُكَ؟)) قَالَ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي لَوْ جَلَسْتُ عِنْدَ غَيْرِكَ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا لَرَأَيْتُ أَنِّي أَخْرُجُ مِنْ سَخْطَتِهِ بِعُذْرٍ، لَقَدْ أُعْطِيتُ جَدَلًا وَلٰكِنَّهُ وَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُ لَئِنْ حَدَّثْتُكَ الْيَوْمَ حَدِيثَ كَذِبٍ تَرْضٰى عَنِّي بِهِ لَيُوشِكَنَّ اللّٰهُ تَعَالٰى يُسْخِطُكَ عَلَيَّ، وَلَئِنْ حَدَّثْتُكَ الْيَوْمَ بِصِدْقٍ تَجِدُ عَلَيَّ فِيهِ إِنِّي لَأَرْجُو قُرَّةَ عَيْنِي عَفْوًا مِنَ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى، وَاللّٰهِ مَا كَانَ لِي عُذْرٌ، وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ قَطُّ أَفْرَغَ وَلَا أَيْسَرَ مِنِّي حِينَ تَخَلَّفْتُ عَنْكَ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَمَّا هٰذَا فَقَدْ

اور قسمیں کھانے لگے یہ کل اسی (۸۰) افراد یا اس سے کچھ زیادہ تھے، نبی کریم ﷺ نے ان سے ان کے عذر قبول کر لئے اور ان سے دوبارہ بیعت لی اور ان کے لئے دعائے مغفرت فرمائی اور ان کے دلوں کے خیالات کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا۔ جب میں آیا تو السلام علیکم کہا، آپ ﷺ نے غصے والی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا اور فرمایا: ''آؤ۔'' پس میں سامنے جا کر بیٹھ گیا، آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا: ''کعب تم کیوں پیچھے رہ گئے تھے؟ حالانکہ تم نے تو سواری کا بھی انتظام کر لیا تھا؟'' میں نے عرض کیا: آپ ﷺ کا فرمان درست ہے، میں اگر کسی اور کے سامنے ہوتا تو ممکن تھا کہ بہانے وغیرہ کر کے اس سے نجات پا جاتا، کیونکہ میں خوب بول سکتا ہوں، مگر اللہ گواہ ہے کہ میں جانتا ہوں کہ اگر آج میں نے جھوٹ بول کر آپ کو راضی کر لیا تو کل اللہ تعالیٰ آپ کو مجھ سے ناراض کر دے گا، اس لئے میں سچ ہی بولوں گا، چاہے آپ مجھ پر غصہ ہی کیوں نہ فرمائیں، آئندہ کو تو اللہ کی مغفرت اور بخشش کی امید رہے گی، اللہ کی قسم! میں قصوروار ہوں، حالانکہ مال و دولت میں کوئی بھی میرے برابر نہیں ہے، مگر میں یہ سب کچھ ہوتے ہوئے بھی شریک نہ ہو سکا، نبی کریم ﷺ نے یہ سن کر فرمایا۔ ''کعب نے درست بات بیان کر دی، اچھا چلے جاؤ اور اپنے حق میں اللہ تعالیٰ کے حکم کا انتظار کرو۔'' میں اٹھ کر چلا گیا، بنی سلمہ کے آدمی بھی میرے ساتھ ہو لئے اور کہنے لگے: ہم نے تو اب تک تمہارا کوئی گناہ نہیں دیکھا، تم نے بھی دوسرے لوگوں کی طرح نبی کریم ﷺ کے سامنے کوئی بہانہ پیش کر دیا ہوتا، حضور کی دعائے مغفرت تیرے کے لئے کافی ہو جاتی، وہ مجھے برابر یہی سمجھاتے رہے، یہاں تک کہ میرے دل میں یہ خیال آنے لگا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس واپس چلا جاؤں اور پہلے

صَدَقَ فَقُمْ حَتّٰى يَقْضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيكَ۔)) فَقُمْتُ وَبَادَرَتْ رِجَالٌ مِنْ بَنِي سَلِمَةَ فَاتَّبَعُونِي فَقَالُوْا لِي: وَاللّٰهِ! مَا عَلِمْنَاكَ كُنْتَ أَذْنَبْتَ ذَنْبًا قَبْلَ هٰذَا، وَلَقَدْ عَجَزْتَ أَنْ لَا تَكُونَ اعْتَذَرْتَ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِمَا اعْتَذَرَ بِهِ الْمُتَخَلِّفُونَ، لَقَدْ كَانَ كَافِيَكَ مِنْ ذَنْبِكَ اسْتِغْفَارُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لَكَ، قَالَ: فَوَاللّٰهِ! مَا زَالُوْا يُؤَنِّبُونِي حَتّٰى أَرَدْتُ أَنْ أَرْجِعَ فَأُكَذِّبَ نَفْسِي، قَالَ: ثُمَّ قُلْتُ لَهُمْ: هَلْ لَقِيَ هٰذَا مَعِي أَحَدٌ؟ قَالُوْا: نَعَمْ، لَقِيَهُ مَعَكَ رَجُلَانِ قَالَا مَا قُلْتَ، فَقِيلَ لَهُمَا مِثْلُ مَا قِيلَ لَكَ، قَالَ: فَقُلْتُ لَهُمْ: مَنْ هُمَا؟ قَالُوْا: مُرَارَةُ بْنُ الرَّبِيعِ الْعَامِرِيُّ وَهِلَالُ بْنُ أُمَيَّةَ الْوَاقِفِيُّ، قَالَ: فَذَكَرُوْا لِي رَجُلَيْنِ صَالِحَيْنِ قَدْ شَهِدَا بَدْرًا لِي فِيهِمَا أُسْوَةٌ، قَالَ: فَمَضَيْتُ حِينَ ذَكَرُوْهُمَا لِي، قَالَ: وَنَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمُسْلِمِينَ عَنْ كَلَامِنَا أَيُّهَا الثَّلَاثَةُ مِنْ بَيْنِ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْهُ فَاجْتَنَبَنَا النَّاسُ، قَالَ: وَتَغَيَّرُوا لَنَا حَتّٰى تَنَكَّرَتْ لِي مِنْ نَفْسِي الْأَرْضُ فَمَا هِيَ بِالْأَرْضِ الَّتِي كُنْتُ أَعْرِفُ، فَلَبِثْنَا عَلٰى ذٰلِكَ خَمْسِينَ لَيْلَةً، فَأَمَّا صَاحِبَايَ فَاسْتَكَانَا وَقَعَدَا فِي بُيُوتِهِمَا يَبْكِيَانِ، وَأَمَّا أَنَا فَكُنْتُ أَشَبَّ الْقَوْمِ وَأَجْلَدَهُمْ فَكُنْتُ أَشْهَدُ الصَّلَاةَ مَعَ الْمُسْلِمِينَ وَأَطُوفُ بِالْأَسْوَاقِ وَلَا

والی بات کو غلط ثابت کر کے کوئی بہانہ پیش کر دوں، پھر میں نے ان سے پوچھا کہ کیا کوئی اور شخص بھی ہے، جس نے میری طرح اپنے گناہ کا اعتراف کیا ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں دو آدمی اور بھی ہیں، جنہوں نے اقرار کیا اور آپ ﷺ نے ان سے بھی وہی کچھ فرمایا ہے جو تم سے ارشاد فرمایا ہے، میں نے ان کے نام پوچھے تو انھوں نے کہا: ایک مرارہ بن ربیع عامری اور دوسرے ہلال بن امیہ واقفی ہیں، یہ دونوں نیک آدمی تھے اور جنگ بدر میں شریک ہو چکے تھے، ان کا معاملہ میری طرح کا تھا، ان دو آدمیوں کا نام سن کر مجھے بھی اطمینان سا ہو گیا اور میں چلا گیا۔ نبی کریم ﷺ نے تمام مسلمانوں کو منع فرما دیا تھا کہ کوئی شخص ان تین آدمیوں سے کلام نہ کرے، دوسرے پیچھے رہ جانے والے اور جھوٹے بہانے کرنے والوں کے لئے یہ حکم نہیں دیا تھا، اب ہوا کیا کہ لوگوں نے ہم سے الگ رہنا شروع کر دیا اور ہم ایسے ہو گئے، جیسے ہمیں کوئی جانتا ہی نہیں ہے، بس گویا ہمارے لیے تو زمین تبدیل ہو گئی، پچاس راتیں اسی حال میں گزر گئیں، میرے دونوں ساتھی تو گھر میں بیٹھ گئے، میں ہمت والا تھا، نکلتا، باجماعت نماز میں شریک ہوتا، بازار وغیرہ جاتا، مگر کوئی میرے ساتھ بات نہیں کرتا تھا، میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بھی آتا، آپ ﷺ جائے نماز پر جلوہ افروز ہوتے، میں سلام کہتا اور مجھے شبہ سا ہوتا کہ آپ ﷺ کے ہونٹ سلام کا جواب دینے کے ساتھ ہل رہے ہیں یا نہیں، پھر میں آپ ﷺ کے قریب ہی نماز پڑھنے لگتا، اور آنکھ چرا کر آپ ﷺ کو بھی دیکھتا رہتا کہ آپ ﷺ اس دوران کیا کرتے ہیں، چنانچہ میں جب نماز میں ہوتا تو آپ ﷺ مجھے دیکھتے رہتے اور جب میں آپ ﷺ کی طرف دیکھتا تو آپ ﷺ مجھ سے اعراض کر لیتے، جب

يُكَلِّمُنِي أَحَدٌ، وَآتِي رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ فِي مَجْلِسِهِ بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَأُسَلِّمُ عَلَيْهِ فَأَقُولُ فِي نَفْسِي حَرَّكَ شَفَتَيْهِ بِرَدِّ السَّلَامِ أَمْ لَا؟ ثُمَّ أُصَلِّي قَرِيبًا مِنْهُ وَأُسَارِقُهُ النَّظَرَ، فَإِذَا أَقْبَلْتُ عَلَى صَلَاتِي نَظَرَ إِلَيَّ، فَإِذَا الْتَفَتُّ نَحْوَهُ أَعْرَضَ حَتّٰى إِذَا طَالَ عَلَيَّ ذٰلِكَ مِنْ هَجْرِ الْمُسْلِمِينَ، مَشَيْتُ حَتّٰى تَسَوَّرْتُ حَائِطَ أَبِي قَتَادَةَ، وَهُوَ ابْنُ عَمِّي، وَأَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَوَاللّٰهِ مَا رَدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ، فَقُلْتُ لَهُ: يَا أَبَا قَتَادَةَ! أَنْشُدُكَ اللّٰهَ هَلْ تَعْلَمُ أَنِّي أُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ؟ قَالَ: فَسَكَتَ، قَالَ: فَعُدْتُ فَنَشَدْتُهُ فَسَكَتَ فَعُدْتُ فَنَشَدْتُهُ، فَقَالَ: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، فَفَاضَتْ عَيْنَايَ وَتَوَلَّيْتُ حَتّٰى تَسَوَّرْتُ الْجِدَارَ، فَبَيْنَمَا أَنَا أَمْشِي بِسُوقِ الْمَدِينَةِ إِذَا نَبَطِيٌّ مِنْ أَنْبَاطِ أَهْلِ الشَّامِ مِمَّنْ قَدِمَ بِطَعَامٍ يَبِيعُهُ بِالْمَدِينَةِ يَقُولُ: مَنْ يَدُلُّنِي عَلَى كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ؟ قَالَ: فَطَفِقَ النَّاسُ يُشِيرُونَ لَهُ إِلَيَّ حَتّٰى جَاءَ، فَدَفَعَ إِلَيَّ كِتَابًا مِنْ مَلِكِ غَسَّانَ، وَكُنْتُ كَاتِبًا فَإِذَا فِيهِ: أَمَّا بَعْدُ! فَقَدْ بَلَغَنَا أَنَّ صَاحِبَكَ قَدْ جَفَاكَ، وَلَمْ يَجْعَلْكَ اللّٰهُ بِدَارِ هَوَانٍ وَلَا مَضْيَعَةٍ، فَالْحَقْ بِنَا نُوَاسِكَ، قَالَ: فَقُلْتُ: حِينَ قَرَأْتُهَا وَهٰذَا أَيْضًا مِنَ الْبَلَاءِ، قَالَ: فَتَيَمَّمْتُ بِهَا التَّنُّورَ فَسَجَرْتُهُ بِهَا حَتّٰى إِذَا مَضَتْ أَرْبَعُونَ لَيْلَةً

لوگوں کے الگ ہونے کی مدت لمبی ہو گئی اور میں لوگوں کی خاموشی سے عاجز آ گیا، ایک دن اپنے چچا زاد بھائی سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے پاس باغ میں آیا اور سلام کہا اور اس سے مجھے بہت محبت تھی، مگر اللہ کی قسم! اس نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا، میں نے کہا: اے ابوقتادہ! تو مجھے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ محبت کرنے والا جانتا ہے یا نہیں؟ اس نے اس سوال کا جواب بھی نہیں دیا، پھر میں نے قسم کھا کر یہی بات کہی مگر جواب ندارد، میں نے تیسری مرتبہ یہی کہا تو ابوقتادہ نے صرف اتنا جواب دیا کہ اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں، پھر مجھ سے ضبط نہ ہو سکا، میں نے رونا شروع کر دیا اور واپس چل دیا، میں ایک دن بازار میں جا رہا تھا کہ ایک نصرانی کسان، جو ملک شام کا رہنے والا تھا اور اناج فروخت کرنے آیا تھا، وہ لوگوں سے میرا پتہ معلوم کر رہا تھا، لوگوں نے میری طرف اشارہ کیا کہ یہ کعب بن مالک ہے، وہ میرے پاس آیا اور غسان کے نصرانی بادشاہ کا ایک خط مجھے دیا، اس میں لکھا تھا کہ ''مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے رسول تم پر بہت زیادتی کر رہے ہیں، حالانکہ اللہ نے تم کو ذلیل اور بے عزت نہیں بنایا ہے، تم بہت کام کے آدمی ہو، تم میرے پاس آ جاؤ، ہم تم کو بہت آرام سے رکھیں گے۔'' میں نے سوچا کہ یہ تو دوہری آزمائش ہے اور پھر اس خط کو آگ کے تنور میں ڈال دیا، ابھی تک چالیس دن گزرے تھے، دس باقی تھے کہ نبی کریم ﷺ کے قاصد سیدنا خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ نے مجھ سے آ کر کہا کہ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ تم اپنی بیوی سے الگ ہو جاؤ، میں نے کہا: کیا مطلب ہے؟ طلاق دے دوں یا کچھ اور؟ انھوں نے کہا: بس الگ رہو اور مباشرت وغیرہ مت کرو، میرے دونوں ساتھیوں کو بھی یہی حکم دیا گیا، پس میں نے بیوی سے کہا

مِنَ الْخَمْسِينَ إِذَا بِرَسُولِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَأْتِينِي فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَأْمُرُكَ أَنْ تَعْتَزِلَ امْرَأَتَكَ، قَالَ: فَقُلْتُ: أُطَلِّقُهَا أَمْ مَاذَا أَفْعَلُ؟ قَالَ: بَلْ اعْتَزِلْهَا فَلَا تَقْرَبْهَا، قَالَ: وَأَرْسَلَ إِلَى صَاحِبَيَّ بِمِثْلِ ذٰلِكَ، قَالَ: فَقُلْتُ لِامْرَأَتِي: الْحَقِي بِأَهْلِكِ فَكُونِي عِنْدَهُمْ حَتّٰى يَقْضِيَ اللّٰهُ فِي هٰذَا الْأَمْرِ، قَالَ: فَجَاءَتِ امْرَأَةُ هِلَالِ بْنِ أُمَيَّةَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ لَهُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ هِلَالًا شَيْخٌ ضَائِعٌ لَيْسَ لَهُ خَادِمٌ فَهَلْ تَكْرَهُ أَنْ أَخْدُمَهُ، قَالَ: ((لَا، وَلٰكِنْ لَا يَقْرَبَنَّكِ۔)) قَالَتْ: فَإِنَّهُ وَاللّٰهِ مَا بِهِ حَرَكَةٌ إِلٰى شَيْءٍ، وَاللّٰهِ، مَا يَزَالُ يَبْكِي مِنْ لَدُنْ أَنْ كَانَ مِنْ أَمْرِكَ مَا كَانَ إِلٰى يَوْمِهِ هٰذَا، قَالَ: فَقَالَ لِي بَعْضُ أَهْلِي: لَوِ اسْتَأْذَنْتَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِي امْرَأَتِكَ، فَقَدْ أَذِنَ لِامْرَأَةِ هِلَالِ بْنِ أُمَيَّةَ أَنْ تَخْدُمَهُ، قَالَ: فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ لَا أَسْتَأْذِنُ فِيهَا رَسُولَ اللّٰهِ وَمَا أَدْرِي مَا يَقُولُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا اسْتَأْذَنْتُهُ وَأَنَا رَجُلٌ شَابٌّ فَلَبِثْنَا بَعْدَ ذَالِكَ عَشْرَ لَيَالٍ كَمَالَ خَمْسِينَ لَيْلَةً حِينَ نَهٰى عَنْ كَلَامِنَا قَالَ ثُمَّ صَلَّيْتُ صَلٰوةَ الْفَجْرِ صَبَاحَ خَمْسِينَ لَيْلَةً عَلٰى ظَهْرِ بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِنَا فَبَيْنَمَا أَنَا جَالِسٌ عَلَى الْحَالِ الَّتِي ذَكَرَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى مِنَّا، قَدْ ضَاقَتْ عَلَيَّ نَفْسِي، وَضَاقَتْ عَلَيَّ الْأَرْضُ بِمَا

کہ تم اس وقت تک اپنے رشتہ داروں میں جا کر رہو، جب تک اللہ تعالیٰ میرا فیصلہ نہ فرما دے۔ اُدھر سیدنا ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ کی بیوی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئی اور کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! ہلال بن امیہ میرا خاوند بہت بوڑھا ہے، اگر میں اس کا کام کر دیا کروں تو کوئی برائی تو نہیں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں، بس وہ صحبت نہ کرنے پائے، اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس میں تو ایسی خواہش ہی نہیں ہے اور جب سے یہ بات ہوئی ہے، وہ مسلسل رو رہا ہے، جب اس کے بارے میں یہ بات سامنے آئی تو میرے عزیزوں نے مجھ سے کہا: تم بھی نبی کریم ﷺ کے پاس جا کر اپنی بیوی کے بارے میں ایسی ہی اجازت حاصل کرلو، تا کہ وہ تمہاری خدمت کرتی رہے، جس طرح سیدنا ہلال رضی اللہ عنہ کی بیوی کو اجازت مل گئی ہے، میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں کبھی بھی ایسا نہیں کرسکتا، معلوم نہیں کہ نبی کریم ﷺ کیا فرمائیں گے، میں نوجوان آدمی ہوں، ہلال کی مانند ضعیف نہیں ہوں، اس کے بعد وہ دس راتیں بھی گزر گئیں اور میں پچاسویں رات کو صبح کی نماز اپنے گھر کی چھت پر پڑھ کر بیٹھا تھا اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ زندگی اجیرن ہو چکی ہے اور زمین میرے لئے باوجود اپنی وسعت کے تنگ ہو چکی ہے، اتنے میں کوہ سلع پر سے کسی پکارنے والے نے پکار کر کہا: اے کعب بن مالک! تم کو بشارت دی جاتی ہے۔ یہ آواز کے سنتے ہی میں خوشی سے سجدہ میں گر پڑا اور یقین کرلیا کہ اب یہ مشکل آسان ہوگئی، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے نماز فجر کے بعد لوگوں سے فرمایا تھا کہ ''اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کا قصور معاف کر دیا ہے۔'' اب تو لوگ میرے پاس اور میرے ان ساتھیوں کے پاس خوشخبری اور مبارکباد کے لئے جانے لگے اور ایک آدمی اپنے گھوڑے کو

رَحُبَتْ، سَمِعْتُ صَارِخًا أَوْفَى عَلَى جَبَلِ سَلْعٍ يَقُولُ بِأَعْلَى صَوْتِهِ: يَا كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ! أَبْشِرْ، قَالَ: فَخَرَرْتُ سَاجِدًا، وَعَرَفْتُ أَنْ قَدْ جَاءَ فَرَجٌ، وَآذَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِتَوْبَةِ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى عَلَيْنَا، حِينَ صَلَّى صَلَاةَ الْفَجْرِ فَذَهَبَ النَّاسُ يُبَشِّرُونَنَا، وَذَهَبَ قِبَلَ صَاحِبَيَّ يُبَشِّرُونَ وَرَكَضَ إِلَيَّ رَجُلٌ فَرَسًا وَسَعَى سَاعٍ مِنْ أَسْلَمَ، وَأَوْفَى الْجَبَلَ، فَكَانَ الصَّوْتُ أَسْرَعَ مِنَ الْفَرَسِ، فَلَمَّا جَاءَنِي الَّذِي سَمِعْتُ صَوْتَهُ يُبَشِّرُنِي، نَزَعْتُ لَهُ ثَوْبَيَّ فَكَسَوْتُهُمَا إِيَّاهُ بِبِشَارَتِهِ، وَاللَّهِ! مَا أَمْلِكُ غَيْرَهُمَا يَوْمَئِذٍ فَاسْتَعَرْتُ ثَوْبَيْنِ فَلَبِسْتُهُمَا، فَانْطَلَقْتُ أَتَأَمَّمُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَلْقَانِي النَّاسُ فَوْجًا فَوْجًا يُهَنِّئُونِي بِالتَّوْبَةِ يَقُولُونَ: لِيَهْنِكَ تَوْبَةُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ، حَتَّى دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ، فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ حَوْلَهُ النَّاسُ، فَقَامَ إِلَيَّ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ يُهَرْوِلُ حَتَّى صَافَحَنِي وَهَنَّأَنِي وَاللَّهِ مَا قَامَ إِلَيَّ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ غَيْرُهُ، قَالَ: فَكَانَ كَعْبٌ لَا يَنْسَاهَا لِطَلْحَةَ، قَالَ كَعْبٌ: فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ وَهُوَ يَبْرُقُ وَجْهُهُ مِنَ السُّرُورِ: ((أَبْشِرْ بِخَيْرِ يَوْمٍ مَرَّ عَلَيْكَ مُنْذُ وَلَدَتْكَ أُمُّكَ۔)) قَالَ: قُلْتُ: أَمِنْ عِنْدِكَ! يَا رَسُولَ اللَّهِ أَمْ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ؟ قَالَ:

بھگاتے میرے پاس آیا اور ایک دوسرے بنو سلمہ کے آدمی نے سلع پہاڑ پر چڑھ کر آواز دی، اس کی آواز جلدی میرے کانوں تک پہنچ گئی، اس وقت میں اس قدر خوش ہوا کہ اپنے دونوں کپڑے اتار کر اس کو دے دیئے، جبکہ میرے پاس ان کے سوا کوئی دوسرے کپڑے نہیں تھے، میں نے ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے دو کپڑے لے کر زیب تن کیے، پھر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں جانے لگا، راستہ میں لوگوں کا ایک ہجوم تھا، وہ مجھے مبارکباد دے رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ انعام تمہیں مبارک ہو۔ پھر جب میں مسجد میں گیا نبی کریم ﷺ تشریف فرما تھے اور دوسرے لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے، طلحہ بن عبیداللہ مجھے دیکھ کر دوڑے، میرے ساتھ مصافحہ کیا اور مبارک باد دی، مہاجرین میں سے یہ کام صرف طلحہ رضی اللہ عنہ نے کیا، اللہ گواہ ہے کہ میں ان کا یہ طرز عمل کبھی نہیں بھولوں گا، پھر جب میں نے نبی کریم ﷺ کو سلام کہا اور آپ ﷺ کا چہرہ خوشی سے چمک رہا تھا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اے کعب! یہ دن تمہیں مبارک ہو، جو سب دنوں سے اچھا ہے، تمہاری پیدائش سے لے کر آج تک۔'' میں نے عرض کیا: یہ معافی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوئی ہے یا آپ ﷺ کی طرف سے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی طرف سے معاف کیا گیا ہے۔'' اور آپ ﷺ جب خوش ہوتے تھے تو چہرہ مبارک چاند کی طرح چمکنے لگتا تھا اور ہم آپ کی خوشی کو پہچان جاتے تھے، پھر میں نے آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ کر کہا: اے اللہ کے رسول! میں اپنی اس نجات اور معافی کے شکریہ میں اپنا سارا مال اللہ اور اس کے رسول کے لئے خیرات نہ کر دوں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تھوڑا کرو اور کچھ اپنے لئے رکھ لو، کیونکہ یہ تمہارے لئے فائدہ مند ہوگا۔'' میں نے عرض کیا: جی

((لَا، بَلْ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ۔)) قَالَ: وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا سُرَّ اسْتَنَارَ وَجْهُهُ كَأَنَّهُ قِطْعَةُ قَمَرٍ حَتّٰى يُعْرَفَ ذٰلِكَ مِنْهُ، قَالَ: فَلَمَّا جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَالِي صَدَقَةً إِلَى اللّٰهِ تَعَالَى وَإِلٰى رَسُولِهِ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَمْسِكْ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ۔)) قَالَ: فَقُلْتُ: إِنِّي أُمْسِكُ سَهْمِيَ الَّذِي بِخَيْبَرَ، قَالَ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّمَا اللّٰهُ تَعَالٰى نَجَّانِي بِالصِّدْقِ، وَإِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ لَا أُحَدِّثَ إِلَّا صِدْقًا مَا بَقِيتُ، قَالَ: فَوَاللّٰهِ! مَا أَعْلَمُ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ أَبْلَاهُ اللّٰهُ مِنَ الصِّدْقِ فِي الْحَدِيثِ مُذْ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَحْسَنَ مِمَّا أَبْلَانِي اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى، وَاللّٰهِ! مَا تَعَمَّدْتُ كَذِبَةً مُذْ قُلْتُ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِلٰى يَوْمِي هٰذَا، وَإِنِّي لَأَرْجُو أَنْ يَحْفَظَنِي فِيمَا بَقِيَ، قَالَ: وَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: ﴿لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبُ فَرِيقٍ مِنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ إِنَّهُ بِهِمْ رَءُوفٌ رَحِيمٌ وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا حَتّٰى إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ أَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوا أَنْ لَا مَلْجَأَ مِنَ اللّٰهِ إِلَّا إِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ

ٹھیک ہے، میں اپنا خیبر کا حصہ روک لیتا ہوں، پھر میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے سچ بولنے کی وجہ سے نجات پائی ہے، اب میں تمام زندگی سچ ہی بولوں گا، اللہ کی قسم! میں نہیں کہہ سکتا کہ سچ بولنے کی وجہ سے اللہ نے کسی پر ایسی مہربانی فرمائی ہو، جو مجھ پر کی ہے، اس وقت سے آج تک میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا اور میں امید کرتا ہوں کہ زندگی بھر اللہ مجھے جھوٹ سے بچائے گا، اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر یہ آیات نازل فرمائیں: ﴿لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبُ فَرِيقٍ مِنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ إِنَّهُ بِهِمْ رَءُوفٌ رَحِيمٌ۔ وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا حَتّٰى إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ أَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوا أَنْ لَا مَلْجَأَ مِنَ اللّٰهِ إِلَّا إِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوبُوا إِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ﴾ ...... ''بلاشبہ یقیناً اللہ نے نبی پر مہربانی کے ساتھ توجہ فرمائی اور مہاجرین وانصار پر بھی، جو تنگ دستی کی گھڑی میں اس کے ساتھ رہے، اس کے بعد کہ قریب تھا کہ ان میں سے ایک گروہ کے دل ٹیڑھے ہو جائیں، پھر وہ ان پر دوبارہ مہربان ہوگیا۔ یقیناً وہ ان پر بہت شفقت کرنے والا، نہایت رحم والا ہے۔ اور ان تینوں پر بھی جو موقوف رکھے گئے، یہاں تک کہ جب زمین ان پر تنگ ہوگئی، باوجود اس کے کہ فراخ تھی اور ان پر ان کی جانیں تنگ ہوگئیں اور انھوں نے یقین کرلیا کہ بے شک اللہ سے پناہ کی کوئی جگہ اس کی جناب کے سوا نہیں، پھر اس نے ان پر مہربانی کے ساتھ توجہ فرمائی، تاکہ وہ توبہ کریں۔ یقیناً اللہ ہی ہے جو بہت توبہ قبول کرنے

لِيَتُوبُوْا إِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ، يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِينَ﴾ [التوبة: ١١٧-١١٩] قَالَ كَعْبٌ: فَوَاللّٰهِ! مَا أَنْعَمَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عَلَيَّ مِنْ نِعْمَةٍ قَطُّ بَعْدَ أَنْ هَدَانِي أَعْظَمَ فِي نَفْسِي مِنْ صِدْقِي رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَئِذٍ، أَنْ لَا أَكُونَ كَذَبْتُهُ فَأَهْلِكَ كَمَا هَلَكَ الَّذِينَ كَذَبُوْهُ حِينَ كَذَبُوهُ، فَإِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَالَ لِلَّذِينَ كَذَبُوهُ حِينَ كَذَبُوهُ شَرَّ مَا يُقَالُ لِأَحَدٍ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿سَيَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ فَأَعْرِضُوا عَنْهُمْ إِنَّهُمْ رِجْسٌ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ جَزَاءً بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُونَ يَحْلِفُونَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ، فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ﴾ [التوبة: ٩٥-٩٦] قَالَ: وَكُنَّا خُلِّفْنَا أَيُّهَا الثَّلَاثَةُ عَنْ أَمْرِ أُولَئِكَ الَّذِينَ قَبِلَ مِنْهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حِينَ حَلَفُوْا، فَبَايَعَهُمْ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمْ فَأَرْجَأَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَمْرَنَا حَتّٰى قَضَى اللّٰهُ تَعَالٰى، فَبِذٰلِكَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوْا﴾ وَلَيْسَ تَخْلِيفُهُ إِيَّانَا وَإِرْجَاؤُهُ أَمْرَنَا الَّذِي ذَكَرَ مِمَّا خُلِّفْنَا بِتَخَلُّفِنَا عَنِ الْغَزْوِ، وَإِنَّمَا هُوَ عَمَّنْ حَلَفَ لَهُ وَاعْتَذَرَ إِلَيْهِ فَقَبِلَ مِنْهُ۔ (مسند احمد: ١٥٨٨٢)

والا، نہایت رحم والا ہے۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ۔" (سورۂ توبہ: ۱۱۷۔ ۱۱۹) سیدنا کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اس سے بڑھ کر میں نے کوئی انعام اور احسان نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے سامنے مجھے سچ بولنے کی توفیق دے کر ہلاک ہونے سے بچا لیا، ورنہ دوسرے لوگوں کی طرح میں بھی تباہ اور ہلاک ہو جاتا، جنہوں نے آپ ﷺ سے جھوٹ بولا، جھوٹے حلف اٹھائے، ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: ﴿سَيَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ فَأَعْرِضُوا عَنْهُمْ إِنَّهُمْ رِجْسٌ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ جَزَاءً بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُونَ۔ يَحْلِفُونَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ، فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ۔﴾ ...... "عنقریب وہ تمھارے لیے اللہ کی قسمیں کھائیں گے جب تم ان کی طرف واپس آؤ گے، تاکہ تم ان سے توجہ ہٹا لو۔ سو ان سے بے توجہی کرو، بے شک وہ گندے ہیں اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے، اس کے بدلے جو وہ کماتے رہے ہیں۔ تمھارے لیے قسمیں کھائیں گے، تاکہ تم ان سے راضی ہو جاؤ، پس اگر تم ان سے راضی ہو جاؤ تو بے شک اللہ نافرمان لوگوں سے راضی نہیں ہوتا۔" (سورۂ توبہ: ۹۵، ۹۶) سیدنا کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم تینوں ان منافقوں سے علیحدہ ہیں، جنہوں نے نہ جانے کتنے بہانے بنائے اور جھوٹے حلف اٹھائے اور نبی کریم ﷺ نے ان کی بات کو قبول کر لیا اور ان سے بیعت لے لی اور ان کے لیے دعائے مغفرت فرما دی، مگر ہمارا معاملہ چھوڑے رکھا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوْا حَتّٰى إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا

رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ أَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْا أَنْ لَّا مَلْجَأَ مِنَ اللّٰهِ إِلَّا إِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا إِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ۔﴾ ......''اور ان تینوں پر بھی جو موقوف رکھے گئے، یہاں تک کہ جب زمین ان پر تنگ ہوگئی، باوجود اس کے کہ فراخ تھی اور ان پر ان کی جانیں تنگ ہوگئیں اور انھوں نے یقین کر لیا کہ بے شک اللہ سے پناہ کی کوئی جگہ اس کی جناب کے سوا نہیں، پھر اس نے ان پر مہربانی کے ساتھ توجہ فرمائی، تا کہ وہ توبہ کریں۔ یقیناً اللہ ہی ہے جو بہت توبہ قبول کرنے والا، نہایت رحم والا ہے۔'' (سورۂ توبہ: ۱۱۸) آپ ﷺ کا ہم کو پیچھے کرنا اور ہمارے معاملے کو مؤخر کرنا، جس کا ذکر کیا گیا ہے، یہ ہمارا غزوے سے پیچھے رہ جانے کی وجہ سے نہیں تھا، بلکہ یہ تو ان کی وجہ سے تھا، جنھوں نے آپ ﷺ کے لیے حلف اٹھائے اور آپ ﷺ کے سامنے عذر پیش کیے اور آپ ﷺ نے ان کے عذر قبول کر لیے۔

فوائد:...... سیدنا کعب بن مالک انصاری خزرجی رضی اللہ عنہ معروف صحابی رسول ہیں، بیعت عقبہ اور غزوہ احد سمیت تمام واقعات میں انھوں نے شرکت کی، ماسوائے غزوۂ احد اور غزوۂ تبوک کے، سیدنا کعب رضی اللہ عنہ کے ساتھ سیدنا ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا مرارہ بن ربیع رضی اللہ عنہ بھی غزوۂ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے، اس وجہ سے ان سے سوشل بائیکاٹ کیا گیا تھا، درج بالا حدیث میں ان ہی افراد کا ذکر ہے۔

سیدنا کعب رضی اللہ عنہ شعرائے رسول میں سے ایک تھے، انھوں نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں (۵۳) سن ہجری میں مدینہ منورہ میں وفات پائی تھی۔

(۱۱۸۸۱)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ لَمَّا تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ أَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يُنْجِنِي إِلَّا بِالصِّدْقِ، وَإِنَّ مِنْ تَوْبَتِي إِلَى اللّٰهِ أَنْ لَا أَكْذِبَ أَبَدًا، وَإِنِّي

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب ان کی توبہ قبول ہوئی کی تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آ کر عرض کیا: اللہ نے مجھے سچ بولنے کی بدولت اس آزمائش سے نجات دی ہے، میں نے اللہ سے وعدہ کیا تھا کہ میری توبہ قبول ہو جائے تو میں کبھی جھوٹ نہیں بولوں گا اور میں اپنی

(۱۱۸۸۱) تخريج: انظر الحديث السابق.

أَنْخَلِعُ مِنْ مَالِي صَدَقَةً لِلّٰهِ تَعَالٰى وَرَسُولِهِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ، فَإِنَّهُ خَيْرٌ لَكَ۔)) قَالَ: فَإِنِّي أُمْسِكُ سَهْمِي مِنْ خَيْبَرَ۔ (مسند احمد: ۱۵۸٦۲)

ساری دولت اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے لیے صدقہ کر دوں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''تم اپنا کچھ مال رکھ لو، یہ تمہارے لیے بہتر ہوگا۔'' سیدنا کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: تو پھر میں خیبر سے ملنے والا اپنا حصہ رکھ لیتا ہوں۔

حَرْفُ الْمِيْمِ

''م'' سے شروع ہونے والے نام

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ مُصْعَبِ بْنِ عُمَيْرٍ رضی اللہ عنہ

سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(۱۱۸۸۲)۔ عَنْ خَبَّابِ (بْنِ الْأَرَتِّ رضی اللہ عنہ) قَالَ: هَاجَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ نَبْتَغِي وَجْهَ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فَوَجَبَ أَجْرُنَا عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، فَمِنَّا مَنْ مَضٰى لَمْ يَأْكُلْ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا، مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ فَلَمْ نَجِدْ شَيْئًا نُكَفِّنُهُ فِيْهِ إِلَّا نَمِرَةً كُنَّا إِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رَأْسَهُ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ، وَإِذَا غَطَّيْنَا رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَأْسُهُ، فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُغَطِّيَ بِهَا رَأْسَهُ، وَنَجْعَلَ عَلٰى رِجْلَيْهِ إِذْخِرًا، وَمِنَّا مَنْ أَيْنَعَتْ لَهُ ثَمَرَتُهُ فَهُوَ يَهْدِبُهَا يَعْنِي يَجْتَنِيهَا۔ (مسند احمد: ۲۱۳۷۲)

''سیّدنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہجرت کی، اس لیے اللہ تعالیٰ پر ہمارا ثواب ثابت ہوگیا (جیسا کہ اس نے وعدہ کیا ہے)۔ پھر ہم میں بعض لوگ ایسے تھے، جو اپنے عمل کا اجر کھائے بغیر اللہ کے پاس چلے گئے، ان میں سے ایک سیّدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ بھی تھے، جو احد کے دن شہید ہو گئے، ہمیں ان کے کفن کے لیے صرف ایک چادر مل سکی اور وہ بھی اس قدر مختصر تھی کہ جب ہم ان کا سر ڈھانپتے تو پاؤں ننگے ہو جاتے اور جب ان کے پاؤں کو ڈھانپا جاتا تو سر ننگا ہو جاتا۔ بالآخر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم ان کا سر ڈھانپ دیں اور ان کے پاؤں پر اذخر (گھاس) ڈال دیں، جبکہ ہم میں بعض ایسے بھی ہیں جن کا پھل تیار ہو چکا اور اب وہ اسے چن رہے ہیں۔''

فوائد:...... آخری جملے کا مطلب فتوحات کے نتیجے میں ملنے والی غنیمتیں اور دوسرے اسبابِ دنیا ہیں۔

(۱۱۸۸۲) تخریج: أخرجه البخاری: ۱۲۷٦، ۳۹۱۳، ۳۹۱٤، ٤۰٤۷، ومسلم: ۹٤۰ (انظر: ۲۱۰۵۸)

ابوعبداللہ سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں، اسلام کے اولین دور میں اس وقت مسلمان ہوئے، جب رسول اللہ ﷺ دار ارقم کو دار التبلیغ بنائے ہوئے تھے، انہوں نے اپنی والدہ اور قوم سے اپنے قبول اسلام کو پوشیدہ رکھا، عثمان بن طلحہ عبدری نے آپ کو نماز پڑھتے دیکھ لیا، اس نے جا کر ان کی والدہ کو اور قوم کو اس کی اطلاع کر دی، انہوں نے ان کو قید میں ڈال دیا، لیکن یہ موقع پا کر حبشہ ہجرت کر گئے، حبشہ سے مکہ آئے اور پھر مکہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی، مدینہ منورہ جا کر لوگوں کو قرآن کی تعلیم دیتے اور احکام دین سکھاتے رہے، مدینہ منورہ میں انہوں نے ہی نماز جمعہ کا آغاز کیا، سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ جیسے لوگوں نے انہیں کے ہاتھوں اسلام قبول کیا، غزوۂ بدر اور غزوۂ احد میں شریک ہوئے۔ غزوۂ احد میں مرتبہ شہادت سے سرفراز ہوئے، یہ غزوۂ احد میں مسلمانوں کے علم بردار تھے، شہادت کے وقت ان کی عمر چالیس برس تھی، قبل از اسلام یہ مکہ مکرمہ کے انتہائی خوب رو بھرپور نوجوان تھے۔ ان کے والدین ان سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے۔ ان کی والدہ کو انتہائی عمدہ اور بیش قیمت لباس زیب تن کرایا کرتی تھی۔ یہ ایسی عمدہ خوش بو استعمال کرتے تھے کہ مکہ میں شاید ہی کوئی نوجوان ایسی خوشبو استعمال کرتا ہو، قبول اسلام کے بعد ان کا یہ عالم تھا کہ پھٹی پرانی چادر زیب تن کیے رہتے، حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا ان کی اہلیہ تھیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ
سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(۱۱۸۸۳)۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ فِيْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ: ((إِنَّهُ يُحْشَرُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بَيْنَ يَدَيِ الْعُلَمَاءِ نَبْذَةً۔)) (مسند احمد: ۱۰۸)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: ''وہ قیامت کے دن اہل علم سے ایک تیر کی پھینک پر آگے آگے جا رہے ہوں گے۔''

فوائد:...... چونکہ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ حلال وحرام کا سب سے زیادہ علم رکھنے والے تھے، جیسا کہ اگلی حدیث سے معلوم ہو رہا ہے اور اہل علم کی اصل شناخت بھی حرام وحلال کی معرفت ہوتی ہے، سو سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ میدان حشر میں اہل علم کے آگے آگے چل رہے ہوں گے۔

سیدنا معاذ بن جبل خزرجی انصاری رضی اللہ عنہ صحابی ہیں، اٹھارہ برس کی عمر میں دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے، بیعت عقبہ ثانیہ میں ستر انصار کے ساتھ شرکت کی سعادت حاصل کی۔ غزوۂ بدر، احد، خندق اور دیگر غزوات میں شریک ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے اور سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے مابین مواخات قائم کیا تھا، نیز رسول اللہ ﷺ نے انہیں اسلام کا سفیر بنا کر یمن کی طرف روانہ کیا تھا، معاذ رضی اللہ عنہ ان خوش نصیب لوگ میں سے ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے عہد میں قرآن کریم جمع کیا ہوا تھا، یہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی ہی میں فتوے بھی دیا کرتے تھے۔ (۱۸) سن ہجری میں طاعون عمواس میں ۳۳ برس کی عمر میں وفات پائی۔

(۱۱۸۸۳) تخریج: حسن لغیرہ، اخرجه بنحوه الحاكم: ۳/ ۲۶۸، واحمد فی "الفضائل": ۱۲۸۵ (انظر: ۱۰۸)

ابونعیم نے ان کے بارے میں کہا: وہ فقہاء کے امام اور علماء کی شان تھے، وہ عقبہ، غزوۂ بدر اور دوسرے مشاہد میں حاضر ہوئے، بردباری، شرم وحیا اور جود وسخاوت کے لحاظ سے انصاریوں میں سب سے بہتر تھے، بہت حسین وجمیل اور درگزر کرنے والے تھے، ان سے جو چیز مانگی جاتی تھی، وہ عطا کر دیتے تھے۔

(۱۱۸۸٤)۔ وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَرْحَمُ أُمَّتِيْ أَبُوْ بَكْرٍ، وَأَشَدُّهَا فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ عُمَرُ، وَأَصْدَقُهَا حَيَاءً عُثْمَانُ، وَأَعْلَمُهَا بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ۔))(مسند احمد: ١٤٠٣٥)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت میں ابو بکر سب سے بڑھ کر مہربان ہیں، میری امت میں سے عمر دین کے بارے میں بڑے سخت ہیں، عثمان سب سے بڑھ کر حیا دار ہیں اور سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو حلال وحرام کا علم سب سے زیادہ ہے۔''

(۱۱۸۸۵)۔ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَقِيَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((يَا مُعَاذُ! إِنِّيْ لَأُحِبُّكَ۔)) فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَأَنَا وَاللّٰهِ أُحِبُّكَ، قَالَ: ((فَإِنِّيْ أُوْصِيْكَ بِكَلِمَاتٍ تَقُوْلُهُنَّ فِيْ كُلِّ صَلَاةٍ، اَللّٰهُمَّ أَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ۔)) (مسند احمد: ٢٢٤٧٧)

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کی مجھ سے ملاقات ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے معاذ! مجھے تم سے محبت ہے۔'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! میں بھی آپ سے محبت رکھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمہیں چند کلمات کی وصیت کرتا ہوں، تم ہر نماز (کے آخر میں) یہ کلمات کہا کرو: ''اَللّٰهُمَّ أَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ ''(یا اللہ! اپنا ذکر کرنے، اپنی نعمتوں کا شکریہ ادا کرنے اور اپنی عبادت بہتر طور کرنے میں میری مدد فرما)۔''

(۱۱۸۸٦)۔ عَنْ عَاصِمِ بْنِ حَمِيْدٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: لَمَّا بَعَثَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْيَمَنِ خَرَجَ مَعَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُوْصِيْهِ، وَمُعَاذٌ رَاكِبٌ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَمْشِيْ تَحْتَ رَاحِلَتِهِ، فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ:

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ان کو یمن کی طرف روانہ فرمایا تو ان کو وصیتیں کرتے ہوئے گئے، سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سوار تھے اور رسول اللہ ﷺ ان کی سواری کے ساتھ ساتھ چلتے جا رہے تھے، آپ ﷺ نے اپنی گفتگو سے فارغ ہونے کے بعد فرمایا: ''معاذ! ممکن ہے کہ اس

(۱۱۸۸٤) تخریج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، اخرجه الترمذي: ٣٧٩١، وابن ماجه: ١٥٥ (انظر: ١٣٩٩٠)

(۱۱۸۸۵) تخریج: اسناده صحيح، اخرجه ابوداود: ١٥٢٢، والنسائي: ٣/ ٥٣ (انظر: ٢٢١٢٦)

(۱۱۸۸٦) تخریج: اسناده صحيح، أخرجه ابن حبان: ٦٤٧، والطبراني في "المعجم الكبير": ٢٠/ ٢٤١ (انظر: ٢٢٠٥٢)

((يَا مُعَاذُ إِنَّكَ عَسَى أَنْ لَا تَلْقَانِي بَعْدَ عَامِي هٰذَا، أَوْ لَعَلَّكَ أَنْ تَمُرَّ بِمَسْجِدِي هٰذَا أَوْ قَبْرِي۔)) فَبَكَى مُعَاذٌ جَشَعًا لِفِرَاقِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ الْتَفَتَ فَأَقْبَلَ بِوَجْهِهِ نَحْوَ الْمَدِينَةِ، فَقَالَ: ((إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِي الْمُتَّقُونَ مَنْ كَانُوا وَحَيْثُ كَانُوا۔)) (مسند احمد: ۲۲۴۰۲)

سال کے بعد تمہاری مجھ سے ملاقات نہ ہو سکے اور ہو سکتا ہے کہ تم میری اس مسجد یا قبر کے پاس سے گزرو۔'' رسول اللہ ﷺ کی جدائی کے خیال سے رنجیدہ ہو کر سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ رو پڑے، پھر آپ ﷺ نے مدینہ منورہ کی طرف منہ کر کے فرمایا: ''سب لوگوں میں میرے سب سے زیادہ قریب وہ لوگ ہوں گے، جو تقویٰ کی صفت سے متصف ہوں، وہ جو بھی ہوں اور جہاں بھی ہوں۔''

(۱۱۸۸۷)۔ عَنْ حَسَّانَ بْنِ عَطِيَّةَ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَابِطٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونِ الْأَوْدِيِّ، قَالَ: قَدِمَ عَلَيْنَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ الْيَمَنَ رَسُولُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ السَّحَرِ رَافِعًا صَوْتَهُ بِالتَّكْبِيرِ أَجَشَّ الصَّوْتِ، فَأُلْقِيَتْ عَلَيْهِ مَحَبَّتِي فَمَا فَارَقْتُهُ حَتّٰى حَثَوْتُ عَلَيْهِ التُّرَابَ بِالشَّامِ مَيِّتًا رَحِمَهُ اللّٰهُ، ثُمَّ نَظَرْتُ إِلٰى أَفْقَهِ النَّاسِ بَعْدَهُ فَأَتَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ، فَقَالَ لِي: كَيْفَ أَنْتَ إِذَا أَتَتْ عَلَيْكُمْ أُمَرَاءُ يُصَلُّونَ الصَّلَاةَ لِغَيْرِ وَقْتِهَا؟ قَالَ: فَقُلْتُ: مَا تَأْمُرُنِي إِنْ أَدْرَكَنِي ذٰلِكَ؟ قَالَ: صَلِّ الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا وَاجْعَلْ ذٰلِكَ مَعَهُمْ سُبْحَةً۔ (مسند احمد: ۲۲۳۷۰)

عمرو بن میمون اودی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے عامل سیدنا معاذ بن جبل یمنی رضی اللہ عنہ ہمارے ہاں تشریف لائے، میں نے سنا کہ انھوں نے سحری کے وقت تیز اور بلند آواز سے اللہ اکبر کہا، ان کے دل میں میری محبت جاگزیں ہوگئی اور میں ان کی وفات تک ان سے جدا نہ ہوا اور میں نے ارض شام میں نے ان کی وفات کے بعد ان کی قبر پر مٹی ڈالی، پھر میں نے غور نہ کیا کہ ان کے بعد زیادہ علم والا شخص کون ہے؟ چنانچہ میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں چلا گیا، انہوں نے مجھ سے کہا: تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا، جب تمہارے حکمران نمازوں کو بے وقت یعنی تاخیر سے ادا کریں گے؟ میں نے عرض کیا: اگر مجھے ایسے حالات کا سامنا ہو تو میرے لیے آپ کا کیا حکم ہے؟ انہوں نے کہا: تم نماز کو اس کے اول وقت میں ادا کر لینا اور ان کے ساتھ ادا کی ہوئی نماز کو نفل شمار کر لینا۔''

(۱۱۸۸۸)۔ عَنْ أَبِي مُنِيبِ الْأَحْدَبِ قَالَ: خَطَبَ مُعَاذٌ بِالشَّامِ فَذَكَرَ الطَّاعُونَ فَقَالَ: إِنَّهَا رَحْمَةُ رَبِّكُمْ، وَدَعْوَةُ نَبِيِّكُمْ، وَقَبْضُ

ابو منیب احدب سے مروی ہے کہ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے شام میں خطاب کیا اور طاعون کا ذکر کرتے ہوئے کہا: طاعون تمہارے رب کی تم پر رحمت اور تمہارے نبی کی دعا ہے اور تم سے پہلے

(۱۱۸۸۷) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم (انظر: ۲۲۰۲۰)

(۱۱۸۸۸) تخریج: حسن (انظر: ۲۲۰۸۵)

الصَّالِحِينَ قَبْلَكُمْ، اللّٰهُمَّ أَدْخِلْ عَلٰى آلِ مُعَاذٍ نَصِيبَهُمْ مِنْ هٰذِهِ الرَّحْمَةِ، ثُمَّ نَزَلَ مِنْ مَقَامِهِ ذٰلِكَ، فَدَخَلَ عَلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مُعَاذٍ، فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: ﴿الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ﴾ [البقرة: ١٤٧] فَقَالَ مُعَاذٌ: ﴿سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصَّابِرِينَ﴾ [الصافات: ١٠٢]۔ (مسند احمد: ٢٢٤٣٥)

صالحین کی موت کا سبب ہے۔ یا اللہ! آل معاذ پر اس رحمت میں سے ان کا حصہ نازل فرما۔ اس کے بعد سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ منبر سے نیچے اتر کر اپنے بیٹے عبدالرحمن کے پاس آئے، عبدالرحمن نے کہا: ﴿الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ﴾ ...... ''حق تمہارے رب کی طرف سے ہے، پس تم شک کرنے والوں میں سے نہ بنو۔'' یہ سن کر سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا: ﴿سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصَّابِرِينَ﴾ ...... ''تم عنقریب مجھے صبر کرنے والوں میں سے پاؤ گے۔''

فوائد: ...... آپ ﷺ کی امت کے لیے طاعون کی بیماری شہادت اور رحمت کا باعث ہے۔

سیدنا معاذ طاعون میں مبتلا ہو گئے تھے، اس لیے آیات کی روشنی میں تبادلۂ خیال کیا گیا۔

نبی کریم ﷺ کی دعا کا ذکر درج ذیل حدیث میں ہے:

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فَنَاءَ أُمَّتِي فِي سَبِيْلِكَ بِالطَّعْنِ وَالطَّاعُوْنِ۔)) ...... ''اے اللہ! میری امت کو اپنے راستے میں ہتھیار کے ساتھ قتل اور طاعون کے ذریعے فنا کرنا۔'' (مسند احمد: ۱۵۶۹۳)

اس حدیث میں امت سے مراد صحابۂ کرام کی جماعت ہے۔

(١١٨٨٩)۔ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((سَتُهَاجِرُونَ إِلَى الشَّامِ فَيُفْتَحُ لَكُمْ، وَيَكُونُ فِيكُمْ دَاءٌ كَالدُّمَّلِ أَوْ كَالْحَزَّةِ، يَأْخُذُ بِمَرَاقِّ الرَّجُلِ يَسْتَشْهِدُ اللّٰهُ بِهِ أَنْفُسَهُمْ وَيُزَكِّي بِهَا أَعْمَالَهُمْ۔)) اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ سَمِعَهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَأَعْطِهِ هُوَ وَأَهْلَ بَيْتِهِ الْحَظَّ الْأَوْفَرَ مِنْهُ، فَأَصَابَهُمُ الطَّاعُونُ

اسماعیل بن عبیداللہ سے روایت ہے کہ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم لوگ عنقریب ارض شام کی طرف ہجرت کر جاؤ گے اور وہ تمہارے ہاتھوں فتح ہوگا اور تمہارے اندر گوشت کے ٹکڑے کی مانند ایک بیماری (یعنی طاعون) داخل ہوگی، جو انسان کے پیٹ کے نچلے حصے پر اثر انداز ہوگی، اللہ تعالیٰ اس بیماری کے ذریعے لوگوں کو مقام شہادت سے نوازے گا اور ان کے اعمال کا تزکیہ کرے گا۔'' یا اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ معاذ بن جبل نے واقعی یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے تو اسے اور اس کے اہل خانہ کو اس

(١١٨٨٩) تخريج: المرفوع منه صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف لانقطاعه، اسماعيل بن عبيد الله لم يدرك معاذا، اخرجه الطبراني في "الكبير": ٢٠/ ٢٢٥ (انظر: ٢٢٠٨٨)

فَلَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ أَحَدٌ فَطُعِنَ فِي أُصْبُعِهِ السَّبَّابَةِ فَكَانَ يَقُولُ: مَا يَسُرُّنِي أَنَّ لِي بِهَا حُمْرَ النَّعَمِ۔ (مسند احمد: ۲۲۴۳۸)

بیماری کا وافر حصہ عطا فرما، چنانچہ ان لوگوں کو طاعون کی بیماری نے آ لیا اور ان میں سے ایک بھی زندہ نہ بچا، سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کی انگشت شہادت زخمی ہوگئی تو وہ کہا کرتے تھے کہ مجھے یہ پسند نہیں کہ میری انگلی بچ جاتی اور مجھے سرخ اونٹ مل جاتے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ رضی اللہ عنہ
سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(۱۱۸۹۰)۔ عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ السُّلَمِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَدْعُوْنَا إِلَى السَّحُوْرِ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ: ((هَلُمَّ إِلَى الْغَدَاءِ الْمُبَارَكِ۔)) ثُمَّ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ عَلِّمْ مُعَاوِيَةَ الْكِتَابَ وَالْحِسَابَ وَقِهِ الْعَذَابَ۔)) (مسند احمد: ۱۷۲۸۲)

سیدنا عرباض بن ساریہ سلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا، آپ ہمیں ماہ رمضان میں سحری کے لیے بلانے کے لیے فرماتے: ''بابرکت کھانے کی طرف آؤ۔'' پھر میں نے ایک موقع پر آپ ﷺ کو یوں فرماتے ہوئے سنا کہ ''یا اللہ! معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھنے پڑھنے اور حساب کا علم عطا فرما اور اسے عذاب سے محفوظ رکھ۔''

فوائد:...... سیدنا معاویہ بن ابی سفیان بن صخر بن حرب رضی اللہ عنہ مشہور صحابی رسول ہیں، ان کی ماں سیدہ ہند بنت عتبہ ہیں۔ یہ ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں، فتح مکہ کے موقع پر سیدنا معاویہ، ان کے باپ، ان کی ماں اور ان کے بھائی یزید مشرف باسلام ہوئے اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ غزوۂ حنین میں آپ ﷺ کے ساتھ شریک ہوئے، آپ رسول اللہ ﷺ کے کاتبین میں سے ایک تھے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پہلے سیدنا یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو شام کا والی بنایا، لیکن جب وہ (۱۶، ۱۷) سن ہجری میں فوت ہو گئے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے بھائی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو شام کا والی بنایا اور یہ عہدِ فاروقی میں اس علاقے کے والی رہے، پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو برقرار رکھا، بلکہ پورا شام ان کو دے دیا، اور انھوں نے (۲۷) سن ہجری میں جزیرۂ قبرص کو فتح کیا۔

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے جب مسلمانوں کو خون ریزی سے بچانے کے لیے (۴۱) سن ہجری میں خلافت سے دستبرداری کا اعلان کیا تو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی بطورِ امیر المؤمنین بیعت کی گئی، پھر یہ منصب ان کے پاس ہی رہا، یہاں تک کہ یہ (۶۰) سن ہجری میں فوت ہو گئے، ان کی ولایت کی مدت بھی بیس برس تھی اور خلافت کا عرصہ بھی بیس برس تھا۔

خلیفۃ المسلمین سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی مخالفت میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ہم خیالوں کا جو رویہ رہا، ہم اس کو اِن کی اجتہادی خطا سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب سے راضی ہو جائے۔

(۱۱۸۹۰) تخریج: صحیح، قالہ الالبانی، اخرجہ ابن خزیمۃ: ۱۹۳۸، وأخرج حدیث السحور منہ النسائی: ۴/ ۱۴۵ (انظر: ۱۷۱۵۲)

(۱۱۸۹۱)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي عُمَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ ذَكَرَ مُعَاوِيَةَ فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا وَاهْدِبِهِ۔)) (مسند احمد: ۱۸۰۵۵)

سیدنا عبدالرحمن بن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ''یا اللہ! اسے راہ دکھانے والا ہدایت یافتہ بنا اور اس کے ذریعے لوگوں کو بھی ہدایت نصیب فرما۔''

(۱۱۸۹۲)۔ حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: سَمِعْتُ جَدِّي يُحَدِّثُ أَنَّ مُعَاوِيَةَ أَخَذَ الْإِدَاوَةَ بَعْدَ أَبِي هُرَيْرَةَ يَتْبَعُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بِهَا، وَاشْتَكَى أَبُو هُرَيْرَةَ فَبَيْنَا هُوَ يُوَضِّئُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَفَعَ رَأْسَهُ إِلَيْهِ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ فَقَالَ: يَا مُعَاوِيَةُ! إِنْ وُلِّيتَ أَمْرًا فَاتَّقِ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَاعْدِلْ، قَالَ: فَمَا زِلْتُ أَظُنُّ أَنِّي مُبْتَلًى بِعَمَلٍ۔ (مسند احمد: ۱۷۰۵۷)

ابو امیہ عمرو بن یحییٰ بن سعید کہتے ہیں کہ میں نے اپنے دادا سعید بن عمرو بن سعید بن عاص کو بیان کرتے سنا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پانی کا برتن لے کر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ساتھ جایا کرتے تھے، جب وہ بیمار پڑے تو ان کے بعد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اس برتن کو اٹھاتے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ساتھ جاتے، اسے موقع پر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کو وضو کرا رہے تھے کہ آپ ﷺ نے ان کی طرف ایک یا دو مرتبہ سر اٹھا کر دیکھا اور فرمایا: ''معاویہ! اگر تمہیں سربراہ حکومت بنایا جائے تو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور عدل سے کام لینا۔'' سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ ارشاد سننے کے بعد مجھے یہ یقین رہا کہ مجھے حکومت (اقتدار) ضرور ملے گی، (کیونکہ آپ ﷺ نے جو فرما دیا تھا)۔''

(۱۱۸۹۳)۔ عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ أَنَّ مُعَاوِيَةَ دَخَلَ بَيْتًا فِيهِ ابْنُ عَامِرٍ وَابْنُ الزُّبَيْرِ، فَقَامَ ابْنُ عَامِرٍ وَجَلَسَ ابْنُ الزُّبَيْرِ، فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ: اجْلِسْ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَمْثُلَ لَهُ الْعِبَادُ قِيَامًا فَلْيَتَبَوَّأْ بَيْتًا فِي النَّارِ۔)) وَفِي لَفْظٍ: ((فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ

ابو مجلز بیان کرتے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ ایک گھر میں داخل ہوئے، اس میں ابن عامر اور ابن زبیر بھی موجود تھے، ابن عامر تو کھڑے ہو گئے، لیکن سیدنا ابن زبیر بیٹھے رہے، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے ابن عامر سے کہا: بیٹھ جاؤ، کیونکہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''جس کی یہ خواہش ہو کہ بندے اس کے لئے کھڑے ہوں تو وہ اپنا گھر دوزخ میں تیار کر لے۔''

(۱۱۸۹۱) تخریج: صحیح، قاله الالبانی، اخرجه الترمذی: ۳۸۴۲ (انظر: ۱۷۸۹۵)

(۱۱۸۹۲) تخریج: رجاله ثقات رجال الصحیح غیر ان جد عمرو بن یحیی لم یتبین لنا سماعه من معاویة، وقال الهیثمی: هو مرسل، اخرجه ابویعلی: ۷۳۸۰، وابن ابی شیبة: ۱۱/ ۱۴۷، والطبرانی فی "الکبیر": ۱۹/ ۸۵۰ (انظر: ۱۶۹۳۳)

(۱۱۸۹۳) تخریج: اسناده صحیح، أخرجه ابوداود: ۵۲۲۹، والترمذی: ۲۷۵۵ (انظر: ۱۶۸۳۰)

مِنَ النَّارِ۔)) (مسند احمد: ۱٦۹۵۵)

فوائد:...... دیکھیں حدیث نمبر (۸۳۱۷)

(۱۱۸۹٤)۔ عَنْ مُجَاهِدٍ وَعَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ مُعَاوِيَةَ (ابْنَ أَبِي سُفْيَانَ رضی اللہ عنہ) أَخْبَرَهُ أَنَّهُ رَأَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَصَّرَ مِنْ شَعْرِهِ بِمِشْقَصٍ، فَقُلْنَا لِابْنِ عَبَّاسٍ: مَا بَلَغَنَا هٰذَا إِلَّا عَنْ مُعَاوِيَةَ، فَقَالَ: مَا كَانَ مُعَاوِيَةُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُتَّهَمًا۔ (مسند احمد: ۱٦۹۸۸)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو خبر دی کہ انھوں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے لمبے چوڑے پھل سے اپنے بال تراشے تھے۔ مجاہد اور عطا کہتے ہیں: ہم نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا: یہ بات ہمیں صرف سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے موصول ہوئی ہے۔ انھوں نے جواباً کہا: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں تہمت زدہ نہیں ہیں (یعنی وہ یہ خبر دینے میں سچے ہیں)۔

فوائد:...... ان مسائل کی تفصیل کتاب الحج میں گزر چکی ہے۔

(۱۱۸۹۵)۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ مُعَاوِيَةَ دَخَلَ عَلٰى عَائِشَةَ فَقَالَتْ لَهُ: أَمَا خِفْتَ أَنْ أُقْعِدَ لَكَ رَجُلًا فَيَقْتُلَكَ؟ فَقَالَ: مَا كُنْتِ لِتَفْعَلِيهِ وَأَنَا فِي بَيْتِ أَمَانٍ، وَقَدْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((الْإِيمَانُ قَيْدُ الْفَتْكِ۔)) كَيْفَ أَنَا فِي الَّذِي بَيْنِي وَبَيْنَكِ وَفِي حَوَائِجِكِ قَالَتْ: صَالِحٌ، قَالَ: فَدَعِينَا وَإِيَّاهُمْ حَتّٰى نَلْقٰى رَبَّنَا عَزَّ وَجَلَّ۔ (مسند احمد: ۱٦۹۵۷)

سعید بن مسیب ﷺ سے روایت ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ، ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں گئے تو سیدہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا: کیا تمہیں اس بات سے ڈر نہیں لگتا کہ میں کسی کو تمہاری گھات میں تمہیں قتل کرنے کے لیے بٹھا دوں اور وہ تمہیں قتل کر دے؟ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ ایسا کام نہیں کریں گی۔ (یا آپ ایسا نہیں کر سکتیں) کیونکہ میں حفظ وامان کی حدود کے اندر ہوں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ ''ایمان دھوکے سے قتل کرتے سے مانع ہے۔'' اچھا اب آپ یہ بتائیں کہ میں آپ کے اور آپ کی ضروریات کے پورا کرنے میں میں کیسا جا رہا ہوں؟ سیدہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ٹھیک ہو۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: پس آپ ہمیں اور لوگوں کو اپنے حال پر چھوڑیں، یہاں تک کہ ہم اپنے رب سے جا ملیں۔ (مراد یہ ہے کہ آپ میرے اور لوگوں کے معاملات میں دخل نہ دیا کریں)

(۱۱۸۹٤) تخريج: أخرجه البخاري: ۱۷۳۰، ومسلم: ۱۲٤٦ (انظر: ۱٦۸۸۷)

(۱۱۸۹۵) تخريج: صحيح لغيره، اخرجه الطبراني في "الكبير": ۱۹/ ۷۲۳ (انظر: ۱٦۸۳۲)

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ مَعْنِ بْنِ يَزِيْدَ السُّلَمِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

سیدنا معن بن یزید سلمی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(۱۱۸۹۶)۔ عَنْ أَبِي الْجُوَيْرِيَةَ، عَنْ مَعْنِ بْنِ يَزِيْدَ السُّلَمِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ أَنَا وَأَبِيْ وَجَدِّيْ، وَخَاصَمْتُ إِلَيْهِ فَأَفْلَجَنِيْ، وَخَطَبَ عَلَيَّ فَأَنْكَحَنِيْ۔ (مسند احمد: ۱۸٤٦٤)

سیدنا معن بن یزید سلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں، میرے والد اور میرے دادا نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی، میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک معاملہ لے گیا تو آپ نے میرے حق میں فیصلہ کیا اور میرے لیے نکاح کا پیغام بھیج کر آپ نے میرا نکاح کر دیا۔

فوائد:...... سیدنا معن بن یزید رضی اللہ عنہ صحابیٔ رسول ہیں، انھوں نے پہلے کوفہ میں سکونت اختیار کی، پھر مصر چلے گئے اور بالآخر دمشق کو اپنا مسکن قرار دیا، یہ دمشق کی فتح میں شریک تھے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں ان کا مرتبہ مسلّم تھا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے مابین ہونے والی جنگوں میں یہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ الْكِنْدِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

سیدنا مقداد بن اسود کندی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(۱۱۸۹۷)۔ عَنْ بُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يُحِبُّ مِنْ أَصْحَابِيْ أَرْبَعَةً أَخْبَرَنِيْ أَنَّهُ يُحِبُّهُمْ وَأَمَرَنِيْ أَنْ أُحِبَّهُمْ۔)) قَالُوْا: مَنْ هُمْ يَا رَسُوْلَ اللهِ! قَالَ: ((إِنَّ عَلِيًّا مِنْهُمْ، وَأَبُوْ ذَرٍّ نِ الْغِفَارِيُّ، وَسَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ، وَالْمِقْدَادُ بْنُ الْأَسْوَدِ الْكِنْدِيُّ۔)) (مسند احمد: ۲۳۳۵٦)

سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ میرے چار صحابہ سے محبت رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے بتلایا ہے کہ وہ ان سے محبت رکھتا ہے اور مجھے حکم بھی دیا ہے کہ میں بھی ان سے محبت رکھوں۔'' صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! وہ کون کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''علی، ابوذر غفاری، سلمان فارسی اور مقداد بن اسود کندی۔''

فوائد:...... سیدنا مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ قدیم الاسلام صحابیٔ رسول ہیں، ان کے باپ کا نام عمرو تھا، یہ اسود کی زیر تربیت رہے اور انھوں نے ان کو منہ بولا بیٹا بنا رکھا تھا، اس وجہ سے یہ ان ہی کی طرف منسوب ہونے لگے۔ مکہ مکرمہ میں

(۱۱۸۹٦) تخریج: اسناده صحيح على شرط البخارى، أخرجه مطولا ابويعلى: ۱۵۵۱، والطبرانى فى "الكبير": ۱۹/ ۱۰۷۲ (انظر: ۱۸۲۷۵)

(۱۱۸۹۷) تخريج: اسناده ضعيف، ابو ربيعة الايادى، قال ابو حاتم: منكر الحديث، وتساهل ابن معين فوثقه، وقال ابن حجر: مقبول، وشريك النخعى سيىء الحفظ، اخرجه الترمذى: ۳۷۱۸، وابن ماجه: ۱٤۹ (انظر: ۲۲۹٦۸)

سب سے پہلے جن سات افراد نے اسلام کا اظہار کیا تھا، ان میں ایک سیدنا مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ تھے، انھوں نے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی، پھر مکہ مکرمہ لوٹ آئے اور پھر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی، یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام غزوات میں شریک رہے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں (۳۳) سن ہجری میں انھوں نے وفات پائی، جبکہ ان کی عمر ستر برس تھی اور ان کو بقیع قبرستان میں دفن کیا گیا۔

(۱۱۸۹۸)۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: شَهِدْتُ مِنَ الْمِقْدَادِ، قَالَ أَبُو نُعَيْمٍ ابْنِ الْأَسْوَدِ: مَشْهَدًا، لَأَنْ أَكُونَ أَنَا صَاحِبَهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا عُدِلَ بِهِ، أَتَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يَدْعُو عَلَى الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ: وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَا نَقُولُ كَمَا قَالَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ لِمُوسٰى: ﴿اذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هَاهُنَا قَاعِدُونَ﴾ وَلٰكِنْ نُقَاتِلُ عَنْ يَمِينِكَ، وَعَنْ يَسَارِكَ، وَمِنْ بَيْنِ يَدَيْكَ، وَمِنْ خَلْفِكَ، فَرَأَيْتُ وَجْهَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يُشْرِقُ وَسَرَّهُ ذٰلِكَ۔ (مسند احمد: ٤٠٧٠)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا مقداد رضی اللہ عنہ کو ایک موقع پر ایسی بات کرتے سنا ہے کہ میں یہ پسند کرتا ہوں کہ کاش وہ فرد میں ہوتا اور اس کے عوض ہر وہ چیز دے دیتا، جس کو اس کے برابر سمجھا جاتا ہے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین کے خلاف بد دعا کر رہے تھے، سیدنا مقداد رضی اللہ عنہ نے آ کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم اس طرح نہیں کہیں گے جیسے بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا کہ: ﴿اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ﴾ ......''آپ اور آپ کا رب جا کر لڑو، ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔'' (سورۂ مائدہ: ۲۴) بلکہ ہم تو آپ کے دائیں بائیں اور آگے پیچھے ہر طرف سے (آپ کے دفاع میں) لڑیں گے۔ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بات سن کر از حد خوش ہوئے اور میں نے آپ کے چہرہ مبارک کو خوشی سے دمکتا دیکھا۔

فوائد:...... چونکہ سیدنا مقداد رضی اللہ عنہ کی اس بات کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے تھے، اس لیے سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ یہ خواہش کرتے تھے کہ کاش آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خوشی کا سبب بننے والے وہ ہوتے۔

(۱۱۸۹۸) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۹۵۲ (انظر: ٤٠٧٠)

حَرْفُ النُّوْنِ اِلَى الْيَاءِ مُهْمَلٌ

''ن سے ی تک''، ان حروف سے شروع ہونے والے نام نہیں ہیں

(حَرْفُ الْيَاءِ التَّحْتِيَّةِ)

''ی'' سے شروع ہونے والے نام

بَابُ مَا جَاءَ فِي يُوْسُفَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ رضی اللہ عنہ

سیدنا یوسف بن عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(۱۱۸۹۹)۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي الْهَيْثَمِ قَالَ: سَمِعْتُ يُوْسُفَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ يَقُوْلُ: أَجْلَسَنِي النَّبِيُّ ﷺ فِي حِجْرِهِ وَمَسَحَ عَلَى رَأْسِي وَسَمَّانِي يُوْسُفَ۔ (مسند احمد: ۱٦٥٢٠)

سیدنا یوسف بن عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے مجھے اپنی گود میں بٹھا کر میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرا نام یوسف رکھا۔

فوائد:...... سیدنا یوسف رضی اللہ عنہ، سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے بیٹے تھے، ان کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے، امام بخاری نے کہا: ان کو صحبت کا شرف حاصل ہے، ابن سعد نے صحابہ کے پانچویں طبقے میں ان کو ذکر کیا ہے، جبکہ امام ابو حاتم نے کہا ہے کہ ان کو صرف نبی کریم ﷺ کی رؤیت نصیب ہوئی ہے صحبت یعنی ساتھ رہنے کا شرف حاصل نہیں ہوا، امام بخاری کا قول راجح ہے، یہ عمر بن عبدالعزیز کی خلافت میں فوت ہوئے تھے۔

(۱۱۸۹۹) تخریج: اسنادہ صحیح (انظر: ۱٦٤٠٧)

أَبْوَابُ ذِكْرِ جَمَاعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ رضی اللہ عنہم اِشْتَهَرُوْا بِكُنِيَّتِهِمْ
کنیتوں سے مشہور ہونے والے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے تذکروں کے ابواب

مُرَتَّبَةٌ أَسْمَاءُ هُمْ عَلَى حُرُوْفِ الْمُعْجَمِ بِاعْتِبَارِ الْحَرْفِ الْأَوَّلِ فِي الْإِسْمِ الَّذِيْ يَلِي الْكُنِيَّةَ
کنیت کے بعد والے نام کے پہلے حرف کو دیکھ کر ان ناموں کو حروف تہجی کی ترتیب سے ذکر کیا جائے گا

حَرْفُ الْهَمْزَةِ
''أ'' سے شروع ہونے والے نام

بَابُ مَا جَاءَ فِي أَبِيْ أُمَامَةَ الْبَاهَلِيِّ وَاِسْمُهُ الصُّدَيُّ بْنُ عَجْلَانَ رضی اللہ عنہ
سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ، ان کا صدی بن عجلان تھا

(۱۱۹۰۰)۔ عَنْ رَجَاءِ بْنِ حَيْوَةَ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: أَنْشَأَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ غَزْوَةً، فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! ادْعُ اللّٰهَ لِي بِالشَّهَادَةِ، فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ سَلِّمْهُمْ وَغَنِّمْهُمْ۔)) قَالَ: فَسَلِمْنَا وَغَنِمْنَا، قَالَ: ثُمَّ أَنْشَأَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ غَزْوًا ثَانِيًا فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! ادْعُ اللّٰهَ لِي بِالشَّهَادَةِ، فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ سَلِّمْهُمْ وَغَنِّمْهُمْ۔)) قَالَ ثُمَّ أَنْشَأَ غَزْوًا ثَالِثًا فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي أَتَيْتُكَ مَرَّتَيْنِ قَبْلَ مَرَّتِي هٰذِهِ فَسَأَلْتُكَ أَنْ تَدْعُوَ اللّٰهَ لِي بِالشَّهَادَةِ، فَدَعَوْتَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يُسَلِّمَنَا وَيُغَنِّمَنَا، فَسَلِمْنَا وَغَنِمْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَادْعُ اللّٰهَ لِي بِالشَّهَادَةِ، فَقَالَ:

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک غزوہ تیار کیا، میں نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر درخواست کی: اے اللہ کے رسول! آپ اللہ تعالیٰ سے میرے حق میں شہید ہونے کی دعا فرمائیں۔ لیکن آپ ﷺ نے یوں دعا کی: ''یا اللہ! ان کو سلامت رکھ اور انہیں غنیمت سے سر فراز فرما۔'' پس اس دعا کے نتیجے میں ہم سلامت رہے اور مال غنیمت لے کر واپس ہوئے۔ اس کے بعد پھر ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ نے غزوہ کی تیاری کی، میں نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اب کی بار تو آپ اللہ تعالیٰ سے میرے لیے شہادت کی دعا فرمائیں۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے یوں دعا کی: ''یا اللہ! انہیں سلامت رکھ اور انہیں مال غنیمت سے سرفراز فرما۔'' آپ ﷺ کی اس دعا کی برکت سے ہم صحیح سلامت رہے اور مال غنیمت سمیت واپس ہوئے۔ اس کے بعد پھر

(۱۱۹۰۰) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم، اخرجہ النسائی: ٤/ ١٦٥ (انظر: ٢٢١٤٠)

((اللّٰهُمَّ سَلِّمْهُمْ وَغَنِّمْهُمْ۔)) قَالَ: فَسَلِمْنَا وَغَنِمْنَا، ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مُرْنِي بِعَمَلٍ قَالَ: ((عَلَيْكَ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَا مِثْلَ لَهُ۔)) قَالَ: فَمَا رُئِيَ أَبُو أُمَامَةَ وَلَا امْرَأَتُهُ وَلَا خَادِمُهُ إِلَّا صُيَّامًا، قَالَ: فَكَانَ إِذَا رُئِيَ فِي دَارِهِمْ دُخَانٌ بِالنَّهَارِ قِيلَ اعْتَرَاهُمْ ضَيْفٌ، نَزَلَ بِهِمْ نَازِلٌ، قَالَ: فَلَبِثَ بِذٰلِكَ مَا شَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَمَرْتَنَا بِالصِّيَامِ فَأَرْجُو أَنْ يَكُونَ قَدْ بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا فِيهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَمُرْنِي بِعَمَلٍ آخَرَ، قَالَ: ((اعْلَمْ أَنَّكَ لَنْ تَسْجُدَ لِلّٰهِ سَجْدَةً إِلَّا رَفَعَ اللّٰهُ لَكَ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْكَ بِهَا خَطِيئَةً۔)) (مسند احمد: ٢٢٤٩٢)

آپ ﷺ نے تیسرے غزوے کی تیاری کی ہے، میں نے آپ کی خدمت میں آ کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ اللہ تعالیٰ سے میرے لیے شہادت کی دعا فرمائیں۔ آپ نے دونوں دفعہ دعا فرمائی کہ ''اللہ ہمیں سلامت رکھے اور مال غنیمت سے نوازے۔'' چنانچہ دونوں دفعہ ہم سلامت رہے اور مال غنیمت لے کر واپس ہوئے۔ اللہ کے رسول! آپ اللہ سے میرے حق میں شہادت کی دعا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے یوں دعا کی: ''یا اللہ! انہیں سلامت رکھ اور ان کو مال غنیمت سے سرفراز فرما۔'' چنانچہ ہم صحیح سلامت رہے اور مال غنیمت لے کر واپس ہوئے۔ میں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے کسی ایسے کام کا حکم فرمائیں کہ میں جس پر عمل کروں اور اللہ مجھے اس سے نفع پہنچائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم روزے رکھا کرو، کوئی عمل روزے کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔'' رجاء بن حیوہ کہتے ہیں: اس کے بعد سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ، ان کی بیوی اوران کے خادم کو روزے کی حالت ہی میں دیکھا گیا۔ رجاء کہتے ہیں: اگر کبھی دن کے وقت ان کے گھر سے دھواں اٹھتا دکھائی دیتا تو لوگ کہتے کہ ان کے ہاں کوئی مہمان یا ملاقاتی آیا ہوگا، سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور رہا میں روزوں پر کاربند رہا۔ پھر ایک بار میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جا کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے ہمیں روزے رکھنے کا حکم فرمایا ہے، مجھے امید ہے کہ اللہ نے ہمارے لیے اس عمل میں برکت فرمائی ہے، اب آپ ہمیں اس کے علاوہ مزید کسی دوسرے عمل کا حکم بھی فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جان لو کہ تم اللہ کی رضا اور خوشنودی کے لیے جو سجدہ کرو گے تو اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ تمہارا ایک درجہ بلند کرے گا اور تمہارا ایک گناہ معاف کرے گا۔''

فوائد:...... اس باب سے سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ کی فضیلت معلوم ہوئی، ان کو رسول اللہ ﷺ نے ان کی قوم کی طرف اسلام کا داعی بنا کر روانہ کیا، یہ جا کر ان کو اسلام کی دعوت دینے لگے، جب ان کو بھوک لگی تھی تو ان کی قوم کے لوگ ان کے سامنے ایسی خوراک لائے جو اسلام میں حرام ہے، وہ کھانے کے لیے بیٹھے اور ان کو بھی کھانے کی دعوت دی، انہوں نے کہا کہ میں جس شخصیت کی طرف سے آیا ہوں، انہوں نے اسے حرام ٹھہرایا ہے۔ یہ ان کو اسلام کی دعوت دیتے اور وہ قبول اسلام سے انکار کرتے رہے۔ بالآخر انہوں نے قوم سے کہا کہ پانی تو پلاؤ، مجھے شدید پیاس لگی ہے، انہوں نے پانی دینے سے بھی انکار کیا اور کہا کہ تم اسی طرح بھوکے پیاسے مرو گے۔ انہوں نے اپنا عمامہ سر پر لپیٹ لیا اور شدید گرمی میں دھوپ میں لیٹ گئے۔ خواب میں اللہ کی طرف سے ان کو دودھ نوش کرایا گیا، دودھ نوش کر کے یہ سیر ہو گئے اور ان کا پیٹ بھر گیا۔ یہ بیدار ہو گئے تو بھوک پیاس زائل ہو چکی تھی۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ یہ تمہارے معزز اور سردار لوگوں میں سے ہے، اسے کچھ کھانا وغیرہ تو پیش کرو۔ انہوں نے ان کے سامنے کھانا پیش کیا تو انہوں نے فرمایا، مجھے اب تمہارے کھانے وغیرہ کی حاجت نہیں رہی۔ میرے اللہ تعالیٰ نے مجھے کھلا پلا دیا ہے۔ انہوں نے قوم کو اپنا پیٹ دکھلایا، انہوں نے دیکھا تو ساری قوم مسلمان ہوگئی۔ ان کی وفات (۸۱ یا ۸۶) سن ہجری میں (۱۰۶) برس کی عمر میں حمص میں ہوئی، سرزمین شام میں یہ سب سے آخر میں وفات پانے والے صحابی ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ أَبِيْ أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ
سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(۱۱۹۰۱)۔ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ أَنَّ يَزِيدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ كَانَ أَمِيرًا عَلَى الْجَيْشِ الَّذِي غَزَا فِيهِ أَبُو أَيُّوبَ، فَدَخَلَ عَلَيْهِ عِنْدَ الْمَوْتِ، فَقَالَ لَهُ أَبُو أَيُّوبَ: إِذَا مِتُّ فَاقْرَءُ وْا عَلَى النَّاسِ مِنِّي السَّلَامَ، فَأَخْبِرُوهُمْ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا جَعَلَهُ اللّٰهُ فِي الْجَنَّةِ۔)) وَلْيَنْطَلِقُوْا بِيْ فَلْيَبْعُدُوْا بِي فِي أَرْضِ الرُّومِ مَا اسْتَطَاعُوْا، فَحَدَّثَ النَّاسُ لَمَّا مَاتَ أَبُو أَيُّوبَ فَاسْتَلْأَمَ النَّاسُ وَانْطَلَقُوْا

عاصم نے مکہ کے ایک باشندے سے روایت کیا ہے کہ یزید بن معاویہ اس لشکر کا امیر تھا جس میں سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ شریک تھے، ان کی وفات کے وقت یزید ان کے پاس آیا تو انہوں نے اس سے کہا: میری وفات ہو تو میری طرف سے لوگوں کو سلام کہنا اور انہیں بتلا دینا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ ''جو کوئی اس حال میں فوت ہوا کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا تھا، اللہ اسے جنت عطا فرمائے گا۔'' اس کے بعد یہ لوگ میری میت کو اٹھا کر روم کی حدود میں جہاں تک ممکن ہو دور لے جائیں، پس جب سیدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو یزید نے لوگوں کو ان کے انتقال کی خبر دی، لوگوں نے اپنے ہتھیار زیب تن کر لیے اور ان کی

(۱۱۹۰۱) تخریج: صحیح بمجموع طرقه (انظر: ۲۳۵۲۳)

بِجِنَازَتِهِ۔ (مسند احمد: ۲۳۹۲۰) میت کو لے کر چل پڑے۔

فوائد:...... سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا اصل نام خالد بن زید ہے، ان کا تعلق انصار کے قبیلہ خزرج کی شاخ بنو نجار سے تھا، یہ بیعت عقبہ، غزوہ بدر، غزوہ احد، خندق اور بیعت رضوان میں شریک ہونے کی سعادت سے بہرہ مند ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کے بعد مدینہ منورہ تشریف لائے تو انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میزبانی کا شرف حاصل ہوا، (دیکھیں حدیث نمبر ۱۰۶۲۱)۔(۵۰ یا ۵۱ یا ۵۲) سن ہجری میں فوت ہوئے اور ان کی قبر قسطنطنیہ (موجودہ استنبول) میں ہے۔ اس وقت یہ اس لشکر میں تھے جس کی قیادت یزید بن معاویہ کر رہے تھے۔ سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ ان کی نماز جنازہ یزید پڑھائے، چنانچہ یزید نے ہی ان کی نماز جنازہ پڑھائی تھی۔

(۱۱۹۰۲)۔ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا ظِبْيَانَ وَيَعْلَى، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي ظِبْيَانَ قَالَ: غَزَا أَبُو أَيُّوبَ الرُّومَ فَمَرِضَ فَلَمَّا حُضِرَ قَالَ: أَنَا إِذَا مِتُّ فَاحْمِلُونِي فَإِذَا صَافَفْتُمُ الْعَدُوَّ فَادْفِنُونِي تَحْتَ أَقْدَامِكُمْ، وَسَأُحَدِّثُكُمْ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لَوْلَا حَالِيْ هٰذَا مَا حَدَّثْتُكُمُوهُ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ۔)) (مسند احمد: ۲۳۹۵۶)

ابو ظبیان سے مروی ہے کہ سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ روم کے خلاف ایک غزوہ میں شریک تھے اور وہاں بیمار پڑ گئے، جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو انھوں نے کہا: جب میں فوت ہو جاؤں تو مجھے اٹھا کر لے جانا، جہاں دشمن سامنے آ جائے تم مجھے وہیں اپنے قدموں کے نیچے دفن کر دینا، میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہوئی ایک حدیث سناتا ہوں۔ اگر میں اس حال میں (یعنی اس مرض الموت میں) نہ ہوتا تو میں تمہیں یہ حدیث نہ سناتا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ ''جو آدمی اس حال میں فوت ہوا کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا تھا تو وہ جنت میں جائے گا۔''

(۱۱۹۰۲) تخریج: صحیح بمجموع طرقه، اخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ٤٠٤٤، وابن ابی شیبة: ٥/ ٣٢٠ (انظر: ٢٣٥٦٠)

حَرْفُ الدَّالِ الْمُهْمَلَةِ
''د'' سے شروع ہونے والے نام

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ أَبِي الدَّحْدَاحِ رضی اللہ عنہ
سیدنا ابو دحداح رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(۱۱۹۰۳)۔ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ لِفُلَانٍ نَخْلَةً وَأَنَا أُقِيمُ حَائِطِي بِهَا فَأْمُرْهُ أَنْ يُعْطِيَنِي حَتّٰى أُقِيمَ حَائِطِي بِهَا، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَعْطِهَا إِيَّاهُ بِنَخْلَةٍ فِي الْجَنَّةِ۔)) فَأَبٰى فَأَتَاهُ أَبُو الدَّحْدَاحِ، فَقَالَ: بِعْنِي نَخْلَتَكَ بِحَائِطِي، فَفَعَلَ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي قَدِ ابْتَعْتُ النَّخْلَةَ بِحَائِطِي، قَالَ: فَاجْعَلْهَا لَهُ فَقَدْ أَعْطَيْتُكَهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَمْ مِنْ عَذْقٍ رَاحٍ لِأَبِي الدَّحْدَاحِ فِي الْجَنَّةِ۔)) قَالَهَا مِرَارًا، قَالَ: فَأَتَى امْرَأَتَهُ فَقَالَ: يَا أُمَّ الدَّحْدَاحِ! اخْرُجِي مِنَ الْحَائِطِ فَإِنِّي قَدْ بِعْتُهُ بِنَخْلَةٍ فِي الْجَنَّةِ، فَقَالَتْ: رَبِحَ الْبَيْعُ أَوْ كَلِمَةً تُشْبِهُهَا۔ (مسند احمد: ۱۲۵۱۰)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے آکر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! فلاں آدمی کا کھجور کا ایک درخت ہے، میں اس درخت کا ضرورت مند ہوں تاکہ اس کے ذریعے اپنے باغ کی دیوار کو سیدھا کرسکوں، آپ اسے حکم دیں کہ وہ یہ درخت مجھے دے دے اور میں اپنے باغ کی دیوار کو مضبوط کرلوں۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا: ''تم یہ درخت اسے دے دو، اس کے بدلے میں تمہیں جنت میں ایک درخت لے دوں گا۔'' اس نے اس بات سے انکار کیا۔ یہ بات سن کر سیدنا ابو دحداح رضی اللہ عنہ نے آکر اس آدمی سے کہا کہ میرے پورے باغ کے عوض تم یہ ایک کھجور مجھے فروخت کر دو، اس نے ایسے ہی کیا، پھر سیدنا ابو دحداح رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آکر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے وہ ایک کھجور اپنے پورے باغ کے عوض خرید لی ہے، آپ یہ کھجور اس ضرورت مند کو دے دیں، میں کھجور کا یہ درخت آپ کے حوالے کر چکا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں کھجور کے کتنے ہی خوشے ابو دحداح رضی اللہ عنہ کے لیے لٹک رہے ہیں۔'' آپ ﷺ نے یہ بات متعدد مرتبہ دہرائی، ابو دحداح رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کے پاس آکر اس سے

(۱۱۹۰۳) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، اخرجه ابن حبان: ۷۱۵۹، والطبراني: ۲۲/ ۷۶۳، والحاكم: ۲/ ۲۰ (انظر: ۱۲۴۸۲)

کہا: اے ام دحداح! باغ سے باہر نکل آؤ، میں نے یہ باغ جنت کی ایک کھجور کے عوض فروخت کر دیا ہے۔ اس نے کہا: آپ نے تو بڑے فائدے والا سودا کیا۔

فوائد:...... یہ سیدنا ابو دحداح رضی اللہ عنہ کی کمال رغبت ہے، جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سفارش کی تکمیل اور جنت کے حصول کا راز مضمر ہے، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے صلہ بھی ان کی رغبت سے کوئی گنا بڑھ کر ملا۔

(۱۱۹۰۴)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى ابْنِ الدَّحْدَاحِ، قَالَ حَجَّاجٌ: عَلَى أَبِي الدَّحْدَاحِ، ثُمَّ أُتِيَ بِفَرَسٍ مَعْرُورٍ فَعَقَلَهُ رَجُلٌ فَرَكِبَهُ فَجَعَلَ يَتَوَقَّصُ بِهِ، وَنَحْنُ نَتَّبِعُهُ نَسْعَى خَلْفَهُ، قَالَ: فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((كَمْ عِذْقٍ مُعَلَّقٍ أَوْ مُدَلًّى فِي الْجَنَّةِ لِأَبِي الدَّحْدَاحِ۔)) قَالَ حَجَّاجٌ فِي حَدِيثِهِ: قَالَ رَجُلٌ مَعَنَا عِنْدَ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ فِي الْمَجْلِسِ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((كَمْ مِنْ عِذْقٍ مُدَلًّى لِأَبِي الدَّحْدَاحِ فِي الْجَنَّةِ۔)) (مسند احمد: ۲۱۲۰۰)

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دحداح رضی اللہ عنہ کے بیٹے یا ابو دحداح کی نماز جنازہ ادا کی، اس کے بعد بغیر زین کے ایک گھوڑا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا، ایک آدمی نے اس کی ٹانگ کو رسی سے باندھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر سوار ہوئے، وہ گھوڑا اچھلتا ہوا چلنے لگا، ہم آپ کے پیچھے پیچھے تیز تیز جا رہے تھے، لوگوں میں سے ایک آدمی نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جنت میں کھجور کے کتنے ہی خوشے ابو دحداح کی انتظار میں لٹک رہے ہیں۔'' حجاج نے اپنی حدیث میں یوں بیان کیا کہ محفل میں ہمارے ساتھ بیٹھے ایک آدمی نے سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جنت میں کھجور کے کتنے ہی خوشے ابو دحداح کے لیے لٹک رہے ہیں۔''

فوائد:...... دحداح کا بیٹا یا دحداح کا باپ، ان دو روایات میں کوئی تعارض نہیں ہے، کیونکہ ممکن ہے کہ اس صحابی کے باپ کا نام بھی دحداح ہو اور بیٹے کا نام بھی دحداح۔

سیدنا ابو دحداح رضی اللہ عنہ کا نام ثابت بن دحداح ہے، غزوۂ احد میں جب یہ خبر پھیل گئی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہید ہو گئے ہیں تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے حوصلے پست ہو گئے اور ہمتیں جواب دے گئیں تو اس موقع پر سیدنا ابو دحداح رضی اللہ عنہ نے انصاریوں سے کہا: اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہید ہو گئے ہیں تو کیا ہوا؟ اللہ تو زندہ ہے، اسے کبھی موت نہیں آئے گی، تم اٹھو اور دین کے دفاع کی خاطر قتال کرو، چنانچہ وہ چند مسلمانوں کو ساتھ لے کر کفار کی طرف نکلے، خالد بن ولید جو اس غزوہ میں کفار کی طرف سے شریک تھے، انہوں نے سیدنا ابو دحداح کو نیزے کا وار کر کے شہید کر دیا۔ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ یہ نیزہ لگنے کی وجہ سے زخمی ہوئے تھے، بعد میں صحت یاب ہو گئے تھے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیبیہ سے واپسی کے بعد ان کا انتقال ہوا تھا۔ واللہ اعلم۔

(۱۱۹۰۴) تخریج: اخرجه مسلم: ۹۶۵ (انظر: ۲۰۸۹٤)

بَابُ مَا جَاءَ فِي أَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(۱۱۹۰۵)۔ عَنْ أَبِي عُمَرَ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: نَزَلَ بِأَبِي الدَّرْدَاءِ رَجُلٌ، فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ: مُقِيمٌ فَنَسْرَحَ أَمْ ظَاعِنٌ فَنَعْلِفَ، قَالَ: بَلْ ظَاعِنٌ، قَالَ: فَإِنِّي سَأُزَوِّدُكَ زَادًا لَوْ أَجِدُ مَا هُوَ أَفْضَلُ مِنْهُ لَزَوَّدْتُكَ، أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ذَهَبَ الْأَغْنِيَاءُ بِالدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ نُصَلِّي وَيُصَلُّونَ، وَنَصُومُ وَيَصُومُونَ، وَيَتَصَدَّقُونَ وَلَا نَتَصَدَّقُ، قَالَ: ((أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى شَيْءٍ إِنْ أَنْتَ فَعَلْتَهُ لَمْ يَسْبِقْكَ أَحَدٌ كَانَ قَبْلَكَ وَلَمْ يُدْرِكْكَ أَحَدٌ بَعْدَكَ إِلَّا مَنْ فَعَلَ الَّذِي تَفْعَلُ، دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ تَسْبِيحَةً، وَثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ تَحْمِيدَةً، وَأَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ تَكْبِيرَةً۔)) (مسند احمد: ۲۲۰۵۲)

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی ان کے ہاں مہمان ٹھہرا، انھوں نے اس سے دریافت کیا کہ اگر آپ ہمارے ہاں قیام فرمائیں تو ہم آپ کی سواری کو چراگاہ میں بھجوا دیں اور اگر جلد روانگی کا پروگرام ہو تو ہم اسے یہیں چارہ ڈال دیں۔ اس آدمی نے کہا: نہیں، میں تو بس جانے والا ہوں، انہوں نے فرمایا: میں آپ کو ایک زادِ راہ دینا چاہتا ہوں، اگر میرے پاس اس سے بہتر کوئی تحفہ ہوتا تو میں وہ آپ کی نذر کرتا۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گیا تھا اور آپ سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مالدار لوگ دنیا کے لحاظ سے بھی آگے نکل گئے اور آخرت کے لحاظ سے بھی۔ ہم (غریب لوگ) نماز پڑھتے ہیں اور وہ امیر لوگ بھی نماز ادا کرتے ہیں، ہم بھی روزے رکھتے ہیں اور وہ بھی روزے رکھتے ہیں، لیکن وہ صدقہ کرتے ہیں اور ہم صدقہ نہیں کر سکتے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں ایک ایسا عمل نہ بتلاؤں، اگر تم اس پر عمل کرو تو نہ اگلوں میں سے کوئی تم سے آگے بڑھ سکے گا اور نہ پچھلوں میں سے کوئی تجھ کو پا سکے گا، ماسوائے اس کے جو اسی پر عمل کرے، تم ہر نماز کے بعد تینتیس بار ''سُبْحَانَ اللّٰهِ'' تینتیس بار ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ'' اور چونتیس بار ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' کہا کرو۔''

فوائد:...... سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ کا نام عویمر یا عامر بن زید ہے، یہ خزرجی انصاری صحابی ہیں، یہ فقہ، حکمت اور زہد و تقوی سے متصف تھے، غزوۂ بدر کے موقع پر مسلمان ہوئے اور غزوۂ احد میں شرکت کی اور اس غزوے میں ان کو خوب آزمایا گیا، خلافتِ فاروقی میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو دمشق کا والی بنایا تھا، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں (۳۱ یا ۳۲) سن ہجری میں وفات پا گئے۔

(۱۱۹۰۵) تخریج: صحیح بطرقه وشواهده، اخرجه الطيالسي: ۹۸۲، وابن ابي شيبة: ۱۳/ ۴۵۳ (انظر: ۲۱۷۰۹)

(۱۱۹۰٦)۔ عَنْ يُوسُفَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ: صَحِبْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ أَتَعَلَّمُ مِنْهُ فَلَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ، قَالَ: آذِنِ النَّاسَ بِمَوْتِي، فَآذَنْتُ النَّاسَ بِمَوْتِهِ، فَجِئْتُ وَقَدْ مُلِءَ الدَّارُ وَمَا سِوَاهُ، قَالَ: فَقُلْتُ: قَدْ آذَنْتُ النَّاسَ بِمَوْتِكَ وَقَدْ مُلِءَ الدَّارُ وَمَا سِوَاهُ، قَالَ: أَخْرِجُونِي فَأَخْرَجْنَاهُ، قَالَ: أَجْلِسُونِي، قَالَ: فَأَجْلَسْنَاهُ، قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ تَوَضَّأَ فَأَسْبَغَ الْوُضُوءَ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ يُتِمُّهُمَا، أَعْطَاهُ اللّٰهُ مَا سَأَلَ مُعَجِّلًا أَوْ مُؤَخِّرًا۔)) قَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِيَّاكُمْ وَالِالْتِفَاتَ فَإِنَّهُ لَا صَلَاةَ لِلْمُلْتَفِتِ، فَإِنْ غُلِبْتُمْ فِي التَّطَوُّعِ فَلَا تُغْلَبُنَّ فِي الْفَرِيضَةِ۔ (مسند احمد: ۲۸۰٤٥)

سیدنا یوسف بن عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں حصول علم کے لیے سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گیا، جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا۔ تو انہوں نے مجھ سے کہا: تم لوگوں کو میری وفات کی اطلاع کردو۔ میں نے لوگوں کو ان کی وفات کی اطلاع دی، میں واپس آیا تو ان کا گھر اور اردگرد کے مقامات لوگوں سے بھرے تھے، میں نے جا کر ان سے عرض کیا: میں نے لوگوں کو آپ کی وفات کی اطلاع دی اور گھر اور اردگرد کے مقامات لوگوں سے بھر گئے ہیں۔ انھوں نے مجھے کہا: تم مجھے باہر لے چلو، ہم ان کو باہر لے گئے۔ انھوں نے کہا: مجھے بٹھا دو، ہم نے ان کو بٹھا دیا۔ انہوں نے کہا: لوگو! میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ ''جو آدمی اچھی طرح مکمل وضو کر کے مکمل دو رکعت نماز ادا کرے تو وہ اللہ سے جو بھی دعا کرے، اللہ اسے جلد یا بدیر اس کی مطلوبہ چیز ضرور عطا فرمائے گا۔'' پھر انھوں نے کہا: لوگو! نماز میں ادھر ادھر نہ دیکھا کرو، جو کوئی ادھر ادھر دیکھتا ہے اس کی نماز نہیں ہوتی، اگر نفل نماز میں اس کی ضرورت پیش آ جائے تو خیر، مگر فرض نماز میں اس کی گنجائش نہ نکالا کرو۔

حَرْفُ الذَّالِ الْمُعْجَمَةِ
''ذ'' سے شروع ہونے والے نام

بَابُ مَا جَاءَ فِي أَبِي ذَرٍّ الْغِفَارِيِّ رضی اللہ عنہ وَقِصَّةِ إِسْلَامِهِ
سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا تذکرہ اور ان کے اسلام لانے کا واقعہ

(۱۱۹۰۷)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَامِتٍ قَالَ:

سیدنا عبداللہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ

(۱۱۹۰٦) تخريج: اسناده ضعيف، ميمون ابو محمد المَرَائي لا يعرف أو هو المَرَئي، وهو ميمون بن موسى، وهو ضعيف كذالك (انظر: ۲۷٤۹۷)

(۱۱۹۰۷) تخريج: أخرجه مسلم: ۲٤۷۳ (انظر: ۲۱۵۲٥)

قَالَ أَبُو ذَرٍّ: خَرَجْنَا مِنْ قَوْمِنَا غِفَارٍ وَكَانُوا يُحِلُّونَ الشَّهْرَ الْحَرَامَ أَنَا وَأَخِي أُنَيْسٌ وَأُمُّنَا، فَانْطَلَقْنَا حَتَّى نَزَلْنَا عَلَى خَالٍ لَنَا ذِي مَالٍ وَذِي هَيْئَةٍ، فَأَكْرَمَنَا خَالُنَا فَأَحْسَنَ إِلَيْنَا فَحَسَدَنَا قَوْمُهُ، فَقَالُوا: إِنَّكَ إِذَا خَرَجْتَ عَنْ أَهْلِكَ خَلَفَكَ إِلَيْهِمْ أُنَيْسٌ، فَجَاءَ نَا خَالُنَا فَنَثَا عَلَيْهِ مَا قِيلَ لَهُ، فَقُلْتُ: أَمَّا مَا مَضَى مِنْ مَعْرُوفِكَ فَقَدْ كَدَّرْتَهُ وَلَا جِمَاعَ لَنَا فِيمَا بَعْدُ، قَالَ: فَقَرَّبْنَا صِرْمَتَنَا فَاحْتَمَلْنَا عَلَيْهَا وَتَغَطَّى خَالُنَا ثَوْبَهُ وَجَعَلَ يَبْكِي، قَالَ: فَانْطَلَقْنَا حَتَّى نَزَلْنَا بِحَضْرَةِ مَكَّةَ، قَالَ: فَنَافَرَ أُنَيْسٌ رَجُلًا عَنْ صِرْمَتِنَا وَعَنْ مِثْلِهَا فَأَتَيَا الْكَاهِنَ فَخَيَّرَ أُنَيْسًا، فَأَتَانَا بِصِرْمَتِنَا وَمِثْلِهَا وَقَدْ صَلَّيْتُ يَا ابْنَ أَخِي قَبْلَ أَنْ أَلْقَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ثَلَاثَ سِنِينَ، قَالَ: فَقُلْتُ: لِمَنْ؟ قَالَ: لِلَّهِ، قَالَ: قُلْتُ: فَأَيْنَ تَوَجَّهُ؟ قَالَ: حَيْثُ وَجَّهَنِي اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ، قَالَ: وَأُصَلِّي عِشَاءً حَتَّى إِذَا كَانَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ أُلْقِيتُ كَأَنِّي خِفَاءٌ (قَالَ أَبِي: قَالَ أَبُو النَّضْرِ: قَالَ سُلَيْمَانُ: كَأَنِّي جِفَاءٌ) حَتَّى تَعْلُوَنِي الشَّمْسُ، قَالَ: فَقَالَ أُنَيْسٌ: إِنَّ لِي حَاجَةً بِمَكَّةَ فَاكْفِنِي حَتَّى آتِيَكَ، قَالَ: فَانْطَلَقَ فَرَاثَ عَلَيَّ ثُمَّ أَتَانِي، فَقُلْتُ: مَا حَبَسَكَ؟ قَالَ: لَقِيتُ رَجُلًا يَزْعُمُ أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ أَرْسَلَهُ عَلَى دِينِكَ، قَالَ: فَقُلْتُ: مَا يَقُولُ النَّاسُ لَهُ؟ قَالَ: يَقُولُونَ،

نے کہا: ہم اپنی قوم غفار، جو حرمت والے مہینے کو حلال سمجھتے تھے، سے وفد کی صورت میں نکلے۔ میں (ابو ذر)، میرا بھائی انیس اور میری ماں روانہ ہوئے، ہم اپنے ماموں کے پاس آ کر ٹھہرے جو مالدار اور اچھی پوزیشن والا تھا۔ انھوں نے ہماری بڑی عزت کی اور ہمارے ساتھ احسان کیا، لیکن ان کی قوم ہم سے حسد کرنے لگی۔ اس لیے انھوں نے کہا: جب تو اپنے اہل خانہ سے باہر جاتا ہے تو انیس ان کے پاس آ جاتا ہے۔ پس ہمارا ماموں آیا اور جو بات اسے کہی گئی، اس کے سلسلے میں ہماری غیبت کرنے لگ گیا۔ میں نے اسے کہا: جو تو نے ہمارے ساتھ نیکی کی تھی، اسے تو تو نے گدلا کر دیا ہے اور آئندہ ہم آپ کے پاس نہیں آئیں گے۔ ہم اپنی اونٹنیوں کے قریب پہنچے اور سوار ہو کر چل پڑے، میرے ماموں نے کپڑا اوڑھ کر رونا شروع کر دیا۔ ہم چلتے گئے اور مکہ کے قریب جا کر پڑاؤ ڈالا۔ انیس نے ایک آدمی سے ہماری اونٹنیوں اور اتنی ہی اور کے عوض فخر کا اظہار کیا۔ وہ دونوں فیصلہ کرانے کے لیے ایک نجومی کے پاس گئے، اس نے انیس کو منتخب کیا، پس انیس ہماری اور اتنی اور اونٹنیاں لے کر ہمارے پاس آیا۔ اس نے کہا: اے میرے بھتیجے! میں تو رسول اللہ ﷺ کو ملنے سے تین برس پہلے سے نماز پڑھ رہا تھا۔ میں نے کہا: کس کے لیے؟ اس نے کہا: اللہ تعالیٰ کے لیے۔ میں نے کہا: تو کس طرف رخ کرتا تھا۔ اس نے کہا: جس طرف میرا ربّ میرا رخ موڑ دیتا تھا۔ میں رات کے آخری حصے میں نمازِ عشا ادا کرتا تھا۔ اب میں گم سم ہو کر لیٹ گیا، یہاں تک کہ سورج چڑھ آیا۔ انیس نے کہا: مجھے مکہ میں کوئی کام ہے، تو مجھے کفایت کر۔ انیس چلا گیا، مکہ پہنچ گیا اور مجھے اچھائی کا بدلہ برائی سے دیا۔ پھر وہ واپس آ گیا۔ میں نے پوچھا: تونے وہاں کیا کیا ہے؟ اس نے کہا: میں

إِنَّهُ شَاعِرٌ وَسَاحِرٌ وَكَاهِنٌ، قَالَ: وَكَانَ أُنَيْسٌ شَاعِرًا، قَالَ: فَقَالَ: قَدْ سَمِعْتُ قَوْلَ الْكُهَّانِ فَمَا يَقُولُ بِقَوْلِهِمْ، وَقَدْ وَضَعْتُ قَوْلَهُ عَلَى أَقْرَاءِ الشِّعْرِ فَوَاللّٰهِ مَا يَلْتَامُ لِسَانُ أَحَدٍ أَنَّهُ شِعْرٌ، وَاللّٰهِ إِنَّهُ لَصَادِقٌ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ، قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: هَلْ أَنْتَ كَافِيَّ حَتّٰى أَنْطَلِقَ فَأَنْظُرَ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَكُنْ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ عَلٰى حَذَرٍ فَإِنَّهُمْ قَدْ شَنِفُوا لَهُ وَتَجَهَّمُوا لَهُ، وَقَالَ عَفَّانُ: شِيفُوا لَهُ، وَقَالَ بَهْزٌ: سَبَقُوا لَهُ، وَقَالَ أَبُو النَّضْرِ: شَفَوْا لَهُ، قَالَ: فَانْطَلَقْتُ حَتّٰى قَدِمْتُ مَكَّةَ فَتَضَيَّفْتُ رَجُلًا مِنْهُمْ فَقُلْتُ: أَيْنَ هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِي تَدْعُونَهُ الصَّابِءَ؟ قَالَ: فَأَشَارَ إِلَيَّ، قَالَ: الصَّابِءُ، قَالَ: فَمَالَ أَهْلُ الْوَادِي عَلَيَّ بِكُلِّ مَدَرَةٍ وَعَظْمٍ حَتّٰى خَرَرْتُ مَغْشِيًّا عَلَيَّ، فَارْتَفَعْتُ حِينَ ارْتَفَعْتُ كَأَنِّي نُصُبٌ أَحْمَرُ، فَأَتَيْتُ زَمْزَمَ فَشَرِبْتُ مِنْ مَائِهَا وَغَسَلْتُ عَنِّي الدَّمَ، فَدَخَلْتُ بَيْنَ الْكَعْبَةِ وَأَسْتَارِهَا، فَلَبِثْتُ بِهِ ابْنَ أَخِي ثَلَاثِينَ مِنْ بَيْنِ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، وَمَا لِي طَعَامٌ إِلَّا مَاءُ زَمْزَمَ فَسَمِنْتُ حَتّٰى تَكَسَّرَتْ عُكَنُ بَطْنِي، وَمَا وَجَدْتُ عَلٰى كَبِدِي سَخْفَةَ جُوعٍ، قَالَ: فَبَيْنَا أَهْلُ مَكَّةَ فِي لَيْلَةٍ قَمْرَاءَ أَضْحِيَانَ، وَقَالَ عَفَّانُ: أَصْخِيَانَ، وَقَالَ بَهْزٌ: أَصْخِيَانَ، وَكَذٰلِكَ قَالَ أَبُو النَّضْرِ، فَضَرَبَ اللّٰهُ عَلٰى أَصْمِخَةِ

مکہ میں ایک ایسے آدمی کو ملا ہوں جو تیرے دین پر ہے، وہ خیال کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے مبعوث فرمایا ہے۔ میں نے کہا: لوگ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ اس نے کہا: لوگ اسے شاعر، نجومی اور جادوگر کہتے ہیں۔ انیس خود بھی ایک شاعر تھا۔ اس نے کہا: لیکن میں نے نجومیوں کا کلام سنا ہے اور اس کے کلام کو زبان آور شعراء کے کلام پر پیش کیا ہے، لیکن کسی کی زبان یہ فیصلہ نہیں کر سکتی کہ وہ (محمد ﷺ کا کلام بھی) شعر ہے۔ اللہ کی قسم! وہ صادق ہے اور لوگ جھوٹے ہیں۔ میں نے کہا: اب تو مجھے کفایت کر، تاکہ میں بھی جا کر دیکھ سکوں (کہ اصل ماجرا کیا ہے؟) اس نے کہا: تم مکہ والوں سے بچ کر رہنا کیونکہ وہ اسے ناپسند کر رہے ہیں میں مکہ پہنچ گیا اور ایک آدمی کے پاس مہمان ٹھہرا اور اس سے پوچھا: وہ آدمی کہاں ہے جس کو تم لوگ بے دین کہتے ہو؟ اس نے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: یہ بے دین۔ (یہ سنتے ہی) اہل وادی مٹی کے ڈھیلے اور ہڈیاں لے کر مجھ پر چڑھ دوڑے، میں بے ہوش ہو کر گر پڑا، جب (مجھے افاقہ ہوا اور) میں اٹھا تو ایسے لگتا تھا کہ میں ایک سرخ پتھر ہوں۔ میں زمزم پانی پر آیا، خون دھویا، اس کا پانی پیا اور میں کعبہ کے پردوں کے اندر داخل ہو گیا اے میرے بھتیجے! میں وہاں تیس دنوں تک ٹھہرا رہا۔ میرے پاس مائے زمزم کے علاوہ کوئی کھانا نہیں تھا، وہی پی کر میں موٹا ہوتا رہا (یعنی خوراک کی کمی پوری کرتا رہا) اور اپنے پیٹ کی سلوٹیں ختم کرتا رہا۔ مجھے بھوک کی وجہ سے ہونے والی لاغری محسوس نہیں ہوئی۔ (دن گزرتے رہے اور) ایک دن مکہ میں چاندنی رات اور صاف فضا تھی، اچانک ان کے کانوں میں یہ آواز پڑی کہ کوئی بھی بیت اللہ کا طواف نہ کرے اور دو عورتیں اساف اور نائلہ کو پکار رہی تھیں۔ اس نے کہا: وہ طواف کے دوران:

أَهْلِ مَكَّةَ فَمَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ غَيْرُ امْرَأَتَيْنِ فَأَتَتَا عَلَيَّ وَهُمَا تَدْعُوَانِ إِسَافَ وَنَائِلَ، قَالَ: فَقُلْتُ: أَنْكِحُوا أَحَدَهُمَا الْآخَرَ فَمَا ثَنَاهُمَا ذٰلِكَ، قَالَ: فَأَتَتَا عَلَيَّ، فَقُلْتُ: وَهَنٌ مِثْلُ الْخَشَبَةِ غَيْرَ أَنِّي لَمْ أَكْنِ، قَالَ: فَانْطَلَقَتَا تُوَلْوِلَانِ وَتَقُولَانِ لَوْ كَانَ هَاهُنَا أَحَدٌ مِنْ أَنْفَارِنَا، قَالَ: فَاسْتَقْبَلَهُمَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ وَهُمَا هَابِطَانِ مِنَ الْجَبَلِ، فَقَالَ: مَا لَكُمَا؟ فَقَالَتَا: الصَّابِءُ بَيْنَ الْكَعْبَةِ وَأَسْتَارِهَا، قَالَا: مَا قَالَ لَكُمَا، قَالَتَا: قَالَ لَنَا كَلِمَةً تَمْلَأُ الْفَمَ، قَالَ: فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ هُوَ وَصَاحِبُهُ حَتَّى اسْتَلَمَ الْحَجَرَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ صَلَّى، قَالَ: فَأَتَيْتُهُ فَكُنْتُ أَوَّلَ مَنْ حَيَّاهُ بِتَحِيَّةِ أَهْلِ الْإِسْلَامِ، فَقَالَ: ((عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ مِمَّنْ أَنْتَ؟)) قَالَ: قُلْتُ: مِنْ غِفَارٍ، قَالَ: فَأَهْوَى بِيَدِهِ فَوَضَعَهَا عَلَى جَبْهَتِهِ، قَالَ: فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: كَرِهَ أَنِّي انْتَمَيْتُ إِلَى غِفَارٍ، قَالَ: فَأَرَدْتُ أَنْ آخُذَ بِيَدِهِ فَقَذَعَنِي صَاحِبُهُ وَكَانَ أَعْلَمَ بِهِ مِنِّي، قَالَ: ((مَتٰى كُنْتَ هَاهُنَا؟)) قَالَ: كُنْتُ هَاهُنَا مُنْذُ ثَلَاثِينَ مِنْ بَيْنِ لَيْلَةٍ وَيَوْمٍ، قَالَ: ((فَمَنْ كَانَ يُطْعِمُكَ؟)) قُلْتُ: مَا كَانَ لِي طَعَامٌ إِلَّا مَاءُ زَمْزَمَ، قَالَ: فَسَمِنْتُ حَتّٰى تَكَسَّرَ عُكَنُ بَطْنِي، وَمَا وَجَدْتُ عَلٰى كَبِدِي سُخْفَةَ جُوعٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّهَا

میرے پاس سے گزریں، میں نے کہا: ایک کی دوسرے سے شادی کر دو۔ لیکن وہ اپنے قول سے باز نہ آئیں۔ (چکر کے دوران پھر) میرے پاس سے گزریں۔ میں نے کہا: شرمگاہ تو لکڑی کی طرح ہے اور میں نے بات کنایۃً نہیں کی۔ وہ دونوں چیختی چلاتی چلتی گئیں اور یہ کہتی گئیں کہ کاش ہماری جماعت کا بھی کوئی آدمی یہاں ہوتا! اس نے کہا: اسی اثنا میں ان کے سامنے رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر (بلندی سے) اترتے ہوئے آ رہے تھے۔ آپ نے کہا: تمھیں کیا ہو گیا ہے؟ انھوں نے کہا: کعبہ اور اس کے پردوں کے درمیان بے دین ہے۔ انہوں نے کہا: اس نے تمھیں کیا کہا؟ انھوں کہا: ایسی بات کہی کہ جس سے منہ بھر جاتا ہے۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے اور حجرِ اسود کا استلام کیا اور آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھی نے بیت اللہ کا طواف کیا اور پھر نماز پڑھی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو ابوذر نے کہا: میں پہلا آدمی تھا جس نے انھیں اسلام کا سلام پیش کیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ پر سلامتی ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وعلیک ورحمۃ اللہ'' پھر فرمایا: ''آپ کون ہیں؟'' میں نے کہا: میں غفار قبیلے سے ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ جھکایا اور اپنی انگلی اپنی پیشانی پر رکھی۔ میں دل ہی دل میں کہنے لگا کہ شاید آپ نے غفار کی طرف میری نسبت کو ناپسند کیا۔ میں نے آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑنا چاہا لیکن آپ کے ساتھی نے مجھے روک دیا اور وہ آپ کو مجھ سے زیادہ جانتا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا سر اٹھایا اور پوچھا: آپ اس جگہ کب سے ہیں؟ میں نے کہا: میں تیس دنوں سے یہاں ہوں، پھر آپ نے فرمایا: ''کون تجھے کھانا کھلاتا تھا؟'' میں نے کہا: زمزم کے پانی کے علاوہ میرے پاس کوئی کھانا نہیں ہے، یہی پانی پی کر میں موٹا ہوتا رہا اور اپنے

مُبَارَكَةٌ، وَإِنَّهَا طَعَامُ طُعْمٍ.)) قَالَ أَبُو بَكْرٍ: ائْذَنْ لِي يَا رَسُولَ اللَّهِ فِي طَعَامِهِ اللَّيْلَةَ؟ قَالَ: فَفَعَلَ، قَالَ: فَانْطَلَقَ النَّبِيُّ ﷺ وَانْطَلَقَ أَبُو بَكْرٍ وَانْطَلَقْتُ مَعَهُمَا حَتَّى فَتَحَ أَبُو بَكْرٍ بَابًا فَجَعَلَ يَقْبِضُ لَنَا مِنْ زَبِيبِ الطَّائِفِ، قَالَ: فَكَانَ ذٰلِكَ أَوَّلَ طَعَامٍ أَكَلْتُهُ بِهَا فَلَبِثْتُ مَا لَبِثْتُ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنِّي قَدْ وُجِّهَتْ إِلَيَّ أَرْضٌ ذَاتُ نَخْلٍ، وَلَا أَحْسَبُهَا إِلَّا يَثْرِبَ. فَهَلْ أَنْتَ مُبَلِّغٌ عَنِّي قَوْمَكَ لَعَلَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يَنْفَعَهُمْ بِكَ وَيَأْجُرَكَ فِيهِمْ؟)) قَالَ: فَانْطَلَقْتُ حَتَّى أَتَيْتُ أُنَيْسًا، قَالَ: فَقَالَ لِي: مَا صَنَعْتَ؟ قَالَ: قُلْتُ: إِنِّي صَنَعْتُ أَنِّي أَسْلَمْتُ وَصَدَّقْتُ، قَالَ: قَالَ: فَمَا لِي رَغْبَةٌ عَنْ دِينِكَ إِنِّي قَدْ أَسْلَمْتُ وَصَدَّقْتُ ثُمَّ أَتَيْنَا أُمَّنَا، فَقَالَتْ: فَمَا بِي رَغْبَةٌ عَنْ دِينِكُمَا فَإِنِّي قَدْ أَسْلَمْتُ وَصَدَّقْتُ، فَتَحَمَّلْنَا حَتَّى أَتَيْنَا قَوْمَنَا غِفَارًا، فَأَسْلَمَ بَعْضُهُمْ قَبْلَ أَنْ يَقْدَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَدِينَةَ، وَقَالَ: يَعْنِي يَزِيدَ بِبَغْدَادَ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِذَا قَدِمَ، فَقَالَ بَهْزٌ: إِخْوَانُنَا نُسْلِمُ، وَكَذَا قَالَ أَبُو النَّضْرِ، وَكَانَ يَؤُمُّهُمْ خُفَافُ بْنُ إِيمَاءِ بْنِ رَحَضَةَ الْغِفَارِيُّ، وَكَانَ سَيِّدَهُمْ يَوْمَئِذٍ، وَقَالَ: بَقِيَّتُهُمْ إِذَا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَسْلَمْنَا، فَقَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَدِينَةَ فَأَسْلَمَ

پیٹ کی سلوٹیں پر کرتا رہا اور مجھے بھوک کی وجہ سے کوئی لاغری محسوس نہیں ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ پانی مبارک ہے اور یہ کھانے کا کھانا ہے۔'' سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے اجازت دیں، آج رات میں اس کو کھانا کھلاؤں گا۔ آپ نے اجازت دے دی رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر چل پڑے اور میں بھی ان کے ساتھ چل دیا۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دروازہ کھولا اور طائف کا منقی لانا شروع کیا۔ یہ پہلا کھانا تھا جو میں نے کھایا، پھر کچھ مدت میں وہاں ٹھہرا پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی کھجوروں والی زمین میرے لیے مطیع کر دی گئی ہے، مجھے لگتا ہے کہ وہ یثرب (مدینہ) ہے، کیا تو اپنی قوم کو میرا پیغام پہنچا دے گا، ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ تیرے ذریعے ان کو نفع دے اور ان کی وجہ سے تجھے اجر وثواب بھی عطا کرے۔'' میں انیس کے پاس پہنچا۔ اس نے پوچھا: تو نے کیا کیا ہے؟ میں نے کہا: اسلام قبول کر لیا ہے اور تصدیق کی ہے۔ اس نے کہا: میں بھی تیرے دین سے بے رغبتی نہیں کرتا، میں بھی مطیع ہو گیا ہوں اور میں نے بھی تصدیق کی ہے ہم دونوں اپنی ماں کے پاس گئے تو کہنے لگی مجھے بھی تمہارے دین سے بے رغبتی نہیں میں بھی مسلمان ومطیع ہو گئی۔ ہم سوار ہوئے اور اپنی قوم غفار کے پاس پہنچ گئے۔ نصف قبیلہ تو مسلمان ہو گیا۔ ایماء بن رحضہ غفاری، جو ان کا سردار تھا، ان کو نماز پڑھاتا تھا۔ اور نصف قبیلے نے کہا: جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائیں گے تو ہم بھی مسلمان ہو جائیں گے۔ پس جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو وہ نصف قبیلہ کے لوگ بھی مسلمان ہو گئے۔ اسلم قبیلہ کے لوگ آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! جس چیز پر ہمارے بھائی مسلمان ہوئے، ہم بھی اسی چیز پر مسلمان ہوتے ہیں۔ پھر وہ مسلمان ہو گئے اور

بَقِيَّتُهُمْ، قَالَ: وَجَاءَتْ أَسْلَمُ، فَقَالُوْا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِخْوَانُنَا نُسْلِمُ عَلَى الَّذِي أَسْلَمُوْا عَلَيْهِ فَأَسْلَمُوْا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((غِفَارٌ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا وَأَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ۔)) (مسند احمد: ٢١٨٥٨)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''غفار قبیلہ، اللہ اس کو بخش دے اور اسلم قبیلہ، اللہ اسے سلامتی کے ساتھ رکھے۔''

فوائد:...... سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا اصل نام جندب بن جنادہ ہے، انہوں نے اسلام کے اولین دور میں مکہ مکرمہ آ کر اسلام قبول کیا، پھر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کچھ عرصہ قیام کرنے کے بعد آپ ﷺ سے اجازت لے کر اپنے علاقے میں واپس چلے گئے اور پھر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہنے کا شرف حاصل رہا، سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ کا امتیازی وصف یہ تھا کہ ڈٹ کر حق بات کرنے والے اور دنیا سے اتنی بے رغبتی برتنے والے تھے کہ انسان کی ضرورت سے زائد چیز کو ذخیرہ کرنا حرام سمجھتے تھے۔ آپ کی وفات ربذہ میں (۳۲) سن ہجری میں ہوئی، سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور وہ بھی ان سے دس دنوں کے بعد مدینہ منورہ میں وفات پا گئے۔

(١١٩٠٨)۔ عَنْ أَبِي حَرْبِ بْنِ أَبِي الْأَسْوَدِ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَا أَقَلَّتِ الْغَبْرَاءُ وَلَا أَظَلَّتِ الْخَضْرَاءُ مِنْ رَجُلٍ أَصْدَقَ مِنْ أَبِي ذَرٍّ۔)) (مسند احمد: ٧٠٧٨)

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زمین نے نہیں اٹھایا کسی ایسے آدمی کو اور آسمان نے سایہ نہیں کیا کسی ایسے آدمی پر جو ابوذر رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر سچا ہو۔''

(١١٩٠٩)۔ (وَعَنْهُ فِي أُخْرٰى): ((أَصْدَقَ لَهْجَةً مِنْ أَبِي ذَرٍّ۔)) (مسند احمد: ٦٦٣٠)

(دوسری سند) اس میں ہے: ''جو زبان کے لحاظ سے ابوذر سے سچا ہو۔''

فوائد:...... سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کے صدق اور سچائی کو ثابت کرنے کے لیے کمال کی تاکید اور مبالغہ ہے۔

(١١٩١٠)۔ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ أَبُو ذَرٍّ: إِنِّي لَأَقْرَبُكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: قیامت کے دن میں تم سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کے قریب ہوں گا، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا

(١١٩٠٨) تخريج: حسن لغيره، اخرجه الترمذي: ٣٨٠١، وابن ماجه: ١٥٦ (انظر: ٧٠٧٨)

(١١٩٠٩) تخريج: انظر الحديث السابق

(١١٩١٠) تخريج: حديث محتمل للتحسين، اخرجه الطبراني في "الكبير": ١٦٢٧ (انظر: ٢١٤٥٨)

اللّٰہِ ﷺ یَقُولُ: ((إِنَّ أَقْرَبَکُمْ مِنِّی یَوْمَ الْقِیَامَةِ مَنْ خَرَجَ مِنَ الدُّنْیَا کَهَیْئَتِهِ یَوْمَ تَرَکْتُهُ عَلَیْهِ.)) وَإِنَّهُ وَاللّٰہِ! مَا مِنْکُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ تَشَبَّثَ مِنْهَا بِشَیْءٍ غَیْرِی. (مسند احمد: ۲۱۷۹۰)

کہ ''تم میں سے جو آدمی دنیا سے اس حال میں گیا، جس حال میں میں اسے چھوڑ کر جاؤں تو وہ قیامت کے دن سب سے زیادہ میرے قریب ہوگا۔'' اللہ کی قسم! میرے سوا تم میں سے ہر ایک دنیوی امور اور معاملات سے ملوث ہو چکا ہے۔

فوائد:...... دنیا ہی واحد چیز ہے، جو انسان کو آخرت کے معاملے میں دھوکہ دے سکتی ہے اور سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے دنیا کو اپنے قریب تک نہیں پھٹکنے دیا۔

(۱۱۹۱۱)۔ عَنْ یَعْلَی بْنِ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ: قَالَ شَدَّادُ بْنُ أَوْسٍ: کَانَ أَبُو ذَرٍّ یَسْمَعُ الْحَدِیثَ مِنْ رَسُولِ اللّٰہِ ﷺ فِیهِ الشِّدَّةُ، ثُمَّ یَخْرُجُ إِلَی قَوْمِهِ یُسَلِّمُ لَعَلَّهُ یُشَدِّدُ عَلَیْهِمْ، ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ یُرَخِّصُ فِیهِ بَعْدُ فَلَمْ یَسْمَعْهُ أَبُو ذَرٍّ، فَیَتَعَلَّقُ أَبُو ذَرٍّ بِالْأَمْرِ الشَّدِیدِ۔ (مسند احمد: ۱۷۲۶۷)

سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے کوئی ایسی حدیث سنتے، جس میں کوئی سخت حکم ہوتا، وہ یہ حدیث سن کر اپنی قوم کی طرف چلے جاتے تاکہ اس حدیث کی روشنی میں ان پر سختی کریں، بعد میں رسول اللہ ﷺ اس حکم میں رخصت اور نرمی کر دیتے۔ لیکن سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ اس نرمی اور رخصت والا حکم نہ سن پاتے، پس وہ اس سخت حکم پر ہی کاربند رہتے۔

(۱۱۹۱۲)۔ وَعَنِ الْأَحْنَفِ بْنِ قَیْسٍ قَالَ: کُنْتُ بِالْمَدِینَةِ فَإِذَا أَنَا بِرَجُلٍ یَفِرُّ النَّاسُ مِنْهُ حِینَ یَرَوْنَهُ، قَالَ: قُلْتُ: مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ: أَنَا أَبُو ذَرٍّ صَاحِبُ رَسُولِ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: قُلْتُ: مَا یُفِرُّ النَّاسَ؟ قَالَ: إِنِّی أَنْهَاهُمْ عَنِ الْکُنُوزِ بِالَّذِی کَانَ یَنْهَاهُمْ عَنْهُ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ۔ (مسند احمد: ۲۱۷۸۲)

احنف بن قیس سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں مدینہ منورہ میں تھا، میں نے دیکھا کہ لوگ ایک آدمی کو دیکھتے تو اس سے دور بھاگ جاتے، میں نے اس آدمی سے دریافت کیا کہ آپ کون ہیں؟ اس نے بتلایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کا صحابی ابوذر رضی اللہ عنہ ہوں۔ میں نے ان سے پوچھا کہ لوگ آپ کو دیکھ کر کیوں بھاگ جاتے ہیں؟ انہوں نے بتلایا کہ میں ان لوگوں کو وہ خزانے یعنی مال و دولت جمع کرنے سے روکتا ہوں، جن سے رسول اللہ ﷺ نے ان کو منع کیا تھا۔

(۱۱۹۱۳)۔ عَنْ أَبِی أُمَامَةَ قَالَ: کَانَ

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں

(۱۱۹۱۱) تخریج: حدیث صحیح (انظر: ۱۷۱۳۷)
(۱۱۹۱۲) تخریج: صحیح، اخرجه الحاکم: ٤/ ٥٢٢ (انظر: ۲۱٤٥۱)
(۱۱۹۱۳) تخریج: اسنادہ ضعیف جدا من اجل علی بن یزید الالهانی، اخرجه الطبرانی فی ''الکبیر'': ۷۸۷۱، وابن حبان: ٦۱۹۰ (انظر: ۲۲۲۸۸)

رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ جَالِسًا، وَكَانُوا يَظُنُّونَ أَنَّهُ يَنْزِلُ عَلَيْهِ، فَأَقْصَرُوا عَنْهُ حَتّٰى جَاءَ أَبُو ذَرٍّ فَاقْتَحَمَ، فَأَتٰى فَجَلَسَ إِلَيْهِ فَأَقْبَلَ عَلَيْهِمُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((يَا أَبَا ذَرٍّ هَلْ صَلَّيْتَ الْيَوْمَ؟)) قَالَ: لَا قَالَ: ((قُمْ فَصَلِّ۔)) فَلَمَّا صَلّٰى أَرْبَعَ رَكَعَاتِ الضُّحٰى أَقْبَلَ عَلَيْهِ فَقَالَ: ((يَا أَبَا ذَرٍّ تَعَوَّذْ مِنْ شَرِّ شَيَاطِينِ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ۔)) قَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! وَهَلْ لِلْإِنْسِ شَيَاطِينُ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، شَيَاطِينُ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ يُوحِي بَعْضُهُمْ إِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُورًا۔)) ثُمَّ قَالَ: ((يَا أَبَا ذَرٍّ أَلَا أُعَلِّمُكَ مِنْ كَنْزِ الْجَنَّةِ۔)) قَالَ: بَلٰى جَعَلَنِي اللّٰهُ فِدَاءَكَ، قَالَ: ((قُلْ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔)) قَالَ: فَقُلْتُ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، قَالَ: ثُمَّ سَكَتَ عَنِّي فَاسْتَبْطَأْتُ كَلَامَهُ، قَالَ: قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ إِنَّا كُنَّا أَهْلَ جَاهِلِيَّةٍ وَعَبَدَةَ أَوْثَانٍ فَبَعَثَكَ اللّٰهُ رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ أَرَأَيْتَ الصَّلَاةَ مَاذَا هِيَ؟ قَالَ: ((خَيْرٌ مَوْضُوعٌ مَنْ شَاءَ اسْتَقَلَّ وَمَنْ شَاءَ اسْتَكْثَرَ۔)) قَالَ: قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ الصِّيَامَ مَاذَا هُوَ؟ قَالَ: ((فَرْضٌ مُجْزِىءٌ۔)) قَالَ: قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ الصَّدَقَةَ مَاذَا هِيَ؟ قَالَ: ((أَضْعَافٌ مُضَاعَفَةٌ، وَعِنْدَ اللّٰهِ الْمَزِيدُ۔)) قَالَ: قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! فَأَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ؟

تشریف فرما تھے، صحابۂ کرام ‌رضی ‌اللہ ‌عنہم نے سمجھا کہ آپ ﷺ پر وحی کا نزول ہو رہا ہے، انہوں نے آپ ﷺ کی طرف سے خاموشی اختیار کئے رکھی، یہاں تک کہ سیدنا ابو ذر ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ آ کر مجلس میں گھس گئے اور نبی کریم ﷺ کے پاس جا بیٹھے نبی کریم ﷺ نے ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ''ابو ذر! کیا تم نے آج نماز چاشت ادا کر لی ہے؟'' انہوں نے کہا: جی نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اٹھو اور نماز ادا کرلو۔'' انہوں نے چاشت کی چار رکعات ادا کیں تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف رخ کر کے فرمایا: ''ابوذر! آپ جنات اور انسانی شیاطین کے شر سے پناہ طلب کرتے رہا کریں۔'' سیدنا ابوذر ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ نے عرض کیا: اللہ کے نبی! کیا انسانوں میں بھی شیاطین ہوتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، جنات اور انسانی شیاطین دھوکہ دیتے ہوئے جھوٹی باتوں کو ایک دوسرے کی طرف القاء کرتے ہیں۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابوذر! کیا میں تمہیں جنت کے خزانے کا ایک کلمہ نہ سکھاؤں؟'' انہوں نے کہا: اللہ مجھے آپ پر فدا کرے، ضرور سکھلائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ کہو۔'' میں نے یہ کلمہ دہرایا، اس کے بعد آپ میری طرف سے خاموش ہو گئے، میں نے آپ کی بات کی انتظار کی، میں نے عرض کیا: اللہ کے نبی! ہم مشرک اور بت پرست تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو رحمۃ للعالمین بنا کر مبعوث کیا، نماز کے متعلق ارشاد فرمائیں کہ یہ کیسی چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ ایک بہترین عبادت ہے، اب یہ انسانوں کی مرضی ہے تھوڑی عبادت کریں یا زیادہ؟'' سیدنا ابوذر ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! روزے کے بارے میں کیا خیال ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ فرض ہے اور اس کا ثواب بہت ہے۔'' سیدنا

قَالَ: ((سِرٌّ إِلَى فَقِيرٍ، وَجُهْدٌ مِنْ مُقِلٍّ۔)) قَالَ: قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! أَيُّمَا نَزَلَ عَلَيْكَ أَعْظَمُ؟ قَالَ: ﴿اَللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ﴾ آيَةُ الْكُرْسِيِّ، قَالَ: قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! أَيُّ الشُّهَدَاءِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((مَنْ سُفِكَ دَمُهُ وَعُقِرَ جَوَادُهُ۔)) قَالَ: قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! فَأَيُّ الرِّقَابِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((أَغْلَاهَا ثَمَنًا وَأَنْفَسُهَا عِنْدَ أَهْلِهَا۔)) قَالَ: قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! فَأَيُّ الْأَنْبِيَاءِ كَانَ أَوَّلَ؟ قَالَ: ((آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔)) قَالَ: قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! أَوَنَبِيٌّ كَانَ آدَمُ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، نَبِيٌّ مُكَلَّمٌ، خَلَقَهُ اللّٰهُ بِيَدِهِ، ثُمَّ نَفَخَ فِيهِ رُوحَهُ، ثُمَّ قَالَ لَهُ: يَا آدَمُ قُبْلًا۔)) قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! كَمْ وَفَّى عِدَّةُ الْأَنْبِيَاءِ؟ قَالَ: ((مِائَةُ أَلْفٍ وَأَرْبَعَةٌ وَعِشْرُونَ أَلْفًا، الرُّسُلُ مِنْ ذٰلِكَ ثَلَاثُ مِائَةٍ وَخَمْسَةَ عَشَرَ جَمًّا غَفِيرًا۔)) (مسند احمد: ٢٢٦٤٤)

ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! صدقہ کے بارے میں فرمائیں کہ اللہ کے ہاں اس کا کیا ثواب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کا اجر کئی گنا ہے اور اللہ کے ہاں اس کا مزید اجر بھی ہے۔'' سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! کونسا صدقہ افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پوشیدہ طور پر کسی حاجت مند تہی دست کو صدقہ دینا اور تنگ دست آدمی کا صدقہ کرنا سب سے افضل صدقہ ہے۔'' سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اے اللہ کے نبی! آپ پر جو قرآن نازل ہوا ہے۔اس میں سب سے زیادہ عظمت والی آیت کونسی ہے؟ آپ نے فرمایا: ﴿اَللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ﴾ یعنی آیت الکرسی، سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! کون سا شہید سب سے افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کا خون اللہ کی راہ میں بہادیا گیا اور اس کے گھوڑے کی ٹانگیں کاٹ دی گئیں۔'' سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! کس قسم کے غلام کو آزاد کرنا افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو سب سے زیادہ قیمت والا ہو اور اپنے مالکوں کی نظر میں زیادہ پسند ہو۔'' سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! سب سے پہلے نبی کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آدم علیہ السلام۔'' سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! کیا آدم علیہ السلام نبی تھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جی ہاں، وہ ایسے نبی تھے، جن سے اللہ تعالیٰ نے براہ راست کلام کی، اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے مبارک ہاتھ سے پیدا کیا، پھر اس میں اپنی پیدا کی ہوئی روح پھونکی، پھر اللہ نے ان سے فرمایا: آدم!'' سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! انبیاء کی تعداد کتنی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا: ''ایک لاکھ چوبیس ہزار اوران میں سے تین سو پندرہ افراد کی بڑی جماعت رسول ہیں۔''

(۱۱۹۱٤)۔ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ الدِّيْلِيِّ قَالَ: رَأَيْتُ أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ فَمَا رَأَيْتُ لِأَبِي ذَرٍّ شَبِيْهًا۔ (مسند احمد: ۲۱۹۰۸)

ابو اسود دیلی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے متعدد صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی زیارت کی ہے، میں نے سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ جیسا کوئی نہیں دیکھا۔

(۱۱۹۱۵)۔ حَدَّثَنَا شَهْرُ بْنُ حَوْشَبٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ غَنْمٍ، أَنَّهُ زَارَ أَبَا الدَّرْدَاءِ بِحِمْصَ فَمَكَثَ عِنْدَهُ لَيَالِيَ وَأَمَرَ بِحِمَارِهِ فَأُوكِفَ، فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ: مَا أَرَانِي إِلَّا مُتَّبِعَكَ، فَأَمَرَ بِحِمَارِهِ فَأُسْرِجَ فَسَارَا جَمِيعًا عَلٰى حِمَارَيْهِمَا، فَلَقِيَا رَجُلًا شَهِدَ الْجُمُعَةَ بِالْأَمْسِ عِنْدَ مُعَاوِيَةَ بِالْجَابِيَةِ، فَعَرَفَهُمَا الرَّجُلُ وَلَمْ يَعْرِفَاهُ فَأَخْبَرَهُمَا خَبَرَ النَّاسِ، ثُمَّ إِنَّ الرَّجُلَ قَالَ: وَخَبَرٌ آخَرُ كَرِهْتُ أَنْ أُخْبِرَكُمَا أُرَاكُمَا تَكْرَهَانِهِ، فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ: فَلَعَلَّ أَبَا ذَرٍّ نُفِيَ، قَالَ: نَعَمْ وَاللّٰهِ فَاسْتَرْجَعَ أَبُو الدَّرْدَاءِ وَصَاحِبُهُ، قَرِيبًا مِنْ عَشْرِ مَرَّاتٍ، ثُمَّ قَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ: ارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ كَمَا قِيلَ لِأَصْحَابِ النَّاقَةِ، اللّٰهُمَّ إِنْ كَذَّبُوا أَبَا ذَرٍّ فَإِنِّي لَا أُكَذِّبُهُ، اللّٰهُمَّ وَإِنِ اتَّهَمُوهُ فَإِنِّي لَا أَتَّهِمُهُ، اللّٰهُمَّ وَإِنِ اسْتَغَشُّوهُ فَإِنِّي لَا أَسْتَغِشُّهُ، فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَأْتَمِنُهُ

شہر بن حوشب سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم سے عبدالرحمن بن غنم نے بیان کیا کہ وہ حمص میں سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ کی زیارت کو گئے اور کئی راتیں ان کے ہاں قیام کیا، انہوں نے اپنے گدھے پر کاٹھی رکھنے کا حکم دیا، سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ کہنے لگے: میں بھی آپ کے ہم راہ چلتا ہوں، انہوں نے اپنے گدھے پر گدی رکھنے کا حکم دیا، دونوں اپنے اپنے گدھے پر سوار ہو کر سفر پر روانہ ہوئے، ان کی ملاقات ایک آدمی سے ہوئی جو صرف ایک ہی دن قبل جابیہ میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز جمعہ ادا کر کے آیا تھا۔ اس نے ان دونوں کو پہچان لیا، یہ دونوں اسے نہیں پہچانتے تھے، اس نے ان کو لوگوں کے احوال سے آگاہ کیا، پھر اس نے کہا: ایک خبر اور بھی ہے، میں وہ آپ کو بتلانا نہیں چاہتا، میں جانتا ہوں کہ آپ اس خبر کو اچھا نہیں سمجھیں گے۔ سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ بول اٹھے کہ شاید سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ کو شہر بدر کر دیا گیا ہوگا، اس نے کہا: جی ہاں، اللہ کی قسم! واقعی واقعہ رونما ہو چکا ہے، سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی عبدالرحمن بن غنم نے تقریباً دس مرتبہ ''اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ'' کے کلمات دہرائے۔ پھر سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا: اب آپ ان لوگوں پر اللہ کے عذاب کے منتظر رہیں

(۱۱۹۱٤) تخريج: اسناده حسن (انظر: ۲۱۵۷۵)

(۱۱۹۱۵) تخريج: اسناده ضعيف لضعف شهر بن حوشب، والمرفوع فی آخره حسن لغيره، اخرجه مختصرا البزار: ۲۷۱٤، والحاكم: ۳/ ۳٤٤ (انظر: ۲۱۷۲٤)

حِينَ لَا يَأْتَمِنُ أَحَدًا وَيُسِرُّ إِلَيْهِ حِينَ لَا يُسِرُّ إِلَى أَحَدٍ، أَمَا وَالَّذِي نَفْسُ أَبِي الدَّرْدَاءِ بِيَدِهِ لَوْ أَنَّ أَبَا ذَرٍّ قَطَعَ يَمِينِي مَا أَبْغَضْتُهُ بَعْدَ الَّذِي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَا أَظَلَّتِ الْخَضْرَاءُ وَلَا أَقَلَّتِ الْغَبْرَاءُ مِنْ ذِي لَهْجَةٍ أَصْدَقَ مِنْ أَبِي ذَرٍّ۔)) (مسند احمد: ٢٢٠٦٧)

اور دیکھتے رہیں کہ ہوتا کیا ہے؟ یہ اسی طرح کا معاملہ ہے جیسے صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی ٹانگیں کاٹنے والوں سے کہا گیا تھا کہ تم اپنے گھروں میں تین دن گزار لو۔ پھر سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ نے کہا: یا اللہ! یہ لوگ اگر ابو ذر رضی اللہ عنہ کی تکذیب کرتے ہیں تو کریں میں اس کی بات کی تکذیب نہیں کرتا۔ یا اللہ! اگر یہ لوگ ان پر الزامات لگاتے ہیں تو لگائیں میں ان پر کسی قسم کا الزام نہیں دھرتا۔ یا اللہ! اگر یہ لوگ اس پر غالب آنا چاہتے ہیں تو آئیں میں ان پر غالب آنے کی کوشش نہیں کروں گا۔ اللہ کے رسول ﷺ ان پر اس وقت بھروسہ کیا کرتے تھے، جب آپ کو کسی پر بھروسہ نہ ہوتا تھا، اور آپ اس وقت ان سے راز کی باتیں کر لیا کرتے تھے، جبکہ آپ کسی بھی شخص کے ساتھ راز دارانہ گفتگو نہ کیا کرتے تھے، اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں ابو درداء کی جان ہے! اگر ابو ذر میرا دایاں ہاتھ کاٹ بھی ڈالیں تو میں ان سے ناراض نہ ہوں گا، کیونکہ میں رسول اللہ ﷺ کو یہ بات کہتے سن چکا ہوں کہ ''زمین نے نہیں اٹھایا کسی ایسے آدمی کو اور آسمان نے سایہ نہیں کیا کسی ایسے آدمی پر جو ابوذر رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر سچا ہو۔''

(١١٩١٦)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ يَعْنِي ابْنَ الْأَشْتَرِ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ أَبَا ذَرٍّ، حَضَرَهُ الْمَوْتُ وَهُوَ بِالرَّبَذَةِ فَبَكَتِ امْرَأَتُهُ، فَقَالَ: مَا يُبْكِيكِ؟ قَالَتْ: أَبْكِي لَا يَدَ لِي بِنَفْسِكَ وَلَيْسَ عِنْدِي ثَوْبٌ يَسَعُكَ كَفَنًا، فَقَالَ: لَا تَبْكِي فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ وَأَنَا عِنْدَهُ فِي نَفَرٍ يَقُولُ: ((لَيَمُوتَنَّ

ابراہیم بن الاشتر سے روایت کیا ہے کہ سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ ربذہ میں تھے، ان کی وفات کا وقت آیا تو ان کی اہلیہ رونے لگیں۔ انہوں نے دریافت کیا کہ آپ کیوں روتی ہیں؟ وہ بولیں: میں اس لیے رو رہی ہوں کہ میں اکیلی آپ کی تدفین کیسے کروں گی؟ اور میرے پاس تو آپ کے کفن کے لیے کافی کپڑا تک بھی نہیں ہے۔ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: تم مت روؤ۔ میں نے ایک دن رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا تھا، اس وقت میں صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ ان کی خدمت میں حاضر تھا،

(١١٩١٦) تخريج: حديث حسن (انظر: ٢١٤٦٧)

رَجُلٌ مِنْكُمْ بِفَلَاةٍ مِنَ الْأَرْضِ، يَشْهَدُهُ عِصَابَةٌ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ۔)) قَالَ: فَكُلُّ مَنْ كَانَ مَعِي فِي ذٰلِكَ الْمَجْلِسِ مَاتَ فِي جَمَاعَةٍ وَفُرْقَةٍ فَلَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ غَيْرِي، وَقَدْ أَصْبَحْتُ بِالْفَلَاةِ أَمُوتُ فَرَاقِبِي الطَّرِيقَ فَإِنَّكِ سَوْفَ تَرَيْنَ مَا أَقُولُ، فَإِنِّي وَاللّٰهِ! مَا كَذَبْتُ وَلَا كُذِبْتُ، قَالَتْ: وَأَنّٰى ذٰلِكَ وَقَدِ انْقَطَعَ الْحَاجُّ؟، قَالَ رَاقِبِي الطَّرِيقَ، قَالَ: فَبَيْنَا هِيَ كَذٰلِكَ إِذَا هِيَ بِالْقَوْمِ تَخُدُّ بِهِمْ رَوَاحِلُهُمْ كَأَنَّهُمُ الرَّخَمُ، فَأَقْبَلَ الْقَوْمُ حَتّٰى وَقَفُوا عَلَيْهَا، فَقَالُوا: مَا لَكِ؟ قَالَتْ: امْرُؤٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ تُكَفِّنُونَهُ وَتُؤْجَرُونَ فِيهِ، قَالُوا: وَمَنْ هُوَ؟ قَالَتْ: أَبُو ذَرٍّ، فَفَدَوْهُ بِآبَائِهِمْ وَأُمَّهَاتِهِمْ وَوَضَعُوا سِيَاطَهُمْ فِي نُحُورِهَا يَبْتَدِرُونَهُ، فَقَالَ: أَبْشِرُوا أَنْتُمُ النَّفَرُ الَّذِينَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِيكُمْ مَا قَالَ، أَبْشِرُوا سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَا مِنِ امْرَأَيْنِ مُسْلِمَيْنِ هَلَكَ بَيْنَهُمَا وَلَدَانِ أَوْ ثَلَاثَةٌ فَاحْتَسَبَا وَصَبَرَا فَيَرَيَانِ النَّارَ أَبَدًا۔)) ثُمَّ قَدْ أَصْبَحْتُ الْيَوْمَ حَيْثُ تَرَوْنَ، وَلَوْ أَنَّ ثَوْبًا مِنْ ثِيَابِي يَسَعُنِي لَمْ أُكَفَّنْ إِلَّا فِيهِ، فَأَنْشُدُكُمُ اللّٰهَ أَنْ لَا يُكَفِّنَنِي رَجُلٌ مِنْكُمْ كَانَ أَمِيرًا أَوْ عَرِيفًا أَوْ بَرِيدًا، فَكُلُّ الْقَوْمِ كَانَ قَدْ نَالَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا إِلَّا فَتًى مِنَ الْأَنْصَارِ كَانَ مَعَ الْقَوْمِ، قَالَ: أَنَا صَاحِبُكَ

آپ نے فرمایا تھا کہ تم میں سے ایک آدمی کو جنگل میں موت آئے گی، اس کے پاس اہل ایمان کی ایک جماعت پہنچ جائے گی، اس وقت میرے ساتھ جتنے بھی لوگ وہاں موجود تھے، وہ سب اس حال میں فوت ہوئے کہ ان کے اردگرد لوگوں کی جماعتیں موجود تھیں یا ان کی وفات کسی آبادی میں ہوئی، ان لوگوں میں سے صرف میں ہی باقی بچا ہوں اور اب میں جنگل (ویرانے) میں مر رہا ہوں، تم راستے پر نظر رکھو، میں تم سے جو کچھ کہہ رہا ہوں، تم عنقریب یہ سب کچھ دیکھ لوگی، اللہ کی قسم نہ تو میں غلط بیانی کر رہا ہوں اور نہ بیان کرنے والے یعنی رسول اللہ ﷺ نے غلط بیانی کی ہے۔ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ نے حیران ہو کر کہا: ایسا کیونکر ہوگا۔ حجاج کرام حج سے فراغت کے بعد اپنے اپنے علاقوں کو واپس روانہ ہو چکے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ بہرحال تم راستے پر نظر رکھنا، وہ اسی کیفیت میں تھی کہ اس نے دور سے لوگوں کو آتے دیکھا، جن کی سواریاں ان کو تیزی سے لا رہی تھیں، دور سے یوں لگتا تھا گویا کہ وہ پرندوں کا جھنڈ ہے، لوگ آتے آتے سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ کے پاس پہنچ گئے۔ انہوں نے دریافت کیا: کیا معاملہ ہے؟ وہ بولیں کہ ایک مسلمان آدمی ہے۔ آپ لوگ رک کر اس کی تکفین کریں، اللہ تمہیں اجر دے گا۔ انہوں نے دریافت کیا: وہ کون ہے؟ اس خاتون نے بتلایا کہ وہ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ ہیں۔ تو ان سب لوگوں نے سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں اور انہوں نے اپنی لاٹھیاں سواریوں کی گردنوں میں لٹکا دیں اور بڑی پھرتی سے ان کی خدمت میں مصروف ہو گئے۔ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: تم لوگوں کو بشارت ہو، تم ہی وہ لوگ ہو جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا، تمہیں مبارک ہو، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا تھا کہ ''دو

ثَوْبَانِ فِي عَيْبَتِي مِنْ غَزْلِ أُمِّي وَأَجِدُ ثَوْبَيَّ هٰذَيْنِ الَّذَيْنِ عَلَيَّ، قَالَ: أَنْتَ صَاحِبِي فَكَفِّنِّي۔ (مسند احمد: ۲۱۷۹۹)

مسلمان (خاوند بیوی) جن کے دو یا تین (نابالغ) بچے وفات پا جائیں اور وہ دونوں ان بچوں کی وفات پر صبر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے اجر وثواب کے امیدوار ہوں تو وہ کبھی بھی جہنم کو نہیں دیکھیں گے اور آج تم میرا حال دیکھ رہے ہو، اگر میرے کپڑوں میں سے کوئی کپڑا کافی ہو تو مجھے اسی میں کفن دیا جائے، میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ تم میں سے جو آدمی کسی قوم یا علاقے کا امیر ہو یا اپنی قوم کا سردار ہو یا قوم کا قاصد ہو وہ مجھے کفن نہ پہنائے، وہ سب لوگ ان ذمہ داریوں کو ادا کر چکے تھے، البتہ ان میں صرف ایک انصاری لڑکا تھا۔ اس نے کہا: میں اس بارے میں آپ کی خدمت بجا لاؤں گا، میرے سامان میں دو کپڑے زائد ہیں، یہ دو کپڑے میری والدہ نے اپنے ہاتھوں سے کاتے ہیں اور میرے پاس اپنے استعمال کے لیے یہ دو کپڑے جو میرے زیب تن ہیں وہ کافی ہیں۔ سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ٹھیک ہے، تم ہی مجھے کفن دینا۔ سیدہ ام ذر رضی اللہ عنہا سے بھی یہ حدیث مختصراً مروی ہے۔

(۱۱۹۱۸)۔ عَنْ قَنْبَرٍ حَاجِبِ مُعَاوِيَةَ قَالَ: كَانَ أَبُو ذَرٍّ يُغَلِّظُ لِمُعَاوِيَةَ، قَالَ: فَشَكَاهُ إِلَى عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَإِلَى أَبِي الدَّرْدَاءِ وَإِلَى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَإِلَى أُمِّ حَرَامٍ، فَقَالَ: إِنَّكُمْ قَدْ صَحِبْتُمْ كَمَا صَحِبَ وَرَأَيْتُمْ كَمَا رَأَى فَإِنْ رَأَيْتُمْ أَنْ تُكَلِّمُوهُ، ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَى أَبِي ذَرٍّ فَجَاءَ فَكَلَّمُوهُ، فَقَالَ: أَمَّا أَنْتَ يَا أَبَا الْوَلِيدِ! فَقَدْ أَسْلَمْتَ قَبْلِي وَلَكَ السِّنُّ وَالْفَضْلُ عَلَيَّ، وَقَدْ كُنْتُ أَرْغَبُ بِكَ عَنْ مِثْلِ هٰذَا الْمَجْلِسِ،

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے دربان قنبر سے روایت ہے کہ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ سختی سے پیش آیا کرتے تھے، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبادہ بن صامت، سیدنا ابوالدرداء، سیدنا عمرو بن عاص اور سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہم سے ان کی شکایت کی اور کہا: تم بھی اسی طرح رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہو، جیسے وہ ہیں، جیسے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، آپ لوگوں نے بھی رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح دیکھا ہے، اگر مناسب سمجھو تو ان سے بات کر کے دیکھ لو کہ وہ ایسا سخت رویہ کیوں رکھتے ہیں؟ پھر انہوں نے سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا، پس وہ آ گئے اور ان حضرات نے ان سے گفتگو کی۔

(۱۱۹۱۸) تخريج: اسناده ضعيف، وفي بعض حروفه نكارة، قنبر مولي معاوية مجهول (انظر: ۲۱۳۰۹)

وَأَمَّا أَنْتَ يَا أَبَا الدَّرْدَاءِ! فَإِنْ كَادَتْ وَفَاةُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنْ تَفُوتَكَ ثُمَّ أَسْلَمْتَ فَكُنْتَ مِنْ صَالِحِي الْمُسْلِمِينَ، وَأَمَّا أَنْتَ يَا عَمْرُو بْنَ الْعَاصِ! فَقَدْ جَاهَدْتَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَأَمَّا أَنْتِ يَا أُمَّ حَرَامٍ! فَإِنَّمَا أَنْتِ امْرَأَةٌ وَعَقْلُكِ عَقْلُ امْرَأَةٍ، وَأَمَّا أَنْتَ وَذَاكَ، قَالَ: فَقَالَ عُبَادَةُ: لَا جَرَمَ، لَا جَلَسْتُ مِثْلَ هٰذَا الْمَجْلِسِ أَبَدًا۔ (مسند احمد: ٢١٦٣٤)

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ابو الولید! (یعنی عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ) آپ مجھ سے قبل دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے، آپ کو مجھ پر عمر اور فضیلت میں سبقت حاصل ہے، میں اس قسم کی محفل کی بجائے آپ کے ساتھ بیٹھنے کی رغبت رکھتا تھا، اے ابودرداء رضی اللہ عنہ اگر ایسا ہوتا کہ اللہ کے رسول ﷺ کی وفات پہلے ہو جاتی اور تم ان کے بعد اسلام میں آتے تو تب بھی تم صالح مسلمانوں میں سے ہوتے، اے عمرو بن عاص! آپ تو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد اور غزووں میں شریک رہے ہیں اور اے ام حرام! (یہ عبادہ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ تھیں) آپ تو ایک خاتون ہیں۔ اور آپ کی عقل بہر حال ایک عورت کی سی ہی ہے، آپ کو ایسے امور میں دخل انداز ہونے کی کیا ضرورت ہے؟ یہ سن کر سیدنا عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یقیناً میں اس قسم کی مجلس میں کبھی نہیں بیٹھ سکوں گا۔

فوائد:...... سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ انتہائی زاہدانہ زندگی کے قائل تھے اور جو آدمی دنیوی مال و دولت جمع کرتا اور ٹھاٹھ باٹھ کی زندگی گزارتا وہ اِن کی گرفت سے نہیں بچ سکتا تھا اور سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بلا جھجک اعتراض کرنے کی جرأت بھی رکھتے تھے۔

حَرْفُ الرَّاءِ مُهْمَلَةٌ

''ر'' سے شروع ہونے والے نام نہیں ہیں

(حَرْفُ الزَّايِ)

''ز'' سے شروع ہونے والے نام

بَابُ مَا جَاءَ فِي أَبِي زَيْدِ نِ الْأَنْصَارِيِّ وَاسْمُهُ عَمْرُو بْنُ أَخْطَبَ رضی اللہ عنہ

سیدنا ابوزید انصاری رضی اللہ عنہ کا تذکرہ، ان کا نام عمرو بن اخطب ہے

(١١٩١٩)۔ عَنْ عِلْبَاءَ بْنِ أَحْمَرَ، حَدَّثَنَا أَبُو زَيْدِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ

سیدنا ابوزید انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''میرے قریب ہو جاؤ۔'' پھر

(١١٩١٩) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم (انظر: ٢٠٧٣٣)

اللّٰهِ ﷺ: ((اُدْنُ مِنِّي۔)) قَالَ: فَمَسَحَ بِيَدِهِ عَلٰى رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ، قَالَ: ثُمَّ قَالَ: ((اللّٰهُمَّ جَمِّلْهُ وَأَدِمْ جَمَالَهُ۔)) قَالَ: فَلَقَدْ بَلَغَ بِضْعًا وَمِائَةَ سَنَةٍ وَمَا فِي رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ بَيَاضٌ إِلَّا نَبْذٌ يَسِيرٌ، وَلَقَدْ كَانَ مُنْبَسِطَ الْوَجْهِ، وَلَمْ يَنْقَبِضْ وَجْهُهُ حَتّٰى مَاتَ۔ (مسند احمد: ۱۳ ، ۲۱)

آپ ﷺ نے ان کے سر اور داڑھی پر ہاتھ پھیرا اور یہ دعا دی: ”یا اللہ! اسے خوبصورت بنا دے اور اس کا جمال دائمی ہو۔“ علبا کہتے ہیں: سیدنا ابو زید رضی اللہ عنہ کی عمر ایک سو چھ سات برس ہوگئی تھے، لیکن ان کے سر اور داڑھی کے بال بہت کم سفید ہوئے تھے، ان کا چہرہ بالکل سپاٹ تھا اور ان کی وفات تک اس پر جھریاں نہیں پڑی تھیں۔

فوائد:...... سیدنا ابو زید انصاری رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں، ان کا نام عمرو بن اخطب ہے، درج ذیل بعض روایات میں ان کو نام کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے اور بعض میں کنیت کے ساتھ۔

(۱۱۹۲۰)۔ (وَعَنْ أَبِي زَيْدٍ رضی اللہ عنہ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((جَمَّلَكَ اللّٰهُ۔)) قَالَ أَنَسٌ: وَكَانَ رَجُلًا جَمِيلًا حَسَنَ السَّمْتِ۔ (مسند احمد: ۲۳۲۷۳)

(دوسری سند) سیدنا ابو زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ تمہیں جمال سے نوازے۔“ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ خوبصورت اور بہترین نقش ونگار رکھتے تھے۔

(۱۱۹۲۱)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَخْطَبَ (يَعْنِي أَبَا زَيْدٍ الْأَنْصَارِيَّ رضی اللہ عنہ مِنْ طَرِيقٍ ثَالِثٍ)، قَالَ: اسْتَسْقٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَأَتَيْتُهُ بِإِنَاءٍ، فِيهِ مَاءٌ وَفِيهِ شَعْرَةٌ فَرَفَعْتُهَا ثُمَّ نَاوَلْتُهُ، فَقَالَ: ((اللّٰهُمَّ جَمِّلْهُ۔)) قَالَ: فَرَأَيْتُهُ بَعْدَ ثَلَاثٍ وَتِسْعِينَ سَنَةً (وَفِي رِوَايَةٍ: فَرَأَيْتُهُ وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعٍ وَتِسْعِينَ وَمَا فِي رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ شَعْرَةٌ بَيْضَاءُ)۔ (مسند احمد: ۲۳۲۷۱)

(تیسری سند) سیدنا ابو زید عمرو بن اخطب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے پانی طلب فرمایا، میں آپ کی خدمت میں پانی کا برتن لے کر حاضر ہوا، اس میں پانی اور ایک بال تھا، میں نے بال نکال دیا اور پانی آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا، تو آپ ﷺ نے مجھے یوں دعا دی: ”یا اللہ! اسے خوبصورت بنا دے۔“ راوی کہتا ہے: میں نے ابو زید رضی اللہ عنہ کو (۹۳) سال کی عمر میں اور دوسری روایت کے مطابق (۹۴) سال کی عمر میں دیکھا کہ ان کے سر اور داڑھی میں ایک بھی سفید بال نہ تھا۔

(۱۱۹۲۲)۔ حَدَّثَنَا عِلْبَاءُ بْنُ أَحْمَرَ، حَدَّثَنَا أَبُو زَيْدٍ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ

سیدنا ابو زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”اے ابو زید! تم میرے قریب

(۱۱۹۲۰) تخریج: حدیث صحیح، اخرجه ابن حبان: ۷۱۷۰، والطبرانی: ۱۷/ ۴۳ (انظر: ۲۲۸۸۵)

(۱۱۹۲۱) تخریج: حدیث صحیح، اخرجه ابن حبان: ۷۱۷۲، والحاکم: ٤/ ۱۳۹ (انظر: ۲۲۸۸۳)

(۱۱۹۲۲) تخریج: اسناده صحیح علی شرط مسلم، اخرجه ابویعلی: ٦٨٤٦، والترمذی فی "الشمائل": ۱۹ (انظر: ۲۲۸۸۹)

((يَا أَبَا زَيْدٍ! ادْنُ مِنِّي، وَامْسَحْ ظَهْرِي۔)) وَكَشَفَ ظَهْرَهُ فَمَسَحْتُ ظَهْرَهُ وَجَعَلْتُ الْخَاتَمَ بَيْنَ أَصَابِعِي، قَالَ: فَغَمَزْتُهَا، قَالَ: فَقِيلَ: وَمَا الْخَاتَمُ؟ قَالَ: شَعَرٌ مُجْتَمِعٌ عَلَى كَتِفِهِ۔ (مسند احمد: ۲۳۲۷۷)

ہو جاؤ اور میری پشت پر ہاتھ پھیرو۔'' ساتھ ہی آپ ﷺ نے اپنی پشت سے کپڑا ہٹایا، تو میں نے آپ ﷺ کی پشت مبارک پر ہاتھ پھیرا اور مہر نبوت کو میں نے اپنی انگلیوں میں لے لیا اور اسے دبا کر دیکھا۔ ان سے دریافت کیا گیا کہ وہ مہر کیسی تھی؟ انھوں نے کہا: وہ آپ ﷺ کے کندھے پر تھی اور اس پر بال اُگے ہوئے تھے۔

(۱۱۹۲۳)۔ (وَعَنْ أَبِي زَيْدٍ عَمْرِو بْنِ أَخطَبَ رضی اللہ عنہ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: رَأَيْتُ الْخَاتَمَ الَّذِي بَيْنَ كَتِفَيْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ كَرَجُلٍ، قَالَ: بِإِصْبَعِهِ الثَّلَاثَةِ هٰكَذَا فَمَسَحْتُهُ بِيَدِي۔ (مسند احمد: ۲۳۲۷۰)

(دوسری سند) سیدنا ابو زید عمرو بن اخطب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کے کاندھوں کے درمیان جو مہر تھی، وہ دیکھی۔ ابو زید نے تین انگلیوں کو جمع کر کے اشارہ کر کے بتلایا کہ وہ اس طرح تھی، میں نے اسے ہاتھ لگا کر چھوا تھا۔

فوائد:...... مہرِ نبوت کی وضاحت کے لیے حدیث نمبر (۱۱۱۵۱) والا باب دیکھیں۔

(۱۱۹۲۴)۔ وَعَنْ تَمِيمِ بْنِ حُوَيْصٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا زَيْدٍ يَقُولُ: قَاتَلْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَ عَشْرَةَ مَرَّةً، قَالَ شُعْبَةُ أَحَدُ الرُّوَاةِ: وَهُوَ جَدُّ عَزْرَةَ هٰذَا۔ (مسند احمد: ۲۳۲۷۲)

سیدنا ابو زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کی معیت میں تیرہ غزوات لڑے ہیں۔ شعبہ راوی نے کہا: سیدنا ابو زید رضی اللہ عنہ اس عزرہ کے دادا تھے۔

حَرْفُ السِّيْنِ

''س'' سے شروع ہونے والے نام

بَابُ مَا جَاءَ فِي أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(۱۱۹۲۵)۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے یہ خواب دیکھا کہ وہ سورۂ ص لکھ

(۱۱۹۲۳) تخريج: اسناده حسن، اخرجه الطبراني: ۱۷/ ۴۸ (انظر: ۲۲۸۸۲)

(۱۱۹۲۴) تخريج: اسناده قوى، اخرجه الطبراني في "الكبير": ۱۷/ ۵۰ (انظر: ۲۲۸۸۴)

(۱۱۹۲۵) تخريج: اسناده ضعيف لانقطاعه، بكر بن عبد الله المزني لم يسمع من ابي سعيد الخدري، أخرجه الحاكم: ۲/ ۴۳۲، والبيهقي في "السنن": ۲/ ۳۲۰ (انظر: ۱۱۷۴۱)

رَأَى رُؤْيَا أَنَّهُ يَكْتُبُ ص فَلَمَّا بَلَغَ إِلَى سَجْدَتِهَا، قَالَ: رَأَى الدَّوَاةَ وَالْقَلَمَ وَكُلَّ شَيْءٍ بِحَضْرَتِهِ انْقَلَبَ سَاجِدًا، قَالَ فَقَصَّهَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَلَمْ يَزَلْ يَسْجُدُ بِهَا بَعْدُ۔ (مسند احمد: ۱۱۷۶۳)

رہے ہیں، جب اس کی سجدہ والی آیت کے پاس پہنچے تو انہوں نے دوات، قلم اور اپنے پاس والی ہر چیز کو دیکھا کہ وہ سجدے کی حالت میں ہوگئی، پھر جب انہوں نے یہ خواب نبی کریم ﷺ پر بیان کیا تو آپ ﷺ نے اس میں سجدہ کرنا شروع کر دیا۔

فوائد:...... سورۂ ص میں سجدے والی آیت سے یہ آیت مراد ہے: ﴿وَظَنَّ دَاوُدُ أَنَّمَا فَتَنَّاهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهُ وَخَرَّ رَاكِعًا وَأَنَابَ﴾ (سورۂ ص: ۲۴)

یہ روایت تو منقطع ہے، لیکن اس موضوع سے متعلقہ درج ذیل دو روایات صحیح ہیں:

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رَأَيْتُ فِيمَا يَرَى النَّائِمُ كَأَنِّي تَحْتَ شَجَرَةٍ، وَكَأَنَّ الشَّجَرَةَ تَقْرَأُ ص۔ فَلَمَّا أَتَتْ عَلَى السَّجْدَةِ سَجَدَتْ، فَقَالَتْ فِي سُجُودِهَا: اَللّٰهُمَّ اكْتُبْ لِي بِهَا أَجْرًا، وَحُطَّ عَنِّي بِهَا وِزْرًا، وَأَحْدِثْ لِي بِهَا شُكْرًا، وَتَقَبَّلْهَا مِنِّي كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ عَبْدِكَ دَاوُدَ سَجْدَتَهُ۔ فَلَمَّا أَصْبَحْتُ غَدَوْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ بِذٰلِكَ، فَقَالَ: ((سَجَدْتَ أَنْتَ يَا أَبَا سَعِيدٍ؟)) فَقُلْتُ: لَا۔ قَالَ: ((أَنْتَ كُنْتَ أَحَقَّ بِالسُّجُودِ مِنَ الشَّجَرَةِ۔)) فَقَرَأَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ سُورَةَ ص حَتّٰى أَتٰى عَلَى السَّجْدَةِ، فَقَالَ فِي سُجُودِهِ مَا قَالَتِ الشَّجَرَةُ فِي سُجُودِهَا۔ میں نے خواب دیکھا کہ میں ایک درخت کے نیچے ہوں اور درخت سورۂ ص کی تلاوت کر رہا ہے، جب اس نے سجدہ والی آیت پڑھی تو اس نے سجدۂ تلاوت کیا اور اس میں یہ دعا پڑھی: اے اللہ! میرے لیے اس سجدے کی وجہ سے اجر لکھ، اس کے ذریعے مجھ سے گناہ دور کر دے، اس کے ذریعے مجھے شکر کرنے کی از سرِ نو توفیق دے اور یہ سجدہ مجھ سے اس طرح قبول کر، جس طرح کہ تو نے اپنے بندے داود (علیہ السلام) سے اس کا سجدہ قبول کیا تھا۔ جب صبح ہوئی تو میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور ساری بات بتائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابو سعید! کیا تو نے بھی سجدہ کیا تھا؟'' میں نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو درخت کی بہ نسبت سجدہ کرنے کا زیادہ حقدار تھا۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے سورۂ ص کی تلاوت کی، یہاں تک کہ سجدہ والی آیت تک پہنچے، (پھر سجدہ کیا اور) اس میں وہی دعا پڑھی جو درخت نے پڑھی تھی۔ (مسند ابو یعلی: ۱/ ۲۹۸، معجم اوسط: رقم ۴۹۰۴، صحیحہ: ۲۷۱۰)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كُتِبَتْ عِنْدَهُ سُورَةُ النَّجْمِ، فَلَمَّا بَلَغَ السَّجْدَةَ سَجَدَ، وَسَجَدْنَا مَعَهُ، وَسَجَدَتِ الدَّوَاةُ وَالْقَلَمُ۔ ......سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس سورۂ نجم لکھی گئی، جب سجدہ والی آیت تک پہنچے تو آپ ﷺ نے اور ہم نے سجدہ کیا اور دوات اور قلم نے بھی سجدہ کیا۔

(مسند بزار: ۱/ ۳۶۰/ ۷۵۳، صحیحہ: ۳۰۳۵)

دراصل کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ ریز ہوتی ہے اور اس کی تسبیح وتعریف بیان کرتی ہے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ﴾ (سورۂ نحل: ٤٩) ......''آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے وہ اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتا ہے۔''

مزید ارشاد فرمایا: ﴿وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلٰكِنْ لَا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ﴾ (سورۂ اسراء: ٤٤) ......''ہر چیز اس کی تعریف کے ساتھ اس کی تسبیح بیان کرتی ہے، لیکن تم لوگ ان کی تسبیح کو نہیں سمجھ پاتے۔''

انسان کے سامنے جتنی مخلوقات ہیں، وہ ان کی بندگی کا یہ انداز نہیں سمجھ سکتا، بسا اوقات اللہ تعالیٰ معجزانہ طور پر دکھا دیتے ہیں، جیسا کہ ان احادیث سے پتہ چل رہا ہے۔

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا نام سعد بن مالک بن سنان انصاری خزرجی ہے، غزوۂ احد کے موقع پر ان کی عمر تیرہ سال تھی، ان کو کم عمر قرار دے کر غزوہ میں شرکت کی اجازت نہیں دی گئی تھی، ان کے والد مالک بن سنان غزوۂ احد میں شہادت کی سعادت سے ہم کنار ہوئے تھے، سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے غزوۂ خندق اور اس کے بعد والے غزوات میں شرکت کی سعادت حاصل کی، یہ بہت ساری احادیث کے راوی ہیں، ان کی وفات مدینہ منورہ میں (٦٣ یا ٦٤ یا ٦٥) سن ہجری میں ہوئی اور ایک قول کے مطابق (٧٤) سن ہجری میں ہوئی۔

(١١٩٢٦)۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سَرِيَّةٍ ثَلَاثِيْنَ رَاكِبًا، قَالَ: فَنَزَلْنَا بِقَوْمٍ مِنَ الْعَرَبِ، قَالَ: فَسَأَلْنَاهُمْ أَنْ يُضَيِّفُوْنَا فَأَبَوْا، قَالَ: فَلُدِغَ سَيِّدُهُمْ، قَالَ: فَأَتَوْنَا فَقَالُوْا: فِيْكُمْ أَحَدٌ يَرْقِيْ مِنَ الْعَقْرَبِ؟ قَالَ: فَقُلْتُ: نَعَمْ، أَنَا وَلٰكِنْ لَا أَفْعَلُ حَتّٰى تُعْطُوْنَا شَيْئًا، قَالُوْا: فَإِنَّا نُعْطِيْكُمْ ثَلَاثِيْنَ شَاةً، قَالَ: فَقَرَأْتُ عَلَيْهَا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سَبْعَ مَرَّاتٍ، قَالَ: فَبَرَأَ (وَفِيْ لَفْظٍ: قَالَ: فَجَعَلَ يَقْرَأُ أُمَّ الْقُرْآنِ وَيَجْمَعُ بُزَاقَهُ وَيَتْفُلُ فَبَرَأَ الرَّجُلُ فَأَتَوْهُمْ بِالشَّاءِ، قَالَ: فَلَمَّا قَبَضْنَا الْغَنَمَ، قَالَ: عَرَضَ فِيْ أَنْفُسِنَا مِنْهَا، قَالَ: فَكَفَفْنَا حَتّٰى

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم تیس سوار مجاہدین کو ایک سریے میں بھیجا، ہم عرب کی ایک قوم کے پاس سے اترے اور ان سے میزبانی کا اپنا حق طلب کیا، لیکن انہوں نے انکار کر دیا، ہوا یوں کہ ان کے ایک سردار کو کسی زہریلی چیز نے ڈس لیا، وہ ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے کہ کیا تم میں سے کوئی آدمی ڈسنے کا دم کر لیتا ہے، سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا: ہاں میں کر لیتا ہوں، لیکن میں اس وقت تک دم نہیں کروں گا، جب تک تم ہمیں کچھ عطا نہیں کرو گے، انہوں نے کہا: ہم تمہیں تیس بکریاں دیں گے، سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے اس پر سورۂ فاتحہ پڑھنی شروع کی اور سات مرتبہ پڑھی، اپنی تھوک جمع کرتا اور پھر اس پر تھوک دیتا، پس وہ تندرست ہو گیا اور انہوں نے تیس بکریاں دے دیں، جب ہم نے وہ بکریاں اپنے قبضے میں

(١١٩٢٦) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٢٧٦، ٥٧٤٩، ومسلم: ٢٢٠١ (انظر: ١١٠٧٠)

أَتَيْنَا النَّبِيَّ ﷺ (وَفِي لَفْظٍ: فَقَالَ أَصْحَابِي: لَمْ يَعْهَدْ إِلَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ فِي هٰذَا بِشَيْءٍ لَا نَأْخُذُ مِنْهُ شَيْئًا حَتّٰى نَأْتِيَ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ: فَذَكَرْنَا ذَالِكَ لَهُ فَقَالَ: ((أَمَا عَلِمْتَ أَنَّهَا رُقْيَةٌ، اِقْسِمُوْهَا وَاضْرِبُوْا لِيْ مَعَكُمْ بِسَهْمٍ، (وَفِي لَفْظٍ: فَقَالَ: كُلْ وَأَطْعِمْنَا مَعَكَ وَمَا يُدْرِيْكَ أَنَّهَا رُقْيَةٌ؟)) قَالَ: قُلْتُ: أُلْقِيَ فِي رَوْعِي۔ (مسند احمد: ١١٠٨٦)

لے لیں، تو ہمیں شک ہونے لگا (کہ پتہ نہیں یہ ہمارے لئے حلال بھی ہیں یا کہ نہیں)۔ سو ہم ان پر کوئی کاروائی کرنے سے رک گئے، یہاں تک کہ ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے دریافت نہ کر لیں۔ جب ہم نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور یہ بات بتلائی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تونے کیسے جانا کہ یہ دم ہے! ان کو تقسیم کر لو اور میرا بھی حصہ مقرر کرو۔'' ایک روایت میں ہے: ''تو خود بھی کھا اور ہمیں بھی اپنے ساتھ کھلا، بھلا تجھے کیسے پتہ چلا تھا کہ یہ دم ہے؟'' میں نے کہا: جی بس میرے دل میں یہ بات ڈال دی گئی تھی۔

(١١٩٢٧)۔ عَنْ هِلَالِ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: نَزَلْتُ عَلٰى أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ فَضَمَّنِي وَإِيَّاهُ الْمَجْلِسُ، قَالَ: فَحَدَّثَ أَنَّهُ أَصْبَحَ ذَاتَ يَوْمٍ وَقَدْ عَصَبَ عَلٰى بَطْنِهِ حَجَرًا مِنَ الْجُوْعِ، فَقَالَتْ لَهُ امْرَأَتُهُ أَوْ أُمُّهُ: اِئْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاسْأَلْهُ فَقَدْ أَتَاهُ فُلَانٌ فَسَأَلَهُ فَأَعْطَاهُ وَأَتَاهُ فُلَانٌ فَسَأَلَهُ فَأَعْطَاهُ، قَالَ: فَقُلْتُ: حَتّٰى أَلْتَمِسَ شَيْئًا، قَالَ: فَالْتَمَسْتُ فَلَمْ أَجِدْ شَيْئًا، فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ يَخْطُبُ فَأَدْرَكْتُ مِنْ قَوْلِهِ وَهُوَ يَقُوْلُ: ((مَنِ اسْتَعَفَّ يُعِفَّهُ اللّٰهُ، وَمَنِ اسْتَغْنٰى يُغْنِهِ اللّٰهُ، وَمَنْ سَأَلَنَا إِمَّا أَنْ نَبْذُلَ لَهُ وَإِمَّا أَنْ نُوَاسِيَهُ، وَمَنْ يَسْتَعِفُّ عَنَّا أَوْ يَسْتَغْنِيْ أَحَبُّ إِلَيْنَا مِمَّنْ يَسْأَلُنَا۔)) قَالَ: فَرَجَعْتُ فَمَا سَأَلْتُهُ شَيْئًا، فَمَا زَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ

ہلال بن حصین کہتے ہیں: میں سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے ہاں جا کر ٹھہرا، ہم ایک مجلس میں جمع ہوئے، سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک دفعہ انہوں نے اس حال میں صبح کی کہ بھوک کی شدت کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھا ہوا تھا، ان کی اہلیہ یا والدہ نے ان سے کہا: تم رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ اور آپ ﷺ سے کچھ مانگ کر لاؤ، جب فلاں آدمی نے جا کر آپ ﷺ سے سوال کیا تو آپ ﷺ نے اسے دیا تھا، اسی طرح فلاں نے بھی آپ ﷺ کے پاس جا کر مانگا تھا، آپ ﷺ نے اسے بھی عطا کیا تھا۔ میں (ابوسعید) نے جواباً کہا: میں پہلے (کسی اور ذریعہ سے) کوئی چیز حاصل کرنے کی کوشش کروں گا، پھر میں نے ایسے ہی کیا، مگر مجھے (کہیں سے) کچھ بھی نہ ملا۔ بالآخر میں آپ ﷺ کے پاس چلا گیا، اس وقت آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، آپ ﷺ اس وقت یہ بات ارشاد فرما رہے تھے: ''جو آدمی مانگنے سے بچے گا، اللہ تعالیٰ اسے بچا لے گا اور جس نے غنی اختیار کیا،

(١١٩٢٧) تخريج: حديث صحيح، وهذا اسناد ضعيف، اخرجه الطيالسي: ٢٢١١، وابن ابي شيبة: ٣/ ٢١١، والبيهقي في "شعب الايمان": ٣٥٠٤ (انظر: ١١٤٠١)

يَرْزُقُنَا حَتّٰى مَا أَعْلَمُ فِي الْأَنْصَارِ أَهْلِ بَيْتٍ أَكْثَرَ أَمْوَالاً مِنَّا۔ (مسند احمد: ۱۱٤۲۱)

اللہ تعالیٰ اسے غنی کر دے گا اور جو آدمی ہم سے کوئی چیز مانگے گا تو ہم اسے کچھ نہ کچھ دے دیں گے، بہرحال جو شخص ہم سے مانگنے سے بچے گا اور غنٰی اختیار کرے گا تو وہ ہمیں سوال کرنے والے آدمی کی بہ نسبت زیادہ محبوب ہوگا۔'' سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: یہ حدیث سن کر میں واپس چلا آیا اور میں نے آپ ﷺ سے کوئی سوال نہیں کیا، لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس قدر رزق دیا کہ میں نہیں جانتا کہ انصار کے کسی گھر والے ہم سے زیادہ مال دار ہوں۔

فوائد:...... سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے جس غیرت کے ساتھ حدیث ِ مبارکہ کے تقاضے پورے کیے، اس کی برکتوں کا سلسلہ لامتناہی ہے، لیکن اس کی ابتداء بندے کے صبر سے ہوتی ہے۔ حقیقی رزّاق اللہ تعالیٰ ہے، ساری مخلوق اسی کی محتاج ہے اور وہ سب سے غنی ہے، اس نے ہر ایک کو رزق دینا ہے، ہمیں چاہیے کہ اچھے انداز میں اس سے اپنا رزق وصول کریں۔

(۱۱۹۲۸)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِي عَنْ أَبِيْهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَرَّحَتْنِي أُمِّي إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَسْأَلُهُ فَأَتَيْتُهُ فَقَعَدْتُ، قَالَ: فَاسْتَقْبَلَنِي فَقَالَ: ((مَنِ اسْتَغْنٰى أَغْنَاهُ اللّٰهُ، وَمَنِ اسْتَعَفَّ أَعَفَّهُ اللّٰهُ، وَمَنِ اسْتَكْفٰى كَفَاهُ اللّٰهُ، وَمَنْ سَأَلَ وَلَهُ قِيْمَةُ أُوْقِيَةٍ فَقَدْ أَلْحَفَ۔)) قَالَ: فَقُلْتُ: نَاقَتِي الْيَاقُوْتَةُ مَعِي خَيْرٌ مِنْ أُوْقِيَةٍ، فَرَجَعْتُ وَلَمْ أَسْأَلْهُ۔ (مسند احمد: ۱۱۰۷۵)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میری والدہ نے مجھے رسول اللہ ﷺ کی طرف بھیجا تاکہ میں آپ ﷺ سے کوئی چیز مانگ کر لے آؤں، میں آپ ﷺ کے پاس پہنچ کر وہاں بیٹھ گیا، آپ ﷺ نے میری طرف متوجہ ہوکر فرمایا: ''جس شخص نے غنی ہونا چاہا، اللہ تعالیٰ اسے غنی کر دے گا، جس نے (لوگوں کے سامنے دست ِ سوال پھیلانے) سے پاکدامنی اختیار کی، اللہ تعالیٰ اسے پاکدامن بنا دے گا، جس نے اللہ تعالیٰ سے کفایت چاہی، اللہ تعالیٰ اسے کفایت کرے گا اور اگر ایک اوقیہ کی قیمت کا مالک سوال کرے گا تو وہ اصرار کے ساتھ سوال کرے گا (جو اس کا حق نہیں ہے)۔'' یہ سن کر سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے سوچا کہ میری یاقوتہ اونٹنی ایک اوقیہ سے بہتر ہے، اس لیے میں لوٹ گیا اور سوال نہیں کیا۔

(۱۱۹۲۹)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ

محمد بن عمرو بن ثابت سے مروی ہے کہ میرے والد نے مجھ سے

(۱۱۹۲۸) تخریج: اسناده قوی، اخرجه النسائی: ٥/ ۹۸ (انظر: ۱۱۰٦۰)

(۱۱۹۲۹) تخریج: حدیث صحیح، اخرجه مالك فی "المؤطا": ۲/ ٤۸٥ (انظر: ۱۱٦۲۷)

ثَابِتٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ مَرَّ بِهِ فَقَالَ لَهُ: أَيْنَ تُرِيدُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ؟ قَالَ: أَرَدْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ قَالَ: فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: يَا أَبَا سَعِيدٍ! إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَنْهٰى عَنْ لُحُومِ الْأَضَاحِيِّ، وَعَنْ أَشْيَاءَ مِنَ الْأَشْرِبَةِ، وَعَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ، وَقَدْ بَلَغَنِي أَنَّكَ مُحَدِّثٌ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي ذٰلِكَ؟ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: سَمِعَتْ أُذُنَايَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يَقُولُ: ((إِنِّي نَهَيْتُكُمْ عَنْ أَكْلِ لُحُومِ الْأَضَاحِيِّ بَعْدَ ثَلَاثٍ فَكُلُوْا وَادَّخِرُوْا فَقَدْ جَاءَ اللّٰهُ بِالسَّعَةِ، وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ أَشْيَاءَ مِنَ الْأَشْرِبَةِ أَوِ الْأَنْبِذَةِ فَاشْرَبُوْا وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَإِنْ زُرْتُمُوهَا فَلَا تَقُولُوْا هُجْرًا۔)) (مسند احمد: ١١٦٥٠)

بیان کیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ان کے پاس سے گزرے اور ان سے کہا: ابوعبدالرحمن! آپ کدھر جا رہے ہیں؟ انہوں نے کہا: میں سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے ہاں جانا چاہتا ہوں، میں ان کے ساتھ چل پڑا۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: ابوسعید! میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا ہے کہ آپ قربانی کے گوشت سے، بعض مخصوص مشروبات سے اور زیارت قبور سے منع فرما رہے تھے اور مجھے اطلاع ملی ہے کہ آپ اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے کچھ بیان کرتے ہیں۔ سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''میں نے تمہیں تین دنوں کے بعد قربانی کا گوشت کھانے سے منع کیا تھا، اب تم جب تک چاہو کھا سکتے اور ذخیرہ کر سکتے ہو، اب اللہ نے خوش حالی کر دی ہے اور میں نے تمہیں بعض برتنوں کے مشروبات (یعنی نبیذ) سے منع کیا تھا۔ اب تم ان برتنوں میں بھی تیار کر کے پی سکتے ہو، (بس اتنا یاد رکھو کہ) ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور میں نے تمہیں قبرستان جانے سے منع کیا تھا، اب اگر تم قبرستان جاؤ تو خلاف شرع باتیں نہ کیا کرو۔''

(١١٩٣٠)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كُنْتُ فِي حَلْقَةٍ مِنْ حِلَقِ الْأَنْصَارِ فَجَاءَنَا أَبُو مُوسٰى كَأَنَّهُ مَذْعُورٌ فَقَالَ: إِنَّ عُمَرَ أَمَرَنِي أَنْ آتِيَهُ فَأَتَيْتُهُ فَاسْتَأْذَنْتُ ثَلَاثًا، فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي فَرَجَعْتُ وَقَدْ قَالَ ذٰلِكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنِ اسْتَأْذَنَ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُ فَلْيَرْجِعْ۔)) فَقَالَ لَتَجِيئَنَّ بِبَيِّنَةٍ عَلَى الَّذِي تَقُولُ وَإِلَّا أَوْجَعْتُكَ، قَالَ أَبُو سَعِيدٍ فَأَتَانَا أَبُو مُوسٰى مَذْعُورًا أَوْ قَالَ فَزِعًا فَقَالَ:

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں انصار کے ایک حلقہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے اور وہ کچھ ڈرے ڈرے سے لگ رہے تھے انہوں نے کہا، دراصل سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے اپنے پاس بلایا تھا، پس میں ان کے پاس آیا اور تین بار اجازت طلب کی، لیکن جب مجھے اجازت نہیں دی گئی تو میں واپس پلٹ گیا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو تین مرتبہ کسی سے اجازت طلب کرے اور اسے اجازت نہ ملے تو وہ واپس چلا جائے۔'' جب میں نے یہ حدیث سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو بتلائی تو انھوں نے

(١١٩٣٠) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٢٤٥، ومسلم: ٢١٥٣ (انظر: ١١٠٢٩)

أَسْتَشْهِدُكُمْ، فَقَالَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ: لَا يَقُومُ مَعَكَ إِلَّا أَصْغَرُ الْقَوْمِ، قَالَ أَبُو سَعِيدٍ وَكُنْتُ أَصْغَرَهُمْ فَقُمْتُ مَعَهُ وَشَهِدْتُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنِ اسْتَأْذَنَ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُ فَلْيَرْجِعْ.)) (مسند احمد: ۱۱۰۴۳)

کہا: اس بات کی دلیل لاؤ، وگرنہ میں تم کو سزا دوں گا، پس میں گواہی طلب کرنے کے لیے آیا ہوں، سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: اس پر ہم میں جو سب سے چھوٹا ہے، وہ آپ کے ساتھ کھڑا ہوگا، سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ہی سب سے چھوٹا تھا، پس میں کھڑا ہوا اور یہ گواہی دی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو تین مرتبہ اجازت طلب کرے اور اسے اجازت نہ ملے تو وہ واپس چلا جائے۔''

(۱۱۹۳۱)۔ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَخْرَجَ مَرْوَانُ الْمِنْبَرَ فِي يَوْمِ عِيدٍ وَلَمْ يَكُنْ يُخْرَجُ بِهِ، وَبَدَأَ بِالْخُطْبَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ وَلَمْ يَكُنْ يُبْدَأُ بِهَا، قَالَ: فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَامَرْوَانُ! خَالَفْتَ السُّنَّةَ أَخْرَجْتَ الْمِنْبَرَ يَوْمَ عِيدٍ وَلَمْ يَكُ يُخْرَجُ بِهِ فِي يَوْمِ عِيدٍ، وَبَدَأْتَ بِالْخُطْبَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ وَلَمْ يَكُ يُبْدَأُ بِهَا. قَالَ: فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ: مَنْ هٰذَا؟ قَالُوا: فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ. قَالَ: فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ: أَمَّا هٰذَا فَقَدْ قَضٰى مَا عَلَيْهِ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا، فَإِنِ اسْتَطَاعَ أَنْ يُغَيِّرَهُ بِيَدِهِ فَلْيَفْعَلْ، وَقَالَ مَرَّةً فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ بِيَدِهِ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ بِلِسَانِهِ فَبِقَلْبِهِ وَذٰلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ.)) (مسند احمد: ۱۱۰۸۹)

سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مروان نے عید والے دن (عید گاہ میں) منبر رکھوایا، جبکہ یہ اس سے پہلے نہیں نکالا جاتا تھا اور نماز سے پہلے خطبے سے ابتدا کی، جبکہ اس سے نہیں، بلکہ نماز سے ابتدا کی جاتی تھی۔ ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا: مروان! تو نے سنت کی مخالفت کی ہے، تو نے آج عید کے دن منبر نکالا ہے، جبکہ اسے نہیں نکالا جاتا تھا اور تو نے نماز سے پہلے خطبہ سے ابتدا کی ہے، حالانکہ خطبہ سے تو ابتدا نہیں کی جاتی تھی۔ سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یہ آدمی کون ہے؟ لوگوں نے کہا: فلان بن فلان ہے۔ پھر انھوں نے کہا: اس شخص نے تو اپنی ذمہ داری پوری کر دی ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''تم میں سے جو شخص برائی کو دیکھے اور اسے ہاتھ سے روکنے کی طاقت ہو تو وہ اس کو روکے، اگر ہاتھ سے ایسا کرنے کی طاقت نہ رکھے تو زبان سے روکے، اگر زبان سے بھی قدرت نہ ہو تو دل سے (برا جانے) اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔''

فوائد:...... دیکھیں حدیث نمبر (۲۸۶۶)

(۱۱۹۳۱) تخریج: أخرجه مسلم: ٤٩ (انظر: ۱۱۰۷۳/أ)

(۱۱۹۳۲)۔ عَنْ أَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لا یَمْنَعَنَّ أَحَدَكُمْ مَخَافَةُ النَّاسِ أَنْ یَقُولَ بِالْحَقِّ إِذَا شَهِدَهُ أَوْ عَلِمَهُ۔)) قَالَ أَبُو سَعِیدٍ: فَحَمَلَنِی عَلٰی ذٰلِكَ أَنِّی رَكِبْتُ إِلٰی مُعَاوِیَةَ فَمَلَأْتُ أُذُنَیْهِ ثُمَّ رَجَعْتُ۔ (مسند احمد: ۱۱۸۱۵)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کسی کو لوگوں کا خوف حق بات کہنے سے نہ روکے، جبکہ وہ موقع پر موجود ہو یا حق بات کو جانتا ہو۔'' سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اس حدیث نے مجھے آمادہ کیا اور میں سواری پر سوار ہو کر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاں گیا اور ان کو بہت سی احادیث سنا کر واپس آ گیا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِی أَبِی سَلَمَةَ رضی اللہ عنہ

سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(۱۱۹۳۳)۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَتْ: دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰی أَبِی سَلَمَةَ، وَقَدْ شَقَّ بَصَرُهُ فَأَغْمَضَهُ ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ الرُّوحَ إِذَا قُبِضَ تَبِعَهُ الْبَصَرُ۔)) فَضَجَّ نَاسٌ مِنْ أَهْلِهِ فَقَالَ: ((لا تَدْعُوا عَلٰی أَنْفُسِكُمْ إِلَّا بِخَیْرٍ، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ یُؤَمِّنُونَ عَلٰی مَا تَقُولُونَ۔)) ثُمَّ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِأَبِی سَلَمَةَ وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ فِی الْمَهْدِیِّینَ، وَاخْلُفْهُ فِی عَقِبِهِ فِی الْغَابِرِینَ، وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهُ یَا رَبَّ الْعَالَمِینَ، اللّٰهُمَّ افْسَحْ فِی قَبْرِهِ وَنَوِّرْ لَهُ فِیهِ۔)) (مسند احمد: ۲۷۰۷۸)

ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سیدنا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی آنکھیں یعنی نظر اوپر کو اٹھ چکی تھیں۔ (دراصل ان کی وفات ہو رہی تھی یا ہو چکی تھی اور آنکھیں کھلی تھیں)، رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے۔ آپ ﷺ نے ان کی آنکھوں کو بند کیا اور فرمایا: ''جب روح قبض کی جاتی ہے تو نظر اس کا پیچھا کرتی ہے۔'' یہ سن کر ان کے گھر والے رونے لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنے حق میں صرف خیر و بھلائی کی ہی دعا کرو، تم جو کچھ بھی کہتے ہو فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں۔'' پھر آپ ﷺ نے خود یوں دعا کی: ''اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِأَبِی سَلَمَةَ وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ فِی الْمَهْدِیِّینَ، وَاخْلُفْهُ فِی عَقِبِهِ فِی الْغَابِرِینَ، وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهُ یَا رَبَّ الْعَالَمِینَ، اللّٰهُمَّ افْسَحْ فِی قَبْرِهِ وَنَوِّرْ لَهُ فِیهِ'' (یا اللہ! ابوسلمہ کی مغفرت فرما اور ہدایت یافتہ لوگوں میں ان کے درجات بلند فرما اور ان کے بعد باقی رہ جانے والوں میں تو اس کا خلیفہ بن جا اور اے رب العالمین! تو اس کی اور ہماری مغفرت فرما، یا اللہ! اس کی قبر کو کشادہ کر اور اسے اس کے لیے روشن فرما۔)

(۱۱۹۳۲) تخریج: حدیث صحیح، اخرجه الترمذی: ۲۱۹۱، وابن ماجه: ٤٠٠٧ (انظر: ۱۱۷۹۳)

(۱۱۹۳۳) تخریج: اخرجه مسلم: ۹۲۰ (انظر: ۲٦٥٤٣)

فوائد:...... سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ قریش کی شاخ بنومخزوم سے ہیں، یہ قدیم الاسلام صحابی ہیں، انہوں نے اپنی اہلیہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ مکہ مکرمہ سے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی اور پھر مدینہ منورہ کی طرف بھی ہجرت کرنے کی سعادت حاصل ہوئی، بدر اور احد کے غزوات میں شریک ہوئے، غزوۂ احد میں ان کو زخم آئے تھے، ان کے زخم ٹھیک ہو گئے تھے، لیکن پھر دوبارہ تازہ ہو گئے اور اسی کے سبب ان کی وفات ہو گئی۔

حَرْفُ الشِّيْنِ وَالصَّادِ وَالضَّادِ مُهْمَلَةٌ

''ش، ص اور ض'' سے شروع ہونے والے نام نہیں ہیں

حَرْفُ الطَّاءِ

''ط'' سے شروع ہونے والے نام

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ أَبِي الطُّفَيْلِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

سیدنا ابوطفیل رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(۱۱۹۳٤)۔ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَنْبَأَنَا الْجُرَيْرِيُّ قَالَ: كُنْتُ أَطُوفُ مَعَ أَبِي الطُّفَيْلِ فَقَالَ: مَا بَقِيَ أَحَدٌ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ غَيْرِي، قَالَ: قُلْتُ: وَرَأَيْتَهُ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: قُلْتُ: كَيْفَ كَانَ صِفَتُهُ؟ قَالَ: كَانَ أَبْيَضَ مَلِيحًا مُقَصَّدًا۔ (مسند احمد: ۲٤۲۰۷)

جریری سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں سیدنا ابوطفیل رضی اللہ عنہ کے ساتھ طواف کر رہا تھا۔ انہوں نے کہا: میرے سوا کوئی ایسا آدمی باقی نہیں رہا، جس نے رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی ہو۔ میں نے ان سے کہا: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔ میں نے پوچھا: رسول اللہ ﷺ کا حلیہ کیسا تھا؟ انھوں نے کہا: آپ گورے خوبصورت اور میانہ قد کے تھے۔

(۱۱۹۳۵)۔ وَعَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَدْرَكْتُ ثَمَانَ سِنِيْنَ مِنْ حَيَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَوُلِدْتُ عَامَ أُحُدٍ۔ (مسند احمد: ۲٤۲۰۹)

سیدنا ابوطفیل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میری ولادت احد کے سال ہوئی تھی اور میں نے رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے آٹھ سال پائے ہیں۔

فوائد:...... سیدنا ابوطفیل رضی اللہ عنہ کا نام عامر بن واثلہ ہے، ان کی وفات (۱۱۰) سن ہجری میں ہوئی، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں سب سے آخر میں ان کا انتقال ہوا تھا، حدیث نمبر (۱۱۶۰۸) میں ان کی وفات کا ذکر ہو چکا ہے۔

(۱۱۹۳٤) تخريج: اخرجه مسلم: ۲۳٤۰ (انظر: ۲۳۷۹۷)

(۱۱۹۳۵) تخريج: اسناده حسن، اخرجه الحاكم: ۳/ ٦۱۸، والطبرانی فی "الاوسط": ٤۳۰۲ (انظر: ۲۳۷۹۹)

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ أَبِيْ طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ

سیدنا ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(۱۱۹۳۶)۔ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أَبَا طَلْحَةَ كَانَ يَرْمِي بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ، وَالنَّبِيُّ ﷺ خَلْفَهُ يَتَتَرَّسُ بِهِ وَكَانَ رَامِيًا، وَكَانَ إِذَا رَمٰى رَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ شَخْصَهُ يَنْظُرُ أَيْنَ يَقَعُ سَهْمُهُ، وَيَرْفَعُ أَبُو طَلْحَةَ صَدْرَهُ وَيَقُولُ: هٰكَذَا بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللّٰهِ، لَا يُصِيبُكَ سَهْمٌ نَحْرِي دُونَ نَحْرِكَ، وَكَانَ أَبُو طَلْحَةَ يَسُوقُ نَفْسَهُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَيَقُولُ: إِنِّي جَلْدٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَوَجِّهْنِي فِي حَوَائِجِكَ وَمُرْنِي بِمَا شِئْتَ۔ (مسند احمد: ۱٤۱۰٤)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ احد کے دن نبی کریم ﷺ کے سامنے کھڑے کفار پر تیر برسا رہے تھے اور نبی کریم ﷺ ان کے پیچھے کھڑے ان کو ڈھال بنائے ہوئے تھے، سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بڑے اچھے تیر انداز تھے، جب وہ تیر چھوڑتے تو رسول اللہ ﷺ سر اٹھا کر دیکھتے کہ تیر کہاں جا کر گرتا ہے اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بھی خوشی سے سینہ تان کر کہتے: اللہ کے رسول میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں! ایسے ہوتی ہے تیراندازی، اللہ کی قسم! کوئی تیر آپ تک نہیں ❶ پہنچے گا، میری گردن آپ کے آگے ہے۔ سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ خود کو رسول اللہ ﷺ کے آگے لے جاتے اور کہتے: اے اللہ کی رسول! میں مضبوط ہوں، آپ اپنے کاموں کے لیے مجھے بھیجا کریں اور جو چاہیں مجھے حکم دیا کریں۔

فوائد:...... کیا بات ہے نبی کریم ﷺ کی اس محبت کی، جو اللہ تعالی نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں میں ودیعت کر دی تھی، اگر نبی کریم ﷺ کے دفاع میں جان کا نذرانہ پیش کرنا پڑ جاتا تو یہ ان نفوسِ قدسیہ کے لیے کوئی مشکل مرحلہ نہیں ہوتا تھا۔

سیدنا ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کا نام زید بن سہل بن اسود بن حرام ہے، انصار کے قبیلہ خزرج سے ان کا تعلق ہے، بدر اور اس کے بعد کے تمام معرکوں میں شریک رہے، یہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی والدہ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے شوہر ہیں، جب سیدنا ابوطلحہ نے سیدہ ام سلیم کو نکاح کا پیغام بھیجا تو انھوں نے جوابا کہا: آپ جیسے آدمی کو رد تو نہیں کرنا چاہیے، لیکن وجہ یہ ہے کہ میں مسلمان ہوں اور تم کافر ہو، اس لیے تم میرے لیے حلال نہیں ہو، اگر تم اسلام لے آؤ تو یہی میرا مہر ہوگا، چنانچہ وہ مسلمان ہو گئے اور ان کا یہی مہر قرار پایا۔ ان کی وفات ۳۴ھ میں ہوئی اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ ایک روایت کے مطابق یہ نبی کریم ﷺ کے بعد چالیس برس حیات رہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک غزوہ کے دوران ایک سمندر میں ان کی وفات ہوئی، ان کی تدفین کے لیے سات دن بعد ایک جزیرہ میں جگہ مل سکی۔ اس وقت تک ان کے جسم میں کسی قسم کا تغیر نہ آیا تھا۔

(۱۱۹۳٦) تخريج: أخرجه البخاري: ۲۸۸۰، ۳۸۱۱، ٤۰٦٤، ومسلم: ۱۸۱۱ (انظر: ۱٤۰۵۸)

(۱۱۹۳۷)۔ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((صَوْتُ أَبِي طَلْحَةَ فِي الْجَيْشِ خَيْرٌ مِنْ فِئَةٍ۔)) قَالَ: وَكَانَ يَجْثُو بَيْنَ يَدَيْهِ فِي الْحَرْبِ، ثُمَّ يَنْثُرُ كِنَانَتَهُ وَيَقُولُ: وَجْهِي لِوَجْهِكَ الْوِقَاءُ، وَنَفْسِي لِنَفْسِكَ الْفِدَاءُ۔ (مسند احمد: ۱۳۷۸۱)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لشکر میں ابوطلحہ اکیلے کی آواز پوری جماعت کی آواز سے بہتر ہے۔“ جنگ کے دوران سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے گھٹنوں کے بل کھڑے ہو جاتے اور اپنے ترکش کے تیروں کو بکھیر دیتے اور کہتے: اے اللہ کے رسول! میرا چہرہ آپ کے چہرے کو بچانے والا ہے اور میری جان آپ کے لیے فدا ہے۔

فوائد:...... سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی آواز میں رعب اور دبدبہ تھا، جس سے دشمن سہم جاتے تھے اور وہ سمجھتے تھے کہ واقعی کسی جنگجو کی آواز آ رہی ہے۔

(۱۱۹۳۸)۔ قَالَ: كَانَ أَبُو طَلْحَةَ يَتَتَرَّسُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِتُرْسٍ وَاحِدٍ، وَكَانَ أَبُو طَلْحَةَ حَسَنَ الرَّمْيِ، فَكَانَ إِذَا رَمٰى أَشْرَفَ النَّبِيُّ ﷺ يَنْظُرُ إِلٰى مَوَاقِعِ نَبْلِهِ۔ (مسند احمد: ۱۳۸۳۶)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک ہی ڈھال کی اوٹ میں ہو جاتے اور سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ بہترین تیر انداز تھے، جب وہ تیر چلاتے تو نبی کریم ﷺ گردن اٹھا کر دیکھتے کہ تیر کہاں جا کر گرتا ہے۔

(۱۱۹۳۹)۔ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِأَبِي طَلْحَةَ: ((أَقْرِءْ قَوْمَكَ السَّلَامَ، فَإِنَّهُمْ مَا عَلِمْتُ أَعِفَّةٌ صُبُرٌ۔)) (مسند احمد: ۱۲۵۴۹)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”تم اپنی قوم کو میرا اسلام کہنا، میرے علم کے مطابق یہ لوگ پاکدامن اور صابر ہیں۔“

(۱۱۹۴۰)۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ: كَانَ أَبُوطَلْحَةَ يُكْثِرُ الصَّوْمَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَلَمَّا مَاتَ النَّبِيُّ ﷺ كَانَ لَا يُفْطِرُ إِلَّا فِي سَفَرٍ أَوْ مَرَضٍ۔ (مسند احمد: ۱۲۰۳۹)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں بھی کثرت سے روزے رکھا کرتے تھے۔ لیکن جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی تو پھر تو وہ صرف سفر یا بیماری کی وجہ سے ہی روزے کا ناغہ کرتے تھے۔

فوائد:...... قابل توجہ بات ہے کہ صحیح بخاری کی روایت میں اس روایت کے ابتدائی الفاظ یہ ہیں: كَانَ

(۱۱۹۳۷) تخريج: حديث صحيح، اخرجه ابويعلى: ۳۹۸۳ (انظر: ۱۳۷۴۵)

❶ بخاری (۳۸۱۱) میں ہے کہ نبی کریم ﷺ گردن اٹھا کر دیکھتے کہ ابوطلحہ کا تیر کہاں جا کر گرتا ہے، تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ عرض کرتے اے اللہ کے رسول! آپ سر اٹھا کر نہ دیکھیں، ایسا نہ ہو کہ آپ کو دشمن کا کوئی تیر لگ جائے۔ (عبداللہ رفیق)

(۱۱۹۳۸) تخريج: اخرجه البخارى: ۲۹۰۲ (انظر: ۱۳۸۰۰)

(۱۱۹۳۹) تخريج: اسناده ضعيف لضعف محمد بن ثابت البنانى، اخرجه الترمذى: ۳۹۰۳ (انظر: ۱۲۵۲۱)

(۱۱۹۴۰) تخريج: أخرجه البخارى: ۲۸۲۸ (انظر: ۱۲۰۱۶)

أَبُوْ طَلْحَةَ لَا يَصُوْمُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ اَجْلِ الْغَزْوِ۔ (سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ جہاد کی وجہ سے نبی کریم ﷺ کے عہد میں روزہ نہیں رکھا کرتے تھے)۔اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مسند احمد کی اس حدیث کے الفاظ "یُکْثِرُ" دراصل "لَا یُکْثِرُ" تھے، "لَا" ساقط ہوگیا، یعنی سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ عہدِ نبوی میں جہادی مصروفیات کی وجہ سے زیادہ روزے نہیں رکھا کرتے تھے۔

حَرْفُ الطَّاءِ مُهْمَلٌ

"ط" سے کوئی نام شروع نہیں ہوتا

(حَرْفُ الْعَيْنِ الْمُهْمَلَةِ)

"ع" سے شروع ہونے والے نام

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ أَبِيْ عَامِرٍ الْأَشْعَرِيِّ وَاسْمُهُ عُبَيْدٌ رضی اللہ عنہ

سیدنا ابو عامر عبید اشعری رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(۱۱۹۴۱)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُعَيْمٍ الْقَيْسِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي الضَّحَّاكُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَرْزَبٍ الْأَشْعَرِيُّ أَنَّ أَبَا مُوْسٰى حَدَّثَهُمْ قَالَ: لَمَّا هَزَمَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ هَوَازِنَ بِحُنَيْنٍ عَقَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِأَبِيْ عَامِرٍ الْأَشْعَرِيِّ عَلٰى خَيْلِ الطَّلَبِ، فَطَلَبَ فَكُنْتُ فِيْمَنْ طَلَبَهُمْ فَأَسْرَعَ بِهِ فَرَسُهُ فَأَدْرَكَ ابْنَ دُرَيْدِ بْنِ الصِّمَّةِ فَقَتَلَ أَبَا عَامِرٍ وَأَخَذَ اللِّوَاءَ، وَشَدَدْتُ عَلَى ابْنِ دُرَيْدٍ فَقَتَلْتُهُ وَأَخَذْتُ اللِّوَاءَ، وَانْصَرَفْتُ بِالنَّاسِ، فَلَمَّا رَآنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَحْمِلُ اللِّوَاءَ قَالَ: ((يَا أَبَا

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے حنین میں بنو ہوازن کو ہزیمت سے دو چار کیا، تو رسول اللہ نے بھاگ جانے والے مشرکوں کا پیچھا کرنے کے لیے سیدنا ابو عامر اشعری رضی اللہ عنہ کو گھڑ سواروں کے ایک دستہ پر مامور فرمایا، یہ ان کے پیچھے روانہ ہوئے، میں بھی ان کے ساتھ تھا، سیدنا ابو عامر رضی اللہ عنہ کا گھوڑا تیزی سے ان کو لے کر آگے نکل گیا، انہوں نے ابن درید کو جا لیا، لیکن ابن درید نے سیدنا ابو عامر رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا اور ان کا جھنڈا قبضے میں لے لیا، پھر میں نے ابن درید کا پیچھا کر کے اسے قتل کر دیا اور جھنڈا دوبارہ اپنے قبضے میں لے لیا اور میں لوگوں کے ساتھ واپس ہوا، رسول اللہ نے جھنڈا اُٹھائے دیکھا تو فرمایا: "اے ابو موسیٰ! کیا ابو عامر قتل ہو گئے

(۱۱۹۴۱) تخريج: حديث صحيح بغير هذه السياقة، وهذا اسناد ضعيف لضعف عبد الله بن نُعيم، ولانقطاعه، الضحاك بن عبد الرحمن روايته عن ابي موسى مرسلة أخرجه ابويعلي: ۷۲۲۲، وابن حبان: ۷۱۹۱ (انظر: ۱۹۵٦۷)

مُوسَى! قُتِلَ أَبُو عَامِرٍ؟)) قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ، يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَفَعَ يَدَيْهِ يَدْعُو يَقُولُ: ((اَللّٰهُمَّ عُبَيْدَكَ عُبَيْدًا أَبَا عَامِرٍ اجْعَلْهُ مِنَ الْأَكْثَرِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) (مسند احمد: ۱۹۷۹۶)

ہیں؟'' میں نے عرض کیا: جی ہاں، اے اللہ کے رسول! میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے یہ دعا کر رہے تھے: ''اے اللہ اپنے پیارے بندے عبید ابو عامر کو قیامت کے روز ان لوگوں میں بنانا جن کے صالح اعمال بہت اور بے شمار بلند درجات ہوں۔''

فوائد:...... اس روایت کا صحیح سیاق درج ذیل ہے، جو کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے:

سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: لَمَّا فَرَغَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ حُنَيْنٍ بَعَثَ أَبَا عَامِرٍ عَلَى جَيْشٍ إِلَى أَوْطَاسٍ فَلَقِيَ دُرَيْدَ بْنَ الصِّمَّةِ فَقُتِلَ دُرَيْدٌ وَهَزَمَ اللّٰهُ أَصْحَابَهُ قَالَ أَبُو مُوسَى وَبَعَثَنِي مَعَ أَبِي عَامِرٍ فَرُمِيَ أَبُو عَامِرٍ فِي رُكْبَتِهِ رَمَاهُ جُشَمِيٌّ بِسَهْمٍ فَأَثْبَتَهُ فِي رُكْبَتِهِ فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ: يَا عَمِّ مَنْ رَمَاكَ فَأَشَارَ إِلَى أَبِي مُوسَى فَقَالَ ذَاكَ قَاتِلِي الَّذِي رَمَانِي فَقَصَدْتُ لَهُ فَلَحِقْتُهُ فَلَمَّا رَآنِي وَلَّى فَاتَّبَعْتُهُ وَجَعَلْتُ أَقُولُ لَهُ أَلَا تَسْتَحْيِي أَلَا تَثْبُتُ فَكَفَّ فَاخْتَلَفْنَا ضَرْبَتَيْنِ بِالسَّيْفِ فَقَتَلْتُهُ ثُمَّ قُلْتُ لِأَبِي عَامِرٍ قَتَلَ اللّٰهُ صَاحِبَكَ قَالَ فَانْزِعْ هٰذَا السَّهْمَ فَنَزَعْتُهُ فَنَزَا مِنْهُ الْمَاءُ قَالَ: يَا ابْنَ أَخِي أَقْرِءِ النَّبِيَّ ﷺ السَّلَامَ وَقُلْ لَهُ اسْتَغْفِرْ لِي وَاسْتَخْلَفَنِي أَبُو عَامِرٍ عَلَى النَّاسِ فَمَكُثَ يَسِيرًا ثُمَّ مَاتَ فَرَجَعْتُ فَدَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فِي بَيْتِهِ عَلَى سَرِيرٍ مُرْمَلٍ وَعَلَيْهِ فِرَاشٌ قَدْ أَثَّرَ رِمَالُ السَّرِيرِ بِظَهْرِهِ وَجَنْبَيْهِ فَأَخْبَرْتُهُ بِخَبَرِنَا وَخَبَرِ أَبِي عَامِرٍ وَقَالَ قُلْ لَهُ اسْتَغْفِرْ لِي فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ أَبِي عَامِرٍ۔)) وَرَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَوْقَ كَثِيرٍ مِنْ خَلْقِكَ مِنَ النَّاسِ۔)) فَقُلْتُ وَلِي فَاسْتَغْفِرْ فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ ذَنْبَهُ وَأَدْخِلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُدْخَلًا كَرِيمًا۔))

جب نبی کریم ﷺ غزوہ حنین سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے ابو عامر کو ایک لشکر کا سردار بنا کر قوم اوطاس کی جانب بھیجا، ان کا مقابلہ درید سے ہوا، درید مارا گیا اور اس کے ساتھیوں کو اللہ نے شکست دی، سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: آپ ﷺ نے مجھے بھی ابو عامر کے ساتھ بھیجا تو ابو عامر کے گھٹنا میں ایک تیر آ کر لگا جو ایک جشمی آدمی نے پھینکا تھا، وہ تیر ان کے زانو میں اتر گیا، میں ان کے پاس گیا اور پوچھا، چچا جان! آپ کو کس نے تیر مارا ہے؟ انہوں نے سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو اشارہ سے بتایا کہ میرا قاتل وہ ہے، جس نے میرے تیر مارا ہے، پس میں اس کی تاک میں چلا، جب اس نے مجھے دیکھا تو وہ بھاگا۔ میں نے اس کا پیچھا کیا اور اس سے کہتا جا رہا تھا: او بے غیرت، او بے غیرت، اب ٹھہرتا کیوں نہیں؟ وہ ٹھہر گیا میں اور وہ ایک دوسرے پر تلواروں سے حملہ آور ہوئے اور میں نے اسے قتل کر دیا، پھر میں نے ابو عامر سے کہا: اللہ نے آپ کے قاتل کو ہلاک کر دیا ہے، انہوں نے کہا: میرا یہ پیوست شدہ تیر تو نکالو میں نے وہ تیر نکالا

تو اس (زخم) سے پانی نکلا، انہوں نے کہا: برادر زادہ! نبی کریم ﷺ کو میرا سلام کہنا اور آپ سے عرض کرنا کہ میرے لئے دعائے مغفرت کریں، ابوعامر نے مجھے اپنی جگہ امیر لشکر نامزد کیا تھوڑی دیر زندہ رہ کر وہ شہید ہو گئے، میں واپس لوٹا اور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا، آپ ﷺ اپنے مکان میں بان والی چار پائی پر لیٹے ہوئے تھے اور اس پر (برائے نام ایسا) بستر تھا کہ چارپائی کے بان کے نشانات آپ کی پشت اور پہلوؤں میں پڑ گئے، چنانچہ میں نے آپ ﷺ کو اپنے اور ابوعامر کے حالات کی اطلاع دی اور (میں نے کہا کہ) انہوں نے آپ سے یہ عرض کرنے کو کہا ہے کہ میرے لئے دعائے مغفرت کیجئے، آپ ﷺ نے پانی منگوا کر وضو کیا، پھر اپنے ہاتھ اٹھا کر فرمایا: ''اے اللہ! ابوعامر عبید کی مغفرت فرما اور (آپ ﷺ کے ہاتھ اتنے اونچے تھے کہ) آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی میں دیکھ رہا تھا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! اسے قیامت کے دن اپنی بہت سی مخلوق پر فضیلت عطا فرما۔'' میں نے عرض کیا: میرے لئے بھی دعائے مغفرت فرمایئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! عبداللہ بن قیس کے گناہوں کو بخش دے اور قیامت کے دن اسے معزز جگہ داخل فرما۔'' ابوبردہ کہتے ہیں کہ ان میں سے ایک دعا سیدنا ابوعامر رضی اللہ عنہ کے لئے تھی اور دوسری سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے لئے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ أَبِيْ عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ أَمِيْنِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ رضی اللہ عنہ
امین الامہ سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(۱۱۹۴۲)۔ عَنْ شُرَيْحِ بْنِ عُبَيْدٍ، وَرَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ وَغَيْرِهِمَا قَالُوْا: لَمَّا بَلَغَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَرْغَ حُدِّثَ أَنَّ بِالشَّامِ وَبَاءً شَدِيدًا، قَالَ: بَلَغَنِي أَنَّ شِدَّةَ الْوَبَاءِ فِي الشَّامِ، فَقُلْتُ: إِنْ أَدْرَكَنِي أَجَلِي وَأَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ حَيٌّ اسْتَخْلَفْتُهُ، فَإِنْ سَأَلَنِي اللّٰهُ لِمَ اسْتَخْلَفْتَهُ عَلٰى أُمَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ قُلْتُ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَكَ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ أَمِينًا وَأَمِينِي أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ۔)) فَأَنْكَرَ الْقَوْمُ ذٰلِكَ وَقَالُوْا: مَا بَالُ عُلْيَا قُرَيْشٍ يَعْنُونَ بَنِي فِهْرٍ، ثُمَّ قَالَ: فَإِنْ أَدْرَكَنِي أَجَلِي وَقَدْ تُوُفِّيَ

شریح بن عبید اور راشد بن سعد وغیرہ سے مروی ہے کہ جب سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سرغ کے مقام تک پہنچے تو ان کو اطلاع ملی کہ سر زمین شام میں شدید قسم کی وباء پھوٹ پڑی ہے، انہوں نے لوگوں سے کہا: مجھے اطلاع ملی ہے کہ شام میں شدید وبا پھیل گئی ہے، میں نے سوچا ہے کہ اگر مجھے موت نے آلیا اور سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ زندہ رہ گئے تو میں ان کو اپنا خلیفہ نامزد کر کے جاؤں گا، اگر اللہ نے مجھ سے پوچھا کہ تو نے محمد ﷺ کی امت پر ان کو خلیفہ نامزد کیوں کیا تو میں جواب دوں گا کہ میں نے تیرے رسول ﷺ کو فرماتے سنا تھا کہ ''ہر نبی کا ایک قابل اعتماد آدمی ہوتا ہے اور میرا قابل اعتماد آدمی ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ہے۔'' لوگوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی اس بات کا انکار کرتے ہوئے کہا: قریش کے

(۱۱۹۴۲) تخریج: حسن لغیرہ، اخرجہ بنحوہ الحاکم: ۳/ ۲۶۸، واحمد فی "الفضائل": ۱۲۸۵ (انظر: ۱۰۸)

أَبُو عُبَيْدَةَ اسْتَخْلَفْتُ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ، فَإِنْ سَأَلَنِي رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ لِمَ اسْتَخْلَفْتَهُ؟ قُلْتُ: سَمِعْتُ رَسُولَكَ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّهُ يُحْشَرُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بَيْنَ يَدَيِ الْعُلَمَاءِ نَبْذَةً.)) (مسند احمد: ۱۰۸)

اشراف کا کیا بنے گا، ان کی مراد بنو فہر کے لوگ تھے، لیکن سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر مجھے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے بعد موت آئی تو میں سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو خلیفہ نامزد کروں گا، اگر میرے رب عزوجل نے مجھ سے دریافت کیا کہ تو نے ان کو خلیفہ نامزد کیوں کیا تو میں کہوں گا کہ میں نے تیرے رسول ﷺ کو فرماتے سنا تھا کہ ''معاذ قیامت کے دن اہل علم کے آگے آگے جائیں گے۔''

فوائد:...... سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں، ان کا نام عامر بن عبداللہ بن جراح ہے، ساتویں پشت میں فہر بن مالک پر جا کر ان کا نسب رسول اللہ ﷺ کے نسب سے جا ملتا ہے، یہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں، قدیم الاسلام ہیں، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بدر اور اس کے بعد کے غزوات میں شریک رہے، رسول اللہ ﷺ نے ان کو ''امین الامۃ'' کے لقب سے نوازا ہے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ان کی طرف سے سرزمین شام کے عامل تھے اور وہیں (۱۸) سن ہجری میں (۵۸) سال کی عمر میں طاعون عمواس کے دوران وفات پائی۔

''امین'' سے مراد وہ قابل اعتماد آدمی ہے، جس پر اعتبار کیا جائے، سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کا امانت کے ساتھ خاص کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ وصف ان میں بدرجۂ اتم پایا جاتا تھا، جیسا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سب سے بڑھ کر شرم وحیا سے متصف تھے۔

(۱۱۹۴۳)۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ رضی اللہ عنہا: أَيُّ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ كَانَ أَحَبَّ إِلَيْهِ قَالَتْ: أَبُو بَكْرٍ، قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَتْ: ثُمَّ عُمَرُ، قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَتْ: أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ، قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: فَسَكَتَتْ۔ (مسند احمد: ۲۶۳۵۳)

عبداللہ بن شقیق سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: رسول اللہ ﷺ کو کس صحابی سے سب سے زیادہ محبت تھی؟ انہوں نے کہا: سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے۔ میں نے پوچھا: ان کے بعد کون محبوب تھا؟ انہوں نے کہا: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ۔ میں نے کہا: ان کے بعد؟ انھوں نے کہا: سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ، میں نے دریافت کیا کہ ان کے بعد کون؟ لیکن اس بار وہ خاموش رہیں۔

(۱۱۹۴۴)۔ عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ قَالَ: قَالَ عُمَرُ لِأَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ: ابْسُطْ يَدَكَ

ابو بختری سے مروی ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ اپنا ہاتھ بڑھائیں تا کہ میں آپ کے

(۱۱۹۴۳) تخریج: اخرجه مسلم: ۷۱۷، ۷۳۲، ۱۱۵۶ (انظر: ۲۵۸۲۹)

(۱۱۹۴۴) تخریج: اسناده ضعیف لانقطاعه، ابو البختری سعید بن فیروز لم یدرك عمر، اخرجه الحاکم: ۳/ ۲۶۷ (انظر: ۲۳۳)

حَتّٰى أُبَايِعَكَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((أَنْتَ أَمِينُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ۔)) فَقَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ: مَا كُنْتُ لِأَتَقَدَّمَ بَيْنَ يَدَيْ رَجُلٍ أَمَرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَؤُمَّنَا، فَأَمَّنَا حَتّٰى مَاتَ۔ (مسند احمد: ۲۳۳)

ہاتھ پر بیعت کروں، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ ''آپ اس امت کے امین یعنی انتہائی قابل اعتماد آدمی ہیں۔'' تو سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اس آدمی سے آگے کیسے بڑھ سکتا ہوں جسے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا کہ وہ ہماری امامت کرائیں، پھر انھوں نے اپنی وفات تک ہماری امامت کرائی۔

فوائد:...... سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی مراد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے، جن کو نبی کریم ﷺ نے اپنی مرض الموت میں یہ حکم دیا تھا کہ وہ لوگوں کو امامت کروائیں۔

یہ روایت تو ضعیف ہے، سقیفہ بنو ساعدہ میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ رائے پیش کی تھی کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ میں سے کسی ایک کی بیعت کی جائے، لیکن ان کے جواب میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے خود سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حق میں رائے دی اور ان کی بیعت کر لی، ان کے بعد لوگوں نے ان کی بیعت کرنا شروع کر دی۔

(۱۱۹۴۵)۔ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ: اسْتَعْمَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ عَلَى الشَّامِ وَعَزَلَ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ، قَالَ: فَقَالَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ: بُعِثَ عَلَيْكُمْ أَمِينُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((أَمِينُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ۔)) قَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((خَالِدٌ سَيْفٌ مِنْ سُيُوفِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَنِعْمَ فَتَى الْعَشِيرَةِ۔)) (مسند احمد: ۱۶۹۴۷)

عبدالملک بن عمیر سے مروی ہے کہ جب سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو معزول کر کے سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو شام کا عامل مقرر کیا تو سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کہا: اس امت کے امین اور انتہائی قابل اعتماد آدمی کو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ ''اس امت کے امین ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ہیں۔'' سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے بھی رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ ''خالد بن ولید اللہ تعالیٰ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے اور اپنے خاندان کا بہترین فرد ہے۔''

فوائد:...... ایسے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور فتح کو لازم ملزوم قرار دیا ہے اور سیدنا خالد رضی اللہ عنہ کی ان فتوحات کے سلسلے کی وجہ سے بعض لوگ اس فتنے میں مبتلا ہو گئے کہ اگر سیدنا خالد رضی اللہ عنہ کی قیادت موجود ہے تو فتح یقینی ہے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی راسخ توحید نے یہ تقاضا کیا کہ سیدنا خالد رضی اللہ عنہ کو معزول کر کے لوگوں کو یہ سبق دیا جائے کہ فتح اور مدد صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

(۱۱۹۴۵) تخریج: حدیث صحیح لغیرہ، اخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۳۸۲۵، وفی "الاوسط": ۵۸۱۱ (انظر: ۱۶۸۲۳)

سیدنا عمر بن خطاب کے سیدنا خالد بن ولید کو معزول کرنے کی وجہ کیا تھی، اس بارے ایک رائے ہمارے فاضل محقق ﷾ نے ذکر کی ہے۔ اس کی مزید وضاحت کے لیے شاندار بحث دیکھیں تاریخ اسلام جلد اوّل (ص ۳۸۳ تا ۲۸۶) از اکبر شاہ نجیب آبادی۔

(۱۱۹۴۶)۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: جَاءَ الْعَاقِبُ وَالسَّيِّدُ صَاحِبَا نَجْرَانَ، قَالَ: وَأَرَادَا أَنْ يُلَاعِنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: لَا تُلَاعِنْهُ فَوَاللّٰهِ! لَئِنْ كَانَ نَبِيًّا فَلَعَنَّا، قَالَ خَلَفٌ: فَلَاعَنَّا لَا نُفْلِحُ نَحْنُ وَلَا عَقِبُنَا أَبَدًا، قَالَ: فَأَتَيَاهُ فَقَالَا: لَا نُلَاعِنُكَ وَلٰكِنَّا نُعْطِيكَ مَا سَأَلْتَ، فَابْعَثْ مَعَنَا رَجُلًا أَمِينًا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَأَبْعَثَنَّ رَجُلًا أَمِينًا حَقَّ أَمِينٍ حَقَّ أَمِينٍ۔)) قَالَ: فَاسْتَشْرَفَ لَهَا أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: فَقَالَ: ((قُمْ يَا أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ۔)) قَالَ: فَلَمَّا قَفَّى، قَالَ: ((هٰذَا أَمِينُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ۔)) (مسند احمد: ۳۹۳۰)

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نجران کے حاکم کے دونمائندے عاقب اور سید آئے، وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ملاعنت یعنی مباہلہ کرنا چاہتے تھے، لیکن ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: اس محمد (ﷺ) سے مباہلہ نہ کرو۔ اللہ کی قسم! اگر یہ سچا نبی ہوا اور ہم نے ان سے مباہلہ کر لیا تو نہ ہم فلاح پائیں گے اور نہ ہمارے بعد ہماری نسل فلاح پا سکے گی۔ انہوں نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: ہم آپ سے مباہلہ نہیں کرتے، البتہ ہم آپ کا مطالبہ پورا کر دیتے ہیں، آپ کسی امین آدمی کو ہمارے ساتھ روانہ کریں تاکہ ہم صلح نامہ کے مطابق طے شدہ مال اسے ادا کر دیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں تمہارے ساتھ ایک ایسے آدمی کو بھیجوں گا جو صحیح معنوں میں امین اور دیانت دار ہے۔'' یہ سن کر سب صحابہ نے نظریں اٹھا اٹھا کر رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھا (کہ یہ منصب کس خوش نصیب کو ملتا ہے) پس آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابو عبیدہ! اٹھو۔'' جب سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ روانہ ہو گئے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''یہ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اس امت کا امین اور قابل اعتماد آدمی ہے۔''

(۱۱۹۴۷)۔ وَعَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِهِ۔ (مسند احمد: ۲۳۶۶۱)

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم ﷺ سے گزشتہ حدیث کی مانند روایت بیان کی ہے۔

(۱۱۹۴۸)۔ وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اہل یمن

(۱۱۹۴۶) تخریج: اسناده صحیح علی شرط الشیخین، اخرجه ابن ماجه: ۱۳۶ (انظر: ۳۹۳۰)

(۱۱۹۴۷) تخریج: أخرجه البخاری: ۴۳۸۰، ومسلم: ۲۴۲۰ (انظر: ۲۳۲۷۲)

(۱۱۹۴۸) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۴۱۹ (انظر: ۱۴۰۴۸)

أَهْلَ الْيَمَنِ لَمَّا قَدِمُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالُوا: ابْعَثْ مَعَنَا رَجُلًا يُعَلِّمُنَا السُّنَّةَ وَالْإِسْلَامَ، قَالَ: فَأَخَذَ بِيَدِ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ ؓ وَقَالَ: ((هٰذَا أَمِينُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ۔)) (مسند احمد: ١٤٠٩٤)

رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے درخواست کی: آپ ہمارے ساتھ کوئی آدمی بھیجیں جو ہمیں سنت اور اسلام کی تعلیم دے۔ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: ''یہ اس امت کا امین اور دیانت دار آدمی ہے۔''

فَصْلٌ فِيْ سَبَبِ مَوْتِهِ ؓ

سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی موت کا بیان

(١١٩٤٩)۔ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ الْأَشْعَرِيِّ، عَنْ رَابِّهِ رَجُلٍ مِنْ قَوْمِهِ كَانَ خَلَفَ عَلٰى أُمِّهِ بَعْدَ أَبِيهِ، كَانَ شَهِدَ طَاعُونَ عَمَوَاسَ، قَالَ: لَمَّا اشْتَعَلَ الْوَجَعُ قَامَ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فِي النَّاسِ خَطِيبًا، فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ هٰذَا الْوَجَعَ رَحْمَةُ رَبِّكُمْ، وَدَعْوَةُ نَبِيِّكُمْ، وَمَوْتُ الصَّالِحِينَ قَبْلَكُمْ، وَإِنَّ أَبَا عُبَيْدَةَ يَسْأَلُ اللّٰهَ أَنْ يَقْسِمَ لَهُ مِنْهُ حَظَّهُ، قَالَ: فَطُعِنَ فَمَاتَ رَحِمَهُ اللّٰهُ، وَاسْتُخْلِفَ عَلَى النَّاسِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ فَقَامَ خَطِيبًا بَعْدَهُ فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ هٰذَا الْوَجَعَ رَحْمَةُ رَبِّكُمْ، وَدَعْوَةُ نَبِيِّكُمْ، وَمَوْتُ الصَّالِحِينَ قَبْلَكُمْ، وَإِنَّ مُعَاذًا يَسْأَلُ اللّٰهَ أَنْ يَقْسِمَ لِآلِ مُعَاذٍ مِنْهُ حَظَّهُ، قَالَ: فَطُعِنَ ابْنُهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُعَاذٍ فَمَاتَ، ثُمَّ قَامَ فَدَعَا رَبَّهُ لِنَفْسِهِ فَطُعِنَ فِي رَاحَتِهِ، فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا، ثُمَّ يُقَبِّلُ ظَهْرَ كَفِّهِ، ثُمَّ يَقُولُ: مَا

شہر بن حوشب اشعری سے روایت ہے وہ اپنے سوتیلے باپ جو اس کی قوم کے ایک آدمی ہیں، سے روایت کرتے ہیں، جس نے اس کے والد کی وفات کے بعد اس کی والدہ سے نکاح کیا تھا اور وہ طاعون عمواس کے موقع پر حاضر تھا، اس سے مروی ہے کہ جب وہاں طاعون کی وبا پھیلی تو سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر لوگوں سے خطاب کیا اور کہا: لوگو! یہ بیماری تمہارے اللہ کی طرف سے رحمت اور تمہارے نبی کی دعاء کا نتیجہ اور تم سے پہلے صالحین کی موت کا ذریعہ ہے اور ابو عبیدہ اللہ سے دعا کرتا ہے کہ وہ اسے بھی اس میں سے حصہ عطا کرے، رابہ سے مروی ہے کہ اس دعا کے بعد سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ طاعون میں مبتلا ہو کر فوت ہو گئے اور انہوں نے لوگوں پر سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو امیر نامزد کیا۔ سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور خطاب کرتے ہوئے لوگوں سے کہا: لوگو! یہ بیماری تمہارے رب کی رحمت، تمہارے نبی کی دعا اور تم سے پہلے صالحین کی موت کا سبب رہی ہے اور معاذ اللہ سے دعا کرتا ہے کہ وہ آل معاذ رضی اللہ عنہ کو اس بیماری میں سے حصہ عطا کرے۔ رابہ سے مروی ہے کہ اس کے بعد سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کے فرزند

(١١٩٤٩) تخريج: اسناده ضعيف، شهر بن حوشب ضعيف، وشيخه فيه مجهول (انظر: ١٦٩٧)

أُحِبُّ أَنَّ لِي بِمَا فِيكَ شَيْئًا مِنَ الدُّنْيَا، فَلَمَّا مَاتَ اسْتُخْلِفَ عَلَى النَّاسِ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ فَقَامَ فِينَا خَطِيبًا فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ هٰذَا الْوَجَعَ إِذَا وَقَعَ فَإِنَّمَا يَشْتَعِلُ اشْتِعَالَ النَّارِ فَتَجَبَّلُوا مِنْهُ فِي الْجِبَالِ، قَالَ: فَقَالَ لَهُ أَبُو وَاثِلَةَ الْهُذَلِيُّ: كَذَبْتَ وَاللّٰهِ! لَقَدْ صَحِبْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَأَنْتَ شَرٌّ مِنْ حِمَارِي هٰذَا، قَالَ: وَاللّٰهِ! مَا أَرُدُّ عَلَيْكَ مَا تَقُولُ، وَايْمُ اللّٰهِ لَا نُقِيمُ عَلَيْهِ، ثُمَّ خَرَجَ وَخَرَجَ النَّاسُ فَتَفَرَّقُوا عَنْهُ وَدَفَعَهُ اللّٰهُ عَنْهُمْ، قَالَ: فَبَلَغَ ذٰلِكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ مِنْ رَأْيِ عَمْرٍو فَوَاللّٰهِ مَا كَرِهَهُ، قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ: أَبَانُ بْنُ صَالِحٍ جَدُّ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مُشْكُدَانَةَ۔ (مسند احمد: ١٦٩٧)

عبدالرحمن بن معاذ طاعون میں مبتلا ہو کر فوت ہو گئے، اس کے بعد سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے اپنے رب سے اپنے حق میں دعا کی، چنانچہ ان کی ہتھیلی پر طاعون کا پھوڑا ظاہر ہوا، میں نے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ اس پھوڑے کو دیکھتے اور اپنی ہتھیلی کی پشت کو بوسہ دے کر کہتے تھے کہ مجھے یہ پسند نہیں کہ تیری وجہ سے مجھے جو مقام ملنے الا ہے، اس کی بجائے مجھے دنیا بھر کی دولت مل جائے، پھر جب ان کا انتقال ہوا تو انہوں نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو لوگوں پر اپنا نائب نامزد کر دیا۔ وہ بھی خطبہ دیتے ہوئے ہمارے درمیان کھڑے ہوئے، انہوں نے کہا: لوگو! جب یہ بیماری شروع ہوتی ہے تو آگ کے شعلوں کی مانند پھیلتی چلی جاتی ہے، تم اس سے بچنے کے لیے پہاڑوں کی طرف نکل جاؤ۔ ان کی یہ بات سن کر ابو واثلہ ہذلی رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ کی یہ بات درست نہیں، میں رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہ چکا ہوں، تم تو میرے اس گدھے سے بھی بدتر ہو۔ سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! میں آپ کی بات کا جواب نہیں دیتا، تاہم اللہ کی قسم! ان حالات میں ہم یہاں نہیں رہ سکتے اور پھر وہ وہاں سے دور چلے گئے اور لوگ بھی ان کے ساتھ وہاں سے دور چلے گئے، وہ اس طاعون کے علاقے سے چلے گئے تو اللہ نے بھی اسے ان سے دور کر دیا، جب یہ بات امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو انہوں نے اس بات کو ناپسند نہیں کیا۔

فوائد:...... عمواس رملہ اور بیت المقدس کے مابین ایک مقام ہے۔ وہاں (۱۸) سن ہجری میں طاعون کی وبا پھوٹی تھی، جس میں پچیس یا تیس ہزار مسلمان لقمۂ اجل بنے تھے، اس میں وفات پانے والوں میں سیدنا ابو عبیدہ بن جراح، سیدنا یزید بن ابی سفیان، سیدنا معاذ بن جبل، سیدنا شرحبیل بن حسنہ اور سیدنا حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔

حَرْفُ الْقَافِ

''ق'' سے شروع ہونے والے نام

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ أَبِيْ قَتَادَةَ السُّلَمِيِّ وَاسْمُهُ الْحٰرِثُ بْنُ رِبْعِيٍّ رضی اللہ عنہ

سیدنا ابوقتادہ حارث بن ربعی سلمی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(۱۱۹۵۰)۔ عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سَفَرٍ، فَقَالَ: ((إِنَّكُمْ إِنْ لَا تُدْرِكُوْا الْمَاءَ غَدًا تَعْطَشُوْا، وَانْطَلَقَ سَرَعَانُ النَّاسِ يُرِيدُونَ الْمَاءَ، وَلَزِمْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَمَالَتْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَاحِلَتُهُ فَنَعَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَدَعَمْتُهُ فَأَدْعَمَ، ثُمَّ مَالَ فَدَعَمْتُهُ فَأَدْعَمَ، ثُمَّ مَالَ حَتّٰى كَادَ أَنْ يَنْجَفِلَ عَنْ رَاحِلَتِهِ فَدَعَمْتُهُ فَانْتَبَهَ، فَقَالَ: ((مَنِ الرَّجُلُ؟)) قُلْتُ: أَبُو قَتَادَةَ، قَالَ: ((مُذْ كَمْ كَانَ مَسِيرُكَ۔)) قُلْتُ: مُنْذُ اللَّيْلَةِ، قَالَ: ((حَفِظَكَ اللّٰهُ كَمَا حَفِظْتَ رَسُوْلَهُ۔)) ثُمَّ قَالَ: ((لَوْ عَرَّسْنَا۔)) فَمَالَ إِلٰى شَجَرَةٍ فَنَزَلَ فَقَالَ: ((انْظُرْ هَلْ تَرٰى أَحَدًا؟)) قُلْتُ: هٰذَا رَاكِبٌ هٰذَانِ رَاكِبَانِ حَتّٰى بَلَغَ سَبْعَةً، فَقَالَ: ((احْفَظُوْا عَلَيْنَا صَلَاتَنَا۔)) فَنِمْنَا فَمَا أَيْقَظَنَا إِلَّا حَرُّ الشَّمْسِ فَانْتَبَهْنَا فَرَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَسَارَ وَسِرْنَا هُنَيْهَةً ثُمَّ نَزَلَ فَقَالَ: ((أَمَعَكُمْ مَاءٌ؟)) قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ،

سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، آپ نے فرمایا: ''اگر تمہیں کل پانی نہ ملا تو تم پیاسے رہو گے۔'' تیز رفتار لوگ آگے چلے گئے تاکہ پانی تلاش کریں۔ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہا۔ رسول اللہ ﷺ کی سواری آپ کو لیے راستے سے ایک طرف ہٹ گئی اور رسول اللہ ﷺ کو سواری پر ہی اونگھ آ گئی، میں نے آپ کو ذرا آسرا دے کر سیدھا کیا تو آپ ﷺ سیدھے ہوگئے، اس کے بعد پھر جھک گئے، میں نے آپ ﷺ کو سیدھا کیا تو آپ ﷺ سیدھے ہوگئے، اس کے بعد پھر اونگھ کی وجہ سے اس قدر جھکے یا آپ کو جھٹکا لگا کہ آپ ﷺ سواری سے گرنے کے قریب ہوگئے، میں نے آپ کو سیدھا کیا تو آپ متنبہ ہوئے اور دریافت کیا: ''تم کون ہو؟'' میں نے عرض کیا: جی میں ابوقتادہ رضی اللہ عنہ ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم کب سے اس طرح میرے ساتھ چل رہے ہو؟'' میں نے عرض کیا: ساری رات اسی طرح گزر گئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے جس طرح اللہ کے رسول کی حفاظت کی، اللہ تمہاری حفاظت کرے۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''بہتر ہوگا کہ ہم کہیں رک کر آرام کر لیں۔'' پھر آپ ﷺ ایک درخت کی طرف گئے اور وہاں اترے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

(۱۱۹۵۰) تخریج: اخرجہ بنحوہ مسلم: ٦٨١ (انظر: ٢٢٥٤٦)

مَعِي مِيضَأَةٌ فِيهَا شَيْءٌ مِنْ مَاءٍ، قَالَ: ((ائْتِ بِهَا؟)) فَأَتَيْتُهُ بِهَا فَقَالَ: ((مَسُّوا مِنْهَا، مَسُّوا مِنْهَا۔)) فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ وَبَقِيَتْ جَرْعَةٌ فَقَالَ: ((ازْدَهِرْ بِهَا يَا أَبَا قَتَادَةَ! فَإِنَّهُ سَيَكُونُ لَهَا نَبَأٌ۔)) ثُمَّ أَذَّنَ بِلَالٌ وَصَلَّوُا الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ، ثُمَّ صَلَّوُا الْفَجْرَ، ثُمَّ رَكِبَ وَرَكِبْنَا فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: فَرَّطْنَا فِي صَلَاتِنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا تَقُولُونَ؟ إِنْ كَانَ أَمْرَ دُنْيَاكُمْ فَشَأْنُكُمْ، وَإِنْ كَانَ أَمْرَ دِينِكُمْ فَإِلَيَّ۔)) قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَرَّطْنَا فِي صَلَاتِنَا، فَقَالَ: ((لَا تَفْرِيطَ فِي النَّوْمِ، إِنَّمَا التَّفْرِيطُ فِي الْيَقَظَةِ، فَإِذَا كَانَ ذٰلِكَ فَصَلُّوهَا وَمِنَ الْغَدِ وَقْتَهَا۔)) ثُمَّ قَالَ: ((ظُنُّوا بِالْقَوْمِ۔)) قَالُوا: إِنَّكَ قُلْتَ بِالْأَمْسِ: ((إِنْ لَا تُدْرِكُوا الْمَاءَ غَدًا تَعْطَشُوا۔)) فَالنَّاسُ بِالْمَاءِ، فَقَالَ: أَصْبَحَ النَّاسُ وَقَدْ فَقَدُوا نَبِيَّهُمْ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بِالْمَاءِ وَفِي الْقَوْمِ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَقَالَا: أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَكُنْ لِيَسْبِقَكُمْ إِلَى الْمَاءِ وَيُخَلِّفَكُمْ، وَإِنْ يُطِعِ النَّاسُ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ يَرْشُدُوا قَالَهَا ثَلَاثًا، فَلَمَّا اشْتَدَّتِ الظَّهِيرَةُ رَفَعَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلَكْنَا عَطَشًا تَقَطَّعَتِ الْأَعْنَاقُ، فَقَالَ: ((لَا هُلْكَ عَلَيْكُمْ۔)) ثُمَّ قَالَ: ((يَا أَبَا قَتَادَةَ ائْتِ

''ذرا دیکھو کوئی آدمی دکھائی دیتا ہے؟'' میں نے عرض کیا: یہ ایک سوار آرہا ہے، یہ دو سوار آرہے ہیں، یہاں تک کہ آنے والوں کی تعداد سات ہو گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم ہمارے لیے نماز کے وقت کا خیال رکھنا۔'' پھر ہم سو گئے اور اس قدر سوئے کہ سورج کی تمازت نے ہمیں بیدار کیا، ہم بیدار ہوئے، اللہ کے رسول ﷺ سواری پر سوار ہو کر روانہ ہوئے، ہم بھی آپ کے ساتھ کچھ دور تک گئے، اس کے بعد آپ سواری سے نیچے اترے اور دریافت فرمایا: ''کیا تمہارے پاس پانی موجود ہے؟'' میں نے عرض کیا: جی ہاں، میرے پاس وضو کے برتن میں کچھ پانی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہی لے آؤ۔'' میں پانی کا برتن آپ ﷺ کی خدمت میں لے کر آیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس سے پانی لے کر وضو کر لو۔'' چنانچہ لوگوں نے وضو کیا، برتن میں ایک گھونٹ جتنا پانی باقی رہ گیا۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''ابوقتادہ! اسے محفوظ کر لو، عنقریب اس گھونٹ کی بڑی شان ہوگی۔'' پھر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہی اور سب نے فجر سے پہلی دو رکعتیں ادا کیں اور پھر فجر کی نماز با جماعت ادا کی۔ پھر رسول اللہ ﷺ سواری پر سوار ہوئے اور ہم بھی سوار ہو گئے، ہم میں سے بعض لوگوں نے ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہوئے کہا کہ ہم سے نماز کے بارے میں بڑی کوتاہی سرزد ہو گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ سنا تو فرمایا: ''کیا باتیں کر رہے ہو؟ اگر دنیاوی باتیں ہیں تو تم جانو اور تمہارا کام اور اگر دین کی کوئی بات ہے تو مجھ سے کرو۔'' ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم سے نماز کے بارے میں بہت بڑی کوتاہی سرزد ہوئی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''نیند کے سبب نماز میں تاخیر ہو جانا کوتاہی نہیں، کوتاہی تو اس صورت میں ہوتی ہے جب آدمی بیدار ہو اور نماز کو لیٹ کر

بِالْمِيضَأَةِ۔)) فَأَتَيْتُهُ بِهَا فَقَالَ: ((احْلِلْ لِي غُمَرِي۔)) يَعْنِي قَدَحَهُ، فَحَلَلْتُهُ فَأَتَيْتُهُ بِهِ فَجَعَلَ يَصُبُّ فِيهِ وَيَسْقِي النَّاسَ فَازْدَحَمَ النَّاسُ عَلَيْهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! أَحْسِنُوا الْمَلَأَ فَكُلُّكُمْ سَيَصْدُرُ عَنْ رِيٍّ۔)) فَشَرِبَ الْقَوْمُ حَتّٰى لَمْ يَبْقَ غَيْرِي وَغَيْرُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَصَبَّ لِي فَقَالَ: ((اشْرَبْ يَا أَبَا قَتَادَةَ!۔)) قَالَ: قُلْتُ: اشْرَبْ أَنْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ!، قَالَ: ((إِنَّ سَاقِيَ الْقَوْمِ آخِرُهُمْ۔)) فَشَرِبْتُ وَشَرِبَ بَعْدِي وَبَقِيَ فِي الْمِيضَأَةِ نَحْوٌ مِمَّا كَانَ فِيهَا، وَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَلَاثُ مِائَةٍ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: فَسَمِعَنِي عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ وَأَنَا أُحَدِّثُ هٰذَا الْحَدِيثَ فِي الْمَسْجِدِ الْجَامِعِ، فَقَالَ: مَنِ الرَّجُلُ؟ قُلْتُ: أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَبَاحٍ الْأَنْصَارِيُّ، قَالَ الْقَوْمُ: أَعْلَمُ بِحَدِيثِهِمْ انْظُرْ كَيْفَ تُحَدِّثُ فَإِنِّي أَحَدُ السَّبْعَةِ تِلْكَ اللَّيْلَةَ، فَلَمَّا فَرَغْتُ قَالَ: مَا كُنْتُ أَحْسِبُ أَنَّ أَحَدًا يَحْفَظُ هٰذَا الْحَدِيثَ غَيْرِي، قَالَ حَمَّادٌ: وَحَدَّثَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ، عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُزَنِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَبَاحٍ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ وَزَادَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا عَرَّسَ وَعَلَيْهِ لَيْلٌ تَوَسَّدَ يَمِينَهُ، وَإِذَا عَرَّسَ الصُّبْحَ وَضَعَ رَأْسَهُ عَلٰى كَفِّهِ الْيُمْنٰى وَأَقَامَ سَاعِدَهُ۔ (مسند

دے، جب ایسی صورت حال پیش آ جائے تو اسی وقت نماز ادا کرلو اور آئندہ اس نماز کو اس کے اپنے مقرر وقت پر ادا کرو۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو لوگ آگے گئے ہوئے ہیں، ان کے بارے میں اندازہ کرو کہ وہ اس وقت کہاں پہنچ چکے ہوں گے؟'' صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے گزارش کی کہ آپ ہی نے تو کل ارشاد فرمایا تھا کہ ''اگر کل تمہیں پانی نہ ملا تو پیاسے رہو گے۔'' اس لیے لوگ پانی کی تلاش میں نکلے ہوئے ہیں۔ صبح ہوئی تو لوگوں نے نبی کریم ﷺ کو اپنے پاس موجود نہ پایا، پس وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ نبی کریم ﷺ کسی پانی والے مقام پر ہوں گے۔ ان لوگوں میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے، ان دونوں حضرات نے کہا: لوگو! یہ نہیں ہو سکتا کہ اللہ کے رسول ﷺ تمہیں پیچھے چھوڑ کر خود پہلے پانی کے مقام پر چلے جائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے تین بار فرمایا کہ ''اگر لوگ ابو بکر اور عمر کی بات مان لیں تو اچھے رہیں گے۔'' جب دھوپ خوب چڑھ گئی اور گرمی شدید ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ لوگوں کے سامنے نمودار ہوئے تو لوگ چیخ اٹھے کہ: اے اللہ کے رسول! ہم تو پیاسے مر گئے اور پیاس کی شدت سے ہماری گردنیں کٹنے کو ہیں۔ آپ ﷺ نے ان کی بات سن کر فرمایا: ''تمہارے اوپر ہلاکت نہیں آئے گی۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابو قتادہ! پانی والا برتن لے آؤ۔ میں وہ برتن لے کر آپ کی خدمت میں آیا تو آپ نے فرمایا کہ تم میرا پیالہ کھول کر لے آؤ۔ میں نے اسے کھول کر آپ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ اس برتن میں سے پانی کو اس پیالے میں انڈیل انڈیل کر لوگوں کو پلانے لگے۔ آپ کے اردگرد لوگوں کا ہجوم ہوگیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک دوسرے سے اچھا برتاؤ کرو عنقریب تم میں سے ہر کوئی سیراب

احمد: ۲۲۹۱۳)

ہو کر جائے گا۔ چنانچہ سب لوگوں نے پانی نوش کر لیا صرف میں اور اللہ کے رسول ﷺ ہی باقی رہ گئے۔ تو آپ نے میرے لیے پیالے میں انڈیلا اور فرمایا ابو قتادہ! رضی اللہ عنہ لو یہ نوش کرو۔ میں نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول! پہلے آپ نوش فرمائیں۔ آپ نے فرمایا دوسروں کو پلانے والا آخر میں پیتا ہے۔ چنانچہ میں نے پانی پیا اور میرے بعد آپ نے نوش کیا۔ اور برتن میں پانی اتنا بچ رہا جتنا اس میں پہلے سے تھا۔ اس دن لوگوں کی تعداد تین سو تھی۔ عبداللہ سے مروی ہے کہ میں جامع مسجد میں یہ حدیث بیان کر رہا تھا کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے میری آواز سن لی۔ انھوں نے کہا کہ بیان کرنے والا آدمی کون ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میں عبداللہ بن رباح انصاری ہوں۔ تو انہوں نے فرمایا کہ قوم کے افراد ہی اپنی بات کو بہتر طور پر جانتے ہوتے ہیں۔ بہر حال تم ذرا خیال کر کے بیان کرو۔ اس رات جمع ہونے والے سات افراد میں سے ایک میں بھی ہوں جب میں حدیث بیان کر کے فارغ ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نہیں سمجھتا تھا کہ اس حدیث کو میرے سوا کوئی دوسرا بھی یاد رکھتا ہوگا۔ حماد بن سلمہ نے بیان کیا کہ ہم سے اس حدیث کو حمید طویل نے بکر بن عبداللہ مزنی سے انہوں نے عبداللہ بن رباح سے انہوں نے ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اسے اسی طرح بیان کیا۔ اس میں یہ اضافہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو آرام کی غرض سے کہیں ٹھہرتے اور رات کا کچھ حصہ باقی ہوتا تو اپنے داہنے ہاتھ کو تکیہ کے طور پر استعمال کرتے اور جب صبح بالکل قریب ہوتی تو اپنا سر اپنی داہنی ہتھیلی پر رکھ کر اپنے بازو کو سیدھا اوپر کو کھڑا کر لیتے۔

فوائد:...... سیدنا ابو قتادہ حارث بن ربعی خزرجی سلمی رضی اللہ عنہ انصاری صحابی ہیں، یہ رسول اللہ ﷺ کے گھڑ سوار صحابی تھے، غزوۂ احد اور اس کے بعد والے معرکوں میں شریک ہوئے، (۷۲) سال کی عمر (۵۴) سن ہجری میں مدینہ

منورہ میں ان کا انتقال ہوا۔

(۱۱۹۵۳)۔ وَعَنْ أَبِی سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: اَخْبَرَنِی مَنْ هُوَ خَیْرٌ مِنِّی أَبُوْ قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِعَمَّارِ بْنِ یَاسِرٍ: ((تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِیَةُ۔)) (مسند احمد: ۲۲۹۸٤)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: مجھ سے بھی بہتر آدمی یعنی سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا: ”تمہیں ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔“

حَرْفُ الْكَافِ مُهْمَلٌ. حَرْفُ اللَّامِ مُهْمَلٌ.

”ک اور لام“ سے کوئی نام شروع نہیں ہوتا

حَرْفُ الْمِیْمِ

”م“ سے شروع ہونے والے نام

بَابُ مَا جَاءَ فِی أَبِی مُوْسَى الْأَشْعَرِیِّ وَاِسْمُهُ عَبْدُ بْنُ قَیْسٍ رضی اللہ عنہ

سیدنا ابوموسی عبداللہ بن قیس اشعری رضی اللہ عنہ

(۱۱۹۵٤)۔ عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَیْسٍ یَقْرَأُ فَقَالَ: ((لَقَدْ أُعْطِیَ هٰذَا مِنْ مَزَامِیرِ آلِ دَاوُدَ النَّبِیِّ عَلَیْهِ السَّلَامِ۔)) (مسند احمد: ۸۸۰٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا عبداللہ بن قیس یعنی ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو تلاوت کرتے ہوئے سنا اور فرمایا: ”اسے تو اللہ کے نبی داود علیہ السلام کی سی خوش الحانی عطا کی گئی ہے۔“

فوائد:...... سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ایک جلیل القدر صحابی ہیں، ان کا اصل نام عبداللہ بن قیس بن سلیم بن حضار ہے، کتب حدیث میں عام طور پر ان کا تذکرہ کنیت سے ہوا ہے، ہجرت سے قبل مکہ مکرمہ جا کر دولت اسلام سے بہرہ ور ہوئے، پھر حبشہ کی طرف ہجرت کی، بعد ازاں حبشہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کا شرف حاصل ہوا، آپ کی حبشہ سے مدینہ منورہ آمد فتح خیبر کے بعد ہوئی، رسول اللہ ﷺ نے انہیں زبید، عدن اور سواحل یمن پر عامل مقرر کیا تھا اور امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بھی انہیں کوفہ، بصرہ، اہواز اور اصبہان وغیرہ کے علاقوں کا عامل مقرر کیا تھا، تریسٹھ سال کی عمر میں (۴۴) سن ہجری میں ان کا انتقال ہوا۔

(۱۱۹۵۳) تخریج: اخرجه مسلم: ۲۹۱۵ (انظر: ۲۲٦۱۰)
(۱۱۹۵٤) تخریج: حدیث صحیح، اخرجه النسائی: ۲/ ۱۸۰ (انظر: ۸۸۲۰)

(۱۱۹۵۵)۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ سَمِعَ صَوْتَ أَبِی مُوْسَی الْأَشْعَرِیِّ رضی اللہ عنہ وَهُوَ يَقْرَأُ فَقَالَ: ((لَقَدْ أُوْتِیَ أَبُوْ مُوْسٰی مِنْ مَزَامِیْرِ آلِ دَاوُدَ۔)) (مسند احمد: ۲۵۸۵۷)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو تلاوت کرتے ہوئے سنا تو فرمایا: ''ابوموسیٰ کو تو آل داؤد کی سی خوش الحانی عطا کی گئی ہے۔''

فوائد:...... ''مَزَامِیْر'' کے معانی بانسریوں کے ہیں، لیکن اس سے مراد آواز کا خوبصورت اور سریلا ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے داؤد علیہ السلام کو انتہائی خوبصورت اور دل کش آواز عطا کی گئی تھی، سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا داؤد علیہ السلام ستر لہجوں میں زبور کی تلاوت کیا کرتے تھے اور وہ اس قدر سریلی اور دل کش آواز سے تلاوت کیا کرتے تھے کہ بخار میں مبتلا آدمی بھی جھومنے لگتا، جب رونے لگتے تو خشکی اور سمندر کا ہر جانور صامت و ساکت ہو کر آپ کی تلاوت کو غور سے سننے لگتا اور رونے لگ جاتا۔

آواز کی اس خوبصورتی کا کچھ حصہ سیدنا ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کو بھی عطا کیا گیا۔

(۱۱۹۵۶)۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِیِّ، عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: خَرَجَ بُرَيْدَةُ عِشَاءً فَلَقِيَهُ النَّبِیُّ ﷺ فَأَخَذَ بِيَدِهِ فَأَدْخَلَهُ الْمَسْجِدَ فَإِذَا صَوْتُ رَجُلٍ يَقْرَأُ، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ ((تُرَاهُ مُرَائِيًا۔)) فَأَسْكَتَ بُرَيْدَةُ، فَإِذَا رَجُلٌ يَدْعُو فَقَالَ: اللّٰهُمَّ إِنِّی أَسْأَلُكَ بِأَنِّی أَشْهَدُ أَنَّكَ أَنْتَ اللّٰهُ الَّذِی لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الْأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِی لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ ((وَالَّذِی نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَقَدْ سَأَلَ اللّٰهَ بِاسْمِهِ الْأَعْظَمِ الَّذِی إِذَا سُئِلَ بِهِ أَعْطٰی، وَإِذَا دُعِیَ بِهِ أَجَابَ۔)) قَالَ: فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْقَابِلَةِ خَرَجَ بُرَيْدَةُ عِشَاءً فَلَقِيَهُ النَّبِیُّ ﷺ فَأَخَذَ بِيَدِهِ فَأَدْخَلَهُ الْمَسْجِدَ فَإِذَا صَوْتُ

سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ عشا کے وقت باہر گئے اور نبی کریم ﷺ سے ملاقات ہوگئی، آپ ﷺ نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور مسجد میں لے گئے، وہاں تلاوت کرتے ہوئے ایک آدمی کی آواز سنی، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ یہ دکھلاوا کر رہا ہے؟'' سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ خاموش رہے، پھر اس آدمی نے یوں دعا کی: ''اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْأَلُكَ بِاَنِّی اَشْهَدُ اَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ الَّذِی لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِی لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا اَحَدٌ۔'' (یا اللہ! میں یہ واسطہ دے کر تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو ہی وہ اللہ ہے، جس کے سوا کوئی معبود نہیں، تو اکیلا ہے، تو ایسا بے نیاز ہے، جس نے کسی کو جنا اور نہ وہ کسی سے جنا گیا اور کوئی بھی اس کا ہم سر نہیں۔) یہ دعا سن کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس نے اللہ سے اس کے

(۱۱۹۵۵) تخریج: أخرجه النسائی: ۲/ ۱۸۱ (انظر: ۲۵۳۴۳)

(۱۱۹۵۶) تخریج: اسناده صحیح، أخرجه ابوداود: ۱۴۹۴، والترمذی: ۳۴۷۵ (انظر: ۲۲۹۵۲)

الرَّجُلِ يَقْرَأُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَتَقُولُهُ مُرَاءٍ؟)) فَقَالَ بُرَيْدَةُ: أَتَقُولُهُ مُرَاءٍ يَا رَسُولَ اللّٰهِ!؟، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا بَلْ مُؤْمِنٌ مُنِيبٌ، لَا بَلْ مُؤْمِنٌ مُنِيبٌ.)) فَإِذَا الْأَشْعَرِيُّ يَقْرَأُ بِصَوْتٍ لَهُ فِي جَانِبِ الْمَسْجِدِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الْأَشْعَرِيَّ أَوْ إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ أُعْطِيَ مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِيرِ دَاوُدَ.)) فَقُلْتُ: أَلَا أُخْبِرُهُ؟ يَا رَسُولَ اللّٰهِ!، قَالَ: ((بَلَى فَأَخْبِرْهُ.)) فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ: أَنْتَ لِي صَدِيقٌ أَخْبَرْتَنِي عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِحَدِيثٍ. (مسند احمد: ٢٣٣٤٠)

اس سب سے باعظمت نام لے کر دعا کی ہے کہ جب بھی اللہ سے اس کا یہ نام لے کر کچھ مانگا جائے تو وہ عنایت کرتا ہے اور جو بھی دعا کی جائے، وہ قبول کرتا ہے۔'' بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: دوسری رات ہوئی تو میں عشاء کے وقت باہر نکلا، اس دن بھی نبی کریم ﷺ سے ملاقات ہوئی، آپ ﷺ نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور مسجد میں لے گئے تو اسی آدمی کی تلاوت کی آواز آ رہی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو سمجھتا ہے کہ یہ دکھلاوا کر رہا ہے؟'' سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ سمجھتے ہیں کہ وہ دکھلاوا کرنے والا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ دکھلاوا کرنے والا نہیں ہے، بلکہ مخلص مومن ہے، یہ دکھلاوا کرنے والا نہیں، بلکہ مخلص مومن ہے۔'' میں (بریدہ) نے دیکھا تو وہ سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ تھے، جو مسجد کے ایک کونے میں بلند آواز سے قرأت کر رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عبداللہ بن قیس اشعری رضی اللہ عنہ کو داود علیہ السلام کی سی خوش الحانی عطا کی گئی ہے۔'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا میں ان کو اس بات سے باخبر کردوں؟ آپ نے فرمایا: ''جی ہاں اور ان کو بتلا دو۔'' جب میں نے ان کو اس کی خبر دی تو انہوں نے مجھ سے فرمایا: تم میرے مخلص دوست ہو، کیونکہ تم نے مجھے رسول اللہ ﷺ کی ایک خاص بات سے باخبر کیا ہے۔

(١١٩٥٧)۔ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: قُلْتُ لِرَجُلٍ: هَلُمَّ فَلْنَجْعَلْ يَوْمَنَا هٰذَا لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، فَوَاللّٰهِ لَكَأَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ شَاهِدٌ هٰذَا الْيَوْمَ فَخَطَبَ فَقَالَ: ((وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ هَلُمَّ فَلْنَجْعَلْ يَوْمَنَا هٰذَا لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ.)) فَمَا

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے ایک آدمی سے کہا: آؤ ہم اپنا آج کا یہ دن اللہ تعالیٰ کے لیے مختص کریں، اللہ کی قسم یوں محسوس ہوتا ہے کہ اس دن اللہ کے رسول ﷺ بھی ہمارے ساتھ موجود تھے، آپ ﷺ نے خطاب کیا اور کہا: ''بعض لوگ ایسے بھی ہیں، جو دوسروں

(١١٩٥٧) تخريج: اسناده ضعيف لابهام من روى عنه ثابت، اخرجه البزار: ٣٥٧٧ (انظر: ١٩٧٥٦)

زَالَ یَقُوْلُهَا حَتّٰی تَمَنَّیْتُ اَنَّ الْاَرْضَ سَاخَتْ بِیْ۔ (مسند احمد: ۱۹۹۹٤)

سے کہتے ہیں کہ آؤ ہم اپنا آج کا یہ دن اللہ تعالیٰ کے لیے مختص کریں۔'' آپ ﷺ نے یہ بات اس قدر تکرار سے ارشاد فرمائی کہ میں نے تمنا کی کاش کہ زمین مجھے اپنے اندر دھنسا لے۔

فوائد:...... یہ روایت تو ضعیف ہے، سیدنا ابو موسی رضی اللہ عنہ کی تمنا سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ نے ان کی اس بات اور عمل کو پسند نہیں کیا، ممکن ہے کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ زندگی کا ہر دن اس اعتدال سے گزارا جائے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر بھی کیا جائے، اس کے احکام بھی پورے کیے جائیں اور دنیا کی ضرورتیں بھی پوری کی جائیں۔

حدیث ضعیف ہونے کی وجہ سے کسی توجیہ کی ضرورت نہیں۔

(۱۱۹۵۸)۔ عَنْ مُجَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِیِّ قَالَ: کَتَبَ عُمَرُ فِی وَصِیَّتِهِ أَنْ لَا یُقَرَّ لِی عَامِلٌ أَکْثَرَ مِنْ سَنَةٍ، وَأَقِرُّوا الْأَشْعَرِیَّ یَعْنِی أَبَا مُوسٰی أَرْبَعَ سِنِینَ۔ (مسند احمد: ۱۹۷۱۹)

شعبی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنی وصیت میں لکھا تھا کہ میرا مقرر کردہ کوئی عامل ایک سال سے زیادہ عرصہ تک اپنی ذمہ داری پر بحال نہ رکھا جائے، البتہ تم سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو چار سال تک ان کی ذمہ داری پر برقرار رکھو۔

(۱۱۹۵۹)۔ عَنْ أَبِی وَائِلٍ، عَنْ أَبِی مُوسٰی قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اللّٰهُمَّ اجْعَلْ عُبَیْدًا أَبَا عَامِرٍ فَوْقَ أَکْثَرِ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔)) قَالَ: فَقُتِلَ عُبَیْدٌ یَوْمَ أَوْطَاسٍ، وَقَتَلَ أَبُو مُوسَی قَاتِلَ عُبَیْدٍ، قَالَ: قَالَ أَبُو وَائِلٍ: وَإِنِّی لَأَرْجُو أَنْ لَا یَجْمَعَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بَیْنَ قَاتِلِ عُبَیْدٍ وَبَیْنَ أَبِی مُوسَی فِی النَّارِ۔ (مسند احمد: ۱۹۹۲۹)

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یا اللہ! اپنے بندے عبید ابو عامر کو قیامت کے دن اکثر لوگوں سے بلند مرتبہ پر فائز فرمانا۔'' سیدنا عبید رضی اللہ عنہ غزوۂ اوطاس میں شہید ہوئے تھے اور سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبید رضی اللہ عنہ کے قاتل کو قتل کر کے جہنم رسید کیا تھا۔ راویٔ حدیث عاصم کہتے ہیں: میرے شیخ ابو وائل نے بیان کیا: مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ عبید رضی اللہ عنہ کے قاتل اور سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو جہنم میں اکٹھے نہیں کرے گا۔

فوائد:...... ''فَقُتِلَ عُبَیْدٌ'' کی ترکیب سے معلوم ہو رہا ہے کہ سیدنا ابو عامر عبید رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی دعا کے بعد شہید ہوئے تھے، جبکہ صحیح بات یہ ہے کہ وہ پہلے شہید ہوئے اور پھر آپ ﷺ نے ان کی وصیت کے مطابق ان کے لیے دعا کی، دیکھیں حدیث نمبر (۱۱۹٤۱) اور اس کے فوائد میں مذکورہ حدیث۔

(۱۱۹۵۸) تخریج: اثر ضعیف الاسناد لضعف مجالد، وهشیم بن بشیر مدلس وقد عنعنه، والشعبی لم یدرك عمر (انظر: ۱۹٤۹۰)

(۱۱۹۵۹) تخریج: حدیث صحیح (انظر: ۱۹٦۹۳)

آخری جملے میں دراصل سیدنا ابو موسی رضی اللہ عنہ کے حق میں شہادت دی گئی ہے کہ وہ جہنم میں نہیں جائیں گے۔ (ان شاء اللہ تعالی)

(۱۱۹۶۰)۔ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيُّ قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى الْفُضَيْلِ بْنِ مَيْسَرَةَ حَدِيثَ أَبِي حَرِيزٍ أَنَّ أَبَا بُرْدَةَ حَدَّثَهُ، قَالَ: أَوْصٰى أَبُو مُوسٰى حِينَ حَضَرَهُ الْمَوْتُ فَقَالَ: إِذَا انْطَلَقْتُمْ بِجِنَازَتِي فَأَسْرِعُوا الْمَشْيَ، وَلَا يَتَّبِعْنِي مُجَمَّرٌ، وَلَا تَجْعَلُوا فِي لَحْدِي شَيْئًا يَحُولُ بَيْنِي وَبَيْنَ التُّرَابِ، وَلَا تَجْعَلُوا عَلٰى قَبْرِي بِنَاءً، وَأُشْهِدُكُمْ أَنَّنِي بَرِيءٌ مِنْ كُلِّ حَالِقَةٍ أَوْ سَالِقَةٍ أَوْ خَارِقَةٍ، قَالُوْا: أَوَسَمِعْتَ فِيهِ شَيْئًا؟ قَالَ: نَعَمْ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ۱۹۷۷٦)

ابو بردہ سے مروی ہے کہ جب سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو انھوں نے وصیت کرتے ہوئے کہا: جب تم میرا جنازہ لے کر چلو تو ذرا تیز تیز چلنا اور کوئی آدمی آگ کے کوئلوں پر خوشبو ڈال کر جنازے کے ساتھ نہ چلے اور میری قبر میں کوئی ایسی چیز بھی نہ رکھنا جو میرے اور مٹی کے درمیان حائل ہو، نیز تم میری قبر پر کوئی عمارت کھڑی نہ کرنا اور میں تمہیں گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں کسی کی وفات پر سر کے بال مونڈنے والی، چیخنے والی اور کپڑے پھاڑنے والی ہر عورت سے بری اور لاتعلق ہوں۔ لوگوں نے عرض کیا: کیا آپ نے اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے کچھ سنا ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ أَبِي مَالِكٍ نِ الْأَشْعَرِيِّ وَاسْمُهُ عُبَيْدٌ رضی اللہ عنہ

سیدنا ابو مالک عبید اشعری رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(۱۱۹٦۱)۔ أَبِيْ ثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوْسٰى ثَنَا حَرِيزٌ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ أَبِيْ مَالِكٍ عُبَيْدٍ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِيمَا بَلَغَهُ دَعَا لَهُ: ((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى عُبَيْدٍ اَبِيْ مَالِكٍ وَاجْعَلْهُ فَوْقَ كَثِيرٍ مِنَ النَّاسِ۔)) (مسند احمد: ۲۳۲۹۵)

سیدنا ابو مالک عبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کو یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے یہ دعا کی تھی: ''یا اللہ! ابو مالک عبید پر رحمت نازل فرما اور اسے بہت سے لوگوں پر فوقیت عطا فرما۔''

فوائد:...... سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ کا نام عبید، یا عمرو، یا کعب یا عامر ہے، یہ طاعون عمواس میں فوت ہوئے تھے۔

(۱۱۹٦۰) تخريج: اسناده حسن، اخرجه مسلم: ۱۰٤ (انظر: ۱۹۵٤۷)

(۱۱۹٦۱) تخريج: مرسل، حبيب لم يدرك ابا مالك (انظر: ۲۲۹۰۷)

حَرْفُ النُّوْنِ مُهْمَلٌ

''ن'' سے شروع ہونے والا نام نہیں

حَرْفُ الْهَاءِ

''ہ'' سے شروع ہونے والے نام

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(١١٩٦٢)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ قُلْتُ: فِي الطَّرِيقِ شِعْرًا، يَا لَيْلَةً مِنْ طُولِهَا وَعَنَائِهَا عَلَى أَنَّهَا مِنْ دَارَةِ الْكُفْرِ نَجَّتِ، قَالَ: وَأَبَقَ مِنِّي غُلَامٌ لِي فِي الطَّرِيقِ، قَالَ: فَلَمَّا قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَبَايَعْتُهُ فَبَيْنَا أَنَا عِنْدَهُ، إِذْ طَلَعَ الْغُلَامُ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((يَا أَبَا هُرَيْرَةَ هٰذَا غُلَامُكَ۔)) قُلْتُ: هُوَ لِوَجْهِ اللّٰهِ فَأَعْتَقْتُهُ۔ (مسند احمد: ٧٨٣٢)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آرہا تھا تو میں نے راستے میں یہ شعر کہا: یَالَیْلَةً مِنْ طُوْلِها وَعَنَائِها عَلٰی انها مِنْ دَارَةِ الکُفْرِ نَجَّتِ (تعجب ہے اس رات پر جو اس قدر طویل اور پر مشقت ہے ہاں یہ فائدہ ضرور ہوا کہ اس نے مجھے دارالکفر سے نکال لیا) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: راستے میں میرا ایک غلام مجھ سے فرار ہو گیا، میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جا کر مسلمان ہوا اور آپ ﷺ سے بیعت کر لی، میں آپ کی خدمت میں ہی بیٹھا تھا کہ وہ غلام بھی آ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''ابو ہریرہ! یہ ہے تمہارا غلام۔'' میں نے عرض کیا: وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہے، پھر انھوں نے اس کو آزاد کر دیا۔

فوائد: ......سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں، ان کے اور ان کے باپ کے نام کے تعین کے بارے میں تیس اقوال موجود ہیں، راجح قول کے مطابق ان کا نام عبد الرحمٰن بن صخر ہے، دورِ جاہلیت میں ان کا نام عبد شمس تھا، یہ مشرف باسلام تو پہلے ہو چکے تھے، البتہ غزوۂ خیبر والے سال مدینہ منورہ تشریف لائے اور پھر آپ ﷺ سے ملاقات کے اشتیاق میں آپ ﷺ کے پاس خیبر پہنچ گئے، اس کے بعد یہ گویا نبی کریم ﷺ کو چمٹ گئے، آپ ﷺ کی

(١١٩٦٢) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٥٣١، ٤٣٩٣ (انظر: ٧٨٤٥)

خدمت کی اور رات ہو یا دن، سفر ہو یا حضر، ہر ممکنہ صورت میں یہ نبی کریم ﷺ سے جدا نہ ہوئے اور آپ ﷺ کے افعال و اقوال کو نقل کرنے کی، یاد کرنے کی اور پھر یہ امانت امت تک پہنچانے کے لیے از حد محنت اور مشقت کی، یہ اصحاب صفہ صحابہ میں سے ایک تھے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا امتیازی وصف یہ تھا کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے معجزانہ انداز میں قوتِ حافظہ حاصل کی اور پھر آپ ﷺ کی احادیث کو یاد کرنے کی ذمہ داری اٹھالی، دواوین احادیث میں سب سے زیادہ احادیث سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں، ان سے مروی احادیث کی تعداد (۵۳۷۴) ہے، یہ شرف کسی اور صحابی کے حصے میں نہ آسکا۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے تقریباً اسی سال عمر پائی اور (۵۷) سن ہجری کی فوت ہوئے۔

(۱۱۹۶۳)۔ حَدَّثَنَا خُثَيْمٌ يَعْنِي ابْنَ عِرَاكٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَدِمَ الْمَدِينَةَ فِي رَهْطٍ مِنْ قَوْمِهِ، وَالنَّبِيُّ ﷺ بِخَيْبَرَ وَقَدِ اسْتَخْلَفَ سِبَاعَ بْنَ عُرْفُطَةَ عَلَى الْمَدِينَةِ، قَالَ: فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى بِـ ﴿كهيعص﴾ وَفِي الثَّانِيَةِ: ﴿وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ﴾ قَالَ: فَقُلْتُ لِنَفْسِي: وَيْلٌ لِفُلَانٍ إِذَا اكْتَالَ اكْتَالَ بِالْوَافِي، وَإِذَا كَالَ كَالَ بِالنَّاقِصِ، قَالَ: فَلَمَّا صَلَّى زَوَّدَنَا شَيْئًا حَتَّى أَتَيْنَا خَيْبَرَ وَقَدِ افْتَتَحَ النَّبِيُّ ﷺ خَيْبَرَ، قَالَ: فَكَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمُسْلِمِينَ فَأَشْرَكُونَا فِي سِهَامِهِمْ۔ (مسند احمد: ۸۵۳۳)

عراک بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے افراد کے ساتھ مدینہ منورہ آئے، نبی کریم ﷺ ان دنوں خیبر میں تھے، آپ ﷺ مدینہ منورہ میں سیدنا سباع بن عرفطہ کو اپنا نائب مقرر کر گئے تھے، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں سیدنا سباع رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا تو وہ صبح کی پہلی رکعت میں ﴿کھیعص﴾ اور دوسری رکعت میں سورۂ مطففین کی تلاوت کر رہے تھے، میں نے دل میں کہا: فلاں آدمی کے لیے تباہی اور ہلاکت ہے، جب وہ اپنے لیے لیتا ہے تو پورا پیمانہ لیتا ہے اور جب دوسروں کو دیتا ہے تو کم پیمانہ دیتا ہے، جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو انہوں نے ہمیں کچھ زادِ راہ دیا، یہاں تک کہ ہم خیبر جا پہنچے، رسول اللہ ﷺ نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے بات کر کے ہمیں بھی مال غنیمت میں شریک کر لیا۔

فوائد:...... سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی نبی کریم ﷺ ملاقات اور آپ ﷺ کے دیدار کی حرص کا اندازہ لگائیں کہ وہ مدینہ منورہ میں رہ کر آپ ﷺ کی واپسی کا انتظار نہ کر سکے، بلکہ ایک طویل سفر کر کے خیبر میں جا پہنچے۔

(۱۱۹۶۴)۔ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ رَجُلٍ مِنَ

ابو نضرہ سے روایت ہے، وہ بنو طفاوہ قبیلہ کے ایک فرد سے

(۱۱۹۶۳) تخریج: اسناده صحیح علی شرط الشیخین، اخرجه ابن خزیمة: ۱۰۳۹، والحاکم: ۲/ ۳۳ (انظر: ۸۵۵۲)

(۱۱۹۶۴) تخریج: اسناده ضعیف لجهالة الطفاوی، ولبعض قطع هذا الحدیث شواهد تقویه، اخرجه ابوداود: ۲۱۷۴، ۴۰۱۹، والترمذی: ۲۷۸۷، والنسائی: ۸/ ۱۵۱ (انظر: ۱۰۹۷۷)

الطُّفَاوَةِ قَالَ: نَزَلْتُ عَلٰى أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: وَلَمْ أُدْرِكْ مِنْ صَحَابَةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ رَجُلًا أَشَدَّ تَشْمِيرًا، وَلَا أَقْوَمَ عَلٰى ضَيْفٍ مِنْهُ، فَبَيْنَمَا أَنَا عِنْدَهُ وَهُوَ عَلٰى سَرِيرٍ لَهُ، وَأَسْفَلَ مِنْهُ جَارِيَةٌ لَهُ سَوْدَاءُ، وَمَعَهُ كِيسٌ فِيهِ حَصًى وَنَوًى يَقُولُ: سُبْحَانَ اللّٰهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ حَتّٰى إِذَا أَنْفَذَ مَا فِي الْكِيسِ أَلْقَاهُ إِلَيْهَا فَجَمَعَتْهُ فَجَعَلَتْهُ فِي الْكِيسِ ثُمَّ دَفَعَتْهُ إِلَيْهِ، فَقَالَ لِي: أَلَا أُحَدِّثُكَ عَنِّي وَعَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قُلْتُ: بَلٰى، قَالَ: فَإِنِّي بَيْنَمَا أَنَا أُوعَكُ فِي مَسْجِدِ الْمَدِينَةِ إِذْ دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمَسْجِدَ، فَقَالَ: ((مَنْ أَحَسَّ الْفَتَى الدَّوْسِيَّ؟ مَنْ أَحَسَّ الْفَتَى الدَّوْسِيَّ؟)) فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ: هُوَ ذَاكَ يُوعَكُ فِي جَانِبِ الْمَسْجِدِ حَيْثُ تَرٰى يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَجَاءَ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيَّ وَقَالَ لِي مَعْرُوفًا، فَقُمْتُ فَانْطَلَقَ حَتّٰى قَامَ فِي مَقَامِهِ الَّذِي يُصَلِّي فِيهِ، وَمَعَهُ يَوْمَئِذٍ صَفَّانِ مِنْ رِجَالٍ وَصَفٌّ مِنْ نِسَاءٍ أَوْ صَفَّانِ مِنْ نِسَاءٍ وَصَفٌّ مِنْ رِجَالٍ، فَأَقْبَلَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ: ((إِنْ نَسَّانِي الشَّيْطَانُ شَيْئًا مِنْ صَلَاتِي فَلْيُسَبِّحِ الْقَوْمُ وَلْيُصَفِّقِ النِّسَاءُ۔)) فَصَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَلَمْ يَنْسَ مِنْ صَلَاتِهِ شَيْئًا، فَلَمَّا سَلَّمَ أَقْبَلَ عَلَيْهِمْ بِوَجْهِهِ فَقَالَ: ((مَجَالِسَكُمْ هَلْ مِنْكُمْ إِذَا أَتٰى أَهْلَهُ أَغْلَقَ بَابَهُ وَأَرْخٰى سِتْرَهُ، ثُمَّ

روایت کرتے ہیں کہ میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ہاں مہمان ٹھہرا، میں نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی کو ان سے بڑھ کر مہمان نواز نہیں پایا، میں ان کے ہاں ٹھہرا ہوا تھا اور وہ اپنی چارپائی پر تشریف فرما تھے، ان کی سیاہ فام لونڈی نیچے تھی، سیدنا ابو ہریرہ کے پاس ایک تھیلی میں کنکر اور گٹھلیاں تھیں، سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ "سُبْحَانَ اللّٰهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ" پڑھتے جاتے، جب تھیلی خالی ہو جاتی تو وہ اسے اس لونڈی کی طرف پھینکتے اور وہ تمام کنکروں اور گٹھلیوں کو تھیلی میں جمع کر کے ان کے حوالے کر دیتی۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا: کیا میں تمہیں اپنا اور رسول اللہ ﷺ کا ایک واقعہ نہ سناؤں۔ میں نے عرض کیا: جی ضرور سنائیں، انہوں نے کہا: مجھے بخار تھا اور میں مدینہ منورہ کی مسجد یعنی مسجد نبوی میں تھا کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور فرمایا: ''کسی کو دوسی جوان یعنی ابو ہریرہ کے متعلق علم ہو، کسی کو دوسی جوان کا علم ہو۔ (کہ وہ کہاں ہے؟)'' کسی نے آپ ﷺ کو بتلایا کہ اے اللہ کے رسول! وہ دیکھیں وہ تو مسجد کے ایک کونے میں بخار میں مبتلا پڑا ہے، آپ ﷺ نے آ کر اپنا ہاتھ مبارک مجھ پر رکھا اور میرے ساتھ پیاری پیاری باتیں کیں۔ یہاں تک کہ میں اٹھ کھڑا ہوا، پھر آپ ﷺ چل کر اپنی نماز والی جگہ پر تشریف لے گئے، اس روز آپ ﷺ کے ساتھ مردوں کی دو اور عورتوں کی ایک صف یا عورتوں کی دو اور مردوں کی ایک صف تھی۔ آپ ﷺ نے لوگوں کی طرف رخ کر کے ارشاد فرمایا: ''اگر شیطان مجھے نماز میں کچھ بھلوا دے تو مرد حضرات "سُبْحَانَ اللّٰهِ" کہہ دیا کریں اور عورتیں اپنے ہاتھ پر دوسرا ہاتھ مار کر آواز پیدا کریں (جس سے میں اپنی بھول اور غلطی پر متنبہ ہو جاؤں گا)۔'' رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی اور

يَخْرُجُ فَيُحَدِّثُ فَيَقُولُ: فَعَلْتُ بِأَهْلِي كَذَا، وَفَعَلْتُ بِأَهْلِي كَذَا؟)) فَسَكَتُوا فَأَقْبَلَ عَلَى النِّسَاءِ فَقَالَ: ((هَلْ مِنْكُنَّ مَنْ تُحَدِّثُ؟)) فَجَثَتْ فَتَاةٌ كَعَابٌ عَلَى إِحْدَى رُكْبَتَيْهَا وَتَطَاوَلَتْ لِيَرَاهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَيَسْمَعَ كَلَامَهَا فَقَالَتْ: إِي وَاللّٰهِ إِنَّهُمْ لَيُحَدِّثُونَ وَإِنَّهُنَّ لَيُحَدِّثْنَ، فَقَالَ: ((هَلْ تَدْرُونَ مَا مَثَلُ مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ؟ إِنَّ مَثَلَ مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ مَثَلُ شَيْطَانٍ وَشَيْطَانَةٍ، لَقِيَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ بِالسِّكَّةِ قَضَى حَاجَتَهُ مِنْهَا وَالنَّاسُ يَنْظُرُونَ إِلَيْهِ.)) ثُمَّ قَالَ: ((أَلَا لَا يُفْضِيَنَّ رَجُلٌ إِلَى رَجُلٍ وَلَا امْرَأَةٌ إِلَى امْرَأَةٍ إِلَّا إِلَى وَلَدٍ أَوْ وَالِدٍ.)) قَالَ: وَذَكَرَ ثَالِثَةً فَنَسِيتُهَا، ((أَلَا إِنَّ طِيبَ الرَّجُلِ مَا وُجِدَ رِيحُهُ وَلَمْ يَظْهَرْ لَوْنُهُ، أَلَا إِنَّ طِيبَ النِّسَاءِ مَا ظَهَرَ لَوْنُهُ وَلَمْ يُوجَدْ رِيحُهُ.)) (مسند احمد: ١٠٩٩٠)

آپ ﷺ نماز میں نہ بھولے، آپ ﷺ نے نماز کا سلام پھیرا اور لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ''تم اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھے رہو، کیا تم میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو اپنے اہل خانہ کے ہاں جا کر دروازہ بند کر کے پردے لٹکانے کے بعد (حق زوجیت سے فارغ ہو کر) باہر جا کر لوگوں کی بتلائے کہ میں نے اپنی بیوی کے ساتھ یوں کیا اور یہ کیا۔'' آپ کی بات سن کر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم خاموش رہے، اس کے بعد آپ ﷺ نے عورتوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ''کیا تم میں کوئی عورت بھی ایسی ہے جو ایسی باتیں کرتی ہو؟'' تو ابھرے ہوئے سینہ والی ایک نوجوان لڑکی اپنے ایک گھٹنے کے بل ذرا اونچی ہو کر گردن اٹھا کر آپ کی طرف دیکھنے لگی تا کہ رسول اللہ ﷺ اس کی طرف توجہ فرمائیں اور اس کی بات سنیں۔ اس نے کہا: اللہ کی قسم! مرد بھی ایسی باتیں کرتے ہیں اور عورتیں بھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ ایسی باتیں کرنے والوں کی کیا مثال ہے؟ ایسی باتیں کرنے والوں کی مثال شیطان اور شیطانی کی مانند ہے، جو راستے میں ہی ایک دوسرے سے ملیں اور بر سر عام ایک دوسرے سے اپنی نفسانی خواہش پوری کریں۔'' آپ ﷺ نے مزید فرمایا: ''خبردار! کوئی مرد کسی مرد یا کسی عورت کے ساتھ اور کوئی عورت کسی مرد یا کسی عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں علیحدہ نہ لیٹے، صرف باپ اور اس کا بیٹا اس طرح لیٹ سکتے ہیں۔'' آپ ﷺ نے ایک تیسری بات کا بھی ذکر کیا جو مجھے بھول گئی ہے۔ ''خبردار! مردوں کی خوشبو ایسی ہونی چاہیے جس کی صرف خوشبو ہو اور رنگ نہ ہو اور عورتوں کی خوشبو ایسی ہونی چاہیے کہ جس کا رنگ ہو اور خوشبو نہ ہو۔''

فوائد:...... تمام فقہی مسائل پہلے گزر چکے ہیں۔

(۱۱۹۶۵)۔ حَدَّثَنِی أَبُو كَثِيرٍ، حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ وَقَالَ لَنَا: وَاللَّهِ مَا خَلَقَ اللَّهُ مُؤْمِنًا يَسْمَعُ بِي وَلَا يَرَانِي إِلَّا أَحَبَّنِي، قُلْتُ: وَمَا عِلْمُكَ بِذٰلِكَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟ قَالَ: إِنَّ أُمِّي كَانَتْ امْرَأَةً مُشْرِكَةً، وَإِنِّي كُنْتُ أَدْعُوهَا إِلَى الْإِسْلَامِ، وَكَانَتْ تَأْبَى عَلَيَّ، فَدَعَوْتُهَا يَوْمًا فَأَسْمَعَتْنِي فِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَا أَكْرَهُ، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَأَنَا أَبْكِي، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي كُنْتُ أَدْعُو أُمِّي إِلَى الْإِسْلَامِ وَكَانَتْ تَأْبَى عَلَيَّ، وَإِنِّي دَعَوْتُهَا الْيَوْمَ فَأَسْمَعَتْنِي فِيكَ مَا أَكْرَهُ، فَادْعُ اللَّهَ أَنْ يَهْدِيَ أُمَّ أَبِي هُرَيْرَةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((اللَّهُمَّ اهْدِ أُمَّ أَبِي هُرَيْرَةَ۔)) فَخَرَجْتُ أَعْدُو أُبَشِّرُهَا بِدُعَاءِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَلَمَّا أَتَيْتُ الْبَابَ إِذَا هُوَ مُجَافٍ وَسَمِعْتُ خَضْخَضَةَ الْمَاءِ، وَسَمِعْتُ خَشْفَ رِجْلٍ يَعْنِي وَقْعَهَا، فَقَالَتْ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ كَمَا أَنْتَ ثُمَّ فَتَحَتِ الْبَابَ وَقَدْ لَبِسَتْ دِرْعَهَا وَعَجِلَتْ عَنْ خِمَارِهَا، فَقَالَتْ: إِنِّي أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ ﷺ فَرَجَعْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَبْكِي مِنَ الْفَرَحِ كَمَا بَكَيْتُ مِنَ الْحُزْنِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَبْشِرْ فَقَدِ اسْتَجَابَ اللَّهُ دُعَاءَكَ وَقَدْ هَدٰى أُمَّ أَبِي هُرَيْرَةَ، فَقُلْتُ:

ابو کثیر سے روایت ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ہم سے بیان کرتے ہوئے کہا: اللہ کی قسم! اللہ نے جس کسی مومن کو پیدا کیا اور اس نے میرے متعلق محض سنا ہو، دیکھا نہ بھی ہو تو وہ مجھ سے محبت کرتا ہے۔ ابو کثیر کہتے ہیں: میں نے ان سے دریافت کیا کہ ابو ہریرہ! آپ کو اس بات کا کیا علم کہ ہر مومن آپ سے محبت رکھتا ہے؟ انہوں نے کہا: میری والدہ مشرک عورت تھی، میں اس کو اسلام کی دعوت دیا کرتا تھا اور وہ میری بات کو قبول کرنے سے انکار کرتی رہتی تھی۔ ایک دن میں نے ان کو اسلام کی دعوت دی تو اس نے مجھ سے رسول اللہ ﷺ کے متعلق ایسی ایسی باتیں کہیں جو مجھے قطعاً اچھی نہ لگیں، میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جا کر رونے لگا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں اپنی والدہ کو اسلام کی دعوت دیا کرتا تھا اور وہ میری دعوت کو قبول کرنے سے انکار کرتی رہتی تھی، میں نے آج بھی اسے اسلام کی دعوت دی تو اس نے آپ کے متعلق ایسی ایسی ناگواری باتیں کہی ہیں، جو مجھے قطعاً پسند نہیں، آپ اللہ سے دعا فرمائیں کہ وہ میری ماں کو ہدایت سے سرفراز فرما دے، (پس آپ ﷺ نے دعا کی)۔ میں دوڑتا ہوا اپنی والدہ کی طرف گیا تاکہ جا کر اسے رسول اللہ ﷺ کی دعا کی بشارت دے سکوں، میں دروازے پر پہنچا تو دروازہ اندر سے بند تھا۔ میں نے پانی کے گرنے کی آواز سنی اور میں نے جوتوں کی آواز بھی سنی۔ اندر سے میری والدہ نے کہا: ابو ہریرہ! ذرا ٹھہرے رہو۔ کچھ دیر بعد اس نے دروازہ کھولا۔ اس نے قمیص پہنی اور سر پر اوڑھنی لینے سے بھی پہلے پکار اٹھی: إِنِّي أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ۔ میں جس طرح کچھ دیر قبل غم کی وجہ سے روتا ہوا آپ کی خدمت

(۱۱۹۶۵) تخریج: اخرجه مسلم: ۲۴۹۱ (انظر: ۸۲۵۹)

يَارَسُولَ اللّٰهِ! ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يُحَبِّبَنِي أَنَا وَأُمِّي إِلَى عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِينَ وَيُحَبِّبَهُمْ إِلَيْنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اللّٰهُمَّ حَبِّبْ عُبَيْدَكَ هٰذَا وَأُمَّهُ إِلَى عِبَادِكَ الْمُؤْمِنِينَ وَحَبِّبْهِمْ إِلَيْهِمَا۔)) فَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مُؤْمِنًا يَسْمَعُ بِي وَلَا يَرَانِي أَوْ يَرٰى أُمِّي إِلَّا وَهُوَ يُحِبُّنِي۔ (مسند احمد: ٨٢٤٢)

میں گیا تھا، اب اسی طرح خوشی کی شدت سے روتا ہوا میں آپ کی خدمت میں پہنچا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مبارک ہو، اللہ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ماں کو ہدایت سے سرفراز کر دیا ہے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ اللہ سے دعا فرمائیں کہ وہ مجھے اور میری ماں کو اپنے تمام اہل ایمان بندوں کی نظروں میں محبوب بنا دے اور تمام اہل ایمان کو ہمارے ہاں محبوب بنادے۔ رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی: ''یا اللہ! تو اپنے اس بندے (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) اور اس کی والدہ کو اپنے تمام اہل ایمان بندوں کا محبوب بنا دے اور تمام اہل ایمان کو ان دونوں کا محبوب بنا دے۔'' اس دعا کی برکت سے اب ہر وہ مومن جو میرے متعلق سنتا ہے، خواہ اس نے مجھے یا میری والدہ کو نہ بھی دیکھا ہو، وہ مجھ سے محبت کرتا ہے۔

فوائد:...... ان کرامتوں اور منقبتوں کے باوجود اس مسلک والے لوگوں پر حیرانی ہونی چاہیے، جو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو غیر فقیہ قرار دے کر ان سے مروی بعض احادیث کو ردّ کر دیتے ہیں۔

(١١٩٦٦)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((أَلَا مِنْ رَجُلٍ يَأْخُذُ بِمَا فَرَضَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ كَلِمَةً أَوْ كَلِمَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا أَوْ أَرْبَعًا أَوْ خَمْسًا فَيَجْعَلُهُنَّ فِي طَرَفِ رِدَائِهِ فَيَتَعَلَّمُهُنَّ وَيُعَلِّمُهُنَّ۔)) قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَقُلْتُ: أَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ!، قَالَ: ((فَابْسُطْ ثَوْبَكَ۔)) قَالَ: فَبَسَطْتُ ثَوْبِي فَحَدَّثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ: ((ضُمَّ إِلَيْكَ۔)) فَضَمَمْتُ ثَوْبِي إِلَى صَدْرِي فَإِنِّي لَأَرْجُو أَنْ لَا أَكُونَ نَسِيتُ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کون ہے جو اللہ کے فرائض میں سے ایک، دو، تین، چار یا پانچ باتیں سن کر اپنی چادر کے پلو میں باندھ لے، پھر ان باتوں کا علم خود بھی حاصل کرے اور دوسروں کو بھی ان کی تعلیم دے؟'' سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس کام کے لیے میں حاضر ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنا کپڑا بچھاؤ۔'' چنانچہ میں نے اپنا کپڑا بچھایا، اللہ کے رسول ﷺ نے کچھ باتیں ارشاد فرمائیں اور پھر فرمایا: ''اس کپڑے کو سمیٹ لو۔'' چنانچہ میں نے اپنے کپڑے کو سمیٹ کر اپنے سینے سے لگا لیا، مجھے امید ہے کہ اس کے بعد

(١١٩٦٦) تخريج: حديث صحيح (انظر: ٨٤٠٩)

مِنْهُ بَعْدُ۔ (مسند احمد: ۸۳۹۰)

میں نے آپ سے جو بھی حدیث سنی، اسے بھولنے نہیں پاؤں گا۔

فوائد:...... نبی کریم ﷺ کی ان برکتوں کا حصول صرف سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حصے میں آسکا۔

(۱۱۹۶۷)۔ عَنِ الْأَعْرَجِ قَالَ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ: إِنَّكُمْ تَقُولُونَ أَكْثَرَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَاللّٰهُ الْمَوْعِدُ! إِنَّكُمْ تَقُولُونَ: مَا بَالُ الْمُهَاجِرِينَ لَا يُحَدِّثُونَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِهٰذِهِ الْأَحَادِيثِ؟ وَمَا بَالُ الْأَنْصَارِ لَا يُحَدِّثُونَ بِهٰذِهِ الْأَحَادِيثِ؟ وَإِنَّ أَصْحَابِي مِنَ الْمُهَاجِرِينَ كَانَتْ تَشْغَلُهُمْ صَفَقَاتُهُمْ فِي الْأَسْوَاقِ، وَإِنَّ أَصْحَابِي مِنَ الْأَنْصَارِ كَانَتْ تَشْغَلُهُمْ أَرْضُوهُمْ وَالْقِيَامُ عَلَيْهَا، وَإِنِّي كُنْتُ امْرَأً مُعْتَكِفًا، وَكُنْتُ أُكْثِرُ مُجَالَسَةَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَحْضُرُ إِذَا غَابُوا وَأَحْفَظُ إِذَا نَسُوا، وَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ حَدَّثَنَا يَوْمًا فَقَالَ: ((مَنْ يَبْسُطُ ثَوْبَهُ حَتّٰى أَفْرُغَ مِنْ حَدِيثِي، ثُمَّ يَقْبِضُهُ إِلَيْهِ فَإِنَّهُ لَيْسَ يَنْسٰى شَيْئًا سَمِعَهُ مِنِّي أَبَدًا۔)) فَبَسَطْتُ ثَوْبِي أَوْ قَالَ: نَمِرَتِي، ثُمَّ قَبَضْتُهُ إِلَيَّ فَوَاللّٰهِ! مَا نَسِيتُ شَيْئًا سَمِعْتُهُ مِنْهُ، وَايْمُ اللّٰهِ لَوْلَا آيَةٌ فِي كِتَابِ اللّٰهِ مَا حَدَّثْتُكُمْ بِشَيْءٍ أَبَدًا، ثُمَّ تَلَا: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدٰى﴾ الْآيَةَ كُلَّهَا [البقرة: ۱۵۹]۔ (مسند احمد: ۷۶۹۱)

اعرج سے روایت ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: تم لوگ اعتراض کرتے ہو اور کہتے ہو کہ ابو ہریرہ، نبی کریم ﷺ سے بہت احادیث روایت کرتا ہے، اللہ گواہ ہے، تم کہتے ہو کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ احادیث ایسی ہوتی ہیں، جو نہ تو مہاجرین بیان کرتے ہیں اور نہ انصاری۔ (اب سنو،) حقیقت یہ ہے کہ میرے مہاجر بھائی بازاروں میں خرید وفروخت میں مصروف رہتے اور میرے انصاری بھائی اپنی کھیتی باڑی اور اپنے اموال وغیرہ میں مشغول رہتے اور میں ایک گوشہ نشین بن کر رہا اور میرا بیشتر وقت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بسر ہوتا۔ لوگ اپنے کاموں کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کی محفلوں سے غیر حاضر رہتے اور میں حاضر ہوتا۔ وہ لوگ احادیث بھول جاتے مگر میں یاد رکھتا، نبی کریم ﷺ نے بیان کے دوران ایک دن ہم سے فرمایا: ''کون ہے جو اپنا کپڑا بچھائے یہاں تک کہ جب میں اپنی بات مکمل کرکے فارغ ہو جاؤں تو وہ اپنے کپڑے کو اپنی طرف سمیٹ لے، اس کی برکت اس قدر ہوگی کہ وہ مجھ سے سنی ہوئی کوئی بھی بات کبھی بھی نہ بھلا سکے گا۔'' چنانچہ میں نے اپنا کپڑا بچھا دیا اور پھر اسے اپنے سینے سے لگا لیا۔ اللہ کی قسم! اس کی برکت سے میں آپ سے سنی ہوئی کوئی بھی بات نہیں بھولا۔ اللہ کی قسم! اگر اللہ کی کتاب میں یہ آیت نہ ہوتی تو میں تمہیں کبھی کچھ بیان نہ کرتا، پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت کی: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدٰى مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ أُولٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ﴾

(۱۱۹۶۷) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۴۹۲ (انظر: ۷۷۰۵)

...... ’’بے شک جو لوگ ہمارے نازل کردہ صریح دلائل اور ہدایت کی باتوں کو چھپاتے ہیں بعد اس کے کہ ہم نے لوگوں کے لیے ان کو کتاب میں کھول کر بیان کر دیا ہے ان لوگوں پر اللہ اور سب لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں۔‘‘

فوائد:...... سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ زیادہ احادیث بیان کرنے کی وجوہات بیان کر رہے ہیں۔

(١١٩٦٨)۔ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ فَرُّوخَ الْجُرَيْرِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عُثْمَانَ النَّهْدِيَّ يَقُولُ: تَضَيَّفْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ سَبْعًا فَكَانَ هُوَ وَامْرَأَتُهُ وَخَادِمُهُ يَعْتَقِبُونَ اللَّيْلَ أَثْلَاثًا، يُصَلِّي هٰذَا ثُمَّ يُوقِظُ هٰذَا، وَيُصَلِّي هٰذَا ثُمَّ يَرْقُدُ وَيُوقِظُ هٰذَا، قَالَ: قُلْتُ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! كَيْفَ تَصُومُ؟ قَالَ: أَمَّا أَنَا فَأَصُومُ مِنْ أَوَّلِ الشَّهْرِ ثَلَاثًا، فَإِنْ حَدَثَ لِي حَادِثٌ كَانَ آخِرَ شَهْرِي، قَالَ: وَسَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَسَمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا بَيْنَ أَصْحَابِهِ تَمْرًا، فَأَصَابَنِي سَبْعُ تَمَرَاتٍ، إِحْدَاهُنَّ حَشَفَةٌ، وَمَا فِيهِنَّ شَيْءٌ أَعْجَبُ إِلَيَّ مِنْهَا أَنَّهَا شَدَّتْ مَضَاغِي۔ (مسند احمد: ٨٦١٨)

ابو عثمان نہدی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں سات روز تک سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ہاں مہمان ٹھہرا، ان کا معمول تھا کہ وہ، ان کی اہلیہ اور ان کا خادم رات کو تین حصوں میں باری باری جاگتے، ایک نماز پڑھتا رہتا، بعد میں وہ دوسرے کو جگا دیتا، وہ نماز پڑھتا رہتا، پھر وہ سو جاتا اور تیسرے کو بیدار کر دیتا۔ میں نے دریافت کیا: ابو ہریرہ! آپ روزے کس طرح رکھتے ہیں؟ انھوں نے کہا: مہینہ کے شروع میں تین روزے رکھتا ہوں، اگر کوئی وجہ درپیش ہو تو مہینہ کے آخر تک یہی روزے ہوتے ہیں۔ ❶ ابو عثمان کہتے ہیں: میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کے درمیان کھجوریں تقسیم کیں تو سات کھجوریں میرے حصے میں آئیں۔ ان میں سے ایک بے کار سی کھجور تھی، تاہم وہ مجھے سب سے زیادہ پسند تھی، اس نے میرے دانتوں کو مضبوط کر دیا ❷، (تب میں اس کو چبا سکا)۔

(١١٩٦٩)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میرے سچے

(١١٩٦٨) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٤١١، ٥٤٤١ (انظر: ٨٦٣٣)

(١١٩٦٩) تخريج: اسناده ضعيف لضعف البراء بن عبد الله العنزي، ولانقطاعه، فان الحسن البصري لم يسمع من ابي هريرة، اخرجه النسائي: ٦/ ٤٢ (انظر: ٨٨٢٣)

❶ یعنی میں کسی بیماری یا سفر کی وجہ سے کوئی اور روزے نہ رکھ سکوں تو پھر یہی تین روزے ہی آخر تک رہتے ہیں اور ان سے ہی پورے مہینہ کے ثواب حاصل ہونے کی امید ہوتی ہے کیونکہ ہر نیکی کا بدلہ دس گناہ ملتا ہے۔ [بلوغ الامانی] (عبداللہ رفیق)

❷ صحیح بخاری کے الفاظ ہیں: "شَدَّتْ فِي مَضَاغِي" وہ میرے چبانے میں سخت تھی۔ یعنی وہ کھجور چبانے کے لحاظ سے سخت ہونے کی وجہ سے مجھے زیادہ پسند آئی۔

خَلِيلِي الصَّادِقُ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((يَكُونُ فِي هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْثٌ إِلَى السِّنْدِ وَالْهِنْدِ.)) فَإِنْ أَنَا أَدْرَكْتُهُ فَاسْتُشْهِدْتُ فَذٰلِكَ، وَإِنْ أَنَا فَذَكَرَ كَلِمَةً رَجَعْتُ وَأَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ الْمُحَرَّرُ قَدْ أَعْتَقَنِي مِنَ النَّارِ. (مسند احمد: ۸۸۰۹)

خلیل اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے بیان کرتے ہوئے فرمایا: ''اس امت میں ایک لشکر سندھ اور ہند کی طرف جائے گا۔'' پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے: اگر میں اس لشکر کو پالوں اور اس میں شریک ہو کر شہادت کے مرتبہ پر فائز ہو جاؤں تو بہتر، اور اگر میں (شہید نہ ہوا)، بلکہ واپس آ گیا تو میں آزاد ابو ہریرہ بن جاؤں گا، اللہ تعالیٰ مجھے آگ سے آزاد کر دے گا۔

حَرْفُ الْوَاوِ مُهْمَلٌ

''و'' سے شروع ہونے والا نام نہیں ہے

(حَرْفُ الْيَاءِ الْمُثَنَّاه)

''ی'' سے شروع ہونے والے نام

بَابُ مَا جَاءَ فِي أَبِي الْيُسْرِ الْأَنْصَارِيِّ وَاسْمُهُ كَعْبُ بْنُ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

سیدنا ابو الیسر کعب بن عمرو رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

(۱۱۹۷۳)۔ عَنْ أَبِي الْيَسَرِ كَعْبِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ وَاللّٰهِ! إِنَّا لَمَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِخَيْبَرَ عَشِيَّةً إِذْ أَقْبَلَتْ غَنَمٌ لِرَجُلٍ مِنْ يَهُودَ تُرِيدُ حِصْنَهُمْ، وَنَحْنُ مُحَاصِرُوهُمْ إِذْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ رَجُلٌ يُطْعِمُنَا مِنْ هٰذِهِ الْغَنَمِ؟)) قَالَ أَبُو الْيَسَرِ: فَقُلْتُ: أَنَا يَا رَسُولَ اللهِ!، قَالَ: ((فَافْعَلْ.)) قَالَ: فَخَرَجْتُ أَشْتَدُّ مِثْلَ الظَّلِيمِ فَلَمَّا نَظَرَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ مُوَلِّيًا قَالَ: ((اللّٰهُمَّ أَمْتِعْنَا بِهِ.)) قَالَ: فَأَدْرَكْتُ

سیدنا ابو الیسر کعب بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم دن کے پچھلے پہر خیبر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ ایک یہودی کا بکریوں کا ریوڑ آیا، جو قلعہ کے اندر جانا چاہتا تھا اور ہم ان یہودیوں کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کون سا جوان ہمیں ان بکریوں میں سے پکڑ کر کھلائے گا؟'' ابو الیسر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس خدمت کے لیے میں حاضر ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ٹھیک ہے، کاروائی کرو۔'' ابو الیسر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں فوراً شتر مرغ کی طرح دوڑتا ہو اگیا، جب اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے جاتے دیکھا تو فرمایا: ''یا اللہ! ہمیں اس

(۱۱۹۷۳) تخریج: اسناده ضعيف لضعف بريدة بن سفيان الاسلمی، ولابهام رواته عن ابی اليسر (انظر: ۱۵۵۲۵)

الْغَنَمَ وَقَدْ دَخَلَتْ أَوَائِلُهَا الْحِصْنَ، فَأَخَذْتُ شَاتَيْنِ مِنْ أُخْرَاهَا فَاحْتَضَنْتُهُمَا تَحْتَ يَدَيَّ، ثُمَّ أَقْبَلْتُ بِهِمَا أَشْتَدُّ كَأَنَّهُ لَيْسَ مَعِي شَيْءٌ حَتَّى أَلْقَيْتُهُمَا عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَذَبَحُوهُمَا فَأَكَلُوهُمَا، فَكَانَ أَبُو الْيَسَرِ مِنْ آخِرِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ هَلَاكًا، فَكَانَ إِذَا حَدَّثَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ بَكٰى ثُمَّ يَقُولُ: أَمْتِعُوا بِي لَعَمْرِي كُنْتُ آخِرَهُمْ، (قَالَ جَامِعُهُ رَحِمَهُ اللّٰهُ: وَاللّٰهِ لَقَدْ جَاءَ هٰذَا الْحَدِيْثُ آخِرَ مَنَاقِبِ الصَّحَابَةِ بِدُوْنِ قَصْدٍ وَقَدْ جَاءَ فِيْ آخِرِهِ: لَعَمْرِيْ كُنْتُ آخِرَهُمْ)۔ (مسند احمد: ١٥٦١٠)

کے ذریعے فائدہ پہنچا۔'' میں بکریوں تک پہنچ گیا، ریوڑ کا پہلا حصہ قلعہ میں داخل ہو چکا تھا، میں نے ریوڑ کے آخری حصہ میں سے دو بکریوں کو قابو کر لیا اور میں نے ان کو اپنے بازو کے نیچے بغلوں میں دبا لیا اور میں ان کو لیے اس طرح دوڑتا ہوا آیا گویا کہ میں نے کوئی چیز اٹھائی ہوئی نہیں۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے ان بکریوں کو ذبح کر کے تناول کیا۔ سیدنا ابو الیسر رضی اللہ عنہ صحابہ میں سے سب سے آخر میں فوت ہونے والے صحابی ہیں۔ جب وہ یہ واقعہ بیان کرتے تو رو پڑتے اور کہتے: مجھ سے فائدہ اٹھا لو، میری زندگی کی قسم! میں اس وقت آخری صحابی زندہ ہوں۔ اس کی کتاب کا جامع احمد عبدالرحمٰن بنا کہتا ہے کہ اللہ کی قسم! اتفاق سے بلا قصد یہ حدیث مناقب صحابہ کے آخر میں آ گئی ہے۔ اور اس حدیث کے آخری الفاظ بھی اتفاق سے یہی ہیں کہ میں اس وقت آخری صحابی زندہ ہوں۔

فوائد:...... سیدنا ابو الیسر کعب بن عمرو بن عباد انصاری سلمی رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں، یہ اپنے نام اور کنیت دونوں سے معروف ہیں، انہیں بیعت عقبہ اور غزوۂ بدر میں شرکت کی سعادت حاصل ہوئی، انہوں نے غزوۂ بدر میں سیدنا عباس بن عبدالمطلب کو اسیر بنایا تھا۔ (۵۵) سن ہجری میں مدینہ منورہ میں ان کا انتقال ہوا، یہ بدری صحابہ میں سب سے آخر میں فوت ہونے والے ہیں، ویسے علی الاطلاق سب سے آخر میں وفات پانے والے صحابی کا نام سیدنا ابو الطفیل رضی اللہ عنہ ہے، جیسا کہ حدیث نمبر (١١٦٠٨) میں گزرا ہے۔

اَبْوَابُ فَضَائِلِ نِسْوَةٍ مِنَ الصَّحَابِيَّاتِ
صحابیات کے فضائل کے ابواب

مُرَتَّبَةً اَسْمَائُهُنَّ عَلٰی حُرُوْفِ الْمُعْجَمِ
حروف تہجی کی ترتیب سے ان کے ناموں کا تذکرہ ہوگا

حَرْفُ الْهَمْزَةِ
''أ'' سے شروع ہونے والے نام

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ اَسْمَاءِ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا
سیدہ اسما بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما کا تذکرہ

(۱۱۹۷٤)۔ عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ: صَنَعْتُ سُفْرَةَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي بَيْتِ أَبِي بَكْرٍ حِينَ أَرَادَ أَنْ يُهَاجِرَ قَالَتْ: فَلَمْ نَجِدْ لِسُفْرَتِهِ وَلَا لِسِقَائِهِ مَا نَرْبِطُهُمَا بِهِ، قَالَتْ: فَقُلْتُ لِأَبِي بَكْرٍ: وَاللّٰهِ! مَا أَجِدُ شَيْئًا أَرْبِطُهُ بِهِ إِلَّا نِطَاقِي، قَالَ: فَقَالَ: شُقِّيهِ بِاثْنَيْنِ فَارْبِطِي بِوَاحِدٍ السِّقَاءَ وَالْآخَرِ السُّفْرَةَ، فَلِذٰلِكَ سُمِّيَتْ ذَاتَ النِّطَاقَيْنِ۔ (مسند احمد: ۲۷٤٦۷)

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ہجرت کے موقع پر میں نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر میں رسول اللہ ﷺ کے لیے زادِ راہ تیار کیا، آپ کے تھیلے اور مشکیزے کو باندھنے کے لیے ہمیں کوئی چیز دستیاب نہ ہوئی، میں نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: اللہ کی قسم! اس سامان کو باندھنے کے لیے میرے کمر بند کے سوا اور کوئی چیز موجود نہیں ہے۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: تم اس کے دو حصے کر کے ایک سے کھانے کا اور ایک سے پینے کا سامان باندھ دو۔ اسی وجہ سے سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کا نام ''ذات النطاقین'' پڑ گیا۔

فوائد:...... ''نِطَاق'': محنت مشقت کرنے کے لیے کمر پر باندھی جانے والی پٹی، جب سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے اپنی پٹی کو دو حصوں میں تقسیم کیا تو گویا دو پٹیاں بن گئیں، اس لیے ان کو ''ذات النطاقین'' کہا گیا، یعنی دو پٹیوں والی۔

(۱۱۹۷۵)۔ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ:

سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں:

(۱۱۹۷٤) تخريج: اخرجه ۵۳۸۸، ومسلم: ۲۵٤۵ (انظر: ۲٦۹۲۸)

(۱۱۹۷۵) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۱۵۱، ۵۲۲٤، ومسلم: ۲۱۸۲ (انظر: ۲٦۹۳۷)

تَزَوَّجَنِي الزُّبَيْرُ وَمَا لَهُ فِي الْأَرْضِ مِنْ مَالٍ وَلَا مَمْلُوكٍ وَلَا شَيْءٍ غَيْرَ فَرَسِهِ، قَالَتْ: فَكُنْتُ أَعْلِفُ فَرَسَهُ وَأَكْفِيهِ مَئُونَتَهُ وَأَسُوسُهُ وَأَدُقُّ النَّوٰى لِنَاضِحِهِ أَعْلِبُ وَأَسْتَقِي الْمَاءَ وَأَخْرُزُ غَرْبَهُ، وَأَعْجِنُ وَلَمْ أَكُنْ أُحْسِنُ أَخْبِزُ، فَكَانَ يَخْبِزُ لِي جَارَاتٌ مِنَ الْأَنْصَارِ وَكُنَّ نِسْوَةَ صِدْقٍ، وَكُنْتُ أَنْقُلُ النَّوٰى مِنْ أَرْضِ الزُّبَيْرِ الَّتِي أَقْطَعَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى رَأْسِي، وَهِيَ مِنِّي عَلٰى ثُلُثَيْ فَرْسَخٍ، قَالَتْ: فَجِئْتُ يَوْمًا وَالنَّوٰى عَلٰى رَأْسِي، فَلَقِيتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَمَعَهُ نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَدَعَانِي ثُمَّ قَالَ: ((إِخْ إِخْ.)) لِيَحْمِلَنِي خَلْفَهُ قَالَتْ: فَاسْتَحْيَيْتُ أَنْ أَسِيرَ مَعَ الرِّجَالِ وَذَكَرْتُ الزُّبَيْرَ وَغَيْرَتَهُ، قَالَتْ: وَكَانَ أَغْيَرَ النَّاسِ فَعَرَفَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنِّي قَدِ اسْتَحْيَيْتُ فَمَضٰى، وَجِئْتُ الزُّبَيْرَ فَقُلْتُ: لَقِيَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَعَلٰى رَأْسِي النَّوٰى وَمَعَهُ نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَأَنَاخَ لِأَرْكَبَ مَعَهُ فَاسْتَحْيَيْتُ وَعَرَفْتُ غَيْرَتَكَ، فَقَالَ: وَاللّٰهِ! لَحَمْلُكِ النَّوٰى أَشَدُّ عَلَيَّ مِنْ رُكُوبِكِ مَعَهُ، قَالَتْ: حَتّٰى أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ بَعْدَ ذٰلِكَ بِخَادِمٍ فَكَفَتْنِي سِيَاسَةَ الْفَرَسِ فَكَأَنَّمَا أَعْتَقَتْنِي۔ (مسند احمد: ٢٧٤٧٦)

سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے نکاح کر لیا، جبکہ ان کے پاس ایک گھوڑے کے سوا مال، غلام اور کوئی چیز، غرضیکہ کچھ بھی نہیں تھا، میں ہی ان کے گھوڑے کو گھاس ڈالتی، اس کی ضروریات پوری کرتی اور میں گھوڑے کو گھما پھرا لاتی اور میں ان کے اونٹ کے لیے کھجور کی گٹھلیاں کوٹتی پیستی، اسے گھاس ڈالتی اور اس پر پانی لاد لاتی، پانی کا ڈول پھٹ جاتا تو اس کی مرمت کرتی، آٹا گوندھتی، میں اچھی طرح روٹی پکانا نہیں جانتی تھی، اس لیے میری ہمسایہ انصاری خواتین مجھے روٹی پکا دیتی تھیں، یہ بڑی اچھی عورتیں تھیں، رسول اللہ ﷺ نے جو زمین سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کو عنایت کیا تھا وہ تقریباً دو میل دور تھا، میں وہاں سے گٹھلیاں سر پر لاد کر لاتی۔ ایک دن رسول اللہ ﷺ صحابہ کے ساتھ آ رہے تھے کہ راستے میں مجھ سے ملاقات ہوگئی، آپ ﷺ نے مجھے آواز دے کر اپنے پیچھے مجھے سوار کرنے کے لیے اپنی سواری کو روکنے کی آواز دی، لیکن مجھے مردوں کے ساتھ سفر کرنے میں جھجک محسوس ہوئی۔ ساتھ ہی مجھے سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ اور ان کی غیرت بھی یاد آئی، وہ سب سے زیادہ غیرت مند تھے۔ رسول اللہ ﷺ جان گئے کہ میں آپ کے ساتھ سوار ہونے سے جھجک رہی ہوں، پس آپ ﷺ چل دیئے۔ میں نے سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر ان کو بتلایا کہ میرے سر پر گٹھلیاں تھیں۔ راستے میں رسول اللہ ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم مل گئے، آپ نے مجھے اپنے ساتھ سوار کرنے کے لیے سواری کو بٹھانے ارادہ کیا، لیکن میں تو شرما گئی اور میں آپ کی غیرت کو بھی جانتی ہوں۔ یہ سن کر سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! میرے نزدیک تمہارے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سوار ہونے سے تمہارا گٹھلیاں اٹھا کر لانا میرے لیے زیادہ ناگوار ہے۔ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں:

میری یہی صورت حال رہی، یہاں تک کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ایک خادمہ میری طرف بھیج دی، پھر گھوڑے کی خدمت کے سلسلہ میں اس خادمہ نے میری ذمہ داریاں سنبھال لیں، اس نے آکر گویا مجھے آزاد کر دیا۔

فوائد:...... سیدہ اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں، ان کا لقب ''ذات النطاقین'' ہے، یہ قدیم الاسلام ہیں۔ انہوں نے جن دنوں اپنے شوہر سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی تو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ان کے بطن میں تھے، ایام حمل پورے ہو چکے تھے۔ مدینہ منورہ جاتے ہوئے انہوں نے قباء میں بچے (عبداللہ) کو جنم دیا، اس کے بعد ان کے بطن سے عروۃ، منذر، مہاجر، عاصم، خدیجہ کبریٰ، ام الحسن، اور عائشہ پیدا ہوئے۔ مہاجرین میں سے سب سے آخر میں ان کی وفات ہوئی، سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا سخاوت اور خوابوں کی تعبیر بیان کرنے میں معروف تھیں۔ ان کی ولادت ہجرت سے ستائیس سال قبل اور وفات (۷۳) سن ہجری میں سو سال کی عمر میں ہوئی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ أَسْمَاءِ بِنْتِ عُمَيْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا
سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کا تذکرہ

(۱۱۹۷۶)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ نَفَرًا مِنْ بَنِي هَاشِمٍ دَخَلُوْا عَلٰى أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ، فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ وَهِيَ تَحْتَهُ يَوْمَئِذٍ فَرَآهُمْ فَكَرِهَ ذٰلِكَ، فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: لَمْ أَرَ إِلَّا خَيْرًا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَرَّأَهَا مِنْ ذٰلِكَ۔)) ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: ((لَا يَدْخُلَنَّ رَجُلٌ بَعْدَ يَوْمِي هٰذَا عَلٰى مُغِيبَةٍ إِلَّا وَمَعَهُ رَجُلٌ أَوْ اثْنَانِ۔)) (مسند احمد: ٦٧٤٤)

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنو ہاشم کے کچھ لوگ سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے ہاں گئے، وہ ان دنوں ابو بکر رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھیں، وہ لوگ بیٹھے ہی تھے کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ آ گئے، انہوں نے ان لوگوں کو اپنی اہلیہ کے ہاں دیکھا تو انہیں یہ بات ناگوار گزری۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ کا رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا اور کہا کہ میں نے کوئی قابل اعتراض بات تو نہیں دیکھی بلکہ میں نے تو اچھی بات ہی دیکھی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے اسماء کو ایسی باتوں سے محفوظ رکھا ہے۔'' اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا: ''آج کے بعد کوئی آدمی اکیلا کسی ایسی خاتون کے ہاں نہ جائے، جس کا خاوند گھر پر نہ ہو، الا یہ کہ اس کے ساتھ ایک دو آدمی اس کے ساتھ ہوں۔

(۱۱۹۷۶) تخریج: اخرجه مسلم: ۲۱۷۳ (انظر: ٦٧٤٤)

(۱۱۹۷۷)۔ عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ: لَقِيَ عُمَرُ أَسْمَاءَ بِنْتَ عُمَيْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فَقَالَ: نِعْمَ الْقَوْمُ أَنْتُمْ لَوْلَا أَنَّكُمْ سُبِقْتُمْ بِالْهِجْرَةِ وَنَحْنُ أَفْضَلُ مِنْكُمْ، قَالَتْ: كُنْتُمْ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يُعَلِّمُ جَاهِلَكُمْ وَيَحْمِلُ رَاجِلَكُمْ وَفَرَرْنَا بِدِينِنَا، فَقَالَتْ: لَا أَنْتَهِي حَتّٰى أَدْخُلَ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَدَخَلَتْ: فَذَكَرَتْ مَا قَالَ لَهَا عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((بَلْ لَكُمُ الْهِجْرَةُ مَرَّتَيْنِ هِجْرَتُكُمْ هِجْرَتُكُمْ إِلَى الْحَبْشَةِ وَهِجْرَتُكُمْ إِلَى الْمَدِينَةِ۔)) (مسند احمد: ۱۹۹۳۰)

سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے ملاقات ہوگئی تو انھوں نے کہا: تم بڑے اچھے لوگ ہو، بس یہ بات ہے کہ لوگ تم سے پہلے ہجرت کر آئے ہیں اور ہم تم سے افضل ہیں۔ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا: آپ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوتے تھے، تمہیں جس چیز کا علم نہ ہوتا، اللہ کے رسول تمہیں تعلیم دیتے اور تم میں سے جس کے پاس سواری نہ ہوتی، اللہ کے رسول اسے سواری عنایت کر دیتے اور ہم اپنے دین کو بچاتے ہوئے فرار ہوگئے تھے۔ بہرحال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر آپ سے ضرور اس بات کا ذکر کروں گی، چنانچہ انہوں نے جا کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی ساری بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمہیں دو ہجرتوں کا ثواب ملے گا، ایک حبشہ کی طرف اور ایک مدینہ کی طرف۔''

فوائد:...... سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا، ام المومنین سیدہ میمونہ بنت الحارث کی مادری بہن ہیں اور یہ بہت سی صحابیات کی پدری، یا مادری، یا سگی بہن ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دار ارقم میں جانے سے پہلے انہوں نے اسلام قبول کیا اور سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کر گئیں اور وہیں عبداللہ، محمد اور عون کو جنم دیا۔ غزوۂ موتہ میں سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے، ان کے بعد سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح کیا، انھوں نے ان سے محمد نامی بچہ جنم دیا، ان کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح کیا اور ان سے عون اور یحییٰ پیدا ہوئے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي أُمَامَةَ بِنْتِ زَيْنَبَ بِنْتِ رَسُولِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی بیٹی سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا کا تذکرہ

(۱۱۹۷۸)۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أُمِّ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أُهْدِيَتْ لَهُ هَدِيَّةٌ فِيهَا قِلَادَةٌ مِنْ جَزْعٍ،

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک ہدیہ پیش کیا گیا، اس میں یمنی موتیوں کا ایک ہار بھی تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں یہ ہار اپنے اہل میں

(۱۱۹۷۷) تخريج: أخرجه البخاري: ۴۲۳۰، ۴۲۳۱، ومسلم: ۲۵۰۳ (انظر: ۱۹۶۹۴)

(۱۱۹۷۸) تخريج: اسناده ضعيف لضعف علي بن زيد بن جدعان، وجهالة ام محمد، اخرجه ابويعلى: ۴۴۷۱ (انظر: ۲۴۷۰۴)

فَقَالَ: ((لَأَدْفَعَنَّهَا إِلٰى أَحَبِّ أَهْلِي إِلَيَّ۔)) فَقَالَتِ النِّسَاءُ ذَهَبَتْ بِهَا ابْنَةُ أَبِي قُحَافَةَ فَدَعَا النَّبِيُّ ﷺ أُمَامَةَ بِنْتَ زَيْنَبَ فَعَلَّقَهَا فِي عُنُقِهَا۔ (مسند احمد: ٢٥٢١١)

سے اسے دوں گا، جو مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے۔'' عورتوں نے سمجھا کہ اس ہار کو ابو قحافہ کی بیٹی یعنی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا لے جائیں گی، مگر نبی کریم ﷺ نے اپنی نواسی سیدہ امامہ بنت زینب رضی اللہ عنہا کو بلوا کر وہ ہار ان کی گردن میں ڈال دیا۔

فوائد: ...... اس روایت کا درج ذیل سیاق صحیح ہے:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: قَدِمَتْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ حِلْيَةٌ مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ أَهْدَاهَا لَهُ فِيهَا خَاتَمٌ مِنْ ذَهَبٍ فِيهِ فَصٌّ حَبَشِيٌّ، فَأَخَذَهُ النَّبِيُّ ﷺ بِعُودٍ بِبَعْضِ أَصَابِعِهِ مُعْرِضًا عَنْهُ ثُمَّ دَعَا أُمَامَةَ بِنْتَ أَبِي الْعَاصِ ابْنَةَ ابْنَتِهِ فَقَالَ: ((تَحَلَّيْ بِهٰذَا يَا بُنَيَّةُ۔)) ...... نبی کریم ﷺ کے پاس نجاشی کی جانب سے تحفہ میں زیورات آئے، جن میں ایک سونے کی انگوٹھی تھی، اس کا نگینہ حبشی تھا، نبی کریم ﷺ نے اپنی بعض انگلیوں کی مدد سے ایک لکڑی کے ذریعے اس سے اعراض کرتے ہوئے اس کو پکڑا اور پھر اپنی نواسی سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور کہا: ''پیاری بیٹی! اسے بطور زیور پہن لو۔'' (ابوداود: ۴۲۳۵، مسند احمد ۲۴۸۸۰)

سیدہ امامہ بنت زینب رضی اللہ عنہا، رسول اللہ ﷺ کی نواسی تھیں، رسول اللہ ﷺ ان سے بہت محبت کرتے اور بسا اوقات ان کو اٹھائے ہوئے نماز پڑھایا کرتے تھے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح کیا تھا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بعد سیدنا مغیرہ بن نوفل نے ان سے نکاح کیا، ایک قول ہے کہ ان کے بطن سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور مغیرہ کی کوئی اولاد پیدا نہیں ہوئی اور ایک قول کے مطابق مغیرہ کے بیٹے یحیٰی کی ولادت ان کے بطن سے ہوئی۔ واللہ اعلم۔

حَرْفُ الْبَاءِ

''ب'' سے شروع ہونے والے نام

بَابُ مَا جَاءَ فِي بَرِيرَةَ مَوْلَاةِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی آزاد کردہ لونڈی سیدہ بریرہ رضی اللہ عنہا کا تذکرہ

(١١٩٧٩)۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ فِي بَرِيرَةَ ثَلَاثُ قَضِيَّاتٍ، أَرَادَ أَهْلُهَا أَنْ يَبِيعُوهَا وَيَشْتَرِطُوا الْوَلَاءَ، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((اشْتَرِيهَا فَأَعْتِقِيهَا فَإِنَّمَا

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سیدہ بریرہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ میں تین مسائل ہیں، اس کے اہل خانہ نے ان کو اس شرط پر فروخت کرنا چاہا کہ اس کی ولاء ان کا حق ہوگا، جب میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بات کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے

(١١٩٧٩) تخريج: أخرجه البخاري: ٢١٥٥، ٢٥٦٥، ٢٧٢٦، ومسلم: ١٠٧٥ (انظر: ٢٤١٨٧)

الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ۔)) قَالَ: وَعُتِقَتْ فَخَيَّرَهَا (وَفِي رِوَايَةٍ: وَكَانَتْ تَحْتَ عَبْدٍ فَلَمَّا أَعْتَقَتْهَا قَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اخْتَارِيْ فَإِنْ شِئْتِ أَنْ تَمْكُثِيْ تَحْتَ هٰذَا الْعَبْدِ، وَإِنْ شِئْتِ أَنْ تُفَارِقِيْهِ فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا) رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا، قَالَتْ: وَكَانَ النَّاسُ يَتَصَدَّقُونَ عَلَيْهَا فَتُهْدِي لَنَا، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَهُوَ لَكُمْ هَدِيَّةٌ فَكُلُوهُ۔)) (مسند احمد: ٢٤٦٩١)

فرمایا: ''تم اسے خرید کر آزاد کر دو، ولاء کا تعلق اسی کے ساتھ ہوتا ہے، جو آزاد کرے۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: پس میں نے ان کو آزاد کیا تو وہ ان دنوں ایک غلام (مغیث) کی زوجیت میں تھیں، رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''تمہیں اختیار ہے، تم چاہو تو اس غلام کی زوجیت میں رہ سکتی ہو اور اگر چاہو تو اس سے مفارقت اختیار کر سکتی ہو۔'' انہوں نے اپنے لیے اس سے مفارقت کو پسند کر لیا، تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ لوگ سیدہ بریرہ رضی اللہ عنہا کو صدقات دیا کرتے تھے اور وہ انہی صدقات میں سے کچھ حصہ بطور تحفہ ہمیں دے دیا کرتی تھی، جب میں نے اس بات کا رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ اس کے لیے صدقہ ہوتا ہے اور تمہارے لیے اس کی طرف سے ہدیہ اور تحفہ ہوتا ہے، پس تم یہ کھانا کھا سکتی ہو۔''

فوائد:...... سیدہ بریرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا، ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی آزاد کردہ لونڈی تھیں، دراصل یہ انصار کے لوگوں کی لونڈی تھیں، انہوں نے ان کے ساتھ مکاتبت کا معاہدہ کیا کہ وہ اتنی مقررہ مقدار میں مال ادا کر دیں تو وہ ان کو آزاد کر دیں گے، یہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں آئیں اور ان سے مال مکاتبت کے سلسلہ میں تعاون کی درخواست کی، سیدہ نے کہا: اگر تمہارے مالک چاہیں تو میں تمہاری ساری رقم ادا کر کے تمہیں ان سے خرید کر آزاد کر دوں، اس کے مالک اس پر راضی ہو گئے، لیکن ولاء تعلق انہیں سے رہے گا، سیدہ نے اس بات کا رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اسے خرید کر آزاد کر دو، ولاء کا تعلق اسی کے ساتھ ہوتا ہے، جو آزاد کرتا ہے۔'' چنانچہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ان کو خرید کر آزاد کر دیا، ان دنوں سیدہ بریرہ رضی اللہ عنہا ایک غلام مغیث کی زوجیت میں تھیں۔ ایسی صورت میں آزاد ہونے والی عورت کو شرعی طور پر اختیار ہے کہ وہ چاہے تو غلام شوہر کی زوجیت میں رہے یا وہ چاہے تو اس سے مفارقت کر کے کسی دوسری جگہ نکاح کرے۔ اس اصول کے تحت رسول اللہ ﷺ نے ان کو اختیار دیا تو انہوں نے اپنے شوہر سے مفارقت اختیار کی، ان کا خاوند ان سے بہت محبت کرتا تھا، وہ ان کے پیچھے پیچھے چلتا ان کی منت سماجت کیا کرتا تھا کہ وہ اسے چھوڑ کر نہ جائے، اس کے آنسو اس کی داڑھی اور رخساروں پر بہہ رہے ہوتے۔ اس نے رسول اللہ ﷺ سے بریرہ رضی اللہ عنہ کے ہاں سفارش بھی کرائی، لیکن سیدہ بریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ مجھے مغیث رضی اللہ عنہ کے ہاں رہنے کا حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: حکم نہیں بلکہ میں تو محض سفارش

کرتا ہوں، سیدہ بریرہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں اب اس کے پاس رہنا نہیں چاہتی۔

وَلاء: وہ رشتہ ہے، جس کے ذریعے آزاد کنندہ، آزاد شدہ کا وارث بنتا ہے۔

حَرْفُ التَّاءِ اِلَى الدَّالِ مُهْمَلٌ

''ت سے ذ'' تک کے حروف سے شروع ہونے والے نام نہیں ہیں

(حَرْفُ الدَّالِ الْمُهْمَلَةِ)

''د'' سے شروع ہونے والے نام

بَابُ مَا جَاءَ فِي دُرَّةَ بِنْتِ أَبِي لَهَبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا

سیدہ درہ بنت ابی لہب رضی اللہ عنہا کا تذکرہ

(۱۱۹۸۰)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَيْرَةَ، عَنْ دُرَّةَ بِنْتِ أَبِي لَهَبٍ قَالَتْ: كُنْتُ عِنْدَ عَائِشَةَ فَدَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((ائْتُونِي بِوَضُوءٍ۔)) قَالَتْ: فَابْتَدَرْتُ أَنَا وَعَائِشَةُ الْكُوزَ فَأَخَذْتُهُ أَنَا فَتَوَضَّأَ فَرَفَعَ بَصَرَهُ إِلَيَّ أَوْ طَرْفَهُ إِلَيَّ وَقَالَ: ((أَنْتِ مِنِّي وَأَنَا مِنْكِ۔)) (مسند احمد: ۲٤۸۹۱)

سیدہ درہ بنت ابی لہب رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس موجود تھی کہ نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے اور آپ ﷺ نے وضو کے لیے پانی طلب فرمایا، تو میں اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پانی کے برتن کی طرف لپکیں اور میں نے پانی کا برتن پکڑ لیا۔ نبی کریم ﷺ نے وضو کیا اور میری طرف نظر اٹھا کر فرمایا: ''تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔''

فوائد:...... سیدہ درہ بنت ابی لہب، رسول اللہ ﷺ کی چچا زاد ہیں، انہوں نے اسلام قبول کیا اور پھر ہجرت کی، سیدنا حارث بن نوفل بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح کیا تو ان کے بطن سے عقبہ اور ولید وغیرہ کی ولادت ہوئی۔ بلاذری نے ذکر کیا ہے کہ ان سے سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا تھا، ممکن ہے کہ انہوں نے سیدنا حارث بن نوفل رضی اللہ عنہ سے قبل ان سے نکاح کیا ہو اور سیدنا حارث کے بعد سیدنا دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح کیا۔

(۱۱۹۸۰) تخريج: اسناده ضعيف لضعف شريك النخعي، ولجهالة شيخ سماك (انظر: ۲٤۳۸۷)

حَرْفُ الذَّالِ الْمُعْجَمَةِ مُهْمَلٌ
''ذ'' سے شروع ہونے والا نام کوئی نہیں

(حَرْفُ الرَّاءِ)
''ر'' سے شروع ہونے والے نام

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّمَيْصَاءِ أَوِ الْغُمَيْصَاءِ أُمِّ سُلَيْمٍ وَالِدَةِ انَسِ بْنِ مَالِكٍ وَزَوْجَةِ أَبِي طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہما

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی ماں، سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی بیوی سیدہ ام سلیم رمیصاء (یا غمیصاء) رضی اللہ عنہا کا تذکرہ

(۱۱۹۸۱)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ خَشْفَةً فَقُلْتُ: مَا هٰذِهِ الْخَشْفَةُ؟ فَقِيلَ هٰذِهِ الرُّمَيْصَاءُ بِنْتُ مِلْحَانَ۔)) (مسند احمد: ۱۳۸۶۵)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں جنت میں گیا تو میں نے وہاں چلنے کی آہٹ سنی، میں نے پوچھا کہ یہ کیسی آہٹ ہے؟ تو مجھے بتلایا گیا کہ یہ رمیصاء بنت ملحان کے چلنے کی آواز ہے۔''

فوائد:...... سیدہ ام سلیم بنت ملحان رضی اللہ عنہا ایک انصاری جلیل القدر صحابیہ ہیں، یہ خادم رسول سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں، ان کی زیادہ شہرت کنیت سے ہے، ان کے نام کے بارے میں اختلاف ہے۔ سہلہ، زمیلہ، انیسہ، رمیثہ، رمیصاء اور غمیصاء نام کے اقوال پائے جاتے ہیں، انہوں نے قبل از اسلام دور جاہلیت میں مالک بن نضر سے نکاح کیا، اس سے سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی، انصار میں سے جو لوگ شروع شروع میں دائرہ اسلام میں داخل ہوئے، یہ بھی ان کے ساتھ مسلمان ہوگئیں، ان پر ان کا شوہر ناراض ہوکر سرزمین شام کی طرف نکل گیا اور وہیں اسے موت آگئی، سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد ابوطلحہ نے نکاح کیا۔ سنن نسائی وغیرہ میں ہے کہ ابوطلحہ نے ان کو نکاح کا پیغام بھیجا تو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے واپسی پیغام بھیجا کہ آپ جیسے آدمی کے ساتھ نکاح سے انکار تو نہیں کرنا چاہیے مگر مشکل یہ ہے کہ میں مسلمان ہوں اور آپ کافر ہیں، میرے لیے آپ سے نکاح کرنا حلال نہیں، آپ اگر اسلام قبول کرلیں تو یہی چیز میرے لیے مہر ہوگی اور میں اس کے علاوہ کسی بھی چیز کا بطور مہر مطالبہ نہ کروں گی، چنانچہ انھوں نے اسلام قبول کرلیا اور یہی عمل ان کا مہر قرار پایا۔ ثابت کہتے ہیں کہ میں نے نہیں سنا کہ کسی خاتون کا مہر ام سلیم رضی اللہ عنہا کے مہر سے زیادہ بہتر ہو۔ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوات میں بھی شریک ہوتی تھیں، ان کے بہت سے کارنامے ہیں جو ان کے کمال ایمان، ان کی دانش مندی اور قوت فیصلہ پر دلالت کرتے ہیں۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی رضاعی خالہ تھیں۔

(۱۱۹۸۱) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۴۵۶ (انظر: ۱۳۸۲۹)

(۱۱۹۸۲)۔ (وَعَنْهُ بِلَفْظٍ آخَرَ) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ خَشْخَشَةً بَيْنَ يَدَيَّ فَإِذَا هِيَ الْغُمَيْصَاءُ بِنْتُ مِلْحَانَ۔)) وَهِيَ أُمُّ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ۔ (مسند احمد: ۱۳۵٤۸)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے اپنے سامنے آہٹ سی سنی، وہ غمیصاء بنت ملحان تھی۔'' یہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں۔

(۱۱۹۸۳)۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أُرِيْتُنِيْ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَإِذَا أَنَا بِالرُّمَيْصَاءِ امْرَأَةِ أَبِيْ طَلْحَةَ۔)) (مسند احمد: ۱۵۲۵۷)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے خواب میں دکھلایا گیا کہ میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے وہاں ابوطلحہ کی اہلیہ رمیصاء کو پایا۔''

(۱۱۹۸٤)۔ عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: مَاتَ ابْنٌ لِأَبِيْ طَلْحَةَ مِنْ أُمِّ سُلَيْمٍ فَقَالَتْ: لِأَهْلِهَا لَا تُحَدِّثُوْا أَبَا طَلْحَةَ بِابْنِهِ حَتّٰى أَكُوْنَ أَنَا أُحَدِّثُهُ، قَالَ: فَجَاءَ فَقَرَّبَتْ إِلَيْهِ عَشَاءً فَأَكَلَ وَشَرِبَ، قَالَ: ثُمَّ تَصَنَّعَتْ لَهُ أَحْسَنَ مَا كَانَتْ تَصَنَّعُ قَبْلَ ذٰلِكَ، فَوَقَعَ بِهَا، فَلَمَّا رَأَتْ أَنَّهُ قَدْ شَبِعَ وَأَصَابَ مِنْهَا، قَالَتْ: يَا أَبَا طَلْحَةَ أَرَأَيْتَ أَنَّ قَوْمًا أَعَارُوْا عَارِيَتَهُمْ أَهْلَ بَيْتٍ وَطَلَبُوْا عَارِيَتَهُمْ أَلَهُمْ أَنْ يَمْنَعُوْهُمْ؟ قَالَ: لَا، قَالَتْ: فَاحْتَسِبِ ابْنَكَ، فَانْطَلَقَ حَتّٰى أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ بِمَا كَانَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((بَارَكَ اللّٰهُ لَكُمَا فِيْ غَابِرِ لَيْلَتِكُمَا۔)) قَالَ: فَحَمَلَتْ قَالَ: فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا ابو طلحہ اور سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کا بیٹا فوت ہو گیا، سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اپنے اہل والوں سے کہا: تم نے ابوطلحہ کو اس کے بیٹے کے بارے میں نہیں بتلانا، میں خود اس کو بتاؤں گی، پس جب وہ آئے تو اس نے ان کو شام کا کھانا پیش کیا، انھوں نے کھانا کھایا اور مشروب پیا، پھر سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند کے لیے اچھی طرح تیاری کی، جیسا کہ وہ پہلے کرتی تھیں، پس انھوں نے ان سے جماع کیا، جب ام سلیم نے دیکھا کہ اس کا خاوند خوب سیر ہو گیا اور حق زوجیت بھی ادا کر لیا تو اس نے کہا: اے ابوطلحہ! اس کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے کہ لوگ ایک گھر والوں کو کوئی چیز عاریۃً دیتے ہیں، پھر جب وہ ان سے واپس کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں تو کیا وہ روک سکتے ہیں؟ انھوں نے کہا: نہیں، نہیں روک سکتے، ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا: تو پھر اپنے بیٹے کی وفات پر ثواب کی نیت سے صبر کر، سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ چل پڑے،

(۱۱۹۸۲) تخریج: انظر الحدیث السابق

(۱۱۹۸۳) تخریج: أخرجه البخاری: ۳٦۷۹، ومسلم: ۲٤۵۷ (انظر: ۱۵۱۸۹)

(۱۱۹۸٤) تخریج: أخرجه مسلم: ص ۱۹۰۹ (انظر: ۱۳۰۲٦)

سَفَرٍ وَهِيَ مَعَهُ ، وكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَتَى الْمَدِيْنَةَ مِنْ سَفَرٍ لَا يَطْرُقُهَا طُرُوْقًا ، فَدَنَوْا مِنَ الْمَدِيْنَةِ فَضَرَبَهَا الْمَخَاضُ ، وَاحْتَبَسَ عَلَيْهَا أَبُوْطَلْحَةَ وَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ: يَارَبِّ! إِنَّكَ لَتَعْلَمُ أَنَّهُ يُعْجِبُنِيْ أَنْ أَخْرُجَ مَعَ رَسُوْلِكَ إِذَا خَرَجَ ، وَأَدْخُلَ مَعَهُ إِذَا دَخَلَ ، وَقَدِ احْتَبَسْتُ بِمَا تَرٰى ، قَالَ: تَقُوْلُ أُمُّ سُلَيْمٍ: يَا أَبَا طَلْحَةَ مَا أَجِدُ الَّذِيْ كُنْتُ أَجِدُ فَانْطَلَقْنَا ، قَالَ: وَضَرَبَهَا الْمَخَاضُ حِيْنَ قَدِمُوْا فَوَلَدَتْ غُلَامًا ، فَقَالَتْ لِيْ أُمِّيْ: يَا أَنَسُ! لَا يُرْضِعَنَّهُ أَحَدٌ حَتّٰى تَغْدُوَ بِهِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: فَصَادَفْتُهُ وَمَعَهُ مِيْسَمٌ فَلَمَّا رَآنِيْ قَالَ: ((لَعَلَّ أُمَّ سُلَيْمٍ وَلَدَتْ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ ، قَالَ: فَوَضَعَ الْمِيْسَمَ قَالَ: فَجِئْتُ بِهِ فَوَضَعْتُهُ فِيْ حِجْرِهِ قَالَ: وَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِعَجْوَةٍ مِنْ عَجْوَةِ الْمَدِيْنَةِ فَلَاكَهَا فِيْ فِيْهِ حَتّٰى ذَابَتْ ثُمَّ قَذَفَهَا فِيْ فِي الصَّبِيِّ فَجَعَلَ الصَّبِيُّ يَتَلَمَّظُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أُنْظُرُوْا إِلٰى حُبِّ الْأَنْصَارِ التَّمْرَ۔))، قَالَ: فَمَسَحَ وَجْهَهُ وَسَمَّاهُ عَبْدَ اللّٰهِ۔ (مسند احمد: ۱۳۰۵۷)

یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچے اور آپ ﷺ کو سارے ماجرے کی خبر دی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تمہاری گزشتہ رات میں برکت فرمائے۔'' ام سلیم رضی اللہ عنہا کو حمل ہو گیا، ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ سفر میں تھے اور ام سلیم آپ ﷺ کے ساتھ تھیں، جب آپ ﷺ سفر سے واپسی پر مدینہ آتے تھے تو رات کو شہر میں داخل نہیں ہوتے تھے، پس جب وہ مدینہ کے قریب پہنچے تو ام سلیم رضی اللہ عنہا کو دردِ زہ شروع ہو گیا، نبی کریم ﷺ تو آگے چل دیئے، لیکن سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اپنی بیوی کے پاس رک گئے اور انھوں نے کہا: اے میرے ربّ! تو جانتا ہے کہ مجھے یہ بات پسند لگتی ہے کہ تیرے رسول کے ساتھ سفر میں نکلوں اور آپ ﷺ کے ساتھ ہی مدینہ میں داخل ہوں، لیکن اب تو دیکھ رہا ہے کہ میں رک گیا ہوں، اتنے میں ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا: جو چیز میں پہلے پاتی تھی، ابھی وہ نہیں پا رہی، پس ہم چل پڑے اور جب مدینہ پہنچے تو دوبارہ دردِ زہ شروع ہوا اور انھوں نے بچہ جنم دیا۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میری ماں نے مجھے کہا: اے انس! کوئی بھی اس کو دودھ نہ پلائے، یہاں تک کہ تو صبح کو اس کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جائے، وہ کہتے ہیں: میں بچہ لے کر آپ ﷺ کے پاس گیا اور آپ ﷺ کو اس حال میں پایا کہ آپ ﷺ کے پاس جانوروں کو داغنے والا ایک آلہ تھا، جب آپ ﷺ نے مجھے دیکھا تو فرمایا: ''شاید ام سلیم نے بچہ جنم دیا ہے؟'' میں نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے وہ آلہ رکھ دیا، میں بچے کو لے کر آگے بڑھا اور اس کو آپ ﷺ کی گودی میں رکھ دیا، رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کی عجوہ کھجور منگوائی، اس کو اپنے منہ مبارک میں ڈال کر چبایا، یہاں تک کہ وہ نرم ہوگئی، پھر اس کو بچے کے منہ میں ڈالا اور بچہ زبان پھیر کر اس کو نگلنے لگ گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''دیکھو

کہ انصاریوں کو کھجور سے کتنی محبت ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور اس کا نام عبداللہ رکھا۔

(١١٩٨٥)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَدْخُلُ بَيْتَ أُمِّ سُلَيْمٍ وَيَنَامُ عَلٰى فِرَاشِهَا وَلَيْسَتْ فِي بَيْتِهَا، قَالَ: فَأُتِيَتْ يَوْمًا فَقِيلَ لَهَا هٰذَا النَّبِيُّ ﷺ نَائِمٌ عَلٰى فِرَاشِكِ، قَالَتْ: فَجِئْتُ وَذَاكَ فِي الصَّيْفِ فَعَرِقَ النَّبِيُّ ﷺ حَتّٰى اسْتَنْقَعَ عَرَقُهُ عَلٰى قِطْعَةِ أَدَمٍ عَلَى الْفِرَاشِ، فَجَعَلْتُ أُنَشِّفُ ذٰلِكَ الْعَرَقَ وَأَعْصِرُهُ فِي قَارُورَةٍ، فَفَزِعَ وَأَنَا أَصْنَعُ ذٰلِكَ، فَقَالَ: ((مَا تَصْنَعِينَ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ؟)) قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! نَرْجُو بَرَكَتَهُ لِصِبْيَانِنَا، قَالَ: ((أَصَبْتِ۔)) (مسند احمد: ١٣٣٩٩)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لایا کرتے تھے اور ان کے بستر پر سو جایا کرتے تھے، ایسا بھی ہوتا کہ وہ اپنے گھر پر موجود نہیں ہوتی تھیں، وہ ایک دن گھر تشریف لائیں تو ان کو بتلایا گیا کہ نبی کریم ﷺ تمہارے بستر پر سوئے ہوئے ہیں، گرمی کا موسم تھا۔ نبی کریم ﷺ کو اس قدر پسینہ آیا ہوا تھا کہ وہ بستر کے چمڑے کے ٹکڑے پر گر رہا تھا۔ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں آپ ﷺ کے پسینہ کو نچوڑ نچوڑ کر ایک شیشی میں جمع کرنے لگی، میں یہ کام کر رہی تھی کہ آپ ﷺ بیدار ہو گئے اور فرمایا: ''ام سلیم رضی اللہ عنہا تم یہ کیا کر رہی ہو؟'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم اسے اپنے بچوں کے لیے بطور تبرک استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''درست کر رہی ہو۔''

(١١٩٨٦)۔ (وَفِي رِوَايَةٍ عَنْ أَنَسٍ) قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقِيلُ عِنْدَ أُمِّ سُلَيْمٍ، وَكَانَ مِنْ أَكْثَرِ النَّاسِ عَرَقًا فَاتَّخَذَتْ لَهُ نِطَعًا فَكَانَ يَقِيلُ عَلَيْهِ، وَخَطَّتْ بَيْنَ رِجْلَيْهِ خَطًّا فَكَانَتْ تُنَشِّفُ الْعَرَقَ فَتَأْخُذُهُ، فَقَالَ: ((مَا هٰذَا يَا أُمَّ سُلَيْمٍ؟)) فَقَالَتْ: عَرَقُكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَجْعَلُهُ فِي طِيبِي، فَدَعَا لَهَا بِدُعَاءٍ حَسَنٍ۔ (مسند احمد: ١٣٤٥٦)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ، سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے ہاں جا کر قیلولہ کیا کرتے تھے اور آپ ﷺ کو پسینہ بہت زیادہ آتا تھا، سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کے لیے چمڑے کا ایک بچھونا تیار کیا، جس پر آپ ﷺ قیلولہ کیا کرتے تھے۔ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا آپ کے پاؤں کے درمیان ایک لکیر سی بنا دی تھی۔ وہ آپ ﷺ کے پسینے کو نچوڑ کر جمع کر لیتی تھیں۔ آپ ﷺ نے دریافت کیا کہ ''ام سلیم رضی اللہ عنہا! یہ کیا کر رہی ہو؟'' انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ آپ کا پسینہ ہے، میں اسے اپنی خوشبو میں ملاؤں گی، تو آپ ﷺ نے ان کے حق میں بہترین دعا فرمائی۔

(١١٩٨٥) تخريج: أخرجه البخاري بنحوه: ٦٢٨١، و مسلم: ٢٣٣١ (انظر: ١٣٣٦٦)

(١١٩٨٦) تخريج: انظر الحديث السابق

(۱۱۹۸۷)۔ وَفِی رِوَایَةٍ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَأْتِي بَيْتَ أُمِّ سُلَيْمٍ فَيَنَامُ عَلٰى فِرَاشِهَا وَلَيْسَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ فِي بَيْتِهَا فَتَأْتِي فَتَجِدُهُ نَائِمًا، وَكَانَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ إِذَا نَامَ ذَفَّ عَرَقًا، فَتَأْخُذُ عَرَقَهُ بِقُطْنَةٍ فِي قَارُورَةٍ فَتَجْعَلُهُ فِي مِسْكِهَا۔ (مسند احمد: ۱۳۴۴۲)

سیدنا انس رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ، سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے اور ان کے بستر پر سو جاتے تھے، جبکہ بسا اوقات ایسے ہوتا کہ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا گھر پر موجود نہیں ہوتی تھیں، جب وہ آتیں تو آپ ﷺ کو سویا ہوا پاتیں تھیں، نبی کریم ﷺ جب سوتے تو آپ کو اتنا پسینہ آتا کہ بہنے لگتا۔ وہ آپ کے پسینہ کو روئی سے جمع کر کے اسے شیشی میں نچوڑ لیتیں اور پھر اسے اپنی کستوری میں ملا لیتیں۔

(۱۱۹۸۸)۔ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى أُمِّ سُلَيْمٍ فَأَتَتْهُ بِتَمْرٍ وَسَمْنٍ وَكَانَ صَائِمًا، فَقَالَ: ((أَعِيدُوْا تَمْرَكُمْ فِي وِعَائِهِ وَسَمْنَكُمْ فِي سِقَائِهِ۔)) ثُمَّ قَامَ إِلٰى نَاحِيَةِ الْبَيْتِ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَصَلَّيْنَا مَعَهُ، ثُمَّ دَعَا لِأُمِّ سُلَيْمٍ وَلِأَهْلِهَا بِخَيْرٍ، فَقَالَتْ: أُمُّ سُلَيْمٍ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ لِي خُوَيْصَّةً، قَالَ: ((وَمَا هِيَ۔)) قَالَتْ: خَادِمُكَ أَنَسٌ، قَالَ: فَمَا تَرَكَ خَيْرَ آخِرَةٍ وَلَا دُنْيَا إِلَّا دَعَا لِي بِهِ، وَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ ارْزُقْهُ مَالًا وَوَلَدًا، وَبَارِكْ لَهُ فِيهِ۔)) قَالَ: فَمَا مِنَ الْأَنْصَارِ إِنْسَانٌ أَكْثَرُ مِنِّي مَالًا، وَذَكَرَ أَنَّهُ لَا يَمْلِكُ ذَهَبًا وَلَا فِضَّةً غَيْرَ خَاتَمِهِ، قَالَ: وَذَكَرَ أَنَّ ابْنَتَهُ الْكُبْرٰى أُمَيْنَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهُ دُفِنَ مِنْ صُلْبِهِ إِلٰى مَقْدَمِ الْحَجَّاجِ نَيِّفًا عَلٰى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ۔ (مسند احمد: ۱۲۰۷٦)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے، انہوں نے آپ کی خدمت میں کھجوریں اور گھی پیش کیا، لیکن آپ ﷺ اس دن روزے سے تھے، اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم کھجوریں ان کے تھیلے میں اور گھی اس کے ڈبے میں واپس رکھ دو۔'' اس کے بعد آپ ﷺ نے گھر کے ایک کونے میں کھڑے ہو کر دو رکعتیں ادا کیں، ہم نے بھی آپ کے ساتھ نماز ادا کی۔ پھر آپ نے سیدنا ام سلیم رضی اللہ عنہ اور ان کے اہل خانہ کے حق میں برکت کی دعا کی۔ ام سلیم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میری ایک خصوصی درخواست ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''وہ کیا؟'' انہوں نے کہا: یہ آپ ﷺ کا خادم سیدنا انس رضی اللہ عنہ ہے، اس کے حق میں خصوصی دعا کر دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے دنیا و آخرت کی ہر خیر کی میرے حق میں دعا کر دی اور فرمایا: ''یا اللہ! اسے بہت سا مال اور اولاد عنایت فرما اور اس کے لیے ان میں برکت فرما۔'' سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ تمام انصار میں سے کسی کے پاس مجھ سے زیادہ دولت نہیں، جبکہ اس سے پہلے ان کے پاس صرف ایک انگوٹھی تھی اور ان کی

(۱۱۹۸۷) تخریج: انظر الحدیثین السابقین

(۱۱۹۸۸) تخریج: أخرجه البخاری: ۱۹۸۲، ٦۳۳٤، ومسلم: ۲٤۸۰ (انظر: ۱۲۰۵۳)

بڑی بیٹی امینہ نے بتلایا کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے حجاج بن یوسف کے آنے سے پہلے تک اپنی اولاد میں سے تقریباً ایک پچیس چھبیس افراد کو دفن کیا گیا۔

فوائد:...... دیکھیں حدیث نمبر (۱۱۶۳۴)

(۱۱۹۸۹)۔ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ كَانَتْ مَعَ أَبِي طَلْحَةَ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَإِذَا مَعَ أُمِّ سُلَيْمٍ خِنْجَرٌ، فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ: مَا هٰذَا مَعَكِ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ؟ فَقَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ: اتَّخَذْتُهُ إِنْ دَنَا مِنِّي أَحَدٌ مِنَ الْكُفَّارِ أَبْعَجُ بِهِ بَطْنَهُ، فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ أَلَا تَسْمَعُ مَا تَقُولُ أُمُّ سُلَيْمٍ؟ تَقُولُ كَذَا وَكَذَا، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أُقْتُلُ مَنْ بَعْدَنَا مِنَ الطُّلَقَاءِ انْهَزَمُوا بِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَقَالَ: ((يَا أُمَّ سُلَيْمٍ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ كَفَانَا وَأَحْسَنَ۔)) (مسند احمد: ۱٤۰۹٥)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا غزوۂ حنین کے موقع پر اپنے شوہر سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھیں، اس روز سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس ایک خنجر تھا، سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت کیا: ام سلیم! یہ آپ کے پاس کس لیے ہے؟ انھوں نے کہا: یہ میں نے اس لیے ساتھ رکھا ہے کہ اگر کوئی کافر میرے قریب آیا تو میں اس کے ساتھ اس کے پیٹ کو چاک کر دوں گی۔ یہ بات سن کر سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے نبی! آپ ام سلیم رضی اللہ عنہا کی بات سن رہے ہیں، وہ تو یوں کہہ رہی ہے۔ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے جن لوگوں کو مکہ میں آزاد کیا ہے ان کا ایمان کم زور ہے، وہ منافق ہیں، آپ ان کو قتل کر دیں۔ اے اللہ کے رسول! وہ آپ کو اکیلے چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے ام سلیم! اللہ تعالیٰ نے ہماری مدد کی اور خوب مدد کی۔''

فوائد:...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کی بات سے راضی نہیں ہوئے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کے ساتھ مہربان اور رحم دل تھے۔

غزوۂ حنین کے موقع پر ایک بار مسلمانوں کو پسپا ہونا پڑا، سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ان کے بارے میں سخت رویہ پیش کیا، لیکن دوبارہ مسلمان سنبھل گئے اور اللہ تعالیٰ نے فتح عطا کر دی۔

خواتین کا جہاد میں شرکت کرنا کیسا ہے؟ کتاب الجهاد میں اس تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

(۱۱۹۹۰)۔ (وَفِيْ رِوَايَةٍ) عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَمَّا انْهَزَمَ الْمُسْلِمُونَ يَوْمَ حُنَيْنٍ نَادَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک اور روایت میں ہے کہ حنین کے دن جب مسلمان شکست کھا گئے تو سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے آواز

(۱۱۹۸۹) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۸۰۹ (انظر: ۱٤۰٤۹)

(۱۱۹۹۰) تخريج: اخرجه مسلم: ۱۸۰۹ (انظر: ۱۲۰٥۸)

یَا رَسُولَ اللّٰہِ! اقْتُلْ مَنْ بَعْدَنَا انْہَزَمُوا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ: ((یَا أُمَّ سُلَیْمٍ! إِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ کَفٰی۔)) قَالَ: فَأَتَاہَا أَبُو طَلْحَۃَ وَمَعَہَا مِغْوَلٌ، فَقَالَ: مَا ہٰذَا یَا أُمَّ سُلَیْمٍ؟ قَالَتْ: إِنْ دَنَا مِنِّی أَحَدٌ مِنَ الْمُشْرِکِینَ بَعَجْتُہُ، قَالَ: فَقَالَ أَبُو طَلْحَۃَ: یَا رَسُولَ اللّٰہِ! انْظُرْ مَا تَقُولُ أُمُّ سُلَیْمٍ۔ (مسند احمد: ۱۲۰۸۱)

دی: اے اللہ کے رسول! جولوگ ہم سے بعد والے ہیں، آپ انہیں قتل کر دیں، یہ لوگ آپ کو اکیلے چھوڑ کر نکل بھاگے ہیں۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ام سلیم! اللہ تعالیٰ نے ہماری خوب مدد کی ہے۔'' سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے شوہر سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے تو ان کے پس ایک کینتی دیکھی اور پوچھا: ام سلیم! یہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: اگر کوئی مشرک میرے قریب آیا تو میں اس کا پیٹ چاک کر دوں گی۔ سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! دیکھیے، ام سلیم کیا کہہ رہی ہے؟

فوائد: ......اس باب میں بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے۔ وہاں قیلولہ کرتے اور ام سلیم رضی اللہ عنہ گھر پر موجود نہ بھی ہوتیں تو ان کے بستر پر آرام فرماتے۔ بعض احادیث میں ام حرام کے گھر جانے کا ذکر بھی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہ اور ام حرام رضی اللہ عنہ یہ دونوں رسول اللہ ﷺ کی رضاعی خالہ تھیں۔ یہ قباء میں ایک ہی گھر میں رہتی تھیں۔

أَبْوَابُ مَنِ اشْتَہَرْنَ بِکُنَا ہُنَّ عَلٰی تَرْتِیْبِ حُرُوْفِ الْمُعْجَمِ کَمَا سَبَقَ فِی الرِّجَالِ

صحابۂ کرام کی طرح کنیت سے مشہور ہونے والی صحابیات کا تذکرہ

(کنیت کے بعد والے نام کے پہلے حرف کو دیکھ کران ناموں کو حروف تہجی کی ترتیب سے ذکر کیا جائے گا)

(حَرْفُ الْھَمْزَۃِ)

''أ'' سے شروع ہونے والے نام

بَابُ مَا جَاءَ فِیْ أُمِّ أَیْمَنَ مَوْلَاۃِ النَّبِیِّ ﷺ وَحَاضِنَتِہِ رضی اللہ عنہا

نبی کریم ﷺ کی لونڈی اور مربیہ سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا کا تذکرہ

(۱۱۹۹۱)۔ عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ أُمَّ أَیْمَنَ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کا

(۱۱۹۹۱) تخریج: اخرجہ مسلم: ۲۴۵۴ (انظر: ۱۳۲۱۵)

بَـكَتْ لَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقِيْلَ لَهَا: مَـا يُبْـكِيْكِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ فَـقَالَتْ: اِنِّـىْ قَـدْ عَـلِـمْـتُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَيَـمُوْتُ وَلٰـكِـنْ اِنَّمَا أَبْكِيْ عَلَى الْوَحْيِ الَّذِيْ رُفِعَ عَنَّا۔ (مسند احمد: ١٣٢٤٧)

انتقال ہوا تھا تو سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا رونے لگیں، ان سے کہا گیا کہ آپ رسول اللہ ﷺ کے انتقال پر کیوں روتی ہیں؟ تو انہوں نے کہا: میں یہ بات جانتی تھی کہ نبی کریم ﷺ عنقریب وفات پا جائیں گے، میں تو اس لیے رو رہی ہوں کہ اب وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے۔

(١١٩٩٢)۔ حَـدَّثَـنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ الـرَّجُـلَ كَـانَ جَعَلَ لَهُ، قَالَ عَـفَّانُ: يَجْعَلُ لَهُ مِنْ مَالِهِ النَّخَلَاتِ أَوْ كَمَا شَـاءَ الـلّٰـهُ حَتّٰـى فُتِـحَـتْ عَلَيْـهِ قُرَيْظَةُ وَالنَّضِيرُ، قَالَ: فَجَعَلَ يَرُدُّ بَعْدَ ذٰلِكَ، وَاِنَّ أَهْـلِـي أَمَـرُونِي أَنْ آتِيَ النَّبِيَّ ﷺ فَـأَسْـأَلَهُ الَّـذِي كَـانَ أَهْـلُهُ أَعْطَوْهُ أَوْ بَعْضَهُ، وَكَانَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ قَـدْ أَعْطَاهُ أُمَّ أَيْمَنَ أَوْ كَمَا شَاءَ الـلّٰـهُ، قَالَ: فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَـأَعْطَانِيهِنَّ فَـجَـاءَتْ أُمُّ أَيْـمَـنَ فَـجَـعَلَتِ الثَّوْبَ فِي عُـنُـقِي وَجَعَلَتْ تَقُولُ: كَلَّا وَاللّٰهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ لَا يُعْطِيكَهُنَّ وَقَدْ أَعْطَانِيهِنَّ، أَوْ كَـمَـا قَـالَ: فَـقَـالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ ((لَكِ كَذَا وَكَـذَا۔)) وَتَقُولُ: كَلَّا وَاللّٰهِ، قَالَ: وَيَقُولُ: ((لَكِ كَـذَا وَكَـذَا۔)) قَـالَ: حَتّٰـى أَعْطَاهَا فَـحَسِبْـتُ أَنَّـهُ قَـالَ عَشْـرُ أَمْثَالِهَا، أَوْ قَالَ قَرِيبًا مِنْ عَشْرَةِ أَمْثَالِهَا أَوْ كَمَا قَالَ۔ (مسند احمد: ١٣٣٢٤)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کوئی آدمی اپنے مال میں سے نبی کریم ﷺ کے لیے کھجوروں کے چند درخت یا حسب توفیق کوئی چیز مقرر کر دیتا۔ جب بنو قریظہ اور بنو نضیر پر رسول اللہ ﷺ کو فتح نصیب ہوئی تو آپ اس کے بعد لوگوں کی طرف سے دیئے ہوئے اموال ان کو واپس کرنے لگے، میرے گھر والوں نے بھی مجھ سے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں جا کر آپ سے اس چیز کا یا اس میں سے کچھ کا مطالبہ کروں، جو وہ آپ کو دے چکے تھے۔ میرے گھر والوں کے دیئے ہوئے کھجوروں کے درخت نبی کریم ﷺ ام ایمن رضی اللہ عنہا کو اور کچھ دوسرے افراد کو دے چکے تھے، سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے جا کر نبی کریم ﷺ سے درختوں کی واپسی کا مطالبہ کیا تو آپ نے مجھے وہ واپس کر دیئے۔ لیکن سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا نے آ کر میری گردن میں کپڑا ڈال دیا اور کہنے لگیں: ہرگز نہیں، اللہ کی قسم! اللہ کے رسول یہ درخت مجھے دے چکے ہیں، آپ ﷺ اب یہ درخت تمہیں نہیں دیں گے۔ یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تمہیں ان کے عوض اتنے درخت دے دیتا ہوں۔'' لیکن وہ کہتی جاتیں کہ ہرگز نہیں، اللہ کی قسم! اور نبی کریم ﷺ ان سے کہتے جاتے کہ آپ کو کھجور کے اتنے درخت دے دیتا ہوں، یہاں تک کہ آپ نے حسب وعدہ ان کو عنایت کر دیئے۔ سلیمان کہتے ہیں

(١١٩٩٢) تخريج: أخرجه البخاري: ٣١٢٨، ٤٠٣٠، ٤١٢٠، ومسلم: ١٧٧١ (انظر: ١٣٢٩١)

میرا خیال ہے کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ نے ان کو دس گنا یا دس گنا کے قریب کھجوروں کے درخت عنایت فرمائے تھے۔

فوائد:...... سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی لونڈی اور آپ کی مربیہ ہیں، ان کا نام ''برکہ'' ہے، نام اور کنیت دونوں سے ان کی شہرت ہے، عام لوگوں میں ان کی کنیت ہی مشہور ہے، اصل میں حبشہ کی رہنے والی تھیں۔ بعض مورخین نے کہا ہے کہ مکہ پر حملہ کرنے والے ہاتھیوں کے لشکر والے ابرہہ کے لشکر کے اسیروں میں سے تھیں، یہ عبدالمطلب کے حصہ میں آئیں، ان کے بعد وہ ان کے بیٹے عبداللہ (نبی کریم ﷺ کے والد) کے حصہ میں آئیں اور ان کے بعد بطور وراثت رسول اللہ ﷺ کے حصہ میں آئیں، پھر آپ ﷺ نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے عقد نکاح کے موقع پر ان کو آزاد کر کے بنو حارث بن خزرج کے ایک شخص عبید بن زید سے ان کا نکاح کر دیا، وہ مکہ آئے تھے، ان کے ہاں ان کے بطن سے ان کے فرزند ''ایمن'' کی ولادت ہوئی۔ اسی کی نسبت سے ان کی کنیت ہے، شوہر کی وفات کے بعد یہ واپس مکہ آ گئیں اور سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح کر لیا اور ان کے بطن سے اسامہ رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی۔

صحیح مسلم میں امام زہری سے مروی ہے کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی والدہ سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا، عبداللہ بن عبدالمطلب کی لونڈی تھیں، جب رسول اللہ ﷺ کی ولادت ہوئی تو وہ آپ ﷺ کی پرورش اور تربیت کیا کرتی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو آزاد کر کے سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے ان کا نکاح کر دیا، رسول اللہ ﷺ کی وفات سے پانچ ماہ بعد ان کا انتقال ہوا۔

ذہن نشین رہنا چاہیے کہ ام ایمن نام کی ایک اور خاتون بھی ہیں، وہ بھی حبشہ سے تھیں اور ان کا نام بھی برکہ تھا، وہ ام المومنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی خدمت کیا کرتی تھیں۔

حَرْفُ الْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ اِلَی الْحَاءِ مُهْمَلٌ
''ب سے ح'' تک کے حروف سے شروع ہونے والے نام نہیں ہیں

حَرْفُ الْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ
''ح'' سے شروع ہونے والے نام

بَابُ مَا جَاءَ فِیْ أُمِّ حَرَامٍ خَالَةِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ
سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خالہ سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا کا تذکرہ

(۱۱۹۹۳)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أُمِّ حَرَامٍ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا

(۱۱۹۹۳) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۷۹۹، ۲۸۰۰، ومسلم: ۱۹۱۲ (انظر: ۲۷۰۳۲)

أَنَّهَا قَالَتْ: بَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَائِلًا فِي بَيْتِي إِذْ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ، فَقُلْتُ: بِأَبِي وَأُمِّي أَنْتَ مَا يُضْحِكُكَ؟ فَقَالَ: ((عُرِضَ عَلَيَّ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي يَرْكَبُونَ ظَهْرَ هٰذَا الْبَحْرِ كَالْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ۔)) فَقُلْتُ: اُدْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا مِنْهُمْ۔)) ثُمَّ نَامَ أَيْضًا فَاسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقُلْتُ: بِأَبِي وَأُمِّي مَا يُضْحِكُكَ؟ قَالَ: ((عُرِضَ عَلَيَّ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي يَرْكَبُونَ هٰذَا الْبَحْرَ كَالْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ۔)) فَقُلْتُ: اُدْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، قَالَ: ((أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِينَ۔)) فَغَزَتْ مَعَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَكَانَ زَوْجَهَا فَوَقَصَتْهَا بَغْلَةٌ لَهَا شَهْبَاءُ فَوَقَعَتْ فَمَاتَتْ۔ (مسند أحمد: ٢٧٥٧٢)

کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ میرے گھر میں قیلولہ کر رہے تھے، جب آپ ﷺ بیدار ہوئے تو آپ مسکرا رہے تھے، میں نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ کیوں مسکرا رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے کچھ لوگ اس سمندر پر سوار ہو رہے ہیں، وہ بادشاہوں کی طرح تختوں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔'' میں نے کہا: آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ مجھے ان میں سے بنا دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! تو اس کو ان میں سے بنا دے۔'' آپ ﷺ پھر سو گئے اور جب بیدار ہوئے تو مسکرا رہے تھے، میں نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ کیوں مسکرا رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے کچھ لوگ مجھ پر پیش کیے گئے، وہ اس سمندر پر سوار ہو رہے ہیں اور ایسے لگ رہا ہے کہ وہ تختوں پر بیٹھے ہوئے بادشاہ ہیں۔'' میں نے کہا: آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ مجھے بھی ان میں سے بنا دے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اوّلین لوگوں میں سے ہو۔'' پھر سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا اپنے خاوند سیدنا عبادہ بن صامت کے ساتھ اس غزوے کے لیے نکلیں، شہباء خچر نے ان کو اس طرح گرایا کہ ان کی گردن ٹوٹ گئی اور وہ فوت ہو گئیں۔

(١١٩٩٤)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَعْمَرٍ الْأَنْصَارِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: اِتَّكَأَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ ابْنَةِ مِلْحَانَ، قَالَ: فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَضَحِكَ، فَقَالَتْ: مِمَّ ضَحِكْتَ؟ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَقَالَ: ((مِنْ أُنَاسٍ مِنْ أُمَّتِي يَرْكَبُونَ هٰذَا الْبَحْرَ الْأَخْضَرَ غُزَاةً فِي سَبِيلِ اللّٰهِ،

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنتِ ملحان کے پاس ٹیک لگائی، پھر آپ ﷺ نے مسکراتے ہوئے سر مبارک اٹھایا، سیدہ بنتِ ملحان رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کیوں مسکرا رہے ہیں؟ انھوں نے کہا: ''میری امت کے کچھ لوگ ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے اس سبز سمندر پر سوار ہو رہے ہیں، ان کی مثال تختوں پر بیٹھے ہوئے بادشاہوں کی سی ہے۔'' انھوں نے

(١١٩٩٤) تخريج: انظر الحديث السابق

مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ۔)) قَالَتْ: أُدْعُ اللّٰهَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، فَقَالَ. ((اللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا مِنْهُمْ۔)) فَنَكَحَتْ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ قَالَ: فَرَكِبَتْ فِي الْبَحْرِ مَعَ ابْنِهَا قَرَظَةَ حَتّٰى إِذَا هِيَ قَفَلَتْ رَكِبَتْ دَابَّةً لَهَا بِالسَّاحِلِ، فَوَقَصَتْ بِهَا فَسَقَطَتْ فَمَاتَتْ۔ (مسند أحمد: ١٣٨٢٦)

کہا: اے اللہ کے رسول! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ مجھے بھی ان میں سے بنا دے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! تو اس کو ان میں سے بنا دے۔'' پھر اس خاتون نے سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے شادی کر لی اور اپنے بیٹے قرظہ کے ساتھ سمندری سفر شروع کیا، واپسی پر جب وہ ساحل کے پاس اپنی ایک سواری پر سوار ہوئی تو اس نے اس کو یوں گرایا کہ اس کی گردن ٹوٹ گئی، سو وہ گری اور فوت ہو گئی۔

فوائد:...... سیدہ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا، سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خالہ اور سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا، جن کا ذکر ابھی گزرا ہے، کی بہن ہیں۔ یہ سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں، نبی کریم ﷺ ان کے ہاں تشریف لے جاتے اور ان کے ہاں دوپہر کو آرام فرمایا کرتے تھے، یہ آپ ﷺ کی رضاعی خالہ تھیں، (۲۷ یا ۲۸) سن ہجری میں بحری غزوہ سے واپسی پر ان کی وفات ہوئی۔

دیکھیں حدیث نمبر (۴۸۳۷)

حَرْفُ الْخَاءِ الْمُعْجَمَةِ
''خ'' سے شروع ہونے والے نام

بَابُ مَا جَاءَ فِي أُمِّ خَالِدٍ بِنْتِ خَالِدِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہا
سیدہ ام خالد بنت خالد بن سعید بن عاص رضی اللہ عنہا کا تذکرہ

(١١٩٩٥)۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُمِّ خَالِدٍ بِنْتِ خَالِدِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أُتِيَ بِكِسْوَةٍ فِيهَا خَمِيصَةٌ صَغِيرَةٌ، فَقَالَ: ((مَنْ تَرَوْنَ أَحَقَّ بِهٰذِهِ؟)) فَسَكَتَ الْقَوْمُ فَقَالَ: ((ائْتُونِي بِأُمِّ خَالِدٍ۔)) فَأُتِيَ بِهَا فَأَلْبَسَهَا إِيَّاهَا ثُمَّ قَالَ لَهَا مَرَّتَيْنِ: ((أَبْلِي

سیدہ ام خالد بنت خالد بن سعید بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کچھ کپڑے لائے گئے، ان میں ایک چھوٹی سی ایک اونی چادر بھی تھی۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''تم اس چادر کا سب سے زیادہ کس کو مستحق سمجھتے ہو؟ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم خاموش رہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ام خالد کو میرے پاس لاؤ۔'' پس اسے آپ ﷺ کی خدمت میں لایا گیا تو آپ نے وہ کپڑا اسے پہنا دیا اور دو دفعہ

(١١٩٩٥) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٨٧٤، ٥٨٢٣، ٥٨٤٥ (انظر: ٢٧٠٥٧)

وَأَخْلِقِی۔)) وَجَعَلَ یَنْظُرُ إِلَی عَلَمٍ فِی الْخَمِیصَةِ أَحْمَرَ أَوْ أَصْفَرَ وَیَقُولُ: ((سَنَاهْ سَنَاهْ یَا أُمَّ خَالِدٍ۔)) وَسَنَاهْ فِی کَلَامِ الْحَبَشِ الْحَسَنُ۔ (مسند احمد: ۲۷۵۹۷)

فرمایا: ''تم اس کو بوسید کرو، تم اس کو بوسیدہ کرو (یعنی تم زندہ رہو اور دیر تک اسے استعمال کرو)۔'' اور آپ اس چادر کے اوپر موجود سرخ یا زرد علامات کو اچھی طرح دیکھتے اور فرماتے: ''ام خالد! بہت اچھے، بہت اچھے۔'' حدیث میں وارد لفظ ''سناہ'' حبشی زبان کا ہے، اس کے عربی میں معانی عمدہ، اچھا اور بہترین کا ہے۔

فوائد:...... سیدہ ام خالد بنت خالد بن سعید بن عاص رضی اللہ عنہا اموی خاندان کی خاتون ہیں، ان کی شہرت کنیت سے ہے۔ ان کا اصل نام ''امۃ'' ہے، ان کو اور ان کے والدین کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت کا شرف حاصل ہے۔ سیدنا خالد بن سعید رضی اللہ عنہ نے مکہ سے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی اور ان کی اہلیہ ہمینہ بنت خلف بھی ان کے ساتھ تھیں، وہیں ان کی بیٹی امہ کی ولادت ہوئی، سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے ان کا نکاح ہوا تھا، انہوں نے کافی طویل عمر پائی، بلکہ امام بخاری کہتے ہیں کہ خواتین میں سے کسی نے ان جتنی عمر نہیں پائی۔

حَرْفُ الدَّالِ الْمُهْمَلَةِ اِلَی حَرْفِ الشِّیْنِ الْمُعْجَمَةِ مُهْمَلٌ

''د سے ش'' تک کے حروف سے شروع ہونے والے نام نہیں ہیں

حَرْفُ الشِّیْنِ الْمُعْجَمَةِ

''ش'' سے شروع ہونے والے نام

بَابُ مَا جَاءَ فِی أُمِّ شَرِیْكٍ رضی اللہ عنہا

سیدہ ام شریک رضی اللہ عنہا کا تذکرہ

(۱۱۹۹۶)۔ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ أُمِّ شَرِیْكٍ أَنَّهَا کَانَتْ مِمَّنْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِیِّ ﷺ۔ (مسند احمد: ۲۸۱۷۳)

عروہ سے روایت ہے کہ سیدہ ام شریک رضی اللہ عنہا ان خواتین میں سے ہیں، جنہوں نے اپنے آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ہبہ کر دیا تھا۔

فوائد:...... سیدہ ام شریک رضی اللہ عنہا اپنی کنیت کے ساتھ مشہور ہیں، ان کا نام عزیلہ یا غُـزیّہ یا غَـزِیّہ تھا، یہ ابو العسکر بن سمی بن حارث ازدی دوسی کے نکاح میں تھیں، ان کے ہاں شریک کو جنم دیا۔

(۱۱۹۹۶) تخریج: اسنادہ صحیح، اخرجه النسائی فی "الکبری": ۸۹۲۸ (انظر: ۲۷۶۲۱)

خاتون کا اپنے آپ کو کسی کے لیے ہبہ کر دینا اور اس شخص کا اس عورت سے خود شادی کر لینا اور کسی سے کروا دینا، یہ نبی کریم ﷺ کا خاصہ تھا اور یہ کسی خلیفہ اور امتی کا حق نہیں ہے۔

حَرْفُ الصَّادِ الْمُهْمَلَةِ إِلٰى حَرْفِ الْفَاءِ مُهْمَلٌ

''ص سے ف'' تک کے حروف سے شروع ہونے والے نام نہیں ہیں

حَرْفُ الْفَاءِ

''ف'' سے شروع ہونے والے نام

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ أُمِّ فَرْوَةَ رضی اللہ عنہا

سیدہ ام فروہ رضی اللہ عنہا کا تذکرہ

(۱۱۹۹۷)۔ عَنْ أُمِّ فَرْوَةَ رضی اللہ عنہا وَكَانَتْ قَدْ بَايَعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ أَفْضَلِ الْعَمَلِ فَقَالَ: ((اَلصَّلَاةُ لِأَوَّلِ وَقْتِهَا۔)) (مسند احمد: ۲۷۶۴۵)

سیدہ ام فروہ رضی اللہ عنہا، جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی تھی، سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ سب سے افضل عمل کونسا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''نماز کو اس کے اول وقت پر ادا کرنا۔''

فوائد:...... سیدہ ام فروہ رضی اللہ عنہا، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی باپ کی طرف سے بہن ہیں، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اشعث بن قیس سے ان کا نکاح کیا تھا اور ان سے ان کی اولاد ہوئی تھی، ایک بیٹے کا نام محمد تھا۔

یاد رہے کہ ام فروہ رضی اللہ عنہا یہ ابو قحافہ رضی اللہ عنہ کی دختر ہیں اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی پدری ہمشیرہ ہیں۔ ان کے شوہر کا نام ابو بکر الاشعث بن قیس ہے۔ ان کے بطن سے محمد بن الاشعث وغیرہ نے جنم لیا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ أُمِّ الْفَضْلِ لُبَابَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ الْهَلَالِيَّةِ رضی اللہ عنہا

سیدہ ام فضل لبابہ بنت حارث ہلالیہ رضی اللہ عنہا کا تذکرہ

(۱۱۹۹۸)۔ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ (رضی اللہ عنہا) قَالَتْ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: إِنِّيْ رَأَيْتُ فِيْ مَنَامِيْ فِيْ بَيْتِيْ أَوْ حُجْرَتِيْ عُضْوًا مِنْ أَعْضَائِكَ،

سیدہ ام فضل رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس گئی اور کہا: میں نے خواب میں اپنے گھر یا اپنے حجرے میں آپ کے اعضاء میں سے ایک عضو دیکھا ہے اور میں اس سے گھبرا گئی

(۱۱۹۹۷) تخریج: صحیح لغیرہ، اخرجہ ابوداود: ۴۲۶، والترمذی: ۱۷۰ (انظر: ۲۷۱۰۴)

(۱۱۹۹۸) تخریج: اسنادہ صحیح، أخرجہ ابوداود: ۳۷۵، وابن ماجہ: ۵۲۲ (انظر: ۲۶۸۷۸)

(وَفِیْ رِوَایَةٍ زَیَادَةُ فَجَزِعْتُ مِنْ ذٰلِكَ) قَالَ: ((تَلِدُ فَاطِمَةُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ غُلَامًا فَتَكْفُلِیْنَهُ۔)) فَوَلَدَتْ فَاطِمَةُ حَسَنًا، فَدَفَعَتْهُ إِلَیْهَا فَأَرْضَعَتْهُ بِلَبَنِ قُثَمَ، وَأَتَیْتُ بِهِ النَّبِیَّ ﷺ یَوْمًا أَزُوْرُهُ، فَأَخَذَهُ النَّبِیُّ ﷺ فَوَضَعَهُ عَلٰی صَدْرِهِ فَبَالَ عَلٰی صَدْرِهِ، فَأَصَابَ الْبَوْلُ إِزَارَهُ، فَزَخَخْتُ بِیَدِیْ عَلٰی كَتِفَیْهِ، (وَفِیْ رِوَایَةٍ: فَضَرَبْتُ بَیْنَ كَتِفَیْهِ) فَقَالَ: ((أَوْجَعْتِ ابْنِیْ أَصْلَحَكِ اللّٰهُ۔)) أَوْ قَالَ: ((رَحِمَكِ اللّٰهُ۔)) فَقُلْتُ: أَعْطِنِیْ إِزَارَكَ أَغْسِلْهُ، فَقَالَ: ((إِنَّمَا یُغْسَلُ بَوْلُ الْجَارِیَةِ وَیُصَبُّ عَلٰی بَوْلِ الْغُلَامِ۔)) (مسند أحمد: ٢٧٤١٦)

ہوں، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بیٹا جنم دے گی اور تم اس کی کفالت کرو گی۔'' پس سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے واقعی سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو جنم دیا اور ان کو سیدہ ام فضل کے سپرد کر دیا، انھوں نے ان کو سیدنا قثم رضی اللہ عنہ کے دودھ سے دودھ پلایا، ایک دن میں سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو لے کر نبی کریم ﷺ کی زیارت کرنے کے لیے آپ کے پاس آئی۔ آپ ﷺ نے ان کو پکڑا اور اپنے سینے پر رکھ دیا، پس بچے نے آپ ﷺ کے سینے پر پیشاب کر دیا اور وہ آپ ﷺ کے ازار تک پہنچ گیا، میں نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے کندھوں کے درمیان اپنے ہاتھ سے مارا، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تمہاری اصلاح کرے، تم نے میرے بیٹے کو تکلیف دی ہے۔'' یا آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے۔'' پھر میں نے کہا: آپ اپنا ازار مجھے دے دیں، تاکہ میں اس کو دھو دوں، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''صرف بچی کے پیشاب کو دھویا جاتا ہے اور بچے کے پیشاب پر پانی بہا دیا جاتا ہے۔''

فوائد:...... قثم: یہ ام الفضل کا بیٹا ہے اس کے دودھ سے دودھ پلانے کا مطلب یہ ہے کہ جب وہ حسن (ایک روایت کے مطابق حسین) کو دودھ پلا رہی تھیں تو اس وقت قثم چھوٹے بچے تھے اور اپنی ماں کا دودھ پیتے تھے گویا قثم کے حصہ کا دودھ حسن نے پیا تھا۔

طہارت کے ابواب اس حدیث کے فقہی مسائل پر بحث ہو چکی ہے۔

سیدہ ام فضل لبابہ بنت حارث بن حزن ہلالیہ رضی اللہ عنہا، ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ اور سیدنا عباس بن عبدالمطلب کی اہلیہ ہیں، ان کے بطن سے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے چھ بیٹے پیدا ہوئے۔ ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد دائرۂ اسلام میں داخل ہونے والی یہ اولین خاتون ہیں، نبی کریم ﷺ ان سے ملاقات کے لیے ان کے گھر جایا کرتے تھے۔

ان کے نام درج ذیل ہیں:

فضل، عبداللہ، معبد، عبیداللہ، قثم، عبدالرحمٰن۔

(۱۱۹۹۹)۔ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ قَالَتْ: شَكُّوْا فِيْ صَوْمِ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ عَرَفَةَ، فَقَلَتْ أُمُّ الْفَضْلِ: أَنَا أُعْلِمُ لَكُمْ ذٰلِكَ، فَبَعَثَتْ بِلَبَنٍ فَشَرِبَ۔ (مسند احمد: ۲۷۴۰۹)

سیدہ ام فضل رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ صحابہ کو عرفہ کے دن یہ شک ہونے لگا کہ آیا آج رسول اللہ ﷺ روزے سے ہیں یا نہیں، سیدہ ام فضل رضی اللہ عنہا نے کہا: میں تمہیں اس کا پتہ کرا کے دیتی ہوں، پھر انہوں نے دودھ کا برتن آپ ﷺ کی خدمت میں بھجوایا۔ آپ ﷺ نے وہ پی لیا (اور اس طرح پتہ چل گیا کہ آپ ﷺ کا روزہ نہیں ہے)۔

(۱۲۰۰۰)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) أَنَّ أُمَّ الْفَضْلِ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهُمْ شَكُّوْا فِيْ صَوْمِ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ عَرَفَةَ، فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ بِلَبَنٍ فَشَرِبَ، وَهُوَ يَخْطُبُ النَّاسَ بِعَرَفَةَ عَلٰى بَعِيْرِهِ۔ (مسند احمد: ۲۷۴۱۹)

(دوسری سند) سیدنا ام فضل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ کو عرفہ کے دن رسول اللہ ﷺ کے روزے کے بارے میں شک ہونے لگا، تو انہوں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں دودھ بھجوا دیا اور آپ نے وہ نوش فرما لیا، اس وقت آپ عرفہ میں اونٹ پر سوار ہو کر لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے۔

فوائد:...... سیدہ ام فضل رضی اللہ عنہ انتہائی زیرک خاتون تھیں اور انھوں نے بڑے خوبصورت انداز میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے اس شک کو دور کیا۔

حَرْفُ الْقَافِ

''ق'' سے شروع ہونے والے نام

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ رضی اللہ عنہا اِحْدٰى بَنِيْ أَسَدِ بْنِ خُزَيْمَةَ وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُوَلِ اللَّائِيْ بَايَعْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

سیدہ ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا کا تذکرہ

یہ بنو اسد بن خزیمہ کے قبیلہ کی خاتون ہیں اور یہ ان خواتین میں سے ہیں، جنہوں نے سب سے پہلے ہجرت کی اور رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا شرف حاصل کیا۔

(۱۲۰۰۱)۔ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ مَوْلٰى أُمِّ قَيْسٍ

سیدہ ام قیس رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میرا بیٹا وفات

(۱۱۹۹۹) تخریج: أخرجه البخاري: ۱۶۵۸، ۱۹۸۸، ومسلم: ۱۱۲۳ (انظر: ۲۶۸۷۲)

(۱۲۰۰۰) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۱۲۰۰۱) تخریج: اسناده محتمل للتحسين، اخرجه النسائي: ۴/ ۲۹ (انظر: ۲۶۹۹۹)

بِنْتِ مِحْصَنٍ، عَنْ أُمِّ قَيْسٍ أَنَّهَا قَالَتْ: تُوُفِّيَ ابْنِي فَجَزِعْتُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ لِلَّذِي يَغْسِلُهُ: لَا تَغْسِلْ ابْنِي بِالْمَاءِ الْبَارِدِ فَتَقْتُلَهُ، فَانْطَلَقَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَخْبَرَهُ بِقَوْلِهَا فَتَبَسَّمَ ثُمَّ قَالَ: ((مَا قَالَتْ؟ طَالَ عُمْرُهَا۔)) قَالَ: فَلَا أَعْلَمُ امْرَأَةً عُمِّرَتْ مَا عُمِّرَتْ۔ (مسند احمد: ۲۷۵۳۹)

پا گیا، میں اس پر بہت زیادہ غمگین ہوئی، میں نے غسل دینے والے سے کہا کہ میرے بیٹے کو ٹھنڈے پانی سے غسل دے کر اسے مار نہ دینا، تو ان کے بھائی سیدہ عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ نے جا کر رسول اللہ ﷺ کو ان کی یہ بات بتلائی تو آپ ﷺ نے اس پر تبسم کیا اور فرمایا: ''اس نے کیا کہا؟ اس کی عمر طویل ہو۔'' ابو الحسن کہتے ہیں: میرے علم کے مطابق جتنی عمر ان کو ملی، اتنی عمر کسی خاتون کی نہیں تھی۔

فوائد:...... سیدہ ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا کا نام امیہ ہے، یہ سیدنا عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ ہیں، انہوں نے مکہ میں اسلام قبول کیا، رسول اللہ ﷺ سے بیعت کا شرف حاصل کیا اور اپنے اہل خانہ کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کی سعادت حاصل کی۔

حَرْفُ الْكَافِ إِلَى الْهَاءِ مُهْمَلٌ

''ک سے ہ'' تک کے حروف سے شروع ہونے والے نام نہیں ہیں

حَرْفُ الْهَاءِ

''ہ'' سے شروع ہونے والے نام

بَابُ مَا جَاءَ فِي أُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ رضي الله عنها

سیدہ ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا کا تذکرہ

(۱۲۰۰۲)۔ عَنْ أَبِي مُرَّةَ، مَوْلَى فَاخِتَةَ أُمِّ هَانِئٍ، عَنْ فَاخِتَةَ أُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ، قَالَتْ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ فَتْحِ مَكَّةَ، أَجَرْتُ رَجُلَيْنِ مِنْ أَحْمَائِي، فَأَدْخَلْتُهُمَا بَيْتًا وَأَغْلَقْتُ عَلَيْهِمَا بَابًا، فَجَاءَ ابْنُ أُمِّي عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، فَتَفَلَّتَ عَلَيْهِمَا

سیدہ ام ہانی فاختہ بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: فتح مکہ والے دن میں نے اپنے دو سسرالی رشتہ داروں کو پناہ دی اور ان کو گھر میں داخل کر کے دروازہ بند کر دیا، میری اپنی ماں کا بیٹا سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ آئے اور ان پر تلوار سونت لی، میں نبی کریم ﷺ کے پاس گئی، لیکن آپ ﷺ مجھے نہ مل سکے البتہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا موجود تھیں، لیکن وہ

(۱۲۰۰۲) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۸۰، ۳۵۷، ۳۱۷۱، ۶۱۵۸، ومسلم: ۳۳۶(انظر: ۲۶۹۰۶)

بِالسَّيْفِ، قَالَتْ: فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَلَمْ أَجِدْهُ، وَوَجَدْتُ فَاطِمَةَ فَكَانَتْ أَشَدَّ عَلَيَّ مِنْ زَوْجِهَا، قَالَتْ: فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ وَعَلَيْهِ أَثَرُ الْغُبَارِ فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: ((يَا أُمَّ هَانِيءٍ قَدْ أَجَرْنَا مَنْ أَجَرْتِ، وَأَمَّنَّا مَنْ أَمَّنْتِ۔)) (مسند أحمد: ۲۷۴۴۵)

میرے معاملے میں مجھ پر اپنے خاوند سے بھی زیادہ سختی کرنے والی تھیں، اتنے میں نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے، جبکہ آپ ﷺ پر گردو غبار کا اثر تھا، جب میں نے اپنی بات آپ ﷺ کو بتائی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ام ہانی! جن کو تو نے پناہ دی، ہم نے بھی ان کو پناہ دی اور جن کو تو نے امن دیا، ہم نے بھی ان کو امن دے دیا۔

فوائد:...... دیکھیں حدیث نمبر (۵۱۳۶)

سیدہ ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا کا اصل نام فاختہ ہے، نبوت سے قبل رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا کو پیغام دے کر ان سے نکاح کی رغبت کا اظہار کیا اور اسی طرح ہبیرہ بن ابی وہب نے بھی ان سے نکاح کرنے کا پیغام بھیجا اور ہبیرہ سے ان کا نکاح ہو گیا تھا، سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا نے فتح مکہ کے موقع پر اسلام قبول کیا اور اسلام نے ان کے اور ان کے شوہر کے درمیان تفریق کر دی۔

(۱۲۰۰۳)۔ عَنْ أُمِّ هَانِيءٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا، فَدَعَا بِشَرَابٍ فَشَرِبَ ثُمَّ نَاوَلَهَا فَشَرِبَتْ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَمَا إِنِّي كُنْتُ صَائِمَةً، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((الصَّائِمُ الْمُتَطَوِّعُ أَمِيرُ نَفْسِهِ إِنْ شَاءَ صَامَ وَإِنْ شَاءَ أَفْطَرَ۔)) (مسند احمد: ۲۷۴۳۱)

سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کے ہاں تشریف لائے اور آپ ﷺ نے پانی طلب فرمایا، آپ ﷺ نے پانی پی کر باقی پانی ان کو واپس دیا تو انہوں نے (آپ کا جوٹھا پانی) پی لیا اور پھر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں تو روزے سے تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نفلی روزے دار اپنے نفس کا خود امیر ہوتا ہے، چاہے تو روزہ پورا کر لے اور چاہے تو روزہ توڑ دے۔''

(۱۲۰۰۴)۔ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى قَالَ مَا أَخْبَرَنِي أَحَدٌ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ يُصَلِّي الضُّحٰى غَيْرُ أُمِّ هَانِيءٍ فَإِنَّهَا حَدَّثَتْ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ بَيْتَهَا يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ فَاغْتَسَلَ وَصَلّٰى ثَمَانَ رَكَعَاتٍ (زَادَ فِي رِوَايَةٍ يُخَفِّفُ فِيهِنَّ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ) مَا رَأَتْهُ صَلّٰى صَلَاةً

ابن ابی لیلی کہتے ہیں: سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا کے علاوہ کسی نے مجھے خبر نہیں دی کہ اس نے نبی کریم ﷺ کو چاشت کی نماز پڑھتے دیکھا ہو، انھوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ فتح مکہ والے دن اس کے گھر میں داخل ہوئے، غسل کیا اور آٹھ رکعات نماز پڑھی، تخفیف کے ساتھ رکوع و سجود کیے، (بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ) اس نے نبی کریم رضی اللہ عنہم اجمعین کو اس سے ہلکی نماز

(۱۲۰۰۳) تخریج: صحیح، قاله الالبانی، اخرجه الترمذی: ۷۳۲ (انظر: ۲۶۸۹۳)

(۱۲۰۰۴) تخریج: أخرجه البخاری: ۱۱۰۳، ۱۱۷۶، ۴۲۹۲، ومسلم: ۳۳۶ (انظر: ۲۶۹۰۰).

قَطُّ أَخَفَّ مِنْهَا غَيْرَ أَنَّهُ كَانَ يُتِمُّ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ۔ (مسند احمد: ٢٧٤٣٩)

پڑھتے کبھی نہیں دیکھا تھا، ہاں یہ بات ضرور ہے کہ آپ ﷺ رکوع و سجود مکمل کر رہے تھے۔

فوائد:...... دیکھیں حدیث نمبر (٢٢٦٨)

(١٢٠٠٥)۔ عَنْ أُمِّ هَانِيءٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ قَالَتْ: مَرَّ بِي ذَاتَ يَوْمٍ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي قَدْ كَبِرْتُ وَضَعُفْتُ أَوْ كَمَا قَالَتْ: فَمُرْنِي بِعَمَلٍ أَعْمَلُهُ وَأَنَا جَالِسَةٌ، قَالَ: ((سَبِّحِي اللّٰهَ مِائَةَ تَسْبِيحَةٍ، فَإِنَّهَا تَعْدِلُ لَكِ مِائَةَ رَقَبَةٍ تُعْتِقِينَهَا مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ، وَاحْمَدِي اللّٰهَ مِائَةَ تَحْمِيدَةٍ تَعْدِلُ لَكِ مِائَةَ فَرَسٍ مُسْرَجَةٍ مُلْجَمَةٍ تَحْمِلِينَ عَلَيْهَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، وَكَبِّرِي اللّٰهَ مِائَةَ تَكْبِيرَةٍ فَإِنَّهَا تَعْدِلُ لَكِ مِائَةَ بَدَنَةٍ مُقَلَّدَةٍ مُتَقَبَّلَةٍ، وَهَلِّلِي اللّٰهَ مِائَةَ تَهْلِيلَةٍ۔)) قَالَ ابْنُ خَلَفٍ: أَحْسِبُهُ قَالَ: ((تَمْلَأُ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، وَلَا يُرْفَعُ يَوْمَئِذٍ لِأَحَدٍ عَمَلٌ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَ بِمِثْلِ مَا أَتَيْتِ بِهِ۔)) (مسند أحمد: ٢٧٤٥٠)

سیدہ ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: ایک دن رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گزرے، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں عمر رسیدہ ہوگئی ہوں اور کمزور ہو گئی ہے، اس لیے مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں کہ بیٹھ کر کر لیا کروں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''سو (١٠٠) بار سُبْحَانَ اللّٰہ کہو، یہ عمل تمہارے لیے اولادِ اسماعیل سے سو گردنیں آزاد کرنے کے برابر ہوگا، سو (١٠٠) دفعہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہو، یہ عمل تمہارے لیے اللہ کے راستے میں سو لگام شدہ اور زین شدہ گھوڑے دینے کے برابر ہوگا، سو (١٠٠) بار اَللّٰہُ اَکْبَر کہو، یہ عمل تیرے لیے ان سو (١٠٠) اونٹوں کے برابر ہوگا، جن کو قلادے ڈال کر حج کے زمانے میں مکہ مکرمہ کی طرف بھیج دیا جائے اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے قبول بھی کر لیے جائیں اور سو (١٠٠) بار لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہو، یہ عمل آسمان و زمین کے درمیانی خلا کو ثواب سے بھر دے گا، اس دن کسی آدمی کا ایسا عظیم عمل اوپر کی طرف نہیں اٹھائے، الا یہ کہ وہ اسی طرح کا عمل کرے، جیسے تو نے کیا ہے۔''

فوائد:...... ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ أَمَلًا۔﴾ (سورۂ کہف: ٤٦) ...... ''اور باقی رہنے والی نیکیاں تیرے رب کے نزدیک ثواب کے لحاظ سے اچھی اور توقع کے لحاظ سے بہتر ہیں۔''

تمام فرائض و واجبات اور سنن و نوافل، باقیات صالحات ہیں، بلکہ ممنوعہ امور سے اجتناب کرنا بھی عمل صالح ہے، جس پر آخرت میں اجر و ثواب ملے گا۔ اس حدیث میں ایک مثال کا ذکر ہے۔

(١٢٠٠٥) تخريج: اسناده ضعيف لضعف ابي صالح، أخرجه بنحوه ابن ماجه: ٣٨١٠ (انظر: ٢٦٩١١)

حَرْفُ الْوَاوِ

''و'' سے شروع ہونے والے نام

بَابُ مَا جَاءَ فِي أُمِّ وَرَقَةَ بِنْتِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحٰرِثِ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہا

سیدہ ام ورقہ بنت عبداللہ بن حارث انصاری رضی اللہ عنہا کا تذکرہ

(١٢٠٠٦)۔ عَنْ أُمِّ وَرَقَةَ بِنْتِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَزُورُهَا كُلَّ جُمُعَةٍ، وَأَنَّهَا قَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! يَوْمَ بَدْرٍ أَتَأْذَنُ فَأَخْرُجُ مَعَكَ أُمَرِّضُ مَرْضَاكُمْ وَأُدَاوِي جَرْحَاكُمْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُهْدِي لِي شَهَادَةً؟ قَالَ: ((قَرِّي فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يُهْدِي لَكِ شَهَادَةً۔)) وَكَانَتْ أَعْتَقَتْ جَارِيَةً لَهَا وَغُلَامًا عَنْ دُبُرٍ مِنْهَا، فَطَالَ عَلَيْهِمَا فَغَمَّاهَا فِي الْقَطِيفَةِ حَتّٰى مَاتَتْ وَهَرَبَا، فَأَتَى عُمَرُ فَقِيلَ لَهُ إِنَّ أُمَّ وَرَقَةَ قَدْ قَتَلَهَا غُلَامُهَا وَجَارِيَتُهَا وَهَرَبَا، فَقَامَ عُمَرُ فِي النَّاسِ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَزُورُ أُمَّ وَرَقَةَ، يَقُولُ: انْطَلِقُوا نَزُورُ الشَّهِيدَةَ، وَإِنَّ فُلَانَةَ جَارِيَتَهَا وَفُلَانًا غُلَامَهَا غَمَّاهَا ثُمَّ هَرَبَا فَلَا يُؤْوِيهِمَا أَحَدٌ، وَمَنْ وَجَدَهُمَا فَلْيَأْتِ بِهِمَا، فَأُتِيَ بِهِمَا فَصُلِبَا فَكَانَا أَوَّلَ مَصْلُوبَيْنِ۔ (مسند احمد: ٢٧٨٢٥)

سیدہ ام ورقہ بنت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ہر جمعہ کے دن ان کی ملاقات کے لیے جایا کرتے تھے، بدر کے موقع پر انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! کیا مجھے اجازت ہے کہ میں آپ کے ساتھ چلوں تاکہ مریضوں کی تیمار داری اور زخمیوں کا علاج معالجہ کروں، ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے مقام شہادت عطا فرما دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنے گھر ہی ٹھہری رہو، اللہ تعالیٰ تمہیں یہیں شہادت سے سرفراز کرے گا۔'' سیدہ ام ورقہ رضی اللہ عنہا نے اپنے ایک غلام اور لونڈی کو مدبر کیا تھا (یعنی انہوں نے یہ اعلان کر دیا تھا کہ میری وفات کے بعد یہ دونوں آزاد ہوں گے۔) مگر اللہ کی قدرت کہ سیدہ ام ورقہ رضی اللہ عنہا کی عمر طویل ہوگئی اور ان دو غلام اور لونڈی نے اپنی آزادی کے لالچ میں ان کے منہ اور ناک پر کس کر کپڑا لپیٹ کر ان کا سانس بند کر کے ان کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور خود فرار ہو گئے۔ امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ہاں مقدمہ گیا اور ان سے کہا گیا کہ ان کو ان کے غلام اور لونڈی نے قتل کیا ہے اور خود فرار ہو گئے ہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں کھڑے ہو کر خطاب کیا اور کہا: رسول اللہ ﷺ، سیدہ ام ورقہ رضی اللہ عنہا کی ملاقات کے لیے جایا کرتے

(١٢٠٠٦) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة عبد الرحمن بن خلاد وجدّةِ الوليد بن عبد الله، اخرجه ابوداود: ٥٩٢ (انظر: ٢٧٢٨٢)

اور کہا کرتے تھے کہ آؤ ''شہیدہ'' کی ملاقات کو جائیں۔ ان کی فلاں لونڈی اور فلاں غلام نے ان کا سانس گھونٹ کر ان کو قتل کر دیا ہے اور فرار ہو گئے ہیں، کوئی بھی آدمی ان دونوں کو پناہ نہ دے اور جسے وہ دونوں ملیں، وہ ان کو ہمارے ہاں پیش کرے۔ چنانچہ ان دونوں کو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا گیا اور انہیں پھانسی دے دی گئی، سب سے پہلے ان دونوں کو پھانسی دی گئی تھی۔

خَاتِمَةٌ فِيْ مَنَاقِبِ أُنَاسٍ لَيْسُوْا مِنَ الصَّحَابَةِ

خاتمہ: ایسے لوگوں کے مناقب، جو صحابہ میں سے نہیں ہیں

مِنْهُمْ اِبْرَاهِيْمُ النَّخْعِيُّ وَالْأَسْوَدُ

امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ اور امام اسود رحمہ اللہ کا تذکرہ

(١٢٠٠٧)۔ عَنْ أَبِيْ مَعْشَرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ النَّخْعِيِّ أَنَّهُ كَانَ يَدْخُلُ عَلَى عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَ: قُلْتُ: كَيْفَ كَانَ يَدْخُلُ عَلَيْهَا؟ قَالَ: كَانَ يَخْرُجُ مَعَ خَالِهِ الْأَسْوَدِ، قَالَ: وَكَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ عَائِشَةَ إِخَاءٌ وَوُدٌّ۔ (مسند احمد: ٢٥٩٠٩)

ابو معشر کہتے ہیں کہ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ، ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس جایا کرتے تھے۔ حدیث کے راوی سعید بن ابی عروبہ نے اپنے شیخ ابو معشر سے دریافت کیا کہ وہ ان کی خدمت میں کیسے چلے جاتے تھے؟ انھوں نے کہا: وہ اپنے ماموں اسود کے ساتھ جاتے تھے، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور اسود کے مابین بھائی چارہ اور کافی الفت و محبت تھی۔

فوائد:...... امام اسود بن یزید بن قیس بن عبداللہ بن مالک بن علقمہ نخعی کوفی تابعی مشہور فقیہ ہیں، ان کی کنیت ابوعمرو اور ابوعبدالرحمٰن ہے، یہ عبدالرحمٰن بن یزید کے بھائی اور علقمہ بن قیس کے بھتیجے اور ابراہیم بن یزید نخعی کے ماموں ہیں، انہیں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا اور انہوں نے سیدنا علی، سیدنا ابن مسعود، سیدنا معاذ، سیدنا ابو موسیٰ اور ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم سے احادیث روایت کی ہیں، انھوں نے الگ الگ سفروں میں اسی سے زائد حج اور عمرے ادا کیے۔ عجلی کہتے ہیں کہ انہوں نے اسلام سے پہلے کا دور بھی پایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں مشرف باسلام بھی ہوئے، مگر آپ سے ملاقات نہ ہو سکی، (٧٤ یا ٧٥) سن ہجری میں ان کا انتقال ہوا، یہ صالح مزاج بزرگ تھے۔

(١٢٠٠٧) تخريج: اثر صحيح، اخرجه البخاري في "التاريخ الكبير": ١/ ٣٣٤، وابن حبان في "الثقات": ٤/ ٩ (انظر: ٢٥٣٩٥)

امام ابراہیم بن یزید بن قیس بن اسود بن عمرو بن ربیعہ بن ذہل بن سعد بن مالک بن نخع، یہ کوفی ہیں، اپنے جدا مجد نخع کی نسبت سے نخعی کی نسبت سے شہرت پائی، کوفہ کے فقیہ ہیں، ان کی کنیت ابوعمران ہے، جلیل القدر تابعی ہیں، ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے لیکن ان سے ان کا سماع حدیث ثابت نہیں، اٹھاون سال کی عمر میں (۹۶) سن ہجری میں وفات پائی۔

وَمِنْهُمْ اَحْنَفُ بْنُ قَيْسٍ

احنف بن قیس رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ

(۱۲۰۰۸)۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنِ الْأَحْنَفِ قَالَ: بَيْنَمَا أَطُوفُ بِالْبَيْتِ إِذْ لَقِيَنِي رَجُلٌ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ فَقَالَ: أَلَا أُبَشِّرُكَ؟ قَالَ: قُلْتُ: بَلَى، قَالَ: أَتَذْكُرُ إِذْ بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى قَوْمِكَ بَنِي سَعْدٍ أَدْعُوهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ، قَالَ: فَقُلْتَ: أَنْتَ وَاللّٰهِ! مَا قَالَ إِلَّا خَيْرًا، وَلَا أَسْمَعُ إِلَّا حُسْنًا، فَإِنِّي رَجَعْتُ فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِمَقَالَتِكَ قَالَ: ((اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِلْأَحْنَفِ۔)) قَالَ: فَمَا أَنَا لِشَيْءٍ أَرْجَى مِنْهَا۔ (مسند احمد: ۲۳۵۴۸)

حسن سے روایت ہے کہ احنف نے کہا: میں ایک دفعہ بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا کہ بنوسلیم کا ایک آدمی آکر مجھے ملا اور اس نے مجھ سے کہا: کیا میں تمہیں ایک خوش خبری سناؤں؟ میں نے کہا: جی ضرور سنائیں۔ اس نے کہا: کیا آپ کو یاد ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مجھے تمہاری قوم بنوسعد کی طرف روانہ فرمایا تھا تاکہ میں انہیں اسلام کی دعوت دوں تو تم نے اس موقع پر کہا تھا کہ اللہ کی قسم! اس رسول نے اچھی بات ہی کہی ہے اور میں نے بھی ان کے متعلق اچھا ہی سنا ہے، جب میں نے واپس آکر تمہاری بات سے نبی کریم ﷺ کو آگاہ کیا تو آپ نے یوں دعا کی تھی: ''اے اللہ! تو احنف کو بخش دے۔'' انھوں نے کہا: پس مجھے سب سے زیادہ امید اسی دعا پر ہے۔

فوائد: ...... احنف بن قیس، مشہور قول کے مطابق ان کا نام ضحاک ہے، بعض نے صخر اور حارث بھی نقل کیا ہے، احنف ان کا نام نہیں، بلکہ لقب ہے۔ ان کی شہرت نام کی بجائے اس لقب سے ہے، انہوں نے نبی کریم ﷺ کا زمانہ پایا اور اسی دور میں اسلام بھی قبول کیا، لیکن آپ ﷺ سے ملاقات نہ کر سکے، انھوں نے سیدنا عمر، سیدنا عثمان، سیدنا علی، سیدنا عبد اللہ بن مسعود اور سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہم وغیرہ سے احادیث روایت کی ہیں، امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ احنف، اہل بصرہ کے سردار ہیں، ان کی وفات (٦٧) سن ہجری میں بصرہ میں ہوئی۔

(۱۲۰۰۸) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف علی بن زید بن جدعان، اخرجہ البخاری فی "التاریخ الکبیر": ۲/ ۵۰، وفی "الاوسط": ۱/ ۱۸۵، والطبرانی فی "الکبیر": ۷۲۸۵، والحاکم: ۳/ ٦١٤ (انظر: ۲۳۱٦۱)

وَمِنْهُمْ أُوَيْسُ الْقَرَنِيُّ

اویس قرنی رحمہ اللہ کا تذکرہ

(۱۲۰۰۹)۔ حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ سَعِيدِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أُسَيْرِ بْنِ جَابِرٍ قَالَ: لَمَّا أَقْبَلَ أَهْلُ الْيَمَنِ جَعَلَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَسْتَقْرِي الرِّفَاقَ فَيَقُولُ: هَلْ فِيكُمْ أَحَدٌ مِنْ قَرَنٍ حَتّٰى أَتٰى عَلٰى قَرَنٍ؟ فَقَالَ: مَنْ أَنْتُمْ؟ قَالُوا: قَرَنٌ، فَوَقَعَ زِمَامُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَوْ زِمَامُ أُوَيْسٍ فَنَاوَلَهُ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ فَعَرَفَهُ فَقَالَ عُمَرُ: مَا اسْمُكَ؟ قَالَ: أَنَا أُوَيْسٌ، فَقَالَ: هَلْ لَكَ وَالِدَةٌ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَهَلْ كَانَ بِكَ مِنَ الْبَيَاضِ شَيْءٌ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَدَعَوْتُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ فَأَذْهَبَهُ عَنِّي إِلَّا مَوْضِعَ الدِّرْهَمِ مِنْ سُرَّتِي لِأَذْكُرَ بِهِ رَبِّي، قَالَ لَهُ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اسْتَغْفِرْ لِي، قَالَ: أَنْتَ أَحَقُّ أَنْ تَسْتَغْفِرَ لِي أَنْتَ صَاحِبُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ خَيْرَ التَّابِعِينَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ أُوَيْسٌ، وَلَهُ وَالِدَةٌ وَكَانَ بِهِ بَيَاضٌ، فَدَعَا اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ فَأَذْهَبَهُ عَنْهُ إِلَّا مَوْضِعَ الدِّرْهَمِ فِي سُرَّتِهِ۔)) فَاسْتَغْفَرَ لَهُ ثُمَّ دَخَلَ فِي غِمَارِ النَّاسِ فَلَمْ يُدْرَ أَيْنَ وَقَعَ؟ قَالَ: فَقَدِمَ الْكُوفَةَ قَالَ: وَكُنَّا نَجْتَمِعُ فِي حَلْقَةٍ

اسیر بن جابر سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب اہل یمن کے قافلے اور وفود آئے تو امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ان کے قافلوں کے پاس بار بار جا کر دریافت کرتے کہ آیا تم میں بنو قرن قبیلے کا کوئی فرد بھی ہے؟ یہاں تک کہ آپ بنوقرن کے لوگوں کے پاس پہنچ گئے، آپ نے ان سے دریافت کیا کہ تم لوگ کس قبیلہ سے ہو؟ انہوں نے بتلایا کہ وہ بنوقرن قبیلے کے لوگ ہیں، اسی دوران سیدنا عمر رضی اللہ عنہ یا اویس کی سواری کی مہار نیچے گر گئی تو ان میں سے ایک نے دوسرے کو وہ مہار تھما دی، اسی دوران سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اویس کو پہچان گئے، پس سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: آپ کا نام کیا ہے؟ انہوں نے بتلایا: جی میرا نام اویس ہے۔ انھوں نے پوچھا: تمہاری والدہ حیات ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں، انھوں نے پوچھا: کیا تمہارے جسم پر سفید داغ (دھبہ) تھا؟ اس نے جواب دیا: جی ہاں، پھر میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی اور اس نے اسے ختم کر دیا تھا، البتہ اس میں سے ایک درہم جتنا دھبہ میری ناف کے قریب باقی رہ گیا ہے، تاکہ میں اسے دیکھ کر اپنے رب کو یاد کرتا رہوں۔ یہ سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا: آپ میرے حق میں دعائے مغفرت کریں۔ اس نے کہا: آپ اس بات کا زیادہ حق رکھتے ہیں کہ آپ میرے حق میں مغفرت کی دعا کریں، کیونکہ آپ رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ ''تابعین میں سے سب سے افضل آدمی کا نام اویس ہے، اس کی والدہ حیات ہے، اس کے جسم پر سفید نشانات تھے، اس نے اللہ تعالیٰ سے

(۱۲۰۰۹) تخریج: اخرجه مسلم: ۲۵٤۲ (انظر: ۲٦٦)

فَنَذْكُرُ اللّٰهَ وَكَانَ يَجْلِسُ مَعَنَا، فَكَانَ إِذَا ذَكَرَ هُوَ وَقَعَ حَدِيثُهُ مِنْ قُلُوبِنَا مَوْقِعًا لَا يَقَعُ حَدِيثُ غَيْرِهِ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ۔ (مسند احمد: ٢٦٦)

دعا کی تو اللہ نے اس مرض کو اس سے زائل کر دیا، صرف ایک درہم کے برابر نشان اس کی ناف کے قریب باقی رہ گیا۔'' یہ سن کر اویس نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے حق میں دعائے مغفرت کی، اس کے بعد وہ لوگوں کی بھیڑ میں چلے گئے اور کچھ پتہ نہ چل سکا کہ وہ کدھر غائب ہو گئے۔ اسیر کہتے ہیں: وہ کوفہ آئے، ہم ایک حلقہ میں جمع ہو کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تھے، جناب اویس وہ بھی ہمارے ساتھ تشریف رکھتے، جب وہ وعظ و نصیحت کرتے تو ان کی باتوں کا ہمارے دلوں پر اس قدر اثر ہوتا کہ کسی دوسرے کی تذکیر کا اتنا اثر نہ ہوتا تھا۔

(١٢٠١٠)۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى، قَالَ: نَادٰى رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ يَوْمَ صِفِّينَ: أَفِيكُمْ أُوَيْسٌ الْقَرَنِيُّ؟ قَالُوْا: نَعَمْ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ مِنْ خَيْرِ التَّابِعِينَ أُوَيْسًا الْقَرَنِيَّ۔)) (مسند احمد: ١٦٠٣٨)

عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے مروی ہے کہ جنگ صفین کے دن اہل شام میں سے ایک شخص نے بلند آواز سے پکار کر دریافت کیا: آیا تمہارے اندر اویس قرنی نام کا کوئی آدمی موجود ہے؟ لوگوں نے بتلایا: جی ہاں۔ اس نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ ''تابعین میں سب سے افضل شخص ''اویس قرنی'' ہوگا۔''

فوائد:...... اویس ایک یمنی باشندہ تھا، اپنی والدہ کی خدمت کرنے کی وجہ سے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر نہ سکا، ایسے شخص کو محدثین کی اصطلاح میں ''مُخَضْرَم'' کہتے ہیں۔

جب یہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو آپ نے ان سے پوچھا: اب آپ کہاں جانا چاہتے ہیں؟ انھوں نے کہا: کوفہ کی طرف۔ آپ نے کہا: کیا میں کوفہ کے عامل کی طرف خط لکھ دوں (تا کہ وہ آپ کو عزت دے)؟ انھوں نے کہا: مفلس اور فقیر لوگوں میں رہنا مجھے زیادہ پسند ہے۔ اگلے سال اس قبیلے کا ایک معزز آدمی حج کرنے کے لیے آیا اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے اس کی ملاقات ہوئی۔ آپ نے اس سے اویس کے بارے میں پوچھا۔ اس نے کہا: اویس کے پاس تھوڑا سا سامان ہے اور ایک رڈی گھر میں سکونت پذیر ہیں۔ (مسلم)

اویس رحمہ اللہ دور رسالت میں اسلام قبول کر چکے تھے، ان دنوں ان کی والدہ حیات تھیں، ان کے سوا اس کی خدمت

(١٢٠١٠) تخريج: حديث صحيح لغيره اخرجه الحاكم: ٣/ ٤٠٢، والبيهقي في "الدلائل": ٦/ ٣٧٨ (انظر: ١٥٩٤٢)

کرنے والا اور کوئی نہ تھا، وہ اپنی والدہ کی خدمت کی وجہ سے شرف صحابیت حاصل نہ کر سکے، رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو ان کی تفصیل بتادی تھی، جس کا ذکر مذکورہ بالا احادیث میں گزرا ہے، ساری علامات کی تصدیق کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے دعا کی درخواست کی۔ جناب اویس رحمہ اللہ نے عاجزی کے طور پر کہا کہ آپ صحابیٔ رسول ہیں۔ آپ میرے حق میں دعا فرمائیں، جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ساری بات بتلائی تو انہوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے حق میں دعا کی اور پھر لوگوں کے ہجوم میں کہیں غائب ہو گئے تاکہ لوگوں میں ان کی اس انداز سے شہرت نہ ہو۔

وَمِنْهُمْ: سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ

سفیان بن عینیہ رحمہ اللہ کا تذکرہ

(۱۲۰۱۱)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِيْ قَالَ: مَا كَانَ أَشَدَّ عَلَى ابْنِ عُيَيْنَةَ أَنْ يَقُولَ حَدَّثَنَا (مسند احمد: ۱۹۱۹٤)

عبداللہ بن امام احمد سے مروی ہے کہ میرے والد امام احمد رحمہ اللہ نے کہا: امام سفیان ابن عینیہ رحمہ اللہ کے لیے ”حَدَّثَنَا“ کہنے سے زیادہ مشکل کوئی کام نہ تھا۔

فوائد:...... ”حَدَّثَنَا“ کہنے سے مراد احادیث بیان کرنا ہے، یعنی امام سفیان احادیث بیان کرنے کو سب سے مشکل کام سمجھتے تھے، اس کی وجہ یہ تھی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ نبی کریم ﷺ کی طرف کوئی ایسی بات منسوب ہو جائے، جو آپ ﷺ نے ارشاد نہ فرمائی ہو یا آپ ﷺ کی حدیث میں کوئی غلطی ہو جائے۔

سفیان بن عینیہ تبع تابعی ہیں، مکہ مکرمہ ان مسکن تھا اور انھوں نے وفات بھی یہیں پائی، انہوں نے امام زہری، امام عمرو بن دینار، امام شعبی، امام عبداللہ بن دینار اور امام محمد بن منکدر سے سماع حدیث کیا اور ان سے امام اعمش، امام ثوری، امام ابن جریج، امام شعبہ، امام عبداللہ بن مبارک، امام حماد بن زید، امام شافعی، امام احمد اور امام ابن مدینی وغیرہ نے احادیث روایت کیں، ان کی جلالت وعظمت و رفعت پر اہل علم کا اتفاق ہے، ان کی ولادت (۱۰۷) سن ہجری میں اور وفات (۱۹۸) سن ہجری میں ہوئی۔

وَمِنْهُمْ زَيْدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ

زید بن عمرو بن نفیل کا تذکرہ

(۱۲۰۱۲)۔ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ لَقِيَ زَيْدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ بِأَسْفَلِ بَلْدَحَ، وَذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ يَنْزِلَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الْوَحْيُ، فَقَدَّمَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ سُفْرَةً فِيهَا لَحْمٌ فَأَبَى أَنْ

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی زید بن عمرو بن نفیل سے بلدح کے نشیبی حصے میں ملاقات ہوئی، یہ آپ پر نزول وحی سے پہلے کا واقعہ ہے، رسول اللہ ﷺ نے ان کی خدمت میں کھانا پیش کیا، اس میں گوشت بھی تھا، زید نے کھانا کھانے سے انکار کیا اور کہا کہ تم لوگ اپنے

(۱۲۰۱۲) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۸۲٦ (انظر: ٦۱۱۰)

يَأْكُلَ مِنْهَا، ثُمَّ قَالَ: إِنِّي لَا آكُلُ مَا تَذْبَحُونَ عَلَى أَنْصَابِكُمْ، وَلَا آكُلُ إِلَّا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ۔ حَدَّثَ هٰذَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ (مسند احمد: ٦١١٠)

بت خانوں پر جو جانور ذبح کرتے ہو، میں وہ نہیں کھاتا اور جس ذبیحہ پر اللہ کا نام نہ لیا جائے، میں وہ بھی نہیں کھایا کرتا۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا۔

فوائد:...... زید بن عمرو بن نفیل کے بیٹے سیدنا سعید بن زید عدوی رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں، رسول اللہ ﷺ کی بعث سے قبل زید بن عمرو کو بت پرستی سے نفرت تھی، یہ حق کی تلاش میں رہتے تھے، فطری طور پر انہیں یہودیت اور نصرانیت بھی پسند نہ آئی، دراصل یہ شریعت ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لائے جس کی بنیاد توحید پر تھی، غیر اللہ کے نام کا ذبیحہ نہیں کھاتے تھے، اسی لیے جب رسول اللہ ﷺ نے ان کے سامنے کھانا پیش کیا تو انہوں نے سمجھا کہ دیگر اہل مکہ کی طرح آپ نے بھی بتوں کے نام پر یہ جانور ذبح کیا ہوگا، جبکہ درحقیقت ایسا نہ تھا اور رسول اللہ ﷺ بھی شروع ہی سے غیر اللہ کے نام کی چیز نہ کھاتے تھے اللہ نے آپ کو ایسے کھانوں سے ہمیشہ محفوظ رکھا،

صحیح بخاری میں ہے کہ زید بن عمرو بن نفیل، اہل مکہ سے کہا کرتے تھے کہ بکری کو اللہ نے پیدا کیا، اسی نے اس کے لیے آسمان سے پانی نازل کیا اور اسی نے اس کے لیے زمین سے گھاس اور چارہ اگایا اور پھر تم اس بکری کو غیر اللہ کے نام پر ذبح کرتے ہو۔ تمہارے اس عمل اور عقیدے پر حیف ہے۔

وَمِنْهُمُ الْإِمَامُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ رَحِمَهُ اللَّهِ

امام مالک بن انس رحمہ اللہ کا تذکرہ

(١٢٠١٣)۔ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ يُوشِكُ أَنْ تَضْرِبُوا، وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً: أَنْ يَضْرِبَ النَّاسُ أَكْبَادَ الْإِبِلِ يَطْلُبُونَ الْعِلْمَ لَا يَجِدُونَ عَالِمًا أَعْلَمَ مِنْ عَالِمِ أَهْلِ الْمَدِينَةِ۔)) وَقَالَ قَوْمٌ: هُوَ الْعُمَرِيُّ قَالَ: فَقَدَّمُوا مَالِكًا۔ (مسند احمد: ٧٩٦٧)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب تم لوگ طلب علم کے لیے اونٹوں پر سفر کر کے ان کو تھکا دو گے اور لوگ اہل مدینہ کے عالم سے بڑھ کر کوئی بڑا عالم نہیں پائیں گے۔'' بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس سے عمری مراد ہیں، لیکن جمہور کا خیال ہے کہ اس سے امام مالک بن انس رحمہ اللہ مراد ہیں، پس انھوں نے امام مالک کو ترجیح دی۔

فوائد:...... امام مالک رحمہ اللہ مشہور ائمہ اربعہ میں سے ایک ہیں، یہ امام دارالہجرہ ہیں، امام صاحب (٩١) سن

(١٢٠١٣) تخريج: اسناده ضعيف، عبد الملك بن عبد العزيز مدلس، ولا يدلس الا عن ضعيف، وابو الزبير محمد بن مسلم مدلس ايضا وقد عنعنه، اخرجه الترمذي: ٢٦٨٠ (انظر: ٧٩٨٠)

ہجری میں پیدا ہوئے اور (۱۷۹) سن ہجری میں وفات پائی، اہل علم ان کی امامت، جلالت، سیادت اور توقیر پر متفق ہیں، رسول اللہ ﷺ کی احادیث کی تعظیم کرنے اور یاد کرنے میں ان کو کمال حاصل تھا۔

عمری سے مراد کون ہے؟ اس کے بارے میں دو اقوال ہیں: (۱) عبد اللہ بن عبد العزیز بن عبد اللہ بن عبد اللہ بن عمر بن خطاب، یہ بڑے زہد و تقوی والے تھے، امام نسائی نے ان کو ثقہ کہا اور امام ابن حبان نے کہا: اپنے زمانے کے سب سے بڑے زاہد تھے اور خلوت میں بہت زیادہ عبادت کرنے والے تھے۔ (۱۸۴) سن ہجری میں ان کی وفات ہوئی۔

(۲) امام ترمذی نے کہا: عمری سے مراد عبد العزیز بن عبد اللہ ہیں، جو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی اولاد سے تھے۔

وَمِنْهُمُ النَّجَاشِيُّ مَلِكُ الْحَبْشَةِ رَحِمَهُ اللّٰهُ

حبشہ کے بادشاہ نجاشی رحمہ اللہ کا تذکرہ

(۱۲۰۱٤)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((قَدْ تُوُفِّيَ الْيَوْمَ رَجُلٌ صَالِحٌ مِنَ الْحَبَشِ، هَلُمَّ فَصُفُّوا۔)) قَالَ: فَصَفَفْنَا فَصَلَّى النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْهِ وَنَحْنُ۔ (مسند احمد: ١٤١٩٧)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''آج حبشہ کے ایک صالح آدمی کا انتقال ہو گیا ہے، آؤ صفیں بناؤ (اور اس کی نماز جنازہ پڑھیں)۔'' پس ہم نے صفیں بنائیں اور نبی کریم ﷺ نے اور ہم نے اس کی نماز جنازہ ادا کی۔

(۱۲۰۱۵)۔ (عَنْهُ من طريق اخرى) قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَاتَ الْيَوْمَ عَبْدٌ لِلّٰهِ صَالِحٌ أَصْحَمَةُ، فَقُومُوْا فَصَلُّوْا عَلَيْهِ۔)) فَقَامَ فَأَمَّنَا فَصَلّٰى عَلَيْهِ۔ (مسند احمد: ١٤٤٨٦)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آج اللہ کا ایک بندہ اصحمہ وفات پا گیا ہے، اٹھو اور اس کی نماز جنازہ ادا کرو۔'' پس رسول اللہ ﷺ نے اٹھ کر ہماری امامت کرائی اور اس کی نماز جنازہ ادا کی۔

فوائد:...... حبشہ کے حاکم نجاشی کا نام اصحمہ تھا اور وہ مسلمان ہو چکا تھا، البتہ اس کی رسول اللہ ﷺ سے ملاقات نہیں ہوئی، اس نے اپنے ملک میں مسلمانوں کی خوب مدد کی اور ان کو امن و سکون سے رہنے کی اجازت دی، اس کی وفات کے دن رسول اللہ ﷺ نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو اس کی وفات کی اطلاع دی اور نماز جنازہ ادا کی، بنیادی طور پر یہی واقعہ غائبانہ نماز جنازہ کی مشروعیت کی دلیل ہے۔

یہ آپ ﷺ کا معجزہ تھا کہ حبشہ میں ہونے والی وفات کا اسی دن آپ ﷺ کو پتہ چل گیا تھا، حبشہ کے بادشاہ کا لقب نجاشی ہوتا تھا۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا: ظاہر بات یہ ہے کہ آپ ﷺ نجاشی کی نماز جنازہ پڑھنے کے لیے جنازہ گاہ یا عید گاہ کی طرف اس لیے گئے تا کہ مسلمانوں کی بڑی تعداد جمع ہو جائے اور یہ بات بھی مشہور ہو جائے کہ اس نے

(۱۲۰۱٤) تخريج: أخرجه البخاري: ١٣٢٠، ٣٨٧٧، ومسلم: ٩٥٢ (انظر: ١٤١٥٠)

(۱۲۰۱۵) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

اسلام پر وفات پائی ہے، کیونکہ بعض لوگوں کو اس کے مسلمان ہونے کا علم ہی نہ تھا۔ ابن ابی حاتم نے تفسیر میں اور دار قطنی نے افراد میں یہ روایت نقل کی ہے کہ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: جب نبی کریم ﷺ نے نجاشی کی نماز جنازہ پڑھائی تو کسی صحابی نے کہا: آپ ﷺ نے تو حبشہ کے ایک آدمی کی نماز جنازہ پڑھ دی ہے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ لَا يَشْتَرُوْنَ بِآيَاتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ﴾ (سورۂ آل عمران: ۱۹۹)

یعنی: ''یقیناً اہل کتاب میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں اور تمہاری طرف جو اتارا گیا ہے اور ان کی جانب جو نازل ہوا اس پر بھی، اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو تھوڑی تھوڑی قیمت پر بیچتے بھی نہیں، ان کا بدلہ ان کے رب کے پاس ہے، یقیناً اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والا ہے۔'' معجم کبیر اور معجم اوسط میں اس کے شواہد بھی موجود ہیں اور مؤخر الذکر کی روایت میں یہ زیادتی بھی ہے کہ یہ اعتراض کرنے والا منافق تھا۔ (فتح الباری: ۳/ ۲۴۲)

وَمِنْهُمْ وَرَقَةُ بْنُ نَوْفَلٍ

ورقہ بن نوفل کا تذکرہ

(۱۲۰۱۶)۔ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ خَدِيْجَةَ سَأَلَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ وَرَقَةَ بْنِ نَوْفَلٍ فَقَالَ: ((قَدْ رَأَيْتُهُ فِي الْمَنَامِ فَرَأَيْتُ عَلَيْهِ ثِيَابَ بَيَاضٍ فَأَحْسِبُهُ لَوْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ ثِيَابُ بَيَاضٍ۔)) (مسند احمد: ۲۴۸۷۱)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے ورقہ بن نوفل کے بارے میں سوال کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے اس کو خواب میں دیکھا ہے، اس نے سفید کپڑے زیب تن کیے ہوئے تھے، میرا خیال ہے کہ اگر وہ جہنمی ہوتا تو اس پر سفید کپڑے نہ ہوتے۔''

فوائد:...... ورقہ بن نوفل، سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چچازاد بھائی تھے، یہ بھی زید بن عمرو کی طرح فطرت پر برقرار تھے، لیکن انھوں نے نصرانیت کو پسند کر کے قبول کر لیا اور مختلف پادریوں کو ملے، انھوں نے اسی مذہب کی روشنی میں نبی کریم ﷺ پر نازل ہونے والی پہلی وحی کے بعد آپ ﷺ کی تصدیق کی اور آپ ﷺ کی حوصلہ افزائی کی۔

وَمِنْهُمْ ابْنُ جُرَيْجٍ

ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ

(۱۲۰۱۷)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَهْلُ مَكَّةَ يَقُوْلُوْنَ: أَخَذَ ابْنُ جُرَيْجٍ الصَّلَاةَ مِنْ عَطَاءٍ، وَأَخَذَهَا عَطَاءٌ مِنَ ابْنِ الزُّبَيْرِ،

عبدالرزاق سے مروی ہے کہ اہل مکہ کہا کرتے ہیں کہ ابن جریج نے نماز کا طریقہ عطاء بن ابی رباح ﷺ سے، انہوں نے ابن الزبیر ﷺ سے، انہوں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے اور انہوں

(۱۲۰۱۶) تخريج: اسناده ضعيف لضعف ابن لهيعة، أخرجه عبد الرزاق: ۹۷۰۹ (انظر: ۲۴۳۶۷)

(۱۲۰۱۷) تخريج: أخرجه المروزي: ۱۳۷ (انظر: ۷۳)

وَأَخَذَهَا ابْنُ الزُّبَيْرِ مِنْ أَبِي بَكْرٍ، وَأَخَذَهَا أَبُو بَكْرٍ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَحْسَنَ صَلَاةً مِنِ ابْنِ جُرَيْجٍ۔ (مسند احمد: ۷۳)

نے نماز کا طریقہ نبی کریم ﷺ سے سیکھا۔ میں نے ابن جریج رحمہ اللہ سے بڑھ کر بہتر نماز پڑھتے کسی کو نہیں دیکھا۔

فوائد:...... ابن جریج کا نام عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج ہے، ان کی کنیت ابو الولید اور ابو خالد ہے، یہ تبع تابعی ہیں، امام عبدالرزاق کہتے ہیں: میں جب ابن جریج کو نماز ادا کرتے دیکھتا تو پتہ چلتا کہ وہ واقعی اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں، انھوں نے سو برس عمر پائی اور ۱۵۰ سن ہجری میں وفائی پائی، یہ کتب ستہ کے راویوں میں سے ہیں، اس باب میں ابن جریج رحمہ اللہ کی منقبت بیان ہوئی کہ ان کی نماز کا طریقہ قابل رشک تھا۔ امام ترمذی نے ان کے مناقب میں بیان کیا ہے کہ مکی بن ابراہیم سے مروی ہے کہ ہم ابن جریج رحمہ اللہ کی خدمت میں تھے کہ ایک سائل ان کی خدمت میں آیا اور اس نے کچھ مانگا تو ابن جریج نے اپنے خادم سے کہا کہ اسے ایک دینار دے دو، اس نے کہا کہ اس وقت میرے پاس ایک ہی دینار ہے، اگر میں یہ بھی اسے دے دوں تو آپ اور آپ کے تمام اہل خانہ بھوکے رہیں گے، یہ سن کر ابن جریج نے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا: وہی اس کو دے دو۔ مکی سے مروی ہے کہ ہم ابھی ان کی خدمت میں ہی موجود تھے کہ ایک آدمی ایک خط اور ایک تھیلی لیے ان کی خدمت میں آیا، وہ ان کے کسی دوست نے بھیجا تھا، خط میں تحریر تھا کہ میں آپ کی خدمت میں پچاس دینار بھیج رہا ہوں، ابن جریج نے تھیلی کو کھلا، جب دیناروں کی گنتی کی تو وہ اکاون تھے۔ ابن جریج رحمہ اللہ نے اپنے خادم سے کہا: تم نے ایک دینار اللہ کی راہ میں دیا تو اللہ نے وہی تمہیں واپس بھیج دیا اور اس کے ساتھ مزید پچاس دینار بھی بھیج دیئے۔

كِتَابُ الْخُلَافَةِ وَالْإِمَارَةِ

خلافت وامارت کے مسائل

أَحْكَامُ الْخِلَافَةِ

خلافت کے احکام

اَلْبَابُ الْاَوَّلُ فِيمَا جَاءَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَتَخَلَّفْ قَبْلَ وَفَاتِهِ

(باب اول) اس امر کا بیان کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی زندگی میں کسی کو اپنا خلیفہ نامزد نہیں فرمایا

(۱۲۰۱۸)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، خَرَجَ مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وَجَعِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ، فَقَالَ النَّاسُ: يَا أَبَا حَسَنٍ! كَيْفَ أَصْبَحَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ: أَصْبَحَ بِحَمْدِ اللّٰهِ بَارِئًا، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَأَخَذَ بِيَدِهِ عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ: أَلَا تَرٰى أَنْتَ وَاللّٰهِ! إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيُتَوَفّٰى فِي وَجَعِهِ هٰذَا إِنِّي أَعْرِفُ وُجُوهَ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عِنْدَ الْمَوْتِ، فَاذْهَبْ بِنَا إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْنَسْأَلْهُ فِيمَنْ هٰذَا الْأَمْرُ،

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی مرض الموت کے دنوں میں ایک روز سیدنا علی رضی اللہ عنہ آپ کے پاس سے باہر تشریف لائے۔ لوگوں نے پوچھا: اے ابو الحسن! رسول اللہ ﷺ کس حال میں ہیں؟ انہوں نے کہا: الحمد اللہ بہتر ہیں۔ ان کی بات سن کر سیدنا عباس رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب نے ان کا ہاتھ تھام لیا اور کہا: آپ دیکھتے نہیں؟ اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ اپنی اس بیماری میں فوت ہو جائیں گے، میں عبد المطب کے خاندان کے افراد کو چہروں سے پہچانتا ہوں کہ موت سے قبل ان کی کیا کیفیت ہوتی ہے؟ آؤ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہاں جا کر اس امر (خلافت) کے بارے میں پوچھ لیں۔ اگر یہ ہمارا حق ہوا تو ہمیں پتہ چل جائے گا اور اگر یہ کسی دوسرے کے متعلق بات ہوئی تو ہم اس بارے میں پوچھ گچھ کر لیتے، تاکہ آپ ﷺ ہمارے حق میں وصیت

(۱۲۰۱۸) تخریج: اخرجه البخاری: ۴۴۴۷، ۶۲۶۶ (انظر: ۲۳۷۴)

فَإِنْ كَانَ فِينَا عَلِمْنَا ذٰلِكَ وَإِنْ كَانَ فِي غَيْرِنَا كَلَّمْنَاهُ فَأَوْصٰى بِنَا، فَقَالَ عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ: وَاللّٰهِ! لَئِنْ سَأَلْنَاهَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَمَنَعَنَاهَا لَا يُعْطِينَاهَا النَّاسُ أَبَدًا، فَوَاللّٰهِ! لَا أَسْأَلُهُ أَبَدًا۔ (مسند احمد: ۲۳۷٤)

کر دیں گے۔ یہ سن کر علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر ہم نے آپ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا اور آپ نے ہمیں اس سے محروم کر دیا تو لوگ کبھی بھی ہمیں یہ حق نہیں دیں گے، لہٰذا اللہ کی قسم! میں تو آپ ﷺ سے اس بارے میں کچھ نہ پوچھوں گا۔

(۱۲۰۱۹)۔ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ يَوْمَ الْجَمَلِ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَعْهَدْ إِلَيْنَا عَهْدًا، نَأْخُذُ بِهِ فِي الْإِمَارَةِ، وَلٰكِنَّهُ شَيْءٌ رَأَيْنَاهُ مِنْ قِبَلِ أَنْفُسِنَا، ثُمَّ اسْتُخْلِفَ أَبُو بَكْرٍ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلٰى أَبِي بَكْرٍ، فَأَقَامَ وَاسْتَقَامَ ثُمَّ اسْتُخْلِفَ عُمَرُ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلٰى عُمَرَ، فَأَقَامَ وَاسْتَقَامَ حَتّٰى ضَرَبَ الدِّينُ بِجِرَانِهِ۔ (مسند احمد: ۹۲۱)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے جنگ جمل کے روز فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے امارت (خلافت) کے بارے میں ہم سے کچھ نہیں فرمایا، بلکہ یہ ایسا معاملہ ہے جسے ہم نے یعنی امت نے اپنے اجتہاد سے اختیار کیا اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب کر لیا گیا، ان پر اللہ کی رحمت ہو، انہوں نے اپنی ذمہ داری کو خوب نبھایا، ان کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب کر لیا گیا، انہوں نے بھی اپنی ذمہ داری کو اس قدر عمدگی سے ادا کیا کہ روئے زمین پر اسلام کا بول بالا ہوگیا۔

(۱۲۰۲۰)۔ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَنْ يُؤَمَّرُ بَعْدَكَ؟ قَالَ: ((إِنْ تُؤَمِّرُوا أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ تَجِدُوهُ أَمِينًا، زَاهِدًا فِي الدُّنْيَا، رَاغِبًا فِي الْآخِرَةِ، وَإِنْ تُؤَمِّرُوا عُمَرَ رضی اللہ عنہ تَجِدُوهُ قَوِيًّا أَمِينًا، لَا يَخَافُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ، وَإِنْ تُؤَمِّرُوا عَلِيًّا رضی اللہ عنہ، وَلَا أُرَاكُمْ فَاعِلِينَ، تَجِدُوهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا، يَأْخُذُ بِكُمُ الطَّرِيقَ الْمُسْتَقِيمَ۔)) (مسند احمد: ۸۵۹)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ آپ ﷺ کے بعد کس کو امیر بنایا جائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم ابو بکر کو امیر بناؤ گے تو تم اسے ایسا پاؤ گے کہ اس کو دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی رغبت ہوگی، اگر تم عمر کو امیر بناؤ گے تو تم اسے قوی اور امانتدار پاؤ گے، جو اللہ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں کرے گا اور اگر تم علی رضی اللہ عنہ کو امیر بناؤ گے تو تم اس کو رہنما اور ہدایت یافتہ پاؤ گے، جو تمہیں صراط مستقیم پر لے جائے گا، لیکن میرا خیال ہے کہ تم اسے خلیفہ نہیں بناؤ گے۔''

(۱۲۰۱۹) تخریج: اسناده ضعيف لجهالة الرجل الذى روى عن على، اخرجه العقيلى فى "الضعفاء": ١/ ١٧٨، وابن ابى عاصم: ١٢١٨ (انظر: ٩٢١)

(۱۲۰۲۰) تخريج: اسناده ضعيف، زيد بن يثيع لم يرو عنه غير ابى اسحاق، ولم يوثقه غير ابن حبان والعجلى، وابو اسحاق السبيعى تغير بأخره وقد اضطرب فى هذا الخبر، اخرجه البزار: ٧٨٣، والحاكم: ٣/ ٧٠ (انظر: ٨٥٩)

(۱۲۰۲۱)۔ عَنْ قَيْسِ الْخَارِفِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا رضی اللہ عنہ ، يَقُولُ عَلَى هٰذَا الْمِنْبَرِ: سَبَقَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَصَلَّى أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ، وَثَلَّثَ عُمَرُ ، ثُمَّ خَبَطَتْنَا فِتْنَةٌ أَوْ أَصَابَتْنَا فِتْنَةٌ ، فَكَانَ مَا شَاءَ اللهُ ، (وَفِي رِوَايَةٍ: يَعْفُو اللهُ عَمَّنْ يَشَاءُ)۔ (مسند احمد: ۱۲۵۹)

قیس خارفی کہتے ہیں: میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اس ممبر پر یہ کہتے ہوئے سنا: سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے، آپ کے بعد سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے امت کو نمازیں پڑھائیں، تیسرے نمبر پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے، ان کے بعد تو ہمیں فتنوں اور آزمائشوں نے آلیا، پھر وہی ہوا، جو اللہ تعالیٰ کو منظور تھا۔ ایک روایت میں ہے: اللہ جس کو چاہے گا، معاف کر دے گا۔

فوائد:...... سیدنا علی رضی اللہ عنہ امت مسلمہ کے پہلے دو خلفاء کی عظمت کا اعتراف کر رہے ہیں، اور اہل حق کو یہی زیب دیتا ہے کہ وہ جادۂ حق پر گامزن رہیں۔

(۱۲۰۲۲)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ آخَرَ) بِمِثْلِهِ وَفِيهِ: ثُمَّ خَبَطَتْنَا أَوْ أَصَابَتْنَا فِتْنَةٌ فَمَا شَاءَ اللهُ جَلَّ جَلَالُهُ ، قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: قَالَ أَبِي قَوْلُهُ: ثُمَّ خَبَطَتْنَا فِتْنَةٌ ، أَرَادَ أَنْ يَتَوَاضَعَ بِذٰلِكَ۔ (مسند احمد: ۱۰۲۰)

(دوسری سند) اسی طرح کی روایت ہے، البتہ اس میں ہے: ان حضرات کے بعد ہمیں آزمائشوں نے آلیا، پھر وہی ہوا جو اللہ تعالیٰ کو منظور تھا۔ ابو عبد الرحمٰن کہتے ہیں: میرے والد نے کہا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا کہ ''ان حضرات کے بعد ہمیں آزمائشوں نے آلیا۔'' یہ انہوں نے ازراہ تواضع فرمایا تھا۔

فوائد:...... اس باب سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح طور پر کسی صحابی کا نام بطور خلیفہ پیش نہیں کیا، ہاں بعض احادیث سے خلفائے راشدین کی خلافت کا اشارہ ملتا ہے، جیسے حدیث نمبر (۱۲۱۵۳) والے باب میں مذکورہ احادیثِ مبارکہ سے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی طرف اشارہ ملتا ہے۔

قَوْلُهُ صلی اللہ علیہ وسلم : ((اَلْاَئِمَّةُ مِنْ قُرَيْشٍ))

ارشادِ نبوی ''ائمہ قریشی ہوتے ہیں'' کی وضاحت

(۱۲۰۲۳)۔ عَنْ سَهْلٍ أَبِي الْأَسَدِ قَالَ: حَدَّثَنِي بُكَيْرُ بْنُ وَهْبٍ الْجَزَرِيُّ ، قَالَ: قَالَ لِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: أُحَدِّثُكَ حَدِيثًا مَا

بکیر بن وہب جزری کہتے ہیں: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا: میں تم کو ایک حدیث بیان کرتا ہوں، یہ حدیث میں نے کسی اور کو بیان نہیں کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس گھر کے

(۱۲۰۲۱) تخريج: اسناده حسن، أخرجه ابن سعد: ٦/ ١٣٠ (انظر: ١٢٥٩)

(۱۲۰۲۲) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۱۲۰۲۳) تخريج: حديث صحيح بطرقه وشواهده، أخرجه النسائي في "الكبرى": ٥٩٤٢، الطبراني في "الدعاء": ٢١٢٢، وابن ابي شيبة: ١٢/ ١٦٩ (انظر: ١٢٣٠٧)

أُحَدِّثُهُ كُلَّ أَحَدٍ، إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ عَلَى بَابِ الْبَيْتِ وَنَحْنُ فِيهِ، فَقَالَ: ((الْأَئِمَّةُ مِنْ قُرَيْشٍ، إِنَّ لَهُمْ عَلَيْكُمْ حَقًّا، وَلَكُمْ عَلَيْهِمْ حَقًّا مِثْلَ ذٰلِكَ مَا إِنْ اسْتُرْحِمُوا فَرَحِمُوا، وَإِنْ عَاهَدُوا وَفَوْا، وَإِنْ حَكَمُوا عَدَلُوا، فَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ مِنْهُمْ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ۔)) (مسند احمد: ۱۲۳۳۲)

دروازے پر کھڑے ہوئے اور ہم بھی اس گھر میں تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''حکمران قریش میں سے ہوں گے، تمہارے ذمے ان کے حقوق ہیں اور اسی طرح ان کے ذمے تمہارے حقوق ہیں، اگر ان سے رحم کی درخواست کی جائے گی تو وہ رحم کریں، جب وہ کسی سے کوئی وعدہ کریں، تو اسے پورا کریں گے اور جب وہ فیصلے کریں تو عدل و انصاف سے کریں، اگر ان سے کسی نے یہ ذمہ داریاں ادا نہ کیں تو اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہوگی۔''

(۱۲۰۲٤)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ آخَرَ) عَنْ سَهْلٍ أَبِي الْأَسَدِ، عَنْ بُكَيْرٍ الْجَزَرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كُنَّا فِي بَيْتِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ حَتّٰى وَقَفَ فَأَخَذَ بِعِضَادَةِ الْبَابِ فَقَالَ: ((الْأَئِمَّةُ مِنْ قُرَيْشٍ......الخ))۔ (مسند احمد: ۱۲۹۳۱)

(دوسری سند) سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم ایک دفعہ ایک انصاری کے گھر میں تھے، نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے۔ آپ ﷺ آ کر دروازے کی چوکھٹ کے بازو کو پکڑ کر کھڑے ہوگئے اور فرمایا: ''حکمران قریش میں سے ہوں گے،......۔''

(۱۲۰۲۵)۔ حَدَّثَنَا سَيَّارُ بْنُ سَلَامَةَ، سَمِعَ أَبَا بَرْزَةَ، يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((الْأَئِمَّةُ مِنْ قُرَيْشٍ، إِذَا اسْتُرْحِمُوا رَحِمُوا وَإِذَا عَاهَدُوا وَفَوْا، وَإِذَا حَكَمُوا عَدَلُوا، فَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ مِنْهُمْ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ۔)) (مسند احمد: ۲۰۰۱۵)

سیدنا ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے تھے: کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''خلفاء اور حکمران قریش میں سے ہوں گے۔ جب ان سے رحم کی درخواست کی جائے تو وہ رحم کریں، جب وہ کسی سے کوئی وعدہ کریں، تو اسے پورا کریں گے اور جب وہ فیصلے کریں تو عدل و انصاف سے کریں، اگر ان سے کسی نے یہ ذمہ داریاں ادا نہ کیں تو اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہوگی۔''

(۱۲۰۲٦)۔ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، يُحَدِّثُ أَنَّهُ بَلَغَ

امام زہری کہتے ہیں کہ محمد بن جبیر بن مطعم ایک قریشی وفد میں شریک سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا، انھوں نے بیان کیا کہ

(۱۲۰۲٤) تخريج: انظر الحديث السابق

(۱۲۰۲۵) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه البزار: ۳۸۵۷، وابويعلى: ۳٦٤۵ (انظر: ۱۹۷۷۷)

(۱۲۰۲٦) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۵۰۰، ۷۱۳۹ (انظر: ۱٦۸۵۲)

مُعَاوِيَةَ، وَهُوَ عِنْدَهُ فِي وَفْدٍ مِنْ قُرَيْشٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَيَكُونُ مَلِكٌ مِنْ قَحْطَانَ، فَغَضِبَ مُعَاوِيَةُ، فَقَامَ فَأَثْنَى عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ! فَإِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّ رِجَالًا مِنْكُمْ يُحَدِّثُونَ أَحَادِيثَ لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللّٰهِ، وَلَا تُؤْثَرُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أُولَئِكَ جُهَّالُكُمْ، فَإِيَّاكُمْ وَالْأَمَانِيَّ الَّتِي تُضِلُّ أَهْلَهَا، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((إِنَّ هٰذَا الْأَمْرَ فِي قُرَيْشٍ، لَا يُنَازِعُهُمْ أَحَدٌ إِلَّا أَكَبَّهُ اللّٰهُ عَلَى وَجْهِهِ مَا أَقَامُوا الدِّينَ۔)) (مسند احمد: ١٦٩٧٧)

معاویہ کو یہ بات پہنچی کہ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی کہ عنقریب قحطان کا ایک بادشاہ ہوگا، تو معاویہ غصے میں آ گئے، کھڑے ہوئے، اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اور کہا: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ بعض لوگ ایسی باتیں بیان کرتے ہیں، جو نہ تو اللہ کی کتاب میں پائی جاتی ہیں اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہوتی ہیں۔ یہ لوگ پرلے درجے کے جاہل ہیں۔ اس قسم کی خواہشات سے بچو جو خواہش پرستوں کو گمراہ کر دیتی ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: ''یہ (امارت والا) معاملہ قریشیوں میں رہے گا، جب تک وہ دین کو قائم رکھیں گے، ان سے دشمنی کرنے والے کو اللہ تعالیٰ منہ کے بل گرا دے گا۔''

فوائد:...... امام البانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: اس حدیث کے الفاظ "مَا أَقَامُوْا الدِّيْنَ" (جب تک وہ دین کو قائم رکھیں گے) سے معلوم ہوتا ہے کہ جب تک وہ دین کو محفوظ رکھیں گے، ان کی امارت برقرار رہے گی۔ اس کا مفہوم مخالف یہ ہوا کہ اگر انھوں نے دین کو تحفظ فراہم نہ کیا، تو خلافت ان سے چھن جائے گی۔ حافظ ابن حجر (فتح الباری: ١٣/ ١١٧) میں اس موضوع پر دلالت کرنے والی دوسری احادیث کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

تمام احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ بقائے امارت کے لیے قریشیوں کو جن جن امور سے متنبہ کیا گیا تھا، جب انھوں نے ان کی پروا نہ کی تو خلافت کی باگ ڈور ان کے قابو میں نہ رہی۔ یہاں سے رسوائی اور معاملات کے فاسد ہو جانے کی ابتدا ہوئی، یہ بنو عباس کے عہدِ امارت کے شروع شروع کی بات ہے۔ جب مزید بگاڑ پیدا ہوا کہ تو ان کے غلام ان پر غالب آ گئے، جو ان کو اذیتیں پہنچانے سے بھی دریغ نہ کرتے تھے۔ اس وقت خلفاء وامراء کی وقعت اس بچے سے زیادہ نہ تھی، جس پر پابندی لگا دی جاتی ہے، انھوں نے لذتوں پر قناعت کر لی تھی اور دوسرے لوگ امورِ سلطنت چلا رہے تھے۔ اس وقت معاملہ سنگینی اختیار کر گیا، جب آذر بائیجان کے قرب و جوار میں بسنے والے دیلمی لوگ قابض ہو گئے، انھوں نے خلیفہ کے لیے اس کے اختیارات کا دائرہ اتنا تنگ کر دیا کہ اس کے لیے سوائے خطبہ دینے کے کچھ نہ بچا اور زبردستی قبضہ کرنے والوں نے مختلف صوبوں میں شاہی حکومت کو تقسیم کر لیا، پھر وہ گروہ در گروہ غالب آتے گئے، حتی کہ خلفاء سے تمام امورِ سلطنت چھین لیے گئے اور بعض علاقوں میں تو رسمی اسمِ خلافت کے علاوہ کچھ نہ بچا۔

میں (البانی) کہتا ہوں: آج بھی امت ِ مسلمہ کے حالات اسی طرح بدتر ہیں، بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ سنگین ہیں، کیونکہ آج سرے سے مسلمانوں کا کوئی خلیفہ نہیں ہے، نہ اسمی طور پر اور نہ رسمی طور پر۔ اکثر اسلامی ممالک پر یہودی، کیمونسٹ اور منافق غلبہ پا چکے ہیں۔

ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کو شرعی امور میں باہمی مشاورت کی اور حکام کو متحد ہو کر شرعی احکام کے مطابق ایک سلطنت تشکیل دینے کی توفیق سے نوازے، تاکہ یہ دنیا میں عزت اور آخرت میں سعادت پا سکیں۔ اگر ایسے نہ ہوا تو ہم اس آیت کے مصداق بن کر رہ جائیں گے: ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ﴾ (سورۂ رعد: ۱۱) ...... ''کسی قوم کی حالت اللہ تعالیٰ نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اسے نہ بدلیں جو ان کے دلوں میں ہو۔''

اس آیت کی تفسیر اس حدیث میں کی گئی ہے: سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِذَا تَبَايَعْتُمْ بِالْعِينَةِ، وَأَخَذْتُمْ أَذْنَابَ الْبَقَرِ، وَرَضِيتُمْ بِالزَّرْعِ، وَتَرَكْتُمُ الْجِهَادَ، سَلَّطَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ ذُلًّا لَا يَنْزِعُهُ حَتّٰى تَرْجِعُوْا إِلٰى دِينِكُمْ۔)) (صحیحہ: ۱۱)...... ''جب تم بیع عینہ کرو گے، ہاتھوں میں بیلوں کی دمیں پکڑ لو گے، کھیتی باڑی کرنے پر راضی ہو جاؤ گے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا چھوڑ دو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر ذلت مسلّط کر دے گا اور اس وقت تک نہیں اٹھائے گا جب تک تم دین کی طرف نہیں لوٹ آؤ گے۔''

سو مسلم حاکمو! اور مسلم محکومو! اپنے دین کی طرف پلٹ آؤ۔'' (صحیحہ: ۲۸۵۶)

(۱۲۰۲۷)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَرِيبٍ مِنْ ثَمَانِينَ رَجُلًا مِنْ قُرَيْشٍ، لَيْسَ فِيهِمْ إِلَّا قُرَشِيٌّ، لَا وَاللّٰهِ! مَا رَأَيْتُ صَفْحَةَ وُجُوهِ رِجَالٍ قَطُّ أَحْسَنَ مِنْ وُجُوهِهِمْ يَوْمَئِذٍ، فَذَكَرُوا النِّسَاءَ فَتَحَدَّثُوا فِيهِنَّ، فَتَحَدَّثَ مَعَهُمْ حَتّٰى أَحْبَبْتُ أَنْ يَسْكُتَ، قَالَ: ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَتَشَهَّدَ، ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ! يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ! فَإِنَّكُمْ أَهْلُ هٰذَا الْأَمْرِ مَا لَمْ تَعْصُوا اللّٰهَ، فَإِذَا عَصَيْتُمُوهُ بَعَثَ إِلَيْكُمْ مَنْ يَلْحَاكُمْ كَمَا

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم تقریباً قریش کے اسی (۸۰) آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے، تمام کے تمام قریشی تھے۔ اللہ کی قسم! اُس دن یہ لوگ بہت خوبصورت نظر آ رہے تھے، انھوں نے عورتوں کا ذکر کیا، ان کے بارے میں باتیں کیں، آپ ﷺ بھی ان کے ساتھ گفتگو کرتے رہے (اور اتنا زیادہ کلام کیا کہ) میں نے چاہا کہ آپ ﷺ خاموش ہو جائیں۔ پھر میں آپ ﷺ کے پاس آیا، آپ نے خطبہ شہادت پڑھا اور فرمایا: ''حمد و صلوۃ کے بعد (میں یہ کہوں گا کہ) قریشیو! تم لوگ اس (امارت) کے مستحق ہو، جب تک اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرو گے، اگر تم نے نافرمانی کی تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو بھیجے گا جو تمھاری چمڑی

(۱۲۰۲۷) تخریج: صحیح، قاله الالبانی، أخرجه ابویعلی: ۵۰۲۴ (انظر: ۴۳۸۰)

يُلْحٰى هٰذَا الْقَضِيبُ۔)) لِقَضِيبٍ فِي يَدِهِ ثُمَّ لَحَا قَضِيبَهُ فَإِذَا هُوَ أَبْيَضُ يَصْلِدُ۔ (مسند احمد: ٤٣٨٠)

ادھیڑ دیں گے، جس طرح اس شاخ (جو آپ کے ہاتھ میں تھی) کا چھلکا اتار لیا جاتا ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے اپنی شاخ کا چھلکا اتارا، (جس کی وجہ سے) وہ اچانک سفید اور سخت نظر آنے لگی۔

فوائد:...... امام البانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: یہ حدیث نبوت کی (صداقت و حقانیت کی) نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ کئی صدیوں تک قریشیوں کی خلافت جاری رہی، بالآخر اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں اور خواہش پرستیوں کی وجہ سے ان کی خلافت وملوکیت دم توڑ گئی، اللہ تعالیٰ نے ان پر عجمیوں کو مسلط کر دیا اور مسلمان ذلیل ہو کر رہ گئے۔ اب اگر مسلمان مملکتِ اسلامیہ کے حصول کے لیے صدقِ دل سے متمنی اور کوشاں ہیں تو ان پر فرض ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں، اپنے دین کی طرف متوجہ ہوں اور شرعی احکام کی پیروی کریں۔ غور کریں کہ علم حدیث کی کتب میں وہ شروط و قیود مذکور ہیں جن کی بنا پر قریش میں خلافت کو بقا ملتی تھی، لیکن انھوں نے وہ شرطیں پوری نہیں کیں، اس لیے وہ محکوم بن گئے۔ اب ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی خواہشات اور اپنے آباء و اجداد کی تہذیبوں کو ترجیح نہ دیں، وگرنہ ہمیں پھر محکوم ہی رہنا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا: ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ﴾ (سورۂ رعد: ١١) ...... ''کسی قوم کی حالت اللہ تعالیٰ نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اسے نہ بدلیں جو ان کے دلوں میں ہو۔'' بہر حال حسنِ عاقبت تو پرہیز گاروں کے لیے ہی ہے۔ (صحیحہ: ۱۵۵۲)

(١٢٠٢٨)۔ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((إِنَّ هٰذَا الْأَمْرَ فِيكُمْ وَإِنَّكُمْ وُلَاتُهُ، وَلَنْ يَزَالَ فِيكُمْ حَتّٰى تُحْدِثُوا أَعْمَالًا، فَإِذَا فَعَلْتُمْ ذٰلِكَ بَعَثَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْكُمْ شَرَّ خَلْقِهِ، فَيَلْتَحِيكُمْ كَمَا يُلْتَحَى الْقَضِيبُ۔)) (مسند احمد: ١٧١٩٧)

سیدنا ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا: ''یہ خلافت تمہارے پاس رہے گی اور تم ہی اس کے مالک ہو، یہ اس وقت تک تمہارے پاس رہے گی جب تک تم غیر شرعی کام نہیں کرو گے، جب تم نے غیر شرعی کام کیے تو اللہ تعالیٰ برے لوگوں کو تمہارے خلاف کھڑا کر دے گا اور وہ تمہاری یوں چمڑی ادھیڑیں گے، جیسے چھڑی کو چھیل دیا جاتا ہے۔''

(١٢٠٢٩)۔ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ عَبْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((الْخِلَافَةُ فِي قُرَيْشٍ، وَالْحُكْمُ فِي

سیدنا عتبہ بن عبد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خلافت قریش میں، عہدۂ قضا انصاریوں میں، دعوت

(١٢٠٢٨) تخريج: اسناده ضعيف علي وهم واختلاف فيه، أخرجه الطيالسي: ٦١٩ (انظر: ١٧٠٦٩)

(١٢٠٢٩) تخريج: اسناده ضعيف، اسماعيل بن عياش، وان كان صدوقا حسن الحديث في روايته عن الشاميين، لايحتمل تفرده، أخرجه الطبراني في "الكبير": ١٧/ ٢٩٨، والبخاري في "الكبير": ٤/ ٣٣٨ (انظر: ١٧٦٥٤)

الْأَنْصَارِ، وَالدَّعْوَةُ فِي الْحَبَشَةِ، وَالْهِجْرَةُ فِي الْمُسْلِمِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ بَعْدُ۔)) (مسند احمد: ١٧٨٠٤)

وتبلیغ حبشیوں میں اور ہجرت مسلمانوں میں اور بعد والے مہاجروں میں ہوگی۔''

فوائد:...... اس حدیث میں اغلبیت کا پہلو مدنظر رکھا گیا ہے کہ زیادہ تر مذکورہ عہدے مذکورہ قبائل میں ہی رہیں گے یا پھر ان قبائل کی اعلی طبعی خوبیوں کو ملحوظِ خاطر رکھ کر ان کو یہ عہدے سونپے گئے۔ روایت سنداً کمزور ہے۔

(١٢٠٣٠)۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَزَالُ هٰذَا الْأَمْرُ فِي قُرَيْشٍ، مَا بَقِيَ مِنَ النَّاسِ اثْنَانِ۔)) (مسند احمد: ٦١٢١)

سیدنا ابن عمر ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تک دو آدمی بھی باقی رہیں گے، یہ خلافت قریش میں ہی رہے گی۔''

(١٢٠٣١)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((النَّاسُ تَبَعٌ لِقُرَيْشٍ فِي هٰذَا الشَّأْنِ، مُسْلِمُهُمْ تَبَعٌ لِمُسْلِمِهِمْ، وَكَافِرُهُمْ تَبَعٌ لِكَافِرِهِمْ۔)) (مسند احمد: ٧٣٠٤)

سیدنا ابو ہریرۃ ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''حکومت کے معاملہ میں لوگ قریش کے تابع ہیں، مسلمان، مسلم قریشیوں کے تابع ہیں اور کافر، کافر قریشیوں کے۔''

(١٢٠٣٢)۔ وَعَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((النَّاسُ تَبَعٌ لِقُرَيْشٍ فِي هٰذَا الْأَمْرِ، خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقِهُوا، وَاللّٰهِ! لَوْلَا أَنْ تَبْطَرَ قُرَيْشٌ لَأَخْبَرْتُهَا مَا لِخِيَارِهَا عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔)) (مسند احمد: ١٧٠٥٢)

سیدنا معاویہ بن ابی سفیان ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حکومت کے معاملہ میں لوگ قریش کے تابع ہیں، جو لوگ قبل از اسلام اچھے تھے، وہ اسلام قبول کرنے کے بعد بھی اچھے ہیں، بشرطیکہ وہ دین میں فقاہت حاصل کرلیں۔ اللہ کی قسم! اگر قریشی لوگوں کے مغرور ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں انہیں بتلا دیتا کہ ان میں سے اچھے لوگوں کا اللہ تعالیٰ کے ہاں کیا مقام ہے۔''

(١٢٠٣٣)۔ عَنْ ذِي مِخْمَرٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((كَانَ هٰذَا الْأَمْرُ فِي حِمْيَرَ فَنَزَعَهُ

سیدنا ذو مخمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ (خلافت و ملوکیت والا) معاملہ حمیر قبیلے میں تھا،

(١٢٠٣٠) تخريج: اخرجه مسلم: ١٤٧١ (انظر: ٦١٢١)

(١٢٠٣١) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٤٩٥، ومسلم: ١٨١٨ (انظر: ٧٣٠٦)

(١٢٠٣٢) تخريج: اسناده صحيح، اخرجه ابن ابي شيبة: ١٢/ ١٦٩ (انظر: ١٦٩٢٨)

(١٢٠٣٣) تخريج: اسناده جيّد، أخرجه الطبراني في "الكبير": ٤٢٢٧ (انظر: ١٦٨٢٧)

اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ مِنْهُمْ فَجَعَلَهُ فِيْ قُرَيْشٍ وَسَيَعُوْدُ إِلَيْهِمْ۔)) وَكَذَا كَانَ فِيْ كِتَابِ أَبِيْ مُقَطَّعٍ وَحَيْثُ حَدَّثَنَا بِهِ تَكَلَّمَ عَلَى الْإِسْتِوَاءِ۔ (مسند احمد: ١٦٩٥٢)

اللہ تعالیٰ نے ان سے سلب کر کے قریش کے سپرد کر دیا، عنقریب یہ معاملہ ان ہی کی طرف لوٹ جائے گا۔'' عبد اللہ راوی کہتے ہیں: میرے باپ کی کتاب میں آخری الفاظ مقطعات شکل میں تھے، البتہ انھوں نے ہم کو بیان کرتے وقت ان کو برابر ہی پڑھا تھا، (جیسے باقی حدیث پڑھی)۔

فوائد: ......حدیث میں مذکورہ حروفِ مقطعات (وَ سَ یَ عُ وْ دُ اِ لَ یْ هِـمْ) سے مراد ''وَسَيَعُوْدُ اِلَيْهِمْ'' ہے۔

حمیر یمن میں آباد ہونے والے عرب تھے، جیسا کہ مذکورہ بالا روایات سے پتہ چل رہا ہے، مشہور یہ ہے کہ یہ قحطان سے ہیں، ارطاۃ بن منذر تابعی نے کہا: قحطانی لوگ امام مہدی کے بعد نمودار ہوں گے اور امام مہدی کی سیرت اختیار کریں گے، درج ذیل حدیث میں مذکورہ بالا حدیث کا مفہوم بیان کیا گیا ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ل((لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَخْرُجَ رَجُلٌ مِنْ قَحْطَانَ يَسُوْقُ النَّاسَ بِعَصَاهُ۔)) ......''قیامت اس وقت تک قیام نہیں ہوگی، جب تک ایسا نہ ہو کہ ایک قحطانی آدمی نکلے اور اپنی لاٹھی سے لوگوں کو ہانکے (یعنی حکومت کرے گا)۔'' (صحیح بخاری: ۳۴۵۶، صحیح مسلم: ۵۱۸۲)

قریشی تقریبا ابتدائی چھ صدیوں تک حکومت کرتے رہے، بالآخر دین سے انحراف کرنے کی وجہ سے تاتاریوں نے ان کی سلطنت کو نیست و نابود کر دیا۔

فَصْلٌ فِيْ ذِكْرِ حَدِيْثِ حُذَافَةَ الْجَامِعِ لِأَطْوَارِ النُّبُوَّةِ وَ الْخِلَافَةِ وَالْمُلْكِ

فصل: نبوت، خلافت اور ملوکیت کے مراحل پر مشتمل سیدنا حذافہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک جامع حدیث

(١٢٠٣٤)۔ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ، قَالَ: كُنَّا قُعُوْدًا فِي الْمَسْجِدِ۔ وَكَانَ بَشِيْرٌ رَجُلًا يَكُفُّ حَدِيْثَهُ۔ فَجَاءَ أَبُوْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيُّ، فَقَالَ: يَابَشِيْرُ بْنُ سَعْدٍ! أَتَحْفَظُ حَدِيْثَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْأَمْرِ، فَقَالَ حُذَيْفَةُ: أَنَا أَحْفَظُ خُطْبَتَهُ فَجَلَسَ أَبُوْ ثَعْلَبَةَ، قَالَ حُذَيْفَةُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَكُوْنُ النُّبُوَّةُ فِيْكُمْ مَاشَاءَ اللّٰهُ أَنْ تَكُوْنَ، ثُمَّ

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ بشیر اپنی بات کو روک دیتے تھے۔ اتنے میں ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ آئے اور کہا: بشیر بن سعد! کیا تجھے امراء کے بارے میں کوئی حدیثِ نبوی یاد ہے؟ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: (اس معاملے میں) مجھے آپ کا خطبہ یاد ہے۔ ابو ثعلبہ بیٹھ گئے اور حذیفہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق کچھ عرصہ تک نبوت قائم رہے گی، پھر اللہ تعالیٰ جب چاہیں گے اسے اٹھالیں گے۔ نبوت کے بعد اس

(١٢٠٣٤) تخريج: اسناده حسن، اخرجه الطيالسي: ٤٣٨، والبزار في "البحر الزخار": ٢٧٩٦ (انظر: ١٨٤٠٦)

يَرْفَعُهَا اللّٰهُ إِذَا شَاءَ أَنْ يَرْفَعَهَا، ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ فِيكُمْ مَاشَاءَ اللّٰهُ أَنْ تَكُونَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ أَنْ يَرْفَعَهَا، ثُمَّ تَكُونُ مُلْكًا عَاضًا فَتَكُونُ مَاشَاءَ اللّٰهُ أَنْ تَكُونَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَرْفَعَهَا ثُمَّ تَكُونُ مُلْكًا جَبْرِيًّا، فَتَكُونُ مَاشَاءَ اللّٰهُ أَنْ تَكُونَ، ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَرْفَعَهَا، ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ، ثُمَّ سَكَتَ۔)) (مسند احمد: ۱۸۵۹٦)

کے منہج پر اللہ کی مرضی کے مطابق کچھ عرصہ تک خلافت ہوگی، پھر اللہ تعالیٰ اسے ختم کر دیں گے، پھر اللہ کے فیصلے کے مطابق کچھ عرصہ تک بادشاہت ہوگی، جس میں ظلم و زیادتی ہوگا، بالآخر وہ بھی ختم ہو جائے گی، پھر جبری بادشاہت ہوگی، وہ کچھ عرصہ کے بعد زوال پذیر ہو جائے گی، اس کے بعد منہج نبوت پر پھر خلافت ہوگی، پھر آپ ﷺ خاموش ہو گئے۔''

شرح:...... بالترتیب درج ذیل پانچ ادوار کا ذکر کیا گیا ہے:

(۱) دورِ نبوت، (۲) نبوی منہج سے متصف خلافت، (۳) ظلم وزیادتی والی بادشاہت، (۴) جبری بادشاہت، (۵) نبوی منہج پر مشتمل خلافت۔

بائیس تیئس سالوں پر مشتمل دورِ نبوت اور تیس برسوں پر مشتمل زمانہ خلافتِ راشدہ معروف اور معین ہے۔ سب سے آخر میں ذکر کیے گئے دورِ خلافت کے متعلق یہی کہنا درست معلوم ہوتا ہے کہ یہ ابھی تک وقوع پذیر نہیں ہوا، مستقبل میں امید ہے۔

ترتیب میں مذکورہ تیسری اور چوتھی چیز کے تعین کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس حدیث کی سند کے راوی حبیب بن سالم کہتے ہیں:

جب عمر بن عبدالعزیز (جن کا دور ۹۹ھ تا ۱۰۱ھ کا ہے) کھڑے ہوئے تو میں نے ان کے ساتھی یزید بن نعمان کو خط لکھا، جس میں یہ حدیث قلمبند کر کے لکھا: مجھے امید ہے کہ ظالم اور جابر دونوں کی حکومتوں کے بعد جس خلافتِ راشدہ کا ذکر کیا گیا وہ عمر بن عبدالعزیز ہی ہیں۔ انھوں نے میرا خط ان تک پہنچا دیا، وہ پڑھ کر بڑے خوش ہوئے۔

لیکن امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: حدیث کو عمر بن عبدالعزیز کے دور پر محمول کرنا بعید بات ہے، کیونکہ ان کی خلافت تو خلافتِ راشدہ کے قریب ہی ہے۔ اس وقت تک تو ظلم وستم اور جبر وقہر والی مملکتیں وجود میں ہی نہیں آئی تھیں۔ درحقیقت اس حدیث میں یہ بشارت دی گئی ہے کہ مسلمانوں کا مستقبل روشن ہے اور مسلم خلافت پوری قوت کے ساتھ واپس آئے گی۔ (صحیحہ: ۵)

فَصْلٌ آخَرُ فِیْ عَدَدِ الْخُلَفَاءِ مِنْ قُرَیْشٍ
فصل: قریشی خلفاء کی تعداد

(۱۲۰۳۵)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَوْ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((یَکُونُ بَعْدِی اثْنَا عَشَرَ خَلِیفَةً کُلُّهُمْ مِنْ قُرَیْشٍ۔)) قَالَ: ثُمَّ رَجَعَ إِلَى مَنْزِلِهِ فَأَتَتْهُ قُرَیْشٌ فَقَالُوْا: ثُمَّ یَکُونُ مَاذَا؟ قَالَ: ((ثُمَّ یَکُونُ الْهَرْجُ۔)) (مسند احمد: ۲۱۱۵۰)

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے بعد بارہ خلفا آئیں گے، جن کا تعلق قریش خاندان سے ہوگا۔'' یہ کہنے کے بعد آپ ﷺ گھر تشریف لے گئے، قریش آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دریافت کیا: اس کے بعد کیا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے بعد قتل ہوگا۔''

(۱۲۰۳۶)۔ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ عَنْ حَدِیثِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا یَزَالُ الدِّینُ قَائِمًا حَتّٰی یَکُونَ اثْنَا عَشَرَ خَلِیفَةً مِنْ قُرَیْشٍ، ثُمَّ یَخْرُجُ کَذَّابُونَ بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَةِ، ثُمَّ تَخْرُجُ عِصَابَةٌ مِنَ الْمُسْلِمِینَ، فَیَسْتَخْرِجُونَ کَنْزَ الْأَبْیَضِ کِسْرٰی وَآلِ کِسْرٰی، وَإِذَا أَعْطَی اللّٰهُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی أَحَدَکُمْ خَیْرًا فَلْیَبْدَأْ بِنَفْسِهِ وَأَهْلِهِ، وَأَنَا فَرَطُکُمْ عَلَی الْحَوْضِ۔)) (مسند احمد: ۲۱۰۸۶)

عامر بن سعد کہتے ہیں: میں نے سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث کے بارے میں پوچھا، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ دین غالب رہے گا، یہاں تک کہ قریش کے بارہ خلفاء ہوں گے، ان کے بعد قیامت سے قبل کچھ جھوٹے لوگ پیدا ہوں گے، ان کے بعد مسلمانوں کی ایک جماعت آئے گی، وہ کسری اور آل کسری کے سفید خزانوں کو باہر نکال لائیں گے، جب اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی کو مال و برکت سے نوازے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے آپ پر اور پھر اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنے سے ابتدا کرے اور میں حوض کوثر پر تمہارا پیش رو ہوں گا۔''

فوائد:...... اس حدیث کی وضاحت میں مختلف قسم کی آراء پیش کی گئی ہیں۔ کیونکہ کئی صدیوں تک قریشیوں کی خلافت جاری رہی، کئی خلفاء اور امراء گزرے۔ اب اس حدیث میں مذکورہ بارہ خلفاء سے مراد کون لوگ ہیں؟ ہر ایک نے اس حدیث کے مختلف طرق سے ثابت ہونے والے متون اور تاریخ پر نگاہ رکھ کر اپنا اپنا نظریہ پیش کیا، کچھ تفصیل یہ ہے:

(۱۲۰۳۵) تخریج: حدیث صحیح دون قوله: "ثم یکون الهرج"، اخرجه البخاری بجزءه الاول فقط: ۷۲۲۲، ۷۲۲۳، ومسلم: ۱۸۲۱ (انظر: ۲۰۸۶۰)

(۱۲۰۳۶) تخریج: حدیث صحیح وانظر الحدیث السابق اخرجه مسلم: ۱۸۲۲ (انظر: ۲۰۸۰۵)

۱۔ اس حدیث کا مصداق یہ ہے کہ زمین کے مختلف خطوں میں یہ بارہ خلفاء ایک وقت میں ہوں گے اور پانچویں صدی ہجری میں عملی طور پر ایسے ہوا۔ اندلس میں پانچ افراد، جن میں ہر کوئی خلیفہ ہونے کا دعوی کرتا تھا، اُدھر مصر کا خلیفہ، بغداد میں عباسیوں کا خلیفہ اور اس کے ساتھ مختلف علاقوں میں علویوں اور خوارج کے خلفاء تھے۔

۲۔ اس سے مراد بنوامیہ کے بارہ خلفاء ہیں، بشرطیکہ ان میں صحابہ کو شمار نہ کیا جائے، اس اعتبار سے پہلا خلیفہ یزید بن معاویہ اور آخری مروان حمار تھا، یہ کل تیرہ بنتے ہیں۔ اگر مروان بن حکم کا شمار اس بنا پر نہ کیا جائے کہ ان کی صحبت میں اختلاف ہے یا وہ زبردستی قابض ہو گئے تھے تو یہ کل بارہ بنتے ہیں۔ بنوامیہ کے دور حکومت کے بعد فتنوں اور لڑائیوں کا دور شروع ہو گیا تھا۔

۳۔ یہ بارہ خلفاء امام مہدی کے بعد ہوں گے، جو آخری زمانے میں عیسی علیہ السلام سے پہلے تشریف لائیں گے۔

۴۔ اس سے مراد وہ درج ذیل بارہ خلفاء ہیں جن پر لوگ متحد ہو گئے تھے: (۱) سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ (۲) سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ (۳) سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ (۴) سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ (۵) سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ (۶) یزید بن معاویہ (۷) عبد الملک بن مروان (۸) ولید بن عبد الملک (۹) سلیمان بن عبد الملک (۱۰) یزید بن عبد الملک (۱۱) ہشام بن عبد الملک (۱۲) ولید بن یزید بن عبد الملک، سلیمان بن عبد الملک اور یزید بن عبد الملک کے درمیان عمر بن عبد العزیز کا دور تھا۔

۵۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عمر بن عبد العزیز تک کل چودہ خلفاء گزرے، ان میں دو کی نہ ولایت درست تھی اور نہ مدت لمبی تھی اور وہ معاویہ بن یزید اور مروان بن حکم ہیں۔ ان میں سے اکثر خلفاء اپنے عہدِ خلافت میں ہر اعتبار سے تقریبا منظم رہے، اگرچہ قابل جرح امور بھی منظر عام پر آئے، لیکن وہ مثبت پہلوؤں کی بہ نسبت شاذ و نادر تھے۔ (فتح الباری: ۲۲۲۷ کے تحت)

(۱۲۰۳۷)۔ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَهُوَ يُقْرِئُنَا الْقُرْآنَ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ! هَلْ سَأَلْتُمْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمْ تَمْلِكُ هٰذِهِ الْأُمَّةُ مِنْ خَلِيفَةٍ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ: مَا سَأَلَنِي عَنْهَا أَحَدٌ مُنْذُ قَدِمْتُ الْعِرَاقَ قَبْلَكَ، ثُمَّ قَالَ:

مسروق سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، وہ ہمیں قرآن کریم پڑھا رہے تھے، اس دوران ایک آدمی نے ان سے کہا: ابو عبدالرحمن! کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی یہ دریافت کیا کہ اس امت میں کتنے خلفاء آئیں گے؟ انھوں نے کہا: میں جب سے عراق میں آیا ہوں، آپ سے پہلے کسی نے مجھ سے یہ سوال نہیں کیا، جی ہاں، ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

(۱۲۰۳۷) تخریج: اسناده ضعيف لضعف مجالد بن سعيد الهمداني، اخرجه البزار: ۱۵۸۶، وابويعلى: ۵۰۳۱، والحاكم: ٤/ ۵۰۱ (انظر: ۳۷۸۱)

نَعَمْ، وَلَقَدْ سَأَلْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((اثْنَا عَشَرَ كَعِدَّةِ نُقَبَاءِ بَنِي إِسْرَائِيلَ.)) (مسند احمد: ٣٧٨١)

اس بارے میں پوچھا تھا اورآپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ''میری امت میں خلفاء کی تعداد بارہ ہوگی، جو بنو اسرائیل کے نقباء کی تعداد تھی۔''

(١٢٠٣٨)۔ عَنْ سَفِينَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((الْخِلَافَةُ ثَلَاثُونَ عَامًا، ثُمَّ يَكُونُ بَعْدَ ذٰلِكَ الْمُلْكُ.)) قَالَ سَفِينَةُ: أَمْسِكْ خِلَافَةَ أَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہ سَنَتَيْنِ، وَخِلَافَةَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ عَشْرَ سِنِينَ، وَخِلَافَةَ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ اثْنَيْ عَشْرَ سَنَةً، وَخِلَافَةَ عَلِيٍّ سِتَّ سِنِينَ رضی اللہ عنہم۔ (مسند احمد: ٢٢٢٦٤)

سیدنا سفینہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خلافت تیس برس تک رہے گی، بعد ازاں ملوکیت آ جائے گی۔'' سفینہ نے کہا، ذرا شمار کرو، دو سال سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت، دس سال سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت، بارہ سال سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت اور چھ سال سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت تھی۔

فوائد:...... خلفائے راشدین کے ادوار خلافت کی تفصیل یہ ہے:

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ: دو سال، تین ماہ، دس دن

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ: دس سال، چھ ماہ، آٹھ دن

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ: گیارہ سال، گیارہ ماہ، نو دن

سیدنا علی مرتضی رضی اللہ عنہ: چار سال، نو ماہ، سات دن

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ: چھ ماہ

سنن ابی داود کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ((خِلَافَةُ النُّبُوَّةِ ثَلَاثُونَ سَنَةً ثُمَّ يُؤْتِي اللّٰهُ الْمُلْكَ أَوْ مُلْكَهُ مَنْ يَشَاءُ.)) ...... ''تیس سال تک نبوت والی خلافت رہے گی، پھر اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا، اپنی بادشاہت عطا کر دے گا۔'' ملا علی قاری نے کہا: اس حدیث کا یہ معنی معلوم ہوتا ہے کہ تیس سال تک ''خلافتِ کاملہ'' جاری رہے گی، اس میں مخالفت کا اور حق سے دور ہونے کا عنصر نہیں ہوگا، لیکن اس کے بعد کبھی یہ وصف مثبت نظر آئے گا اور کبھی منفی۔ (مرقاۃ: ٩/ ٢٧١)

یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ ''بادشاہت'' فی نفسہ کوئی مذموم چیز نہیں ہے، کہ اس حدیث کا معنی یہ کیا جائے کہ تیس سالہ دورِ خلافت کے بعد والی امارت وملوکیت پر طعن وتشنیع شروع کر دیا جائے۔ اسلام میں وہ بادشاہت مذموم ہے، جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے احکام سے عملاً یا علماً اور عملاً نا آشنا ہو۔ ایسے بادشاہ کو ''امیر المومنین'' کا لقب دیا جائے یا ''خلیفۃ المسلمین'' کا، اس سے اس کی امارت یا خلافت کو کوئی سہارا نہیں ملے گا۔ اسلام میں القاب کا اعتبار نہیں ہے، عمل

(١٢٠٣٨) تخريج: اسناده حسن، اخرجه ابو داود: ٤٦٤٧ (انظر: ٢١٩١٩)

اور حقیقت کو معتبر سمجھا جاتا ہے۔ اگر کسی بادشاہ کا مقصد دین حق کی اشاعت اور اس کی سربلندی، اسلامی تہذیب و تمدن کا نفاذ اور اس کا فروغ ہو، تو وہ قابل تعریف ہوگا، اگرچہ وہ باپ کے مرجانے کے بعد وراثۃً تخت نشین ہوا ہو۔ آج کل لوگوں نے نفس بادشاہت کو خلافت و نبوت کے منافی تصور کر رکھا ہے، جس کے لیے کوئی شرعی بنیاد نہیں۔ علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں: وہ بادشاہت، جو تصورِ خلافت کے منافی اور مخالف ہے، وہ جبروتیت (اور سرکشی) ہے، جسے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس وقت کسریت سے تعبیر کیا تھا، جب اس کے کچھ ظاہری آثار سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ میں انہوں نے دیکھے۔ لیکن وہ بادشاہت جس میں قہر و غلبہ، عصبیت اور شکوہ نہ ہو، وہ خلافت کے منافی ہے نہ نبوت کے۔ سلیمان علیہ السلام اور داود علیہ السلام دونوں نبی بھی تھے اور بادشاہ بھی تھے، لیکن اس کے باوجود وہ دونوں اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور دنیوی امور میں راہِ مستقیم پر قائم رہے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کی بادشاہت بھی ایسے ہی تھی، ان کا مقصد محض بادشاہت کا حصول یا دنیاوی عزّ د جاہ میں اضافہ نہ تھا۔ جب مسلمان اکثر حکومتوں پر غالب آ گئے تو طبعی عصبیت کی بنا پر ان کے دل میں یہ جذبہ پیدا ہوا، بہرحال وہ مسلمانوں کے خلیفہ تھے، انھوں نے مسلم قوم کی اسی طرح رہنمائی کی، جس طرح بادشاہ اپنی اقوام کی اس وقت کرتے ہیں، جب قومی عصبیت اور شاہی مزاج اس کا متقاضی ہوتا ہے۔

اسی طرح دیندار خلفاء کا حال ہے جو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد ہوئے۔ انہیں بھی جب ضرورت لاحق ہوئی شاہانہ طور طریقے استعمال کیے۔ ان خلفاء کے حالات کا مطالعہ کرتے وقت اس بات کی ضرورت ہے کہ صرف صحیح روایات پر اعتماد کیا جائے نہ کہ کمزور روایات پر۔ جس خلیفہ کے افعال ٹھیک ہوں وہ خلیفۂ رسول ہے اور جو اس معیار پر پورا نہ اترے وہ دنیا کے عام بادشاہوں کی طرح بادشاہ ہے، اگرچہ اس کو خلیفہ ہی کیوں نہ کہا جاتا ہو۔ (تاریخ ابن خلدون: ۲/۱۴۲)

حقیقت یہ ہے کہ اسلام میں اصل مطاع اور قانون ساز اللہ تعالیٰ ہے، خلیفہ کا منصب نہ قانون سازی ہے اور نہ اس کی ہر بات واجب الاطاعت ہے، وہ اللہ کے حکم کا پابند اور اس کو نافذ کرنے والا ہے اور اس کی اطاعت بھی اسی شرط کے ساتھ مشروط ہے۔ حکمرانی کا یہ تصور پہلے چار خلفاء کے دل و دماغ میں جس شدت کے ساتھ جاگزیں تھا، بعد میں یہ تصور بتدریج دھندلاتا چلا گیا، اسی کیفیت کو ''بادشاہت'' کے نام سے تعبیر کیا گیا، ورنہ فی الواقع بادشاہت اسلام میں مذموم نہیں ہے۔ سیدنا عمر بن عبد العزیز اصطلاحی طور پر ''بادشاہ'' ہی تھے، یعنی طریقۂ ولی عہدی سے خلیفہ بنے تھے، لیکن اپنے طرزِ حکمرانی کی بنا پر اپنا نیک نام چھوڑ گئے۔ اسی طرح اسلامی تاریخ میں اور بھی متعدد بادشاہ ایسے گزرے ہیں، جن کے روشن کارناموں سے تاریخ اسلام کے اوراق مزین اور جن کی شخصیتیں تمام مسلمانوں کی نظروں میں محمود و مستحسن ہیں۔ اسی طرح سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی اگر کوئی شخص ''بادشاہ'' کہنے پر مصر ہے تو بصد شوق کہے۔ ان جیسا عادل، خدا ترس اور عظیم کارنامے سرانجام دینے والا بادشاہ دنیا کی پوری تاریخ پیش نہیں کر سکتی۔ لیکن اگر کوئی شخص اس نقطۂ نظر سے ان کو بادشاہ کہے کہ وہ اسلامی طرزِ حکومت سے دور ہٹ گئے تھے، ان کے دورِ حکومت کا نظام اسلامی نہیں تھا اور ان کو اخلاق و شریعت کی حدود پھاند جانے میں کوئی باک نہ تھا، جس طرح کہ مولانا مودودی نے ''خلافت و ملوکیت'' میں یہی کچھ باور کرانے کی

کوشش کی ہے، تو یہ سراسر ظلم، ناانصافی، غیر متعدل طرزِ فکر اور یکسر امرِ واقعہ کے خلاف ہے۔ اس موضوع پر حافظ صلاح الدین یوسف کی کتاب ''خلافت وملوکیت کی تاریخی وشرعی حیثیت'' کا مطالعہ بہت مفید رہے گا۔ ان شاء اللہ۔

(۱۲۰۳۹)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، قَالَ: وَفَدْنَا مَعَ زِيَادٍ (وَفِي رِوَايَةٍ: وَفَدْتُ مَعَ أَبِي) إِلَى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ (وَفِي رِوَايَةٍ: قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: نُعَزِّيهِ) وَفِينَا أَبُو بَكْرَةَ، فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَيْهِ لَمْ يُعْجَبْ بِوَفْدٍ مَا أُعْجِبَ بِنَا، فَقَالَ: يَا أَبَا بَكْرَةَ! حَدِّثْنَا بِشَيْءٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ الرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ، وَيَسْأَلُ عَنْهَا، فَقَالَ ذَاتَ يَوْمٍ: ((أَيُّكُمْ رَأَى رُؤْيَا؟)) فَقَالَ رَجُلٌ: أَنَا رَأَيْتُ كَأَنَّ مِيزَانًا دُلِّيَ مِنَ السَّمَاءِ فَوُزِنْتَ أَنْتَ وَأَبُو بَكْرٍ فَرَجَحْتَ بِأَبِي بَكْرٍ، ثُمَّ وُزِنَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَرَجَحَ أَبُو بَكْرٍ بِعُمَرَ، ثُمَّ وُزِنَ عُمَرُ بِعُثْمَانَ فَرَجَحَ عُمَرُ بِعُثْمَانَ، ثُمَّ رُفِعَ الْمِيزَانُ فَاسْتَاءَ لَهَا، وَقَدْ قَالَ حَمَّادٌ: أَيْضًا فَسَاءَهُ ذَاكَ، ثُمَّ قَالَ: ((خِلَافَةُ نُبُوَّةٍ ثُمَّ يُؤْتِي اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى الْمُلْكَ مَنْ يَشَاءُ))، قَالَ: فَزُخَّ فِي أَقْفَائِنَا فَأُخْرِجْنَا، فَقَالَ زِيَادٌ: لَا أَبَا لَكَ أَمَا وَجَدْتَ حَدِيثًا غَيْرَ ذَا حَدِّثْهُ بِغَيْرِ ذَا، قَالَ: لَا وَاللّٰهِ! لَا أُحَدِّثُهُ إِلَّا بِذَا حَتّٰى أُفَارِقَهُ فَتَرَكَنَا، ثُمَّ دَعَا بِنَا فَقَالَ: يَا أَبَا بَكْرَةَ! حَدِّثْنَا بِشَيْءٍ سَمِعْتَهُ

عبدالرحمن بن ابی بکرہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم ایک وفد کی صورت میں زیاد کے ہمراہ گئے، ایک روایت میں ہے کہ میں اپنے والد کی معیت میں وفد کی صورت میں سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے ہاں گیا، ایک اور حدیث میں ہے کہ عبدالرحمن نے کہا، ہم ان کے ہاں تعزیت کے لیے گئے، جب ہم ان کے ہاں پہنچے تو وہ کسی وفد کی آمد پر اس قدر خوش نہ ہوئے تھے، جس قدر وہ ہمارے وفد کے آنے پر خوش ہوئے، انہوں نے کہا: ابو بکرہ! آپ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوئی کوئی حدیث سنائیں، سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اچھے خواب بہت پسند تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے پوچھا کرتے تھے کہ اگر کسی نے اچھا خواب دیکھا ہو تو وہ بیان کرے۔ ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہو تو وہ بیان کرے۔'' ایک آدمی نے کہا: جی میں نے دیکھا کہ گویا ایک ترازو آسمان کی طرف سے نیچے کو لٹکا دی گئی ہے، آپ کا اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا وزن کیا گیا، تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم وزنی رہے، پھر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو تولا گیا، تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ وزنی رہے، اس کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو تولا گیا، عمر وزنی رہے اس کے بعد ترازو کو اٹھا لیا گیا۔'' یہ سن کر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ غمگین ہو گئے، حماد نے بھی بیان کیا کہ یہ بات سن کر معاویہ رضی اللہ عنہ افسردہ ہو گئے۔ اور پھر کہا: اس حدیث میں نبوت والی خلافت کی طرف اشارہ ہے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ جسے چاہے گا، حکومت عطا فرمائے گا۔ یہ حدیث سن کر معاویہ رضی اللہ عنہ

(۱۲۰۳۹) تخريج: حديث حسن (انظر: ۲۰۵۰۳)

مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَبَكَعَهُ بِهِ فَزُخَّ فِي أَقْفَائِنَا فَأُخْرِجْنَا، فَقَالَ زِيَادٌ: لَا أَبَا لَكَ أَمَا تَجِدُ حَدِيثًا غَيْرَ ذَا حَدِّثْهُ بِغَيْرِ ذَا، فَقَالَ: لَا، وَاللّٰهِ! لَا أُحَدِّثُهُ إِلَّا بِهِ حَتّٰى أُفَارِقَهُ، قَالَ: ثُمَّ تَرَكَنَا أَيَّامًا ثُمَّ دَعَا بِنَا فَقَالَ: يَا أَبَا بَكْرَةَ! حَدِّثْنَا بِشَيْءٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَبَكَعَهُ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: أَتَقُولُ: الْمُلْكَ (وَفِي رِوَايَةٍ: تَقُوْلُ: اَنَا مُلُوْكٌ) فَقَدْ رَضِينَا بِالْمُلْكِ، قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: وَجَدْتُ هٰذِهِ الْأَحَادِيثَ فِي كِتَابِ أَبِي بِخَطِّ يَدِهِ۔ (مسند احمد: ۲۰۷۷۷)

نے ہمیں اپنے دربار سے باہر بھجوادیا، زیاد نے کہا: کیا آپ کو اس کے سوا دوسری کوئی حدیث یاد نہ تھی؟ سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! میں جب تک ان کے پاس جاتا رہوں گا، ان کو یہی حدیث سناؤں گا، کچھ دنوں بعد ایک دفعہ پھر سیدنا معاویہ نے ہمیں بلوایا اور کہا: ابوبکرہ! آپ ہمیں رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی کوئی حدیث ہی بیان کر دیں، انہوں نے وہی حدیث دہرائی۔ سیدنا معاویہ کو یہ حدیث سننا ناپسند گزرا اور انہوں نے ہمیں اپنے دربار سے باہر نکلوادیا۔ زیاد نے کہا: کیا تمہیں اس کے علاوہ کوئی اور حدیث یاد نہیں تھی؟ ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! میں جب تک ان کے ہاں جاتا رہوں گا، یہی حدیث سناتا رہوں گا، کچھ دنوں بعد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں پھر بلوایا اور کہا: ابوبکرہ! ہمیں کوئی حدیثِ رسول ہی سنا دو، سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے پھر وہی حدیثِ مبارکہ دوہرا دی، انہیں پھر ناگوار گزری، لیکن اس بار سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا آپ ہماری حکومت کو ملوکیت کہتے ہیں؟ ایک روایت میں ہے: آپ ہمیں خلیفہ کی بجائے بادشاہ کہتے ہیں؟ اگر ایسا ہے تو ہم ''ملوکیت'' پر ہی راضی ہیں۔ ابوعبدالرحمٰن نے کہا کہ میں نے یہ حدیث اپنے والد کی کتاب میں ان کے ہاتھ سے لکھی ہوئی پائی۔

اَلْبَابُ الثَّالِثُ فِيْمَا يَجِبُ عَلَى الْإِمَامِ وَالْأَمِيْرِ، وَكُلِّ مَنْ وَلِيَ شَيْئًا مِنْ أُمُوْرِ النَّاسِ مِنَ الْعَدْلِ فِيْ رَعِيَّةٍ وَعَدْمِ الظُّلْمِ وَالْجَوْرِ، وَأَنَّهُ مَسْئُوْلٌ عَنْ ذٰلِكَ

باب سوم: ہر امام، امیر اور لوگوں کے معاملات کا مسئول بننے والے کی ذمہ داری ہے کہ وہ رعایا کے امور میں عدل وانصاف سے کام لے اور ظلم و جور سے بچے، بیشک اس سے اس بارے میں پوچھ گچھ ہوگی

(۱۲۰۴۰)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عادل حکمران قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب ہوگا اور وہ سب سے بڑھ کر اللہ کے قریب جگہ

(۱۲۰۴۰) تخریج: اسناده ضعیف لضعف عطیة العوفی، اخرجه الترمذی: ۱۳۲۹ (انظر: ۱۱۵۲۵)

وَأَقْرَبَهُمْ مِنْهُ مَجْلِسًا إِمَامٌ عَادِلٌ، وَإِنَّ أَبْغَضَ النَّاسِ إِلَى اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَشَدَّهُ عَذَابًا إِمَامٌ جَائِرٌ۔)) (مسند احمد: ١١٥٤٥)

پائے گا۔ اور قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسند اور سب سے زیادہ سخت عذاب کا مستحق وہ حکمران ہوگا جو دنیا میں دوسروں پر ظلم ڈھاتا رہا۔''

(١٢٠٤١)۔ عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَيْسَ مِنْ وَالِي أُمَّةٍ قَلَّتْ أَوْ كَثُرَتْ لَا يَعْدِلُ فِيهَا إِلَّا كَبَّهُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى عَلَى وَجْهِهِ فِي النَّارِ۔)) (مسند احمد: ٢٠٥٥٦)

سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے تھوڑے یا زیادہ افراد پر جس آدمی کو حکومت کرنے کا موقع ملے اور پھر وہ عدل سے کام نہ لے تو اللہ تعالیٰ اسے چہرے کے بل جہنم میں ڈالے گا۔''

(١٢٠٤٢)۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنْ أَمِيرِ عَشَرَةٍ إِلَّا يُؤْتَى بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَغْلُولًا لَا يَفُكُّهُ إِلَّا الْعَدْلُ أَوْ يُوبِقُهُ الْجَوْرُ۔)) (مسند احمد: ٩٥٧٠)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی دس افراد کی چھوٹی سی جماعت پر امیر اور حاکم مقرر ہوتا ہے، اسے قیامت کے روز باندھ کر پیش کیا جائے گا، اسے اس کا عدل وانصاف رہائی دلائے گا اور اس کا ظلم وجور اس کو ہلاک کر دے گا۔''

فوائد:...... جن حکمرانوں نے پوری مملکت اور اس کے کروڑوں باشندوں کو داؤ پر لگا رکھا ہے، ان کا کیا حشر ہوگا۔

(١٢٠٤٣)۔ عَنْ أَبِي قَحْذَمٍ قَالَ: وُجِدَ فِي زَمَنِ زِيَادٍ أَوِ ابْنِ زِيَادٍ صُرَّةٌ فِيهَا حَبٌّ أَمْثَالُ النَّوٰى، عَلَيْهِ مَكْتُوبٌ هٰذَا نَبَتَ فِي زَمَانٍ كَانَ يُعْمَلُ فِيهِ بِالْعَدْلِ۔ (مسند احمد: ٧٩٣٦)

ابو قحذم کہتے ہیں: زیاد یا ابن زیاد کے عہد میں ایک تھیلی میں گٹھلیوں کے برابر غلے کے (موٹے موٹے) دانے ملے، ان پر یہ لکھا ہوا تھا کہ ''یہ غلہ اس زمانہ میں ہوتا تھا، جب عدل کا دور دورہ تھا۔''

(١٢٠٤٤)۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: ((مَا مِنْ رَجُلٍ يَلِي أَمْرَ عَشَرَةٍ فَمَا فَوْقَ ذٰلِكَ إِلَّا أَتَى

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو حکمران دس یا اس سے زیادہ افراد پر حکومت پائے، اسے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور اس حال میں پیش کیا جائے گا

(١٢٠٤١) تخريج: حديث صحيح، اخرجه بنحوه البخاري: ٧١٥٠، ٧١٥١، ومسلم: ١٤٢ (انظر: ٢٠٢٩٠)

(١٢٠٤٢) تخريج: اسناده قوى، اخرجه ابويعلى: ٦٥٧٠، و ابن ابى شيبة: ١٢/ ٢١٩، والبيهقى: ٣/ ١٢٩ (انظر: ٩٥٧٣)

(١٢٠٤٣) تخريج: اسناده ضعيف لايثبت، وليس هو بحديث، ابو قحذم، قال ابن معين: لا ادرى ما اسمه ...... (انظر: ٧٩٤٩)

(١٢٠٤٤) تخريج: صحيح لغيره، اخرجه الطبرانى فى "الكبير": ٧٧٢٠ (انظر: ٢٢٣٠٠)

اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ مَغْلُولًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَدُهُ إِلَى عُنُقِهِ، فَكَّهُ بِرُّهُ أَوْ أَوْبَقَهُ إِثْمُهُ، أَوَّلُهَا مَلَامَةٌ وَأَوْسَطُهَا نَدَامَةٌ، وَآخِرُهَا خِزْيٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) (مسند احمد: ٢٢٦٥٦)

کہ اس کا ہاتھ اس کی گردن سے بندھا ہوا ہوگا، اس اس کی نیکی اس کو چھڑائے گی یا اس کا گناہ اس کو ہلاک کر دے گا، اس اقتدار کی ابتدا میں ملامت ہے، درمیان میں ندامت ہے اور اس کا انجام قیامت کے روز رسوائی ہے۔''

فوائد:...... موجودہ دور میں اس حدیث کو سمجھنا آسان ہو گیا ہے، جب ایک حکمران امارت سنبھالتا ہے تو سارے کے سارے مخالفین اور موافقین میں سے بعض افراد اس پر سب وشتم کرتے ہیں۔

جب وہ عہدہ اس سے چھن جاتا ہے، یا وہ الیکشن میں ہار جاتا ہے تو اسے جس حسرت وندامت اور شرمندگی و پشیمانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے، کوئی زبان اس کو تعبیر نہیں کر سکتی اور امارت کے مکمل تقاضے پورے نہ کرنے کی وجہ سے آخرت میں بھی رسوائی و ناکامی کا سامنا پڑے ہے۔ لیکن جو حاکم اللہ تعالیٰ کے حقوق کی پاسداری کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی رعایا کے حقوق ادا کرے گا، وہ عظیم اور خوش بخت انسان ہوگا۔

(١٢٠٤٥)۔ وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ نِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَكُوْنُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ خَلِيفَةٌ يُعْطِي الْمَالَ وَلَا يَعُدُّهُ عَدًّا))۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ: ((يَقْسِمُ الْمَالَ وَلَا يَعُدُّهُ))۔ (مسند احمد: ١١٠٢٥)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آخری زمانہ میں ایک ایسا خلیفہ ہوگا، جو شمار کیے بغیر لوگوں کو مال عطا کیا کرے گا۔'' ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: ''وہ لوگوں میں اموال تقسیم کرے گا، مگر شمار نہ کرے گا۔''

فوائد:...... درج ذیل روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس خلیفہ سے مراد امام مہدی ہیں:

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے امام مہدی کا قصہ بیان کرتے ہوئے فرمایا: ((فَيَجِيءُ إِلَيْهِ الرَّجُلُ، فَيَقُوْلُ لَهُ: يَا مَهْدِيُّ! أَعْطِنِيْ أَعْطِنِيْ، فَيَحْثِي لَهُ فِي ثَوْبِهِ مَا اسْتَطَاعَ أَنْ يَحْمِلَهُ.)) ......''ایک آدمی اس کے پاس آ کر کہے گا: مہدی! مجھے دو، مجھے دو۔ پس وہ چلو بھر بھر کر اس کے کپڑے میں اتنا کچھ ڈال دے گا، جتنا وہ اٹھانے کی طاقت رکھتا ہوگا۔'' (ترمذی، وفیه زید العمی وھو ضعیف، وتابعه العلاء بن بشیر وھو مجھول عند احمد: ٣/ ٣٧ مع تقدیم و تاخیر) مستدرک حاکم کی روایت سے مزید تائید ہوتی ہے، جس میں ہے: ''وہ (مہدی) لوگوں کو بہترین مال عطا کرے گا۔''

(١٢٠٤٦)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّمَا الْإِمَامُ جُنَّةٌ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''امام اور حکمران ایک ڈھال ہے، جس کے پیچھے سے دشمن

(١٢٠٤٥) تخريج: اخرجه مسلم: ٢٩١٤ (انظر: ١١٠١٢)

(١٢٠٤٦) تخريج: اخرجه البخاري: ٢٩٥٧، ومسلم: ١٨٤١ (انظر: ١٠٧٧٧)

يُقَاتَلُ مِنْ وَرَائِهِ، وَيُتَّقٰى بِهِ، فَإِنْ أَمَرَ بِتَقْوٰى وَعَدَلَ فَإِنَّ لَهُ بِذٰلِكَ أَجْرًا، وَإِنْ أَمَرَ بِغَيْرِ ذٰلِكَ فَإِنَّ عَلَيْهِ فِيهِ وِزْرًا۔)) (مسند احمد: ۱۰۷۸۷)

سے لڑا جاتا ہے اور اس کے ذریعہ دشمن کے وار سے بچا جاتا ہے، اگر وہ تقویٰ کا حکم دے اور عدل سے کام لے تو اسے ان کاموں کا اجر ملے گا اور اگر اس کے سوا کسی دوسری بات کا حکم دے تو اسے اس کا گناہ ہوگا۔''

فوائد:...... تمام اجتماعی معاملات کا دارومدار امام اور حکمران پر ہے، اگر حکمران صالح ہو تو شرپسند عناصر بھی دب جاتے ہیں، لیکن اگر حکمران برا ہو تو خیر والے لوگ پس پردہ چلے جاتے ہیں۔

(۱۲۰٤۷)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قُلْتُ: وَاللّٰهِ! مَا يَأْتِي عَلَيْنَا أَمِيرٌ إِلَّا وَهُوَ شَرٌّ مِنَ الْمَاضِي، وَلَا عَامٌ إِلَّا وَهُوَ شَرٌّ مِنَ الْمَاضِي، قَالَ: لَوْلَا شَيْءٌ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقُلْتُ مِثْلَ مَا يَقُولُ، وَلٰكِنْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((إِنَّ مِنْ أُمَرَائِكُمْ أَمِيرًا يَحْثِي الْمَالَ حَثْيًا وَلَا يَعُدُّهُ عَدًّا، يَأْتِيهِ الرَّجُلُ فَيَسْأَلُهُ فَيَقُولُ: خُذْ فَيَبْسُطُ الرَّجُلُ ثَوْبَهُ فَيَحْثِي فِيهِ))، وَبَسَطَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِلْحَفَةً غَلِيظَةً كَانَتْ عَلَيْهِ، يَحْكِي صَنِيعَ الرَّجُلِ، ثُمَّ جَمَعَ إِلَيْهِ أَكْنَافَهَا، قَالَ: ((فَيَأْخُذُهُ ثُمَّ يَنْطَلِقُ۔)) (مسند احمد: ۱۱۹٦۲)

ابو الوداک کہتے ہیں: میں نے کہا: ہمارے اوپر جو بھی حکمران آتا ہے، وہ پہلے سے بدتر ہوتا ہے اور ہر آنے والا سال بھی گزشتہ سال سے برا ہوتا ہے۔ یہ سن کر سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک حدیث نہ سنی ہوتی تو میں بھی یہی کہتا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے اوپر ایک ایسا حکمران آئے گا جو خوب مال تقسیم کرنے والا ہوگا، اسے شمار تک نہیں کرے گا، جو آدمی اس کے پاس آ کر سوال کرے گا، وہ کہے گا: لے جا، چنانچہ وہ آدمی اپنا کپڑا بچھا کر اسے بھر کر لے جائے گا۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ کے اوپر ایک موٹی سی چادر تھی، آپ ﷺ نے اسے بچھا کر بیان کیا کہ وہ اسے یوں بھر لے گا، پھر آپ ﷺ نے چادر کے کناروں کو پکڑ کر دکھایا۔ اور فرمایا: ''وہ مال سے بھری چادر کو یوں لے کر چلا جائے گا۔''

فوائد:...... دیکھیں حدیث نمبر (۱۲۰۴۵)۔ نبی کریم ﷺ کی اس پیشین گوئی کا تعلق خاص دور سے ہے، ویسے عام تاریخی قانون یہی ہے کہ ہر آنے والے حکمران اور زمانے میں خیر کم ہوتی گئی۔

(۱۲۰٤۷) تخريج: اسناده ضعيف لضعف مجالد بن سعيد (انظر: ۱۱۹٤۰)

فَصْلٌ فِیْ قَوْلِهِ ﷺ: ((كُلُّكُمْ رَاعٍ وَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ))

فصل: نبی کریم ﷺ کے فرمان ''تم میں سے ہر کوئی نگہبان ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے پوچھ گچھ ہوگی'' کی وضاحت

(١٢٠٤٨)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((كُلُّكُمْ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، الْإِمَامُ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالرَّجُلُ فِي أَهْلِهِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا وَهِيَ مَسْئُولَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا، وَالْخَادِمُ فِي مَالِ سَيِّدِهِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ۔)) قَالَ: سَمِعْتُ هٰؤُلَاءِ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَحْسَبُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((وَالرَّجُلُ فِي مَالِ أَبِيهِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ۔)) (مسند احمد: ٦٠٢٦)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم میں ہر کوئی نگران ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں باز پرس ہوگی، حکمران ذمہ دار ہے، اس سے اس کی رعایا کے متعلق پوچھا جائے گا، مرد اپنے اہل وعیال کا ذمہ دار ہے، اس سے اس سے متعلقہ افراد کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی، عورت اپنے شوہر کے گھر کی ذمہ دار ہے، اس سے اس کی ذمہ داریوں کے متعلق سوال وجواب ہوگا، خادم اپنے آقا کے مال پر نگران ہے، اس سے اس کے بارے میں پوچھا جائے گا۔'' سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے یہ الفاظ تو نبی ﷺ سے سنے ہیں۔ اور میرا خیال ہے کہ نبی ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ ''انسان اپنے والد کے مال کا ذمہ دار اور نگران ہے، پس اس سے اس کے بارے میں بھی پوچھ گچھ ہوگی، غرضیکہ تم میں سے ہر آدمی نگران ہے اور اس سے اس کی رعایا کے متعلق پوچھا جائے گا۔''

فوائد:...... یہ ہر شخص کو آخرت کے معاملے میں فکر مند کر دینے والی حدیث ہے، عصر حاضر میں لوگوں نے دنیا کے ہر قسم کے یا بیشتر تقاضے پورے کر دیئے، لیکن غفلت برتی گئی تو ان ذمہ داریوں سے، جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف سے ہم پر عائد ہوتی تھیں، اولاد کی اسلامی تربیت، بیوی پر شریعت کا نفاذ، والدین اور دوسرے رشتہ داروں کے حقوق، شاید ہی کوئی آدمی ایسا ہو جو ان حقوق کو ادا کر رہا ہو۔

(١٢٠٤٩)۔ (وَعَنْهُ أَيْضًا) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَسْتَرْعِي اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى عَبْدًا رَعِيَّةً قَلَّتْ أَوْ كَثُرَتْ إِلَّا سَأَلَهُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ جس بندے کو تھوڑی یا زیادہ رعایا پر حکمرانی عطا فرماتا ہے، اس سے ان کے متعلق قیامت کے روز پوچھے گا کہ

(١٢٠٤٨) تخريج: اخرجه البخاري: ٢٤٠٩، ٢٥٥٨ (انظر: ٦٠٢٦)

(١٢٠٤٩) تخريج: حديث صحيح، اخرجه عبد الرزاق: ٢٠٦٥٠ (انظر: ٤٦٣٧)

عَنْهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَقَامَ فِيهِمْ أَمْرَ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى أَمْ أَضَاعَهُ؟ حَتّٰى يَسْأَلَه عَنْ أَهْلِ بَيْتِهِ خَاصَّةً۔)) (مسند احمد: ٤٦٣٧)

اس نے ان میں اللہ کا حکم نافذ کیا یا نہیں کیا، یہاں تک کہ خاص طور پر اس سے اس کے اہل کے بارے میں بھی پوچھے گا۔''

فوائد:...... ہمارے ملک میں ہر درپیش مسئلہ کو حکمرانوں کا جرم سمجھ لیا جاتا ہے، نہ کہ اللہ تعالیٰ کی آزمائش اور اپنے کرتوتوں کا وبال، ہر کوئی بزعم خود انسانِ کامل بنا ہوا ہے اور تمام مسائل کا کیچڑ دوسروں پر اچھالا جا رہا ہے۔ ایسے میں نہ حالات سنورتے ہیں اور نہ روح کو تسکین ملتی ہے۔

(١٢٠٥٠)۔ (وَعَنْهُ أَيْضًا) رَأٰى رَاعِيَ غَنَمٍ فِي مَكَانٍ قَبِيحٍ، وَقَدْ رَأَى ابْنُ عُمَرَ مَكَانًا أَمْثَلَ مِنْهُ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: وَيْحَكَ يَا رَاعِي! حَوِّلْهَا فَإِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((كُلُّ رَاعٍ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ۔)) (مسند احمد: ٥٨٦٩)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بکریوں کے ایک چرواہے کو دیکھا کہ وہ انتہائی گندی جگہ بکریاں چرا رہا تھا، جبکہ وہ اس سے بہتر جگہ دیکھ آئے تھے، اس لیے انھوں نے کہا: چرواہے! تجھ پر افسوس ہے، ان بکریوں کو یہاں سے منتقل کر کے وہاں لے جا، کیونکہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''ہر ذمہ دار سے اس کی رعایا کے متعلق باز پرس ہوگی۔''

فوائد:...... بکریوں کے چرواہے پر اس کے مالک کا حق ہے کہ وہ بکریوں کو مفید مقامات پر چرائے، وگرنہ وہ خائن اور مجرم قرار پائے گا۔

(١٢٠٥١)۔ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ اشْتَكٰى، فَدَخَلَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زِيَادٍ يَعْنِي يَعُودُهُ، فَقَالَ: أَمَا إِنِّي أُحَدِّثُكَ حَدِيثًا لَمْ أَكُنْ حَدَّثْتُكَ بِهِ، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَوْ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَسْتَرْعِي اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عَبْدًا رَعِيَّةً، فَيَمُوتُ يَوْمَ يَمُوتُ وَهُوَ لَهَا غَاشٌّ إِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ۔)) وَفِي رِوَايَةٍ: ((فَهُوَ فِي النَّارِ۔)) (مسند احمد: ٢٠٥٥٧)

حسن سے روایت ہے کہ سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بیمار پڑ گئے اور عبید اللہ بن زیاد ان کی تیمارداری کے لیے آئے، سیدنا معقل رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تم کو ایک حدیث سناتا ہوں، جو میں نے پہلے نہیں سنائی تھی، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو رعایا پر حکمرانی عطا فرمائے، لیکن اگر وہ حکمران اس حال میں مرے کہ وہ اپنی رعایا کو دھوکا دیتا تھا تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت کو حرام کر دیتا ہے۔'' ایک روایت میں ہے: ''وہ جہنمی ہے۔''

(١٢٠٥٠) تخريج: اخرجه البخاري: ٥٢٠٠، ومسلم: ١٩٢٩ (انظر: ٥٨٦٩)

(١٢٠٥١) تخريج: اخرجه البخاري: ٧١٥٠، ومسلم: ١٤٢ (انظر: ٢٠٢٩١)

فوائد:...... مساوات کے ساتھ رعایا کے حقوق پورے کرنا انتہائی کٹھن مرحلہ ہے، سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:((مَا مِنْ رَجُلٍ یَلِیْ اَمْرَ عَشَرَۃٍ فَمَا فَوْقَ ذٰلِكَ اِلَّا اَتَاہُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ مَغْلُوْلًا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یَدُہُ اِلٰی عُنُقِہٖ: فَکَّہُ بِرُّہُ اَوْ اَوْبَقَہُ اِثْمُہُ: اَوَّلُھَا مَلَامَۃٌ، وَاَوْسَطُھَا نَدَامَۃٌ، وَآخِرُھَا خِزْیٌ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔)) ......''جو آدمی دس یا زیادہ افراد کا والی بنا، اللہ تعالیٰ اسے روزِ قیامت اس حال میں لائے گا کہ اس کا ہاتھ اس کی گردن کے ساتھ جکڑا ہوا ہوگا، پھر اس کی نیکی اس کو آزاد کر دے گی یا اس کا گناہ اس کو ہلاک کر دے گا، اس (امارت) کے شروع میں ملامت، درمیان میں ندامت اور آخر میں (روزِ قیامت) رسوائی ملتی ہے۔'' (مسند احمد: ٥/ ٢٦٧)

بہرحال ذمہ داریاں سنبھالنے والے اللہ تعالیٰ کے ہاں مسئول ہیں اور کامیاب وہی ہے جو لوگوں کے آرام کو اپنے سکون پر ترجیح دیتا ہے۔

حکمرانوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ حکمرانی عیاشی اور مال و دولت جمع کرنے کا ذریعہ نہیں ہے، بلکہ یہ اتنی بڑی ذمہ داری ہے، کہ اس کو ادا کر دینے والوں کی تعداد بہت کم ہوگی۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جیسے عظیم حکمران کے سوانح عمری سے حکمرانی کی ذمہ داریوں کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

(١٢٠٥٢)۔ (وَبِالطَّرِیْقِ الثَّانِیْ) عَنِ الْحَسَنِ، قَالَ: مَرِضَ مَعْقِلُ بْنُ یَسَارٍ مَرَضًا ثَقُلَ فِیْہِ فَاَتَاہُ ابْنُ زِیَادٍ یَعُوْدُہُ، فَقَالَ: اِنِّیْ مُحَدِّثُكَ حَدِیْثًا سَمِعْتُہُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: ((مَنِ اسْتُرْعِیَ رَعِیَّۃً فَلَمْ یُحِطْھُمْ بِنَصِیْحَۃٍ لَمْ یَجِدْ رِیْحَ الْجَنَّۃِ، وَرِیْحُھَا یُوْجَدُ مِنْ مَسِیْرَۃِ مِائَۃِ عَامٍ۔)) قَالَ ابْنُ زِیَادٍ: اَلَا کُنْتَ حَدَّثْتَنِیْ بِھٰذَا قَبْلَ الْآنَ، قَالَ: وَالْآنَ لَوْلَا الَّذِیْ اَنْتَ عَلَیْہِ لَمْ اُحَدِّثْكَ بِہٖ۔ (مسند احمد: ٢٠٥٨١)

(دوسری سند) حسن سے مروی ہے کہ سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بیمار پڑ گئے، مرض شدت اختیار کر گئی، ابن زیاد ان کی تیمارداری کے لیے آئے، سیدنا معقل رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تم کو ایک حدیث سناتا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی کو حکمرانی ملی اور وہ اپنی رعایا کے ساتھ بھلائی نہ کرے تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا، حالانکہ اس کی خوشبو سو سال کی مسافت سے محسوس ہو جاتی ہے۔'' ابن زیاد نے کہا: تم نے یہ حدیث اس سے پہلے بیان کیوں نہیں کی؟ سیدنا معقل رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ جس مقام پر اب ہیں، اگر اس پر نہ ہوتے تو میں اب بھی آپ کو یہ حدیث نہ سناتا۔

فَصْلٌ فِیْ وَعِیْدِ مَنِ احْتَجَبَ الْاُمُوْرَ عَنْ رَعِیَّتِہٖ

فصل: اس حکمران کی وعید کا بیان جو رعایا کے امور کے سامنے رکاوٹیں ڈالتا ہے

(١٢٠٥٣)۔ عَنْ اَبِی الشَّمَّاخِ الْاَزْدِیِّ،

ابو الشماخ ازدی اپنے ایک چچا زاد بھائی، جو کہ صحابہ میں سے

(١٢٠٥٢) تخریج: حدیث صحیح، وانظر الحدیث بالطریق الاول

(١٢٠٥٣) تخریج: صحیح لغیرہ، اخرجه ابویعلی: ٧٣٧٨ (انظر: ١٥٩٤١)

عَنِ ابْنِ عَمٍّ لَهُ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، أَتَى مُعَاوِيَةَ فَدَخَلَ عَلَيْهِ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَنْ وَلِيَ أَمْرًا مِنْ أَمْرِ النَّاسِ ثُمَّ أَغْلَقَ بَابَهُ دُونَ الْمِسْكِينِ وَالْمَظْلُومِ أَوْ ذِي الْحَاجَةِ أَغْلَقَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى دُونَهُ أَبْوَابَ رَحْمَتِهِ عِنْدَ حَاجَتِهِ وَفَقْرِهِ أَفْقَرَ مَا يَكُونُ إِلَيْهَا.)) (مسند احمد: ١٦٠٣٧)

تھے، سے روایت کرتے ہیں کہ وہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاں گئے اور کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جو آدمی لوگوں پر حاکم بنا اور اس نے مسکین، مظلوم یا ضرورت مند سے اپنا دروازہ بند کیا، اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت اور فقر کے موقع پر اس پر اپنی رحمت کے دروازے بند کر دے گا، جبکہ وہ اس کی رحمت کا شدید محتاج ہوگا۔''

فوائد:...... اس حدیثِ مبارکہ میں جو حقیقت بیان کی گئی ہے، عصر حاضر کے بااختیار عہدیداروں نے اس کی خوب وضاحت کر دی ہے۔ غریبوں اور بے کسوں کے ساتھ ظلم اور ناانصافی کرنے والا کبھی بھی سکون کا سانس نہیں لے گا، بشرطیکہ اسے علم ہو کہ سکون اور بے سکونی کسے کہتے ہیں۔

دو جہانوں کے سردار ﷺ کو بھی یہ اجازت نہیں دی گئی کہ وہ سیدنا عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ جیسے نادار اور نابینے صحابی کی آمد پر ناخوشگواری کا اظہار کریں، لیکن دورِ حاضر کا دو ٹکے کا آدمی ''لولے لنگڑوں'' سے ہم کلام ہونا گوارہ نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ خود فیصلہ کرے گا۔

(١٢٠٥٤)۔ عَنْ مُعَاذٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ وَلِيَ مِنْ أَمْرِ النَّاسِ شَيْئًا، فَاحْتَجَبَ عَنْ أُولِي الضَّعْفَةِ وَالْحَاجَةِ، احْتَجَبَ اللّٰهُ عَنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))۔ (مسند احمد: ٢٢٤٢٦)

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی کو لوگوں پر حکمرانی حاصل ہو اور وہ کمزروں اور ضرورت مندوں سے الگ تھلگ ہو جائے (اور ان کی ضروریات پوری نہ کرے) تو روزِ قیامت اللہ تعالیٰ اس سے منہ موڑ لے گا۔''

فوائد:...... جبکہ حکمرانی کے منصب پر فائز ہونے والوں کا یہ تو وطیرہ بن چکا ہے کہ وہ سب سے پہلے کمزوروں اور ضرورت مندوں سے دور ہو جاتے ہیں۔

(١٢٠٥٥)۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو حَسَنٍ أَنَّ عَمْرَو بْنَ مُرَّةَ قَالَ لِمُعَاوِيَةَ: يَا مُعَاوِيَةُ! إِنِّي سَمِعْتُ

ابو الحسن سے روایت ہے کہ عمرو بن مرہ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا: اے معاویہ! میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو حاکم ضرورت مندوں اور مسکینوں

(١٢٠٥٤) تخريج: صحيح لغيره، اخرجه الطبراني: ٢٠/ ٣١٦ (انظر: ٢٢٠٧٦)

(١٢٠٥٥) تخريج: صحيح لغيره، اخرجه الترمذي: ١٣٣٢ (انظر: ١٨٠٣٣)

رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ یَقُولُ: ((مَا مِنْ إِمَامٍ أَوْ وَالٍ یُغْلِقُ بَابَہُ دُونَ ذَوِی الْحَاجَۃِ وَالْخَلَّۃِ وَالْمَسْکَنَۃِ إِلَّا أَغْلَقَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ أَبْوَابَ السَّمَاءِ، دُونَ حَاجَتِہِ وَخَلَّتِہِ وَمَسْکَنَتِہِ۔)) قَالَ: فَجَعَلَ مُعَاوِیَۃُ رَجُلًا عَلٰی حَوَائِجِ النَّاسِ۔ (مسند احمد: ۱۸۱۹۶)

کے سامنے اپنا دروازہ بند کر دیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت، حاجت اور مسکینی کے وقت آسمان کے دروازے بند کر دیتا ہے۔'' اس کے بعد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص مقرر کر دیا، جو لوگوں کی ضرورتوں کا خیال رکھتا تھا۔

فوائد:...... یقیناً کفر کے لیڈروں کے سامنے مسلم ممالک اور ان کے حکمرانوں کی مرعوبیت کی یہی وجہ ہو گی کہ حاجت مندوں اور مسکینوں کو مسلم عہدیداران کے ہاں جانے کا کوئی حق ہی حاصل نہیں ہوتا، جبکہ انبیاء و رسل کے سردار کی کیفیت درج ذیل تھی:

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ((أَبْغُونِی الضُّعَفَاءَ، فَإِنَّمَا تُرْزَقُونَ وَتُنْصَرُونَ بِضُعَفَائِکُمْ۔)) ......''ضعفاء کو میرے لیے تلاش کر کے لاؤ، بیشک تم لوگ انہی کمزوروں کی وجہ سے رزق دیے اور مدد کئے جاتے ہو۔'' (ابوداود: ۱/ ۴۰۵، نسائی: ۲/ ۶۵، ترمذی: ۳/ ۳۲)

شیخ البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: کمزوروں کی وجہ سے لوگوں کی مدد کی جاتی ہے، یہ تائید و نصرت صالحین کی ذات کی وجہ سے نہیں، بلکہ ان کی دعا اور اخلاص کی وجہ سے ہوتی ہے، جیسا کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جب سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو یہ گمان ہونے لگا کہ وہ اپنے سے کم مال والے صحابہ پر فضیلت رکھتے ہیں، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((إِنَّمَا یَنْصُرُ اللّٰہُ ھٰذِہِ الْأُمَّۃَ بِضَعِیْفِھَا: بِدَعْوَتِھِمْ وَصَلَاتِھِمْ وَإِخْلَاصِھِمْ۔)) ......''اللہ تعالیٰ اس امت کے کمزور لوگوں کی دعاؤں، نمازوں اور اخلاص کی وجہ سے اس امت کی مدد کرتا ہے۔ (سنن نسائی: ۲/ ٦٥، الفوائد لتمام: ق ١٠٥/ ٢، الحلیة لأبی نعیم: ٥/ ٢٦)

اس روایت کی سند شیخین کی شرط پر صحیح ہے، بلکہ مطلوبہ تفسیر کے علاوہ یہ روایت صحیح بخاری میں بھی ہے، اور اسی طرح اس کو امام احمد (۱/ ۱۶۳) نے بھی روایت کیا ہے۔ (صحیحہ: ۷۷۹) اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ ضعیف لوگوں کی عبادات و ادعیہ میں اخلاص زیادہ ہوتا ہے اور ان کو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے میں لذت محسوس ہوتی ہے، کیونکہ ان کے دل دنیا کی محبت اور چاہت سے خالی ہوتے ہیں، ان کا صرف ایک مقصد ہوتا ہے کہ ان کی دعائیں قبول اور ان کے اعمال پاک ہو جائیں۔ امیر اور غریب اور قوی اور ضعیف میں بیان کیا گیا مذکورہ بالا فرق امیر اور قوی لوگوں کے لیے قابل تسلیم نہیں ہے، کیونکہ وہ ان تجربات سے نہیں گزرے اور ان کو سرے سے یہ احساس نہ ہو سکا کہ اِن لوگوں کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیا تعلق ہوتا ہے۔

فَصْلٌ فِیْ تَحْذِیْرِ وُلَاةِ الْاُمُوْرِ مِنْ بِطَانَةِ السُّوْءِ، وَمَا یَحِلُّ لَهُمْ مِنْ اَمْوَالِ اللّٰهِ

فصل: حکمرانوں کو اس بات سے ڈرانا کہ وہ برے لوگوں کو اپنے خاص مشیر بنائیں اور اس امر کا بیان کہ حکمرانوں کے لیے اللہ کے اموال کس قدر حلال ہیں

(۱۲۰۵۶)۔ عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْ نَبِیٍّ وَلَا وَالٍ إِلَّا وَلَهُ بِطَانَتَانِ، بِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالْمَعْرُوفِ (وَفِی رِوَایَةٍ: وَتَنْهَاهُ عَنِ الْمُنْكَرِ)، وَبِطَانَةٌ لَا تَأْلُوهُ خَبَالًا، وَمَنْ وُقِیَ شَرَّهُمَا فَقَدْ وُقِیَ، وَهُوَ مَعَ الَّتِی تَغْلِبُ عَلَیْهِ مِنْهُمَا))۔ (مسند احمد: ۷۲۳۹)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر نبی اور حاکم کے دو ہم راز ہوتے ہیں، ایک ہم راز اسے نیکی کا حکم دیتا ہے اور برائی سے منع کرتا ہے اور دوسرا اس کی ہلاکت و تباہی کے لیے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتا۔ جو حاکم اس کے شرّ سے بچ گیا، وہ تو محفوظ ہو گیا اور وہ اس کے ساتھ ہوتا ہے جو ان میں سے غالب آ جاتا ہے۔''

فوائد:...... حافظ ابن حجر نے کہا: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی درج ذیل حدیث اِس حدیث کے معنی میں ہے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ وَلِیَ مِنْكُمْ عَمَلًا فَاَرَادَ اللّٰهُ بِهِ خَیْرًا جَعَلَ لَهٗ وَزِیْرًا صَالِحًا اِنْ نَسِیَ ذَكَّرَهٗ وَاِنْ ذَكَرَ اَعَانَهٗ۔)) ......''جب تم میں سے کوئی کسی کام کا ذمہ دار بنتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ خیر کا ارادہ کرتا ہے تو اسے نیک وزیر عطا کرتا ہے، اگر وہ بھول جائے تو وہ اسے یاد کراتا ہے اور اگر اسے یاد ہو تو وہ اس کی اعانت کرتا ہے۔'' ابن التین نے کہا: ممکن ہے کہ دو ہم رازوں سے مراد دو وزیر ہوں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اِن سے مراد فرشتہ اور شیطان ہوں۔ جبکہ کرمانی کا خیال ہے کہ ان سے نفسِ امارہ اور نفسِ مطمئنہ بھی مراد لیے جا سکتے ہیں۔ (فتح الباری: ۱۳/ ۲۳۶)

حافظ ابن حجر نے اس بحث سے پہلے اشہب کا قول نقل کرتے ہوئے کہا: حاکم کو چاہیے کہ لوگوں کے احوال سے آگاہی حاصل کرنے کے لیے بااعتماد، مامون، سمجھدار اور عقلمند لوگوں کی تقرری کرے، کیونکہ جب وہ غیر معتمد لوگوں کو معتبر سمجھنا شروع کرتا ہے، اس وقت تباہیاں حاکم کا مقدر بن جاتی ہیں۔ (فتح الباری: ۱۳/ ۲۳۶)

درج ذیل حدیث سے بھی اس موضوع کی خوب توضیح ہو رہی ہے:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِالْاَمِیْرِ خَیْرًا جَعَلَ لَهٗ وَزِیْرَ صِدْقٍ، اِنْ نَسِیَ ذَكَّرَهٗ وَاِنْ ذَكَرَ اَعَانَهٗ، وَاِذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِهٖ غَیْرَ ذَالِكَ جَعَلَ لَهٗ وَزِیْرَ سُوْءٍ: اِنْ نَسِیَ لَمْ یُذَكِّرْهُ وَاِنْ ذَكَرَ لَمْ یُعِنْهُ۔)) ......''جب اللہ تعالیٰ کسی امیر کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں تو اسے سچا

(۱۲۰۵۶) تخریج: اسناده صحیح علی شرط الشیخین، اخرجه النسائی: ۷/ ۱۵۸، والترمذی: ۲۳۶۹ (انظر: ۷۲۳۹)

وزیر عطا کر دیتے ہیں، جب وہ بھولتا ہے تو وہ اسے یاد کراتا ہے اور اگر اسے یاد ہوتا ہے تو وہ اس کی معاونت کرتا ہے۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ کسی امیر کے ساتھ دوسرا ارادہ کرتے ہیں تو اسے برا وزیر دے دیتے ہیں، جب وہ بھول جاتا ہے تو وہ اسے یاد نہیں کراتا اور اگر اسے یاد ہو تو وہ اس کی مدد نہیں کرتا۔'' (ابوداود: ۲۹۳۲)

لیکن کیا نبی کریم ﷺ بھی اسی قانون میں داخل ہیں؟ تو دوسری احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو حفاظت وسلامت میں رکھا، جیسا کہ درج ذیل حدیث سے ثابت ہوتا ہے:

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَا بَعَثَ اللّٰهُ مِنْ نَبِيٍّ وَلَا اسْتَخْلَفَ مِنْ خَلِيفَةٍ اِلَّا كَانَتْ لَهُ بِطَانَتَانِ: بِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالْمَعْرُوفِ وَتَحُضُّهُ عَلَيْهِ وَبِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالشَّرِ وَتَحُضُّهُ عَلَيْهِ فَالْمَعْصُومُ مَنْ عَصَمَ اللّٰهُ تَعَالٰى۔)) ......''اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہیں بھیجا اور نہ کسی خلیفے کو خلافت عطا کی، مگر اس کے ساتھ دو ہم راز ہوتے ہیں، ایک ہم راز اسے نیکی کا حکم دیتا ہے اور اس کی رغبت دلاتا ہے اور ایک ہم راز شرّ کا حکم دیتا ہے اور اس پر آمادہ کرتا ہے، اور معصوم وہ ہے، جسے اللہ تعالیٰ بچا لے۔'' (صحیح بخاری: ۷۱۹۸)

اس لیے شرّ والے ہم راز کی صحبت اور آمادگی سے یہ تو لازم نہیں آتا کہ آپ ﷺ اس کی بات قبول کر لیں۔

اور یہ بھی ممکن ہے کہ نبی کریم ﷺ کے حق میں دو ہم رازوں سے مراد فرشتہ اور شیطان ہوں، جیسا کہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَقَدْ وَكَّلَ اللّٰهُ بِهٖ قَرِينَهُ مِنَ الْجِنِّ)) قَالُوْا: وَاِيَّاكَ؟ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((وَاِيَّايَ، اِلَّا اَنَّ اللّٰهَ اَعَانَنِي عَلَيْهِ فَاَسْلَمَ، فَلَا يَأْمُرُنِي اِلَّا بِخَيْرٍ۔)) ......''اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک شیطان مصاحب مقرر کر دیا ہے۔'' صحابہ نے کہا: ''اے اللہ کے رسول! آپ (کا معاملہ بھی یہی ہے)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی، میرے ساتھ بھی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے میری مدد کی اور وہ مسلمان ہو گیا، اب وہ مجھے صرف خیر کا حکم دیتا ہے۔'' (صحیح مسلم: ۲۸۱۴)

(۱۲۰۵۷)۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ وَلَّاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ أَمْرِ الْمُسْلِمِينَ شَيْئًا، فَأَرَادَ بِهِ خَيْرًا، جَعَلَ لَهُ وَزِيرَ صِدْقٍ، فَإِنْ نَسِيَ ذَكَّرَهُ، وَإِنْ ذَكَرَ أَعَانَهُ۔)) (مسند احمد: ۲۴۹۱۸)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ جس آدمی کو مسلمانوں کے معاملات سپرد کر دے اور پھر اس کے بارے میں خیر و بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو مخلص وزیر عطا کر دیتا ہے، وہ اگر بھولنے لگتا ہے تو وہ وزیر اسے یاد دہانی کرا دیتا ہے اور اگر اسے بات یاد رہتی ہے تو وہ وزیر اس کی اعانت کر دیتا ہے۔''

فوائد:...... معلوم ہوا کہ جو حکمران مسلمانوں کے ساتھ مخلص ہوں گے، وہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اپنے لیے اچھے حواریوں کا انتخاب کریں گے۔

(۱۲۰۵۷) تخریج: صحیح، اخرجه ابوداود: ۲۹۳۲، والنسائی: ۷/ ۱۵۹ (انظر: ۲۴۴۱۴)

(۱۲۰۵۸)۔ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ ؓ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((مَا بُعِثَ مِنْ نَبِیٍّ، وَلَا اسْتُخْلِفَ مِنْ خَلِیْفَةٍ، إِلَّا كَانَتْ لَهُ بِطَانَتَان، بِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالْخَیْرِ وَتَحُضُّهُ عَلَیْهِ، وَبِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالشَّرِّ وَتَحُضُّهُ عَلَیْهِ، وَالْمَعْصُومُ مَنْ عَصَمَ اللّٰهُ۔)) (مسند احمد: ۱۱۳۶۲)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کسی نبی کو مبعوث نہیں کیا گیا اور کسی خلیفہ کو خلافت عطا نہیں کی گئی، مگر اس کے دو خاص مشیر ہوتے ہیں، ایک مشیر اسے اچھائی کا حکم دیتا ہے اور اس کی ترغیب دلاتا ہے اور دوسرا مشیر اسے برائی کا حکم دیتا اور اس پر آمادہ کرتا رہتا ہے، بہرحال معصوم وہی ہوگا، جس کو اللہ تعالیٰ بچا لے گا۔''

(۱۲۰۵۹)۔ حَدَّثَنَا حَسَنٌ، وَأَبُو سَعِیْدٍ مَوْلٰى بَنِیْ هَاشِمٍ قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِیْعَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هُبَیْرَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زُرَیْرٍ أَنَّهُ قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى عَلِیِّ بْنِ أَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ حَسَنٌ: یَوْمَ الْأَضْحٰى، فَقَرَّبَ إِلَیْنَا خَزِیْرَةً، فَقُلْتُ: أَصْلَحَكَ اللّٰهُ، لَوْ قَرَّبْتَ إِلَیْنَا مِنْ هٰذَا الْبَطِّ یَعْنِی الْوَزَّ، فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ أَكْثَرَ الْخَیْرَ، فَقَالَ: یَا ابْنَ زُرَیْرٍ! إِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: ((لَا یَحِلُّ لِلْخَلِیْفَةِ مِنْ مَالِ اللّٰهِ إِلَّا قَصْعَتَان، قَصْعَةٌ یَأْكُلُهَا هُوَ وَأَهْلُهُ، وَقَصْعَةٌ یَضَعُهَا بَیْنَ یَدَیِ النَّاسِ))۔ (مسند احمد: ۵۷۸)

عبداللہ بن زریر سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں عیدالاضحیٰ کے روز سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ہاں گیا، انہوں نے خزیرہ ہمیں پیش کیا، میں نے عرض کیا: اللہ آپ کے احوال کی اصلاح فرمائے، اگر آپ اس بطخ کے گوشت میں سے کچھ ہمارے سامنے پیش کر دیتے تو کیا ہی اچھا ہوتا، اللہ نے آپ کو آسودہ اور خوش حال بنایا ہے، انہوں نے کہا: اے ابن زریر میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''خلیفہ کے لیے اللہ کے مال یعنی بیت المال میں صرف دو پیالے لینا حلال ہے، ایک پیالہ اپنے اور اس کے اہل و عیال کے کھانے کے لیے اور دوسرا لوگوں کے سامنے پیش کرنے کے لیے۔''

فوائد:...... خزیرہ: گوشت کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کاٹ کر ان کو پانی میں پکایا جاتا ہے، جب وہ پک جاتے ہیں تو ان پر آٹا ڈالا جاتا ہے۔

امام البانی رحمہ اللہ اس حدیث پر یہ عنوان قائم کرتے ہیں: ''مَالِلْخَلِیْفَةِ مِنْ بَیْتِ الْمَالِ'' ......خلیفہ کا بیت المال میں کتنا حصہ ہے۔

(۱۲۰۵۸) تخریج: اخرجه البخاری: ۷۱۹۸ (انظر: ۱۱۳۴۲)

(۱۲۰۵۹) تخریج: صحیح، قاله الالبانی (انظر: ۵۷۸)

دراصل خلیفہ عوام کا خادم ہوتا ہے، وہ لوگوں کی مذہبی اصلاح کرتا ہے، وہ لوگوں کو امن مہیا کرتا ہے، جس کا صلہ وہ اللہ تعالیٰ سے وصول کرے گا۔ آپ ﷺ نے خلیفہ کو سادہ زندگی گزارنے کی رغبت دلائی۔

لیکن آج کل عہدے سنبھالنے کا مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ موجودہ دور کا معیار پورا کیا جائے اور مستقبل کے لیے بہت کچھ جمع کر لیا جائے، قطع نظر اس سے کہ وہ حلال ہے یا حرام، حکومتی عہدیدار اپنے ذاتی مقاصد پورے کرنے کے لیے قوم کی دولت داؤ پر لگا دیتے ہیں۔

آخرت کا معاملہ تو در کنار، جو حکمران دنیا میں اپنی نیک نامی اور اچھائی پسند کرتا ہو، اس کو نبی کریم ﷺ کی ان اداؤں کا پابند بننا پڑے گا۔

(۱۲۰۶۰)۔ عَنْ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: مَرَّتْ إِبِلُ الصَّدَقَةِ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ، قَالَ: فَأَهْوٰى بِيَدِهِ إِلٰى وَبَرَةٍ مِنْ جَنْبِ بَعِيرٍ ، فَقَالَ: ((مَا أَنَا بِأَحَقَّ بِهٰذِهِ الْوَبَرَةِ مِنْ رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ۔)) (مسند احمد: ٦٦٧)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صدقہ کے اونٹ رسول اللہ ﷺ کے قریب سے گزرے، آپ نے ایک اونٹ کے پہلو سے اون کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: ''اس اون کا جتنا حقدار ایک عام مسلمان ہے، میں میرا حق اس سے زیادہ حقدار نہیں ہوں۔''

اَلْبَابُ الرَّابِعُ فِي النَّهْيِ عَنْ طَلَبِ الْإِمَارَةِ وَالتَّنْفِيرِ مِنْهَا

باب چہارم: حکمرانی طلب کرنے سے ممانعت اور اس سے نفرت دلانے کا بیان

(۱۲۰۶۱)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ! لَا تَسْأَلِ الْإِمَارَةَ ، فَإِنَّكَ إِنْ أُعْطِيتَهَا عَنْ مَسْأَلَةٍ وُكِلْتَ إِلَيْهَا ، وَإِنْ أُعْطِيتَهَا عَنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا ، وَإِذَا حَلَفْتَ عَلٰى يَمِينٍ ، فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا ، فَأْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ ، وَكَفِّرْ عَنْ يَمِينِكَ۔)) (مسند احمد: ٢٠٨٩٨)

سیدنا عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''اے عبدالرحمٰن! حکمرانی یا ذمہ داری طلب نہ کرنا، اگر تجھے تیرے طلب کرنے کے بعد حکمرانی ملی تو تجھے اس کے سپرد کر دیا جائے گا اور اگر تجھے طلب کرنے کے بغیر حکمرانی ملی تو اس بارے میں تیری مدد کی جائے گی اور جب تو کسی کام پر قسم اٹھائے، اسکے بعد تمہیں معلوم ہو کہ اس کے برعکس کام زیادہ بہتر ہے تو وہ کام کر لینا جو زیادہ بہتر ہو اور اپنے حلف کا کفارہ دے دینا۔''

فوائد:...... اب اسلامی مملکتوں اور ان کے باسیوں کے مسائل کیسے حل ہوں گے، جبکہ اقتدار کے حصول کیے حریصانِ اقتدار یوں جھپٹ پڑتے ہیں، جیسے ہفتوں کے بھوکے دستر خوان پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔

(۱۲۰۶۰) تخریج: حسن بشواهده، اخرجه ابویعلی: ٤٦٣ (انظر: ٦٦٧)

(۱۲۰۶۱) تخریج: اخرجه البخاری: ٧١٤٧، ومسلم: ص ١٤٥٦ (انظر: ٢٠٦٢٢)

جب پوری مملکت کا نظام ان کے سپرد کر دیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت بھی شامل حال نہیں ہوگی تو عوام الناس کے مسائل کیسے حل ہوں گے، ایک تانت نہیں، پورا تانا بانا بگڑ گیا ہے۔

لیکن یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ جب مسلمانوں کے حالات ناسازگار نہ ہوں اور مستقبل میں زیادہ مسائل پیدا ہو جانے کا خطرہ ہو تو وہ آدمی مسئولیت کا مطالبہ کر سکتا ہے، جس کا مقصد پرخلوص انداز میں اہل اسلام کی خدمت اور امت مسلمہ کی ڈوبتی کشتی کو سہارا دینا ہو، جبکہ وہ اپنے اندر اتنی صلاحیت اور قابلیت کو محسوس بھی کرتا ہو، جیسا کہ یوسف علیہ السلام نے طویل قحط اور اس کی وجہ سے پیدا ہونے والے مسائل سے نبٹنے کے لیے وزارت کا سوال کیا تھا، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ أَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِي فَلَمَّا كَلَّمَهُ قَالَ إِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِينٌ أَمِينٌ۔ قَالَ اجْعَلْنِي عَلَى خَزَائِنِ الْأَرْضِ إِنِّي حَفِيظٌ عَلِيمٌ۔﴾...... ''اور بادشاہ نے کہا اسے میرے پاس لاؤ کہ میں اسے اپنے لیے خاص کر لوں، پھر جب اس نے اس سے بات کی تو کہا بلاشبہ تو آج ہمارے ہاں صاحب اقتدار، امانتدار ہے۔ اس نے کہا مجھے اس زمین کے خزانوں پر مقرر کر دے، بے شک میں پوری طرح حفاظت کرنے والا، خوب جاننے والا ہوں۔'' (سورۂ یوسف: ۵۴، ۵۵)

(۱۲۰۶۲)۔ وَعَنِ الْحَارِثِ بْنُ يَزِيدَ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ حُجَيْرَةَ الشَّيْخَ يَقُولُ: أَخْبَرَنِي مَنْ سَمِعَ أَبَا ذَرٍّ يَقُولُ: نَاجَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً إِلَى الصُّبْحِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَمِّرْنِي، فَقَالَ: ((إِنَّهَا أَمَانَةٌ وَخِزْيٌ وَنَدَامَةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا مَنْ أَخَذَهَا بِحَقِّهَا، وَأَدَّى الَّذِي عَلَيْهِ فِيهَا۔)) (مسند احمد: ۲۱۸۴۵)

ابن حُجیرہ کہتے ہیں: سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے سننے والے آدمی نے مجھے بیان کیا کہ انھوں نے کہا: میں نے ایک رات صبح تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سرگوشیاں کرتا رہا، میں نے باتوں باتوں میں عرض کیا، اللہ کے رسول! مجھے کسی علاقہ کا امیر بنا دیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ حکمرانی امانت ہے اور قیامت کے دن، شرمندگی، اور رسوائی کا باعث ہوگی، ما سوائے اس آدمی کے، جو اس ذمہ داری کو حق کے ساتھ لے اور اس ضمن میں اپنے اوپر عائد ہونے والی ذمہ داریوں کو ادا کرے۔''

فوائد:...... بہت کم اور خاص لوگ ہیں، جنھوں نے حکمرانی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے ہاں عزت پائی ہے، وگرنہ اکثریت تو اپنی نااہلی اور ناعاقبت اندیشی کی وجہ سے اس منصب کا حق ادا نہ کر سکی۔

قارئین کرام! آپ خود اندازہ لگائیں کہ ہم اپنے اپنے گھروں کے پانچ دس افراد کے اور اداروں کے پرنسپل اور مدیر سو دو سو بچوں کے حقوق ادا کرنے سے قاصر ہیں اور جو کروڑوں افراد کی ذمہ داری قبول کر لیتا ہے، وہ کیا کرے گا، الا ماشاء اللہ۔

(۱۲۰۶۳)۔ وَعَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي سَالِمٍ سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان

(۱۲۰۶۲) تخریج: اخرجه مسلم: ۱۸۲۵ (انظر: ۲۱۵۱۳)

(۱۲۰۶۳) تخریج: اخرجه مسلم: ۱۸۲۶ (انظر: ۲۱۵۶۳)

الْجَيْشَانِيِّ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَا أَبَا ذَرٍّ لَا تَوَلَّيَنَّ مَالَ يَتِيمٍ، وَلَا تَأَمَّرَنَّ عَلَى اثْنَيْنِ۔)) (مسند احمد: ۲۱۸۹۶)

سے فرمایا: ''اے ابوذر! تو کسی یتیم کے مال پر نگران نہ بننا اور دو آدمیوں کے اوپر امیر نہ بننا۔''

(۱۲۰۶٤)۔ وعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّكُمْ سَتَحْرِصُونَ عَلَى الْإِمَارَةِ، وَسَتَصِيرُ حَسْرَةً وَنَدَامَةً۔)) قَالَ حَجَّاجٌ: يَوْمَ الْقِيَامَةِ، ((نِعْمَتِ الْمُرْضِعَةُ وَبِئْسَتِ الْفَاطِمَةُ۔)) وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّكُمْ سَتَحْرِصُونَ عَلَى الْإِمَارَةِ، وَسَتَصِيرُ نَدَامَةً وَحَسْرَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَبِئْسَتِ الْمُرْضِعَةُ وَنِعْمَتِ الْفَاطِمَةُ۔)) (مسند احمد: ۱۰۱٦٥)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم لوگ عنقریب امارت، حکمرانی کا لالچ کرو گے، لیکن یہ چیز قیامت والے دن بطورِ انجام حسرت اور ندامت ہوئی، یہ دودھ پلانے کے لحاظ سے تو بہت اچھی ہے، لیکن دودھ چھڑانے کی حیثیت میں بہت بری ہے۔'' ایک روایت میں ہے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم عنقریب امارت اور حکمرانی کا لالچ کرو گے، لیکن قیامت کے دن اس کا انجام ندامت اور حسرت ہوگا، یہ دودھ پلاتے ہوئے بہت اچھی اور دودھ چھڑانے کے بعد بہت بری لگتی ہے۔''

فوائد:...... امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ابو الحسن سندھی رحمہ اللہ کہتے ہیں: "فَنِعْمَتِ الْمُرْضِعَةُ" (دودھ پلانے والی تو اچھی ہوتی ہے) سے مراد زندگی کی حالت ہے، جو امارت تک پہنچاتی ہے اور "وَبِئْسَتِ الْفَاطِمَةُ" (دودھ چھڑانے والی بڑی بری ہوتی ہے) سے مراد وہ حالت ہے، جس میں امارت کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے اور وہ موت ہے، ان دو جملوں کا مفہوم یہ ہوا کہ امارت والوں کی زندگی تو بڑی اچھی ہوتی ہے، لیکن موت بڑی بری ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔ (صحیحہ: ۲۵۳۰)

دنیا میں سب سے زیادہ ذمہ داریاں وقت کے امیر اور حاکم پر عائد ہوتی ہیں، انھوں نے رعایا کے ہر فرد کی مذہبی ضرورت پوری کرنی ہے، اپنی سلطنت میں قرآن و حدیث کے احکام عملی طور پر نافذ کرنے ہیں، مساجد کی امامت کا عہدہ سنبھالنا ہے، موقع ملے تو فتوحات کے سلسلے کو جاری رکھنا ہے، ہر گھر کی مالی اور دنیوی ضرورتیں پوری کرنی ہیں، رعایا کی دشمنانِ اسلام سے حفاظت کرنی ہے، اسلام کو پچھلی نسلوں سے منتقل کر کے اگلی نسلوں تک پہنچانا ہے، رعایا کے کسی فرد کو کسی دوسرے فرد پر ظلم کرنے کا موقع نہیں دینا ....غرضیکہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی نیابت اختیار کرنی ہے۔

لیکن یہ ذمہ داریاں کون پوری کرے گا، خصوصا اس دور میں، جہاں عیاشیوں کے لیے عہدوں کے تختوں پر چڑھا

(۱۲۰٦٤) تخریج: اخرجه البخاری: ۷۱٤۸ (انظر: ۱۰۱٦۲)

جاتا ہے۔ سچ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے، کہ امارت و حاکمیت کی گھڑیاں ندامت و حسرت کا سماں پیدا کریں گی، لیکن اس وقت، جب پچھتاوا فائدہ نہیں دے گا۔

(۱۲۰۶۵)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((وَيْلٌ لِلْأُمَرَاءِ، وَيْلٌ لِلْعُرَفَاءِ، وَيْلٌ لِلْأُمَنَاءِ، لَيَتَمَنَّيَنَّ أَقْوَامٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، أَنَّ ذَوَائِبَهُمْ كَانَتْ مُعَلَّقَةً بِالثُّرَيَّا، يَتَذَبْذَبُونَ بَيْنَ السَّمَاءِ، وَالْأَرْضِ وَلَمْ يَكُونُوا عَمِلُوا عَلَى شَيْءٍ۔)) (مسند احمد: ۱۰۷٦۹)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''حکمرانوں کے لیے تباہی ہے، ان کے ماتحت افسروں اور کارندوں کے لیے ہلاکت ہے، دنیا میں جن لوگوں کو امین سمجھ کر امانات ان کے سپرد کی گئیں، ان کے لیے ہدایت ہے، یہ لوگ قیامت کے دن تمنا کریں گے کہ کاش ان کے سر کے بال ثریا ستارے کے ساتھ باندھ دیئے جاتے اور یہ آسمان اور زمین کے درمیان لٹکتے رہتے اور یہ ذمہ داری قبول نہ کرتے۔''

فوائد:...... اربابِ حکومت اور دوسرے عہدیداران اس حدیث کا بدرجۂ اتم مصداق ہیں، انتہائی شاذ و نادر شخصیات کے علاوہ ہر کوئی جانبداری اور رشوت خوری میں مبتلا ہے۔ قوم کے خزانوں کے منہ مخصوص ہستیوں کے لیے کھلے ہوئے ہیں۔

(۱۲۰٦٦)۔ وَعَنْهُ بِلَفْظٍ آخَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((وَيْلٌ لِلْوُزَرَاءِ لَيَتَمَنَّى أَقْوَامٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، أَنَّ ذَوَائِبَهُمْ كَانَتْ مُعَلَّقَةً بِالثُّرَيَّا، يَتَذَبْذَبُونَ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، وَأَنَّهُمْ لَمْ يَلُوا عَمَلًا۔)) (مسند احمد: ۱۰۷٦۹)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''وزیروں کے لیے ہلاکت ہے، یہ لوگ قیامت کے دن یہ تمنا کریں گے کہ کاش ان کے سر کے بالوں کو ثریا ستارے کے ساتھ لٹکا دیا جاتا اور یہ آسمان و زمین کے درمیان لٹکتے رہتے، لیکن یہ ذمہ داری قبول نہ کرتے۔''

(۱۲۰٦۷)۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَجِدُونَ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ أَشَدَّهُمْ كَرَاهِيَةً لِهٰذَا الشَّأْنِ حَتّٰى يَقَعَ فِيهِ۔)) (مسند احمد: ۹٤۰۲)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم لوگوں میں سب سے اچھا اس آدمی کو پاؤ گے جو امارت وحکمرانی کو سب سے زیادہ ناپسند کرتا ہوگا، یہاں تک کہ وہ اس میں پڑ جائے۔''

(۱۲۰٦۵) تخریج: اسناده حسن، اخرجه الطيالسي: ۲۵۲۳، وابويعلى: ٦۲۱۷، والحاكم: ٤/ ۹۱ (انظر: ۱۰۷۵۹)

(۱۲۰٦٦) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(۱۲۰٦۷) تخريج: اخرجه البخاري: ۳٤۹٦، ومسلم: ۲۵۲٦ (انظر: ۹٤۱۲)

فوائد:...... ایسے لوگ امارت کو اپنی ذمہ داری سمجھ کر اس کے حقوق ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں، خلفائے راشدین اور عمر بن عبد العزیز جیسی ہستیوں کی سوانح عمریوں سے ان ذمہ داریوں کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

(١٢٠٦٨)۔ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، قَالَ: قَدِمَ رَجُلَانِ مَعِي مِنْ قَوْمِي، قَالَ: فَأَتَيْنَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَطَبَا وَتَكَلَّمَا فَجَعَلَا يُعَرِّضَانِ بِالْعَمَلِ، فَتَغَيَّرَ وَجْهُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَوْ رُئِيَ فِي وَجْهِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ أَخْوَنَكُمْ عِنْدِي مَنْ يَطْلُبُهُ فَعَلَيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔)) قَالَ: فَمَا اسْتَعَانَ بِهِمَا عَلَى شَيْءٍ۔ (مسند احمد: ١٩٧٣٧)

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میری قوم کے دو آدمی میرے ساتھ آئے، ہم نبی کریم ﷺ کے پاس گئے، ان دونوں نے آپ ﷺ سے گفتگو کی اور انہوں نے آپ ﷺ سے مسئولیت کا مطالبہ کیا، ان کی یہ بات سن کر نبی کریم ﷺ کا چہرہ مبارک تبدیل ہوگیا یا آپ ﷺ کی ناراضی کے آثار آپ کے چہرہ پر دکھائی دینے لگے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی امارت کا طلبگار ہو، میرے نزدیک تم سب سے بڑھ کر خائن ہے، تم اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو۔'' پھر آپ ﷺ نے ان کو کسی ذمہ داری پر مامور نہ کیا۔

(١٢٠٦٩)۔ عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ ثَرْوَانَ بْنِ مِلْحَانَ قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا فِي الْمَسْجِدِ، فَمَرَّ عَلَيْنَا عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ، فَقُلْنَا لَهُ: حَدِّثْنَا مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ فِي الْفِتْنَةِ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((يَكُونُ بَعْدِي قَوْمٌ، يَأْخُذُونَ الْمُلْكَ، يَقْتُلُ عَلَيْهِ بَعْضُهُمْ بَعْضًا۔)) قَالَ: قُلْنَا لَهُ: لَوْ حَدَّثَنَا غَيْرُكَ مَا صَدَّقْنَاهُ، قَالَ: فَإِنَّهُ سَيَكُونُ۔ (مسند احمد: ١٨٥١٠)

ثروان بن ملحان سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم مسجد میں بیٹھے تھے، ہمارے پاس سے سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا گزر ہوا، ہم نے ان سے عرض کیا: آپ نے رسول اللہ ﷺ سے فتنہ کے بارے میں کچھ سنا ہو تو ہمیں بیان کریں، انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''میرے بعد کچھ لوگ آئیں گے، جو ایک دوسرے کو قتل کر کے حکومت حاصل کریں گے۔'' ہم نے ان سے کہا: اگر کوئی دوسرا آدمی ہمیں یہ حدیث بیان کرتا تو ہم اس کی تصدیق نہ کرتے، انہوں نے کہا: ایسا عنقریب ہوگا۔

فوائد:...... یہ حدیث تو ضعیف ہے، لیکن اقتدار کے حریصوں کی زندگیاں اسی انداز میں گزری ہیں۔

(١٢٠٧٠)۔ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، قَالَ:

یزید بن ابی سفیان کہتے ہیں: سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جب مجھے

(١٢٠٦٨) تخريج: اسناده ضعيف لابهام اخى اسماعيل بن ابى خالد، اخرجه النسائى فى "الكبرى": ٥٩٣١، وابوعوانة: ٤/ ٣٥١ (انظر: ١٩٥٠٨)

(١٢٠٦٩) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة ثروان بن ملحان، اخرجه ابن ابى شيبة: ١٥/ ٤٥ (انظر: ١٨٣٢٠)

(١٢٠٧٠) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة الشيخ من قريش الذى روى عنه بقية، اخرجه الحاكم: ٤/ ٩٣ (انظر: ٢١)

قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حِينَ بَعَثَنِي إِلَى الشَّامِ: يَا يَزِيدُ! إِنَّ لَكَ قَرَابَةً، عَسَيْتَ أَنْ تُؤْثِرَهُمْ بِالْإِمَارَةِ، وَذٰلِكَ أَكْبَرُ مَا أَخَافُ عَلَيْكَ، فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ وَلِيَ مِنْ أَمْرِ الْمُسْلِمِينَ شَيْئًا، فَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أَحَدًا مُحَابَاةً، فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ، لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا حَتّٰى يُدْخِلَهُ جَهَنَّمَ، وَمَنْ أَعْطٰى أَحَدًا حِمَى اللّٰهِ، فَقَدْ انْتَهَكَ فِي حِمَى اللّٰهِ شَيْئًا بِغَيْرِ حَقِّهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ، أَوْ قَالَ: تَبَرَّأَتْ مِنْهُ ذِمَّةُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ))۔ (مسند احمد: ۲۱)

شام کی طرف روانہ کیا تو مجھ سے کہا: اے یزید! وہاں تیری قرابت داری ہے، ہوسکتا ہے تم ذمہ داریاں دینے میں اپنے قرابت داروں کو ترجیح دو، مجھے تمہارے بارے میں اس بات کا سب چیزوں سے زیادہ اندیشہ ہے، جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص مسلمانوں کے امور میں سے کسی امر کا ذمہ دار بنے، پھر وہ اپنی پسند کے پیش نظر کسی کو ان پر حاکم بنائے تو اس پر اللہ کی لعنت ہوگی۔'' یایوں فرمایا کہ ''اس سے اللہ تعالیٰ کا ذمہ ختم ہو جائے گا۔''

(۱۲۰۷۱)۔ وعَنْ مَسْعُودِ بْنِ قَبِيصَةَ، أَوْ قَبِيصَةَ بْنِ مَسْعُودٍ يَقُولُ: صَلّٰى هٰذَا الْحَيُّ مِنْ مُحَارِبٍ الصُّبْحَ، فَلَمَّا صَلَّوْا، قَالَ شَابٌّ مِنْهُمْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((إِنَّهُ سَيُفْتَحُ لَكُمْ مَشَارِقُ الْأَرْضِ وَمَغَارِبُهَا، وَإِنَّ عُمَّالَهَا فِي النَّارِ إِلَّا مَنِ اتَّقَى اللّٰهَ وَأَدَّى الْأَمَانَةَ۔)) (مسند احمد: ۲۳۴۹۷)

مسعود بن قبیصہ یا قبیصہ بن مسعود کہتے ہیں کہ بنو محارب کے اس قبیلہ کے لوگوں نے نمازِ فجر ادا کی، جب وہ نماز پڑھ چکے تو ان میں سے ایک نوجوان نے کہا:
میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''عنقریب تمہارے لیے زمین کے مشرق و مغرب کی فتح ہوگی، لیکن خبردار! نگران حکمران جہنم میں جائیں گے، سوائے ان لوگوں کے جو اللہ سے ڈر گئے اور امانت ادا کی۔''

(۱۲۰۷۱) تخریج: اسناده ضعیف، شقیق بن حیان ومسعود بن قبیصة مجهولان (انظر: ۲۳۱۰۹)

(۲)اَلْبَابُ الْخَامِسُ فِيمَا جَاءَ فِي الْأَئِمَّةِ الْمُضِلِّينَ، وَإِمَارَةِ السُّفَهَاءِ، وَمَنْ لَيْسُوا أَهْلًا لِلْإِمَارَةِ، وَفِيهِ فُصُولٌ

باب پنجم: گمراہ کرنے والے حکمرانوں اور بے وقوفوں اور نا اہل لوگوں کی حکومت کا بیان اس میں پانچ فصلیں ہیں

اَلْفَصْلُ الْأَوَّلُ فِي الْأَئِمَّةِ الْمُضِلِّينَ كَفَانَا اللّٰهُ شَرَّهُمْ

فصل اول: گمراہ کرنے والے حکمرانوں کا بیان، اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے شر سے محفوظ رکھے

(۱۲۰۷۲)۔ قَالَ عُمَرُ يَعْنِي لِكَعْبٍ: إِنِّي أَسْأَلُكَ عَنْ أَمْرٍ فَلَا تَكْتُمْنِي، قَالَ: وَاللّٰهِ! لَا أَكْتُمُكَ شَيْئًا أَعْلَمُهُ، قَالَ: مَا أَخْوَفُ شَيْءٍ تَخَوَّفُهُ عَلَى أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: أَئِمَّةً مُضِلِّينَ، قَالَ عُمَرُ: صَدَقْتَ قَدْ أَسَرَّ ذٰلِكَ إِلَيَّ، وَأَعْلَمَنِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (مسند احمد: ۲۹۳)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا کعب رضی اللہ عنہ سے کہا: میں تم سے ایک بات پوچھتا ہوں، تم نے مجھ سے کوئی بات چھپانی نہیں ہے، سیدنا کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: میں جو کچھ جانتا ہوں، اللہ کی قسم! اس میں سے کچھ بھی آپ سے نہیں چھپاؤں گا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تم امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سب سے زیادہ کس چیز سے خوف کھاتے ہیں؟ انہوں نے کہا: گمراہ کرنے والے حکمرانوں سے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تم نے درست کہا ہے، اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ بات راز دارانہ انداز سے بتلائی تھی۔

(۱۲۰۷۳)۔ وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رضی اللہ عنہ يَقُولُ: كُنْتُ مُخَاصِرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا إِلَى مَنْزِلِهِ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((غَيْرُ الدَّجَّالِ أَخْوَفُ عَلَى أُمَّتِي مِنَ الدَّجَّالِ۔)) فَلَمَّا خَشِيتُ أَنْ يَدْخُلَ قُلْتُ: يَا رَسُولَ

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو بہ پہلو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کی طرف جا رہا تھا کہ میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''دجال کے علاوہ بھی ایک فتنہ ہے، جس کا مجھے اپنی امت پر اندیشہ ہے۔'' جب میں اس بات سے ڈرا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنے گھر میں

(۱۲۰۷۲) تخریج: اسنادہ ضعیف، زھیر بن سالم لم یسمع من عمر، وقال الدارقطنی: حمصی منکر الحدیث (انظر: ۲۹۳)

(۱۲۰۷۳) تخریج: صحیح لغیرہ (انظر: ۲۱۲۹۷)

اللّٰہِ! أَیُّ شَیْءٍ أَخْوَفُ عَلٰی أُمَّتِكَ مِنَ الدَّجَّالِ، قَالَ: ((اَلْأَئِمَّۃَ الْمُضِلِّیْنَ۔)) (مسند احمد: ۲۱۶۲۲)

داخل ہونے لگے ہیں تو میں نے کہا: اللہ کے رسول! آپ اپنی امت پر دجال سے بھی زیادہ کس بات کا اندیشہ رکھتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''گمراہ کرنے والے حکمرانوں کا۔''

فوائد:...... دجال مسلمانوں اور کافروں دونوں کے حق میں بہت بڑی آزمائش ہوگا، مسلمانوں کے لیے موت سے پہلے اور کافروں کے لیے موت کے بعد، لیکن یہ آزمائش مسلمانوں کے لیے وقتی ہے، بالآخروہ سرمدی اور ابدی کامیابی حاصل کرلیں گے، گمراہ حکمرانوں کا مضرّ پہلو دجال کے شرّ وفساد سے بھی زیادہ ہے، کیونکہ رعایا کا جو آدمی ظالم حکمرانوں کی موافقت کرنے لگے، اس کا دین و دنیا خسارے میں پڑ جاتے ہیں اور جو ان کی مخالفت کرے، وہ مصائب کی دھونکنی میں دھونک دیا جاتا ہے یا پھر اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔

ماضی اور حال میں ظالم اور گمراہ حکمرانوں کے قول و کردار نے اِن احادیثِ مبارکہ کی توضیح وتصدیق کر دی ہے۔

(۱۲۰۷٤)۔ وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ: عَهِدَ اِلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلَیْکُمْ الْاَئِمَّةُ الضَّلُّوْنَ۔)) (مسند احمد: ۲۸۰۳۳)

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے تاکیداً فرمایا کہ'' مجھے تم پر سب سے زیادہ ڈر گمراہ حکمرانوں کا ہے۔''

فوائد:...... ''اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِهِمْ'' ......لوگ اپنے بادشاہوں والا دین اختیار کرتے ہیں۔ جیسا حکمران ہوگا، ویسی رعایا ہوگی۔ ظالم و جابر حکمرانوں سے عوام بری طرح متاثر ہوتی ہے۔ جو لوگ منافقت اور چاپلوسی کرتے ہوئے ان کے ساتھ مل جاتے ہیں، وہ دین و دنیا میں خسارہ اٹھاتے ہیں اور جو ان سے دور رہنے میں عافیت سمجھتے ہیں، ان کو بھی کئی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، یا تو ان کو قید و بند کی صعوبتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، یا موت کے گھاٹ اترنا پڑتا ہے، یا پھر حکمرانوں کی پابندیوں کے مطابق زندگی گزارنی پڑتی ہے۔

یہ بھی ممکن ہے کہ اس حدیث سے مراد گمراہ کن مذہبی پیشوا اور مشائخ ہوں، جو اپنے مریدوں کا اعتقاد بڑھانے اور حسنِ عقیدت قائم رکھنے کے لیے ہزاروں طرح کے مکروفریب کرتے ہیں اور اپنے مریدوں اور معتقدوں کو راضی رکھنے کے لیے ان کے خلافِ شرع کاموں پر سکوت اختیار کرتے ہیں، لعنت ہو ایسی مولویت اور مشائخیت پر، تر نوالوں کی خاطر شریعت کو مسخ کر رہے ہیں۔ آخر سلف صالحین بھی پیشوا تھے، جو اپنے لیے خود کمائی کرتے اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضامندی کی خاطر لوگوں کو نصیحت کرتے، وہ دنیا داروں کے خوف وخطر، پاس ولحاظ اور خفگی و ناراضگی کی کوئی پروانہ کرتے۔

(۱۲۰۷٤) تخریج: صحیح لغیرہ، اخرجہ الطیالسی: ۹۷۵، والدارمی: ۲۱۱ (انظر: ۲۷٤۸۵)

اَلْفَصْلُ الثَّانِي فِيْ اِمَارَةِ السُّفَهَاءِ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهُمْ

فصل دوم: بے وقوفوں، نا اہل لوگوں کی حکومت کا بیان، ہم ان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے ہیں

(۱۲۰۷۵)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِكَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ: ((أَعَاذَكَ اللّٰهُ مِنْ إِمَارَةِ السُّفَهَاءِ۔)) قَالَ: وَمَا إِمَارَةُ السُّفَهَاءِ؟ قَالَ: ((أُمَرَاءُ يَكُونُونَ بَعْدِي لَا يَقْتَدُوْنَ بِهَدْيِي، وَلَا يَسْتَنُّونَ بِسُنَّتِي، فَمَنْ صَدَّقَهُمْ بِكَذِبِهِمْ، وَأَعَانَهُمْ عَلٰى ظُلْمِهِمْ، فَأُولَئِكَ لَيْسُوا مِنِّي، وَلَسْتُ مِنْهُمْ، وَلَا يَرِدُوْا ❶ عَلَيَّ حَوْضِي، وَمَنْ لَمْ يُصَدِّقْهُمْ بِكَذِبِهِمْ، وَلَمْ يُعِنْهُمْ عَلٰى ظُلْمِهِمْ، فَأُولَئِكَ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُمْ، وَسَيَرِدُوْا عَلَيَّ حَوْضِي۔)) (مسند احمد: ۱٤٤٩٤)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "اللہ تمہیں بے وقوفوں اور نا اہل لوگوں کی حکمرانی سے بچائے۔" سیدنا کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: بے وقوفوں کی حکومت سے کیا مراد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو امراء میرے بعد آئیں گے، وہ میرے طریقے کی اقتداء نہیں کریں گے اور میری سنتوں پر عمل نہیں کریں گے، جس نے ان کے جھوٹے ہونے کے باوجود ان کی تصدیق کی اور ان کے ظلم وجور کے باوجود ان کی مدد کی، ان کا مجھ سے اور میرا ان سے کوئی تعلق نہیں ہوگا اور نہ وہ مجھ پر میرے حوض پر آئیں گے اور جس نے ان کے جھوٹ کی تصدیق نہیں کی اور نہ ان کے ظلم پر ان کی اعانت نہ کی، وہ میرے ہیں اور میں ان کا ہوں اور یہی لوگ میرے پاس میرے حوض پر آئیں گے۔"

(۱۲۰۷٦)۔ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ دَخَلَ وَنَحْنُ تِسْعَةٌ، وَبَيْنَنَا وِسَادَةٌ مِنْ أَدَمٍ، فَقَالَ: ((إِنَّهَا سَتَكُونُ بَعْدِي أُمَرَاءُ، يَكْذِبُونَ وَيَظْلِمُونَ، فَمَنْ دَخَلَ عَلَيْهِمْ فَصَدَّقَهُمْ بِكِذْبِهِمْ۔)) فَذَكَرَ نَحْوَهُ۔ (مسند احمد: ۱۸۳۰٦)

سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے، ہم نو آدمی تھے، ہمارے درمیان چمڑے کا ایک تکیہ پڑا تھا، آپ نے فرمایا: "عنقریب میرے بعد ایسے حکمران آئیں گے، جو جھوٹ بولیں گے اور ظلم کریں گے، جو ان کے پاس گیا اور ان کے جھوٹ پر ان کی تصدیق کی، ......" پھر سابق روایت کی طرح کے الفاظ ذکر کیے۔

(۱۲۰۷۵) تخریج: اسناده صحیح علی شرط مسلم، اخرجه ابن حبان: ٤٥١٤، والحاکم: ٤/ ٤٢٢، والدارمی: ۲۷۷٦ (انظر: ۱٤٤٤۱)

(۱۲۰۷٦) تخریج: اسناده صحیح، اخرجه النسائی: ۷/ ۱٦۰، والترمذی: ۲۲۵۹ (انظر: ۱۸۱۲٦)

❶ مضارع کے نونِ اعرابی گرنے کی ظاہری کوئی وجہ نظر نہیں آتی (محقق مسند)۔ (عبداللہ رفیق)

(۱۲۰۷۷)۔ وَعَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ۔ (مسند احمد: ۲۳۶۴۹)

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم ﷺ سے اسی قسم کی حدیث بیان کیا ہے۔

فوائد:...... اس حدیث کا متن یہ ہے: ((إِنَّهَا سَتَكُونُ أُمَرَاءُ يَكْذِبُونَ وَيَظْلِمُونَ فَمَنْ صَدَّقَهُمْ بِكَذِبِهِمْ وَأَعَانَهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ فَلَيْسَ مِنَّا وَلَسْتُ مِنْهُمْ وَلَا يَرِدُ عَلَيَّ الْحَوْضَ وَمَنْ لَمْ يُصَدِّقْهُمْ بِكَذِبِهِمْ وَلَمْ يُعِنْهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ فَهُوَ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ وَسَيَرِدُ عَلَيَّ الْحَوْضَ۔))......

''عنقریب جھوٹ بولنے والے اور ظلم کرنے والے امراء ہوں گے، جو ان کے جھوٹ کی تصدیق کرے گا اور ان کے ظلم پر ان کی مدد کرے گا، وہ نہ مجھ سے ہوگا اور نہ میں اس سے ہوں گا اور ایسا آدمی میرے پاس حوض پر نہیں آئے گا، لیکن جو شخص ان کے جھوٹ پر ان کی تصدیق نہیں کرے گا اور ان کے ظلم پر ان کی مدد نہیں کرے گا، پس وہ مجھ سے ہوگا اور میں اس سے ہوں گا اور وہ میرے پاس حوض پر آئے گا۔''

(۱۲۰۷۸)۔ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَنَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ بَعْدَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ، رَفَعَ بَصَرَهُ إِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ خَفَضَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ قَدْ حَدَثَ فِي السَّمَاءِ شَيْءٌ، فَقَالَ: ((أَلَا إِنَّهُ سَيَكُونُ بَعْدِي أُمَرَاءُ يَكْذِبُونَ وَيَظْلِمُونَ، فَمَنْ صَدَّقَهُمْ بِكَذِبِهِمْ وَمَالَأَهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ، فَلَيْسَ مِنِّي وَلَا أَنَا مِنْهُ، وَمَنْ لَمْ يُصَدِّقْهُمْ بِكَذِبِهِمْ وَلَمْ يُمَالِئْهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ فَهُوَ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ، أَلَا وَإِنَّ دَمَ الْمُسْلِمِ كَفَّارَتُهُ، أَلَا وَإِنَّ سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، هُنَّ الْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ۔)) (مسند احمد: ۱۸۵۴۳)

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم عشاء کی نماز کے بعد مسجد میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے، آپ ﷺ نے آسمان کی طرف اپنی نظر اٹھائی اور پھر اسے نیچے کیا، یہاں تک کہ ہم نے سمجھا کہ آسمان پر کوئی اہم واقعہ رونما ہوا ہے، اتنے میں آپ ﷺ نے فرمایا: ''خبردار! میرے بعد ایسے حکمران آئیں گے، جو جھوٹ بولیں گے اور ظلم کریں گے، جس نے ان کے جھوٹ کی تصدیق کی اور ظلم پر ان کی مدد کی، اس کا مجھ سے اور میرا اس سے کوئی تعلق نہیں اور جس نے ان کی جھوٹ کی تصدیق نہیں کی اور ان کے ظلم پر ان کی موافقت نہ کی، وہ میرا اور میں اس کا ہوں، خبردار! مسلمان کا خون کفارہ ہے اور یہ کلمات باقی رہنے والے اعمال صالحہ ہیں: سُبْحَانَ اللهِ، اَلْحَمْدُ لِلَّهِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ اور اَللّٰهُ أَكْبَرُ۔

(۱۲۰۷۷) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، اخرجه البزار: ۲۸۳۴، والطبرانی فی "الاوسط": ۸۴۸۶، والطبرانی فی "الكبير": ۳۰۲۰ (انظر: ۲۳۲۶۰)

(۱۲۰۷۸) تخريج: صحيح لغيره (انظر: ۱۸۳۵۳)

(۱۲۰۷۹)۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّهُ سَيَكُونُ عَلَيْكُمْ أُمَرَاءُ وَتَرَوْنَ أَثَرَةً۔)) قَالَ: قَالُوْا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَمَا يَصْنَعُ مَنْ أَدْرَكَ ذَاكَ مِنَّا؟ قَالَ: ((أَدُّوا الْحَقَّ الَّذِي عَلَيْكُمْ، وَسَلُوْا اللّٰهَ الَّذِي لَكُمْ۔)) وَفِي رِوَايَةٍ: ((إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِيْ أَثَرَةً وَأُمُوْرًا تُنْكِرُوْنَهَا۔)) قَالَ: قُلْنَا: مَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: ((أَدُّوْا لَهُمْ حَقَّهُمْ، وَسَلُو اللّٰهَ حَقَّكُمْ۔)) (مسند احمد: ۳٦٤۰)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عنقریب تمہارے اوپر کچھ حکمران مسلط ہوں گے، تم دیکھو گے کہ وہ مستحقین پر غیر مستحق لوگوں کو ترجیح دیں گے۔“ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! جو آدمی ایسے حالات پائے، وہ کیا کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارے ذمہ جو حقوق ہوں، تم ان کو ادا کرنا اور جو تمہارے حقوق ہوں، تم ان کا اللہ تعالیٰ سے سوال کرنا۔“ ایک روایت میں ہے: ”تم میرے بعد دیکھو گے کہ نا اہل اور غیر مستحق لوگوں کو ترجیح دی جائے گی اور تم ایسے ایسے کام دیکھو گے جنہیں تم اچھا نہیں سمجھو گے۔“ ہم نے کہا: ایسی صورت حال میں آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارے ذمے ان کے جو حقوق ہوں، تم انہیں ادا کرتے رہنا اور اپنے حقوق کا اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے رہنا۔“

فوائد:...... رعایا کی انتہائی اہم ذمہ داری یہ ہے کہ وہ ہر زمان و مکاں میں حکمت، مصلحت اور اپنے حالات سے متعلقہ ارشاداتِ نبوی کا خیال رکھے، جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں، اگر حکمران اپنی عوام کے حقوق ادا نہ کر رہے ہوں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ رعایا بھی ظلم پر اتر آئے اور اپنے حکمرانوں کے حقوق کو نظر انداز کر دے، کیونکہ ایسے جذبات کا نتیجہ ظلم و ستم اور خانہ جنگی کے علاوہ کچھ نہیں ہے، نسلیں تباہ کروانے سے بہتر ہے کہ حق تلفی پر صبر کر لیا جائے۔

نبی کریم ﷺ کی شریعت کا کمال اور حسن یہ ہے کہ ہر وقت اور ہر مقام کے حالات سے نپٹنے کے لیے اس میں رہنمائی ملتی ہے۔

(۱۲۰۸۰)۔ (وَعَنْهُ بِلَفْظٍ آخَرَ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّهُ سَيَلِي أَمْرَكُمْ مِنْ بَعْدِي رِجَالٌ يُطْفِئُوْنَ السُّنَّةَ، وَيُحْدِثُوْنَ بِدْعَةً، وَيُؤَخِّرُوْنَ الصَّلَاةَ عَنْ مَوَاقِيتِهَا۔)) قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ بِي

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرے بعد تم پر ایسے لوگ حکمران ہوں گے، جو سنتوں کو مٹائیں گے، بدعات کو فروغ دیں گے اور نمازوں کو ان کے مقررہ اوقات سے مؤخر کریں گے۔“ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر میں ان لوگوں کو

(۱۲۰۷۹) تخريج: اخرجه البخاري: ۷۰۵۲، ومسلم: ۱۸٤۳ (انظر: ۳٦٤۰)
(۱۲۰۸۰) تخريج: اسناده حسن، اخرجه ابن ماجه: ۲۸٦٥ (انظر: ۳۷۸۹)

إِذَا أَدْرَكْتُهُمْ، قَالَ: ((لَيْسَ يَا ابْنَ أُمِّ عَبْدٍ! طَاعَةٌ لِمَنْ عَصَى اللّٰهَ۔)) قَالَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔ (مسند احمد: ۳۷۸۹)

پالوں تو میرے لیے کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ام عبد کے بیٹے! اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والے کی اطاعت نہیں ہے۔'' آپ ﷺ نے تین بار یہ بات ارشاد فرمائی۔

فوائد:...... نبی کریم ﷺ نے اپنے اس ارشاد پر عمل کرنے کے لیے بھی حکمتوں اور مصلحتوں کی تعلیم دی ہے، مثال کے طور پر اگر حکمران نمازوں کو ان کے اوقات سے ہی مؤخر کر دیں تو مخفی انداز میں نماز کو اس کے وقت پر ادا کر لیا جائے گا اور اگر ایسے حکمرانوں کی جماعت کے موقع پر بھی بندہ حاضر ہو تو وہ نفل کی نیت کر کے ان کے ساتھ شریک ہو گا اور یہ نہیں کہے گا کہ اس نے تو نماز ادا کر لی ہے۔

(۱۲۰۸۱)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((سَيَكُونُ عَلَيْكُمْ أُمَرَاءُ يَأْمُرُونَكُمْ بِمَا لَا يَفْعَلُونَ، فَمَنْ صَدَّقَهُمْ بِكِذْبِهِمْ، وَأَعَانَهُمْ عَلٰى ظُلْمِهِمْ، فَلَيْسَ مِنِّي وَلَسْتُ مِنْهُ، وَلَنْ يَرِدَ عَلَيَّ الْحَوْضَ۔)) (مسند احمد: ۵۷۰۲)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب تمہارے اوپر ایسے حکمران آئیں گے کہ وہ تمہیں ایسی باتوں کا حکم دیں گے جن پر خود عمل نہیں کریں گے، جس نے ان کے جھوٹ پر ان کی تصدیق کی اور ان کے ظلم پر ان کی مدد کی، وہ مجھ سے نہیں اور میں اس سے نہیں، ایسا آدمی ہرگز میرے پاس حوض پر نہیں آئے گا۔''

(۱۲۰۸۲)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((تَكُونُ أُمَرَاءُ تَغْشَاهُمْ غَوَاشٍ أَوْ حَوَاشٍ مِنَ النَّاسِ، يَظْلِمُونَ وَيَكْذِبُونَ، فَمَنْ دَخَلَ عَلَيْهِمْ، فَصَدَّقَهُمْ بِكَذِبِهِمْ، وَأَعَانَهُمْ عَلٰى ظُلْمِهِمْ، فَلَيْسَ مِنِّي وَلَسْتُ مِنْهُ، وَمَنْ لَمْ يَدْخُلْ عَلَيْهِمْ، وَيُصَدِّقْهُمْ بِكَذِبِهِمْ، وَيُعِنْهُمْ عَلٰى ظُلْمِهِمْ، فَهُوَ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ۔)) (مسند احمد: ۱۱۲۱۰)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کچھ حکمران ہوں گے کمینے قسم کے لوگ ان کے پاس کثرت سے ہوں گے، وہ ظلم کریں گے اور جھوٹ بولیں گے، جو آدمی ان کے پاس جا کر ان کے جھوٹ کی تصدیق کرے گا اور ان کے ظلم پر ان کی اعانت کرے گا، اس کا مجھ سے اور میرا اس سے کچھ تعلق نہیں ہے اور جو آدمی ان کے پاس نہ گیا اور ان کے جھوٹ کی تصدیق نہ کی اور نہ ظلم پر ان کی مدد کی، وہ مجھ سے ہے اور میں اس کا ہوں۔''

فوائد:...... اگر کوئی حکمران راہِ اعتدال سے ہٹ جائے اور ظاہری اسباب کے مطابق اس کی اصلاح بھی مشکل لگ رہی ہو تو اس سے کنارہ کشی کی جائے اور دور رہنے کی کوشش کی جائے۔

(۱۲۰۸۱) تخریج: صحیح لغیرہ (انظر: ۵۷۰۲)

(۱۲۰۸۲) تخریج: حدیث صحیح، اخرجه ابویعلی: ۱۲۸۶، والطیالسی: ۲۲۲۳، و ابن حبان: ۲۸۶ (انظر: ۱۱۱۹۲)

(١٢٠٨٣)۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّهُ حَدَّثَهُمْ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((ضَافَ ضَيْفٌ رَجُلًا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ، وَفِي دَارِهِ كَلْبَةٌ مُجِحٌّ، فَقَالَتِ الْكَلْبَةُ: وَاللّٰهِ! لَا أَنْبَحُ ضَيْفَ أَهْلِي، قَالَ: فَعَوٰى جِرَاؤُهَا فِي بَطْنِهَا، قَالَ: قِيلَ: مَا هٰذَا؟ قَالَ: فَأَوْحَى اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلٰى رَجُلٍ مِنْهُمْ، هٰذَا مَثَلُ أُمَّةٍ تَكُونُ مِنْ بَعْدِكُمْ، يَقْهَرُ سُفَهَاؤُهَا أَحْلَامَهَا۔)) (مسند احمد: ٦٥٨٨)

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”بنی اسرائیل میں ایک آدمی دوسرے کے ہاں مہمان ٹھہرا، میزبان کے گھر میں ایک حاملہ کتیا تھی، کتیا نے سوچا، اللہ کی قسم! میں اپنے مالکوں کے مہمان کو نہیں بھونکوں گی۔“ اتنے میں اس کے پیٹ کا پلا مسلسل چیخنے لگ گیا، کسی نے کہا: یہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے ان میں سے ایک آدمی کی طرف وحی کی کہ یہ اس امت کی مثال ہے، جو تمہارے بعد آئے گی، اس کے بیوقوف لوگ اس کے عقلمندوں پر غالب آ جائیں گے۔“

(١٢٠٨٤)۔ وَعَنْ خَبَّابِ بْنِ الْأَرَتِّ قَالَ: إِنَّا لَقُعُودٌ عَلٰى بَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، نَنْتَظِرُ أَنْ يَخْرُجَ لِصَلَاةِ الظُّهْرِ، إِذْ خَرَجَ عَلَيْنَا، فَقَالَ: ((اسْمَعُوْا۔)) فَقُلْنَا: سَمِعْنَا، ثُمَّ قَالَ: ((اسْمَعُوْا۔)) فَقُلْنَا: سَمِعْنَا، فَقَالَ: ((إِنَّهُ سَيَكُونُ عَلَيْكُمْ أُمَرَاءُ فَلَا تُعِينُوهُمْ عَلٰى ظُلْمِهِمْ، فَمَنْ صَدَّقَهُمْ بِكَذِبِهِمْ، فَلَنْ يَرِدَ عَلَيَّ الْحَوْضَ۔)) (مسند احمد: ٢١٣٨٩)

سیدنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے دروازے پر بیٹھے اس انتظار میں تھے کہ آپ ﷺ نمازِ ظہر کے لیے باہر تشریف لائیں گے، آپ باہر تشریف لائے اور فرمایا: ”سنو!“ ہم نے عرض کیا: جی ہم سن رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے دوبارہ فرمایا: ”سنو!“ ہم نے کہا: ہم سن رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”عنقریب تمہارے اوپر حکمران مسلط ہوں گے، تم نے ان کے ظلم پر ان کی مدد نہیں کرنا، جس نے ان کے جھوٹ پر ان کی تصدیق کی وہ حوضِ کوثر پر میرے پاس نہیں آئے گا۔“

(١٢٠٨٥)۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((سَيَكُوْنُ أُمَرَاءُ بَعْدِيْ، يَقُوْلُوْنَ مَالَا يَفْعَلُوْنَ، وَيَفْعَلُوْنَ مَالَا يُؤْمَرُوْنَ۔)) (مسند احمد: ٤٣٦٣)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرے بعد عنقریب ایسے حکمران آئیں گے، جو ایسی باتیں کریں گے، جن پر ان کا اپنا عمل نہیں ہوگا اور وہ جو کچھ کریں گے، اس کا ان کو حکم نہیں دیا جائے گا۔“

(١٢٠٨٣) تخريج: اسناده ضعيف، ابو عوانة سمع من عطاء قبل الاختلاط وبعده، وكان لا يعقل ذا من ذا، فقال ابن معين: لايُحتج بحديثه، اخرجه البزار: ٣٣٧٢(انظر: ٦٥٨٨)

(١٢٠٨٤) تخريج: صحيح لغيره، اخرجه ابن حبان: ٢٨٤، والطبراني: ٣٦٢٧، والحاكم: ١/ ٧٨ (انظر: ٢١٠٧٤)

(١٢٠٨٥) تخريج: اسناده قوي اخرجه ابن حبان: ١٧٧ (انظر: ٤٣٦٣)

فوائد:...... عصر حاضر کے حکمرانوں اوران کے حواریوں کوبھی بیان بازی اور بڑھکیں مارنے کا بڑا شوق ہے، حکومتی خزانے کولٹا کر سوشل ویلفیئر سے متعلقہ چند کام کر کے اپنے نام کے یوں کتبے لگاتے ہیں اور افتتاح کرتے ہیں، جیسے ان کے باپوں نے ذاتی زمین فروخت کر کے یہ عوامی خدمت سرانجام دی ہو، چار کلومیٹر کی سڑک مرمت کروا کے اور ایک پرائمری سکول تعمیر کر کے شہنشاہِ تعمیرات بن جاتے ہیں۔

(۱۲۰۸۶)۔ حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ، وَأَبُو الْمُنْذِرِ إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُمَرَ قَالَا: ثَنَا كَامِلٌ، قَالَ: ثَنَا أَبُو صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتّٰى تَصِيرَ لِلُكَعٍ۔)) قَالَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُمَرَ: حَتّٰى تَصِيرَ لِلُكَعِ بْنِ لُكَعٍ، و قَالَ ابْنُ أَبِي بُكَيْرٍ: لِلَكِيعِ بْنِ لَكِيعٍ، و قَالَ أَسْوَدُ: يَعْنِي اللَّئِيمَ بْنَ اللَّئِيمِ۔ (مسند احمد: ۸۳۰۵)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دنیا اس وقت تک ختم نہیں ہوگی، جب تک کہ یہ حقیر کی ملکیت میں نہیں آ جائے گی۔'' اسمٰعیل بن عمر اور ابن بکیر نے کہا: ''جب تک یہ حقیر بن حقیر کی ملکیت میں نہیں آ جائے گی۔'' اسود راوی نے اس کا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ اس سے مراد برا شخص کا برا بیٹا ہے۔

فوائد:...... ''لکع بن لکع'' (کمینہ بن کمینہ) سے مراد وہ شخص ہے، جو ردی اور گھٹیا نسب والا ہوگا اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس سے مراد ایسا شخص ہو جس کا نسب غیر معروف ہو اور لوگ اس کی تعریف نہ کرتے ہوں۔

(۱۲۰۸۷)۔ وَعَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ نِيَارٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم مِثْلُهُ۔ (مسند احمد: ۱۵۹۳۱)

سیدنا ابو بردہ بن نیاز رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قسم کی حدیث بیان کی ہے۔

(۱۲۰۸۸)۔ عَنْ شُرَيْحِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ وَعَمْرِو بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ وَأَبِي أُمَامَةَ، قَالَا: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ الْأَمِيرَ إِذَا ابْتَغَى الرِّيبَةَ فِي النَّاسِ أَفْسَدَهُمْ۔)) (مسند احمد: ۲۴۳۱۶)

سیدنا مقداد بن اسود اور سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب حاکم لوگوں کے عیوب ڈھونڈنا شروع کر دیتا ہے تو وہ ان کو خراب کر دیتا ہے۔''

(۱۲۰۸۶) تخریج: حسن لغیرہ (انظر: ۸۳۲۲)

(۱۲۰۸۷) تخریج: اسنادہ حسن، اخرجہ الطبرانی فی ''الکبیر'': ۲۲/ ۵۱۲ (انظر: ۱۵۸۳۷)

(۱۲۰۸۸) تخریج: حدیث حسن، اخرجہ ابوداود: ٤٨٨٩ (انظر: ۲۳۸۱۵)

فوائد:...... جو حاکم اپنی رعایا کے لیے خیر و بھلائی کا طالب ہوگا، وہ کسی بڑی ضرورت اور مصلحت کے بغیر ان کے معائب و نقائص تلاش نہیں کرے گا، نبی کریم ﷺ تو عیوب پر پردہ ڈالنے کی کوشش کیا کرتے تھے۔

(۱۲۰۸۹)۔ وَعَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ شَدَّدَ سُلْطَانَهُ بِمَعْصِيَةِ اللّٰهِ، أَوْهَنَ اللّٰهُ كَيْدَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) (مسند احمد: ۲۴۳۴۲)

سیدنا قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی اللہ کی معصیت کر کے اپنے بادشاہ کو تقویت پہنچاتا ہے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے مکر کو کمزور اور ناکام کر دے گا۔''

(۱۲۰۹۰)۔ وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا بَلَغَ بَنُو آلِ فُلَانٍ ثَلَاثِينَ رَجُلًا، اتَّخَذُوْا مَالَ اللّٰهِ دُوَلًا، وَدِينَ اللّٰهِ دَخَلًا، وَعِبَادَ اللّٰهِ خَوَلًا۔)) (مسند احمد: ۱۱۷۸۰)

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب فلاں آدمی کی اولاد کی تعداد تیس ہو جائے گی تو یہ لوگ اللہ کے مال کو آپس میں ہی ادل بدل کریں گے، اللہ تعالیٰ کے دین میں عیب و نقص نکالیں گے اور اللہ کے بندوں کو غلام بنا لیں گے۔''

فوائد:...... ایک روایت میں فلاں آدمی کی بجائے ابو عاص کی اولاد کا ذکر ہے۔

بنو ابی العاص سے مراد بنو امیہ ہیں، جن کے دور حکومت میں اس باب میں مذکورہ احادیث کا مصداق بننے والے خلفاء موجود تھے۔

(۱۲۰۹۱)۔ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، قَالَ: أَقْبَلَ مَرْوَانُ يَوْمًا، فَوَجَدَ رَجُلًا وَاضِعًا وَجْهَهُ عَلَى الْقَبْرِ فَقَالَ: أَتَدْرِي مَا تَصْنَعُ؟ فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ فَإِذَا هُوَ أَبُو أَيُّوبَ، فَقَالَ: نَعَمْ، جِئْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ آتِ الْحَجَرَ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((لَا تَبْكُوا عَلَى الدِّينِ إِذَا وَلِيَهُ أَهْلُهُ،

داود بن ابی صالح کہتے ہیں کہ ایک دن مروان آیا اور اس نے ایک آدمی کو دیکھا کہ اس نے اپنا چہرہ قبر کے اوپر رکھا ہوا تھا، مروان نے کہا: کیا تو جانتا ہے کہ تو کیا کر رہا ہے؟ جب وہ اس پر متوجہ ہوئے تو دیکھا کہ وہ تو سیدنا ابو ایوب تھے، پس انہوں نے کہا: ہاں، میں جانتا ہوں، میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا ہوں، نہ کہ کسی پتھر کے پاس، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ ''جب دین کے وارث اہل اور مستحق لوگ ہوں تو تم دین پر مت رونا، البتہ تم دین پر اس وقت رونا،

(۱۲۰۸۹) تخریج: اسناده ضعیف لضعف عبد الله بن لهيعة، ولانقطاعه بين يزيد بن ابى حبيب وقيس بن سعد (انظر: ۲۳۸٤۱)

(۱۲۰۹۰) تخریج: صحيح، قاله الالبانى، اخرجه البزار: ۱٦۲۰، والحاكم: ٤/ ٤۸۰ (انظر: ۱۱۷۵۸)

(۱۲۰۹۱) تخریج: اسناده ضعيف لجهالة داود بن ابى صالح، وكثير بن زيد مختلف فيه، اخرجه الحاكم: ٤/ ٥١٥، والطبرانى فى "الكبير": ۳۹۹۹ (انظر: ۲۳٥۸٥)

وَلٰكِنِ ابْكُوا عَلَيْهِ إِذَا وَلِيَهُ غَيْرُ أَهْلِهِ۔)) جب نا اہل لوگ اس کے وارث اور مالک بن جائیں گے۔''
(مسند احمد: ۲۳۹۸۳)

فوائد:...... جب نا اہل لوگ دین کے ذمہ دار بن جاتے ہیں اور وہ دینی معاملات کو ہینڈل کرتے ہیں تو واقعی رونا آتا ہے کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔

(۱۲۰۹۲)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُولُ: وَيَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ، قَالَ: دَخَلَ عَائِذُ بْنُ عَمْرٍو، قَالَ يَزِيدُ: وَكَانَ مِنْ صَالِحِي أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، عَلٰى عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ زِيَادٍ، فَقَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((شَرُّ الرِّعَاءِ الْحُطَمَةُ۔)) قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: فَأَظُنُّهُ قَالَ: إِيَّاكَ أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ، وَلَمْ يَشُكَّ يَزِيدُ فَقَالَ: اجْلِسْ إِنَّمَا أَنْتَ مِنْ نُخَالَةِ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ، قَالَ: وَهَلْ كَانَتْ لَهُمْ أَوْ فِيهِمْ نُخَالَةٌ، إِنَّمَا كَانَتِ النُّخَالَةُ بَعْدَهُمْ وَفِي غَيْرِهِمْ۔ (مسند احمد: ۲۰۹۱۳)

حسن کہتے ہیں کہ سیدنا عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ ، جو کہ نیکوکار صحابہ میں سے تھے، عبید اللہ بن زیاد کے ہاں گئے، اور انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بدترین حکمران وہ ہوں گے جو لوگوں پر ظلم ڈھائیں گے، پس تو ان میں سے ہونے سے بچ جا۔'' آگے سے ابن زیاد نے کہا: بیٹھ جا، تو تو آٹے کے چھانن کی طرح کم تر صحابہ میں سے ہے، انھوں نے کہا: صحابۂ کرام میں سے کم تر کوئی نہیں تھا، یہ کمتری تو بعد والوں میں اور غیر صحابہ میں پائی جاتی ہے۔

فوائد:...... امام البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: "الْحُطَمَةُ" ایسے بے درد و ظالم چرواہے کو کہتے ہیں جو اونٹوں کو پانی پلانے کے لیے لے جانے اور واپس لے آنے اور ان کو ہانکنے میں ان سے سختی سے پیش آتا ہے اور ان پر ظلم کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے برے حکمران کے لیے یہ لفظ بطورِ ضرب المثل بیان کیا ہے، جیسا کہ "النهاية" میں ہے۔ (صحیحہ: ۲۸۸۵)
ظالم حاکم کے بہت زیادہ مفاسد ہیں، اس کی رعایا کا کوئی بندہ بھی اس سے متأثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا اور ظلم و بربریت کی وجہ سے ایسے حاکموں کے دماغ بھی ماؤف ہو چکے ہوتے ہیں اور کئی مظلوم انسانوں کا بارِ گراں ان کے سر پر ہوتا ہے۔ نیز معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت کا ہر فرد اعلی اور بلند پایا ہے، ہم میں سے کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ ان میں سے کسی ہستی پر کوئی تنقید کرے یا ان کو برا بھلا کہے۔

(۱۲۰۹۲) تخريج: اخرجه مسلم: ۱۸۳۰ (انظر: ۲۰۶۳۷)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ فِیْ اِمَارَةِ الصِّبْیَانِ
فصل سوم: لڑکوں کی حکمرانی کا بیان

(۱۲۰۹۳)۔ عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُولُ: ((هَلَاكُ أُمَّتِی عَلٰی یَدِ غِلْمَةٍ مِنْ قُرَیْشٍ۔)) قَالَ مَرْوَانُ: وَهُوَ مَعَنَا فِی الْحَلْقَةِ قَبْلَ أَنْ یَلِیَ شَیْئًا، فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَیْهِمْ غِلْمَةً، قَالَ: وَأَمَا وَاللّٰهِ لَوْ أَشَاءُ أَقُولُ بَنُو فُلَانٍ وَبَنُو فُلَانٍ لَفَعَلْتُ، قَالَ: فَقُمْتُ أَخْرُجُ أَنَا مَعَ أَبِی وَجَدِّی إِلٰی مَرْوَانَ بَعْدَمَا مُلِّكُوا، فَإِذَا هُمْ یُبَایِعُونَ الصِّبْیَانَ مِنْهُمْ، وَمَنْ یُبَایِعُ لَهُ، وَهُوَ فِی خِرْقَةٍ، قَالَ لَنَا: هَلْ عَسٰی أَصْحَابُكُمْ هٰؤُلَاءِ أَنْ یَكُونُوا الَّذِینَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَیْرَةَ یَذْكُرُ أَنَّ هٰذِهِ الْمُلُوكَ یُشْبِهُ بَعْضُهَا بَعْضًا۔ (مسند احمد: ۸۲۸۷)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت کی ہلاکت قریش کے لڑکوں کے ہاتھوں سے ہوگی۔'' اس وقت مروان بھی ہمارے ساتھ اس حلقہ درس میں موجود تھا اور ابھی اسے حکومت نہیں ملی تھی، یہ سن کر وہ کہنے لگا: ان نوجوانوں پر اللہ کی لعنت ہو۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! اگر میں چاہوں تو بیان کر سکتا اور بتا سکتا ہوں کہ وہ بنو فلاں اور بنو فلاں ہوں گے۔ یعنی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ان کے قبائل اور خاندانوں کے ناموں سے بھی واقف تھے، بعد میں جب مروان کا خاندان برسر اقتدار آیا تو میں اپنے والد اور دادا کے ہمراہ مروان کے ہاں گیا، وہ اپنے لڑکوں کے حق میں بیعت لے رہے تھے اور بیعت کرنے والے بھی لڑکے ہی تھے، مروان شاہی لباس زیب تن کیے ہوئے تھے، اس نے ہم سے کہا: میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو سنا تھا کہ وہ ذکر کر رہے تھے کہ یہ بادشاہ ایک دوسرے کے مشابہ ہیں۔

(۱۲۰۹۴)۔ عَنْ مَالِكِ بْنِ ظَالِمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَیْرَةَ یَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، أَبَا الْقَاسِمِ عَلَیْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ الصَّادِقَ الْمَصْدُوقَ، یَقُولُ: ((إِنَّ هَلَاكَ أُمَّتِی أَوْ فَسَادَ أُمَّتِی رُءُ وسٌ أُمَرَاءُ أُغَیْلِمَةٌ سُفَهَاءُ مِنْ قُرَیْشٍ۔)) (مسند احمد: ۷۹۶۱)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابو القاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی گئی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت کی ہلاکت اور فساد قریش کے ناسمجھ نوجوان حکمرانوں کے ہاتھوں سے ہوگا۔''

(۱۲۰۹۵)۔ وَعَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

(۱۲۰۹۳) تخریج: اخرجه البخاری: ۳۶۰۵ (انظر: ۸۳۰۴)

(۱۲۰۹۴) تخریج: حدیث صحیح، وانظر الحدیث السابق

(۱۲۰۹۵) تخریج: صحیح، قاله الالبانی، اخرجه البزار: ۳۳۵۸ (انظر: ۸۶۵۴)

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ رَأْسِ السَّبْعِيْنَ، وَإِمَارَةِ الصِّبْيَانِ۔)) (مسند احمد: ٨٦٣٩)

یہ فرماتے ہوئے سنا: ''ستر سال کے بعد والے دور سے اور لڑکوں کی حکومت سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرو۔''

فوائد:...... سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کی ہلاکت قریشی لڑکوں کے ہاتھوں پر ہوگی۔'' (بخاری)

ابن ابی شیبہ کی روایت ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بازار میں چلتے اور کہتے تھے: اے اللہ! نہ مجھے ساٹھ سن ہجری والا سال پائے اور نہ لڑکوں کی امارت۔

اس میں یہ اشارہ دیا گیا ہے کہ پہلے لڑکے کی امارت کا ظہور ٦٠ ھ میں ہوگا اور ایسے ہی ہوا، یزید بن معاویہ خلیفہ بنا اور چونسٹھ سن ہجری تک باقی رہا، اس کی یہ عادت بھی تھی کہ وہ مختلف علاقوں سے بزرگوں کو معزول کر کے اپنے چھوٹی عمر کے قرابتداروں کو والی بناتا تھا۔ اس کی وفات کے بعد اس کا بیٹا معاویہ والی بنا جو کچھ مہینوں کے بعد مر گیا۔

ہلاکت یہ ہے کہ وہ امارت و بادشاہت طلب کرنے کے لیے اور اس کی وجہ سے لوگوں سے لڑیں گے، اس طرح لوگوں کے احوال میں فساد آ جائے گا اور پے در پے فتنوں کا ظہور ہوگا اور ایسے ہی ہوا اور دل خراش واقعات پیش آئے۔

اس حدیث سے یہ بھی پتہ چلا کہ ظالم بادشاہوں کے خلاف بغاوت کرنے سے گریز کیا جائے، کیونکہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ان بادشاہوں کے نام بھی جانتے تھے اور یہ بھی بتلایا تھا کہ امت کی ہلاکت ان کے ہاتھوں پر ہوگی، لیکن اس کے باوجود انھوں نے بغاوت کا حکم نہ دیا، کیونکہ بغاوت کی وجہ سے جہاں ہلاکتیں زیادہ ہوتی تھیں، وہاں اطاعت کے امور سے دوری بھی ہوتی تھی، اس لیے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے خفیف مفسدت اور آسان کام کو اختیار کیا۔

(١٢٠٩٦)۔ عَنْ عَامِرِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَامِرِ بْنِ شَهْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ كَلِمَتَيْنِ، مِنَ النَّبِيِّ ﷺ، كَلِمَةً وَمِنَ النَّجَاشِيِّ أُخْرٰى، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((انْظُرُوْا قُرَيْشًا فَخُذُوْا مِنْ قَوْلِهِمْ، وَذَرُوْا فِعْلَهُمْ۔)) وَكُنْتُ عِنْدَ النَّجَاشِيِّ جَالِسًا فَجَاءَ ابْنُهُ مِنَ الْكُتَّابِ فَقَرَأَ آيَةً مِنَ الْإِنْجِيلِ، فَعَرَفْتُهَا أَوْ فَهِمْتُهَا فَضَحِكْتُ، فَقَالَ: مِمَّ تَضْحَكُ

سیدنا عامر بن شہر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے دو خاص باتیں سنی ہیں، ایک نبی کریم ﷺ اور دوسری نجاشی سے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ ''تم قریش پر نظر رکھنا، تم نے ان کی باتیں قبول کر لینی ہیں اور ان کے کردار کو چھوڑ دینا ہے۔'' اور میں نجاشی کے ہاں بیٹھا ہوا تھا کہ اس کا بیٹا ایک کتاب لے کر آیا، اس نے انجیل کی ایک آیت پڑھی، میں نے اسے سمجھ لیا تو میں ہنس پڑا، نجاشی نے کہا: تم کس بات پر ہنسے ہو؟ کیا تم اللہ تعالیٰ کی کتاب سن کر ہنسے ہو؟

(١٢٠٩٦) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، اخرجه ابن حبان: ٤٥٨٥، وابن ابی شيبة: ١٥/ ٢٣١، وابويعلى: ٦٨٦٤ (انظر: ١٥٥٣٦)

أَمِنْ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى؟ فَوَاللّٰهِ! إِنَّ مِمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ أَنَّ اللَّعْنَةَ تَكُونُ فِي الْأَرْضِ، إِذَا كَانَ أُمَرَاؤُهَا الصِّبْيَانَ۔ (مسند احمد: ۱۵٦۲۱)

اللہ کی قسم! عیسیٰ بن مریم پر جو باتیں نازل کی گئی تھیں، ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ جب دنیا میں نوجوان حکمران ہوں گے تو زمین پر لعنت اترے گی۔

فوائد:...... اگر کوئی حکمران بن جائے تو جہاں تک ہو سکے، اس کے ساتھ گزارہ کرنے کی کوشش کی جائے اور اس پر کیچڑ نہ اچھالا جائے، وگرنہ بغاوت کے نتائج سنگین ہوتے ہیں۔

اَلْفَصْلُ الرَّابِعُ فِيْ إِمَارَةِ النِّسَاء

فصل چہارم: خواتین کی حکومت وسربراہی کا بیان

(۱۲۰۹۷)۔ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ أَنَّهُ شَهِدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَتَاهُ بَشِيرٌ يُبَشِّرُهُ بِظَفَرِ جُنْدٍ لَهُ عَلٰى عَدُوِّهِمْ وَرَأْسُهُ فِي حِجْرِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، فَقَامَ فَخَرَّ سَاجِدًا، ثُمَّ أَنْشَأَ يُسَائِلُ الْبَشِيرَ، فَأَخْبَرَهُ فِيمَا أَخْبَرَهُ أَنَّهُ وَلِيَ أَمْرَهُمْ امْرَأَةٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اَلْآنَ هَلَكَتِ الرِّجَالُ إِذَا أَطَاعَتِ النِّسَاءَ، هَلَكَتِ الرِّجَالُ إِذَا أَطَاعَتِ النِّسَاءَ ثَلَاثًا۔)) (مسند احمد: ۲۰۷۲۹)

سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں موجود تھے، ایک خوشخبری دینے والے قاصد نے آ کر مسلمانوں کی دشمن پر فتح کی نوید سنائی، اس وقت آپ کا سر مبارک سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی گود میں تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور سجدہ ریز ہوگئے، اس کے بعد آپ اس قاصد سے حالات دریافت کرنے لگے، اس نے آپ کو جو خبریں دیں ان میں سے ایک خبر یہ بھی تھی کہ ایک عورت دشمنوں پر حکمران بن چکی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب مرد عورتوں کی اطاعت کرنے لگیں گے تو وہ ہلاک ہو جائیں گے، مرد جب عورتوں کی اطاعت کرنے لگے تو وہ ہلاک ہو جائیں گے۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات تین مرتبہ فرمائی۔

(۱۲۰۹۸)۔ (وَعَنْهُ أَيْضًا) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ يَلِيْ أَمْرَ فَارِسٍ)) قَالُوْا: اِمْرَأَةٌ، قَالَ: ((مَا أَفْلَحَ قَوْمٌ يَلِيْ أَمْرَهُمْ اِمْرَأَةٌ۔)) (مسند احمد: ۲۰۷۸۲)

سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایران کا حکمران کون ہے؟'' صحابہ نے بتلایا کہ ایک عورت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ قوم فلاح نہیں پا سکتی، جس پر عورت حکمران ہو۔''

(۱۲۰۹۷) تخريج: اسناده ضعيف لضعف بكار بن عبد العزيز، وابوه عبد العزيز روى عنه جمع، وذكره ابن حبان و العجلي في "الثقات"، اخرج قصة سجود الشكر ابوداود: ۲۷۷٤، والترمذي: ۱۵۷۸، وابن ماجه: ۱۳۹٤ (انظر: ۲۰٤۵۵)

(۱۲۰۹۸) تخريج: حديث صحيح، اخرجه الطيالسي: ۸۷۸، وابن ابي شيبة: ۱۵/ ۲٦٦ (انظر: ۲۰۵۰۸)

(۱۲۰۹۹)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ آخَرَ) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِلَفْظِ: ((لَنْ يُفْلِحَ قَوْمٌ تَمْلِكُهُمْ اِمْرَاَةٌ۔)) (مسند احمد: ۲۰۶۷۳)

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس قوم پر عورت حکمران ہو وہ ہرگز فلاح نہیں پا سکتی۔''

(۱۲۱۰۰)۔ وَعَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَنْ يُفْلِحَ قَوْمٌ اَسْنَدُوْا اَمْرَهُمْ اِلٰى اِمْرَاَةٍ۔)) (مسند احمد: ۲۰۶۷۳)

سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''وہ قوم ہرگز فلاح نہیں پا سکتی، جو اپنے معاملات کو عورتوں کے سپرد کر دیتی ہے۔''

(۱۲۱۰۱)۔ وَفِیْ رِوَايَةٍ عَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ: اَنَّ رَجُلًا مِنْ اَهْلِ فَارِسٍ اَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((اِنَّ رَبِّیْ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَدْ قَتَلَ رَبَّكَ)) (يَعْنِىْ كِسْرٰى)، قَالَ: وَقِيْلَ لَهُ (يَعْنِى لِلنَّبِيِّ ﷺ): اِنَّهُ قَدِ اسْتَخْلَفَ اِبْنَتَهُ، قَالَ: فَقَالَ: ((لَا يُفْلِحُ قَوْمٌ تَمْلِكُهُمْ امْرَاَةٌ۔)) (مسند احمد: ۲۰۷۱۰)

سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اہل فارس میں سے ایک آدمی، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے ربّ تبارک وتعالیٰ نے تمہارے ربّ یعنی کسریٰ کو قتل کر دیا ہے۔'' پھر آپ ﷺ کو بتلایا گیا کہ اس نے اپنی بیٹی کو اپنا نائب بنا رکھا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ قوم فلاح نہیں پائے گی، جس پر عورت حکمران ہو۔''

فوائد:...... شریعتِ اسلامیہ میں عورت کی اہمیت اور حقوق مسلمہ ہیں، لیکن حکمرانی اور حاکمیت کے معاملات مردوں کے ساتھ خاص ہیں، عورتوں کا ان امور میں کوئی حق نہیں ہے، وہ معاشرہ اپنی مثال آپ ہے، جس میں خواتین و حضرات اپنی اپنی ذمہ داریاں سمجھتے ہوں اور ان کو نبھاتے ہوں، آپ غور کریں کہ عورت کے لیے مسجد کی بہ نسبت گھر کے مخفی مقام میں فرض نماز پڑھنا افضل اور بہتر قرار دیا گیا ہے، اگرچہ مسجد میں آنے کی اجازت دی گئی ہے۔

(۱۲۰۹۹) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

(۱۲۱۰۰) تخریج: انظر الحدیث السابق

(۱۲۱۰۱) تخریج: حدیث صحیح، اخرج القطعة الثانیة البخاری: ۴۴۲۵، ۷۰۹۹ (انظر: ۲۰۴۳۸)

اَلْبَابُ السَّادِسُ فِیْ وُجُوْبِ طَاعَةِ اُوْلِی الْاَمْرِ اِلَّا مِنْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَوُجُوْبِ النُّصْحِ لَهُمْ، وَالتَّحْذِيْرِ مِنْ مُخَالَفَةِ الْجَمَاعَةِ وَفِيْهِ فُصُوْلٌ

باب ششم: اس امر کا بیان کہ حکمرانوں کی اطاعت واجب ہے، اگر وہ اللہ تعالیٰ کی معصیت کا حکم دیں تو ان کی اطاعت نہ کی جائے گی، نیز حکمرانوں کی خیر خواہی کی جائے اور مسلمانوں کی جماعت کی مخالفت کرنے سے بچا جائے اس میں کئی فصلیں ہیں

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ: فِیْ وُجُوْبِ طَاعَةِ اُوْلِی الْاَمْرِ، وَعَدَمِ الْخُرُوْجِ عَلَيْهِمْ

فصل اول: حکمرانوں کی اطاعت کے وجوب اور ان کی بغاوت نہ کرنے کا بیان

وضاحت: حکمرانوں کے رعایا پر کیا حقوق ہیں اور رعایا کو مختلف قسم کے حکمرانوں کے ساتھ کیسے وابستہ رہنا چاہیے؟ یہ انتہائی محتاط اور پیچیدہ معاملہ ہے، حکمران کے مزاج کو سمجھنا، نیک حکمران کی برائی پر گرفت کرنا، برے حکمران کے حقوق کو پورا کرنا، حکمران کے سامنے کلمۂ حق کہنا، حکمرانوں کے ساتھ رہ کر شریعت پر عمل کرنا، کیا حکمران کی ہر قابل اعتراض بات یا کام پر طعن کیا جائے، کون سے حکمران کے ساتھ مصلحت والا معاملہ کیا جائے، حکمرانوں کے ساتھ موافقت یا مخالفت کا اظہار کیسے کیا جائے، حکمران کے ساتھ صبر کی صورتیں کیا ہو سکتی ہیں، کون سے حکمران پر کھلے عام اعتراض کیا جا سکتا ہے، کفرگاہوں میں اور کافر حکمرانوں کے ساتھ مسلم اقلیت کا تعلق کیا ہوگا اور وہاں اسلام پر کتنا اور کیسے عمل کیا جائے گا؟ ان تمام سوالات کے جوابات اور یہ تمام صورتیں احادیثِ مبارکہ میں موجود ہیں اور تقریباً یہ تمام حالات عملی طور پر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں پیش آ چکے ہیں۔

ہمارا مقصود یہ ہے کہ حکمرانوں سے متعلقہ تمام احکام کا علم ہونا چاہیے تاکہ کہیں بھی جذباتی فیصلے کی ندامت نہ اٹھانی پڑے، ذہن نشین کر لیں کہ معاشرے اور حکمرانوں میں پائے جانے والے شرّ کو دبانے اور مٹانے سے پہلے اسلام سے ہدایات لی جائیں گی، ممکن ہوگا کہ وہ شرّ بہت جلدی دب جائے، لیکن دیر بھی لگ سکتی ہے اور ممکن ہے کہ آپ اپنی پوری زندگی میں اس شرّ کو دبانے میں کامیاب نہ ہو سکیں۔ ان گزارشات کا مطلب یہ نہیں ہے کہ شرّ کے ساتھ صلح کر لی جائے اور تبلیغِ اسلام کا حق ادا نہ کیا جائے، ہمارا مقصود یہ ہے کہ اسلام نے جس مصلحت کو سراہا ہے، اس کی روشنی میں امورِ اسلام سرانجام دیئے جائیں۔

اب آپ ﷺ درج ذیل اور اس موضوع سے متعلقہ احادیثِ مبارکہ پر غور کریں۔

(۱۲۱۰۲)۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: جَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتْلُوْ عَلَيَّ هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا﴾ حَتّٰى فَرَغَ مِنَ الْآيَةِ، ثُمَّ قَالَ: ((يَا أَبَا ذَرٍّ! لَوْ أَنَّ النَّاسَ كُلَّهُمْ أَخَذُوا بِهَا لَكَفَتْهُمْ۔)) قَالَ: فَجَعَلَ يَتْلُو بِهَا وَيُرَدِّدُهَا عَلَيَّ حَتّٰى نَعَسْتُ، ثُمَّ قَالَ: ((يَا أَبَا ذَرٍّ كَيْفَ تَصْنَعُ إِنْ أُخْرِجْتَ مِنَ الْمَدِينَةِ؟)) قَالَ: قُلْتُ: إِلَى السَّعَةِ وَالدَّعَةِ أَنْطَلِقُ حَتّٰى أَكُونَ حَمَامَةً مِنْ حَمَامِ مَكَّةَ، قَالَ: ((كَيْفَ تَصْنَعُ إِنْ أُخْرِجْتَ مِنْ مَكَّةَ؟)) قَالَ: قُلْتُ: إِلَى السَّعَةِ وَالدَّعَةِ إِلَى الشَّامِ وَالْأَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ، قَالَ: ((وَكَيْفَ تَصْنَعُ إِنْ أُخْرِجْتَ مِنَ الشَّامِ؟)) قَالَ: قُلْتُ: إِذَنْ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ أَضَعَ سَيْفِي عَلٰى عَاتِقِي، قَالَ: ((أَوَ خَيْرٌ مِنْ ذٰلِكَ؟)) قَالَ: قُلْتُ: أَوَ خَيْرٌ مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ: ((تَسْمَعُ وَتُطِيعُ وَإِنْ كَانَ عَبْدًا حَبَشِيًّا۔)) (مسند احمد: ۲۱۸۸٤)

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کی: ﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا﴾ ...... ''جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے نکلنے کی جگہ بنا دیتا ہے۔'' اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: 'اے ابو ذر! اگر سب لوگ اس آیت پر عمل کرنے لگ جائیں تو یہ آیت ان سب کے لیے کافی ہوگی۔'' آپ ﷺ اس آیت کو پڑھتے اور میرے سامنے بار بار دہراتے رہے، یہاں تک کہ میں اونگھنے لگا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابو ذر! اگر تمہیں مدینہ سے نکال دیا گیا، تو تم کیا کرو گے؟'' انھوں نے کہا: میں کسی ایسے علاقے میں چلا جاؤں گا، جہاں وسعت اور فراخی ہوگی، میں مکہ جا کر اس کے کبوتروں میں سے ایک کبوتر بن جاؤں گا۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تمہیں مکہ سے نکال دیا گیا تو پھر کیا کرو گے؟'' سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں وسعت وفراخی والی جگہ شام کی طرف چلا جاؤں گا کہ وہ مقدس سرزمین ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تمہیں شام سے بھی نکال دیا گیا تو تب کیا کرو گے؟ انھوں نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے! تب میں اپنی تلوار اپنے کندھے پر رکھ لوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: '' کیا تجھے اس سے بہتر چیز نہ بتلا دوں؟'' انھوں نے کہا: کیا کوئی کام اس سے بھی بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم حاکم کی بات سننا اور اس کو مان لینا، خواہ وہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔''

فوائد: ...... ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا۔ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهُ إِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ أَمْرِهِ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا﴾ ...... ''اور جو اللہ سے ڈرے گا وہ اس کے لیے نکلنے کا کوئی راستہ بنا دے گا۔ اور اسے رزق دے گا جہاں سے وہ گمان نہیں کرتا اور جو کوئی

(۱۲۱۰۲) تخریج: اسنادہ ضعیف لانقطاعہ، فان ابا السلیل لم یدرك ابا ذر، اخرجه ابن ماجه: ٤٢٢٠ (انظر: ۲۱۵۵۱)

اللہ پر بھروسا کرے تو وہ اسے کافی ہے، بے شک اللہ اپنے کام کو پورا کرنے والا ہے، یقیناً اللہ نے ہر چیز کے لیے ایک اندازہ مقرر کیا ہے۔'' (سورۂ طلاق:۲،۱)

یہ روایت تو ضعیف ہے، لیکن یہ آیت اپنے مضمون میں پر اثر اور واضح نظر آ رہی ہیں۔

(۱۲۱۰۳)۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((يَا أَبَا ذَرٍّ! كَيْفَ أَنْتَ عِنْدَ وُلَاةٍ؟ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: كَيْفَ أَنْتَ وَأَئِمَّةٌ مِنْ بَعْدِيْ؟) يَسْتَأْثِرُونَ عَلَيْكَ بِهٰذَا الْفَيْءِ۔)) قَالَ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، أَضَعُ سَيْفِي عَلٰى عَاتِقِي فَأَضْرِبُ بِهِ حَتّٰى أَلْحَقَكَ، قَالَ: ((أَفَلَا أَدُلُّكَ عَلٰى خَيْرٍ لَكَ مِنْ ذٰلِكَ، تَصْبِرُ حَتّٰى تَلْقَانِيْ۔)) (مسند احمد: ۲۱۸۹۱)

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابوذر! جب ایسے حکمران آ جائیں جو مال کے بارے میں تمہارے اوپر دوسروں کو ترجیح دیں گے تو تم کیا کرو گے؟'' انھوں نے کہا: ''اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے! میں اپنی تلوار اپنے کندھے پر رکھ لوں گا۔ اور پھر اس کے ساتھ لڑنا شروع کر دوں گا، یہاں تک کہ آپ سے آ ملوں گا۔'' آپ ﷺ نے فرمایا، کیا میں تمہیں اس سے بہتر چیز نہ بتلا دوں؟ وہ یہ ہے کہ تم ان حالات پر صبر کرنا، یہاں تک کہ مجھے آ ملو۔'

(۱۲۱۰۴)۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((عَلَيْكَ السَّمْعَ وَالطَّاعَةَ فِي عُسْرِكَ وَيُسْرِكَ، وَمَنْشَطِكَ وَمَكْرَهِكَ، وَأَثَرَةٍ عَلَيْكَ وَلَا تُنَازِعِ الْأَمْرَ أَهْلَهُ، وَإِنْ رَأَيْتَ أَنَّ لَكَ۔)) زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ: ((مَا لَمْ يَأْمُرُوْكَ بِإِثْمٍ بَوَاحٍ۔)) (مسند احمد: ۲۳۱۱۵)

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مشکل ہو یا آسانی، خوشی ہو یا غمی اور خواہ تم پر دوسروں کو ترجیح دی جائے، تم پر لازم ہے کہ تم حکمران کی بات سنو اور اس کو تسلیم کرو اور حکومت کے بارے میں حکومت والوں سے جھگڑا نہ کرو اور تم ان کی اطاعت کرو، جب تک وہ تمہیں صریح گناہ کا حکم نہ دیں۔''

فوائد:...... غور کریں کہ مشکل ہو یا آسانی، خوشی ہو یا غمی، حق تلفی ہو یا حق کی ادائیگی، ہر حال میں حکمران کی بات سننے اور اس کو تسلیم کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

ہاں جب حکمران صریح گناہ کا حکم دیں گے تو تب ان کی اطاعت نہیں کی جائے گی۔

(۱۲۱۰۵)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے

(۱۲۱۰۳) تخریج: اسنادہ ضعیف لجھالۃ خالد بن وھبان، اخرجہ ابوداود: ٤٧٥٩ (انظر: ۲۱۵۵۸)

(۱۲۱۰٤) تخریج: اخرجہ البخاری: ۷۰۵۵، ۷۰۵٦، ومسلم: ص ۱٤۷۰ (انظر: ۲۲۷۳۵)

(۱۲۱۰۵) تخریج: اخرجہ مسلم: ۱۸۳٦ (انظر: ۸۹۵۳)

قَالَ: ((عَلَيْكَ السَّمْعَ وَالطَّاعَةَ فِي عُسْرِكَ وَيُسْرِكَ، وَمَنْشَطِكَ وَمَكْرَهِكَ، وَأَثَرَةٍ عَلَيْكَ۔)) (مسند احمد: ٨٩٤٠)

فرمایا: ''مشکل ہو یا آسانی، خوشی ہو یا ناخوشی اور بیشک تم پر دوسروں کو ترجیح دی جائے، پھر بھی تم نے حکمران کی بات سننی ہے اور اس کو ماننا ہے۔''

(١٢١٠٦)۔ عَنْ أُمِّ الْحُصَيْنِ الْأَحْمَسِيَّةِ، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ بِعَرَفَاتٍ وَهُوَ يَقُولُ: ((وَلَوِ اسْتُعْمِلَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ يَقُودُكُمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ فَاسْمَعُوا لَهُ وَأَطِيعُوا۔)) قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: وَسَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: إِنِّي لَأَرٰى لَهُ السَّمْعَ وَالطَّاعَةَ، فِي الْعُسْرِ وَالْيُسْرِ، وَالْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ۔ (مسند احمد: ٢٧٨١٢)

سیدہ ام حصین احمسیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو عرفات میں خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تمہارے اوپر کسی غلام کو حکمران بنا دیا جائے اور وہ کتاب اللہ کے مطابق تمہاری قیادت و رہنمائی کرے تو تم اس کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو۔'' عبداللہ بن امام احمد کہتے ہیں: میرے والد نے کہا: میں سمجھتا ہوں کہ مشکل ہو یا آسانی، خوشی ہو یا مجبوری، ہر حال میں حکمران کی بات سننی اور اس کی اطاعت کرنی ہے۔

فوائد:...... اگر حکمران قرآن و حدیث کی روشنی میں رعایا کی حکمرانی کر رہا ہو تو پھر تو کوئی چارۂ کار نہیں ہوگا، ما سوائے اس کے کہ اس کی بات مانی جائے، اگرچہ وہ ناقص الخلقت اور ادھورا ہو، مال و دولت سے محروم ہو اور حسن و جمال سے خالی ہو۔

(١٢١٠٧)۔ (وَعَنْهَا مِنْ طَرِيقٍ آخَرَ) قَالَتْ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ، عَلَيْهِ بُرْدٌ لَهُ قَدْ الْتَفَعَ بِهِ مِنْ تَحْتِ إِبْطِهِ، قَالَتْ: فَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى عَضَلَةِ عَضُدِهِ تَرْتَجُّ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! اتَّقُوا اللّٰهَ وَإِنْ أُمِّرَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ مُجَدَّعٌ، فَاسْمَعُوا لَهُ وَأَطِيعُوا مَا أَقَامَ فِيكُمْ كِتَابَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔)) (مسند احمد: ٢٧٨٠٢)

(دوسری سند) سیدہ ام حصین رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ ممبر پر تشریف فرما تھے اور آپ ﷺ پر ایک چادر تھی، جسے آپ ﷺ نے بغل کے نیچے سے نکال کر لپیٹا ہوا تھا، میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے بازو کا پٹھہ حرکت کر رہا تھا، آپ ﷺ نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ''لوگو! اللہ سے ڈر جاؤ، اور اگر چہ تم پر کوئی ناک کٹا حبشی غلام امیر بنا دیا جائے، تم نے اس کی بات سننی ہے اور اس کی اطاعت کرنی ہے، جب تک وہ تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ کی کتاب کو قائم کرے۔''

(١٢١٠٦) تخریج: اخرجه مسلم: ١٨٣٨ (انظر: ٢٧٢٦٩)

(١٢١٠٧) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

(۱۲۱۰۸)۔ عَنْ أَبِی سَعِیدِ الْخُدْرِیِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَكُونُ عَلَيْكُمْ أُمَرَاءُ تَطْمَئِنُّ إِلَيْهِمُ الْقُلُوبُ، وَتَلِينُ لَهُمُ الْجُلُودُ، ثُمَّ يَكُونُ عَلَيْكُمْ أُمَرَاءُ تَشْمَئِزُّ مِنْهُمُ الْقُلُوبُ، وَتَقْشَعِرُّ مِنْهُمُ الْجُلُودُ۔)) فَقَالَ رَجُلٌ: أَنُقَاتِلُهُمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((لَا، مَا أَقَامُوا الصَّلَاةَ۔)) (مسند احمد: ۱۱۲٤۲)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے اوپر ایسے حکمران آئیں گے، جن کی حکمرانی پر تمہارے دل مطمئن ہوں گے اور تمہاری جلد ان کی اطاعت کے لیے نرم ہوگی، لیکن ان کے بعد ایسے حکمران بھی آئیں گے، جن سے تمہارے دل نفرت کریں گے اور ان کے خوف سے تمہارے رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے۔'' ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم ایسے حکمرانوں سے لڑائی کریں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تک وہ نماز قائم رکھیں گے، اس وقت تک ان سے لڑنے کی اجازت نہیں ہوگی۔''

فوائد:...... خیر و بھلائی والے خلفاء اور حکمرانوں کے بعد شرّ والوں نے حکمرانی کے ایسے انداز اختیار کیے کہ ان کی تاریخ پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

(۱۲۱۰۹)۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّهُ سَتَكُونُ أُمَرَاءُ تَعْرِفُونَ وَتُنْكِرُونَ، فَمَنْ أَنْكَرَ فَقَدْ بَرِءَ، وَمَنْ كَرِهَ فَقَدْ سَلِمَ، وَلٰكِنْ مَنْ رَضِيَ وَتَابَعَ۔)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَفَلَا نُقَاتِلُهُمْ؟ قَالَ: ((لَا، مَا صَلَّوْا لَكُمُ الْخَمْسَ۔)) (مسند احمد: ۲۷۰٦۳)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب ایسے حکمران ہوں گے کہ تم ان کے بعض امور کو پسند کرو گے اور بعض کو ناپسند، جس نے ان کے غلط کام پر انکار کیا، وہ بری ہو گیا، (یعنی اس نے اپنی ذمہ داری ادا کر دی) ،جس نے ان کے غلط کام کو ناپسند کیا، وہ بھی (اللہ کی ناراضگی سے) بچ گیا، لیکن جو آدمی ان کے غلط کاموں پر راضی ہو گیا اور ان کی پیروی کرتا رہا، (وہ اللہ کی ناراضگی سے نہیں بچ سکے گا۔) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: اللہ کے رسول! کیا ہم ایسے حکمرانوں سے لڑائی نہ کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، وہ جب تک تمہارے لیے (یعنی تمہارے سامنے) پانچ نماز ادا کرتے رہیں گے، اس وقت تک نہیں لڑنا۔''

فوائد:...... جس نے ایسے حکمرانوں کی اداؤں کو تسلیم کرنے سے انکار کیا، وہ منافقت، حق پوشی اور چاپلوسی کرنے سے بچ جائے گا، جو حسبِ استطاعت خاموش ہو گیا، موافقت کی نہ مخالفت، تو وہ کم از کم ان کے وبال میں شریک

(۱۲۱۰۸) تخریج: صحیح لغیرہ، اخرجه ابویعلی: ۱۳۰۰ (انظر: ۱۱۲۲٤)

(۱۲۱۰۹) تخریج: اخرجه مسلم: ۱۸۵٤ (انظر: ۲٦۵۲۸)

نہیں ہوگا، لیکن جو ان کے ساتھ راضی ہوگیا تو وہ تو ان کی سرکشی، بغاوت اور نافرمانی میں برابر کا شریک ہوگا۔ شاید یہ بات درست ہو کہ موجودہ دور کے تمام حکمران اور ان کے درباری اس قسم کی تمام احادیث کے مصداق ہیں۔

(۱۲۱۱۰)۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اسْمَعُوا وَأَطِيعُوا، وَإِنْ اسْتُعْمِلَ عَلَيْكُمْ حَبَشِيٌّ، كَأَنَّ رَأْسَهُ زَبِيبَةٌ۔)) (مسند احمد: ۱۲۱۵۰)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم حکمران کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو، خواہ تمہارے اوپر کوئی ایسا حبشی حکمران بنا دیا جائے، جس کا سر منقی جیسا ہو۔''

(۱۲۱۱۱)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يُهْلِكُ أُمَّتِي هٰذَا الْحَيُّ مِنْ قُرَيْشٍ۔)) قَالُوْا: فَمَا تَأْمُرُنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((لَوْ أَنَّ النَّاسَ اعْتَزَلُوهُمْ۔)) و قَالَ أَبِي فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ: اضْرِبْ عَلٰى هٰذَا الْحَدِيثِ فَإِنَّهُ خِلَافُ الْأَحَادِيثِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَعْنِي قَوْلَهُ: ((اسْمَعُوا وَأَطِيعُوا وَاصْبِرُوا۔)) (مسند احمد: ۷۹۹۲)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قریش کا قبیلہ میری امت کو ہلاک کرے گا۔'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایسے حالات میں آپ ہمیں کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر لوگ ان سے الگ تھلگ رہیں گے (تو وہ ان کے شرّ سے بچے رہیں گے۔'' امام احمد نے مرض الموت کے دنوں میں کہا: اس حدیث کو مٹا دو، کیونکہ یہ حدیث ان احادیث کے خلاف ہے، جن میں آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم حکمرانوں کی بات سنو، ان کی اطاعت کرو اور صبر کرو۔''

فوائد:...... یہ دو الگ الگ احادیث ہیں اور دونوں کے مصداق الگ الگ حکمران ہیں، ایسے حکمران بھی گزر چکے ہیں کہ ہر حال میں جن کی بات سننا اور ان کی اطاعت کرنا ضروری تھا، لیکن ایسے حکمران بھی ہو گزرے ہیں کہ جن سے اجتناب کرنا بہتر تھا۔

(۱۲۱۱۲)۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ أَطَاعَنِيْ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ، وَمَنْ عَصَانِيْ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ، وَمَنْ أَطَاعَ أَمِيْرِيْ فَقَدْ أَطَاعَنِيْ، وَمَنْ عَصٰى أَمِيْرِيْ فَقَدْ عَصَانِيْ۔)) (مسند احمد: ۷۶۴۳)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے میری اطاعت کی، اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی اطاعت کی، اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی نافرمانی کی، اس نے میری نافرمانی کی۔''

(۱۲۱۱۰) تخریج: اخرجه البخاری: ۶۹۳، ۷۱۴۲ (انظر: ۱۲۱۲۶)
(۱۲۱۱۱) تخریج: اخرجه البخاری: ۳۶۰۴، ومسلم: ۲۹۱۷ (انظر: ۸۰۰۵)
(۱۲۱۱۲) تخریج: اخرجه البخاری: ۷۱۳۷، ومسلم: ۱۸۳۵ (انظر: ۷۶۵۶)

(۱۲۱۱۳)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ: قُرِءَ عَلٰی سُفْيَانَ، سَمِعْتُ أَبَا الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، فَسَمِعْتُ سُفْيَانَ يَقُولُ: ((مَنْ أَطَاعَ أَمِيرِی فَقَدْ أَطَاعَنِی، وَمَنْ أَطَاعَنِی فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ۔)) (مسند احمد: ۷۳۳۱)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی اطاعت کی، اس نے میری اطاعت کی۔ اور جس نے میری اطاعت کی، اس نے دراصل اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔“

فوائد:...... ایسے امیر کی اطاعت کب تک ضروری ہے؟ اگلا باب ملاحظہ ہو۔

(۱۲۱۱٤)۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ عَبَدَ اللّٰهَ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، فَأَقَامَ الصَّلَاةَ، وَآتَى الزَّكَاةَ، وَسَمِعَ وَأَطَاعَ، فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی يُدْخِلُهُ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَ، وَلَهَا ثَمَانِيَةُ أَبْوَابٍ، وَمَنْ عَبَدَ اللّٰهَ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، وَأَقَامَ الصَّلَاةَ، وَآتَى الزَّكَاةَ، وَسَمِعَ وَعَصَى، فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی مِنْ أَمْرِهِ بِالْخِيَارِ، إِنْ شَاءَ رَحِمَهُ وَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ۔)) (مسند احمد: ۲۳۱٤۸)

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی اللہ کی عبادت کرے، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے، نماز قائم کرے، زکوٰۃ ادا کرے، حاکم کی بات سنے اور اس کی اطاعت کرے، جنت کے آٹھ دروازوں میں سے جس دروازے سے چاہے گا، اللہ اسے اسی دروازے سے جنت میں داخل کرے گا اور جو آدمی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے، اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرے، نماز قائم کرے، زکوٰۃ ادا کرے، حاکم کی بات سنے اور اس کی اطاعت نہ کرے، تو اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے، اگر وہ چاہے تو اسے معاف کر دے اور اگر چاہے تو اسے عذاب سے دوچار کرے۔“

اَلْفَصْلُ الثَّانِي فِيْ قَوْلِهِ ﷺ: ((لَا طَاعَةَ لِبَشَرٍ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی))

فصل دوم: اللہ کی نافرمانی کی صورت میں کسی انسان کی اطاعت نہیں ہے

(۱۲۱۱۵)۔ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا طَاعَةَ لِبَشَرٍ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ۔)) (مسند احمد: ۱۰۶۵)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کی معصیت ہو تو کسی بھی انسان کی اطاعت نہیں کی جا سکتی۔“

(۱۲۱۱۳) تخریج: اخرجه البخاری: ۱٤٤۳، ومسلم: ۱۰۲۱ (انظر: ۷۳۳۵)

(۱۲۱۱٤) تخریج: اسناده حسن اخرجه البزار: ۲۷۰٤ (انظر: ۲۲۷٦۸)

(۱۲۱۱۵) تخریج: اسناده صحیح علی شرط الشیخین، اخرجه ابویعلی: ۲۷۹، ۳۷۷، والبزار: ۵۸٦ (انظر: ۱۰٦۵)

(۱۲۱۱۶)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ آخَرَ) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔)) (مسند احمد: ۱۰۹۵)

(دوسری سند) سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی معصیت ہوتی ہو تو مخلوق کی اطاعت نہیں کی جاسکتی۔''

فوائد:...... اصل کلیہ اور ضابطہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کی جائے اور ان دونوں کی نافرمانی سے بچا جائے، کوئی تیسری ہستی ایسی نہیں ہے کہ فرمانبرداری و نافرمانی کے سلسلے میں جس کی حیثیت مستقل بالذات ہے۔

دیکھیں: حدیث نمبر (۳۲۹)

(۱۲۱۱۷)۔ (وَعَنْه) عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَرِيَّةً، وَاسْتَعْمَلَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ، قَالَ: فَلَمَّا خَرَجُوْا، قَالَ: وَجَدَ عَلَيْهِمْ فِيْ شَيْءٍ، فَقَالَ لَهُمْ: أَلَيْسَ قَدْ أَمَرَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ تُطِيْعُوْنِيْ؟ قَالَ: قَالُوْا: بَلٰى، قَالَ: فَقَالَ: اجْمَعُوْا حَطَبًا، ثُمَّ دَعَا بِنَارٍ، فَأَضْرَمَهَا فِيْهِ، ثُمَّ قَالَ: عَزَمْتُ عَلَيْكُمْ لَتَدْخُلُنَّهَا، قَالَ: فَهَمَّ الْقَوْمُ أَنْ يَدْخُلُوْهَا، قَالَ: فَقَالَ لَهُمْ شَابٌّ مِنْهُمْ: إِنَّمَا فَرَرْتُمْ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ النَّارِ، فَلَا تَعْجَلُوْا حَتّٰى تَلْقَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِنْ أَمَرَكُمْ أَنْ تَدْخُلُوْهَا فَادْخُلُوْا، قَالَ: فَرَجَعُوْا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرُوْهُ، فَقَالَ لَهُمْ: ((لَوْ دَخَلْتُمُوْهَا مَا خَرَجْتُمْ مِنْهَا أَبَدًا، إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوْفِ۔))

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک جہادی لشکر روانہ کیا اور ایک نصاری کو ان پر امیر مقرر فرمایا، وہ کسی بات پر اپنے لشکر سے ناراض ہوگیا، اس نے ان سے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ نے تمہیں میری اطاعت کرنے کا حکم نہیں دیا ہے؟ صحابہ نے کہا: جی ہاں، دیا ہے، پس اس نے کہا: لکڑیاں جمع کرو، پھر اس نے آگ منگوا کر ان کو آگ لگا دی اور کہا: میں تم لوگوں کو تاکیدی حکم دیتا ہوں کہ تم اس آگ میں کود جاؤ، بعض لوگوں نے تو واقعی آگ میں گھس جانے کا ارادہ کر لیا، اتنے میں ان میں سے ایک نوجوان نے کہا: تم آگ سے بچنے کے لیے تو رسول اللہ ﷺ کی طرف آئے ہو، لہٰذا جلد بازی نہ کرو، پہلے نبی کریم ﷺ سے تو مل لو، اگر آپ ﷺ نے آگ میں داخل ہونے کا حکم ہی دیا تو داخل ہوجانا، پس جب وہ نبی کریم ﷺ کی طرف لوٹے اور آپ ﷺ کو سارا ماجرہ سنایا تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''اگر تم آگ میں داخل ہوجاتے تو کبھی بھی اس سے نہ نکل سکتے، اطاعت صرف جائز کام میں ہوتی ہے۔''

(۱۲۱۱۶) تخریج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه بنحوه مع القصة البخارى ۷۲۵۷، ومسلم: ۱۸۴۰ (انظر: ۱۰۹۵)

(۱۲۱۱۷) تخريج: اخرجه البخارى: ۴۳۴۰، ومسلم: ۱۸۴۰ (انظر: ۶۲۲)

فوائد:...... کوئی اعلی ہو یا ادنی، حاکم ہو یا محکوم، جس کی بات بھی قرآن وحدیث کے مخالف ہوگی، اس کی کوئی اطاعت نہیں کی جائے گی۔

امام البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: یہ حدیثِ مبارکہ کئی فوائد پر مشتمل ہے، ایک فائدہ یہ ہے: اللہ تعالیٰ کی معصیت میں کسی کی اطاعت نہیں کی جا سکتی، وہ امراء وحکام ہوں یا علماء ومشائخ۔ معلوم ہوا کہ درج ذیل تین گروہ گمراہ ہیں:

(پہلا گروہ)......بعض صوفی منش لوگ اپنے پیروں اور شیخوں کی تقلید کرتے ہیں، اگرچہ وہ ان کو واضح نافرمانی کا حکم دیں، ان کی دلیل یہ ہے کہ وہ درحقیقت نافرمانی نہیں ہوتی، کیونکہ شیخ کی علم ومعرفت کی سطح مرید سے کہیں زیادہ ہوتی ہے اور جو کچھ شیخ دیکھتا ہے، وہ مرید کو نظر نہیں آرہا ہوتا۔

میں ایک ایسے ہی شیخ کو جانتا ہوں، وہ اپنے آپ کو مرشد سمجھتا ہے، وہ ایک دن مسجد میں اپنے مریدوں کے سامنے ایک قصہ بیان کر رہا تھا، جس کا خلاصہ یہ ہے:

ایک صوفی شیخ نے ایک رات اپنے مرید کو حکم دیا کہ وہ اپنے باپ کو قتل کر کے آئے، جو اِس وقت بستر پر اپنی بیوی کے ساتھ لیٹا ہوا تھا، سو اس نے اپنے باپ کو قتل کر دیا اور اس بات پر خوش تھا کہ اس نے اپنے شیخ کے حکم کی تعمیل کی ہے۔ جب شیخ نے اس کی طرف دیکھا تو پوچھا: کیا تو اس گمان میں ہے کہ تو نے اپنے حقیقی باپ کو قتل کر دیا؟ نہیں نہیں۔ وہ تو تیری ماں کا یار تھا، تیرا باپ تو گھر پر موجود ہی نہ تھا۔

اس نے قصہ بیان کر کے اس سے بزعم خود ایک شرعی حکم کا استدلال کرتے ہوئے کہا: جب کوئی شیخ اپنے مرید کو ایسا حکم دے، جو شریعت کے مخالف ہو، تو مرید کو چاہیے کہ وہ اس کی پاسداری کرے۔ تم لوگ دیکھتے نہیں کہ اس شیخ نے اپنے مرید سے یہ مطالبہ کیا کہ وہ اپنے باپ کو قتل کر کے آئے۔ دراصل وہ اسے اس کی ماں کے ساتھ زنا کرنے والے کو قتل کرنے کا حکم دے رہا تھا اور وہ شرعاً قتل کا ہی مستحق تھا۔

قارئین کرام! غور فرمائیں کہ اس قصہ کے باطل ہونے کی کئی وجوہات ہیں، مثال کے طور پر:

(اول)......حدّ نافذ کرنا شیخ کا حق نہیں ہے، وہ کتنا عظیم ہی کیوں نہ ہو، یہ امیر یا والی کا حق ہے۔

(دوم)......اگر اس شیخ کو نفاذِ حدّ کا حق تھا تو اس نے عورت پر حدّ کیوں نہ لگائی؟ کیونکہ وہ دونوں اس برائی میں برابر کے مجرم اور برابر کے سزا کے حقدار تھے۔

(سوم)......شادی شدہ زانی کی حد رجم یعنی پتھروں سے سنگسار کرنا ہے، نہ کہ صرف قتل۔

واضح ہوا کہ شیخ نے کئی طرح سے شریعت کی مخالفت کی، یہی معاملہ اِس مرشد کا ہے، جو اس قصے کو بنیاد بنا کر شیخ کی تقلید کو واجب قرار دے رہا ہے، اگرچہ یہ قصہ شریعت کے مخالف ہے۔

اِس مرشد نے اپنے باطل بیان کے دوران مریدوں سے یہ بات بھی کہی تھی کہ اگر تم اپنے شیخ کی گردن میں صلیب دیکھو تو تم اس پر اعتراض کرنے کا کوئی جواز نہیں رکھتے۔

اگر چہ یہ کلام واضح طور پر باطل ہے اور شرع اور عقل کے مخالف ہے، لیکن اس کے باوجود بااعتماد نوجوانوں سمیت بعض لوگوں پر اس کا جادو چل جاتا ہے۔

اسی قسم کے ایک مرید کے ساتھ اس قصہ کے موضوع پر میرا مباحثہ ہونے لگا، اس نے یہ سارا واقعہ اور اس سے کیا جانے والا استدلال اپنے مرشد سے سنا ہوا تھا۔ اس کے خیال کے مطابق یہ اس شیخ کی کرامت تھی اور اس کا اس قصے کے صحیح ہونے پر مکمل اعتماد تھا۔ اس نے مجھے کہا: تم لوگ کرامتوں کا انکار کرتے ہو۔ لیکن جب میں نے اسے کہا: اگر تیرا شیخ تجھے یہ حکم دے کہ تو اپنے والدین کو قتل کر دے تو کیا اس کی اطاعت کرے گا؟ اس نے کہا: میں ابھی تک اس مقام تک نہیں پہنچا۔

ستیاناس ہو اس قیادت کا، کہ جس سے لوگوں کے عقل ماؤف ہو جاتے ہیں اور وہ ضلالت و گمراہی میں پھنسے ہوئے شیخوں کے اس قدر تابع نظر آتے ہیں۔

(دوسرا گروہ) ......مقلدین کا گروہ، جو اپنے امام کے قول کو نبی کریم ﷺ کی حدیث پر ترجیح دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر جب کسی مقلِّد سے کہا جاتا ہے کہ اقامت ہو جانے کے بعد فجر کی سنتیں نہ پڑھا کرو، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے، تو وہ اس حدیث کی اطاعت نہیں کرے گا، بلکہ یوں لب کشائی کرے گا: ہمارے مذہب میں جائز ہے۔ اسی طرح جب (حنفی) مقلدوں سے کہا جاتا ہے کہ حلالہ والا نکاح باطل ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ایسے کرنے والے پر لعنت کی ہے، تو وہ جواب دے گا: نہیں، نہیں۔ بلکہ فلاں فلاں مذہب کے مطابق جائز ہے۔ اسی طرح کے سینکڑوں مسائل ہیں۔

اکثر محقق علماء وفقہاء کا یہ خیال ہے کہ اس قسم کے مقلد اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا مصداق ہیں: ﴿اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَھُمْ وَ رُھْبَانَھُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ﴾ (سورۂ توبہ: ۳۱) ......''ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو ربّ بنایا ہے۔'' فخر الرازی نے اپنے تفسیر میں اس کی خوب وضاحت کی ہے۔

(تیسرا گروہ) ......وہ لوگ، جو اپنے حکمرانوں کے وضع کردہ ان قوانین وضوابط کی پیروی کرتے ہیں، جو شریعت کے مخالف ہوتے ہیں، جیسے کیمونزم اور اس کے ملتے جلتے نظام۔ اور ان سے بدتر وہ لوگ ہیں، جو شریعت کے ان مخالف امور کو شریعت سے ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ ایسی مصیبت ہے جس نے عصرِ حاضر کے علم و اصلاح کے دعویداروں کا گھیراؤ کر لیا ہے اور عوام کو ان سے بڑا دھوکہ ہوا ہے۔ یہ بات صحیح ہے کہ یہ پیروکار اپنے قائدین سمیت اس آیت کا مصداق بنتے ہیں: ﴿اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَھُمْ وَ رُھْبَانَھُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ﴾ (سورۂ توبہ: ۳۱) ...... ''ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو ربّ بنایا ہے۔'' ہم اللہ تعالیٰ سے حمایت وحفاظت اور سلامتی کا سوال کرتے ہیں۔ (صحیحہ: ۱۸۱)

(۱۲۱۱۸)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ آخَرَ بِنَحْوِهِ) وَفِيْهِ: ((لَوْ دَخَلْتُمُوْهَا لَمْ تَزَالُوْا فِيْهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔)) وَقَالَ لِلْآخَرِيْنَ قَوْلًا حَسَنًا، وَقَالَ: ((لَا طَاعَةَ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوْفِ۔)) (مسند احمد: ۷۲٤)

(دوسری سند) اسی طرح کی حدیث مروی ہے، البتہ اس میں ہے: آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم لوگ آگ میں داخل ہو جاتے تو قیامت تک اسی میں رہتے۔'' اور جن لوگوں نے آگ میں داخل ہونے سے انکار کیا تھا، آپ نے ان کے بارے میں اچھی بات ارشاد فرمائی اور فرمایا: ''اللہ کی معصیت ہو تو کسی کی اطاعت نہیں کی جا سکتی، اطاعت تو صرف جائز کام میں ہوتی ہے۔''

(۱۲۱۱۹)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى الْمَرْءِ فِيمَا أَحَبَّ أَوْ كَرِهَ إِلَّا أَنْ يُؤْمَرَ بِمَعْصِيَةٍ، فَإِنْ أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ۔)) (مسند احمد: ٤٦٦٨)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''انسان پر لازم ہے کہ وہ حکمران کی بات سنے اور اس کی اطاعت کرے، وہ ان امور کو چاہتا ہو یا نہ چاہتا ہو، ماسوائے اس کے کہ جب اس کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا حکم دیا جائے تو اس حکم کو نہ سنے اور نہ اس کی اطاعت کرے۔''

(۱۲۱۲۰)۔ وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا طَاعَةَ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى۔)) (مسند احمد: ۲۰۱٤٦)

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی کوئی فرمانبرداری نہیں ہے۔''

(۱۲۱۲۱)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، أَخْبَرَنَا يُونُسُ وَحُمَيْدٌ، عَنِ الْحَسَنِ، أَنَّ زِيَادًا اسْتَعْمَلَ الْحَكَمَ الْغِفَارِيَّ عَلَى جَيْشٍ، فَأَتَاهُ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ، فَلَقِيَهُ بَيْنَ النَّاسِ فَقَالَ: أَتَدْرِي لِمَ جِئْتُكَ؟ فَقَالَ لَهُ: لِمَ؟ قَالَ: هَلْ تَذْكُرُ قَوْلَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلرَّجُلِ

حسن سے روایت ہے کہ زیاد نے حکم غفاری کو ایک لشکر پر امیر بنایا، سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور لوگوں کے مابین اس سے ملے اور کہا: کیا تم جانتے ہو کہ میں تمہارے ہاں کس لیے آیا ہوں؟ اس نے کہا: جی بتائیں، کس لیے آئے ہیں؟ انہوں نے کہا، کیا تمہیں رسول اللہ ﷺ کی وہ بات یاد ہے جو آپ نے اس آدمی سے ارشاد فرمائی تھی، جسے اس کے امیر نے کہا تھا، آگ میں گھس جا، مگر اس آدمی نے یہ بات

(۱۲۱۱۸) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۱۲۱۱۹) تخریج: اخرجه البخاری: ۲۹۵۵، ۷۱٤٤، ومسلم: ۱۸۳۹ (انظر: ٤٦٦٨)

(۱۲۱۲۰) تخریج: حديث صحيح، اخرجه البزار: ۳۵۹۹ (انظر: ۱۹۹۰٤)

(۱۲۱۲۱) تخریج: حديث صحيح، اخرجه الطبرانی فی "الكبير": ۳۱۵۹، والبزار: ۳۵۸۱، والحاكم: ۳/ ٤٤۳ (انظر: ۲۰٦۵۹)

الَّذِي قَالَ لَهُ أَمِيرُهُ: قَعْ فِي النَّارِ، فَأَدْرَكَ فَاحْتَبَسَ، فَأُخْبِرَ بِذٰلِكَ النَّبِيُّ ﷺ، فَقَالَ: ((لَوْ وَقَعَ فِيهَا لَدَخَلَا النَّارَ جَمِيعًا لَا طَاعَةَ فِي مَعْصِيَةِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى؟)) قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: إِنَّمَا أَرَدْتُ أَنْ أُذَكِّرَكَ هٰذَا الْحَدِيْثَ۔ (مسند احمد: ۲۰۹۳۵)

ماننے سے انکار کیا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا: ''اگر وہ آگ میں داخل ہو جاتا تو وہ دونوں (حکم دینے والا اور اس کو ماننے والا) جہنم میں جاتے، اللہ تعالیٰ کی معصیت ہو رہی ہو تو کسی کی اطاعت نہیں کی جا سکتی۔'' حکم غفاری نے کہا: جی ہاں، یاد ہے۔ پھر سیدنا عمران رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تمہیں یہ حدیث یاد دلانا چاہتا تھا۔

(۱۲۱۲۲)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ: أَرَادَ زِيَادٌ أَنْ يَبْعَثَ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ عَلٰى خُرَاسَانَ فَأَبٰى عَلَيْهِمْ، فَقَالَ لَهُ أَصْحَابُهُ: أَتَرَكْتَ خُرَاسَانَ أَنْ تَكُونَ عَلَيْهَا؟ قَالَ: فَقَالَ: إِنِّي وَاللّٰهِ! مَا يَسُرُّنِي أَنْ أُصَلّٰى بِحَرِّهَا، وَتُصَلُّونَ بِبَرْدِهَا، إِنِّي أَخَافُ إِذَا كُنْتُ فِي نُحُورِ الْعَدُوِّ أَنْ يَأْتِيَنِي كِتَابٌ مِنْ زِيَادٍ، فَإِنْ أَنَا مَضَيْتُ هَلَكْتُ، وَإِنْ رَجَعْتُ ضُرِبَتْ عُنُقِي، قَالَ: فَأَرَادَ الْحَكَمُ بْنُ عَمْرٍو الْغِفَارِيُّ عَلَيْهَا، قَالَ: فَانْقَادَ لِأَمْرِهِ، قَالَ: فَقَالَ عِمْرَانُ: أَلَا أَحَدٌ يَدْعُو لِي الْحَكَمَ، قَالَ: فَانْطَلَقَ الرَّسُولُ، قَالَ: فَأَقْبَلَ الْحَكَمُ إِلَيْهِ، قَالَ: فَدَخَلَ عَلَيْهِ، قَالَ: فَقَالَ عِمْرَانُ لِلْحَكَمِ: أَسَمِعْتَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَا طَاعَةَ لِأَحَدٍ فِي مَعْصِيَةِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى؟)) قَالَ: نَعَمْ، فَقَالَ عِمْرَانُ: لِلّٰهِ الْحَمْدُ أَوِ اللّٰهُ أَكْبَرُ۔ (مسند احمد: ۲۰۹۳۰)

سیدنا عبداللہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ زیاد نے سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کو خراسان کی طرف بھیجنے کا اردہ کیا، لیکن انھوں نے یہ ذمہ داری قبول کرنے سے انکار کر دیا، ان کے ساتھیوں نے ان سے کہا: آپ نے خراسان کی امارت کا انکار کر دیا؟ انہوں نے کہا: مجھے یہ بات اچھی نہیں لگتی کہ امارت کی مشکلات تو میں برداشت کروں اور اس کے ثمرات سے تم فائدہ اٹھاؤ، دراصل میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ اگر میں دشمن کے مقابلے میں ہوں اور زیاد کا خط مجھے ملے، (اس خط کے مطابق) اگر میں آگے بڑھوں تو ہلاک ہوتا ہوں اور اگر پیچھے ہٹوں تو مجھے قتل کر دیا جائے، پس زیاد نے سیدنا حکم بن عمرو غفاری رضی اللہ عنہ کو اس لشکر پر امیر بنانے کا ارادہ کیا اور انھوں نے زیاد کے اس حکم کو تسلیم کر لیا، اُدھر سیدنا عمران رضی اللہ عنہ نے کہا: کوئی ہے جو حکم رضی اللہ عنہ کو میرے پاس بلا لائے؟ ایک آدمی گیا اور حکم رضی اللہ عنہ آ گئے، جب وہ ان کے ہاں پہنچے تو سیدنا عمران رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ ''اللہ تعالیٰ کی معصیت ہوتی ہو تو کسی کی اطاعت نہیں کی جا سکتی۔''؟ انھوں نے کہا، جی ہاں، عمران رضی اللہ عنہ (نے شکر ادا کرتے ہوئے) ''لِلّٰهِ الْحَمْدُ'' یا ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' کہا۔

(۱۲۱۲۲) تخريج: اسناده صحيح (انظر: ۲۰۶۵٤)

(۱۲۱۲۳)۔ وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ حَدَّثَهُ أَنَّ مُعَاذًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ عَلَيْنَا أُمَرَاءُ لَا يَسْتَنُّونَ بِسُنَّتِكَ، وَلَا يَأْخُذُونَ بِأَمْرِكَ، فَمَا تَأْمُرُ فِي أَمْرِهِمْ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا طَاعَةَ لِمَنْ لَمْ يُطِعِ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ۔)) (مسند احمد: ۱۳۲۵۷)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے راویت ہے، سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس بارے میں آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر ہم پر ایسے حکمران مسلط ہو جائیں جو آپ کی سنت کی اقتدا نہ کریں اور آپ کے حکم پر عمل نہ کریں تو ان کے بارے میں ہمارے لیے کیا حکم ہوگا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی اللہ تعالیٰ کی اطاعت نہیں کرتا، اس کی اطاعت نہیں کی جا سکتی۔“

(۱۲۱۲۴)۔ فَقَالَ عُبَادَةُ لِأَبِي هُرَيْرَةَ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! إِنَّكَ لَمْ تَكُنْ مَعَنَا إِذْ بَايَعْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِنَّا بَايَعْنَاهُ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي النَّشَاطِ وَالْكَسَلِ، وَعَلَى النَّفَقَةِ فِي الْيُسْرِ وَالْعُسْرِ، وَعَلَى الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَعَلَى أَنْ نَقُولَ فِي اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى، وَلَا نَخَافَ لَوْمَةَ لَائِمٍ فِيهِ، وَعَلَى أَنْ نَنْصُرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَدِمَ عَلَيْنَا يَثْرِبَ فَنَمْنَعُهُ مِمَّا نَمْنَعُ مِنْهُ أَنْفُسَنَا وَأَزْوَاجَنَا وَأَبْنَاءَنَا، وَلَنَا الْجَنَّةُ، فَهٰذِهِ بَيْعَةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي بَايَعْنَا عَلَيْهَا، فَمَنْ نَكَثَ فَإِنَّمَا يَنْكُثُ عَلَى نَفْسِهِ، وَمَنْ أَوْفَى بِمَا بَايَعَ رَسُولَ اللّٰهِ وَفَّى اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا: ابو ہریرہ! تم تو اس وقت موجود نہ تھے، جب نبی کریم ﷺ ہجرت کر کے ہمارے ہاں یثرب میں تشریف لائے، ہم نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی کہ ہم چستی اور سستی یعنی ہر حال میں آپ کی بات سن کر اس کی اطاعت کریں گے، اور خوش حالی ہو یا تنگ دستی، جب بھی ضرورت پڑی تو ہر حال میں خرچ کریں گے، نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے منع کریں گے، اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی والی بات کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے سے خوف زدہ نہیں ہوں گے، ہم نبی کریم ﷺ کی دل وجان سے مدد کریں گے اور جن جن چیزوں سے ہم اپنی جانوں، بیویوں اور بیٹوں کو بچاتے ہیں، آپ ﷺ کو بھی ان سے بچائیں گے اور اس کے بدلے ہمیں جنت ملے گی۔ یہ وہ امورِ بیعت ہیں، جن پر ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے، جو اس کی خلاف ورزی کرے گا، اس کا وبال اسی

(۱۲۱۲۳) تخريج: اسناده محتمل للتحسين، اخرجه ابويعلى: ٤٠٤٦، والبخارى فى "الكبير": ٦/ ٣٣٢ (انظر: ١٣٢٢٥)

(۱۲۱۲٤) تخريج: اسناده ضعيف، اسماعيل بن عياش ضعيف فى روايته عن غير اهل بلده، وهذا منها، واسماعيل بن رفاعة الانصارى، روى عنه اثنان، واحدهما ضعيف، وذكره ابن حبان فى الثقات (انظر: ٢٢٧٦٩)

بِمَا بَايَعَ عَلَيْهِ نَبِيَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَكَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَنَّ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ قَدْ أَفْسَدَ عَلَيَّ الشَّامَ وَأَهْلَهُ، فَإِمَّا تُكِنُّ إِلَيْكَ عُبَادَةَ، وَإِمَّا أُخَلِّي بَيْنَهُ وَبَيْنَ الشَّامِ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ أَنْ رَحِّلْ عُبَادَةَ حَتَّى تُرْجِعَهُ إِلَى دَارِهِ مِنَ الْمَدِينَةِ، فَبَعَثَ بِعُبَادَةَ حَتَّى قَدِمَ الْمَدِينَةَ، فَدَخَلَ عَلَى عُثْمَانَ فِي الدَّارِ وَلَيْسَ فِي الدَّارِ غَيْرُ رَجُلٍ مِنَ السَّابِقِينَ أَوْ مِنَ التَّابِعِينَ، قَدْ أَدْرَكَ الْقَوْمَ فَلَمْ يَفْجَأْ عُثْمَانَ إِلَّا وَهُوَ قَاعِدٌ فِي جَنْبِ الدَّارِ، فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ فَقَالَ: يَا عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ! مَا لَنَا وَلَكَ؟ فَقَامَ عُبَادَةُ بَيْنَ ظَهْرَيِ النَّاسِ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا الْقَاسِمِ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((إِنَّهُ سَيَلِي أُمُورَكُمْ بَعْدِي رِجَالٌ يُعَرِّفُونَكُمْ مَا تُنْكِرُونَ، وَيُنْكِرُونَ عَلَيْكُمْ مَا تَعْرِفُونَ، فَلَا طَاعَةَ لِمَنْ عَصَى اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى، فَلَا تَعْتَلُّوا بِرَبِّكُمْ۔)) (مسند احمد: ۲۳۱٤۹)

پر ہوگا۔ اللہ کے بارے میں جو بیعت رسول اللہ ﷺ نے لی اور کی ہے، کون ہے جو اپنی بیعت کو ان سے بڑھ کر پورا کرنے والا ہو؟ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ سیدنا عبادہ رضی اللہ عنہ نے شام اور اہل شام کو میرے خلاف کر دیا ہے، آپ یا تو عبادہ رضی اللہ عنہ کو اپنے ہاں بلالیں، ورنہ میں انہیں شام سے باہر نکلوا دوں گا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں لکھا کہ آپ سیدنا عبادہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ واپس بھیج دیں، پس سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبادہ رضی اللہ عنہ کو واپس بھجوا دیا، پس جب وہ مدینہ واپس آئے تو وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ گھر میں ان کے ہاں گئے، گھر میں سابقین اولین میں سے صرف ایک آدمی تھا اور وہ بھی لوگوں کے پاس چلا گیا، عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کے ایک کونے میں تشریف فرما تھے، وہ سیدنا عبادہ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: عبادہ! آپ کا اور ہمارا کیا معاملہ ہے؟ سیدنا عبادہ رضی اللہ عنہ لوگوں کے درمیان کھڑے ہوئے اور کہا: میں نے ابو القاسم محمد رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ ''عنقریب تمہارے معاملات پر ایسے لوگ غالب آ جائیں گے کہ تم جن کاموں کو غلط سمجھتے ہو گے، وہ انہیں صحیح سمجھیں گے اور تم جن کاموں کو اچھا سمجھتے ہو گے، وہ انہیں غلط سمجھیں گے، جو آدمی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے تو اس کی اطاعت نہیں کی جا سکتی، تم اپنے رب کے ہاں اس کی کوئی معذرت پیش نہیں کر سکو گے۔''

فوائد:...... سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کو ہجرت سے قبل مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ جا کر اسلام قبول کرنے اور بیعت عقبہ اولیٰ میں شرکت کا اعزاز حاصل ہوا، اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے ان میں سے بارہ افراد کو نقیب یعنی ذمہ دار اور نگران مقرر کیا تھا، ان نقباء میں سے ایک سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ تھے، حدیث کے شروع میں سیدنا عبادہ اس بیعت والے امور کا ذکر کر رہے ہیں۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ فِيْ وُجُوْبِ مُنَاصَحَةِ أُوْلِي الْأَمْرِ، وَأَمْرِهِمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهْيِهِمْ عَنِ الْمُنْكَرِ

فصل سوم: حکمرانوں کی خیر خواہی کرنے کے وجوب اوران کو بھی نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرتے رہنے کا بیان

(۱۲۱۲۵)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((نَضَّرَ اللّٰهُ عَبْدًا سَمِعَ مَقَالَتِي هٰذِهِ فَحَمَلَهَا، فَرُبَّ حَامِلِ الْفِقْهِ فِيهِ غَيْرُ فَقِيهٍ، وَرُبَّ حَامِلِ الْفِقْهِ إِلٰى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ، ثَلَاثٌ لَا يُغِلُّ عَلَيْهِنَّ صَدْرُ مُسْلِمٍ، إِخْلَاصُ الْعَمَلِ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَمُنَاصَحَةُ أُولِي الْأَمْرِ، وَلُزُوْمُ جَمَاعَةِ الْمُسْلِمِينَ، فَإِنَّ دَعْوَتَهُمْ تُحِيطُ مِنْ وَرَائِهِمْ۔)) (مسند احمد: ۱۳۳۸۳)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس بندے کو تروتازہ اور خوش و خرم رکھے، جس نے میری حدیث سن کر اسے دوسرے تک پہنچایا، فقہی اور علمی بات کو لے جانے والے بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں، جو خود فقیہ نہیں ہوتے اور کئی لوگ اپنے سے زیادہ فقیہ تک احادیث کو پہنچاتے ہیں، تین باتیں ایسی ہیں، جن پر مسلمان کا دل خیانت نہیں کرتا، خالص اللہ تعالیٰ کے لیے عمل کرنا، حکمرانوں کی خیر خواہی کرنا اور مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ رہنا، مسلمانوں کی دعا دوسرے مسلمانوں کو گھیر کر رکھتی ہے۔''

فوائد:...... حکمرانوں کے لیے خیرخواہی یہ ہے کہ امورِ حق میں ان کی اطاعت کی جائے اور ان کی بغاوت نہ کی جائے۔

''تین باتیں ایسی ہیں، جن پر مسلمان کا دل خیانت نہیں کرتا'' اس سے مراد یہ ہے کہ ان تین امور سے دلوں کی اصلاح ہوتی ہے، جس شخص نے ان تین امور کو اپنایا، اس کا دل خیانت اور شرّ سے پاک ہوگیا۔

خیانت نہ کرنے کا مفہوم یہ ہے کہ مومن دیانتدار کے ساتھ حدیث میں مذکور امور سرانجام دیتا ہے اس میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں برتتا اگر یہ لفظ ''یَغِلُ'' پڑھا جائے جو کہ ''وُغول'' سے ہے، جس کا معنی داخل ہونا ہے تو پھر اس کا معنی یہ ہے کہ ان مذکورہ امور سے دلوں کی اصلاح ہوتی ہے اور مومن ان کاموں کو سرانجام دے کر شرور سے بچ جاتا ہے جیسا کہ فوائد کے تحت بیان ہوا۔ (دیکھیں بلوغ الامانی اور نہایۃ ابن اثیر) (عبداللہ رفیق)

(۱۲۱۲۶)۔ حَدَّثَنَا يَزِيدُ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ قَالَا: حَدَّثَنَا الْعَوَّامُ، قَالَ مُحَمَّدٌ: عَنِ الْقَاسِمِ،

قاسم بن عوف شیبانی، ایک آدمی سے بیان کرتے ہیں، اس نے کہا: ہم ابوذر کو کوئی چیز بطور ہدیہ دینا چاہتے تھے، ہم وہ اٹھا

(۱۲۱۲۵) تخریج: صحیح لغیرہ، اخرجه ابن ماجه: ۲۳۶ (انظر: ۱۳۳۵۰)

(۱۲۱۲۶) تخریج: اسنادہ ضعیف لابهام الراوی عن ابی ذر، والقاسم بن عوف الشیبانی ذکر ابن حبان فی ''الثقات'' وضعفه النسائی، وقال ابو حاتم مضطرب الحدیث ومحله عندی الصدق (انظر: ۲۱۴٦۰)

وَقَالَ يَزِيدُ فِي حَدِيثِهِ: حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ عَوْفٍ الشَّيْبَانِيُّ، عَنْ رَجُلٍ، قَالَ: كُنَّا قَدْ حَمَلْنَا لِأَبِي ذَرٍّ شَيْئًا نُرِيدُ أَنْ نُعْطِيَهُ إِيَّاهُ، فَأَتَيْنَا الرَّبَذَةَ، فَسَأَلْنَا عَنْهُ، فَلَمْ نَجِدْهُ، قِيلَ: اسْتَأْذَنَ فِي الْحَجِّ، فَأُذِنَ لَهُ، فَأَتَيْنَاهُ بِالْبَلْدَةِ وَهِيَ مِنًى، فَبَيْنَا نَحْنُ عِنْدَهُ إِذْ قِيلَ لَهُ: إِنَّ عُثْمَانَ صَلَّى أَرْبَعًا، فَاشْتَدَّ ذٰلِكَ عَلَى أَبِي ذَرٍّ، وَقَالَ قَوْلًا شَدِيدًا، وَقَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ، وَصَلَّيْتُ مَعَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ، ثُمَّ قَامَ أَبُو ذَرٍّ فَصَلّٰى أَرْبَعًا، فَقِيلَ لَهُ: عِبْتَ عَلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ شَيْئًا، ثُمَّ صَنَعْتَ، قَالَ: الْخِلَافُ أَشَدُّ، إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَنَا فَقَالَ: ((إِنَّهُ كَائِنٌ بَعْدِي سُلْطَانٌ، فَلَا تُذِلُّوهُ، فَمَنْ أَرَادَ أَنْ يُذِلَّهُ، فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْإِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهِ، وَلَيْسَ بِمَقْبُولٍ مِنْهُ تَوْبَةٌ حَتّٰى يَسُدَّ ثُلْمَتَهُ الَّتِي ثَلَمَ، وَلَيْسَ بِفَاعِلٍ۔)) ثُمَّ يَعُودُ فَيَكُونُ فِيمَنْ يُعِزُّهُ، أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَا يَغْلِبُونَا عَلٰى ثَلَاثٍ، أَنْ نَأْمُرَ بِالْمَعْرُوفِ، وَنَنْهٰى عَنِ الْمُنْكَرِ، وَنُعَلِّمَ النَّاسَ السُّنَنَ۔ (مسند احمد: ۲۱۷۹۲)

کر لے گئے اور ربذہ مقام میں پہنچے، جب ہم نے ان کے متعلق دریافت کیا تو بتلایا گیا کہ انہوں نے حج کے لیے جانے کی اجازت مانگی تھی اور انہیں مل گئی تھی، پھر ہم منیٰ میں ان سے ملے، ہم ان کے ساتھ بیٹھے تھے کہ ان کو بتایا گیا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے منی میں چار رکعت پڑھی ہے، یہ بات ابوذر رضی اللہ عنہ پر بہت گراں گزری اور انہوں نے سخت باتیں کہہ دیں اور پھر کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ یہاں نماز پڑھی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو رکعتیں پڑھی تھیں، میں نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ یہاں منی میں نماز پڑھی ہے (انھوں نے بھی دو رکعتیں پڑھائی ہیں)، اس کے بعد سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر چار رکعات پڑھیں۔ کسی نے ان سے کہا کہ تم نے جس بات کو امیر المومنین کے لیے معیوب سمجھا ہے، اس پر خود عمل کر رہے ہو؟ انہوں نے کہا: اختلاف کرنا بہت برا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ ''میرے بعد ایک بادشاہ آئے گا، تم اسے رسوانہ کرنا، جس نے اسے رسوا کرنے کا ارادہ کیا، اس نے اسلام کی رسی کو اپنی گردن سے اتار پھینکا، اور اس کی توبہ اس وقت تک قبول نہ ہوگی، جب تک اس کی ڈالی ہوئی دراڑ ختم نہ ہو گی، مگر وہ ایسا نہ کر سکے گا۔ یعنی اپنی ڈالی ہوئی دراڑ کو پر نہ کر سکے گا۔ اس کے بعد وہ اس بادشاہ کی عزت کرے گا۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں حکم دیا ہے کہ یہ حکمران تین باتوں میں ہم پر غالب نہ آ جائیں یعنی وہ ہمیں ان تین کاموں سے روک نہ سکیں، بلکہ ہم یہ کام برابر کرتے رہیں۔ امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور لوگوں کو سنتوں کی تعلیم دینا۔

فوائد:...... سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا منی میں پوری نماز ادا کرنا، نماز کے ابواب میں اس کی وجوہات بیان کی جا چکی ہیں۔

(۱۲۱۲۷)۔ وَعَنْ سَعِيدِ بْنِ جُمْهَانَ قَالَ: لَقِيتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى، وَهُوَ مَحْجُوبُ الْبَصَرِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، قَالَ لِي: مَنْ أَنْتَ؟ فَقُلْتُ: أَنَا سَعِيدُ بْنُ جُمْهَانَ، قَالَ: فَمَا فَعَلَ وَالِدُكَ؟ قَالَ: قُلْتُ: قَتَلَتْهُ الْأَزَارِقَةُ، قَالَ: لَعَنَ اللّٰهُ الْأَزَارِقَةَ، لَعَنَ اللّٰهُ الْأَزَارِقَةَ، حَدَّثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّهُمْ كِلَابُ النَّارِ، قَالَ: قُلْتُ: الْأَزَارِقَةُ وَحْدَهُمْ أَمِ الْخَوَارِجُ كُلُّهَا؟ قَالَ: بَلَى الْخَوَارِجُ كُلُّهَا، قَالَ: قُلْتُ: فَإِنَّ السُّلْطَانَ يَظْلِمُ النَّاسَ، وَيَفْعَلُ بِهِمْ، قَالَ: فَتَنَاوَلَ يَدِي فَغَمَزَهَا بِيَدِهِ غَمْزَةً شَدِيدَةً ثُمَّ قَالَ: وَيْحَكَ يَا ابْنَ جُمْهَانَ! عَلَيْكَ بِالسَّوَادِ الْأَعْظَمِ، عَلَيْكَ بِالسَّوَادِ الْأَعْظَمِ، إِنْ كَانَ السُّلْطَانُ يَسْمَعُ مِنْكَ، فَأْتِهِ فِي بَيْتِهِ فَأَخْبِرْهُ بِمَا تَعْلَمُ، فَإِنْ قَبِلَ مِنْكَ، وَإِلَّا فَدَعْهُ فَإِنَّكَ لَسْتَ بِأَعْلَمَ مِنْهُ۔)) (مسند احمد: ۱۹۶۳۵)

سعید بن جمہان سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں سیدنا عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، وہ نابینا ہو چکے تھے، میں نے سلام کہا، انہوں نے مجھ سے پوچھا، تم کون ہو؟ میں نے کہا: میں سعید بن جمہان ہوں، انہوں نے کہا: تمہارے والد کے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا؟ میں نے کہا: ازارقہ نے اسے قتل کر ڈالا۔ انھوں نے کہا: اللہ، ازارقہ پر لعنت کرے، اللہ ازارقہ پر لعنت کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بیان فرمایا تھا کہ ''یہ لوگ جہنم کے کتے ہیں۔'' میں نے پوچھا: صرف ازارقہ یا سارے خوارج؟ انہوں نے کہا: سارے خوارج۔ میں نے کہا: بادشاہ لوگوں پر ظلم ڈھاتا ہے اور کچھ اچھے کام بھی کرتا ہے، (اس کے بارے میں کیا کہنا یا کرنا چاہیے)؟ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر زور سے دبایا اور پھر کہا: اے ابن جمہان! تم پر افسوس، تم سواد اعظم یعنی بڑے لشکر کے ساتھ رہنا، اگر بادشاہ تمہاری بات سنتا ہو تو اس کے گھر میں اس کے پاس جا کر جو کچھ تم جانتے ہو، اس بتلا دینا، اگر وہ آپ کی بات مان لے تو بہتر، ورنہ رہنے دینا، کیونکہ تم اس سے زیادہ نہیں جانتے۔

فوائد:...... حدیث نمبر (۱۲۸۲۲) والے باب میں خوارج کی تفصیل آ رہی ہے۔

(۱۲۱۲۸)۔ وعن شُرَيْحِ بْنِ عُبَيْدٍ الْحَضْرَمِيِّ وَغَيْرِهِ قَالَ: جَلَدَ عِيَاضُ بْنُ غَنْمٍ صَاحِبَ دَارٍ حِينَ فُتِحَتْ، فَأَغْلَظَ لَهُ هِشَامُ بْنُ حَكِيمٍ الْقَوْلَ حَتّٰى غَضِبَ

شریح بن عبید حضرمی وغیرہ سے مروی ہے کہ ایک علاقہ فتح ہوا اور سیدنا عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ نے ایک گھر کے مالک کی پٹائی کردی، سیدنا ہشام بن حکیم بن حزام نے ان کو سخت قسم کی باتیں کہہ دیں، عیاض رضی اللہ عنہ ناراض ہو گئے، کچھ دنوں کے بعد

(۱۲۱۲۷) تخریج: رجالہ ثقات غیر حشرج بن نباتۃ، فقد وثقہ احمد ویحیی بن معین، وابو داود، واختلف قول النسائی فیہ (انظر: ۱۹۴۱۵)

(۱۲۱۲۸) تخریج: صحیح لغیرہ، اخرجہ الطبرانی فی ''الکبیر'': ۱۷/ ۱۰۰۷، والحاکم: ۳/ ۲۹۰ (انظر: ۱۵۳۳۳)

عِیَاضٌ، ثُمَّ مَکَثَ لَیَالِیَ فَأَتَاهُ هِشَامُ بْنُ حَکِیمٍ، فَاعْتَذَرَ إِلَیْهِ، ثُمَّ قَالَ هِشَامٌ لِعِیَاضٍ: أَلَمْ تَسْمَعِ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُولُ: ((إِنَّ مِنْ أَشَدِّ النَّاسِ عَذَابًا أَشَدَّهُمْ عَذَابًا فِی الدُّنْیَا لِلنَّاسِ۔)) فَقَالَ عِیَاضُ بْنُ غَنْمٍ: یَا هِشَامُ بْنَ حَکِیمٍ! قَدْ سَمِعْنَا مَا سَمِعْتَ، وَرَأَیْنَا مَا رَأَیْتَ، أَوَلَمْ تَسْمَعْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُولُ: ((مَنْ أَرَادَ أَنْ یَنْصَحَ لِسُلْطَانٍ بِأَمْرٍ فَلَا یُبْدِلَهُ عَلَانِیَةً، وَلٰکِنْ لِیَأْخُذْ بِیَدِهِ فَیَخْلُوَ بِهِ، فَإِنْ قَبِلَ مِنْهُ فَذَاكَ، وَإِلَّا کَانَ قَدْ أَدَّى الَّذِی عَلَیْهِ لَهُ۔)) وَإِنَّكَ یَا هِشَامُ! لَأَنْتَ الْجَرِیءُ إِذْ تَجْتَرِءُ عَلَى سُلْطَانِ اللّٰهِ، فَهَلَّا خَشِیتَ أَنْ یَقْتُلَكَ السُّلْطَانُ، فَتَکُونَ قَتِیلَ سُلْطَانِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى۔ (مسند احمد: ۱۵٤۰۸)

سیدنا ہشام بن حکیم نے آ کر معذرت کی، پھر سیدنا ہشام نے عیاض رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا تم نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا تھا کہ ''لوگوں میں سب سے زیادہ سخت عذاب ان لوگوں کو دیا جائے گا، جو دنیا میں لوگوں کو سخت عذاب دیتے ہیں۔'' سیدنا عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ نے کہا: ہشام! جو کچھ تم نے سنا، وہ ہم بھی سن چکے ہیں اور جو کچھ تم نے دیکھا، وہ ہم بھی دیکھ چکے ہیں۔ کیا تم نے نہیں سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی بادشاہ کے ساتھ خیر خواہی کرنے کا ارادہ کرے، وہ لوگوں کے سامنے کچھ نہ کہے، بلکہ اس کا ہاتھ پکڑ کر خلوت میں لے جائے، اگر وہ حکمران اس کی بات کو قبول کر لے تو بہتر، ورنہ اس آدمی نے اپنا فریضہ ادا کر دیا۔'' اے ہشام! تم بڑے جرأت مند ہو، کیونکہ تم نے تو اللہ کے سلطان پر جرأت کی ہے، کیا تمہیں اس بات سے ڈر نہیں لگتا کہ اللہ تعالیٰ کا بادشاہ تم کو قتل کر دے اور اس طرح تم اللہ کے بادشاہ کے مقتول بن جاؤ۔

فوائد:...... نبی کریم ﷺ نے حکمران کو سمجھانے کا بڑا خوبصورت طریقہ بیان کیا ہے، راوی نے اس طریقہ کو نہ اپنانے کا انجام بھی بیان کر دیا ہے۔

اَلْفَصْلُ الرَّابِعُ فِیْ لُزُوْمِ جَمَاعَةِ الْمُسْلِمِیْنَ وَإِکْرَامِ السُّلْطَانِ

فصل چہارم: مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ رہنے اور بادشاہ کا اکرام کرنے کا بیان

(۱۲۱۲۹)۔ عَنِ الْبَخْتَرِیِّ بْنِ عُبَیْدِ بْنِ سَلْمَانَ، عَنْ أَبِیهِ، عَنْ أَبِی ذَرٍّ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((اثْنَانِ خَیْرٌ مِنْ وَاحِدٍ، وَثَلَاثٌ خَیْرٌ مِنِ اثْنَیْنِ، وَأَرْبَعَةٌ خَیْرٌ مِنْ ثَلَاثَةٍ، فَعَلَیْکُمْ

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ایک کی نسبت دو، دو کی نسبت تین اور تین کی نسبت چار بہتر ہیں، پس تم جماعت کے ساتھ رہو، اللہ تعالیٰ میری امت کو ہدایت کے سوا دوسرے کسی کام پر ہرگز جمع نہیں کرے گا۔''

(۱۲۱۲۹) تخریج: اسناده ضعیف جدا، البختری بن عبید متروك الحدیث، وابوه عبید بن سلمان الطابخی مجهول (انظر: ۲۱۲۹۳)

بِالْجَمَاعَةِ، فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَنْ يَجْمَعَ أُمَّتِي إِلَّا عَلٰى هُدًى۔)) (مسند احمد: ٢١٦١٧)

(١٢١٣٠)۔ (ز۔وَعَنْهُ اَيْضًا) قَالَ: قَالَ ﷺ: ((مَنْ خَالَفَ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا خَلَعَ رِبْقَةَ الْإِسْلَامِ فِي عُنُقِهِ۔)) (مسند احمد: ٢١٨٩٣)

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مسلمانوں کی جماعت کی ایک بالشت بھر بھی مخالفت کی، اس نے اسلام کی رسی اپنی گردن سے اتار پھینکی۔''

(١٢١٣١)۔ وَعَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ قَالَ: انْطَلَقْتُ إِلَى حُذَيْفَةَ بِالْمَدَائِنِ لَيَالِيَ سَارَ النَّاسُ إِلَى عُثْمَانَ فَقَالَ: يَا رِبْعِيُّ! مَا فَعَلَ قَوْمُكَ؟ قَالَ: قُلْتُ: عَنْ أَيِّ بَالِهِمْ تَسْأَلُ؟ قَالَ: مَنْ خَرَجَ مِنْهُمْ إِلٰى هٰذَا الرَّجُلِ، فَسَمَّيْتُ رِجَالًا فِيمَنْ خَرَجَ إِلَيْهِ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ، وَاسْتَذَلَّ الْإِمَارَةَ، لَقِيَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَلَا وَجْهَ لَهُ عِنْدَهُ۔)) (مسند احمد: ٢٣٦٧٢)

ربعی بن حراش کہتے ہیں: جن ایام میں لوگ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی مخالفت میں بغاوت کر کے ان کی طرف روانہ ہوئے تو میں انہی راتوں میں سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مدائن گیا، انہوں نے مجھ سے کہا: ربعی! تمہاری قوم نے کیا کیا ہے؟ میں نے کہا: آپ ان کے کس فعل کے بارے میں پوچھ رہے ہیں؟ انہوں نے کہا: کون لوگ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف گئے ہیں؟ سو میں نے جانے والوں میں سے کچھ افراد کے نام ذکر کر دیئے، انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے مسلمانوں کی جماعت سے علیحدگی اختیار کی اور امارت و حکومت کو ذلیل کرنے کی کوشش کی، وہ اللہ تعالیٰ کو اس حال میں جا کر ملے گا کہ اللہ کے ہاں اس کی کوئی توقیر نہیں ہوگی۔''

(١٢١٣٢)۔ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ أَكْرَمَ سُلْطَانَ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِي الدُّنْيَا، أَكْرَمَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ أَهَانَ سُلْطَانَ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِي الدُّنْيَا، أَهَانَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) (مسند احمد: ٢٠٧٠٥)

سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی دنیا میں اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے بادشاہ کا اکرام کرے، اللہ قیامت کے دن اس کا اکرام کرے گا اور جس نے دنیا میں اللہ کے بنائے ہوئے بادشاہ کی توہین و تذلیل کی، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے ذلیل ورسوا کرے گا۔''

(١٢١٣٠) تخريج: صحيح لغيره، اخرجه ابوداود: ٤٧٥٨ (انظر:)

(١٢١٣١) تخريج: اسناده حسن، اخرجه الحاكم: ١/ ١١٩، وابن ابى شيبة: ١٥/ ٢١ (انظر: ٢٣٢٨٣)

(١٢١٣٢) تخريج: حسن، قاله الالبانى، اخرجه الترمذى: ٢٢٢٤ (انظر: ٢٠٤٣٣)

فوائد:...... بادشاہ کی عزت اور بے عزتی عام آدمی کی عزت اور بے عزتی کی بہ نسبت زیادہ اہمیت رکھتی ہے، ہر صاحبِ عزت اس چیز کو محسوس کرتا ہے، اس لیے حکمرانوں کے ساتھ وہ رویہ اختیار نہیں کرنا چاہیے، جو عوام الناس کے ساتھ اختیار کیا جاتا ہے، اسی قسم کی ایک درج ذیل مثال پر غور کریں:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اَقِیلُوا ذَوِی الْهَیْئَاتِ عَثَرَاتِهِمْ اِلَّا الْحُدُوْدَ)).....''صاحبِ حیثیت لوگوں کی غلطیاں معاف کر دیا کرو، مگر یہ کہ وہ حدود ہوں۔'' (ابوداود: ۴۳۷۵، صحیحہ: ۶۳۸)

دنیا کا ہر وہ معاشرہ جس کو تہذیب و شائستگی سے ادنی سا تعلق بھی رہا ہو، اپنے اندر موجود باوقار، شریف النفس اور رذائل سے دور رہنے والے افراد کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور ان کی چھوٹی چھوٹی کوتاہیوں اور فروگذاشتوں کو نظر انداز کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ کیونکہ شریعت کا مقصد تربیت کرنا ہے، تربیت کے لیے ضروری نہیں کہ زجر و توبیخ سے ہی کام لیا جائے یا تعزیر ہی لگائی جائے، کیونکہ بعض صاحبِ حیثیت لوگوں کو شرم دلانے کے لیے اور آئندہ ایسے جرائم سے محفوظ کرنے کے لیے یہی کافی ہوتا ہے کہ لوگوں پر ان کا پول کھل جائے، جبکہ عام لوگوں کو سمجھانے کیلیے یہ کلیہ کافی نہیں ہے۔

اس حدیثِ مبارکہ میں اسی اخلاقی خوبی کو سراہنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے، ہاں اگر جرم کی نوعیت حدود اللہ کی پامالی تک جا پہنچتی ہے تو پھر قانون مساوات سب کے لیے ہے۔

اَلْبَابُ السَّابِعُ فِیْمَا جَاءَ فِی الْبَیْعَةِ وَاَحْكَامِهَا وَفِیْهِ فَصْلَانِ

باب ہفتم: بیعت اور اس احکام کا بیان اس میں دو فصلیں ہیں

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ فِیْ كَیْفِیَّةِ بَیْعَةِ النَّبِیِّ ﷺ

فصل اول: نبی کریم ﷺ کی بیعت لینے کی کیفیت کا بیان

(۱۲۱۳۳)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُبَایِعُ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، ثُمَّ یَقُولُ: ((فِیمَا اسْتَطَعْتَ۔)) وَقَالَ مَرَّةً: فَیُلَقِّنُ أَحَدَنَا فِیمَا اسْتَطَعْتَ۔ (مسند احمد: ٤٥٦٥)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ اس چیز کی بیعت لیا کرتے تھے کہ حاکم کا حکم سن کر اس کی اطاعت کی جائے، پھر آپ ﷺ خود ہی فرما دیتے: ''جتنی تم میں طاقت اور استطاعت ہو۔'' ایک راوی نے کہا: پس آپ ﷺ ہمیں لقمہ دیتے اور یاد دہانی کرا دیتے کہ جتنی تم میں طاقت ہو گی (اس کے مطابق تم حاکم کی اطاعت کرو گے)۔

(۱۲۱۳۳) تخریج: اخرجه البخاری: ۷۲۰۲، ومسلم: ۱۸۶۷ (انظر: ٤٥٦٥)

فوائد:...... یعنی حاکم کے حکم کی اطاعت اسی وقت تک ہے جب تک آدمی اسے پورا سکتا اور بجالا سکتا ہو، حاکم کا جو حکم خارج از استطاعت ہو، اس کی اطاعت نہ کی جائے۔

یہ دراصل آپ ﷺ کی رحم دلی ہوتی تھی کہ بیعت میں طاقت اور استطاعت کی شرط لگوا دیتے تھے، تاکہ اگر کسی مجبوری اور شرعی عذر کی وجہ سے کسی شق کو توڑنا پڑ جائے تو بیعت، کا معاہدہ برقرار رہے۔

(١٢١٣٤)۔ وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، فَقَالَ: ((فِيمَا اسْتَطَعْتُمْ۔)) (مسند احمد: ١٢٢٢٧)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی کہ ہم حکمران کی بات سنیں گے اور اس کی اطاعت کریں گے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''لیکن تمہاری استطاعت کے مطابق۔''

(١٢١٣٥)۔ (عَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ آخَرَ بِلَفْظٍ) قَالَ: بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِيْ هٰذِهِ يَعْنِي الْيُمْنٰى عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، فَقَالَ: ((فِيمَا اسْتَطَعْتَ۔)) (مسند احمد: ١٢٧٩٣)

(دوسری سند) سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے اپنے اس دائیں ہاتھ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ سے اس بات پر بیعت کی کہ میں حکمران کی بات سنوں گا اور اس کی اطاعت کروں گا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''لیکن جتنی طاقت، اس کے مطابق۔''

(١٢١٣٦)۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الْوَلِيدِ بْنِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: بَايَعْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، فِي عُسْرِنَا وَيُسْرِنَا، وَمَنْشَطِنَا وَمَكْرَهِنَا، وَالْأَثَرَةِ عَلَيْنَا، وَأَنْ لَا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ، وَنَقُومَ بِالْحَقِّ حَيْثُ كَانَ، وَلَا نَخَافَ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ))۔ (مسند احمد: ٢٣١٠٤)

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی کہ ہم مشکل میں اور آسانی میں، چستی میں اور سستی میں اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیئے جانے کے باوجود حاکم کی بات مانیں گے اور اس کی اطاعت کریں گے اور حکومت کے معاملے میں حکومت کے افراد سے جھگڑا نہیں کریں گے اور ہم حق کے ساتھ کھڑے ہوں گے، وہ جہاں بھی ہوگا، اور ہم اللہ تعالیٰ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروا نہیں کریں گے۔''

فوائد:...... احادیث اپنے مفہوم میں واضح ہیں کہ ہر صورت میں وقت کے امیر اور حاکم کی اطاعت کرنا فرض ہے، جب تک وہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کا حکم نہیں دیتا۔ اس وقت تک اس کی امارت و ملوکیت کو

(١٢١٣٤) تخريج: صحيح لغيره، اخرجه ابن ماجه: ٢٨٦٨ (انظر: ١٢٢٠٣)

(١٢١٣٥) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(١٢١٣٦) تخريج: اخرجه البخاري: ٧٠٥٥، ومسلم: ص ١٤٧٠ (انظر: ٢٢٧٢٥)

قابل تسلیم اور قابل اطاعت سمجھا جائے جب تک اس میں واضح کفر نظر نہیں آ جاتا۔ اس حدیث کے آخری حصے میں انتہائی اہم نصیحت کی گئی ہے مسلمانوں کو شریعت کے اٹل فیصلوں پر برقرار رہنا چاہئے، ان کے طرزِ حیات میں استقامت اور سنجیدگی ہونی چاہئے، زمان و مکان سے متاثر نہیں ہونا چاہئے، اسی بات کو حق مانا جائے جو شریعت کے ہاں حق ہے اور جہاں بھی اس کے اعلان کی ضرورت پڑے، کسی قسم کی جھجک کے بغیر اس کا اظہار کر دیا جائے۔

(۱۲۱۳۷)۔ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الْوَلِيدِ بْنِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، سَمِعَهُ مِنْ جَدِّهِ، وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً: عَنْ جَدِّهِ عُبَادَةَ، قَالَ سُفْيَانُ: وَعُبَادَةُ نَقِيبٌ، وَهُوَ مِنَ السَّبْعَةِ، بَايَعْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، فِي الْعُسْرِ وَالْيُسْرِ، وَالْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ، وَلَا نُنَازِعُ الْأَمْرَ أَهْلَهُ (وَفِي رِوَايَةٍ: وَإِنْ رَأَيْتَ أَنَّ لَكَ)، نَقُولُ بِالْحَقِّ حَيْثُمَا كُنَّا، لَا نَخَافُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ، قَالَ سُفْيَانُ: زَادَ بَعْضُ النَّاسِ مَا لَمْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَاحًا۔ (مسند احمد: ۲۳۰۵۵)

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ، جو کہ سات نقباء میں سے ایک تھے، سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نے رسول اللہ ﷺ کی اس بات پر بیعت کی کہ ہم تنگی اور آسانی میں اور خوشی اور ناخوشی میں حکمران کی بات سنیں گے اور اس کی اطاعت کریں گے، حکومت کے بارے میں اہل حکومت سے جھگڑا نہیں کریں گے اور ہم جہاں بھی ہوں گے، حق بات کہیں گے اور اللہ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی پروا نہیں کریں گے۔'' سفیان راوی نے کہا: بعض حضرات نے اس حدیث میں یہ الفاظ زائد روایت کیے ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا: ''(تم اس وقت تک حکمران کی اطاعت کرنا) جب تک واضح کفر نہ دیکھ لو۔''

(۱۲۱۳۸)۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، قَالَ خَالِدٌ: أَحْسِبُهُ ذَكَرَهُ عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ، قَالَ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ: أَخَذَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا أَخَذَ عَلَى النِّسَاءِ سِتًّا: ((أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللّٰهِ شَيْئًا، وَلَا تَسْرِقُوا، وَلَا تَزْنُوا، وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ، وَلَا يَعْضِدْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا، وَلَا

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جس طرح رسول اللہ ﷺ نے خواتین سے چھ امور کی بیعت لی تھی، اسی طرح ہم سے بھی اتنے امور کی بیعت لی، یہ کہ ''تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤ گے، چوری نہیں کرو گے، زنا نہیں کرو گے، اپنی اولادوں کو قتل نہیں کرو گے، ایک دوسرے سے قطع تعلقی نہیں کرو گے، اور نیکی کے کسی کام میں میری نافرمانی نہیں کرو گے، تم میں سے جس کسی نے کوئی ایسا کام کیا جس پر شرعی حد واجب ہوتی ہو، تو اگر اس کو دنیا میں

(۱۲۱۳۷) تخریج: انظر الحدیث السابق

(۱۲۱۳۸) تخریج: اخرجه البخاری: ۴۸۹۴، ۶۷۸۴، ومسلم: ۱۷۰۹ (انظر: ۲۲۶۶۸)

تَعْصُونِی فِی مَعْرُوفٍ، فَمَنْ أَصَابَ مِنْکُمْ مِنْهُنَّ حَدًّا، فَعُجِلَ لَهُ عُقُوبَتُهُ، فَهُوَ کَفَّارَتُهُ، وَإِنْ أُخِّرَ عَنْهُ، فَأَمْرُهُ إِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی، إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ وَإِنْ شَاءَ رَحِمَهُ۔)) (مسند احمد: ٢٣٠٤٤)

اس جرم کی سزا مل گئی تو وہ سزا اس کے لیے کفارہ ہوگی اور اگر سزا آخرت تک مؤخر ہوگئی تو اللہ تعالیٰ اس کو عذاب بھی دے سکتا ہے اور معاف بھی کر سکتا ہے، جیسے اس کی مرضی ہوگی۔''

فوائد:...... یہ بیعت کا اصول ہے کہ لوگوں سے نیک اعمال سرانجام دینے اور برے اعمال سے اجتناب کرنے کی بیعت لی جائے۔ آجکل مخصوص شخصیات کو بیعت کے لیے خاص کر لیا گیا ہے اور جہاں ان کی بیعت کو ضروری سمجھا جاتا ہے، وہاں دوسروں کو ترغیب بھی دی جاتی ہے اور ان لوگوں پر طعن و تشنیع اور سب و شتم کیا جاتا ہے جو اس قسم کی بیعت سے محروم رہتے ہیں، حالانکہ یہ سب کچھ بے سر و پا اور بے حقیقت ہے۔

امام البانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: اس حدیثِ مبارکہ میں خوارج کا ردّ ہے، جو کبیرہ گناہوں کی وجہ سے اہل توحید کو کافر قرار دیتے ہیں اور معتزلہ کا بھی ردّ ہے، جو توبہ کے بغیر مرنے والے فاسق مسلمان کے لیے سزا کو ضروری قرار دیتے ہیں، کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ توحید پرست گنہگار کی تعذیب یا عدمِ تعذیب کا مسئلہ اللہ تعالیٰ کی مشیت پر ہے، وہ چاہے تو سزا دے اور چاہے تو معاف کر دے۔ آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ضرور سزا دے گا۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا بھی یہی مفہوم ہے: ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾ (سورۂ نساء: ٤٨، ١١٦) ......''یقیناً اللہ تعالیٰ (اس گناہ کو) نہیں بخشے گا کہ کسی کو اس کا شریک بنایا جائے اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے شرک اور دوسرے گناہوں کے درمیان فرق کیا ہے، یعنی شرک نا قابل معافی ہے اور دوسرے گناہ اس کی مشیت کے تابع ہیں، وہ ان کو معاف بھی کر سکتا ہے اور ان پر گرفت بھی کر سکتا ہے۔

ضروری ہے کہ اس آیت اور حدیث کو اس شخص پر محمول کیا جائے جو گناہوں سے توبہ کیے بغیر مر گیا ہو، کیونکہ جو آدمی زندگی میں شرک اور دوسرے گناہوں سے توبہ کر لیتا ہے اور اس کی توبہ قبول ہو جاتی ہے تو اسے بخش دیا جائے گا۔

میں اس استدلال کے ذریعے عصرِ حاضر کے ایسے لوگوں کا ردّ کرنا چاہتا ہوں جو کبھی تو کبیرہ گناہوں کی وجہ سے مسلمانوں کو کافر قرار دیتے ہیں اور کبھی یہ کہتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ یہ گناہ توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوگا اور اگر کوئی مسلمان کبیرہ گناہ کا ارتکاب کر کے توبہ کیے بغیر مر جائے گا، تو اسے ہر صورت میں سزا ہوگی۔

ان لوگوں نے کتاب و سنت کی مخالفت کرتے ہوئے شرک اور اس سے ادنی گناہوں کو اس اعتبار سے برابر قرار دیا ہے کہ دونوں کی وجہ سے عذاب ضروری ہے، میں نے مختلف اوقات اور مجالس میں دلائل کے ساتھ ان لوگوں کا ردّ کیا ہے، بعض نے تو متأثر ہو کر اس عقیدے سے توبہ کر لی اور بہترین سلفی نوجوانوں میں شامل ہوگئے، اللہ تعالیٰ باقیوں کو بھی

ہدایت دے۔ (صحیحہ: ۲۹۹۹)

(۱۲۱۳۹)۔ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ قَيْسٍ الْأَشْجَعِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ: ((أَلَا إِنَّمَا هُنَّ أَرْبَعٌ، أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللّٰهِ شَيْئًا، وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَلَا تَزْنُوا، وَلَا تَسْرِقُوا۔)) قَالَ: فَمَا أَنَا بِأَشَحَّ عَلَيْهِنَّ مِنِّي إِذْ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ۔ (مسند احمد: ۱۹۱۹۹)

سیدنا سلمہ بن قیس اشجعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا: ”خبردار! یہ چار امور ہیں، اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا، اللہ نے جس جان کے قتل کرنے کو حرام ٹھہرایا ہے، اسے ناحق قتل نہ کرنا، زنا نہ کرنا اور چوری نہ کرنا۔“ سیدنا سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے جب سے یہ باتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہیں، اس وقت سے مجھے ان کی کوئی رغبت اور حرص ہی نہیں ہے۔

(۱۲۱۴۰)۔ عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ: بَايَعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى أَنْ لَا أَخِرَّ إِلَّا قَائِمًا۔ (مسند احمد: ۱۵۳۸٦)

سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس بات کی بیعت کی تھی کہ میں نہیں گروں گا، مگر کھڑے کھڑے ہی۔“

فوائد:...... اس حدیث کا ایک مفہوم یہ ہے کہ اسلام پر عمل کرتے کرتے مروں گا۔

(۱۲۱٤۱)۔ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي سَدُوسٍ، عَنْ قُطْبَةَ بْنِ قَتَادَةَ قَالَ: بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ابْنَتِي الْحَوْصَلَةِ، وَكَانَ يُكَنَّى بِأَبِي الْحَوْصَلَةِ۔ (مسند احمد: ۱٦٨٣٩)

سیدنا قطبہ بن قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنی بیٹی حوصلہ کی طرف سے بیعت کی تھی۔ ان کی کنیت ”ابوحوصلہ“ تھی۔

(۱۲۱٤۲)۔ حَدَّثَنَا حَسَنٌ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ قَالَ: سَأَلْتُ جَابِرًا عَنْ شَأْنِ ثَقِيفٍ إِذْ بَايَعَتْ فَقَالَ: اشْتَرَطَتْ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ

ابوزبیر کہتے ہیں: میں نے سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بنو ثقیف کے بارے میں پوچھا، جب انھوں نے بیعت کی تھی؟ انہوں نے کہا: بنو ثقیف نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ یہ شرط لگائی تھی کہ نہ ان پر صدقہ ہوگا اور نہ جہاد، پھر ابوزبیر نے کہا کہ

(۱۲۱۳۹) تخریج: اسناده صحیح (انظر: ۱۸۹۹۰)

(۱۲۱٤۰) تخریج: صحیح، قاله الالبانی، اخرجه النسائی: ۲/ ۲۰۵ (انظر: ۱۵۳۱۲)

(۱۲۱٤۱) تخریج: اسناده ضعیف لابهام الرجل الراوی عن قطبة ومحمدُ بن ثعلبة مستور الحال، اخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۱۹/ ۳۷ (انظر: ۱٦۷۱۹)

(۱۲۱٤۲) تخریج: حدیث صحیح، اخرجه ابوداود: ۳۰۲۵ (انظر: ۱٤٦۷۳)

لَا صَدَقَةَ عَلَيْهَا وَلَا جِهَادَ، وَأَخْبَرَنِي جَابِرٌ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((سَيَصَّدَّقُونَ وَيُجَاهِدُونَ إِذَا أَسْلَمُوْا)) يَعْنِي ثَقِيفًا۔ (مسند احمد: ١٤٧٢٩)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے ان کو یہ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا تھا کہ ''جب وہ صحیح طور پر مسلمان ہوجائیں گے تو عنقریب صدقہ بھی دیں گے اور جہاد بھی کریں گے۔''

فوائد:...... یہ نبی کریم ﷺ کی حکمت و دانائی کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ اگر کوئی قبیلہ یا فرد مشرف باسلام تو ہونا چاہتا ہے، لیکن اسلام کے ایک دو اجزا یا شقوں کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا، تو حکمت یہ ہے کہ دونوں گھروں کی مصلحت کا خیال رکھتے ہوئے اس امید پر اس کی شرطیں قبول کر لی جائیں کچھ عرصہ تک ایمان و ایقان میں پختہ ہو کر اسلام کے ہر جزو اور شق کو تسلیم کر لے گا، درج ذیل حدیث اور اس کی شرح پر غور کریں:

سیدنا فضالہ لیثی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: عَلَّمَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَ فِيمَا عَلَّمَنِي أَنْ قَالَ لِي: ((حَافِظْ عَلَى الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ۔)) فَقُلْتُ: إِنَّ هٰذِهِ سَاعَاتٌ لِي فِيهَا أَشْغَالٌ، فَمُرْنِي بِأَمْرٍ جَامِعٍ إِذَا أَنَا فَعَلْتُهُ أَجْزَأَ عَنِّي، قَالَ: ((حَافِظْ عَلَى الْعَصْرَيْنِ: صَلَاةٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَصَلَاةٍ قَبْلَ غُرُوْبِهَا))

رسول اللہ ﷺ نے مجھے کچھ امور کی تعلیم دی، ان میں سے ایک امر یہ بھی تھا: ''پانچوں نمازوں کی محافظت کیا کر۔'' میں نے کہا: ان گھڑیوں میں تو میں مصروف رہتا ہوں، آپ مجھے کوئی ایسا جامع و مانع حکم دیں کہ میں اس پر عمل کرتا رہوں اور وہ مجھے کفایت کرتا رہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دو نمازوں یعنی طلوع آفتاب سے پہلے والی اور غروبِ آفتاب سے پہلے والی نمازوں کی محافظت کرتا رہ۔'' (ابوداود: ۴۵۳، صحیحہ: ۱۸۱۳)

کسی آدمی کے دماغ میں یہ نکتہ سرایت نہ کر جائے کہ دو نمازوں پر اکتفا کرنا بھی درست ہے، علمائے حق کے نزدیک اس حدیث کے دو معانی مراد لینا ممکن ہیں: (۱) اس آدمی کو اس کی مصروفیت کی وجہ سے جماعت سے پیچھے رہنے کی رخصت دی گئی تھی، نہ کہ ترکِ نماز کی، امام البانی رحمہ اللہ کی یہی رائے ہے اور (۲) وہ کوئی نومسلم آدمی تھا اور نبی کریم ﷺ کی حکمت نے اس بات کا تقاضا کیا کہ فی الحال اس کو رخصت دی جائے، جب ایمان میں رسوخ پیدا ہو جائے گا تو اس کے لیے پانچ نمازوں کی ادائیگی ممکن ہو جائے گی اور یہی بات اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے کہ جب کوئی مبلّغ کسی بے نمازی کو پانچ نمازوں کی ادائیگی کی تلقین کرتا ہے، لیکن وہ اس بات پر مصرّ ہے کہ وہ صرف دو تین نمازیں پڑھے گا تو اس حدیث کی روشنی میں اسے کہا جا سکتا ہے کہ چلو تم دو تین ہی پڑھتے رہو۔ (واللہ اعلم بالصواب)

درج بالا حدیث کو دیکھا جائے تو دوسرا معنی راجح اور درست معلوم ہوتا ہے:

یہ حدیث اس حقیقت کا منہ بولتا ثبوت ہے کسی بڑی مصلحت کی خاطر کسی کو عارضی طور پر اسلام کے بعض احکام سے مستثنیٰ قرار دیا جا سکتا ہے۔ اگر نبی کریم ﷺ ثقیف قبیلہ والے لوگوں کی شرطیں تسلیم نہ کرتے تو ممکن تھا کہ وہ کفر پر اڑے رہتے، جو کہ بہت بڑی مفسدت تھی، اس مفسدت سے تو وہ ناقص اسلام ہی بہتر ہے، جس میں جہاد اور صدقہ نہ

ہوں، جبکہ رخصت دینے والے کو یہ امید بھی ہو کہ عنقریب یہ لوگ تمام اسلامی احکام کو تسلیم کر لیں گے۔ یہی معاملہ اس باب کی حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ پانچوں نمازیں نہ پڑھنے سے بہر حال دو ادا کر لینا بہتر ہے، ان دو کے ذریعے آہستہ آہستہ پانچ کا قائل کرنا ممکن ہو جائے گا۔ قربان جائیے حکیم و دانا پیغمبر کی حکمت و دانائی پر۔

(۱۲۱۴۳)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: جَاءَ عَبْدٌ فَبَايَعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْهِجْرَةِ، وَلَمْ يَشْعُرْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ عَبْدٌ، فَجَاءَ سَيِّدُهُ يُرِيدُهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((بِعْنِيهِ۔)) فَاشْتَرَاهُ بِعَبْدَيْنِ أَسْوَدَيْنِ، ثُمَّ لَمْ يُبَايِعْ أَحَدًا بَعْدُ حَتّٰى يَسْأَلَهُ: ((أَعَبْدٌ هُوَ؟)) (مسند احمد: ۱۴۸۳۱)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک غلام نے آ کر رسول اللہ ﷺ کی ہجرت کرنے پر بیعت کر لی، آپ ﷺ کو پتہ نہ چل سکا کہ وہ غلام ہے، اتنے میں اس کا مالک اسے لینے کے لیے آ گیا، نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا: ''تم یہ غلام مجھے بیچ دو۔'' چنانچہ آپ ﷺ نے دو سیاہ فام غلاموں کے عوض اس کو خرید لیا، اس کے بعد آپ ﷺ جب تک یہ نہ پوچھ لیتے کہ ''کیا یہ شخص غلام ہے؟'' اس وقت تک کسی سے بیعت نہیں لیتے تھے۔

فوائد:...... دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۹۱۴)

اَلْفَصْلُ الثَّانِي فِي وُجُوبِ الْبَيْعَةِ وَلُزُومِهَا وَعَدَمِ التَّخَلِّيْ عَنْهَا

فصل دوم: اس امر کا بیان کی بیعت کرنا اور اس پر پابند رہنا ضروری ہے اور بیعت کے بغیر رہنا درست نہیں

وضاحت: اگر مسلمانوں کا عام حکمران اور بادشاہ موجود ہو تو اسی کی بیعت کر کے اس کے ماتحت زندگی گزارنی چاہیے اور ہر ممکنہ صورت میں اس کی بغاوت کرنے سے گریز کرنا چاہیے، اگر اس کے قرب و جوار میں رہنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی ہوتی ہو تو پھر مصلحت بھرے انداز میں اس سے دور ہو جانا چاہیے، لیکن اس کی مخالفت اور بغاوت کرنے سے بچنا چاہیے، کسی کے سامنے حق والی بات کہہ دینا اور بات ہے اور اس کی مخالفت کرنا اور بات ہے، اگر خلیفۃ المسلمین موجود ہو تو درج ذیل احادیث پر عمل کیا جائے، بصورتِ دیگر اہل علم سے مشورہ کر لیا جائے کہ متعلقہ حالات میں زندگی کیسے گزارنی چاہیے۔

(۱۲۱۴۴)۔ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ (بْنِ أَبِي سُفْيَانَ رضی اللہ عنہ) قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ مَاتَ بِغَيْرِ إِمَامٍ، مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً۔)) (مسند احمد: ۱۷۰۰۰)

سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی امام اور حکمران کے بغیر مرا، وہ جاہلیت کی موت مرا۔''

(۱۲۱۴۳) تخریج: اخرجه مسلم: ۱۶۰۲ (انظر: ۱۴۷۷۲)

(۱۲۱۴۴) تخریج: حديث صحيح لغيره، اخرجه ابويعلى: ۷۳۵۷ (انظر: ۱۶۸۷۶)

(١٢١٤٥)۔ وَعَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ رَضِىَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((مَنْ مَاتَ وَلَيْسَتْ عَلَيْهِ طَاعَةٌ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً، فَإِنْ خَلَعَهَا مِنْ بَعْدِ عَقْدِهَا فِي عُنُقِهِ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: بَعْدَ عَقْدِهِ إِيَّاهَا فِيْ عُنُقِهِ) لَقِيَ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَلَيْسَتْ لَهُ حُجَّةٌ۔)) (مسند احمد: ١٥٧٨٤)

سیدنا عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی اس حال میں مرا کہ اس نے اپنے اوپر کسی امام کی اطاعت کو لازم نہیں کیا تھا، یعنی کسی کو اپنا امام تسلیم نہیں کیا تھا، وہ جاہلیت کی موت مرا اور جس نے اپنی گردن سے کسی امام کی اطاعت کا ہار اتار پھینکا، وہ اللہ تعالیٰ کو اس حال میں ملے گا کہ اللہ کے ہاں پیش کرنے کے لیے اس کے پاس کوئی دلیل نہیں ہوگی۔''

فوائد:...... اگر مسلمانوں کی جماعت موجود ہو تو اس میں شامل ہونا اور اس کے حاکم کو اپنا امیر تسلیم کر کے اس کی اطاعت کرنا فرض ہے۔ لیکن موجودہ دور میں اہل اسلام کا شیرازہ بکھر چکا ہے۔ قوانین وضوابط میں پابند ہو کر پروان چڑھنے والی قوم انتظام وانصرام سے یکسر ناواقف ہو چکی ہے۔ فَاِلَى اللّٰهِ الْمُشْتَكٰى۔

امام البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: آپ کو علم ہونا چاہیے کہ اس حدیث میں مذکورہ وعید اس شخص کے حق میں ہے، جس نے خلیفۂ مسلمین کی بیعت نہ کی ہو اور ان سے علیحدہ ہو گیا ہو۔ اس سے مراد عصرِ حاضر کی مختلف قسم کی تنظیموں اور جماعتوں کے سربراہان نہیں کہ ان کی بیعت کی جائے، بلکہ یہ تو تفرقہ بازی ہے، جس سے قرآن حکیم نے منع کیا ہے۔ (صحیحہ: ۹۸۴)

(١٢١٤٦)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: ((إِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانَتْ تَسُوسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ، كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَ نَبِيٌّ، وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي، إِنَّهُ سَيَكُونُ خُلَفَاءُ فَتَكْثُرُ۔)) قَالُوْا: فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: ((فُوا بِبَيْعَةِ الْأَوَّلِ فَالْأَوَّلِ وَأَعْطُوهُمْ حَقَّهُمْ الَّذِي جَعَلَ اللّٰهُ لَهُمْ، فَإِنَّ اللّٰهَ سَائِلُهُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاهُمْ))۔ (مسند احمد: ٧٩٤٧)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بنواسرائیل کی قیادت ان کے انبیاء کرتے تھے، جب ایک نبی فوت ہو جاتا تو دوسرا آ جاتا، اب میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، البتہ خلفاء بکثرت ہوں گے۔'' صحابہ نے کہا: تو پھر آپ ہمیں ان کے بارے میں کیا حکم دیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم پہلے خلیفہ سے کی گئی بیعت کو پورا کرنا، پھر جو اس کے بعد ہو، اس کی بیعت کو پورا کرنا اور اللہ نے ان کے لیے جو حقوق مقرر کیے ہیں، وہ ادا کرنا، رہا مسئلہ تمہارے حقوق کا تو اللہ تعالیٰ ان سے ان کی رعایا کے بارے میں پوچھے گا۔''

فوائد:...... حکمران اور رعایا، ہر ایک کے دوسرے پر حقوق ہیں اور ان حقوق کی ادائیگی کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ دوسرا فریق بھی حقوق پورا کر رہا ہو، اگر حکمران ظالم ہو تو اس کے مقابلے میں عوام کو ظلم کرنے کی اجازت نہیں ہے، بلکہ اس کے ظلم کے باوجود رعایا سے یہ مطالبہ کیا جائے گا کہ وہ اپنے حکمران کے ہر ممکن حق کو پورا کرے۔

(١٢١٤٥) تخريج: صحيح لغيره (انظر: ١٥٦٩٦)

(١٢١٤٦) تخريج: اخرجه البخاري: ٣٤٥٥، ومسلم: ١٨٤٢ (انظر: ٧٩٦٠)

(١٢١٤٧)۔ (وَعَنْهُ اَيْضًا) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ خَرَجَ مِنَ الطَّاعَةِ، وَفَارَقَ الْجَمَاعَةَ، فَمَاتَ فَمِيتَتُهُ جَاهِلِيَّةٌ، وَمَنْ قَاتَلَ تَحْتَ رَايَةٍ عِمِّيَّةٍ يَغْضَبُ لِعَصَبَتِهِ وَيُقَاتِلُ لِعَصَبَتِهِ وَيَنْصُرُ عَصَبَتَهُ فَقُتِلَ فَقِتْلَةٌ جَاهِلِيَّةٌ، وَمَنْ خَرَجَ عَلٰى أُمَّتِي يَضْرِبُ بَرَّهَا وَفَاجِرَهَا لَا يَتَحَاشٰى لِمُؤْمِنِهَا وَلَا يَفِي لِذِي عَهْدِهَا فَلَيْسَ مِنِّي وَلَسْتُ مِنْهُ۔)) (مسند احمد: ٧٩٣١)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی امام اور حاکم کی اطاعت سے نکل گیا اور مسلمانوں کی جماعت کو چھوڑ گیا اور اسی حالت میں اس کو موت آ گئی تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا، جو اندھا دھند جھنڈے کے نیچے لڑا، جس میں وہ عصبیت کی بنا پر غصے ہوتا ہے اور تعصب کی بنا پر مدد کرتا ہے اور پھر اسی حالت میں قتل ہو جاتا ہے تو اس کا قتل بھی جاہلیت والا ہو گا او رجو آدمی میری امت پر بغاوت کرتے ہوئے نکلا اور نیکوں اور بروں کو مارتا گیا، نہ اس نے اہل ایمان کا لحاظ کیا اور نہ عہد والے کا عہد پورا کیا، اس کا مجھ سے اور میرا اس سے کوئی تعلق نہیں۔''

فوائد:...... جو آدمی امام کی اطاعت ترک کر دیتا ہے، اسلامی جماعت سے دور ہو جاتا ہے اور مسلمانوں کے اتفاق و اتحاد کی مخالفت کرتا ہے اور اسی حالت میں مر جاتا ہے تو وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے، کیونکہ وہ اس وقت بھی شتر بے مہار تھا اور اب بھی ہے۔

اس دور میں خاندانی عصبیت اور قبائلی انانیت عروج پر ہے، اللہ تعالیٰ کے نام پر دوستی و یاری عنقا بن چکی ہے۔ سیاستوں کے چکر ہیں، قومیتوں کے چکر ہیں، تعلقاتِ قدیمہ کے چکر ہیں، جھوٹی محبتوں کے دعوے ہیں۔ ان چکروں میں پڑ کر اور حق و باطل کو پسِ پشت ڈال کر تیر وکمان کا تبادلہ ہوتا ہے، برس ہا برس قطع تعلقی میں گزر جاتے ہیں، بعض خاندانوں میں عداوت و کدورت وہ مقام حاصل کر چکی ہے کہ شاید اسلام اور کفر کے نام پر بننے والے دشمن اس کے سامنے شرما جائیں۔

قارئین کرام! آؤ اور اسلام کے نام پر جیو، اسی زندگی کو اپنا اعزاز اور منصبِ انسانی سمجھو۔ حدیث میں باقی بیان کردہ امور واضح ہیں۔

(١٢١٤٨)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ رَاٰى مِنْ أَمِيرِهِ شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلْيَصْبِرْ، فَإِنَّهُ مَنْ خَالَفَ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَمَاتَ فَمِيتَتُهُ

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی اپنے امیر کی طرف سے کوئی ایسی بات دیکھے جو اسے اچھی نہ لگے تو وہ صبر کرے، کیونکہ جس نے مسلمانوں کی جماعت کی ایک بالشت بھر بھی مخالفت کی اور اسی

(١٢١٤٧) تخريج: اخرجه مسلم: ١٨٤٨ (انظر: ٧٩٤٤)

(١٢١٤٨) تخريج: اخرجه البخاري: ٧٠٥٤، ٧١٤٣، ومسلم: ١٨٤٩ (انظر: ٢٤٨٧)

جَاهِلِيَّةً۔)) وَفِي رِوَايَةٍ: ((فَيَمُوتُ إِلَّا مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً۔)) (مسند احمد: ۲۴۸۷)

حال میں مر گیا تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔‘‘

(۱۲۱۴۹)۔ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ قَرَظَةَ، وَكَانَ ابْنَ عَمِّ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَوْفَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((خِيَارُ أَئِمَّتِكُمْ مَنْ تُحِبُّونَهُمْ وَيُحِبُّونَكُمْ، وَتُصَلُّونَ عَلَيْهِمْ وَيُصَلُّونَ عَلَيْكُمْ، وَشِرَارُ أَئِمَّتِكُمُ الَّذِينَ تُبْغِضُونَهُمْ وَيُبْغِضُونَكُمْ، وَتَلْعَنُونَهُمْ وَيَلْعَنُونَكُمْ۔)) قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَفَلَا نُنَابِذُهُمْ عِنْدَ ذٰلِكَ؟ قَالَ: ((لَا، مَا أَقَامُوا لَكُمُ الصَّلَاةَ، أَلَا وَمَنْ وُلِّيَ عَلَيْهِ أَمِيرٌ وَالٍ فَرَآهُ يَأْتِي شَيْئًا مِنْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ فَلْيُنْكِرْ مَا يَأْتِي مِنْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ، وَلَا يَنْزِعَنَّ يَدًا مِنْ طَاعَةٍ۔)) (مسند احمد: ۲۴۴۸۱)

سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’بہترین حکمران وہ ہیں کہ جن سے تم محبت کرو اور وہ تم سے محبت کریں اور تم ان کے حق میں رحمت کی دعائیں کرو اور وہ تمہارے حق میں رحمت کی دعائیں کریں اور تمہارے بد ترین حکمران وہ ہیں کہ جن سے تم بغض رکھو اور وہ تم سے بغض رکھیں اور تم ان پر لعنتیں کرو اور وہ تم پر لعنتیں کریں۔‘‘ ہم نے کہا: اللہ کے رسول! کیا ایسی صورت حال میں ہم ان سے الگ تھلگ نہ ہو جائیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’نہیں، جب تک وہ نماز کی پابندی کریں، تم ان سے الگ نہیں ہو سکتے، خبردار! تم میں سے کسی پر کوئی آدمی امیر اور حکمران ہو اور وہ اپنے امیر کو اللہ کی معصیت کا کام کرتے ہوئے دیکھے تو وہ اللہ تعالیٰ کی اس معصیت کا انکار کرے اور اس کی اطاعت سے اپنا ہاتھ نہ کھینچے۔‘‘

(۱۲۱۵۰)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ مَاتَ عَلٰى غَيْرِ طَاعَةِ اللّٰهِ مَاتَ وَلَا حُجَّةَ لَهُ، وَمَنْ مَاتَ وَقَدْ نَزَعَ يَدَهُ مِنْ بَيْعَةٍ، كَانَتْ مِيتَتُهُ مِيتَةَ ضَلَالَةٍ۔)) (مسند احمد: ۵۸۹۷)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جو آدمی اللہ کی اطاعت کے علاوہ کسی اور چیز پر مرا تو وہ اس حال میں مرے گا کہ اس کے حق میں کوئی دلیل نہیں ہو گی اور جو اس حال میں مرا کہ اس نے بیعت سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا ہو تو اس کی موت گمراہی کی موت ہو گی۔‘‘

(۱۲۱۵۱)۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُطِيعٍ فَقَالَ: مَرْحَبًا بِأَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ،

زید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، ان کے والد نے کہا: میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی معیت میں عبداللہ بن مطیع کے ہاں گیا، انہوں نے کہا: ابوعبدالرحمٰن کو خوش آمدید، ان

(۱۲۱۴۹) تخریج: اخرجه مسلم: ۱۸۵۵ (انظر: ۲۳۹۸۱)
(۱۲۱۵۰) تخریج: اخرجه مسلم: ۱۸۵۱ (انظر: ۵۸۹۷)
(۱۲۱۵۱) تخریج: اخرجه مسلم: ۱۸۵۱ (انظر: ۵۵۵۱)

ضَعُوا لَهُ وِسَادَةً، فَقَالَ: إِنَّمَا جِئْتُكَ لِأُحَدِّثَكَ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَنْ نَزَعَ يَدًا مِنْ طَاعَةِ اللّٰهِ فَإِنَّهُ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا حُجَّةَ لَهُ، وَمَنْ مَاتَ وَهُوَ مُفَارِقٌ لِلْجَمَاعَةِ فَإِنَّهُ يَمُوتُ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً۔)) (مسند احمد: ٥٥٥١)

کے لیے تکیہ لگاؤ، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تم کو ایک حدیث سنانے کے لیے حاضر ہوا ہوں، جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اللہ کی اطاعت سے ہاتھ کھینچ لیا، وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے پاس کوئی دلیل نہیں ہوگی اور جو آدمی اس حال میں مرا کہ وہ مسلمانوں کی جماعت سے الگ تھلگ تھا تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔''

(١٢١٥٢)۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ رَبِّ الْكَعْبَةِ، قَالَ: انْتَهَيْتُ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، وَهُوَ جَالِسٌ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: بَيْنَا نَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ، فَذَكَرَ حَدِيثًا طَوِيلًا وَفِيهِ: ((وَمَنْ بَايَعَ إِمَامًا فَأَعْطَاهُ صَفْقَةَ يَدِهِ وَثَمَرَةَ قَلْبِهِ فَلْيُطِعْهُ مَا اسْتَطَاعَ، فَإِنْ جَاءَ آخَرُ يُنَازِعُهُ فَاضْرِبُوا عُنُقَ الْآخَرِ۔)) قَالَ: فَأَدْخَلْتُ رَأْسِي مِنْ بَيْنِ النَّاسِ فَقُلْتُ: أَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ آنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: فَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى أُذُنَيْهِ، فَقَالَ: سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي، قَالَ: فَقُلْتُ: هٰذَا ابْنُ عَمِّكَ مُعَاوِيَةُ يَعْنِي يَأْمُرُنَا بِأَكْلِ أَمْوَالِنَا بَيْنَنَا بِالْبَاطِلِ، وَأَنْ نَقْتُلَ أَنْفُسَنَا، وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا

عبدالرحمن بن عبدرب کعبہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں سیدنا عبداللہ بن عاص رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، وہ اس وقت کعبہ کے سائے میں تشریف فرما تھے، میں نے ان کو سنا، وہ کہہ رہے تھے: ہم ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کی معیت میں سفر میں تھے، پھر انہوں نے طویل حدیث بیان کی، اس کا ایک اقتباس یہ تھا: ''جس نے کسی حکمران کی بیعت کی اور اس سے معاہدہ کیا اور اس کو دل کا پھل دے دیا، تو وہ حسب استطاعت اس کی اطاعت کرے، اگر کوئی دوسرا آدمی آ کر اس پہلے حاکم سے اختلاف کرے تو بعد والے کی گردن اڑا دو۔'' عبدالرحمن کہتے ہیں: یہ سن کر میں نے اپنا سر لوگوں کے درمیان میں داخل کیا اور کہا: میں تم کو اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم نے یہ حدیث اللہ کے رسول ﷺ سے خود سنی ہے؟ انہوں نے اپنے ہاتھوں کے ذریعے اپنے کانوں کی طرف اشارہ کیا اور کہا: ''اس حدیث کو میرے کانوں نے سنا اور میرے دل نے اس کو محفوظ کیا۔ عبدالرحمن نے کہا: یہ آپ کا چچا زاد بھائی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ ہمیں حکم دیتا ہے کہ ہم آپس میں ایک دوسرے کے مال باطل اور ناجائز طریقوں سے کھائیں اور ایک دوسرے

(١٢١٥٢) تخريج: اخرجه مسلم: ١٨٤٤ (انظر: ٦٥٠٣)

الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ﴾ قَالَ: فَجَمَعَ يَدَيْهِ فَوَضَعَهُمَا عَلَى جَبْهَتِهِ ثُمَّ نَكَسَ هُنَيَّةً ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ، فَقَالَ: أَطِعْهُ فِي طَاعَةِ اللّٰهِ، وَاعْصِهِ فِي مَعْصِيَةِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔ (مسند احمد: ٦٥٠٣)

کو قتل کریں، جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ﴾...... ''اے ایمان والو! تم اپنے اموال آپس میں باطل طریقوں سے مت کھاؤ۔'' یہ سن کر انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ اکٹھے کیے اور انہیں اپنی پیشانی کے اوپر رکھا اور پھر کچھ دیر سر جھکا کر بیٹھے رہے، پھر کچھ دیر بعد سر اٹھایا اور کہا: اللہ کی اطاعت کا کام ہو تو ان کی اطاعت کرو اور اللہ تعالیٰ کی معصیت اور نافرمانی ہو تو ان کی بات نہ مانو۔''

فوائد:...... ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اگر خلیفۃ المسلمین موجود ہو تو ہر صورت میں اس کی بیعت کر کے زندگی گزارنی چاہیے۔

اَبْوَابُ مَاجَاءَ فِيْ خِلَافَةِ اَوَّلِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ اَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رضی اللہ عنہ

خلفائے راشدین میں سب سے پہلے خلیفہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت سے متعلقہ ابواب

اَلْبَابُ الْاَوَّلُ فِيْ ذِكْرِ الْاَحَادِيْثِ الْمُشِيْرَةِ اِلٰى خِلَافَتِهِ رضی اللہ عنہ

باب اول: ان احادیث کا بیان جن میں ان کی خلافت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے

(١٢١٥٣)۔ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اقْتَدُوْا بِالَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِيْ اَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ۔)) (مسند احمد: ٢٣٦٣٤)

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم میرے بعد ان دو حضرات کی اقتدا کرنا، ابوبکر اور عمر۔''

(١٢١٥٤)۔ وَعَنْ اَبِيْ جُحَيْفَةَ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ: اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ

سیدنا ابو جحیفہ سے مروی ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا میں تمہیں نہ بتلاؤں کہ اس امت میں نبی کے بعد سب سے

(١٢١٥٣) تخريج: حديث حسن بطرقه وشواهده، اخرجه الترمذی: ٣٦٦٢ (انظر: ٢٣٢٤٥)

(١٢١٥٤) تخريج: اسناده حسن (انظر: ٨٣٣)

هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُوْ بَكْرٍ (رضي الله عنه)، ثُمَّ قَالَ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ أَبِيْ بَكْرٍ، عُمَرُ رضي الله عنه. (مسند احمد: ٨٣٣)

افضل کون ہے؟ وہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں، کیا میں تمہیں یہ بھی بتلا دوں کہ اس امت میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے افضل کون ہے؟ وہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔

فوائد:...... سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا نظریہ تھا، بڑی ہستیوں کو یہی زیب دیتا ہے کہ دوسروں کی فضیلت کو بھی تسلیم کر لیا کرتے ہیں۔

(١٢١٥٥)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ عَاصِبًا رَأْسَهُ فِي خِرْقَةٍ، فَقَعَدَ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ أَمَنَّ عَلَيَّ فِي نَفْسِهِ وَمَالِهِ مِنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي قُحَافَةَ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنَ النَّاسِ خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا، وَلٰكِنْ خُلَّةُ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ، سُدُّوْا عَنِّي كُلَّ خَوْخَةٍ فِي هٰذَا الْمَسْجِدِ غَيْرَ خَوْخَةِ أَبِي بَكْرٍ))۔ (مسند احمد: ٢٤٣٢)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرض الموت کے ایام میں اپنے سر پر پٹی باندھے ہوئے باہر تشریف لائے اور ممبر پر جلوہ افروز ہوئے، آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور پھر فرمایا: ''اپنی جان اور مال کے بارے میں ابو بکر بن ابی قحافہ سے بڑھ کر میرا کوئی محسن نہیں ہے، اگر میں نے لوگوں میں سے کسی کو اپنا خلیل بنانا ہوتا تو میں نے ابو بکر کو اپنا خلیل بناتا، البتہ اسلامی دوستی اور تعلق سب سے زیادہ فضیلت والا ہے، اس مسجد کی طرف کھلنے والے ہر دروازے اور راستے کو بند کر دو، ما سوائے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے راستے کے، وہ کھلا رہے۔''

فوائد:...... آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ خطاب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات سے پانچ دن پہلے تھا اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آخری اجتماعی خطاب تھا۔ دیکھیں (١٠٩٩٠)

سُبْحَانَ اللّٰهِ! خلیفۂ اول ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بختوں، نصیبوں اور سعادتوں کا کیا کہنا، کہ پیغمبر اسلام، پیغمبروں کے سردار اپنی موت سے چند ایام قبل جن لاجواب احسانات کا اقرار کر کے ان سے محبت کرنے کا مژدہ سناتے ہیں، یہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حق میں لاثانی اور بے نظیر منقبت ہے، جس میں ان کا کوئی ساجھی نہیں۔

یاد رہے کہ ''خلیل'' اس محِبّ کو کہتے ہیں جو اپنے دل میں اپنے محبوب سے اتنی زیادہ سچی اور گہری محبت رکھتا ہو کہ اب مزید اس کے دل میں کسی کے لئے کوئی گنجائش باقی نہ رہی ہو۔ ایسی محبت کو ''خلت'' کہتے ہیں اور محبت کا یہ انداز صرف اللہ تعالیٰ کے بارے میں اختیار کیا جا سکتا ہے، حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ سے جو شدید محبت (یعنی خلت) تھی وہ ابو بکر رضی اللہ عنہ سے نہ تھی، کیونکہ صدیق کا مقام مرتبہ اپنی جگہ پر مسلّم ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات

(١٢١٥٥) تخریج: اخرجه البخاری: ٤٦٧ (انظر: ٢٤٣٢)

سب سے برتر اور اعلی ہے، اس سے کسی کا کوئی موازنہ نہیں کیا جا سکتا۔ہاں محمد رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر صدیق کیلئے اسلامی مودّت ومحبّت کا دعوی بحال رکھا' جس کا مرتبہ ''خلّت'' سے کم ہے۔(حافظ ابن حجرؒ نے ''خلیل'' کے نو معانی ذکر کیے ہیں۔دیکھیں: فتح الباری: حدیث ۳۶۵۷ کے تحت)

خطابی اور ابن بطال وغیرہ نے کہا: اس حدیث میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کو عظیم خصوصیت سے نوازا گیا' نیز اس میں یہ قوی اشارہ موجود ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ خلافت کے مستحق ہیں' ...... اور بعض نے تو اس بات کا دعوی کیا کہ دروازے کے ذریعے کنایۃً خلافت کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔(دیکھیں: فتح الباری: حدیث ۳۶۵۴ کے تحت)

ہمیں حدیث مبارکہ سے عملی سبق یہ ملتا ہے کہ محبت ومودت' احترام واکرام' عزت ومرتبت اور دوستی و یاری کا معیار اسلام ہونا چاہئے' محب اور محبوب کے تعلق کی بنیاد میں اللہ اور اس کے رسول کا نام پایا جانا چاہئے' یہی واحد تعلق ہے جو بروز قیامت بھی بحال رہے گا۔ رہا اس دوستی کا مسئلہ جس کی بنیاد کسی خاندانی تعلق' دنیوی منفعت' سیاسی ناطے' حسن و جمال' شخصیت پرستی یا فسق وفجور پر ہو' وہ قیامت کے دن دشمنی کا لبادہ اوڑھ لے گی' قرآن مجید گوہر افشاں ہے:

﴿اَلْاَخِلَّاءُ يَوْمَئِذٍۢ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ﴾ ...... ''قیامت کے دن گہرے دوست بھی دشمن بن جائیں گے' سوائے پرہیزگاروں کے'' (کہ جن کی دوستی دین اور رضائے الٰہی کی بنیاد پر ہوتی ہے)(سورۂ زخرف: ۶۷)

آیئے! ہم بھی جائزہ لیں اور اپنے تعلق کی عمارت کو نبی وصدیق کی محبت کی بنیادوں پر استوار کریں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو انسان درج ذیل تین خصائل سے متصف ہو گا' وہ ان کی بدولت ایمان کی حلاوت اور لذت محسوس کرے گا:

۱۔ اسے اللہ اور اس کا رسول کائنات کی ہر چیز کی بہ نسبت زیادہ محبوب ہوں۔

۲۔ وہ کسی آدمی سے صرف اللہ تعالیٰ کے لئے محبت رکھتا ہو۔

۳۔ اللہ کی توفیق سے کفر سے بچ جانے کے بعد دوبارہ کفر میں لوٹنے کو اس طرح برا سمجھے جیسے وہ آگ میں ڈالے جانے کو برا سمجھتا ہے۔'' (صحیح بخاری: ۱۶، صحیح مسلم: ۴۳)

نیز سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: أَيْنَ الْمُتَحَابُّوْنَ بِجَلَالِيْ، اَلْيَوْمَ أُظِلُّهُمْ فِيْ ظِلِّيْ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلِّيْ)) یعنی: ''اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اعلان کرے گا: میری عظمت وجلال کی وجہ سے آپس میں محبت کرنے والے کہاں ہیں؟ آج میرے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں' لیکن میں انہیں اپنے سائے میں جگہ دوں گا۔'' (صحیح مسلم: ۱۰۳۱)

(۱۲۱۵۶)۔ وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُهُ۔ (مسند احمد: ۱۱۱۵۱) سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم ﷺ کی اسی قسم کی حدیث بیان کی ہے۔

(۱۲۱۵٦) تخريج: اخرجه البخاري: ٤٦٦، ومسلم: ۲۳۸۲(انظر: ۱۱۱۳٤)

(۱۲۱۵۷)۔ وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ؓ قَالَ: إِنَّ امْرَأَةً أَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَكَلَّمَتْهُ فِي شَيْءٍ فَأَمَرَهَا بِأَمْرٍ، فَقَالَتْ: أَرَأَيْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنْ لَمْ أَجِدْكَ؟ قَالَ: ((إِنْ لَمْ تَجِدِينِي فَأْتِي أَبَا بَكْرٍ۔)) (مسند احمد: ۱٦۸۷۷)

سیدنا جبیر بن مطعم ؓ سے مروی ہے کہ ایک خاتون رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے کسی معاملہ میں آپ ﷺ سے بات کی، آپ ﷺ نے اس کے حق میں کوئی حکم فرمایا، اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم مجھے نہ پاؤ تو ابوبکر کے پاس چلی جانا۔''

فوائد:......اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ ﷺ کے بعد مسئول سیدنا ابوبکر ؓ ہوں گے۔

(۱۲۱۵۸)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ آخر عَنْ أَبِيْهِ أَيْضًا) أَنَّ امْرَأَةً أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْأَلُهُ شَيْئًا فَقَالَ لَهَا: ((ارْجِعِي إِلَيَّ۔)) فَقَالَتْ: فَإِنْ رَجَعْتُ فَلَمْ أَجِدْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! تُعَرِّضُ بِالْمَوْتِ؟ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((فَإِنْ رَجَعْتِ فَلَمْ تَجِدِينِي فَالْقَيْ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔)) (مسند احمد: ۱٦۸۸۹)

(دوسری سند) ایک خاتون، نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے آپ سے کسی چیز کا مطالبہ کیا، آپ ﷺ نے اسے فرمایا: ''تو میرے پاس دوبارہ آنا۔'' اس نے کہا: اللہ کے رسول! اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں تو؟ وہ اشارۃً آپ ﷺ کی وفات کی بات کر رہی تھی، رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''جب تم دوبارہ آؤ اور مجھے نہ پاؤ تو ابو بکر ؓ سے مل لینا۔''

(۱۲۱۵۹)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَمْعَةَ بْنِ الْأَسْوَدِ بْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ أَسَدٍ قَالَ: لَمَّا اسْتُعِزَّ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَنَا عِنْدَهُ فِي نَفَرٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، قَالَ: دَعَا بِلَالٌ لِلصَّلَاةِ، فَقَالَ: ((مُرُوْا مَنْ يُصَلِّي بِالنَّاسِ۔)) قَالَ: فَخَرَجْتُ فَإِذَا عُمَرُ فِي النَّاسِ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ غَائِبًا، فَقُلْتُ: قُمْ يَا عُمَرُ! فَصَلِّ بِالنَّاسِ، قَالَ: فَقَامَ فَلَمَّا كَبَّرَ

سیدنا عبداللہ بن زمعہ ؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ پر بیماری کا غلبہ تھا تو میں چند مسلمانوں کے ساتھ آپ ﷺ کی خدمت میں تھا، سیدنا بلال ؓ نے آپ ﷺ سے نماز پڑھانے کی درخواست کی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم کسی سے کہہ دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھا دے۔'' سیدنا ابن زمعہ کہتے ہیں: میں گیا اور دیکھا کہ وہاں سیدنا ابوبکر ؓ موجود نہ تھے، البتہ سیدنا عمر ؓ موجود تھے، میں نے جا کر کہا: اے عمر! آپ لوگوں کو نماز پڑھا دیں، سو سیدنا عمر ؓ اٹھ کھڑے

(۱۲۱۵۷) تخريج: اخرجه البخاری: ۷۳٦۰، ومسلم: ۲۳۸٦ (انظر: ۱٦۷۵۵)

(۱۲۱۵۸) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۱۲۱۵۹) تخريج: حسن، قاله الالبانی، اخرجه ابوداود: ٤٦٦۰ (انظر: ۱۸۹۰٦)

عُمَرُ سَمِعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَوْتَهُ، وَكَانَ عُمَرُ رَجُلًا مُجْهِرًا، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((فَأَيْنَ أَبُو بَكْرٍ؟ يَأْبَى اللّٰهُ ذٰلِكَ وَالْمُسْلِمُونَ، يَأْبَى اللّٰهُ ذٰلِكَ وَالْمُسْلِمُونَ۔)) قَالَ: فَبَعَثَ إِلٰى أَبِي بَكْرٍ فَجَاءَ بَعْدَ أَنْ صَلّٰى عُمَرُ تِلْكَ الصَّلَاةَ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ، قَالَ: وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَمْعَةَ: قَالَ لِي عُمَرُ: وَيْحَكَ مَاذَا صَنَعْتَ بِي يَا ابْنَ زَمْعَةَ! وَاللّٰهِ، مَا ظَنَنْتُ حِينَ أَمَرْتَنِي إِلَّا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَكَ بِذٰلِكَ، وَلَوْلَا ذٰلِكَ مَا صَلَّيْتُ بِالنَّاسِ، قَالَ: قُلْتُ: وَاللّٰهِ، مَا أَمَرَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلٰكِنْ حِينَ لَمْ أَرَ أَبَا بَكْرٍ رَأَيْتُكَ أَحَقَّ مَنْ حَضَرَ بِالصَّلَاةِ۔ (مسند احمد: ۱۹۱۱۳)

ہوئے، چونکہ وہ بلند آواز والے آدمی تھے، اس لیے انہوں نے جب تکبیر کہی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی آواز سن لی اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابو بکر کہاں ہیں؟ اللہ اور مسلمان اس کو نہیں مانیں گے، اللہ اور مسلمان تو اس کا انکار کریں گے۔'' بہرحال وہ نماز تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پڑھا دی۔ اس کے بعد سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس پیغام بھیجا گیا، بعد میں انہوں نے لوگوں کو نمازیں پڑھائیں۔ سیدنا عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا: ابن زمعہ! تجھ پر بڑا افسوس ہے، تو نے میرے ساتھ کیا کیا؟ جب تم نے مجھے آ کر نماز پڑھانے کا کہا تو میں یہی سمجھا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہیں اسی چیز کا حکم دیا ہے، اگر میرے خیال میں یہ بات نہ ہوتی تو میں لوگوں کو نماز نہ پڑھاتا۔ سیدنا ابن زمعہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے تو مجھے اس بات کا حکم نہیں دیا تھا (کہ میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو کہوں اور آپ کو نہ کہوں)۔ لیکن جب مجھے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نظر نہ آئے تو میں نے موجودہ لوگوں میں سے آپ کو سب سے زیادہ مستحق سمجھا کہ آپ نماز پڑھائیں۔

(۱۲۱۶۰)۔ وعَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا ثَقُلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ: ((ائْتِنِي بِكَتِفٍ أَوْ لَوْحٍ حَتّٰى أَكْتُبَ لِأَبِي بَكْرٍ كِتَابًا لَا يُخْتَلَفُ عَلَيْهِ۔)) فَلَمَّا ذَهَبَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ لِيَقُومَ قَالَ:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ شدید بیمار ہوئے تو آپ ﷺ نے سیدنا عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''تم میرے پاس کندھے کی چوڑی ہڈی یا ایک تختی لے کر آؤ تاکہ میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کے حق میں ایک تحریر لکھ دوں، تاکہ اس پر اختلاف ہی واقع نہ ہو۔'' جب عبدالرحمن اٹھ کر جانے لگے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابو بکر! اللہ

(۱۲۱۶۰) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف عبد الرحمن بن ابی بکر، ❶ اخرجه ابن ماجه: ۱۶۲۷ (انظر: ۲٤۱۹۹)

❶ مسند میں مذکور ایک راوی عبدالرحمن بن ابی بکر ضعیف ہیں ایک آدمی اس نام (عبدالرحمن بن ابی بکر) سے حدیث میں مذکور ہے یہ صحابی اور ابو بکر صدیق کے بیٹے ہیں۔ (عبداللہ رفیق)

((أَبَى اللّٰهُ وَالْمُؤْمِنُونَ أَنْ يُخْتَلَفَ عَلَيْكَ يَا أَبَا بَكْرٍ!)) (مسند احمد: ٢٤٧٠٣)

اور اہل ایمان نے اس بات سے انکار کر دیا ہے کہ تجھ پر اختلاف کیا جائے۔''

(١٢١٦١)۔ (وَعَنْهَا مِنْ طَرِيقٍ آخَرَ) قَالَتْ: لَمَّا كَانَ وَجَعُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ قَالَ: ادْعُوا لِي أَبَا بَكْرٍ، وَابْنَهُ فَلْيَكْتُبْ لِكَيْلَا يَطْمَعَ فِي أَمْرِ أَبِي بَكْرٍ طَامِعٌ، وَلَا يَتَمَنَّى مُتَمَنٍّ۔)) ثُمَّ قَالَ: ((يَأْبَى اللّٰهُ ذٰلِكَ وَالْمُسْلِمُونَ۔)) مَرَّتَيْنِ، و قَالَ مُؤَمَّلٌ مَرَّةً: وَالْمُؤْمِنُونَ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَأَبَى اللّٰهُ وَالْمُسْلِمُونَ إِلَّا أَنْ يَكُونَ أَبِي فَكَانَ أَبِي۔ (مسند احمد: ٢٥٢٥٨)

(دوسری سند) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب مرض الموت میں مبتلا تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم ابو بکر اور ان کے بیٹے کو میرے پاس بلا کر لاؤ، تا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے معاملے میں کوئی لالچی لالچ نہ کرے اور اس امر کی خواہش رکھنے والا اس چیز کی خواہش نہ کرے۔'' آپ نے یہ کلمہ دو مرتبہ ارشاد فرمایا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اور مسلمانوں نے اس چیز کا انکار کر دیا ہے (ما سوائے ابو بکر کے)۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ''اللہ نے اور مسلمانوں نے اس چیز کے لیے لوگوں کا انکار کر دیا ہے، ما سوائے میرے باپ کے اور پھر میرے باپ ہی خلیفہ بنے۔

فوائد:...... اس موضوع سے متعلقہ صحیح روایت درج ذیل ہے:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْيَوْمِ الَّذِي بُدِءَ فِيهِ فَقُلْتُ: وَا رَأْسَاهْ، فَقَالَ: ((وَدِدْتُ أَنَّ ذٰلِكَ كَانَ وَأَنَا حَيٌّ، فَهَيَّأْتُكِ وَدَفَنْتُكِ۔)) قَالَتْ: فَقُلْتُ غَيْرَى كَأَنِّي بِكَ فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ عَرُوسًا بِبَعْضِ نِسَائِكَ، قَالَ: ((وَأَنَا وَا رَأْسَاهْ ادْعُوا إِلَيَّ أَبَاكِ وَأَخَاكِ حَتّٰى أَكْتُبَ لِأَبِي بَكْرٍ كِتَابًا فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَقُولَ قَائِلٌ وَيَتَمَنّٰى مُتَمَنٍّ أَنَا أَوْلٰى، وَيَأْبَى اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَالْمُؤْمِنُونَ إِلَّا أَبَا بَكْرٍ۔)) ...... رسول اللہ ﷺ میرے پاس اس دن تشریف لائے، جس دن آپ ﷺ کی تکلیف شروع ہوئی تھی، میں نے کہا: ہائے میرا سر! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کاش تو اسی درد میں بتلارہ کر فوت ہو جاتی، پھر میں تجھے تیار کرتا، (تیرے لیے دعائے مغفرت کرتا) اور تجھ کو دفن کرتا۔'' میں نے غیرت میں آ کر کہا: گویا کہ میں محسوس کر رہی ہوں کہ اس دن آپ ﷺ اپنی کسی بیوی کے ساتھ خلوت اختیار کیے ہوئے ہوں گے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''بلکہ میں خود سر کی تکلیف کی وجہ سے کہتا ہوں: ہائے میرا سر! اپنے باپ اور اپنے بھائی کو میرے پاس بلاؤ، تا کہ میں ابو بکر کے حق میں ایک تحریر لکھ دوں، کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ کہنے والا کہے گا اور اس خلافت کی تمنا رکھنے والا یہ تمنا کرے گا کہ میں اس کا زیادہ مستحق ہوں، جبکہ اللہ تعالیٰ اور مؤمن انکار کرتے ہیں، ما سوائے ابو بکر کے۔'' (صحیح بخاری: ٥٦٦٦، ٧٢١٧، صحیح مسلم: ٢٣٨٧، واللفظ لاحمد)

(١٢١٦١) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف مؤمل (انظر: ٢٤٧٥١)

یہ روایات اس بات کا قطعی ثبوت ہیں کہ آپ ﷺ کے خلیفۂ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی ہیں اور عملاً ایسے ہی ہوا کہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد سقیفہ بنی ساعدہ میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، ارباب حل وعقد اور پھر تمام مسلمانوں نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی۔ جو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا بین ثبوت ہے۔

اگر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کسی شرعی دلیل سے ثابت نہ بھی ہوتی تو ان کی خلافت کے برحق ہونے کے لیے صحابہ کرام کا اجماع واتفاق ہی کافی تھا۔ مزید دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۹۹۴)

اَلْبَابُ الثَّانِيْ فِيْ مُبَايَعَتِهِ رضی اللہ عنہ وَذِكْرِ حَدِيْثِ السَّقِيْفَةِ

باب دوم: سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت اور واقعۂ سقیفہ کا بیان

وضاحت: رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد سب سے اہم مسئلہ یہ تھا کہ ایک امیر منتخب کیا جائے، جو عوام اور ملک کے معاملات چلانے کے لیے آپ ﷺ کا جانشین ہو، اس سلسلے میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ یہ سمجھتے تھے کہ وہ جانشینی کے زیادہ حقدار ہیں، کیونکہ وہ نبی کریم ﷺ کے خاص قریبی ہیں، چنانچہ وہ اور سیدنا زبیر اور بنو ہاشم کے کچھ لوگ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں جمع ہو گئے، جبکہ انصار نے اپنے میں سے ایک امیر منتخب کرنے کے لیے سقیفہ بنو ساعدہ میں اجتماع کیا، باقی مہاجرین سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کے پیچھے ہو لیے، اس مقام پر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی حکمت اور دور اندیشی کام آئی، جس کی تفصیل اگلی احادیث میں آ رہی ہے۔

(۱۲۱۶۲)۔ عَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ فِيْ خُطْبَةٍ خَطَبَهَا عَلٰى مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ زَمَنَ خِلَافَتِهِ، مِنْهَا قَوْلُهُ: وَقَدْ بَلَغَنِي أَنَّ قَائِلًا مِنْكُمْ يَقُوْلُ: لَوْ قَدْ مَاتَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بَايَعْتُ فُلَانًا، فَلَا يَغْتَرَّنَّ امْرُؤٌ أَنْ يَقُوْلَ: إِنَّ بَيْعَةَ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَتْ فَلْتَةً، أَلَا وَإِنَّهَا كَانَتْ كَذٰلِكَ، أَلَا وَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَقٰى شَرَّهَا، وَلَيْسَ فِيكُمُ الْيَوْمَ مَنْ تُقْطَعُ إِلَيْهِ الْأَعْنَاقُ مِثْلُ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَلَا وَإِنَّهُ كَانَ مِنْ خَبَرِنَا حِيْنَ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ عَلِيًّا وَالزُّبَيْرَ وَمَنْ كَانَ

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں منبرِ رسول ﷺ پر ایک خطبہ دیا، اس میں آپ نے یہ بھی کہا تھا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم میں سے کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ اگر عمر فوت ہو جائیں تو میں فلاں کی بیعت کروں گا اور کوئی آدمی یہ دھوکا نہ کھائے کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت اچانک ہوئی تھی، خبردار! اگرچہ وہ اسی طرح ہی ہوئی تھی، لیکن خبردار! اللہ تعالیٰ نے اچانک ہونے والی بیعت کے شر سے محفوظ رکھا، آج تمہارے اندر ابوبکر رضی اللہ عنہ جیسا ایک بھی آدمی نہیں ہے، جسے دیکھنے کے لیے دور دراز کے سفر کیے جائیں، یاد رکھو جب اللہ کے رسول ﷺ نے وفات پائی تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم سب سے افضل تھے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ والے افراد دختر رسول سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر چلے گئے اور تمام انصار سقیفہ بنی ساعدہ

(۱۲۱۶۲) تخریج: ... ۳۴۴۵، ۴۰۲۱، ۶۸۲۹، ۶۸۳۰، ۷۳۲۳، ومسلم: ۱۶۹۱ (انظر: ۳۹۱)

مَعَهُمَا تَخَلَّفُوا فِي بَيْتِ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَتَخَلَّفَتْ عَنَّا الْأَنْصَارُ بِأَجْمَعِهَا فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ، وَاجْتَمَعَ الْمُهَاجِرُونَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَقُلْتُ لَهُ: يَا أَبَا بَكْرٍ! انْطَلِقْ بِنَا إِلَى إِخْوَانِنَا مِنَ الْأَنْصَارِ، فَانْطَلَقْنَا نَؤُمُّهُمْ حَتَّى لَقِيَنَا رَجُلَانِ صَالِحَانِ، فَذَكَرَا لَنَا الَّذِي صَنَعَ الْقَوْمُ، فَقَالَا: أَيْنَ تُرِيدُونَ؟ يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِينَ! فَقُلْتُ: نُرِيدُ إِخْوَانَنَا هٰؤُلَاءِ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَا: لَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَقْرَبُوهُمْ وَاقْضُوا أَمْرَكُمْ يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِينَ! فَقُلْتُ: وَاللَّهِ! لَنَأْتِيَنَّهُمْ، فَانْطَلَقْنَا حَتَّى جِئْنَاهُمْ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ، فَإِذَا هُمْ مُجْتَمِعُونَ، وَإِذَا بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ رَجُلٌ مُزَمَّلٌ، فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ فَقَالُوا: سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ، فَقُلْتُ: مَا لَهُ؟ قَالُوا: وَجِعٌ، فَلَمَّا جَلَسْنَا قَامَ خَطِيبُهُمْ، فَأَثْنَى عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، وَقَالَ: أَمَّا بَعْدُ! فَنَحْنُ أَنْصَارُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَكَتِيبَةُ الْإِسْلَامِ، وَأَنْتُمْ يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِينَ! رَهْطٌ مِنَّا، وَقَدْ دَفَّتْ دَافَّةٌ مِنْكُمْ، يُرِيدُونَ أَنْ يَخْزِلُونَا مِنْ أَصْلِنَا، وَيَحْضُنُونَا مِنَ الْأَمْرِ، فَلَمَّا سَكَتَ أَرَدْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ وَكُنْتُ قَدْ زَوَّرْتُ مَقَالَةً أَعْجَبَتْنِي، أَرَدْتُ أَنْ أَقُولَهَا بَيْنَ يَدَيْ أَبِي

میں جمع ہو گئے اور مہاجرین ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف روانہ ہو گئے، میں نے ان سے کہا: اے ابو بکر! آؤ انصاری بھائیوں کی طرف چلیں، ہم ان کا قصد کر کے ان کی طرف روانہ ہو گئے، راستے میں ہمیں دو نیک آدمی ملے اور انہوں نے ہمیں لوگوں کے عمل سے مطلع کیا اور انہوں ے پوچھا: اے مہاجرین! تم کدھر جارہے ہو؟ میں نے کہا: ہم اپنے ان انصاری بھائیوں کے پاس جارہے ہیں۔ ان دونوں نے کہا: اے مہاجرین کی جماعت! اگر تم ان کے ہاں نہ جاؤ اور اپنا معاملہ خود ہی حل کر لو تو تم پر کوئی حرج نہیں ہوگا۔ لیکن میں نے کہا: اللہ کی قسم! ہم ان کے پاس ضرور جائیں گے، پس ہم آگے چل دیئے، یہاں تک کہ ہم سقیفہ بنی ساعدہ میں ان کے پاس پہنچ گئے، وہ لوگ جمع تھے، ان کے درمیان سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ موجود تھے، میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا: یہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ میں نے کہا: ان کو کیا ہوا ہے؟ لوگوں نے بتلایا کہ یہ بیمار ہیں، جب ہم بیٹھ گئے تو ان کا ایک مقرر کھڑا ہوا، اس نے اللہ کی کما حقہ حمد و ثنا بیان کی، اس کے بعد اس نے کہا: ہم اللہ تعالیٰ کے انصار اور اسلامی لشکر ہیں اور اے مہاجرو! تم ہمارا ہی چھوٹا سا حصہ ہو، تم میں سے کچھ لوگ چاہتے ہیں کہ ہمیں ہمارے مقام سے نیچے گرا دیں اور ہمیں حکمرانی سے محروم کر دیں، جب وہ آدمی خاموش ہوا تو میرا (عمر) نے بھی ابو بکر رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں کچھ کہنے کا ارادہ کیا، میں ایک مقالہ یعنی تقریر تیار کر چکا تھا، وہ خود مجھے بھی خوب اچھی لگ رہی تھی، میں کسی حد تک ابو بکر رضی اللہ عنہ سے جھجکتا تھا، وہ مجھ سے زیادہ با حوصلہ اور باوقار تھے، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: ''ذرا ٹھہر جاؤ، میں نے ان کو ناراض کرنا اچھا نہ سمجھا، جبکہ وہ مجھ سے زیادہ صاحب علم اور صاحب وقار تھے، اللہ کی قسم! میں اپنی تیار کردہ

بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَقَدْ كُنْتُ أُدَارِي مِنْهُ بَعْضَ الْحَدِّ، وَهُوَ كَانَ أَحْلَمَ مِنِّي وَأَوْقَرَ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: عَلَى رِسْلِكَ، فَكَرِهْتُ أَنْ أُغْضِبَهُ وَكَانَ أَعْلَمَ مِنِّي وَأَوْقَرَ، وَاللّٰهِ! مَا تَرَكَ مِنْ كَلِمَةٍ أَعْجَبَتْنِي فِي تَزْوِيرِي إِلَّا قَالَهَا فِي بَدِيهَتِهِ، وَأَفْضَلَ حَتّٰى سَكَتَ، فَقَالَ: أَمَّا بَعْدُ! فَمَا ذَكَرْتُمْ مِنْ خَيْرٍ فَأَنْتُمْ أَهْلُهُ، وَلَمْ تَعْرِفِ الْعَرَبُ هٰذَا الْأَمْرَ إِلَّا لِهٰذَا الْحَيِّ مِنْ قُرَيْشٍ، هُمْ أَوْسَطُ الْعَرَبِ نَسَبًا وَدَارًا، وَقَدْ رَضِيتُ لَكُمْ أَحَدَ هٰذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ أَيَّهُمَا شِئْتُمْ، وَأَخَذَ بِيَدِي وَبِيَدِ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ، فَلَمْ أَكْرَهْ مِمَّا قَالَ غَيْرَهَا، وَكَانَ وَاللّٰهِ! أَنْ أُقَدَّمَ فَتُضْرَبَ عُنُقِي، لَا يُقَرِّبُنِي ذٰلِكَ إِلٰى إِثْمٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَتَأَمَّرَ عَلٰى قَوْمٍ فِيهِمْ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِلَّا أَنْ تَغَيَّرَ نَفْسِي عِنْدَ الْمَوْتِ، فَقَالَ قَائِلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: أَنَا جُذَيْلُهَا الْمُحَكَّكُ وَعُذَيْقُهَا الْمُرَجَّبُ، مِنَّا أَمِيرٌ وَمِنْكُمْ أَمِيرٌ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ! فَقُلْتُ لِمَالِكٍ: مَا مَعْنٰى أَنَا جُذَيْلُهَا الْمُحَكَّكُ وَعُذَيْقُهَا الْمُرَجَّبُ؟ قَالَ: كَأَنَّهُ يَقُولُ: أَنَا دَاهِيَتُهَا، قَالَ: وَكَثُرَ اللَّغَطُ وَارْتَفَعَتِ الْأَصْوَاتُ حَتّٰى خَشِيتُ الِاخْتِلَافَ، فَقُلْتُ: ابْسُطْ يَدَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ! فَبَسَطَ يَدَهُ فَبَايَعْتُهُ وَبَايَعَهُ الْمُهَاجِرُونَ، ثُمَّ بَايَعَهُ الْأَنْصَارُ، وَنَزَوْنَا عَلٰى سَعْدِ بْنِ

تقریر میں جو کچھ کہنا چاہتا تھا، ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فی البدیہ وہ سب کچھ کہہ دیا، یہاں تک کہ وہ خاموش ہو گئے، پھر انھوں نے کہا: اے انصار! تم نے جس فضیلت اور خوبی کا تذکرہ کیا ہے، تم واقعی اس کے اہل ہو، لیکن عرب لوگ خلافت کے فضیلت و شرف کا مستحق صرف قریش کو ہی سمجھتے ہیں، وہ اپنے نسب اور سکونت کے لحاظ سے تمام عرب سے اعلیٰ ہیں۔ ساتھ ہی انہوں نے میں (عمر) کا اور سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور کہا: میں تمہارے لیے ان دو آدمیوں کا انتخاب کر رہا ہوں، تم ان میں سے جسے چاہو اپنا امیر مقرر کر لو، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جتنی باتیں کی تھیں، ان میں سے مجھے صرف یہی بات ناگوار گزری تھی، اللہ کی قسم! اگر مجھے آگے لایا جاتا اور میری گردن اڑا دی جاتی اور کوئی سا بھی گناہ مجھے اس مقام تک نہ لے جاتا، یہ مجھے اس سے زیادہ پسند تھا کہ میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہوتے ہوئے کسی قوم کا امیر بن جاؤں، انصار میں سے ایک کہنے والے نے کہا: میں وہ آدمی ہوں، جس سے اس معاملے کی شفا حاصل کی جا سکتی ہے اور میں ہی وہ شخص ہوں، جس کی طرف اس معاملے میں رجوع ہونا چاہیے، بس اے قریش کی جماعت! ایک امیر ہم میں سے ہو گا اور ایک تم میں سے۔ میں نے امام مالک سے کہا: "مَا مَعْنٰى أَنَا جُذَيْلُهَا الْمُحَكَّكُ وَعُذَيْقُهَا الْمُرَجَّبُ" کا کیا معنی ہے؟ انھوں نے کہا: شاید وہ یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں ہی معاملہ فہم ہوں اور اس چیز کا شعور رکھتا ہوں۔ اس پر شور مچ گیا اور آوازیں بلند ہو گئیں، یہاں تک کہ مجھے لڑائی کا خدشہ ہو گیا، میں نے کہا: اے ابوبکر! آپ اپنا ہاتھ بڑھائیں، انہوں نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا، میں نے ان کی بیعت کر لی اور مہاجرین نے بھی ان کی بیعت شروع کر دی، اس کے بعد انصار نے بھی ان کی بیعت کر لی، بیچ میں ہم

عُبَادَةَ، فَقَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ: قَتَلْتُمْ سَعْدًا، فَقُلْتُ: قَتَلَ اللّٰهُ سَعْدًا، وَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَمَا وَاللّٰهِ! مَا وَجَدْنَا فِيمَا حَضَرْنَا أَمْرًا هُوَ أَقْوٰى مِنْ مُبَايَعَةِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، خَشِينَا إِنْ فَارَقْنَا الْقَوْمَ وَلَمْ تَكُنْ بَيْعَةٌ أَنْ يُحْدِثُوا بَعْدَنَا بَيْعَةً، فَإِمَّا أَنْ نُتَابِعَهُمْ عَلٰى مَا لَا نَرْضٰى، وَإِمَّا أَنْ نُخَالِفَهُمْ فَيَكُونَ فِيهِ فَسَادٌ، فَمَنْ بَايَعَ أَمِيرًا عَنْ غَيْرِ مَشُورَةِ الْمُسْلِمِينَ، فَلَا بَيْعَةَ لَهُ وَلَا بَيْعَةَ لِلَّذِي بَايَعَهُ تَغِرَّةً أَنْ يُقْتَلَا، قَالَ مَالِكٌ: وَأَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، أَنَّ الرَّجُلَيْنِ الَّذَيْنِ لَقِيَاهُمَا عُوَيْمِرُ بْنُ سَاعِدَةَ وَمَعْنُ بْنُ عَدِيٍّ، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَأَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ الَّذِي قَالَ: أَنَا جُذَيْلُهَا الْمُحَكَّكُ وَعُذَيْقُهَا الْمُرَجَّبُ، الْحُبَابُ بْنُ الْمُنْذِرِ۔ (مسند احمد: ٣٩١)

نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے اوپر ہجوم کیا، ان میں سے ایک نے کہا: تم نے سعد کو قتل کر دیا ہے۔ میں نے کہا: اللہ سعد کو قتل کرے۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! ہمیں جس قدر بھی امور پیش آئے، ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت سے بڑھ کر ہم نے کسی امر کو زیادہ قوی نہیں پایا، ہمیں اندیشہ تھا کہ اگر ہم لوگوں کو چھوڑ گئے اور بیعت نہ ہوئی تو کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگ کوئی اور بیعت کر لیں، تب یا تو ہم ان سے ایسے امر پر بیعت کریں گے، جو ہمیں پسند نہیں ہو گا، یا ہم ان کی مخالفت کریں گے تو فساد مچ جائے گا، جو آدمی مسلمانوں کے مشورے کے بغیر کسی امیر کی بیعت کر لے، اس کی بیعت کا کوئی اعتبار نہیں ہو گا، اسی طرح جس کے حق میں بیعت کی گئی ہو گی، وہ بھی غیر معتبر ہو گا، یہ دونوں بیعت کرنے والا اور بیعت لینے والا قتل کر دیئے جانے کے حقدار ہوں گے۔ امام مالک نے کہا: مجھے ابن شہاب نے عروہ بن زبیر سے بیان کیا کہ جو دو آدمی راستے میں ملے تھے وہ سیدنا عریمر بن ساعدہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا معمر بن عدی رضی اللہ عنہ تھے، ابن شہاب نے کہا: سعید بن مسیب نے مجھے بیان کیا کہ جس آدمی نے یہ بات کی تھی کہ ''میں وہ آدمی ہوں، جس سے اس معاملے کی شفا حاصل کی جا سکتی ہے اور میں ہی وہ شخص ہوں، جس کی طرف اس معاملے میں رجوع ہونا چاہیے۔'' وہ سیدنا حباب بن منذر رضی اللہ عنہ تھے۔

(١٢١٦٣)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ خُطَبَاءُ الْأَنْصَارِ فَجَعَلَ مِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ: يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِينَ! إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو ا تو انصار کے کچھ خطیب اور مقرر حضرات کھڑے ہوئے، ان میں سے بعض نے کہا: اے مہاجرین کی جماعت! اللہ کے رسول جب تم میں سے کسی کو عامل مقرر کرتے تو اس کے ساتھ ہم میں سے ایک آدمی کو بھی

(١٢١٦٣) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم، اخرجہ الطبرانی: ٤٧٨٥، والحاکم: ٣/ ٧٦ (انظر: ٢١٦١٧)

اسْتَعْمَلَ رَجُلًا مِنْكُمْ قَرَنَ مَعَهُ رَجُلًا مِنَّا، فَنَرَى أَنْ يَلِيَ هَذَا الْأَمْرَ رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا مِنْكُمْ وَالْآخَرُ مِنَّا، قَالَ: فَتَتَابَعَتْ خُطَبَاءُ الْأَنْصَارِ عَلَى ذَلِكَ، قَالَ فَقَامَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ: فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ، وَإِنَّمَا الْإِمَامُ يَكُونُ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ، وَنَحْنُ أَنْصَارُهُ كَمَا كُنَّا أَنْصَارَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَامَ أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ: جَزَاكُمُ اللّٰهُ خَيْرًا مِنْ حَيٍّ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ، وَثَبَّتَ قَائِلَكُمْ، ثُمَّ قَالَ: وَاللّٰهِ! لَوْ فَعَلْتُمْ غَيْرَ ذٰلِكَ لَمَا صَالَحْنَاكُمْ۔ (مسند احمد: ۲۱۹۵۳)

مقرر کرتے تھے، اس لیے ہماری رائے یہ ہے کہ دو آدمی حکمران ہوں، ایک تم میں سے اور ایک ہم میں سے۔ سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: تمام انصاری مقررین نے یہی بات دہرائی، پھر سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین میں سے تھے، لہٰذا امام اور حاکم بھی مہاجرین میں سے ہوگا اور ہم اس کے اسی طرح انصار اور معاون ہوں گے، جیسے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انصار تھے۔ یہ بات سن کر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اٹھے اور انہوں نے کہا: اے انصار کی جماعت! اللہ آپ کے قبیلے کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اس تجویز دینے والے کو ہمیشہ صراط مستقیم پر قائم رکھے۔ بعد ازاں کہا: اللہ کی قسم! اگر تم اس کے برخلاف کچھ تجویز کرتے تو ہم تم سے اتفاق نہ کرتے۔

(۱۲۱٦٤)۔ عَنْ رَافِعِ الطَّائِيِّ رَفِيقِ أَبِي بَكْرٍ فِي غَزْوَةِ السَّلَاسِلِ، قَالَ: وَسَأَلْتُهُ عَمَّا قِيلَ مِنْ بَيْعَتِهِمْ، فَقَالَ: وَهُوَ يُحَدِّثُهُ عَمَّا تَكَلَّمَتْ بِهِ الْأَنْصَارُ، وَمَا كَلَّمَهُمْ بِهِ، وَمَا كَلَّمَ بِهِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ الْأَنْصَارَ، وَمَا ذَكَّرَهُمْ بِهِ مِنْ إِمَامَتِي إِيَّاهُمْ بِأَمْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ، فَبَايَعُونِي لِذٰلِكَ، وَقَبِلْتُهَا مِنْهُمْ، وَتَخَوَّفْتُ أَنْ تَكُونَ فِتْنَةٌ، تَكُونُ بَعْدَهَا رِدَّةٌ۔ (مسند احمد: ٤٢)

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے غزوۂ سلاسل کے دوران ساتھ رہنے والے رافع طائی نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ان کی بیعت کے بارے میں کہی جانے والی باتوں کے بارے میں سوال کیا، پس انھوں نے وہ کچھ بیان کیا، جو انصار نے کہا، جو انھوں نے خود بیان کیا اور پھر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ان کے جواب میں جو کچھ کہا، سیدنا عمر نے بیچ میں یہ بات بھی ذکر کی کہ میں (ابوبکر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرض الموت کے دوران میں امامت کراتا رہا، پس پھر لوگوں نے میری بیعت کی اور میں نے ان سے ان کی بیعت قبول کی، لیکن مجھے ڈر تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی ایسا فتنہ بپا ہو جائے کہ جس کے بعد لوگ دین سے مرتد ہونا شروع ہو جائیں۔

فوائد:...... معلوم ہوا کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس ڈر سے امامت وخلافت کا منصب قبول کر لیا تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ امت کسی بڑے فتنے میں مبتلا ہو جائے۔

(۱۲۱٦٤) تخریج: اسنادہ جیّد (انظر: ٤٢)

یہ سارے معاملات سوموار کے باقی دن میں طے ہو گئے تھے، دوسرے روز صبح مسجد میں تمام مہاجرین وانصار نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی، آپ ﷺ کی تجہیز و تکفین سے پہلے یہ امور طے ہو گئے تھے، آپ ﷺ کی تجہیز و تکفین کا سلسلہ منگل کے دن شروع ہوا تھا۔

(۱۲۱٦٥)۔ عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زِرٍّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: لَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتِ الْأَنْصَارُ: مِنَّا أَمِيرٌ وَمِنْكُمْ أَمِيرٌ، فَأَتَاهُمْ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ! أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَمَرَ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنْ يَؤُمَّ النَّاسَ؟ فَأَيُّكُمْ تَطِيبُ نَفْسُهُ أَنْ يَتَقَدَّمَ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ؟ فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ: نَعُوذُ بِاللّٰهِ أَنْ نَتَقَدَّمَ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ (مسند احمد: ۳۸٤۲)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کا انتقال ہوا تو انصاریوں نے کہا: ایک امیر ہم میں سے ہوگا اور ایک تم مہاجرین میں سے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ان کے پاس گئے اور کہا: اے انصار کی جماعت! کیا تم نہیں جانتے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا تھا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، ہم جانتے ہیں، پھر انھوں نے کہا: تو پھر تم میں سے کس میں حوصلہ ہے کہ وہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے آگے کھڑا ہو؟ انصار نے کہا: ہم اس بات سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں کہ ہم ابو بکر رضی اللہ عنہ سے آگے کھڑے ہوں۔

(۱۲۱٦٦)۔ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ: تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبُو بَكْرٍ فِي طَائِفَةٍ مِنَ الْمَدِينَةِ، قَالَ: فَجَاءَ فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ فَقَبَّلَهُ وَقَالَ: فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي، مَا أَطْيَبَكَ حَيًّا وَمَيِّتًا، مَاتَ مُحَمَّدٌ ﷺ، وَرَبِّ الْكَعْبَةِ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ، قَالَ: فَانْطَلَقَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ يَتَقَاوَدَانِ حَتّٰى أَتَوْهُمْ، فَتَكَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ وَلَمْ يَتْرُكْ شَيْئًا أُنْزِلَ فِي الْأَنْصَارِ، وَلَا ذَكَرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ

حمید بن عبد الرحمٰن کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا تو اس وقت سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کے کسی نواحی علاقے میں تھے، پس وہ آئے اور آپ کے چہرۂ اقدس سے چادر ہٹائی، آپ ﷺ کو بوسہ دیا اور فرمایا: میرے والدین آپ پر فدا ہوں، آپ کس قدر پاکیزہ ہیں، زندہ ہوں یا میت، رب کعبہ کی قسم! محمد ﷺ وفات پا گئے ہیں، پھر راوی نے حدیث ذکر کی، ایک اقتباس یہ تھا: پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ چلتے چلتے انصاری لوگوں کے پاس پہنچ گئے، ابو بکر رضی اللہ عنہ نے گفتگو کی اور انصار کے حق میں جو کچھ نازل ہوا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ ان کے بارے میں بیان فرمایا تھا، ان

(۱۲۱٦٥) تخریج: اسنادہ حسن، اخرجہ النسائی: ۲/ ۷٤ (انظر: ۳۸٤۲)

(۱۲۱٦٦) تخریج: صحیح لغیرہ (انظر: ۱۸)

شَأْنِهِمْ إِلَّا وَذَكَرَهُ، وَقَالَ: وَلَقَدْ عَلِمْتُمْ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا، وَسَلَكَتِ الْأَنْصَارُ وَادِيًا، سَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ.)) وَلَقَدْ عَلِمْتَ يَا سَعْدُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَأَنْتَ قَاعِدٌ: ((قُرَيْشٌ وُلَاةُ هٰذَا الْأَمْرِ، فَبَرُّ النَّاسِ تَبَعٌ لِبَرِّهِمْ، وَفَاجِرُهُمْ تَبَعٌ لِفَاجِرِهِمْ.)) قَالَ: فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ: صَدَقْتَ نَحْنُ الْوُزَرَاءُ وَأَنْتُمُ الْأُمَرَاءُ. (مسند احمد: ۱۸)

سب فضائل کا ذکر کیا اور ان میں سے کوئی بات بھی نہ چھوڑی، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہارے حق میں فرمایا تھا: ''اگر لوگ ایک وادی میں چلیں اور انصار دوسرے وادی میں چلیں تو میں انصار والی وادی میں چلوں گا۔'' اے سعد! تم بھی موجود تھے، جب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ''قریش اس اقتدار کے حقدار اور اہل ہیں، نیک لوگ نیک قریشیوں کے تابع ہیں اور فاجر لوگ فاجر قریشیوں کے۔'' یہ سن کر سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ نے درست کہا، امیر حکمران آپ ہوں گے اور ہم آپ کے وزیر ہوں گے۔

اَلْبَابُ الثَّالِثُ فِيْ ذِكْرِ بَعْضِ مَا وَقَعَ فِيْ خِلَافَتِهِ رضي الله عنه وَفِيْهِ فُصُوْلٌ

باب سوم: صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں واقع ہونے والے بعض واقعات کا بیان اس باب میں کئی فصلیں ہیں

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ: اِرْسَالُ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ رضي الله عنه تَسْاَلُ مِيْرَاثَهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

فصل اول: سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا رسول اللہ ﷺ کی میراث کے مطالبہ کرنے کے لیے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجنا

(۱۲۱۶۷)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَتْ إِلٰى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سیدہ فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف یہ مطالبہ کرنے کے لیے پیغام بھیجا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو مدینہ میں جو مال دیا، اور فدک اور خیبر کے خمس میں سے مجھے بطور وراثت میرا حصہ دیا جائے۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ

(۱۲۱۶۷) تخریج: اخرجه البخاري: ۴۲۴۰، ۴۲۴۱، ومسلم: ۱۷۵۹ (انظر: ۵۵)

مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بِالْمَدِينَةِ وَفَدَكَ وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ، إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ فِي هٰذَا الْمَالِ۔)) وَإِنِّي وَاللّٰهِ لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْ صَدَقَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ حَالِهَا الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهَا فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَأَعْمَلَنَّ فِيهَا بِمَا عَمِلَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَبَى أَبُو بَكْرٍ أَنْ يَدْفَعَ إِلَى فَاطِمَةَ مِنْهَا شَيْئًا، فَوَجَدَتْ فَاطِمَةُ عَلَى أَبِي بَكْرٍ فِي ذٰلِكَ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَرَابَةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِي، وَأَمَّا الَّذِي شَجَرَ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ مِنْ هٰذِهِ الْأَمْوَالِ، فَإِنِّي لَمْ آلُ فِيهَا عَنِ الْحَقِّ، وَلَمْ أَتْرُكْ أَمْرًا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَصْنَعُهُ فِيهَا إِلَّا صَنَعْتُهُ۔ (مسند احمد: ٥٥)

رسول اللہ ﷺ فرمایا: ''ہمارا چھوڑا ہوا مال بطور وراثت تقسیم نہیں ہوتا، بلکہ وہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہوتا ہے، البتہ آل محمد اس مال میں سے کھا سکتے ہیں۔'' اللہ کی قسم! یہ صدقات رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ میں جس طرز پر تھے، میں ان میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں لاؤں گا اور میں ان کو اسی طرح استعمال کروں گا، جس طرح اللہ کے رسول ﷺ ان کو کام میں لاتے تھے، غرضیکہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ان میں سے کوئی چیز دینے سے انکا کر دیا، اس وجہ سے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ناراض ہوگئیں۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! مجھے رسول اللہ ﷺ کے رشتہ دار اپنے رشتہ داروں سے بڑھ کر محبوب ہیں، مگر ان اموال کی وجہ سے میرے اور آپ کے درمیان جو صورت حال پیدا ہوگئی ہے، میں نے اس میں حق و صداقت پر عمل کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس میں جو کچھ کرتے دیکھا، میں نے اس میں سے کسی چیز کو ترک نہیں کیا، بلکہ میں نے ہر کام اسی طرح سرانجام دیا ہے، جس طرح رسول اللہ ﷺ نے کیا۔

فوائد:...... سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس خاص دلیل تھی، جس کی روشنی میں آپ ﷺ کا ترکہ صدقہ تصور کیا گیا، البتہ آپ ﷺ کی آل اس ترکے میں سے اپنی زندگی کا روزگار چلا سکتے ہیں، یعنی ان کو خورد و نوش کا خرچ دیا جائے گا، وارث نہیں بنایا جائے گا۔

(١٢١٦٨)۔ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ: لَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سیدنا ابو طفیل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب اللہ کے رسول ﷺ کا انتقال ہوا تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس

(١٢١٦٨) تخريج: اسناده حسن، اخرجه ابوداود: ٢٩٧٣ (انظر: ١٤)

أَرْسَلَتْ فَاطِمَةُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ: أَنْتَ وَرِثْتَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْ أَهْلُهُ؟ قَالَ: فَقَالَ: لَا، بَلْ أَهْلُهُ، قَالَتْ: فَأَيْنَ سَهْمُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ إِذَا أَطْعَمَ نَبِيًّا طُعْمَةً ثُمَّ قَبَضَهُ، جَعَلَهُ لِلَّذِي يَقُومُ مِنْ بَعْدِهِ۔)) فَرَأَيْتُ أَنْ أَرُدَّهُ عَلَى الْمُسْلِمِينَ، فَقَالَتْ: فَأَنْتَ وَمَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْلَمُ۔ (مسند احمد: ١٤)

پیغام بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ کے وارث آپ ہیں یا آپ ﷺ کے گھر کے افراد؟ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: جی، آپ ﷺ کا وارث میں نہیں ہوں، بلکہ آپ کے اہل خانہ ہی ہیں، سیدہ رضی اللہ عنہا نے کہا: تو پھر رسول اللہ ﷺ کا حصہ کہاں ہے؟ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ جب اپنے کسی نبی کو کوئی چیز عطا کرتا ہے اور اسکے بعد اپنے نبی کی روح کو قبض کر لیتا ہے تو وہ چیز اس کے خلیفہ کے کنٹرول میں آ جاتی ہے۔'' پس میں نے سوچا ہے کہ میں اسے مسلمانوں میں تقسیم کر دوں، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: تو پھر آپ ہی اس کو جو آپ نے رسول اللہ ﷺ کی حدیث سنی ہے، بہتر جانتے ہیں۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيُ فِيْ قَتْلِهِ اَهْلَ الرِّدَّةِ بَعْدَ وَفَاةِ النَّبِيِّ ﷺ

فصل دوم: نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا مرتدین سے قتال کا بیان

(١٢١٦٩)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُولُوا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، فَإِذَا قَالُوهَا عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَ هُمْ وَأَمْوَالَهُمْ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ۔)) قَالَ: فَلَمَّا قَامَ أَبُو بَكْرٍ وَارْتَدَّ مَنِ ارْتَدَّ، أَرَادَ أَبُو بَكْرٍ قِتَالَهُمْ، قَالَ عُمَرُ: كَيْفَ تُقَاتِلُ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمَ وَهُمْ يُصَلُّونَ؟ قَالَ: فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَاللّٰهِ لَأُقَاتِلَنَّ قَوْمًا ارْتَدُّوا عَنِ الزَّكَاةِ، وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُونِي عَنَاقًا مِمَّا فَرَضَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ لَقَاتَلْتُهُمْ، قَالَ عُمَرُ: فَلَمَّا رَأَيْتُ اللّٰهَ شَرَحَ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ لِقِتَالِهِمْ عَرَفْتُ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک قتال کرتا رہوں، جب تک وہ لا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کا اقرار نہ کر لیں، پس جب وہ یہ کلمہ پڑھ کر اس کا اقرار کر لیں گے تو وہ اپنی جانیں اور اموال مجھ سے محفوظ کر لیں گے اور اس کے بعد ان کا حساب اللہ تعالیٰ کے سپرد ہو گا۔'' پس جب سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو کچھ لوگ اس قدر مرتد ہو گئے (کہ زکوۃ دینے سے انکار کر دیا)، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان سے قتال کرنے کا ارادہ کیا، لیکن سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ ان لوگوں سے قتال کیوں کریں گے، حالانکہ یہ نماز پڑھتے ہیں؟ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! جو لوگ زکوۃ دینے سے انکاری ہیں، میں ضرور ضرور ان سے قتال کروں گا۔ اللہ کی قسم! اگر اللہ

(١٢١٦٩) تخريج: اخرجه البخارى: ٦٩٢٤، ٦٩٢٥، ٧٢٨٤، ومسلم: ٢٠ (انظر: ١٠٨٤٠)

أَنَّهُ الْحَقُّ۔ (مسند احمد: ۱۰۸۵۲)

اور اس کے رسول نے ان پر بھیڑ یا بکری کا ایک بچہ بھی بطور زکوۃ فرض کی ہے اور اگر یہ لوگ اسے ادا نہیں کریں گے تو میں ان سے قتال کروں گا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: جب میں نے دیکھا کہ اللہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کا سینہ ان لوگوں سے قتال کرنے کے لیے کھول دیا ہے تو میں جان گیا کہ یہی بات حق ہے۔

فوائد:...... مدعیان نبوت اور مرتدین کے علاوہ ایک تیسرا گراہ منکرین زکوۃ کا تھا، چونکہ یہ گروہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا تھا اور صرف زکوۃ ادا کرنے سے منکر تھا، اس لیے اس کے خلاف تلوار اٹھانے کے متعلق خود صحابہ میں اختلاف رائے ہوا، لیکن خلیفۂ اول کا غیر متزلزل ارادہ و استقلال اختلاف رائے سے مطلق طور پر متاثر نہ ہوا، بالآخر ان کے دلائل غالب آ گئے اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جیسے بزرگوں نے ان کی رائے کے برحق ہونے کو تسلیم کر لیا۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ فِيْ جَمْعِ الْقُرْآنِ فِيْ عَهْدِهِ رضی اللہ عنہ

فصل سوم: سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں قرآن مجید کو یکجا جمع کرنے کا بیان

(۱۲۱۷۰)۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَرْسَلَ إِلَيْهِ مَقْتَلَ أَهْلِ الْيَمَامَةِ، فَإِذَا عُمَرُ عِنْدَهُ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّ عُمَرَ أَتَانِي، فَقَالَ: إِنَّ الْقَتْلَ قَدِ اسْتَحَرَّ بِأَهْلِ الْيَمَامَةِ مِنْ قُرَّاءِ الْقُرْآنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، وَأَنَا أَخْشَى أَنْ يَسْتَحِرَّ الْقَتْلُ بِالْقُرَّاءِ فِي الْمَوَاطِنِ، فَيَذْهَبَ قُرْآنٌ كَثِيرٌ لَا يُوعَى، وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَأْمُرَ بِجَمْعِ الْقُرْآنِ، فَقُلْتُ لِعُمَرَ: وَكَيْفَ أَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ: هُوَ وَاللّٰهِ! خَيْرٌ، فَلَمْ يَزَلْ يُرَاجِعُنِي فِي ذٰلِكَ حَتّٰى شَرَحَ اللّٰهُ بِذٰلِكَ صَدْرِي، وَرَأَيْتُ فِيهِ الَّذِي رَأَى عُمَرُ، قَالَ زَيْدٌ: وَعُمَرُ عِنْدَهُ جَالِسٌ لَا يَتَكَلَّمُ، فَقَالَ

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یمامہ کی لڑائی کے متعلق میری طرف پیغام بھیجا، جس میں بہت سے مسلمان شہید ہو گئے تھے، اس وقت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی ان کے پاس موجود تھے، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے ہیں اور انہوں نے بتلایا کہ یمامہ میں شدید لڑائی ہوئی اور بہت سے مسلمان قراءِ کرام شہید ہو گئے ہیں، مجھے خدشہ ہے کہ اگر جنگوں میں اسی طرح قراء شہید ہوتے رہے تو قرآن کریم کا بڑا حصہ ضائع ہو جائے گا، جسے محفوظ نہیں کیا گیا ہوگا۔ میرا خیال ہے کہ آپ قرآن کریم کو یکجا جمع کرنے کا حکم صادر فرمائیں، میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: جو کام اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا، وہ میں کیونکر کروں؟ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! یہ کام بہتر ہے، وہ میرے ساتھ اس بارے میں اصرار کرتے رہے تا آنکہ اللہ نے اس کام کے لیے میرا سینہ کھول دیا اور میری رائے بھی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی رائے

(۱۲۱۷۰) تخريج: اخرجه البخاري: ٤٩٨٦، ٧١٩١، ٧٤٢٥ (انظر: ٧٦)

أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: إِنَّكَ شَابٌّ عَاقِلٌ لَا نَتَّهِمُكَ، وَقَدْ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاجْمَعْهُ، قَالَ زَيْدٌ: فَوَاللّٰهِ! لَوْ كَلَّفُونِي نَقْلَ جَبَلٍ مِنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ بِأَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا أَمَرَنِي بِهِ مِنْ جَمْعِ الْقُرْآنِ، فَقُلْتُ: كَيْفَ تَفْعَلُونَ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ (مسند احمد: ٧٦)

کے موافق ہوگئی۔ سیدنا زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی وہاں تشریف فرما تھے، مگر انہوں نے کوئی بات نہ کی، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: زید! تم ایک سمجھدار نوجوان ہو، ہم کسی مسئلے میں تم پر کوئی الزام نہیں لگاتے، تم رسول اللہ ﷺ کے حکم سے وحی لکھا کرتے تھے، اب تم ہی اسے ایک جگہ جمع کرو۔ سیدنا زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اگر وہ مجھے کسی پہاڑ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کا حکم دیتے تو وہ میرے لیے اس قدر گراں نہ ہوتا، جتنا میرے لیے قرآن مجید کو یکجا جمع کرنے کا حکم گراں گزرا ہے۔ میں نے بھی ان سے کہا تھا کہ ”تم لوگ وہ کام کیوں کرتے ہو، جو رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا؟

فوائد:...... اس سے آگے صحیح بخاری کی روایت میں یہ تفصیل ہے:

قَالَ: هُوَ وَاللّٰهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ أَبُو بَكْرٍ يُرَاجِعُنِي حَتّٰى شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ لَهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْآنَ أَجْمَعُهُ مِنَ الْعُسُبِ وَاللِّخَافِ وَصُدُورِ الرِّجَالِ حَتّٰى وَجَدْتُ آخِرَ سُورَةِ التَّوْبَةِ مَعَ أَبِي خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ لَمْ أَجِدْهَا مَعَ أَحَدٍ غَيْرِهِ ﴿لَقَدْ جَاءَ كُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾ حَتّٰى خَاتِمَةِ بَرَاءَةٍ فَكَانَتِ الصُّحُفُ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَيَاتَهُ ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم یہ خیر ہے اور بار بار اصرار کرکے مجھ سے کہتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ اس کے لئے کھول دیا جس کے لئے سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کے سینے کھولے تھے، چنانچہ میں نے قرآن کو کھجور کے پتوں اور پتھر کے ٹکڑوں اور لوگوں کے سینوں سے تلاش کرکے جمع کرنا شروع کیا، یہاں تک کہ سورۂ توبہ کی آخری آیت میں نے ابوخزیمہ انصاری کے پاس پائی جو مجھے کسی اور کے پاس نہیں ملی اور وہ آیت یہ تھی: ﴿لَقَدْ جَاءَ كُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ۔﴾ (سورۂ توبہ: ۱۲۸)، سورۂ توبہ کے آخر تک، پھر یہ صحیفے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس رہے، یہاں تک کہ وہ وفات پا گئے، ان کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ان کی زندگی میں، پھر سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کے پاس رہے۔

اگرچہ قرآن مجید نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں کھجور کی شاخوں، ہڈیوں، چمڑوں، پتھر کی تختیوں اور مختلف چیزوں پر لکھا ہوا تھا اور اس کی آیات وسُوَر مرتب تھیں، البتہ دو گتوں کے درمیان ایک کتاب کی صورت میں نہیں تھا، اللہ تعالیٰ نے یہ کارنامہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے نصیب میں لکھا تھا۔

اَلْبَابُ الرَّابِعُ: فِیْ مَنَاقِبِهِ رضی اللہ عنہ غَیْرِ مَا تَقَدَّمَ فِیْ کِتَابِ مَنَاقِبِ الصَّحَابَةِ وَفِیْهِ فُصُوْلٌ

باب چہارم: مناقب صحابہ رضی اللہ عنہ میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو جو مناسب بیان ہو چکے ہیں۔ ان کے علاوہ ان کے مزید مناقب اور اس میں کئی فصلیں ہیں

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ فِیْمَا وَرَدَ فِیْ فَضْلِهِ رضی اللہ عنہ

فصل اول: سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت

(۱۲۱۷۱)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَا إِنِّی أَبْرَأُ إِلٰی کُلِّ خَلِیلٍ مِنْ خِلِّتِهِ، وَلَوِ اتَّخَذْتُ خَلِیلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَکْرٍ خَلِیلًا، إِنَّ صَاحِبَکُمْ خَلِیلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔)) (مسند احمد: ۳۵۸۰)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''خبردار! میں اپنے ہر خلیل کی خلت اور گہری دوستی سے اظہار براءت کرتا ہوں، اگر میں نے کسی کو خلیل بنانا ہوتا تو ابو بکر کو بناتا، بیشک تمہارا یہ ساتھی اللہ تعالیٰ کا دوست ہے۔''

(۱۲۱۷۲)۔ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا نَفَعَنِیْ مَالٌ قَطُّ مَا نَفَعَنِیْ مَالُ أَبِیْ بَکْرٍ۔)) فَبَکٰی أَبُوْ بَکْرٍ وَقَالَ: هَلْ أَنَا وَمَالِیْ إِلَّا لَكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! (مسند احمد: ۷۴۳۹)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جتنا فائدہ مجھے ابو بکر کے مال سے پہنچا ہے، اتنا کسی دوسرے کے مال سے نہیں پہنچا۔'' یہ سن کر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ خوشی سے رو پڑے اور کہا: اللہ کے رسول! میں اور میرا مال، سب کچھ آپ کا ہے۔

(۱۲۱۷۳)۔ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أَبَا بَکْرٍ حَدَّثَهُ قَالَ: قُلْتُ لِلنَّبِیِّ ﷺ وَهُوَ فِی الْغَارِ، وَقَالَ مَرَّةً: وَنَحْنُ فِی الْغَارِ: لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ نَظَرَ إِلٰی قَدَمَیْهِ لَأَبْصَرَنَا تَحْتَ قَدَمَیْهِ، قَالَ:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب نبی کریم ﷺ غار میں تھے اور دشمن غار کے منہ پر کھڑے تھے، تو میں نے نبی کریم ﷺ سے کہا: اگر ان میں سے کسی نے اپنے پاؤں کی طرف جھانکا تو

(۱۲۱۷۱) تخریج: اخرجه مسلم: ۲۳۸۳ (انظر: ۳۵۸۰)

(۱۲۱۷۲) تخریج: اسناده صحیح علی شرط الشیخین، اخرجه الترمذی: ۳۶۶۱، وابن ماجه: ۹۴ (انظر: ۷۴۴۶)

(۱۲۱۷۳) تخریج: اخرجه البخاری: ۳۶۵۳، ۳۹۲۲، ۴۶۶۳، ومسلم: ۲۳۸۱ (انظر: ۱۱)

فَقَالَ: ((يَا أَبَا بَكْرٍ! مَاظَنُّكَ بِاثْنَيْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا؟)) (مسند احمد: ١١)

اپنے قدموں کے نیچے ہمیں دیکھ لے گا، یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارا ان دو کے بارے میں کیا گمان ہے، جن کے ساتھ تیسرا اللہ ہے۔''

فوائد:...... ہجرت کے موقع پر نبی کریم ﷺ اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے غارِ ثور میں پناہ لی تھی، یہ اس موقع سے متعلقہ حدیث ہے کہ ان کا تیسرا اللہ تعالیٰ تھا۔

(١٢١٧٤)۔ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى جَيْشِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ، قَالَ: فَأَتَيْتُهُ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: ((عَائِشَةُ۔)) قَالَ: قُلْتُ: فَمِنَ الرِّجَالِ؟ قَالَ: ((أَبُوهَا۔)) قُلْتُ ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ((عُمَرُ۔)) قَالَ: فَعَدَّ رِجَالًا۔ (مسند احمد: ١٧٩٦٤)

سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے غزوۂ ذاتِ سلاسل کے لیے روانہ کیا، میں اس سے فارغ ہو کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: اللہ کے رسول! لوگوں میں سے آپ کو سب سے زیادہ کس کے ساتھ محبت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ سے۔'' میں نے کہا: اور مردوں میں سے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے والد سے۔'' میں نے پوچھا: ان کے بعد؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''عمر سے۔'' پھر آپ ﷺ نے مزید چند آدمیوں کے نام لیے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِي فِي تَوَاضُعِهِ رضی اللہ عنہ
فصل دوم: سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تواضع کا بیان

(١٢١٧٥)۔ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ: كَانَ رُبَّمَا سَقَطَ الْخِطَامُ مِنْ يَدِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: فَيَضْرِبُ بِذِرَاعِ نَاقَتِهِ فَيُنِيخُهَا فَيَأْخُذُهُ، قَالَ: فَقَالُوا لَهُ: أَفَلَا أَمَرْتَنَا نُنَاوِلُكَهُ؟ فَقَالَ: إِنَّ حَبِيبِي رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَنِي أَنْ لَا أَسْأَلَ النَّاسَ شَيْئًا۔ (مسند احمد: ٦٥)

ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ بسا اوقات سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے اونٹنی کی مہار چھوٹ کر نیچے گر جاتی تو وہ اونٹنی کی اگلی ٹانگ پر کوئی چیز مار کر اسے بٹھاتے اور خود اتر کر اس کو اٹھاتے تھے، لوگوں نے کہا: آپ ہمیں حکم دے دیتے، ہم آپ کو پکڑا دیتے، انھوں نے کہا: میرے حبیب رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کروں۔

(١٢١٧٤) تخريج: اخرجه البخاري: ٤٣٥٨، ٣٦٦٢، ومسلم: ٢٣٨٤ (انظر: ١٧٨١١)

(١٢١٧٥) تخريج: حسن لغيره (انظر: ٦٥)

(۱۲۱۷۶)۔ (وَعَنْهُ اَيْضًا) قَالَ: قِيْلَ لِاَبِیْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ: يَا خَلِيْفَةَ اللّٰهِ!، فَقَالَ: اَنَا خَلِيْفَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَنَا رَاضٍ بِهٖ، وَاَنَا رَاضٍ بِهٖ، وَاَنَا رَاضٍ بِهٖ۔ (مسند احمد: ۵۹)

ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ اس نے کہا: کسی نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: اے اللہ کے خلیفہ! تو انھوں نے آگے سے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کا خلیفہ ہوں اور میں اسی پر راضی ہوں، میں اسی پر راضی ہوں۔

ذَكَاؤُهُ وَ فِطْنَتُهُ وَ عِلْمُهُ وَفَضْلُهُ رضی اللہ عنہ

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ذہانت، فطانت، علم اور فضیلت کا بیان

(۱۲۱۷۷)۔ عَنِ ابْنِ أَبِي الْمُعَلّٰى، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ يَوْمًا فَقَالَ: ((إِنَّ رَجُلًا خَيَّرَهُ رَبُّهُ عَزَّ وَجَلَّ بَيْنَ أَنْ يَعِيشَ فِي الدُّنْيَا مَا شَاءَ أَنْ يَعِيشَ فِيهَا، وَيَأْكُلَ فِي الدُّنْيَا مَا شَاءَ أَنْ يَأْكُلَ فِيهَا، وَبَيْنَ لِقَاءِ رَبِّهِ فَاخْتَارَ لِقَاءَ رَبِّهِ، فَاخْتَارَ لِقَاءَ رَبِّهِ۔)) قَالَ: فَبَكٰى أَبُو بَكْرٍ، فَقَالَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا تَعْجَبُونَ مِنْ هٰذَا الشَّيْخِ، أَنْ ذَكَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا صَالِحًا، خَيَّرَهُ رَبُّهُ عَزَّ وَجَلَّ بَيْنَ لِقَاءِ رَبِّهِ وَبَيْنَ الدُّنْيَا، فَاخْتَارَ لِقَاءَ رَبِّهِ، وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ أَعْلَمَهُمْ بِمَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: بَلْ نَفْدِيكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! بِأَمْوَالِنَا وَأَبْنَائِنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَا مِنَ النَّاسِ أَحَدٌ أَمَنَّ عَلَيْنَا فِي صُحْبَتِهِ وَذَاتِ يَدِهِ مِنِ ابْنِ أَبِي قُحَافَةَ،

سیدنا ابو معلّٰی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک دن خطاب کیا اور فرمایا: ''ایک بندے کو اس کے رب نے اختیار دیا ہے کہ وہ چاہے تو دنیا میں زندہ رہے اور جو چاہے کھائے پیے، اور اگر وہ چاہے تو اپنے ربّ سے جا ملے، اس بندے نے اپنے رب کی ملاقات کو پسند کرلیا ہے۔'' یہ سن کر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ رونے لگ گئے، صحابہ نے کہا: اس بزرگ کو دیکھو، رسول اللہ ﷺ نے کسی صالح بندے کا ذکر کیا ہے کہ اس کے رب نے اسے اپنی ملاقات یا دنیا میں رہنے میں سے ایک بات کو منتخب کرنے کا اختیار دیا ہے اور اس نے اپنے رب کی ملاقات کو منتخب کیا۔'' (اور ابوبکر نے رونا شروع کر دیا)۔ دراصل سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی بات کو سب سے زیادہ سمجھنے والے تھے، آپ ﷺ کی بات سن کر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم اپنے اموال اور اولاد سمیت آپ پر فدا ہوں، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں میں سے کوئی اپنی صحبت اور مال کے لحاظ سے ابن ابی قحافہ سے بڑھ کر میرا محسن نہیں، اگر میں نے کسی کو خلیل بنانا ہوتا تو ابن ابی قحافہ کو بناتا، البتہ محبت اور ایمانی بھائی چارہ قائم ہے، البتہ ہمارے درمیان محبت اور اخوت ایمانی کا تعلق قائم

(۱۲۱۷۶) تخریج: اسنادہ ضعیف لانقطاعہ، فان ابن ابی ملیکۃ لم یدرك ابا بکر (انظر: ۵۹)

(۱۲۱۷۷) تخریج: صحیح لغیرہ، اخرجہ الترمذی: ۳۶۵۹ (انظر: ۱۷۸۵۲)

وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ ابْنَ أَبِي قُحَافَةَ، وَلٰكِنْ وُدٌّ وَإِخَاءُ إِيمَانٍ، وَلٰكِنْ وُدٌّ وَإِخَاءُ إِيمَانٍ مَرَّتَيْنِ، وَإِنَّ صَاحِبَكُمْ خَلِيلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ-)) (مسند احمد: ١٨٠٠٦)

ہے،تمہارا یہ ساتھی اللہ تعالیٰ کا خلیل ہے۔''

فوائد:...... سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی ذہانت کی بنا پر رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کو سمجھ گئے اور اس ارشاد کے نتیجے میں کیا ہونے والا تھا، اس منظر کو دیکھ کر رونے لگ گئے۔

اَلْبَابُ الْخَامِسُ فِيْ ذِكْرِ بَعْضِ خُطَبِهِ رضی اللہ عنہ
فصل سوم: سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ کے بعض خطبوں کا بیان

اَوَّلُ خُطْبَةٍ خَطَبَهَا فِي الْإِسْلَامِ
اسلام میں ان کے پہلے خطاب کا بیان

(١٢١٧٨)۔ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: إِنِّي لَجَالِسٌ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ خَلِيفَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ وَفَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَهْرٍ، فَذَكَرَ قِصَّةً فَنُودِيَ فِي النَّاسِ أَنَّ الصَّلَاةَ جَامِعَةٌ، وَهِيَ أَوَّلُ صَلَاةٍ فِي الْمُسْلِمِينَ نُودِيَ بِهَا إِنَّ الصَّلَاةَ جَامِعَةٌ، فَاجْتَمَعَ النَّاسُ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ شَيْئًا صُنِعَ لَهُ كَانَ يَخْطُبُ عَلَيْهِ، وَهِيَ أَوَّلُ خُطْبَةٍ خَطَبَهَا فِي الْإِسْلَامِ، قَالَ: فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! وَلَوَدِدْتُ أَنَّ هٰذَا كَفَانِيهِ غَيْرِي، وَلَئِنْ

قیس بن ابی حازم سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کی وفات سے ایک مہینہ بعد خلیفۂ رسول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا، اتنے میں انہیں کوئی بات یاد آئی اور انھوں نے لوگوں میں یہ اعلان کرایا کہ ''اَلصَّلَاةَ جَامِعَةٌ''،مسلمانوں میں یہ پہلی نماز تھی، جس کے لیے اس ''اَلصَّلَاةَ جَامِعَةٌ'' کے الفاظ کے ساتھ اعلان کیا گیا،لوگ اکٹھے ہوئے، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف لے آئے، اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور کہا: لوگو! میں چاہتا ہوں کہ اس بارِ خلافت کو کوئی اور آدمی سنبھال لے اور میں نے اس سے سبکدوش ہو جاؤں، اگر تم اپنے نبی کی سنت کے مطابق میرا مؤاخذہ کرنے لگو تو میں اس کی تاب نہ لاسکوں گا، آپ ﷺ پر تو آسمان سے وحی نازل ہوتی تھی، اس لیے آپ ﷺ

(١٢١٧٨) تخريج: اسناده ضعيف، عيسى بن المسيب البجلي مختلف فيه، فقد ضعّفه ابن معين وابوداود والنسائي وابوزرعة وابن حبان والدارقطني، وقال الدارقطني مرة: صالح الحديث انظر: ٨٠)

أَخَذْتُمُونِي بِسُنَّةِ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أُطِيقُهَا، إِنْ كَانَ لَمَعْصُومًا مِنَ الشَّيْطَانِ، وَإِنْ كَانَ لَيَنْزِلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ مِنَ السَّمَاءِ۔ (مسند احمد: ۸۰)

شیطانی اثر سے معصوم ومحفوظ تھے۔

(۱۲۱۷۹)۔ (وَعَنْهُ أَيْضًا) عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّهُ خَطَبَ فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّكُمْ تَقْرَءُونَ هٰذِهِ الْآيَةَ، وَتَضَعُونَهَا عَلٰى غَيْرِ مَا وَضَعَهَا اللّٰهُ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ﴾ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((إِنَّ النَّاسَ إِذَا رَأَوُا الْمُنْكَرَ بَيْنَهُمْ فَلَمْ يُنْكِرُوهُ يُوشِكُ أَنْ يَعُمَّهُمُ اللّٰهُ بِعِقَابِهِ))۔ (مسند احمد: ۵۳)

قیس بن ابی حازم سے یہ بھی روایت ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور کہا: لوگو! تم یہ آیت پڑھتے تو ہو مگر تم اس آیت کو اس کے غیر محل پر چسپاں کر رہے ہو، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ﴾...... ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر اپنی جانوں کا بچاؤ لازم ہے، تمہیں وہ شخص نقصان نہیں پہنچائے گا جو گمراہ ہے، جب تم ہدایت پا چکے۔'' میں نے خود اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''لوگ جب کسی برائی کو اپنے درمیان دیکھ کر اس پر انکار نہیں کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان سب لوگوں پر عذاب نازل کر دے گا۔''

فوائد:...... حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے کہا: اللہ تعالیٰ اس آیت میں اپنے مومن بندوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ خود اپنی اصلاح کریں اور اپنی طاقت کے مطابق نیکیوں میں مشغول رہیں، جب وہ خود ٹھیک ٹھاک ہو جائیں گے تو برے لوگوں کا ان پر کوئی بوجھ نہیں پڑے گا، خواہ وہ رشتے دار اور قریبی ہوں، خواہ اجنبی اور دور کے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں: مطلب یہ ہے کہ جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عامل ہو جائے، برائیوں سے بچ جائے تو اس پر گنہگار لوگوں کے گناہ کا کوئی بوجھ نہیں ہوگا۔ مقاتل سے مروی ہے کہ ہر عامل کو اس کے عمل کا بدلہ ملتا ہے، بروں کو سزا اور اچھوں کو جزا، اس آیت سے یہ نہ سمجھا جائے کہ اچھی بات کا حکم نہ دیا جائے اور بری باتوں سے منع نہ کیا جائے۔

(۱۲۱۸۰)۔ عَنْ أَوْسَطَ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَنَةٍ، فَأَلْفَيْتُ أَبَا بَكْرٍ

اوسط بن عمرو سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے ایک سال بعد میں مدینہ منورہ آیا، میں نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیکھا، وہ لوگوں سے خطاب کر رہے تھے،

(۱۲۱۷۹) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، اخرجه ابوداود: ۴۳۳۸، وابن ماجه: ۴۰۰۵، والترمذي: ۲۱۶۸، ۳۰۵۷ (انظر: ۵۳)

(۱۲۱۸۰) تخريج: اسناده حسن، اخرجه ابن ماجه: ۳۸۴۹ (انظر: ۴۴)

یَـخْطُبُ النَّاسَ، فَقَالَ: قَامَ فِینَا رَسُولُ اللّٰهِ صَـلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْأَوَّلِ فَخَنَقَتْهُ الْـعَبْـرَةُ ثَلَاثَ مِـرَارٍ، ثُـمَّ قَـالَ: ((یَا أَیُّهَا الـنَّـاسُ! سَلُوا اللّٰهَ الْمُعَافَاةَ، فَإِنَّهُ لَمْ یُؤْتَ أَحَـدٌ مِثْـلَ یَقِینٍ بَعْدَ مُعَافَاةٍ، وَلَا أَشَدَّ مِنْ رِیبَةٍ بَـعْـدَ کُـفْرٍ، وَعَلَیْکُمْ بِالصِّدْقِ، فَإِنَّهُ یَهْـدِی إِلَى الْبِرِّ، وَهُمَا فِی الْجَنَّةِ، وَإِیَّاکُمْ وَالْکَذِبَ، فَإِنَّهُ یَهْدِی إِلَى الْفُجُورِ، وَهُمَا فِی النَّارِ۔)) (مسند احمد: ٤٤)

انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ گزشتہ سال ہمارے درمیان کھڑے ہوئے، یہ کہہ کر ان کی آواز آنسوؤں کی وجہ سے بند ہو گئی، تین بار ایسے ہی ہوا، بالآخر کہا: لوگو! اللہ سے عافیت کا سوال کرو، عافیت کے بعد ایمان و ایقان جیسی کوئی نعمت نہیں، جو بندے کو دی گئی ہو، اور نہ کفر کے بعد شک و شبہ سے بڑھ کر کوئی سخت گناہ ہے، تم صدق اور سچائی کو لازم پکڑو، یہ انسان کو نیکی کی طرف لے جاتا ہے، اور صدق اور نیکی کا انجام جنت ہے اور تم جھوٹ سے بچ کر رہو، یہ گناہوں کی طرف لے جاتا ہے اور جھوٹ اور گناہ کا انجام جہنم ہے۔

(۱۲۱۸۱)۔ (عَـنْـهُ مِـنْ طَرِیقٍ آخَرَ) قَالَ: خَـطَبَـنَا أَبُوْ بَکْرٍ رضی اللہ عنہ قَـامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَـقَـامِـیْ هٰـذَا عَـامَ الْأَوَّلِ، وَبَکٰی أَبُوْ بَکْرٍ فَـقَـالَ أَبُـوْ بَکْرٍ: سَلُوا اللّٰهَ الْمُعَافَاةَ أَوْ قَالَ: الْعَافِیَةَ، فَذَکَرَ نَحْوَ الْحَدِیْثِ الْمُتَقَدِّمِ وَزَادَ: ((وَلَا تَـحَـاسَـدُوْا، وَلَا تَبَـاغَضُوْا، وَلَا تَقَاطَعُوْا، وَلَا تَدَابَرُوْا، وَکُوْنُوْا إِخْوَانًا کَمَا أَمَرَکُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی۔)) (مسند احمد: ٥)

(دوسری سند) اوسط بن عمرو کہتے ہیں: سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ہم سے خطاب کیا اور کہا: گزشتہ سال اللہ کے رسول ﷺ میری اسی جگہ پر کھڑے ہوئے، یہ کہہ کر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ رو پڑے، پھر انہوں نے کہا: تم اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرو، پھر سابق حدیث کی طرح ذکر کیا اور مزید کہا: ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، آپس میں بغض نہ رکھو، آپس میں قطع رحمی نہ کرو، باہمی قطع تعلقی اور دشمنی اختیار نہ کرو اور تم بھائی بھائی بن کر رہو، جس طرح اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے۔

اَلْبَابُ السَّادِسُ فِیْ مَرَضِهٖ وَاحْتِضَارِهٖ وَوَفَاتِهٖ رضی اللہ عنہ

باب ششم: سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیماری، مرض الموت اور وفات کا بیان

(۱۲۱۸۲)۔ عَـنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا، أَنَّهَـا تَمَثَّلَتْ بِهٰذَا الْبَیْتِ، وَأَبُو بَکْرٍ رَضِیَ الـلّٰـهُ عَنْهُ یَقْضِی وَأَبْیَضَ یُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِـوَجْـهِـهِ، رَبِیعُ الْیَتَامَى عِصْمَةٌ لِلْأَرَامِلِ، فَـقَـالَ أَبُو بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: ذَاکَ وَاللّٰهِ!

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فوت ہو رہے تھے تو انہوں نے یہ شعر پڑھا۔

وَأَبْیَضَ یُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ
رَبِیعُ الْیَتَامٰى عِصْمَةٌ لِلْأَرَامِلِ

اور سفید فام، جس کے چہرے کے ذریعے بارش طلب کی جاتی

(۱۲۱۸۱) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

(۱۲۱۸۲) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف علی بن زید بن جدعان، اخرجه ابن ابی شیبة: ۸/ ۷۱٤ (انظر: ۲٦)

رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (مسند احمد: ٢٦)

ہے، وہ یتیموں کا مربی اور بیواؤں کا محافظ ہے۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر کہا: اللہ کی قسم! یہ ہستی تو رسول اللہ ﷺ کی تھی۔

فوائد:...... عبداللہ بن دینار سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو سنا کہ وہ ابو طالب کے یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

وَأَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهِ
ثِمَالُ الْيَتَامَى عِصْمَةٌ لِلْأَرَامِلِ

پھر سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: میں شاعر کے اس شعر کو ذہن میں لاتا اور نبی کریم ﷺ کے چہرے کی طرف دیکھتا، جبکہ آپ ﷺ بارش کے لیے دعا کر رہے ہوتے تھے، پس ابھی تک آپ ﷺ منبر سے نہ اتر پاتے کہ ہر پرنالہ زور سے بہنا شروع کر دیتا۔ (صحیح بخاری: ١٠٠٨)

(١٢١٨٣)۔ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: لَمَّا ثَقُلَ أَبُو بَكْرٍ، قَالَ: أَيُّ يَوْمٍ هٰذَا؟ قُلْنَا: يَوْمُ الِاثْنَيْنِ، قَالَ: فَأَيُّ يَوْمٍ قُبِضَ فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: قُلْنَا: قُبِضَ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ، قَالَ: فَإِنِّي أَرْجُو مَا بَيْنِي وَبَيْنَ اللَّيْلِ، قَالَتْ: وَكَانَ عَلَيْهِ ثَوْبٌ فِيهِ رَدْعٌ مِنْ مِشْقٍ، فَقَالَ: إِذَا أَنَا مِتُّ فَاغْسِلُوا ثَوْبِي هٰذَا، وَضُمُّوا إِلَيْهِ ثَوْبَيْنِ جَدِيدَيْنِ فَكَفِّنُونِي فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ، فَقُلْنَا: أَفَلَا نَجْعَلُهَا جُدُدًا كُلَّهَا؟ قَالَ: فَقَالَ: لَا، إِنَّمَا هُوَ لِلْمُهْلَةِ، قَالَتْ: فَمَاتَ لَيْلَةَ الثُّلَاثَاءِ۔ (مسند احمد: ٢٤٦٩٠)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب ابو بکر رضی اللہ عنہ شدید بیمار ہو گئے تو پوچھا کہ آج کونسا دن ہے؟ ہم نے کہا: جی آج سوموار ہے، انہوں نے پوچھا: اللہ کے رسول ﷺ کس دن فوت ہوئے تھے؟ ہم نے کہا: سوموار کے دن، انہوں نے کہا: مجھے لگتا ہے کہ میں آج رات تک فوت ہو جاؤں گا، انہوں نے ایک کپڑا زیب تن کیا ہوا تھا، اس پر گیرو کا نشان لگا ہوا تھا، انھوں نے کہا: جب میں فوت ہو جاؤں تو میرے اسی کپڑے کو دھو لینا اور اس کے ساتھ دو نئے کپڑے ملا لینا اور مجھے تین کپڑوں میں کفن دے دینا۔ ہم نے کہا: کیا ہم سارے کپڑے نئے نہ بنا دیں؟ انھوں نے کہا: نہیں، یہ (میت کی) پیپ کے لیے ہیں، پھر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ منگل کی رات کو وفات پا گئے۔

فوائد:...... غور کریں کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو جن تین کپڑوں میں کفن دیا گیا، ان میں سے ایک کپڑا وہی تھا، جو وہ پہلے سے پہنا کرتے تھے، اس کو دھو کر کفن میں شامل کر دیا گیا۔

(١٢١٨٣) تخريج: اخرجه البخاري: ١٣٨٧ (انظر: ٢٤١٨٦)

(۱۲۱۸٤)۔ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ قَالَ لَهَا: فِي أَيِّ يَوْمٍ مَاتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَتْ: فِي يَوْمِ الِاثْنَيْنِ، فَقَالَ: مَا شَاءَ اللّٰهُ إِنِّي لَا أَرْجُو فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَ اللَّيْلِ، قَالَ: فَفِيمَ كَفَّنْتُمُوهُ؟ قَالَتْ: فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ بِيضٍ سُحُولِيَّةٍ يَمَانِيَةٍ، لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَلَا عِمَامَةٌ، وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أُنْظُرِي ثَوْبِي هٰذَا فِيهِ رَدْعُ زَعْفَرَانٍ، أَوْ مِشْقٍ فَاغْسِلِيهِ وَاجْعَلِي مَعَهُ ثَوْبَيْنِ آخَرَيْنِ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: يَا أَبَتِ! هُوَ خَلِقٌ؟ قَالَ: إِنَّ الْحَيَّ أَحَقُّ بِالْجَدِيدِ، وَإِنَّمَا هُوَ لِلْمُهْلَةِ، وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ أَعْطَاهُمْ حُلَّةً حِبَرَةً فَأُدْرِجَ فِيهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ اسْتَخْرَجُوهُ مِنْهَا، فَكُفِّنَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ بِيضٍ، قَالَ: فَأَخَذَ عَبْدُ اللّٰهِ الْحُلَّةَ، فَقَالَ: لَأُكَفِّنَنَّ نَفْسِي فِي شَيْءٍ مَسَّ جِلْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ: بَعْدَ ذٰلِكَ وَاللّٰهِ! لَا أُكَفِّنُ نَفْسِي فِي شَيْءٍ مَنَعَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ نَبِيَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُكَفَّنَ فِيهِ، فَمَاتَ لَيْلَةَ الثُّلَاثَاءِ، وَدُفِنَ لَيْلًا، وَمَاتَتْ عَائِشَةُ، فَدَفَنَهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ لَيْلًا۔ (مسند احمد: ۲۵۵۱۹)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کا انتقال کس روز کو ہوا تھا؟ انہوں نے کہا: سوموار کو۔ انہوں نے کہا: ماء شا اللہ، مجھے لگتا ہے کہ میں آج رات فوت ہو جاؤں گا، انھوں نے پوچھا: تم لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو کس قسم کے کپڑوں میں کفن دیا تھا؟ انہوں نے بتلایا کہ یمن کی سحول بستی کے بنے ہوئے تین سفید کپڑوں میں، ان میں قمیض تھی نہ پگڑی، انھوں نے کہا: میرے اس کپڑے کو زعفران کا داغ لگا ہوا ہے، اسے دھو لینا اور اس کے ساتھ دو اور کپڑے ملا لینا، سیدہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ابا جان! یہ تو پرانا ہے، انہوں نے کہا: زندہ آدمی نئے کپڑے کا زیادہ مستحق ہوتا ہے، کفن کا کپڑا تو پیپ (گلے سڑے جسم) کے لیے ہوتا ہے، سیدنا عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے انہیں ایک دھاری دار چادر دی تھی، جس میں رسول اللہ ﷺ کو بھی لپیٹا گیا تھا۔ پھر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اس سے باہر نکال کر تین سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا، بعد میں سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے وہ چادر خود رکھ لی تھی اور کہا: میں اپنا کفن اس کپڑے سے تیار کراؤں گا، جو نبی کریم ﷺ کے جسد اطہر کو مس کر چکا ہو، پھر بعد میں انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! میں خود کو ایسے کپڑے میں دفن نہیں کراؤں گا جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو دفن نہیں ہونے دیا۔ پھر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ منگل کی رات کو انتقال کر گئے اور انہیں رات ہی کو دفن کر دیا گیا اور جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تھا تو سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے انہیں بھی رات کو دفن کیا تھا۔

فوائد:...... سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دو سال، تین ماہ، دس دن خلافت کی اور منگل کی رات کو تریسٹھ برس کی عمر میں اواخر جمادی الاولیٰ سنہ ۱۳ ہجری کو راہ گزین عالم جاوداں ہوئے، وصیت کے مطابق رات ہی کو تجہیز و تکفین کی گئی،

(۱۲۱۸٤) تخریج: اخرجه مسلم: ۹٤، وانظر الحديث السابق (انظر: ۲۵۰۰۵)

آپ ﷺ کی زوجۂ محترمہ سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے غسل دیا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور سیدنا عثمان، سیدنا طلحہ، سیدنا عبد الرحمن بن ابی بکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہم نے قبر میں اتارا اور اس طرح سرورِ کائنات ﷺ کا رفیق زندگی، آپ ﷺ کے پہلو میں مدفون ہو کر دائمی رفاقت کے لیے جنت میں پہنچ گیا۔

اَبْوَابُ مَا جَاءَ فِیْ خِلَافَةِ ثَانِی الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

خلیفۂ دوم امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ متعلق ابواب

اَلْبَابُ الْاَوَّلُ فِیْ خِلَافَتِهِ رضی اللہ عنہ بِعَهْدٍ مِنْ اَبِیْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ

باب اول: سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف سے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے حق میں خلافت کا تقرر

(۱۲۱۸۵)۔ عَنْ قَیْسٍ قَالَ: رَأَیْتُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَبِیَدِهِ عَسِیبُ نَخْلٍ، وَهُوَ یُجْلِسُ النَّاسَ یَقُولُ: اسْمَعُوا لِقَوْلِ خَلِیفَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَجَاءَ مَوْلًى لِأَبِی بَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ یُقَالُ لَهُ: شَدِیدٌ بِصَحِیفَةٍ فَقَرَأَهَا عَلَى النَّاسِ، فَقَالَ: یَقُولُ أَبُو بَكْرٍ رضی اللہ عنہ: اسْمَعُوا وَأَطِیعُوا لِمَا فِی هٰذِهِ الصَّحِیفَةِ، فَوَاللّٰهِ! مَا أَلَوْتُكُمْ، قَالَ قَیْسٌ: فَرَأَیْتُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ بَعْدَ ذٰلِكَ عَلَى الْمِنْبَرِ۔ (مسند احمد: ۲۵۹)

قیس سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا، ان کے ہاتھ میں کھجور کی ایک شاخ تھی، وہ لوگوں کو بٹھا رہے تھے اور کہہ رہے تھے: رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ کی بات سنو، پھر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ایک خادم، جس کا نام ''شدید'' تھا، وہ ایک تحریر لے کر آیا اور اس نے وہ تحریر لوگوں کے سامنے پڑھی۔ اس نے کہا: سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس تحریر میں جو کچھ ہے، اسے سنو اور تسلیم کرو۔ اللہ کی قسم! میں نے تمہارے حق میں کوئی کوتاہی نہیں کی ہے۔ قیس کہتے ہیں: اس کے بعد میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو منبر پر دیکھا۔

فوائد:...... جب سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو آپ کے حکم سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ امامت کے فرائض سرانجام دیتے رہے، پھر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی میں ہی جلیل القدر صحابہ سے مشورہ کیا اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ منتخب کر دیا تھا۔

(۱۲۱۸۵) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین، اخرجہ ابن ابی شیبة: ۱۴/ ۵۷۳ (انظر: ۲۵۹)

اَلْبَابُ الثَّانِیْ فِیْ مَنَاقِبِهٖ رضی اللہ عنہ وَفِیْهِ فُصُوْلٌ
باب دوم: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے مناقب اس باب کی کئی فصلیں ہیں

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ فِیْ بَعْضِ مَا وَرَدَ فِیْ فَضْلِهٖ وَاقْتِدَائِهٖ بِسَلَفِهٖ
فصل: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بعض فضائل اوران کا اپنے اسلاف کی اقتداء کرنا

(۱۲۱۸٦)۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَوْ كَانَ مِنْ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَكَانَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ۔)) (مسند احمد: ۱۷۵٤۰)

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: ''اگر میرے بعد کوئی نبی آنا ہوتا تو وہ عمر بن خطاب ہوتے۔''

فوائد:...... اس میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی صلاحیت، لیاقت، قابلیت، اہلیت، حق گوئی اور حق کے قریب ہونے کی نشاندہی کی گئی ہے۔

(۱۲۱۸۷)۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِاَحَبِّ هٰذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ اِلَيْكَ بِاَبِیْ جَهْلٍ اَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَكَانَ اَحَبُّهُمَا اِلَى اللّٰهِ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ۔)) (مسند احمد: ٥٦٩٦)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یا اللہ! ابوجہل اور عمر بن خطاب میں سے جو آدمی تجھے زیادہ محبوب ہے، اس کے ذریعے اسلام کو عزت عطا فرما۔'' اللہ تعالیٰ کو ان میں زیادہ محبوب سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے۔

فوائد:...... اللہ تعالیٰ نے اس دعائے نبوی کی قدر کی اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ذریعے اسلام کو اقتدار عطا کیا۔ یہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی عظمت اور حق گوئی کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ ان کو غلبۂ اسلام کے لیے مانگا گیا تھا۔

(۱۲۱۸۸)۔ وَعَنْ اَبِیْ نَوْفَلٍ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: إِذَا ذُكِرَ الصَّالِحُوْنَ فَحَيَّهَلَا بِعُمَرَ۔ (مسند احمد: ۲٥٦٦۷)

ابو نوفل سے روایت ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: جب صالحین کا تذکرہ کیا جائے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی یاد کیے جانے کے اہل ہیں۔

فوائد:...... بلکہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تو صالحین کے سرخیل ہیں۔

(۱۲۱۸٦) تخریج: اسناده حسن، اخرجه الترمذی: ۳٦۸٦ (انظر: ۱۷٤۰٥)

(۱۲۱۸۷) تخریج: صحیح، قاله الالبانی، اخرجه الترمذی: ۳٦۸۱ (انظر: ٥٦٩٦)

(۱۲۱۸۸) تخریج: اسناده صحیح (انظر: ۲٥۱٥۲)

(١٢١٨٩)۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَیٍّ، عَنْ غُضَیْفِ بْنِ الْحَارِثِ، أَنَّهُ مَرَّ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ: نِعْمَ الْفَتٰی غُضَیْفٌ، فَلَقِیَهُ أَبُو ذَرٍّ فَقَالَ: أَیْ أُخَیَّ اسْتَغْفِرْ لِی، قَالَ: أَنْتَ صَاحِبُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، وَأَنْتَ أَحَقُّ أَنْ تَسْتَغْفِرَ لِی، فَقَالَ: إِنِّی سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ یَقُولُ: نِعْمَ الْفَتٰی غُضَیْفٌ، وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ ضَرَبَ بِالْحَقِّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهِ۔)) قَالَ عَفَّانُ: عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ یَقُولُ بِهِ۔ (مسند احمد: ٢١٦٢٠)

غضیف بن حارث سے روایت ہے کہ وہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے قریب سے گزرے، انہوں نے کہا، غضیف! اچھا آدمی ہے، پھر غضیف کی سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: میرے بھائی! آپ میرے لیے مغفرت کی دعا کریں۔ غضیف نے کہا: آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں، آپ اس بات کے زیادہ حقدار ہیں کہ آپ میرے حق میں دعا کریں، انھوں نے کہا: میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو سنا ہے وہ کہہ رہے تھے کہ غضیف اچھا آدمی ہے، جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ نے عمر رضی اللہ عنہ کی دل وزبان پر حق کو جاری کر دیا ہے۔''

فوائد:...... اللہ تعالیٰ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی زبان کے لیے حق کو لازم قرار دیا ہے، ان کی زبان حق سے باطل کی طرف تجاوز نہیں کر سکتی۔ سبحان اللہ! سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جس آدمی کو اچھا کہہ دیتے، لوگ اسے اچھا سمجھنا شروع کر دیتے۔

(١٢١٩٠)۔ عَنْ أَبِی وَائِلٍ قَالَ: جَلَسْتُ إِلَی شَیْبَةَ بْنِ عُثْمَانَ فِی هٰذَا الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: جَلَسَ إِلَیَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مَجْلِسَكَ هٰذَا، فَقَالَ: لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ لَا أَدَعَ فِیهَا صَفْرَاءَ وَلَا بَیْضَاءَ إِلَّا قَسَمْتُهَا بَیْنَ الْمُسْلِمِینَ، قَالَ: قُلْتُ: مَا أَنْتَ بِفَاعِلٍ، قَالَ: لِمَ؟ قُلْتُ: لَمْ یَفْعَلْهُ صَاحِبَاكَ، قَالَ: هُمَا الْمَرْءَ انِ یُقْتَدٰی بِهِمَا۔ (مسند احمد: ١٥٤٥٧)

ابووائل سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں مسجد نبوی میں شیبہ بن عثمان کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اسی طرح میرے قریب آ کر بیٹھ گئے جیسے تم بیٹھے ہو، انہوں نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ کعبہ کے اندر جس قدر سونا اور چاندی ہے، اسے مسلمانوں میں تقسیم کر دوں، میں نے کہا: آپ یہ کام نہیں کریں گے۔ انہوں نے کہا: کیوں؟ میں نے کہا: یہ کام تو آپ سے پہلے آپ کے دونوں ساتھیوں نے نہیں کیا، یہ سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ دونوں ایسی شخصیات ہیں کہ جن کی اقتدا کی جانی چاہیے۔

فوائد:...... ویسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش یہ تھی کہ کعبہ کے خزانوں کو راہِ خدا میں خرچ کر دیا جائے، جیسا کہ

(١٢١٨٩) تخریج: اسناده صحیح، اخرجه ابوداود: ٢٩٦٢، وابن ماجه: ١٠٨ (انظر: ٢١٢٩٥)

(١٢١٩٠) تخریج: اخرجه البخاری: ١٥٩٤ (انظر: ١٥٣٨٢)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَوْلَا أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيثُو عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ أَوْ قَالَ بِكُفْرٍ لَأَنْفَقْتُ كَنْزَ الْكَعْبَةِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَلَجَعَلْتُ بَابَهَا بِالْأَرْضِ وَلَأَدْخَلْتُ فِيهَا مِنَ الْحِجْرِ۔)) ''اگر تیری قوم کا جاہلیت یا کفر کا زمانہ نیا نیا نہ ہوتا تو میں کعبہ کا خزانہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں کر دیتا اور اس کا دروازہ زمین کے ساتھ لگا دیتا اور حطیم کو اس میں داخل کر دیتا۔'' (صحیح مسلم: ۲۳۶۹)

اَلْفَصْلُ الثَّانِي فِيمَا رَآهُ النَّبِيُّ ﷺ لِعُمَرَ رضی اللہ عنہ فِي الْجَنَّةِ وَذِكْرِ غَيْرَتِهِ

فصل: نبی کریم ﷺ نے جنت میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے لیے جو کچھ دیکھا، اس کا اور ان کی غیرت کا بیان

(۱۲۱۹۱)۔ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((دَخَلْتُ الْجَنَّةَ، فَرَأَيْتُ قَصْرًا مِنْ ذَهَبٍ، قُلْتُ: لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ؟ قَالُوا: لِشَابٍّ مِنْ قُرَيْشٍ، فَظَنَنْتُ أَنِّي أَنَا هُوَ، قَالُوا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ)) (مسند احمد: ۱۳۸۸۳)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ فرمایا: ''میں جنت میں داخل ہوا اور میں نے وہاں سونے سے بنا ہوا ایک محل دیکھا، میں نے دریافت کیا کہ یہ محل کس کا ہے، انہوں نے کہا یہ ایک قریشی نوجوان کا ہے، میں نے سمجھا کہ شاید اس سے مراد میں ہوں، انہوں نے بتلایا کہ یہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہے۔''

(۱۲۱۹۲)۔ (وَعَنْهُ اَيْضًا) أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((بَيْنَمَا أَنَا أَسِيرُ فِي الْجَنَّةِ، فَإِذَا أَنَا بِقَصْرٍ فَقُلْتُ: لِمَنْ هٰذَا يَا جِبْرِيلُ؟ وَرَجَوْتُ أَنْ يَكُونَ لِي، قَالَ: قَالَ: لِعُمَرَ، قَالَ: ثُمَّ سِرْتُ سَاعَةً فَإِذَا أَنَا بِقَصْرٍ خَيْرٍ مِنَ الْقَصْرِ الْأَوَّلِ، قَالَ: فَقُلْتُ: لِمَنْ هٰذَا يَا جِبْرِيلُ؟ وَرَجَوْتُ أَنْ يَكُونَ لِي، قَالَ: قَالَ لِعُمَرَ، وَإِنَّ فِيهِ لَمِنَ الْحُورِ الْعِينِ، يَا أَبَا حَفْصٍ! وَمَا مَنَعَنِي أَنْ أَدْخُلَهُ إِلَّا غَيْرَتُكَ۔)) قَالَ: فَاغْرَوْرَقَتْ عَيْنَا عُمَرَ، ثُمَّ قَالَ: أَمَا عَلَيْكَ فَلَمْ أَكُنْ لِأَغَارَ۔ (مسند احمد: ۱۳۸۸۳)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں جنت میں چلا جا رہا تھا کہ مجھے ایک محل دکھائی دیا، میں نے کہا اے جبریل! یہ کس کا ہے؟ جبکہ مجھے امید تھی کہ یہ میرا ہوگا، انھوں نے کہا: یہ عمر کا ہے، پھر میں مزید کچھ دیر چلا تو پہلے سے زیادہ خوبصورت محل نظر آیا، میں نے کہا: جبریل! یہ کس کا ہے؟ جبکہ مجھے توقع تھی کہ وہ میرا ہوگا، انہوں نے بتلایا کہ یہ عمر رضی اللہ عنہ کا ہے اور اس میں فراخ چشم حوریں بھی ہیں، اے عمر! اگر تمہاری غیرت مانع نہ ہوتی تو میں اس کے اندر چلا جاتا۔'' یہ سن کر عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھیں اشک بار ہو گئیں اور انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں آپ پر تو غیرت نہیں کھا سکتا۔

(۱۲۱۹۱) تخریج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، اخرجه الترمذي: ۳۶۸۸ (انظر: ۱۳۸۴۷)

(۱۲۱۹۲) تخریج: انظر الحديث السابق

فوائد:...... آپ ﷺ نے سیدنا عمر رضی اللہ کی غیرت، شدت اور حدّت کا خیال رکھا، جب کہ ان کے جواب کا یہ مقصد تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو آپ کی وجہ سے رفعت عطا کی ہے اور آپ کے ذریعے ہدایت سے نوازا ہے، بھلا وہ آپ پر کیسے غیرت کر سکتے ہیں۔

(۱۲۱۹۳)۔ وَعَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ ؓ قَالَ: أَصْبَحَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَدَعَا بِلَالًا فَقَالَ: ((يَا بِلَالُ بِمَ سَبَقْتَنِي إِلَى الْجَنَّةِ؟ مَا دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَطُّ إِلَّا سَمِعْتُ خَشْخَشَتَكَ أَمَامِي، إِنِّي دَخَلْتُ الْبَارِحَةَ الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ خَشْخَشَتَكَ، فَأَتَيْتُ عَلَى قَصْرٍ مِنْ ذَهَبٍ مُرْتَفِعٍ مُشْرِفٍ، فَقُلْتُ: لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ؟ قَالُوْا: لِرَجُلٍ مِنَ الْعَرَبِ، قُلْتُ: أَنَا عَرَبِيٌّ، لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ؟ قَالُوْا: لِرَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ مِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ، قُلْتُ: فَأَنَا مُحَمَّدٌ لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ؟ قَالُوْا: لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ۔)) فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَوْلَا غَيْرَتُكَ يَا عُمَرُ! لَدَخَلْتُ الْقَصْرَ۔)) فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَا كُنْتُ لِأَغَارَ عَلَيْكَ، قَالَ: وَقَالَ لِبِلَالٍ: ((بِمَ سَبَقْتَنِي إِلَى الْجَنَّةِ؟)) قَالَ: مَا أَحْدَثْتُ إِلَّا تَوَضَّأْتُ وَصَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((بِهٰذَا۔)) (مسند احمد: ۲۳۳۸٤)

سیدنا ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صبح کے وقت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان سے فرمایا: ''اے بلال! تم کس عمل کی بنا پر جنت میں مجھ سے سبقت لے جا رہے تھے؟ میں جب بھی جنت میں گیا، وہاں میں نے تمہارے پاؤں کی آہٹ اپنے سامنے سنی ہے۔ گزشتہ رات میں جنت میں گیا تو میں نے تمہاری وہی آواز سنی، پھر میں سونے سے بنے ہوئے ایک بلند وبالا محل کے پاس پہنچا۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ محل کس کا ہے؟ انہوں نے کہا: یہ ایک عربی شخص کا ہے، میں نے کہا: عربی تو میں بھی ہوں، یہ محل ہے کس کا؟ انہوں نے بتلایا کہ یہ امت محمد ﷺ میں سے ایک آدمی کا ہے، میں نے کہا: میں ہی محمد ہوں، مجھے بتلاؤ کہ یہ محل کس کا ہے؟ انہوں نے کہا: یہ عمر بن خطاب کا ہے۔'' بعد ازاں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے عمر! اگر تمہاری غیرت کا لحاظ نہ ہوتا تو میں محل کے اندر چلا جاتا۔'' یہ سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کے رسول! میں آپ پر غیرت نہیں کر سکتا۔ سیدنا ابو برزہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''تم کس عمل کی بنا پر جنت میں مجھ سے سبقت لیے جا رہے تھے؟'' انہوں نے کہا: میں جب بھی بے وضو ہوتا ہوں تو وضو کرتا ہوں اور دو رکعت (تحیۃ الوضوء) پڑھتا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسی عمل کی وجہ سے ہے۔''

(۱۲۱۹٤)۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ

(۱۲۱۹۳) تخریج: صحیح لغیرہ، اخرجه الترمذی: ۳٦۸۹ (انظر: ۲۲۹۹٦)

(۱۲۱۹٤) تخریج: اخرجه البخاری: ۳٦۷۹، ومسلم: ۲٤۵۷ (انظر: ۱۵۰۰۲)

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: ((رَأَیْتُنِی دَخَلْتُ الْجَنَّۃَ، فَإِذَا أَنَا بِالرُّمَیْصَاءِ امْرَأَۃِ أَبِی طَلْحَۃَ۔)) قَالَ: ((وَسَمِعْتُ خَشْفًا أَمَامِی، فَقُلْتُ: مَنْ ہٰذَا یَا جِبْرِیلُ؟ قَالَ: ہٰذَا بِلَالٌ، قَالَ: وَرَأَیْتُ قَصْرًا أَبْیَضَ بِفِنَائِہِ جَارِیَۃٌ، قَالَ: قُلْتُ: لِمَنْ ہٰذَا الْقَصْرُ؟ قَالَ: لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَدْخُلَ فَأَنْظُرَ إِلَیْہِ، قَالَ: فَذَکَرْتُ غَیْرَتَکَ۔)) فَقَالَ عُمَرُ: بِأَبِی أَنْتَ وَأُمِّی، یَا رَسُولَ اللّٰہِ! أَوَعَلَیْکَ أَغَارُ۔ (مسند احمد: ۱۵۰۶۶)

نے فرمایا: ”میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ میں جنت کے اند اندر گیا ہوں اوروہاں میں نے اپنے سامنے ابوطلحہ کی اہلیہ رمیصاء کودیکھا، پھر میں نے اپنے سامنے ایک آہٹ سنی اور کہا: اے جبریل! یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا: یہ بلال ہیں۔“ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اور میں نے ایک سفید محل دیکھا، جس کے صحن میں ایک نوجوان لڑکی موجود تھی۔ میں نے جبریل سے پوچھا: یہ محل کس کا ہے؟ انھوں نے بتایا کہ یہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہے، میں نے اس کے اندر جا کر اسے دیکھنے کا ارادہ تو کیا، لیکن مجھے عمر تمہاری غیرت کا خیال آ گیا۔“ یہ سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، کیا میں آپ پر غیرت کھا سکتا ہوں؟

(۱۲۱۹۵)۔ عَنْ صَالِحٍ قَالَ ابْنُ شِہَابٍ: حَدَّثَنِی ابْنُ الْمُسَیَّبِ أَنَّ أَبَا ہُرَیْرَۃَ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: ((بَیْنَمَا أَنَا نَائِمٌ، رَأَیْتُنِی فِی الْجَنَّۃِ، فَإِذَا امْرَأَۃٌ تَوَضَّأُ إِلٰی جَنْبِ قَصْرٍ، فَقُلْتُ: لِمَنْ ہٰذَا الْقَصْرُ؟ قَالُوا: لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَذَکَرْتُ غَیْرَتَکَ فَوَلَّیْتُ مُدْبِرًا۔)) وَعُمَرُ رَحِمَہُ اللّٰہُ حِینَ یَقُولُ ذٰلِکَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ جَالِسٌ عِنْدَہُ مَعَ الْقَوْمِ، فَبَکٰی عُمَرُ حِینَ سَمِعَ ذٰلِکَ مِنْ رَسُولِ اللّٰہِ ﷺ، قَالَ: أَعَلَیْکَ بِأَبِی أَنْتَ أَغَارُ یَا رَسُولَ اللّٰہِ؟ (مسند احمد: ۸۴۵۱)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں سویا ہوا تھا، میں نے خواب میں اپنے آپ کو دیکھا کہ میں جنت میں ہوں، ایک خاتون ایک محل کے پاس وضو کر رہی تھی، میں نے پوچھا کہ یہ محل کس کا ہے؟ انہوں نے کہا کہ یہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہے۔ عمر! (میں نے اس کے اندر جانا چاہا لیکن) مجھے تمہاری غیرت یاد آ گئی، پس میں واپس پلٹ آیا۔“ جب اللہ کے رسول ﷺ یہ بات ارشاد فرما رہے تھے تو اس وقت سیدنا عمر رحمہ اللہ بھی لوگوں کے ساتھ آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، انہوں نے جب رسول اللہ ﷺ سے یہ بات سنی تو رونے لگ گئے اور کہا: اللہ کے رسول! میرا والد آپ پر قربان جائے، کیا میں آپ پر غیرت کھا سکتا ہوں؟

فوائد:...... کوئی شک نہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ غیرت وحمیت سے بدرجۂ اتم متصف تھے، لیکن جہاں تک مسئلہ نبی کریم ﷺ کا تھا تو وہ آپ ﷺ کے مکمل تابع فرمان تھے، پہلے آپ ﷺ کی اطاعت ومنزلت اور پاس ولحاظ تھا اور پھر ذاتی غیرت کا مسئلہ تھا۔

(۱۲۱۹۵) تخریج: اخرجہ مسلم: ۲۳۹۵ (انظر: ۸۴۷۰)

(۱۲۱۹۶)۔ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ مُعَاذٍ قَالَ: إِنْ كَانَ عُمَرُ لَمِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ مَا رَأٰى فِي يَقْظَتِهِ أَوْ نَوْمِهِ فَهُوَ حَقٌّ، وَإِنَّهُ قَالَ: ((بَيْنَمَا أَنَا فِي الْجَنَّةِ إِذْ رَأَيْتُ فِيهَا دَارًا، فَقُلْتُ: لِمَنْ هٰذِهِ؟ فَقِيلَ: لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، رضی اللہ عنہ۔)) (مسند احمد: ۲۲٤۷۱)

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ یقیناً جنتی ہیں، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے بیداری کی حالت میں یا خواب کی حالت میں میں جو کچھ دیکھا، وہ برحق ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: "میں جنت میں تھا، میں نے ایک محل دیکھا اور پوچھا کہ یہ محل کس کا ہے، بتلایا گیا کہ یہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہے۔"

(۱۲۱۹۷)۔ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ مُعَاذًا قَالَ: وَاللّٰهِ! إِنَّ عُمَرَ فِي الْجَنَّةِ، وَمَا أُحِبُّ أَنَّ لِي حُمْرَ النَّعَمِ، وَأَنَّكُمْ تَفَرَّقْتُمْ قَبْلَ أَنْ أُخْبِرَكُمْ لِمَ قُلْتُ ذَاكَ، ثُمَّ حَدَّثَهُمُ الرُّؤْيَا الَّتِي رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شَأْنِ عُمَرَ، قَالَ: وَرُؤْيَا النَّبِيِّ ﷺ حَقٌّ۔ (مسند احمد: ۲۲۳۸۵)

سیدنا مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! عمر رضی اللہ عنہ جنتی ہیں، مجھے یہ بات پسند نہیں کہ مجھے انتہائی قیمتی سرخ اونٹ مل جائیں اور تم اٹھ کر چلے جاؤ قبل اس کے کہ میں تمہیں پوری بات بتلاؤں کہ میں نے یہ بات کیوں کہی ہے، اس کے بعد انہوں نے نبی کریم ﷺ کا خواب بیان کیا اور پھر کہا کہ نبی کریم ﷺ کا خواب حق ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ فِي غَزَارَةِ عِلْمِهِ وَقُوَّةِ دِيْنِهِ وَصَلَاحِهِ وَزُهْدِهِ

فصل سوم: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے علم کی وسعت، قوتِ دین، ان کی نیکی اور زہد کا بیان

(۱۲۱۹۸)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ، أُتِيتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ، ثُمَّ أَعْطَيْتُ فَضْلِي عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ۔)) قَالُوْا: فَمَا أَوَّلْتَهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((الْعِلْمُ۔)) (مسند احمد: ۵۸٦۸)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں سویا ہوا تھا کہ میرے پاس دودھ کا ایک پیالہ لایا گیا، میں نے اس میں سے نوش کیا اور پھر بچا ہوا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔" صحابہ کرام نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے اس کی کیا تعبیر فرمائی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "علم۔"

(۱۲۱۹۹)۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

(۱۲۱۹٦) تخریج: صحیح لغیرہ، اخرجه الطبرانی: ۲۰/ ۳۰۸، وابن ابی شیبة: ۱۲/ ۲۷(انظر: ۲۲۱۲۰)
(۱۲۱۹۷) تخریج: صحیح لغیرہ، اخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۲۰/ ۳۱۰ (انظر: ۲۲۰۳۵)
(۱۲۱۹۸) تخریج: اخرجه البخاری: ۷۰۳۲، ومسلم: ۲۳۸۱(انظر: ۵۸٦۸)
(۱۲۱۹۹) تخریج: اخرجه البخاری: ٤٦٦٤، ۷۰۲۱، ۷٤۷۵، ومسلم: ۲۳۹۲(انظر: ۸۲۳۹)

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ، رَأَيْتُ أَنِّي أَنْزِعُ عَلٰى حَوْضِي، أَسْقِي النَّاسَ، فَأَتَانِي أَبُو بَكْرٍ، فَأَخَذَ الدَّلْوَ مِنْ يَدِي، لِيُرَفِّهَ حَتّٰى نَزَعَ ذَنُوبًا أَوْ ذَنُوبَيْنِ، وَفِي نَزْعِهِ ضَعْفٌ، قَالَ: فَأَتَانِي ابْنُ الْخَطَّابِ، وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهُ، فَأَخَذَهَا مِنِّي فَلَمْ يَنْزِعْ رَجُلٌ حَتّٰى تَوَلَّى النَّاسُ، وَالْحَوْضُ يَتَفَجَّرُ.)) (مسند احمد: ۸۲۲۲)

فرمایا: ''میں سویا ہوا تھا، میں نے دیکھا کہ میں اپنے حوض پر کھڑا پانی کھینچ کھینچ کر لوگوں کو پلا رہا ہوں، اتنے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے، انہوں نے مجھے راحت دلانے کے لیے میرے ہاتھ سے ڈول لے لیا، انہوں نے ایک دو ڈول کھینچے. ان کے اس عمل میں کچھ کمزوری تھی، اس کے بعد ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے مجھ سے ڈول لے لیا، اللہ ان کی مغفرت فرمائے، وہ تو مسلسل کھینچتے رہے، یہاں تک کہ سب لوگ سیراب ہو کر واپس چلے گئے، اور حوض جوش مار رہا تھا۔''

فوائد:...... اس خواب کی تعبیر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بالترتیب خلافت ہے۔ اول الذکر کی کمزوری اور ایک دو ڈول سے مراد یہ ہے کہ وہ زیادہ دیر تک مسلمانوں کی خدمت نہ کر سکیں گے، انکار و ارتداد اور اختلاف و اضطراب جیسے مسائل کھڑے ہو جائیں گے اور جلدی فوت ہو جائیں گے۔ یہ ساری کم و کاست سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوری کر دی، ان کا دورِ خلافت تعظیمِ دین اور اعلائے کلمۃ اللہ کا زمانہ تھا اور شرق و غرب میں پرچم توحید لہرانے لگا۔

''غَرْبًا'' اس بڑے ڈول کو کہتے ہیں جو بھینس یا بیل کی کھال سے بنایا جاتا ہے، اس سے کھیتوں یا باغوں کی آبیاری کرتے ہیں۔

حدیث کے آخری جملے کا معنی یہ ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اسلام پھیلے گا اور فتوحات اتنی بے شمار ہوں گی کہ لوگ مال و دولت سے سیراب ہو جائیں گے۔

(۱۲۲۰۰)۔ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((رَأَيْتُ فِيمَا يَرَى النَّائِمُ، كَأَنِّي أَنْزِعُ أَرْضًا، وَرَدَتْ عَلَيَّ غَنَمٌ سُودٌ، وَغَنَمٌ عُفْرٌ، فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ، فَنَزَعَ ذَنُوبًا أَوْ ذَنُوبَيْنِ، وَفِيهِمَا ضَعْفٌ، وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهُ، ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ، فَنَزَعَ فَاسْتَحَالَتْ غَرْبًا، فَمَلَأَ الْحَوْضَ، وَأَرْوَى الْوَارِدَةَ، فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا أَحْسَنَ نَزْعًا مِنْ عُمَرَ، فَأَوَّلْتُ أَنَّ

سیدنا ابو طفیل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جیسے سونے والا خواب دیکھتا ہے، اسی طرح میں نے دیکھا کہ گویا میں پانی کے ڈول کھینچ کھینچ کر زمین کو سیراب کر رہا ہوں، میرے پاس کچھ سیاہ اور کچھ مٹیالے رنگ کی بکریاں آئیں، اتنے میں ابو بکر رضی اللہ عنہ آ گئے، انہوں نے ایک دو ڈول تو کھینچے، لیکن اس کے کھینچنے میں کمزوری تھی، اللہ انہیں معاف کرے، اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ آ گئے اور انہوں نے ڈول کھینچنا شروع کیے، وہ ڈول بہت بڑا ڈول بن گیا، انہوں نے پانی کھینچ کھینچ کر حوض کو بھر دیا اور آنے والوں کو خوب سیر کر دیا، میں نے کسی

(۱۲۲۰۰) تخریج: صحیح لغیرہ، اخرجہ ابویعلی: ۹۰۴ (انظر: ۲۳۸۰۱)

السُّودَ الْعَرَبُ، وَأَنَّ الْعُفْرَ الْعَجَمُ۔)) (مسند احمد: ٢٤٢١١)

جوان کو عمر رضی اللہ عنہ سے بہتر انداز میں ڈول کھینچتے ہوئے نہیں دیکھا، پھر میں نے اس خواب کی تعبیر یوں کی کہ سیاہ بکریوں سے عرب لوگ اور مٹیالے رنگ والی بکریوں سے مراد عجمی لوگ ہیں۔''

(۱۲۲۰۱)۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ النَّاسَ يُعْرَضُونَ، وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ، مِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّدِيَّ، وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ دُونَ ذٰلِكَ، وَمَرَّ عَلَيَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ يَجُرُّهُ۔)) قَالُوْا: فَمَا أَوَّلْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((الدِّينُ))۔ (مسند احمد: ١١٨٣٦)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے خواب میں لوگوں کو دیکھا، وہ میرے سامنے آرہے تھے، انہوں نے قمیصیں پہن رکھی ہیں، کسی کی قمیص اس کی چھاتی تک ہے اور کسی کی اس سے نیچے تک، جب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ میرے سامنے سے گزرے تو وہ قمیص (لمبی ہونے کی وجہ سے) زمین پر گھسیٹ رہے تھے۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے اس کی کیا تعبیر کی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دین۔''

فوائد:...... سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نبوی شہادت کے مطابق دین اسلام سے مکمل طور پر مزین تھے۔ مفہوم یہ ہوا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا دورانیہ طویل ہوگا، اس میں دین کو سربلندی نصیب ہوگی، ان کی حیات میں اور موت کے بعد ان کی فتوحات کے آثار باقی رہیں گے۔ قمیض کے گھسٹنے کا معنی یہ ہوا کہ ان کی وفات کے بعد ان کے آثارِ جمیلہ اور سننِ حسنہ مسلمانوں میں باقی رہیں گی۔ (تلخیص از مرقاۃ المفاتیح: ۱۰/ ۳۹۳)

جبکہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا: قمیض کی دین کی صورت میں تعبیر کرنے کی توجیہ یہ ہے کہ قمیض دنیا میں پردے کا سبب بنتی ہے اور دین آخرت میں پردے کا سبب بنے گا اور بندے کو ہر قسم کی مکروہ چیز سے بچائے گا، اس میں اصل تو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ﴾ ''اور تقویٰ کا لباس، وہ سب سے بہتر ہے۔'' (سورۂ اعراف: ۲۶) عرب لوگ فضل اور پاکدامنی کو قمیض سے تعبیر کرتے ہیں، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا: ((إِنَّ اللّٰهَ سَيُلْبِسُكَ قَمِيصًا فَلَا تَخْلَعْهُ۔)) ''بیشک اللہ تعالیٰ عنقریب تجھے ایک قمیض پہنائے گا، پس تو نے اس کو اتارنا نہیں۔'' (مسند احمد، ترمذی، ابن ماجہ) (اس قمیض سے مراد خلافت ہے)۔ (فتح الباری: ۱۲/ ۳۹۶) جبکہ ابن عربی نے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خواب میں نظر آنے والی قمیض کی تعبیر دین کی صورت میں کی، کیونکہ کپڑا بدن کی شرم والے مقامات کو چھپاتا ہے اور دین جہالت کے عیب کو چھپاتا ہے۔

(١٢٢٠١) تخریج: اخرجه البخاری: ٧٠٠٨، ومسلم: ٢٣٩٠ (انظر: ١١٨١٤)

(١٢٢٠٢) تخریج: اسناده صحیح، اخرجه الترمذی: ٢٢٨٥ (انظر: ٢٣١٧٢)

(۱۲۲۰۲)۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ النَّاسَ يُعْرَضُونَ عَلَيَّ، وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ، مِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثَّدْيَ، وَفِيهَا مَا يَبْلُغُ أَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ، فَعُرِضَ عَلَيَّ عُمَرُ، وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ يَجُرُّهُ۔)) قَالُوْا: فَمَا أَوَّلْتَ ذَاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((اَلدِّيْنُ۔)) (مسند احمد: ۲۳۵۵۹)

سہل بن حنیف کسی صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں سویا ہوا تھا کہ میں نے لوگوں کو دیکھا، وہ مجھ پر پیش کیے جانے لگے، جبکہ انھوں نے قمیصیں پہنی ہوئی تھیں، کسی کی قمیض چھاتی تک پہنچ رہی تھی اور کسی کی اس سے نیچے تک، اتنے میں عمر کو مجھ پر پیش کیا گیا، (ان کی قمیض تو اس قدر لمبی تھی) کہ وہ اسی کو گھسیٹ رہے تھے۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے اس کی کیا تعبیر کی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دین۔''

(۱۲۲۰۳)۔ وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِأَصْحَابِهِ ذَاتَ يَوْمٍ: ((مَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ جَنَازَةً؟)) قَالَ عُمَرُ: أَنَا، قَالَ: ((مَنْ عَادَ مِنْكُمْ مَرِيضًا؟)) قَالَ عُمَرُ: أَنَا، قَالَ: ((مَنْ تَصَدَّقَ؟)) قَالَ عُمَرُ: أَنَا، قَالَ: ((مَنْ أَصْبَحَ صَائِمًا؟)) قَالَ عُمَرُ: أَنَا، قَالَ: ((وَجَبَتْ وَجَبَتْ۔)) (مسند احمد: ۱۲۲۰۵)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے ایک دن اپنے صحابہ سے فرمایا: ''تم میں سے کس نے آج کسی جنازہ میں شرکت کی ہے؟'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: جی میں نے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کس نے آج کسی بیمار کی تیمارداری کی ہے۔'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: جی میں نے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''آج کسی نے روزہ رکھا ہوا ہے؟'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: جی میں نے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''جنت واجب ہوگئی ہے، واقعی واجب ہوگئی ہے۔''

فوائد:...... اس حدیث کی صحیح صورت درج ذیل ہے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ أَصْبَحَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ صَائِمًا؟)) قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَا، قَالَ: ((فَمَنْ تَبِعَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ جَنَازَةً۔)) قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَا، قَالَ: ((فَمَنْ أَطْعَمَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مِسْكِينًا؟)) قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَا، قَالَ: ((فَمَنْ عَادَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مَرِيضًا؟)) قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَا اجْتَمَعْنَ فِي امْرِءٍ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ۔)) آپ ﷺ نے فرمایا ''آج کس نے روزہ رکھا ہوا ہے؟'' سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: جی میں نے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''آج کون میت کے پیچھے چلا (اور اس کی

(۱۲۲۰۳) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف سلمة بن وردان، اخرجه ابن ابی شیبة: ۳/ ۲۳۵، والبزار: ۱۰۴۳ (انظر: ۱۲۱۸۱)

نمازِ جنازہ ادا کی)؟ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: جی میں نے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''آج کس نے مسکین کو کھانا کھلایا؟'' سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: جی میں نے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''آج کس نے مریض کی عیادت کی؟'' سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: جی میں نے، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ امور جس آدمی میں جمع ہوں گے، وہ جنت میں جائے گا۔'' (صحیح مسلم: ۱۷۰۷)

(۱۲۲۰٤)۔ عَنْ أَبِي سِنَانِ الدُّؤَلِيِّ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَعِنْدَهُ نَفَرٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ، فَأَرْسَلَ عُمَرُ إِلَى سَفَطٍ أُتِيَ بِهِ مِنْ قَلْعَةٍ مِنَ الْعِرَاقِ، فَكَانَ فِيهِ خَاتَمٌ، فَأَخَذَهُ بَعْضُ بَنِيهِ، فَأَدْخَلَهُ فِي فِيهِ فَانْتَزَعَهُ عُمَرُ مِنْهُ، ثُمَّ بَكَى عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَقَالَ لَهُ مَنْ عِنْدَهُ: لِمَ تَبْكِي؟ وَقَدْ فَتَحَ اللهُ لَكَ وَأَظْهَرَكَ عَلَى عَدُوِّكَ وَأَقَرَّ عَيْنَكَ، فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَا تُفْتَحُ الدُّنْيَا عَلَى أَحَدٍ إِلَّا أَلْقَى اللهُ عَزَّ وَجَلَّ بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔)) وَأَنَا أُشْفِقُ مِنْ ذٰلِكَ۔ (مسند احمد: ۹۳)

ابوسنان دؤلی سے روایت ہے کہ وہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ہاں گئے، جبکہ ان کے پاس اولین مہاجرین کی ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی، انہوں نے پیغام بھیج کر خوشبو کی ڈبیہ منگوائی، جو عراق کے ایک قلعہ سے منگوائی گئی تھی، اس میں ایک انگوٹھی تھی، ان کے ایک بیٹے نے اسے لا کر اپنے منہ میں ڈال لیا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے منہ سے نکلوا دی، اس کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ رونے لگے، وہاں پر موجود لوگوں میں سے کسی نے ان سے کہا: آپ کیوں روتے ہیں، جبکہ اللہ نے آپ کو فتح سے نوازا اور آپ کو دشمن پر غلبہ دے کر آپ کی آنکھوں کو ٹھنڈا کیا ہے؟ سیدنا عمر نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ ''اللہ جس بندے پر دنیا فراخ کر دیتا ہے تو وہ ان لوگوں کے درمیان قیامت تک کے لیے عداوت اور بغض ڈال دیتا ہے۔'' اور مجھے اس بات کا اندیشہ ہے۔

اَلْفَصْلُ الرَّابِعُ فِيْ مَوَافَقَاتِهِ لِلْحَقِّ اَوْ کَوْنِهِ مِنَ الْمُلْهَمِيْنَ

فصل چہارم: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی حق کی موافقات یا آپ کا الہام والے لوگوں میں سے ہونا

(۱۲۲۰٥)۔ عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((قَدْ كَانَ فِي الْأُمَمِ مُحَدَّثُونَ، فَإِنْ يَكُنْ مِنْ أُمَّتِي فَعُمَرُ۔)) (مسند احمد: ۲٤۷۸۹)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''گزشتہ امتوں میں کچھ لوگ ایسے ہوتے تھے، جنہیں اللہ کی طرف سے الہام ہوتا تھا، اگر میری امت میں کوئی ایسا آدمی ہے تو وہ عمر رضی اللہ عنہ ہوگا۔''

(۱۲۲۰٤) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف ابن لھیعۃ ومحمد بن عبد الرحمن بن لبیبۃ، اخرجہ البزار: ۳۱۱ (انظر: ۹۳)

(۱۲۲۰٥) تخریج: اخرجہ مسلم: ۲۳۹۸ (انظر: ۲٤۲۸٥)

فوائد:...... الہام سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو حق کا الہام کرتا ہے اور پھر اس کے مطابق ان کو بات کرنے کی توفیق عطا کرتا ہے۔

یہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا امتیازی وصف تھا، کئی بار ایسے ہوا کہ انھوں نے جو رائے دی، اللہ تعالیٰ قرآن نازل کر کے اس کے مطابق حکم دے دیا، اس کی چند مثالیں اگلی احادیث میں بیان ہوں گی۔

(١٢٢٠٦)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّهُ قَدْ كَانَ فِيمَا مَضٰى قَبْلَكُمْ مِنَ الْأُمَمِ نَاسٌ يُحَدَّثُونَ، وَإِنَّهُ إِنْ كَانَ فِي أُمَّتِي هٰذِهِ مِنْهُمْ أَحَدٌ، فَإِنَّهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ۔)) (مسند احمد: ٨٤٤٩)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے پہلی امتوں میں کچھ لوگ ایسے ہوتے تھے کہ جنہیں اللہ کی طرف سے الہام ہوتا تھا، اگر میری امت میں کوئی ایسا آدمی ہوا تو وہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہوں گے۔''

(١٢٢٠٧)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ جَعَلَ الْحَقَّ عَلَى قَلْبِ عُمَرَ وَلِسَانِهِ۔)) قَالَ: وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: مَا نَزَلَ بِالنَّاسِ أَمْرٌ قَطُّ، فَقَالُوْا فِيهِ، وَقَالَ فِيهِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، أَوْ قَالَ عُمَرُ، إِلَّا نَزَلَ الْقُرْآنُ عَلَى نَحْوِ مِمَّا قَالَ عُمَرُ۔ (مسند احمد: ٥٦٩٧)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے عمر رضی اللہ عنہ کے دل و زبان پر حق جاری کر دیا ہے۔'' جب لوگوں کو کوئی معاملہ پیش آتا اور مختلف افراد اپنی اپنی رائے دیتے اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی رائے دیتے تو قرآن مجید سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کی موافقت میں نازل ہوتا تھا۔

(١٢٢٠٨)۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ عُمَرُ: وَافَقْتُ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ فِي ثَلَاثٍ، أَوْ وَافَقَنِي رَبِّي فِي ثَلَاثٍ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! لَوِ اتَّخَذْتَ الْمَقَامَ مُصَلًّى؟ قَالَ: فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ وَقُلْتُ: لَوْ حَجَبْتَ عَنْ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ، فَإِنَّهُ يَدْخُلُ عَلَيْكَ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے تین باتوں میں اپنے رب کے فیصلہ کی موافقت کی ہے یا میرے ربّ نے تین باتوں میں میری موافقت کی ہے، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر آپ مقام ابراہیم کو جائے نماز مقرر کر لیں تو؟ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما دی: ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾...... ''تم مقام ابراہیم کو جائے نماز مقرر کر لو۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے

(١٢٢٠٦) تخريج: اخرجه البخاري: ٣٦٨٩ (انظر: ٨٤٦٨)

(١٢٢٠٧) تخريج: حديث صحيح، اخرجه الترمذي: ٣٦٨٢ (انظر: ٥٦٩٧)

(١٢٢٠٨) تخريج: اخرجه البخاري: ٤٠٢، ٤٩١٦ (انظر: ١٦٠)

الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ، فَأُنْزِلَتْ آيَةُ الْحِجَابِ، قَالَ: وَبَلَغَنِي عَنْ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ شَيْءٌ فَاسْتَقْرَيْتُهُنَّ أَقُولُ لَهُنَّ: لَتَكُفُّنَّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ لَيُبْدِلَنَّهُ اللَّهُ بِكُنَّ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ مُسْلِمَاتٍ حَتَّى أَتَيْتُ عَلَى إِحْدَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ، فَقَالَتْ: يَا عُمَرُ! أَمَا فِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَعِظُ نِسَاءَهُ حَتَّى تَعِظَهُنَّ، فَكَفَفْتُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿عَسَى رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُبْدِلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ مُسْلِمَاتٍ مُؤْمِنَاتٍ قَانِتَاتٍ﴾ الْآيَةَ۔ (مسند احمد: ١٦٠)

رسول! آپ کی خدمت میں نیک اور فاجر ہر قسم کے لوگ آتے ہیں، اس لیے اگر آپ امہات المومنین کو پردہ کرائیں تو بہتر ہو گا۔ اس کے بعد پردہ سے متعلقہ آیات نازل ہوگئیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے امہات المومنین کے بارے میں کوئی خبر ملی، سو میں نے ایک ایک سے جا کر کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ سے اس قسم کے مطالبات کرنا چھوڑ دو، وگرنہ اللہ تعالیٰ تمہاری جگہ تم سے بہتر مسلم خواتین کو لے آئے گا، ایک ام المومنین کی خدمت میں جب میں نے گزارش کی تو اس نے تو یہ کہہ دیا کہ عمر! اللہ کے رسول اپنی ازواج کو جو کچھ نصیحت فرماتے ہیں، کیا وہ کافی نہیں ہیں کہ تم بھی اس بارے میں انہیں وعظ کرنے لگے ہو؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی: ﴿عَسٰی رَبُّہٗۤ اِنۡ طَلَّقَکُنَّ اَنۡ یُّبۡدِلَہٗۤ اَزۡوَاجًا خَیۡرًا مِّنۡکُنَّ مُسۡلِمٰتٍ مُّؤۡمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَیِّبٰتٍ وَّاَبۡکَارًا﴾ ......''اس کا رب قریب ہے، اگر وہ تمھیں طلاق دے دے کہ تمھارے بدلے اسے تم سے بہتر بیویاں دے دے، جو اسلام والیاں، ایمان والیاں، اطاعت کرنے والیاں، توبہ کرنے والیاں، عبادت کرنے والیاں، روزہ رکھنے والیاں ہوں، شوہر دیدہ اور کنواریاں ہوں۔''

فوائد:...... مقام ابراہیم سے مراد وہ پتھر ہے، جس پر ابراہیم علیہ السلام بیت اللہ کی تعمیر کرتے وقت کھڑے ہوتے تھے، اس پتھر پر ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے نشانات بھی موجود ہیں۔ یہ ابراہیم علیہ السلام کی حیران کن، عجیب اور یادگار منقبت ہے، اب اس پتھر کو ایک شیشے میں محفوظ کر دیا گیا ہے، طواف مکمل کرنے کے بعد اس طرح دو رکعت ادا کرنے کا حکم ہے کہ مقام ابراہیم، نمازی اور بیت اللہ کے درمیان آ جائے۔ باقی آیات کی وضاحت ان کے مقام پر آئے گی۔

(١٢٢٠٩)۔ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: فَضَلَ النَّاسَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ بِأَرْبَعٍ، بِذِكْرِ الْأَسْرَى يَوْمَ

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ چار امور میں لوگوں پر فضیلت لے گئے، انہوں نے بدر کے قیدیوں کو قتل کرنے کا مشورہ دیا تھا، اللہ تعالیٰ نے

(١٢٢٠٩) تخريج: حسن لغيره، اخرجه البزار: ٢٥٠٥، والطيالسي: ٢٥٠ (انظر: ٤٣٦٢)

بَدْرٍ أَمَرَ بِقَتْلِهِمْ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿لَوْلَا كِتَابٌ مِنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾ وَبِذِكْرِهِ الْحِجَابَ أَمَرَ نِسَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَحْتَجِبْنَ، فَقَالَتْ لَهُ زَيْنَبُ: وَإِنَّكَ عَلَيْنَا يَا ابْنَ الْخَطَّابِ، وَالْوَحْيُ يَنْزِلُ فِي بُيُوتِنَا، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ﴾ وَبِدَعْوَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُ: ((اللَّهُمَّ أَيِّدِ الْإِسْلَامَ بِعُمَرَ۔)) وَبِرَأْيِهِ فِي أَبِي بَكْرٍ كَانَ أَوَّلَ النَّاسِ بَايَعَهُ۔ ((مسند احمد: ٤٣٦٢))

یہ آیت نازل فرمادی: ﴿لَوْلَا كِتَابٌ مِنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾ ...... ''اگر اللہ کا فیصلہ نہ ہوتا تو تم نے جو کچھ ان قیدیوں سے بطور فدیہ لیا، اس کے سبب تم پر بہت سخت عذاب آتا۔'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ازواج مطہرات کے بارے میں کہا کہ انہیں پردہ کرنا چاہیے، سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا: اے ابن خطاب! تم تو ہم پر مسلط ہوگئے ہو، حالانکہ وحی تو ہمارے گھروں میں نازل ہوتی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی موافقت میں پردے سے متعلقہ یہ آیت نازل فرمادی: ﴿وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ﴾ ...... ''اور اے ایمان والو! تم جب ان امہات المومنین سے کوئی چیز مانگو تو پردے کی اوٹ سے مانگا کرو۔'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو دوسرے لوگوں پر اس لحاظ سے بھی فضیلت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے حق میں یہ دعا کی تھی: ''اے اللہ! عمر کے ذریعے اسلام کو غلبہ عطا فرما۔'' نیز سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ہی نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنائے جانے کی رائے دی تھی اور انہوں نے ہی سب سے پہلے ان کی بیعت کی تھی۔

فوائد: ...... اس آیت سے پہلے والی آیت یہ تھی: ﴿مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ وَاللّٰهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾ ...... ''کسی نبی کے لیے یہ زیبا نہیں ہے کہ اس کے پاس قیدی ہوں جب تک کہ وہ زمین میں دشمنوں کو اچھی طرح کچل نہ دے۔ تم لوگ دنیا کے فائدے چاہتے ہو، حالانکہ اللہ کے پیش نظر آخرت ہے، اور اللہ غالب اور حکیم ہے۔'' (سورۂ انفال: ٦٧)

جنگ بدر میں ستر کافر مارے گئے اور ستر ہی قیدی بنا لیے گئے، غزوۂ بدر چونکہ کفر و اسلام کا پہلا معرکہ تھا، اس لیے قیدیوں کے بارے میں میں کیا طرز عمل اختیار کیا جائے؟ ان کی بابت احکام پوری طرح واضح نہیں تھے، جب آپ ﷺ نے مشورہ کیا تو جواز کی حد تک تو دونوں صورتیں جائز تھیں کہ قیدیوں کو قتل کر دیا جائے یا فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے، عمر رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ کفر کی قوت و شوکت توڑنے کے لیے ضروری ہے کہ ان قیدیوں کو قتل کر دیا جائے، کیونکہ یہ کفر اور کافروں کے سرغنے ہیں، جبکہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ فدیہ لے کر ان کو چھوڑ دیا جائے، مزید وضاحت اگلی حدیث میں آرہی ہے۔

اس فیصلے کے بعد جو آیات نازل ہوئیں، ان سے پتہ چلتا ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی رائے زیادہ بہتر تھی، یعنی بدر کے قیدیوں کو قتل کر دینا چاہیے تھا۔ مزید دیکھیں حدیث نمبر (۸۶۱۲) اور اس کے بعد والی حدیث۔

اَلْفَصْلُ الْخَامِسُ فِیْ هَیْبَتِهِ وَوَقَارِهِ رضی اللہ عنہ

فصل پنجم: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی ہیبت اور وقار کا بیان

(۱۲۲۱۰)۔ عَنْ صَالِحٍ، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِی عَبْدُ الْحَمِیدِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَیْدٍ، أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ سَعْدِ بْنِ أَبِی وَقَّاصٍ أَخْبَرَهُ، أَنَّ أَبَاهُ سَعْدَ بْنَ أَبِی وَقَّاصٍ قَالَ: اِسْتَأْذَنَ عُمَرُ عَلٰی رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، وَعِنْدَهُ نِسَاءٌ مِنْ قُرَیْشٍ یُکَلِّمْنَهُ وَیَسْتَکْثِرْنَهُ، عَالِیَةٌ أَصْوَاتُهُنَّ، فَلَمَّا اسْتَأْذَنَ قُمْنَ یَبْتَدِرْنَ الْحِجَابَ، فَأَذِنَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ یَعْنِی فَدَخَلَ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ یَضْحَكُ، فَقَالَ عُمَرُ: أَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّكَ یَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((عَجِبْتُ مِنْ هٰؤُلَاءِ اللَّاتِی کُنَّ عِنْدِی، فَلَمَّا سَمِعْنَ صَوْتَكَ ابْتَدَرْنَ الْحِجَابَ۔)) قَالَ عُمَرُ: فَأَنْتَ یَا رَسُولَ اللّٰهِ! کُنْتَ أَحَقَّ أَنْ یَهَبْنَ، ثُمَّ قَالَ عُمَرُ: أَیْ عَدُوَّاتِ أَنْفُسِهِنَّ أَتَهَبْنَنِی وَلَا تَهَبْنَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ؟ قُلْنَ: نَعَمْ، أَنْتَ أَغْلَظُ وَأَفَظُّ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِهِ مَا لَقِیَكَ الشَّیْطَانُ قَطُّ سَالِکًا فَجًّا إِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَیْرَ فَجِّكَ۔)) وَقَالَ یَعْقُوبُ: مَا أُحْصِی مَا سَمِعْتُهُ یَقُولُ: حَدَّثَنَا صَالِحٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ۔ (مسند احمد: ۱۴۷۲)

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس جانے کی اجازت طلب کی، اس وقت کچھ قریشی خواتین آپ ﷺ کی خدمت میں بیٹھی گفتگو کر رہی تھیں اور نان ونفقہ میں اضافے کا مطالبہ کر رہی تھیں اور ان کی آوازیں خاصی بلند ہو رہی تھیں، جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی تو وہ جلدی سے چھپنے لگ گئیں، رسول اللہ ﷺ نے ان کو آنے کی اجازت دی، جب وہ آئے تو رسول اللہ ﷺ مسکرا رہے تھے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ آپ کے دانتوں کو ہنستا رکھے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے ان خواتین پر تعجب ہو رہا ہے، یہ میرے پاس بیٹھی ہوئی تھیں، جب انہوں نے تمہاری آواز سنی تو جلدی سے چھپ گئیں۔'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ اس بات کے زیادہ حقدار ہیں کہ یہ آپ سے ڈریں۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اپنی جانوں کی دشمنو! تم مجھ سے ڈرتی ہو اور رسول اللہ ﷺ سے نہیں ڈرتیں؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، تم رسول اللہ کی بہ نسبت سخت اور درشت مزاج ہو، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اے عمر! جب بھی شیطان تجھ سے ملتا ہے تو جس راستے پر تو چل رہا ہوتا ہے، وہ اس کے علاوہ کوئی اور راستہ اختیار کر لیتا ہے۔''

(۱۲۲۱۰) تخریج: اخرجه البخاری: ۳۲۹۴، ۳۶۸۳، ومسلم: ۲۳۹۶ (انظر: ۱۴۷۲)

فوائد:...... اس کا مطلب یہ نہیں کہ نبی کریم ﷺ کی مجلس میں عورتیں کوئی گناہ والا کام کر رہی تھیں۔ درحقیقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شخصیت میں ہیبت اور رعب تھا، آپ ﷺ بھی ان کے اس وصف کا خیال رکھتے تھے۔

اس میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی عظیم منقبت کا بیان ہے۔ وہ دین میں اس قدر سخت اور خالص حق پر ڈٹ جانے والے تھے کہ شیطان ان کے سامنے آنے کی جرأت نہیں کر سکتا تھا۔

(١٢٢١١)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، أَنَّ الْأَسْوَدَ بْنَ سَرِيعٍ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي قَدْ حَمِدْتُ رَبِّي تَبَارَكَ وَتَعَالٰى بِمَحَامِدَ وَمِدَحٍ وَإِيَّاكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَمَا إِنَّ رَبَّكَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يُحِبُّ الْمَدْحَ، هَاتِ مَا امْتَدَحْتَ بِهِ رَبَّكَ۔)) قَالَ: فَجَعَلْتُ أُنْشِدُهُ فَجَاءَ رَجُلٌ فَاسْتَأْذَنَ أَدْلَمُ أَصْلَعُ أَعْسَرُ أَيْسَرُ، قَالَ: فَاسْتَنْصَتَنِي لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَوَصَفَ لَنَا أَبُو سَلَمَةَ كَيْفَ اسْتَنْصَتَهُ، قَالَ: كَمَا صَنَعَ بِالْهِرِّ، فَدَخَلَ الرَّجُلُ فَتَكَلَّمَ سَاعَةً ثُمَّ خَرَجَ، ثُمَّ أَخَذْتُ أُنْشِدُهُ أَيْضًا، ثُمَّ رَجَعَ بَعْدُ فَاسْتَنْصَتَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَوَصَفَهُ أَيْضًا، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَنْ ذَا الَّذِي اسْتَنْصَتَّنِي لَهُ، فَقَالَ: ((هٰذَا رَجُلٌ لَا يُحِبُّ الْبَاطِلَ هٰذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ۔)) (مسند احمد: ١٥٦٧٥)

سیدنا اسود بن سریع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے اپنے رب کی تعریفات بیان کی ہیں اور آپ کی بھی مدح سرائی کی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یاد رکھو! تمہارے رب حمد کو پسند کرتا ہے، تم نے اپنے رب کی جو مدح کی ہے، وہ ذرا سناؤ تو سہی۔'' میں آپ ﷺ کو سنانے لگا، اتنے میں ایک سیاہ فام، دراز قد، گنجا اور اپنے دائیں اور بائیں دونوں ہاتھوں سے کام کرنے والا ایک آدمی آ گیا۔ اس کے آنے پر رسول اللہ ﷺ نے مجھے چپ کرا دیا۔ ابو سلمہ نے ہمارے سامنے ان کے چپ کرانے کی کیفیت بھی بیان کی کہ جیسے بلی کو آواز دی جاتی ہے، پس وہ آدمی آیا، اس نے کچھ دیر گفتگو کی اور اس کے بعد وہ چلا گیا، اس کے جانے کے بعد میں دوبارہ اپنا کلام پیش کرنے لگا، وہ آدمی دوبارہ آ گیا، تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے پھر خاموش کرا دیا۔ ابو سلمہ نے دوبارہ خاموش کرانے کی کیفیت کو دہرایا، دو تین مرتبہ ایسے ہی ہوا۔ میں نے کہا: اللہ کے رسول! یہ کون آدمی ہے جس کی آمد پر آپ نے مجھے خاموش کرا دیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ وہ آدمی ہے جو لغو کو پسند نہیں کرتا، یہ عمر بن خطاب ہیں۔''

فوائد:...... اس حدیث میں مذکورہ جملہ ''أَمَا إِنَّ رَبَّكَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يُحِبُّ الْمَدْحَ'' شواہد کی بنا پر صحیح

(١٢٢١١) تخريج: اسناده ضعيف لضعف على بن زيد بن جدعان، وذكر ابن منده انه لا يصح سماع عبد الرحمن ابن ابى بكرة من الاسود (انظر: ١٥٥٩٠)

ہے۔ اکثر لوگ دائیں ہاتھ سے کام کرتے ہیں، جبکہ بعض لوگ بائیں ہاتھ سے کام کرتے ہیں، اس روایت میں دونوں ہاتھوں سے مراد یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں سے کام کرنے کی صلاحیت تھی۔

(۱۲۲۱۲)۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَدْخُلُ بَيْتِي الَّذِي دُفِنَ فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبِي، فَأَضَعُ ثَوْبِي، فَأَقُولُ: إِنَّمَا هُوَ زَوْجِي وَأَبِي، فَلَمَّا دُفِنَ عُمَرُ مَعَهُمْ فَوَاللّٰهِ! مَا دَخَلْتُ إِلَّا وَأَنَا مَشْدُودَةٌ عَلَيَّ ثِيَابِي، حَيَاءً مِنْ عُمَرَ۔ (مسند احمد: ۲۶۱۷۹)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں اس گھر میں داخل ہوتی رہتی تھی، جس میں اللہ کے رسول ﷺ اور میرے والد مدفون تھے، میں وہاں کپڑا بھی اتار لیتی تھی اور کہتی تھی کہ ایک میرا شوہر ہیں اور ایک میرے والد، لیکن اللہ کی قسم! جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ دفن کیے گئے تو میں ان سے حیا کرتے ہوئے اپنے اوپر کپڑے لپیٹ کر داخل ہوتی تھی۔

فوائد:...... بعض لوگوں نے اس حدیث سے یہ استدلال کشید کرنے کی کوشش کی ہے کہ اللہ کے اولیاء قبر سے بھی دیکھتے ہیں، تبھی تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دفن ہونے کے بعد پردہ کرتی تھیں۔

ایسے لوگوں سے گزارش ہے کہ جو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ چار پانچ من مٹی سے دیکھ سکتے تھے، تو ان کے سامنے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا وہ کپڑا کیا آڑ کرے گا، جس سے وہ پردہ کرتی تھیں، اس استدلال کا معنی یہ ہوا کہ اللہ کے ولی مٹی سے تو دیکھ سکتے ہیں، لیکن کپڑے سے نہیں دیکھ سکتے۔ سبحان اللہ!

یہ اس موضوع کی تفصیل کا مقام نہیں ہے۔ یہ سیدہ کا ایک طبعی معاملہ اور ان کے ذہن میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا مقام و مرتبہ تھا۔

(۱۲۲۱۳)۔ عَنْ بُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيِّ أَنَّ أَمَةً سَوْدَاءَ أَتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَدْ رَجَعَ مِنْ بَعْضِ مَغَازِيهِ، فَقَالَتْ: إِنِّي كُنْتُ نَذَرْتُ إِنْ رَدَّكَ اللّٰهُ صَالِحًا، أَنْ أَضْرِبَ عِنْدَكَ بِالدُّفِّ، قَالَ: ((إِنْ كُنْتِ فَعَلْتِ فَافْعَلِي، وَإِنْ كُنْتِ لَمْ تَفْعَلِي فَلَا تَفْعَلِي۔)) فَضَرَبَتْ فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ وَهِيَ تَضْرِبُ، وَدَخَلَ غَيْرُهُ وَهِيَ تَضْرِبُ، ثُمَّ دَخَلَ عُمَرُ، قَالَ: فَجَعَلَتْ

سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار اللہ کے رسول ﷺ کسی غزوہ سے واپس تشریف لائے تو ایک سیاہ فام لونڈی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے کہا: میں نے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ آپ کو صحیح سالم واپس لائے تو میں آپ کے پاس دف بجاؤں گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم نے یہ نذر مانی ہے تو اسے پورا کر لو اور اگر تم نے یہ منت نہیں مانی تھی تو اس کام کو رہنے دو۔'' پس وہ دف بجانے لگ گئی، اسی دوران سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے، وہ دف بجاتی رہی، کچھ دوسرے حضرات بھی آئے، وہ مسلسل دف

(۱۲۲۱۲) تخریج: اسنادہ صحیح، اخرجه الحاکم: ۳/ ۶۱ (انظر: ۲۵۶۶۰)

(۱۲۲۱۳) تخریج: اسنادہ قوی، اخرجه الترمذی: ۳۶۹۰ (انظر: ۲۲۹۸۹)

دُفَّهَا خَلْفَهَا، وَهِيَ مُقَنَّعَةٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَفْرَقُ مِنْكَ يَا عُمَرُ، أَنَا جَالِسٌ هَاهُنَا، وَدَخَلَ هٰؤُلَاءِ، فَلَمَّا أَنْ دَخَلْتَ، فَعَلَتْ مَا فَعَلَتْ۔)) (مسند احمد: ۲۳۳۷۷)

بجاتی رہی۔ لیکن بعد میں جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ آئے تو اس نے دف کو اپنے پیچھے کر لیا اور خود بھی چھپنے لگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عمر! بیشک تجھ سے تو شیطان بھی ڈرتا ہے، میں یہاں بیٹھا ہوں اور یہ لوگ بھی آئے ہیں، یہ لونڈی دف بجانے میں مگن رہی، لیکن جب تم آئے تو اس نے یہ کاروائی کی ہے۔

فوائد: ...... اگرچہ اس موقع پر اس لونڈی کا دف بجانا جائز تھا، تبھی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی۔ یہ عمر رضی اللہ عنہ کا رعب اور ہیبت تھی، جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی لحاظ کرتے تھے۔

امام البانی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث کی وجہ سے بعض لوگ اشکال میں پڑ گئے ہیں اور وہ یہ کہ نکاح اور عید کے علاوہ دف بجانا معصیت اور نافرمانی کا کام ہے اور نافرمانی پر مشتمل نذر ماننا بھی ناجائز ہے اور اس کو پورا کرنا بھی ناجائز ہے، لیکن اس موقع پر اجازت کیوں دی گئی؟

مجھے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس عورت کی نذر کا تعلق اس خوشی سے تھا، جو غزدے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فاتح لوٹنے سے نصیب ہوئی تھی، اس لیے اسے اس خوشی کے موقع پر دف بجانے کی اجازت دے دی گئی، لیکن یہ چیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فتح کے ساتھ مخصوص رہنی چاہیے، اس گنجائش کا مطلب یہ نہیں کہ تمام خوشیوں کے موقعوں پر دف بجانے کی رخصت دے دی جائے، کیونکہ کوئی خوشی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فاتح لوٹنے کی خوشی کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ دوسری بات یہ ہے عام شرعی دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ موسیقی کے آلات اور دف وغیرہ کا استعمال حرام ہے، مگر وہ صورتیں جن میں دف کی اجازت دی گئی۔ (صحیحہ: ۱۶۰۹)

امام البانی رحمہ اللہ نے دوسرے مقام پر فرمایا: یہ بات تو معروف ہے کہ دُف، موسیقی اور ساز کے ان آلات میں سے ہے، جو شریعتِ اسلامیہ میں حرام ہیں اور فقہائے اربعہ سمیت بڑے بڑے ائمہ اس کی حرمت پر متفق ہیں، اس موضوع پر صحیح احادیث پائی جاتی ہیں، البتہ شادی بیاہ اور عیدین کے موقع پر صرف دُف بجانے کی اجازت دی گئی ہے، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو دف بجانے کی نذر پوری کرنے کی اجازت کیوں دی، حالانکہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مانی گئی نذر پوری نہیں کی جاتی؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اس نذر کا تعلق اس خوشی سے تھا، جو اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فاتح اور سالم لوٹنے سے نصیب ہوئی تھی، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو شادی اور عیدین کے موقع پر بجائے جانے والے دف کا حکم دیا، اور بلاشک وشبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوہ سے کامیابی و کامرانی کے ساتھ لوٹنے کی خوشی اتنی بڑی ہے کہ اس کو شادی اور عید کی خوشی پر بھی قیاس نہیں کیا جا سکتا، اس لیے اس حکم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص سمجھا جائے گا اور کسی دوسرے کے معاملے کو اس پر قیاس نہیں کیا جائے گا، کیونکہ یہ لوہاروں کو فرشتوں پر قیاس کرنے والی بات ہوگی۔

امام خطابی نے (معالم السنن) میں اور علامہ صدیق حسن خان نے (الروضة الندية: ۲/۱۷۷۔ ۱۷۸) میں جمع وتطبیق کی یہی صورت ذکر کی ہے۔ (صحیحه: ۲۲۶۱)

اَلْبَابُ الثَّالِثُ فِيْ ذِكْرِ شَيْءٍ مِنْ فَتَاوَاهُ وَقَضَايَاهُ وَبَعْضِ مَا حَصَلَ فِيْ خِلَافَتِهِ مِنَ الْحَوَادِثِ وَفِيْهِ فُصُوْلٌ

باب سوم: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بعض فتووں، فیصلوں اور ان کے دور خلافت میں پیش آنے والے بعض واقعات کا بیان اس باب کی کئی فصلیں ہیں

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ فِيْ ذِكْرِ شَيْءٍ مِنْ فَتَاوَاهُ وَقَضَايَاهُ

فصل اول: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بعض فتووں اور فیصلوں کا بیان

(۱۲۲۱٤)۔ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ مُعَاوِيَةَ الْكِنْدِيِّ، أَنَّهُ رَكِبَ إِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَسْأَلُهُ عَنْ ثَلَاثِ خِلَالٍ، قَالَ: فَقَدِمَ الْمَدِينَةَ فَسَأَلَهُ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَا أَقْدَمَكَ؟ قَالَ: لِأَسْأَلَكَ عَنْ ثَلَاثِ خِلَالٍ، قَالَ: وَمَا هُنَّ؟ قَالَ: رُبَّمَا كُنْتُ أَنَا وَالْمَرْأَةُ فِي بِنَاءٍ ضَيِّقٍ، فَتَحْضُرُ الصَّلَاةُ، فَإِنْ صَلَّيْتُ أَنَا وَهِيَ كَانَتْ بِحِذَائِي، وَإِنْ صَلَّتْ خَلْفِي خَرَجَتْ مِنَ الْبِنَاءِ، فَقَالَ عُمَرُ: تَسْتُرُ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بِثَوْبٍ، ثُمَّ تُصَلِّي بِحِذَائِكَ إِنْ شِئْتَ، وَعَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ، فَقَالَ: نَهَانِي عَنْهُمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: وَعَنِ الْقَصَصِ فَإِنَّهُمْ أَرَادُونِي عَلَى الْقَصَصِ،

حارث بن معاویہ کندی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں تین باتیں دریافت کرنے کے لیے سوار ہو کر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی طرف گیا، جب میں مدینہ منورہ پہنچا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا: تم کیوں آئے ہو؟ میں نے بتلایا کہ آپ سے تین امور کے بارے میں دریافت کرنا چاہتا ہوں، انہوں نے کہا: وہ کون سے امور ہیں؟ میں نے کہا: بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ میں اور میری اہلیہ کسی تنگ مکان میں ہوتے ہیں، اتنے میں نماز کا وقت ہو جاتا ہے، لیکن اگر میں نماز پڑھوں تو وہ میرے سامنے آ جاتی ہے اور اگر وہ میرے پیچھے نماز ادا کرے تو مکان سے باہر نکل جاتی ہے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تم اپنے اور اس کے درمیان کپڑا لٹکا لیا کرو، پھر وہ تمہارے سامنے نماز پڑھتی رہے، اگر چاہے تو۔ پھر میں نے ان سے عصر کے بعد دو رکعتیں ادا کرنے کے بارے میں پوچھا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ان دو رکعتوں سے منع فرمایا تھا، پھر میں

(۱۲۲۱٤) تخريج: اسناده حسن (انظر: ۱۱۱)

فَقَالَ: مَا شِئْتَ كَأَنَّهُ كَرِهَ أَنْ يَمْنَعَهُ، قَالَ: إِنَّمَا أَرَدْتُ أَنْ أَنْتَهِيَ إِلَى قَوْلِكَ، قَالَ: أَخْشَى عَلَيْكَ أَنْ تَقُصَّ، فَتَرْتَفِعَ عَلَيْهِمْ فِي نَفْسِكَ، ثُمَّ تَقُصَّ فَتَرْتَفِعَ حَتَّى يُخَيَّلَ إِلَيْكَ أَنَّكَ فَوْقَهُمْ بِمَنْزِلَةِ الثُّرَيَّا، فَيَضَعَكَ اللّٰهُ تَحْتَ أَقْدَامِهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقَدْرِ ذٰلِكَ۔ (مسند احمد: ١١١)

نے کہا: تیسری بات یہ ہے کہ میں آپ سے وعظ وتقریر کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں، لوگ چاہتے ہیں کہ میں ان کے سامنے وعظ وتقریر کیا کروں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: جو تم چاہتے ہو، کرلو۔ بس یوں لگا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو اس کام سے روکنے کو ناپسند کیا۔ اس آدمی نے کہا: میں آپ کی رائے جاننا چاہتا ہوں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے ڈر ہے کہ تم ان کے سامنے وعظ وتقریر کرو گے اور تم دلی طور پر اپنے آپ کو دوسروں سے اعلی اور برتر سمجھنے لگو، تم پھر وعظ وتقریر کرو گے اور تم اپنے آپ کو ان کے مقابلہ میں یوں سمجھنے لگو گے کہ گویا تم ثریا ستارے کی طرح اعلی وافضل ہو، لیکن تم اپنے آپ کو ان سے جس قدر برتر سمجھو گے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسی قدر تمہیں ان کے قدموں کے نیچے ڈالے گا۔

(١٢٢١٥)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: خَطَبَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ النَّاسَ، فَقَالَ: إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ رَخَّصَ لِنَبِيِّهِ ﷺ مَا شَاءَ، وَإِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَضَى لِسَبِيلِهِ، فَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ كَمَا أَمَرَكُمْ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ، وَحَصِّنُوا فُرُوجَ هٰذِهِ النِّسَاءِ۔ (مسند احمد: ١٠٤)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے خطاب کیا اور کہا: بیشک اللہ تعالیٰ نے جو چاہا، اپنے نبی کو رخصتیں دیں اور نبی کریم دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں، لہٰذا تم حج وعمرہ کو اللہ تعالیٰ کے لیے اس طرح پورا کرو، جیسا کہ اس نے تمہیں حکم دیا ہے، نیز تم اپنی بیویوں کی شرم گاہوں کو پاکدامن رکھو۔

فوائد:...... ان دو احادیث میں موجود فقہی مسائل متعلقہ ابواب میں گزر چکے ہیں۔

(١٢٢١٦)۔ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ بَجَالَةَ يَقُولُ: كُنْتُ كَاتِبًا لِجَزْءِ بْنِ مُعَاوِيَةَ عَمِّ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ فَأَتَانَا كِتَابُ عُمَرَ قَبْلَ مَوْتِهِ بِسَنَةٍ: أَنِ اقْتُلُوا كُلَّ سَاحِرٍ،

بجالہ کہتے ہیں: میں جزء بن معاویہ کا کاتب تھا، وہ احنف بن قیس کے چچا تھے، ہمارے پاس سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا خط آیا، یہ ان کی وفات سے ایک سال پہلے کی بات ہے، اس میں یہ بات تحریر کی گئی تھی کہ ہر جادوگر اور جادوگرنی کو قتل کر دو اور مجوسیوں

(١٢٢١٥) تخريج: اسناده صحيح، اخرجه بنحوه مسلم: ١٢١٧ (انظر: ١٠٤)

(١٢٢١٦) تخريج: أخرجه البخاري: ٣١٥٦ (انظر: ١٦٥٧)

وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ: وَسَاحِرَةٍ، وَفَرِّقُوا بَيْنَ كُلِّ ذِي مَحْرَمٍ مِنَ الْمَجُوسِ وَانْهَوْهُمْ عَنِ الزَّمْزَمَةِ، فَقَتَلْنَا ثَلَاثَةَ سَوَاحِرَ، وَجَعَلْنَا نُفَرِّقُ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ حَرِيمَتِهِ فِي كِتَابِ اللّٰهِ، وَصَنَعَ جَزْءٌ طَعَامًا كَثِيرًا وَعَرَضَ السَّيْفَ عَلَى فَخِذِهِ وَدَعَا الْمَجُوسَ فَأَلْقَوْا وِقْرَ بَغْلٍ أَوْ بَغْلَيْنِ مِنْ وَرِقٍ فَأَكَلُوا مِنْ غَيْرِ زَمْزَمَةٍ وَلَمْ يَكُنْ عُمَرُ أَخَذَ، وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ: قَبِلَ الْجِزْيَةَ مِنَ الْمَجُوسِ حَتّٰى شَهِدَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَخَذَهَا مِنْ مَجُوسِ هَجَرَ، وَقَالَ أَبِيْ: قَالَ سُفْيَانُ: حَجَّ بَجَالَةُ مَعَ مُصْعَبٍ سَنَةَ سَبْعِينَ۔ (مسند احمد: ١٦٥٧)

میں ہر محرم کے درمیان تفریق ڈال دو اور انہیں زمزمہ سے روک دو، اس حکم کے بعد ہم نے تین جادوگر قتل کئے اور کتاب اللہ کے مطابق حرام رشتوں میں علیحدگی پیدا کر دی، جزء نے بہت سارا کھانا تیار کروایا اور مجوسیوں کو دعوت دی اور تلوار اپنی ران پر رکھ لی، انہوں نے زمزمہ کے بغیر کھانا کھایا اور انہوں نے ایک خچر یا دو خچر کے بوجھ اٹھانے کے برابر چاندی بھی بطور جزیہ دی، مگر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے یہ جزیہ ان سے نہ لیا، کبھی سفیان راوی اس طرح بیان کرتے: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ مجوسیوں سے جزیہ لینے کے حق میں نہ تھے، حتیٰ کہ سیدنا عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے شہادت دی کہ نبی کریم ﷺ نے ہجر کے علاقہ کے مجوسیوں سے جزیہ لیا تھا، تب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مجوسیوں سے جزیہ قبول کرنا شروع کیا۔

فوائد:...... سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے اپنی لونڈی کو جادو کرنے کی وجہ سے قتل کروادیا تھا۔ (مؤطا امام مالک: ۲/ ۸۷۱)

بسا اوقات جادو کبیرہ گناہ ہوتا ہے اور بسا اوقات کفر، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلٰكِنَّ الشَّيَاطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ﴾ ...... ''سلیمان (علیہ السلام) نے تو کفر نہیں کیا تھا، بلکہ یہ کفر شیطانوں نے کیا تھا، وہ لوگوں کو جادو سکھایا کرتے تھے۔'' (سورۂ بقرہ: ۱۰۲)

جادو کی جو قسم کفر ہے، اگر جادوگر مسلمان ہو تو اس سے ارتداد لازم آتا ہے اور اس طرح وہ واجب القتل ٹھہرتا ہے۔

امام شافعی نے کہا: جادوگر کو اس وقت قتل کیا جائے گا، جب وہ ایسا جادو کرے، جو کفر تک پہنچاتا ہے، ورنہ اس کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ امام ابو حنیفہ، امام احمد اور امام مالک کی رائے کے مطابق جادوگر کو قتل کیا جائے گا۔

امام شافعی کی رائے راجح معلوم ہوتی ہے۔

لیکن آپ ﷺ نے اپنی ذاتِ مبارکہ پر جادو کرنے والے لبید کو قتل کیوں نہیں کروایا؟ دیکھیں حدیث نمبر (٦٨٠٦) کے فوائد۔

زمزمہ: یہ ایک قسم کا کلام تھا، جو مجوسی لوگ کھانا کھاتے وقت ادا کیا کرتے تھے، ان کے دین میں اس کے بغیر کھانا کھانا حلال نہیں ہوتا تھا، دراصل وہ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی تعظیم کرتے تھے، یہ ان کی بیوقوفی اور تکلف تھا۔ یہ باتیں ابن حزم نے ''المحلی'' میں بیان کیں ہیں۔

(۱۲۲۱۷)۔ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ قَالَ: أَرْسَلَ إِلَيَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَبَيْنَا أَنَا كَذٰلِكَ إِذْ جَاءَهُ مَوْلَاهُ يَرْفَأُ، فَقَالَ: هٰذَا عُثْمَانُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَسَعْدٌ وَالزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ رضی اللہ عنہم، قَالَ: وَلَا أَدْرِي أَذَكَرَ طَلْحَةَ أَمْ لَا، يَسْتَأْذِنُونَ عَلَيْكَ، قَالَ: ائْذَنْ لَهُمْ ثُمَّ مَكَثَ سَاعَةً، ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: هٰذَا الْعَبَّاسُ وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَسْتَأْذِنَانِ عَلَيْكَ، قَالَ: ائْذَنْ لَهُمَا فَلَمَّا دَخَلَ الْعَبَّاسُ قَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! اقْضِ بَيْنِي وَبَيْنَ هٰذَا، وَهُمَا حِينَئِذٍ يَخْتَصِمَانِ فِيمَا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُولِهِ مِنْ أَمْوَالِ بَنِي النَّضِيرِ، فَقَالَ الْقَوْمُ: اِقْضِ بَيْنَهُمَا يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! وَأَرِحْ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْ صَاحِبِهِ، فَقَدْ طَالَتْ خُصُومَتُهُمَا، فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنْشُدُكُمُ اللّٰهَ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمٰوَاتُ وَالْأَرْضُ، أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ۔))؟ قَالُوْا: قَدْ قَالَ ذٰلِكَ، وَقَالَ لَهُمَا مِثْلَ ذٰلِكَ، فَقَالَا: نَعَمْ، قَالَ: فَإِنِّي سَأُخْبِرُكُمْ عَنْ هٰذَا الْفَيْءِ، إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ خَصَّ نَبِيَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ بِشَيْءٍ لَمْ يُعْطِهِ غَيْرَهُ فَقَالَ: ﴿وَمَا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُولِهِ مِنْهُمْ فَمَا أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ

مالک بن اوس بن حدثان سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مجھے بلوایا، ابھی تک میں وہیں تھا کہ ان کے خادم یرفا نے آ کر بتلایا کہ سیدنا عثمان، سیدنا عبدالرحمن، سیدنا سعد اور سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہم آئے ہیں، مجھے یہ یاد نہیں کہ اس نے سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کا نام لیا تھا یا نہیں، یہ حضرات آپ کے ہاں آنے کی اجازت طلب کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا: جی ان حضرات کو آنے دو، کچھ دیر کے بعد غلام نے آ کر کہا: سیدنا عباس رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ آئے ہیں، وہ آپ کے پاس آنے کی اجازت طلب کر رہے ہیں، انہوں نے کہا: جی ان کو بھی آنے دو۔ جب سیدنا عباس رضی اللہ عنہ آئے تو انہوں نے کہا: اے امیر المومنین! آپ اس کے اور میرے درمیان فیصلہ کر دیں، اس وقت وہ بنونضیر کے اموال میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مالِ فیٔ کے بارے میں الجھ رہے تھے، ان کی بات سن کر سب لوگوں نے کہا: اے امیر المومنین! آپ ان کے درمیان فیصلہ کر دیں اور دونوں کو ایک دوسرے سے راحت دلائیں۔ ان کا یہ جھگڑا خاصا طول ہو چکا ہے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تمہیں اس اللہ کا واسطہ دیتا ہوں، جس کے حکم سے یہ آسمان اور زمین قائم ہیں! کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ''ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا، ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔''؟ سب نے کہا: جی واقعی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جب یہی بات ان دونوں سے پوچھی تو انھوں نے بھی مثبت جواب دیا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تمہیں اس مالِ فیٔ کے بارے میں بتلاتا ہوں، اللہ تعالیٰ نے مالِ فیٔ کو اپنے نبی کے لیے مخصوص کیا ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ یہ کسی دوسرے کو نہیں دیا،

(۱۲۲۱۷) تخریج: اخرجه البخاري: ۳۰۹٤٤، ٤۰۳۳، ۵۳۵۸، ٦۷۲۸، ومسلم: ۱۷۵۷ (انظر: ٤۲۵)

خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ﴾ وَكَانَتْ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً، وَاللّٰهِ! مَا احْتَازَهَا دُونَكُمْ وَلَا اسْتَأْثَرَ بِهَا عَلَيْكُمْ، لَقَدْ قَسَمَهَا بَيْنَكُمْ وَبَثَّهَا فِيكُمْ حَتّٰى بَقِيَ مِنْهَا هٰذَا الْمَالُ، فَكَانَ يُنْفِقُ عَلٰى أَهْلِهِ مِنْهُ سَنَةً، ثُمَّ يَجْعَلُ مَا بَقِيَ مِنْهُ مَجْعَلَ مَالِ اللّٰهِ، فَلَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَا وَلِيُّ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَهُ أَعْمَلُ فِيهَا بِمَا كَانَ يَعْمَلُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا۔ (مسند احمد: ٤٢٥)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُولِهِ مِنْهُمْ فَمَا أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ﴾...... ''اور اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف سے اپنے رسول کو جو مال فے دیا ہے، اس کے حصول کے لیے تم نے گھوڑوں اور سواریوں کو نہیں بھگایا۔'' یہ اموال اللہ کے رسول ﷺ کے لیے خاص تھے، اللہ کی قسم! ایسا نہیں ہوا کہ نبی کریم ﷺ نے سارا مال خود رکھ لیا ہو اور تمہیں نہ دیا ہو اور نہ ہی آپ نے اس مال کے بارے میں دوسروں کو تمہارے اوپر ترجیح دی ہے۔ آپ ﷺ نے یہ سارے اموال تمہارے درمیان تقسیم کر دیتے، پھر اس سے جو بچ جاتا، آپ اس میں سے سارا سال اپنے اہل خانہ پر خرچ کرتے تھے اور جو بچ جاتا، اس کو اللہ کے مال کے طور پر خرچ کر دیتے تھے، جب اللہ کے رسول کا انتقال ہوا تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے بعد میں آپ ﷺ کا خلیفہ ہوں، میں اس مال میں اسی طرح تصرف کروں گا، جیسے اللہ کے رسول ﷺ تصرف کیا کرتے تھے۔

(١٢٢١٨)۔ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي شَيْخٌ مِنْ قُرَيْشٍ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ قَالَ: حَدَّثَنِي فُلَانٌ وَفُلَانٌ، وَقَالَ: فَعَدَّ سِتَّةً أَوْ سَبْعَةً كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ، فِيهِمْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ، قَالَ: بَيْنَا نَحْنُ جُلُوسٌ عِنْدَ عُمَرَ، إِذْ دَخَلَ عَلِيٌّ وَالْعَبَّاسُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَدِ ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا، فَقَالَ عُمَرُ: مَهْ يَا عَبَّاسُ! قَدْ عَلِمْتُ مَا تَقُولُ، تَقُولُ ابْنُ أَخِي وَلِي شَطْرُ الْمَالِ، وَقَدْ عَلِمْتُ مَا

عاصم بن کلیب سے مروی ہے کہ قریش کے بنوتمیم کے ایک بزرگ نے ان کو بیان کیا اس نے چھ سات قریشی بزرگوں کا نام لے کر کہا کہ اس کو ان حضرات نے بیان کیا، ان میں سے ایک نام سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا بھی تھا، انہوں نے کہا: ہم سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا عباس رضی اللہ عنہ آئے، ان کے جھگڑنے کی وجہ سے ان کی آوازیں بہت بلند ہو رہی تھیں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: عباس! ذرا رکو تو سہی، تم جو کچھ کہنا چاہتے ہو میں اسے جانتا ہوں، تم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ آپ ﷺ میرے بھتیجے تھے، اس لیے مجھے

(١٢٢١٨) تخريج: صحيح لغيره دون قوله: "ان النبي ﷺ لا يموت حتى يؤمنه بعض امته" وهذا اسناد ضعيف لجهالة الشيخ من قريش (انظر: ٧٨)

تَقُولُ يَا عَلِيُّ! تَقُولُ ابْنَتُهُ تَحْتِي وَلَهَا شَطْرُ الْمَالِ، وَهٰذَا مَا كَانَ فِي يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَدْ رَأَيْنَا كَيْفَ كَانَ يَصْنَعُ فِيهِ، فَوَلِيَهُ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ بَعْدِهِ، فَعَمِلَ فِيهِ بِعَمَلِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ وَلِيتُهُ مِنْ بَعْدِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَأَحْلِفُ بِاللّٰهِ لَأَجْهَدَنَّ أَنْ أَعْمَلَ فِيهِ بِعَمَلِ رَسُولِ اللّٰهِ وَعَمَلِ أَبِي بَكْرٍ، ثُمَّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَحَلَفَ بِأَنَّهُ لَصَادِقٌ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((إِنَّ النَّبِيَّ لَا يُورَثُ، وَإِنَّمَا مِيرَاثُهُ فِي فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِينَ وَالْمَسَاكِينِ۔)) وَحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَحَلَفَ بِاللّٰهِ إِنَّهُ صَادِقٌ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ النَّبِيَّ لَا يَمُوتُ حَتّٰى يَؤُمَّهُ بَعْضُ أُمَّتِهِ۔)) وَهٰذَا مَا كَانَ فِي يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَدْ رَأَيْنَا كَيْفَ كَانَ يَصْنَعُ فِيهِ، فَإِنْ شِئْتُمَا أَعْطَيْتُكُمَا لِتَعْمَلَا فِيهِ بِعَمَلِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعَمَلِ أَبِي بَكْرٍ حَتّٰى أَدْفَعَهُ إِلَيْكُمَا، قَالَ: فَخَلَوَا ثُمَّ جَاءَا فَقَالَ الْعَبَّاسُ: ادْفَعْهُ إِلٰى عَلِيٍّ فَإِنِّي قَدْ طِبْتُ نَفْسًا بِهِ لَهُ۔ (مسند احمد: ۷۸)

آدھا مال ملنا چاہیے، اور علی! تم بھی جو کچھ کہنا چاہتے ہو، میں اس کو بھی جانتا ہوں، تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ آپ کی بیٹی تمہاری زوجیت میں ہے اور وہ نصف مال کی حقدار ہے۔ سنو! رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں جو کچھ تھا، وہ تو وہی ہے جو ہم سب دیکھ چکے ہیں، ہم جانتے ہیں کہ اللہ کے رسول اللہ ﷺ اس میں کیسے تصرف کیا کرتے تھے، آپ ﷺ کے بعد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے خلیفہ بنے، انہوں نے بھی رسول اللہ ﷺ کی طرح تصرف کیا، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد میں ان کا نگران مقرر ہوا ہوں، میں اللہ کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ جہاں تک ہو سکا میں اسی طرح عمل کروں گا۔ اس کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے قسم اٹھا کر کہا کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سچ بولنے والے تھے، ان سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کوئی آدمی نبی کا وارث نہیں ہوتا، ان کی میراث تو تنگ دست و نادار مسلمانوں میں تقسیم کیا جاتی ہے۔'' اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے یہ بھی بیان کیا، جبکہ اللہ کی قسم ہے کہ وہ سچ بولنے والے تھے، یہ بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''نبی اس وقت تک فوت نہیں ہوتا، جب تک وہ اپنی امت میں سے کسی کی اقتدا میں نماز ادا نہ کر لے۔'' رسول اللہ ﷺ کے پاس جو کچھ تھا، ہم سب دیکھ چکے ہیں کہ آپ ﷺ اس میں کیسے تصرف کیا کرتے تھے، اب اگر تم دونوں چاہو تو میں یہ مال تمہیں دے دیتا ہوں تا کہ تم بھی اس میں رسول اللہ ﷺ اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرح تصرف کرتے رہو، پس وہ دونوں علیحدہ ہو گئے اور پھر آئے اور سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: جی آپ یہ مال سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیں، میں اس بارے میں علی رضی اللہ عنہ کے حق میں دلی طور پر راضی ہوں۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ وَمِمَّا حَصَلَ فِيْ خِلَافَتِهِ رضی اللہ عنہ وَقْعَةُ الْيَرْمُوْكِ سَنَةَ ١٥

فصلِ دوم: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں ۱۵ھ میں ہونے والے واقعۂ یرموک کا بیان

(١٢٢١٩)۔ عَنْ سِمَاكٍ، قَالَ سَمِعْتُ عِيَاضًا الْأَشْعَرِيَّ، قَالَ: شَهِدْتُ الْيَرْمُوكَ، وَعَلَيْنَا خَمْسَةُ أُمَرَاءَ، أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ وَيَزِيدُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ وَابْنُ حَسَنَةَ وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ وَعِيَاضٌ، وَلَيْسَ عِيَاضٌ هٰذَا بِالَّذِي حَدَّثَ سِمَاكًا، قَالَ: وَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: إِذَا كَانَ قِتَالٌ فَعَلَيْكُمْ أَبُو عُبَيْدَةَ، قَالَ: فَكَتَبْنَا إِلَيْهِ أَنَّهُ قَدْ جَاشَ إِلَيْنَا الْمَوْتُ وَاسْتَمْدَدْنَاهُ، فَكَتَبَ إِلَيْنَا إِنَّهُ قَدْ جَاءَ نِي كِتَابُكُمْ تَسْتَمِدُّونِي، وَإِنِّي أَدُلُّكُمْ عَلَى مَنْ هُوَ أَعَزُّ نَصْرًا وَأَحْضَرُ جُنْدًا، اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فَاسْتَنْصِرُوهُ، فَإِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ نُصِرَ يَوْمَ بَدْرٍ فِي أَقَلَّ مِنْ عِدَّتِكُمْ، فَإِذَا أَتَاكُمْ كِتَابِي هٰذَا فَقَاتِلُوهُمْ، وَلَا تُرَاجِعُونِي، قَالَ: فَقَاتَلْنَاهُمْ، فَهَزَمْنَاهُمْ، وَقَتَلْنَاهُمْ أَرْبَعَ فَرَاسِخَ، قَالَ: وَأَصَبْنَا أَمْوَالًا فَتَشَاوَرُوا، فَأَشَارَ عَلَيْنَا عِيَاضٌ، أَنْ نُعْطِيَ عَنْ كُلِّ رَأْسٍ عَشَرَةً، قَالَ: وَقَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ: مَنْ يُرَاهِنِّي؟ فَقَالَ شَابٌّ: أَنَا إِنْ لَمْ تَغْضَبْ، قَالَ: فَسَبَقَهُ فَرَأَيْتُ عَقِيصَتَيْ أَبِي عُبَيْدَةَ تَنْقُزَانِ، وَهُوَ خَلْفَهُ عَلَى فَرَسٍ عَرَبِيٍّ۔ (مسند احمد: ٣٤٤)

عیاض اشعری سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں یرموک کے معرکہ میں شامل تھا، پانچ افراد ہمارے اوپر امیر مقرر تھے، سیدنا ابوعبیدہ بن جراح، سیدنا یزید بن ابی سفیان، سیدنا ابن حسنہ، سیدنا خالد بن ولید اور سیدنا عیاض رضی اللہ عنہم اس جگہ عیاض سے مراد وہ عیاض نہیں جس سے سماک حدیث بیان کرتے ہیں بلکہ یہ کوئی اور شخص ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے یہ ہدایت دی تھی کہ جب لڑائی شروع ہو تو ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ تمہارے امیر ہوں گے، ہم نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ موت ہمیں نگلنے کے لیے تیار ہے، پھر ہم نے ان سے مزید کمک کا مطالبہ کیا۔ انہوں نے جواباً لکھا کہ مجھے تمہارا خط ملا ہے، تم لوگوں نے مجھ سے مزید کمک طلب کی ہے، میں بہت بڑی طاقت اور تعداد کی طرف تمہاری رہنمائی کرتا ہوں، تم اللہ تعالیٰ سے نصرت مانگو، بدر کے دن تمہاری بہ نسبت تعداد بہت کم تھی، لیکن پھر بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی گئی تھی، میرا یہ خط جب تمہارے پاس پہنچے تو تم دشمن سے لڑائی شروع کر دینا اور مجھ سے مدد طلب نہ کرنا۔ عیاض کہتے ہیں: جب ہماری دشمن سے لڑائی ہوئی تو ہم نے ان کو شکست دے دی اور ہم نے بارہ میل تک انہیں قتل کیا اور ہمیں بہت سارا مالِ غنیمت حاصل ہوا، جب لوگوں نے آپس میں مشاورت کی تو عیاض نے ہمیں مشورہ دیا کہ ہم ہر سر کی طرف سے دس دیں۔ سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا: تم میں سے کون ہے جو گھڑ دوڑ میں مجھ سے بازی لگائے گا؟ ایک نوجوان نے کہا: اگر آپ ناراض نہ ہوں تو میں حاضر ہوں، چنانچہ وہ آگے آیا، میں نے سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی دونوں لٹوں کو دیکھا کہ وہ ہوا

(١٢٢١٩) تخريج: اسناده حسن، اخرجه ابن ابي شيبة: ١٣/ ٣٤، وابن حبان: ٤٧٦٦ (انظر: ٣٤٤)

میں لہرا رہی تھیں، وہ نوجوان ان کے پیچھے اور ایک عربی گھوڑے
پر سوار تھا یعنی وہ نوجوان ابوعبیدہ کے مقابلہ میں پیچھے رہ گیا۔

فوائد:...... دمشق، حمص اور لاذقیہ کی پیہم اور متواتر ہزیمتوں نے قیصر کو سخت برہم کر دیا اور وہ نہایت جوش و خروش کے ساتھ مسلمانوں کے مقابلہ کے لیے اپنے شہنشاہی کا پورا زور صرف کرنے پر آمادہ ہو گیا اور انطاکیہ میں فوجوں کا ایک طوفان امنڈ آیا، سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس طوفان کو روکنے کے لیے افسروں کے مشورہ سے تمام ممالک مفتوحہ کو خالی کر کے دمشق میں اپنی قوت مجتمع کی۔

اُدھر جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا تو آپؓ نے سعید بن عامر کو ایک ہزار کی جمعیت کے ساتھ مدد کے لیے روانہ کیا اور قاصد کو یہ پیغام دے کر روانہ کیا: ''اے برادران اسلام! عمر نے بعد سلام کے تم کو یہ پیغام دیا ہے کہ پوری سرگرمی کے ساتھ جنگ کرو اور دشمنوں پر شیروں کی طرح اس طرح حملہ آور ہو کہ وہ تم کو چیونٹیوں سے زیادہ حقیر معلوم ہوں، ہم کو یقین کامل ہے کہ اللہ کی نصرت تمہارے ساتھ ہے اور آخر فتح تمہارے ہاتھ پر ہے۔''

اردن کی حدود میں یرموک کا میدان ضروریات جنگ کے لحاظ سے نہایت باموقع تھا، اس لیے اس اہم معرکہ کے لیے اسی میدان کو منتخب کیا گیا، رومیوں کی تعداد دو لاکھ تھی، ان کے مقابلے میں مسلمانوں کی تعداد صرف تیس بتیس ہزار تھی، لیکن سب کے سب یگانہ روزگار تھے، اس فوج کی اہمیت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ تقریباً ایک ہزار ایسے بزرگ تھے، جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کا جمال مبارک دیکھا تھا، سو وہ تھے، جو غزوۂ بدر میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہ چکے تھے، عام مجاہدین بھی ایسے قبائل سے تعلق رکھتے تھے، جو اپنی شجاعت اور سپہ گری میں نظیر نہیں رکھتے تھے۔

یرموک کا پہلا معرکہ بے نتیجہ رہا، ۵ رجب سنہ ۱۵ ہجری کو دوسرا معرکہ پیش آیا، رومیوں کے جوش کا عالم یہ تھا کہ تیس ہزار آدمیوں نے پاؤں میں بیڑیاں پہن لی تھیں کہ بھاگنے کا خیال تک نہ آئے، ہزاروں پادری اور بشپ ہاتھوں میں صلیب لیے آگے آگے تھے اور عیسیٰ علیہ السلام کا نام لے کر جوش دلاتے تھے، اس جوش و اہتمام کے ساتھ رومیوں نے حملہ کیا، فریقین میں بڑی خونریز جنگ ہوئی، لیکن انجام یہ ہوا کہ مسلمانوں کی ثابت قدمی اور پامردی کے آگے ان کے پاؤں اکھڑ گئے، تقریباً ایک لاکھ عیسائی قتل ہوئے اور تین ہزار مسلمانوں نے جام شہادت نوش کیا، جب قیصر کو اس ہزیمت کی خبر ملی تو حسرت و افسوس کے ساتھ شام کو الوداع کہہ کر قسطنطنیہ کی طرف روانہ ہو گیا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مژدۂ فتح سنا تو اسی وقت سجدہ میں گر کر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا۔

فَصْلٌ: فَتْحُ كُنُوزِ كِسْرٰى
فصل: کسریٰ کے خزانوں کی فتح

(۱۲۲۲۰)۔ عَنْ سِمَاكٍ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ   سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

(۱۲۲۲۰) تخریج: اخرجه مسلم: ۲۹۱۹ (انظر: ۲۰۹۹۶)

سَلَمَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَيَفْتَحَنَّ رَهْطٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ كُنُوزَ كِسْرَى الَّتِي (قَالَ أَبُو نُعَيْمٍ:) الَّذِي بِالْأَبْيَضِ۔)) قَالَ جَابِرٌ: فَكُنْتُ فِيهِمْ فَأَصَابَنِي أَلْفُ دِرْهَمٍ۔ (مسند احمد: ۲۱۳۰۷)

فرمایا: ''مسلمانوں کی ایک جماعت کسریٰ کے خزانوں کو ضرورضرور فتح کرے گی۔'' ابونعیم راوی نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا: ''وہ خزانے جو اس کے سفید محلات میں ہیں۔''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں بھی ان خزانوں کو فتح کرنے والوں میں شامل تھا اور ایک ہزار درہم میرے حصہ میں آئے تھے۔

فوائد:...... سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشین گوئی بھی پوری ہوگئی اور مسلمان ایران کے خزانوں پر قابض ہو گئے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ: فَتْحُ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ وَخُطْبَتِهِ الْمَشْهُورَةِ بِالْجَابِيَةِ وَعَزْلِهِ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ رضی اللہ عنہ مِنَ الْإِمَارَةِ سَنَةَ ١٦

فصل سوم: بیت المقدس کی فتح، جابیہ مقام پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا مشہور خطاب اور ۱۶ھ میں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو امارت سے معزول کرنے کا بیان

(۱۲۲۲۱)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ خَطَبَ النَّاسَ بِالْجَابِيَةِ، فَقَالَ: قَامَ فِينَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ مَقَامِي فِيكُمْ، فَقَالَ: ((اسْتَوْصُوا بِأَصْحَابِي خَيْرًا، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ يَفْشُو الْكَذِبُ حَتّٰى إِنَّ الرَّجُلَ لَيَبْتَدِئُ بِالشَّهَادَةِ قَبْلَ أَنْ يُسْأَلَهَا، فَمَنْ أَرَادَ مِنْكُمْ بَحْبَحَةَ الْجَنَّةِ فَلْيَلْزَمِ الْجَمَاعَةَ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ مَعَ الْوَاحِدِ، وَهُوَ مِنَ الْاِثْنَيْنِ أَبْعَدُ، لَا يَخْلُوَنَّ أَحَدُكُمْ بِامْرَأَةٍ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ ثَالِثُهُمَا، وَمَنْ سَرَّتْهُ حَسَنَتُهُ وَسَائَتْهُ سَيِّئَتُهُ فَهُوَ مُؤْمِنٌ۔)) (مسند احمد: ۱۱۴)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جابیہ کے مقام پر خطاب کیا اور اس میں کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان اسی طرح کھڑے ہوئے تھے، جیسے میں تمہارے درمیان کھڑا ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں تمہیں اپنے صحابہ سے اچھا سلوک کرنے کی تاکید کرتا ہوں، اور ان کے بعد آنے والے لوگوں اور پھر اُن لوگوں کے بعد آنے والوں کے ساتھ بھی حسن سلوک کرنے کی تمہیں وصیت کرتا ہوں، ان زمانوں کے بعد جھوٹ عام ہو جائے گا، یہاں تک کہ آدمی گواہی کا مطالبہ کیے جانے سے پہلے گواہی دینا شروع کر دے گا، پس تم میں سے جو آدمی جنت کے وسط میں مقام بنانا چاہے، وہ جماعت کے ساتھ مل کر رہے، کیونکہ اکیلے آدمی کے ساتھ شیطان ہوتا ہے اور اگر دو آدمی اکٹھے ہوں تو وہ ان سے زیادہ دور رہتا ہے اور تم میں سے کوئی آدمی کسی

(۱۲۲۲۱) تخريج: اسناده صحيح، اخرجه الترمذي: ۲۱٦٥ (انظر: ۱۱٤)

عورت کے ساتھ علیحدہ نہ ہو، کیونکہ ان میں تیسرا شیطان ہوگا، نیز جب کسی آدمی کو اس کی نیکی اچھی لگے اور برائی بری لگے تو وہ مؤمن ہوگا۔''

فوائد:...... حدیثِ مبارکہ میں پانچ اہم مسائل کی طرف توجہ دلائی گئی ہے:

۱۔ صحابہ کرام، تابعینِ عظام اور تبع تابعین کے ساتھ حسن سلوک والا معاملہ کرنا، قرونِ اولی کی ان ہستیوں نے اسلام کو سہارا دیا، بعد میں آنے والا کبھی بھی ان کے احسانات کو فراموش نہیں کر سکتا، لیکن تعجب اس بات پر ہے عصرِ حاضر میں بعض تنظیمیں صحابہ کرام کی حسنات کو نظر انداز کر کے ان کے بشری تقاضوں کو ہوا دے کر ان پر طعن و تشنیع اور سب وشتم کرتے ہیں۔ ہمیں سمجھ نہیں آتی کہ ان لوگوں کی غرض و غایت کیا ہے؟ اور یہ کیا چاہتے ہیں؟ ہم یہ دعوی نہیں کرتے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم معصوم تھے، لیکن اتنا ضرور کہتے ہیں کہ ان کا قول و کردار اعلی تھا، وہ سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست و بازو بنے اور اسلام کو دنیا کے اطراف و اکناف میں پھیلانے کا سبب بنے۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہم ان کے مثبت پہلوؤں کو سامنے رکھ کر اپنے آپ کو ان کا ممنون سمجھیں۔

۲۔ قسم اٹھانے اور گواہی دینے کا مطلب جھوٹ کا عام ہونا ہے، وگرنہ سچے گواہوں کی نفی نہیں کی جا رہی۔ آج کل بھی کچہریوں اور عدالتوں میں ایجنٹوں کی طرح کچھ لوگ تین چار سو روپیہ مروڑ کر جھوٹی گواہی دینے کے لیے گردش کر رہے ہوتے ہیں۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جھوٹ برائیوں کی طرف اور برائیاں جہنم کی طرف لے کر جاتی ہیں اور بندہ جھوٹ بولتا رہتا ہے، حتی کہ اسے اللہ تعالیٰ کے ہاں کذاب اور جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔'' (بخاری، مسلم)

۳۔ جماعت کو لازم پکڑنا کیونکہ اکیلے آدمی کو شیطان آسانی سے گمراہ کر سکتا ہے۔

۴۔ کوئی مرد کسی غیر محرم عورت کے ساتھ خلوت اختیار نہیں کر سکتا۔ آجکل بے پردگی اور غیر محرم مرد وزن کا میل ملاپ عام ہے، کوئی اسے محبت کا اور کوئی رشتہ داری کا تقاضا سمجھتا ہے۔ بہر حال شریعت کا مزاج ان امور کی قطعی طور پر اجازت نہیں دیتا۔

۵۔ نیکی سے مزاج میں خوشی کی لہر دوڑنا اور برائی سے تنگی محسوس کرنا ایمان و ایقان کی بہت بڑی علامت ہے، جس آدمی کو نیکی کر کے خوشی ہوتی ہو نہ برائی کر کے غمی، تو اسے سمجھ لینا چاہئے کہ اس کا ایمان زنگ آلود ہو چکا ہے، وہ استغفار کرے اور اپنے ایمان کی تجدید کرے۔

(۱۲۲۲۲)۔ عَنْ نَاشِرَةَ بْنِ سُمَیٍّ الْیَزَنِیِّ، ناشرہ بن سمی یزنی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے

(۱۲۲۲۲) تخریج: رجالہ ثقات، اخرجہ مختصرا النسائی فی "الکبری": ۸۲۸۴، والطبرانی فی "الکبیر": ۲۲/ ۷۶۱ (انظر: ۱۵۹۰۵)

قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ يَقُولُ فِي يَوْمِ الْجَابِيَةِ وَهُوَ يَخْطُبُ النَّاسَ: إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ جَعَلَنِي خَازِنًا لِهٰذَا الْمَالِ وَقَاسِمَهُ لَهُ، ثُمَّ قَالَ: بَلِ اللّٰهُ يَقْسِمُهُ وَأَنَا بَادِءٌ بِأَهْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ أَشْرَفِهِمْ فَفَرَضَ لِأَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَةَ آلَافٍ إِلَّا جُوَيْرِيَةَ وَصَفِيَّةَ وَمَيْمُونَةَ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْدِلُ بَيْنَنَا فَعَدَلَ بَيْنَهُنَّ عُمَرُ، ثُمَّ قَالَ: إِنِّي بَادِءٌ بِأَصْحَابِي الْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ، فَإِنَّا أُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا ظُلْمًا وَعُدْوَانًا ثُمَّ أَشْرَفِهِمْ، فَفَرَضَ لِأَصْحَابِ بَدْرٍ مِنْهُمْ خَمْسَةَ آلَافٍ، وَلِمَنْ كَانَ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ الْأَنْصَارِ أَرْبَعَةَ آلَافٍ، وَلِمَنْ شَهِدَ أُحُدًا ثَلَاثَةَ آلَافٍ، قَالَ: وَمَنْ أَسْرَعَ فِي الْهِجْرَةِ أَسْرَعَ بِهِ الْعَطَاءُ، وَمَنْ أَبْطَأَ فِي الْهِجْرَةِ أَبْطَأَ بِهِ الْعَطَاءُ، فَلَا يَلُومَنَّ رَجُلٌ إِلَّا مُنَاخَ رَاحِلَتِهِ، وَإِنِّي أَعْتَذِرُ إِلَيْكُمْ مِنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ، إِنِّي أَمَرْتُهُ أَنْ يَحْبِسَ هٰذَا الْمَالَ عَلَى ضَعَفَةِ الْمُهَاجِرِينَ، فَأَعْطَى ذَا الْبَأْسِ وَذَا الشَّرَفِ وَذَا اللَّسَانَةِ، فَنَزَعْتُهُ وَأَمَّرْتُ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ فَقَالَ أَبُو عَمْرِو بْنُ حَفْصِ بْنِ الْمُغِيرَةِ: وَاللّٰهِ! مَا أَعْذَرْتَ يَا عُمَرُ بْنَ الْخَطَّابِ! لَقَدْ نَزَعْتَ عَامِلًا اسْتَعْمَلَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، وَغَمَدْتَ

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو جابیہ کے مقام پر سنا، وہ لوگوں سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے مجھے اس مال کا خازن اور تقسیم کنندہ بنایا ہے۔ پھر کہا: دراصل اللہ تعالیٰ ہی تقسیم کرنے والا ہے، اب میں تقسیم کرتے وقت نبی کریم ﷺ کے اہل خانہ سے ابتداء کرتا ہوں، پھر ان کے بعد جو افضل ہوگا، اسے دوں گا، چنانچہ انہوں نے امہات المومنین میں سیدہ جویریہ، سیدہ صفیہ اور سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہن کے سوا باقی تمام ازواج مطہرات کے لیے دس دس ہزار مقرر کیے، لیکن جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ تو ہمارے درمیان عدل اور برابری فرمایا کرتے تھے، پس سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سب کو برابر برابر حصہ دیا ہے اور پھر کہا: اب میں سب سے پہلے ان حضرات کو دیتا ہوں جو اولین مہاجرین میں سے ہیں، کیونکہ ان لوگوں پر ظلم اور زیادتی کرتے ہوئے ان کو ان کے گھروں سے نکال دیا گیا تھا، ان کے بعد جو لوگ فضل و شرف والے ہوں گے، ان کو دوں گا، پس انہوں نے اصحاب بدر کے لیے پانچ پانچ ہزار مقرر فرمائے اور انصاری بدری صحابہ کے لیے چار چار ہزار اور شرکائے احد کے لیے تین تین ہزار مقرر کیے۔ ساتھ ہی انھوں نے کہا: جس نے ہجرت کرنے میں جلدی کی، اس کو زیادہ دیا جائے گا اور جس نے ہجرت کرنے میں دیر کی، میں بھی اس کو کم حصہ دوں گا، ہر آدمی اپنے اونٹ کے بٹھانے کی جگہ کو ملامت کرے (یعنی اگر کسی کو حصہ کم دیا جا رہا ہے تو وہ اس کی اپنی تاخیر کی وجہ سے ہے، وہ ہم پر طعن نہ کرے) اور میں تمہارے سامنے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے بارے میں معذرت پیش کرتا ہوں، میں نے انہیں حکم دیا تھا کہ یہ مال کمزور مہاجرین میں تقسیم کریں، لیکن انہوں نے یہ مال تندرست، اصحاب مرتبہ اور چالاک لوگوں میں تقسیم کر دیا، اس

سَيْفًا سَلَّهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَوَضَعْتَ لِوَاءً نَصَبَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَقَدْ قَطَعْتَ الرَّحِمَ، وَحَسَدْتَ ابْنَ الْعَمِّ، فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: إِنَّكَ قَرِيبُ الْقَرَابَةِ، حَدِيثُ السِّنِّ، مُغْضَبٌ مِنِ ابْنِ عَمِّكَ۔ (مسند احمد: ۱۶۰۰۰)

لیے میں یہ ذمہ داری ان سے لے کر سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو سونپتا ہوں، یہ سن کر ابوعمر بن حفص بن مغیرہ نے کہا: اللہ کی قسم! اے عمر بن خطاب! آپ کا عذر معقول نہیں، آپ نے اس عامل کو معزول کیا ہے جسے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمایا تھا، آپ نے اس تلوار کو نیام میں بند کیا ہے، جسے اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لہرایا تھا اور آپ نے اس جھنڈے کو لپیٹ دیا ہے، جس کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نصب کیا تھا اور آپ نے یہ کام کر کے اپنے چچا زاد سے قطع رحمی کی اور اس سے حسد کا ثبوت دیا ہے۔ یہ باتیں سن کر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: تم اپنے اس چچازاد کے قریبی رشتہ دار ہو اور نوعمر ہو، سو تم اس کے حق میں طرف داری کر رہے ہو۔

فوائد:...... سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اپنی جانبازی اور شجاعت کے لحاظ سے تاج اسلام کے گوہر شاہوار اور اپنے زمانہ کے نہایت ذی عزت اور صاحب اثر بزرگ تھے۔

عبدالملک بن عمیر کہتے ہیں: اِسْتَعْمَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ عَلَى الشَّامِ وَعَزَلَ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ، قَالَ: فَقَالَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ: بُعِثَ عَلَيْكُمْ أَمِيْنُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((أَمِيْنُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ۔)) فَقَالَ أَبُوْ عُبَيْدَةَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((خَالِدٌ سَيْفٌ مِنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ۔ عَزَّوَجَلَّ۔ نِعْمَ فَتَى الْعَشِيْرَةِ۔)) ...... سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو شام کا گورنر بنا کر بھیجا اور سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیا۔ سیدنا خالد نے کہا: اس امت کے امین کو تمھارا امیر بنا کر بھیجا گیا ہے، میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''اس امت کا امین ابوعبیدہ بن جراح ہے۔'' سیدنا ابوعبیدہ نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''خالد، اللہ تعالیٰ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے اور وہ اپنے قبیلے کا بہترین نوجوان ہے۔'' (مسند احمد: ۴/ ۹۰)

سبحان اللہ! صحابہ کرام آپس میں شیر وشکر تھے، وہ ایک دوسرے کے بارے میں صاف دل تھے۔ دیکھئے کہ جب سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بعض وجوہات کی بنا پر عظیم فاتح اور سپہ سالار سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو معزول کیا تو انھوں نے خلیفۂ وقت کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے اپنے عہدے پر فائز ہونے والے کا کس والہانہ انداز میں استقبال کیا اور پھر انھوں نے سیدنا خالد کی عظمتوں کو کس انداز میں بیان کیا۔ یہ حقیقی محبتوں کے نتائج ہیں۔

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ شہرۂ آفاق اور انتہائی معروف سپہ سالارِ اسلام ہیں، بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ وہ بالعموم فتوحات

کے سب سے زیادہ شہرت یافتہ سپہ سالار ہیں، ان کی یہ شہرت اور ناموری ان کے کارہائے نمایاں کا نتیجہ ہے جو انھوں نے اپنی فطری اور نہایت ممتاز خصوصیات کی بدولت انجام دیے۔ وہ بلا کے ذہین، ہوشیار اور زود فہم تھے۔ چھوٹے بڑے کل تیس معرکوں میں شریک ہوئے، نبی کریم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں انھوں نے جنگوں میں ایسی بیدار مغزی، باتدبیری، منصوبہ سازی، بے باکی، دلیری اور بہادری سے کام لیا کہ آپ ﷺ نے ان کو ''اللہ کی تلوار'' کا لقب دے دیا۔

اَلْفَصْلُ الرَّابِعُ وَمِنْ ذٰلِكَ طَاعُوْنُ عَمْوَاسَ بِالشَّامِ سَنَةَ ثَمَانَ عَشَرَةَ
فصل چہارم: ۱۸ھ میں شام میں پڑنے والے طاعونِ عمواس کا تذکرہ

(۱۲۲۲۳)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَرَجَ إِلَى الشَّامِ، فَلَمَّا جَاءَ سَرْغَ بَلَغَهُ أَنَّ الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ، فَأَخْبَرَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوا عَلَيْهِ، وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ۔)) فَرَجَعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مِنْ سَرْغَ، (وَفِي لَفْظٍ) فَحَمِدَ اللّٰهَ عُمَرُ ثُمَّ انْصَرَفَ۔ (مسند احمد: ۱۶۸۲)

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے روایت ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب شام کے لیے روانہ ہوئے، جب ''سرغ'' مقام تک پہنچے تو ان کو اطلاع ملی کہ شام میں (طاعون کی) وبا پھیل چکی ہے۔ سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ان کو بتلایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم سنو کہ کسی علاقہ میں طاعون کی وبا پھیلی ہوئی ہے تو وہاں نہ جاؤ اور جب تم کسی علاقے میں موجود ہو اور وہاں یہ وبا پھیل جائے تو اس سے ڈر کر وہاں سے نہ نکلو۔'' یہ حدیث سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ کا شکر ادا کیا اور ''سرغ'' مقام سے واپس لوٹ گئے۔

اَلْفَصْلُ الْخَامِسُ وَمِنْ ذٰلِكَ اِخْرَاجُهُ يَهُوْدَ مِنْ اَرْضِ خَيْبَرَ سَنَةَ ۱۹
فصل پنجم: ۱۹ھ میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا سرزمین خیبر سے یہودیوں کو جلاوطن کرنا

(۱۲۲۲۴)۔ عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ مَوْلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: خَرَجْتُ أَنَا وَالزُّبَيْرُ وَالْمِقْدَادُ بْنُ الْأَسْوَدِ إِلَى أَمْوَالِنَا بِخَيْبَرَ نَتَعَاهَدُهَا، فَلَمَّا قَدِمْنَاهَا تَفَرَّقْنَا فِي أَمْوَالِنَا، قَالَ:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں، سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ اور سیدنا مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ خیبر میں اپنے اموال کی دیکھ بھال کے لیے گئے، وہاں پہنچ کر ہم میں ہر کوئی اپنے اپنے مال میں چلا گیا، میں اپنے بستر پر رات کو سویا ہوا تھا کہ مجھ پر حملہ کر دیا گیا اور کہنیوں سے میرے دونوں بازوؤں کو اس طرح کھینچا گیا کہ جوڑوں میں کجی پیدا ہو گئی، جب صبح ہوئی

(۱۲۲۲۳) تخريج: اخرجه البخاري: ۵۷۳۰، ومسلم: ۲۲۱۹ (انظر: ۱۶۸۲)

(۱۲۲۲۴) تخريج: اسناده حسن، اخرجه مختصرا البخاري: ۲۷۳۰، وابوداود: ۳۰۰۷ (انظر: ۹۰)

فَعُدِيَ عَلَيَّ تَحْتَ اللَّيْلِ، وَأَنَا نَائِمٌ عَلَى فِرَاشِي، فَفُدِعَتْ يَدَايَ مِنْ مِرْفَقِي، فَلَمَّا أَصْبَحْتُ اسْتُصْرِخَ عَلَيَّ صَاحِبَايَ، فَأَتَيَانِي فَسَأَلَانِي عَمَّنْ صَنَعَ هٰذَا بِكَ؟ قُلْتُ: لَا أَدْرِي، قَالَ: فَأَصْلَحَا مِنْ يَدَيَّ، ثُمَّ قَدِمُوْا بِي عَلَى عُمَرَ، فَقَالَ: هٰذَا عَمَلُ يَهُودَ، ثُمَّ قَامَ فِي النَّاسِ خَطِيبًا، فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَامَلَ يَهُودَ خَيْبَرَ عَلَى أَنَّا نُخْرِجُهُمْ إِذَا شِئْنَا، وَقَدْ عَدَوْا عَلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَفَدَعُوْا يَدَيْهِ كَمَا بَلَغَكُمْ مَعَ عَدْوَتِهِمْ عَلَى الْأَنْصَارِ قَبْلَهُ لَا نَشُكُّ أَنَّهُمْ أَصْحَابُهُمْ، لَيْسَ لَنَا هُنَاكَ عَدُوٌّ غَيْرُهُمْ، فَمَنْ كَانَ لَهُ مَالٌ بِخَيْبَرَ فَلْيَلْحَقْ بِهِ، فَإِنِّي مُخْرِجٌ يَهُودَ فَأَخْرَجَهُمْ۔ (مسند احمد: ۹۰)

تو میرے دونوں ساتھیوں کو میرے پاس میری مدد کے لیے بلایا گیا، جب وہ میرے پاس آئے تو انہوں نے مجھ سے کہا: تمہارے ساتھ یہ کاروائی کس نے کی ہے؟ میں نے کہا: مجھے تو کوئی پتہ نہیں ہے کہ وہ کون تھے، انہوں نے میرے ہاتھوں کا علاج کیا اور مجھے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ یہودیوں کی کارستانی ہے، پھر وہ خطاب کرنے کے لیے لوگوں میں کھڑے ہوئے اور کہا، لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے یہودیوں سے معاہدہ کیا تھا کہ جب ہم چاہیں گے، انہیں یہاں سے نکال سکیں گے۔ ان لوگوں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے زیادتی کی ہے اور ان کے ہاتھ کھینچ ڈالے ہیں، جیسا کہ تم کو پتہ چل چکا ہے اور اس سے پہلے یہ انصاریوں سے دشمنی کا اظہار کر چکے ہیں، اب ہمیں یقین ہو گیا ہے کہ یہ زیادتیاں انھوں نے ہی کی ہیں، کیونکہ یہاں ہمارا کوئی اور دشمن ہی نہیں ہے، لہٰذا خیبر میں جس جس آدمی کا مال ہے، وہ جا کر اسے سنبھال لے، میں یہودیوں کو خیبر سے نکالنے ہی والا ہوں۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے یہودیوں کو وہاں سے جلا وطن کر دیا۔

فوائد:...... درج ذیل روایت میں مزید وضاحت ہے:

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَجْلَى الْيَهُودَ وَالنَّصَارٰى مِنْ أَرْضِ الْحِجَازِ، وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا ظَهَرَ عَلَى خَيْبَرَ أَرَادَ إِخْرَاجَ الْيَهُودِ مِنْهَا، وَكَانَتِ الْأَرْضُ حِينَ ظَهَرَ عَلَيْهَا لِلّٰهِ تَعَالٰى وَلِرَسُولِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِلْمُسْلِمِينَ، فَأَرَادَ إِخْرَاجَ الْيَهُودِ مِنْهَا، فَسَأَلَتِ الْيَهُودُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُقِرَّهُمْ بِهَا عَلَى أَنْ يَكْفُوا عَمَلَهَا وَلَهُمْ نِصْفُ الثَّمَرِ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((نُقِرُّكُمْ بِهَا عَلَى ذٰلِكَ مَا شِئْنَا)) فَقَرُّوا بِهَا حَتّٰى أَجْلَاهُمْ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِلَى تَيْمَاءَ وَأَرِيحَاءَ۔ ......سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہود و نصاریٰ کو ارضِ حجاز سے جلا وطن کر دیا تھا، اصل واقعہ یوں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر پر غلبہ حاصل کر لیا تو یہودیوں کو وہاں سے جلا وطن کرنے کا ارادہ فرمایا، کیونکہ جب

آپ ﷺ اس علاقہ پر قابض ہوئے تو وہ سرزمین اللہ تعالیٰ، اس کے رسول اور مسلمانوں کی ملکیت ہوگئی، بہرحال آپ ﷺ نے یہود کو وہاں سے نکالنے اور جلا وطن کرنے کا ارادہ فرمایا، لیکن انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ آپ ان کو وہیں قیام کرنے کی اجازت دے دیں، زمینوں اور باغات کے سارے کام اور خدمات یہودی سرانجام دیتے رہیں گے اور اس کے عوض ان کو نصف پھل ملے گا، باقی نصف مسلمانوں کا ہوگا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہم جب تک چاہیں گے، تمہیں یہاں رہنے کی اجازت ہوگی۔'' پھر وہ لوگ وہیں مقیم رہے، یہاں تک کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو تیماء اور اریحاء کی طرف جلاوطن کر دیا۔ (صحیح بخاری: ۲۳۳۸، ۳۱۵۲، صحیح مسلم: ۱۵۵۱، واللفظ لاحمد)

تیما اور اریحا، شام میں ہیں۔ دوسری احادیث میں بھی ہے کہ آپ ﷺ نے جزیرۂ عرب سے یہود و نصاریٰ کو نکال دینے کی وصیت فرمائی تھی۔

اَلْبَابُ الرَّابِعُ فِيْ ذِكْرِ بَعْضِ خُطَبِهِ رضی اللہ عنہ
باب چہارم: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بعض خطبات

خُطْبَتُهُ فِي الْعَدْلِ بَيْنَ الرَّعِيَّةِ
رعایا کے مابین عدل کے بارے میں ان کا خطبہ

(۱۲۲۲۵)۔ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي فِرَاسٍ قَالَ: خَطَبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! أَلا إِنَّا إِنَّمَا كُنَّا نَعْرِفُكُمْ، إِذْ بَيْنَ ظَهْرَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِذْ يَنْزِلُ الْوَحْيُ، وَإِذْ يُنْبِئُنَا اللّٰهُ مِنْ أَخْبَارِكُمْ، أَلا! وَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِ انْطَلَقَ، وَقَدِ انْقَطَعَ الْوَحْيُ، وَإِنَّمَا نَعْرِفُكُمْ بِمَا نَقُولُ لَكُمْ مَنْ أَظْهَرَ مِنْكُمْ خَيْرًا، ظَنَنَّا بِهِ خَيْرًا،

ابو فراس سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے خطاب کیا اور کہا: لوگو! جب ہمارے درمیان نبی کریم ﷺ موجود تھے اور آپ ﷺ پر وحی نازل ہوا کرتی تھی اور اللہ تعالیٰ تمہاری کاروائیوں سے ہمیں باخبر کر دیا کرتے تھے، ہم تم سب کو اچھی طرح پہچان لیتے تھے، اب نبی کریم ﷺ وفات پا چکے ہیں اور وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے، اب ہم تمہیں جو کچھ کہیں گے، اسی کی روشنی میں تمہیں پہچاننے کی کوشش کریں گے، تم میں سے جو آدمی اچھائی کا اظہار کرے گا، ہم بھی اس کے متعلق اچھا گمان رکھیں گے اور اسی کے مطابق

(۱۲۲۲۵) تخريج: رجاله ثقات رجال الشيخين غير ابى فراس النهدى، لم يرو عنه غير ابى نضرة ولم يوثقه غير ابن حبان، وقال ابو زرعة: لا اعرفه، اخرجه ابوداود: ٤٥٣٧، والنسائى: ٨/ ٣٤، وأخرجه البخارى مختصرا بنحوه: ٢٦٤١ (انظر: ٢٨٦)

وَأَحْبَبْنَاهُ عَلَيْهِ، وَمَنْ أَظْهَرَ مِنْكُمْ لَنَا شَرًّا، ظَنَنَّا بِهِ شَرًّا، وَأَبْغَضْنَاهُ عَلَيْهِ سَرَائِرُكُمْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رَبِّكُمْ، أَلَا! إِنَّهُ قَدْ أَتَى عَلَيَّ حِينٌ، وَأَنَا أَحْسِبُ أَنَّ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ يُرِيدُ اللّٰهَ، وَمَا عِنْدَهُ فَقَدْ خُيِّلَ إِلَيَّ بِآخِرَةٍ، أَلَا! إِنَّ رِجَالًا قَدْ قَرَءُوهُ يُرِيدُونَ بِهِ مَا عِنْدَ النَّاسِ، فَأَرِيدُوا اللّٰهَ بِقِرَاءَتِكُمْ، وَأَرِيدُوهُ بِأَعْمَالِكُمْ، أَلَا! إِنِّي وَاللّٰهِ مَا أُرْسِلُ عُمَّالِي إِلَيْكُمْ لِيَضْرِبُوا أَبْشَارَكُمْ، وَلَا لِيَأْخُذُوا أَمْوَالَكُمْ، وَلَكِنْ أُرْسِلُهُمْ إِلَيْكُمْ لِيُعَلِّمُوكُمْ دِينَكُمْ وَسُنَّتَكُمْ، فَمَنْ فُعِلَ بِهِ شَيْءٌ سِوَى ذَلِكَ فَلْيَرْفَعْهُ إِلَيَّ، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِذَنْ لَأُقِصَّنَّهُ مِنْهُ، فَوَثَبَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! أَوَ رَأَيْتَ إِنْ كَانَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ عَلَى رَعِيَّةٍ، فَأَدَّبَ بَعْضَ رَعِيَّتِهِ، أَئِنَّكَ لَمُقْتَصُّهُ مِنْهُ؟ قَالَ: إِي وَالَّذِي نَفْسُ عُمَرَ بِيَدِهِ! إِذَنْ لَأُقِصَّنَّهُ مِنْهُ، وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقِصُّ مِنْ نَفْسِهِ، أَلَا! لَا تَضْرِبُوا الْمُسْلِمِينَ فَتُذِلُّوهُمْ، وَلَا تُجَمِّرُوهُمْ فَتَفْتِنُوهُمْ، وَلَا تَمْنَعُوهُمْ حُقُوقَهُمْ فَتُكَفِّرُوهُمْ، وَلَا تُنْزِلُوهُمُ الْغِيَاضَ فَتُضَيِّعُوهُمْ۔ (مسند احمد: ۲۸٦)

اس کے ساتھ رویہ اختیار کریں گے اور تم میں سے جس نے ہمارے ساتھ برائی کا اظہار کیا، ہم بھی اس کے متعلق برا گمان رکھیں گے اور اسی کے مطابق اس سے بغض رکھیں گے، تمہارے راز اور اندر کی باتیں تمہارے اور تمہارے رب کے درمیان ہیں۔ خبردار! مجھ پر ایک ایسا وقت بھی گزر چکا ہے کہ میں جسے قرآن پڑھتا دیکھتا تھا، اس کے بارے میں یہی سمجھتا تھا کہ وہ اللہ کی رضا کے لیے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے، اس کو حاصل کرنے کے لیے پڑھ رہا ہے، اس کے بارے میں میں آخر تک یہی سمجھتا رہا، مگر کچھ لوگ ایسے بھی ہیں، جو قرآن پڑھ کر لوگوں سے اس کا معاوضہ اور مال چاہتے ہیں، میں تم کو یہی کہوں گا کہ تم اپنی قراءت اور اعمال کے ذریعے اللہ کی رضا حاصل کرنے کا ارادہ کرو۔ خبردار! اللہ کی قسم! میں اپنے عمال اور مسئولین کو تمہاری طرف اس لیے نہیں بھیجتا کہ وہ تمہیں سزائیں دیں اور نہ میں انہیں اس لیے بھیجتا ہوں کہ وہ تمہارے اموال ہتھیا لیں، میرا ان کو بھیجنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ تمہیں تمہارا دین اور سنت سکھائیں، اگر میرا کوئی عامل اس کے الٹ کاروائی کرے تو اس کے بارے میں مجھے خبر دو، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں اس سے اس کی کاروائی کا بدلہ دلواؤں گا۔ یہ سن کر سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اٹھے اور انھوں نے کہا: اے امیر المومنین! کیا خیال ہے اگر ایک مسلمان آدمی کچھ لوگوں پر حاکم ہو اور وہ اپنی رعایا کے بعض افراد کو ادب سکھانے کے لیے سزا وغیرہ دیتا ہو تو کیا آپ اس سے بدلہ لیں گے؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: جی ہاں، اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں عمر کی جان ہے! میں تب بھی ضرور ضرور اس سے بدلہ لوں گا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدلے کے لیے خود کو پیش کر دیا تھا۔ خبردار! تم مسلمانوں کو

سزائیں دے دے کر ان کو ذلیل ورسوا نہ کرو اور تم انہیں زیادہ عرصے تک سرحدوں پر روک کر نہ رکھو، اس طرح تم انہیں فتنوں میں مبتلا کر دو گے اور تم انہیں ان کے حق سے محروم نہ کرو، وگرنہ تم انہیں ناشکرے بندے بنا دو گے اور تم لشکروں کو درختوں کے جھنڈوں میں نہ اتارا کرو (کیونکہ اس طرح سے وہ بکھر جائیں گے) اور ضائع ہو جائیں گے۔

(۱۲۲۲٦)۔ وَعَنْ أَبِي الْعَجْفَاءِ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُولُ: أَلَا! لَا تُغْلُوا صُدُقَ النِّسَاءِ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ، قَالَ إِسْمَاعِيلُ: وَذَكَرَ أَيُّوبُ وَهِشَامٌ وَابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي الْعَجْفَاءِ، عَنْ عُمَرَ نَحْوًا مِنْ حَدِيثِ سَلَمَةَ إِلَّا أَنَّهُمْ قَالُوا: لَمْ يَقُلْ مُحَمَّدٌ: نُبِّئْتُ عَنْ أَبِي الْعَجْفَاءِ۔ (مسند احمد: ۲۸۷)

ابو العجفاء سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ خبردار! تم عورتوں کے مہر میں غلو میں نہ پڑو، پھر باقی حدیث ذکر کی۔

خُطْبَتُهُ رضی اللہ عنہ فِي رُؤْيَا رَآهَا وَفَسَّرَهَا بِقُرْبِ أَجَلِهِ

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا اپنے خواب کے بارے خطبہ اور اپنی وفات کے قریب ہونے کی صورت میں اس کی تعبیر کرنا

(۱۲۲۲۷)۔ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ الْيَعْمُرِيِّ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ ذَكَرَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَذَكَرَ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، ثُمَّ قَالَ: رَأَيْتُ رُؤْيَا، لَا أُرَاهَا إِلَّا لِحُضُورِ أَجَلِي، رَأَيْتُ كَأَنَّ دِيكًا نَقَرَنِي

معبد بن ابی طلحہ یعمری سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن منبر پر کھڑے ہوئے، اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہما کا تذکرہ کیا اور پھر کہا: میں نے ایک خواب دیکھا ہے، میرے خیال میں اس کی تعبیر یہ ہے کہ اب میری وفات کا وقت قریب آ چکا ہے، میں نے دیکھا ہے کہ ایک سرخ مرغ نے مجھے دو ٹھونگیں ماری ہیں، جب میں نے یہ خواب سیدہ اسماء بنت عمیس

(۱۲۲۲٦) تخریج: حدیث صحیح، اخرجه النسائی: ٦/ ۱۱۷، وابن ماجه: ۱۸۸۷ (انظر: ۲۸۷)

(۱۲۲۲۷) تخریج: اسناده صحیح علی شرط مسلم، اخرجه البزار: ۳۱۵، وابویعلی: ۲۵٦، وابوعوانة: ۱/ ٤۰۸، وابن حبان: ۲۰۹۱ (انظر: ۸۹)

نَقْرَتَيْنِ، قَالَ: وَذَكَرَ لِي أَنَّهُ دِيكٌ أَحْمَرُ، فَقَصَصْتُهَا عَلَى أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ، امْرَأَةِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، فَقَالَتْ: يَقْتُلُكَ رَجُلٌ مِنَ الْعَجَمِ، قَالَ: وَإِنَّ النَّاسَ يَأْمُرُونَنِي أَنْ أَسْتَخْلِفَ، وَإِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُنْ لِيُضَيِّعَ دِينَهُ وَخِلَافَتَهُ الَّتِي بَعَثَ بِهَا نَبِيَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِنْ يَعْجَلْ بِي أَمْرٌ فَإِنَّ الشُّورٰى فِي هٰؤُلَاءِ السِّتَّةِ الَّذِينَ مَاتَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ، فَمَنْ بَايَعْتُمْ مِنْهُمْ فَاسْمَعُوا لَهُ وَأَطِيعُوا، وَإِنِّي أَعْلَمُ أَنَّ أُنَاسًا سَيَطْعَنُونَ فِي هٰذَا الْأَمْرِ، أَنَا قَاتَلْتُهُمْ بِيَدِي هٰذِهِ عَلَى الْإِسْلَامِ، أُولَئِكَ أَعْدَاءُ اللّٰهِ الْكُفَّارُ الضُّلَّالُ، وَايْمُ اللّٰهِ! مَا أَتْرُكُ فِيمَا عَهِدَ إِلَيَّ رَبِّي فَاسْتَخْلَفَنِي شَيْئًا أَهَمَّ إِلَيَّ مِنَ الْكَلَالَةِ، وَايْمُ اللّٰهِ! مَا أَغْلَظَ لِي نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شَيْءٍ مُنْذُ صَحِبْتُهُ أَشَدَّ مَا أَغْلَظَ لِي فِي شَأْنِ الْكَلَالَةِ حَتّٰى طَعَنَ بِإِصْبَعِهِ فِي صَدْرِي، وَقَالَ: تَكْفِيكَ آيَةُ الصَّيْفِ الَّتِي نَزَلَتْ فِي آخِرِ سُورَةِ النِّسَاءِ، وَإِنِّي إِنْ أَعِشْ فَسَأَقْضِي فِيهَا بِقَضَاءٍ يَعْلَمُهُ مَنْ يَقْرَأُ وَمَنْ لَا يَقْرَأُ، وَإِنِّي أُشْهِدُ اللّٰهَ عَلَى أُمَرَاءِ الْأَمْصَارِ، إِنِّي إِنَّمَا بَعَثْتُهُمْ لِيُعَلِّمُوا النَّاسَ دِينَهُمْ وَيُبَيِّنُوا لَهُمْ سُنَّةَ نَبِيِّهِمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَيَرْفَعُوا إِلَيَّ مَا عُمِّيَ عَلَيْهِمْ، ثُمَّ إِنَّكُمْ أَيُّهَا

زوجہ ابی بکر رضی اللہ عنہما کے سامنے بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ کوئی عجمی آدمی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو قتل کرے گا، پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: لوگ مجھے کہتے ہیں کہ میں کسی کو اپنا خلیفہ مقرر کردوں، یاد رکھو کہ اللہ نے اپنے نبی کو جس دین اور خلافت کے ساتھ مبعوث کیا ہے، وہ اس کو ضائع نہیں کرے گا، اگر میری موت جلد آ جائے تو یہ چھ حضرات کی ایک مجلس شوریٰ ہے، جب اللہ کے نبی ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ ﷺ ان سب سے راضی تھے، تم ان میں سے جس کی بھی بیعت کرلو تو اس کی بات سننا اور اس کی اطاعت کرنا، میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ کچھ لوگ اس معاملے میں طعن و تشنیع کریں گے، میں اپنے ان ہاتھوں سے ان لوگوں سے اسلام پر قتال کر چکا ہوں، ایسے لوگ اللہ کے دشمن، کافر اور گم راہ ہیں۔ اللہ کی قسم! میرے رب نے مجھے جو حکم دیئے اور مجھے خلیفہ بنایا، میں ان میں سے کلالہ سے زیادہ اہم کوئی بات چھوڑ کر نہیں جا رہا۔ اللہ کی قسم! میں جب سے اللہ کے نبی ﷺ کی صحبت میں آیا ہوں، آپ ﷺ نے میرے ساتھ جس قدر سختی کے ساتھ کلالہ کے بارہ میں گفتگو کی، اس قدر سخت انداز کسی دوسری بات کے بارے میں اختیار نہیں کیا۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ نے اپنی انگلی مبارک میرے سینے پر ماری اور فرمایا: ''اس بارے میں تمہارے لیے سورۂ نساء کے اواخر والی آیت کافی ہے، جو موسم گرما میں نازل ہوئی تھی۔ میں اگر زندہ رہا تو اس مسئلہ کی بابت ایسا فیصلہ کروں گا، جسے خواندہ اور ناخواندہ، سب لوگ اچھی طرح جان لیں گے، میں مختلف علاقوں میں بھیجے ہوئے اپنے عاملوں اور نمائندوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے ان کو اس لیے بھیجا تھا کہ وہ لوگوں کو دین سکھائیں اور انہیں نبی کی سنت کی تعلیم دیں اور جو معاملہ ان پر اچھی طرح واضح نہ

النَّاسُ! تَأْكُلُونَ مِنْ شَجَرَتَيْنِ لَا أُرَاهُمَا إِلَّا خَبِيثَتَيْنِ هٰذَا الثُّومُ وَالْبَصَلُ، وَايْمُ اللّٰهِ! لَقَدْ كُنْتُ أَرٰى نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجِدُ رِيحَهُمَا مِنَ الرَّجُلِ فَيَأْمُرُ بِهِ فَيُؤْخَذُ بِيَدِهِ فَيُخْرَجُ بِهِ مِنَ الْمَسْجِدِ حَتّٰى يُؤْتٰى بِهِ الْبَقِيعَ، فَمَنْ أَكَلَهُمَا لَا بُدَّ فَلْيُمِتْهُمَا طَبْخًا۔ قَالَ: فَخَطَبَ النَّاسَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَأُصِيبَ يَوْمَ الْأَرْبِعَاءِ۔ (مسند احمد: ٨٩)

ہو، وہ مجھ تک پہنچائیں۔ لوگو! تم دو پودے یعنی لہسن اور پیاز کھاتے ہو، میں انہیں انتہائی ناپسند خیال کرتا ہوں، اللہ کی قسم! میں نبی کریم ﷺ کو دیکھا کرتا تھا کہ آپ ﷺ جب کسی آدمی سے ان کی بو پاتے تو آپ ﷺ اس کے بارے حکم دیتے اور اس آدمی کو پکڑ کر مسجد سے نکال کر بقیع قبرستان کی طرف پہنچا دیا جاتا تھا۔ جس آدمی نے لامحالہ طور پر ان پودوں کو کھانا ہو تو وہ ان کو پکا لیا کرے۔ معبد کہتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے روز ے لوگوں سے یہ خطاب کیا تھا اور بدھ کے روز آپ ؓ پر قاتلانہ حملہ ہو گیا تھا۔

فوائد:...... سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا ایک فیروز نامی پارسی غلام تھا، اس کی کنیت ابولولوتھی، اس نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے اپنے آقا کے بھاری محصول مقرر کرنے کی شکایت کی، چونکہ شکایت بے جا تھی، اس لیے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے توجہ نہ کی، اس پر وہ اتنا ناراض ہوا کہ صبح کی نماز میں خنجر لے کر اچانک حملہ کر دیا اور متواتر چھ وار کیے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ زخم کے صدمے سے گر پڑے اور سیدنا عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی۔

یہ ایسا زخم کاری تھا کہ اس سے آپ جانبر نہ ہو سکے اور تین دن بیمار رہنے کے بعد یکم محرم بروز ہفتہ سنہ ۲۴ ہجری کو واصل بحق ہوئے اور اپنے محبوب آقا ﷺ کے پہلو میں ہمیشہ کے لیے میٹھی نیند سو گئے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے منصبِ خلافت کے لیے ان چھ شخصیات کے نام پیش کیے تھے: سیدنا علی، سیدنا عثمان، سیدنا زبیر، سیدنا طلحہ، سیدنا سعد بن ابی وقاص اور سیدنا عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہم۔ ان میں سے جس کسی پر باقی پانچوں کا اتفاق ہو جائے، اس منصب کے لیے منتخب کر لیا جائے۔

اَلْبَابُ الْخَامِسُ فِيْ تَحْقِيقِ رُؤْيَاهُ، وَطَعْنِ الْعَجَمِيِّ إِيَّاهُ، وَذِكْرِ شَيْءٍ مِنْ وَصَايَاهُ، وَثَنَاءِ النَّاسِ عَلَيْهِ، وَبُكَائِهِمْ عِنْدَهُ، وَعَدَمِ اسْتِخْلَافِهِ

باب پنجم: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے خواب کی تعبیر کا ثابت ہونا، عجمی کا ان پر حملہ کرنا، ان کی کچھ وصیتوں کا بیان، لوگوں کا ان کی تعریف کرنا اور ان کے پاس رونا اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا کسی خلیفہ نامزد نہ کرنا

(١٢٢٢٨)۔ عَنْ جُوَيْرِيَةَ بْنِ قُدَامَةَ، قَالَ: حَجَجْتُ فَأَتَيْتُ الْمَدِينَةَ الْعَامَ الَّذِي أُصِيبَ فِيهِ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ:

جویریہ بن قدامہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جس سال سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ ہوا، اس سال میں نے حج کیا اور پھر میں مدینہ منورہ آیا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے خطاب کیا

(١٢٢٢٨) تخريج: أخرجه البخاري: ٣١٦٢ (انظر: ٣٦٢)

فَخَطَبَ فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ كَأَنَّ دِيكًا أَحْمَرَ نَقَرَنِي نَقْرَةً أَوْ نَقْرَتَيْنِ، شُعْبَةُ الشَّاكُّ، فَكَانَ مِنْ أَمْرِهِ أَنَّهُ طُعِنَ فَأُذِنَ لِلنَّاسِ عَلَيْهِ، فَكَانَ أَوَّلَ مَنْ دَخَلَ عَلَيْهِ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ أَهْلُ الْمَدِينَةِ، ثُمَّ أَهْلُ الشَّامِ، ثُمَّ أُذِنَ لِأَهْلِ الْعِرَاقِ فَدَخَلْتُ فِيمَنْ دَخَلَ، قَالَ: فَكَانَ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهِ قَوْمٌ أَثْنَوْا عَلَيْهِ وَبَكَوْا، قَالَ: فَلَمَّا دَخَلْنَا عَلَيْهِ، قَالَ: وَقَدْ عَصَبَ بَطْنَهُ بِعِمَامَةٍ سَوْدَاءَ، وَالدَّمُ يَسِيلُ، قَالَ: فَقُلْنَا: أَوْصِنَا، قَالَ: وَمَا سَأَلَهُ الْوَصِيَّةَ أَحَدٌ غَيْرُنَا، فَقَالَ: عَلَيْكُمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ، فَإِنَّكُمْ لَنْ تَضِلُّوا مَا اتَّبَعْتُمُوهُ، فَقُلْنَا: أَوْصِنَا، فَقَالَ: أُوصِيكُمْ بِالْمُهَاجِرِينَ، فَإِنَّ النَّاسَ سَيَكْثُرُونَ وَيَقِلُّونَ، وَأُوصِيكُمْ بِالْأَنْصَارِ فَإِنَّهُمْ شِعْبُ الْإِسْلَامِ الَّذِي لَجِءَ إِلَيْهِ، وَأُوصِيكُمْ بِالْأَعْرَابِ فَإِنَّهُمْ أَصْلُكُمْ وَمَادَّتُكُمْ، وَأُوصِيكُمْ بِأَهْلِ ذِمَّتِكُمْ فَإِنَّهُمْ عَهْدُ نَبِيِّكُمْ، وَرِزْقُ عِيَالِكُمْ، قُومُوا عَنِّي، قَالَ: فَمَا زَادَنَا عَلَى هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ، قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: قَالَ شُعْبَةُ: ثُمَّ سَأَلْتُهُ بَعْدَ ذٰلِكَ، فَقَالَ فِي الْأَعْرَابِ: وَأُوصِيكُمْ بِالْأَعْرَابِ، فَإِنَّهُمْ إِخْوَانُكُمْ وَعَدُوُّ عَدُوِّكُمْ۔ (مسند احمد: ٣٦٢)

اور کہا: میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا ایک سرخ مرغ نے مجھے ایک دو ٹھونگیں ماری ہیں۔، پھر ہوا یوں کہ واقعی ان پر قاتلانہ حملہ ہوگیا، جب لوگوں کو ان کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت دی گئی تو سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب ان کے پاس گئے، ان کے بعد باقی اہل مدینہ، ان کے بعد اہل شام اور ان کے بعد اہل عراق، میں بھی ان لوگوں میں موجود تھا، جب لوگ ان کے پاس جاتے تو ان کی تعریف کرتے اور رونے لگ جاتے، جب ہم گئے تو ان کے پیٹ کو ایک سیاہ پگڑی کے ساتھ باندھا گیا تھا اور خون بہہ رہا تھا۔ ہم نے کہا: آپ ہمیں وصیت فرمائیں، ہمارے گروہ کے سوا کسی نے وصیت کرنے کی درخواست نہیں کی تھی، ہماری درخواست سن کرانہوں نے کہا: تم اللہ کی کتاب کو لازم پکڑو، تم جب تک اس کی پیروی کرتے رہوگے، اس وقت تک گمراہ نہیں ہوگے۔ ہم نے کہا: آپ ہمیں مزید وصیت کریں، انھوں نے کہا: میں تمہیں مہاجرین کے بارے میں وصیت کرتا ہوں، لوگوں کی تعداد بڑھ رہی اور مہاجرین کی تعداد کم ہوتی جا رہی ہے اور میں تمہیں انصار کے بارے میں بھی وصیت کرتا ہوں، یہ وہ گھاٹی ہیں، جس میں اسلام نے آ کر پناہ لی، میں تمہیں بادیہ نشینوں کے متعلق بھی وصیت کرتا ہوں، کیونکہ وہ مسلمانوں کی اصل او ربنیادی جوہر ہیں اور میں تمہیں ذمی لوگوں کے بارے میں بھی وصیت کرتا ہوں، تمہارے نبی نے ان کو امان دی ہے اور یہ لوگ تمہارے اہل وعیال کی روزی کا ذریعہ بھی ہیں، اب تم میرے پاس سے اٹھ جاؤ۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے زیادہ ہم سے باتیں نہیں کیں۔ شعبہ کہتے ہیں: اس کے بعد ایک بار میں نے ان سے سوال کیا تو انھوں نے بدوؤں کے بارے میں کہا: میں تمہیں بادیہ نشینوں کے بارے میں وصیت کرتا ہوں، کیونکہ

یہ تمہارے بھائی ہیں اور تمہارے دشمنوں کے دشمن ہیں۔

فوائد:...... بدھ کے دن سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ کیا گیا اور ہفتہ کے روز آپ انتقال کر گئے، ان تین دنوں میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے وعظ و نصیحت اور پند و نصائح کا سلسلہ جاری رہا۔

(١٢٢٢٩)۔ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحِمْيَرِيِّ، حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ بِالْبَصْرَةِ، قَالَ: أَنَا أَوَّلُ مَنْ أَتَى عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حِينَ طُعِنَ، فَقَالَ: احْفَظْ عَنِّي ثَلَاثًا، فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ لَا يُدْرِكَنِي النَّاسُ، أَمَّا أَنَا فَلَمْ أَقْضِ فِي الْكَلَالَةِ قَضَاءً، وَلَمْ أَسْتَخْلِفْ عَلَى النَّاسِ خَلِيفَةً، وَكُلُّ مَمْلُوكٍ لَهُ عَتِيقٌ، فَقَالَ لَهُ النَّاسُ: اسْتَخْلِفْ، فَقَالَ: أَيَّ ذٰلِكَ أَفْعَلُ فَقَدْ فَعَلَهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي، إِنْ أَدَعْ إِلَى النَّاسِ أَمْرَهُمْ، فَقَدْ تَرَكَهُ نَبِيُّ اللّٰهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، وَإِنْ أَسْتَخْلِفْ فَقَدْ اسْتَخْلَفَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَقُلْتُ لَهُ: أَبْشِرْ بِالْجَنَّةِ، صَاحَبْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَطَلْتَ صُحْبَتَهُ وَوُلِّيتَ أَمْرَ الْمُؤْمِنِينَ، فَقَوِيتَ وَأَدَّيْتَ الْأَمَانَةَ، فَقَالَ: أَمَّا تَبْشِيرُكَ إِيَّايَ بِالْجَنَّةِ، فَوَاللّٰهِ! لَوْ أَنَّ لِي قَالَ عَفَّانُ: فَلَا، وَاللّٰهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ، لَوْ أَنَّ لِي الدُّنْيَا بِمَا فِيهَا لَافْتَدَيْتُ بِهِ مِنْ هَوْلِ مَا أَمَامِي قَبْلَ أَنْ أَعْلَمَ الْخَبَرَ، وَأَمَّا قَوْلُكَ فِي أَمْرِ الْمُؤْمِنِينَ فَوَاللّٰهِ، لَوَدِدْتُ أَنَّ ذٰلِكَ كَفَافًا لَا لِي وَلَا عَلَيَّ، وَأَمَّا مَا

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ ہوا تو میں سب سے پہلے ان کے پاس گیا اور انہوں نے مجھ سے کہا: تم میری تین باتیں یاد رکھنا، مجھے اندیشہ ہے کہ لوگ مجھے نہ مل سکیں گے، ایک یہ کہ میں نے کلالہ کی بابت کوئی حتمی فیصلہ نہیں کیا۔ دوسری یہ کہ میں نے کسی کو لوگوں پر خلیفہ نامزد نہیں کیا اور تیسری یہ کہ تمام غلام جو میری ملکیت میں ہیں، وہ سب آزاد ہیں۔ پھر لوگوں نے ان سے کہا: آپ کسی کو خلیفہ نامزد کر دیں۔ انہوں نے کہا: میں دو امور میں سے جو بھی کروں، وہی کام مجھ سے افضل ہستی کر چکی ہے، اگر میں خلافت کے معاملے کو لوگوں کے سپرد کر جاؤں تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسے ہی کیا تھا، اور اگر میں کسی کو خلیفہ نامزد کر جاؤں تو مجھ سے پہلے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ یہ کام کر چکے ہیں، جبکہ وہ مجھ سے بہتر ہیں۔ میں نے ان سے کہا: آپ کو جنت کی بشارت ہو، آپ کو طویل عرصہ تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مصاحبت کا شرف حاصل رہا، آپ کو امیر المومنین کا منصب سونپا گیا تو آپ نے قوت کا مظاہرہ کیا اور امانت کا خوب حق ادا کیا۔ یہ سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: جہاں تک تمہارا مجھے جنت کی بشارت دینے کا تعلق ہے، تو اللہ کی قسم ہے کہ مجھے آخرت کا اس قدر ڈر ہے کہ اس بارے حتمی خبر جاننے سے قبل اگر میرے پاس دنیا بھر کی دولت بھی ہو تو میں اس ڈر سے بچنے کی خاطر ساری دولت بطور فدیہ دے دوں، اہل ایمان پہ خلافت و امارت کے بارے میں جو کچھ تم نے کہا ہے، میں تو یہ

(١٢٢٢٩) تخریج: اسنادہ صحیح، اخرجہ الطیالسی: ٢٦ (انظر: ٣٢٢)

ذَكَرْتَ مِنْ صُحْبَةِ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذٰلِكَ۔ (مسند احمد: ۳۲۲)

پسند کرتا ہوں کہ اگر حساب برابر سرابر ہو جائے، یعنی نہ مجھے کچھ ملے اور نہ مجھ پہ کوئی جرم لگایا جائے تو اس چیز کو میں اپنے حق میں کافی سمجھوں گا، البتہ تم نے نبی کریم ﷺ کی صحبت جو ذکر کیا ہے، وہ شرف باعث اعزاز ہے۔

فوائد:...... کلالہ کی تفصیل جاننے کے لیے دیکھیں احادیث نمبر (۶۳۸۴،۸۵۷۲)

(۱۲۲۳۰)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّهُ قَالَ لِعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: إِنِّي سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُولُونَ مَقَالَةً، فَآلَيْتُ أَنْ أَقُولَهَا لَكُمْ، زَعَمُوْا أَنَّكَ غَيْرُ مُسْتَخْلِفٍ، فَوَضَعَ رَأْسَهُ سَاعَةً ثُمَّ رَفَعَهُ فَقَالَ: إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَحْفَظُ دِينَهُ، وَإِنِّي إِنْ لَا أَسْتَخْلِفْ، فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَسْتَخْلِفْ، وَإِنْ أَسْتَخْلِفْ فَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَدِ اسْتَخْلَفَ، قَالَ: فَوَاللّٰهِ! مَا هُوَ إِلَّا أَنْ ذَكَرَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ، فَعَلِمْتُ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ يَعْدِلُ بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَحَدًا، وَأَنَّهُ غَيْرُ مُسْتَخْلِفٍ۔ (مسند احمد: ۳۳۲)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: میں نے لوگوں کو کچھ باتیں کرتے ہوئے سنا ہے تو میں نے عزم کیا کہ ان باتوں کا آپ سے ذکر کروں، لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ کسی کو خلیفہ نامزد نہیں کر رہے، یہ سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کچھ دیر کے لیے سر جھکا لیا اور پھر سر اٹھا کر کہا: بے شک اللہ تعالیٰ اپنے دین کی حفاظت کرے گا، اگر میں کسی کو خلیفہ نامزد نہ کروں تو اللہ کے رسول ﷺ نے بھی کسی کو نامزد نہیں کیا تھا اور اگر میں کسی کو خلیفہ نامزد کر دوں تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہو گا، کیونکہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نامزد کیا تھا۔ یہ سن کر سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! جب انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ، ان دو ہستیوں کا ذکر کیا تو میں جان گیا کہ وہ کسی کو اللہ کے رسول ﷺ کے برابر نہیں کریں گے اور کسی کو خلیفہ نامزد نہیں کریں گے۔

(۱۲۲۳۱)۔ عَنْ أَبِي رَافِعٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، كَانَ مُسْتَنِدًا إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، وَعِنْدَهُ ابْنُ عُمَرَ وَسَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، فَقَالَ: اعْلَمُوا أَنِّي لَمْ أَقُلْ فِي الْكَلَالَةِ شَيْئًا، وَلَمْ أَسْتَخْلِفْ مِنْ بَعْدِي أَحَدًا، وَأَنَّهُ مَنْ أَدْرَكَ وَفَاتِي مِنْ

ابو رافع سے مروی ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے سہارے ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے، سیدنا ابن عمر اور سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہما بھی ان کے ہاں موجود تھے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یاد رکھو کہ میں نے کلالہ کی بارے میں کوئی حتمی فیصلہ نہیں کیا اور میں نے اپنے بعد کسی کو خلیفہ کے طور پر نامزد نہیں کیا اور میری وفات کے وقت جتنے عرب غلام

(۱۲۲۳۰) تخریج: اخرجه مسلم: ۱۸۲۳ (انظر: ۳۳۲)

(۱۲۲۳۱) تخریج: اسناده ضعيف لضعف علي بن زيد بن جدعان (انظر: ۱۲۹)

سَبْيِ الْعَرَبِ فَهُوَ حُرٌّ مِنْ مَالِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، فَقَالَ سَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ: أَمَا إِنَّكَ لَوْ أَشَرْتَ بِرَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ لَأْتَمَنَكَ النَّاسُ، وَقَدْ فَعَلَ ذٰلِكَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَأْتَمَنَهُ النَّاسُ، فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: قَدْ رَأَيْتُ مِنْ أَصْحَابِي حِرْصًا سَيِّئًا، وَإِنِّي جَاعِلٌ هٰذَا الْأَمْرَ إِلٰى هٰؤُلَاءِ النَّفَرِ السِّتَّةِ، الَّذِينَ مَاتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ، ثُمَّ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: لَوْ أَدْرَكَنِي أَحَدُ رَجُلَيْنِ ثُمَّ جَعَلْتُ هٰذَا الْأَمْرَ إِلَيْهِ لَوَثِقْتُ بِهِ، سَالِمٌ مَوْلٰى أَبِي حُذَيْفَةَ وَأَبُو عُبَيْدَةَ ابْنُ الْجَرَّاحِ۔ (مسند احمد: ۱۲۹)

میری ملکیت میں ہوں، وہ سب اللہ تعالیٰ کے مال سے آزاد ہوں گے۔ سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: اگر آپ خلافت کے بارے میں کسی مسلمان کا اشارہ کر دیں تو لوگ اس بارے میں آپ کو امین خیال کریں گے، جیسا کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ایسا کر گئے تھے اور لوگوں نے ان کو امین سمجھا تھا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے اپنے ساتھیوں میں خلافت کی شدید حرص دیکھی ہے، پس میں اس امر کو ایسے چھ اشخاص کے سپرد کر رہا ہوں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم وفات کے وقت جن سے خوش تھے، پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر مجھے ان دو افراد میں کوئی ایک پا لیتا تو میں یہ معاملہ اس کے سپرد کر کے اس پر اعتماد کرتا، ایک سالم مولی ابی حذیفہ اور دوسرا ابو عبیدہ بن الجراح۔ ❶

فوائد:...... سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرح کسی ایک شخص کو خلیفہ مقرر نہیں کیا، البتہ چھ شخصیات کے نام پیش کیے تھے، دیکھیں حدیث نمبر (۱۲۲۷)

اَلْبَابُ السَّادِسُ فِيْ وَفَاتِهِ وَالصَّلَاةِ عَلَيْهِ وَثَنَاءِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ

باب ششم: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی وفات، ان کی نماز جنازہ اور سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی طرف سے ان کی مدح سرائی کا بیان

(۱۲۲۳۲)۔ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: وُضِعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلَى سَرِيرِهِ، فَتَكَنَّفَهُ النَّاسُ يَدْعُونَ وَيُصَلُّونَ قَبْلَ أَنْ يُرْفَعَ، وَأَنَا فِيهِمْ فَلَمْ يَرُعْنِي إِلَّا رَجُلٌ، قَدْ أَخَذَ

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو ان کی چارپائی پر رکھا گیا تو ان کو اٹھائے جانے سے قبل لوگوں نے ان کی چارپائی کو گھیر لیا اور ان کے حق میں دعائیں اور رحمت کی التجائیں کرنے لگے، میں بھی ان لوگوں میں شامل تھا، اچانک ایک آدمی نے پیچھے سے میرے

(۱۲۲۳۲) تخریج: اخرجه البخاری: ۳۶۸۵، ومسلم: ۲۳۸۹ (انظر: ۸۹۸)

❶ سالم مولی ابی حذیفہ، ابوبکر کی خلافت میں جنگ یمامہ میں شہید ہو گئے تھے اور ابوعبیدہ بن جراح عہد فاروقی میں ۱۸ھ میں فوت ہو گئے تھے۔ عمر بن خطاب نے اپنے اس فرمان میں ان دو شخصیات کی عظمت و جلالت کا اعتراف کیا ہے۔ (عبد اللہ رفیق)

بِـمَنْكِبِي مِنْ وَرَائِي ، فَالْتَفَتُّ فَإِذَا هُوَ عَلِيُّ بْـنُ أَبِـي طَـالِـبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ، فَتَرَحَّمَ عَـلَى عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ: مَا خَلَّفْتَ أَحَـدًا أَحَـبَّ إِلَيَّ أَنْ أَلْقَى اللّٰهَ تَعَالٰى بِمِثْلِ عَـمَـلِـهِ مِـنْكَ ، وَايْمُ اللّٰهِ! إِنْ كُنْتُ لَأَظُنُّ لَيَـجْعَلَنَّكَ اللّٰهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ ، وَذٰلِكَ أَنِّي كُـنْتُ أُكْثِرُ أَنْ أَسْمَعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((فَـذَهَبْـتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ ، وَدَخَلْتُ أَنَـا وَأَبُـو بَـكْـرٍ وَعُمَرُ ، وَخَرَجْتُ أَنَا وَأَبُو بَـكْرٍ وَعُمَرُ۔)) وَإِنْ كُنْتُ لَأَظُنُّ لَيَجْعَلَنَّكَ اللّٰهُ مَعَهُمَا۔ (مسند احمد: ۸۹۸)

کندھوں کو پکڑا، جب میں اُدھر متوجہ ہوا تو کیا دیکھا کہ وہ سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔ انہوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے حق میں دعائے رحمت کی اور کہا: آپ نے اپنے بعد کوئی ایسا آدمی نہیں چھوڑا کہ جس کے بارے میں میں یہ تمنا کرسکوں کہ جب اللہ تعالیٰ سے ملوں تو میرے اعمال اس کے اعمال جیسے ہوں، اللہ کی قسم! مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں ساتھیوں کے ساتھ ضرور ملائے گا، اس لیے کہ میں کثرت سے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کرتا تھا کہ ''میں، ابوبکر اور عمر گئے۔ میں، ابو بکر اور عمر داخل ہوئے۔ میں، ابو بکر اور عمر باہر گئے۔'' مجھے یقین تھا کہ اللہ آپ کو ان کے ساتھ ضرور ملائے گا۔

(۱۲۲۳۳)۔ وَعَـنِ ابْـنِ عُـمَرَ رضی اللہ عنہ قَـالَ: وُضِـعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ بَيْنَ الْمِنْبَرِ وَالْـقَبْـرِ ، فَـجَاءَ عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ حَتّٰـى قَامَ بَيْنَ يَـدَيِ الـصُّـفُـوفِ ، فَـقَالَ: هُوَ هٰذَا ثَلَاثَ مَـرَّاتٍ ثُـمَّ قَالَ: رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْكَ ، مَا مِنْ خَـلْـقِ الـلّٰـهِ تَعَالٰى أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَلْقَاهُ بِـصَـحِيفَتِهِ بَعْدَ صَحِيفَةِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ هٰذَا الْمُسَجّٰى عَلَيْهِ ثَوْبُهُ۔ (مسند احمد: ۸۶۶)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو منبر اور آپ ﷺ کی قبر کے درمیان لا کر رکھا گیا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ آ کر صفوں آگے کھڑے ہو گئے اور انہوں نے تین بار کہا: آپ پر اللہ کی رحمت ہو، نبی کریم ﷺ کے بعد اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں اس ڈھانپے ہوئے آدمی کے علاوہ کوئی ایسا بشر نہیں ہے کہ میں اس جیسے نامہ اعمال کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے پاس جانا پسند کروں۔

(۱۲۲۳۴)۔ عَـنْ عَـوْنِ بْـنِ أَبِي جُحَيْفَةَ ، عَـنْ أَبِيـهِ قَـالَ: كُـنْـتُ عِنْدَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ، وَهُوَ مُسَجًّى بِثَوْبِهِ ، قَدْ قَضٰى نَحْبَهُ ، فَـجَـاءَ عَـلِـيٌّ رَضِـيَ اللّٰـهُ عَنْـهُ ، فَكَشَفَ الثَّـوْبَ عَـنْ وَجْهِـهِ ، ثُمَّ قَالَ: رَحْمَةُ اللّٰهِ

ابو جحیفہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا، ان پر ایک کپڑا ڈال کر انہیں ڈھانپا گیا، وہ وفات پا چکے تھے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے، انہوں نے آپ کے چہرے سے کپڑا ہٹایا اور کہا: اے ابو حفص! آپ پر اللہ کی رحمت ہو، رسول اللہ ﷺ کے بعد آپ سے بڑھ کر کوئی آدمی

(۱۲۲۳۳) تخریج: حسن لغیرہ (انظر: ۸۶۶)

(۱۲۲۳۴) تخریج: حسن لغیرہ (انظر: ۸۶۷)

عَلَيْكَ، أَبَا حَفْصٍ! فَوَاللّٰهِ، مَا بَقِيَ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدٌ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَلْقَى اللّٰهَ تَعَالٰى بِصَحِيفَتِهِ مِنْكَ۔ (مسند احمد: ۸۶۷)

مجھے اتنا محبوب نہیں کہ میں اس جیسا نامہ اعمال لیے ہوئے اللہ تعالیٰ سے جا کر ملوں۔

(۱۲۲۳۵)۔ وَعَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ الْيَعْمُرِيِّ، أَنَّ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أُصِيبَ يَوْمَ الْأَرْبِعَاءِ، لِأَرْبَعِ لَيَالٍ بَقِينَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ۔ (مسند احمد: ۳۴۱)

معدان بن ابی طلحہ یعمری سے روایت ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پر بدھ کے روز قاتلانہ حملہ ہوا، ابھی تک ماہ ذوالحجہ کے چار دن باقی تھے۔

فوائد:...... ابولولو نے یہ حملہ کیا تھا، پچھلے ابواب میں وضاحت ہو چکی ہے، بدھ کے روز یہ حملہ ہوا تھا، یہ ایسا زخم کاری تھا کہ اس سے آپ جانبر نہ ہو سکے اور تین دن بیمار رہنے کے بعد یکم محرم بروز ہفتہ سنہ ۲۴ ہجری کو خالق حقیقی کی طرف روانہ ہو گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں ہمیشہ کے لیے میٹھی نیند سو گئے۔

اَبْوَابُ مَا جَاءَ فِيْ خِلَافَةِ ثَالِثِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ

تیسرے خلیفہ راشد امیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت سے متعلقہ ابواب

اَلْبَابُ الْاَوَّلُ فِيْ خِلَافَتِهِ وَمُبَايَعَتِهِ رضی اللہ عنہ

باب اول: سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت و بیعت کا بیان

(۱۲۲۳۶)۔ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، قَالَ: قُلْتُ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ: كَيْفَ بَايَعْتُمْ عُثْمَانَ وَتَرَكْتُمْ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ؟ قَالَ: مَا ذَنْبِي قَدْ بَدَأْتُ بِعَلِيٍّ، فَقُلْتُ:

ابو وائل سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے کہا: یہ کیسے ہوا کہ آپ لوگوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی، انہوں نے کہا: اس میں میرا کیا قصور ہے؟ میں پہلے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے

(۱۲۲۳۵) تخریج: صحیح، اخرجه ابن حبان: ۲۰۹۱، وابویعلی: ۲۵۶، والبزار: ۳۱۵ (انظر: ۳۴۱)

(۱۲۲۳۶) تخریج: اسناده ضعیف، سفیان بن وکیع ضعّفه غیر واحد (انظر: ۵۵۷)

أُبَـايِـعُكَ عَـلَـى كِتَـابِ اللهِ وَسُنَّةِ رَسُولِهِ وَسِيـرَةِ أَبِى بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَـالَ: فَـقَـالَ: فِيـمَـا اسْتَـطَـعْتُ، قَالَ: ثُمَّ عَـرَضْتُهَـا عَـلَـى عُثْـمَـانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَبِلَهَا۔ (مسند احمد: ۵۵۷)

پاس گیا اور میں نے کہا: میں اللہ کی کتاب، رسول اللہ ﷺ کی سنت اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی سیرت کی روشنی میں آپ کی بیعت کرتا ہوں، انہوں نے کہا: ٹھیک ہے، لیکن میری طاقت کے مطابق، عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر میں نے یہ چیز سیدنا عثمان پر پیش کی تو انہوں نے اسے قبول کرلیا۔

فوائد:...... فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی تجہیز وتکفین کے بعد خلیفہ کے انتخاب کا مسئلہ پیش ہوا اور دو دن تک اس پر بحث ہوتی رہی، لیکن کوئی فیصلہ نہ ہوا، آخر تیسرے دن سیدنا عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وصیت کے مطابق خلافت چھ آدمیوں میں دائر ہے، لیکن اس کو تین شخصوں تک محدود کر دینا چاہیے اور جو اپنے خیال میں جس کو مستحق سمجھتا ہو، اس کا نام پیش کرے۔ سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا، سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا اور سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا نام پیش کیا، پھر سیدنا عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اپنے حق سے باز آنے کا اعلان کر دیا اور کہا: اب معاملہ دو آدمیوں میں منحصر ہو گیا ہے، ان دونوں میں سے جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ اور سنت شیخین کی پابندی کا عہد کرے گا، اس کے ہاتھ پر بیعت کی جائے گی، اس کے بعد علیحدہ علیحدہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ دونوں اس کا فیصلہ میرے ہاتھ میں دے دیں، اس پر ان دونوں کی رضامندی لینے کے بعد سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ اور تمام صحابہ مسجد میں جمع ہوئے، سیدنا عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے ایک مختصر لیکن موثر تقریر کی اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی، اس کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بیعت کرنے کے لیے ہاتھ بڑھایا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا بیعت کرنا ہی تھا کہ تمام حاضرین بیعت کے لیے ٹوٹ پڑے، اس طرح محرم کی ۴ تاریخ سنہ ۲۴ ہجری دوشنبہ کے دن سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اتفاقِ عام کے ساتھ مسند نشین خلافت ہوئے اور دنیائے اسلام کی عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔

فَصْلٌ عَنْهُ فِيْ اِشَارَةِ النَّبِيِّ ﷺ اِلٰى خِلَافَةِ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ

فصل: نبی کریم ﷺ کا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کی طرف اشارہ کرنا

(۱۲۲۳۷)۔ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ قَوْمِهِ، قَالَ: كَانَ يَقُولُ فِي خِلَافَةِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ لَا يَمُوتُ عُثْمَانُ حَتّٰى يُسْتَخْلَفَ، قُلْنَا: مِنْ أَيْنَ تَعْلَمُ ذٰلِكَ؟ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّهُ ثَلَاثَةٌ

اسود بن ہلال اپنی قوم کے ایک آدمی سے بیان کرتے ہیں کہ وہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں کہا کرتے تھے کہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو جب تک خلافت نہیں ملے گی، انہیں اس وقت تک موت نہیں آئے گی۔ ہم نے کہا: تمہیں یہ بات کیسے معلوم ہوئی؟ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا:

(۱۲۲۳۷) تخریج: اسناده صحيح (انظر: ۱٦٦٠٤)

مِنْ أَصْحَابِي وُزِنُوْا فَوُزِنَ أَبُو بَكْرٍ فَوَزَنَ، ثُمَّ وُزِنَ عُمَرُ فَوَزَنَ، ثُمَّ وُزِنَ عُثْمَانُ فَنَقَصَ صَاحِبُنَا، وَهُوَ صَالِحٌ۔)) (مسند احمد: ۱۶۷۲۱)

''میں نے گزشتہ رات نیند میں دیکھا ہے کہ گویا میرے تین صحابہ رضی اللہ عنہ کا وزن کیا گیا، پس ابوبکر رضی اللہ عنہ کا وزن کیا گیا، وہ بھاری رہے، پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا وزن کیا گیا، وہ بھی بھاری رہے، بعد ازاں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا وزن کیا گیا تو وہ ذرا کم وزن تھے، بہرحال وہ بھی صالح آدمی ہیں۔''

فوائد:...... اس حدیث میں تین مذکورہ شخصیات کا بالترتیب ذکر کیا گیا ہے۔

(۱۲۲۳۸)۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((يَا عَائِشَةُ! لَوْ كَانَ عِنْدَنَا مَنْ يُحَدِّثُنَا۔)) قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَلَا أَبْعَثُ إِلٰى أَبِي بَكْرٍ؟ فَسَكَتَ ثُمَّ قَالَ: ((لَوْ كَانَ عِنْدَنَا مَنْ يُحَدِّثُنَا۔)) فَقُلْتُ: أَلَا أَبْعَثُ إِلٰى عُمَرَ؟ فَسَكَتَ، قَالَتْ: ثُمَّ دَعَا وَصِيفًا بَيْنَ يَدَيْهِ فَسَارَّهُ فَذَهَبَ، قَالَتْ: فَإِذَا عُثْمَانُ يَسْتَأْذِنُ فَأَذِنَ لَهُ، فَدَخَلَ فَنَاجَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَوِيلًا، ثُمَّ قَالَ: ((يَا عُثْمَانُ! إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ مُقَمِّصُكَ قَمِيصًا، فَإِنْ أَرَادَكَ الْمُنَافِقُونَ عَلٰى أَنْ تَخْلَعَهُ فَلَا تَخْلَعْهُ لَهُمْ وَلَا كَرَامَةَ۔)) يَقُولُهَا لَهُ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا۔ (مسند احمد: ۲۴۹۷۰)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس موجود تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''عائشہ! کاش ہمارے پاس کوئی ایسا آدمی ہوتا جو ہمارے ساتھ باتیں کرتا۔'' میں نے کہا: اللہ کے رسول! کیا میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیج دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش رہے، کچھ دیر بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر فرمایا: ''کاش ہمارے پاس کوئی آدمی ہوتا جو ہمارے ساتھ باتیں کرتا۔'' میں نے کہا: کیا میں عمر رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیج دوں؟ لیکن آپ اس بار بھی خاموش رہے، کچھ دیر بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خادم کو بلوایا اور راز دارنہ انداز میں اس کے ساتھ کوئی بات کی، وہ چلا گیا، تھوڑا وقت ہی گزرا تھا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اندر آنے کی اجازت طلب کی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اجازت دی اور وہ اندر تشریف لے آئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کافی دیر تک ان کے ساتھ سرگوشی کرتے رہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''عثمان! اللہ تعالیٰ تمہیں ایک قمیص پہنائے گا، اگر منافقین اس قمیص کو اتارنے کا مطالبہ کریں تو ان کے کہنے پر تم اسے نہ اتارنا، کیونکہ اس کے اتارنے میں کوئی عزت نہیں رہے گی۔'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بات دو تین مرتبہ ارشاد فرمائی۔

(۱۲۲۳۸) تخریج: قوله: "يا عثمان ان الله تعالىٰ مقمصك قميصا" الى آخره صحيح، وهذا سند فيه ضعف لضعف فرج بن فضالة (انظر: ۲٤٤٦٦)

فوائد:...... قمیض سے مراد خلافت ہے۔

(۱۲۲۳۹)۔ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: أَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا رَأَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبَلت إِحْدَانَا عَلَى الْأُخْرٰى، فَكَانَ مِنْ آخِرِ كَلَامٍ كَلَّمَهُ أَنْ ضَرَبَ مَنْكِبَهُ، وَقَالَ: ((يَا عُثْمَانُ! إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ عَسٰى أَنْ يُلْبِسَكَ قَمِيْصًا، فَإِنْ أَرَادَكَ الْمُنَافِقُوْنَ عَلٰى خَلْعِهِ فَلَا تَخْلَعْهُ حَتّٰى تَلْقَانِيْ، يَا عُثْمَانُ! إِنَّ اللّٰهَ عَسٰى أَنْ يُلْبِسَكَ قَمِيْصًا فَإِنْ أَرَادَكَ الْمُنَافِقُوْنَ عَلٰى خَلْعِهِ فَلَا تَخْلَعْهُ حَتّٰى تَلْقَانِيْ ثَلَاثًا۔)) فَقُلْتُ لَهَا: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ! فَأَيْنَ كَانَ هٰذَا عَنْكِ؟ قَالَتْ: نَسِيْتُهُ وَاللّٰهِ! فَمَا ذَكَرْتُهُ، قَالَ: فَأَخْبَرْتُهُ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِيْ سُفْيَانَ فَلَمْ يَرْضَ بِالَّذِيْ أَخْبَرْتُهُ حَتّٰى كَتَبَ إِلٰى أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنِ اكْتُبِيْ إِلَيَّ بِهِ، فَكَتَبَتْ إِلَيْهِ بِهِ كِتَابًا۔ (مسند احمد: ۲۵۰۷۳)

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا، جب وہ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف متوجہ ہوئے، جب ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں دیکھا تو ہم ایک طرف جا کر جمع ہوگئیں، تا کہ آپ آزادی سے گفتگو کرسکیں، بات چیت ہوتی رہی، آخر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے کندھے پر ہاتھ مار کر فرمایا: ”عثمان! امید ہے کہ عنقریب اللہ تعالیٰ تم کو ایک قمیص پہنائے گا، اگر منافقین تم سے اس قمیص کے اتارنے کا مطالبہ کریں تو مجھے ملنے تک اس قمیض کو نہ اتارنا۔“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات تین بار ارشاد فرمائی۔ سیدنا نعمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا: یہ حدیث اب تک کہاں رہی؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں بھول گئی تھی، اللہ کی قسم! مجھے یاد نہیں رہی تھی، سیدنا نعمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے یہ حدیث سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو بتلائی، لیکن انہیں میری خبر پر تسلی نہ ہوئی، یہاں تک کہ انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف لکھ بھیجا کہ وہ یہ حدیث لکھوا کر ارسال کر دیں، پس سیدہ نے ایک تحریر ان کو بھجوادی، جس میں یہ حدیث لکھی ہوئی تھی۔

(۱۲۲۴۰)۔ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيْدٍ، عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: بَلَغَنِيْ أَنَّ عَائِشَةَ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے خبری میں صرف ایک بار آپ کی بات

(۱۲۲۳۹) تخريج: اسناده صحيح، اخرجه الترمذي: ۳۷۰۵ (انظر: ۲۴۵۶۶)

(۱۲۲۴۰) تخريج: حديث ضعيف بهذه السياقة، سعيد بن عمرو الاموى لم يسمع من عائشة، ثم ان محمد بن كناسة الاسدى وان وثقه ابن معين وابن المدينى وابوداود والعجلى، لكن قد ضعفه ابو حاتم، وقال: كان صاحب اخبار، يكتب حديثه ولا يحتج به (انظر: ۲۴۸۳۷)

قَالَتْ: مَا اسْتَمَعْتُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا مَرَّةً، فَإِنَّ عُثْمَانَ جَائَهُ فِي نَحْرِ الظَّهِيرَةِ، فَظَنَنْتُ أَنَّهُ جَائَهُ فِي أَمْرِ النِّسَاءِ، فَحَمَلَتْنِي الْغَيْرَةُ عَلٰى أَنْ أَصْغَيْتُ إِلَيْهِ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ مُلْبِسُكَ قَمِيصًا، تُرِيدُكَ أُمَّتِي عَلٰى خَلْعِهِ فَلَا تَخْلَعْهُ۔)) فَلَمَّا رَأَيْتُ عُثْمَانَ يَبْذُلُ لَهُمْ مَا سَأَلُوهُ إِلَّا خَلْعَهُ، عَلِمْتُ أَنَّهُ مِنْ عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي عَهِدَ إِلَيْهِ۔ (مسند احمد: ۲۵۳۴۸)

سننے کی کوشش کی اور سنی، تفصیل یہ ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ دوپہر کے وقت آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، میں نے سمجھا کہ شاید آپ ﷺ پر آپ ﷺ کی بیویوں کے بارے میں کوئی حکم نازل ہوا ہے، پس میری غیرت نے مجھے اس بات پر آمادہ کیا کہ میں نے اپنے کان اُدھر لگا دیئے اور آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''اللہ تعالیٰ تم کو ایک قمیص پہنائے گا، میری امت کے لوگ تم سے مطالبہ کریں گے کہ تم اس قمیص کو اتار دو، مگر تم نے وہ قمیص نہیں اتارنی۔'' جب میں نے دیکھا کہ عثمان رضی اللہ عنہ لوگوں کی ہر بات کو پورا کرتے آرہے ہیں، البتہ اس خلافت سے دست بردار نہیں ہو رہے تو میں جان گئی کہ یہ وہی بات اور عہد ہے، جو رسول اللہ ﷺ نے ان سے کیا تھا۔

فوائد:...... جیسے نبی کریم نے پیشین گوئی کی تھی، اس کے مطابق سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے اور امت مسلمہ کی قیادت کی۔

اَلْبَابُ الثَّانِي فِي مَنَاقِبِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَفِيهِ فُصُولٌ
باب دوم: سیدنا عثمان کے مناقب اور اس میں کئی فصلیں ہیں

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ فِيمَا وَرَدَ فِي فَضْلِهِ وَاِشَارَةِ النَّبِيِّ ﷺ اِلٰى فِتْنَتِهِ وَاَنَّهُ عَلَى الْحَقِّ
فصل اول: سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان، نیز نبی کریم ﷺ کا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی آزمائشوں کی طرف اشارہ کرنا اور ان میں ان کا حق پر ہونا

(۱۲۲٤۱)۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْيَشْكُرِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ أُمِّي تُحَدِّثُ أَنَّ أُمَّهَا انْطَلَقَتْ إِلَى الْبَيْتِ

عمر بن ابراہیم یشکری نے اپنی ماں سے بیان کیا اور انھوں نے اپنی ماں سے روایت کی ہے کہ وہ حج کے لیے بیت اللہ کی طرف روانہ ہوئیں، ان دنوں بیت اللہ کے دو دروازے ہوتے

(۱۲۲٤۱) تخریج: اسناده ضعیف، عمر بن ابراهیم الیشکری لایعرف، اخرجه الطبرانی فی "الاوسط": ۳۷۷۰، والبخاری فی "التاریخ الکبیر": ۱/ ۲٦ (انظر: ۲٦۲٤۷)

حَاجَةً، وَالْبَيْتُ يَوْمَئِذٍ لَهُ بَابَانِ، قَالَتْ: فَلَمَّا قَضَيْتُ طَوَافِي، دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ، قَالَتْ: قُلْتُ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ! إِنَّ بَعْضَ بَنِيكِ بَعَثَ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ، وَإِنَّ النَّاسَ قَدْ أَكْثَرُوا فِي عُثْمَانَ، فَمَا تَقُولِينَ فِيهِ؟ قَالَتْ: لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ لَعَنَهُ، لَا أَحْسِبُهَا إِلَّا قَالَتْ ثَلَاثَ مِرَارٍ، لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُسْنِدٌ فَخِذَهُ إِلَى عُثْمَانَ، وَإِنِّي لَأَمْسَحُ الْعَرَقَ عَنْ جَبِينِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، وَإِنَّ الْوَحْيَ يَنْزِلُ عَلَيْهِ، وَلَقَدْ زَوَّجَهُ ابْنَتَيْهِ إِحْدَاهُمَا عَلَى إِثْرِ الْأُخْرَى، وَإِنَّهُ لَيَقُولُ: ((اُكْتُبْ عُثْمَانُ۔)) قَالَتْ: مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُنْزِلَ عَبْدًا مِنْ نَبِيِّهِ بِتِلْكَ الْمَنْزِلَةِ إِلَّا عَبْدًا عَلَيْهِ كَرِيمًا۔ (مسند احمد: ٢٦٧٧٧)

تھے، وہ کہتی ہیں: جب میں نے اپنا طواف مکمل کیا تو میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی اور میں نے کہا: آپ کا ایک بیٹا آپ کو سلام کہہ رہا تھا، یہ جو لوگ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں بہت سی باتیں کر رہے ہیں، ان کے بارے میں آپ کیا کہیں گی؟ سیدہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو، جن پر وہ لعنت کرے، یہ بات انہوں نے تین بار دوہرائی، میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حال میں دیکھا کہ آپ کی ران مبارک سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ ملی ہوئی تھی، جبکہ میں رسول اللہ ﷺ کی پیشانیٔ مبارک سے پسینہ صاف کر رہی تھی، اس وقت آپ ﷺ پر وحی کا نزول ہو رہا تھا اور آپ ﷺ نے یکے بعد دیگرے اپنی دو بیٹیوں کا نکاح سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے کیا تھا، نیز آپ ﷺ فرماتے تھے: ''عثمان! وحی لکھو۔'' پھر انھوں نے کہا: اللہ تعالیٰ اپنے نبی کے ہاں ایسا بلند مرتبہ اپنے کسی مقرب بندے کو ہی دیتا ہے۔

(١٢٢٤٢)۔ عَنْ أَبِي حَبِيبَةَ أَنَّهُ دَخَلَ الدَّارَ، وَعُثْمَانُ مَحْصُورٌ فِيهَا، وَأَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَسْتَأْذِنُ عُثْمَانَ فِي الْكَلَامِ فَأَذِنَ لَهُ، فَقَامَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((إِنَّكُمْ تَلْقَوْنَ بَعْدِي فِتْنَةً وَاخْتِلَافًا، أَوْ قَالَ: اخْتِلَافًا وَفِتْنَةً۔)) فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ مِنَ النَّاسِ: فَمَنْ لَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: ((عَلَيْكُمْ بِالْأَمِينِ وَأَصْحَابِهِ۔)) وَهُوَ يُشِيرُ إِلَى عُثْمَانَ بِذٰلِكَ۔ (مسند احمد: ٨٥٢٢)

ابو حبیبہ سے روایت ہے کہ وہ اس گھر میں داخل ہوئے، جس میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ محصور تھے اور اس نے سنا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے کچھ کہنے کی اجازت طلب کر رہے تھے، جب انہوں نے اجازت دی تو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے، اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی اور پھر کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا ہے، آپ فرما رہے تھے کہ ''تم میرے بعد فتنوں اور اختلافات کو پاؤ گے۔'' کسی آدمی نے کہا: اللہ کے رسول! اس وقت ہمارا کون ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اس امانت دار اور اس کے ساتھیوں کو لازم پکڑے رہنا۔'' آپ ﷺ یہ فرماتے ہوئے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کر رہے تھے۔

(١٢٢٤٢) تخريج: اسناده حسن، اخرجه الحاكم: ٣/ ٩٩، وابن ابي شيبة: ١٢/ ٥٠ (انظر: ٨٥٤١)

فوائد:...... سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت کے آخر میں جو فتنہ نمودار ہوا، اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اس میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ حق پر تھے اور یہی ان کو زیب دیتا تھا۔

(۱۲۲٤۳)۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: ذَكَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِتْنَةً فَمَرَّ رَجُلٌ فَقَالَ: ((يُقْتَلُ فِيهَا هٰذَا الْمُقَنَّعُ يَوْمَئِذٍ مَظْلُومًا۔)) قَالَ: فَنَظَرْتُ فَإِذَا هُوَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ۔ (مسند احمد: ۵۹۵۳)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک فتنہ کا ذکر کیا، اس دوران ایک آدمی کا وہاں سے گزر ہوا، اس کو دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان دنوں یہ آدمی، جو کپڑا اڈھانپ کر جا رہا ہے، مظلومیت کی حالت میں قتل ہوگا۔'' سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب میں نے جا کر دیکھا تو وہ آدمی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔

فوائد:...... یہ وہ فتنہ تھا، جو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخری ایام میں ظاہر ہوا اور اس کی انتہا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت کی صورت میں نکلی۔ ﴿إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔﴾

(۱۲۲٤٤)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنِ ابْنِ حَوَالَةَ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ جَالِسٌ فِي ظِلِّ دَوْمَةٍ، وَعِنْدَهُ كَاتِبٌ لَهُ يُمْلِي عَلَيْهِ، فَقَالَ: ((أَلَا أَكْتُبُكَ يَا ابْنَ حَوَالَةَ؟)) قُلْتُ: لَا أَدْرِي مَا خَارَ اللّٰهُ لِي وَرَسُولُهُ، فَأَعْرَضَ عَنِّي، وَقَالَ إِسْمَاعِيلُ مَرَّةً فِي الْأُولَى: ((نَكْتُبُكَ؟ يَا ابْنَ حَوَالَةَ!)) قُلْتُ: لَا أَدْرِي فِيمَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَأَعْرَضَ عَنِّي فَأَكَبَّ عَلَى كَاتِبِهِ يُمْلِي عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((أَنَكْتُبُكَ يَا ابْنَ حَوَالَةَ؟)) قُلْتُ: لَا أَدْرِي مَا خَارَ اللّٰهُ لِي وَرَسُولُهُ، وَفِي رِوَايَةٍ: ((نَكْتُبُكَ يَا ابْنَ حَوَالَةَ!)) قُلْتُ: لَا أَدْرِي فِيمَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَأَعْرَضَ عَنِّي فَأَكَبَّ عَلَى كَاتِبِهِ

سیدنا عبد اللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت آپ ﷺ ایک ٹیلہ کے سائے میں تشریف فرما تھے، ایک کاتب آپ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور آپ ﷺ اسے کچھ لکھوا رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابن حوالہ! کیا میں تیرا نام بھی لکھوا دوں۔'' میں نے کہا: میں اس بارے کچھ نہیں جانتا کہ اللہ اور اس کے رسول نے میرے لیے کیا پسند ہے؟ اس کے بعد آپ ﷺ نے مجھ سے اعراض کر لیا، اسماعیل راوی نے کہا: آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابن حوالہ! کیا ہم تیرا اندراج بھی کر لیں؟'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نہیں جانتا کہ کس چیز میں اندراج کیا جا رہا ہے، پس آپ ﷺ نے مجھے سے اعراض کر لیا، ایک روایت میں ہے: آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابن حوالہ! کیا ہم تیرا نام بھی لکھ لیں؟'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نہیں جانتا کہ کس

(۱۲۲٤۳) تخريج: صحيح لغيره، اخرجه الترمذي: ۳۷۰۸ (انظر: ۵۹۵۳)

(۱۲۲٤٤) تخريج: اسناده صحيح، اخرجه الطيالسي: ۱۲٤۹ (انظر: ۱۷۰۰٤)

يُمْلِي عَلَيْهِ، قَالَ: فَنَظَرْتُ فَإِذَا فِي الْكِتَابِ عُمَرُ فَقُلْتُ: إِنَّ عُمَرَ لَا يُكْتَبُ إِلَّا فِي خَيْرٍ، ثُمَّ قَالَ: ((أَنَكْتُبُكَ يَا ابْنَ حَوَالَةَ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ، فَقَالَ: ((يَا ابْنَ حَوَالَةَ! كَيْفَ تَفْعَلُ فِي فِتْنَةٍ تَخْرُجُ فِي أَطْرَافِ الْأَرْضِ، كَأَنَّهَا صَيَاصِي بَقَرٍ۔)) قُلْتُ: لَا أَدْرِي مَا خَارَ اللّٰهُ لِي وَرَسُولُهُ، قَالَ: ((وَكَيْفَ تَفْعَلُ فِي أُخْرٰى، تَخْرُجُ بَعْدَهَا كَأَنَّ الْأُولٰى فِيهَا انْتِفَاجَةُ أَرْنَبٍ؟)) قُلْتُ: لَا أَدْرِي مَا خَارَ اللّٰهُ لِي وَرَسُولُهُ، قَالَ: ((اتَّبِعُوا هٰذَا۔)) قَالَ: وَرَجُلٌ مُقَفٍّ حِينَئِذٍ، قَالَ: فَانْطَلَقْتُ فَسَعَيْتُ وَأَخَذْتُ بِمَنْكِبَيْهِ، فَأَقْبَلْتُ بِوَجْهِهِ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: هٰذَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ۔)) قَالَ: وَإِذَا هُوَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ۔ (مسند احمد: ۱۷۱۲۹)

چیز میں نام لکھے جا رہے ہیں، پس آپ ﷺ اپنے کاتب کی طرف متوجہ ہوئے اور اسے املاء کرواتے رہے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابن حوالہ! کیا ہم تیرا نام بھی لکھ لیں؟'' میں نے کہا: میں نہیں جانتا کہ اللہ اور اس کا رسول میرے لیے کیا پسند کر رہے ہیں، آپ ﷺ نے مجھ سے اعراض کر لیا اور اپنے کاتب پر متوجہ ہو کر لکھواتے رہے۔ پھر جب میں نے دیکھا تو اس کتاب میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا نام لکھا ہوا تھا، میں نے دل میں کہا: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا نام تو خیر والے امور میں ہی لکھا جا سکتا ہے، اتنے میں پھر آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''اے ابن حوالہ! کیا ہم تیرا نام بھی لکھ لیں؟'' میں نے کہا: جی ہاں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابن حوالہ! اس فتنے میں تو کیا کرے گا، جو گائے کے سینگوں کی طرح (بہت سخت اور مشکلات والا) ہو گا اور زمین کے اطراف و اکناف میں پھیل جائے گا؟'' میں نے کہا: میں نہیں جانتا کہ اللہ اور اس کے رسول میرے لیے کس چیز کو ترجیح دیتے ہیں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اچھا تو اس دوسرے فتنے میں کیا کرے گا، جو اس کے بعد رونما ہو گا اور (وہ اس قدر سخت ہو گا کہ پہلا تو اس کے مقابلے میں خرگوش کی چھلانگ (کی طرح بہت ہلکا اور مختصر) ہی نظر آئے گا؟'' میں نے کہا: مجھے پتہ نہیں ہے کہ اللہ اور اس کا رسول میرے لیے کیا پسند کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس وقت اس شخص کی پیروی کرنا۔'' اس وقت ایک آدمی جا رہا تھا اور اس کی پیٹھ ہماری طرف تھی، میں چلا اور دوڑا اور اس کے کندھوں کو پکڑ کر اس کو رسول اللہ ﷺ کی طرف متوجہ کیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! یہ آدمی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں۔'' پس وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔

فوائد: ...... اس حدیثِ مبارکہ میں دو فتنوں کی وضاحت کی گئی ہے، حدیث نمبر (۱۲۲۴۷) سے معلوم ہوتا ہے

کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے جس فتنے میں شہید ہونا تھا، اس سے مراد پہلا فتنہ تھا، اس فتنے کے بعد تو فتنوں کا ایسا تسلسل شروع ہوا کہ جس نے تھمنے کا نام تک نہیں لیا۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت میں عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

(١٢٢٤٥)۔ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ قَالَ: كُنَّا مُعَسْكِرِينَ مَعَ مُعَاوِيَةَ بَعْدَ قَتْلِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَقَامَ كَعْبُ بْنُ مُرَّةَ الْبَهْزِيُّ فَقَالَ: لَوْلَا شَيْءٌ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قُمْتُ هٰذَا الْمَقَامَ، فَلَمَّا سَمِعَ بِذِكْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْلَسَ النَّاسَ، فَقَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ مَرَّ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ عَلَيْهِ مُرَجِّلًا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَتَخْرُجَنَّ فِتْنَةٌ مِنْ تَحْتِ قَدَمَيْ، أَوْ مِنْ بَيْنِ رِجْلَيْ هٰذَا، هٰذَا يَوْمَئِذٍ وَمَنِ اتَّبَعَهُ عَلَى الْهُدٰى۔)) قَالَ: فَقَامَ ابْنُ حَوَالَةَ الْأَزْدِيُّ مِنْ عِنْدِ الْمِنْبَرِ، فَقَالَ: إِنَّكَ لَصَاحِبُ هٰذَا، قَالَ: نَعَمْ۔ قَالَ: وَاللّٰهِ إِنِّي لَحَاضِرٌ ذٰلِكَ الْمَجْلِسَ، وَلَوْ عَلِمْتُ أَنَّ لِي فِي الْجَيْشِ مُصَدِّقًا، كُنْتُ أَوَّلَ مَنْ تَكَلَّمَ بِهِ۔ (مسند احمد: ١٨٢٣٥)

جبیر بن نفیر سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ہم سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی معیت میں ایک لشکر میں تھے، سیدنا کعب بن مرہ بہزی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انھوں نے کہا: اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک بات نہ سنی ہوتی تو میں اس جگہ کھڑا نہ ہوتا، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سنا تو لوگوں کو بٹھا دیا۔ انہوں نے کہا: ایک دفعہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے کہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا وہاں سے گزر ہوا، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مستقبل میں اس آدمی کے قدموں سے ایک بہت بڑا فتنہ نمودار ہوگا، ان دنوں یہ شخص اور اس کے پیروکار ہدایت پر ہوں گے۔'' یہ سن کر سیدنا ابن حوالہ ازدی رضی اللہ عنہ منبر کے قریب سے اٹھے اور کہا: کیا تم نے یہ حدیث خود سنی تھی؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔ سیدنا ابن حوالہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! اس محفل میں میں بھی حاضر تھا، اگر مجھے معلوم ہوتا کہ اس لشکر میں کوئی میری تصدیق کرے گا تو سب سے پہلے میں یہ بات بیان کرتا۔

(١٢٢٤٦)۔ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، قَالَ: لَمَّا قُتِلَ عُثْمَانُ رضی اللہ عنہ قَامَ خُطَبَاءُ بِإِيلِيَاءَ، فَقَامَ مِنْ آخِرِهِمْ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ يُقَالُ

ابو قلابہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ پیش آیا تو ایلیاء میں کچھ خطباء کھڑے ہوئے اور انھوں نے کچھ بیان کیا، سب سے آخر میں سیدنا مرہ بن

(١٢٢٤٥) تخریج: اسنادہ صحیح، اخرجہ الطبرانی فی "الکبیر": ٢٠/ ٧٥٣ (انظر: ١٨٠٦٧)

(١٢٢٤٦) تخریج: حدیث صحیح، اخرجہ ابن ابی شیبۃ: ١٢/ ٤١ (انظر: ١٨٠٦٠)

لَهُ: مُرَّةُ بْنُ كَعْبٍ، فَقَالَ: لَوْلَا حَدِيثٌ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قُمْتُ، إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ فِتْنَةً، وَأَحْسَبُهُ قَالَ: فَقَرَّبَهَا، شَكَّ إِسْمَاعِيلُ، فَمَرَّ رَجُلٌ مُتَقَنِّعٌ، فَقَالَ: ((هٰذَا وَأَصْحَابُهُ يَوْمَئِذٍ عَلَى الْحَقِّ۔)) فَانْطَلَقْتُ فَأَخَذْتُ بِمَنْكِبِهِ، وَأَقْبَلْتُ بِوَجْهِهِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: هٰذَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ۔)) قَالَ: فَإِذَا هُوَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ۔ (مسند احمد: ۱۸۲۲۷)

کعب رضی اللہ عنہ نامی صحابی کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا: اگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک حدیث نہ سنی ہوتی تو میں یہاں کھڑا نہ ہوتا، رسول اللہ ﷺ نے ایک روز ایک فتنے کا ذکر کیا تھا اور اس کو قریب کر کے بیان کیا، (یعنی آپ ﷺ یہ فرمانا چاہ رہے تھے کہ وہ بہت جلد نمودار ہو جائے گا)، اتنے میں ایک آدمی کا وہاں سے گزر ہوا، اس نے کپڑا لپیٹا ہوا تھا، نبی کریم ﷺ نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ''ان دنوں یہ اور اس کے ساتھی حق پر ہوں گے۔'' میں آگے کو چلا اور اس آدمی کے کندھے پکڑ کر اس کا چہرہ رسول اللہ ﷺ کی طرف موڑا اور کہا: اللہ کے رسول! آپ کی مراد یہ آدمی ہے؟ آپ نے فرمایا: ''جی ہاں۔'' پس وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔

(۱۲۲٤۷)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ حَدَّثَنِي هَرَمِيُّ بْنُ الْحَارِثِ وَأُسَامَةُ بْنُ خُرَيْمٍ، وَكَانَا يُغَازِيَانِ فَحَدَّثَانِي حَدِيثًا، وَلَمْ يَشْعُرْ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا أَنَّ صَاحِبَهُ حَدَّثَنِيهِ عَنْ مُرَّةَ الْبَهْزِيِّ، قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ فِي طَرِيقٍ مِنْ طُرُقِ الْمَدِينَةِ، فَقَالَ: ((كَيْفَ تَصْنَعُونَ فِي فِتْنَةٍ، تَثُورُ فِي أَقْطَارِ الْأَرْضِ، كَأَنَّهَا صَيَاصِي بَقَرٍ؟)) قَالُوا: نَصْنَعُ مَاذَا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((عَلَيْكُمْ هٰذَا وَأَصْحَابَهُ، أَوِ اتَّبِعُوا هٰذَا وَأَصْحَابَهُ۔)) قَالَ: فَأَسْرَعْتُ حَتّٰى عَيِيتُ فَلَحِقْتُ الرَّجُلَ، فَقُلْتُ: هٰذَا؟ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: ((هٰذَا۔)) فَإِذَا هُوَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ فَقَالَ: ((هٰذَا وَأَصْحَابُهُ۔))

عبداللہ بن شقیق سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہرمی بن حارث اور اسامہ بن خریم دونوں نے مجھے علیحدہ علیحدہ بیان کیا اور ان دونوں میں سے کوئی نہیں جانتا تھا کہ اس نے مجھے بیان کیا ہے، وہ دونوں غزوہ میں شریک تھے، ان دونوں نے سیدنا مرہ بن کعب رضی اللہ عنہ بہزی سے بیان کیا اور انھوں نے کہا: ہم لوگ مدینہ کے راستوں میں سے ایک راستے پر نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس فتنہ میں تمہارا کیا حال ہوگا، جو زمین کے اطراف و اکناف میں گائے کے سینگوں کی مانند پھیل جائے گا؟'' صحابہ نے کہا: اللہ کے نبی! اس وقت ہم کیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اس آدمی اور اس کے ساتھیوں کو لازم پکڑنا۔'' سیدنا مرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں تیزی سے اس آدمی کی طرف بڑھا، یہاں تک کہ میں تھک گیا، بہر حال میں نے اس کو پا لیا اور پھر رسول اللہ ﷺ کی طرف مڑ کر میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ آدمی ہے؟ آپ ﷺ

(۱۲۲٤۷) تخریج: حدیث صحیح، اخرجه ابن ابی شیبة: ۱۲/ ٤٠ (انظر: ۲۰۳۷۲)

وَذَكَرَهُ (مسند احمد: ٢٠٦٤٣)

نے فرمایا: ”جی ہاں، یہی ہے۔“ وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔

(١٢٢٤٨)۔ عَنِ الزُّهْرِيِّ، حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ، أَخْبَرَهُ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ لَهُ: ابْنَ أَخِي! أَدْرَكْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: لَا، وَلٰكِنْ خَلَصَ إِلَيَّ مِنْ عِلْمِهِ وَالْيَقِينِ، مَا يَخْلُصُ إِلَى الْعَذْرَاءِ فِي سِتْرِهَا، قَالَ: فَتَشَهَّدَ ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ! فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ، فَكُنْتُ مِمَّنْ اسْتَجَابَ لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ، وَآمَنَ بِمَا بُعِثَ بِهِ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ هَاجَرْتُ الْهِجْرَتَيْنِ، كَمَا قُلْتُ، وَنِلْتُ صِهْرَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَبَايَعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَوَاللَّهِ! مَا عَصَيْتُهُ وَلَا غَشَشْتُهُ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ۔ (مسند احمد: ٤٨٠)

عبداللہ بن عدی بن خیار سے مروی ہے کہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: بھتیجے! کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو پایا ہے؟ میں نے کہا: جی نہیں، البتہ آپ ﷺ کی طرف سے علم اور یقین اس قدر صفائی کے ساتھ میرے پاس پہنچا ہے جیسے کسی پردہ نشین خاتون کے پاس اس کے پردہ میں بھی کوئی چیز پہنچ جاتی ہے۔ پھر انہوں نے خطبہ دیا، شہادتین کا اقرار کیا اور پھر کہا: أَمَّا بَعْدُ! بے شک اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا تھا اور میں ان لوگوں میں سے تھا، جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی بات کو قبول کیا اور میں اس دین پر ایمان لایا تھا، جس کے ساتھ محمد ﷺ کو مبعوث کیا گیا تھا، پھر میں نے دو ہجرتیں بھی کی۔ (ایک ہجرتِ حبشہ اور دوسری ہجرتِ مدینہ) اور مجھے رسول اللہ ﷺ کی دامادی کا شرف بھی حاصل ہوا اور میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے بیعت بھی کی، اللہ کی قسم! میں نے نہ کبھی رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی اور نہ آپ ﷺ سے خیانت کی، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دی۔

فوائد:...... سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ جو دعوی کر رہے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اس کو بدرجۂ اتم پورا کرنے والے تھے، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَأَرْضَاهُ۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ، دیکھیں حدیث نمبر (١٢٢٨٥)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ فِيْمَا خَصَّهُ بِهِ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فِي السِّرِّ

فصل دوم: رسول اللہ ﷺ نے خاص طور پر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو رازدارانہ باتیں کیں، ان کا بیان

(١٢٢٤٩)۔ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْجَسْرِيِّ، ابو عبد اللہ جسری سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں

(١٢٢٤٨) تخريج: اخرجه البخارى: ٣٦٩٦، ٣٨٧٢ (انظر: ٤٨٠)

(١٢٢٤٩) تخريج: اسناده ضعيف لضعف على بن عاصم الواسطى (انظر: ٢٦٢٦٩)

قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ، وَعِنْدَهَا حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ، فَقَالَتْ لِي: إِنَّ هٰذِهِ حَفْصَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ أَقْبَلَتْ عَلَيْهَا فَقَالَتْ: أَنْشُدُكِ اللّٰهَ أَنْ تُصَدِّقِينِي بِكَذِبٍ قُلْتُهُ، أَوْ تُكَذِّبِينِي بِصِدْقٍ قُلْتُهُ، تَعْلَمِينَ أَنِّي كُنْتُ أَنَا وَأَنْتِ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأُغْمِيَ عَلَيْهِ، فَقُلْتُ لَكِ: أَتَرَيْنَهُ قَدْ قُبِضَ؟ قُلْتِ: لَا أَدْرِي، فَأَفَاقَ فَقَالَ: ((افْتَحُوا لَهُ الْبَابَ۔)) ثُمَّ أُغْمِيَ عَلَيْهِ، فَقُلْتُ لَكِ: أَتَرَيْنَهُ قَدْ قُبِضَ؟ قُلْتِ: لَا أَدْرِي، ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ: ((افْتَحُوا لَهُ الْبَابَ۔)) فَقُلْتُ لَكِ: أَبِي أَوْ أَبُوكِ، قُلْتِ: لَا أَدْرِي، فَفَتَحْنَا الْبَابَ فَإِذَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ، فَلَمَّا أَنْ رَآهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((ادْنُهْ۔)) فَأَكَبَّ عَلَيْهِ فَسَارَّهُ بِشَيْءٍ لَا أَدْرِي أَنَا وَأَنْتِ مَا هُوَ؟ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ، فَقَالَ: ((أَفَهِمْتَ مَا قُلْتُ لَكَ؟)) قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: ((ادْنُهْ۔)) فَأَكَبَّ عَلَيْهِ أُخْرٰى مِثْلَهَا فَسَارَّهُ بِشَيْءٍ لَا نَدْرِي مَا هُوَ؟ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: ((أَفَهِمْتَ مَا قُلْتُ لَكَ؟)) قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: ((ادْنُهْ۔)) فَأَكَبَّ عَلَيْهِ إِكْبَابًا شَدِيدًا فَسَارَّهُ بِشَيْءٍ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ، فَقَالَ: ((أَفَهِمْتَ مَا قُلْتُ لَكَ؟)) قَالَ: نَعَمْ، سَمِعَتْهُ أُذُنِيَ وَوَعَاهُ قَلْبِي، فَقَالَ لَهُ: ((اخْرُجْ۔)) قَالَ: قَالَتْ حَفْصَةُ: اللّٰهُمَّ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں گیا، ان کے ہاں سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا بھی موجود تھیں، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ نے مجھے بتلایا کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا ہیں، پھر وہ ان کی طرف متوجہ ہوئیں اور کہا: میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر کہتی ہوں کہ اگر میں جھوٹ کہوں تو آپ نے میری تصدیق نہیں کرنی اور اگر میں سچ کہوں تو آپ نے میری تکذیب نہیں کرنی، کیا آپ جانتی ہیں کہ میں اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر غشی اور بے ہوشی طاری ہوگئی، میں نے تم سے کہا: تمہارا کیا خیال ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پرواز تو نہیں کرگئی؟ تم نے کہا تھا: مجھے تو اس بارے کوئی علم نہیں ہے، اتنے میں کچھ دیر کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ افاقہ ہوگیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کے لیے دروازہ کھول دو۔'' پھر آپ پر غشی طاری ہوگئی، میں نے تم سے کہا: دیکھیں، کہیں آپ کی روح تو پرواز نہیں کرگئی؟ تم نے کہا تھا: مجھے تو سمجھ نہیں آ رہی، اتنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو افاقہ ہوگیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کے لیے دروازہ کھول دو۔'' میں نے تم سے کہا تھا کہ میرے والد مراد ہیں یا تمہارے والد؟ تم نے کہا تھا: میں نہیں جانتی۔ پھر ہم نے دروازہ کھول دیا تو کیا دیکھا کہ وہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا تو فرمایا: ''قریب ہو جاؤ۔'' سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ آپ کے اوپر جھک گئے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ رازدارانہ بات کی، میں اور تم نہیں جانتی تھیں کہ وہ کیا بات تھی، پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنا سر اوپر اٹھالیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے تم سے جو کچھ کہا ہے، تم نے سمجھ لیا ہے؟'' انہوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ فرمایا: ''پھر قریب ہو جاؤ۔'' سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ دوبارہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر

نَعَمْ، أَوْ قَالَتْ: اَللّٰهُمَّ صِدْقٌ۔ (مسند احمد: ٢٦٧٩٩)

اسی طرح جھک گئے، جیسے پہلی دفعہ کیا تھا، پھر آپ ﷺ نے ان کے ساتھ چپکے سے کوئی بات کی، جس کے متعلق ہم نہیں جانتی کہ وہ کیا بات تھی۔ پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنا سر اٹھایا اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تم سے جو بات کہی ہے، تو نے اچھی طرح سمجھ لی ہے؟'' انہوں نے کہا: ''جی ہاں۔'' نبی کریم ﷺ نے تیسری مرتبہ پھر فرمایا: ''میرے قریب ہو جاؤ۔'' سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پہلے سے بھی زیادہ جھک گئے اور نبی کریم ﷺ نے پھر رازداری اور چپکے سے ان کے ساتھ کوئی بات کی، اس کے بعد انہوں نے اپنا سر اٹھالیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تم سے جو کچھ کہا ہے، کیا تم نے خوب سمجھ لیا ہے؟'' انہوں نے کہا: جی ہاں، میرے کانوں نے سنا ہے اور میرے دل نے سمجھ لیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''باہر چلے جاؤ۔'' یہ سب کچھ سن کر سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا: جی ہاں، یہ سب کچھ سچ ہے۔

(١٢٢٥٠)۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((ادْعُوا لِي بَعْضَ أَصْحَابِي۔)) قُلْتُ: أَبُو بَكْرٍ، قَالَ: ((لَا۔)) قُلْتُ: عُمَرُ، قَالَ: ((لَا۔)) قُلْتُ: ابْنُ عَمِّكَ عَلِيٌّ، قَالَ: ((لَا۔)) قَالَتْ: قُلْتُ: عُثْمَانُ، قَالَ: ((نَعَمْ۔)) فَلَمَّا جَاءَ قَالَ: تَنَحَّى جَعَلَ يُسَارُّهُ وَلَوْنُ عُثْمَانَ يَتَغَيَّرُ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الدَّارِ وَحُصِرَ فِيهَا قُلْنَا: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! أَلَا تُقَاتِلُ؟ قَالَ: لَا، إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَهِدَ إِلَيَّ عَهْدًا، وَإِنِّي صَابِرٌ نَفْسِي عَلَيْهِ۔ (مسند احمد: ٢٤٧٥٧)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے ایک صحابی کو بلاؤ۔'' میں نے کہا: سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے کہا: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے کہا: آپ کے چچا زاد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے کہا: سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں۔'' وہ آئے تو آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''تم ذرا ایک طرف ہو جاؤ۔'' پھر آپ ﷺ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ چپکے سے باتیں کرنا شروع کیں، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا رنگ فق ہونے لگا، پھر جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنے گھر میں محصور کر دیا گیا تو ہم نے کہا: اے امیر المومنین! آپ ان باغیوں کے ساتھ لڑتے کیوں نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

(١٢٢٥٠) تخريج: حديث صحيح، اخرجه الترمذي: ٣٧١١ (انظر: ٢٤٢٥٣)

''نہیں، میں لڑائی نہیں کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے اس بات کا عہد لیا تھا اور میں ان حالات پر اپنے آپ کو صابر ثابت کرنے والا ہوں۔

فوائد:...... سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ان احادیث کی روشنی میں اپنی مظلومانہ شہادت قبول کر لی اور امن والے شہر مدینہ منورہ میں انتقامی کاروائی کرنا گوارہ نہیں کیا۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ فِيْمَا جَاءَ فِيْ حَيَائِهٖ وَاسْتِحْيَاءِ الْمَلَائِكَةِ مِنْهُ رضی اللہ عنہ

فصل سوم: سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے شرم وحیاء اور فرشتوں کا ان سے شرمانے کا بیان

(۱۲۲۵۱)۔ عَنْ سَالِمٍ اَبِیْ جَمِیْعٍ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ: وَذَكَرَ عُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَشِدَّةَ حَيَائِهِ، فَقَالَ: إِنْ كَانَ لَيَكُونُ فِي الْبَيْتِ، وَالْبَابُ عَلَيْهِ مُغْلَقٌ، فَمَا يَضَعُ عَنْهُ الثَّوْبَ، لِيُفِيضَ عَلَيْهِ الْمَاءَ، يَمْنَعُهُ الْحَيَاءُ أَنْ يُقِيمَ صُلْبَهُ۔ (مسند احمد: ۵۴۳)

ابو جمیع سالم سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: حسن نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کے شدت حیا کا تذکرہ کیا اور کہا: وہ گھر میں ہوتے اور دروازہ بند ہوتا، تب بھی اپنے اوپر پانی ڈالنے کے لیے کپڑا نہیں اتارتے تھے اور حیاء کی وجہ سے وہ اپنی پشت کو سیدھا نہیں کر پاتے تھے۔

(۱۲۲۵۲)۔ عَنْ شَيْخٍ مِنْ بَجِيلَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي أَوْفَى يَقُولُ: اسْتَأْذَنَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعِنْدَهُ جَارِيَةٌ تَضْرِبُ بِالدُّفِّ فَدَخَلَ ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَدَخَلَ، ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَأَمْسَكَتْ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ عُثْمَانَ رَجُلٌ حَيِيٌّ۔)) (مسند احمد: ۱۹۳۲۳)

عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے ہاں ایک بچی دف بجا رہی تھی، اتنے میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اندر آنے کی اجازت طلب کی، پس وہ اندر آ گئے، ان کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے آنے کی اجازت طلب کی، وہ بھی داخل ہو گئے، ان کے بعد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے آنے کی اجازت طلب کی تو وہ لڑکی دف بجانے سے رک گئی، یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عثمان باحیا آدمی ہیں۔''

(۱۲۲۵۱) تخریج: رجالہ ثقات غیر سالم بن ابی جمیع، وثقہ ابن معین، وقال ابوداود: شیخ، وقال احمد: ارجو ان لایکون بہ بأس، وقال ابوزرعة: لین الحدیث، وقال الدارقطنی: لیس بمتروك حمل الناس عنہ (انظر: ۵۴۳)

(۱۲۲۵۲) تخریج: اسنادہ ضعیف لابهام الراوی عن ابن ابی اوفی، وقد صح قولہ ﷺ: "ان عثمان رجل حیی" من حدیث عائشة وعثمان (انظر: ۱۹۱۱۳)

(۱۲۲۵۳)۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ، أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْعَاصِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ، وَعُثْمَانَ حَدَّثَاهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رضی اللہ عنہ اسْتَأْذَنَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، وَهُوَ مُضْطَجِعٌ عَلَى فِرَاشِهِ، لَابِسٌ مِرْطَ عَائِشَةَ، فَأَذِنَ لِأَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہ وَهُوَ كَذٰلِكَ، فَقَضَى إِلَيْهِ حَاجَتَهُ ثُمَّ انْصَرَفَ، ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ فَأَذِنَ لَهُ وَهُوَ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ فَقَضَى إِلَيْهِ حَاجَتَهُ ثُمَّ انْصَرَفَ، قَالَ عُثْمَانُ رضی اللہ عنہ: ثُمَّ اسْتَأْذَنْتُ عَلَيْهِ فَجَلَسَ، وَقَالَ لِعَائِشَةَ رضی اللہ عنہا: ((اجْمَعِي عَلَيْكِ ثِيَابَكِ۔)) فَقَضَى إِلَيَّ حَاجَتِي ثُمَّ انْصَرَفْتُ قَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَا لِي لَمْ أَرَكَ فَزِعْتَ لِأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ كَمَا فَزِعْتَ لِعُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ؟ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ عُثْمَانَ رَجُلٌ حَيِيٌّ، وَإِنِّي خَشِيتُ إِنْ أَذِنْتُ لَهُ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ، أَنْ لَا يَبْلُغَ إِلَيَّ فِي حَاجَتِهِ۔)) وَقَالَ اللَّيْثُ: وَقَالَ جَمَاعَةُ النَّاسِ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: ((أَلَا أَسْتَحْيِي مِمَّنْ يَسْتَحْيِي مِنْهُ الْمَلَائِكَةُ))۔ (مسند احمد: ۲۵۷۳۱)

سیدنا سعید بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے مجھے بیان کیا کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی، نبی کریم ﷺ اس وقت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی چادر اوڑھے اپنے بستر پر لیٹے ہوئے تھے اور اسی حالت میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اندر آنے کی اجازت دے دی اور ان کی ضرورت پوری کر دی، ان کے چلے جانے کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اندر آنے کی اجازت طلب کی، انہیں اجازت دے دی گئی، جبکہ آپ ﷺ اسی حالت میں رہے، ان کی ضرورت پوری کر دی اور وہ چلے گئے، پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ آگئے اور انہوں نے حاضر ہونے کی اجازت طلب کی، اس بار آپ ﷺ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ''تم بھی اپنے کپڑے اچھی طرح اپنے اوپر سمیٹ لو، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے میری ضرورت پوری کی اور میں چلا گیا، یہ فرق دیکھ کر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ کے رسول! کیا وجہ ہے کہ آپ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی آمد پر وہ اہتمام نہیں کیا، جو عثمان رضی اللہ عنہ کی آمد پر کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عثمان رضی اللہ عنہ انتہائی شرم و حیا والے آدمی ہیں، اگر میں ان کو اسی حالت میں آنے کی اجازت دے دیتا تو مجھے اندیشہ تھا کہ وہ اپنی آمد کا مقصد بیان نہیں کر سکیں گے۔ راوی حدیث لیث کہتے ہیں: اہل علم کی ایک جماعت نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ''کیا میں ایسے آدمی سے حیا نہ کروں کہ جس سے اللہ کے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔''

(۱۲۲۵۳) تخریج: اخرجہ مسلم: ۲۴۰۲ (انظر: ۲۵۲۱۶)

(۱۲۲۵۴)۔ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ جَالِسًا كَاشِفًا عَنْ فَخِذِهِ، فَاسْتَأْذَنَ أَبُو بَكْرٍ فَأَذِنَ لَهُ وَهُوَ عَلٰى حَالِهِ، ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عُمَرُ فَأَذِنَ لَهُ وَهُوَ عَلٰى حَالِهِ، ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عُثْمَانُ فَأَرْخٰى عَلَيْهِ ثِيَابَهُ، فَلَمَّا قَامُوْا قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! اسْتَأْذَنَ عَلَيْكَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَأَذِنْتَ لَهُمَا وَأَنْتَ عَلٰى حَالِكَ، فَلَمَّا اسْتَأْذَنَ عُثْمَانُ أَرْخَيْتَ عَلَيْكَ ثِيَابَكَ، فَقَالَ: ((يَا عَائِشَةُ! أَلَا أَسْتَحْيِي مِنْ رَجُلٍ وَاللّٰهِ إِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَسْتَحْيِي مِنْهُ۔)) (مسند احمد: ۲۴۸۳۴)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے اور آپ ﷺ کی ران سے کپڑا ہٹا ہوا تھا، اتنے میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اندر آنے کی اجازت طلب کی، انہیں اجازت دے دی گئی اور آپ ﷺ اسی طرح بیٹھے رہے، ان کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے آنے کی اجازت طلب کی، انہیں بھی آنے کی اجازت دے دی گئی اور آپ ﷺ اسی طرح بیٹھے رہے، ان کے بعد جب عثمان رضی اللہ عنہ نے آنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے اپنے اوپر کپڑے کر لیے۔ جب سب لوگ چلے گئے تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی اور آپ نے ان حضرات کو آنے کی اجازت دے دی، جبکہ آپ اسی حالت میں ہی تشریف فرما رہے، لیکن جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے حاضر ہونے کی اجازت طلب کی تو آپ نے اپنے اوپر کپڑے کر لیے، اس فرق کی کیا وجہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ! کیا میں اس آدمی سے حیا نہ کروں، کہ اللہ کی قسم! جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔''

(۱۲۲۵۵)۔ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ، فَوَضَعَ ثَوْبَهُ بَيْنَ فَخِذَيْهِ، فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ فَأَذِنَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى هَيْئَتِهِ، ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ يَسْتَأْذِنُ فَأَذِنَ لَهُ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى هَيْئَتِهِ، وَجَاءَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَأَذِنَ لَهُمْ،

سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ ایک روز میرے پاس تشریف لائے اور آپ ﷺ نے اپنا کپڑا اپنی رانوں کے درمیان کرلیا، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور انہوں نے اندر آنے کی اجازت طلب کی، آپ ﷺ نے انہیں اجازت دے دی اور اپنی اسی حالت میں بیٹھے رہے، ان کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ آئے اور اندر آنے کی اجازت طلب کی، آپ ﷺ نے انہیں بھی اندر آنے کی اجازت دے دی اور ﷺ اپنی اسی حالت میں بیٹھے

(۱۲۲۵۴) تخريج: اخرجه مسلم: ۲۴۰۱ (انظر: ۲۴۳۳۰)

(۱۲۲۵۵) تخريج: صحيح لغيره، اخرجه ابويعلى: ۷۰۳۸، والطبراني في "الكبير": ۲۳/ ۳۵۵ (انظر: ۲۶۴۶۷)

وَجَاءَ عَلِيٌّ يَسْتَأْذِنُ فَأَذِنَ لَهُ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى هَيْئَتِهِ، ثُمَّ جَاءَ عُثْمَانُ فَاسْتَأْذَنَ فَتَجَلَّلَ ثَوْبَهُ ثُمَّ أَذِنَ لَهُ، فَتَحَدَّثُوْا سَاعَةً ثُمَّ خَرَجُوْا، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! دَخَلَ عَلَيْكَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعَلِيٌّ وَنَاسٌ مِنْ أَصْحَابِكَ وَأَنْتَ عَلٰى هَيْئَتِكَ لَمْ تَتَحَرَّكْ، فَلَمَّا دَخَلَ عُثْمَانُ تَجَلَّلْتَ ثَوْبَكَ، فَقَالَ: ((أَلَا أَسْتَحْيِي مِمَّنْ تَسْتَحْيِي مِنْهُ الْمَلَائِكَةُ۔)) (مسند احمد: ۲۷۰۰۰)

رہے، پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور اندر آنے کی اجازت طلب کی، انہیں بھی اجازت دی گئی اور اللہ کے رسول اپنی اسی حالت میں بیٹھے رہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ اور صحابہ آئے اور انھوں نے اندر آنے کی اجازت طلب کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بھی اجازت دے دی، جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی حالت پر تشریف فرما رہے، ان کے بعد جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور انہوں نے اندر آنے کی اجازت طلب کی، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کپڑوں کو سنبھال کر ترتیب دی اور اس کے بعد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو اندر آنے کی اجازت دی، یہ لوگ کچھ دیر باتیں کرتے رہے، اس کے بعد جب یہ لوگ اٹھ کر چلے گئے تو میں عائشہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! آپ کی خدمت میں سیدنا ابو بکر، سیدنا عمر، سیدنا علی اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم تشریف لائے، لیکن آپ نے کوئی حرکت نہ کی بلکہ اپنی اسی حالت میں بیٹھے رہے، لیکن جب جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ آئے تو آپ نے کپڑوں کو سمیٹ کر ترتیب دے دی، اس فرق کی کیا وجہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا میں ایسے شخص کا حیا نہ کروں کہ جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔''

فوائد:...... ان فرمودات نبویہ میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں ان کی توقیر کا بیان ہے، چونکہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ انتہائی حیادار تھے، ان کی طبیعت میں صفت حیا بدرجۂ اتم پائی جاتی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کی اس طبیعت کا لحاظ رکھا اور مزید سنجیدگی اختیار کی، ان احادیث سے مطلق طور پر سیدنا عثمان کا صدیق و فاروق پر افضل ہونا لازم نہیں آتا، کیونکہ یہ ان کی جزوی فضیلت ہے، جس کی وجہ سے وہ دوسرے صحابہ سے ممتاز تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ممتاز صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی آمد پر جو فرق کیا ہے، ہر سلیم الفطرت اور حیادار آدمی اس کو سمجھتا ہے۔

اَلْفَصْلُ الرَّابِعُ فِيْ صِفَتِهِ رضی اللہ عنہ وَذِكْرِ شَيْءٍ مِنْ خُطَبِهِ

فصل چہارم: سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی صفات اوران کے بعض خطبوں کا بیان

(۱۲۲۵٦)۔ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ، قَالَ: دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ، فَإِذَا أَنَا بِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مُتَّكِيءٌ عَلٰى رِدَائِهِ، فَأَتَاهُ سَقَّاءَ ان يَخْتَصِمَانِ إِلَيْهِ، فَقَضٰى بَيْنَهُمَا، ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ فَإِذَا رَجُلٌ حَسَنُ الْوَجْهِ بِوَجْنَتِهِ نَكَتَاتُ جُدَرِيٍّ، وَإِذَا شَعْرُهُ قَدْ كَسَا ذِرَاعَيْهِ۔ (مسند احمد: ٥٣٧)

حسن بن ابی حسن سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں مسجد میں داخل ہوا تو دیکھا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اپنی چادر پر ٹیک لگا کر بیٹھے تھے، اسی دوران دو آدمی جو لوگوں کو پانی پلانے کا کام کرتے، اپنے ایک جھگڑے کا فیصلہ کرانے کے لیے ان کی خدمت میں آئے، آپ نے ان کے درمیان فیصلہ کردیا، اس کے بعد میں آپ کے پاس آیا اور آپ کو بغور دیکھا، میں کیا دیکھتا ہوں کہ آپ خوبصورت چہرے والے آدمی تھے اور آپ کے رخسار پر چیچک کے کچھ داغ تھے اور آپ کے بالوں نے آپ کے بازوؤں کوڈھانپ رکھا تھا۔

(۱۲۲۵۷)۔ وَعَنْ أُمِّ مُوْسٰى قَالَتْ: كَانَ عُثْمَانُ (رضی اللہ عنہ) مِنْ اَجْمَلِ النَّاسِ۔ (مسند احمد: ٥٢٢)

ام موسیٰ سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ لوگوں میں بہت خوبصورت آدمی تھے۔

(۱۲۲۵۸)۔ وَعَنْ أُمِّ غُرَابٍ عَنْ بُنَانَةَ قَالَتْ: مَا خَضَبَ عُثْمَانُ قَطُّ۔ (مسند احمد: ٥٣٨)

بنانہ سے مروی ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے بالوں کو کبھی رنگا نہیں تھا۔

(۱۲۲۵۹)۔ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبَّادَ بْنَ زَاهِرٍ أَبَا رُوَاعٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَخْطُبُ فَقَالَ: إِنَّا وَاللّٰهِ! قَدْ صَحِبْنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِي السَّفَرِ وَالْحَضَرِ، وَكَانَ يَعُودُ مَرْضَانَا، وَيَتْبَعُ جَنَائِزَنَا، وَيَغْزُو مَعَنَا، وَيُوَاسِينَا

عباد بن زاہر سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو خطبہ دیتے ہوئے سنا، آپ نے کہا: ’’اللہ کی قسم! ہمیں سفر وحضر میں رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہنے کا شرف حاصل ہوا، آپ ﷺ ہمارے مریضوں کی عیادت کرتے تھے، ہمارے جنازوں میں شرکت کرتے تھے، ہمارے ساتھ مل کر لڑائی کرتے تھے اور کوئی چیز تھوڑی ہوتی یا زیادہ،

(۱۲۲۵٦) تخريج: اسناده ضعيف، ابو المقدام هشام بن زياد القرشي، ضعّفه ابن معين، والبخاري، وقال النسائي: متروك الحديث (انظر: ٥٣٧)

(۱۲۲۵۷) تخريج: اسناده حسن (انظر: ٥٢٢)

(۱۲۲۵۸) تخريج: اسناده ضعيف، ام غراب طلحه لا يعرف حالها (انظر: ٥٣٨)

(۱۲۲۵۹) تخريج: اسناده حسن، اخرجه البزار: ٤٠١ (انظر: ٥٠٤)

بِـالْقَلِيلِ وَالْكَثِيرِ ، وَإِنَّ نَاسًا يُعْلِمُونِي بِهِ، عَسٰى أَنْ لَا يَكُونَ أَحَدُهُمْ رَآهُ قَطُّ۔ (مسند احمد: ٥٠٤)

آپ ﷺ ہمیں اس میں شریک کیا کرتے تھے۔ اب کچھ لوگ مجھے آپ ﷺ کے بارے میں کچھ باتیں سکھاتے ہیں حالانکہ ہوسکتا ہے کہ ان میں سے کسی نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا تک نہ ہو۔

(١٢٢٦٠)۔ وَعَنِ الْحَسَنِ قَالَ: شَهِدْتُ عُثْمَانَ يَأْمُرُ فِي خُطْبَتِهِ بِقَتْلِ الْكِلَابِ وَذَبْحِ الْحَمَامِ۔ (مسند احمد: ٥٢١)

حسن سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا، آپ نے اپنے خطبہ میں کتوں کو قتل کرنے اور کبوتروں کو ذبح کرنے کا حکم دیا۔

اَلْبَابُ الثَّالِثُ فِي طَعْنِ بَعْضِ النَّاسِ فِي عُثْمَانَ وَالذَّبُّ عَنْهُ رضی اللہ عنہ

باب سوم: سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر بعض لوگوں کے اعتراضات اور ان کا دفاع

(١٢٢٦١)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنْ مِصْرَ يَحُجُّ الْبَيْتَ، قَالَ: فَرَاٰى قَوْمًا جُلُوسًا، فَقَالَ: مَنْ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمُ؟ فَقَالَ مَنْ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمُ؟ فَقَالُوْا: قُرَيْشٌ، قَالَ: فَمَنِ الشَّيْخُ فِيهِمْ؟ قَالُوْا: عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: يَا ابْنَ عُمَرَ! إِنِّي سَائِلُكَ عَنْ شَيْءٍ أَوْ أَنْشُدُكَ أَوْ نَشَدْتُكَ بِحُرْمَةِ هٰذَا الْبَيْتِ، أَتَعْلَمُ أَنَّ عُثْمَانَ فَرَّ يَوْمَ أُحُدٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَتَعْلَمُ أَنَّهُ غَابَ عَنْ بَدْرٍ فَلَمْ يَشْهَدْهُ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: وَتَعْلَمُ أَنَّهُ تَغَيَّبَ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَكَبَّرَ الْمِصْرِيُّ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: تَعَالَ أُبَيِّنْ لَكَ مَا سَأَلْتَنِي عَنْهُ، أَمَّا فِرَارُهُ يَوْمَ أُحُدٍ فَأَشْهَدُ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ عَفَا عَنْهُ وَغَفَرَ لَهُ، وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَدْرٍ فَإِنَّهُ كَانَتْ

عبداللہ بن موہب سے مروی ہے کہ ایک آدمی مصر سے بیت اللہ کا حج کرنے کے لیے آیا، اس نے کچھ لوگوں کو بیٹھے دیکھا اور ان کے بارے میں پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ لوگوں نے بتلایا کہ یہ قریشی ہیں، اس نے پوچھا کہ ان میں سب سے بزرگ شخص کا کیا نام ہے؟ لوگوں نے بتلایا کہ وہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس آدمی نے کہا: اے عبداللہ بن عمر! میں آپ سے ایک بات پوچھتا ہوں، یا اس نے یوں کہا میں آپ کو بیت اللہ کی حرمت کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں، کیا آپ جانتے ہیں کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ غزوۂ احد کے دن میدان جنگ سے فرار ہوگئے تھے؟ انہوں نے کہا: ہاں، اس نے پوچھا: کیا آپ جانتے ہیں کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر میں شریک نہیں ہوئے تھے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، اس نے مزید پوچھا: کیا آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بیعتِ رضوان میں بھی شامل نہیں تھے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔ یہ باتیں سن کر اس مصری نے خوشی کے طور پر اللہ اکبر کہا، اس کے اس انداز کو

(١٢٢٦٠) تخريج: اسناده ضعيف، مبارك بن فضالة ضَعَّفَهُ النسائي، اخرجه عبد الرزاق: ١٩٧٣٣ (انظر: ٥٢١)

(١٢٢٦١) تخريج: اخرجه البخاري: ٣١٣٠، ٣٦٩٨، ٤٠٦٦ (انظر: ٥٧٧٢)

تَحْتَهُ ابْنَةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّهَا مَرِضَتْ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَكَ أَجْرُ رَجُلٍ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمُهُ۔)) وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَوْ كَانَ أَحَدٌ أَعَزَّ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ عُثْمَانَ لَبَعَثَهُ، بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُثْمَانَ، وَكَانَتْ بَيْعَةُ الرِّضْوَانِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ عُثْمَانُ، فَضَرَبَ بِهَا يَدَهُ عَلٰى يَدِهِ وَقَالَ: ((هٰذِهِ لِعُثْمَانَ۔)) قَالَ: وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: اذْهَبْ بِهٰذَا الْآنَ مَعَكَ۔ (مسند احمد: ۵۷۷۲)

دیکھ کر سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ادھر آؤ ذرا، تو نے مجھ سے جو باتیں پوچھی ہیں، میں تجھ پر ان کی حقیقت واضح کرتا ہوں، جہاں تک احد کے دن ان کے فرار ہونے کی بات ہے تو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ نے ان کو معاف کر دیا ہے، جہاں تک غزوۂ بدر میں شامل نہ ہونے کی بات ہے تو تجھے معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی ان کے نکاح میں تھیں، ان دنوں وہ مریض تھیں، تو اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا: ''تمہیں شرکائے بدر کے برابر ثواب اور حصہ ملے گا۔'' باقی رہی ان کے بیعت رضوان سے غیر حاضری تو تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ اس وقت وادیٔ مکہ میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر اگر کوئی دوسرا آدمی معتبر ہوتا تو اللہ کے رسول ﷺ اسی کو اہل مکہ کی طرف نمائندہ بنا کر روانہ فرماتے۔ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنا نمائندہ بنا کر مکہ والوں کی طرف بھیجا تھا او ربیعت رضوان سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے جانے کے بعد ہوئی تھی، یہ وضاحت کر کے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ اس آدمی کے ہاتھ پر مارا اور کہا: یہ ہے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر اعتراضات کی حقیقت، اب اس کو اپنے ساتھ لے اور چلا جا۔

فوائد:...... غزوۂ احد میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو میدان چھوڑنا پڑ گیا تھا، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ خطا معاف کر دی تھی، جیسا کہ اگلی حدیث میں مذکورہ آیت سے معلوم ہو رہا ہے۔

غزوۂ بدر میں شرکت نہ کرنے کے باوجود سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو مال غنیمت میں سے حصہ عطا کرنا، یہ داماد رسول کا خصوصی امتیاز تھا۔

(۱۲۲۶۲)۔ عَنْ شَقِيقٍ، قَالَ: لَقِيَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ الْوَلِيدَ بْنَ عُقْبَةَ، فَقَالَ لَهُ الْوَلِيدُ: مَالِي أَرَاكَ قَدْ جَفَوْتَ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ

شقیق سے مروی ہے کہ سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی ولید بن عقبہ سے ملاقات ہوئی، ولید نے ان سے کہا: کیا بات ہے کہ آپ امیر المومنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ بے مروتی کا

(۱۲۲۶۲) تخریج: اسنادہ حسن، اخرجہ الطبرانی: ۱۳۵، والبزار: ۳۹۵ (انظر: ۴۹۰)

عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ؟ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: أَبْلِغْهُ أَنِّي لَمْ أَفِرَّ يَوْمَ عَيْنَيْنِ، قَالَ عَاصِمٌ: يَقُولُ: يَوْمَ أُحُدٍ، وَلَمْ أَتَخَلَّفْ يَوْمَ بَدْرٍ، وَلَمْ أَتْرُكْ سُنَّةَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: فَانْطَلَقَ فَخَبَّرَ ذٰلِكَ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: فَقَالَ: أَمَّا قَوْلُهُ إِنِّي لَمْ أَفِرَّ يَوْمَ عَيْنَيْنَ، فَكَيْفَ يُعَيِّرُنِي بِذَنْبٍ وَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُ؟ فَقَالَ: ﴿إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ﴾ وَأَمَّا قَوْلُهُ: إِنِّي تَخَلَّفْتُ يَوْمَ بَدْرٍ، فَإِنِّي كُنْتُ أُمَرِّضُ رُقَيَّةَ بِنْتَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ مَاتَتْ، وَقَدْ ضَرَبَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَهْمِي، وَمَنْ ضَرَبَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَهْمِهِ فَقَدْ شَهِدَ، وَأَمَّا قَوْلُهُ: إِنِّي لَمْ أَتْرُكْ سُنَّةَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَإِنِّي لَا أُطِيقُهَا وَلَا هُوَ فَأْتِهِ فَحَدِّثْهُ بِذٰلِكَ۔ (مسند احمد: ٤٩٠)

سلوک کرتے ہیں، سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: میری یہ بات ان تک پہنچا دو کہ میں یوم عینین یعنی احد کے دن فرار نہیں ہوا تھا اور نہ میں غزوۂ بدر میں پیچھے رہا اور نہ میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے طریقے کو ترک کیا ہے۔ اس کے بعد ولید، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان سے ان امور کا ذکر کیا، انہوں نے جواباً کہا: ان کا کہنا کہ میں (ابن عوف رضی اللہ عنہ) عینین یعنی احد کے دن فرار نہیں ہوا تھا، سوال یہ ہے کہ وہ مجھے ایسی کوتاہی پر کیوں عار دلاتے ہیں، جس کو اللہ تعالیٰ معاف کر چکا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ﴾ ...... ''بے شک وہ لوگ جو تم میں سے اس دن پیٹھ پھیر گئے جب دو جماعتیں بھڑیں، شیطان نے انھیں ان بعض اعمال ہی کی وجہ سے پھسلایا جو انھوں نے کیے تھے اور بلاشبہ یقیناً اللہ نے انھیں معاف کر دیا۔'' (سورۂ آل عمران: ۱۵۵) ان کا یہ کہنا کہ وہ غزوۂ بدر سے پیچھے نہیں رہے تھے تو میں تو سیدہ رقیہ بنتِ رسول رضی اللہ عنہا کی تیمارداری میں مصروف تھا اور انہیں دنوں وہ انتقال کر گئی تھیں اور اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے اسی قدر حصہ عطا فرمایا تھا، جس قدر شرکائے بدر کو دیا تھا، اب جس کو اللہ کے رسول ﷺ نے حصہ دیا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کو حاضر سمجھا گیا اور ان کا یہ کہنا کہ انھوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے طریقے کو ترک نہیں کیا، تو گزارش یہ ہے کہ میں اس کی استطاعت [1] نہیں رکھتا، تم جا کر یہ باتیں ان سے بیان کر دینا۔

[1] عمر رضی اللہ عنہ کے طریقہ کی طاقت نہیں، کا مطلب یہ ہے عمر فاروق رضی اللہ عنہ دنیا سے بہت زیادہ بے رغبت، آخرت کی بہت زیادہ فکر کرنے والے، رعایا پر بہت زیادہ مشفق، ان کا بہت زیادہ خیال رکھنے والے، مظلوم کو انصاف دلانے والے، خوف زدہ کو امن مہیا کرنے والے، دیندار اور اہل فضل کے لیے نہایت نرم اور ظلم و ستم کرنے والوں پر نہایت سخت تھے۔

عثمان غنی رضی اللہ عنہ کہنا چاہتے ہیں کہ اتنی اعلیٰ صفات اختیار کرنے کی میرے اندر طاقت نہیں ہے۔ [دیکھیں مسند محقق، جلد:۱، ص:۵۲۶] (عبداللہ رفیق)

فوائد:...... احد کے پاس ایک پہاڑ کا نام عَیْنَیْن ہے، یہ وہی پہاڑ ہے، جس پر تیر اندازوں کی ڈیوٹی لگائی گئی تھی، غزوۂ احد کو غزوہ عینین بھی کہتے ہیں۔

فَصْلٌ فِیْ بَرَاءَ ةِ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ مِنْ اِرَادَةِ عُثْمَانَ بِسُوْءٍ

فصل: سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بدخواہی کے الزام کی براءت

(۱۲۲۶۳)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیٍّ قَالَ: جَاءَ إِلٰی عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ نَاسٌ مِنَ النَّاسِ فَشَكَوْا سُعَاةَ عُثْمَانَ، قَالَ: فَقَالَ لِی أَبِی: اذْهَبْ بِهٰذَا الْكِتَابِ إِلٰی عُثْمَانَ، فَقُلْ لَهُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ شَكَوْا سُعَاتَكَ، وَهٰذَا أَمْرُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِی الصَّدَقَةِ، فَمُرْهُمْ فَلْيَأْخُذُوا بِهِ، قَالَ: فَأَتَيْتُ عُثْمَانَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ، قَالَ: فَلَوْ كَانَ ذَاكِرًا عُثْمَانَ بِشَیْءٍ لَذَكَرَهُ يَوْمَئِذٍ يَعْنِی بِسُوْءٍ۔ (مسند احمد: ۱۱۹۶)

محمد بن علی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: کچھ لوگ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے عاملوں کی شکایت کی، میرے والد سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا: تم یہ تحریر لے کر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاں جاؤ اور ان سے کہو کہ لوگ آپ کے عاملوں کی شکایتیں کر رہے ہیں، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقات کے بارے میں حکم ہے، انہیں حکم دیجئے کہ وہ اس کے مطابق صدقات وصول کریں، پس میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاں گیا اور ان سے اس بات کا ذکر کیا، اگر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں کچھ برا اظہار خیال کرنا ہوتا تو اسی دن کر دیتے۔

فوائد:...... صحیح بخاری کی روایت کے مطابق سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ تحریر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو واپس کر دی تھی۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا: ممکن ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو اس تحریر میں مندرج احکام کا علم ہو، اس لیے وہ اس کا مطالعہ کرنے سے مستغنی ہوں، حمیدی نے "الجمع" میں کہا: بعض راویوں نے ابن عیینہ کا یہ قول نقل کیا ہے: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس تو اس کے علاوہ کوئی چارۂ کار نہ تھا کہ وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو منع کریں، لیکن سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کی تحریر ان کو واپس کر دی، کیونکہ ان کو ان احکام کا علم تھا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے اقدام سے یہ ضرور پتہ چلتا ہے کہ حکام کی خیر خواہی کرنی چاہیے اور اس کے پیروکاروں میں پیدا ہونے والے فساد سے اس کو متنبہ کرنا چاہیے۔

اور یہ بھی احتمال ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے نزدیک ان کے عاملین پر کوئی اعتراض ثابت ہی نہ ہوا ہو، یا اگر ثابت ہوا ہو تو تدبیر کا تقاضا یہ ہو کہ عاملین پر فوراً انکار نہ کیا جائے، یا اس اعتراض کا تعلق مستحبات سے تھا، نہ کہ واجبات سے، اس لیے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بھی ان کو معذور سمجھا اور ان کے بارے میں برا اظہار خیال نہ کیا۔

(۱۲۲۶۳) تخریج: اخرجه البخاری: ۳۱۱۱ (انظر: ۱۱۹۶)

علامہ سندھی رحمہ اللہ نے کہا: ممکن ہے کہ یہ تحریر واپس کر دینے کی یہ وجہ ہو کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے سمجھا ہو کہ ان کے عاملین ان احکام پر عمل کر رہے ہیں، اس لیے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے، سو انھوں نے اس کو واپس کرنے کا حکم دے دیا اور انھوں نے جان لیا کہ لوگوں کی اس شکایت کا تعلق عمال کے ظلم سے نہیں ہے، بلکہ مال کی محبت اور انفاق کی کراہیت سے ہے، یا ممکن ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی رائے یہ ہو کہ واقعی ان عاملین کو معزول کر دینا چاہیے، اب ان کو یہ تحریر فائدہ نہیں دے گا، پس انھوں نے ان کو معزول کرنے کا ارادہ کر لیا، ان کا مقصد یہ نہیں تھا کہ وہ اس تحریر کے احکام پر عمل کرنے سے اعراض کر رہے ہیں، وہ ایسے گمان سے دور تھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اَلْبَابُ الرَّابِعُ فِيمَا وَقَعَ مِنَ الْحَوَادِثِ فِيْ اَيَّامِ خِلَافَتِهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

باب چہارم: سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دوران رونما ہونے والے بعض واقعات کا بیان

فَمِنْ ذٰلِكَ يَوْمُ الْجَرَعَةِ

جرعہ کے دن والا واقعہ

(١٢٢٦٤)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ الطَّائِيِّ، عَنْ أَبِي ثَوْرٍ قَالَ: بَعَثَ عُثْمَانُ يَوْمَ الْجَرَعَةِ بِسَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: فَخَرَجُوا إِلَيْهِ فَرَدُّوهُ، قَالَ: فَكُنْتُ قَاعِدًا مَعَ أَبِي مَسْعُودٍ وَحُذَيْفَةَ، فَقَالَ أَبُو مَسْعُودٍ: مَا كُنْتُ أَرٰى أَنْ يَرْجِعَ لَمْ يُهْرِقْ فِيهِ دَمًا، قَالَ: فَقَالَ حُذَيْفَةُ: وَلٰكِنْ قَدْ عَلِمْتُ لَتَرْجِعَنَّ عَلٰى عَقِبَيْهَا لَمْ يُهْرِقْ فِيهَا مَحْجَمَةَ دَمٍ، وَمَا عَلِمْتُ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا إِلَّا عَلِمْتُهُ وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيٌّ حَتّٰى إِنَّ الرَّجُلَ لَيُصْبِحُ مُؤْمِنًا ثُمَّ يُمْسِي مَا مَعَهُ مِنْهُ شَيْءٌ، وَيُمْسِي مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ مَا مَعَهُ مِنْهُ شَيْءٌ، يُقَاتِلُ فِتْنَتَهُ الْيَوْمَ، وَيَقْتُلُهُ اللّٰهُ غَدًا، يَنْكُسُ قَلْبُهُ تَعْلُوهُ

ابو ثور سے مروی ہے کہ "جرعہ" کے روز سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے سیدنا سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا، لیکن لوگ ان کی طرف آئے اور انہیں واپس کر دیا، میں (ابوثور) سیدنا ابو مسعود اور سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، سیدنا ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نہیں سمجھتا تھا کہ وہ بغیر خون بہائے یوں ہی واپس لوٹ آئے گا، ان کی بات سن کر سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: لیکن میں تو اچھی طرح جانتا تھا کہ یہ لشکر بغیر خون خرابہ کیے یوں ہی اپنی ایڑیوں پر واپس آ جائے گا، میں تو یہ بات اس وقت سے جانتا ہوں، جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حیات تھے، بلکہ یہاں تک حالات پیدا ہو جائیں گے کہ ایک آدمی ایمان کی حالت میں صبح کرے گا، لیکن جب شام ہوگی تو وہ ایمان سے فارغ ہو چکا ہوگا اور ایک آدمی ایمان کی حالت میں شام کرے گا، اور صبح تک اس کے پاس ایمان نام کی کوئی چیز باقی نہیں رہے گی، ایک آدمی اپنے ہی گروہ سے لڑائی کرے گا اور اگلے

(١٢٢٦٤) تخريج: اسناده محتمل للتحسين، اخرجه الطيالسي: ٤٣٢، والحاكم: ٤/ ٥٤٦، والطبراني في "الكبير": ١٧/ ٧٠٣ (انظر: ٢٣٣٤٨)

اسْتُهُ، قَالَ: فَقُلْتُ: أَسْفَلُهُ، قَالَ: اسْتُهُ۔ (مسند احمد: ۲۳۷۳۸)

دن اللہ تعالیٰ اسے قتل کر دے گا اور اس کے دل کو الٹ دے گا اور اس کی دبر اس کے اوپر ہوگی۔ میں نے کہا: نچلی والی طرف اوپر ہوگی؟ انھوں نے کہا: دبر کہہ رہا ہوں، دبر۔

فوائد:...... کوفہ کے پاس ایک مقام کا نام جرعہ ہے، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں یہاں ایک فتنہ پیش آیا تھا۔

حافظ ابن کثیر "البداية والنهاية" میں اس واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: مقصود یہ ہے کہ سیدنا سعید بن عاص رضی اللہ عنہ مدینہ واپس آ گئے اور فتنہ ختم ہو گیا، اس چیز سے اہل کوفہ کو تعجب ہوا اور انھوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا کہ وہ سیدنا ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کو ان کا مسئول بنا دیں، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کے عذر اور شبہے کو ختم کرنے کے لیے ایسے ہی کیا تھا۔

(۱۲۲۶۵)۔ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ: قَالَ جُنْدُبٌ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْجَرَعَةِ، وَثَمَّ رَجُلٌ قَالَ: فَقَالَ: وَاللّٰهِ! لَيُهْرَاقَنَّ الْيَوْمَ دِمَاءٌ، قَالَ: قَالَ الرَّجُلُ: كَلَّا، وَاللّٰهِ! قَالَ: هَلَّا قُلْتَ بَلٰى وَاللّٰهِ! قَالَ: كَلَّا وَاللّٰهِ! إِنَّهُ لَحَدِيثُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنِيهِ، قَالَ: قُلْتُ: وَاللّٰهِ! إِنِّي لَأُرَاكَ جَلِيسَ سَوْءٍ مُنْذُ الْيَوْمِ تَسْمَعُنِي أَحْلِفُ، وَقَدْ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَنْهَانِي، قَالَ: ثُمَّ قُلْتُ: مَالِي وَلِلْغَضَبِ، قَالَ: فَتَرَكْتُ الْغَضَبَ وَأَقْبَلْتُ أَسْأَلُهُ، قَالَ: وَإِذَا الرَّجُلُ حُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمَانِ رضی اللہ عنہ۔ (مسند احمد: ۲۳۷۸۰)

جندب سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جرعہ والے دن وہاں ایک آدمی تھا، اس نے کہا: اللہ کی قسم! آج ضرور ضرور کشت وخون ہوگا، اس کی بات سن کر ایک اور آدمی نے کہا: اللہ کی قسم! ہرگز نہیں، پہلا شخص کہنے لگا: تم نے یوں کیوں نہیں کہا کہ اللہ کی قسم ہاں ضرورت کشت وخون ہوگا؟ دوسرے نے کہا: اللہ کی قسم! ایسا ہرگز نہیں ہوگا، یہ رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث ہے، جو آپ نے مجھ سے خود بیان کی تھی، میں نے کہا: آج آپ میرے برے ہم نشین ہیں۔ میں ایک بات کی قسم اٹھا رہا ہوں اور آپ مجھے سن بھی رہے ہیں، جبکہ اس بارے میں تو نے رسول اللہ ﷺ کی حدیث بھی سنی ہوئی ہے اور مجھے آپ روک بھی نہیں رہے۔ پھر میں نے سوچا کہ اس میں غصہ کرنے کی کیا ضرورت ہے، چنانچہ میں نے ناراضگی دور کر دی اور میں اس ساتھی کی طرف لپکا اور اس سے سوال کرنے لگ گیا۔ پھر پتا چلا کہ وہ آدمی حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ تھے۔

(۱۲۲۶۵) تخريج: اخرجه مسلم: ۲۸۹۳ (انظر: ۲۳۳۸۸)

وَمِنْ ذٰلِكَ نَفْيُ اَبِيْ ذَرٍّ ؓ اِلَى الرَّبَذَةِ
سیدنا ابوذر ؓ کی ربذہ کی طرف شہر بدری

(۱۲۲۶۶)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ، عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ ؓ قَالَ: كُنْتُ اَخْدِمُ النَّبِيَّ ﷺ ثُمَّ آتِي الْمَسْجِدَ، إِذَا أَنَا فَرَغْتُ مِنْ عَمَلِي فَأَضْطَجِعُ فِيهِ، فَأَتَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا وَأَنَا مُضْطَجِعٌ فَغَمَزَنِي بِرِجْلِهِ فَاسْتَوَيْتُ جَالِسًا، فَقَالَ لِي: ((يَا أَبَا ذَرٍّ! كَيْفَ تَصْنَعُ إِذَا أُخْرِجْتَ مِنْهَا؟)) فَقُلْتُ: أَرْجِعُ إِلَى مَسْجِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِلَى بَيْتِي، قَالَ: ((فَكَيْفَ تَصْنَعُ إِذَا أُخْرِجْتَ؟)) فَقُلْتُ: إِذَنْ آخُذَ بِسَيْفِي فَأَضْرِبَ بِهِ مَنْ يُخْرِجُنِي، فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ عَلَى مَنْكِبِي، فَقَالَ: ((غَفْرًا، يَا أَبَا ذَرٍّ! ثَلَاثًا، بَلْ تَنْقَادُ مَعَهُمْ حَيْثُ قَادُوكَ، وَتَنْسَاقُ مَعَهُمْ حَيْثُ سَاقُوكَ، وَلَوْ عَبْدًا أَسْوَدَ۔)) قَالَ أَبُو ذَرٍّ: فَلَمَّا نُفِيتُ إِلَى الرَّبَذَةِ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ، فَتَقَدَّمَ رَجُلٌ أَسْوَدُ، كَانَ فِيهَا عَلَى نَعَمِ الصَّدَقَةِ، فَلَمَّا رَآنِي أَخَذَ لِيَرْجِعَ وَلِيُقَدِّمَنِي فَقُلْتُ: كَمَا أَنْتَ، بَلْ أَنْقَادُ لِأَمْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (مسند احمد: ۲۱۶۱۵)

سیدنا ابوذر ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نبی ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا اور پھر میں مسجد میں آ جاتا تھا اور اپنے کام سے فارغ ہو کر لیٹ جاتا، ایک دن میں لیٹا ہوا تھا کہ نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے، آپ ﷺ نے اپنے پاؤں مبارک سے مجھے تھوڑا سا دبایا، میں سیدھا ہو کر بیٹھ گیا، آپ نے فرمایا: ''ابوذر! اس وقت تیرا کیا حال ہوگا، جب تجھے اس شہر سے نکال دیا جائے گا۔'' میں نے کہا: میں اپنے نبی کی مسجد اور اپنے گھر میں رہ لوں گا۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تجھے یہاں سے نکال دیا جائے گا تو تیرا کیا حال ہوگا؟'' میں نے کہا: میں اپنی تلوار سونت لوں گا اور جو مجھے نکالے گا، میں اس پر تلوار چلا دوں گا، نبی کریم ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک میرے کندھے پر رکھ دیا اور فرمایا: ''ابوذر! معاف کرنا، آپ ﷺ نے تین بار یہ جملہ دوہرایا اور پھر فرمایا: بلکہ وہ تمہیں جس طرف لے کر چلیں، تم ان کی اطاعت کرنا اور وہ تمہیں جس طرف ہانکیں، اسی طرف چل پڑنا، خواہ وہ سیاہ فام غلام ہی کیوں نہ ہو؟'' ابوذر ؓ کہتے ہیں: جب مجھے ربذہ کی جانب دھکیل دیا گیا اور نماز کی اقامت ہوئی تو ایک سیاہ فام آدمی نماز پڑھانے کے لیے آگے بڑھا، وہ وہاں پر بیت المال کے اونٹوں پر مامور تھا، جب اس نے مجھے دیکھا تو وہ مجھے آگے کرنے کے لیے خود پیچھے کو آنے لگا، لیکن میں نے اسے کہا: تم اپنی جگہ پر رہو (اور نماز پڑھاؤ)، میں رسول اللہ ﷺ کے حکم کی اطاعت کروں گا۔

(۱۲۲۶۶) تخریج: اسناده ضعیف، اسماعیل بن عیاش ضعیف فی روایته عن غیر اهل بلده، وهذه منها، وشهر بن حوشب ضعیف (انظر: ۲۱۲۹۱)

(۱۲۲۶۷)۔ حَدَّثَنَا هَاشِمٌ قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ، قَالَ: ثَنَا شَهْرٌ، قَالَ: حَدَّثَتْنِي أَسْمَاءُ بِنْتُ يَزِيدَ أَنَّ أَبَا ذَرٍّ الْغِفَارِيَّ كَانَ يَخْدُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِذَا فَرَغَ مِنْ خِدْمَتِهِ أَوٰى إِلَى الْمَسْجِدِ، فَكَانَ هُوَ بَيْتَهُ يَضْطَجِعُ فِيهِ، فَدَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْجِدَ لَيْلَةً، فَوَجَدَ أَبَا ذَرٍّ نَائِمًا مُنْجَدِلًا فِي الْمَسْجِدِ، فَنَكَتَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرِجْلِهِ حَتَّى اسْتَوٰى جَالِسًا، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَلَا أَرَاكَ نَائِمًا؟)) قَالَ أَبُو ذَرٍّ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَأَيْنَ أَنَامُ، هَلْ لِي مِنْ بَيْتٍ غَيْرُهُ؟ فَجَلَسَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ: ((كَيْفَ أَنْتَ إِذَا أَخْرَجُوكَ مِنْهُ۔)) قَالَ: إِذَنْ أَلْحَقَ بِالشَّامِ، فَإِنَّ الشَّامَ أَرْضُ الْهِجْرَةِ، وَأَرْضُ الْمَحْشَرِ، وَأَرْضُ الْأَنْبِيَاءِ، فَأَكُونُ رَجُلًا مِنْ أَهْلِهَا، قَالَ لَهُ: ((كَيْفَ أَنْتَ إِذَا أَخْرَجُوكَ مِنَ الشَّامِ؟)) قَالَ: إِذَنْ أَرْجِعَ إِلَيْهِ فَيَكُونَ هُوَ بَيْتِي وَمَنْزِلِي، قَالَ لَهُ: ((كَيْفَ أَنْتَ إِذَا أَخْرَجُوكَ مِنْهُ الثَّانِيَةَ؟)) قَالَ: إِذَنْ آخُذَ سَيْفِي فَأُقَاتِلَ عَنِّي حَتّٰى أَمُوتَ، قَالَ: فَكَشَّرَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَثْبَتَهُ بِيَدِهِ، قَالَ: ((أَدُلُّكَ عَلَى خَيْرٍ

سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت سے فارغ ہونے کے بعد وہ مسجد میں چلے جاتے، بس مسجد ہی ان کا گھر تھا، وہ وہاں لیٹ جاتے، ایک رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے اور ان کو مسجد زمین پر لیٹے ہوئے پایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاؤں مبارک سے ان کو ذرا دبایا، وہ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: ''میں تمہیں یہاں سوتے دیکھ رہا ہوں؟'' سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کے رسول! کیا میر ااس کے سوا کوئی اور گھر ہے؟ میں یہاں نہ سوؤں تو کہاں سوؤں؟ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس بیٹھ گئے اور ان سے فرمایا: ''اس وقت تیرا کیا حال ہوگا، جب لوگ تجھے یہاں سے نکال دیں گے؟'' انہوں نے کہا: میں شام کی طرف چلا جاؤں گا، کیونکہ شام ارض ہجرت ہے، ارض محشر اور انبیائے کرام کا علاقہ ہے، اس طرح میں وہاں کا باشندہ بن جاؤں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب لوگ تجھے شام سے بھی نکال دیں گے تو تمہارا کیا حال ہوگا؟'' انہوں نے کہا: تب میں مدینہ کی طرف واپس آ جاؤں گا، یہی میرا گھر اور یہی میرا ٹھکانہ ہوگا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب لوگ تمہیں دوسری مرتبہ یہاں سے بھی نکال دیں گے تو تمہارا کیا حال ہوگا؟ انہوں نے کہا: تب میں اپنی تلوار اٹھا لوں گا اور مرتے دم تک اپنا دفاع کروں گا، ان کی یہ بات سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیئے اور اپنا ہاتھ مبارک ان پر رکھا اور فرمایا: ''کیا میں تمہیں اس سے بہتر کام نہ بتلا دوں؟'' انہوں نے کہا: اے اللہ کے نبی! ضرور فرمائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ تمہیں جہاں لے کر

(۱۲۲۶۷) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف شہر بن حوشب، اخرجہ الطبرانی فی ''الکبیر'': ۱۶۲۳ (انظر: ۲۷۵۸۸)

مِنْ ذٰلِكَ؟)) قَالَ: بَلٰى ، بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَنْقَادُ لَهُمْ حَيْثُ قَادُوكَ، وَتَنْسَاقُ لَهُمْ حَيْثُ سَاقُوكَ، حَتّٰى تَلْقَانِي وَأَنْتَ عَلٰى ذٰلِكَ۔))

(مسند احمد: ۲۸۱٤٠)

جائیں، ان کے ساتھ چلتے رہنا، یہاں تک کہ اسی حالت میں تم مجھ سے آ ملنا۔''

فوائد:...... حقیقت حال یہ تھی کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ابتدائی چھ برسوں میں فتوحات کی وسعت اور مال غنیمت کی فراوانی نے عیش و تنعم کو عام کر دیا، شام کا ملک اس دنیاداری سے سب سے زیادہ متاثر تھا، سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ برملا ان امراء اور دولت مندوں کے خلاف وعظ کرتے رہتے تھے، جس سے نظام حکومت میں خلل پڑتا تھا، اس لیے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی استدعا پر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو مدینہ بلوا لیا، مگر اب مدینہ بھی وہ اگلا مدینہ نہ رہا تھا، بیرونی لوگوں کے بڑے بڑے محل تیار ہو چکے تھے، اس لیے سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے یہاں سے بھی دل برداشتہ ہو کر ربذہ نام کے ایک گاؤں میں اقامت اختیار کی۔

اَلْبَابُ الْخَامِسُ فِيْ حِصَارِ عُثْمَانَ وَمَا قَالَ لَهُ وَمَا قِيْلَ لَهُ وَفِيْهِ فُصُوْلٌ

باب پنجم: سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ اور اس موقع پر ان کی طرف سے اور ان سے کی جانے والی گفتگو کا بیان اس باب کی کئی فصلیں ہیں

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ فِيْ عَطْفِ بَعْضِ الصَّحَابَةِ عَلٰى عُثْمَانَ يَوْمَ الدَّارِ

فصل اول: محاصرہ کے دنوں میں بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف میلان رکھنے کا بیان

(۱۲۲٦۸)۔ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ أَنَّهُ دَخَلَ عَلٰى عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهُوَ مَحْصُورٌ، فَقَالَ: إِنَّكَ إِمَامُ الْعَامَّةِ، وَقَدْ نَزَلَ بِكَ مَا تَرٰى، وَإِنِّي أَعْرِضُ عَلَيْكَ خِصَالًا ثَلَاثًا اخْتَرْ إِحْدَاهُنَّ، إِمَّا أَنْ تَخْرُجَ

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ محصور ہو چکے تھے، میں ان کی خدمت میں گیا اور کہا: آپ لوگوں کے امام اور حاکم ہیں اور آپ کے ساتھ جو حالات پیش آ چکے ہیں، وہ بھی آپ کے سامنے ہیں، میں آپ کے سامنے تین صورتیں پیش کرتا ہوں، آپ ان سے کسی

(۱۲۲٦۸) تخریج: اسناده ضعيف لانقطاعه، محمد بن عبد الملك قتل سنة ۱۳۲ هـ، والمغيرة بن شعبة مات سنة ٥٠ هـ، فيبعد ان يسمع منه، ولذا قال ابن حجر: وما اظن ان روايته عن المغيرة الا مرسلة، أخرجه البخاري في "التاريخ الكبير": ۱/ ۱٦۳ (انظر: ٤٨۱)

فَتُقَاتِلَهُمْ، فَإِنَّ مَعَكَ عَدَدًا وَقُوَّةً وَأَنْتَ عَلَى الْحَقِّ وَهُمْ عَلَى الْبَاطِلِ، وَإِمَّا أَنْ نَخْرِقَ لَكَ بَابًا سِوَى الْبَابِ الَّذِي هُمْ عَلَيْهِ، فَتَقْعُدَ عَلَى رَوَاحِلِكَ، فَتَلْحَقَ بِمَكَّةَ فَإِنَّهُمْ لَنْ يَسْتَحِلُّوكَ وَأَنْتَ بِهَا، وَإِمَّا أَنْ تَلْحَقَ بِالشَّامِ، فَإِنَّهُمْ أَهْلُ الشَّامِ، وَفِيهِمْ مُعَاوِيَةُ، فَقَالَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَمَّا أَنْ أَخْرُجَ فَأُقَاتِلَ فَلَنْ أَكُونَ أَوَّلَ مَنْ خَلَفَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أُمَّتِهِ بِسَفْكِ الدِّمَاءِ، وَأَمَّا أَنْ أَخْرُجَ إِلَى مَكَّةَ، فَإِنَّهُمْ لَنْ يَسْتَحِلُّونِي بِهَا، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((يُلْحِدُ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ بِمَكَّةَ يَكُونُ عَلَيْهِ نِصْفُ عَذَابِ الْعَالَمِ۔)) فَلَنْ أَكُونَ أَنَا إِيَّاهُ، وَأَمَّا أَنْ أَلْحَقَ بِالشَّامِ، فَإِنَّهُمْ أَهْلُ الشَّامِ، وَفِيهِمْ مُعَاوِيَةُ، فَلَنْ أُفَارِقَ دَارَ هِجْرَتِي، وَمُجَاوَرَةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (مسند احمد: ٤٨١)

ایک کا انتخاب کر لیں، یا تو آپ باہر نکل کر ان باغیوں سے لڑائی کریں، آپ کے پاس طاقت ہے اور بہت سے افراد آپ کے ساتھ ہیں، اس سے بڑھ کر یہ کہ آپ حق پر ہیں اور ان لوگوں کا موقف باطل ہے، دوسری صورت یہ ہے کہ وہ لوگ جس دروازے پر موجود ہیں، اسے چھوڑ کر آپ گھر کی کسی دیوار میں راستہ بنا کر باہر نکل جائیں اور اپنی سواری پر سوار ہو کر مکہ پہنچ جائیں، یہ وہاں آپ کو مارنے کی جسارت نہیں کریں گے، تیسری صورت یہ ہے کہ آپ بلاد شام کی طرف چلے جائیں، وہ لوگ اہل شام ہونے کی وجہ سے اچھے ہیں، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ بھی وہاں موجود ہیں، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ باتیں سن کر کہا: رہا مسئلہ تمہارے بیان کردہ پہلی صورت کا کہ میں باہر نکل کر قتال کروں، تو یہ نہیں ہوسکتا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے پہلا خون بہانے والا بنوں، دوسری صورت کہ میں مکہ مکرمہ چلا جاؤں، کیونکہ یہ لوگ وہاں مجھے قتل نہیں کریں گے، تو گزارش ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''ایک قریشی آدمی مکہ میں الحاد کا مرتکب ہوگا، ساری دنیا کا نصف عذاب صرف اس ایک آدمی کو دیا جائے گا۔'' پس میں وہ آدمی نہیں بنوں گا اور تمہاری بیان کردہ تیسری صورت کہ میں سرزمین شام کی طرف چلا جاؤں کہ شام والے لوگ اچھے ہیں اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ بھی وہاں موجود ہیں ہیں، تو گزارش ہے کہ میں اپنی ہجرت گاہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوس کو نہیں چھوڑوں گا۔''

(١٢٢٦٩)۔ عَنِ ابْنِ أَبْزٰى، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ حِينَ حُصِرَ: إِنَّ عِنْدِي نَجَائِبَ

ابن ابزیٰ سے روایت ہے کہ جب سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو محصور کر دیا گیا تو سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: میرے پاس عمدہ قسم کی اونٹنیاں ہیں، میں نے ان کو آپ

(١٢٢٦٩) تخريج: اسناده ضعيف، ومتنه منكر شبه موضوع، اخرجه البزار: ٣٧٥ (انظر: ٤٦١)

قَدْ أَعْدَدْتُهَا لَكَ ، فَهَلْ لَكَ أَنْ تَحَوَّلَ إِلَى مَكَّةَ؟ فَيَأْتِيَكَ مَنْ أَرَادَ أَنْ يَأْتِيَكَ ، قَالَ: لَا ، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((يُلْحِدُ بِمَكَّةَ كَبْشٌ مِنْ قُرَيْشٍ اسْمُهُ عَبْدُ اللّٰهِ ، عَلَيْهِ مِثْلُ نِصْفِ أَوْزَارِ النَّاسِ۔)) (مسند احمد: ٤٦١)

کے لیے تیار کر رکھا ہے، اگر آپ چاہیں تو مکہ تشریف لے چلیں، اس کے بعد جو آپ کے پاس آنے کا ارادہ رکھتا ہوگا، وہ آ کر مل لے گا؟ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''مکہ مکرمہ میں عبد اللہ نامی ایک قریشی آدمی الحاد کرے گا، اس پر تمام لوگوں کے گناہوں کے نصف کے بقدر گناہ ہوں گے۔''

فوائد:...... حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے یہ حدیث قلم بند کرنے کے بعد(البداية : ٨/ ٣٣٩) میں کہا: یہ حدیث ''منکر جدا'' ہے، اس کی سند میں ضعف ہے، یعقوب بن القمی میں شیعیت ہے، اس قسم کے راوی کا تفرد قبول نہیں ہوتا، اگر اس حدیث کو صحیح فرض کر بھی لیں تو اس سے مراد سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نہیں ہیں، کیونکہ وہ خصائلِ حمیدہ سے متصف تھے اور ان کی امارت اللہ تعالیٰ کے لیے تھی، پھر معاویہ بن یزید کے بعد بہر صورت حاکم بننا ان ہی کا حق تھا اور وہ مروان بن حکم سے زیادہ اہل تھے۔''

(١٢٢٧٠)۔ وَعَنْ أَبِي سَهْلَةَ أَنَّ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ يَوْمَ الدَّارِ حِيْنَ حُصِرَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَهِدَ إِلَيَّ عَهْدٌ فَأَنَا صَابِرٌ عَلَيْهِ ، قَالَ قَيْسٌ: فَكَانُوْ يَرَوْنَهُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ۔ (مسند احمد: ٥٠١)

ابو سہلہ سے روایت ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ جب گھر میں محصور کر دیئے گئے تو انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے ایک عہد لیا تھا، میں اسی پر کار بند رہوں گا۔ قیس نے کہا: اس دن لوگ عثمان رضی اللہ عنہ کو حسرت سے دیکھ رہے تھے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِي فِي اِنْقِيَادِ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ لِكِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَاِعْتِذَارِهِ وَبَيَانِهِ لِلنَّاسِ وَتَعْدَادِ مَنَاقِبِهِ

فصل دوم: سیدنا عثمان کا اللہ تعالیٰ کی کتاب کا مطیع ہونا، ان کا لوگوں کے سامنے عذر خواہی کرنا اور لوگوں کے سامنے اس کی وضاحت کرنا اور ان کے مناقب

(١٢٢٧١)۔ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِيْهِ ، أَنَّ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِنْ وَجَدْتُمْ فِي كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ أَنْ تَضَعُوْا رِجْلِي فِي الْقَيْدِ فَضَعُوْهَا۔ (مسند احمد: ٥٢٤)

سعد سے مروی ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: ''اگر تمہیں کتاب اللہ میں سے یہ اجازت ملتی کہ تم میرے پاؤں میں بیڑیاں ڈال دو تو تم ایسا کر سکتے ہو۔''

(١٢٢٧٠) تخريج: اسناده حسن ، اخرجه ابن ماجه: ١١٣ ، والترمذى: ٣٧١١ (انظر: ٥٠١)

(١٢٢٧١) تخريج: صحيح (انظر: ٥٢٤)

(۱۲۲۷۲)۔ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ حَزْنِ الْقُشَيْرِيِّ قَالَ: شَهِدْتُ الدَّارَ يَوْمَ أُصِيبَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَاطَّلَعَ عَلَيْهِمْ اطِّلَاعَةً، فَقَالَ: ادْعُوا لِي صَاحِبَيْكُمُ اللَّذَيْنِ أَلَّبَاكُمْ عَلَيَّ، فَدُعِيَا لَهُ فَقَالَ: نَشَدْتُكُمَا اللّٰهَ أَتَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ ضَاقَ الْمَسْجِدُ بِأَهْلِهِ، فَقَالَ: ((مَنْ يَشْتَرِي هٰذِهِ الْبُقْعَةَ مِنْ خَالِصِ مَالِهِ؟ فَيَكُونَ فِيهَا كَالْمُسْلِمِينَ، وَلَهُ خَيْرٌ مِنْهَا فِي الْجَنَّةِ۔)) فَاشْتَرَيْتُهَا مِنْ خَالِصِ مَالِي، فَجَعَلْتُهَا بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ، وَأَنْتُمْ تَمْنَعُونِي أَنْ أُصَلِّيَ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قَالَ: أَنْشُدُكُمُ اللّٰهَ أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ لَمْ يَكُنْ فِيهَا بِئْرٌ يُسْتَعْذَبُ مِنْهُ إِلَّا رُومَةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ يَشْتَرِيهَا مِنْ خَالِصِ مَالِهِ؟ فَيَكُونَ دَلْوُهُ فِيهَا كَدُلِيِّ الْمُسْلِمِينَ، وَلَهُ خَيْرٌ مِنْهَا فِي الْجَنَّةِ؟)) فَاشْتَرَيْتُهَا مِنْ خَالِصِ مَالِي، فَأَنْتُمْ تَمْنَعُونِي أَنْ أَشْرَبَ مِنْهَا، ثُمَّ قَالَ: هَلْ تَعْلَمُونَ أَنِّي صَاحِبُ جَيْشِ الْعُسْرَةِ؟ قَالُوا: اللّٰهُمَّ نَعَمْ۔ (مسند احمد: ۵۵۵)

ثمامہ بن حزن قشیری سے مروی ہے کہ جس روز سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا، میں اس روز ان کے مکان پر حاضر تھا، عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی طرف جھانک کر کہا: لوگو تم اپنے ان دو سرکردہ آدمیوں کو بلاؤ، جنہوں نے تمہیں میرے خلاف اکسایا ہے۔ پس جب انہیں بلایا گیا تو انھوں نے کہا: میں آپ لوگوں کو اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں آیا تم جانتے ہو کہ جب اللہ کے رسول ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے اور نمازیوں کے لیے مسجد تنگ ہوگئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا کوئی ایسا آدمی ہے جو اپنے خالص مال سے اس قطعہ زمین کو خرید کر مسجد میں شامل کردے اور اس کا اس قطعۂ زمین پر کوئی استحقاق نہ ہو، بلکہ وہ عام مسلمانوں کی طرح ہی اس پر حق رکھتا ہو اور اسے اس کے عوض جنت میں اس سے بہتر جگہ ملے گی۔'' تو میں نے اپنے خالص ذاتی مال سے وہ قطعہ خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کردیا، لیکن اب حال یہ ہے کہ تم لوگ مجھے اس مسجد میں دو رکعت نماز پڑھنے سے بھی روکتے ہو۔ پھر کہا: میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو رومہ کے کنوئیں کے علاوہ کوئی کنواں شیریں پانی کا نہیں تھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کون ہے جو اپنے ذاتی مال سے یہ کنواں خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کردے اور اس میں اس کا حصہ بھی عام مسلمانوں کی طرح ہی ہو، اس کے عوض اس کے لیے جنت میں اس سے بہتر کنواں ہوگا۔'' تو میں نے یہ کنوں اپنے ذاتی مال سے خریدا تھا، لیکن اب حال یہ ہے کہ تم مجھے اس سے پانی تک پینے نہیں دیتے۔ پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تم جانتے ہو کہ میں جیش العسرۃ یعنی غزوہ تبوک

(۱۲۲۷۲) تخریج: اسنادہ حسن، اخرجہ الترمذی: ۳۷۰۳، والنسائی: ۶/ ۲۳۵ (انظر: ۵۵۵)

کے لشکر کو تیار کرنے والا ہوں؟ لوگوں نے کہا: اللہ گواہ ہے کہ یہ سب باتیں درست ہیں۔

فوائد:...... یہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے گوناگوں مناقب ہیں۔

(۱۲۲۷۳)۔ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: أَشْرَفَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنَ الْقَصْرِ وَهُوَ مَحْصُورٌ، فَقَالَ: أَنْشُدُ بِاللّٰهِ مَنْ شَهِدَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حِرَاءٍ إِذِ اهْتَزَّ الْجَبَلُ فَرَكَلَهُ بِقَدَمِهِ ثُمَّ قَالَ: ((اسْكُنْ حِرَاءُ لَيْسَ عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ أَوْ صِدِّيقٌ أَوْ شَهِيدٌ۔)) وَأَنَا مَعَهُ، فَانْتَشَدَ لَهُ رِجَالٌ، قَالَ: أَنْشُدُ بِاللّٰهِ مَنْ شَهِدَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ، إِذْ بَعَثَنِي إِلَى الْمُشْرِكِينَ إِلَى أَهْلِ مَكَّةَ، قَالَ: ((هٰذِهِ يَدِي وَهٰذِهِ يَدُ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔)) فَبَايَعَ لِي؟ فَانْتَشَدَ لَهُ رِجَالٌ، قَالَ: أَنْشُدُ بِاللّٰهِ مَنْ شَهِدَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ يُوَسِّعُ لَنَا بِهٰذَا الْبَيْتِ فِي الْمَسْجِدِ بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ؟)) فَابْتَعْتُهُ مِنْ مَالِي فَوَسَّعْتُ بِهِ الْمَسْجِدَ، فَانْتَشَدَ لَهُ رِجَالٌ، قَالَ: وَأَنْشُدُ بِاللّٰهِ مَنْ شَهِدَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ جَيْشِ الْعُسْرَةِ، قَالَ: ((مَنْ يُنْفِقُ الْيَوْمَ نَفَقَةً مُتَقَبَّلَةً؟)) فَجَهَّزْتُ نِصْفَ الْجَيْشِ مِنْ

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ محصور تھے، تو وہ مکان کے اوپر سے جھانکے اور کہا: لوگو! میں تم کو اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم میں سے کوئی اس وقت موجود تھا، جب اللہ کے رسول ﷺ حراء پر تھے اور پہاڑ جھومنے لگ گیا تھا، آپ ﷺ نے اپنا قدم مبارک پہاڑ پر مار کر فرمایا تھا: ''اے حراء! ٹھہر جا، تیرے اوپر صرف نبی، صدیق یا شہید موجود ہیں۔'' اس وقت میں آپ ﷺ کے ساتھ تھا، کئی لوگوں نے ان کی تصدیق کی۔ پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اللہ کا واسطہ دے کر اس آدمی سے پوچھتا ہوں، جو بیعت رضوان کے دن حاضر تھا اور اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے مشرکین مکہ کی طرف قاصد بنا کر روانہ کیا تھا اور آپ ﷺ نے بیعت لیتے اور کرتے وقت فرمایا تھا: ''یہ میرا ہاتھ ہے اور یہ عثمان کا ہاتھ ہے۔'' یعنی آپ ﷺ نے میری طرف سے بیعت لی تھی، کئی لوگوں نے اس بات کی بھی تصدیق کی، پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اس آدمی کو اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں، جو اللہ کے رسول ﷺ کے پاس اس وقت موجود ہو، جب آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ''کون ہے جو مسجد کے ساتھ والے گھر کو خرید کر مسجد میں شامل کرے اور اسے اس کے عوض جنت میں گھر ملے گا۔'' تو میں نے اپنے ذاتی مال سے وہ جگہ خرید کر مسجد کو وسیع کر دیا تھا، بہت سے لوگوں نے اس دعوے کی بھی تصدیق کی، پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اس

(۱۲۲۷۳) تخریج: حدیث صحیح، اخرجه الترمذی: ۳۶۹۹، والنسائی: ٦/ ۲۳٦، وعلقه البخاری: ۲۷۷۸ (انظر: ٤۲۰)

مَالِي، قَالَ: فَانْتَشَدَ لَهُ رِجَالٌ، وَأَنْشُدُ بِاللّٰهِ مَنْ شَهِدَ رُومَةَ يُبَاعُ مَاؤُهَا ابْنَ السَّبِيلِ؟ فَابْتَعْتُهَا مِنْ مَالِي فَأَبَحْتُهَا لِابْنِ السَّبِيلِ، قَالَ: فَانْتَشَدَ لَهُ رِجَالٌ۔ (مسند احمد: ٤٢٠)

آدمی کو اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں، جو جیش العسرہ یعنی غزوہ تبوک کے لشکر کے موقع پر موجود تھا، آپ ﷺ نے فرمایا تھا: ''کون ہے، جو آج اللہ کی راہ میں خرچ کرے اور اس کا یہ عمل اللہ کے ہاں مقبول ہو۔'' تو میں نے اپنے ذاتی مال سے آدھے لشکر کی ضروریات کا انتظام کر دیا تھا، بہت سے لوگوں نے اس منقبت کی بھی تصدیق کی۔ پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھا کہ کیا کوئی جانتا ہے کہ رومہ کا پانی مسافروں کو قیمتاً دیا جاتا تھا، میں نے اپنے ذاتی مال سے اسے خرید کر مسافروں کے لیے وقف کر دیا تھا۔ بہت سے لوگوں نے اس کی بھی تصدیق کی۔

فوائد:...... معلوم ہوا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہیں، کیونکہ آپ ﷺ نے ان کی شہادت کی پیشین گوئی کر دی تھی۔

(١٢٢٧٤)۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ، قَالَ: كُنَّا مَعَ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهُوَ مَحْصُورٌ فِي الدَّارِ، فَدَخَلَ مَدْخَلًا كَانَ إِذَا دَخَلَهُ يَسْمَعُ كَلَامَهُ مَنْ عَلَى الْبَلَاطِ، قَالَ: فَدَخَلَ ذٰلِكَ الْمَدْخَلَ وَخَرَجَ إِلَيْنَا، فَقَالَ: إِنَّهُمْ يَتَوَعَّدُونِي بِالْقَتْلِ آنِفًا، قَالَ: قُلْنَا: يَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ!، قَالَ: وَبِمَ يَقْتُلُونَنِي؟ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِءٍ مُسْلِمٍ إِلَّا بِإِحْدٰى ثَلَاثٍ رَجُلٌ كَفَرَ بَعْدَ إِسْلَامِهِ، أَوْ زَنٰى بَعْدَ إِحْصَانِهِ، أَوْ قَتَلَ نَفْسًا فَيُقْتَلُ بِهَا۔)) فَوَاللّٰهِ! مَا أَحْبَبْتُ أَنَّ لِي بِدِينِي بَدَلًا مُنْذُ هَدَانِي اللّٰهُ، وَلَا زَنَيْتُ فِي جَاهِلِيَّةٍ وَلَا

ابوامامہ بن سہل سے مروی ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں محصور تھے، وہ اپنے گھر کے ایک ایسے مقام میں آئے، جہاں سے آواز باہر سنی جا سکتی تھی، وہ اس جگہ پر گئے اور ہماری طرف جھانکا اور کہا: اب یہ لوگ مجھے قتل کی دھمکیاں دیتے ہیں، ہم نے کہا: اے امیر المومنین! ان کے مقابلے میں آپ کے لیے اللہ کافی ہے، انہوں نے پھر کہا: یہ لوگ مجھے کیونکر قتل کریں گے، جبکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کسی مسلمان کا خون ان تین صورتوں کے علاوہ کسی بھی صورت میں حلال نہیں: کوئی آدمی اسلام قبول کرنے کے بعد مرتد ہو جائے، یا شادی شدہ ہو کر زنا کرے، یا کسی کو قتل کر دے تو اسے اس کے بدلے میں قتل کر دیا جائے۔'' اللہ کی قسم! اللہ نے جب سے مجھے ہدایت دی ہے، میں نے اپنے دین کے مقابلے میں کسی دین کو پسند نہیں کیا، اور میں نے قبل

(١٢٢٧٤) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، اخرجه ابوداود: ٤٥٠٢، وابن ماجه: ٢٥٣٣، والترمذي: ٢١٥٨، والنسائي: ٧/ ٩١ (انظر: ٤٣٧)

فِی إِسْلَامٍ قَطُّ، وَلَا قَتَلْتُ نَفْسًا، فَبِمَ يَقْتُلُونَنِي؟ (مسند احمد: ٤٣٧)

از اسلام یا بعد از اسلام کبھی بھی زنا نہیں کیا اور نہ ہی میں نے کسی کو قتل کیا ہے، پھر یہ لوگ میرے قتل کے درپے کیوں ہیں؟

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ فِیْ سَوَالِ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ وَمُعَاتَبَتِهِ اِيَّاهُ

فصل سوم: سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے ایک سوال کرنا اوران کا ان کو ڈانٹنا

(١٢٢٧٥)۔ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ رَبِّهِ، حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ عَبِيدَةَ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مُجَبَّرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَشْرَفَ عَلَى الَّذِينَ حَصَرُوهُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ فَلَمْ يَرُدُّوا عَلَيْهِ، فَقَالَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَفِي الْقَوْمِ طَلْحَةُ؟ قَالَ طَلْحَةُ: نَعَمْ، قَالَ: فَإِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، أُسَلِّمُ عَلَى قَوْمٍ أَنْتَ فِيهِمْ فَلَا تَرُدُّونَ، قَالَ: قَدْ رَدَدْتُ، قَالَ: مَا هٰكَذَا الرَّدُّ أُسْمِعُكَ وَلَا تُسْمِعُنِي يَا طَلْحَةُ! أَنْشُدُكَ اللّٰهَ أَسَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((لَا يُحِلُّ دَمَ الْمُسْلِمِ إِلَّا وَاحِدَةٌ مِنْ ثَلَاثٍ، أَنْ يَكْفُرَ بَعْدَ إِيمَانِهِ، أَوْ يَزْنِيَ بَعْدَ إِحْصَانِهِ، أَوْ يَقْتُلَ نَفْسًا فَيُقْتَلَ بِهَا۔)) قَالَ: اللّٰهُمَّ نَعَمْ، فَكَبَّرَ عُثْمَانُ فَقَالَ: وَاللّٰهِ! مَا أَنْكَرْتُ اللّٰهَ مُنْذُ عَرَفْتُهُ، وَلَا زَنَيْتُ فِي جَاهِلِيَّةٍ وَلَا إِسْلَامٍ، وَقَدْ تَرَكْتُهُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ تَكَرُّهًا وَفِي الْإِسْلَامِ تَعَفُّفًا، وَمَا قَتَلْتُ نَفْسًا يَحِلُّ بِهَا قَتْلِي۔ (مسند احمد: ١٤٠٢)

مجبر کہتے ہیں: جن لوگوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے مکان کا محاصرہ کیا ہوا تھا، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے مکان کے اوپر سے ان کی طرف جھانک کر انہیں سلام کہا، لیکن ان لوگوں نے سلام کا جواب نہیں دیا، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تم لوگوں میں سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ موجود ہیں؟ سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: جی ہاں، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، میں لوگوں کو سلام کہہ رہا ہوں، جبکہ تم ان میں موجود ہو اور تم سلام کا جواب نہیں دے رہے؟ یہ کس قدر افسوسناک بات ہے، سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: جی میں نے جواب دیا ہے، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: طلحہ! جواب اس طرح نہیں دیا جاتا، تم میری آواز سن رہے ہو اور میں تمہاری آواز نہیں سن رہا، اچھا طلحہ! میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا تھا کہ ''اِن تین صورتوں کے علاوہ کسی بھی صورت میں کسی مسلمان کا خون بہانا جائز نہیں: ایمان کے بعد کفر کرنا یعنی مرتد ہو جاتا، شادی شدہ ہو کر زنا کرنا، یا کسی کو قتل کرنا، قتل کے بدلے قاتل کو قتل کر دیا جائے گا۔'' سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ گواہ ہے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سنی ہے، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ اکبر، میں نے جب سے اللہ کو پہچانا ہے، میں نے اس کا انکار نہیں کیا، اور نہ میں نے جاہلیت کے دور میں زنا کیا اور نہ اسلام قبول کرنے کے بعد، میں تو قبل از اسلام بھی اس کو انتہائی ناپسند سمجھتا تھا اور بعد از اسلام گناہ

(١٢٢٧٥) تخريج: حسن لغيره (انظر: ١٤٠٢)

سے بچتے ہوئے میں نے اس کا ارتکاب نہیں کیا اور میں نے کسی ایسی جان کو قتل نہیں کیا، جس کے بدلے میں مجھے قتل کیا جائے۔

(۱۲۲۷۶)۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: شَهِدْتُ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ يَوْمَ حُوصِرَ فِي مَوْضِعِ الْجَنَائِزِ، وَلَوْ أُلْقِيَ حَجَرٌ لَمْ يَقَعْ إِلَّا عَلَى رَأْسِ رَجُلٍ، فَرَأَيْتُ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ أَشْرَفَ مِنَ الْخَوْخَةِ الَّتِي تَلِي مَقَامَ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَام، فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ! أَفِيكُمْ طَلْحَةُ؟ فَسَكَتُوا، ثُمَّ قَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ! أَفِيكُمْ طَلْحَةُ؟ فَسَكَتُوا، ثُمَّ قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! أَفِيكُمْ طَلْحَةُ؟ فَقَامَ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ، فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ رضی اللہ عنہ: أَلَا أَرَاكَ هَاهُنَا، مَا كُنْتُ أُرَى أَنَّكَ تَكُونُ فِي جَمَاعَةٍ تَسْمَعُ نِدَائِي آخِرَ ثَلَاثِ مَرَّاتٍ، ثُمَّ لَا تُجِيبُنِي، أَنْشُدُكَ اللّٰهَ يَا طَلْحَةُ! تَذْكُرُ يَوْمَ كُنْتُ أَنَا وَأَنْتَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي مَوْضِعِ كَذَا وَكَذَا، لَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِهِ غَيْرِي وَغَيْرُكَ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَقَالَ لَكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا طَلْحَةُ! إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَمَعَهُ مِنْ أَصْحَابِهِ رَفِيقٌ مِنْ أُمَّتِهِ مَعَهُ فِي الْجَنَّةِ، وَإِنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ هٰذَا يَعْنِينِي رَفِيقِي مَعِي فِي الْجَنَّةِ۔)) قَالَ طَلْحَةُ: اَللّٰهُمَّ نَعَمْ، ثُمَّ انْصَرَفَ۔ (مسند احمد: ۵۵۲)

اسلم سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جن دنوں میں عثمان رضی اللہ عنہ محصور تھے، میں اس جگہ تھا، جہاں جنازے پڑھے جاتے ہیں، اور لوگوں کا ازدحام اس قدر تھا کہ اگر پتھر پھینکا جاتا تو وہ کسی نہ کسی کے سر پر لگتا، میں نے دیکھا کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے مکان کے اس سوراخ سے باہر کو جھانکا جو مقام جبریل علیہ السلام سے متصل ہے، انہوں نے کہا: لوگو! کیا تمہارے درمیان طلحہ موجود ہیں؟ لوگ خاموش رہے، انھوں نے پھر کہا: لوگو! کیا تمہارے اندر طلحہ موجود ہیں؟ لوگ خاموش رہے، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے تیسری بار کہا: لوگو! کیا تمہارے اندر طلحہ موجود ہیں؟ بالآخر سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ اٹھ کھڑے ہوئے، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: کیا میں تمہیں ان لوگوں میں نہیں دیکھ رہا؟ میں نہیں سمجھتا تھا کہ تم کسی جماعت کے اندر ہو اور میں تمہیں تین بار پکاروں اور تم جواب تک نہ دو؟ طلحہ! اب میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تمہیں یاد ہے کہ ایک روز میں اور تم فلاں مقام پر رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے، میرے اور تمہارے سوا آپ ﷺ کے ہمراہ کوئی دوسرا ساتھی نہ تھا، سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: جی ہاں، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ نے تم سے کہا تھا: ''طلحہ! ہر نبی کا اس کی امت میں سے ایک صحابی جنت میں اس نبی کا ساتھی ہوگا اور یہ عثمان بن عفان جنت میں میرا رفیق ہوگا۔'' طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ گواہ ہے، مجھے یاد ہے، اس کے بعد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ واپس اتر گئے۔

(۱۲۲۷۶) تخريج: اسناده ضعيف، القاسم بن حكم الانصارى، وقال ابو حاتم: مجهول، وليّنه الحافظ ابن حجر، وابوعبادة عيسى بن عبد الرحمن، ضعّفه البخارى والنسائى وابن حبان، وقال ابو حاتم: منكر الحديث، ضعيف الحديث، اخرجه البزار: ۳۷٤ (انظر: ۵۵۲)

اَلْفَصْلُ الرَّابِعُ فِي رُؤْيَا عُثْمَانَ وَإِخْبَارِهِ بِيَوْمِ قَتْلِهِ وَاسْتِعْدَادِهِ لِذٰلِكَ وَصَبْرِهِ رضی اللہ عنہ

فصل چہارم: سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا خواب اور اپنے قتل کے دن سے دوسروں کو مطلع کرنا اور شہادت کی تیاری اور صبر کا بیان

(١٢٢٧٧)۔ عَنْ نَائِلَةَ بِنْتِ الْفَرَافِصَةِ امْرَأَةِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَتْ: نَعَسَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عُثْمَانُ، فَأَغْفَى فَاسْتَيْقَظَ فَقَالَ: لَيَقْتُلُنَّنِي الْقَوْمُ، قُلْتُ: كَلَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَمْ يَبْلُغْ ذَاكَ إِنَّ رَعِيَّتَكَ اسْتَعْتَبُوكَ، قَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَنَامِي وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، فَقَالُوا: تُفْطِرُ عِنْدَنَا اللَّيْلَةَ۔ (مسند احمد: ٥٣٦)

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی بیوی سیدہ نائلہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ امیر المومنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو اونگھ آئی اور سو گئے، پھر جب بیدار ہوئے تو انھوں نے کہا: یہ لوگ یقیناً مجھے قتل کر ڈالیں گے، میں نے کہا: ان شاء اللہ ہرگز نہیں، ابھی تک ایسا معاملہ نہیں ہے، آپ کی رعایا آپ کو محض ڈرا دھمکا رہی ہے، انہوں نے کہا: میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے، انہوں نے کہا ہے کہ آج رات تم ہمارے ہاں روزہ افطار کرو گے۔

(١٢٢٧٨)۔ عَنْ مُسْلِمٍ أَبِي سَعِيدٍ مَوْلٰى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ أَعْتَقَ عِشْرِينَ مَمْلُوكًا، وَدَعَا بِسَرَاوِيلَ، فَشَدَّهَا عَلَيْهِ وَلَمْ يَلْبَسْهَا فِي جَاهِلِيَّةٍ وَلَا إِسْلَامٍ، وَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَارِحَةَ فِي الْمَنَامِ، وَرَأَيْتُ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَإِنَّهُمْ قَالُوا لِي: اصْبِرْ فَإِنَّكَ تُفْطِرُ عِنْدَنَا الْقَابِلَةَ، ثُمَّ دَعَا بِمُصْحَفٍ فَنَشَرَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقُتِلَ وَهُوَ بَيْنَ يَدَيْهِ۔ (مسند احمد: ٥٢٦)

ابو سعید مسلم سے مروی ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے بیس غلام آزاد کیے اور شلوار منگوا کر پہن لی، اس سے پہلے آپ نے دورِ جاہلیت میں یا قبول اسلام کے بعد کبھی بھی شلوار نہیں پہنی تھی، پھر انھوں نے کہا: میں نے آج رات خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے، انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ صبر کرنا، آئندہ رات تم ہمارے ہاں روزہ افطار کرو گے۔'' اس کے بعد انہوں نے قرآن مجید کا مصحف منگوایا اور اپنے سامنے کھول کر رکھ لیا، پھر وہ اس حال میں شہید ہو گئے کہ مصحف ان کے سامنے کھلا ہوا تھا۔

(١٢٢٧٧) تخريج: اسناده ضعيف، زياد بن عبد الله، فيه نظر، وام هلال لا تعرف (انظر: ٥٣٦)

(١٢٢٧٨) تخريج: اسناده ضعيف، يونس بن ابى يعفور، وان خرج له مسلم، كثير الخطأ، وضعّفه ابن معين والنسائى واحمد، وقال الدارقطنى: ثقة، وقال ابو حاتم: صدوق، وقال ابن عدى: هو عندى ممن يكتب حديثه، يعنى للمتابعات والشواهد، وقال ابن حبان فى "الضعفاء": يروى عن الثقات ما لا يشبه حديث الاثبات (انظر: ٥٢٦)

اَلْفَصْلُ الْخَامِسُ فِيمَا جَاءَ فِي تَارِيخِ قَتْلِهِ وَالصَّلَاةِ عَلَيْهِ وَدَفْنِهِ وَمُدَّةِ خِلَافَتِهِ رضي الله عنه

فصل پنجم: سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی تاریخ شہادت، ان کی جنازہ، دفن اور مدتِ خلافت کا بیان

(۱۲۲۷۹)۔ عَنْ اَبِي الْعَالِيَةِ قَالَ: كُنَّا بِبَابِ عُثْمَانَ فِي عَشْرِ الْاَضْحٰى۔ (مسند احمد: ۵۵۱)

ابو العالیہ کہتے ہیں: دس ذوالحجہ کو ہم عثمان رضی اللہ عنہ کے دروازے پر پہرہ دے رہے تھے۔

(۱۲۲۸۰)۔ وَعَنْ مُعْتَمِرِ بْنِ سُلَيْمَانَ قَالَ: قَالَ اَبِي: حَدَّثَنَا اَبُوْ عُثْمَانَ اَنَّ عُثْمَانَ قُتِلَ فِي اَوْسَطِ اَيَّامِ التَّشْرِيقِ۔ (مسند احمد: ۵۴۶)

معتمر بن سلیمان سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میرے والد سلیمان نے کہا کہ ابو عثمان نے ان کو بیان کیا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ درمیان والے یوم تشریق کو شہید ہو گئے۔

(۱۲۲۸۱)۔ وَعَنْ قَتَادَةَ اَنَّ عُثْمَانَ قُتِلَ وَهُوَ ابْنُ تِسْعِينَ سَنَةً اَوْ ثَمَانٍ وَّ ثَمَانِينَ۔ (مسند احمد: ۵۴۷)

قتادہ سے روایت ہے کہ شہادت کے وقت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی عمر نوے یا اٹھاسی برس تھی۔

فوائد:...... سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی کل عمر کے بارے میں مختلف اقوال منقول ہیں، حافظ ابن کثیر نے کہا کہ ان کی عمر بیاسی برس سے زیادہ تھی۔

(۱۲۲۸۲)۔ وَعَنْ قَتَادَةَ قَالَ: صَلَّى الزُّبَيْرُ عَلٰى عُثْمَانَ وَدَفَنَهُ وَكَانَ اَوْصٰى اِلَيْهِ۔ (مسند احمد: ۵۴۹)

قتادہ سے مروی ہے کہ سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھائی اور انہوں نے ہی ان کو دفن کیا تھا، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ خود ان کے حق میں وصیت کر گئے تھے۔

(۱۲۲۸۳)۔ وَعَنْ اِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ فَرُّوْخَ، عَنْ اَبِيهِ قَالَ: شَهِدْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ دُفِنَ فِي ثِيَابِهِ بِدِمَائِهِ وَلَمْ يُغْسَلْ۔ (مسند احمد: ۵۳۱)

عبداللہ بن فروخ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے جنازے میں شریک تھا، انہیں ان کے خون آلود کپڑوں میں دفن کیا گیا اور انہیں غسل بھی نہیں دیا گیا۔

فوائد:...... جس انداز میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے، ایسے شہید تجہیز و تکفین عام میت کی طرح ہوتی ہے، میدان جنگ میں ہونے والے شہید کے احکام مختلف ہیں۔

(۱۲۲۷۹) تخريج: اسناده صحيح (انظر: ۵۵۱)

(۱۲۲۸۰) تخريج: اسناده صحيح، اخرجه ابن سعد: ۳/ ۷۹ (انظر: ۵۴۶)

(۱۲۲۸۱) تخريج: اسناده منقطع (انظر: ۵۴۷)

(۱۲۲۸۲) تخريج: منقطع، قتادة لم يدرك عثمان، اخرجه عبد الرزاق: ۶۳۶۵ (انظر: ۵۴۹)

(۱۲۲۸۳) تخريج: اسناده ضعيف، محبوب بن محرز ضعّفه الدارقطني، وابراهيم بن عبد الله بن فروخ مجهول (انظر: ۵۳۱)

(۱۲۲۸٤)۔ وَعَنْ أُمَيَّةَ بْنِ شِبْلٍ وَغَيْرِهِ قَالَ: وَلِيَ عُثْمَانُ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ وَكَانَتِ الْفِتْنَةُ خَمْسَ سِنِيْنَ۔ (مسند احمد: ٥٤٤)

امیہ بن شبل وغیرہ سے مروی ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بارہ سال خلیفہ رہے اور پانچ سال تک فتنہ برپا رہا۔

(۱۲۲۸٥)۔ عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ، قَالَ: وَقُتِلَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، لِثَمَانَ عَشْرَةَ مَضَتْ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ، سَنَةَ خَمْسٍ وَثَلَاثِيْنَ، وَكَانَتْ خِلَافَتُهُ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً إِلَّا اثْنَيْ عَشَرَ يَوْمًا۔ (مسند احمد: ٥٤٥)

ابو معشر سے مروی ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اٹھارہ ذوالحجہ ۳۵ھ کو شہید ہوئے اور ان کی مدت خلافت بارہ دن کم بارہ سال تھی۔

فوائد:...... حافظ ابن کثیر نے "البداية والنهاية" میں کہا: سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت بارہ دن کم بارہ برس تھی۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بارہ سالہ خلافت میں ابتدائی چھ سال کامل امن وامان سے گزرے، فتوحات کی وسعت، مالِ غنیمت کی فراوانی، وظائف کی زیادتی، زراعت کی ترقی اور حکومت کے عمدہ نظم ونسق نے ملک میں تموّل، فارغ البالی اور عیش وتنعم کو عام کر دیا تھا، یہاں تک کہ بعض متقشف صحابہ ایام نبوت کی سادگی اور بے تکلفی کو یاد کر کے اس زمانہ کی ثروت اور سامانِ تعیش کو دیکھ کر حد درجہ غمگین تھے کہ اب مسلمانوں کے اس دنیاوی رشک وحسد کا وقت آ گیا ہے، جس کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیشین گوئی کی تھی۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے آخری زمانہ میں جو فتنہ وفساد برپا ہوا، اس کی حقیقت یہی ہے کہ دولت مندی اور تموّل کی کثرت نے مسلمانوں میں بھی اس کے وہ لوازم پیدا کر دیئے جو ہر قوم میں ایسی حالت میں پیدا ہو جاتے ہیں اور بالآخران کے ضعف اور انحطاط کا سبب بن جاتے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ اس فتنے کی پیدائش کے بعض اور اسباب بھی تھے، بطورِ مثال:

۱۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد کم ہوگئی تھی۔

۲۔ صدیقی اور فاروقی عہد میں مسلمانوں کی پسندیدگی سے امامت وخلافت کے لیے قریش کا خاندان مخصوص ہو گیا تھا، لیکن بعد میں قریشی نوجوان اس کو اپنا حق سمجھ کر دوسرے عرب قبیلوں کو اپنا محکوم سمجھنے لگے، جبکہ دوسرے قبائل کے لوگ اس دعوے کے اسیر ہو گئے کہ ممالک کی فتوحات ان کی تلواروں کی کمائی ہے۔

۳۔ مفتوحہ اقوام میں مسلمانوں کے خلاف انتقام کا جذبہ موجود تھا، جس کی وجہ سے وہ سازشیں کرتے رہتے تھے۔

۴۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نرم خو تھے اور اکثر جرائم کو بردباری اور حلم سے ٹال دیا کرتے تھے، لیکن اِس سے شریروں کے حوصلے بڑھتے گئے۔

(۱۲۲۸٤) تخریج: اسناده منقطع (انظر: ٥٤٤)

(۱۲۲۸٥) تخریج: اسناده منقطع، ابو معشر نجیح بن عبد الرحمن ضعیف (انظر: ٥٤٥)

۵۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اموی تھے، اس لیے فطرتاً ان کے جذبات اپنے اہل خاندان کے ساتھ خیر خواہانہ تھے اور آپ ان کو فائدہ پہنچانا چاہتے تھے اور اپنے ذاتی مال سے ان کی امداد فرمایا کرتے تھے، لیکن شریروں نے یہ الزام عام کرنے کی کوشش کی کہ سرکاری خزانے کو بنوامیہ پر لٹایا جا رہا ہے۔

٦۔ پہلے دو ادوار میں کارکن اور عمال میں فرمانبرداری کا جو جذبہ تھا، اب اس میں کمی آتی جا رہی تھی۔

۷۔ غیر قوموں کی عورتیں اور باندیاں کئی فتنوں کا باعث بنیں۔

۸۔ بنوہاشم، بنوامیہ کے عروج و ترقی کو پسند نہیں کرتے تھے۔

۹۔ مجوسی چاہتے تھے کہ کہ ایسا انقلاب پیدا کیا جائے کہ جس میں ان کی مدد سے حکومت ایسے عام خاندان میں منتقل ہو کہ جس سے وہ بہتر بہتر حقوق اور مراعات حاصل کرسکیں۔

۱۰۔ یہودی چاہتے تھے کہ مسلمانوں میں ایسا افتراق پیدا کر دیا جائے کہ ان کی قوت پاش پاش ہو جائے۔

یہ مختلف اغراض تھیں اور ہر جماعت اپنی غرض کے لیے کوشش میں مصروف تھی، اس لیے خفیہ ریشہ دوانیاں شروع ہو گئیں، عمال کے خلاف سازشیں ہونے لگیں اور خود امیر المومنین کو بدنام کرنے کی کوشش شروع ہوئی، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ان فتنوں کو دبانا چاہا، لیکن یہ آگ ایسی لگی تھی کہ جس کا بجھانا آسان نہ تھا، فتنہ پردازوں کا دائرۂ عمل روز بروز وسیع ہوتا گیا، یہاں تک کہ تمام ملک میں ایک خفیہ جماعت پیدا ہوگئی، جس کا مقصد فتنہ وفساد تھا۔

بالآخر معاملہ یہاں تک پہنچ گیا کہ مفسدوں اور باغیوں نے کاشانۂ خلافت کا نہایت سخت محاصرہ کر لیا، جو چالیس روز تک مسلسل قائم رہا، اس عرصہ میں پانی اندر لے جانا بھی جرم تھا، مفسدین کے قلوب نورِ ایمان سے خالی ہو چکے تھے، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے باغیوں کو متعدد بار سمجھانے کی کوشش کی، لیکن بے سود، کسی چیز کا کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا، آخر میں باغی یہ دیکھ کر کہ حج کا موسم چند روز میں ختم ہو جاتا ہے اور اس کے ختم ہوتے ہی لوگ مدینہ کا رخ کریں گے اور موقع ہاتھ سے نکل جائے گا، خلیفۃ المسلمین کے قتل کے مشورے کرنے لگے۔

جان نثاروں کے مشوروں اور اجازت طلبی کا سلسلہ شروع ہوا، لیکن سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا ایک ہی نظریہ تھا کہ وہ صبر کا دامن تھام کر رکھیں گے، چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کی وجہ سے ان کو یقین تھا کہ ان کی شہادت مقدر ہو چکی ہے، پس وہ صبر و استقامت کے پہاڑ بنے رہے۔

باغیوں نے مکان پر حملہ کر دیا اور جمعہ کے روز عصر کے وقت شہادت کا واقعہ پیش آیا، دو دن تک لاش بے گور و کفن پڑی رہی، حرم رسول میں قیامت برپا تھی، باغیوں کی حکومت تھی، ان کے خوف سے کسی کو اعلانیہ دفن کرنے کی ہمت نہ ہوتی تھے، ہفتہ کا دن گزر کر رات کو چند آدمیوں نے ہتھیلی پر جان رکھ کر تجہیز و تکفین کی ہمت کی اور غسل دیئے بغیر اسی طرح خود آلود پیراہن میں شہید مظلوم کا جنازہ اٹھایا اور کل سترہ افراد نے کابل سے مراکش تک کے فرمانروا کی جنازہ ادا کی اور جنت البقیع کے پیچھے حش کوکب میں اس حلم و بردباری کے مجسمہ اور بے کسی و مظلومی کے پیکر کو سپرد خاک کیا، بعد میں یہ

دیوار توڑ کر جنت البقیع میں داخل کرلیا گیا۔ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔

تفصیلات کے لیے تاریخی کتب کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

اَبْوَابُ مَا جَاءَ فِيْ خِلَافَةِ رَابِعِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رضی اللہ عنہ

چوتھے خلیفۂ راشد سیدنا علی ابی طالب رضی اللہ عنہ کی خلافت سے متعلقہ ابواب

اَلْبَابُ الْاَوَّلُ فِيْ خِلَافَتِهِ رضی اللہ عنہ وَاِشَارَةِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم اِلٰى ذٰلِكَ

باب اول: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس طرف اشارہ کرنا

(١٢٢٨٦)۔ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ، قَالَ: كُنَّا مَعَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَكَانَ إِذَا شَهِدَ مَشْهَدًا، أَوْ أَشْرَفَ عَلَى أَكَمَةٍ، أَوْ هَبَطَ وَادِيًا، قَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ، فَقُلْتُ لِرَجُلٍ مِنْ بَنِي يَشْكُرَ: انْطَلِقْ بِنَا إِلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ حَتّٰى نَسْأَلَهُ عَنْ قَوْلِهِ صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ، قَالَ: فَانْطَلَقْنَا إِلَيْهِ، فَقُلْنَا: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! رَأَيْنَاكَ إِذَا شَهِدْتَ مَشْهَدًا، أَوْ هَبَطْتَ وَادِيًا، أَوْ أَشْرَفْتَ عَلٰى أَكَمَةٍ، قُلْتَ صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ، فَهَلْ عَهِدَ رَسُولُ اللّٰهِ إِلَيْكَ شَيْئًا فِي ذٰلِكَ؟ قَالَ: فَأَعْرَضَ عَنَّا وَأَلْحَحْنَا عَلَيْهِ، فَلَمَّا رَأٰى ذٰلِكَ قَالَ: وَاللّٰهِ! مَا عَهِدَ إِلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهْدًا إِلَّا شَيْئًا عَهِدَهُ

قیس بن عباد سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی معیت میں سفر کر رہے تھے، وہ جب کسی جگہ پہنچتے یا کسی ٹیلے پر چڑھتے یا کسی وادی میں اترتے تو یوں کہتے: سُبْحَانَ اللّٰهِ صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ۔ (اللہ ہر نقص سے پاک ہے، اللہ اور اس کے رسول نے سچ کہا ہے)۔ میں نے بنی یشکر کے ایک فرد سے کہا: آؤ امیر المومنین کی خدمت میں چلتے ہیں، تا کہ ان سے اس قول کی بابت دریافت کریں، پس ہم ان کی خدمت میں گئے اور کہا: امیر المومنین! ہم نے دیکھا ہے کہ جب آپ کسی جگہ پہنچے یا کسی وادی میں اترے یا کسی ٹیلے پر چڑھے تو آپ نے یہ کلمات کہے: صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ۔ (اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا ہے)۔ کیا اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو کوئی خاص ہدایت فرمائی ہے، پس انہوں نے ہم سے اعراض کیا، لیکن جب ہم نے اصرار کیا تو انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ عام لوگوں سے فرمایا ہے، مجھے بھی وہی حکم دیا ہے، لیکن لوگ

(١٢٢٨٦) تخريج: اسناده ضعيف لضعف علی بن زيد بن جدعان (انظر: ١٢٠٧)

إِلَى النَّاسِ، وَلٰكِنَّ النَّاسَ وَقَعُوا عَلَى عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَتَلُوهُ، فَكَانَ غَيْرِي فِيهِ أَسْوَأَ حَالًا وَفِعْلًا مِنِّي، ثُمَّ إِنِّي رَأَيْتُ أَنِّي أَحَقُّهُمْ بِهٰذَا الْأَمْرِ، فَوَثَبْتُ عَلَيْهِ فَاللّٰهُ أَعْلَمُ، أَصَبْنَا أَمْ أَخْطَأْنَا۔ (مسند احمد: ۱۲۰۷)

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں فتنہ میں مبتلا ہوگئے اور انہیں شہید کر ڈالا، میرے سوا دوسرے لوگوں کا حال اور فعل بہت برا تھا، سو میں نے دیکھا کہ دوسروں کی بہ نسبت میں اس خلافت کا زیادہ حق دار ہوں تو میں اس کی طرف لپک آیا، اب اللہ بہتر جانتا ہے کہ ہم نے صحیح کیا یا غلط کیا۔

(۱۲۲۸۷)۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِعَلِيٍّ رضی اللہ عنہ: ((أَنْتَ وَلِيِّي فِي كُلِّ مُؤْمِنٍ بَعْدِي۔)) (مسند احمد: ۳۰۶۲)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”تم میرے بعد ہر مومن کے ساتھی اور دوست ہو۔“

(۱۲۲۸۸)۔ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ، فَأَحْدَثَ شَيْئًا فِي سَفَرِهِ فَتَعَاهَدَ، قَالَ عَفَّانُ: فَتَعَاقَدَ أَرْبَعَةٌ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَذْكُرُوا أَمْرَهُ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ عِمْرَانُ: وَكُنَّا إِذَا قَدِمْنَا مِنْ سَفَرٍ بَدَأْنَا بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْنَا عَلَيْهِ، قَالَ: فَدَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَامَ رَجُلٌ مِنْهُمْ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ عَلِيًّا فَعَلَ كَذَا وَكَذَا فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ قَامَ الثَّانِي: فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ عَلِيًّا فَعَلَ كَذَا

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر روانہ کیا اور سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو ان پر امیر مقرر فرمایا، دوران سفر سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کوئی ایسا کام ہوا کہ چار صحابہ نے مل کر پکا عزم کیا کہ وہ ان کی اس بات کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے ذکر کریں گے، سیدنا عمران رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہمارا معمول تھا کہ جب ہم سفر سے واپس آتے تو سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضری دیتے، آپ کو سلام کہتے۔ پس وہ کہتے ہیں: وہ چاروں آدمی، رسول اللہ ﷺ کے ہاں آئے، ان میں سے ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! علی نے ایسے ایسے کیا، آپ ﷺ نے اس سے اعراض کیا، پھر دوسرا آدمی کھڑا ہوا اور اس نے بھی یہی کہا کہ اے اللہ کے رسول! علی نے یوں یوں کیا ہے، آپ ﷺ نے اس سے بھی منہ موڑ لیا، پھر تیسرا آدمی اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! علی

(۱۲۲۸۷) تخریج: وهو حديث طويل، و اسناده ضعيف بهذه السياقة، ابو بلج يحيى بن سليم يقبل حديثه فيما لا ينفرد به، اخرجه الحاكم: ۳/ ۱۳۲ (انظر: ۳۰۶۲)

(۱۲۲۸۸) تخريج: اسناده ضعيف، جعفر بن سليمان الضبعي فيه كلام وكان يتشيع، اخرجه الترمذي: ۳۷۱۲ (انظر: ۱۹۹۲۸)

وَكَذَا، فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ قَامَ الثَّالِثُ: فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ عَلِيًّا فَعَلَ كَذَا وَكَذَا، فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ قَامَ الرَّابِعُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ عَلِيًّا فَعَلَ كَذَا وَكَذَا، قَالَ: فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الرَّابِعِ، وَقَدْ تَغَيَّرَ وَجْهُهُ فَقَالَ: ((دَعُوْا عَلِيًّا، دَعُوْا عَلِيًّا، إِنَّ عَلِيًّا مِنِّيْ وَأَنَا مِنْهُ، وَهُوَ وَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ بَعْدِيْ۔)) (مسند احمد: ۲۰۱۷۰)

نے ایسے ایسے کیا ہے، آپ ﷺ نے اس سے بھی اپنا رخ پھیر لیا، اتنے میں چوتھا آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! علی نے ایسے ایسے کیا ہے، بالآخر آپ ﷺ چوتھے آدمی کی طرف متوجہ ہوئے، جبکہ اس وقت آپ ﷺ کا چہرہ متغیر ہو چکا تھا، اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''علی کو چھوڑ دو، علی کو چھوڑ دو، علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں، میرے بعد وہ ہر مومن کا دوست اور ساتھی ہے۔''

(۱۲۲۸۹)۔ وَعَنْ بُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيِّ ؓ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ وَفِيْهِ: ((فَإِنَّهُ مِنِّيْ وَأَنَا مِنْهُ، وَهُوَ وَلِيُّكُمْ بَعْدِيْ، وَإِنَّهُ مِنِّيْ وَأَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَلِيُّكُمْ بَعْدِيْ۔)) (مسند احمد: ۲۳۴۰۰).

سیدنا بریدہ اسلمی ؓ نے نبی کریم ﷺ کی اسی طرح کی حدیث ذکر کی ہے، البتہ اس میں یہ الفاظ ہیں: ''پس بیشک علی مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں، میرے بعد وہ تم کا دوست اور ساتھی ہے، وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں اور وہ میرے بعد تم سب کا دوست ہے۔''

(۱۲۲۹۰)۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، قَالَ: كَانَ لِنَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَبْوَابٌ شَارِعَةٌ فِي الْمَسْجِدِ، قَالَ: فَقَالَ يَوْمًا: ((سُدُّوا هٰذِهِ الْأَبْوَابَ إِلَّا بَابَ عَلِيٍّ۔)) قَالَ: فَتَكَلَّمَ فِي ذٰلِكَ النَّاسُ، قَالَ: فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَحَمِدَ اللّٰهَ تَعَالٰى وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ! فَإِنِّي أُمِرْتُ بِسَدِّ هٰذِهِ الْأَبْوَابِ إِلَّا بَابَ عَلِيٍّ، وَقَالَ فِيهِ قَائِلُكُمْ، وَإِنِّي وَاللّٰهِ! مَا سَدَدْتُ شَيْئًا، وَلَا فَتَحْتُهُ وَلٰكِنِّي أُمِرْتُ بِشَيْءٍ فَاتَّبَعْتُهُ۔)) (مسند احمد: ۱۹۵۰۲)

سیدنا زید بن ارقم ؓ سے مروی ہے کہ کچھ صحابہ کے گھروں کے دروازے مسجد میں کھلتے تھے، رسول اللہ ﷺ نے ایک دن فرمایا: ''علی کے دروازے کے سوا باقی سب دروازے بند کر دو۔ لوگوں نے اس بارے میں باتیں کیں تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے، آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی اور پھر فرمایا: ''أَمَّا بَعْدُ! میں نے حکم دیا ہے کہ یہ تمام دروازے بند کر دیئے جائیں، ما سوائے علی کے دروازے کے، تم میں سے بعض باتیں بنانے والوں نے کچھ باتیں بنائی ہیں، اللہ کی قسم! میں نے خود کسی چیز کو نہ بند کیا ہے اور نہ کھولا ہے، مجھے تو بس جو حکم ملا ہے، میں اسی کی اتباع کی ہے۔''

(۱۲۲۸۹) تخریج: هو حديث طويل، واسناده ضعيف بهذه السياقة، اجلح الكندى ضعيف، اخرجه البزار: ۲۵۶۳ (انظر: ۲۳۰۱۲)

(۱۲۲۹۰) تخريج: اسناده ضعيف ومتنه منكر، ميمون البصرى الكندى ضعّفه ابن المدينى ويحيى القطان وان معين وابوداود، اخرجه الحاكم: ۳/ ۱۲۵، والنسائى فى "الكبرى": ۸۴۲۳ (انظر: ۱۹۲۸۷)

اَلْبَابُ الثَّانِیُ فِیْ مَنْقَبَتِهٖ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ غَیْرِ مَا تَقَدَّمَ فِی مَنَاقِبِ آلِ الْبَیْتِ وَفِیْهِ فَصُوْلٌ

باب دوم: پیچھے مناقب اہل بیت میں بیان کیے جانے والے فضائل کے علاوہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے مناقب اس میں کئی فصلیں ہیں

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ: فِیْ حَدِیْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ الْجَامِعِ لِکَثِیْرٍ مِنْ مَنَاقِبِ السید عَلِیٍّ بْنِ اَبِیْ طَالِب رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

فصل اول: سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے مناقب کے بارے میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ایک مفصل وجامع حدیث

(۱۲۲۹۱)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَیْمُوْن قَالَ: إِنِّی لَجَالِسٌ إِلَی ابْنِ عَبَّاسٍ إِذْ أَتَاهُ تِسْعَةُ رَهْطٍ، فَقَالُوْا: یَا أَبَا عَبَّاسٍ! إِمَّا أَنْ تَقُومَ مَعَنَا، وَإِمَّا أَنْ یُخْلُونَا هٰؤُلَاءِ، قَالَ: فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: بَلْ أَقُومُ مَعَکُمْ، قَالَ: وَهُوَ یَوْمَئِذٍ صَحِیحٌ قَبْلَ أَنْ یَعْمٰی، قَالَ فَابْتَدَءُوا فَتَحَدَّثُوا فَلَا نَدْرِی مَا قَالُوْا، قَالَ: فَجَاءَ یَنْفُضُ ثَوْبَهُ وَیَقُولُ: أُفٍ وَتُفٍ وَقَعُوا فِی رَجُلٍ لَهُ عَشْرٌ، وَقَعُوا فِی رَجُلٍ قَالَ لَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: ((لَأَبْعَثَنَّ رَجُلًا لَا یُخْزِیهِ اللّٰهُ أَبَدًا، یُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ۔)) قَالَ: فَاسْتَشْرَفَ لَهَا مَنِ اسْتَشْرَفَ، قَالَ: ((أَیْنَ عَلِیٌّ؟)) قَالُوْا: هُوَ

عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ نو آدمی ان کی خدمت میں حاضر ہوئے، انہوں نے کہا: اے ابو العباس! یا تو آپ اٹھ کر ہمارے ساتھ چلیں یا یہ لوگ اٹھ جائیں اور ہمیں خلوت دیں، سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: میں تمہارے ساتھ اٹھ جاتا ہوں، عمرو بن میمون کہتے ہیں: ان دنوں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما صحت مند تھے، یہ ان کے نابینا ہونے سے قبل کی بات ہے، عمرو کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے ابتداء کرتے ہوئے بات کی، ہم نہیں جانتے کہ انہوں نے کیا کہا؟ کچھ دیر بعد سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اپنے کپڑے جھاڑتے ہوئے آ گئے، وہ کہہ رہے تھے، ہائے افسوس یہ لوگ اس آدمی پر طعن و تشنیع کرتے ہیں، جسے دس امتیازات حاصل ہیں، یہ اس شخصیت پر معترض ہیں، جس کی بابت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ''میں

(۱۲۲۹۱) تخریج: اسناده ضعیف بهذه السیاقة، ابو بلج یحیی بن سلیم یقبل حدیثه فیما لا ینفرد به، اخرجه الحاکم: ۳/ ۱۳۲ (انظر: ۳۰۶۱)

فِي الرَّحْلِ يَطْحَنُ، قَالَ: وَمَا كَانَ أَحَدُكُمْ لِيَطْحَنَ، قَالَ: فَجَاءَ وَهُوَ أَرْمَدُ لَا يَكَادُ يُبْصِرُ، قَالَ: فَنَفَثَ فِي عَيْنَيْهِ ثُمَّ هَزَّ الرَّايَةَ ثَلَاثًا فَأَعْطَاهَا إِيَّاهُ، فَجَاءَ بِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ، قَالَ: ثُمَّ بَعَثَ فُلَانًا بِسُورَةِ التَّوْبَةِ، فَبَعَثَ عَلِيًّا خَلْفَهُ فَأَخَذَهَا مِنْهُ، قَالَ: ((لَا يَذْهَبُ بِهَا إِلَّا رَجُلٌ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ۔)) قَالَ: وَقَالَ لِبَنِي عَمِّهِ: ((أَيُّكُمْ يُوَالِينِي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ؟)) قَالَ: وَعَلِيٌّ مَعَهُ جَالِسٌ فَأَبَوْا فَقَالَ عَلِيٌّ: أَنَا أُوَالِيكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، قَالَ: ((أَنْتَ وَلِيِّي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔)) قَالَ: فَتَرَكَهُ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى رَجُلٍ مِنْهُمْ، فَقَالَ: ((أَيُّكُمْ يُوَالِينِي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ؟)) فَأَبَوْا قَالَ: فَقَالَ عَلِيٌّ: أَنَا أُوَالِيكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، فَقَالَ: ((أَنْتَ وَلِيِّي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔)) قَالَ: وَكَانَ أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ مِنَ النَّاسِ بَعْدَ خَدِيجَةَ، قَالَ: وَأَخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَوْبَهُ فَوَضَعَهُ عَلَى عَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ وَحَسَنٍ وَحُسَيْنٍ فَقَالَ ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ قَالَ: وَشَرَى عَلِيٌّ نَفْسَهُ لَبِسَ ثَوْبَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَامَ مَكَانَهُ، قَالَ: وَكَانَ الْمُشْرِكُونَ يَرْمُونَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ وَعَلِيٌّ نَائِمٌ،

اب ایک ایسے آدمی کو بھیجوں گا جسے اللہ کبھی ناکام نہیں کرے گا، وہ اللہ سے اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔'' سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: آپ کی یہ بات سن کر بہت سے لوگوں نے گردنیں اوپر کو اٹھائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''علی رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟'' بتانے والے نے بتایا کہ وہ اپنے خیمے میں آٹا پیس رہے ہیں، سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: اب تم میں سے کوئی آدمی یہ کام نہیں کرتا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ آئے اور ان کی آنکھیں دکھ رہی تھیں اور وہ دیکھ بھی نہ سکتے تھے، نبی کریم ﷺ نے ان کی آنکھوں میں لعاب ڈالا، پھر جھنڈے کو تین بار لہرا کر ان کے حوالے کیا، وہ فتح یاب واپس ہوئے اور قیدیوں میں صفیہ بنت حیی بھی تھیں، سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم ﷺ نے فلاں آدمی کو سورۃ التوبہ دے کر روانہ کیا، اس کے بعد علی رضی اللہ عنہ کو ان کے پیچھے روانہ فرمایا، انہوں نے جا کر اس سے سورۃ التوبہ لے لی، اور آپ نے فرمایا تھا اس سورت کو ایسا آدمی لے جائے، تو مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں، سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم ﷺ نے اپنی برادری سے فرمایا تھا کہ تم میں سے کون ہے جو دنیا اور آخرت میں میرا ساتھ دے اور میرے ساتھ رہے؟ علی رضی اللہ عنہ بھی وہیں بیٹھے تھے، لوگوں نے انکار کیا تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں دنیا اور آخرت میں آپ کے ساتھ رہوں گا، آپ ﷺ نے فرمایا: دنیا اور آخرت میں تم میرے ساتھ ہی ہو، آپ ﷺ انہیں چھوڑ کر دوسرے آدمی کی طرف متوجہ ہوئے، اور فرمایا تم میں سے کون دنیا اور آخرت میں میرا ساتھ دے گا؟ لوگوں نے انکار کیا تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں دنیا اور آخرت میں آپ کے ساتھ رہوں گا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم دنیا اور آخرت میں میرے ساتھی ہو، سیدنا عبد اللہ بن عباس

قَالَ: وَأَبُو بَكْرٍ يَحْسَبُ أَنَّهُ نَبِيُّ اللّٰهِ، قَالَ: فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، قَالَ: فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ: إِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِ انْطَلَقَ نَحْوَ بِئْرِ مَيْمُونٍ فَأَدْرِكْهُ، قَالَ: فَانْطَلَقَ أَبُو بَكْرٍ فَدَخَلَ مَعَهُ الْغَارَ، قَالَ: وَجَعَلَ عَلِيٌّ يُرْمٰى بِالْحِجَارَةِ كَمَا كَانَ يُرْمٰى نَبِيُّ اللّٰهِ وَهُوَ يَتَضَوَّرُ قَدْ لَفَّ رَأْسَهُ فِي الثَّوْبِ لَا يُخْرِجُهُ حَتّٰى أَصْبَحَ، ثُمَّ كَشَفَ عَنْ رَأْسِهِ فَقَالُوْا: إِنَّكَ لَلَئِيمٌ كَانَ صَاحِبُكَ نَرْمِيهِ فَلَا يَتَضَوَّرُ، وَأَنْتَ تَتَضَوَّرُ، وَقَدِ اسْتَنْكَرْنَا ذٰلِكَ، قَالَ: وَخَرَجَ بِالنَّاسِ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ، قَالَ: فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ: أَخْرُجُ مَعَكَ، قَالَ: فَقَالَ لَهُ نَبِيُّ اللّٰهِ: ((لَا۔)) فَبَكٰى عَلِيٌّ، فَقَالَ لَهُ: ((أَمَا تَرْضٰى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسٰى إِلَّا أَنَّكَ لَسْتَ بِنَبِيٍّ، إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي أَنْ أَذْهَبَ إِلَّا وَأَنْتَ خَلِيفَتِي)) قَالَ: وَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ: أَنْتَ ((وَلِيِّي فِي كُلِّ مُؤْمِنٍ بَعْدِي۔)) وَقَالَ: ((سُدُّوا أَبْوَابَ الْمَسْجِدِ غَيْرَ بَابِ عَلِيٍّ۔)) فَقَالَ: فَيَدْخُلُ الْمَسْجِدَ جُنُبًا وَهُوَ طَرِيقُهُ لَيْسَ لَهُ طَرِيقٌ غَيْرُهُ، قَالَ: وَقَالَ: ((مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَإِنَّ مَوْلَاهُ عَلِيٌّ۔)) قَالَ: وَأَخْبَرَنَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي الْقُرْآنِ أَنَّهُ قَدْ رَضِيَ عَنْهُمْ عَنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ، فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ، هَلْ حَدَّثَنَا أَنَّهُ سَخِطَ عَلَيْهِمْ بَعْدُ، قَالَ: وَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ لِعُمَرَ

‬رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد انہوں نے ہی سب سے پہلے اسلام قبول کیا اور رسول اللہ ﷺ نے اپنا کپڑا چادر لے کر علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کے اوپر ڈال دی اور فرمایا: ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾...... ''اللہ تعالیٰ تو صرف یہ ارادہ کرتا ہے کہ اے اہل بیت! تم سے پلیدی دور کر دیں اور تمہیں مکمل طور پر پاک کر دیں۔'' (سورۂ احزاب: ۳۳) اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے لیے اپنی جان کا نذرانہ یوں پیش کیا کہ نبی کریم ﷺ کا لباس زیب تن کر کے ان کی جگہ پر سو گئے، اور مشرکین رسول اللہ ﷺ کو پتھر مار رہے تھے ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے، علی رضی اللہ عنہ سوئے ہوئے تھے، انہوں نے سمجھا کہ یہ اللہ کے نبی ہیں، انہوں نے کہا، اے اللہ کے نبی! تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کے نبی کریم ﷺ تو بئر میمون ایک کنویں کا نام ہے، کی طرف تشریف لے گئے ہیں، آپ بھی ان کے پاس چلے جائیں ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی پیچھے پہنچ گئے، ابوبکر رضی اللہ عنہ ساتھ چلے اور آپ کے ہم راہ غار میں جا داخل ہوئے، علی رضی اللہ عنہ کو بھی اسی طرح پتھر مارے گئے جیسے نبی کریم ﷺ کو مارے جاتے تھے، اور وہ کپڑے ہی میں کپڑے کے نیچے ہی الٹ پلٹ رہے تھے انہوں نے اپنا سر کپڑے میں اچھی طرح چھپا لیا، سر کو باہر نہ نکالتے تھے، یہاں تک کہ صبح ہوگئی، اس کے بعد انہوں نے اپنے سر سے کپڑا ہٹایا، تو مشرکین نے کہا تم بڑے ذلیل ہو، ہم تمہارے ساتھی کو پتھر مارتے تھے تو وہ اس طرح الٹتے پلٹتے نہ تھے اور تم تو پتھر لگنے پر الٹے سیدھے ہوتے تھے، اور ہمیں یہ بات کچھ عجیب سی لگتی تھی، اور نبی کریم ﷺ صحابہ کو ساتھ لیے تبوک کی طرف روانہ ہوئے، تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں بھی آپ کے ہمراہ جاؤں

حِيـنَ قَالَ: ائْذَنْ لِي فَلْأَضْرِبْ عُنُقَهُ، قَالَ: ((أَوَكُنْتَ فَاعِلًا، وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللّٰهَ قَدِ اطَّلَعَ إِلَى أَهْلِ بَدْرٍ، فَقَالَ: اعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ۔)) (مسند احمد: ۳۰۶۱)

گا نبی کریم ﷺ نے انکار کردیا تو وہ رونے لگے تو نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تم اس بات پر راضی نہیں کہ تمہارا میرے ساتھ وہی تعلق ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہارون علیہ السلام کا تھا، فرق صرف اتنا ہے کہ تم نبی نہیں ہو، میں جاؤں تو تم میرے خلیفہ نائب کی حیثیت سے یہاں رہو، اور رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا تھا میرے بعد تم ہر مومن کے دوست ہو، نیز فرمایا تھا علی رضی اللہ عنہ کے دروازے کو چھوڑ کر باقی تم سب لوگ اپنے اپنے دروازے بند کردو، تو علی رضی اللہ عنہ جنابت کی حالت میں بھی مسجد میں داخل ہوجاتے تھے، کیونکہ ان کا ا س کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ نہ تھا، نیز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کا میں دوست ہوں علی رضی اللہ عنہ اس کا دوست ہے، نیز اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن میں بتلایا کہ کہ وہ اصحاب الشجرہ یعنی صلح حدیبیہ کے موقعہ پر درخت کے نیچے رسول اکرم ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کرنے والوں سے راضی ہے، اور ان لوگوں کے دلوں میں جو کچھ تھا اللہ اس سے بھی واقف ہے، کیا اللہ نے اس کے بعد کسی موقعہ پر فرمایا کہ اب وہ ان سے ناراض ہے؟ نیز جب عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہا اللہ کے رسول! مجھے اجازت دیجئے میں اس کی گردن اڑادوں تو اللہ کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا: ''کیا تم ایسا کرو گے، تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر پر نظر ڈالی اور فرمایا اب تم جو چاہو کرتے رہو، تمہارا مؤاخذہ نہیں ہوگا۔''

اَلْفَصْلُ الثَّانِي وَفِيْهِ اَحَادِيْثُ مُتَفَرِّقَةٌ فِيْ مَنَاقِبِهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

فصل دوم: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے مناقب کے بارے میں متفرق احادیث

(۱۲۲۹۲)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ، قَالَ سیدنا ابو سعد خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگوں نے

(۱۲۲۹۲) تخريج: زينب بنت كعب مختلف في صحبتها، روى عنها ابنا اخويها، وزكرها ابن حبان في "الثقات"، واخرج لها اصحاب السنن، اخرجه الحاكم: ١/ ٦٨ (انظر: ١١٨١٧)

اشْتَکَی عَلِیًّا النَّاسُ، قَالَ: فَقَامَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِینَا خَطِیبًا فَسَمِعْتُہُ یَقُولُ: ((أَیُّہَا النَّاسُ لَا تَشْکُوا عَلِیًّا، فَوَاللّٰہِ! إِنَّہُ لَأُخَیْشِنٌ فِی ذَاتِ اللّٰہِ أَوْ فِی سَبِیلِ اللّٰہِ۔)) (مسند احمد: ۱۱۸۳۹)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں شکایتیں کیں، سو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''لوگو! تم علی کے شکوے مت کیا کرو، وہ اللہ کی ذات کے بارے میں یا اللہ تعالیٰ کی راہ میں بہت سخت ہے۔''

(۱۲۲۹۳)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شَاسٍ الْأَسْلَمِیِّ، قَالَ: وَکَانَ مِنْ أَصْحَابِ الْحُدَیْبِیَۃِ، قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ عَلِیٍّ إِلَی الْیَمَنِ فَجَفَانِی فِی سَفَرِی ذٰلِکَ حَتّٰی وَجَدْتُ فِی نَفْسِی عَلَیْہِ، فَلَمَّا قَدِمْتُ أَظْہَرْتُ شِکَایَتَہُ فِی الْمَسْجِدِ حَتّٰی بَلَغَ ذٰلِکَ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَدَخَلْتُ الْمَسْجِدَ ذَاتَ غُدْوَۃٍ وَرَسُولُ اللّٰہِ ﷺ فِی نَاسٍ مِنْ أَصْحَابِہِ، فَلَمَّا رَآنِی أَمَدَّنِی عَیْنَیْہِ یَقُولُ: حَدَّدَ إِلَیَّ النَّظَرَ حَتّٰی إِذَا جَلَسْتُ قَالَ: ((یَا عَمْرُو وَاللّٰہِ لَقَدْ آذَیْتَنِی۔)) قُلْتُ: أَعُوذُ بِاللّٰہِ أَنْ أُوذِیَکَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ! قَالَ: ((بَلٰی مَنْ آذٰی عَلِیًّا فَقَدْ آذَانِی۔)) (مسند احمد: ۱۶۰۵۶)

سیدنا عمرو بن شاس اسلمی رضی اللہ عنہ، جو کہ اصحابِ حدیبیہ میں سے تھے، سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی معیت میں یمن کی جانب گیا، دوران سفر انہوں نے میرے ساتھ کچھ سختی کی، اس سے مجھے دل میں بہت کوفت ہوئی، جب میں واپس آیا تو میں نے اعلانیہ مسجد میں ان کا شکوہ کر دیا، یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گئی، میں ایک دن صبح کے وقت مسجد میں داخل ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے ہمراہ تشریف فرما تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نظریں مجھ پر گاڑھ دیں، پھر میں بیٹھ گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے عمرو! اللہ کی قسم! تو نے مجھے تکلیف دی ہے۔'' میں نے کہا: اللہ کے رسول! میں اس بات سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ آپ کو ایذا پہنچاؤں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں، جس نے علی کو ایذا دی، اس نے درحقیقت مجھے تکلیف پہنچائی۔''

(۱۲۲۹۴)۔ عَنْ أَبِی إِسْحَاقَ، عَنْ حُبْشِیِّ بْنِ جُنَادَۃَ، قَالَ یَحْیَی بْنُ آدَمَ: السَّلُولِیُّ، وَکَانَ قَدْ شَہِدَ یَوْمَ حَجَّۃِ الْوَدَاعِ، قَالَ: قَالَ

سیدنا یحییٰ بن آدم سلولی رضی اللہ عنہ، جو کہ حجۃ الوداع کے موقع پر حاضر تھے، سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں، میری طرف سے ادائیگی یا تو

(۱۲۲۹۳) تخریج: اسنادہ ضعیف، الفضل بن معقل لیس بمشھور، وترجم لہ البخاری وابن ابی حاتم ولم یذکرا فیہ جرحا ولا تعدیلا، اخرجہ الحاکم: ۳/ ۱۲۲، والبزار: ۲۵۶۱(انظر: ۱۵۹۶۰)

(۱۲۲۹۴) تخریج: اسنادہ ضعیف ومتنہ منکر، ابو اسحاق السبیعی شھر بالتدلیس اضافۃ الی انہ قد تغیر بأخرۃ، وسماعہ من حبشی بن جنادۃ لا یثبت من طریق صحیحۃ، اخرجہ الترمذی: ۳۷۱۹، وابن ماجہ: ۱۱۹ (انظر: ۱۷۵۰۵)

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((عَلِيٌّ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ، وَلَا يُؤَدِّي عَنِّي إِلَّا أَنَا أَوْ عَلِيٌّ۔)) وَقَالَ ابْنُ أَبِي بُكَيْرٍ: ((لَا يَقْضِي عَنِّي دَيْنِي إِلَّا أَنَا أَوْ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔)) (مسند احمد: ١٧٦٤٥)

میں خود کروں گا، یا علی کرے گا۔'' ابن ابی بکیر کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ''میرا قرضہ میں خود ادا کروں گا یا میری طرف سے علی ادا کرے گا۔''

(١٢٢٩٥)۔ وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لِعَلِيٍّ: ((لَا يُبْغِضُكَ مُؤْمِنٌ وَلَا يُحِبُّكَ مُنَافِقٌ۔)) (مسند احمد: ٢٧٠٤٠)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''کوئی مومن تجھ سے بغض نہیں رکھ سکتا اور کوئی منافق تجھ سے محبت نہیں کرسکتا۔''

فوائد:...... سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی محبت ایمان اور نفاق کے لیے معیار ہے۔

(١٢٢٩٦)۔ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ الْجَدَلِيِّ قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى أُمِّ سَلَمَةَ، فَقَالَتْ لِي: أَيُسَبُّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيكُمْ؟ قُلْتُ: مَعَاذَ اللّٰهِ، أَوْ سُبْحَانَ اللّٰهِ أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ سَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ سَبَّنِي۔)) (مسند احمد: ٢٧٢٨٤)

ابو عبداللہ جدلی کہتے ہیں: میں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا، انہوں نے مجھ سے کہا: کیا تمہارے ہاں رسول اللہ ﷺ کو برا بھلا کہا جا رہا ہے؟ میں نے کہا: اللہ کی پناہ، یا کہا: سبحان اللہ! بڑا تعجب ہے، یا اسی قسم کا کوئی کلمہ کہا، (یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو برا بھلا کہا جائے) انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ''جس نے علی کو برا بھلا کہا، اس نے یقیناً مجھے برا بھلا کہا۔''

(١٢٢٩٧)۔ وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: وَاللّٰهِ إِنَّهُ مِمَّا عَهِدَ إِلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّهُ لَا يُبْغِضُنِي إِلَّا مُنَافِقٌ وَلَا يُحِبُّنِي إِلَّا مُؤْمِنٌ۔ (مسند احمد: ٦٤٢)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے خصوصی طور پر جو باتیں بیان کی، ان میں سے ایک یہ تھی: مجھ سے بغض صرف منافق رکھے گا اور مجھ سے محبت صرف مومن کرے گا۔''

(١٢٢٩٨)۔ عَنِ الْمِنْهَالِ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَسَدِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب یہ آیت ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ ...... ''اور اپنے قریبی رشتہ

(١٢٢٩٥) تخريج: صحيح لغيره، اخرجه الترمذي: ٣٧١٧ (انظر: ٢٦٥٠٧)

(١٢٢٩٦) تخريج: اسناده صحيح، اخرجه الحاكم: ٣/ ١٢١، والطبراني في "الكبير": ٢٣/ ٧٣٧ (انظر: ٢٦٧٤٨)

(١٢٢٩٧) تخريج: اخرجه مسلم: ٧٨ (انظر: ٦٤٢)

(١٢٢٩٨) تخريج: اسناده ضعيف لضعف شريك بن عبد الله النخعي (انظر: ٨٨٣)

نَـزَلَـتْ هٰـذِهِ الْـآيَةُ ﴿وَأَنْـذِرْ عَشِيـرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ قَـالَ: جَـمَـعَ الـنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَـلَيْـهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ فَاجْتَمَعَ ثَلَاثُونَ فَـأَكَـلُـوْا وَشَـرِبُوْا، قَالَ: فَقَالَ لَهُمْ: ((مَنْ يَـضْـمَنُ عَنِّي دَيْنِي، وَمَوَاعِيدِي، وَيَكُونُ مَـعِـي فِـي الْـجَـنَّةِ، وَيَـكُونُ خَلِيفَتِي فِي أَهْـلِـي۔)) فَقَالَ رَجُلٌ: لَمْ يُسَمِّهِ شَرِيكٌ، يَا رَسُـولَ الـلّٰـهِ! أَنْـتَ كُـنْـتَ بَحْرًا مَنْ يَقُومُ بِهٰـذَا؟ قَـالَ: ثُـمَّ قَـالَ لِآخَـرَ: قَالَ: فَعَرَضَ ذٰلِكَ عَلٰى أَهْلِ بَيْتِهِ، فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِـيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَا۔ (مسند احمد: ٨٨٣)

داروں کو ڈراؤ۔'' نازل ہوئی، تو نبی کریم ﷺ نے اپنے خاندان کے لوگوں کو جمع کیا، تیس آدمی جمع ہو گئے، انہوں نے کھایا پیا، اس کے بعد آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''تم میں سے کون ہے، جو میرے قرض کی ادائیگی اور میرے وعدوں کو پورا کرنے کی ضمانت دے گا، اس کے نتیجہ میں وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا اور میرے اہل میں میرا خلیفہ ہوگا؟'' ایک آدمی نے جوابا کہا: اللہ کے رسول! آپ تو سمندر ہیں، کون ان ذمہ داریوں کو ادا کر سکتا ہے؟ پھر آپ ﷺ نے کسی اور کو بھی یہ بات کہی پھر آپ ﷺ نے یہی بات جب اپنے اہل بیت پر پیش کی تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: جی میں اس کی ضمانت دیتا ہوں۔

(١٢٢٩٩)۔ وَعَـنِ ابْـنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَـالَ: أَوَّلُ مَـنْ صَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بَـعْدَ خَدِيْجَةَ عَـلِـيٌّ، وَقَـالَ مَرَّةً: أَسْلَمَ۔ (مسند احمد: ٣٥٤٢)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد نبی کریم ﷺ کے ہمراہ سب سے پہلے نماز پڑھنے والے یا ان کے بعد سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے سیدنا علی رضی اللہ عنہ تھے۔

(١٢٣٠٠)۔ عَـنِ ابْـنِ عُمَرَ قَالَ: كُنَّا نَقُولُ فِـي زَمَـنِ الـنَّبِـيِّ صَـلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَسُـولُ الـلّٰهِ خَيْرُ النَّاسِ، ثُمَّ أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ عُـمَـرُ، وَلَـقَدْ أُوتِيَ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ ثَلَاثَ خِـصَـالٍ، لَأَنْ تَـكُـونَ لِـي وَاحِدَةٌ مِنْهُنَّ أَحَـبُّ إِلَيَّ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ، زَوَّجَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ابْنَتَهُ، وَوَلَدَتْ لَهُ، وَسَدَّ الْأَبْوَابَ إِلَّا بَـابَـهُ فِي الْمَسْجِدِ، وَأَعْطَاهُ الرَّايَةَ يَوْمَ

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں کہا کرتے تھے کہ اللہ کے رسول ﷺ سب لوگوں سے افضل ہیں، آپ ﷺ کے بعد سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ہیں اور سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو تین ایسی خصوصیات نصیب ہوئی ہیں کہ اگر مجھے ان میں سے کوئی ایک مل جاتی تو وہ مجھے سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ محبوب ہوتی، اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی بیٹی کی ان سے شادی کی، ان سے ان کی اولاد ہوئی اور

(١٢٢٩٩) تـخـريـج: اسناده ضعيف بهذه السياقة، ابو بلج يحيى بن سليم يقبل حديثه فيما لا ينفرد به، اخرجه الترمذي: ٣٧٣٤ (انظر: ٣٥٤٢)

(١٢٣٠٠) تـخـريـج: اسناده ضعيف، هشام بن سعد ضعّفوه، يكتب حديثه للمتابعات، ولا يحتج به، اخرجه ابويعلي: ٥٦٠١، وابن ابي شيبة: ١٢/ ٩ (انظر: ٤٧٩٧)

خَيْبَرَ۔ (مسند احمد: ٤٧٩٧)

نبی کریم ﷺ نے ان کے دروازے کے علاوہ مسجد میں کھلنے والے تمام دروازے بند کروادیئے اور خیبر کے روز آپ ﷺ نے انہیں جھنڈا عطا فرمایا۔

(١٢٣٠١)۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الرَّقِيْمِ الْكِنَانِيِّ، قَالَ: خَرَجْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ زَمَنَ الْجَمَلِ، فَلَقِيْنَا سَعْدَ بْنَ مَالِكٍ بِهَا فَقَالَ: أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَدِّ الْأَبْوَابِ الشَّارِعَةِ فِي الْمَسْجِدِ وَتَرْكِ بَابِ عَلِيٍّ۔ (مسند احمد: ١٥١١)

عبد اللہ بن رقیم کنانی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جنگ جمل کے دنوں میں ہم مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے اور سیدنا سعد بن مالک رضی اللہ عنہ سے ہماری ملاقات ہوئی، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا کہ مسجد کی طرف کھلنے والے تمام دروازے بند کر دیئے جائیں، البتہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا دروازہ کھلا رہنے دیا جائے۔

(١٢٣٠٢)۔ عَنْ أَبِي حَسَّانَ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يَأْمُرُ بِالْأَمْرِ فَيُؤْتٰى، فَيُقَالُ: قَدْ فَعَلْنَا كَذَا وَكَذَا، فَيَقُوْلُ: صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ، قَالَ: فَقَالَ لَهُ الْأَشْتَرُ: إِنَّ هٰذَا الَّذِي تَقُوْلُ قَدْ تَفَشَّغَ فِي النَّاسِ أَفَشَيْءٌ عَهِدَهُ إِلَيْكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: مَا عَهِدَ إِلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا خَاصَّةً دُوْنَ النَّاسِ إِلَّا شَيْءٌ سَمِعْتُهُ مِنْهُ، فَهُوَ فِي صَحِيْفَةٍ فِي قِرَابِ سَيْفِي، قَالَ: فَلَمْ يَزَالُوْا بِهِ حَتّٰى أَخْرَجَ الصَّحِيْفَةَ، قَالَ: فَإِذَا فِيْهَا ((مَنْ أَحْدَثَ حَدَثًا أَوْ آوٰى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ، لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ،

ابو حسان سے روایت ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کسی کام کا حکم دیتے تو لوگ وہ کام کر لینے کے بعد آ کر کہتے کہ ہم نے وہ کام کر لیا، یہ سن کر وہ کہتے: اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے سچ فرمایا ہے، اشتر نے ان سے کہا: آپ کی یہ بات اب لوگوں میں عام ہو چکی ہے، اگر اللہ کے رسول نے آپ سے کچھ فرمایا ہو تو اسے بیان کر دیا کریں، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ نے عام لوگوں سے ہٹ کر مجھے خاص کر کے کچھ نہیں فرمایا، البتہ صرف ایک بات ہے جو میں نے آپ ﷺ سے سنی ہے اور وہ میری تلوار کے نیام میں لکھی ہوئی موجود ہے، لوگ اس کا اصرار کرتے رہے، یہاں تک کہ انہوں نے وہ تحریر نکال دی، اس میں لکھا تھا کہ ”جو شخص بدعت جاری کرے یا بدعتی کو پناہ دے تو اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے، اس کی فرضی اور نفلی عبادت قبول نہیں ہوگی۔“ اور اس میں یہ بات بھی لکھی ہوئی تھی کہ ”حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرمت

(١٢٣٠١) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة عبد الله بن الرقيم، وعبدُ الله بن شريك مختلف فيه، أخرجه النسائي في "الخصائص": ٤١ (انظر: ١٥١١)

(١٢٣٠٢) تخريج: صحيح لغيره، اخرجه مختصرا ابوداود: ٢٠٣٥، والنسائي: ٨/ ٢٤ (انظر: ٩٥٩)

قَالَ: وَإِذَا فِيهَا إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَإِنِّي أُحَرِّمُ الْمَدِينَةَ حَرَامٌ مَا بَيْنَ حَرَّتَيْهَا وَحِمَاهَا كُلُّهُ لَا يُخْتَلَى خَلَاهَا وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا وَلَا تُلْتَقَطُ لُقْطَتُهَا إِلَّا لِمَنْ أَشَارَ بِهَا وَلَا تُقْطَعُ مِنْهَا شَجَرَةٌ إِلَّا أَنْ يَعْلِفَ رَجُلٌ بَعِيرَهُ وَيُحْمَلُ فِيهَا السِّلَاحُ لِقِتَالٍ وَقَالَ وَإِذَا فِيهَا الْمُؤْمِنُونَ تَتَكَافَؤُ دِمَاءُ هُمْ وَيَسْعَى بِذِمَّتِهِمْ أَدْنَاهُمْ وَهُمْ يَدٌ عَلَى مَنْ سِوَاهُمْ أَلَا لَا يُقْتَلُ مُؤْمِنٌ بِكَافِرٍ وَلَا ذُو عَهْدٍ فِي عَهْدِهِ۔)) (مسند احمد: ۹۵۹)

والا قرار دیا تھا اور میں مدینہ منورہ کو حرم قرار دیتا ہوں اس کے دو میدانوں کے درمیان والا سارا علاقہ حرام ہے۔ اس کی چراگاہ کی گھاس نہ کاٹی جائے اس کے شکار کو بھگایا نہ جائے۔ اس کی گری ہوئی چیز کوئی نہ اٹھائے مگر اس کا اعلان کرنے والا۔ (وہ اٹھا سکتا ہے اس کا کوئی درخت نہ کاٹا جائے۔ ہاں آدمی اپنے اونٹ کو پتے ڈال سکتا ہے۔لڑائی کے لیے اس میں ہتھیار نہ اٹھایا جائے۔ اس صحیفہ میں یہ بھی تھا کہ مسلمانوں کے خون برابر ہیں۔ ان میں ادنیٰ آدمی کسی کو پناہ دے سکتا۔ وہ کافروں کے خلاف ایک ہاتھ کی طرح اکٹھے اور جماعت ہیں۔ مومن کو کافر کے بدلے میں اور ذمی کو اس کے عہد و پیمان کے دوران قتل نہیں کیا جائے گا۔''

(۱۲۳۰۳)۔ عَنْ مَيْمُونٍ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ وَأَنَا أَسْمَعُ: نَزَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِوَادٍ يُقَالُ لَهُ وَادِي خُمٍّ، فَأَمَرَ بِالصَّلَاةِ فَصَلَّاهَا بِهَجِيرٍ، قَالَ: فَخَطَبَنَا وَظُلِّلَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِثَوْبٍ عَلَى شَجَرَةٍ سَمُرَةٍ مِنَ الشَّمْسِ، فَقَالَ: ((أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَوَلَسْتُمْ تَشْهَدُونَ أَنِّي أَوْلَى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهِ۔)) قَالُوا: بَلَى، قَالَ: ((فَمَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَإِنَّ عَلِيًّا مَوْلَاهُ، اَللّٰهُمَّ عَادِ مَنْ عَادَاهُ وَوَالِ مَنْ وَالَاهُ۔)) (مسند احمد: ۱۹۵٤۰)

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ ساتھ ایک وادی میں اترے، اس کو وادی خُم کہتے تھے، پس آپ ﷺ نے نماز کا حکم دیا اور سخت گرمی میں ظہر کی نماز پڑھائی، پھر آپ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور دھوپ سے بچانے کے لیے کیکر کے درخت پر کپڑا ڈال کر آپ ﷺ پر سایہ کیا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم جانتے نہیں ہو، یا کیا تم یہ گواہی نہیں دیتے کہ میں ہر مومن کے اس کے نفس سے بھی زیادہ قریب ہوں؟'' صحابہ نے کہا: جی کیوں نہیں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں جس کا دوست ہوں، علی بھی اس کا دوست ہے، اے اللہ! تو اس سے دشمنی رکھ، جو علی سے دشمنی رکھتا ہے اور تو اس کو دوست رکھ، جو علی کو دوست رکھتا ہے۔''

فوائد:...... غدیرخم: علامہ سندھی نے کہا: یہ گھنے اور بکثرت درختوں والی جگہ ہے، جو جحفہ سے تین میل کے فاصلے پر ہے، اس کے پاس ایک مشہور جوہڑ ہے، وہ اسی جگہ کی طرف منسوب ہوتا ہے۔

(۱۲۳۰۳) تخریج: حدیث صحیح، اخرجه البزار: ۲۵۳۷، والطبرانی فی "الکبیر": ۵۰۹۲، والنسائی فی "الکبری": ۸٤٦۹ (انظر: ۱۹۳۲۵)

اس میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت اوران کی آپ ﷺ سے مناسبت کا بیان ہے۔ ملا علی قاری نے کہا: اس کا معنی یہ ہے: میں جس سے دوستی کرتا ہوں، علی بھی اس سے دوستی رکھتا ہے یا جو مجھے دوست بنائے گا، علی اس کو دوست بنائے گا۔ لفظ ''مولٰی'' کا اطلاق کئی معانی پر ہوتا ہے، جیسے رب، مالک، سیّد، مُنعِم، جس پر انعام کیا جائے، آزاد کنندہ، آزاد شدہ، غلام، ناصر، مُحِب، تابع، پڑوسی، چچا زاد، حلیف، عقد والا، وغیرہ۔ امام شافعی نے کہا: آپ ﷺ کی مراد اسلام کی دوستی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث بیان کرنے کا سبب یہ ہے کہ سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کہا: تم میرے دوست نہیں ہو، میرے دوست تو رسول اللہ ہیں۔ لیکن آپ ﷺ نے اس کا ردّ کرتے ہوئے فرمایا: ''میں جس کا دوست ہوں، علی بھی اس کا دوست ہے۔''

شیعہ لوگوں کا خیال ہے کہ لفظ ''مولٰی'' کے معانی متصرف کے ہیں، یعنی جن امور میں رسول اللہ ﷺ کو تصرف کرنے کا حق حاصل تھا، وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بھی حاصل تھا، مومنوں کے معاملات بھی ایک چیز تھی، اس لیے سیدنا علی بھی امام ہوں گے۔ لیکن طیبی نے کہا: ولایت کو اس امامت پر محمول نہیں کیا جا سکتا، جس کا معنی مومنوں کے امور میں تصرف کرنا ہے، کیونکہ آپ ﷺ اپنی زندگی میں مستقل اور واحد متصرف تھے (اس وصف میں آپ ﷺ کے ساتھ کوئی دوسرا شریک نہ تھا)، اس لیے ولایت کو محبت اور اسلام دوستی پر محمول کرنا چاہیے۔ (ملخص از مرقاۃ المفاتیح: ۱۰/ ٤٦٣، ٤٦٤)

امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: شیعہ لوگ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں نبی کریم ﷺ کی یہ حدیث نقل کرتے ہیں: ((اِنَّهُ خَلِيْفَتِيْ مِنْ بَعْدِيْ۔)) ...... ''میرے بعد وہ خلیفہ ہوں گے۔''

لیکن یہ روایت کسی طرح بھی صحیح نہیں ہے، بلکہ یہ ان شیعوں کی باطل روایات میں سے ہے۔ تاریخی واقعہ بھی اس کی تکذیب پر دلالت کرتا ہے، کیونکہ اگر یہ حدیث آپ ﷺ کا قول ہوتی تو ایسے ہی واقع ہوتا کہ سب سے پہلے سیدنا علی رضی اللہ عنہ خلیفہ بنتے اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ نہ بنتے، کیونکہ آپ ﷺ کا فرمان وحی ہوتا ہے اور وحی میں جو بات جیسے بیان کی جاتی ہے، وہ اسی طرح واقع ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کی مخالفت بھی نہیں کرتا۔ میں نے ضعیفہ (۴۹۲۳، ۴۹۳۲) میں اس قسم کی مرویات ذکر کر کے ان کا بطلان واضح کیا ہے۔ (صحیحہ: ۱۷۵۰)

(۱۲۳۰٤)۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ: اسْتَشْهَدَ عَلِيٌّ النَّاسَ، فَقَالَ: أَنْشُدُ اللّٰهَ رَجُلًا سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((اللّٰهُمَّ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ، اللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ۔)) قَالَ: فَقَامَ سِتَّةَ عَشَرَ رَجُلًا

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے گواہی طلب کی اور کہا: میں اس آدمی کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں، جس نے نبی کریم ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''اے اللہ! میں جس کا دوست ہوں، علی بھی اس کا دوست ہے، اے اللہ! جو علی کو دوست رکھے تو بھی اسے اپنا دوست رکھ اور جو علی سے عداوت رکھے تو بھی اس سے عداوت

(۱۲۳۰٤) تخريج: صحيح لغيره، اخرجه الطبراني في "الكبير": ٤٩٩٦ (انظر: ٢٣١٤٣)

فَشَهِدُوْا۔ (مسند احمد: ٢٣٥٣١)

رکھ۔'' یہ سن کر سولہ آدمی کھڑے ہوئے اور انھوں نے یہ شہادت دی (کہ واقعی انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث سنی ہے)۔

(١٢٣٠٥)۔ عَنْ رِيَاحِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: جَاءَ رَهْطٌ إِلَى عَلِيٍّ بِالرَّحْبَةِ، فَقَالُوْا: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَوْلَانَا، قَالَ: كَيْفَ أَكُونُ مَوْلَاكُمْ وَأَنْتُمْ قَوْمٌ عَرَبٌ، قَالُوْا: سَمِعْنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ غَدِيرِ خُمٍّ يَقُولُ: ((مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَإِنَّ هٰذَا مَوْلَاهُ)) قَالَ رِيَاحٌ: فَلَمَّا مَضَوْا تَبِعْتُهُمْ فَسَأَلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ؟ قَالُوْا: نَفَرٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فِيهِمْ أَبُو أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيُّ۔ (مسند احمد: ٢٣٩٥٩)

ریاح بن حارث سے مروی ہے کہ لوگوں کی ایک جماعت رحبہ کے مقام پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور انھوں نے کہا: اے ہمارے مولی! تم پر سلامتی ہو، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تمہارا مولیٰ کیسے ہوسکتا ہوں، تم تو عرب قوم ہو؟ ان لوگوں نے کہا: ہم نے غدیر خم کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کو یوں فرماتے سنا تھا کہ ''میں جس کا مولیٰ ہوں، یہ علی بھی اس کا مولیٰ ہے۔'' ریاح کہتے ہیں: جب وہ لوگ چلے گئے تو میں ان کے پیچھے ہولیا اور میں نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ لوگوں نے بتلایا کہ یہ انصاری لوگ ہیں، ان میں سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ آخَرَ) قَالَ: رَأَيْتُ قَوْمًا مِنَ الْأَنْصَارِ قَدِمُوْا عَلَى عَلِيٍّ فِي الرَّحْبَةِ، فَقَالَ: مَنِ الْقَوْمُ؟ قَالَ: مَوَالِيْكَ أَيْ أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ، فَذَكَرَ مَعْنَاهُ، (مسند احمد: ٢٣٩٦٠)

(دوسری سند) ریاح کہتے ہیں: میں نے انصاریوں کی ایک جماعت دیکھی، وہ رحبہ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے کہا، اے امیر المومنین! ہم آپ کے دوست ہیں، پھر مذکورہ حدیث کے ہم معنی حدیث ذکر کی۔

(١٢٣٠٦)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى قَالَ: شَهِدْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي الرَّحْبَةِ يَنْشُدُ النَّاسَ، أَنْشُدُ اللّٰهَ مَنْ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَوْمَ غَدِيرِ خُمٍّ: ((مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ۔)) لَمَا قَامَ فَشَهِدَ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ:

عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں رحبہ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر کہہ رہے تھے: میں اس آدمی کو اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں، جس نے غدیر خم والے دن رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''میں جس کا دوست ہوں، علی بھی اس کا دوست ہے۔'' وہ اٹھ کر گواہی دے، یہ بات سن

(١٢٣٠٥) تخريج: اسناده صحيح، اخرجه بنحوه ابن ابی شيبة: ١٢/ ٦٠، والطبرانی: ٤٠٥٢، ٤٠٥٣ (انظر: ٢٣٥٦٣)

تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(١٢٣٠٦) تخريج: حسن لغيره، اخرجه ابويعلی: ٥٦٧، والبزار: ٦٣٢ (انظر: ٩٦١)

فَقَامَ اثْنَا عَشَرَ بَدْرِيًّا، كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى أَحَدِهِمْ فَقَالُوْا: نَشْهَدُ أَنَّا سَمِعْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَوْمَ غَدِيرِ خُمٍّ: ((أَلَسْتُ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ، وَأَزْوَاجِي أُمَّهَاتُهُمْ؟)) فَقُلْنَا: بَلَى، يَا رَسُولَ اللّٰهِ!، قَالَ: ((فَمَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ، اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ، وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ۔)) (مسند احمد: ٩٦١)

کر بارہ بدری صحابہ کھڑے ہوئے، وہ منظر میری آنکھوں کے سامنے ہے، گویا میں ان میں سے ہر ایک کو دیکھ رہا ہوں، ان سب نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے غدیر خم کے دن رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''کیا میں مومنین پر ان کی جانوں سے زیادہ حق نہیں رکھتا؟ اور کیا میری ازواج ان کی مائیں نہیں ہیں؟'' ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! بالکل بات ایسے ہی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں جس کا دوست ہوں، علی بھی اس کا دوست ہے، اے اللہ! تو اس آدمی کو دوست رکھ، جو علی کو دوست رکھتا ہے اور جو اس سے عداوت رکھے، تو بھی اس سے عداوت رکھ۔''

(١٢٣٠٧)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ آخَرَ) أَنَّهُ شَهِدَ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي الرَّحْبَةِ، قَالَ: أَنْشُدُ اللّٰهَ رَجُلًا سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَهِدَهُ يَوْمَ غَدِيرِ خُمٍّ إِلَّا قَامَ، وَلَا يَقُومُ إِلَّا مَنْ قَدْ رَآهُ فَقَامَ اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا، فَقَالُوْا: قَدْ رَأَيْنَاهُ وَسَمِعْنَاهُ حَيْثُ أَخَذَ بِيَدِهِ يَقُولُ: ((اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ، وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ، وَانْصُرْ مَنْ نَصَرَهُ، وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَهُ۔)) فَقَامَ إِلَّا ثَلَاثَةٌ لَمْ يَقُومُوْا فَدَعَا عَلَيْهِمْ فَأَصَابَتْهُمْ دَعْوَتُهُ۔ (مسند احمد: ٩٦٤)

(دوسری سند) عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں رحبہ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا، انھوں نے کہا: میں اس آدمی کو اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں جو غدیر خم والے دن رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھا اور آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا، وہ کھڑا ہو جائے، یہ بات سن کر بارہ آدمی کھڑے ہو گئے، سب نے کہا: ہم نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا اور آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا، جبکہ آپ ﷺ نے ان کا ہاتھ بھی پکڑا ہوا تھا: ''یا اللہ! جو اس علی سے دوستی رکھے تو بھی اسے اپنا دوست رکھ، جو اس سے عداوت رکھے تو بھی اس سے عداوت رکھ، جو اس کی مدد کرے تو بھی اس کی مدد کر اور جو اسے چھوڑ جائے تو بھی اسے چھوڑ دے۔'' صرف تین آدمی نہیں اٹھے تھے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان پر بددعا کی اور ان کی بددعا ان کو لگ گئی تھی۔

(١٢٣٠٧) تخريج: حسن لغيره دون قوله: "وَانْصُرْ مَنْ نَصَرَهُ، وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَهُ" وهذا اسناد ضعيف لجهالة الوليد بن عقبة وسماك بن عبيد، وانظر الحديث بالطريق الاول

(۱۲۳۰۸)۔ عَنْ زَاذَانَ أَبِي عُمَرَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا فِي الرَّحْبَةِ، وَهُوَ يَنْشُدُ النَّاسَ مَنْ شَهِدَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ غَدِيرِ خُمٍّ؟ وَهُوَ يَقُولُ مَا قَالَ فَقَامَ ثَلَاثَةَ عَشَرَ رَجُلًا، فَشَهِدُوا أَنَّهُمْ سَمِعُوا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُولُ: ((مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ۔)) (مسند احمد: ٦٤١)

ابو عمر زاذان کہتے ہیں: میں نے رحبہ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا، وہ لوگوں کو اللہ کا واسطہ دے کر کہہ رہے تھے کہ جو آدمی غدیر خم کے روز رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر تھا، جبکہ آپ ﷺ فرما رہے تھے جو آپ نے فرمایا (جواب سے آپ کے اس فرمان کی سمجھ آ رہی ہے) پس تیرہ آدمی کھڑے ہو گئے اور انھوں نے یہ گواہی دی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ ''میں جس کا دوست ہوں، علی بھی اس کا دوست ہے۔''

(۱۲۳۰۹)۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ وَهْبٍ، وَعَنْ زَيْدِ بْنِ يُثَيْعٍ قَالَا: نَشَدَ عَلِيٌّ النَّاسَ فِي الرَّحْبَةِ مَنْ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ يَوْمَ غَدِيرِ خُمٍّ إِلَّا قَامَ، قَالَ: فَقَامَ مِنْ قِبَلِ سَعِيدٍ سِتَّةٌ، وَمِنْ قِبَلِ زَيْدٍ سِتَّةٌ، فَشَهِدُوا أَنَّهُمْ سَمِعُوا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِعَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَوْمَ غَدِيرِ خُمٍّ: ((أَلَيْسَ اللّٰهُ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ؟)) قَالُوا: بَلَى، قَالَ: ((اللّٰهُمَّ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ، اللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ۔)) (مسند احمد: ٩٥٠)

سعید بن وہب اور زید بن یثیع کہتے ہیں: سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے رحبہ میں لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر کہا کہ جس کسی نے غدیر خم کے روز رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث بیان کرتے ہوئے سنا، وہ اٹھ کر کھڑا ہو جائے، پس سعید کی طرف سے چھ اور زید کی جانب سے بھی چھ آدمی کھڑے ہو گئے اور ان سب نے گواہی دی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو غدیر خم کے روز سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے متعلق فرماتے ہوئے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا مومنین پر اللہ کا حق زیادہ نہیں؟'' صحابہ نے کہا: جی بالکل، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یا اللہ! میں جس کا دوست ہوں، علی بھی اس کا دوست ہے، یا اللہ! جو اس سے دوستی رکھے تو بھی اس سے دوستی رکھ اور جو اس سے عداوت رکھے تو بھی اس سے عداوت رکھ۔''

(۱۲۳۱۰)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَكِيمٍ، أَنْبَأَنَا شَرِيكٌ، عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ، عَنْ عَمْرٍو مُرٍّ بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي إِسْحٰقَ يَعْنِي عَنْ

سعید اور زید یہ بھی روایت کرتے ہیں، اس میں یہ الفاظ زائد ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! جو علی کی مدد کرے، تو بھی اس کی مدد کر اور جو اس کو چھوڑ دے، تو بھی اس کو چھوڑ دے۔''

(۱۲۳۰۸) تخریج: صحیح لغیره (انظر: ٦٤١)

(۱۲۳۰۹) تخریج: صحیح لغیره، اخرجه البزار: ٢٥٤١، والطبرانی: ٤٩٧٠ (انظر: ٩٥٠)

(۱۲۳۱۰) تخریج: انظر الحدیث السابق

سَعِيدٍ وَزَيْدٍ وَزَادَ فِيهِ: ((وَانْصُرْ مَنْ نَصَرَهُ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَهُ۔)) (مسند احمد: ٩٥١)

(١٢٣١١)۔ وَعَنْ سَعِيدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ: نَشَدَ عَلِيٌّ نِ النَّاسَ، فَقَامَ خَمْسَةٌ أَوْ سِتَّةٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَشَهِدُوْا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ۔)) (مسند احمد: ٢٣٤٩٥)

سعید بن وہب سے مروی ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو اللہ کا واسطہ دیا، تو پانچ چھ صحابہ کھڑے ہوئے اور انھوں نے یہ گواہی دی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ''میں جس کا دوست ہوں، علی بھی اس کا دوست ہے۔''

اَلْفَصْلُ الرَّابِعُ فِيْ قَوْلِهِ ﷺ لِلْإِمَامِ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ: ((أَنْتَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هٰرُوْنَ مِنْ مُوْسٰى.)) الخ

فصل چہارم: نبی کریم ﷺ کا امام علی رضی اللہ عنہ کے حق میں فرمانا: ''تمہاری میرے ساتھ وہی نسبت ہے، جو حضرت ہارون علیہ السلام کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھی، ......۔''

(١٢٣١٢)۔ وَعَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: قُلْتُ لِسَعْدِ بْنِ مَالِكٍ: إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكَ عَنْ حَدِيثٍ، وَأَنَا أَهَابُكَ أَنْ أَسْأَلَكَ عَنْهُ، فَقَالَ: لَا تَفْعَلْ يَا ابْنَ أَخِي! إِذَا عَلِمْتَ أَنَّ عِنْدِي عِلْمًا فَسَلْنِي عَنْهُ وَلَا تَهَبْنِي، قَالَ: فَقُلْتُ: قَوْلُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ حِينَ خَلَّفَهُ بِالْمَدِينَةِ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ، فَقَالَ سَعْدٌ: خَلَّفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا بِالْمَدِينَةِ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَتُخَلِّفُنِي فِي الْخَالِفَةِ فِي النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ؟ فَقَالَ: ((أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى؟)) قَالَ: بَلَى، يَا رَسُولَ اللّٰهِ!، قَالَ: فَأَدْبَرَ عَلِيٌّ مُسْرِعًا كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى

سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سعد بن مالک یعنی سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے کہا: میں آپ سے ایک حدیث کی بابت دریافت کرنا چاہتا ہوں، لیکن آپ سے ہیبت زدہ بھی ہوں، انہوں نے کہا: بھتیجے! ایسا نہ کرو، اگر تم جانتے ہو کہ میرے پاس کسی چیز کا علم ہے تو پوچھ لو اور مجھ سے مت ڈرو، میں نے کہا: جب رسول اللہ ﷺ غزوۂ تبوک کے موقع پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو پیچھے مدینہ میں چھوڑ گئے تھے تو آپ ﷺ نے کیا فرمایا تھا؟ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: جب نبی کریم ﷺ نے غزوۂ تبوک کے موقع پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو پیچھے مدینہ میں چھوڑا تو انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ مجھے پیچھے رہ جانے والے بچوں اور عورتوں میں چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ تمہارا میرے ساتھ وہی تعلق ہو جو ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام سے تھا؟'' انہوں نے کہا: جی ہاں، اے اللہ کے رسول!

(١٢٣١١) تخريج: اسناده صحيح (انظر: ٢٣١٠٧)

(١٢٣١٢) تخريج: حديث صحيح، اخرجه مسلم: ٢٤٠٤ (انظر: ١٤٩٠)

غُبَارِ قَدَمَيْهِ يَسْطَعُ، وَقَدْ قَالَ حَمَّادٌ: فَرَجَعَ عَلِيٌّ مُسْرِعًا۔ (مسند احمد: ١٤٩٠)

آپ ﷺ کی بات سن کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ خوشی خوشی تیزی سے واپس ہو گئے، گویا کہ اب بھی میں ان کے قدموں سے اڑتا غبار دیکھ رہا ہوں۔ حماد راوی کے الفاظ یہ ہیں: یہ سن کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ تیزی سے واپس ہو لیے۔

(١٢٣١٣)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ آخَرَ) اَنَّ عَلِيًّا رضی اللہ عنہ خَرَجَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ حَتّٰى جَاءَ ثَنِيَّةَ الْوَادَعِ وَعَلِيٌّ رضی اللہ عنہ يَبْكِيْ يَقُوْلُ: تُخَلِّفُنِيْ مَعَ الْخَوَالِفِ، فَقَالَ: ((اَوَمَا تَرْضٰى اَنْ تَكُوْنَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هٰرُوْنَ مِنْ مُوْسٰى اِلَّا النُّبُوَّةَ؟)) (مسند احمد: ١٤٦٣)

(دوسری سند) سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہ نبی کریم ﷺ کے ہمراہ نکلے، یہاں تک کہ جب آپ ﷺ ثنیۂ وداع تک پہنچے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے روتے ہوئے کہا: آپ مجھے پیچھے رہ جانے والوں یعنی عورتوں اور بچوں میں چھوڑ ے جا رہے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تمہیں یہ پسند نہیں ہے کہ تمہارا میرے ساتھ وہی تعلق ہو، جو ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام سے تھا، ماسوائے نبوت کے فرق کے؟''

(١٢٣١٤)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: لَمَّا أَرَادَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُخَلِّفَ عَلِيًّا رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ لَهُ عَلِيٌّ: مَا يَقُولُ النَّاسُ فِيَّ إِذَا خَلَّفْتَنِي؟ قَالَ: فَقَالَ: ((مَا تَرْضٰى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسٰى إِلَّا أَنَّهُ لَيْسَ بَعْدِي نَبِيٌّ، أَوْ لَا يَكُونُ بَعْدِي نَبِيٌّ۔)) (مسند احمد: ١٤٦٩٣)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ (غزوۂ تبوک کے موقع پر) جب رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو پیچھے چھوڑ جانے کا ارادہ کیا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ مجھے یوں پیچھے چھوڑ جائیں گے تو لوگ میرے بارے میں کیا کہیں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ تمہارا تعلق میرے ساتھ وہی ہو، جو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہارون علیہ السلام کا تھا، الا یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔''

(١٢٣١٥)۔ عَنْ مُوسَى الْجُهَنِيِّ قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى فَاطِمَةَ بِنْتِ عَلِيٍّ فَقَالَ لَهَا رَفِيقِي أَبُو سَهْلٍ: كَمْ لَكِ؟ قَالَتْ: سِتَّةٌ وَثَمَانُونَ سَنَةً، قَالَ: مَا سَمِعْتِ مِنْ أَبِيكِ شَيْئًا؟ قَالَتْ: حَدَّثَتْنِي أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ

موسیٰ جہنی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں فاطمہ بنت علی کی خدمت میں گیا، میرے رفیق ابو سہل نے ان سے کہا: آپ کی عمر کتنی ہے؟ انہوں نے کہا: چھیاسی برس، ابو سہل نے کہا: آپ نے اپنے والد (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) کے بارے میں کیا کچھ سنا ہے؟ انہوں نے کہا: سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ

(١٢٣١٣) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(١٢٣١٤) تخريج: صحيح لغيره، تخريج: اخرجه الترمذي: ٣٧٣٠ (انظر: ١٤٦٣٨)

(١٢٣١٥) تخريج: اسناده صحيح، اخرجه النسائي في "الكبرى": ٨١٤٣، والطبراني: ٢٤/ ٣٨٤ (انظر: ٢٧٠٨١)

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِعَلِيٍّ: ((أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسٰى إِلَّا أَنَّهُ لَيْسَ بَعْدِي نَبِيٌّ.)) (مسند احمد: ۲۷٦۲۱)

رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''تمہارا مجھ سے وہی مقام ہے، جو ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام سے تھا، الا یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔''

فوائد:..... ان احادیث سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا مطلق طور پر افضل ہونا لازم نہیں آتا، بلکہ ان احادیث میں خلیفۂ چہارم کی ایک فضیلت بیان کی گئی ہے اور ان احادیث کا یہ مطلب بھی نہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ خلیفۂ بلافصل ہوں گے، کیونکہ آپ ﷺ کے اس فرمان کا تعلق اس موقع سے ہے، جب غزوۂ تبوک کے موقع پر ان کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر کیا تھا، آپ خود غور کریں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ہارون علیہ السلام سے تشبیہ دی جا رہی ہے، جبکہ اہل تاریخ کے نزدیک ہارون علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں ہی فوت ہو گئے تھے اور موسیٰ علیہ السلام نے ان کو اس وقت اپنا نائب بنایا تھا، جب وہ اپنے ربّ سے سرّ ومناجات کرنے کے لیے گئے تھے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ جیسے ہارون علیہ السلام کا استخلاف عارضی طور پر تھا، اسی طرح سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی اس نیابت کا تعلق ان پچاس دنوں سے تھا، جن میں آپ ﷺ مدینہ منورہ میں موجود نہیں تھے۔

اَلْفَصْلُ الْخَامِسُ فِيْ اِخْتِيَارِ النَّبِيِّ ﷺ عَلِيًّا لِأَخْذِ الرَّايَةِ يَوْمَ خَيْبَرَ وَفِيْهِ مَنْقَبَةٌ لِعَلِيٍّ رضی اللہ عنہ وَمُعْجِزَةٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ

فصل پنجم: غزوۂ خیبر کے روز نبی کریم ﷺ کا جھنڈا دینے کے لیے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو منتخب کرنا اور اس میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور نبی کریم ﷺ کے معجزہ کا بیان

(۱۲۳۱٦)۔ عَنْ أَبِي حَازِمٍ، أَخْبَرَنِي سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ: ((لَأُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَى يَدَيْهِ، يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ، وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ.)) قَالَ: فَبَاتَ النَّاسُ يَدُوكُونَ لَيْلَتَهُمْ أَيُّهُمْ يُعْطَاهَا، فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ كُلُّهُمْ يَرْجُو أَنْ يُعْطَاهَا، فَقَالَ: (أَيْنَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ؟)) فَقَالَ: هُوَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! يَشْتَكِي

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر والے دن فرمایا: ''میں کل یہ جھنڈا ایک ایسے آدمی کو تھماؤں گا، جس کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا وہ آدمی اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔'' لوگ ساری رات اسی شش و پنج میں رہے کہ ان میں سے کسے یہ جھنڈا دیا جائے گا؟ صبح ہوئی تو لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ہر ایک کو توقع تھی کہ جھنڈا اسے ملے گا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟'' لوگوں نے بتایا کہ اے اللہ کے رسول! ان کی آنکھیں دکھتی ہیں، لوگوں کو انہیں لانے کے لیے

(۱۲۳۱٦) تخریج: اخرجه البخاری: ۳۰۰۹، ۴۲۱۰، ومسلم: ۲٤۰٦ (انظر: ۲۲۸۲۱)

عَيْنَيْهِ، قَالَ: فَأَرْسِلُوا إِلَيْهِ، فَأُتِيَ بِهِ، فَبَصَقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عَيْنَيْهِ، وَدَعَا لَهُ فَبَرَأَ حَتّٰى كَأَنْ لَمْ يَكُنْ بِهِ وَجَعٌ، فَأَعْطَاهُ الرَّايَةَ، فَقَالَ عَلِيٌّ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أُقَاتِلُهُمْ حَتّٰى يَكُونُوا مِثْلَنَا، فَقَالَ: ((انْفُذْ عَلٰى رِسْلِكَ حَتّٰى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ، ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ، وَأَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَقِّ اللّٰهِ فِيهِ، فَوَاللّٰهِ لَأَنْ يَهْدِيَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ يَكُونَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ۔)) (مسند احمد: ٢٣٢٠٩)

بھیجا گیا، جب ان کو لایا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب لگایا اور ان کے حق میں دعا فرمائی، وہ فوراً یوں ٹھیک ہوگئے کہ گویا انہیں کوئی تکلیف نہ تھی، پھر آپ ﷺ نے انہیں جھنڈا تھما دیا، انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں ان کے ساتھ اس وقت تک قتال کرتا رہوں، یہاں تک کہ وہ ہماری طرح مسلمان ہو جائیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اطمینان کے ساتھ روانہ ہو جاؤ، یہاں تک کہ ان کے سامنے جا پہنچو، تم سب سے پہلے ان کو اسلام کی دعوت دینا اور انہیں بتلانا کہ اسلام میں ان پر اللہ کے فلاں فلاں حق واجب ہیں، اللہ کی قسم! اگر تیرے ذریعے اللہ تعالیٰ ایک آدمی کو ہدایت دے دے تو یہ تیرے لیے بیش قیمت سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ بہتر ہے۔''

(١٢٣١٧)۔ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ، حَدَّثَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ، حَدَّثَنِي أَبِي بُرَيْدَةُ: قَالَ: حَاصَرْنَا خَيْبَرَ فَأَخَذَ اللِّوَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَانْصَرَفَ وَلَمْ يُفْتَحْ لَهُ، ثُمَّ أَخَذَهُ مِنَ الْغَدِ فَخَرَجَ فَرَجَعَ وَلَمْ يُفْتَحْ لَهُ، وَأَصَابَ النَّاسَ يَوْمَئِذٍ شِدَّةٌ وَجَهْدٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنِّي دَافِعٌ اللِّوَاءَ غَدًا إِلٰى رَجُلٍ يُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ، وَيُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ، لَا يَرْجِعُ حَتّٰى يُفْتَحَ لَهُ۔)) فَبِتْنَا طَيِّبَةً أَنْفُسُنَا أَنَّ الْفَتْحَ غَدًا، فَلَمَّا أَنْ أَصْبَحَ

سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نے خیبر کا محاصرہ کیا، جھنڈا سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا، وہ واپس آگئے اور فتح نہیں ہوئی، دوسرے دن پھر جھنڈا ان ہی کے پاس رہا، اس دن بھی وہ لوٹ آئے اور فتح نہ ہو سکی، اس روز لوگوں کو کافی تکلیف اور مشقت کا سامنا کرنا پڑا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں کل یہ جھنڈا ایسے آدمی کے حوالے کروں گا کہ اللہ اور اس کے رسول اس سے محبت کرتے ہیں اور وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے، وہ فتح کے بغیر واپس نہیں آئے گا۔'' ہم نے خوشی خوشی میں رات گزاری کہ کل فتح ہو جائے گی، جب صبح کے وقت رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی تو آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ نے جھنڈا منگوایا، لوگ صفوں میں بیٹھے رہے، آپ ﷺ نے

(١٢٣١٧) تخريج: حديث صحيح، اخرجه النسائي في "الكبرى": ٨٤٠٢، والبيهقي: ٩/ ١٣٢، والحاكم: ٣/ ٣٧ (انظر: ٢٢٩٩٣)

رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى الْغَدَاةَ ثُمَّ قَامَ قَائِمًا فَدَعَا بِاللِّوَاءِ، وَالنَّاسُ عَلَى مَصَافِّهِمْ، فَدَعَا عَلِيًّا وَهُوَ أَرْمَدُ، فَتَفَلَ فِي عَيْنَيْهِ، وَدَفَعَ إِلَيْهِ اللِّوَاءَ، وَفُتِحَ لَهُ، قَالَ بُرَيْدَةُ: وَأَنَا فِيمَنْ تَطَاوَلَ لَهَا۔ (مسند احمد: ۲۳۳۸۱)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بلوایا، ان کی آنکھیں دکھتی تھیں، آپ ﷺ نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب مبارک لگایا اور جھنڈا ان کے حوالے کیا، ان کے ہاتھوں فتح نصیب ہوئی۔ سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جھنڈا حاصل کرنے کی خواہش میں جن لوگوں نے گردنیں اٹھائی ہوئی تھیں، میں بھی انہی میں شامل تھا۔

(۱۲۳۱۸)۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ يَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ الرَّايَةَ فَهَزَّهَا، ثُمَّ قَالَ: ((مَنْ يَأْخُذُهَا بِحَقِّهَا؟)) فَجَاءَ فُلَانٌ فَقَالَ: أَنَا، قَالَ: ((أَمِطْ۔)) ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ، فَقَالَ: ((أَمِطْ۔)) ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((وَالَّذِي كَرَّمَ وَجْهَ مُحَمَّدٍ لَأُعْطِيَنَّهَا رَجُلًا لَا يَفِرُّ هَاكَ، يَا عَلِيُّ!)) فَانْطَلَقَ حَتَّى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ خَيْبَرَ وَفَدَكَ، وَجَاءَ بِعَجْوَتِهِمَا وَقَدِيدِهِمَا، قَالَ مُصْعَبٌ: بِعَجْوَتِهَا وَقَدِيدِهَا۔ (مسند احمد: ۱۱۱۳۹)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جھنڈا پکڑ کر لہرایا اور فرمایا: ''کون ہے جو اس جھنڈے کو لے کر اس کا حق ادا کرے گا؟'' ایک آدمی آیا اور اس نے کہا: جی میں ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہٹ جاؤ۔'' پھر ایک اور آدمی آیا، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم بھی ہٹ جاؤ۔'' پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس نے محمد ﷺ کے چہرے کو عزت سے نوازا ہے، میں یہ جھنڈا ایسے آدمی کو دوں گا، جو میدان جنگ سے فرار نہیں ہوگا، اے علی! یہ لو جھنڈا۔'' چنانچہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ جھنڈا تھامے روانہ ہو گئے تا آنکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں خیبر اور فدک فتح کرا دیا اور وہ وہاں کی عجوہ نامی کھجور اور دھوپ میں خشک کیا ہوا گوشت لے کر واپس لوٹے۔''

(۱۲۳۱۹)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ: كَانَ أَبِي يَسْمُرُ مَعَ عَلِيٍّ فَكَانَ عَلِيٌّ يَلْبَسُ ثِيَابَ الصَّيْفِ فِي الشِّتَاءِ، وَثِيَابَ الشِّتَاءِ فِي الصَّيْفِ، فَقِيلَ لَهُ: لَوْ سَأَلْتَهُ؟ فَسَأَلَهُ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ إِلَيَّ وَأَنَا أَرْمَدُ يَوْمَ

عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میرے والد، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ رات کو بیٹھے باتیں کیا کرتے تھے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ سردیوں میں گرمی والے اور گرمیوں میں سردی والے کپڑے پہنا کرتے تھے، کسی نے میرے والد سے کہا کہ آپ ان سے اس کی وجہ تو دریافت کریں، چنانچہ انہوں نے ان سے اس بارے میں کہا تو انہوں نے کہا: خیبر کے روز میری

(۱۲۳۱۸) تخریج: اسناده ضعيف على نكارة في متنه، عبد الله بن عصمة العجلي تفرد بهذا الحديث، وهو ممن لا يحتمل تفرده، اخرجه ابويعلى: ۱۳۴۶ (انظر: ۱۱۱۲۲)

(۱۲۳۱۹) تخريج: اسناده ضعيف، ابن ابي ليلى سيىء الحفظ، ويشهد لقوله "لأعطين الراية رجلا يحب الله ورسوله" الحديث الآتى، اخرجه ابن ماجه: ۱۱۷ (انظر: ۷۷۸)

خَیْبَرَ، فَقُلْتُ: یَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّی رَمِدٌ فَتَفَلَ فِی عَیْنِی، وَقَالَ: ((اللّٰهُمَّ أَذْهِبْ عَنْهُ الْحَرَّ وَالْبَرْدَ۔)) فَمَا وَجَدْتُ حَرًّا وَلَا بَرْدًا بَعْدُ، قَالَ: وَقَالَ: ((لَأَبْعَثَنَّ رَجُلًا یُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ، وَیُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ، لَیْسَ بِفَرَّارٍ)) قَالَ: فَتَشَرَّفَ لَهَا النَّاسُ، قَالَ: فَبَعَثَ عَلِیًّا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ (مسند احمد: ۷۷۸)

آنکھیں دکھتی تھیں، رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلوایا اور میری آنکھوں میں اپنا لعاب مبارک لگایا اور مجھے دعا دیتے ہوئے فرمایا: ''یا اللہ! اس سے گرمی سردی کا احساس دور کر دے۔'' چنانچہ اس دن سے مجھے نہ گرمی محسوس ہوتی ہے اور نہ سردی، نیز اس دن آپ ﷺ نے فرمایا تھا: ''میں یہ جھنڈا ایسے آدمی کو عطا کروں گا، جسے اللہ اور اس کے رسول سے محبت ہے اور اللہ اور اس کا رسول بھی اس سے محبت رکھتے ہیں اور وہ میدان جنگ سے شکست کھا کر فرار ہونے والا نہیں۔'' چنانچہ جھنڈا دیئے جانے کے وقت اس کو حاصل کرنے کے لیے نبی کریم ﷺ کے بہت سے اصحاب نے گردنیں اوپر کو اٹھائیں اور اس وقت آپ نے وہ جھنڈا مجھے عطا فرما دیا۔

(۱۲۳۲۰)۔ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ، قَالَ: وَسَمِعْتُهُ یَقُولُ یَوْمَ خَیْبَرَ: ((لَأُعْطِیَنَّ الرَّایَةَ رَجُلًا یُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ، وَیُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ۔)) فَتَطَاوَلْنَا لَهَا فَقَالَ: ((ادْعُوا لِی عَلِیًّا۔)) فَأُتِیَ بِهِ أَرْمَدَ فَبَصَقَ فِی عَیْنِهِ وَدَفَعَ الرَّایَةَ إِلَیْهِ فَفَتَحَ اللّٰهُ عَلَیْهِ، وَلَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآیَةُ ﴿نَدْعُ أَبْنَاءَ نَا وَأَبْنَاءَ کُمْ﴾ [آل عمران: ٦١] دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلِیًّا وَفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَیْنًا، فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ اَهْلِیْ۔)) (مسند احمد: ۱۶۰۸)

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے خیبر کے دن رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''میں یہ جھنڈا ایسے آدمی کو دوں گا، جسے اللہ اور اسکے رسول سے محبت اور اللہ اور اس کا رسول بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔'' ہم سب نے جھنڈا حاصل کرنے کی خواہش میں گردنیں اٹھائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''علی کو بلاؤ۔'' پس انہیں لایا گیا، لیکن ان کی آنکھیں دکھتی تھیں، آپ ﷺ نے ان کی آنکھوں میں لعاب مبارک لگایا اور جھنڈا ان کے حوالے کر دیا، اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں فتح نصیب فرمائی اور جب یہ آیت ﴿نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ﴾ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی، سیدہ فاطمہ، سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور فرمایا: ''یا اللہ! یہ لوگ میرے اہل ہیں۔''

(۱۲۳۲۱)۔ عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر

(۱۲۳۲۰) تخریج: اخرجه مسلم: ۲۴۰۴ (انظر: ۱۶۰۸)

(۱۲۳۲۱) تخریج: اخرجه مسلم: ۲۴۰۵ (انظر: ۸۹۹۰)

رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ: ((لَأَدْفَعَنَّ الرَّايَةَ إِلٰى رَجُلٍ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَيْهِ۔)) قَالَ: فَقَالَ عُمَرُ: فَمَا أَحْبَبْتُ الْإِمَارَةَ قَبْلَ يَوْمِئِذٍ فَتَطَاوَلْتُ لَهَا وَاسْتَشْرَفْتُ رَجَاءَ أَنْ يَدْفَعَهَا إِلَيَّ، فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ دَعَا عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَام فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ فَقَالَ: ((قَاتِلْ وَلَا تَلْتَفِتْ حَتّٰى يُفْتَحَ عَلَيْكَ۔)) فَسَارَ قَرِيبًا ثُمَّ نَادٰى يَا رَسُولَ اللّٰهِ! عَلَامَ أُقَاتِلُ؟ قَالَ: ((حَتّٰى يَشْهَدُوْا أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِذَا فَعَلُوا ذٰلِكَ فَقَدْ مَنَعُوا مِنِّي دِمَائَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔)) (مسند احمد: ۸۹۷۸)

کے دن فرمایا: ''اب میں یہ جھنڈا ایسے آدمی کو دوں گا، جسے اللہ اور اس کے رسول سے محبت ہے، اس لیے کہ اس کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ فتح نصیب فرمائے گا۔'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ میں نے اس واقعہ سے پہلے کبھی امارت کی خواہش نہیں کی تھی، اس روز جھنڈا حاصل کرنے کی خواہش میں میں نے بھی گردن اوپر کو اٹھائی اور اونچا ہو ہو کر دیکھنے لگا کہ شاید آپ ﷺ یہ جھنڈا مجھے عطا فرما دیں، لیکن جب دوسرا دن ہوا تو آپ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو بلوا کر جھنڈا انہیں تھما یا اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم ان سے قتال کرتے رہنا، یہاں تک کہ آپ فتح یاب ہو جائیں۔'' سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے تھوڑا سا چلنے کے بعد کہا: اے اللہ کے رسول! بھلا میں ان سے کس بات پر قتال کروں گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس بات پر قتال کرو کہ وہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور محمد ﷺ کی رسالت کی گواہی دیں، وہ لوگ جب یہ کام کر لیں تو وہ اپنے خون اور اموال کو مجھ سے بچالیں گے، مگر ان کے حق کے ساتھ اور ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔''

فوائد:...... غزوۂ خیبر کی تفصیلات میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی اس خصوصیت کا ذکر ہو چکا ہے، یہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے حق میں نبی کریم ﷺ کی بڑی شہادتیں ہیں۔

اَلْفَصْلُ السَّادِسُ فِيْ اِخْتِيَارِهٖ قَاضِيًا لِلْيَمَنِ وَاِنَّهٗ اَكْثَرُ الْاُمَّةِ الْمُحَمَّدِيَّةِ عِلْمًا وَاَعْظَمُهُمْ حِلْمًا وَاَقْدَمُهُمْ سَلْمًا

فصل ششم: نبی کریم ﷺ کا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو یمن کا قاضی مقرر کرنا اور اس امر کا بیان کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اس امت محمدیہ میں سب سے زیادہ علم والے، سب سے زیادہ بردباری والے اور سب (یعنی اکثر) سے پہلے مسلمان ہونے والے تھے

(۱۲۳۲۲)۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْيَمَنِ، وَأَنَا حَدِيثُ السِّنِّ، قَالَ:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں ابھی تک نوعمر ہی تھا کہ رسول اللہ نے مجھے یمن کی طرف بھیج دیا، میں نے کہا: آپ مجھے ایسے لوگوں کی طرف روانہ کر رہے ہیں، جن کے

(۱۲۳۲۲) تخریج: حدیث صحیح اخرجه ابن ماجه: ۲۳۱۰ (انظر: ٦٣٦)

قُلْتُ: تَبْعَثُنِي إِلٰى قَوْمٍ يَكُونُ بَيْنَهُمْ أَحْدَاثٌ وَلَا عِلْمَ لِي بِالْقَضَاءِ، قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ سَيَهْدِي لِسَانَكَ، وَيُثَبِّتُ قَلْبَكَ۔)) قَالَ: فَمَا شَكَكْتُ فِي قَضَاءٍ بَيْنَ اثْنَيْنِ بَعْدُ۔ (مسند احمد: ٦٣٦)

مابین جھگڑے ہوں گے اور میں تو فیصلے کرنے کا علم نہیں رکھتا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تمہاری زبان کو درست اور دل کو مضبوط رکھے گا۔'' سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اس کے بعد مجھے دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ کرنے میں کبھی تردد نہیں ہوا۔

(۱۲۳۲۳)۔ (وَعَنْهُ أَيْضًا) قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِذَا بَعَثْتَنِي أَكُونُ كَالسِّكَّةِ الْمُحْمَاةِ أَمِ الشَّاهِدُ يَرٰى مَا لَا يَرَى الْغَائِبُ، قَالَ: ((الشَّاهِدُ يَرٰى مَا لَا يَرَى الْغَائِبُ۔)) (مسند احمد: ٦٢٨)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب آپ مجھے بھیج ہی رہے ہیں تو اب میں (آپ کے حکم پر عمل کرنے کے لیے) گرم سکّہ کی طرح بن جاؤں یا ایسا حاضر جو کہ وہ کچھ دیکھ رہا ہے جسے غائب نہیں دیکھ سکتا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایسا حاضر جو کہ وہ کچھ دیکھ رہا ہے جسے غائب نہیں دیکھ سکتا۔''

فوائد:...... آپ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ایک فرد کو قتل کرنے کے لیے بھیجا تھا، آپ یہ پوچھنا چاہتے تھے کہ وہ بن دیکھے آپ ﷺ کے حکم کی فوراً تعمیل کریں یا حالات و واقعات اور قرائن و شواہد کو دیکھ کر فیصلہ کریں، آپ ﷺ نے جواباً دوسری چیز کو مناسب قرار دیا۔

جو اہل علم اس حدیث کی شرح پڑھنا چاہتے ہیں وہ سلسلہ صحیحہ: ۴/ ۵۲۷ حدیث نمبر ۱۹۰۴ میں مذکورہ طرق اور ان سے شیخ البانی رحمہ اللہ کے کیے ہوئے استنباط کا مطالعہ کریں۔

(۱۲۳۲٤)۔ عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: وَضَّأْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ: ((هَلْ لَكَ فِي فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَعُودُهَا۔)) فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَقَامَ مُتَوَكِّئًا عَلَيَّ، فَقَالَ: ((أَمَا إِنَّهُ سَيَحْمِلُ ثِقْلَهَا غَيْرُكَ، وَيَكُونُ أَجْرُهَا لَكَ۔)) قَالَ: فَكَأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيَّ شَيْءٌ حَتّٰى دَخَلْنَا عَلٰى فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَام، فَقَالَ لَهَا: كَيْفَ

سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے ایک دن نبی کریم ﷺ کو وضو کرایا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم فاطمہ کے ہاں جا کر ان کی عیادت کرو گے؟'' میں نے کہا: جی ہاں، پھر آپ ﷺ میرا سہارا لے کر اٹھے اور فرمایا: ''اس کے بوجھ کو تیرے سوا کوئی دوسرا اٹھالے گا اور تجھے اس کا اجر ملے گا۔'' آپ ﷺ کا یہ ارشاد سننے کے بعد گویا اب مجھ پر کوئی بوجھ نہ رہا، یہاں تک کہ ہم سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں پہنچے، آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''تم اپنے آپ کو

(۱۲۳۲٤) تخریج: اسنادہ ضعیف، خالد بن طهمان ضعّفه ابن معين، وقال: خلط قبل موته بعشر سنين، وكان قبل ذلك ثقة، اخرجه الطبراني في "الكبير": ۲۰/ ۵۳۸ (انظر: ۲۰۳۰۷)

تَجِدِينَكِ؟ قَالَتْ: وَاللّٰهِ! لَقَدِ اشْتَدَّ حُزْنِي وَاشْتَدَّتْ فَاقَتِي، وَطَالَ سَقَمِي، قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: وَجَدْتُ فِي كِتَابِ أَبِي بِخَطِّ يَدِهِ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ، قَالَ: ((أَوَمَا تَرْضَيْنَ أَنِّي زَوَّجْتُكِ أَقْدَمَ أُمَّتِي سِلْمًا، وَأَكْثَرَهُمْ عِلْمًا، وَأَعْظَمَهُمْ حِلْمًا۔)) (مسند احمد: ۲۰۵۷۳)

کیسی پاتی ہو؟'' انہوں نے جواب دیا: اللہ کی قسم! میرا غم زیادہ ہو چکا ہے اور شدید فاقوں سے دوچار ہوں اور میری بیماری بھی طویل ہو چکی ہے۔ ابوعبدالرحمٰن کہتے ہیں: میں نے اپنے والد کی کتاب میں ان کے ہاتھوں سے اس حدیث میں یہ بھی لکھا پایا تھا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم اس بات سے راضی ہو کہ میں تمہارا نکاح ایسے آدمی سے کردوں، جو میرے امت میں سب (یعنی اکثر) سے پہلے مسلمان ہونے والا اور سب سے زیادہ صاحب علم اور حوصلہ مند ہے؟''

اَلْفَصْلُ السَّابِعُ فِيْ مَحَبَّةِ الشِّيْعَةِ لَهُ وَبُغْضِ الْخَوَارِجِ إِيَّاهُ

فصل ہفتم: شیعہ لوگوں کا سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرنا اور خارجی لوگوں کا ان سے بغض رکھنا

(۱۲۳۲۵)۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: دَعَانِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((إِنَّ فِيكَ مِنْ عِيسٰى مَثَلًا، أَبْغَضَتْهُ يَهُودُ حَتّٰى بَهَتُوا أُمَّهُ، وَأَحَبَّتْهُ النَّصَارٰى حَتّٰى أَنْزَلُوهُ بِالْمَنْزِلِ الَّذِي لَيْسَ بِهِ۔)) أَلَا وَإِنَّهُ يَهْلِكُ فِيَّ اثْنَانِ مُحِبٌّ يُقَرِّظُنِي بِمَا لَيْسَ فِيَّ، وَمُبْغِضٌ يَحْمِلُهُ شَنَآنِي عَلٰى أَنْ يَبْهَتَنِي، أَلَا إِنِّي لَسْتُ بِنَبِيٍّ وَلَا يُوحٰى إِلَيَّ وَلٰكِنِّي أَعْمَلُ بِكِتَابِ اللّٰهِ وَسُنَّةِ نَبِيِّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اسْتَطَعْتُ، فَمَا أَمَرْتُكُمْ مِنْ طَاعَةِ اللّٰهِ فَحَقٌّ عَلَيْكُمْ طَاعَتِي فِيمَا أَحْبَبْتُمْ وَكَرِهْتُمْ۔)) (مسند احمد: ۱۳۷۷)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلا کر فرمایا: ''تم عیسیٰ علیہ السلام کے مشابہ ہو، یہود کو ان سے اس قدر بغض تھا کہ انہوں نے ان کی والدہ پر بہتان لگا دیا اور نصاریٰ نے ان سے اس قدر محبت کی کہ انہیں وہ درجہ دے دیا، جس پر وہ فائز نہیں تھے۔'' سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: خبردار! دو قسم کے لوگ میری وجہ سے ہلاکت سے دوچار ہوں گے، ایک تو مجھ سے محبت کرنے والے، وہ فرط محبت میں میرے متعلق ایسی ایسی باتیں کریں گے، جو درحقیقت مجھ میں نہیں ہیں اور دوسرے مجھ سے بغض رکھنے والے، وہ میری مخالفت میں آ کر مجھ پر الزامات لگانے سے بھی نہیں چوکیں گے، خبردار! میں نہ نبی ہوں اور نہ میری طرف وحی آتی ہے، البتہ میں اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت کے مطابق عمل کرنے کی حتی الامکان کوشش کرتا ہوں، پس میں جب تک تمہیں اللہ کی اطاعت کا حکم دوں تو تمہیں اچھا لگے یا نہ لگے اس بارے میں میرے حکم کی تعمیل تم پر لازم ہے۔

(۱۲۳۲۵) تخریج: اسناده ضعیف لضعف الحكم بن عبد الملك القرشی (انظر: ۱۳۷۷)

(۱۲۳۲٦)۔ عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ قَالَ: قُلْتُ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ: إِنَّ الشِّيعَةَ يَزْعُمُونَ أَنَّ عَلِيًّا رضي الله عنه يَرْجِعُ، قَالَ: كَذَبَ أُولَئِكَ الْكَذَّابُونَ، لَوْ عَلِمْنَا ذَاكَ مَا تَزَوَّجَ نِسَاؤُهُ، وَلَا قَسَمْنَا مِيرَاثَهُ۔ (مسند احمد: ۱۲٦٦)

عاصم بن ضمرہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے کہا: شیعہ لوگوں کا خیال ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ دوبارہ واپس تشریف لائیں گے، انہوں نے کہا: یہ لوگ جھوٹے ہیں، جھوٹی باتیں کرتے ہیں، اگر یہ بات ہمارے علم میں ہوتی تو سیدنا علی کی ازواج شادی نہ کرتیں اور نہ ہم ان کی میراث کو تقسیم کرتے۔

فوائد:...... اس باب کی روایات تو ضعیف ہے، لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ کئی شیعہ نے ان سے محبت کا اظہار کرنے میں غلوّ سے کام لیا اور وہ شرعی حد سے تجاوز کر گئے اور اپنی کئی خود ساختہ بدعات کے لیے سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور ان کی آل کو آڑ بنا لیا۔

اور خوارج اس قدر مخالف ہو گئے کہ انھوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور خوارج کی آپس میں جنگیں ہونے لگ گئیں، دیکھیں حدیث نمبر (۱۲۸۲۲) اور اس کے بعد والی احادیث اور ابواب۔

اَلْبَابُ الثَّالِثُ ذِكْرُ شَيْءٍ مِنْ خُطَبِهِ رضي الله عنه

باب سوم: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بعض خطبات کا بیان

(۱۲۳۲۷)۔ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: خَطَبَنَا عَلِيٌّ رضي الله عنه فَقَالَ: مَنْ زَعَمَ أَنَّ عِنْدَنَا شَيْئًا نَقْرَؤُهُ إِلَّا كِتَابَ اللّٰهِ وَهٰذِهِ الصَّحِيفَةَ، صَحِيفَةٌ فِيهَا أَسْنَانُ الْإِبِلِ وَأَشْيَاءُ مِنَ الْجِرَاحَاتِ، فَقَدْ كَذَبَ، قَالَ: وَفِيهَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْمَدِينَةُ حَرَمٌ مَا بَيْنَ عَيْرٍ إِلَى ثَوْرٍ، فَمَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا أَوْ آوَى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَدْلًا وَلَا صَرْفًا، وَمَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ أَوْ تَوَلَّى غَيْرَ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ

ابراہیم تیمی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور کہا: جو شخص یہ سمجھے کہ ہمارے پاس اللہ کی کتاب اور اس صحیفہ کے علاوہ بھی دین کی کوئی بات ہے تو وہ جھوٹ کہتا ہے، اس صحیفہ میں زکوۃ کے اونٹوں کی عمروں اور کچھ قصاص کے مسائل کا تذکرہ ہے اور اس صحیفہ میں یہ بھی درج ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''مدینہ منورہ عیر سے ثور تک حرم ہے، جو آدمی اس میں کوئی بدعت نافذ کرے گا یا بدعتی کو پناہ دے گا، اس پر اللہ تعالیٰ کی، فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہے، اللہ قیامت کے دن اس کی فرض اور نفل عبادت قبول نہیں کرے گا اور جو آدمی اپنے حقیقی باپ یا مالکوں کے سوا کسی دوسرے کی طرف اپنی نسبت کرے گا، اس پر بھی اللہ کی فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہو گی، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی

(۱۲۳۲٦) تخريج: حسن لغيره، اخرجه الطبرانی فی "الكبير": ۲۵٦۰ (انظر: ۱۲٦٦)

(۱۲۳۲۷) تخريج: اخرجه البخاری: ۳۱۷۲، ٦۷۵۵، ومسلم: ۱۳۷۰ (انظر: ٦۱۵)

مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا ، وَذِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ وَاحِدَةٌ يَسْعٰى بِهَا أَدْنَاهُمْ۔)) (مسند احمد: ٦١٥)

فرض اور نفل عبادت قبول نہیں کرے گا، تمام مسلمانوں کی پناہ ایک ہی ہے، جس کے متعلق ادنیٰ مسلمان بھی کوشش کرسکتا (یعنی کسی کو پناہ دے سکتا) ہے۔"

(١٢٣٢٨)۔ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ: شَهِدْتُ عَلِيًّا رضی اللہ عنہ وَهُوَ يَقُولُ عَلَى الْمِنْبَرِ: وَاللّٰهِ مَا عِنْدَنَا كِتَابٌ نَقْرَؤُهُ عَلَيْكُمْ إِلَّا كِتَابَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَهٰذِهِ الصَّحِيفَةَ مُعَلَّقَةً بِسَيْفِهِ ، أَخَذْتُهَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا فَرَائِضُ الصَّدَقَةِ ، مُعَلَّقَةٌ بِسَيْفٍ لَهُ حِلْيَتُهُ حَدِيدٌ أَوْ قَالَ: بَكَرَاتُهُ حَدِيدٌ أَيْ حِلَقُهُ۔ (مسند احمد: ٧٨٢)

طارق بن شہاب سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس تھا، وہ منبر پر کہہ رہے تھے: اللہ کی قسم! ہمارے پاس اللہ کی کتاب کے سوا کوئی کتاب یا تحریر نہیں، جو ہم تم لوگوں کے سامنے پڑھیں اور ایک یہ صحیفہ ہے، جو تلوار کے ساتھ معلق ہے، اس کے بارے میں انھوں نے کہا: یہ صحیفہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیا ہے، اس میں زکوٰۃ کے جانوروں کی عمروں کا بیان ہے، وہ صحیفہ جس تلوار کے ساتھ معلق تھا اس کے حلقے لوہے کے تھے۔

(١٢٣٢٩)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ آخَرَ) قَالَ: خَطَبَنَا عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ فَقَالَ: مَا عِنْدَنَا شَيْءٌ مِنَ الْوَحْيِ أَوْ قَالَ: كِتَابٌ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ، إِلَّا مَا فِي كِتَابِ اللّٰهِ وَهٰذِهِ الصَّحِيفَةِ الْمَقْرُوْنَةِ بِسَيْفِي ، وَعَلَيْهِ سَيْفٌ حِلْيَتُهُ حَدِيدٌ وَفِيهَا فَرَائِضُ الصَّدَقَاتِ۔ (مسند احمد: ٧٩٨)

(دوسری سند) طارق بن شہاب کہتے ہیں: سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطبہ دیا اور اس میں کہا: ہمارے پاس اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی تحریر یا وحی میں سے الگ کوئی چیز نہیں ہے، بس وہی کچھ ہے، جو اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ہے اور اس صحیفے میں ہے، جو میری تلوار کے ساتھ ملا ہوا ہے، اس وقت ایک تلوار ان کے پاس تھی، جس کے حلقے لوہے کے تھے اور اس صحیفہ میں زکوٰۃ کے جانوروں کی عمروں کا بیان تھا۔

(١٢٣٣٠)۔ عَنْ حَبَّةَ الْعُرَنِيِّ قَالَ: رَأَيْتُ عَلِيًّا رضی اللہ عنہ ضَحِكَ عَلَى الْمِنْبَرِ ، لَمْ أَرَهُ ضَحِكَ ضَحِكًا أَكْثَرَ مِنْهُ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ، ثُمَّ قَالَ: ذَكَرْتُ قَوْلَ أَبِي طَالِبٍ

حبہ عرنی کہتے ہیں: میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا، وہ منبر پر خوب ہنسے، میں نے ان کو کبھی بھی اتنا ہنستے ہوئے نہیں دیکھا تھا، آپ اس قدر زور سے ہنسے کہ آپ کی داڑھیں نمایاں ہوگئیں اور پھر کہا: مجھے ابو طالب کی بات یاد آئی ہے، میں

(١٢٣٢٨) تخريج: صحيح لغيره، اخرجه البزار: ٥١٣ (انظر: ٧٨٢)

(١٢٣٢٩) تخريج: حسن لغيره، وانظر الحديث بالطريق الاول

(١٢٣٣٠) تخريج: اسناده ضعيف جدا، يحيى بن سلمة بن كهيل متروك الحديث، وفي حديثه عن ابيه مناكير، وحبة العرني ضعيف أيضا، اخرجه الطياسي: ١٨٨ ، والبزار: ٦٥١ (انظر: ٧٧٦)

ظَهَرَ عَلَيْنَا أَبُو طَالِبٍ، وَأَنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَنَحْنُ نُصَلِّي بِبَطْنِ نَخْلَةَ، فَقَالَ: مَاذَا تَصْنَعَانِ يَا ابْنَ أَخِي، فَدَعَاهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْإِسْلَامِ، فَقَالَ: مَا بِالَّذِي تَصْنَعَانِ بَأْسٌ أَوْ بِالَّذِي تَقُولَانِ بَأْسٌ، وَلٰكِنْ وَاللّٰهِ لَا تَعْلُوَنِي اِسْتِي أَبَدًا وَضَحِكَ تَعَجُّبًا لِقَوْلِ أَبِيهِ، ثُمَّ قَالَ: اللّٰهُمَّ لَا أَعْتَرِفُ أَنَّ عَبْدًا لَكَ مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ عَبَدَكَ قَبْلِي غَيْرَ نَبِيِّكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، لَقَدْ صَلَّيْتُ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ النَّاسُ سَبْعًا۔ (مسند احمد: ۷۷٦)

اللہ کے رسول ﷺ کے ہمراہ وادیٔ نخلہ میں نماز ادا کر رہا تھا کہ ابو طالب آ گئے، انہوں نے کہا: بھتیجے! تم دونوں کیا کر رہے ہو؟ اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے انہیں اسلام کی دعوت دی، اس نے کہا: تم جو کام کر رہے ہو، اس میں کوئی حرج نہیں، لیکن اللہ کی قسم! میری دبر مجھ سے اونچی کبھی نہ ہوگی۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اپنے والد کی اس بات پر تعجب کرتے ہوئے ہنسے تھے، اس کے بعد انہوں نے کہا: یا اللہ میں نہیں جانتا کہ اس امت میں تیرے نبی کے سوا مجھ سے قبل تیرے کسی بندے نے تیری عبادت کی ہو، یہ بات انہوں نے تین مرتبہ دہرائی، لوگوں کے نماز پڑھنے سے بہت پہلے میں نے نمازیں پڑھی ہیں، یہ بات آپ نے سات مرتبہ دہرائی۔ ❶

(۱۲۳۳۱)۔ أَنْبَأَنَا أَبُو عَامِرٍ الْمُزَنِيُّ، حَدَّثَنَا شَيْخٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ قَالَ: خَطَبَنَا عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَوْ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ عَضُوضٌ، يَعَضُّ الْمُوسِرُ عَلٰى مَا فِي يَدَيْهِ، قَالَ: وَلَمْ يُؤْمَرْ بِذٰلِكَ، قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ﴾ وَيَنْهَدُ الْأَشْرَارُ، وَيُسْتَذَلُّ الْأَخْيَارُ، وَيُبَايِعُ الْمُضْطَرُّونَ، قَالَ: وَقَدْ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْمُضْطَرِّينَ، وَعَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ، وَعَنْ بَيْعِ الثَّمَرَةِ قَبْلَ أَنْ تُدْرِكَ۔ (مسند احمد: ۹۳۷)

بنوتمیم کے ایک بزرگ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطبہ دیا اور کہا: لوگوں پر ایسا سخت زمانہ بھی آئے گا کہ خوش حال لوگ اپنی چیزوں پر انتہائی بخل کریں گے، حالانکہ انہیں اس کا حکم نہیں دیا گیا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا ہے: ﴿وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ﴾ ......، نیز انھوں نے کہا: اور برے لوگوں کی تکریم کی جائے گی، اچھے لوگوں کو ذلیل کیا جائے گا اور لوگوں کی مجبوریوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان سے خرید وفروخت کی جائے گی، حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے مجبور کی مجبوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بیع کرنے سے، دھوکے کی بیع کرنے سے اور پھلوں کے تیار ہونے سے قبل ان کی بیع کرنے سے منع فرمایا ہے۔

(۱۲۳۳۱) تخريج: اسناده ضعيف لضعف ابی عامر المزنی، ولجهالة الشيخ من بنی تميم، اخرجه ابو داود: ۳۳۸۲ (انظر: ۹۳۷)

❶ یا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کے نماز پڑھنے سے پہلے میں نے سات دن نماز پڑھی ہے اس کے بعد دیگر لوگ مسلمان ہوئے ہیں۔ (عبداللہ رفیق)

اَلْبَابُ الرَّابِعُ فِیْ خُرُوْجِ عَائِشَةَ وَطَلْحَةَ وَالزُّبَیْرِ رضی اللہ عنہم اِلَی الْبَصْرَةِ لِلْمُطَالَبَةِ بِدَمِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ وَ اِخْبَارِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِذٰلِكَ قَبْلَ حُصُوْلِهٖ وَاسْتِغْفَارِ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ لِمَوْقَعَةِ الْجَمَلِ وَفِیْهِ فُصُوْلٌ

باب چہارم: سیدہ عائشہ، سیدنا طلحہ اور سیدنا زبیر رضی اللہ عنہم کا سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے خون کا مطالبہ کرنے کے لیے بصرہ جانا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس واقعہ کی پہلے ہی خبر دے دینا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا جنگِ جمل کی وجہ سے بخشش طلب کرنا اس باب کی کئی فصلیں ہیں

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ فِیْ خُرُوْجِ عَائِشَةَ وَمَا اَخْبَرَ بِهِ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم فِیْ ذٰلِكَ

فصل اول: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکلنا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کے متعلق پیشین گوئی کرنا

(۱۲۳۳۲)۔ عَنْ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا قَيْسٌ، قَالَ: لَمَّا أَقْبَلَتْ عَائِشَةُ بَلَغَتْ مِيَاهَ بَنِي عَامِرٍ لَيْلًا نَبَحَتِ الْكِلَابُ، قَالَتْ: أَيُّ مَاءٍ هٰذَا؟ قَالُوْا: مَاءُ الْحَوْأَبِ، قَالَتْ: مَا أَظُنُّنِي إِلَّا أَنِّي رَاجِعَةٌ، فَقَالَ بَعْضُ مَنْ كَانَ مَعَهَا: بَلْ تَقْدَمِينَ فَيَرَاكِ الْمُسْلِمُونَ، فَيُصْلِحُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ذَاتَ بَيْنِهِمْ، قَالَتْ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَنَا ذَاتَ يَوْمٍ: ((كَيْفَ بِإِحْدَاكُنَّ تَنْبَحُ عَلَيْهَا كِلَابُ الْحَوْأَبِ۔)) (مسند احمد: ۲٤۷٥۸)

قیس سے مروی ہے کہ جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا (مدینہ منورہ سے بصرہ جاتے ہوئے) بنی عامر کے پانیوں تک پہنچیں تو کتے بھونکنے لگے، انہوں نے کہا: یہ کون سی جگہ ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ حوأب کے پانی کا مقام ہے، انھوں نے کہا: میرا خیال تو یہی ہے کہ میں واپس لوٹ جاؤں، لیکن ان کے بعض ہم سفروں نے کہا: اب آپ واپس نہ جائیں، بلکہ آگے بڑھیں، ممکن ہے کہ مسلمان آپ کو دیکھیں اور اللہ تعالیٰ ان کے مابین صلح کرا دے گا، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز ہم سے فرمایا تھا کہ ''تم میں سے ایک کی اس وقت کیا حالت ہوگی، جب اس پر حوأب کے کتے بھونکیں گے۔''

فوائد:...... اس حدیث کے درج ذیل شاہد سے مفہوم کی وضاحت ہو جاتی ہے:

(۱۲۳۳۲) تخریج: اسنادہ صحیح، اخرجہ ابن ابی شیبۃ: ١٥/ ۲٥۹، وابو یعلی: ٤۸٦۸، وابن حبان: ٦۷۳۲، والحاکم: ۳/ ۱۲۰ (انظر: ۲٤۲٥۳)

سیدنا عبداللہ بن عباس بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے بیویوں سے فرمایا: ((لَیْتَ شَعْرِیْ! أَیَّتُکُنَّ صَاحِبَةُ الْجَمَلِ الْأَدْبَبِ، تَخْرُجُ فَیَنْبَحُهَا کِلَابُ الْحَوْأَبِ، یُقْتَلُ عَنْ یَمِینِهَا وَعَنْ یَسَارِهَا قَتْلٰی کَثِیْرٌ، ثُمَّ تَنْجُوْ بَعْدَ مَا کَادَتْ؟!))...... ''کاش مجھے پتہ چل جاتا! تم میں کون ہے، جو ایسے اونٹ پر سوار ہوگی، جس کے چہرے کے بال بہت زیادہ ہوں گے، وہ نکلے گی اور اس پر حوأب کے کتے بھونکیں گے، اس کے دائیں اور بائیں جانب لوگوں کی کثیر تعداد کو قتل کر دیا جائے گا، وہ خود بال بال بچ جائے گی۔'' (قال الالبانی: رواہ البزار فی "کشف الاستار: ٤/ ٩٤/ ٣٢٧٣، ٣٢٧٤ ورجالہ ثقات کما قال الهیثمی فی "مجمع الزوائد": ٧/ ٢٣٤، والحافظ فی "فتح الباری": ١٣/ ٤٥)

امام البانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے اور اس کے متن میں کوئی اشکال نہیں ہے، بخلاف استاد سعید افغانی ہے۔

اس حدیث سے زیادہ سے زیادہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو حوأب کا علم ہوا تو ان کو واپس چلا جانا چاہیے تھا، جب کہ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوٹی نہیں تھیں، اس چیز کو بھی ام المومنین کی طرف منسوب کرنا ان کے شایانِ شان نہیں ہے۔

ہمارا جواب یہ ہے کہ ضروری نہیں کہ جامع الصفات اور باکمال آدمی سے وہی کچھ صادر ہو، جو اس کی ذات کو زیب دیتا ہو، کیونکہ معصوم وہی ہے، جس کو اللہ تعالیٰ بچا کر رکھے۔ اہل السنہ کو چاہیے کہ وہ محترم شخصیات کی شان میں غلوّ نہ کیا کریں، جیسا کہ شیعوں نے اپنے اماموں کے حق میں کیا اور انھیں معصوم قرار دیا۔

ہمارا خیال ہے کہ اس قافلے کے ساتھ نکلنا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خطا تھی، اسی لیے جب ان کو حوأب کے بارے میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد یاد آیا تو انھوں نے واپس جانے کا ارادہ کیا، لیکن سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے ان کو یہ کہتے ہوئے مطمئن کر دیا: ''ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعے لوگوں میں صلح کروا دیں۔'' .... امام زیلعی (نصب الرایۃ: ٤/ ٦٩۔ ٧٠) میں کہتے ہیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے (اس خطا) پر ندامت کا اظہار کیا تھا، جیسا کہ ابن عبد البر نے (کتاب الاستیعاب) میں روایت کی ہے کہ...... سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: ابو عبد الرحمن! تو نے مجھے نکلنے سے روک کیوں نہیں لیا تھا؟ انھوں نے کہا: میں نے دیکھا کہ ابن زبیر آپ پر غالب آ گئے تھے۔ پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ کی قسم! اگر تم مجھے روک لیتے تو میں نہ جاتی۔

اس اثر کی ایک دوسری سند بھی ہے، جیسا کہ امام ذہبی نے (سیر اعلام النبلاء: ص ٧٨۔ ٧٩) میں کہا:

اور یہ بھی کہا کہ قیس نے کہا: پہلے پہل تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ خیال تھا کہ ان کو ان کے گھر میں آپ ﷺ کے ساتھ دفن کیا جائے گا، لیکن (جنگِ جمل کے بعد) انھوں نے کہا: میرے اس فعل (جرم) کی وجہ سے مجھے دوسری امہات المومنین کے ساتھ دفن کر دینا۔ پھر ان کو بقیع میں دفن کیا گیا۔ میں (قیس) کہتا ہوں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی مراد جنگِ

جمل والا واقعہ تھا، بعد میں ان کو اس پر بہت ندامت ہوئی تھی اور انھوں نے اس سے توبہ کی تھی۔ حالانکہ ان کا ارادہ خیر و بھلائی کا تھا، جیسا کہ سیدنا طلحہ بن عبید اللہ، سیدنا زبیر بن عوام اور کبار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جماعت نے اجتہاد کیا تھا، اللہ تعالیٰ سب سے راضی ہو جائے۔ (آمین)

امام بخاری اپنی صحیح میں بیان کرتے ہیں: ابو وائل نے کہا: جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے مدد مانگنے کے لیے سیدنا عمار اور سیدنا حسن رضی اللہ عنہما کو کوفہ کی طرف بھیجا، تو سیدنا عمار رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبے میں کہا: میں جانتا ہوں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا دنیا میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی تھیں اور آخرت میں بھی ہوں گی، لیکن اللہ تعالیٰ تمہیں آزمانا چاہتا کہ تم سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی پیروی کرتے ہو یا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی۔

سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کا یہ خطبہ جنگِ جمل سے پہلے کا ہے، وہ لوگوں کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکلنے سے روکنا چاہتے تھے۔ (صحیحہ: ۴۷۴)

(۱۲۳۳۳)۔ عَنْ أَبِي رَافِعٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ: ((إِنَّهُ سَيَكُونُ بَيْنَكَ وَبَيْنَ عَائِشَةَ أَمْرٌ۔)) قَالَ: أَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: ((نَعَمْ۔)) قَالَ: أَنَا، قَالَ: ((نَعَمْ۔)) قَالَ: فَأَنَا أَشْقَاهُمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ!، قَالَ: ((لَا، وَلٰكِنْ إِذَا كَانَ ذٰلِكَ فَارْدُدْهَا إِلَى مَأْمَنِهَا۔)) (مسند احمد: ۲۷۷٤۰)

سیدنا ابو رافع سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "عنقریب تمہارے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے مابین جھگڑا ہوگا۔" سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میرے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہاں۔" انھوں نے پھر کہا: اللہ کے رسول! کیا میں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جی ہاں۔" انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! تب تو میں سب سے بڑھ کر بدنصیب ہوں گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نہیں، یہ بات نہیں ہے، بس جب ایسی صورت حال پیدا ہو جائے تو عائشہ کو اس کی امن گاہ تک پہنچا دینا۔"

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ فِيْ قُدُوْمِ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ اِلَى الْبَصْرَةِ وَاِسْتِنْفَارِ اَهْلِهَا لِمَوْقِعَةِ الْجَمَلِ

فصل دوم: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بصرہ میں تشریف آوری اور لوگوں کو جنگ جمل کے لیے بلانا

(۱۲۳۳٤)۔ عَنِ ابْنَةٍ لِأُهْبَانَ بْنِ صَيْفِيٍّ، عَنْ أَبِيهَا وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ، أَنَّ عَلِيًّا لَمَّا قَدِمَ الْبَصْرَةَ بَعَثَ إِلَيْهِ فَقَالَ: مَا يَمْنَعُكَ أَنْ

سیدنا اہبان بن صیفی رضی اللہ عنہ، جو کہ صحابی ہیں، سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: سیدنا علی رضی اللہ عنہ جب بصرہ میں تشریف لائے تو انہوں نے مجھے بلوا بھیجا اور کہا: میرے ساتھ چلنے میں تمہیں کیا مانع

(۱۲۳۳۳) تخریج: اسناده ضعیف، الفُضَيل بن سليمان النميري عنده مناكير، وهذه منها، وقد اضطرب في اسناده، وابو اسماء من رجال "التعجيل"، اخرجه البزار: ۳۲۷۲، والطبراني في "الكبير": ۹۹۵ (انظر: ۲۷۱۹۸)

(۱۲۳۳٤) تخريج: حسن بطرقه وشواهده، اخرجه ابن ماجه: ۳۹۶۰، والترمذي: ۲۲۰۳ (انظر: ۲۷۲۰۰)

تَتْبَعُنِي؟ فَقَالَ: أَوْصَانِي خَلِيلِي وَابْنُ عَمِّكَ، فَقَالَ: ((إِنَّهُ سَيَكُونُ فُرْقَةٌ وَاخْتِلَافٌ، فَاكْسِرْ سَيْفَكَ، وَاتَّخِذْ سَيْفًا مِنْ خَشَبٍ، وَاقْعُدْ فِي بَيْتِكَ حَتَّى تَأْتِيَكَ يَدٌ خَاطِئَةٌ أَوْ مَنِيَّةٌ قَاضِيَةٌ۔)) فَفَعَلْتُ مَا أَمَرَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنِ اسْتَطَعْتَ يَا عَلِيُّ أَنْ لَا تَكُونَ تِلْكَ الْيَدَ الْخَاطِئَةَ فَافْعَلْ۔ (مسند احمد: ۲۷۷٤۲)

ہے؟ میں نے کہا: مجھے میرے خلیل اور آپ کے چچازاد یعنی رسول اللہ ﷺ نے وصیت فرمائی تھی کہ: ''عنقریب لوگوں میں فتنہ واختلاف برپا ہوگا، اس موقع پر تم اپنی تلوار توڑ کر لکڑی کی ایک تلوار بنا لینا اور الگ تھلگ ہو کر اپنے گھر میں بیٹھے رہنا، یہاں تک کہ کوئی ظالم ہاتھ یا موت تم تک پہنچ جائے۔'' لہٰذا میں نے تو وہی کام کیا، جس کا رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا تھا، اے علی! اگر تم طاقت رکھتے ہو کہ وہ وہ ظالم خطا کار ہاتھ نہ بنو تو تم ایسا ضرور کرو۔

(۱۲۳۳۵)۔ (وَعَنْهَا مِنْ طَرِيقٍ آخَرَ) عَنْ عُدَيْسَةَ ابْنَةِ أُهْبَانَ بْنِ صَيْفِيٍّ، أَنَّهَا كَانَتْ مَعَ أَبِيهَا فِي مَنْزِلِهِ فَمَرِضَ، فَأَفَاقَ مِنْ مَرَضِهِ ذٰلِكَ، فَقَامَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ بِالْبَصْرَةِ، فَأَتَاهُ فِي مَنْزِلِهِ حَتَّى قَامَ عَلَى بَابِ حُجْرَتِهِ فَسَلَّمَ، وَرَدَّ عَلَيْهِ الشَّيْخُ السَّلَامَ، فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ: كَيْفَ أَنْتَ؟ يَا أَبَا مُسْلِمٍ! قَالَ: بِخَيْرٍ، فَقَالَ عَلِيٌّ: أَلَا تَخْرُجُ مَعِي إِلَى هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ فَتُعِينَنِي؟ قَالَ: بَلَى، إِنْ رَضِيتَ بِمَا أُعْطِيكَ، قَالَ عَلِيٌّ: وَمَا هُوَ؟ فَقَالَ الشَّيْخُ: يَا جَارِيَةُ! هَاتِ سَيْفِي، فَأَخْرَجَتْ إِلَيْهِ غِمْدًا فَوَضَعَتْهُ فِي حِجْرِهِ، فَاسْتَلَّ مِنْهُ طَائِفَةً، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَقَالَ: إِنَّ خَلِيلِي عَلَيْهِ السَّلَام وَابْنَ عَمِّكَ عَهِدَ إِلَيَّ إِذَا كَانَتْ فِتْنَةٌ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ، أَنْ أَتَّخِذَ سَيْفًا مِنْ خَشَبٍ، فَهٰذَا سَيْفِي فَإِنْ شِئْتَ خَرَجْتُ بِهِ

(دوسری سند) عدیسہ بنت اہبان بن صیفی بیان کرتی ہیں کہ وہ اپنے والد سیدنا اہبان بن صیفی رضی اللہ عنہ کے گھر میں ان کے پاس تھیں، وہ بیمار پڑ گئے اور پھر ان کو افاقہ ہوگیا، اس وقت سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بصرہ میں تھے، وہ ان کے گھر تشریف لائے اور ان کے کمرہ کے دروازہ کے پاس کھڑے ہو کر سلام پیش کیا، میرے والد نے انہیں سلام کا جواب دیا، انہوں نے کہا: ابو مسلم! کیسے مزاج ہیں؟ میرے والد نے کہا: ٹھیک ہوں، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تم میرے ساتھ ان لوگوں کے مقابلے میں نکل کر میری مدد نہیں کرو گے؟ میرے والد نے کہا: کیوں نہیں، بشرطیکہ میں جو کچھ بیان کروں، آپ اسے پسند کریں تو میں آپ کے ساتھ چلتا ہوں، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ کیا؟ پس میرے والد نے کہا: لڑکی! ذرا میری تلوار لے آؤ۔'' میں نے میان نکال کر ان کی گود میں لے جا کر رکھ دی، انہوں نے میان سے تھوڑی سی تلوار نکالی اور پھر اپنا سر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف اٹھایا اور کہا: میرے خلیل اور آپ کے چچا زاد یعنی رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ: ''جب مسلمانوں کے مابین فتنہ و اختلاف بپا ہو تو لکڑی کی تلوار بنا

(۱۲۳۳۵) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

مَعَكَ، فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: لَا حَاجَةَ لَنَا فِيكَ وَلَا فِي سَيْفِكَ، فَرَجَعَ مِنْ بَابِ الْحُجْرَةِ وَلَمْ يَدْخُلْ۔ (مسند احمد: ۲۰۹۴۶)

لینا۔'' پس میری تو یہی تلوار ہے، اگر آپ چاہیں تو میں یہ لے کر آپ کے ساتھ نکلتا ہوں، یہ سن کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: ہمیں تمہارے اور تمہاری تلوار کی کوئی ضرورت نہیں، پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کمرے کے دروازے سے باہر چلے گئے اور واپس نہ آئے۔

(۱۲۳۳۶)۔ (وَعَنْهَا مِنْ طَرِيقٍ آخَرَ بِنَحْوِهِ وَفِيهِ) فَقَالَ: أَوْصَانِي خَلِيلِي وَابْنُ عَمِّكَ يَعْنِي رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((سَتَكُونُ فِتَنٌ وَفُرْقَةٌ، فَإِذَا كَانَ ذٰلِكَ فَاكْسِرْ سَيْفَكَ، وَاتَّخِذْ سَيْفًا مِنْ خَشَبٍ۔)) فَقَدْ وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ وَالْفُرْقَةُ وَكَسَرْتُ سَيْفِي وَاتَّخَذْتُ سَيْفًا مِنْ خَشَبٍ، وَأَمَرَ أَهْلَهُ حِينَ ثَقُلَ أَنْ يُكَفِّنُوهُ، وَلَا يُلْبِسُوهُ قَمِيصًا، قَالَ: فَأَلْبَسْنَاهُ قَمِيصًا، فَأَصْبَحْنَا وَالْقَمِيصُ عَلَى الْمِشْجَبِ۔ (مسند احمد: ۲۰۹۴۷)

(تیسری سند) سیدنا اہبان رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے خلیل اور آپ کے چچا زاد یعنی رسول اللہ ﷺ نے مجھے وصیت کرتے ہوئے فرمایا تھا: ''عنقریب فتنے اور اختلافات رونما ہوں گے، جب ایسے حالات پیدا ہو جائیں تو اپنی تلوار توڑ کر لکڑی کی تلوار بنا لینا۔'' اور جب میرے والد زیادہ بیمار ہوئے تو انہوں نے اپنے اہل خانہ کو حکم دیا کہ جب وہ ان کو کفن دیں تو قمیص نہ پہنائیں، لیکن ہم نے انہیں قمیص پہنا دی، جب صبح ہوئی تو ہم نے دیکھا کہ وہ قمیص کھونٹی پر لٹکی ہوئی تھی۔

(۱۲۳۳۷)۔ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي الصَّلْتِ قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُولُ: إِنَّ عَلِيًّا بَعَثَ إِلَى مُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ فَجِيءَ بِهِ، فَقَالَ: مَا خَلَّفَكَ عَنْ هٰذَا الْأَمْرِ؟ قَالَ: دَفَعَ إِلَيَّ ابْنُ عَمِّكَ يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ سَيْفًا فَقَالَ: ((قَاتِلْ بِهِ مَا قُوتِلَ الْعَدُوُّ، فَإِذَا رَأَيْتَ النَّاسَ يَقْتُلُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا، فَاعْمَدْ بِهِ إِلَى صَخْرَةٍ، فَاضْرِبْهُ بِهَا، ثُمَّ الْزَمْ بَيْتَكَ حَتَّى تَأْتِيَكَ مَنِيَّةٌ قَاضِيَةٌ أَوْ يَدٌ خَاطِئَةٌ۔)) قَالَ: خَلُّوا

حسن سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے محمد بن مسلمہ کو بلوایا، جب ان کو لایا گیا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: تم اس لڑائی سے پیچھے کیوں ہو؟ انہوں نے جواب دیا: آپ کے چچا زاد یعنی نبی کریم ﷺ نے مجھے ایک تلوار عنایت کی تھی اور فرمایا تھا: ''جب تک دشمنان اسلام کے ساتھ قتال ہوتا رہے تو تم اس تلوار کے ذریعے قتال کرتے رہنا اور جب تم دیکھو کہ لوگ یعنی مسلمان آپس میں لڑ رہے ہیں اور ایک دوسرے کی خون ریزی کر رہے ہیں تو تم اسے پتھر پر مار کر توڑ ڈالنا اور پھر اپنے گھر کے اندر ہی رہنا تا آنکہ تمہیں موت

(۱۲۳۳۶) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الأول و الثانی

(۱۲۳۳۷) تخریج: حسن بمجموع طرقه، اخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۱۹/ ۵۲۳ (انظر: ۱۷۹۷۹)

عَنْهُ۔ (مسند احمد: ۱۸۱٤۲)

آ جائے یا کوئی ظالم ہاتھ تمہارے اوپر آ ئے۔'' سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: انہیں چھوڑ دو۔

(۱۲۳۳۸)۔ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَلِيٍّ: أَرَأَيْتَ مَسِيرَكَ هٰذَا عَهْدٌ، عَهِدَهُ إِلَيْكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْ رَأْيٌ رَأَيْتَهُ، قَالَ: مَا تُرِيدُ إِلٰى هٰذَا؟ قُلْتُ: دِينَنَا دِينَنَا، قَالَ: مَا عَهِدَ إِلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ شَيْئًا وَلٰكِنْ رَأْيٌ رَأَيْتُهُ۔ (مسند احمد: ۱۲۷۱)

قیس بن عباد سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے گزارش کی کہ آپ جس راہ پر چل رہے ہیں، اس بارے میں آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کوئی حکم ہوا تھا یا یہ آپ کی اپنی رائے ہے؟ انہوں نے کہا: تمہیں اس سے کیا؟ میں نے کہا: ہمارا دین ہے، یہ ہمارے دین کی بات ہے، یہ ایسی ویسی چیز نہیں ہے، انہوں نے کہا: اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کچھ نہیں فرمایا، بس یہ میری اپنی رائے ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ فِيْ بَعْثِ عَلِيٍّ عَمَّارًا وَالْحَسَنَ رضی اللہ عنہما لِاسْتِنْفَارِ اَهْلِ الْكُوْفَةِ

فصل سوم: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا سیدنا عمار اور سیدنا حسن رضی اللہ عنہما کو اہل کوفہ کی طرف بھیجنا، تا کہ وہ ان سے لڑائی میں شریک ہونے کا مطالبہ کریں

(۱۲۳۳۹)۔ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ قَالَ: لَمَّا بَعَثَ عَلِيٌّ عَمَّارًا وَالْحَسَنَ إِلَى الْكُوفَةِ لِيَسْتَنْفِرَاهُمْ، فَخَطَبَ عَمَّارٌ فَقَالَ: إِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّهَا زَوْجَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَلٰكِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ ابْتَلَاكُمْ لِتَتَّبِعُوهُ أَوْ إِيَّاهَا۔ (مسند احمد: ۱۸۵۲۱)

ابو وائل سے مروی ہے کہ جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمار رضی اللہ عنہ اور سیدنا حسن رضی اللہ عنہما کو کوفہ کی طرف روانہ کیا تا کہ وہ لوگوں کو لڑائی کے لیے نکلنے پر آمادہ کریں، تو سیدنا عمار رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور کہا: میں جانتا ہوں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا دنیا و آخرت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس موقع پر آزمایا ہے کہ تم سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیتے ہو یا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا۔

(۱۲۳٤۰)۔ عَنْ قَيْسِ بْنِ عَبَّادٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَمَّارٍ: أَرَأَيْتَ قِتَالَكُمْ رَأْيًا رَأَيْتُمُوهُ؟ قَالَ حَجَّاجٌ: أَرَأَيْتَ هٰذَا الْأَمْرَ يَعْنِي قِتَالَهُمْ رَأْيًا رَأَيْتُمُوهُ؟ فَإِنَّ الرَّأْيَ يُخْطِئُ وَيُصِيبُ، أَوْ

قیس بن عباد سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا عمار رضی اللہ عنہ سے گزارش کی کہ آپ اپنی اس لڑائی کے متعلق ذرا یہ واضح کریں کہ آیا یہ آپ کی اپنی رائے اور ذاتی موقف ہے، کیونکہ ایسی رائے تو غلط بھی ہو سکتی ہے اور درست بھی، یا یہ

(۱۲۳۳۸) تخریج: اسناده صحیح، اخرجه ابوداود: ٤٦٦٦ (انظر: ۱۲۷۱)

(۱۲۳۳۹) تخریج: اخرجه البخاری: ۳۷۷۲، ۷۱۰۱، ۷۱۰۰ (انظر: ۱۸۳۳۱)

(۱۲۳٤۰) تخریج: اخرجه مسلم: ۲۷۷۹ (انظر: ۱۸۸۸۵)

عَهْدٌ عَهِدَهُ إِلَيْكُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَ: مَا عَهِدَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا لَمْ يَعْهَدْهُ إِلَى النَّاسِ كَافَّةً، وَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ فِي أُمَّتِي، قَالَ شُعْبَةُ: وَيَحْسِبُهُ قَالَ: حَدَّثَنِي حُذَيْفَةُ: إِنَّ فِي أُمَّتِي اثْنَيْ عَشَرَ مُنَافِقًا۔)) فَقَالَ: ((لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ، وَلَا يَجِدُونَ رِيحَهَا حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ، ثَمَانِيَةٌ مِنْهُمْ تَكْفِيكَهُمُ الدُّبَيْلَةُ سِرَاجٌ مِنْ نَارٍ، يَظْهَرُ فِي أَكْتَافِهِمْ حَتّٰى يَنْجُمَ فِي صُدُورِهِمْ))۔ (مسند احمد: ۱۹۰۹۱)

تم لوگوں کو اللہ کے رسول ﷺ کی طرف سے کوئی حکم دیا گیا ہے؟ انہوں نے کہا: اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے ہمیں الگ سے ایسا کوئی حکم نہیں دیا جو عام لوگوں کے لیے نہ ہو، نیز انہوں نے کہا: البتہ رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا تھا کہ ''میری امت میں بارہ منافق ہوں گے، وہ جنت میں داخل نہ ہو سکیں گے اور نہ وہ جنت کی خوشبو پائیں گے، یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے نکے میں داخل ہو جائے، ان میں سے آٹھ کو ایک پھوڑا کافی ہوگا، یہ آگ کے شعلہ کی مانند ہوگا، جو ان کے کندھوں پر ابھرے گا اور ان کے سینوں پر جا کر ظاہر ہوگا۔''

(۱۲۳٤۱)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ آخَرَ)) عَنْ قَيْسٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَمَّارٍ: أَرَأَيْتُمْ صَنِيعَكُمْ هٰذَا الَّذِي صَنَعْتُمْ فِيمَا كَانَ مِنْ أَمْرِ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ رَأْيًا رَأَيْتُمُوهُ أَمْ شَيْئًا عَهِدَ إِلَيْكُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ: لَمْ يَعْهَدْ إِلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا، لَمْ يَعْهَدْهُ إِلَى النَّاسِ كَافَّةً، وَلٰكِنَّ حُذَيْفَةَ أَخْبَرَنِي عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((فِي أَصْحَابِي اثْنَا عَشَرَ مُنَافِقًا، مِنْهُمْ ثَمَانِيَةٌ لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ، حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ۔)) (مسند احمد: ۲۳۷۰۸)

(دوسری سند) قیس کہتے ہیں: میں نے سیدنا عمار رضی اللہ عنہ سے کہا: تم لوگ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے حق میں جو کچھ کہہ رہے ہو، ذرا اس کے متعلق یہ تو بتلاؤ کہ یہ تمہاری اپنی رائے ہے یا اللہ کے رسول ﷺ نے تمہیں اس بارے میں کچھ ہدایات دی ہیں؟ انہوں نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں الگ سے کوئی ایسا حکم نہیں دیا، جو عام لوگوں کو نہ دیا ہو، البتہ سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے مجھے بیان کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میرے ساتھیوں میں بارہ منافق ہوں گے، ان میں آٹھ جنت میں ہرگز نہیں جا سکیں گے، یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے نکے میں سے گزر جائے۔''

(۱۲۳٤۲)۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي غَنِيَّةَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ الْمُغِيرَةِ،

مخارق سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں جنگِ جمل والے دن سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کو ملا، جبکہ وہ سینگ میں پیشاب کر رہے تھے،

(۱۲۳٤۱) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

(۱۲۳٤۲) تخریج: اسنادہ ضعیف لاضطرابہ، أخرجہ ابویعلی: ۱٦٤۱، والبزار: ۱٤۲۹ (انظر: ۱۸۳۱٦)

عَنْ جَدِّ أَبِيهِ الْمُخَارِقِ، قَالَ: لَقِيتُ عَمَّارًا يَوْمَ الْجَمَلِ، وَهُوَ يَبُولُ فِي قَرْنٍ، فَقُلْتُ: أُقَاتِلُ مَعَكَ فَأَكُونُ مَعَكَ، قَالَ: قَاتِلْ تَحْتَ رَايَةِ قَوْمِكَ، فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَسْتَحِبُّ لِلرَّجُلِ أَنْ يُقَاتِلَ تَحْتَ رَايَةِ قَوْمِهِ۔ (مسند أحمد: ۱۸۵۰۶)

میں نے کہا: میں تمہارے ساتھ مل کر لڑنا چاہتا ہوں، اس طرح تمہارے ساتھ رہوں گا، لیکن انھوں نے کہا: تو اپنی قوم کے جھنڈے کے نیچے رہ کر لڑائی کر، کیونکہ رسول اللہ ﷺ یہ پسند کیا کرتے تھے کہ آدمی اپنی قوم کے جھنڈے کے نیچے رہ کر قتال کرے۔

فوائد:...... اس طرح کرنے سے مجاہد دلیری سے لڑتا ہے۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد امت مسلمہ دو گروہوں میں بٹ گئی، ایک گروہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا حامی تھا، جو کہ خلیفۂ برحق تھا اور دوسرا گروہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا، ان کے اختلاف کی بنیاد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلین سے قصاص لینا تھا، جبکہ ان قاتلین نے اپنے آپ کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے حامیوں میں ظاہر کر رکھا تھا۔

ذہن نشین رہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا نظریہ یہ تھا کہ علی الفور قاتلینِ عثمان سے قصاص لیا جائے، جبکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اس معاملے میں کچھ تاخیر کے قائل تھے اور حالات کی نزاکت کو سامنے رکھتے ہوئے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا موقف اقرب الی الصواب تھا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ادائیگی حج کے بعد مدینہ منورہ کی طرف واپس آنے کی بجائے عراق کا رخ کر لیا، تاکہ قاتلینِ عثمان سے قصاص لیا جا سکے۔

قصاص کی بنیاد پر وجود پانے والی ان آویزشوں کا انجام امت مسلمہ کی باہمی لڑائیوں کی صورت میں ظاہر ہوا، اس سلسلہ کی ایک کڑی جنگ جمل ہے۔

اردو خوان طبقہ تفصیل کے لیے ''تاریخ اسلام از اکبر شاہ نجیب آبادی'' اور ''خلفائے راشدین از شاہ معین الدین ندوی'' کا مراجعہ کریں۔

اَلْبَابُ الْخَامِسُ فِيْ وَقْعَةِ صِفِّيْنَ وَقَتْلِ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رضی اللہ عنہ وَفِيْهِ فُصُوْلٌ

باب پنجم: جنگ صفین اور سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی شہادت اس باب میں کئی فصلیں ہیں

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ فِيْ شُجَاعَةِ عَمَّارٍ رضی اللہ عنہ وَقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((تَقْتُلُ عَمَّارًا الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ))

فصل اول: سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کی شجاعت کا بیان اور نبی کریم ﷺ کا ان کے بارے میں فرمانا کہ ''ایک باغی گروہ عمار کو قتل کرے گا''

(١٢٣٤٣)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَلَمَةَ يَقُولُ: رَأَيْتُ عَمَّارًا يَوْمَ صِفِّيْنَ شَيْخًا كَبِيرًا آدَمَ طُوَالًا آخِذًا الْحَرْبَةَ بِيَدِهِ وَيَدُهُ تَرْعَدُ، فَقَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَقَدْ قَاتَلْتُ بِهٰذِهِ الرَّايَةِ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَهٰذِهِ الرَّابِعَةُ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ ضَرَبُونَا حَتّٰى يَبْلُغُوا بِنَا شَعَفَاتِ هَجَرَ، لَعَرَفْتُ أَنَّ مُصْلِحِينَا عَلَى الْحَقِّ، وَأَنَّهُمْ عَلَى الضَّلَالَةِ۔ (مسند احمد: ١٩٠٩٠)

عبداللہ بن سلمہ سے مروی ہے، وہ کہتے تھے: میں نے جنگ صفین کے روز سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کو دیکھا، وہ بہت بوڑھے ہو چکے تھے، ان کا رنگ گندمی اور قد طویل تھا، وہ اپنے ہاتھ میں نیزہ تھامے ہوئے تھے اور ان کا ہاتھ کانپ رہا تھا، انہوں نے کہا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں اس جھنڈے کے ساتھ ہیں رسول اللہ ﷺ کی معیت میں تین جنگیں لڑ چکا ہوں، آج چوتھی جنگ[1] ہے، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر یہ لوگ ہمیں مار مار کر ہجر کے پہاڑوں کی طرف مار بھگائیں، تب بھی میں جانتا ہوں کہ ہماری اصلاح کرنے والے حق پر اور دوسرے گمراہی کی راہ پر ہیں۔''

(١٢٣٤٤)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: مَا زَالَ جَدِّي (يَعْنِي

محمد بن عمارہ کہتے ہیں: میرا دادا سیدنا خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ نے جنگ جمل کے دن اپنا اسلحہ روکے رکھا، یہاں تک کہ جب

(١٢٣٤٣) تخريج: هذا الاثر اسناده ضعيف، عبد الله بن سلمة المراد الكوفي قد اختلط وسماع عمرو بن مرة منه بعد اختلاطه، اخرجه ابن ابي شيبة: ١٥/ ٢٨٩، وابويعلى: ١٦١٠، وابن حبان: ٧٠٨٠ (انظر: ١٨٨٨٤)

(١٢٣٤٤) تخريج: مرفوعه صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف، ابو معشر نجيح بن عبد الرحمن السندي ضعيف، ومحمد بن عمارة من رجال "التعجيل"، وهو لم يشهد القصة، فحديثه هذا منقطع، اخرجه الحاكم: ٣/ ٣٩٧، والطبراني: ٣٧١١، وابن ابي شيبة: ١٥/ ٣٠٢ (انظر: ٢١٨٧٣)

خُزَيْمَةَ بْنَ ثَابِتٍ رضی اللہ عنہ) كَافًّا سِلَاحَهُ يَوْمَ الْجَمَلِ حَتَّى قُتِلَ عَمَّارٌ بِصِفِّينَ، فَسَلَّ سَيْفَهُ فَقَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((تَقْتُلُ عَمَّارًا الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ۔)) (مسند احمد: ۲۲۲۱۷)

صفین میں سیدنا عمار رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے، تو انہوں نے اپنی تلوار نکالی اور شہید ہونے تک لڑتے رہے، انہوں نے وجہ یہ بیان کی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک باغی گروہ عمار کو قتل کرے گا۔“

(۱۲۳۴۵)۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدِ نِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((وَيْحَ عَمَّارٍ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ يَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ۔)) قَالَ: فَجَعَلَ عَمَّارٌ يَقُولُ: أَعُوذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنَ الْفِتَنِ۔ (مسند احمد: ۱۱۸۸۳)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”افسوس کہ عمار کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا، یہ ان کو جنت کی طرف بلائے گا، لیکن وہ اس کو جہنم کی طرف بلا رہے ہوں گے۔“ یہ سن کر سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کہنے لگے: میں فتنوں سے رحمان کی پناہ چاہتا ہوں۔

فوائد:...... جنگ صفین، سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے مابین ہوئی تھی، اگرچہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ برحق تھے، لیکن سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تابعین کے علاوہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت بھی موجود تھی، تو ان کے حق میں اس ارشادِ نبوی کا کیا مفہوم ہو گا کہ وہ جہنم کی طرف بلا رہے ہوں گے؟ حافظ ابن حجر نے کہا: جواب یہ ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کا گمان یہ تھا کہ وہ جنت کی طرف بلا رہے ہیں، جبکہ وہ مجتہد تھے اور اپنے ظن پر عمل کر رہے تھے، اس لیے ان پر ملامت نہیں کی جا سکتی، مراد یہ ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا گروہ اپنے مخالفین کو جنت کے سبب یعنی خلیفہ کی اطاعت کی طرف بلا رہا تھا، جبکہ خلیفہ کی اتباع واجب تھی اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا گروہ اپنے مخالفین کو اس کے برعکس یعنی خلیفہ کی بغاوت کی طرف بلا رہے تھے، لیکن ان کو ان کی تاویل کی روشنی میں معذور سمجھا جائے گا۔ (فتح الباری: ۱/ ۵۴۲)

آسان لفظوں میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ بغاوت ایک جرم ہے اور ہر جرم جہنم کا سبب ہے، لیکن اگر بغاوت کرنے والا کسی اجتہاد اور تاویل کی روشنی میں اپنی بغاوت کو درست سمجھ رہا ہو تو وہ معذور ہو گا اور اس کے بارے میں صرف یہ کہا جائے گا کہ اس سے خطا ہو گئی ہے۔

(۱۲۳۴۶)۔ عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ قَالَ: قَالَ عَمَّارٌ يَوْمَ صِفِّينَ: ائْتُونِي بِشَرْبَةِ لَبَنٍ، فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

ابو البختری سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: صفین کے روز سیدنا عمار رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے پاس پینے کے لیے دودھ لاؤ، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم دنیا کا جو مشروب آخر میں پیو گے،

(۱۲۳۴۵) تخریج: اخرجه البخاری: ٤٤٧، ۲۸۱۲ (انظر: ۱۱۸٦۱)

(۱۲۳٤٦) تخریج: حدیث صحیح، اخرجه ابن ابی شیبة: ۱۵/ ۳۰۲، والحاکم: ۳/ ۳۸۹، والبیهقی فی "الدلائل": ۲/ ۵۵۲، وابویعلی: ۱٦۲٦ (انظر: ۱۸۸۸۰)

((آخِرُ شَرْبَةٍ تَشْرَبُهَا مِنَ الدُّنْيَا شَرْبَةُ لَبَنٍ۔)) فَأُتِيَ بِشَرْبَةِ لَبَنٍ فَشَرِبَهَا، ثُمَّ تَقَدَّمَ فَقُتِلَ۔ (مسند احمد: ۱۹۰۸۶)

وہ دودھ ہوگا۔'' پس ان کی خدمت میں دودھ پیش کیا گیا، انہوں نے وہ پی لیا، اس کے بعد وہ میدان کی طرف بڑھ گئے اور شہید ہوئے۔

(۱۲۳۴۷)۔ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمَّا قُتِلَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ دَخَلَ عَمْرُو بْنُ حَزْمٍ عَلَى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ فَقَالَ: قُتِلَ عَمَّارٌ، وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ۔)) فَقَامَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ فَزِعًا يُرَجِّعُ حَتَّى دَخَلَ عَلَى مُعَاوِيَةَ، فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ: مَا شَأْنُكَ؟ قَالَ: قُتِلَ عَمَّارٌ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: قَدْ قُتِلَ عَمَّارٌ فَمَاذَا؟ قَالَ عَمْرٌو: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ۔)) فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ: دُحِضْتَ فِي بَوْلِكَ أَوَ نَحْنُ قَتَلْنَاهُ؟ إِنَّمَا قَتَلَهُ عَلِيٌّ وَأَصْحَابُهُ، جَاءُوا بِهِ حَتَّى أَلْقَوْهُ بَيْنَ رِمَاحِنَا أَوْ قَالَ بَيْنَ سُيُوفِنَا۔ (مسند احمد: ۱۷۹۳۱)

محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو سیدنا عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ، سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور انہیں بتلایا کہ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے ہیں، جبکہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا تھا کہ ''ایک باغی گروہ عمار کو قتل کرے گا۔'' یہ سن کر سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ گھبرا گئے اور اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھتے ہوئے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گئے، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کی حالت دیکھ کر پوچھا: تمہیں کیا ہوا ہے؟ انہوں نے بتلایا کہ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے ہیں، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: عمار قتل ہوگئے تو پھر کیا ہوا؟ سیدنا عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ ''ایک باغی گروہ عمار کو قتل کرے گا۔'' یہ سن کر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: ''تم اپنے پیشاب میں پھسلو، کیا ہم نے اس کو قتل کیا ہے؟ اسے تو علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے مروایا ہے، وہ لوگ انہیں لے آئے اور لا کر ہمارے نیزوں یا تلواروں کے درمیان لا کھڑا کیا۔

(۱۲۳۴۸)۔ عَنْ أَبِي غَادِيَةَ قَالَ: قُتِلَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ فَأُخْبِرَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((إِنَّ قَاتِلَهُ وَسَالِبَهُ فِي النَّارِ۔)) فَقِيلَ لِعَمْرٍو: فَإِنَّكَ هُوَ ذَا تُقَاتِلُهُ، قَالَ: إِنَّمَا قَالَ:

ابو غادیہ کہتے ہیں: جب سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے اور لوگوں نے سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع دی تو انہوں نے کہا: میں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ان کو قتل کرنے والا اور ان کے قتل کے بعد ان کے سامان کو قبضہ میں لینے والا جہنم میں جائے گا۔'' کسی نے سیدنا عمرو رضی اللہ عنہ سے

(۱۲۳۴۷) تخريج: اسناده صحيح، اخرجه عبد الرزاق: ۲۰۴۲۷، والحاكم: ۲/ ۱۵۵ وابويعلى: ۷۱۷۵ (انظر: ۱۷۷۷۸)

(۱۲۳۴۸) تخريج: اسناده قوىّ، اخرجه الحاكم: ۳/ ۳۷۸ (انظر: ۱۷۷۷۶)

((قَاتِلَهُ وَسَالِبَهُ۔)) (مسند احمد: ١٧٩٢٩)

کہا: تم خود بھی تو ان ہی سے لڑ رہے ہیں؟ انہوں نے جواباً کہا کہ رسول اکرم ﷺ نے ان کے قاتل اور ان کا مال قبضہ میں کر لینے والے کے حق میں یہ فرمایا ہے۔

(١٢٣٤٩)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: إِنِّي لَأَسِيرُ مَعَ مُعَاوِيَةَ فِي مُنْصَرَفِهِ مِنْ صِفِّينَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ: يَا أَبَتِ! مَا سَمِعْتَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ لِعَمَّارٍ: ((وَيْحَكَ يَا ابْنَ سُمَيَّةَ، تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ؟)) قَالَ: فَقَالَ عَمْرٌو لِمُعَاوِيَةَ: أَلَا تَسْمَعُ مَا يَقُولُ هٰذَا؟ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: لَا تَزَالُ تَأْتِينَا بِهَنَةٍ، أَنَحْنُ قَتَلْنَاهُ إِنَّمَا قَتَلَهُ الَّذِينَ جَاءُوا بِهِ۔ (مسند احمد: ٦٤٩٩)

عبداللہ بن حارث کہتے ہیں: جنگ صفین سے واپسی پر میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے درمیان چلا آ رہا تھا، سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا: ابا جان! کیا آپ نے سنا نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عمار رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ ''اے ابن سمیہ! افسوس ایک باغی گروہ تجھے قتل کرے گا۔'' سیدنا عمرو رضی اللہ عنہ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ سن رہے ہیں کہ یہ کیا کہہ رہا ہے؟ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ ہمیشہ باعث تکلیف بات ہی کرتے ہیں؟ کیا ہم نے اس کو قتل کیا ہے؟ اسے تو ان لوگوں نے قتل کیا ہے، جو اسے میدان کارزار میں لے کر آئے ہیں۔

فوائد:...... ان احادیث سے معلوم ہوا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت برحق تھی اور ان سے مقابلہ کرنے والا گروہ باغی تھا۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلین کے قصاص کے حوالے سے ہونے والی دوسری اہم جنگ صفین کے مقام پر ہوئی، تفصیل کے لیے ''تاریخ اسلام از اکبر شاہ نجیب آبادی'' اور ''خلفائے راشدین از شاہ معین الدین ندوی'' کا مراجعہ کریں۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں اختلافات اور جنگوں کی صورت میں جو کچھ ہوا، اس کے بارے میں ہمیں کیا نظریہ رکھنا چاہیے؟ جواب کے لیے درج ذیل بحث کا مطالعہ ضروری ہے:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک ایسی مقدس و محترم جماعت ہیں، جو رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کی پوری امت کے درمیان اللہ تعالیٰ کا مقرر کیا ہوا واسطہ ہیں، اس مقام پر ان کے فضائل و مناقب بیان کرنا ہمارا مقصود نہیں ہے، بہرحال محدثین عظام اور فقہائے کرام کا اس حقیقت پر اتفاق ہے، کہ ''اَلصَّحَابَةُ كُلُّهُمْ عُدُوْلٌ'' (صحابہ سارے کے سارے عادل ہیں)۔ اصول حدیث اور علم الرجال کی کتب نے تو اس امر کے حق میں اپنا نظریہ بیان کرنا ہی تھا، حیرانی کی بات یہ

(١٢٣٤٩) تخريج: اسناده صحيح، اخرجه النسائي في "خصائص علي": ١٦٨، والطبراني في "الكبير": ١٩/ ٧٥٩، والبزار: ٣٢٨١ (انظر: ٦٤٩٩)

ہے کہ سلف صالحین نے عقائد کے موضوع پر لکھی گئی کتب میں بھی اس حقیقت کو واضح کیا ہے، گویا کہ صحابہ کرام کی عدالت وصداقت کو تسلیم کرنا ہمارے عقیدے کا مسئلہ ہے۔ اس مقام پر بطور مثال صرف عقائد کی دو کتب کا حوالہ پیش کیا جاتا ہے۔

قال ابن الصلاح والنووی: الصحابة کلهم عدول وکان للنبی ﷺ مائة الف و اربعة عشر الف صحابی عند موته والقرآن والاخبار مصرحان بعدالتهم وجلالتهم ولما جری بینهم محامل لا یحتمل ذکرها هذا الکتاب۔ (الصوائق المحرقة، ابن الحجر الهیثمی: ۲/ ٦٤٠)

یعنی: حافظ ابن صلاح اور امام نووی نے کہا: تمام کے تمام صحابہ عادل ہیں اور آپ ﷺ کی وفات کے وقت ایک لاکھ چودہ ہزار صحابہ موجود تھے، قرآن اور روایات ان کی عدالت اور جلالت کی وضاحت کر رہے ہیں اور جو کچھ ان میں واقع ہوا، اس کے کئی احتمالات ہیں، اس کتاب میں ان کو ذکر نہیں کیا جا سکتا۔

قال ابن حجر: اتفق اهل السنة علی ان جمیع الصحابة عدول ولم یخالف فی ذالك الا شذوذ من المبتدعة۔ (رؤیة النبی ﷺ لربه، محمد بن خلیفة التمیمی: ۱/ ۳٥٦)

حافظ ابن حجر نے کہا: اہل سنت کا اتفاق ہے کہ تمام صحابہ عادل ہیں اور اس میں چند بدعتیوں کے علاوہ کسی کا اختلاف نہیں ہے۔

دوسری گزارش یہ ہے کہ یہ حقیقت بھی قابل قبول ہے کہ معصومیت صرف انبیاء ورسل کی صفت ہے، لیکن اس امر کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ عام امت کی بہ نسبت صحابہ کرام کی نیکی کا معیار اور خطا پر گرفت کا انداز کچھ اور ہے، ہم صرف دو مثالیں دینے پر اکتفا کریں گے۔

عَـنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: بَلَغَ مُصْعَبَ بْنَ الزُّبَيْرِ عَنْ عَرِيفِ الْأَنْصَارِ شَيْءٌ، فَهَمَّ بِهِ فَدَخَلَ عَلَيْهِ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، فَقَالَ لَهُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اسْتَوْصُوْا بِالْأَنْصَارِ خَيْرًا۔ أَوْ قَالَ: مَعْرُوْفًا۔ اِقْبَلُوْا مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوْا عَنْ مُسِيئِهِمْ۔)) فَأَلْقٰى مُصْعَبٌ نَفْسَهُ عَنْ سَرِيرِهِ، وَأَلْزَقَ خَدَّهُ بِالْبِسَاطِ، وَقَالَ: أَمْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الرَّأْسِ وَالْعَيْنِ، فَتَرَكَهُ۔ (مسند أحمد: ۳/ ۲٤۱)

علی بن زید کہتے ہیں کہ انصار کے سردار کی طرف سے مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کو کوئی (قابل اعتراض) بات پہنچی' انھوں نے اسے برا بھلا کہنے کا ارادہ کیا' اتنے میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ آ گئے اور اسے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ: ''انصار صحابہ کے ساتھ خیر و بھلائی کرنے کی وصیت قبول کرو' ان میں سے نیکی کرنے والے سے حسن سلوک کرو اور غلطی کرنے والے سے درگزر کرو۔''

(یہ سن کر) سیدنا مصعب رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ کو چارپائی سے نیچے گرا دیا اور اپنے رخسار کو زمین پر رکھ دیا اور کہا:

رسول اللہ ‌ﷺ کا ارشاد سر آنکھوں پر۔ پھر انصاری کو چھوڑ دیا۔

اس حدیث میں نبی کریم ‌ﷺ نے اپنے صحابہ کے بارے میں بالعموم اور انصار کے بارے میں بالخصوص ایک قاعدہ کلیہ پیش کر دیا کہ ان کے نیکوکار افراد سے حسنِ سلوک اور احترام و اکرام والا معاملہ کیا جائے اور اگر کسی میں بتقاضۂ بشریت کوئی عیب نظر آئے تو اس کو موضوعِ بحث ہی نہ بنایا جائے اور اس کے معاملے کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر کے خاموشی اختیار کی جائے، ظن غالب یہ ہے کہ ان کی حسنات و خیرات کے سمندر ان کی بشری لغزشوں کے قطروں پر غالب آ جائیں گے۔

سیدنا مصعب بن زبیر ‌رضی اللہ عنہ کی احادیث کے سامنے عاجزی و انکساری کا انداز دیکھیں، ممکن ہے کہ انہی جذبات کی قدر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے دین کو سہارا دینے اور رسول اللہ ‌ﷺ کا دست و بازو بننے کے لئے ان نفوسِ قدسیہ کا انتخاب کیا اور ان کی عیب جوئی کرنے سے منع کر دیا۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ‌ﷺ قَالَ: ((لَا تَسُبُّوْا اَحَدًا مِنْ اَصْحَابِیْ، فَاِنَّ اَحَدَکُمْ لَوْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا، مَا اَدْرَكَ مُدَّ اَحَدِهِمْ وَلَا نَصِیْفَهُ۔)) (صحیح بخاری: ۳۶۷۳، صحیح مسلم: ۲۵۴۰)

سیدنا ابو سعید خدری ‌رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ‌ﷺ نے فرمایا: ''میرے صحابہ میں سے کسی کو برا بھلا مت کہو، اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کر دے تو وہ اُن کے خرچ کیے ہوئے ایک مد یا نصف مد کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔

ایک ''مُدّ'' کا وزن 525 گرام ہوتا ہے، نصف مد کا وزن 262 گرام ہوا۔ یہ صحابہ کرام کی نیکیوں کا معیار ہے کہ احد پہاڑ کے برابر کا سونا ان کی صدقہ کی ہوئی گندم، کھجور اور جو کی اس معمولی مقدار کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَ بَيْنَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ وَبَيْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ كَلَامٌ، قَالَ خَالِدٌ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ: تَسْتَطِيْلُوْنَ عَلَيْنَا بِأَيَّامٍ سَبَقْتُمُوْنَا بِهَا؟ فَبَلَغَنَا أَنَّ ذٰلِكَ ذُكِرَ لِلنَّبِيِّ ‌ﷺ، فَقَالَ: ((دَعُوْا لِيْ أَصْحَابِيْ، فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَوْ أَنْفَقْتُمْ مِثْلَ أُحُدٍ أَوْ مِثْلَ الْجِبَالِ ذَهَبًا مَا بَلَغْتُمْ أَعْمَالَهُمْ۔)) (مسند احمد: ۳/ ۲۶۶)

سیدنا انس ‌رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: سیدنا خالد بن ولید ‌رضی اللہ عنہ اور سیدنا عبد الرحمٰن بن عوف ‌رضی اللہ عنہ کے درمیان کچھ بحث تھی، خالد نے عبد الرحمٰن سے کہا: اگر تم ہم سے پہلے ایمان لے آئے ہو تو اس کی وجہ سے تم ہم پر زبان درازی کیوں کرتے ہو؟ جب یہ بات نبی کریم ‌ﷺ تک پہنچی تو آپ ‌ﷺ نے فرمایا: ''میری خاطر میرے صحابہ کو چھوڑ دو، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم احد پہاڑ یا پہاڑوں کے بقدر سونا بھی (فی سبیل اللہ) خرچ کر دو تو پھر بھی ان کے اعمال (کے مرتبے) تک رسائی حاصل نہیں کر سکو گے۔''

سابقین اولین صحابہ کرام ‌رضی اللہ عنہم نے جس ابتلا و آزمائش کے دور میں اسلام کو سہارا دیا، وہ کسی سے مخفی نہیں ہے، اس وقت سرے سے اسلام قبول کرنا دل گردے کا کام تھا اور ظالم انسانوں کی دشمنی مول لینے کے مترادف تھا، مشکل ساعتوں

میں ان ہستیوں نے اسلام کی خدمت کی اور اسے اگلی نسلوں تک پہنچانے کے لئے عظیم کارنامے سرانجام دیئے۔ بعد والوں کی قربانیوں کا ان کے کردار کے ساتھ کوئی موازنہ نہیں کیا جا سکتا۔

اگر ان تین احادیث کو مدنظر رکھا جائے تو درج ذیل امور ہمارے سامنے آتے ہیں:

۱۔ صحابہ کرام سے خطا ہونا ممکن ہے۔

۲۔ اُن کی خطاؤں پر بحث نہیں کی جا سکتی، بلکہ سرے سے ایسے پہلو کو ہی نظر انداز کر دیا جائے۔

۳۔ بعد والے لوگوں کی بہ نسبت ان کو ان کی نیکیوں کا اجر وثواب زیادہ ملے گا۔

اب ہم اپنے اصل موضوع کا آغاز کرتے ہیں۔

یہ بات تو درست ہے کہ مؤرخین تاریخی واقعات کی چھان بین کے لیے کوئی قواعد وضوابط وضع نہ کر سکے، جیسا کہ محدثین نے احادیث کی تحقیق کے لیے قوانین مرتب کیے ہیں، اکثر مؤرخین حاطبین لیل نظر آتے ہیں، لیکن ہمارے پاس ان تاریخی معلومات تک تفصیل کے ساتھ رسائی حاصل کرنے کے لیے کوئی اور ذریعہ نہیں ہے، کتبِ احادیث سے اس قسم کی بعض معلومات انتہائی اختصار کے ساتھ ملتی ہیں۔

ہم نے تمہیدی طور پر آئندہ سطور میں درج ذیل تاریخی کتب کی روشنی میں مشاجرات صحابہ کا خلاصہ بیان کیا ہے، تاکہ یہ واضح ہو جائے کہ ہم کون سے مشاجرات کے بارے میں سلف کا مؤقف بیان کرنا چاہتے ہیں:

وقعة صفين، نصر بن مزاحم المنقری (م: ۲۱۲ھـ)، طبع: المؤسسة الحديثة للطبع والنشر والتوزيع، س: ۱۳۸۲ھـ

تاريخ بغداد، الخطيب البغدادی، ابو بكر احمد بن علی، طبع: دار الكتب العلمية بيروت

البداية والنهاية، ابن كثير، ابو الفداء اسماعيل بن عمر بن كثير (م: ۷۷٤ھـ) طبع: هجر للطباعة والنشر والتوزيع والاعلان

تاریخ اسلام، شاہ معین الدین، طبع: اسلامی اکادمی لاہور، س: ۱۹۹۶ء

اب ہم اپنے اصل موضوع کی طرف آتے ہیں:

جمعہ مبارک کے دن ۱۸ ذوالحجہ ۳۵ ھ کو خلیفہ سوم سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے، تین دن تک مسندِ خلافت خالی رہی، اکابر صحابہ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شخصیت ہی متفق علیہ نظر آ رہی تھی، چنانچہ ایسے ہی ہوا اور سیدنا طلحہ اور سیدنا زبیر رضی اللہ عنہما سمیت مہاجرین وانصار سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور یہ درخواست کی کہ خلیفہ کا انتخاب ضروری ہے، ان لوگوں کے اصرار پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے یہ منصب قبول کیا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لیے سب سے اہم مرحلہ قاتلین عثمان سے قصاص لینا تھا، لیکن کچھ اسباب کی بنا پر وہ ایسا نہیں کر پا رہے تھے، بہر حال عوام الناس سمیت اکابر صحابہ تک اس قدر قصاص چاہتے تھے کہ ان کی نظر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی مجبوریوں

پر نہیں پڑتی تھی، اس کے ساتھ ساتھ سیدنا علی رضی اللہ عنہ عہد عثمانی کے اکثر عمال خصوصا والی شام سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مخالف تھے، اس لیے انھوں نے مسندِ خلافت پر قدم رکھتے ہی ان سب کو معزول کرنے کا فیصلہ کیا، لیکن سیاست و تدبر کے مالک سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سمیت آپ کے عاقبت اندیش خیر خواہوں نے اس چیز کی مخالفت کی، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کسی کا مشورہ قبول نہ کیا اور ۳۶ ھ میں عثمانی عمال کو معزول کر کے ان کی جگہ نئے عمال کا تعین کر دیا، اس سلسلے میں سیدنا سہیل بن حنیف رضی اللہ عنہ کو والی شام مقرر کیا گیا، چنانچہ وہ شام روانہ ہو گئے۔

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ایک مدبر حکمران تھے اور بیس بائیس سال سے بڑے اثر و رسوخ کے ساتھ شام کی ولایت پر فائز تھے، یقیناً ان کو معزول کرنا آسان نہ تھا۔ یہی کچھ ہوا اور انھوں نے سیدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کو شام کی حدود میں داخل ہی نہ ہونے دیا اور تبوک سے ہی واپس کر دیا۔

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے شہادتِ عثمان کو موضوع بنا کر اور مختلف اسباب کے ذریعے شام کے مسلمانوں کے جذبات بھڑکانے میں کامیاب ہو گئے، نتیجتاً ساٹھ ہزار لوگوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا قصاص لینے کا عہد کر لیا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو سارے حقائق کا علم ہوا اور انھوں نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے مقابلہ کرتے کے لیے تیاریاں شروع کر دیں، یہ پہلا موقع تھا کہ مسلمانوں کی تلواریں آپس میں بے نیام ہونے لگی تھیں، یہی وجہ تھی کہ کئی صحابہ شرکت کے بارے میں متردد تھے، بہتوں نے مخالفت کی اور غیر جانبدار رہے۔

مصالحت کی خواہشات کے ساتھ ساتھ صلح صفائی کے لیے عملی کوشش بھی کی گئی، تردّد اور تذبذب کی کیفیات بھی موجود تھیں، بیچ میں سبائیوں کی فتنہ انگیزیاں بھی کارفرما تھیں، نتیجتاً امتِ مسلمہ کو جنگ جمل اور جنگ صفین کی صورت میں ایسی زبردست آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑا، کہ آج تک ان کا اثر جاری ہے، (العیاذ باللہ)۔ اس کے بعد بھی سیدنا علی اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کی ایک دوسرے کے علاقے پر قبضہ کرنے کی کشمکش جاری رہی، بالآخر فریقین میں صلح بھی ہو گئی تھی، بہرحال سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا پورا زمانہ خانہ جنگیوں میں گزر گیا، اندرونی جھگڑوں سے فرصت نہ ملنے کی وجہ سے بیرونی فتوحات کی طرف توجہ کرنے کا موقع ہی نہ ملا، تاہم سیستان اور کابل میں بعض فتوحات حاصل ہوئیں اور ۳۸ ھ میں بحری راستہ سے کوہ کن پر حملہ ہوا، بالآخر سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ ہوا اور وہ زخمی ہونے کے تیسرے دن ۲۰ رمضان ۴۰ ھ کو دار فانی سے روانہ ہو گئے۔

ان کے بعد اسی مہینے میں سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی بیعت کی گئی، جو بڑے نرم خو، متحمل مزاج، صلح جو اور امن پسند تھے اور جنگ و جدل سے طبعی طور پر نفرت رکھتے تھے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو عالم اسلام پر حکومت کرنے کی دیرینہ تمنا پوری کرنے کے موقع ملا، چنانچہ انھوں نے عراق پر فوج کشی کر دی، جب سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو شامی فوج کی پیش قدمی کی خبر ملی تو آپ نے قیس بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ کو بارہ ہزار فوج کے ساتھ مقابلہ کے لیے آگے بھیج دیا اور خود ان کے عقب میں روانہ ہو

گئے، اگرچہ عراقی فوج کی غداری کی مثالیں بھی موجود ہیں، لیکن جان نثاروں کی تعداد بھی معقول تھی، اصل بات یہ تھی کہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے خون کی قیمت پر خلافت نہیں خریدنا چاہتے تھے، اس لیے انھوں نے چند شرائط پر ربیع الاول ۴۱ھ کو سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دست برداری کا اعلان کر دیا، اس طرح آپ رضی اللہ عنہ کی مدتِ خلافت چھ ماہ بنتی ہے۔

اس دست برداری سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی درج ذیل پیشین گوئی پوری ہوئی:

حسن بصری کہتے ہیں: لما سار الحسن بن علی رضی اللہ عنہما الی معاویة بالکتائب، قال عمرو بن العاص لمعاوية: اری کتیبة لا تُوَلِّی حتی تُدْبَر اخراها۔ قال معاوية: من لذراری المسلمین؟ فقال: انا، فقال عبد الله بن عامر وعبد الرحمن بن سمرة: نلقاه فنقول له: الصلح، قال الحسن: ولقد سمعت ابا بكرة قال: بینا النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخطب جاء الحسن، فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِبْنِیْ هٰذَا سَیِّدٌ وَلَعَلَّ اللّٰهُ اَنْ یُّصْلِحَ بِهٖ بَیْنَ فِئَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔)) (صحیح بخاری:۷۱۰۹)

جب سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما لشکروں کے ہمراہ معاویہ کی طرف چلے تو سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا: میرا خیال تو یہ ہے کہ یہ لشکر اس وقت تک واپس نہیں پلٹے گا، جب تک اس کے مدمقابل پیٹھ نہ پھیر جائیں۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: مسلمانوں کے بچوں کا کفیل کون ہوگا؟ انھوں نے کہا: میں ہوں گا۔ پھر عبد اللہ بن عامر اور عبد الرحمٰن بن سمرہ نے کہا: ہم ان کو ملتے ہیں اور صلح پیش کرتے ہیں۔ حسن بصری نے کہا: میں نے سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ آ گئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''یہ میرا بیٹا سردار ہے، شاید اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو جماعتوں کے مابین صلح کروا دے۔''

حافظ ابن حجر نے کہا: اس قصہ میں نبوت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے (کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشین گوئی پوری ہوئی) اور سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی منقبت بھی ہے کہ انھوں نے قلت، ذلت اور کسی علت کے بغیر حکمرانی ترک کر دی اور اللہ تعالیٰ کے انعام کی رغبت میں مسلمانوں کا خون بہنے سے بچا لیا، پس انھوں نے دین کے معاملے اور امت کی مصلحت کا خیال رکھا، اس حدیث میں خوارج کا ردّ بھی ہے، جو سیدنا علی اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما اور ان کا ساتھ دینے والے لوگوں کو کافر قرار دیتے تھے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں گروہوں کے بارے میں شہادت دی کہ وہ مسلمان ہوں گے۔

(فتح الباری:۱۳/۸۳)

اس پانچ چھ سالہ دور کی کشمکش میں کون برحق تھا اور کس کا دعوی بغاوت پر مبنی تھا؟ ہم جواباً سب سے پہلے وہ احادیث پیش کرتے ہیں، جن سے اس امر کی وضاحت ہوتی ہے کہ ایک فریق حق پر تھا، لیکن اس کا یہ معنی نہیں کہ دوسرے فریق کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیا جائے۔

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَا خُیِّرَ عَمَّارٌ بَیْنَ اَمْرَیْنِ اِلَّا اخْتَارَ

اَرْشَدَهُمَا۔)) (جامع ترمذی: ۳۷۹۹، ابن ماجہ: ۱۴۸)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب بھی عمار کو دو امور میں سے ایک کو انتخاب کرنے کا اختیار دیا گیا تو انھوں نے انتہائی ہدایت والے معاملے کو اختیار کیا۔''

ابن ماجہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ((عمار، ما عرض علیه امران الا اختار الارشد منهما۔))

یعنی: ''جب بھی عمار پر دو امور پیش کیے گئے تو اس نے انتہائی درستی والا امر منتخب کیا۔''

جو معاملہ حق کے زیادہ قریب، زیادہ درست اور زیادہ صلاح والا ہوتا، سیدنا عمار اسے اختیار کرتے۔

امام عبد الرحمن مبارکپوری (م: ۱۳۵۳ھ) نے کہا: اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت برحق تھی اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی اجتہادی خطا تھی، کیونکہ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے اور جنگِ صفین میں شہید ہو گئے۔ (تحفۃ الاحوذی: ۴/ ۳۴۵)

عَنْ بِلَالِ بْنِ يَحْيٰى، قَالَ: لَمَّا قُتِلَ عُثْمَانُ۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أُتِيَ حُذَيْفَةُ فَقِيْلَ يَا أَبَا عَبْدِاللّٰهِ قُتِلَ هٰذَا الرَّجُلُ، وَقَدِ اخْتَلَفَ النَّاسُ فَمَا تَقُوْلُ؟ فَقَالَ: أَسْنِدُوْنِيْ، فَأَسْنَدُوْهُ إِلٰى صَدْرِ رَجُلٍ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((أَبُوْ الْيَقْظَانِ عَلَى الْفِطْرَةِ، لَا يَدَعُهَا حَتّٰى يَمُوْتَ، أَوْ يَمَسَّهُ الْهَرَمُ۔)) (سلسلة الاحاديث الصحيحة: ۳۲۱۶۔ البحر الزخار المعرف بمسند البزار: ۷/ ۳۴۸)

بلال بن یحییٰ کہتے ہیں: جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا، تو سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا: اے ابو عبد اللہ! عثمان کو تو شہید کر دیا گیا ہے اور لوگ اختلاف میں پڑ چکے ہیں' ایسے میں آپ کیا کہیں گے؟ انھوں نے کہا: مجھے سہارا دو۔ انھوں نے ان کو ایک آدمی کے سینے کا سہارا دیا۔ انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''ابو الیقظان فطرتِ (اسلام) پر ہے اور اس کو مرنے تک یا انتہائی بوڑھا ہونے تک نہیں چھوڑے گا۔''

سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو الیقظان تھی۔ وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور ان ہی کے لشکر میں جنگِ صفین میں شہید ہو گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ شہادتِ عثمان کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے، سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کی روشنی میں یہی فیصلہ کیا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَبْشِرْ عَمَّارُ! تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ۔))

(جامع ترمذی: ۳۸۰۰)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عمار! خوش ہو جا' تجھے باغی گروپ قتل کرے گا۔''

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت برحق تھی اور وہی خلیفہ راشد تھے اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دعوی بغاوت پر مبنی تھا، کیونکہ سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ جنگ صفین کے موقع پر شہید ہو گئے، یہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں تھے۔

عَنْ اَبِي حَرْبِ بْنِ اَبِي الْاَسْوَدِ، قَالَ: شَهِدْتُ عَلِيًّا وَالزُّبَيْرَ لَمَّا رَجَعَ الزُّبَيْرُ عَلٰى دَابَّتِهِ يَشُقُّ الصُّفُوْفَ، فَعَرَضَ لَهُ اِبْنُهُ عَبْدُاللّٰهِ، فَقَالَ: مَالَكَ؟ فَقَالَ: ذَكَرَ لِيْ عَلِيٌّ حَدِيْثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَتُقَاتِلَنَّهُ وَاَنْتَ ظَالِمٌ لَهُ۔)) (يَعْنِيْ الزُّبَيْرَ وَعَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا) فَلَا اُقَاتِلُهُ قَالَ: وَلِلْقِتَالِ جِئْتَ؟ اِنَّمَا جِئْتَ لِتُصْلِحَ بَيْنَ النَّاسِ وَيُصْلِحَ اللّٰهُ هٰذَا الْاَمْرَ بِكَ۔ قَالَ: قَدْ حَلَفْتُ اَنْ لَا اُقَاتِلَ ۔ قَالَ: فَأَعْتِقْ غُلَامَكَ جَرْجَسَ، وَقِفْ حَتّٰى تُصْلِحَ بَيْنَ النَّاسِ قَالَ: فَأَعْتَقَ غُلَامَهُ جَرْجَسَ، وَوَقَفَ فَاخْتَلَفَ اَمْرُ النَّاسِ فَذَهَبَ عَلٰى فَرَسِهِ۔ (سلسلة الاحاديث الصحيحة:٢٦٥٩ ، المستدرك على الصحيحين: ٣/ ٣٦٦)

ابوحرب بن ابی اسود کہتے ہیں: میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا زبیر کے پاس موجود تھا' سیدنا زبیر اپنی سواری پر صفوں کو چیرتے ہوئے واپس جا رہے تھے' ان کا بیٹا سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ ان کے سامنے آیا اور پوچھا: آپ کو کیا ہو گیا ہے؟ انھوں نے کہا: سیدنا علی نے مجھے ایسی حدیث بیان کی جو میں نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی' آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو اس سے ضرور لڑے گا اور تو اس کے حق میں ظالم ہو گا۔'' سو میں اس سے قتال نہیں کرتا۔

سیدنا عبداللہ نے کہا: آپ لڑنے کے لئے تھوڑے آئے ہیں؟ آپ تو لوگوں کے مابین صلح کروانے کے لئے آئے ہیں' ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعے اس معاملے کا تصفیہ کر دے۔ انھوں نے کہا: میں نے تو قتال نہ کرنے کی قسم اٹھالی ہے۔ سیدنا عبداللہ نے کہا: (تو بطورِ کفارہ) جرجس نامی غلام کو آزاد کر دو اور لوگوں کے درمیان صلح کروانے تک یہیں ٹھہرے رہو۔ سو انھوں نے اپنے غلام جرجس کو آزاد کر دیا اور وہیں ٹھہر گئے' لیکن جب لوگوں کا معاملہ مختلف فیہ ہو گیا (اور صلح نہ ہو سکی) تو وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر چلے گئے۔

عین ہنگامہ کارزار میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی نگاہ سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ پر پڑی تھی، جب انھوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث سنی تو وہ ان کا مقابلہ کرنے سے باز آ گئے اور تنہا لوٹ گئے۔

ان احادیث کا تقاضا یہ ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ خلیفہ برحق تھے، جبکہ ان سے مقابلہ کرنے والے باغی تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ واضح طور پر احادیث بھی موجود ہیں کہ آپ ﷺ کے بعد خلافت تیس سال تک جاری رہے گی۔

عَنْ سَفِيْنَةَ أَبِيْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَرْفُوْعًا: ((اَلْخِلَافَةُ ثَلَاثُوْنَ سَنَةً، ثُمَّ تَكُوْنُ بَعْدَ ذٰلِكَ مُلْكًا۔)) (سنن أبو داود: ٤٦٤٦ ، ٤٦٤٧ ، جامع الترمذی: ٢٢٢٦)

مولائے رسول سیدنا ابوعبدالرحمن سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تیس سال تک خلافت رہے گی اور اس کے بعد بادشاہت ہو گی۔''

سنن ابی داود کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ((خِلَافَةُ النُّبُوَّةِ ثَلَاثُوْنَ سَنَةً ثُمَّ يُؤْتِي اللّٰهُ الْمُلْكَ اَوْ مُلْكَهُ مَنْ يَشَاءُ)) یعنی: ''تیس سال تک نبوت والی خلافت رہے گی، پھر اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا، اپنی بادشاہت عطا کر

دے گا۔''

خلفائے راشدین کے ادوار خلافت کی تفصیل یہ ہے:

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ: دو سال، تین ماہ، دس دن

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ: دس سال، چھ ماہ، آٹھ دن

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ: گیارہ سال، گیارہ ماہ، نو دن

سیدنا علی مرتضی رضی اللہ عنہ: چار سال، نو ماہ، سات دن

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ: چھ ماہ

اس نبوی پیشین گوئی کے مطابق سیدنا علی اور سیدنا حسن رضی اللہ عنہما کی خلافت بھی برحق تھی۔

ویسے بھی ہماری شریعت میں خلافت و بیعت کے موضوع پر جتنا مواد پایا جاتا ہے، ان کا تقاضا یہی تھا کہ جب کبار صحابہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو مسندِ خلافت کے لیے منتخب کر لیا تھا تو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ہم خیال لوگوں بھی ان کی بیعت کر لیتے، کیونکہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلین کا قصاص اور بعض حکمرانوں کی معزولی ایسے امور نہیں ہیں کہ جن کی بنا پر بغاوت کو ترجیح دی جائے، جبکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ معذور بھی تھے۔

اگر خیالی طور پر فرض کر لیا جائے سیدنا علی رضی اللہ عنہ جان بوجھ کر قصاص نہیں لیا اور اپنے کسی ذاتی مقصد کی خاطر بعض حکمرانوں کو معزول کیا، پھر بھی شرعی نصوص کی روشنی میں ان کی خلافت کو تسلیم کیے بغیر کوئی چارۂ کار نظر نہیں آتا۔ ان شرعی نصوص کا پاس و لحاظ نہ رکھنے کی وجہ سے ایسے اختلافات و منازعات نے جنم لیا کہ جن کے برے نتائج سے تاریخ اسلام شدید متاثر ہوئی۔

اب ہم تصویر کے دوسرے رخ پر نظر ڈالتے ہیں، بلا شک وشبہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت برحق تھی، لیکن شرعی دلائل کا تقاضا یہ ہے کہ ان کے مخالفین کے ساتھ بھی معتدل رویہ اختیار کیا جائے، کیونکہ بغاوت ایسا جرم نہیں ہے کہ جس کو بنیاد بنا کر ایسے لوگوں پر سخت طعن کیا جائے یا جارحانہ انداز میں ان کے باطل ہونے کا نعرہ لگایا جائے، باغی لوگ بغاوت کے باوجود مسلمان ہی رہتے ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَإِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَأَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا فَإِنْ بَغَتْ إِحْدٰهُمَا عَلَى الْأُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ إِلٰٓى أَمْرِ اللّٰهِ فَإِنْ فَآءَتْ فَأَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوْا﴾ (سورۂ حجرات: ۹)

یعنی: ''اور اگر مسلمانوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دیا کرو۔ پھر اگر ان دونوں میں سے ایک جماعت دوسری جماعت پر زیادتی کرے تو تم سب اس گروہ سے لڑو جو زیادتی کرتا ہے، یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے، اگر وہ لوٹ آئے تو پھر انصاف کے ساتھ صلح کرا دو اور عدل کرو۔''

اسی طرح نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''یہ میرا بیٹا سردار ہے، شاید اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو جماعتوں کے مابین صلح کروا دے۔'' (ابھی یہ حدیث گزری ہے)

قابل غور بات یہ ہے کہ لڑنے والے اور بغاوت کرنے والے کو مسلمان ہی کہا جا رہا ہے۔

ہمارا نظریہ یہ ہے کہ سیدنا علی اور سیدنا حسن رضی اللہ عنہما خلفائے راشدین میں سے تھے اور ان کی جماعت ہی برحق تھی، لیکن اس سے یہ مفہوم کشید نہیں کیا جا سکتا ہے کہ بغاوت کرنے والے کو دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیا جائے یا اس پر اس طرح طعن کیا جائے کہ ان کی صحابیت یا اسلام مجروح ہو جائے۔

اب ہم اپنے نظریے کے دوسرے حصے کے حق میں بعض احادیث پیش کرتے ہیں۔

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: ((أَسْلَمُ النَّاسِ وَآمَنُ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ۔)) (سلسلة الاحاديث الصحيحة: ١٥٥، مسند احمد ٤/ ١٥٥، جامع ترمذی: ٣٨٤٤)

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں میں عمرو بن عاص زیادہ سلامتی والا اور امن والا ہے۔''

شیخ البانی لکھتے ہیں: اس حدیث میں سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی عظیم منقبت کا بیان ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ان کے مومن ہونے کی شہادت دی، جس کا لازمی نتیجہ جنت ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا: ((لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا نَفْسٌ مُؤْمِنَةٌ۔)) یعنی: ''صرف مومن ہی جنت میں داخل ہوگا۔''

اس لیے عصرِ حاضر کے جو مخالفین سیدنا عمرو رضی اللہ عنہ پر اس بنا پر طعن کرتے ہیں کہ انھوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ اختلاف بلکہ قتال کیا، ان کا یہ دعویٰ صحیح نہیں ہے، کیونکہ اس سے ایمان کی نفی نہیں ہوتی، جیسے ان کی بیان کردہ فضیلت سے ان کی عصمت ثابت نہیں ہوتی، بالخصوص اگر یہ کہا جائے کہ سیدنا عمرو رضی اللہ عنہ کا یہ اختلاف ان کے کسی اجتہاد کی وجہ سے تھا، نہ کہ خواہش پرستی کی وجہ سے، (تو بہت بہتر ہوگا)۔ (سلسلہ احادیث صحیحہ: ١٥٥)

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِیْ عُمَیْرَةَ الْمُزَنِیِّ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ فِیْ مُعَاوِیَةَ: ((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِیًا مَهْدِیًّا وَاهْدِهِ، وَاهْدِ بِهِ۔)) (سلسلة الاحاديث الصحيحة: ١٩٦٩، مسند احمد: ٤/ ٢١٦، جامع الترمذی: ٣٨٤٢)

سیدنا عبد الرحمن بن ابو عمیرہ مزنی سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: ''اے اللہ! اس کو ہادی اور ہدایت یافتہ بنا دے، اس کو ہدایت دے اور اس کے ذریعے (دوسرے لوگوں کی) رہنمائی فرما۔''

ابو ادریس خولانی کہتے ہیں: جب سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمیر بن سعد رضی اللہ عنہ کو حمص کی ولایت سے معزول کر کے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس کا والی بنایا تو لوگوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ عمیر کو معزول کر دیا اور معاویہ کو ولایت دے دی، یہ سن کر سیدنا عمیر رضی اللہ عنہ نے کہا: لاتذکروا معاویة الا بخیر، فانی سمعت رسول

اللہ ﷺ یقول: ((اَللّٰھُمَّ اھْدِ بِہٖ۔))

یعنی: تم لوگ معاویہ کا ذکر نہ کرو، مگر خیر کے ساتھ، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''اے اللہ! اس کے ذریعے ہدایت دے۔'' (جامع الترمذی: ۳۸۴۳)

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((اَللّٰھُمَّ اعَلِّمْ مُعَاوِیَۃَ الْکِتَابَ وَالْحِسَابَ، وَقِہِ الْعَذَابَ۔)) رُوِیَ مِنْ حَدِیْثِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِیَۃَ وَعَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ، وَعَبْدِالرَّحْمٰنِ ابْنِ أَبِیْ عُمَیْرَۃَ الْمُزَنِیِّ وَمَسْلَمَۃَ بْنِ مَخْلَدٍ وَمُرْسَلِ شُرَیْحِ بْنِ عُبَیْدٍ، وَمُرْسَلِ حَرِیْزِ بْنِ عُثْمَانَ۔ (سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ: ۳۲۲۷، مسند احمد: ۴/ ۱۲۷، تفصیلی تخریج کے لیے سلسلہ احادیث صحیحہ کا مذکورہ مقام ملاحظہ ہو)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! معاویہ کو حساب و کتاب سکھا دے اور اور اس کو عذاب سے بچا۔'' یہ حدیث سیدنا عرباض بن ساریہ، سیدنا عبد اللہ بن عباس، سیدنا عبد الرحمن بن ابوعمیرہ مزنی، سیدنا مسلمہ بن مخلد رضی اللہ عنہم سے مروی ہے اور شریح بن عبید اور حریز بن عثمان سے مرسلاً روایت کی گئی ہے۔

عَنْ عَائِشَۃَ، قَالَتْ: قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((اِنَّہُ لَیُھَوَّنُ عَلَیَّ الْمَوْتُ اَنْ اُرِیْتُکِ زَوْجَتِیْ فِی الْجَنَّۃِ۔)) (مسند احمد: ۶/ ۱۳۸)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں فرمایا: ''مجھ پر موت کی سختیاں اس بنا پر آسان ہو رہی ہیں کہ تم جنت میں مجھے اپنی بیوی دکھائی دے رہی ہو۔''

عَنْ عَائِشَۃَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ ذَکَرَ فَاطِمَۃَ قَالَتْ: فَتَکَلَّمْتُ أَنَا، فَقَالَ: ((أَمَا تَرْضَیْنَ أَنْ تَکُوْنِیْ زَوْجَتِیْ فِی الدُّنْیَا وَالآخِرَۃِ؟)) قُلْتُ: بَلٰی وَاللّٰہِ! قَالَ: ((فَأَنْتِ زَوْجَتِیْ فِی الدُّنْیَا وَالآخِرَۃِ۔)) (المستدرك علی الصحیحین: ٤/ ١٠، وأخرج الترمذی: ٣٨٧٥، وابن حبان: ٧٠٥٢ الجملة الاخیرة منه عن عائشة رضی الله عنها)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کیا، میں نے ان کے بارے میں کوئی (ناقدانہ) باتیں کر دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم اس شرف پر راضی نہیں ہوگی کہ دنیا و آخرت میں میری بیوی ہو؟'' میں نے کہا: کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''تم دنیا و آخرت میں میری بیوی ہو۔''

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا جنتی خاتون ہیں، جبکہ وہ جنگ جمل میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں شریک تھیں، ہم نے سیدنا عمرو بن عاص، سیدنا معاویہ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہم کا ذکر بطور مثال کیا ہے کہ جس طرح آپ ﷺ کی احادیث سے ہی ثابت ہوتا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ خلیفہ برحق ہیں، اسی طرح آپ ﷺ کی احادیث سے ہی ان کا مقابلہ کرنے والے فریق کے ایسے فضائل ثابت ہو رہے ہیں، جو آخرت تک قائم رہیں گے۔

یہ احادیث بیان کرنے کا ہمارا مقصد یہ ہے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے معاونین پر اس بنا پر ناقدانہ تبصرہ نہ کیا

جائے کہ ان کا تعلق باغی گروپ سے تھا۔

ہمارا نظریہ یہ ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ صحابہ کرام بہت سارے فضائل و مناقب سے متصف نفوس قدسیہ تھے، لیکن بتقاضۂ بشریت ان سے خطا ہو جانا ممکن تھا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:﴿إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا وَلَقَدْ عَفَا اللَّهُ عَنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ.﴾ (سورۂ آل عمران: ۱۵۵)

یعنی: ''بیشک تم میں سے جو لوگ مقابلے کے دن پیٹھ پھیر گئے تھے، ان کی اس لغزش کا سبب یہ تھا کہ ان کی بعض کمزوریوں کی وجہ سے شیطان نے ان کے قدم ڈگمگا دیئے تھے، اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا، اللہ بڑا درگزر کرنے والا اور بہت بردبار ہے۔''

قابل غور بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کوتاہی کا ذکر بھی کیا اور اس کی معافی کا اعلان بھی کر دیا، اسی طرح احادیث میں دیگر چند جرائم، ان کی وجہ سے لگنے والی حدود اور ان کی معافی کا بیان بھی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہم اس عنوان کے شروع میں یہ وضاحت کر چکے ہیں کہ آپ ﷺ نے نیکی کرنے والے انصاری صحابہ سے حسنِ سلوک کرنے کا اور غلطی کرنے والوں سے درگزر کر جانے کا حکم دیا۔ اس کا مفہوم یہ ہوا کہ ان ہستیوں سے غلطی ہو جانے کا امکان بھی ہے، لیکن سرے سے اس موضوع کو چھیڑنے سے ہی منع کر دیا گیا، جس میں صحابہ رضی اللہ عنہم کی غلطیوں کا تذکرہ کیا جائے۔

اس مقام پر سیدنا عمار رضی اللہ عنہ نے بہت خوبصورت بات بیان کی، اس کی تفصیل یہ ہے کہ ابو وائل کہتے :جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے مدد مانگنے کے لیے سیدنا عمار اور سیدنا حسن رضی اللہ عنہما کو کوفہ کی طرف بھیجا، تو سیدنا عمار رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبے میں کہا: ((انی لاعلم انها زوجته فی الدنيا والآخرة، ولكن الله ابتلاكم، لتتبعوه او اياها۔ (صحيح البخاری: ۳۷۷۲)

میں جانتا ہوں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا دنیا میں بھی آپ ﷺ کی بیوی تھیں اور آخرت میں بھی ہوں گی، لیکن اللہ تعالیٰ تمہیں آزمانا چاہتا ہے کہ تم سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی پیروی کرتے ہو یا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی۔

سیدنا عمار رضی اللہ عنہ، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا جنگ جمل میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے مخالف تھیں، لیکن سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کتنے خوبصورت انداز میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عظیم منقبت بیان کی۔

یہاں اس موضوع سے متعلقہ ایک اور دلچسپ بات کا ذکر کرنا بھی مناسب رہے گا۔

عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِي حَازِمٍ: اَنَّ عَائِشَةَ لَمَّا اَتَتِ الْحَوْأَبَ، سَمِعَتْ نُبَاحَ الْكِلَابِ، فَقَالَتْ: مَا اَظُنُّنِي اِلَّا رَاجِعَةً، اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَنَا: ((اَيَّتُكُنَّ تَنْبَحُ عَلَيْهَا كِلَابُ الْحَوْأَبِ۔)) فَقَالَ لَهَا الزُّبَيْرُ: تَرْجِعِيْنَ! عَسَى اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اَنْ يُصْلِحَ بِكِ بَيْنَ النَّاسِ۔ (مسند احمد: ۶/ ۵۲، ۹۷، المستدرك على الصحيحين: ۳/ ۱۲۰)

قیس بن ابی حازم بیان کرتے ہیں کہ جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا حوأب مقام پر آئیں تو کتوں کے بھونکنے کی آوازیں سنیں اور کہا: میں تو سمجھتی ہوں کہ مجھے واپس لوٹ جانا چاہیے' کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا تھا: ''تم میں سے وہ کون ہے جس پر حوأب کے کتے بھونکیں گے۔'' سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ لوٹتی ہیں! ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی وجہ سے لوگوں میں صلح کروا دے۔

اس حدیث کے درج ذیل شاہد سے مفہوم کی وضاحت ہو جاتی ہے:

سیدنا عبداللہ بن عباس بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے بیویوں سے فرمایا: ((لیت شعری! أیتکن صاحبة الجمل الأدبَبِ، تخرج فینبحها کلاب الحوأب، یُقتل عن یمینها و عن یسارها قتلی کثیر، ثم تنجو بعد ما کادت؟!))

یعنی: ''کاش مجھے پتہ چلا جاتا! تم میں کون ہے، جو ایسے اونٹ پر سوار ہوگی، جس کے چہرے کے بال بہت زیادہ ہوں گے، وہ نکلے گی اور اس پر حوأب کے کتے بھونکیں گے، اس کی دائیں اور بائیں جانب لوگوں کی کثیر تعداد کو قتل کر دیا جائے گا، وہ خود بال بال بچ جائے گی۔'' (سلسلة الاحادیث الصحیحة: ۴۷۴)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا جب جنگ جمل سے پہلے مکہ مکرمہ سے بصرہ کی طرف جا رہی تھیں تو راستے میں حوأب مقام پڑتا تھا۔

امام البانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے اور اس کے متن میں کوئی اشکال نہیں ہے، اس حدیث سے زیادہ سے زیادہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو حوأب کا علم ہوا تو ان کو واپس چلا جانا چاہیے تھا، جب کہ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوٹی نہیں تھیں، اس چیز کو بھی ام المومنین کی طرف منسوب کرنا ان کے شایانِ شان نہیں ہے۔

ہمارا نظریہ یہ ہے کہ ضروری نہیں کہ جامع الصفات اور باکمال آدمی سے وہی سے کچھ صادر ہو، جو اس کی ذات کو زیب دیتا ہو، کیونکہ معصوم وہی ہے، جس کو اللہ تعالیٰ بچا کر رکھے۔ اہل السنہ کو چاہیے کہ وہ محترم شخصیات کی شان میں غلو نہ کیا کریں۔

ہمارا خیال ہے کہ اس قافلے کے ساتھ نکلنا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خطا تھی، اسی لیے جب ان کو حوأب کے بارے میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد یاد آیا تو انھوں نے واپس جانے کا ارادہ کیا، لیکن سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے ان کو یہ کہتے ہوئے مطمئن کر دیا: ''ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعے لوگوں میں صلح کروا دیں۔'' .... ۔ امام زیلعی (م: ۷۶۲ ھ) (ملاحظہ ہو: نصب الرایة لاحادیث الھدایة: ۴/ ۶۹) کہتے ہیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے (اس خطا) پر ندامت کا اظہار کیا تھا، جیسا کہ ابن عبدالبر (م: ۴۶۳ھ) نے ''کتاب الاستیعاب: ۱/ ۲۷۵'' میں روایت کی ہے کہ...... سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: ابوعبدالرحمٰن! تو نے مجھے نکلنے سے روک کیوں نہیں لیا تھا؟ انھوں نے کہا: میں نے

دیکھا کہ ابن زبیر آپ پر غالب آ گئے تھے۔ پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ کی قسم! اگر تم مجھے روک لیتے تو میں نہ جاتی۔ (سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ: ۴۷۴)

حافظ ذہبی (م: ۷۴۸ھ) نے کہا: قیس کہتے ہیں کہ پہلے پہل تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ خیال تھا کہ ان کو ان کے گھر میں آپ ﷺ کے ساتھ دفن کیا جائے گا، لیکن (جنگ جمل کے بعد) انھوں نے کہا: میرے اس فعل (جرم) کی وجہ سے مجھے دوسری امہات المومنین کے ساتھ دفن کر دینا۔ پھر ان کو بقیع میں دفن کیا گیا۔ میں (قیس) کہتا ہوں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی مراد جنگِ جمل والا واقعہ تھا، بعد میں ان کو اس پر بہت ندامت ہوئی تھی اور انھوں نے اس سے توبہ کی تھی۔ حالانکہ ان کا ارادہ خیر و بھلائی کا تھا، جیسا کہ سیدنا طلحہ بن عبید اللہ، سیدنا زبیر بن عوام اور کبار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جماعت نے اجتہاد کیا تھا، اللہ تعالیٰ سب سے راضی ہو جائے۔ (آمین) (سیر اعلام النبلاء: ۳/ ۲۱۱)

ان گزارشات کو پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو خود اپنی غلطی کا احساس ہو گیا تھا اور اس پر انھوں نے ندامت کا اظہار بھی کیا تھا۔ اس سے ہمارے نظریے کی تائید ہوتی ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے مدمقابل خطا پر تھے۔

اب رہا مسئلہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے گروہ کا، تو ہم محبانِ علی ہونے کے ساتھ ساتھ ان کو مجتہد سمجھتے ہیں اور مجتہد اپنی تاویل کی بنا پر اللہ تعالیٰ کے ہاں معذور ہوتا ہے، بہرحال اس عنوان کے شروع میں وضاحت کی جا چکی ہے کہ صحابہ کرام سے غلطی ہو جانا ممکن ہے، لیکن اس پر امت مسلمہ کو ناقدانہ تبصرہ کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

ان مشاجرات کے بارے میں سلف صالحین اور ائمہ وفقہاء کا کیا نظریہ ہے؛

صحابہ کرام کی فضیلت، ان کے بشری تقاضوں سے صرفِ نظر کرنے اور ان کے مشاجرات کے بارے میں سلف صالحین اور ائمہ وفقہاء کے چند اقوال ملاحظہ فرمائیں:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: لا تسبوا اصحاب محمد ﷺ، فلمقام احدهم ساعة يعني مع رسول الله ﷺ خير من عمل احدكم عمرهُ۔ یعنی: محمد رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کو برا بھلا نہ کہا کرو، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان کی ایک گھڑی، تمہاری زندگی بھر کے اعمال سے بہتر ہے۔ (سنن ابن ماجہ: ۱۶۲)

امام ابوحنیفہ نے کہا: عابدين ثابتين على الحق ومع الحق، نتولاهم جميعا ولا نذكر احدا من اصحاب رسول الله ﷺ الا بخير ولا نكفر مسلما بذنب من الذنوب وان كانت كبيرة اذا لم يستحلها۔ (الفقه الاكبر: ۱/ ۴۳)

یعنی: صحابہ کرام عبادت کرنے والے اور حق کے ساتھ اور حق پر قائم تھے، ہم ان سب سے دوستی رکھتے ہیں اور اصحابِ رسول میں سے کسی کا ذکر نہیں کرتے، مگر خیر کے ساتھ، اور ہم کسی مسلمان کو گناہ کی وجہ سے کافر نہیں قرار دیتے، اگرچہ وہ کبیرہ ہو، جب تک وہ حلال نہ سمجھ لے۔

امام شافعی نے اپنے شاگرد امام ربیع سے کہا: يا ربيع! لا تخوضن في اصحاب رسول الله ﷺ فان

خصمك النبي ﷺ غدا۔ ربیع! اصحابِ رسول کے بارے میں بتکلف بحث وتکرار نہ کرو، وگرنہ کل قیامت کے روز رسول اللہ ﷺ تیرے مخالف ومقابل ہوں گے۔ (سیر اعلام النبلاء: ۱۰/ ۲۸)

امام احمد نے یعقوب کے اس سوال "یا ابا عبد الله ما تقول فیما کان من علی و معاویة رحمهما الله" کے جواب میں کہا: ما اقول فیها الا الحسنی رحمهم الله اجمعین۔ (السنة: ۲/ ٤٦٠) یعنی: میں ان کے بارے میں اچھی بات ہی کہوں گا، اللہ تعالیٰ ان سب پر رحم فرمائے۔

امام ذہبی (م: ۷٤۸ھ) نے کہا کہ نبی کریم نے سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ((تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ۔)) ''عمار! تجھے باغی گروپ قتل کرے گا۔'' (جامع الترمذی: ۳۸۰۰)

پھر امام احمد کے بارے میں کہا: کره ان یتکلم فی هذا باکثر من هذا۔ یعنی: امام احمد اس سے زیادہ اس حدیث میں گفتگو کرنا ناپسند کرتے تھے۔ (سیر اعلام النبلاء: ۱/ ۴۲۱)

ابو بکر مروزی نے امام احمد سے سوال کیا کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ افضل ہیں یا عمر بن عبد العزیز، تو انھوں نے کہا: معاویة افضل، لسنا نقیس باصحاب رسول الله ﷺ احدا۔ یعنی: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ افضل ہیں، ہم کسی کو صحابہ جیسا تصور نہیں کر سکتے۔ (السنة: ۲/ ۴۳۴)

امام غزالی نے کہا: واعتقاد اهل السنة تزکیة جمیع الصحابة والثناء علیهم کما اثنی الله سبحانه وتعالیٰ ورسوله ﷺ وما جری بین معاویة وعلی رضی اللہ عنہما کان مبنیا علی الاجتهاد۔ (احیاء علوم الدین: ۱/ ۱۱۵) یعنی: اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ تمام صحابہ کرام کا تزکیہ تسلیم کیا جائے اور سب کی تعریف کی جائے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ نے ان کی تعریف کی ہے، اور سیدنا معاویہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہما کے مابین جو کچھ ہوا، وہ اجتہاد پر مبنی تھا۔

امام نووی (م: ٦٧٦ھ) نے ایک فیصلہ کن رائے پیش کرتے ہوئے کہا: اہل سنت اور اہل حق کا مذہب یہ ہے کہ سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں حسن ظن رکھا جائے۔ ان کے آپس کے اختلافات میں خاموشی اور ان کی لڑائیوں کی تاویل کی جائے، وہ بلاشبہ سب مجتہد اور صاحبِ رائے تھے۔ معصیت اور نافرمانی ان کا مقصد نہ تھا اور نہ ہی محض دنیا طلبی ان کے پیشِ نظر تھی، بلکہ ہر فریق یہ اعتقاد رکھتا تھا کہ وہی حق پر ہے اور دوسرا باغی ہے اور باغی کے ساتھ لڑائی ضروری ہے، تاکہ وہ امرِ الٰہی کی طرف لوٹ آئے، اس اجتہاد میں بعض صحابہ راہِ صواب پر تھے اور بعض خطا پر تھے، لیکن خطا کے باوجود وہ معذور تھے، کیونکہ اس کا سبب اجتہاد تھا اور مجتہد خطا پر بھی گنہگار نہیں ہوتا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ ان جنگوں میں حق پر تھے، اہل سنت کا یہی موقف ہے۔ یہ معاملات بڑے مشتبہ تھے، یہی وجہ ہے کہ بعض صحابہ حیران و پریشان ہونے کی وجہ سے دونوں فریقوں سے علیحدہ رہے اور قتال میں انھوں نے حصہ نہیں لیا اور اگر ان کو صحیح بات کا یقین ہو جاتا تو وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی معاونت سے پیچھے نہ رہتے۔ (شرح صحیح مسلم نووی: ۲/ ۳۹۰)

سلف صالحین کی کثیر تعداد کے معتدل اقوال بکثرت موجود ہے، ہم نے بطور مثال چند ایک اقوال نقل کیے ہیں، تا کہ ہمارے نظریے کو اجنبی تصور نہ کیا جائے۔

اس بحث کے مختلف پہلو ہیں، ان میں ایک پہلو کا ذکر شیخ البانی نے کیا تھا کہ عصرِ حاضر کے جو مخالفین سیدنا عمرو رضی اللہ عنہ پر اس بنا پر طعن کرتے ہیں کہ انھوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ اختلاف بلکہ قتال کیا، ان کا یہ دعوی صحیح نہیں ہے، کیونکہ اس سے ایمان کی نفی نہیں ہوتی، جیسا کہ ان کی بیان کردہ فضیلت سے ان کی عصمت ثابت نہیں ہوتی، بالخصوص اگر یہ کہا جائے تو سیدنا عمرو رضی اللہ عنہ کا یہ اختلاف ان کے کسی اجتہاد کی وجہ سے تھا، نہ کہ خواہش پرستی کی وجہ سے، (تو بہت بہتر ہوگا)۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ فِیْ اِخْتِصَامِ رَجُلَیْنِ عِنْدَ مُعَاوِیَةَ فِیْ قَتْلِ عَمَّارٍ یَقُوْلُ کُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا اَنَا قَتَلْتُهُ

فصل دوم: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاں دو آدمیوں کا جھگڑا، ان میں سے ہر ایک کا دعویٰ تھا کہ اس نے سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کو قتل کیا ہے

(۱۲۳۵۰)۔ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ خُوَیْلِدٍ الْعَنْبَرِیِّ، قَالَ: بَیْنَمَا أَنَا عِنْدَ مُعَاوِیَةَ إِذْ جَاءَهُ رَجُلَانِ یَخْتَصِمَانِ فِی رَأْسِ عَمَّارٍ، یَقُولُ کُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا: أَنَا قَتَلْتُهُ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو: لِیَطِبْ بِهِ أَحَدُکُمَا نَفْسًا لِصَاحِبِهِ، فَإِنِّی سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُولُ: ((تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِیَةُ۔)) قَالَ مُعَاوِیَةُ: فَمَا بَالُكَ مَعَنَا؟ قَالَ: إِنَّ أَبِی شَکَانِی إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((أَطِعْ أَبَاكَ مَا دَامَ حَیًّا وَلَا تَعْصِهِ۔)) فَأَنَا مَعَکُمْ وَلَسْتُ أُقَاتِلُ۔ (مسند احمد: ٦٥٣٨)

حنظلہ بن خویلد عنبری سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا کہ ان کے ہاں دو آدمی آئے، وہ دونوں عمار رضی اللہ عنہ کے سر کے بارے میں جھگڑ رہے تھے، ان میں سے ہر ایک کہتا تھا کہ اس نے قتل کیا ہے، سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا: بہتر ہے کہ تم میں سے ایک یہ بات اپنے ساتھی کے بارے میں بخوشی تسلیم کر لے، (یہ کوئی باعثِ ناز بات تو نہیں ہے)، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ: ''ایک باغی گروہ عمار رضی اللہ عنہ کو قتل کرے گا۔'' سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر یہ بات ہے تو تم ہمارے ساتھ کیوں ملے ہوئے ہو؟ انہوں نے کہا: میرے والد نے رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر میری شکایت کر دی تھی تو آپ ﷺ نے مجھے یہ حکم دیا تھا کہ ''تمہارا والد جب تک زندہ ہے، ان کی بات ماننا اور ان کی نافرمانی نہ کرنا۔'' اس لیے میں تمہارے ساتھ تو ہوں مگر لڑائی میں شامل نہیں ہوتا۔

(۱۲۳۵۰) تخریج: اسناده حسن، اخرجه النسائی فی "خصائص علی": ١٦٤، وابن ابی شیبة: ١٥/ ٢٩١ (انظر: ٦٥٣٨)

(۱۲۳۵۱)۔ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ كُلْثُومِ بْنِ جَبْرٍ قَالَ: كُنَّا بِوَاسِطِ الْقَصَبِ عِنْدَ عَبْدِ الْأَعْلَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: فَإِذَا عِنْدَهُ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ: أَبُو الْغَادِيَةِ اسْتَسْقَى مَاءً، فَأُتِيَ بِإِنَاءٍ مُفَضَّضٍ فَأَبَى أَنْ يَشْرَبَ، وَذَكَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ هٰذَا الْحَدِيثَ ((لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا، أَوْ ضُلَّالًا، شَكَّ ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ۔)) فَإِذَا رَجُلٌ يَسُبُّ فُلَانًا فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ! لَئِنْ أَمْكَنَنِي اللّٰهُ مِنْكَ فِي كَتِيبَةٍ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ صِفِّينَ إِذَا أَنَا بِهِ وَعَلَيْهِ دِرْعٌ، قَالَ: فَفَطِنْتُ إِلَى الْفُرْجَةِ فِي جُرُبَّانِ الدِّرْعِ فَطَعَنْتُهُ فَقَتَلْتُهُ فَإِذَا هُوَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ، قَالَ: قُلْتُ: وَأَيَّ يَدٍ كَفَتَاهُ يَكْرَهُ أَنْ يَشْرَبَ فِي إِنَاءٍ مُفَضَّضٍ، وَقَدْ قَتَلَ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ۔ (مسند احمد: ۱۶۸۱۸)

کلثوم بن جبر کہتے ہیں: کہ ہم واسط القصب نامی مقام میں عبد الاعلی بن عبداللہ بن عامر کے ہاں موجود تھے، وہاں محفل میں ابو الغادیہ نامی ایک آدمی تھا، اس نے پینے کے لیے پانی طلب کیا، ایک ایسے برتن میں اسے پانی دیا گیا جس کا کنارا ٹوٹا ہوا تھا، اس نے اس برتن میں پانی پینے سے انکار کر دیا اور دوران گفتگو نبی کریم ﷺ کا اور آپ ﷺ کے اس فرمان کا بھی ذکر ہوا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم لوگ میرے بعد کافر یا گمراہ نہ ہو جانا کہ تم ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔“ وہی آدمی دوران گفتگو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو گالیاں دینے اور برا بھلا کہنے لگا، میں نے کہا: اللہ کی قسم اگر کسی لشکر میں اللہ نے مجھے تجھ پر موقع دیا تو دیکھی جائے گی، جنگ صفین کے دن وہ زرہ پہنے ہوئے تھا، زرہ کے حلقوں میں خالی جگہ کو تاک کر میں نے اسے نیزہ مار کر قتل کر دیا، وہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ تھے، کلثوم کہتے ہیں: اس نوجوان کی طرح کا کون سا ہاتھ ہے ایک دن حدیث نبوی کے پیش نظر کنارا ٹوٹے ہوئے برتن میں پانی پینے سے انکار کر دیا اور ایک موقع یہ بھی تھا کہ اس نے سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ فِيْ سَبَبِ انْحِلَالِ جَيْشِ الْإِمَامِ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ فِيْ صِفِّيْنَ بَعْدَ انْتِصَارِهِ وَانْشِقَاقِ الْخَوَارِجِ عَلَيْهِ وَقَتْلِهِ إِيَّاهُمْ

فصل سوم: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لشکر کی صفین کے موقع پر کامیابی کے بعد ہزیمت کا سبب اور خوارج کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ان کو قتل کرنا

(۱۲۳۵۲)۔ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ قَالَ: أَتَيْتُ أَبَا وَائِلٍ فِي مَسْجِدِ أَهْلِهِ، أَسْأَلُهُ عَنْ

حبیب بن ابی ثابت سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں سیدنا ابو وائل کے ہاں ان کی مسجد میں حاضر ہوا، میں ان سے ان

(۱۲۳۵۱) تخریج: حدیث صحیح، اخرجه مطولا ومختصرا البخاری فی "التاریخ الاوسط": ۱/ ۲۳۷، والطبرانی فی "الکبیر": ۲۲/ ۹۱۲، ۹۱۳ (انظر: ۱۶۶۹۸)

(۱۲۳۵۲) تخریج: اخرجه البخاری: ۳۱۸۲، ٤۸٤٤، ومسلم: ۱۷۸۵ (انظر: ۱۵۹۷۵)

هٰــؤُلَاءِ الْـقَــوْمِ الَّـذِيـنَ قَتَـلَهُـمْ عَـلِـيٌّ بِـالـنَّـهْـرَوَان، فَـفِيمَا اسْتَجَابُوا لَهُ؟ وَفِيمَا فَـارَقُـوهُ؟ وَفِيـمَا اسْتَحَلَّ قِتَالَهُمْ؟ قَالَ: كُنَّا بِـصِـفِّـيـنَ فَـلَمَّا اسْتَحَرَّ الْقَتْلُ بِأَهْلِ الشَّامِ اعْتَـصَـمُـوا بِتَلٍّ، فَقَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ لِمُعَاوِيَةَ: أَرْسِلْ إِلٰى عَلِيٍّ بِمُصْحَفٍ وَادْعُهُ إِلٰـى كِتَابِ اللّٰهِ فَإِنَّهُ لَنْ يَأْبٰى عَلَيْكَ، فَجَاءَ بِـهِ رَجُـلٌ فَـقَـالَ: بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ كِتَابُ اللّٰهِ: ﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوْا نَصِيبًا مِنْ الْكِتَابِ يُـدْعَـوْنَ إِلٰـى كِتَابِ اللّٰهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَـوَلّٰـى فَـرِيقٌ مِنْهُمْ وَهُمْ مُعْرِضُونَ﴾ [آل عمران: ٢٣] فَـقَـالَ عَلِيٌّ: نَعَمْ، أَنَا أَوْلٰى بِـذٰلِكَ بَيْـنَـنَـا وَبَيْـنَـكُمْ كِتَابُ اللّٰهِ، قَالَ: فَـجَاءَتْهُ الْخَوَارِجُ، وَنَحْنُ نَدْعُوهُمْ يَوْمَئِذٍ الْقُرَّاءَ، وَسُيُوفُهُمْ عَلٰى عَوَاتِقِهِمْ، فَقَالُوْا: يَـا أَمِيـرَ الْـمُؤْمِنِينَ! مَا نَنْتَظِرُ بِهٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ الَّذِينَ عَلَى التَّلِّ، أَلَا نَمْشِي إِلَيْهِمْ بِسُيُوفِنَا حَتّٰـى يَـحْـكُـمَ الـلّٰهُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ، فَتَكَلَّمَ سَهْـلُ بْـنُ حُـنَيْفٍ فَـقَـالَ: يَـا أَيُّهَا النَّاسُ! اتَّهِـمُـوا أَنْـفُسَـكُـمْ، فَـلَـقَـدْ رَأَيْتُـنَـا يَوْمَ الْـحُـدَيْبِيَةِ، يَـعْـنِي الصُّلْحَ الَّذِي كَانَ بَيْنَ رَسُـولِ الـلّٰـهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ الْـمُشْرِكِينَ، وَلَوْ نَرٰى قِتَالًا لَقَاتَلْنَا، فَجَاءَ عُـمَـرُ إِلٰـى رَسُـولِ الـلّٰـهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ فَـقَـالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَلَسْنَا عَلَى الْـحَـقِّ وَهُـمْ عَلٰى بَاطِلٍ؟ أَلَيْسَ قَتْلَانَا فِي

لوگوں کی بابت دریافت کرنا چاہتا تھا جن کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے نہروان کے مقام پر قتل کیا تھا، کہ لوگوں نے کیونکر ان کی بات مانی اور نہ ماننے والوں نے کیونکر ان کی بات نہ مانی اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کیونکر ان کو قتل کرنا حلال سمجھا؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم لوگ صفین کے مقام پر موجود تھے، جب اہل شام کے ساتھ گھسان کی لڑائی ہونے لگی، تو انہوں نے ٹیلے کی طرف پناہ لی، سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ علی رضی اللہ عنہ کی طرف مصحف بھیجیں اور انہیں کتاب اللہ کے فیصلہ پر آنے کی دعوت دیں، وہ اس بات کو قبول کرنے سے انکار نہیں کریں گے، تو ایک آدمی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں قرآن لے کر آیا اور اس نے کہا ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ کی کتاب کافی ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُدْعَوْنَ اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ﴾ .... ''بھلا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو اللہ کی کتاب میں سے حصہ دیا گیا اور انہیں اللہ کی کتاب کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ وہ کتاب ان لوگوں کے مابین ہونے والے تنازعات کا فیصلہ کر دے تو ان میں سے ایک فریق کج ادائی کے ساتھ منہ موڑ جاتا ہے۔'' یہ سن کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: ٹھیک ہے، میں اس بات کا زیادہ مستحق ہوں، ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ کی کتاب حاکم ہے، خارجی لوگ جنہیں ہم ان دنوں قراء کہا کرتے تھے، وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، وہ اپنی تلواریں اپنے کندھوں پر لٹکائے ہوئے تھے، انہوں نے کہا: امیر المومنین! یہ لوگ جو ٹیلے کی طرف پناہ لیے ہوئے ہیں، ہم ان کی انتظار کیوں کر رہے ہیں؟ ہم کیوں نہ تلواریں تان کر ان کی طرف لڑنے کو نکلیں تا آنکہ اللہ

الْـجَـنَّةِ وَقَتْلَاهُمْ فِي النَّارِ؟ قَالَ: ((بَلٰى۔)) قَـالَ: فَـفِيـمَ نُعْطِي الدَّنِيَّةَ فِي دِينِنَا وَنَرْجِعُ وَلَـمَّـا يَحْكُمِ اللّٰهُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ؟ فَقَالَ: ((يَا ابْـنَ الْـخَـطَّـابِ إِنِّـي رَسُولُ اللّٰـهِ، وَلَنْ يُـضَيِّـعَنِي أَبَدًا۔)) قَالَ: فَرَجَعَ وَهُوَ مُتَغَيِّظٌ فَـلَـمْ يَصْبِرْ حَتّٰى أَتٰى أَبَا بَكْرٍ، فَقَالَ: يَا أَبَا بَـكْـرٍ! أَلَسْـنَـا عَلٰى حَقٍّ وَهُمْ عَلٰى بَاطِلٍ؟ أَلَيْـسَ قَتْلَانَـا فِي الْجَنَّةِ وَقَتْلَاهُمْ فِي النَّارِ؟ قَالَ: بَلٰى، قَالَ: فَفِيمَ نُعْطِي الدَّنِيَّةَ فِي دِينِنَا وَنَـرْجِـعُ وَلَـمَّـا يَـحْكُمِ اللّٰهُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ؟ فَـقَـالَ: يَـا ابْـنَ الْـخَطَّابِ! إِنَّهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَـلَّـى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَنْ يُضَيِّعَهُ اللّٰهُ أَبَـدًا، قَـالَ: فَـنَـزَلَـتْ سُورَةُ الْفَتْحِ، قَالَ: فَـأَرْسَلَـنِـي رَسُـولُ الـلّٰـهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ إِلٰـى عُـمَـرَ فَـأَقْرَأَهَا إِيَّاهُ، قَالَ: يَا رَسُـولَ الـلّٰـهِ! وَفَتْـحٌ هُوَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ۔))

(مسند احمد: ١٦٠٧١)

ہمارے اور انکے درمیان فیصلہ کردے، یہ سن کر سیدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ بولے، انہوں نے کہا: لوگو! اپنی رائے یا بات پر نظر ثانی کرو، میں نے دیکھا کہ صلح حدیبیہ کے دن جو صلح رسول اللہ ﷺ اور مشرکین کے مابین ہوئی، اس روز اگر ہم لڑنا چاہتے تو لڑ سکتے تھے، صلح کی بات ہوئی تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے، انہوں نے کہا: اللہ کے رسول! کیا ہم حق پر اور وہ لوگ باطل پر نہیں؟ اور کیا ہمارے مقتول جنتی اور ان کے مقتول جہنمی نہیں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جی ہاں۔“ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر ہم اپنے دین کے بارے میں کمزوری کیوں دکھائیں؟ اور ہم یوں واپس کیوں لوٹ جائیں، جب کہ ابھی تک اللہ تعالیٰ نے ہمارے اور ان کے مابین فیصلہ نہیں کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے ابن خطاب! میں اللہ کا رسول ہوں اور اللہ مجھے کبھی ضائع نہیں کرے گا۔“ یہ سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ غصہ کے عالم میں واپس لوٹ آئے، ان سے صبر نہ ہو وہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاں گئے اور کہا: اے ابوبکر! کیا ہم حق پر نہیں ہیں اور کیا وہ لوگ کفر پر نہیں ہیں؟ اور کیا ہمارے مقتول جنت میں اور ان کے مقتول جہنمی نہیں؟ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: جی بالکل، تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تو پھر ہم اپنے دین کے بارے میں اتنی کمزوری کیوں دکھائیں؟ اور ہم یوں ہی واپس کیوں چلے جائیں؟ جب کہ ابھی تک اللہ تعالیٰ نے ہمارے اور ان کے مابین فیصلہ نہیں کیا؟ تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ابن خطاب! وہ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ انہیں کبھی ضائع نہیں کرے گا، سیدنا سہل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اس کے بعد سورۂ فتح نازل ہوئی، اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا کہ جا کر انہیں سنا آؤ؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا اس صلح کا انجام

فتح ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں۔''

فوائد:...... دیکھیں حدیث نمبر (۱۲۸۲۲) اور اس کے بعد والی احادیث اور ابواب۔

اَلْبَابُ السَّادِسُ فِيْ وَقْعَةِ النَّهْرَوَانِ وَقِتَالِ الْخَوَارِجِ بِهَا وَمَا وَرَدَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ ذَمِّهِمْ وَالْأَمْرِ بِقَتْلِهِمْ وَفِيْهِ فُصُوْلٌ

باب ششم: واقعہ نہروان اور وہاں پر خوارج کا قتل نیز خوارج کی مذمت اور ان کو قتل کرنے کے بارے میں نبی کریم ﷺ کے ارشادات کا بیان اس باب میں کئی فصلیں ہیں

اَلْفَصْلُ الْأَوَّلُ فِيْ أَصْلِ الْخَوَارِجِ

فصل اول: خوارج کی بنیاد کا بیان

(١٢٣٥٣)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: بَعَثَ عَلِيٌّ مِنَ الْيَمَنِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَهَبَةٍ فِي أَدِيمٍ مَقْرُوظٍ لَمْ تُحَصَّلْ مِنْ تُرَابِهَا، فَقَسَمَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَرْبَعَةٍ بَيْنَ زَيْدِ الْخَيْرِ وَالْأَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ وَعُيَيْنَةَ بْنِ حِصْنٍ وَعَلْقَمَةَ بْنِ عُلَاثَةَ أَوْ عَامِرِ بْنِ الطُّفَيْلِ شَكَّ عُمَارَةُ، فَوَجَدَ مِنْ ذٰلِكَ بَعْضُ أَصْحَابِهِ وَالْأَنْصَارُ وَغَيْرُهُمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَلَا تَأْتَمِنُونِي وَأَنَا أَمِينُ مَنْ فِي السَّمَاءِ، يَأْتِينِي خَبَرٌ مِنَ السَّمَاءِ صَبَاحًا وَمَسَاءً۔)) ثُمَّ أَتَاهُ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ، مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ،

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے یمن سے رنگے ہوئے چمڑے میں بند سونا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا ہے، جسے ابھی مٹی سے صاف نہیں کیا گیا تھا، رسول اللہ ﷺ نے وہ سونا زید خیر، اقرع بن حابس، عیینہ بن حصن اور علقمہ بن علاثہ یا عامر بن طفیل یہ شک اس حدیث کے ایک راوی عمارہ کو ہے (صحیح علقمہ بن علاثہ ہے کیونکہ عامر کئی سال پہلے کا فوت ہو چکا ہے)، میں تقسیم فرمایا: تو بعض صحابہ اور انصار وغیرہ کو یہ کافی محسوس ہوا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم لوگ مجھے امین، دیانت دار نہیں سمجھتے؟ حالانکہ میں اللہ کا امین ہوں اور میرے پاس صبح شام آسمان سے خبریں آتی ہیں۔'' دوسری روایت ہے کہ آپ ﷺ کی اس تقسیم پر قریش اور انصار کے کچھ لوگ غضبناک ہوئے، انہوں نے کہا: آپ اہل نجد کے بڑے بڑے لوگوں کو عطیات

(١٢٣٥٣) تخريج: اخرجه البخاري: ٣٣٤٤، ٤٦٦٧، ومسلم: ١٠٦٤ (انظر: ١١٦٤٨)

نَـاشِـزُ الْـجَبْهَةِ، كَـثُّ الـلِّـحْيَةِ، مُشَمَّرُ الْـإِزَارِ، مَحْلُوقُ الرَّأْسِ، فَقَالَ: اتَّقِ اللّٰهِ يَا رَسُـولَ الـلّٰـهِ، قَالَ: فَرَفَعَ رَأْسَهُ إِلَيْهِ فَقَالَ: ((وَيْـحَكَ أَلَسْـتُ أَحَـقَّ أَهْلِ الْأَرْضِ أَنْ يَتَّـقِـيَ الـلّٰهَ أَنَا؟)) ثُمَّ أَدْبَرَ، فَقَالَ خَالِدٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَلَا أَضْرِبُ عُنُقَهُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((فَلَعَلَّهُ يَكُونُ يُصَلِّي)) فَقَالَ: إِنَّهُ رُبَّ مُصَلٍّ يَقُولُ بِلِسَانِهِ مَـا لَيْـسَ فِي قَلْبِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى الـلّٰـهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنِّي لَمْ أُومَرْ أَنْ أُنَقِّبَ عَـنْ قُـلُوبِ النَّاسِ، وَلَا أَشُقَّ بُطُونَهُمْ۔)) ثُـمَّ نَـظَـرَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُـوَ مُـقَفٍّ، فَقَالَ: ((هَا إِنَّهُ سَيَخْرُجُ مِنْ ضِـئْـضِىءِ هٰـذَا قَـوْمٌ يَـقْـرَءُ وْنَ الْقُـرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَـمْـرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ)) زَادَ فِي رِوَايَةٍ: ((يَـقْـتُـلُـونَ أَهْـلَ الْإِسْلَامِ، وَيَدَعُونَ أَهْلَ الْأَوْثَـانِ، لَـئِـنْ أَنَا أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ۔)) (مسند احمد: ١١٦٧١)

دیتے ہیں اور ہمیں چھوڑ رہے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: میں ان کی دل جوئی کرتا ہوں، اس کے بعد ایک آدمی آپ کے پاس آیا، اس کی آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی، رخسار ابھرے ہوئے اور پیشانی اونچی، داڑھی گھنی، چادر خوب اونچی اور سر منڈا ہوا تھا، اس نے کہا: اللہ کے رسول! آپ اللہ سے ڈریں، دوسری روایت میں ہے، اس نے کہا: اے محمد! اللہ سے ڈریں، آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک اس کی طرف اٹھایا اور فرمایا: ''تم پر افسوس ہے کہ تمام روئے زمین والوں میں سے میں سب سے زیادہ اس بات کا حقدار نہیں کہ اللہ سے ڈروں؟'' اس کے بعد وہ آدمی چلا گیا، یہ سارا ماجرا دیکھ کر خالد رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کے رسول! کیا میں اس کی گردن نہ اڑادوں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں! شاید یہ نماز پڑھتا ہو۔'' تو خالد رضی اللہ عنہ نے کہا: بعض نمازی اپنی زبان سے ایسی باتیں کہتے ہیں: جو ان کے دل میں نہیں ہوتیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اس بات کا مکلف نہیں ٹھہرایا گیا کہ میں لوگوں کے دلوں اور ان کے پیٹوں کو چیر چیر کر دیکھوں۔'' وہی آدمی پیٹھ موڑ کر جا رہا تھا، نبی کریم ﷺ نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا: ''اس کی نسل میں سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے، وہ قرآن تو پڑھیں گے مگر وہ قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا اور وہ دین سے یوں نکل جائیں گے جیسے شکار میں سے تیر تیزی سے نکل جاتا ہے۔'' ایک روایت کے الفاظ یوں ہیں کہ وہ اہل اسلام کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو کچھ نہیں کہیں گے، اگر میں نے ان کو پایا تو ان کو یوں قتل کروں گا جس طرح قوم عاد کو قتل کیا گیا تھا کہ ان کا نام ونشان تک باقی نہ رہا۔''

(١٢٣٥٤)۔ حَدَّثَنَا رَوْحٌ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ الشَّحَّامُ، حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِرَجُلٍ سَاجِدٍ، وَهُوَ يَنْطَلِقُ إِلَى الصَّلَاةِ، فَقَضَى الصَّلَاةَ، وَرَجَعَ عَلَيْهِ وَهُوَ سَاجِدٌ، فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((مَنْ يَقْتُلُ هٰذَا؟)) فَقَامَ رَجُلٌ فَحَسَرَ عَنْ يَدَيْهِ فَاخْتَرَطَ سَيْفَهُ وَهَزَّهُ، ثُمَّ قَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، كَيْفَ أَقْتُلُ رَجُلًا سَاجِدًا يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ؟ ثُمَّ قَالَ: ((مَنْ يَقْتُلُ هٰذَا؟)) فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: أَنَا، فَحَسَرَ عَنْ ذِرَاعَيْهِ وَاخْتَرَطَ سَيْفَهُ وَهَزَّهُ حَتّٰى أُرْعِدَتْ يَدُهُ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! كَيْفَ أَقْتُلُ رَجُلًا سَاجِدًا يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَوْ قَتَلْتُمُوهُ لَكَانَ أَوَّلَ فِتْنَةٍ وَآخِرَهَا۔)) (مسند احمد: ٢٠٧٠٣)

مسلم بن ابی بکرہ اپنے سے والد بیان کرتے ہیں: کہ ایک آدمی سجدہ کی حالت میں تھا کہ نبی ﷺ اس کے پاس سے گزرے، آپ ﷺ بھی اس وقت نماز کے لیے تشریف لے جارہے تھے آپ ﷺ نماز ادا کرنے کے بعد واپس ہوئے تو وہ ابھی تک سجدہ ہی میں تھا، نبی کریم ﷺ رک گئے اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے کون قتل کرے گا،؟'' تو ایک آدمی نے اٹھ کر اپنے بازوں سے آستین اوپر کو چڑھائی اور تلوار نکال کر اسے لہرایا، پھر کہا: اللہ کے نبی میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں، میں کیونکر ایسے آدمی کو قتل کروں جو سجدہ میں ہے اور اللہ کی وحدانیت اور محمد ﷺ کے اللہ کے بندے اور رسول ہونے کی شہادت دیتا ہے، آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ''اسے کون قتل کرے گا؟'' تو ایک آدمی نے کھڑے ہو کر کہا: میں، پھر اس نے اپنے آستین چڑھا لیے اور تلوار نکال کر اس قدر لہرایا کہ اس کا ہاتھ کانپنے لگا، اس نے کہا: اللہ کے نبی! میں کیونکر ایسے آدمی کو قتل کروں جو سجدہ کی حالت میں ہے اور وہ اللہ کی توحید اور محمد ﷺ کے اللہ کے بندے اور اللہ کے رسول ہونے کی شہادت دیتا ہے۔

فوائد:...... حافظ ابن حجر نے (فتح الباری: ١٢/ ٢٩٩) میں اس حدیث کے شواہد ذکر کیے اور یہ استدلال کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جس شخص کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا، یہ ذوالخویصرہ یا ابن ذوالخویصرۃ تھا، یہ وہی آدمی تھا، جس نے آپ ﷺ کی تقسیم پر اعتراض کیا تھا۔

(١٢٣٥٤) تخریج: رجاله رجال الصحيح، لكن في متنه نكارة، وقد تفرد به مسلم بن ابي بكرة عن ابيه، وعثمان الشحام عن مسلم بن ابي بكرة، وعثمان وثقه غير واحد، لكن قال فيه يحيى القطان: تعرف وتنكر، ولم يكن عندي بذاك، وقال النسائي: ليس بالقوي، وقال في موضع آخر: ليس به بأس، اخرجه ابن ابي عاصم في "السنة": ٩٣٨ (انظر: ٢٠٤٣١)

(۱۲۳۵۵)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ أَبَا بَكْرٍ جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي مَرَرْتُ بِوَادِي كَذَا وَكَذَا، فَإِذَا رَجُلٌ مُتَخَشِّعٌ حَسَنُ الْهَيْئَةِ يُصَلِّي، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اذْهَبْ إِلَيْهِ فَاقْتُلْهُ۔)) قَالَ: فَذَهَبَ إِلَيْهِ أَبُو بَكْرٍ فَلَمَّا رَآهُ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ كَرِهَ أَنْ يَقْتُلَهُ فَرَجَعَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِعُمَرَ: ((اذْهَبْ فَاقْتُلْهُ۔)) فَذَهَبَ عُمَرُ فَرَآهُ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ الَّتِي رَآهُ أَبُو بَكْرٍ، قَالَ: فَكَرِهَ أَنْ يَقْتُلَهُ، قَالَ: فَرَجَعَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي رَأَيْتُهُ يُصَلِّي مُتَخَشِّعًا فَكَرِهْتُ أَنْ أَقْتُلَهُ، قَالَ: (يَا عَلِيُّ! اذْهَبْ فَاقْتُلْهُ۔)) قَالَ: فَذَهَبَ عَلِيٌّ فَلَمْ يَرَهُ فَرَجَعَ عَلِيٌّ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّهُ لَمْ يُرَهْ، قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ هٰذَا وَأَصْحَابَهُ يَقْرَءُ وْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، ثُمَّ لَا يَعُودُونَ فِيهِ حَتّٰى يَعُودَ السَّهْمُ فِي فُوقِهِ، فَاقْتُلُوهُمْ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ۔)) (مسند احمد: ۱۱۱۳۵)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تشریف لائے اور کہا: اللہ کے رسول! میرا فلاں وادی میں گزر ہوا تو وہاں ایک حسین وجمیل آدمی انتہائی خشوع وخضوع کے ساتھ نماز ادا کررہا تھا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم جا کر اسے قتل کردو۔'' ابو بکر رضی اللہ عنہ اس کی طرف واپس گئے تو اسے اسی حالت میں پایا، آپ نے اسے قتل کرنا مناسب نہ سمجھا، آپ رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس آگئے، تو نبی کریم ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''تم جا کر اسے قتل کر آؤ۔'' عمر رضی اللہ عنہ وہاں گئے، تو اسے اسی حالت میں پایا جس حالت میں ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھا تھا، انہوں نے بھی اسے قتل کرنا ٹھیک نہ سمجھا، انہوں نے واپس آکر کہا: اللہ کے رسول! میں نے اسے انتہائی خشوع کے ساتھ نماز ادا کرتے دیکھا اس لیے اس کو قتل کرنا ٹھیک نہ سمجھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''علی! تم جاؤ اور اسے قتل کردو۔'' علی رضی اللہ عنہ گئے تو آپ نے اسے وہاں نہ دیکھا، علی رضی اللہ عنہ نے واپس آکر کہا: اللہ کے رسول! وہ مجھے تو نظر نہیں آیا، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''وہ اور اس کے ساتھی قرآن کی تلاوت خوب کریں گے، مگر وہ ان کے سینے سے نیچے نہ اترے گا اور یہ دین سے یوں نکل جائیں گے جیسے کمان میں سے تیر نکل جاتا ہے، یہ دین میں واپس نہیں آئیں گے حتی کہ تیر اپنی کمان میں واپس آجائے، تم انہیں قتل کردینا، یہ تمام لوگوں میں سے بدترین لوگ ہوں گے۔''

(۱۲۳۵۶)۔ عَنْ مِقْسَمٍ أَبِي الْقَاسِمِ مَوْلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ، قَالَ:

مقسم ابو القاسم مولی عبداللہ بن حارث بن نوفل سے مروی ہے کہ میں اور تلید بن کلاب لیثی روانہ ہوئے اور ہم عبداللہ بن

(۱۲۳۵۵) تخریج: اسنادہ ضعیف، ابو رؤبۃ شداد بن عمران القیسی مجھول الحال (انظر: ۱۱۱۱۸)

(۱۲۳۵۶) تخریج: صحیح (انظر: ۷۰۳۸)

خَرَجْتُ أَنَا وَتَلِيدُ بْنُ كِلَابٍ اللَّيْثِيُّ، حَتّٰى أَتَيْنَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ مُعَلِّقًا نَعْلَيْهِ بِيَدِهِ، فَقُلْنَا لَهُ: هَلْ حَضَرْتَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ حِينَ يُكَلِّمُهُ التَّمِيمِيُّ يَوْمَ حُنَيْنٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، أَقْبَلَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ يُقَالُ لَهُ: ذُو الْخُوَيْصِرَةِ، فَوَقَفَ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يُعْطِي النَّاسَ، قَالَ: يَا مُحَمَّدُ! قَدْ رَأَيْتَ مَا صَنَعْتَ فِي هٰذَا الْيَوْمِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَجَلْ، فَكَيْفَ رَأَيْتَ؟)) قَالَ: لَمْ أَرَكَ عَدَلْتَ، قَالَ: فَغَضِبَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ: ((وَيْحَكَ إِنْ لَمْ يَكُنِ الْعَدْلُ عِنْدِي فَعِنْدَ مَنْ يَكُونُ؟)) فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَلَا نَقْتُلُهُ؟ قَالَ: ((لَا، دَعُوهُ فَإِنَّهُ سَيَكُونُ لَهُ شِيعَةٌ، يَتَعَمَّقُونَ فِي الدِّينِ حَتّٰى يَخْرُجُوا مِنْهُ، كَمَا يَخْرُجُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، يُنْظَرُ فِي النَّصْلِ فَلَا يُوجَدُ شَيْءٌ، ثُمَّ فِي الْقِدْحِ فَلَا يُوجَدُ شَيْءٌ، ثُمَّ فِي الْفُوقِ فَلَا يُوجَدُ شَيْءٌ، سَبَقَ الْفَرْثَ وَالدَّمَ.)) قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَبُو عُبَيْدَةَ هٰذَا اسْمُهُ مُحَمَّدٌ ثِقَةٌ، وَأَخُوهُ سَلَمَةُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَمَّارٍ، لَمْ يَرْوِ عَنْهُ إِلَّا عَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ، وَلَا نَعْلَمُ خَبَرَهُ، وَمِقْسَمٌ لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ، وَلِهٰذَا الْحَدِيثِ طُرُقٌ فِي هٰذَا الْمَعْنٰى، وَطُرُقٌ أُخَرُ فِي هٰذَا الْمَعْنٰى صِحَاحٌ، وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى أَعْلَمُ۔

(مسند احمد: ۷۰۳۸)

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے، وہ اپنے جوتے ہاتھوں میں اٹھائے ہوئے بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے، میں نے ان سے کہا: کہ کیا آپ رسول اللہ ﷺ کے پاس حنین کے دن اس وقت موجود تھے، جب ایک تمیمی آپ سے محو کلام تھا؟ انہوں نے کہا: ہاں، بنو تمیم کا ایک آدمی آیا تھا، جسے ذوالخویصر، کہا جاتا ہے: وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا، آپ اس وقت لوگوں میں عطیات تقسیم فرما رہے تھے، اس نے کہا: اے محمد آپ آج جو کام کر رہے ہیں، میں نے دیکھ لیا ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں تم نے کیا دیکھا ہے؟'' اس نے کہا: میں نے آپ کو دیکھا ہے کہ آپ نے انصاف سے کام نہیں لیا، اس کی اس بات پر رسول اللہ ﷺ غضبناک ہو گئے اور فرمایا: ''تجھ پر افسوس ہے، اگر میرے پاس عدل نہیں تو اور کس کے پاس ہوگا؟'' تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے گزارش کی: اللہ کے رسول! کیا ہم اسے قتل نہ کر دیں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں اسے چھوڑ دو، کچھ لوگ اس کے معاون ہوں گے اور وہ دین میں اس حد تک گہرائی میں جائیں گے کہ دین میں سے یوں نکل جائیں گے جیسے شکار میں سے تیر نکل جاتا ہے، تیر کو اچھی طرح دیکھیں تو اس کے کسی بھی حصہ پر خون کا نشان تک نہیں ہوتا، وہ خون اور گوبر کے درمیان سے تیزی سے نکل جاتا ہے۔'' ابو عبدالرحمن نے کہا ہے: اس حدیث کے راوی ابو عبیدہ کا نام محمد ہے اور وہ ثقہ راوی ہے اس کے بھائی سلمہ بن محمد بن عمار سے صرف علی بن زید نے روایت حدیث کی ہے ہم اس کے حالات سے واقف نہیں، مقسم بھی مقبول راوی ہے۔ اس حدیث کے بہت سے طرق صحیح ہیں۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

(۱۲۳۵۷)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ وَزَادَ بَعْدَ قَوْلِهِ: ((سَبَقَ الْفَرْثَ وَالدَّمَ۔)) مِنْهُمْ رَجُلٌ أَسْوَدُ فِي إِحْدٰى يَدَيْهِ أَوْ قَالَ إِحْدٰى ثَدْيَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْأَةِ، أَوْ مِثْلُ الْبَضْعَةِ تَدَرْدَرُ، يَخْرُجُونَ عَلٰى حِينِ فَتْرَةٍ مِنَ النَّاسِ، فَنَزَلَتْ فِيهِمْ: ﴿وَمِنْهُمْ مَنْ يَلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ﴾ الْآيَةَ، قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: أَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ هٰذَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَشْهَدُ أَنَّ عَلِيًّا حِينَ قَتَلَهُ وَأَنَا مَعَهُ جِيءَ بِالرَّجُلِ عَلَى النَّعْتِ، الَّذِي نَعَتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (مسند احمد: ۱۱۵۵۸)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے گزشتہ حدیث کی مانند روایت کی ہے اس میں یہ بھی ہے کہ ان لوگوں میں ایک آدمی سیاہ فام ہوگا جس کا ایک بازو عورت کے پستان کی مانند ہوگا، یا یوں فرمایا کہ اس کا ایک باز و گوشت کے لوتھڑے کی مانند ہوگا اور حرکت کرتا ہوگا، یہ لوگ ایک زمانے ❶ میں نکلیں گے، انہی لوگوں کے بارے میں یہ آیات نازل ہوئی: ﴿وَمِنْهُمْ مَنْ يَلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ﴾...... ''اوران میں کچھ لوگ صدقات کی تقسیم میں آپ پر طعنہ زنی کرتے ہیں۔'' سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کیا تو میں اس وقت ان کے ساتھ تھا اور وہ آدمی ویسا ہی تھا جیسا رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا تھا۔

(۱۲۳۵۸)۔ عَنْ شَرِيكِ بْنِ شِهَابٍ، قَالَ: كُنْتُ أَتَمَنّٰى أَنْ أَلْقٰى رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يُحَدِّثُنِي عَنِ الْخَوَارِجِ، فَلَقِيتُ أَبَا بَرْزَةَ فِي يَوْمِ عَرَفَةَ فِي نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا بَرْزَةَ! حَدِّثْنَا بِشَيْءٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُهُ فِي الْخَوَارِجِ، فَقَالَ: أُحَدِّثُكَ بِمَا سَمِعَتْ أُذُنَيَّ وَرَأَتْ عَيْنَايَ، أُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِدَنَانِيرَ، فَكَانَ يَقْسِمُهَا، وَعِنْدَهُ

شریک بن شہاب کہتے ہیں: میں تمنا کیا کرتا تھا کہ میری کسی ایسے صحابی سے ملاقات ہو جو مجھے خوارج کے متعلق بتلائے، اتفاق سے میری ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے عرفہ کے دن ملاقات ہوگئی، وہ اپنے کچھ ساتھیوں کے ہمراہ تھے، میں نے کہا: اے ابو برزہ! آپ مجھے رسول اللہ ﷺ کی کوئی ایسی حدیث بیان فرمائیں جس میں آپ ﷺ نے خوارج کے متعلق بیان فرمایا ہو، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں دینار لائے گئے، آپ ﷺ وہ تقسیم فرما رہے تھے، ایک سیاہ فام اور گنجا آدمی آپ ﷺ کے پاس کھڑا تھا، جس نے دو سفید کپڑے زیب تن کیے ہوئے تھے اور اس کی آنکھوں کے

(۱۲۳۵۷) تخریج: اخرجه البخاری: ۳۶۱۰، ومسلم: ۱۰۶۴ (انظر: ۱۱۵۳۷)

(۱۲۳۵۸) تخریج: صحیح لغیره دون قوله: "حتی یخرج آخرهم"، اخرجه النسائی: ۷/ ۱۱۹ (انظر: ۱۹۷۸۳)

❶ آگے حدیث ۱۲۳۶۸ میں آرہا ہے کہ لوگوں کے اختلاف وافتراق کے وقت یہ گروہ وجود میں آئے گا۔ (عبداللہ رفیق)

رَجُلٌ أَسْوَدُ مَطْمُومُ الشَّعْرِ، عَلَيْهِ ثَوْبَانِ أَبْيَضَانِ، بَيْنَ عَيْنَيْهِ أَثَرُ السُّجُودِ، فَتَعَرَّضَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَأَتَاهُ مِنْ قِبَلِ وَجْهِهِ، فَلَمْ يُعْطِهِ شَيْئًا، ثُمَّ أَتَاهُ مِنْ خَلْفِهِ فَلَمْ يُعْطِهِ شَيْئًا، فَقَالَ: وَاللّٰهِ، يَا مُحَمَّدُ! مَا عَدَلْتَ مُنْذُ الْيَوْمِ فِي الْقِسْمَةِ، فَغَضِبَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ غَضَبًا شَدِيدًا، ثُمَّ قَالَ: ((وَاللّٰهِ! لَا تَجِدُونَ بَعْدِي أَحَدًا أَعْدَلَ عَلَيْكُمْ مِنِّي۔)) قَالَهَا ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: ((يَخْرُجُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ رِجَالٌ، كَأَنَّ هٰذَا مِنْهُمْ، هَدْيُهُمْ هٰكَذَا يَقْرَءُ وْنَ الْقُرْآنَ، لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، لَا يَرْجِعُونَ إِلَيْهِ، وَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى صَدْرِهِ، سِيمَاهُمُ التَّحْلِيقُ، لَا يَزَالُونَ يَخْرُجُونَ حَتّٰى يَخْرُجَ آخِرُهُمْ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ، قَالَهَا ثَلَاثًا، شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيقَةِ، قَالَهَا ثَلَاثًا۔)) وَقَدْ قَالَ حَمَّادٌ: لَا يَرْجِعُونَ فِيهِ۔ (مسند احمد: ۲۰۰۲۱)

درمیان سجدوں کے نشانات تھے، وہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے کی طرف سے آیا تو آپ ﷺ نے اسے کوئی چیز نہ دی، پھر وہ آپ ﷺ کے پیچھے کی طرف سے آیا، آپ ﷺ نے پھر بھی اسے کچھ نہ دیا، اس نے کہا: اللہ کی قسم! آپ نے آج کی تقسیم میں انصاف بالکل نہیں کیا، اس کی یہ بات سن کر رسول اللہ ﷺ شدید غضبناک ہوئے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! تم میرے بعد مجھ سے بڑھ کر کسی کو انصاف کرنے والا نہیں پاؤ گے۔'' یہ بات آپ نے تین مرتبہ فرمائی، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''مشرق کی جانب سے کچھ لوگ ظاہر ہوں گے، یہ آدمی گویا انہی لوگوں میں سے ہے وہ ایسے ہوں گے کہ قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان کے سینے سے نیچے نہ اترے گا، وہ دین سے یوں نکل جائیں گے جیسے شکار میں سے تیر صاف نکل جاتا ہے۔'' اس سند کے ایک راوی حماد نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر یوں بیان کیا کہ: ''وہ لوگ دین کی طرف پلٹ کر نہیں آئیں گے، ان کی علامت یہ ہوگی کہ وہ سر منڈاتے ہوں گے، وہ دین سے نکلتے جائیں گے، یہاں تک کہ ان کا آخری آدمی (دجال کے ساتھ) نکلے گا، تم انہیں دیکھو تو انہیں قتل کر دینا۔'' یہ بھی آپ نے تین مرتبہ فرمایا: ''وہ سب لوگوں سے بدترین ہوں گے۔'' یہ بات بھی آپ نے تین مرتبہ دہرائی۔

(۱۲۳۵۹)۔ وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِدَنَانِيرَ فَكَانَ يَقْسِمُهَا، فَذَكَرَ مِثْلَ حَدِيثِ أَبِي بَرْزَةَ الْمُتَقَدِّمِ۔ (مسند احمد: ۲۰۷۰۶)

سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس دینار لائے گئے، اس سے آگے ابو برزہ رضی اللہ عنہ کی گزشتہ حدیث کی مانند ہے۔

فوائد:...... خوارج کون تھے؟ نیز ان کے نظریات کیا تھے؟ ملاحظہ ہو حدیث نمبر (۱۲۸۲۷) والا اور اس سے پہلے والا باب۔

(۱۲۳۵۹) تخریج: صحیح لغیرہ، اخرجہ البزار: ۱۸۵۲ (انظر: ۲۰۴۳٤)

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ فِیْ صِفَةِ الْخَوَارِجِ وَعَلَامَةِ قَائِدِهِمْ وَ مُهِمَّتِهِمْ وَالْأَمْرِ بِقَتْلِهِمْ وَاِنَّ طَائِفَةَ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ عَلَى الْحَقِّ

فصل دوم: خوارج، ان کے قائد کی علامت اوران کی خدمت اوراس کا بیان کہ ان کو قتل کرنے کا حکم ہے اور یہ بیان کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا گروہ برحق تھا

(۱۲۳۶۰)۔ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَقَالَ: إِنِّي دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ عِنْدَهُ أَحَدٌ إِلَّا عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، فَقَالَ: ((يَا ابْنَ أَبِي طَالِبٍ كَيْفَ أَنْتَ وَقَوْمَ كَذَا وَكَذَا؟)) قَالَ: قُلْتُ: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ((قَوْمٌ يَخْرُجُونَ مِنَ الْمَشْرِقِ، يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ، لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ، فَمِنْهُمْ رَجُلٌ مُخْدَجُ الْيَدِ، كَأَنَّ يَدَيْهِ ثَدْيُ حَبَشِيَّةٍ۔)) (مسند احمد: ۱۳۷۸)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت آپ کے پاس سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ دوسرا کوئی اور فرد نہیں تھا، آپ نے فرمایا: ''اے ابن ابی طالب! تمہارا اور فلاں فلاں قوم کا کیا بنے گا؟ میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مشرق کی جانب سے کچھ لوگ نکلیں گے، وہ قرآن تو پڑھیں گے، مگر وہ ان کے سینوں سے نیچے نہیں اترے گا، وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے، جیسے شکار میں سے تیر تیزی سے گزر جاتا ہے، ان میں سے ایک آدمی ناقص ہاتھ والا ہوگا، یوں محسوس ہوگا کہ اس کے ہاتھ کسی حبشی عورت کے پستان ہیں۔''

(۱۲۳۶۱)۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: ذُكِرَ الْخَوَارِجُ فَقَالَ: فِيهِمْ مُخْدَجُ الْيَدِ، أَوْ مُودَنُ الْيَدِ أَوْ مُثْدَنُ الْيَدِ، لَوْلَا أَنْ تَبْطَرُوا لَحَدَّثْتُكُمْ بِمَا وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ يَقْتُلُونَهُمْ عَلَى لِسَانِ مُحَمَّدٍ، قُلْتُ: أَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ مُحَمَّدٍ؟ قَالَ: إِي وَرَبِّ الْكَعْبَةِ، إِي وَرَبِّ الْكَعْبَةِ، إِي وَرَبِّ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ خوارج کا ذکر کیا گیا تو انھوں نے کہا: ان میں سے ایک آدمی ناقص ہاتھ والا ہوگا، اگر اس بات کا اندیشہ نہ ہو کہ تم فخر وغرور میں مبتلا ہو جاؤ گے، تو میں تمہیں بتلاتا کہ اللہ تعالیٰ نے ان خوارج کو قتل کرنے والوں کے لیے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر کیا وعدہ فرمایا ہے، میں نے کہا: کیا واقعی آپ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں سنا ہے؟ انہوں نے فرمایا: جی ہاں، رب کعبہ کی قسم! جی ہاں، رب کعبہ کی

(۱۲۳۶۰) تخریج: اسناده جيّد، اخرجه البزار: ۸۷۲، والنسائی فی "خصائص علی": ۱۸۳، وابويعلی: ۴۷۲، ۴۸۲ (انظر: ۱۳۷۸)

(۱۲۳۶۱) تخريج: اخرجه مسلم: ۱۰۶۶ (انظر: ۶۲۶)

الْكَعْبَةِ۔ (مسند احمد: ٦٢٦)

قسم! جی ہاں، رب کعبہ کی قسم!

(١٢٣٦٢)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ آخَرَ) عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبِيدَةَ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ذَكَرَ أَهْلَ النَّهْرَوَانِ، فَقَالَ: فِيهِمْ رَجُلٌ مُودَنُ الْيَدِ، أَوْ مَثْدُونُ الْيَدِ، أَوْ مُخْدَجُ الْيَدِ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ۔ (مسند احمد: ٩٠٤)

(دوسری سند) سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اہل نہروان کا ذکر کرتے ہوئے کہا: ان میں سے ایک آدمی ناقص ہاتھ والا ہوگا، ...... پھر اسی طرح کی حدیث ذکر کی۔

(١٢٣٦٣)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا حَلَفَ وَاجْتَهَدَ فِي الْيَمِينِ، قَالَ: ((لَا، وَالَّذِي نَفْسُ أَبِي الْقَاسِمِ بِيَدِهِ، لَيَخْرُجَنَّ قَوْمٌ مِنْ أُمَّتِي، تُحَقِّرُونَ أَعْمَالَكُمْ مَعَ أَعْمَالِهِمْ، يَقْرَءُ وْنَ الْقُرْآنَ، لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ، كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ۔)) قَالُوْا: فَهَلْ مِنْ عَلَامَةٍ يُعْرَفُونَ بِهَا؟ قَالَ: ((فِيهِمْ رَجُلٌ ذُو يُدَيَّةٍ أَوْ ثُدَيَّةٍ مُحَلِّقِي رُءُ وْسِهِمْ۔)) قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: فَحَدَّثَنِي عِشْرُونَ أَوْ بِضْعٌ وَعِشْرُونَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَلِيَ قَتْلَهُمْ، قَالَ: فَرَأَيْتُ أَبَا سَعِيدٍ بَعْدَمَا كَبِرَ وَيَدَاهُ تَرْتَعِشُ يَقُولُ: قِتَالُهُمْ أَحَلُّ عِنْدِي مِنْ قِتَالِ عِدَّتِهِمْ مِنَ التُّرْكِ۔ (مسند احمد: ١١٣٠٥)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت زیادہ پختہ قسم اٹھاتے تو اس طرح فرماتے: ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں ابو القاسم کی جان ہے! میری امت میں کچھ ایسے لوگ پیدا ہوں گے کہ تم ان کے اعمال کے مقابلہ میں اپنے اعمال کو معمولی سمجھو گے، وہ قرآن تو پڑھیں گے، لیکن قرآن ان کے سینوں سے نیچے نہیں اترے گا، وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے، جیسے شکار میں سے تیر صاف نکل جاتا ہے۔“ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی کچھ علامات بیان فرما دیں، جن سے وہ پہنچانے جاسکیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ان میں سے ایک آدمی کا ہاتھ یوں ہوگا، جیسے عورت کا پستان ہوتا ہے اور ان کے سر منڈے ہوئے ہوں گے۔“ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھ سے بیس یا اس سے بھی زائد صحابہ نے بیان کیا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان کو قتل کیا تھا۔ عاصم سے مروی ہے کہ میں نے ابو سعید رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ عمر رسیدہ ہو چکے تھے اور ان کے ہاتھوں میں رعشہ تھا، وہ کہتے تھے: ان خوارج کو قتل کرنا میرے نزدیک انہی کے بقدر ترکوں سے لڑنے سے افضل اور اہم ہے۔

(١٢٣٦٢) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(١٢٣٦٣) تخريج: اسناده ضعيف، عاصم بن شُمَيخ مجهول، وقوله "ليخرجن قوم من أمتي" ثبت نحوه باسناد صحيح في المسند، اخرجه ابوداود مختصرا: ٣٢٦٤ بلفظ: "كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا حَلَفَ وَاجْتَهَدَ فِي الْيَمِينِ، قَالَ: ((لَا، وَالَّذِي نَفْسُ أَبِي الْقَاسِمِ بِيَدِهِ"(انظر: ١١٢٨٥)

(١٢٣٦٤)۔ عَنْ يَزِيدَ الْفَقِيرِ، قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ: إِنَّ مِنَّا رِجَالًا هُمْ أَقْرَؤُنَا لِلْقُرْآنِ وَأَكْثَرُنَا صَلَاةً، وَأَوْصَلُنَا لِلرَّحِمِ، وَأَكْثَرُنَا صَوْمًا، خَرَجُوا عَلَيْنَا بِأَسْيَافِهِمْ، فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((يَخْرُجُ قَوْمٌ يَقْرَءُ وْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ۔)) (مسند احمد: ١١٥٠٨)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے کہا: ہم میں سے کچھ لوگ بہت زیادہ قرآن پڑھتے تھے، نماز ادا کرتے تھے، سب سے بڑھ کر صلہ رحمی کرتے اور روزے رکھتے تھے اور وہی تلواریں نکال کر ہمارے خلاف نکل آئے، رسول اللہ ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا: ''کچھ لوگ ظاہر ہوں گے، وہ قرآن پڑھیں گے، لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، وہ دین سے یوں نکل جائیں گے، جیسے تیر تیزی کے ساتھ شکار میں سے صاف نکل جاتا ہے۔''

(١٢٣٦٥)۔ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى أَبِي سَعِيدٍ فَقَالَ: هَلْ سَمِعْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ فِي الْحَرُورِيَّةِ شَيْئًا؟ قَالَ: سَمِعْتُهُ يَذْكُرُ قَوْمًا يَتَعَمَّقُونَ فِي الدِّينِ يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ عِنْدَ صَلَاتِهِمْ، وَصَوْمَهُ عِنْدَ صَوْمِهِمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، أَخَذَ سَهْمَهُ فَنَظَرَ فِي نَصْلِهِ فَلَمْ يَرَ شَيْئًا، ثُمَّ نَظَرَ فِي رُصَافِهِ فَلَمْ يَرَ شَيْئًا، ثُمَّ نَظَرَ فِي قِدْحِهِ فَلَمْ يَرَ شَيْئًا، ثُمَّ نَظَرَ فِي الْقُذَذِ فَتَمَارٰى هَلْ يَرٰى شَيْئًا أَمْ لَا۔ (مسند احمد: ١١٣١١)

ابوسلمہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی ابو سعید رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا اور اس نے کہا کہ کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو حروریوں یعنی خوارج کی بابت کچھ بیان کرتے ہوئے سنا ہے؟ انہوں نے کہا: میں نے آپ ﷺ کو سنا، آپ ﷺ نے ان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ لوگ دین میں بہت زیادہ باریکیوں اور گہرائی میں جائیں گے اور وہ اس قدر نیک ہوں گے کہ تم ان کے مقابلہ میں اپنی نمازوں کو اور اپنے روزوں کو معمولی سمجھو گے، لیکن وہ دین سے یوں صاف نکل جائیں گے، جیسے تیر شکار میں سے اس طرح تیزی کے ساتھ نکل جاتا ہے کہ شکاری اپنے تیر کو اٹھا کر اس کو دیکھتا ہے، لیکن اس میں کوئی اثر نظر نہیں آتی، پھر وہ اس کے پھل کا جائزہ لیتا ہے، لیکن وہ کوئی علامت دیکھ نہیں پاتا، پھر وہ اس کے بعد والے حصے کو دیکھتا ہے اس میں بھی کوئی اثر نظر نہیں آتا پھر پروں کو بھی اچھی طرح دیکھتا ہے، اور وہ اس بارے متردد ہو جاتا ہے کہ کیا کوئی اثر ہے یا نہیں۔

(١٢٣٦٤) تخريج: اسناده صحيح (انظر: ١١٤٨٨)

(١٢٣٦٥) تخريج: اخرجه البخاري: ٦٩٣١، ومسلم: ١٠٦٤ (انظر: ١١٢٩١)

(١٢٣٦٦)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَفْتَرِقُ أُمَّتِي فِرْقَتَيْنِ، فَيَتَمَرَّقُ بَيْنَهُمَا مَارِقَةٌ، يَقْتُلُهَا أَوْلَى الطَّائِفَتَيْنِ بِالْحَقِّ۔)) (مسند احمد: ١١٧٧٢)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت دوگروں میں تقسیم ہو جائے گی، پھر ان کے درمیان ایک تیسرا گروہ نکلے گا، دونوں میں سے جو گروہ حق کے زیادہ قریب ہوگا، وہ اس گروہ کو قتل کرے گا۔''

(١٢٣٦٧)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ آخَرَ) أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَقْتَتِلَ فِئَتَانِ عَظِيمَتَانِ، دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ، تَمْرُقُ بَيْنَهُمَا مَارِقَةٌ، يَقْتُلُهَا أَوْلَاهُمَا بِالْحَقِّ۔)) (مسند احمد: ١١٩٢٨)

(دوسری سند) سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: '' قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی، جب تک کہ دو بڑے گروہ آپس میں نہیں لڑیں گے، جبکہ دونوں کا دعویٰ ایک ہوگا، پھر ان دونوں کے درمیان سے ایک تیسرا گروہ جنم لے گا، ان دونوں بڑے گروہوں میں سے جو حق کے زیادہ قریب ہوگا، وہ اس گروہ کو قتل کرے گا۔''

(١٢٣٦٨)۔ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ قَوْمًا يَكُونُونَ فِي أُمَّتِهِ، يَخْرُجُونَ فِي فِرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ، سِيمَاهُمُ التَّحْلِيقُ، هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ، أَوْ مِنْ شَرِّ الْخَلْقِ يَقْتُلُهُمْ أَدْنَى الطَّائِفَتَيْنِ مِنَ الْحَقِّ، قَالَ: فَضَرَبَ النَّبِيُّ ﷺ لَهُمْ مَثَلًا أَوْ قَالَ قَوْلًا: الرَّجُلُ يَرْمِي الرَّمِيَّةَ، أَوْ قَالَ: الْغَرَضَ فَيَنْظُرُ فِي النَّصْلِ فَلَا يَرٰى بَصِيرَةً، وَيَنْظُرُ فِي النَّضِيِّ فَلَا يَرٰى بَصِيرَةً، وَيَنْظُرُ فِي الْفُوقِ فَلَا يَرٰى بَصِيرَةً، قَالَ: قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: وَأَنْتُمْ قَتَلْتُمُوهُمْ يَا أَهْلَ الْعِرَاقِ۔ (مسند احمد: ١١٠٣١)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کے کچھ لوگوں کا ذکر کیا، جو امت میں افتراق و اختلاف کے وقت ظاہر ہوں گے، ان کی نشانی یہ ہوگی کہ وہ سر منڈاتے ہوں گے یہ مخلوق سے بدترین ہے۔ ان کو دو گروہوں میں حق کے زیادہ قریب گروہ قتل کرے گا۔ نبی کریم ﷺ نے اس موقع پر ایک مثال پیش کی کہ آدمی شکار پر تیر چلاتا ہے (وہ تیر شکار کے خون اور گوبر میں سے گزر کر گیا ہے) لیکن وہ تیر کے پھل پر کوئی چیز نہیں دیکھتا۔ اس کی لکڑی پر کوئی اثر نہیں دیکھتا۔ اس کی چٹکی پر کوئی نشان نہیں۔ (اس طرح قرآن مجید پڑھنے کا ان پر کوئی اثر نہیں ہوگا)

فوائد:...... عربوں کی عادت سر منڈانا نہیں تھا۔ اہل عراق سے مراد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے اصحاب ہیں۔

(١٢٣٦٦) تخريج: اخرجه مسلم: ١٠٦٤ (انظر: ١١٧٥٠)

(١٢٣٦٧) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(١٢٣٦٨) تخريج: اخرجه مسلم: ١٠٦٤ (انظر: ١١٠١٨)

(۱۲۳۶۹)۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي أَوْفٰی (رضی اللہ عنہ) قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَلْخَوَارِجُ هُمْ كِلَابُ النَّارِ۔)) (مسند احمد: ۱۹۳۴۱)

سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''خوارج جہنم کے کتے ہیں۔''

(۱۲۳۷۰)۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ الشَّحَّامُ، حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِي بَكْرَةَ وَسَأَلَهُ هَلْ سَمِعْتَ فِي الْخَوَارِجِ مِنْ شَيْءٍ؟ فَقَالَ: سَمِعْتُ وَالِدِي أَبَا بَكْرَةَ يَقُولُ: عَنْ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَلَا إِنَّهُ سَيَخْرُجُ مِنْ أُمَّتِي أَقْوَامٌ، أَشِدَّاءُ أَحِدَّاءُ ذَلِقَةٌ أَلْسِنَتُهُمْ بِالْقُرْآنِ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، أَلَا فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمْ فَأَنِيمُوهُمْ، ثُمَّ إِذَا رَأَيْتُمُوهُمْ فَأَنِيمُوهُمْ، فَالْمَأْجُورُ قَاتِلُهُمْ۔)) (مسند احمد: ۲۰۷۱۹)

عثمان شحام سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہمیں مسلم بن ابی بکرہ نے بیان کیا کہ انہوں نے اس سے پوچھا کہ آیا انھوں نے خوارج کے متعلق کوئی حدیث سنی ہے؟ انہوں نے کہا: میں نے اپنے والد سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کو سنا، انھوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''خبردار! عنقریب میری امت سے کچھ ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو دینی امور میں سختی کرنے والے اور تیز ہوں گے، ان کی زبانیں قرآن کے ساتھ بڑی ماہر ہوں گی، مگر وہ ان کی ہنسلی کی ہڈیوں سے نیچے نہیں اترے گا، جب تم انہیں دیکھو تو قتل کر ڈالنا، پھر کہتا ہوں کہ تم جب انہیں دیکھو تو ان کو قتل کر دینا، ان کو قتل کرنے والا اجر کا مستحق ہوگا۔''

(۱۲۳۷۱)۔ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ أَنَّ رَجُلًا وُلِدَ لَهُ غُلَامٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَ بِبَشَرَةِ وَجْهِهِ وَدَعَا لَهُ بِالْبَرَكَةِ، قَالَ: فَنَبَتَتْ شَعَرَةٌ فِي جَبْهَتِهِ كَهَيْئَةِ الْقَوْسِ وَشَبَّ الْغُلَامُ، فَلَمَّا كَانَ زَمَنُ الْخَوَارِجِ أَحَبَّهُمْ، فَسَقَطَتِ الشَّعَرَةُ

سیدنا ابو طفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایک شخص کے ہاں بیٹا پیدا ہوا، وہ اسے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لے کر آ گیا اور آپ ﷺ نے اس کے چہرے کا چمڑہ پکڑ کر اس کے حق میں برکت کی دعا کی، پس اس بچے کی پیشانی پر کمان کی مانند بال اگ آیا اور وہ بچہ جوان ہوگیا، جب خوارج کا دور آیا تو وہ بچہ ان کی طرف مائل ہوا اور ان سے محبت کرنے لگا، تو اس کے چہرے کا وہ بال جھڑ گیا، یہ

(۱۲۳۶۹) تخریج: اسناده ضعيف، الأعمش لم يسمع من عبد الله بن ابى اوفى، وفى النفس من متن هذا الحديث شيء، فان اسم الخوارج لم يطلق الا على من رفض من اصحاب على رضی اللہ عنہ التحكيم بينه وبين معاوية رضی اللہ عنہ، اخرجه ابن ماجه: ۱۷۳ (انظر: ۱۹۱۳۰)

(۱۲۳۷۰) تخریج: اسناده قوى على شرط مسلم، اخرجه البيهقى: ۱۸/ ۱۸۷ (انظر: ۲۰۴۴۶)

(۱۲۳۷۱) تخریج: اسناده ضعيف لضعف على بن زيد بن جدعان، اخرجه ابن ابى شيبة: ۱۵/ ۳۱۴ (انظر: ۲۳۸۰۵)

عَنْ جَبْهَتِهِ، فَأَخَذَهُ أَبُوهُ فَقَيَّدَهُ وَحَبَسَهُ مَخَافَةَ أَنْ يَلْحَقَ بِهِمْ، قَالَ: فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ فَوَعَظْنَاهُ وَقُلْنَا لَهُ فِيمَا نَقُولُ: أَلَمْ تَرَ أَنَّ بَرَكَةَ دَعْوَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ وَقَعَتْ عَنْ جَبْهَتِكَ، فَمَا زِلْنَا بِهِ حَتّٰى رَجَعَ عَنْ رَأْيِهِمْ، فَرَدَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ الشَّعَرَةَ بَعْدُ فِي جَبْهَتِهِ وَتَابَ۔ (مسند احمد: ٢٤٢١٥)

دیکھ کراس کے والد نے اسے پکڑ کر قید کر کے محبوس کر دیا، اسے اندیشہ تھا کہ کہیں یہ ان کے ساتھ مکمل طور پر نہ مل جائے، سیدنا ابو طفیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم اس کے پاس گئے اور جا کر وعظ نصیحت کی اور اپنی باتوں میں ہم نے اس سے یہ بھی کہا کہ کیا تم نہیں دیکھتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت تمہاری پیشانی سے جھڑ گئی ہے، ہم اسے مسلسل وعظ کرتے رہے تاآنکہ اس نے خوارج کی رائے سے رجوع کرلیا، اللہ تعالیٰ نے اس کی توبہ قبول کر لی اور اس کے بعد اس کی پیشانی پر بال دوبارہ اگ آیا۔

فوائد:...... محدثین نے خوارج کو ان احادیث کا مصداق قرار دیا ہے، پچھلے دو ابواب کے آخر میں محولہ مقامات کا مطالعہ کریں۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ فِيْ زَحْفِ الْإِمَامِ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ جَيْشَهُ إِلٰى قِتَالِ الْخَوَارِجِ بِالنَّهْرَوَانِ بَعْدَ أَنْ تَبَيَّنَ لَهُ إِفْسَادُهُمْ

فصل سوم: جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر خوارج کا فساد واضح ہوا تو ان کا نہروان میں خوارج سے قتال کے لیے اپنے لشکر کو لے جانا

(١٢٣٧٢)۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ: لَمَّا خَرَجَتِ الْخَوَارِجُ بِالنَّهْرَوَانِ، قَامَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي أَصْحَابِهِ فَقَالَ: إِنَّ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمَ قَدْ سَفَكُوا الدَّمَ الْحَرَامَ، وَأَغَارُوا فِي سَرْحِ النَّاسِ، وَهُمْ أَقْرَبُ الْعَدُوِّ إِلَيْكُمْ، وَإِنْ تَسِيرُوْا إِلٰى عَدُوِّكُمْ أَنَا أَخَافُ أَنْ يَخْلُفَكُمْ هٰؤُلَاءِ فِي أَعْقَابِكُمْ، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((تَخْرُجُ خَارِجَةٌ مِنْ أُمَّتِي لَيْسَ صَلَاتُكُمْ إِلٰى صَلَاتِهِمْ بِشَيْءٍ، وَلَا صِيَامُكُمْ إِلٰى صِيَامِهِمْ بِشَيْءٍ، وَلَا

زید بن وہب سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب نہروان میں خوارج کا ظہور ہوا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے رفقاء میں کھڑے ہو کر کہا: ان لوگوں نے ناحق خون بہایا اور انھوں نے لوگوں کے جانوروں کو لوٹا اور وہ تمہارے دشمنوں میں سے قریب ترین بھی ہیں، اندیشہ ہے کہ اگر تم اپنے دوسرے دشمن کی طرف جاؤ تو یہ تمہارے بعد باقی ماندہ افراد و اموال پر چڑھ آئیں گے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے: ''میری امت میں ایسا گروہ بھی آئے گا کہ تمہاری نمازیں اور روزے ان کی نمازوں اور روزوں کے بالمقابل کچھ بھی نہ ہوں گی اور تمہاری تلاوت ان کی تلاوت کا مقابلہ نہیں کر سکے گی، وہ قرآن کو پڑھیں گے اور سمجھیں گے کہ یہ ان کے حق میں ہے، جبکہ

(١٢٣٧٢) تخريج: اخرجه مسلم: ١٠٦٦ (انظر: ٧٠٦)

قِرَائَتُكُمْ إِلَى قِرَائَتِهِمْ بِشَيْءٍ، يَقْرَئُونَ الْقُرْآنَ يَحْسِبُونَ أَنَّهُ لَهُمْ وَهُوَ عَلَيْهِمْ، لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، وَآيَةُ ذٰلِكَ أَنَّ فِيهِمْ رَجُلًا، لَهُ عَضُدٌ وَلَيْسَ لَهَا ذِرَاعٌ، عَلَيْهَا مِثْلُ حَلَمَةِ الثَّدْيِ، عَلَيْهَا شَعَرَاتٌ بِيضٌ، لَوْ يَعْلَمُ الْجَيْشُ الَّذِينَ يُصِيبُونَهُمْ، مَا لَهُمْ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِمْ، لَاتَّكَلُوا عَلَى الْعَمَلِ، فَسِيرُوا عَلَى اسْمِ اللّٰهِ۔)) فَذَكَرَ الْحَدِيثَ بِطُولِهِ۔ (مسند احمد: ٧٠٦)

درحقیقت وہ ان کے خلاف ہوگا اور وہ ان کے حلقوں سے نیچے تک نہیں اترے گا، وہ اسلام میں سے یوں نکل جائے گیں، جیسے تیر شکار میں سے کچھ نشان لیے بغیر گزر جاتا ہے، ان کی علامت یہ ہے کہ ان میں سے ایک آدمی کا بازو محض کہنی کے اوپر والا حصہ ہوگا اور کہنی سے نیچے والا حصہ نہ ہوگا اور وہ بھی پستان کی مانند ہوگا، اس پر کچھ سفید بال ہوں گے، اگر ان کو قتل کرنے والوں کو نبی کریم ﷺ کے فرمان سے اپنے عمل اور اس کے ثواب کا علم ہو جائے تو وہ اپنے اسی عمل پر کفایت کر کے اعمال کرنا چھوڑ دیں گے، پس تم اللہ کا نام لے کر چل پڑو۔'' اس کے بعد باقی حدیث ذکر بیان کی۔

فوائد:...... جب خوارج کی سرکشی اور قتل وغارت حد سے بڑھ گئی تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ شام پر فوج کشی کا ارادہ ملتوی کر کے ان خارجیوں کی تنبیہ کے لیے نہروان کا قصد کیا، نہروان پہنچ کر سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ اور سیدنا قیس بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو خارجیوں کے پاس بھیجا کہ وہ بحث ومباحثہ کر کے ان کو ان کی غلطی پر متنبہ کریں، جب ان دونوں کو ناکامی ہوئی تو خارجیوں کے ایک سردار ابن الکواء کو بلا کر خود ہر طرح سے سمجھایا، لیکن ان کے قلوب تاریک ہو چکے تھے، اس لیے ارشاد وہدایت کی تمام کوششیں ناکام رہیں اور خلیفۃ المسلمین نے مجبور ہو کر فوج کو تیاری کا حکم دیا اور پھر نہروان کی جنگ پیش آئی، جس کی تفصیل ان احادیث میں بیان کی گئی ہے۔

(١٢٣٧٣)۔ عَنْ طَارِقِ بْنِ زِيَادٍ قَالَ: سَارَ عَلِيٌّ إِلَى النَّهْرَوَانِ، فَقَتَلَ الْخَوَارِجَ، فَقَالَ: اطْلُبُوا فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((سَيَجِيءُ قَوْمٌ يَتَكَلَّمُونَ بِكَلِمَةِ الْحَقِّ، لَا يُجَاوِزُ حُلُوقَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، سِيمَاهُمْ أَوْ فِيهِمْ رَجُلٌ أَسْوَدُ، مُخْدَجُ الْيَدِ، فِي يَدِهِ شَعَرَاتٌ سُودٌ۔)) إِنْ كَانَ فِيهِمْ فَقَدْ قَتَلْتُمْ شَرَّ النَّاسِ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ

طارق بن زیاد سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی معیت میں خوارج کے مقابلہ کے لیے نکلے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان کو قتل کیا اور پھر کہا: ذرا دیکھو، نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ ''عنقریب ایک قوم نکلے گی کہ وہ بات تو حق کی کریں گے، لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گی، وہ حق سے یوں نکل جائیں گے، جیسے تیر شکار میں سے گزر جاتا ہے، ان کی نشانی یہ ہے کہ ان میں ایک آدمی سیاہ فام، ناقص ہاتھ والا ہوگا، اس کے ہاتھ پر سیاہ بال ہوں گے۔'' اب دیکھو کہ اگر کوئی مقتول ایسا ہو تو تم نے ایک بدترین لوگوں کو قتل کیا اور اگر کوئی

(١٢٣٧٣) تخريج: حسن لغيره، اخرجه البزار: ٨٩٧ (انظر: ٨٤٨)

فِيهِمْ فَقَدْ قَتَلْتُمْ خَيْرَ النَّاسِ۔ قَالَ: ثُمَّ إِنَّا وَجَدْنَا الْمُخْدَجَ، قَالَ: فَخَرَرْنَا سُجُودًا وَخَرَّ عَلِيٌّ سَاجِدًا مَعَنَا۔ (احمد: ٨٤٨)

مقتول ایسا نہ ہوتو تم نے نیک ترین لوگوں کو قتل کیا۔ پھر ہم نے واقعی ناقص ہاتھ والے ایسے مقتول کو پا لیا، پھر ہم سب اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہوگئے اور ہمارے ساتھ علی رضی اللہ عنہ بھی سجدہ میں گر گئے۔

فوائد:...... ظن غالب کی روشنی میں قتال کیا گیا تھا، لیکن جب ناقص ہاتھ والے مقتول کی علامت نظر آئی تو یقین ہوگیا کہ یہ وہی لوگ تھے، جن سے واقعی قتال ہونا چاہیے تھا۔

(١٢٣٧٤)۔ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ أَنَّ أَبَا الْوَضِيءِ عَبَّادًا حَدَّثَهُ: أَنَّهُ قَالَ: كُنَّا عَامِدِينَ إِلَى الْكُوفَةِ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَلَمَّا بَلَغْنَا مَسِيرَةَ لَيْلَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثٍ مِنْ حَرُورَاءَ، شَذَّ مِنَّا نَاسٌ كَثِيرٌ، فَذَكَرْنَا ذٰلِكَ لِعَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَقَالَ: لَا يَهُولَنَّكُمْ أَمْرُهُمْ، فَإِنَّهُمْ سَيَرْجِعُونَ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ بِطُولِهِ، قَالَ: فَحَمِدَ اللّٰهَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَقَالَ: إِنَّ خَلِيلِي أَخْبَرَنِي أَنَّ قَائِدَ هٰؤُلَاءِ رَجُلٌ مُخْدَجُ الْيَدِ، عَلَى حَلَمَةِ ثَدْيِهِ شَعَرَاتٌ، كَأَنَّهُنَّ ذَنَبُ الْيَرْبُوعِ، فَالْتَمَسُوهُ فَلَمْ يَجِدُوهُ فَأَتَيْنَاهُ فَقُلْنَا: إِنَّا لَمْ نَجِدْهُ، فَقَالَ: فَالْتَمِسُوهُ فَوَاللّٰهِ! مَا كَذَبْتُ وَلَا كُذِبْتُ ثَلَاثًا، فَقُلْنَا: لَمْ نَجِدْهُ فَجَاءَ عَلِيٌّ بِنَفْسِهِ، فَجَعَلَ يَقُولُ: اقْلِبُوا ذَا، اقْلِبُوا ذَا، حَتّٰى جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْكُوفَةِ، فَقَالَ: هُوَ ذَا، قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ! لَا يَأْتِيكُمْ أَحَدٌ يُخْبِرُكُمْ مَنْ

ابو وضیئ عباد کہتے ہیں: ہم علی رضی اللہ عنہ کی معیت میں کوفہ کی طرف جا رہے تھے، جب ہم حروراء سے دو تین راتوں کی مسافت آگے گئے تو ہم میں سے بہت سے لوگ الگ ہوگئے، ہم نے علی رضی اللہ عنہ سے اس چیز کا ذکر کیا، انہوں نے کہا: ان کی یہ حرکت تمہیں پریشان نہ کرے، یہ لوگ عنقریب لوٹ جائیں گے، اس کے بعد انہوں نے ساری حدیث ذکر کی، پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اور کہا: میرے خلیل صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بتلایا تھا کہ ''ان لوگوں کا سردار نامکمل ہاتھ والا ہوگا اور اس کے سرِ پستان پر کچھ بال ہوں گے، جیسے ایک قسم کے چھوٹے چوہے کی دم ہوتی ہے۔'' اب تم لوگ اسے تلاش کرو، انہیں ایسا کوئی آدمی نہ ملا، ہم نے ان کی خدمت میں آ کر عرض کی کہ ہمیں تو ایسا کوئی آدمی نہیں ملا، انہوں نے کہا: پھر تلاش کرو، اللہ کی قسم نہ میں نے غلط بات کہی ہے اور نہ مجھے غلط بات بتائی گئی ہے، یہ بات انھوں نے تین بار دہرائی، ہم نے کہا: ہمیں تو ایسا کوئی آدمی نہیں ملا، پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ خود تشریف لائے اور کہنے لگے: اسے الٹ کر دیکھو، اسے الٹو، یہاں تک کہ ایک کوفی آدمی آیا اور اس نے کہا: یہ ہے وہ آدمی، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اللہ اکبر کہا اور پھر کہا: کوئی آدمی تمہیں یہ نہیں بتلا سکے گا کہ اس کا باپ کون ہے؟ لوگ کہنے لگے: یہ مالک ہے، یہ مالک ہے،

(١٢٣٧٤) تخريج: اسناده حسن اخرجه ابوداود: ٤٧٦٩ (انظر: ١١٨٩)

أَبُوهُ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَقُولُونَ: هٰذَا مَالِكٌ، هٰذَا مَالِكٌ، يَقُولُ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اِبْنُ مَنْ هُوَ؟ (مسند احمد: ۱۱۸۹)

انھوں نے کہا: یہ تو بتلاؤ یہ کس کا بیٹا ہے۔

(۱۲۳۷۵)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ آخَرَ) أَنَّهُ قَالَ: كُنَّا عَامِدِينَ إِلَى الْكُوفَةِ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَذَكَرَ حَدِيثَ الْمُخْدَجِ، قَالَ عَلِيٌّ: فَوَاللّٰهِ! مَا كَذَبْتُ وَلَا كُذِبْتُ ثَلَاثًا، فَقَالَ عَلِيٌّ: أَمَا إِنَّ خَلِيلِي أَخْبَرَنِي ثَلَاثَةَ إِخْوَةٍ مِنَ الْجِنِّ، هٰذَا أَكْبَرُهُمْ، وَالثَّانِي لَهُ جَمْعٌ كَثِيرٌ، وَالثَّالِثُ فِيهِ ضَعْفٌ۔ (مسند احمد: ۱۱۹۷)

(دوسری سند) ابو وضییٰ کہتے ہیں: ہم سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی معیت میں کوفہ کی طرف جا رہے تھے، پھر انہوں نے ناقص ہاتھ والے آدمی سے متعلقہ حدیث کا ذکر کیا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے تین بار کہا: اللہ کی قسم! نہ تو میں نے جھوٹ کہا ہے اور نہ مجھے جھوٹی بات بیان کی گئی ہے، پھر کہا: میرے خلیل صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بتلایا تھا کہ جنوں میں سے تین بھائی ہیں، یہ سب سے بڑا ہے، دوسرے کی بہت بڑی جمعیت ہے اور تیسرے میں ضعف اور کمزوری ہے۔

(۱۲۳۷۶)۔ عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبِيدَةَ قَالَ: لَمَّا قَتَلَ عَلِيٌّ أَهْلَ النَّهْرَوَانِ، قَالَ: الْتَمِسُوهُ، فَوَجَدُوهُ فِي حُفْرَةٍ تَحْتَ الْقَتْلٰى فَاسْتَخْرَجُوهُ، وَأَقْبَلَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلٰى أَصْحَابِهِ فَقَالَ: لَوْلَا أَنْ تَبْطَرُوا لَأَخْبَرْتُكُمْ مَا وَعَدَ اللّٰهُ مَنْ يَقْتُلُ هٰؤُلَاءِ عَلٰى لِسَانِ مُحَمَّدٍ ﷺ؟ قُلْتُ: أَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِي وَرَبِّ الْكَعْبَةِ۔ (مسند احمد: ۹۸۳)

عبیدہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اہل نہروان کو قتل کیا تو انہوں نے کہا: اس قسم کے مقتول کو تلاش کرو، لوگوں نے اسے مقتولین کے نیچے ایک گڑھے میں گرا ہوا پایا، انھوں نے اس کو نکالا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوکر کہا: اگر اس بات کا اندیشہ نہ ہوتا کہ تم فخر وغرور میں مبتلا ہو جاؤ گے تو میں تمہیں بتلاتا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی ان لوگوں کے قاتلین کے لیے کیا وعدہ فرمایا ہے، میں نے کہا: اے علی! کیا آپ نے خود یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، رب کعبہ کی قسم ہے۔

(۱۲۳۷۷)۔ حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ جُمْهَانَ، قَالَ: كُنَّا نُقَاتِلُ الْخَوَارِجَ، وَفِينَا عَبْدُ اللّٰهِ

سعید بن جمہان سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم خوارج سے قتال کر رہے تھے، ہمارے ساتھ سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بھی تھے، ان کا ایک غلام جا کر خوارج کے ساتھ مل گیا، وہ ایک

(۱۲۳۷۵) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الأول

(۱۲۳۷۶) تخریج: اخرجه مسلم: ۱۰۶۶ (انظر: ۹۸۳)

(۱۲۳۷۷) تخریج: حدیث صحیح، اخرجه ابن سعد: ٤/ ۳۰۱ (انظر: ۱۹۱٤۹)

بْنُ أَبِي أَوْفَى، وَقَدْ لَحِقَ لَهُ غُلَامٌ بِالْخَوَارِجِ، وَهُمْ مِنْ ذَلِكَ الشَّطِّ، وَنَحْنُ مِنْ ذَا الشَّطِّ، فَنَادَيْنَاهُ أَبَا فَيْرُوزَ! أَبَا فَيْرُوزَ! وَيْحَكَ، هٰذَا مَوْلَاكَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي أَوْفَى، قَالَ: نِعْمَ الرَّجُلُ هُوَ لَوْ هَاجَرَ، قَالَ: مَا يَقُولُ عَدُوُّ اللّٰهِ؟ قَالَ: قُلْنَا: يَقُولُ: نِعْمَ الرَّجُلُ لَوْ هَاجَرَ، قَالَ: فَقَالَ: أَهِجْرَةٌ بَعْدَ هِجْرَتِي مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ؟ ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((طُوبٰى لِمَنْ قَتَلَهُمْ وَقَتَلُوهُ۔))

(مسند احمد: ١٩٣٦٢)

کنارے پر تھے اور ہم دوسری طرف، ہم نے اسے آواز دی، ابو فیروز! ابو فیروز، تمہارے آقا سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ یہاں ہیں، اس نے کہا: اگر ہجرت کر آئیں تو بہت ہی اچھے ہیں، سیدنا ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے پوچھا: وہ اللہ کا دشمن کیا کہہ رہا ہے؟ ہم نے کہا وہ کہہ رہا ہے کہ وہ اچھا آدمی ہے اگر وہ ہجرت کرے اس کی بات سن کر ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہجرت کے بعد مزید ہجرت ہے؟ پھر کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے کہ ''اس آدمی کے لیے خوشخبری ہے، جو ان کو قتل کرے یا جس کو یہ قتل کریں۔''

فوائد:...... خوارج سے قتال کرنے والے لوگ اس وقت کے خیر و بھلائی والے لوگ ہوں گے، اس لیے ان کے لیے خوشخبری ہے، وہ قتل کریں یا قتل ہو جائیں۔

(١٢٣٧٨)۔ حَدَّثَنَا أَبُو كَثِيرٍ مَوْلَى الْأَنْصَارِ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ سَيِّدِي عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَيْثُ قُتِلَ أَهْلُ النَّهْرَوَانِ، فَكَأَنَّ النَّاسَ وَجَدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ مِنْ قَتْلِهِمْ، فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ حَدَّثَنَا بِأَقْوَامٍ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، ثُمَّ لَا يَرْجِعُونَ فِيهِ أَبَدًا حَتّٰى يَرْجِعَ السَّهْمُ عَلٰى فُوقِهِ، وَإِنَّ آيَةَ ذٰلِكَ أَنَّ فِيهِمْ رَجُلًا أَسْوَدَ، مُخْدَجَ الْيَدِ إِحْدٰى يَدَيْهِ كَثَدْيِ الْمَرْأَةِ، لَهَا حَلَمَةٌ كَحَلَمَةِ ثَدْيِ الْمَرْأَةِ،

انصار کے غلام ابو کثیر سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں اپنے سردار سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھا، جب انہوں نے اہل نہروان کو قتل کیا تو یوں محسوس ہوا کہ ان کو قتل کرنے کے بعد لوگوں کو ندامت اور افسوس محسوس ہوا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے یہ صورت بھانپ کر کہا: لوگو! رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایسے لوگوں کی بابت بتلایا تھا جو دین میں سے اس طرح نکل جائیں گے، جیسے تیر شکار میں سے گزر جاتا ہے، وہ کبھی دین کی طرف واپس نہیں آئیں گے، یہاں تک کہ تیر کمان میں واپس آ جائے، ان کی ایک علامت یہ ہے کہ ان میں ایک آدمی سیاہ فام ناقص ہاتھ والا ہوگا، اس کا وہ ہاتھ عورت کے پستان کی مانند ہوگا اور اس پر یوں سرا بنا ہوگا جیسے پستان کے اوپر ہوتا ہے، اس کے ارد گرد سات بال ہوں گے، تم اسے تلاش کرو،

(١٢٣٧٨) تخريج: حسن لغيره، اخرجه ابويعلى: ٤٧٨ (انظر: ٦٧٢)

حَوْلَهُ سَبْعُ هُلْبَاتٍ۔ فَالْتَمِسُوهُ فَإِنِّي أُرَاهُ فِيهِمْ فَالْتَمَسُوهُ فَوَجَدُوهُ إِلَى شَفِيرِ النَّهَرِ تَحْتَ الْقَتْلَى، فَأَخْرَجُوهُ فَكَبَّرَ عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ فَقَالَ: اللّٰهُ أَكْبَرُ، صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ، وَإِنَّهُ لَمُتَقَلِّدٌ قَوْسًا لَهُ عَرَبِيَّةً، فَأَخَذَهَا بِيَدِهِ فَجَعَلَ يَطْعَنُ بِهَا فِي مُخْدَجَتِهِ، وَيَقُولُ: صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ، وَكَبَّرَ النَّاسُ حِينَ رَأَوْهُ وَاسْتَبْشَرُوا، وَذَهَبَ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَجِدُونَ۔ (مسند احمد: ٦٧٢)

میرا خیال ہے کہ وہ انہی میں ہوگا،لوگوں نے اسے تلاش کیا اوراسے نہر کے کنارے پر مقتولوں کے ڈھیر کے نیچے پایا، لوگوں نے اسے نکالا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بلند آواز سے ''اللہ اکبر'' کہا اور فرمایا: اللہ اور اس کے رسول کی بات سچ ہے، اس وقت سیدنا علی رضی اللہ عنہ اپنی عربی کمان لٹکائے ہوئے تھے، وہ اسے اس مقتول کے ناقص ہاتھ والے گوشت کے ٹکڑے پر لگاتے اور کہتے جاتے تھے: اللہ اور اس کے رسول کا فرمان سچ ہے، لوگوں نے بھی جب اسے دیکھا تو اللہ اکبر کہنے لگے اور خوشی کا اظہار کیا اور ان کے افسوس کی کیفیت جاتی رہی۔

(١٢٣٧٩)۔ عَنْ بَكْرِ بْنِ قِرْوَاشٍ عَنْ سَعْدٍ قِيلَ لِسُفْيَانَ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: ((شَيْطَانُ الرَّدْهَةِ يَحْتَدِرُهُ يَعْنِي رَجُلًا مِنْ بَجِيلَةَ۔)) (مسند احمد: ١٥٥١)

سیدنا سعد سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:'' خوارج کے سردار شیطان کو بنی بجیلہ کا ایک آدمی لڑھکائے گا یعنی قتل کرے گا۔'' کسی نے سفیان سے کہا: کیا یہ روایت نبی کریم ﷺ سے مروی ہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔

فوائد:...... مسند احمد کی روایت مختصر ہے، ابو یعلی کی روایت کے الفاظ اس طرح ہیں: عن سعد بن مالك أنه سمع النبی صلی الله علیه و سلم وذكر، یعنی ذا الثدیة، الذی وُجد مع أهل النهروان فقال: شیطان ردهة، یحدُره رجل من بجیلة، یقال له الأشهب أو ابن الأشهب علامة فی قوم ظَلَمة، قال سفیان: فقال عمار الدهنی حین حدث: جاء به رجل منا من بجیلة فقال: أراه فلان من دهن یقال له الأشهب أو ابن الأشهب۔ ......سیدنا سعد بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے پستان والے آدمی کا ذکر کیا، جس کو اہل نہروان کے ساتھ مقتول پایا گیا تھا، اس کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''(خوارج کے) پہاڑی غار کے شیطان کو بنو بجیلہ کا ایک آدمی اشہب یا ابن اشہب نامی آدمی لڑھکائے گا، یعنی قتل کرے گا، یہ ظالم قوم کی علامت ہو گی۔'' امام سفیان نے کہا: جب عمار دہنی نے یہ حدیث بیان کی تو ہمارے خاندان کا ایک آدمی بجیلہ کے اس آدمی کو لے آیا، میرا خیال ہے کہ اس کا تعلق دہن سے تھا اور اس کو اشہب یا ابن اشہب کہتے تھے۔

(١٢٣٧٩) تخريج: اسناده ضعيف، بكر بن قرواش، قال الذهبی: لا يُعرف، والحديث منكر، وتساهل العجلی وابن حبان فوثقاه، ثم الانقطاع بين العلاء وبين ابی الطفيل عامر بن واثلة، اخرجه ابويعلی ٧٥٣، وابن ابی شيبة: ١٥/ ٣٢٢، والبزار: ١٨٥٤ (انظر:)

اَلْفَصْلُ الرَّابِعُ فِیْ ذِکْرِ حَدِیْثِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادِ الَّذِیْ حَدَّثَ بِهِ عَائِشَةَ وَهُوَ الْحَدِیْثُ الْجَامِعُ لِقِصَّةِ الْخَوَارِجِ مُفَصَّلَةً

فصل چہارم: عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ کی وہ مفصل حدیث جو انہوں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو سنائی تھی، یہ حدیث خوارج کے تفصیلی واقعہ پر مشتمل ہے

(۱۲۳۸۰)۔ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ عِیَاضِ بْنِ عَمْرٍو الْقَارِیِّ، قَالَ: جَاءَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَدَّادٍ، فَدَخَلَ عَلٰی عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا وَنَحْنُ عِنْدَهَا جُلُوسٌ، مَرْجِعَهُ مِنَ الْعِرَاقِ لَیَالِیَ قُتِلَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَقَالَتْ لَهُ: یَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ شَدَّادٍ! هَلْ أَنْتَ صَادِقِی عَمَّا أَسْأَلُكَ عَنْهُ، تُحَدِّثُنِی عَنْ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ الَّذِینَ قَتَلَهُمْ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: وَمَا لِی لَا أَصْدُقُكِ؟ قَالَتْ: فَحَدِّثْنِی عَنْ قِصَّتِهِمْ، قَالَ: فَإِنَّ عَلِیًّا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ لَمَّا كَاتَبَ مُعَاوِیَةَ وَحَكَمَ الْحَكَمَانِ خَرَجَ عَلَیْهِ ثَمَانِیَةُ آلَافٍ مِنْ قُرَّاءِ النَّاسِ، فَنَزَلُوا بِأَرْضٍ یُقَالُ لَهَا: حَرُورَاءُ مِنْ جَانِبِ الْكُوفَةِ، وَإِنَّهُمْ عَتَبُوا عَلَیْهِ فَقَالُوا: انْسَلَخْتَ مِنْ قَمِیصٍ أَلْبَسَكَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی وَاسْمٍ سَمَّاكَ اللّٰهُ تَعَالٰی بِهِ، ثُمَّ انْطَلَقْتَ فَحَكَّمْتَ فِی دِینِ اللّٰهِ، فَلَا حُكْمَ إِلَّا لِلّٰهِ تَعَالٰی، فَلَمَّا أَنْ بَلَغَ عَلِیًّا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ مَا عَتَبُوا عَلَیْهِ، وَفَارَقُوهُ عَلَیْهِ، فَأَمَرَ مُؤَذِّنًا، فَأَذَّنَ أَنْ لَا یَدْخُلَ عَلٰی أَمِیرِ الْمُؤْمِنِینَ إِلَّا رَجُلٌ قَدْ حَمَلَ الْقُرْآنَ، فَلَمَّا

عبیداللہ بن عیاض بن عمرو قاری کہتے ہیں کہ ہم سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر تھے کہ عبیداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ تشریف لائے، یہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دنوں کا واقعہ ہے، وہ عراق سے آئے تھے، تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے فرمایا، عبیداللہ بن شداد! میں تم سے جو پوچھوں کیا تم مجھے سچ سچ بتلاؤ گے؟ تم مجھے ان لوگوں کے متعلق بتلاؤ جن کو علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا؟ وہ کہنے لگے مجھے کیا ہے کہ میں آپ کو سچ سچ نہ بتلاؤں؟ تو سیدہ نے فرمایا تو مجھے ان کا پورا واقعہ بیان کر، انہوں نے کہا کہ علی رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ خط و خطابت کی اور دو حاکموں نے فیصلہ کیا تو آٹھ ہزار قاریوں نے ان کے خلاف خروج کیا اور وہ کوفہ کے قریب حروراء کے مقام پر جمع ہو گئے اور انہوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو صلح کرنے پر سرزنش کی، وہ کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو قمیص پہنایا اور ایک نام دیا ہے، (قمیص سے مراد خلافت اور نام سے امیر المومنین کا لقب ہے)۔ آپ یہ صلح کر کے ان دونوں کے اہل نہیں رہے ہے، کیونکہ آپ نے اللہ کے دین میں غیر کو حکم تسلیم کیا ہے، جبکہ فیصلہ کرنا صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے، جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ تک ان لوگوں کی یہ بات پہنچی جس کی اساس پر وہ لوگ ان سے الگ ہوئے تھے تو انہوں نے ایک اعلان کرنے والے کو حکم دیا اس نے اعلان کیا کہ امیر المومنین کے پاس صرف وہ آدمی آئے جسے قرآن مجید یاد ہو، قراء سے گھر بھر گیا

(۱۲۳۸۰) تخریج: اسناده حسن، اخرجه ابویعلی: ٤٧٤ (انظر: ٦٥٦)

أَنْ امْتَلَأَتِ الدَّارُ مِنْ قُرَّاءِ النَّاسِ دَعَا بِمُصْحَفِ إِمَامٍ عَظِيمٍ فَوَضَعَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَجَعَلَ يَصُكُّهُ بِيَدِهِ وَيَقُولُ: أَيُّهَا الْمُصْحَفُ! حَدِّثِ النَّاسَ، فَنَادَاهُ النَّاسُ فَقَالُوا: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! مَا تَسْأَلُ عَنْهُ؟ إِنَّمَا هُوَ مِدَادٌ فِي وَرَقٍ، وَنَحْنُ نَتَكَلَّمُ بِمَا رُوِينَا مِنْهُ، فَمَاذَا تُرِيدُ؟: قَالَ أَصْحَابُكُمْ هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ خَرَجُوا، بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ كِتَابُ اللّٰهِ، يَقُولُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي كِتَابِهِ فِي امْرَأَةٍ وَرَجُلٍ: ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِنْ أَهْلِهَا إِنْ يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا﴾ فَأُمَّةُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْظَمُ دَمًا وَحُرْمَةً مِنْ امْرَأَةٍ وَرَجُلٍ، وَنَقَمُوا عَلَيَّ أَنْ كَاتَبْتُ مُعَاوِيَةَ، كَتَبَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، وَقَدْ جَاءَنَا سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو، وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحُدَيْبِيَةِ حِينَ صَالَحَ قَوْمَهُ قُرَيْشًا، فَكَتَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ، فَقَالَ سُهَيْلٌ: لَا تَكْتُبْ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ، فَقَالَ: ((كَيْفَ نَكْتُبُ؟)) فَقَالَ: اكْتُبْ بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((فَاكْتُبْ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ۔)) فَقَالَ: لَوْ أَعْلَمُ أَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ لَمْ أُخَالِفْكَ، فَكَتَبَ هٰذَا مَا صَالَحَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قُرَيْشًا،

تو انہوں نے قرآن مجید منگوا کر اپنے سامنے رکھا اور اس پر آہستہ آہستہ ہاتھ مارنے لگے اور کہتے جاتے اے قرآن! لوگوں کو کچھ بیان کر، تو لوگوں نے کہا، امیر المومنین! آپ سے کیا پوچھ رہے ہیں؟ یہ تو محض اوراق پر روشنائی ہے، اس کی بابت جو کچھ ہمیں بیان کیا گیا ہو ہم بولتے ہیں، آپ اصل بات بتلائیں کہ آپ کیا چاہتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا، تمہارے یہ ساتھی جو الگ ہوئے ہیں، ان کے اور میرے مابین اللہ کی کتاب حکم ہے، اللہ تعالیٰ نے ایک شوہر اور اسکی بیوی کے بارے میں اپنی کتاب میں فرمایا: ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِنْ أَهْلِهَا إِنْ يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا﴾...... ''اور اگر تمہیں ان کے مابین اختلاف کا اندیشہ ہو تو ایک مصنف مرد کی طرف سے اور ایک عورت کی طرف سے مقرر کر دو، اگر دونوں منصف اصلاح کرانا چاہیں گے تو اللہ ان دونوں کے مابین موافقت پیدا کر دے گا۔'' امت محمد ﷺ کا خون اور حرمت ایک مرد اور عورت سے کہیں بڑھ کر ہے، یہ لوگ مجھ پر معترض ہیں کہ میں نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی ہے، حالانکہ جب حدیبیہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے اپنی قوم قریش کے ساتھ خط و خطابت کی (یعنی صلح کر لی) تھی اور اور کفار کی طرف سے سہیل بن عمرو آیا تھا، ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، آپ نے صلح نامہ لکھوایا تھا اور وہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ یعنی میں نے ہی لکھا تھا، رسول اللہ ﷺ نے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ لکھوایا، لیکن سہل نے کہا: تم بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ مت لکھو، رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تو کیا لکھیں؟'' وہ بولا کہ یہ لکھو: بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ لکھو۔''

يَقُولُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي كِتَابِهِ: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ﴾ فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ عَلِيٌّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَخَرَجْتُ مَعَهُ حَتّٰى إِذَا تَوَسَّطْنَا عَسْكَرَهُمْ، قَامَ ابْنُ الْكَوَّاءِ يَخْطُبُ النَّاسَ فَقَالَ: يَا حَمَلَةَ الْقُرْآنِ! إِنَّ هٰذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَمَنْ لَمْ يَكُنْ يَعْرِفُهُ، فَأَنَا أَعْرِفُهُ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ مَا يَعْرِفُهُ بِهِ هٰذَا مِمَّنْ نَزَلَ فِيهِ وَفِي قَوْمِهِ ﴿قَوْمٌ خَصِمُونَ﴾ فَرُدُّوهُ إِلٰى صَاحِبِهِ، وَلَا تُوَاضِعُوهُ كِتَابَ اللّٰهِ، فَقَامَ خُطَبَاؤُهُمْ فَقَالُوا: وَاللّٰهِ! لَنُوَاضِعَنَّهُ كِتَابَ اللّٰهِ، فَإِنْ جَاءَ بِحَقٍّ نَعْرِفُهُ لَنَتَّبِعَنَّهُ، وَإِنْ جَاءَ بِبَاطِلٍ لَنُبَكِّتَنَّهُ بِبَاطِلِهِ، فَوَاضَعُوا عَبْدَ اللّٰهِ الْكِتَابَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، فَرَجَعَ مِنْهُمْ أَرْبَعَةُ آلَافٍ كُلُّهُمْ تَائِبٌ، فِيهِمْ ابْنُ الْكَوَّاءِ حَتّٰى أَدْخَلَهُمْ عَلٰى عَلِيٍّ الْكُوفَةَ، فَبَعَثَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِلٰى بَقِيَّتِهِمْ، فَقَالَ: قَدْ كَانَ مِنْ أَمْرِنَا وَأَمْرِ النَّاسِ مَا قَدْ رَأَيْتُمْ، فَقِفُوا حَيْثُ شِئْتُمْ حَتّٰى تَجْتَمِعَ أُمَّةُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ، أَنْ لَا تَسْفِكُوا دَمًا حَرَامًا، أَوْ تَقْطَعُوا سَبِيلًا، أَوْ تَظْلِمُوا ذِمَّةً، فَإِنَّكُمْ إِنْ فَعَلْتُمْ فَقَدْ نَبَذْنَا إِلَيْكُمُ الْحَرْبَ عَلٰى سَوَاءٍ، إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَائِنِينَ، فَقَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: يَا ابْنَ شَدَّادٍ! فَقَدْ قَتَلَهُمْ، فَقَالَ:

لیکن سہل نے پھر کہا: اگر میں یہ مانتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو میں آپ کی مخالفت نہ کروں، تو آپ نے لکھوایا، یہ وہ تحریر ہے جس پر محمد بن عبداللہ نے قریش کے ساتھ معاہدہ کیا ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ﴾ ......''یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی سیرت میں بہترین نمونہ ہے، یعنی اس آدمی کے لیے جو اللہ تعالیٰ سے ملنے اور یوم آخرت کے آنے پر یقین رکھتا ہے۔'' اس کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو ان لوگوں کی طرف روانہ کیا، میں بھی عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھا، جب ہم ان لوگوں کے لشکر کے وسط میں پہنچے تو ابن الکواء نے کھڑے ہو کر لوگوں سے خطاب کیا اور کہا اے قرآن کے حاملین! یہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ہیں جو انہیں نہ جانتا ہو، وہ نہ جانتا ہوگا، میں تو انہیں خوب جانتا ہوں اللہ کی کتاب ان کا تعارف کراتی ہے، ان کے اور ان کی قوم کے بارے میں یہ الفاظ نازل ہوئے: ﴿قَوْمٌ خَصِمُونَ﴾ ''جھگڑنے والی قوم ہے۔'' تم انہیں ان کے ساتھی کی طرف بھیج دو اور کتاب اللہ کے بارے میں ان سے مناظرہ مباحثہ نہ کرو تو ان کے خطیب حضرات اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے، اللہ کی قسم! ہم اللہ کی کتاب کے بارے میں ان سے مباحثہ کریں گے، اگر انہوں نے کوئی ایسی حق بات کہی جسے ہم جانتے ہوں تو ان کی پیروی کر لیں گے اور اگر انہوں نے کوئی غلط بات کہی تو ہم ان کے باطل کے ذریعہ ہی ان کا مقابلہ کریں گے، تو انہوں نے تین دن تک ان سے مباحثہ کیا، بالآخر ان میں سے چار ہزار آدمیوں نے اپنے موقف سے رجوع کرلیا، ابن الکواء بھی ان توبہ کرنے والوں

وَاللّٰهِ! مَا بَعَثَ إِلَيْهِمْ حَتّٰى قَطَعُوا السَّبِيلَ، وَسَفَكُوا الدَّمَ، وَاسْتَحَلُّوا أَهْلَ الذِّمَّةِ، فَقَالَتْ: أَاللّٰهِ؟ قَالَ: أَاللّٰهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ؟ لَقَدْ كَانَ قَالَتْ فَمَا شَيْءٌ بَلَغَنِي عَنْ أَهْلِ الذِّمَّةِ، يَتَحَدَّثُونَهُ يَقُولُونَ ذُو الثُّدَيِّ وَذُو الثُّدَيِّ، قَالَ: قَدْ رَأَيْتُهُ وَقُمْتُ مَعَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلَيْهِ فِي الْقَتْلٰى، فَدَعَا النَّاسَ، فَقَالَ: أَتَعْرِفُونَ هٰذَا؟ فَمَا أَكْثَرَ مَنْ جَاءَ يَقُولُ: قد رَأَيْتُهُ فِي مَسْجِدِ بَنِي فُلَانٍ يُصَلِّي، وَرَأَيْتُهُ فِي مَسْجِدِ بَنِي فُلَانٍ يُصَلِّي، وَلَمْ يَأْتُوا فِيهِ بِثَبَتٍ يُعْرَفُ إِلَّا ذٰلِكَ، قَالَتْ: فَمَا قَوْلُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حِينَ قَامَ عَلَيْهِ كَمَا يَزْعُمُ أَهْلُ الْعِرَاقِ، قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ، قَالَتْ: هَلْ سَمِعْتَ مِنْهُ أَنَّهُ قَالَ غَيْرَ ذٰلِكَ؟ قَالَ: اللّٰهُمَّ لَا، قَالَتْ: أَجَلْ صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ، يَرْحَمُ اللّٰهُ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، إِنَّهُ كَانَ مِنْ كَلَامِهِ لَا يَرٰى شَيْئًا يُعْجِبُهُ إِلَّا قَالَ: صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ، فَيَذْهَبُ أَهْلُ الْعِرَاقِ يَكْذِبُونَ عَلَيْهِ وَيَزِيدُونَ عَلَيْهِ فِي الْحَدِيثِ۔ (مسند احمد: ٦٥٦)

میں شامل تھا، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ان سب کو لے کر کوفہ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہاں حاضر ہوئے، اس کے بعد علی رضی اللہ عنہ نے باقی ماندہ لوگوں کو پیغام بھیجا، کہ ہمارے اور لوگوں کے مابین جو کچھ ہو چکا تم وہ سب دیکھ چکے ہو، اب تم جہاں چاہو ٹھہرے رہو تا آنکہ امت محمد ﷺ کسی بات پر مجتمع ہو جائے، ہمارے اور تمہارے مابین یہ طے ہے کہ تم کسی حرمت والے کی خون ریزی نہ کرو اور نہ لوٹ مار کرو اور نہ کسی ذمی کے ذمہ کو توڑو اگر تم نے یہ کام کیے تو ہماری تم سے لڑائی ہوگی، بے شک اللہ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا، تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس سے کہا، اسے ابن شداد! علی رضی اللہ عنہ نے تو اپنے معاہدہ کے برعکس ان لوگوں کو قتل کیا، تو اس نے جواب دیا اللہ کی قسم! سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ان کے مقابلہ کے لیے اپنے آدمی اس وقت تک نہیں بھیجے جب تک کہ انہوں نے لوٹ مار نہ کی، خوں ریزی نہ کی اور ذمیوں کے ذمہ کو نہ توڑا تو سیدہ نے از راہ تعجب کہا، کیا واقعی اللہ کی قسم؟ ابن شداد نے کہا اللہ کی قسم، اسی اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں، ایسے ہی ہوا ہے؟ تو سیدہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، اہل ذمہ کی جو بات مجھ تک پہنچی ہے اس کا کیا مفہوم ہے؟ وہ کہتے ہیں ذوالثدی، ذوالثدی یعنی عورت کے پستان جیسے بازو والا مارا گیا، ابن شداد نے کہا میں نے اسے دیکھا ہے، میں علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مقتولین کے پاس کھڑا تھا، انہوں نے لوگوں کو بلوا کر پوچھا کیا تم اسے پہچانتے ہو؟ تو کوئی آدمی اس سے زیادہ کچھ نہ کہہ سکا کہ میں نے اسے بنوفلاں کی مسجد میں نماز پڑھتے دیکھا ہے اور کوئی آدمی اسے جاننے پہچاننے کے متعلق اس سے زیادہ کچھ نہ کہہ سکا، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اہل عراق جیسے بیان کرتے ہیں وہاں کھڑے ہو کر علی رضی اللہ عنہ نے کیا کہا؟ ابن شداد نے کہا، میں نے ان کو وہاں سنا، وہ کہہ رہے تھے کہ

اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کیا تم نے ان کو اس کے علاوہ بھی کچھ کہتے سنا؟ اس نے کہا، اللہ گواہ ہے کہ میں نے ان سے اس کے علاوہ کچھ نہیں سنا، سیدہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہاں، اللہ اور اس کے رسول کی بات سچ ہے، علی رضی اللہ عنہ پر اللہ کی رحمت ہو انہیں جب بھی کوئی بات اچھی لگتی تو کہا کرتے "اللہ اور اس کے رسول کی بات سچ ہے"، عراقی لوگ ان پر جھوٹ باندھتے اور ان کی باتوں میں ازخود اضافے کر دیتے ہیں۔

فَصْلٌ فِيْ نَصْبِ رُؤُوْسِ الْخَوَارِجِ عِنْدَ بَابِ مَسْجِدِ دِمِشْقَ

فصل: خوارج کے سروں کو مسجد دمشق کے دروازہ پر نصب کرنے کا بیان

(١٢٣٨١)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا غَالِبٍ يَقُولُ: لَمَّا أُتِيَ بِرُءُوسِ الْأَزَارِقَةِ، فَنُصِبَتْ عَلَى دَرَجِ دِمَشْقَ، جَاءَ أَبُو أُمَامَةَ فَلَمَّا رَآهُمْ دَمَعَتْ عَيْنَاهُ، فَقَالَ: كِلَابُ النَّارِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، هٰؤُلَاءِ شَرُّ قَتْلَى قُتِلُوا تَحْتَ أَدِيمِ السَّمَاءِ، وَخَيْرُ قَتْلَى قُتِلُوا تَحْتَ أَدِيمِ السَّمَاءِ الَّذِينَ قَتَلَهُمْ هٰؤُلَاءِ، قَالَ: فَقُلْتُ: فَمَا شَأْنُكَ دَمَعَتْ عَيْنَاكَ؟ قَالَ: رَحْمَةً لَهُمْ إِنَّهُمْ كَانُوا مِنْ أَهْلِ الْإِسْلَامِ، قَالَ: قُلْنَا: أَبِرَأْيِكَ؟ قُلْتَ: هٰؤُلَاءِ كِلَابُ النَّارِ، أَوْ شَيْءٌ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: إِنِّي لَجَرِيءٌ، بَلْ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَ مَرَّةٍ وَلَا ثِنْتَيْنِ وَلَا ثَلَاثٍ، قَالَ: فَعَدَّ مِرَارًا۔ (مسند احمد: ٢٢٥٣٦)

ابو غالب کہتے ہیں: خارجیوں کے قتل کیے جانے کے بعد ان کے لا کر دمشق کی سیڑھی پر رکھ دیئے گئے، سیدنا ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ تشریف لائے، انہوں نے ان کو دیکھا تو ان کی آنکھیں اشک بار ہو گئیں، وہ کہنے لگے: یہ لوگ جہنم کے کتے ہیں، آسمان کے نیچے قتل ہونے والوں میں سے یہ بدترین مقتول ہیں اور انہوں نے جن لوگوں کو قتل کیا، وہ آسمان کے نیچے قتل ہونے والوں میں سے بہترین مقتول ہیں۔ ابو غالب کہتے ہیں: میں نے ان سے کہا: تو پھر آپ کی آنکھوں میں آنسو کیوں آ گئے ہیں؟ انھوں نے کہا: ان لوگوں پر ترس آ جانے کی وجہ سے، کیونکہ یہ لوگ بنیادی طور پر اہل اسلام ہیں۔ ابو غالب کہتے ہیں: ہم نے کہا: آپ نے ان کے متعلق کہا کہ یہ جہنم کے کتے ہیں، یہ بات آپ نے اپنی طرف سے کہی ہے یا یہ رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟ انہوں نے کہا: اگر میں اپنی طرف سے کہوں تو پھر تو میں بڑا جری ہوں، یہ میں نے اپنی طرف سے نہیں کہی، بلکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک، دو یا تین مرتبہ نہیں، بلکہ اس سے بھی زیادہ مرتبہ سنی ہے۔

(١٢٣٨١) تخریج: حدیث صحیح، اخرجه ابن ماجه: ١٧٦، والترمذی: ٣٠٠٠ (انظر: ٢٢١٨٣)

(۱۲۳۸۲)۔ (وَعَنْهُ أَيْضًا مِنْ طَرِيقٍ آخَرَ) عَنْ أَبِي غَالِبٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّهُ رَأَى رُءُ وْسًا مَنْصُوبَةً عَلَى دَرَجِ مَسْجِدِ دِمَشْقَ، فَقَالَ أَبُو أُمَامَةَ: كِلَابُ النَّارِ، كِلَابُ النَّارِ، ثَلَاثًا، شَرُّ قَتْلَى تَحْتَ أَدِيمِ السَّمَاءِ خَيْرُ قَتْلَى مَنْ قَتَلُوهُ، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ﴾ الْآيَتَيْنِ، قُلْتُ لِأَبِي أُمَامَةَ: أَسَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: لَوْ لَمْ أَسْمَعْهُ إِلَّا مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا أَوْ أَرْبَعًا أَوْ خَمْسًا أَوْ سِتًّا أَوْ سَبْعًا مَا حَدَّثْتُكُمْ۔ (مسند احمد: ۲۲۵۶۱)

(دوسری سند) سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے جامع مسجد دمشق کی سیڑھیوں پر نصب شدہ سر دیکھے تو تین مرتبہ کہا: یہ جہنم کے کتے ہیں، یہ جہنم کے کتے ہیں، آسمان کے چھت کے نیچے قتل ہونے والوں میں سے یہ بدترین مقتول ہیں اور اِنھوں نے جن لوگوں کو قتل کیا وہ آسمان کی چھت کے نیچے قتل ہونے والوں میں سے بہترین مقتول ہیں، پھر انہوں نے یہ دو آیات تلاوت کیں: ﴿يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ﴾ ...... ''قیامت کے روز بہت سے چہرے روشن اور بہت سے چہرے سیاہ ہوں گے۔'' (سورۂ آل عمران: ۱۰۶) میں ابو غالب نے سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے کہا: آیا آپ نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے؟ انہوں نے کہا: اگر میں نے یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو، تین، چار، پانچ، چھ یا سات مرتبہ بھی نہ سنی ہوتی تو تم سے بیان نہ کرتا۔

(۱۲۳۸۳)۔ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ قَالَ: سَمِعْتُ صَفْوَانَ بْنَ سُلَيْمٍ يَقُولُ: دَخَلَ أَبُو أُمَامَةَ الْبَاهِلِيُّ دِمَشْقَ فَرَأَى رُءُ وْسَ حَرُورَاءَ قَدْ نُصِبَتْ، فَقَالَ: كِلَابُ النَّارِ، كِلَابُ النَّارِ ثَلَاثًا، شَرُّ قَتْلَى تَحْتَ ظِلِّ السَّمَاءِ، خَيْرُ قَتْلَى مَنْ قَتَلُوا، ثُمَّ بَكَى فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا أَبَا أُمَامَةَ! هٰذَا الَّذِي تَقُولُ مِنْ رَأْيِكَ أَمْ سَمِعْتَهُ؟ قَالَ: إِنِّي إِذًا لَجَرِيءٌ كَيْفَ أَقُولُ هٰذَا عَنْ رَأْيِي؟ قَالَ: قَدْ سَمِعْتُهُ غَيْرَ مَرَّةٍ وَلَا مَرَّتَيْنِ، قَالَ: فَمَا يُبْكِيكَ؟ قَالَ: أَبْكِي لِخُرُوجِهِمْ مِنَ

صفوان بن سلیم سے مروی ہے کہ سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ دمشق میں داخل ہوئے اورانہوں نے حروری یعنی خارجی لوگوں کے سر لٹکے ہوئے دیکھے تو انھوں نے تین بار کہا: یہ لوگ جہنم کے کتے ہیں، یہ لوگ جہنم کے کتے ہیں، آسمان کی چھت کے نیچے قتل ہونے والوں میں سے یہ بدترین مقتول ہیں اور اِنہوں نے جن لوگوں کو قتل کیا، وہ آسمان کی چھت کے نیچے قتل ہونے والوں میں سے بہترین مقتول ہیں۔ پھر وہ رونے لگے: ایک آدمی آپ کی طرف اٹھا اور اس نے کہا: اے ابوامامہ آپ ان کو دیکھ کر کیوں روئے؟ انہوں نے کہا: میں اس لیے رو رہا ہوں کہ یہ لوگ دائرہ اسلام سے نکل گئے، یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے تفرقہ ڈالا اور دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔

(۱۲۳۸۲) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۱۲۳۸۳) تخريج: حديث صحيح، اخرجه الحاكم: ۲/ ۱٤۹ (انظر: ۲۲۳۱٤)

الْإِسْلَامِ، هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ تَفَرَّقُوْا وَاتَّخَذُوا دِينَهُمْ شِيَعًا۔ (مسند احمد: ٢٢٦٧٠)

(١٢٣٨٤)۔ (وَعَنْ سَيَّارٍ) قَالَ: جِيءَ بِرُءُ وسٍ مِنْ قِبَلِ الْعِرَاقِ فَنُصِبَتْ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ، وَجَاءَ أَبُو أُمَامَةَ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ، فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَيْهِمْ، فَنَظَرَ إِلَيْهِمْ، فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: شَرُّ قَتْلَى تَحْتَ ظِلِّ السَّمَاءِ ثَلَاثًا، فَذَكَرَ نَحْوَهُ۔ (مسند احمد: ٢٢٥٠٣)

سیار سے مروی ہے کہ کچھ لوگوں کے سر عراق سے لا کر اور مسجد کے دروازے کے پاس نصب کر دیئے گئے، سیدنا ابوامامہ آئے اور مسجد میں داخل ہوئے، دو رکعت نماز ادا کی، پھر ان کی طرف نکلے، ان کو دیکھا اور پھر سر اٹھایا اور کہا: یہ آسمان کے نیچے سب سے برے مقتول ہیں۔ یہ بات تین دفعہ دہرائی، پھر سابق روایت کے طرح آگے بیان کیا۔

فوائد:...... خوارج کے تعارف کے لیے دیکھیں حدیث نمبر (۱۲۸۲۷) والا باب۔

اَلْبَابُ السَّابِعُ فِيْ قَتْلِ الْإِمَامِ عَلِيٍّ ﷛ وَمَكَانِ الْإِصَابَةِ مِنْهُ وَقَدْ اَخْبَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ بِذٰلِكَ قَبْلَ حُصُوْلِهِ وَمَا فُعِلَ بِقَاتِلِهِ

باب ہفتم: سیدنا امام علی رضی اللہ عنہ کی شہادت اور اس امر کا بیان کہ ان کے جسم کا کون سا حصہ زخمی ہوگا، نبی کریم ﷺ نے ان کی یہ بات اس واقعہ کے وقوع پذیر ہونے سے پہلے بتلا دی تھی اور اس امر کا بیان کہ اس کے قاتل کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا؟

(١٢٣٨٥)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، حَدَّثَنِي أَبِي، ثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ، ثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ رَاشِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنْ فَضَالَةَ بْنِ أَبِي فَضَالَةَ الْأَنْصَارِيِّ وَكَانَ أَبُوْ فَضَالَةَ ﷛ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ، قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ أَبِي عَائِدًا إِلَى عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ ﷛ مِنْ مَرَضٍ أَصَابَهُ ثَقُلَ مِنْهُ، قَالَ: فَقَالَ لَهُ أَبِي: مَا يُقِيمُكَ فِي

فضالہ بن ابی فضالہ انصاری سے روایت ہے، ان کے والد سیدنا ابوفضالہ رضی اللہ عنہ بدری صحابی تھے، فضالہ کہتے ہیں: میں اپنے باپ کی معیت میں سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے گیا، وہ کافی بیمار تھے، میرے والد نے ان سے کہا: آپ اپنی جگہ پر کس لیے ٹھہرے ہوئے ہیں؟ اگر آپ کا آخری وقت آ گیا تو بنو جہینہ کے چند بدو آپ کے پاس ہوں گے، آپ کو مدینہ منورہ لے چلیں، وہاں اگر آپ کو موت آئی تو آپ کے دوست احباب پاس ہوں گے اور آپ کی نماز جنازہ

(١٢٣٨٤) تخريج: انظر الحديث السابق

(١٢٣٨٥) تخريج: اسناده ضعيف، فضالة بن ابى فضالة، قال الذهبى: لا يُدرى من ذا، اخرجه البزار: ٩٢٧ (انظر: ٨٠٢)

مَنْزِلِكَ هٰذَا؟ لَوْ اَصَابَكَ اَجَلُكَ لَمْ يَلِكَ عِنْدَكَ اِلَّا اَعْرَابُ جُهَيْنَةَ، تُحْمَلُ اِلَى الْمَدِيْنَةِ، فَاِنْ اَصَابَكَ اَجَلُكَ وَلِيَكَ اَصْحَابُكَ وَصَلَّوْا عَلَيْكَ، فَقَالَ عَلِيٌّ ﷺ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَهِدَ اِلَيَّ اَنْ لَا اَمُوْتَ حَتّٰى اُؤَمَّرَ ثُمَّ تُخْضَبَ هٰذِهٖ يَعْنِيْ لِحْيَتَهُ مِنْ دَمِ هٰذَا يَعْنِيْ هَامَتَهُ، فَقُتِلَ وَقُتِلَ اَبُوْ فَضَالَةَ ﷺ مَعَ عَلِيٍّ ﷺ يَوْمَ صِفِّيْنَ۔ (مسند احمد: ۸۰۲)

ادا کریں گے، یہ سن کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ مجھے فرما چکے ہیں کہ مجھے اس وقت تک موت نہ آئے گی، جب تک کہ مجھے امارت نہ ملے، پھر میرے سر کے خون سے میری داڑھی رنگین نہ ہو جائے، چنانچہ ایسے ہی ہوا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے۔ سیدنا ابو فضالہ رضی اللہ عنہ، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ صفین کی جنگ میں قتل ہو گئے تھے۔

(۱۲۳۸۶)۔ وعَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ، قَالَ: كُنْتُ اَنَا وَعَلِيٌّ رَفِيقَيْنِ فِي غَزْوَةِ ذَاتِ الْعُشَيْرَةِ، فَلَمَّا نَزَلَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَاَقَامَ بِهَا رَاَيْنَا اُنَاسًا مِنْ بَنِي مُدْلِجٍ، يَعْمَلُونَ فِي عَيْنٍ لَهُمْ فِي نَخْلٍ، فَقَالَ لِي عَلِيٌّ: يَا اَبَا الْيَقْظَانِ! هَلْ لَكَ اَنْ تَاْتِيَ هٰؤُلَاءِ فَنَنْظُرَ كَيْفَ يَعْمَلُونَ؟ فَجِئْنَاهُمْ فَنَظَرْنَا اِلٰى عَمَلِهِمْ سَاعَةً، ثُمَّ غَشِيَنَا النَّوْمُ فَانْطَلَقْتُ اَنَا وَعَلِيٌّ، فَاضْطَجَعْنَا فِي صَوْرٍ مِنَ النَّخْلِ فِي دَقْعَاءَ مِنَ التُّرَابِ فَنِمْنَا، فَوَاللّٰهِ! مَا اَهَبَّنَا اِلَّا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَرِّكُنَا بِرِجْلِهِ، وَقَدْ تَتَرَّبْنَا مِنْ تِلْكَ الدَّقْعَاءِ، فَيَوْمَئِذٍ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ: ((يَا اَبَا تُرَابٍ۔)) لِمَا يُرٰى عَلَيْهِ مِنَ التُّرَابِ، قَالَ: ((اَلَا اُحَدِّثُكُمَا

سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ غزوۂ ذی العشیرہ میں رفیق تھے، جب رسول اللہ ﷺ وہاں اترے اور قیام کیا تو ہم نے بنو مدلج قبیلے کے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ وہ کھجوروں میں اپنے ایک چشمے میں کام کر رہے تھے۔ سیدنا علی نے مجھے کہا: ابو الیقظان! کیا خیال ہے کہ اگر ہم ان کے پاس چلے جائیں اور دیکھیں کہ یہ کیسے کام کرتے ہیں؟ سو ہم ان کے پاس چلے گئے اور کچھ دیر تک ان کا کام دیکھتے رہے، پھر ہم پر نیند غالب آ گئی۔ میں اور سیدنا علی کھجوروں کے ایک جھنڈ میں چلے گئے اور مٹی میں لیٹ کر سو گئے۔ اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے ہی ہمیں اپنے پاؤں کے ساتھ حرکت دے کر جگایا اور ہم مٹی آلود ہو چکے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی پر مٹی دیکھی تو فرمایا: ''اے ابو تراب! (یعنی مٹی والے)'' پھر آپ نے فرمایا: ''کیا میں تمہارے لیے دو بد بخت ترین مردوں کی نشاندہی نہ کروں؟'' ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیوں نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''احیمر ثمودی، جس نے اونٹنی کی کونچیں کاٹ دی تھیں اور وہ آدمی جو

(۱۲۳۸۶) تخريج: حسن لغيره، اخرجه الحاكم: ۳/ ۱۴۰، والبزار: ۱۴۱۷ (انظر: ۱۸۳۲۱)

بِأَشْقَى النَّاسِ رَجُلَيْنِ؟)) قُلْنَا: بَلَى، يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: ((أُحَيْمِرُ ثَمُودَ الَّذِي عَقَرَ النَّاقَةَ، وَالَّذِي يَضْرِبُكَ يَا عَلِيُّ! عَلَى هَذِهِ يَعْنِي قَرْنَهُ حَتَّى تُبَلَّ مِنْهُ هٰذِهِ يَعْنِي لِحْيَتَهُ.)) (مسند احمد: ١٨٥١١)

(اے علی!) تیرے سر پر مارے گا، حتی کہ تیری (داڑھی) خون سے بھیگ جائے گی۔‘‘

شرح:...... صالح علیہ السلام کو قوم ثمود کی طرف بھیجا گیا، یہ ایک نافرمان قوم تھی، انھوں نے اپنے پیغمبر سے مطالبہ کیا کہ وہ پتھر کی چٹان سے اس طرح ایک اونٹنی نکال کر دکھائے کہ وہ بھی دیکھ رہے ہوں۔ صالح نے ان سے عہد لیا کہ اس کے بعد بھی اگر ایمان نہ لائے تو وہ ہلاک کر دیے جائیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس معجزے کا اظہار کر دیا، لیکن باغیوں کا ایمان لانا تو درکنار، انھوں نے تو سرے سے اونٹنی کا قصہ ہی تمام کر دیا اور اللہ تعالیٰ کی گرفت میں مبتلا ہو گئے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِطَغْوٰهَا إِذِ انْبَعَثَ أَشْقٰهَا فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا فَكَذَّبُوهُ فَعَقَرُوهَا فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْبِهِمْ فَسَوّٰهَا ـ﴾ (سورۂ شمس: ١٢ تا ١٤) ...... ’’قوم ثمود نے اپنی سرکشی کے باعث جھٹلا دیا۔ جب ان کا بڑا بد بخت کھڑا ہوا۔ انہیں اللہ کے رسول نے فرما دیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی اونٹنی اور اس کے پینے کی باری کی (حفاظت کرو)۔ ان لوگوں نے اپنے پیغمبر کو جھوٹا سمجھ کر اس اونٹنی کی کوچیں کاٹ دیں۔ پس ان کے رب نے ان کے گناہوں کے باعث ان پر ہلاکت ڈالی اور پھر ہلاکت کو عام کر دیا اور اس بستی کو (نیست و نابود کر کے) برابر کر دیا۔‘‘

اکثر مفسرین کے نزدیک اونٹنی کی کوچیں کاٹنے والے بد بخت کا نام قدار بن سالف تھا، وہ اس بغاوت کی وجہ سے رئیس الاشقیاء (سب سے بڑا بد بخت) بن گیا۔ چونکہ اس شرارت میں پوری قوم شریک تھی، اس لیے اس آیت میں اس جرم کو پوری قوم کی طرف منسوب کیا گیا، وگرنہ عملی طور پر ایک شخص نے اونٹنی کی کوچیں کاٹی تھیں۔

جنگ نہروان میں خوارج کے صرف نو آدمی بچ گئے تھے، یہ صدارت و امامت کی حیثیت رکھتے تھے، انھوں نے فارس میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوتیں اور سازشیں کیں، لیکن ناکام رہے۔ بالآخر عبد الرحمٰن بن ملجم مرادی، برک بن عبد اللہ تمیمی اور عمرو بن بکر تمیمی مکہ مکرمہ میں جمع ہوئے اور تینوں اس رائے پر متفق ہو گئے کہ سیدنا علی، سیدنا امیر معاویہ اور سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم کو قتل کر دیا جائے، انھوں نے اس ناپاک عزم کی تکمیل کے لیے ١٦ رمضان جمعہ کے دن فجر کی نماز کا تقرر کیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کی ذمہ داری عبد الرحمٰن بن ملجم نے سنبھالی اور کوفہ کی طرف روانہ ہوا، وہاں پہنچ کر اپنے دوستوں سے ملاقاتیں کیں، اس کے ہم خیالوں نے وردان نامی شخص کو ابن ملجم کی مدد کرنے کے لیے مقرر کیا، شبیب بن شجرہ بھی ان کے ساتھ تھا۔ یہ تینوں پچھلی رات مسجد کوفہ میں پہنچ گئے اور دروازے کے قریب چھپ کر بیٹھ گئے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ حسبِ عادت لوگوں کو نماز کے لیے آوازیں دیتے ہوئے مسجد میں داخل ہوئے۔ سب سے پہلے وردان

نے آگے بڑھ کر تلوار کا وار کیا، مگر اس کی تلوار دروازے کی چوکھٹ یا دیوار پر پڑی اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ آگے بڑھ گئے۔ ابن ملجم فوراً لپکا اور آپ کی پیشانی پر تلوار کا ہاتھ مارا، جو بہت کاری پڑا، زخمی ہونے کے تیسرے دن ۲۰ رمضان سنہ ۴۰ ہجری کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو شہید ہو گئے۔ بعد میں سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے ابن ملجم کو قصاصاً ایک ہی وار سے قتل کر دیا۔

(۱۲۳۸۷)۔ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ: قَدِمَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلٰى قَوْمٍ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ مِنَ الْخَوَارِجِ، فِيهِمْ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ: الْجَعْدُ بْنُ بَعْجَةَ، فَقَالَ لَهُ: اتَّقِ اللّٰهَ يَا عَلِيُّ، فَإِنَّكَ مَيِّتٌ، فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: بَلْ مَقْتُولٌ ضَرْبَةٌ عَلٰى هٰذَا تَخْضِبُ هٰذِهِ يَعْنِي لِحْيَتَهُ مِنْ رَأْسِهِ، عَهْدٌ مَعْهُودٌ وَقَضَاءٌ مَقْضِيٌّ، وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى، وَعَاتَبَهُ فِي لِبَاسِهِ، فَقَالَ: مَا لَكُمْ وَلِلِبَاسِي؟ هُوَ أَبْعَدُ مِنَ الْكِبْرِ، وَأَجْدَرُ أَنْ يَقْتَدِيَ بِيَ الْمُسْلِمُ۔ (مسند احمد: ۷۰۳)

زید بن وہب سے روایت ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اہل بصرہ کے خوارج میں سے ایک قوم کے پاس تشریف لے گئے، ان میں سے ایک آدمی کا نام جعد بن بعجہ تھا، اس نے کہا: علی! اللہ سے ڈرو، تم نے بالآخر مرنا ہی ہے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہا: میں نے مرنا نہیں، بلکہ قتل ہونا ہے، میرے سر پر وار لگے گا، جس سے یہ میری داڑھی رنگین ہو جائے گی، یہ پختہ خبر ہے اور اللہ کی طرف سے فیصلہ ہو چکا ہے اور جس نے جھوٹ باندھا اس نے نقصان اٹھایا، پھر جب اس آدمی نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لباس پر اعتراض کیا تو انھوں نے کہا: تمہیں میرے اس لباس سے کیا؟ یہ تکبر سے بالکل بری ہے اور اس لائق ہے کہ اہل اسلام اس سلسلہ میں میری اقتداء کریں گے۔

(۱۲۳۸۸)۔ عَنْ أَبِي تِحْيٰى قَالَ: لَمَّا ضَرَبَ ابْنُ مُلْجِمٍ عَلِيًّا رضی اللہ عنہ الضَّرْبَةَ، قَالَ عَلِيٌّ: افْعَلُوا بِهِ كَمَا أَرَادَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَفْعَلَ بِرَجُلٍ أَرَادَ قَتْلَهُ، فَقَالَ: اقْتُلُوهُ ثُمَّ حَرِّقُوهُ۔ (مسند احمد: ۷۱۳)

ابو تحیی سے مروی ہے کہ جب ابن ملجم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر وار کیا تو انہوں نے کہا: تم اس کے ساتھ وہی سلوک کرنا، جو اللہ کے رسول ﷺ نے اس آدمی کے ساتھ کیا تھا، جس نے آپ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ''اسے قتل کر دو اور پھر اسے جلا ڈالو۔'' ❶

فَصْلٌ فِيْ عَدْمِ اِسْتِخْلَافِهِ اَحَدًا بَعْدَهُ

فصل: اس امر کا بیان کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد کسی کو خلیفہ نامزد نہیں کیا

(۱۲۳۸۹)۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ

عبداللہ بن سبع سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے

(۱۲۳۸۷) تخریج: اسناده ضعیف، شريك بن عبد الله النخعي سيء الحفظ، اخرجه الطيالسي: ۱۵۷ (انظر: ۷۰۳)

(۱۲۳۸۸) تخریج: اسناده ضعيف لضعف شريك بن عبد الله النخعي وعمران بن ظبيان (انظر: ۷۱۳)

(۱۲۳۸۹) تخریج: حسن لغيره، اخرجه ابن ابي شيبة: ۱۴/ ۵۹۶، وابويعلى: ۳۴۱ (انظر: ۱۰۷۸)

❶ حدیث ضعیف ہے اور آگ کے ساتھ کسی ذی روح کو عذاب دینا یا جلانا منع ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّ النَّارَ لَا يُعَذِّبُ بِهَا اَحَدٌ اِلَّا اللّٰهُ)) (صحيح بخاری: ۲۹۵۴) ''آگ کے ساتھ اللہ کے سوا کوئی عذاب نہیں دیتا (یعنی کوئی عذاب نہ دے)۔'' (عبداللہ رفیق)

عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَبُعٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ: لَتُخْضَبَنَّ هٰذِهِ مِنْ هٰذَا فَمَا يَنْتَظِرُ بِي الْأَشْقٰى، قَالُوْا: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَأَخْبِرْنَا بِهِ نُبِيرُ عِتْرَتَهُ، قَالَ: إِذًا تَاللّٰهِ تَقْتُلُونَ بِي غَيْرَ قَاتِلِي، قَالُوْا: فَاسْتَخْلِفْ عَلَيْنَا، قَالَ: لَا، وَلٰكِنْ أَتْرُكُكُمْ إِلٰى مَا تَرَكَكُمْ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالُوْا: فَمَا تَقُولُ لِرَبِّكَ إِذَا أَتَيْتَهُ؟ وَقَالَ وَكِيعٌ مَرَّةً: إِذَا لَقِيتَهُ، قَالَ: أَقُولُ اللّٰهُمَّ تَرَكْتَنِي فِيهِمْ مَا بَدَا لَكَ، ثُمَّ قَبَضْتَنِي إِلَيْكَ وَأَنْتَ فِيهِمْ، فَإِنْ شِئْتَ أَصْلَحْتَهُمْ، وَإِنْ شِئْتَ أَفْسَدْتَهُمْ۔ (مسند احمد: ۱۰۷۸)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا: میری یہ داڑھی میرے سر کے خون سے رنگین ہوگی اور انتہائی بدبخت آدمی میرے ساتھ ایسا سلوک کرنے کا منتظر ہے۔ لوگوں نے کہا: اے امیر المومنین! آپ ہمیں اس کے متعلق بتلا دیں تو ہم اس کی اولاد تک کا نام ونشان نہ چھوڑیں، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر میں ایسا کروں تو تم میرے اصل قاتل کے علاوہ کسی دوسرے کو قتل کر دو گے۔ لوگوں نے کہا: اچھا آپ کسی کو ہمارے اوپر خلیفہ نامزد کر دیں، انھوں نے اس سے بھی انکار کر دیا اور کہا: میں تمہیں اسی طرح چھوڑ کر جاؤں گا، جس طرح اللہ کے رسول ﷺ تمہیں چھوڑ گئے تھے، یعنی آپ ﷺ نے بھی کسی کو خلیفہ نامزد نہیں کیا تھا، لوگوں نے کہا: آپ اپنے رب کے ہاں جا کر کیا کہیں گے؟ انھوں نے کہا: میں کہوں گا: یا اللہ! جب تک تجھے منظور تھا تو نے مجھے ان کے درمیان باقی رکھا، پھر تو نے مجھے اپنی طرف بلا لیا اور ان لوگوں میں میرے بعد تو ہی تھا، تو چاہتا ہے تو ان کی اصلاح کر دے اور اگر چاہتا ہے تو ان میں فساد برپا کر دے۔

خُطْبَةُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ بَعْدَ وَفَاةِ وَالِدِهِ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کا خطبہ

(۱۲۳۹۰)۔ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ، عَنْ هُبَيْرَةَ، خَطَبَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ فَقَالَ: لَقَدْ فَارَقَكُمْ رَجُلٌ بِالْاَمْسِ، لَمْ يَسْبِقْهُ الْاَوَّلُوْنَ بِعِلْمٍ وَلَا يُدْرِكُهُ الْآخِرُوْنَ، كَانَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَبْعَثُهُ بِالرَّايَةِ، جِبْرِيْلُ عَنْ يَمِيْنِهِ وَمِيْكَائِيْلُ عَنْ شِمَالِهِ، لَا يَنْصَرِفُ

ہبیرہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: سیدنا حسن بن علی علیہ السلام نے ہمیں خطبہ دیا اور کہا: کل ایک ایسا آدمی تمہیں داغ مفارقت دے گیا ہے کہ نہ تو پہلے لوگوں میں سے کوئی علمی طور پر اس سے سبقت لے گیا ہے اور نہ بعد والوں میں سے کوئی اس کے مقام کو پا سکے گا، رسول اللہ ﷺ اسے جھنڈا دے کر روانہ کرتے تو جبریل علیہ السلام اس کی دائیں جانب ہوتا اور میکائیل علیہ السلام اس کی

(۱۲۳۹۰) تخریج: حسن، اخرجه ابن ابی شیبة: ۱۲/ ۷۳، والنسائی فی "الکبری": ۸٤۰۸، وابن حبان: ٦۹۳٦، والطبرانی: ۲۷۱۷، ۲۷۱۹ (انظر: ۱۷۱۹)

حَتّٰی یُفْتَحَ لَهُ۔ (مسند احمد: ۱۷۱۹)

بائیں جانب اور وہ فتح کے بغیر نہ لوٹتا تھا۔

(۱۲۳۹۱)۔ (وَمِنْ طَرِیْقٍ آخَرَ بِنَحْوِهِ) وَزَادَ: وَمَا تَرَكَ مِنْ صَفْرَاءَ وَلَا بَیْضَاءَ إِلَّا سَبْعَ مِائَةِ دِرْهَمٍ مِنْ عَطَائِهِ كَانَ یَرْصُدُهَا لِخَادِمٍ لِأَهْلِهِ۔ (مسند احمد: ۱۷۲۰)

(دوسری سند) اس میں یہ الفاظ زائد ہیں: سیدنا علی رضی اللہ عنہ سونا اور چاندی چھوڑ کر نہیں گئے، بس صرف سات سو درہم تھے، جو انہوں نے اہل خانہ کے خادم کے لیے الگ محفوظ رکھے ہوئے تھے۔

اَبْوَابُ خَلَافَةِ الْإِمَامِ الْحَسَنِ بْنِ الْإِمَامِ عَلِيٍّ وَابْنِ سَیِّدَةِ فَاطِمَةَ الزُّهْرَاءِ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

سیدنا امام علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کے فرزند سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت سے متعلقہ ابواب

اَلْبَابُ الْاَوَّلُ فِیْ خَلَافَتِهِ

باب اول: سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت کا بیان

(۱۲۳۹۲)۔ عَنْ زُهَیْرِ بْنِ الْأَقْمَرِ قَالَ: بَیْنَمَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ یَخْطُبُ بَعْدَمَا قُتِلَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، إِذْ قَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَزْدِ آدَمُ طُوَالٌ، فَقَالَ: لَقَدْ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعَهُ فِی حَبْوَتِهِ، یَقُوْلُ: ((مَنْ أَحَبَّنِی فَلْیُحِبَّهُ، فَلْیُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ۔)) وَلَوْلَا عَزْمَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا حَدَّثْتُكُمْ۔ (مسند احمد: ۲۳٤۹٤)

زہیر بن اقمر سے مروی ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ایک دن سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ خطاب کر رہے تھے کہ بنو ازد کے ایک آدمی نے کھڑے ہو کر کہا: میں نے دیکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو اپنی گود میں بٹھایا ہوا تھا اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''جسے مجھ سے محبت ہے، وہ اس سے بھی محبت کرے، جو لوگ یہاں موجود ہیں وہ یہ بات ان لوگوں تک پہنچا دیں، جو یہاں نہیں ہیں۔'' اگر رسول اللہ ﷺ کی طرف سے یہ تاکید نہ ہوتی تو میں تمہیں یہ حدیث نہ سناتا۔

(۱۲۳۹۱) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

(۱۲۳۹۲) تخریج: اسناده صحیح، اخرجه ابن ابی شیبة: ۱۲/ ۹۹، والبخاری فی "التاریخ الکبیر": ۳/ ٤۲۸، والحاکم: ۳/ ۱۷۳ (انظر: ۲۳۱۰۵)

(۱۲۳۹۳)۔ ثَنَا هَاشِمٌ، حَدَّثَنَا الْمُبَارَكُ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ، وَكَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَثِبُ عَلٰى ظَهْرِهِ، إِذَا سَجَدَ فَفَعَلَ ذٰلِكَ غَيْرَ مَرَّةٍ، (وَفِي رِوَايَةٍ: فَيَرْفَعُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رَفْعًا رَقِيقًا لِئَلَّا يُصْرِعَهُ) أَبُو بَكْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ، وَكَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَثِبُ عَلٰى ظَهْرِهِ إِذَا سَجَدَ، فَفَعَلَ ذٰلِكَ غَيْرَ مَرَّةٍ، فَقَالُوا لَهُ: وَاللّٰهِ! إِنَّكَ لَتَفْعَلُ بِهٰذَا شَيْئًا مَا رَأَيْنَاكَ تَفْعَلُهُ بِأَحَدٍ، قَالَ الْمُبَارَكُ: فَذَكَرَ شَيْئًا ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ، وَسَيُصْلِحُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ۔)) فَقَالَ الْحَسَنُ: فَوَاللّٰهِ وَاللّٰهِ بَعْدَ أَنْ وَلِيَ لَمْ يُهْرَقْ فِي خِلَافَتِهِ مِلْءُ مِحْجَمَةٍ مِنْ دَمٍ۔ (مسند احمد: ۲۰۷۲۱)

سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے اور سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کود کر آپ ﷺ کی کمر پر چڑھ جاتے، انھوں نے ایسے کئی بار کیا۔ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نرمی سے اٹھتے تھے تاکہ وہ گر نہ جائیں، یہ منظر دیکھ کر صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے کہا: اللہ کی قسم! آپ جیسا سلوک اس کے ساتھ کرتے ہیں، ویسا کسی اور کے ساتھ نہیں کرتے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”میرا یہ بیٹا سردار ہے، اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرائے گا۔“ حسن بصری نے کہا: پس اللہ کی قسم، اللہ کی قسم ہے کہ ان کی خلافت میں ایک شیشی کی مقدار بھی خون نہیں بہایا گیا۔

(۱۲۳۹٤)۔ عَنْ أَبِي مُوسٰى وَيُقَالُ لَهُ: إِسْرَائِيلُ، قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا بَكْرَةَ، وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً: عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَحَسَنٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ

سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے اور سیدنا حسن علیہ السلام بھی آپ کے ہمراہ تھے، آپ ایک بار لوگوں کی طرف دیکھتے اور ایک باران پر نظر ڈالتے اور فرماتے تھے: ”میرا یہ بیٹا سردار ہوگا اور امید ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اس کے

(۱۲۳۹۳) تخریج: حدیث صحیح، اخرجه الطیالسی: ۸۷٤، وابن حبان: ٦٩٦٤، والطبرانی فی "الکبیر": ۲۵۹۱ (انظر: ۲۰٤٤۸)

(۱۲۳۹٤) تخریج: اخرجه البخاری: ۲۷۰٤، ۳۷٤٦، ۷۱۰۹ (انظر: ۲۰۳۹۲)

مَعَهُ وَهُوَ يُقْبِلُ عَلَى النَّاسِ مَرَّةً وَعَلَيْهِ مَرَّةً وَيَقُولُ: ((إِنَّ ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ، وَلَعَلَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ۔)) (مسند احمد: ٢٠٦٦٣)

ذریعے مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرائے گا۔''

(١٢٣٩٥)۔ (وَمِنْ طَرِيقٍ آخَرَ) عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ، قَالَ: بَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ يَخْطُبُ إِذْ جَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، فَصَعِدَ إِلَيْهِ الْمِنْبَرَ، فَضَمَّهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِ، وَمَسَحَ عَلٰى رَأْسِهِ، وَقَالَ: ((ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ، وَلَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُصْلِحَ عَلٰى يَدَيْهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ۔)) (مسند احمد: ٢٠٧٧٣)

(دوسری سند) سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ دے رہے تھے کہ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ آ گئے، وہ آ کر آپ کے پاس منبر پر چلے گئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اپنے سینے سے لگالیا اور ان کے سر پر ہاتھ پھیر کر فرمایا: ''میرا یہ بیٹا سردار ہے اور امید ہے کہ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرائے گا۔''

فوائد:...... سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ ہوا اور وہ زخمی ہونے کے تیسرے دن ۲۰ رمضان ۴۰ھ کو دار فانی سے روانہ ہو گئے۔

ان کے بعد اسی مہینے میں سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی بیعت کی گئی، جو بڑے نرم خو، متحمل مزاج، صلح جو اور امن پسند تھے اور جنگ و جدل سے طبعی طور پر نفرت رکھتے تھے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو عالم اسلام پر حکومت کرنے کی دیرینہ تمنا پوری کرنے کا موقع ملا، چنانچہ انھوں نے عراق پر فوج کشی کر دی، جب سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو شامی فوج کی پیش قدمی کی خبر ملی تو آپ نے قیس بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ کو بارہ ہزار فوج کے ساتھ مقابلہ کے لیے آگے بھیج دیا اور خود ان کے عقب میں روانہ ہو گئے، اگرچہ عراقی فوج کی غداری کی مثالیں بھی موجود ہیں، لیکن جان نثاروں کی تعداد بھی معقول تھی، اصل بات یہ تھی کہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے خون کی قیمت پر خلافت نہیں خریدنا چاہتے تھے، اس لیے انھوں نے چند شرائط پر ربیع الاول ۴۱ھ کو سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دست برداری کا اعلان کر دیا، اس طرح آپ رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت چھ ماہ بنتی ہے۔

اس دست برداری سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی درج ذیل پیشین گوئی پوری ہوئی:

(١٢٣٩٥) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

حسن بصری کہتے ہیں: لَمَّا سَارَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا إِلَى مُعَاوِيَةَ بِالْكَتَائِبِ، قَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ لِمُعَاوِيَةَ: أَرٰى كَتِيبَةً لَا تُوَلِّي حَتّٰى تُدْبِرَ أُخْرَاهَا۔ قَالَ مُعَاوِيَةُ: مَنْ لِذَرَارِي الْمُسْلِمِينَ؟ فَقَالَ: أَنَا، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَامِرٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَمُرَةَ: نَلْقَاهُ فَنَقُولُ لَهُ: الصُّلْحَ، قَالَ الْحَسَنُ: وَلَقَدْ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرَةَ قَالَ: بَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ جَاءَ الْحَسَنُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اِبْنِي هٰذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ۔)) (صحیح بخاری: ۷۱۰۹) جب سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما لشکروں کے ہمراہ معاویہ کی طرف چلے تو سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا: میرا خیال تو یہ ہے کہ یہ لشکر اس وقت تک واپس نہیں پلٹے گا، جب تک اس کے مدمقابل پیٹھ نہ پھیر جائیں۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: مسلمانوں کے بچوں کا کفیل کون ہوگا؟ انھوں نے کہا: میں ہوں گا۔ پھر عبداللہ بن عامر اور عبدالرحمٰن بن سمرہ نے کہا: ہم ان کو ملتے ہیں اور صلح پیش کرتے ہیں۔ حسن بصری نے کہا: میں نے سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا: نبی کریم ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ آ گئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ میرا بیٹا سردار ہے، شاید اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو جماعتوں کے مابین صلح کروا دے۔''

حافظ ابن حجر نے کہا: اس قصہ میں نبوت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے (کہ آپ ﷺ کی پیشین گوئی پوری ہوئی) اور سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی منقبت بھی ہے کہ انھوں نے قلت، ذلت اور کسی علت کے بغیر حکمرانی ترک کر دی اور اللہ تعالیٰ کے انعام کی رغبت میں مسلمانوں کا خون بہنے سے بچا لیا، پس انھوں نے دین کے معاملے اور امت کی مصلحت کا خیال رکھا، اس حدیث میں خوارج کا ردّ بھی ہے، جو سیدنا علی اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما اور ان کا ساتھ دینے والے لوگوں کو کافر قرار دیتے تھے، کیونکہ آپ ﷺ نے دونوں گروہوں کے بارے میں شہادت دی کہ وہ مسلمان ہوں گے۔ (فتح الباری: ۱۳/ ۸۳)

اَلْبَابُ الثَّانِي فِي مَنَاقِبِهِ غَيْرِ مَا تَقَدَّمَ فِي مَنَاقِبِ آلِ الْبَيْتِ وَفِيهِ فُصُولٌ

باب دوم: اہل بیت کے متعلق پہلے ذکر کردہ فضائل کے علاوہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے مزید مناقب کا بیان اس باب میں کئی فصلیں ہیں

اَلْفَصْلُ الْأَوَّلُ فِي مَحَبَّةِ النَّبِيِّ ﷺ إِيَّاهُ وَحُبِّهِ مَنْ أَحَبَّهُ

فصل اول: نبی کریم ﷺ کی سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے اور ان سے محبت کرنے والے سے محبت کا بیان

(۱۲۳۹٦)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ — سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے

(۱۲۳۹٦) تخریج: اخرجه البخاری: ۲۱۲۲، ومسلم: ۲٤۲۱ (انظر: ۷۳۹۸)

النَّبِيُّ ﷺ قَالَ لِحَسَنٍ: ((اَللّٰهُمَّ اِنِّي أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُ۔)) (مسند احمد: ٧٣٩٢)

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے متعلق ارشاد فرمایا: ''یااللہ! مجھے اس سے محبت ہے، پس تو اس سے بھی محبت کرے اور اس سے محبت کرنے والے سے بھی محبت کر۔''

(١٢٣٩٧)۔ (وَعَنْهُ اَيْضًا) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سُوقٍ مِنْ أَسْوَاقِ الْمَدِينَةِ، فَانْصَرَفَ وَانْصَرَفْتُ مَعَهُ، فَجَاءَ إِلَى فِنَاءِ فَاطِمَةَ فَنَادَى الْحَسَنَ، فَقَالَ: ((أَيْ لُكَعُ! أَيْ لُكَعُ! أَيْ لُكَعُ!)) قَالَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ، قَالَ: فَانْصَرَفَ وَانْصَرَفْتُ مَعَهُ، قَالَ: فَجَاءَ إِلَى فِنَاءِ عَائِشَةَ فَقَعَدَ، قَالَ: فَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: ظَنَنْتُ أَنَّ أُمَّهُ حَبَسَتْهُ لِتَجْعَلَ فِي عُنُقِهِ السِّخَابَ، فَلَمَّا جَاءَ الْتَزَمَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالْتَزَمَ هُوَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ، وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُ۔)) ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔ (مسند احمد: ٨٣٦٢)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے ہمراہ مدینہ کے ایک بازار میں تھا، آپ ﷺ واپس ہوئے تو میں بھی آپ کے ساتھ واپس آ گیا، آپ ﷺ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کی طرف گئے اور سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو بلاتے ہوئے آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا: ''او بچے! او چھوٹو! او بچے!'' کسی نے آپ ﷺ کی بات کا جواب نہ دیا، آپ ﷺ واپس آ گئے، میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ لوٹ آیا، پھر آپ ﷺ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر جا کر بیٹھ گئے، اتنے میں سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ بھی آ گئے، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میرا خیال ہے کہ ان کو ان کی والدہ نے ان کے گلے میں ہار کی مانند کوئی چیز ڈالنے کے لیے روک لیا تھا، جب وہ آئے تو آپ ﷺ نے ان کو گلے لگالیا اور وہ آپ ﷺ کے گلے سے لگ گئے، آپ ﷺ نے اس وقت تین بار فرمایا: ''یا اللہ! مجھے اس سے محبت ہے، پس تو اس سے بھی محبت کر اور اس سے محبت کرنے والے سے بھی محبت کر۔''

(١٢٣٩٨)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ آخَرَ) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى سُوقِ بَنِي قَيْنُقَاعَ مُتَّكِئًا عَلَى يَدِي، فَطَافَ فِيهَا ثُمَّ رَجَعَ فَاحْتَبَى فِي الْمَسْجِدِ، وَقَالَ: ((أَيْنَ لُكَاعٌ؟

(دوسری سند) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے ہاتھ پر ٹیک لگائے ہوئے بنو قینقاع کے بازار کی طرف تشریف لے گئے، آپ ﷺ نے وہاں چکر لگایا، اس کے بعد واپس آ کر مسجد میں بیٹھ گئے اور فرمایا: ''چھوٹا کہاں ہے؟ چھوٹو کو میرے پاس بلا کر لاؤ۔'' اتنے میں

(١٢٣٩٧) تخريج: اخرجه البخاري: ٥٨٨٤، وأخرجه مسلم مختصرا: ٢٤٢١ (انظر: ٨٣٨٠)

(١٢٣٩٨) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

ادْعُوا لِي لُكَاعَ.)) فَجَاءَ الْحَسَنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاشْتَدَّ حَتَّى وَثَبَ فِي حَبْوَتِهِ فَأَدْخَلَ فَمَهُ فِي فَمِهِ ثُمَّ قَالَ: ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ، وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُ.)) ثَلَاثًا، قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: مَا رَأَيْتُ الْحَسَنَ إِلَّا فَاضَتْ عَيْنِي أَوْ دَمَعَتْ عَيْنِي، أَوْ بَكَتْ شَكَّ الْخَيَّاطُ (الرَّاوِي)۔ (مسند احمد: ١٠٩٠٤)

سیدنا حسن علیہ السلام آ گئے اور دوڑ کر آپ ﷺ کی گود میں بیٹھ گئے، آپ ﷺ نے اپنا منہ اس کے منہ کے ساتھ لگایا اور تین بار فرمایا: ''یا اللہ! مجھے اس سے محبت ہے، تو بھی اس سے اور اس سے محبت کرنے والوں سے محبت فرما۔'' سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں جب بھی سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو دیکھتا ہوں تو میری آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں۔

(١٢٣٩٩)۔ عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَمُصُّ لِسَانَهُ، أَوْ قَالَ: شَفَتَهُ يَعْنِي الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ، وَإِنَّهُ لَنْ يُعَذَّبَ لِسَانٌ أَوْ شَفَتَانِ مَصَّهُمَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ١٦٩٧٣)

سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی زبان کو یا ہونٹ کو چوس رہے تھے اور جس زبان یا ہونٹوں کو رسول اللہ ﷺ نے چوما ہو، اسے عذاب نہیں ہوگا۔

(١٢٤٠٠)۔ عَنْ عُمَيْرِ بْنِ إِسْحَاقَ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ فَلَقِيَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، فَقَالَ: أَرِنِي أُقَبِّلْ مِنْكَ حَيْثُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُ، قَالَ: فَقَالَ: بِالْقَمِيصَةِ، قَالَ: فَقَبَّلَ سُرَّتَهُ۔ (مسند احمد: ٧٤٥٥)

عمیر بن اسحاق سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھا کہ ہم سے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آ ملے اور انہوں نے کہا: حسن! مجھے اجازت دیں کہ میں آپ کے اس مقام کو بوسہ دوں، جس مقام پر میں نے رسول اللہ ﷺ کو بوسہ دیتے دیکھا ہے، پھر انہوں نے ان کی قمیص اوپر اٹھا کر ان کی ناف پر بوسہ دیا۔

فَصْلٌ فِيْ اَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ كَانَ يُشْبِهُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

فصل دوم: اس امر کا بیان ہے کہ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ سے مشابہت رکھتے تھے

(١٢٤٠١)۔ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: ''جس نے خواب میں مجھے دیکھا، اس نے مجھے ہی دیکھا، کیونکہ

(١٢٣٩٩) تخريج: اسناده صحيح (انظر: ١٦٨٤٨)

(١٢٤٠٠) تخريج: اسناده ضعيف، تفرد به عمير بن اسحاق مختلف فيه، اخرجه ابن حبان: ٥٥٩٣، والطبراني: ٢٧٦٥، والحاكم: ٣/ ١٦٨ (انظر: ٧٤٦٢)

(١٢٤٠١) تخريج: اسناده قوى، اخرجه الترمذى فى "الشمائل": ٣٩١، والحاكم: ٤/ ٣٩٣ (انظر: ٨٥٠٨)

رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ بِي۔)) قَالَ عَاصِمٌ: قَالَ أَبِي: فَحَدَّثَنِيهِ ابْنُ عَبَّاسٍ، فَأَخْبَرْتُهُ أَنِّي قَدْ رَأَيْتُهُ قَالَ: رَأَيْتَهُ؟ قُلْتُ: إِي وَاللّٰهِ لَقَدْ رَأَيْتُهُ، قَالَ: فَذَكَرْتُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ قَالَ: إِنِّي وَاللّٰهِ قَدْ ذَكَرْتُهُ وَنَعَتُّهُ فِي مِشْيَتِهِ، قَالَ: فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِنَّهُ كَانَ يُشْبِهُهُ۔ (مسند احمد: ۸٤۸۹)

شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا۔'' عاصم کہتے ہیں: میرے والد نے کہا: جب یہی حدیث سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ کو بیان کی تو میں نے کہا: میں نے نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا ہے، انہوں نے پوچھا: کیا واقعی تم نے دیکھا ہے؟ میں نے عرض کی: جی ہاں، اللہ کی قسم! میں نے آپ ﷺ کو دیکھا ہے اور میں نے حسن بن علی رضی اللہ عنہ کا نام لیا کہ آپ ﷺ ان کے مشابہ تھے اور میں نے آپ کے چلنے کے انداز کا بھی ذکر کیا، سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: سیدنا حسن رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کے مشابہ ہیں۔

(۱۲٤۰۲)۔ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، أَخْبَرَنِي عُقْبَةُ بْنُ الْحَارِثِ، قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ بَعْدَ وَفَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَيَالٍ، وَعَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَمْشِي إِلٰى جَنْبِهِ، فَمَرَّ بِحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ يَلْعَبُ مَعَ غِلْمَانٍ، فَاحْتَمَلَهُ عَلٰى رَقَبَتِهِ، وَهُوَ يَقُولُ: وَا بِأَبِي شَبَهُ النَّبِيِّ، لَيْسَ شَبِيهًا بِعَلِيٍّ، قَالَ: وَعَلِيٌّ يَضْحَكُ۔ (مسند احمد: ٤٠)

عقبہ بن حارث سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ کی وفات سے چند راتوں بعد میں ایک دن عصر کی نماز کے بعد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ نکلا، ان کے پہلو میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی چلے آ رہے تھے، اتنے میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ، سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے پاس سے گزرے، وہ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنی گردن پر سوار کر لیا اور کہا: واہ! میرا باپ قربان ہو، یہ نبی کریم ﷺ کے مشابہ ہے، یہ اپنے والد علی رضی اللہ عنہ سے مشابہت نہیں رکھتا۔ یہ بات سن کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ مسکرا دیئے۔

(۱۲٤۰۳)۔ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَ أَشْبَهَ النَّاسِ بِهِ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ۔ (مسند احمد: ۱۸۹۵۲)

سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا، آپ ﷺ لوگوں میں سے سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے زیادہ مشابہ تھے۔

(۱۲٤۰٤)۔ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ:

ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں کہ جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا، سیدنا حسن بن

(۱۲٤۰۲) تخریج: اسناده صحيح على شرط البخارى، اخرجه البزار: ۵۳، وابويعلى: ۳۸، والطبرانى فى "الكبير": ۲۵۲۸ (انظر: ٤٠)

(۱۲٤۰۳) تخريج: اخرجه البخارى: ۳۵٤۳، ۳۵٤٤، ومسلم: ۲۳٤۳ (انظر: ۱۸۷٤۵)

(۱۲٤۰٤) تخريج: اسناده ضعيف لضعف زمعة بن صالح (انظر: ۲٦٤۲۲)

كَانَتْ فَاطِمَةُ تَنْقُزُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ، وَتَقُولُ: بِأَبِي شَبَهُ النَّبِيِّ لَيْسَ شَبِيهًا بِعَلِيٍّ۔ (مسند احمد: ٢٦٩٥٤)

علی رضی اللہ عنہ کو پیار و محبت سے اچھالتیں تو کہا کرتی تھیں: میرا باپ قربان، یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے مشابہ نہیں ہے۔

(١٢٤٠٥)۔ وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: اَلْحَسَنُ اَشْبَهُ النَّاسِ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَا بَيْنَ الصَّدْرِ إِلَى الرَّأْسِ، وَالْحُسَيْنُ اَشْبَهُ النَّاسِ بِالنَّبِيِّ ﷺ مَا كَانَ اَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ۔ (مسند احمد: ٧٧٤)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حسن رضی اللہ عنہ سینے سے سر تک اور حسین رضی اللہ عنہ سینے سے نیچے تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے زیادہ مشابہت رکھتے ہیں۔

اَلْبَابُ الثَّالِثُ فِيمَا اشْتَرَكَ فِيهِ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ رضی اللہ عنہما مِنَ الْمَنَاقِبِ

باب سوم: ان مناقب کا بیان، جن میں سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما مشترک ہیں

(١٢٤٠٦)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ حَسَنٌ وَحُسَيْنٌ، هٰذَا عَلَى عَاتِقِهِ وَهٰذَا عَلَى عَاتِقِهِ، وَهُوَ يَلْثِمُ هٰذَا مَرَّةً وَيَلْثِمُ هٰذَا مَرَّةً حَتَّى انْتَهَى إِلَيْنَا، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّكَ تُحِبُّهُمَا، فَقَالَ: ((مَنْ أَحَبَّهُمَا فَقَدْ أَحَبَّنِي، وَمَنْ اَبْغَضَهُمَا فَقَدْ اَبْغَضَنِي۔)) (مسند احمد: ٩٦٧١)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے، اس وقت آپ نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو ایک کندھے پر اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو دوسرے کندھے پر اٹھایا ہوا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی اس کا بوسہ لیتے اور کبھی اُس کا، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلتے چلتے ہمارے پاس آ گئے، ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان دونوں سے محبت ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جسے ان دونوں سے محبت ہے، اسے مجھ سے محبت ہے اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا، اس نے مجھ سے بغض رکھا۔''

(١٢٤٠٧)۔ (وَعَنْهُ اَيْضًا) قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الْعِشَاءَ، فَإِذَا سَجَدَ وَثَبَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عَلَى ظَهْرِهِ، فَإِذَا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ عشاء کی نماز ادا کر رہے تھے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں جاتے تو سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما

(١٢٤٠٥) تخريج: رجاله ثقات رجال الشيخين غير هانيء بن هانيء، قال النسائي: ليس به بأس، وقال ابن المديني: مجهول، وقال الشافعي: لايعرف، وقال الحافظ في "التقريب": مستور، وقال الالباني: هذا الحديث ضعيف، اخرجه الترمذي: ٣٧٧٩ (انظر: ٧٧٤)

(١٢٤٠٦) تخريج: حديث حسن، اخرجه الحاكم: ٣/ ١٦٦، والبزار: ٢٦٢٧ (انظر: ٩٦٧٣)

(١٢٤٠٧) تخريج: اسناده حسن، اخرجه البزار: ٢٦٣٠ (انظر: ١٠٦٥٩)

رَفَعَ رَأْسَهُ أَخَذَهُمَا بِيَدِهِ مِنْ خَلْفِهِ أَخْذًا رَفِيقًا، وَيَضَعُهُمَا عَلَى الْأَرْضِ، فَإِذَا عَادَ عَادَا حَتّٰى إِذَا قَضٰى صَلَاتَهُ، أَقْعَدَهُمَا عَلٰى فَخِذَيْهِ، قَالَ: فَقُمْتُ إِلَيْهِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَرُدُّهُمَا فَبَرَقَتْ بَرْقَةٌ، فَقَالَ لَهُمَا: ((الْحَقَا بِأُمِّكُمَا۔)) قَالَ: فَمَكَثَ ضَوْءُهَا حَتّٰى دَخَلَا عَلٰى أُمِّهِمَا۔ (مسند احمد: ١٠٦٦٩)

آپ کی پشت پر سوار ہو جاتے، جب آپ ﷺ سر اٹھانے کا ارادہ کرتے تو آپ اپنا ہاتھ پیچھے کر کے نرمی سے انہیں پکڑ کر زمین پر بٹھا دیتے، جب آپ ﷺ دوسرے سجدہ میں جاتے تو وہ پھر ویسے ہی کرتے، جب آپ ﷺ نے نماز پوری کر لی تو آپ ﷺ نے ان دونوں کو اپنی رانوں پر بٹھالیا، میں (ابو ہریرہ) آپ کی طرف اٹھ کر گیا اور کہا: اللہ کے رسول! میں نہیں گھر پہنچا آؤں، اتنے میں ایک چمک سی ہوئی اور آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''تم دونوں اپنی والدہ کے پاس چلے جاؤ۔'' سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ان دونوں کے گھر میں داخل ہونے تک وہ چمک موجود رہی، ایک روایت میں ہے: ان دونوں کے اپنی والدہ کے ہاں جانے تک وہ چمک باقی رہی۔

(١٢٤٠٨)۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ۔)) (مسند احمد: ١١٧٩٩)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''حسن اور حسین رضی اللہ عنہما نوجوانانِ جنت کے سردار ہیں۔''

(١٢٤٠٩)۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي رَاشِدٍ، عَنْ يَعْلَى الْعَامِرِيِّ أَنَّهُ جَاءَ حَسَنٌ وَحُسَيْنٌ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا يَسْتَبِقَانِ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَمَّهُمَا إِلَيْهِ، وَقَالَ: ((إِنَّ الْوَلَدَ مَبْخَلَةٌ مَجْبَنَةٌ وَإِنَّ آخِرَ وَطْأَةٍ وَطِئَهَا الرَّحْمٰنُ عَزَّ وَجَلَّ بِوَجٍّ۔)) (مسند احمد: ١٧٧٠٥)

یعلی عامری سے روایت ہے کہ سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما، رسول اللہ ﷺ کی طرف دوڑتے ہوئے آئے، آپ ﷺ نے ان دونوں کو اپنے ساتھ لگا لیا اور فرمایا: ''بے شک اولاد بخل اور بزدلی کا باعث بنتی ہے اور فتح مکہ کے بعد رحمان کی طرف سے مشرکین کی آخری گرفت غزوۂ طائف میں ''وادیٔ وج'' کے مقام پر ہوئی تھی۔''

(١٢٤٠٨) تخريج: صحيح، اخرجه الترمذي: ٣٧٦٨ (انظر: ١١٧٧٧)

(١٢٤٠٩) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة سعيد بن ابي راشد، اخرجه ابن ماجه: ٣٦٦٦ (انظر: ١٧٥٦٢)

اَلْبَابُ الرَّابِعُ فِيْ وَفَاةِ الْإِمَامِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ ‌ وَبِمَوْتِهِ انْتَهَتْ مُدَّةُ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ كَمَا اَخْبَرَ بِذٰلِكَ الصَّادِقُ الْاَمِيْنُ ﷺ

باب چہارم: سیدنا امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی وفات کا تذکرہ اوراس امر کا بیان کے صادق وامین ﷺ کی پیشین گوئی کے مطابق ان کی وفات سے خلفائے راشدین کی مدت خلافت پوری ہوگئی

(۱۲۴۱۰)۔ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ قَالَ: وَفَدَ الْمِقْدَامُ بْنُ مَعْدِي كَرِبَ، وَعَمْرُو بْنُ الْأَسْوَدِ إِلٰى مُعَاوِيَةَ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ لِلْمِقْدَامِ: أَعَلِمْتَ أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ تُوُفِّيَ؟ فَرَجَّعَ الْمِقْدَامُ، فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ: أَتَرَاهَا مُصِيبَةً؟ فَقَالَ: وَلِمَ لَا أَرَاهَا مُصِيبَةً؟ وَقَدْ وَضَعَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حِجْرِهِ، وَقَالَ: ((هٰذَا مِنِّي وَحُسَيْنٌ مِنْ عَلِيٍّ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہما ‌۔)) (مسند احمد: ۱۷۳۲۱)

سیدنا مقدام بن معدی کرب اور سیدنا عمرو بن اسود معاویہ رضی اللہ عنہما کی خدمت میں گئے، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا مقدام رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوگیا ہے؟ یہ سن کر مقدام نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھا، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: کیا آپ اس واقعہ کو مصیبت خیال کرتے ہیں؟ سیدنا مقدام نے کہا: میں اسے مصیبت کیوں نہ سمجھوں، جبکہ اللہ کے رسول ﷺ نے انہیں اپنی گود میں بٹھایا اور فرمایا تھا: ''یہ حسن میرا ہے اور حسین رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ کا ہے۔''

فوائد: ...... خلفائے راشدین کی مدت کے بارے میں درج ذیل حدیث اور بحث مفید رہے گی:

سیدنا سفینہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اَلْخِلَافَةُ ثَلَاثُونَ عَامًا، ثُمَّ يَكُونُ بَعْدَ ذٰلِكَ الْمُلْكُ۔)) قَالَ سَفِينَةُ: أَمْسِكْ خِلَافَةَ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَنَتَيْنِ، وَخِلَافَةَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَشْرَ سِنِينَ، وَخِلَافَةَ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اثْنَيْ عَشَرَ سَنَةً، وَخِلَافَةَ عَلِيٍّ سِتَّ سِنِينَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ۔ (ابوداود: ۴۶۴۷، واللفظ لاحمد) ''خلافت تیس برس تک رہے گی، بعد ازاں ملوکیت آ جائے گی۔'' سفینہ نے کہا، ذرا شمار کرو، دو سال سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت، دس سال سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت، بارہ سال سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت اور چھ سال سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت تھی۔

خلفائے راشدین کے ادوار خلافت کی تفصیل یہ ہے:

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ: دو سال، تین ماہ، دس دن

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ: دس سال، چھ ماہ، آٹھ دن

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ: گیارہ سال، گیارہ ماہ، نو دن

(۱۲۴۱۰) تخریج: اسناده ضعیف، بقية بن الوليد مدلس ويسوّى، وقد عنعن، اخرجه ابوداود: ۴۱۳۱ (انظر: ۱۷۱۸۹)

سیدنا علی مرتضی رضی اللہ عنہ: چار سال، نو ماہ، سات دن

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ: چھ ماہ

سنن ابی داود کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ((خِلَافَةُ النُّبُوَّةِ ثَلَاثُوْنَ سَنَةً ثُمَّ يُؤْتِي اللّٰهُ الْمُلْكَ أَوْ مُلْكَهُ مَنْ يَشَاءُ۔)) ...... ''تیس سال تک نبوت والی خلافت رہے گی، پھر اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا، اپنی بادشاہت عطا کر دے گا۔'' ملا علی قاریؒ نے کہا: اس حدیث کا یہ معنی معلوم ہوتا ہے کہ تیس سال تک ''خلافتِ کاملہ'' جاری رہے گی، اس میں مخالفت کا اور حق سے دور ہونے کا عنصر نہیں ہوگا، لیکن اس کے بعد کبھی یہ وصف مثبت نظر آئے گا اور کبھی منفی۔ (مرقاۃ: ۹/ ۲۷۱)

یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ ''بادشاہت'' فی نفسہ کوئی مذموم چیز نہیں ہے، کہ اس حدیث کا معنی یہ کیا جائے کہ تیس سالہ دورِ خلافت کے بعد والی امارت وملوکیت پر طعن وتشنیع شروع کر دیا جائے۔ اسلام میں وہ بادشاہت مذموم ہے، جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے احکام سے عملاً یا علماً اور عملاً نا آشنا ہو۔ ایسے بادشاہ کو ''امیر المومنین'' کا لقب دیا جائے یا ''خلیفۃ المسلمین'' کا، اس سے اس کی امارت یا خلافت کو کوئی سہارا نہیں ملے گا۔ اسلام میں القاب کا اعتبار نہیں ہے، عمل اور حقیقت کو معتبر سمجھا جاتا ہے۔ اگر کسی بادشاہ کا مقصد دین حق کی اشاعت اور اس کی سر بلندی، اسلامی تہذیب وتمدن کا نفاذ اور اس کا فروغ ہو، تو وہ قابل تعریف ہوگا، اگرچہ وہ باپ کے مر جانے کے بعد وراثۃً تخت نشین ہوا ہو۔ آج کل لوگوں نے نفس بادشاہت کو خلافت ونبوت کے منافی تصور کر رکھا ہے، جس کے لیے کوئی شرعی بنیاد نہیں۔ علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں: وہ بادشاہت، جو تصورِ خلافت کے منافی اور مخالف ہے، وہ جبروتیت (اور سرکشی) ہے، جسے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس وقت کسریت سے تعبیر کیا تھا، جب اس کے کچھ ظاہری آثار سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ میں انہوں نے دیکھے۔ لیکن وہ بادشاہت جس میں قہر وغلبہ، عصبیت اور شکوہ نہ ہو، وہ خلافت کے منافی ہے نہ نبوت کے۔ سلیمان علیہ السلام اور داود علیہ السلام دونوں نبی بھی تھے اور بادشاہ بھی تھے، لیکن اس کے باوجود وہ دونوں اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور دنیوی امور میں راہِ مستقیم پر قائم رہے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی بادشاہت بھی ایسے ہی تھی، ان کا مقصد محض بادشاہت کا حصول یا دنیاوی عز وجاہ میں اضافہ نہ تھا۔ جب مسلمان اکثر حکومتوں پر غالب آ گئے تو طبعی عصبیت کی بنا پر ان کے دل میں یہ جذبہ پیدا ہوا، بہر حال وہ مسلمانوں کے خلیفہ تھے، انھوں نے مسلم قوم کی اسی طرح رہنمائی کی، جس طرح بادشاہ اپنی اقوام کی اس وقت کرتے ہیں، جب قومی عصبیت اور شاہی مزاج اس کا متقاضی ہوتا ہے۔

اسی طرح دیندار خلفاء کا حال ہے جو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد ہوئے۔ انہیں بھی جب ضرورت لاحق ہوئی شاہانہ طور طریقے استعمال کیے۔ ان خلفاء کے حالات کا مطالعہ کرتے وقت اس بات کی ضرورت ہے کہ صرف صحیح روایات پر اعتماد کیا جائے نہ کہ کمزور روایات پر۔ جس خلیفہ کے افعال ٹھیک ہوں وہ خلیفۂ رسول ہے اور جو اس معیار پر پورا نہ اترے وہ دنیا کے عام بادشاہوں کی طرح بادشاہ ہے، اگرچہ اس کو خلیفہ ہی کیوں نہ کہا جاتا ہو۔ (تاریخ ابن خلدون: ۲/ ۱۴۲)

حقیقت یہ ہے کہ اسلام میں اصل مطاع اور قانون ساز اللہ تعالیٰ ہے، خلیفہ کا منصب نہ قانون سازی ہے اور نہ اس

کی ہر بات واجب الاطاعت ہے، وہ اللہ کے حکم کا پابند اور اس کو نافذ کرنے والا ہے اور اس کی اطاعت بھی اسی شرط کے ساتھ مشروط ہے۔ حکمرانی کا یہ تصور پہلے چار خلفاء کے دل و دماغ میں جس شدت کے ساتھ جاگزیں تھا، بعد میں یہ تصور بتدریج دھندلاتا چلا گیا، اسی کیفیت کو ''بادشاہت'' کے نام سے تعبیر کیا گیا، ورنہ فی الواقع بادشاہت اسلام میں مذموم نہیں ہے۔ سیدنا عمر بن عبد العزیز اصطلاحی طور پر ''بادشاہ'' ہی تھے، یعنی طریقۂ ولی عہدی سے خلیفہ بنے تھے، لیکن اپنے طرزِ حکمرانی کی بنا پر اپنا نیک نام چھوڑ گئے۔ اسی طرح اسلامی تاریخ میں اور بھی متعدد بادشاہ ایسے گزرے ہیں، جن کے روشن کارناموں سے تاریخ اسلام کے اوراق مزین اور جن کی شخصیتیں تمام مسلمانوں کی نظروں میں محمود و مستحسن ہیں۔ اسی طرح سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی اگر کوئی شخص ''بادشاہ'' کہنے پر مصر ہے تو بصد شوق کہے۔ ان جیسا عادل، اللہ سے ڈرنے والا اور عظیم کارنامے سرانجام دینے والا بادشاہ دنیا کی پوری تاریخ پیش نہیں کر سکتی۔ لیکن اگر کوئی شخص اس نقطۂ نظر سے ان کو بادشاہ کہے کہ وہ اسلامی طرزِ حکومت سے دور ہٹ گئے تھے، ان کے دورِ حکومت کا نظام اسلامی نہیں تھا اور ان کو اخلاق و شریعت کی حدود پھاند جانے میں کوئی باک نہ تھا، جس طرح کہ مولانا مودودی نے ''خلافت و ملوکیت'' میں یہی کچھ باور کرانے کی کوشش کی ہے، تو یہ سراسر ظلم، ناانصافی، غیر متعدل طرزِ فکر اور یکسر امرِ واقعہ کے خلاف ہے۔ اس موضوع پر حافظ صلاح الدین یوسف کی کتاب ''خلافت و ملوکیت کی تاریخی و شرعی حیثیت'' کا مطالعہ بہت مفید رہے گا۔ ان شاء اللہ۔

اَبْوَابُ خِلَافَةِ مُعَاوِيَةَ بْنِ اَبِيْ سُفْيَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی خلافت سے متعلقہ ابواب

اَلْبَابُ الْاَوَّلُ فِيْ خِلَافَتِهِ

باب اول: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کا بیان

(۱۲٤۱۱)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: سَمِعْتُ جَدِّي يُحَدِّثُ أَنَّ مُعَاوِيَةَ أَخَذَ الْإِدَاوَةَ بَعْدَ أَبِي هُرَيْرَةَ يَتْبَعُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَا،

ابو امیہ عمرو بن یحییٰ بن سعید کہتے ہیں: میں نے اپنے دادا سے سنا وہ بیان کرتے تھے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیمار پڑ گئے تھے اور ان کے بعد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے وضو کا برتن سنبھال لیا اور وہ برتن لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ رہنے لگے،

(۱۲٤۱۱) تخریج: رجاله ثقات رجال الصحیح، غیر ان جد عمرو بن یحیی، وھو سعید بن عمرو، لم یتبین لنا سماعه من معاویة، وجزم الھیثمی فی "المجمع" ٥/ ۱۸٦ بارساله، وضعّفه الذھبی فی جملة ما ضعّفه من احادیث فضائل معاویة فی "السیر" ۳/ ۳۳۱، وذکر منھا ھذا الحدیث، اخرجه ابویعلی: ۷۳۸۰، وابن بی شیبة: ۱۱/ ۱٤۷، والطبرانی فی "الکبیر": ۱۹/ ۸٥۰ (انظر: ۱٦۹۳۳)

وَاشْتَكَى أَبُو هُرَيْرَةَ فَبَيْنَا هُوَ يُوَضِّيءُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَفَعَ رَأْسَهُ إِلَيْهِ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ، فَقَالَ: ((يَا مُعَاوِيَةُ! إِنْ وُلِّيتَ أَمْرًا فَاتَّقِ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَاعْدِلْ۔)) قَالَ: فَمَا زِلْتُ أَظُنُّ أَنِّي مُبْتَلًى بِعَمَلٍ لِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ حَتَّى ابْتُلِيتُ۔ (مسند احمد: ۱۷۰۵۷)

ایک دن وہ آپ ﷺ کو وضو کرا رہے تھے کہ آپ ﷺ نے ایک دو دفعہ اپنا سر مبارک ان کی طرف اٹھایا اور فرمایا: ''معاویہ! اگر تجھے حکومت ملے تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اور عدل کا دامن تھامے رکھنا۔'' سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کریم ﷺ کی اس بات کے پیش نظر مجھے یقین تھا کہ مجھے حکومت کے معاملے میں آزمایا جائے گا، بالآخر یہی ہوا۔

فوائد:...... یہ روایت تو ضعیف معلوم ہوتی ہے، لیکن درج ذیل حدیث مبارکہ میں مسلمانوں کی جن دو جماعتوں کا ذکر ہے، ان میں سے ایک جماعت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی تھی اور ایک سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی، سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے سیدنا معاویہ کے حق میں دستبرداری کا اعلان کر دیا تھا اور اس طرح سے امت ِ مسلمہ کا پھر ایک بار ایک حکمران پر اتفاق ہو گیا تھا۔

سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ آ گئے، آپ ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا: ((اِبْنِيْ هٰذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللّٰهُ اَنْ يُّصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔)) (صحیح بخاری: ۷۱۰۹) ''یہ میرا بیٹا سردار ہے، شاید اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو جماعتوں کے مابین صلح کروا دے۔''

پس آپ ﷺ کی پیشین گوئی پوری ہوئی اور جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بعد سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو مسلمانوں کا خلیفہ منتخب کیا گیا تو وہ چھ ماہ بعد اپنی خلافت سے مستعفی ہو گئے اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دستبردار ہو گئے۔

اَلْبَابُ الثَّانِيْ فِيْ مَنَاقِبِهِ

باب دوم: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے مناقب

(۱۲۴۱۲)۔ عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ السُّلَمِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَدْعُونَا إِلَى السَّحُورِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ: ((هَلُمُّوا إِلَى الْغَدَاءِ الْمُبَارَكِ۔)) ثُمَّ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((اللّٰهُمَّ عَلِّمْ مُعَاوِيَةَ الْكِتَابَ وَالْحِسَابَ وَقِهِ الْعَذَابَ۔)) (مسند احمد: ۱۷۲۸۲)

سیدنا عرباض بن ساریہ سلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا، آپ ہمیں ماہ رمضان میں سحری کی دعوت دیتے ہوئے فرما رہے تھے: ''تم بابرکت کھانے کی طرف آؤ۔'' پھر آپ ﷺ فرمایا: ''یا اللہ! معاویہ کو کتاب اور حساب کا علم عطا فرما اور اسے عذاب سے محفوظ رکھ۔''

(۱۲۴۱۲) تخريج: صحيح، قاله الالباني، اخرجه ابن خزيمة: ۱۹۳۸، والطبراني في "الكبير": ۱۸/ ۶۲۸، وحديث السحور منه أخرجه النسائي: ٤/ ١٤٥ (انظر: ۱۷۱۵۲)

(۱۲۴۱۳)۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ عُمَیْرَۃَ الْاَزْدِیِّ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّہُ ذَکَرَ مُعَاوِیَۃَ وَقَالَ: ((اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ ھَادِیًا مَھْدِیًّا وَاھْدِ بِہٖ۔)) (مسند احمد: ۱۸۰۵۵)

سیدنا عبدالرحمن بن ابی عمیرہ ازدی سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ”یا اللہ! اسے راہ نما اور ہدایت یافتہ بنادے اور اس کے ذریعے لوگوں کو ہدایت نصیب فرما۔“

فوائد:...... یہ نبی کریم ﷺ کی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دعائیں ہیں، جو یقیناً مقبول ہوں گی۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ بَعَثَ مُعَاوِیَۃَ لِیَکْتُبَ لَہُ، قَالَ: إِنَّہُ یَأْکُلُ، ثُمَّ بَعَثَ إِلَیْہِ فَقَالَ: إِنَّہُ یَأْکُلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((لَا أَشْبَعَ اللّٰہُ بَطْنَہُ۔)) ...... رسول اللہ ﷺ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے کچھ لکھوانے کے لیے انہیں بلوا بھیجا۔ انہوں نے کہا وہ کھانا کھا رہے ہیں۔ پھر پیغام بھیجا۔ انہوں نے کہا: وہ کھانا کھا رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ اس کے پیٹ کو سیر نہ ہی کرے۔“ (صحیح مسلم: ۸/ ۲۷)

شیخ البانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: بعض فرقوں نے اس حدیث مبارکہ سے ناحق فائدہ اٹھاتے ہوئے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرنے کی کوشش کی ہے، حالانکہ یہ ان کی دلیل نہیں بن سکتی، (کیا ایسے لوگوں کو نظر نہیں آتا کہ) یہی سیدنا معاویہ آپ ﷺ کے کاتب بھی تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ آپ ﷺ کے ان کلمات سے مقصود بددعا نہیں ہے، عرب لوگوں کی عادت تھی کہ وہ بغیر کسی قصد اور ارادے کے ایسے کلمات کہتے رہتے تھے، جیسے آپ ﷺ نے اپنی بیوی کو کہا: ”بانجھ اور سر منڈی“۔ اسی طرح آپ ﷺ کا فرمانا: ”تیرا ہاتھ خاک آلود ہو، تیری عمر بڑی نہ ہو۔“

اور یہ بھی ممکن ہے کہ آپ ﷺ سے یہ کلمات بشری تقاضوں کی وجہ سے صادر ہوئے ہوں، جیسا کہ آپ ﷺ نے خود وضاحت کی ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس دو آدمی آئے، انھوں نے آپ سے کوئی بات کی، میں نہ سمجھ سکی، آپ ﷺ غصے میں آگئے اور ان پر لعن طعن کیا۔ جب وہ چلے گئے تو میں نے (طنزیہ انداز میں) کہا: اے اللہ کے رسول! جو بھلائی ان بے چاروں کو ملی ہے، وہ تو کسی کے حق میں نہیں آئی ہوگی؟ آپ نے پوچھا: ”وہ کیسے؟“ میں نے کہا: آپ نے ان پر لعن طعن اور سب وشتم کیا (یہ ان کی بدبختی ہے)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ((اَوَمَا عَلِمْتِ مَا شَارَطْتُ عَلَیْہِ رَبِّیْ؟ قُلْتُ اَللّٰھُمَّ! اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ، فَاَیُّ الْمُسْلِمِیْنَ لَعَنْتُہُ اَوْ سَبَبْتُہُ، فَاجْعَلْہُ لَہُ زَکَاۃً وَاَجْرًا۔)) ...... ”کیا تجھے اس شرط کا علم نہیں، جو میں نے اپنے رب سے لگائی ہے؟ میں نے کہا: اے اللہ! میں بشر ہوں، میں جس مسلمان پر لعن طعن کروں یا اسے گالی گلوچ کروں، تو تو اس چیز کو اس کے حق میں باعث تزکیہ اور باعث اجر بنا دے۔“ (صحیحہ: ۸۳)

(۱۲۴۱۳) تخریج: صحیح، قالہ الالبانی، اخرجہ الترمذی: ۳۸۴۲ (انظر: ۱۷۸۹۵)

امام مسلم نے اس حدیث پر یہ باب قائم کیا: ''نبی کریم ﷺ جب کسی پر لعنت کریں یا کسی کو گالی اور بد دعا دیں اور وہ اس کا اہل نہ ہو، تو یہ اس کے لیے تزکیہ، اجر اور رحمت کا باعث ہوگی۔''

پھر انھوں نے یہ حدیث بیان کی: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کہ سیدنا ام سلیم رضی اللہ عنہا، جو انس کی ماں تھیں، کے پاس ایک یتیم بچی تھی۔ (ایک دن) آپ ﷺ نے اس بچی کو دیکھا اور پوچھا: ((آنْتِ هِيَه؟ لَقَدْ كَبُرْتِ، لَا كَبُرَ سِنُّكِ۔)) ''تو یہاں ہے؟ تو تو بڑی ہوگئی ہے، تیری عمر نہ بڑھنے پائے۔'' یہ سن کر یتیمہ روتی ہوئی اُم سلیم کے پاس پہنچی۔ ام سلیم نے پوچھا: بیٹی! کیا ہوا؟ بچی نے جواب دیا: اللہ کے نبی نے مجھے بد دعا دی ہے کہ میری عمر نہ بڑھے یا میرا زمانہ طویل نہ ہونے پائے۔ ام سلیم نے جلدی جلدی چادر لپیٹی اور نکل پڑی، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گئی۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''ام سلیم! تجھے کیا ہوا؟'' اس نے جواب دیا: اے اللہ کے نبی! کیا آپ نے میری یتیمہ کو بد دعا دی ہے؟ آپ ﷺ نے پوچھا: ''وہ کون سی (ذرا وضاحت کرو)؟'' اس نے کہا: میری یتیمہ کہتی ہے کہ آپ نے اسے اس کی عمر بڑی نہ ہونے یا اس کا زمانہ طویل نہ ہونے کی بد دعا دی ہے۔ (یہ سن کر) آپ ﷺ مسکرائے اور فرمایا: ((يَا أُمَّ سُلَيْمٍ! أَمَا تَعْلَمِيْنَ أَنَّ شَرْطِيْ عَلٰى رَبِّيْ أَنِّيْ اِشْتَرَطْتُ عَلٰى رَبِّيْ فَقُلْتُ: إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أَرْضٰى كَمَا يَرْضَى الْبَشَرُ، وَأَغْضَبُ كَمَا يَغْضَبُ الْبَشَرُ، فَأَيُّمَا أَحَدٍ دَعَوْتُ عَلَيْهِ مِنْ أُمَّتِيْ بِدَعْوَةٍ لَيْسَ لَهَا بِأَهْلٍ، أَنْ يَجْعَلَهَا لَهُ طَهُوْرًا وَزَكَاةً وَقُرْبَةً يُقَرِّبُهُ بِهَا مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟۔)) ''ام سلیم! کیا تجھے علم نہیں ہے کہ میں نے اپنے ربّ سے شرط لگائی ہے کہ میں بشر ہوں، عام دوسرے انسانوں کی طرح خوش بھی ہوتا ہوں اور ناراض بھی۔ سو میں جس امتی پر ایسی بد دعا کر دوں جس کا وہ حقدار نہ ہو تو وہ (اللہ میرے امتی) کے حق میں اس بد دعا کو پاک کرنے والی، اس کا تزکیہ کرنے والی اور اسے روزِ قیامت اپنے قریب کر دینے والی بنا دے؟'' (صحیحہ: ۸۴)

پھر امام مسلم نے باب کے آخر میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ والی یہی حدیث ذکر کر کے یہ اشارہ دیا کہ جس طرح یتیمہ کے حق میں آپ ﷺ کی بد دعا باعثِ تزکیہ و قربت ثابت ہوئی، یہی معاملہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوگا۔ امام نووی نے شرح مسلم میں کہا:

آپ ﷺ کا سیدنا معاویہ کو بد دعا دینا، اس کے دو جواب ہو سکتے ہیں:

۱۔ یہ کلمات بغیر کسی قصد کے آپ ﷺ کی زبان پر جاری ہو گئے۔

۲۔ ان کی تاخیر کی وجہ سے یہ کلمات ان کو بطورِ سزا کہے گئے۔ امام مسلم یہ سمجھے کہ حقیقت میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اس بد دعا کے مستحق نہ تھے، اس لیے انھوں نے اس حدیث کو اس باب میں داخل کیا ہے اور دوسروں نے تو اس حدیث سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت ثابت کی ہے، کیونکہ یہ ان کے حق میں آپ ﷺ کی دعا بن جائے گی۔

حافظ ذہبی نے (سیر اعلام النبلاء: ۹/ ۱۷۱/۲) میں اسی معنی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: یہ کہنا ممکن ہے کہ اس حدیث میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی منقبت اور فضیلت بیان کی گئی ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! میں جس پر

لعنت کروں یا گالی دوں، تو اسے اس کے لیے تزکیہ ورحمت کا باعث بنا دے۔ (صحیحہ: ۸۲)

اَلْبَابُ الثَّالِثُ فِيْ شَيْءٍ مِنْ اَخْبَارِهِ وَخُطَبِهِ وَحَجِّهِ

باب سوم: سیدنا معاویہ کے بعض حالات، خطبوں اور حج کا بیان

(۱۲٤۱٤)۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ مُعَاوِيَةَ دَخَلَ عَلٰى عَائِشَةَ فَقَالَتْ لَهُ: أَمَا خِفْتَ أَنْ أُقْعِدَ لَكَ رَجُلًا فَيَقْتُلَكَ؟ فَقَالَ: مَا كُنْتِ لِتَفْعَلِيهِ وَأَنَا فِي بَيْتِ أَمَانٍ، وَقَدْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: يَعْنِي ((اَلْإِيمَانُ قَيْدُ الْفَتْكِ۔)) كَيْفَ أَنَا فِي الَّذِي بَيْنِي وَبَيْنَكِ وَفِي حَوَائِجِكِ؟ قَالَتْ: صَالِحٌ، قَالَ: فَدَعِينَا وَإِيَّاهُمْ حَتّٰى نَلْقٰى رَبَّنَا عَزَّ وَجَلَّ۔ (مسند احمد: ۱٦۹٥۷)

سعید بن مسیب ﷺ سے مروی ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لائے، سیدہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا: تم اس بات سے نہیں ڈرتے کہ میں کسی آدمی کو تمہاری تاک میں بٹھادوں جو تمہیں قتل کر دے؟ انھوں نے کہا: آپ ایسا کام نہیں کریں گی، کیونکہ میں حفظ وامان کے مرکز میں ہوں اور میں نبی کریم ﷺ سے سن چکا ہوں کہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ''ایمان بے خبری میں کسی کو قتل کرنے سے روکتا ہے۔'' میرا آپ کے ساتھ اور آپ کی ضروریات کے بارے میں رویہ کیسا ہے؟ سیدہ رضی اللہ عنہا نے کہا: جی ٹھیک ہے، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: تو پھر آپ میرے اور ان لوگوں کے معاملات کو رہنے دیں تا آنکہ ہم اللہ تعالیٰ سے جا ملیں۔

(۱۲٤۱٥)۔ حَدَّثَنِي أَبُو عَبْدِ رَبِّهِ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ يَقُولُ: عَلٰى هٰذَا الْمِنْبَرِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ مَا بَقِيَ مِنَ الدُّنْيَا بَلَاءٌ وَفِتْنَةٌ، وَإِنَّمَا مَثَلُ عَمَلِ أَحَدِكُمْ كَمَثَلِ الْوِعَاءِ، إِذَا طَابَ أَعْلَاهُ طَابَ أَسْفَلُهُ، وَإِذَا خَبُثَ أَعْلَاهُ خَبُثَ أَسْفَلُهُ۔)) (مسند احمد: ۱٦۹۷۸)

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے منبر پر کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دنیا کا جو حصہ اب باقی ہے، وہ محض مصائب اور فتنے ہیں اور تمہارے اعمال کی مثال برتن کی مانند ہے، اگر اس کا اوپر والا حصہ پاک ہو تو نیچے والا حصہ بھی پاک ہوگا اور اگر اوپر والا حصہ ناپاک ہوا تو نیچے والا بھی ناپاک ہوگا۔''

فوائد:...... تقریباً ساڑھے چودہ صدیاں پہلے نبی کریم ﷺ پر وحی کا نزول شروع ہوا تھا، اس وقت سے لے کر اب تک امت مسلمہ کا کثیر وقت مصیبتوں، آزمائشوں اور فتنوں میں گزرا، خوشحالی اور روحانی تسکین والے زمانے کی

(۱۲٤۱٤) تخریج: صحیح لغیرہ، اخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۱۹/ ۷۲۳ (انظر: ۱٦۸۳۲)

(۱۲٤۱٥) تخریج: اسنادہ حسن، اخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۱۹/ ۸٦٦، وأخرجه ابن ماجه مختصرا: ٤۰۳٥ (انظر: ۱٦۸٥۳)

مقدار بہت کم رہی، موجودہ زمانہ بھی مسلمانوں کے حق میں کسی بارگراں سے کم نہیں ہے، بلکہ اب تو مسلمان کفر کو غالب اور اپنے اسلام کو مغلوب سمجھنے لگ گئے ہیں اور بعض ممالک کے باشندے دشمنوں کے ظلم وستم کی چکی میں پس رہے ہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی آدمی کے نیک اعمال اس کے باطن کے اچھا ہونے پر دلالت کرتے ہیں، یہی معاملہ برے اعمال کا ہے۔ اس سے ان لوگوں کا ردّ ہوتا ہے، جو بعض برائیوں میں ملوث ہونے اور بعض فرائض سے پہلوتہی برتنے کے باوجود اس پراگندہ خیال کے دعویدار ہیں کہ نیکی کرنے اور برائی ترک کرنے کا تعلق تو دل سے ہے، بظاہر نہ بھی کی جائے تو خیر ہے۔ دراصل ایسے لوگوں کے دلوں میں کجی اور ٹیڑھ پن ہے اور یہ دعوی ان کی بدعملی کا بہانہ ہے۔

(١٢٤١٦)۔ عَنْ أَبِي عَامِرٍ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ لُحَيٍّ قَالَ: حَجَجْنَا مَعَ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ قَامَ حِينَ صَلَّى صَلَاةَ الظُّهْرِ، فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ أَهْلَ الْكِتَابَيْنِ افْتَرَقُوا فِي دِينِهِمْ عَلٰى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، وَإِنَّ هٰذِهِ الْأُمَّةَ سَتَفْتَرِقُ عَلٰى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، يَعْنِي الْأَهْوَاءَ كُلُّهَا فِي النَّارِ إِلَّا وَاحِدَةً وَهِيَ الْجَمَاعَةُ، وَإِنَّهُ سَيَخْرُجُ فِي أُمَّتِي أَقْوَامٌ تَجَارٰى بِهِمْ تِلْكَ الْأَهْوَاءُ كَمَا يَتَجَارَى الْكَلْبُ بِصَاحِبِهِ، لَا يَبْقٰى مِنْهُ عِرْقٌ، وَلَا مَفْصِلٌ إِلَّا دَخَلَهُ وَاللّٰهِ۔)) يَا مَعْشَرَ الْعَرَبِ! لَئِنْ لَمْ تَقُومُوا بِمَا جَاءَ بِهِ نَبِيُّكُمْ ﷺ لَغَيْرُكُمْ مِنَ النَّاسِ أَحْرٰى أَنْ لَا يَقُومَ بِهِ۔ (مسند احمد: ١٧٠٦١)

ابو عامر عبداللہ بن لحی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی معیت میں حج کے لیے گئے، جب ہم مکہ مکرمہ پہنچے تو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نماز ظہر ادا کرنے کے بعد کھڑے ہوئے اور کہا: رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا تھا کہ ''اہل کتاب اپنے دین کے متعلق بہتر گروہوں میں تقسیم ہوگئے تھے اور یہ امت تہتر گروہوں میں بٹ جائے گی، یعنی یہ لوگ اپنی خواہشات کی پیروی کریں گے، ایک گروہ کے سوا باقی تمام جہنم رسید ہوں گے، اور وہ ایک گروہ جماعت ہے اور میری امت میں ایسے ایسے بھی لوگ پیدا ہوں گے کہ ان کے اندر خواہشات یوں سرایت کر جائیں گے جیسے باؤلے کتے کے کاٹے کے اثرات مریض کے پورے جسم میں پھیل جاتے ہیں، اس کی کوئی رگ اور جوڑ اس کے اثر سے محفوظ نہیں رہتی۔)) اے عربو! اللہ کی قسم تمہارا نبی جو دین اور دعوت لے کر تمہارے پاس آیا ہے، اگر تم اس پر عمل نہ کرو گے تو دوسرے لوگ کہاں کریں گے۔

فوائد:...... حدیث مبارکہ کے پہلے حصے کی وضاحت کے لیے دیکھیں حدیث نمبر (١٢٧٩١)

(١٢٤١٦) تخريج: اسناده حسن، اخرجه ابوداود: ٤٥٩٧ (انظر: ١٦٩٣٧)

فَصْلٌ وَمِمَّا حَصَلَ فِيْ خِلَافَتِهِ غَزْوَةُ الْقُسْطَنْطِيْنِيَّةِ

فصل: عہد خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ کا ایک اہم واقعہ غزوۂ قسطنطنیہ ہے

(۱۲۴۱۷)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بِشْرِ الْخَثْعَمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((لَتُفْتَحَنَّ الْقُسْطَنْطِينِيَّةُ فَلَنِعْمَ الْأَمِيرُ أَمِيرُهَا، وَلَنِعْمَ الْجَيْشُ ذٰلِكَ الْجَيْشُ۔)) قَالَ: فَدَعَانِي مَسْلَمَةُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ فَسَأَلَنِي فَحَدَّثْتُهُ فَغَزَا الْقُسْطَنْطِينِيَّةَ۔ (مسند احمد: ۱۹۱۶۵)

سیدنا بشر خثعمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''قسطنطنیہ ضرور فتح ہوگا، تو اس کا امیر بہترین امیر ہوگا اور وہ لشکر بہترین لشکر ہوگا۔'' وہ کہتے ہیں: مسلمہ بن عبدالملک نے مجھے بلوا کر اس بارے میں پوچھا تو میں نے انہیں یہ حدیث بیان کی، سو وہ قسطنطنیہ پر حملہ آور ہوئے۔

فوائد:...... اب قسطنطنیہ کا نام استنبول ہے اور اب یہ شہر ترکی میں واقع ہے۔

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد میں قسطنطنیہ کی فتح کے لیے دو دفعہ بحری مہم بھیجی، لیکن کامیابی نہ ہو سکی، پھر ۹۸ سن ہجری میں عساکرِ اسلام نے ایک بار پھر قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا، لیکن ناساز گار موسمی اور نفت یونانی (دھماکہ خیز مواد) کے باعث شہر فتح نہ ہو سکا۔

سلطان محمد ثانی کی وفات کے بعد حکومت کی باگ ڈور اس کے تیئس سالہ بیٹے محمد ثانی کے ہاتھ آئی، یہ پہلا عثمانی سلطان تھا، جس نے فتح قسطنطنیہ کا عزم کیا اور اس کو فتح کیا۔ یہ ۸۵۷ھ کا واقعہ ہے۔

قسطنطنیہ کے بارے میں ایک اور حدیث مبارکہ اور اس کی تفصیل کا بیان درج ذیل ہے:

خالد بن معدان کہتے ہیں کہ عمیر بن اسود عنسی نے ان کو بیان کیا کہ وہ سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور وہ اس وقت سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا سمیت حمص کے ساحل میں فروکش تھے۔ عمیر کہتے ہیں: ہمیں سیدہ ام حرام نے بیان کیا کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ((اَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُوْنَ الْبَحْرَ قَدْ اَوْجَبُوْا۔)) قَالَتْ: أُمُّ حَرَامٍ : قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَنَا فِيْهِمْ ؟ قَالَ: ((اَنْتِ فِيْهِمْ۔)) ثُمَّ قَالَ: ((اَوَّلُ جَيْشٍ مِّنْ أُمَّتِي يَغْزُوْنَ مَدِيْنَةَ قَيْصَرَ مَغْفُوْرٌ لَّهُمْ۔)) فَقُلْتُ: اَنَا فِيْهِمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((لَا۔)) ...... ''سمندری جہاد کرنے والا میری امت کا پہلا لشکر (اپنے حق میں جنت کو) واجب کر لے گا۔'' سیدہ ام حرام نے کہا: اے اللہ کے رسول! آیا میں بھی ان لوگوں میں ہوں گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو ان میں ہوگی۔'' پھر فرمایا: ''قیصر کے شہر والوں سے جہاد کرنے والا میری امت کا پہلا لشکر بخشا ہوا ہوگا۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آیا میں ان میں ہوں گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' (صحیح بخاری)

(۱۲۴۱۷) تخریج: اسنادہ ضعیف لجھالۃ عبداللہ بن بشر الخثعمی، اخرجہ البخاری فی "التاریخ الکبیر": ۲/ ۸۱، والبزار: ۱۸۴۸، والحاکم: ۴/ ۴۲۱، والطبرانی فی "الکبیر": ۱۲۱۶ (انظر: ۱۸۹۵۷)

حافظ ابن حجر نے کہا کہ مہلب کہتے ہیں کہ اس حدیث میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی منقبت کا بیان ہے، جنھوں نے سب سے پہلے بحری جہاد کیا، نیز اس میں ان کے بیٹے یزید کی بھی منقبت ہے جس نے ۵۲ ھ میں قیصر کے شہر پر سب سے پہلے چڑھائی کی، پھر ابن تین نے ان کا تعاقب کیا، جس کا خلاصہ یہ ہے: حدیث کے عموم میں داخل ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ کسی چیز کو خارج کرنے کے لیے خاص دلیل ضروری ہو، کیونکہ اہل علم کا اتفاق ہے کہ آپ ﷺ کے الفاظ ''پہلا لشکر بخشا ہوا ہوگا'' کا تعلق اس شخص سے ہے، جس کی بخشش ممکن ہو، مثال کے طور پر اگر کوئی آدمی اس لشکر میں شرکت کرنے کے بعد مرتدّ ہو جاتا ہے تو وہ بالاتفاق اس حدیث کے اس عموم میں داخل نہیں ہوگا۔ پس معلوم ہوا کہ اس حدیث میں بخشش کی بشارت اسے سنائی جارہی ہے، جس میں مغفرت کی شرط پائی جاتی ہو۔

لیکن ابن تین کا یہ کہنا کہ ممکن ہے کہ یزید لشکر میں موجود ہی نہ ہو، یہ قول مردود ہے، کیونکہ وہ بالاتفاق لشکر کا امیر تھا۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ ابن تین کی مراد یہ ہو کہ اس نے شرکت تو کی تھی، لیکن عملاً لڑا نہیں تھا۔

اس لشکر میں سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بھی تھے اور اسی غزوے میں فوت ہو گئے تھے، انھوں نے وصیت کی تھی کہ ان کو قسطنطنیہ کے دروازے کے پاس دفن کیا جائے اور ان کی قبر کے آثار ختم کر دیے جائیں۔ پھر وہ فوت ہو گئے اور ان کی وصیت پر عمل کیا گیا۔ (فتح الباری: ۶/ ۱۲۷)

امام ابن تیمیہ، حافظ ابن حجر، علامہ قسطلانی اور حافظ ابن کثیر رحمہم اللہ تعالیٰ جیسے ائمہ اسلاف نے یزید بن معاویہ کو ہی اس پہلے لشکر کا سالار قرار دیا، جس نے تاریخ اسلامی میں سب سے پہلے شہر قیصر (قسطنطنیہ) پر حملہ کیا تھا۔

لیکن ہم نے عصر حاضر کے ایک ڈاکٹر کا چھبیس صفحات پر مشتمل ایک مضمون پڑھا، جس میں کوشش یہ کی گئی کہ یزید بن معاویہ کو تین بڑے جرائم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی بخشش سے دور کر دینا چاہیے۔ ہم اس موقع پر یزید کی شخصیت کے اچھا یا برا ہونے کو موضوع بحث نہیں بنانا چاہتے۔ سوال یہ ہے کہ اگر نبی کریم ﷺ کسی لشکر کے مغفور ہونے کی پیشین گوئی کر دیں تو کیا اس لشکر میں شامل ہونے والوں کا معصوم اور پاکباز ہونا ضروری ہے، تاکہ وہ مغفرتِ الٰہی کے حقدار ٹھہر سکیں، کیا اس لشکر میں شرکت کرنے والے کسی گنہگار شخص کو آپ ﷺ کی عام منادی اور خوشخبری سے مستثنیٰ کر دیا جائے گا؟ یہ فیصلہ کون کرے گا کہ ایسے لشکر میں شرکت کرنے والے فلاں فلاں شخص کی بخشش ہو جائے گی، لیکن فلاں فلاں محروم رہے گا؟ ہم بات کو ایک اور مثال سے واضح کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص وضو کرنے کے بعد "اشھد ان لا الٰہ اللہ......" والی دعا پڑھتا ہے، اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے۔ غور فرمائیں اگر کوئی گنہگار شخص وضو کرنے کے بعد یہی دعا پڑھے تو کیا اسے یہ کہا جائے گا کہ تو اپنے گناہوں کی وجہ سے اس خوشخبری کا مصداق نہیں بن سکتا؟

دوسری قانونی بات یہ ہے کہ ان لوگوں کو یہ نقطہ سمجھنا چاہیے تھا کہ فعل پر حکم لگانا اور بات ہے اور فاعل پر حکم لگانا اور بات ہے۔ اس کی وضاحت یہ ہے کہ یہ کہنا تو ضروری ہے قیصر کے شہر پر چڑھائی کرنے والا پہلا لشکر مغفور ہے۔ لیکن اس

سے یہ مفہوم کشید کرنا کسی طرح درست نہیں ہوگا کہ جو جو فرد اس میں شریک ہوا، اس کی تمام خطائیں معاف ہو چکی ہیں اور وہ جنت کا حتمی وارث بن چکا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مطلق طور پر پورے لشکر کے بارے میں حسن ظن رکھا جائے گا اور ہر شخص کے بارے میں حتمی فیصلے کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا جائے گا، کیونکہ نیت کا حال اور عمل کی قبولیت کو صرف اللہ تعالیٰ کی ذات جانتی ہے، جیسے یہ تو آپ کہہ سکتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص وضو کرنے کے بعد "اشھد ان لا الہ اللہ......" والی دعا پڑھتا ہے، اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے۔ لیکن جو آدمی یہ عمل کرتا ہے، اس کو مخاطب کر کے یہ نہیں کہا جا سکتا ہے کہ تیرے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھل چکے ہیں اور تو نے مرنے کے بعد جنت میں داخل ہو جانا ہے، بلکہ اس کے معاملے کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا جائے گا۔

ان گزارشات کا یہ مفہوم نہیں ہے کہ ہم مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی حرمت کے قائل نہیں ہیں یا ہم اہل بیت کے حقوق کے بارے میں محتاط نہیں ہیں یا ہم یزید کے دور کی تمام کاروائیوں کو درست سمجھتے ہیں۔

۲۰ رمضان سنہ ۴۰ ہجری کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ خالق حقیقی کی طرف روانہ ہو گئے، ان کے بعد سیدنا حسن رضی اللہ عنہ چھ ماہ تک امت مسلمہ کے فرمانروا رہے، اس نصف سال کے بعد وہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں مستعفی ہو گئے اور سن ۴۱ ہجری کے اوائل میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ امت مسلمہ کے واحد حکمران بن گئے اور بیس سال تک حکمرانی کی اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ بروز جمعرات ۲۲ رجب سن ۶۰ ہجری کو اس جہان فانی سے عالم جاودانی کی طرف رخصت ہوئے، آپ کی کل عمر ۷۰ برس تھی۔

اَبْوَابُ خِلَافَةِ يَزِيْدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ وَمَا حَدَثَ فِيْ مُدَّتِهِ

یزید بن معاویہ کی خلافت اوران کے عہد خلافت میں ہونے والے واقعات سے متعلقہ ابواب

اَلْبَابُ الْاَوَّلُ فِي بَيْعَةِ الْيَزِيْدِ وَخَلْعِ بَعْضِ النَّاسِ هٰذَا الْبَيْعَةَ وَمَا قَالَهُ ابْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہ

باب اول: یزید کی بیعت اور بعض لوگوں کی اس کی بیعت سے بے زاری اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان

(۱۲٤۱۸)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، حَدَّثَنِيْ اَبِيْ ثَنَا اِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنِيْ صَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ، عَنْ نَافِعٍ قَالَ: لَمَّا خَلَعَ النَّاسُ يَزِيدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ،

نافع سے مروی ہے کہ جب بعض لوگ یزید کی بیعت سے دست بردار ہو گئے تو سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحب زادوں اور اہل خانہ کو بلا کر توحید و رسالت کی گواہی دی اور پھر

(۱۲٤۱۸) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرج المرفوعَ منه مسلم: ۱۷۳۵، وأخرجه بنحوه البخاري: ۷۱۱۱ (انظر: ۵۰۸۸)

جَمَعَ ابْنُ عُمَرَ بَنِيهِ وَأَهْلَهُ، ثُمَّ تَشَهَّدَ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ! فَإِنَّا قَدْ بَايَعْنَا هٰذَا الرَّجُلَ عَلٰى بَيْعِ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ، وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ الْغَادِرَ يُنْصَبُ لَهُ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُقَالُ: هٰذِهِ غَدْرَةُ فُلَانٍ۔)) وَإِنَّ مِنْ أَعْظَمِ الْغَدْرِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ تَعَالٰى أَنْ يُبَايِعَ رَجُلٌ رَجُلًا عَلٰى بَيْعِ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ، ثُمَّ يَنْكُثَ بَيْعَتَهُ، فَلَا يَخْلَعَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمْ يَزِيدَ، وَلَا يُشْرِفَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمْ فِي هَذَا الْأَمْرِ، فَيَكُونَ صَيْلَمٌ بَيْنِي وَبَيْنَهُ۔ (مسند احمد: ۵۰۸۸)

کہا: ہم نے اللہ اوراس کے رسول کی خاطر اس یزید کی بیعت کی ہے اور میں رسول اللہ ﷺ سے سن چکا ہوں کہ: ''بے وفا دھوکہ باز کے لیے قیامت کے دن ایک جھنڈا نصب کیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ یہ فلاں کے دھوکہ کی علامت ہے۔'' سب سے بڑا دھوکہ اور بے وفائی اللہ کے ساتھ شرک کرنا ہی نہیں، بلکہ یہ بھی ہے کہ کوئی آدمی اللہ اور اس کے رسول کی خاطر کسی آدمی کی بیعت کرے اور پھر اس کو توڑ ڈالے، تم میں سے کوئی بھی یزید کا ساتھ نہ چھوڑے اور خلافت وامارت کے سلسلہ میں کسی بھی دوسری طرف نہ جھانکے، ورنہ اور اس کے میرے درمیان تلوار ہو گی (یعنی میں اس کے ساتھ سخت معاملہ کروں گا)۔

فوائد:...... یزید کی بیعت سے دستبردار ہونے والے لوگوں سے مراد اہل مدینہ ہیں، پھر اسی کے نتیجے میں حرہ کی جنگ پیش آئی تھی اور امتِ مسلمہ کی تاریخ متاثر ہوگئی۔

اَلْبَابُ الثَّانِیُ مِنْ سُوْءِ الْحَوَادِثِ فِیْ مُدَّتِهِ وَاَفْظَعُهَا قَتْلُ الْإِمَامِ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ الْحُسَیْنِ بْنِ الْإِمَامِ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ وَابْنِ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاطِمَةِ الزَّهْرَاءِ رضی اللہ عنہا

باب دوم: یزید کے دور خلافت وامارت میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے فرزند سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت سب سے الم ناک اور افسوس ناک واقعہ ہے

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ فِی الْاَخْبَارِ الْوَارِدَةِ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ فِیْ مَقْتَلِ الْحُسَیْنِ وَمَنْ قَتَلَهُ قَبْلَ حُصُوْلِهِ وحُزْنِه ﷺ

فصل اول: نبی کریم ﷺ کی طرف سے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت اور ان کے مقتل کے بارے میں مروی احادیث اور آپ ﷺ کے غم کا بیان

(۱۲٤۱۹)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ نُجَیٍّ عَنْ أَبِیهِ أَنَّهُ سَارَ مَعَ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَكَانَ صَاحِبَ مِطْهَرَتِهِ، فَلَمَّا حَاذٰی نِینَوٰی، وَهُوَ مُنْطَلِقٌ إِلٰی صِفِّینَ، فَنَادٰی عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اصْبِرْ أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ، اصْبِرْ أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ بِشَطِّ الْفُرَاتِ، قُلْتُ: وَمَاذَا؟ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ یَوْمٍ وَعَیْنَاهُ تَفِیضَانِ، قُلْتُ: یَا نَبِیَّ اللّٰهِ! أَغْضَبَكَ أَحَدٌ؟ مَا شَأْنُ عَیْنَیْكَ تَفِیضَانِ؟ قَالَ: ((بَلْ قَامَ مِنْ عِنْدِی

عبداللہ بن نجی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ طہارت والے پانی کا برتن اٹھا کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ چل رہے تھے، جب وہ صفین کی طرف جاتے ہوئے نینوی مقام تک پہنچے، تو سیدنا علی نے آواز دی: ابو عبداللہ! ٹھہر جاؤ، دریائے فرات کے کنارے ٹھہر جاؤ۔ میں نے کہا: ادھر کیا ہے؟ انھوں نے کہا: میں ایک دن نبی کریم ﷺ کے پاس گیا، اس حال میں کہ آپ کی آنکھیں اشک بار تھیں۔ میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! کسی نے آپ کو غصہ دلایا ہے؟ آپ کی آنکھیں کیوں آنسو بہا رہی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''آپ کی آمد سے قبل جبریل امین میرے پاس سے اٹھ کر گئے ہیں، انھوں نے

(۱۲٤۱۹) تخریج: اسنادہ ضعیف، عبد اللہ بن نجی مختلف فیه، وأبوه نجی لم یرو عنه غیر ابنه، ولم یوثقه غیر ابن حبان، وقال: لایعجبنی الاحتجاج بخبره اذا انفرد، اخرجه النسائی: ۳/ ۱۲، والبزار: ۸۷۹، وابن خزیمة: ۹۰۲(انظر: ٦٤٨)

جِبْرِیلُ قَبْلُ، فَحَدَّثَنِی أَنَّ الْحُسَیْنَ یُقْتَلُ بِشَطِّ الْفُرَاتِ، قَالَ: فَقَالَ: هَلْ لَكَ إِلَى أَنْ أُشِمَّكَ مِنْ تُرْبَتِهِ؟ قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ، فَمَدَّ یَدَهُ فَقَبَضَ قَبْضَةً مِنْ تُرَابٍ، فَأَعْطَانِیهَا فَلَمْ أَمْلِكْ عَیْنَیَّ أَنْ فَاضَتَا۔)) (مسند احمد: ٦٤٨)

مجھے خبر دی ہے کہ حسین کو دریائے فرات کے کنارے قتل کر دیا جائے گا۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس نے کہا: میں آپ کو اس کی مٹی کی خوشبو سونگھاؤں؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ پس اس نے اپنا ہاتھ لمبا کیا، مٹی کی مٹھی بھری اور مجھے دے دی۔ میں اپنے آپ پر قابو نہ پا سکا اور رونے لگ گیا۔''

فوائد:...... سیدہ ام الفضل بنت حارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور کہا: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي رَأَیْتُ حُلْمًا مُنْكَرًا اللَّیْلَةَ۔ قَالَ: ((وَمَا هُوَ؟)) قَالَتْ: إِنَّهُ شَدِیْدٌ۔ قَالَ: ((وَمَا هُوَ؟)) قَالَ: رَأَیْتُ كَأَنَّ قِطْعَةً مِنْ جَسَدِكَ قُطِعَتْ وَوُضِعَتْ فِي حِجْرِيْ۔ قَالَ: ((رَأَیْتِ خَیْرًا، تَلِدُ فَاطِمَةُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ غُلَامًا فَیَكُوْنُ فِي حِجْرِكِ۔)) فَوَلَدَتْ فَاطِمَةُ الْحُسَیْنَ، فَكَانَ فِي حِجْرِي كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَدَخَلْتُ یَوْمًا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَوَضَعْتُهُ فِي حِجْرِهِ، ثُمَّ حَانَتْ مِنِّي الْتِفَاتَةٌ فَإِذَا عَیْنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تُهْرِیْقَانِ مِنَ الدُّمُوْعِ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: یَا نَبِيَّ اللّٰهِ! بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّيْ مَالَكَ؟ فَقَالَ: ((أَتَانِي جِبْرِیْلُ عَلَیْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فَأَخْبَرَنِي أَنَّ أُمَّتِي سَتَقْتُلُ ابْنِيْ هٰذَا۔)) فَقُلْتُ: هٰذَا؟ فَقَالَ: ((نَعَمْ۔ وَأَتَانِي بِتُرْبَةٍ مِنْ تُرْبَتِهِ حَمْرَاءَ۔)) ......اے اللہ کے رسول! میں نے رات کو قبیح خواب دیکھا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''وہ کیا ہے؟'' اس نے کہا: وہ بہت سخت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''آخر وہ ہے کیا؟'' اس نے کہا: مجھے ایسے لگا کہ آپ کے جسم کا ایک ٹکڑا کاٹ کر میری گود میں پھینکا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے تو عمدہ خواب دیکھا ہے، (اس کی تعبیر یہ ہے کہ) ان شاء اللہ میری بیٹی فاطمہ کا بچہ پیدا ہوگا جو تیری گود میں ہوگا۔'' واقعی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا بچہ حسین پیدا ہوا جو میری گود میں تھا، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔ ایک دن میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گئی اور حسین کو آپ کی گود میں رکھ دیا۔ جب میں آپ ﷺ کی طرف متوجہ ہوئی تو آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ کو کیا ہوگیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور مجھے بتلایا کہ میری امت میرے اس بیٹے کو قتل کر دے گی۔'' میں نے کہا: یہ بیٹا (حسین)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، وہ میرے پاس اس علاقے کی سرخ مٹی بھی لائے۔'' (مستدرک حاکم: ٣/ ١٧٦، صحیحہ: ٨٢١)

آج کل سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی نسبت سے جن امور کا ارتکاب کیا جا رہا ہے یا ان کو دین میں داخل کر دیا گیا ہے، ان احادیث مبارکہ سے ان کا ردّ ہوتا ہے، کیونکہ جبریل علیہ السلام نے آپ ﷺ کے لیے شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ کی ساری صورتحال واضح کر دی تھی، لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ نے اپنے دین میں کسی نئے حکم کا اضافہ نہ کیا۔

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی میدانِ کربلا میں شہادت امت مسلمہ کے چہرے پر سیاہ دھبہ ہے۔ آپ ﷺ نے سیدنا

جبریل علیہ السلام کے تعاون سے پہلے ہی پیشین گوئی فرما دی تھی۔

امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اِس قسم کی احادیث کربلا کے تقدس، اس زمین پر سجدہ کرنے اوراس کی مٹی کی بنائی گئی ٹکیہ پرسجدے کرنے کی فضیلت پر دلالت نہیں کرتیں، جیسا کہ شیعوں کا خیال ہے، اگراس قسم کی ٹکی کی کوئی فضیلت ہوتی تو مسجد حرام اور مسجد نبوی کی مٹی سے بنائی جانی چاہیے تھی۔

اصل میں اس چیز کا تعلق شیعوں کی بدعت اور اہل بیت اور ان کے آثار کی تعظیم میں غلو سے ہے۔ بڑی عجیب و غریب بات ہے کہ اِن لوگوں کے ہاں عقل بھی مصادرِ شریعت میں سے ہے، اسی بنا پر وہ عقلی تحسین اور عقلی تقبیح کے قائل ہیں۔لیکن اس کے باوجود وہ کربلا کی زمین پر سجدہ کرنے کی فضیلت ایسی روایات سے ثابت کرتے ہیں، جو عقلی تقاضوں کے مطابق بالکل باطل ہیں۔ سید عبد الرضا مرعشی شہرساتی نے اپنے رسالے (ص ۱۵) میں ''السجود علی التربۃ الحسینیۃ'' کے عنوان میں لکھا:

''کربلا کی مٹی کے شرف، تقدس اور وہاں مدفون ہستیوں کی طہارت کی وجہ سے اس پر سجدہ کرنا افضل ہے، عترتِ طاہرہ کے ائمہ رحمہم اللہ سے مروی روایات اس پر دلالت کرتی ہیں، مثلا: اس (مٹی) پر کیے ہوئے سجدے ساتویں زمین تک نور پیدا کر دیتے ہیں۔ یہ سجدے ساتوں پردوں کو چاک کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جس طرح اس مٹی پر سجدے کرنے والے کی نماز قبول کرتا ہے، اس طرح دوسروں کی نہیں کرتا۔ حسین کی قبر کی مٹی پر کیا گیا سجدہ زمینوں کو روشن کر دیتا ہے۔''

میں (البانی) کہتا ہوں: ان روایات کا باطل و مردود ہونا ظاہر ہے، اہل بیت کے ائمہ رضی اللہ عنہم ایسی مرویات سے بری ہیں، ان کی سرے سے کوئی سند ہی نہیں ہے کہ محقق علم حدیث اور اصول حدیث کی روشنی میں ان کو پرکھ سکے، کوئی روایت مرسل ہے تو کوئی معضل۔

اسی شیعہ مصنف نے اپنی کتاب کے ورقوں کو کالا کرتے ہوئے مزید کہا: ''حسینی مٹی کی فضیلت و تقدس پر دلالت کرنے والی روایات صرف ائمۂ اہلِ بیت سے مروی نہیں ہیں، بلکہ دوسرے اسلامی فرقوں کی بنیادی کتابوں میں بڑی شہرت کے ساتھ ان کا تذکرہ ملتا ہے، ان کے علما اور رواۃ نے ان کو روایات کیا ہے، مثلا امام سیوطی نے اپنی کتاب (الخصائص الکبری) میں (باب اخبار النبی ﷺ بقتل الحسین علیہ السلام) میں امام حاکم، امام بیہقی، امام ابونعیم اور امام طبری جیسے ثقات سے تقریباً بیس روایات بیان کی ہیں، اسی طرح امام ہیثمی کے (مجمع الزوائد: ۹/ ۱۹۱) میں بھی ان کا تذکرہ ملتا ہے۔''

میں (البانی) کہتا ہوں: اے مسلمان! تجھے علم ہونا چاہیے کہ امام سیوطی اور امام ہیثمی نے ایک حدیث بھی ایسی ذکر نہیں کی، جو حسینی مٹی کی فضیلت و تقدس پر دلالت کرے، اہل السنۃ کی روایت کردہ احادیث سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر دی تھی، جیسا کہ میں نے بھی اس صحیحہ میں چند روایات بیان کی ہیں۔

اس شیعے نے جن روایات کے بارے میں دعوی کیا ہے، کیا وہ سیوطی اور ہیثمی نے روایت کی ہیں؟

اے اللہ! ہرگز نہیں۔ دراصل یہ شیعہ اپنی ضلالت اور بدعت کی تائید میں رواں دواں تھا اور مکڑی کے جالے سے کمزور دلیل کا بھی سہارا لینے لگا۔

اس مرعشی شہرسانی شیعے نے اپنی کتاب کے قاریوں کو اتنا دھوکہ دینے پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بولنے کی جرأت بھی کرنے لگا، جیسا کہ وہ کہتا ہے:

''جس نے سب سے پہلی مٹی سے بنی ہوئی تختی پر سجدہ کیا، وہ ہمارے نبی محمد ﷺ ہیں، یہ اس وقت کی بات ہے، جب ۳ھ میں مسلمانوں اور قریشیوں میں احد والی جنگ لڑی گئی، جس میں رکنِ اسلام حمزہ بن عبد المطلب کی شہادت کا واقعہ پیش آیا۔ اس وقت نبی کریم ﷺ نے مسلمان عورتوں کو حکم دیا کہ ہر محفلِ سوگ میں ان پر نوحہ کریں، پھر ان کی تکریم میں وسعت اختیار کی گئی اور لوگ ان کی قبر سے مٹی لے کر اس سے تبرک حاصل کرتے اور اس پر سجدہ کرتے اور اس سے سجدہ کی جگہیں بناتے، جیسا کہ (شیعوں کی کتاب) (الارض والتربة الحسينية) میں ہے۔

میں (البانی) کہتا ہوں: قارئینِ کرام! سوچیں، اس آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی طرف کیسا جھوٹ منسوب کیا اور یہ دعوی کر دیا کہ نبی کریم ﷺ نے سب سے پہلے سجدہ کرنے کے لیے ٹکی بنوائی تھی۔ پھر اس نے اپنے دعوی کی کوئی دلیل بھی پیش نہ کی۔ البتہ یہ جھوٹ پیش کیا کہ آپ ﷺ نے عورتوں کو سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ پر نوحہ کرنے کا حکم دیا تھا، حالانکہ اس حکم کا مٹی والے مسئلہ سے کوئی ربط بھی نہیں ہے، جبکہ آپ ﷺ نے تو عورتوں سے نوحہ نہ کرنے کی بیعت لی تھی، جیسا کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں سیدہ عطیہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے ثابت ہوتا ہے۔

پھر تیسرا جھوٹ یہ پیش کر دیا کہ صحابہ کرام تبرک کے لیے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر سے مٹی اٹھا لیتے اور اس پر سجدہ کرتے تھے۔ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر واضح جھوٹ ہے۔ وہ اس قسم کی بت پرستی سے کوسوں دور تھے۔ پھر یہ بیچارہ اپنے جھوٹوں کو مسلمانوں کے کسی معروف مصدر کی طرف منسوب بھی نہ کر سکا۔ البتہ (الارض والتربة الحسينية) کا نام پیش کر دیا، جو ایک شیعی کی کتاب ہے۔ (صحیحہ: ۱۱۷۱) اس کے بعد مزید بحث صحیحہ میں دیکھی جا سکتی ہے۔

(۱۲۴۲۰)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ مَلَكَ الْمَطَرِ اسْتَأْذَنَ رَبَّهُ أَنْ يَأْتِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَذِنَ لَهُ فَقَالَ لِأُمِّ سَلَمَةَ: امْلِكِي عَلَيْنَا الْبَابَ لَا يَدْخُلْ عَلَيْنَا أَحَدٌ قَالَ وَجَاءَ الْحُسَيْنُ لِيَدْخُلَ فَمَنَعَتْهُ فَوَثَبَ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بارش والے فرشتے نے نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہونے کے لیے اللہ تعالیٰ سے اجازت طلب کی، اللہ نے اسے اجازت دے دی، نبی کریم ﷺ نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ''تم دروازے کے قریب رہنا اور کسی کو ہمارے پاس نہ آنے دینا۔''

(۱۲۴۲۰) تخریج: اسناده ضعيف، تفرد به عمارة بن زاذان عن ثابت، وقد قال الامام احمد: يروى عن ثابت عن انس احاديث مناكير، اخرجه البزار: ۲۶۴۲، وابويعلى: ۳۴۰۲، وابن حبان: ۶۷۴۲، والطبراني في "الكبير": ۲۸۱۳ (انظر: ۱۳۵۳۹)

فَدَخَلَ فَجَعَلَ يَقْعُدُ عَلٰى ظَهْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰى مَنْكِبِهِ وَعَلٰى عَاتِقِهِ قَالَ فَقَالَ الْمَلَكُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتُحِبُّهُ قَالَ: ((نَعَمْ۔)) قَالَ أَمَا إِنَّ أُمَّتَكَ سَتَقْتُلُهُ وَإِنْ شِئْتَ أَرَيْتُكَ الْمَكَانَ الَّذِي يُقْتَلُ فِيهِ فَضَرَبَ بِيَدِهِ فَجَاءَ بِطِينَةٍ حَمْرَاءَ فَأَخَذَتْهَا أُمُّ سَلَمَةَ فَصَرَّتْهَا فِي خِمَارِهَا قَالَ قَالَ ثَابِتٌ بَلَغَنَا أَنَّهَا كَرْبَلَاءُ۔ (مسند احمد: ۱۳۵۷۳)

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ آئے، وہ اندر آنے لگے، سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ان کو روکا، مگر وہ چھلانگ لگا کر اندر چلے گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشت مبارک اور کندھے پر بیٹھنے لگے، اس فرشتے نے کہا: کیا آپ کو اس سے محبت ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جی ہاں'' اس فرشتے نے کہا: اس کو تو آپ کی امت قتل کر دے گی۔ آپ چاہیں تو میں آپ کو ان کی قتل گاہ دیکھا سکتا ہوں، اس نے اپنا ہاتھ مارا اور سرخ مٹی لے آیا، سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے وہ مٹی لے کر اپنے دوپٹے میں ڈال لی، ثابت کہتے ہیں: ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ ان کی قتل گاہ کربلا کی زمین ہے۔

(۱۲٤۲۱)۔ عَنْ عَائِشَةَ أَوْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَ: وَكِيعٌ شَكَّ هُوَ يَعْنِي عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَعِيدٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِإِحْدَاهُمَا: ((لَقَدْ دَخَلَ عَلَيَّ الْبَيْتَ مَلَكٌ لَمْ يَدْخُلْ عَلَيَّ قَبْلَهَا، فَقَالَ لِي: إِنَّ ابْنَكَ هٰذَا حُسَيْنٌ مَقْتُولٌ، وَإِنْ شِئْتَ أَرَيْتُكَ مِنْ تُرْبَةِ الْأَرْضِ الَّتِي يُقْتَلُ بِهَا، قَالَ: فَأَخْرَجَ تُرْبَةً حَمْرَاءَ۔)) (مسند احمد: ۲۷۰۵۹)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا یا سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا: ''میرے پاس گھر میں ایک فرشتہ آیا ہے، جو اس سے پہلے کبھی میرے پاس نہیں آیا تھا، اس نے بتلایا ہے کہ آپ کا یہ بیٹا حسین قتل ہوگا، اگر آپ چاہیں تو آپ کو اس سرزمین کی مٹی دکھاؤں، جہاں یہ قتل ہوگا، پھر اس نے سرخ مٹی دکھائی۔''

اَلْفَصْلُ الثَّانِي فِي قَتْلِ الْحُسَيْنِ رضی اللہ عنہ وَمَا فَعَلَهُ ابْنُ زِيَادٍ بِرَأْسِهِ

فصل دوم: سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا قتل اور ان کے سر کے ساتھ ابن زیاد کا سلوک

(۱۲٤۲۲)۔ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: أُتِيَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ زِيَادٍ بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ رضی اللہ عنہ، فَجُعِلَ فِي طَسْتٍ، فَجَعَلَ يَنْكُتُ عَلَيْهِ، وَقَالَ فِي حُسْنِهِ شَيْئًا، فَقَالَ أَنَسٌ: إِنَّهُ كَانَ أَشْبَهَهُمْ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عبیداللہ بن زیاد کے پاس سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا سر لایا گیا، وہ ایک تھال میں رکھا ہوا تھا، تو وہ اپنی لاٹھی سے مارنے لگا اور اس نے ان کے حسن کے بارے میں کچھ نازیبا الفاظ بھی کہے، سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ

(۱۲٤۲۱) تخریج: حدیث حسن بطرقه وشاهده، اخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۲۸۱۵، وابن ابی شیبة: ۱۵/ ۹۷ (انظر: ۲٦٥۲٤)

(۱۲٤۲۲) تخریج: اخرجه البخاری: ۳۷٤۸ (انظر: ۱۳۷٤۸)

بِـرَسُـولِ اللّٰـهِ ﷺ، وَكَـانَ مَـخْـضُوبًـا بِالْوَسْمَةِ۔ (مسند احمد: ۱۳۷۸٤)

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سب لوگوں سے زیادہ مشابہت رکھتے تھے، ان کے بال وسمہ سے رنگین تھے۔

فوائد:...... حافظ ابن حجر نے کہا: اکثر اہل علم کے قول کے مطابق سیدنا حسین رضی اللہ عنہ شعبان سن ۴ ہجری میں پیدا ہوئے اور یوم عاشورا یعنی ۱۰ محرم ۶۱ سن ہجری کو عراق کی سرزمین میں کربلا کے مقام پر شہید ہو گئے، حقیقت حال یہ تھی کہ جب سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے وفات پائی اور ان کے بعد یزید مسند خلافت پر متمکن ہوا تو اہل کوفہ نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے خط و کتابت کی کہ وہ تو ان کی اطاعت کریں گے، نہ کہ یزید کی، پس سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کوفہ والوں کی طرف روانہ ہو گئے، لیکن ان سے پہلے عبید اللہ بن زیاد کوفہ پہنچ گیا اور اس نے اکثر لوگوں کو سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے دور کر دیا، بعض لوگ رغبت کی وجہ سے اور بعض ڈر کی وجہ سے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا ساتھ چھوڑ گئے اور ابن زیاد نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے چچا زاد سیدنا مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو بھی قتل کر دیا، سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے بیعت لینے کے لیے ان کو بھیجا تھا، پھر ابن زیاد نے ایک لشکر تیار کیا اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے جنگ شروع کر دی، یہاں تک کہ نواسۂ رسول اور ان کے اہل بیت کے کافی افراد شہید ہو گئے، یہ ایک مشہور واقعہ ہے، ہم اس کی طوالت میں نہیں پڑنا چاہتے۔ (فتح الباری: ۷/ ۹۶)

یہ ایک سیاہ دھبہ ہے، جس نے امتِ مسلمہ کی تاریخ کو سیاہ کر دیا، خاتم النّبیین ﷺ کا نواسہ بھی آپ ﷺ کی امت کے ظلم کا لقمہ بن گیا۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ فِیْ رُؤْیَا ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ یَوْمَ قَتْلِ الْحُسَیْنِ رضی اللہ عنہ

فصل سوم: سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا خواب

(۱۲٤۲۳)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا يَرَى النَّائِمُ بِنِصْفِ النَّهَارِ وَهُوَ قَائِمٌ أَشْعَثُ أَغْبَرُ، بِيَدِهِ قَارُورَةٌ فِيهَا دَمٌ، فَقُلْتُ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَا هٰذَا؟ قَالَ: ((هٰذَا دَمُ الْحُسَيْنِ وَأَصْحَابِهِ۔)) لَمْ أَزَلْ أَلْتَقِطُهُ مُنْذُ الْيَوْمِ، فَأَحْصَيْنَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ، فَوَجَدُوهُ قُتِلَ فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ۔ (مسند احمد: ۲۵۵۳)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے دوپہر کے وقت خواب میں نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ کھڑے تھے اور آپ ﷺ کے سر کے بال بکھرے ہوئے اور غبار آلود ہیں اور آپ کے ہاتھ میں ایک شیشی ہے جس میں خون تھا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، یہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ حسین اور اس کے ساتھیوں کا خون ہے، جسے میں آج جمع کر رہا ہوں۔'' ہم نے اس دن کا حساب لگایا تو وہ وہی دن تھا، جس دن سیدنا حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تھے۔

(۱۲٤۲۳) تخریج: اسناده صحیح علی شرط مسلم، اخرجه الطبرانی: ۲۸۲۲، والحاکم: ٤/ ۳۹۷ (انظر: ۲۵۵۳)

اَلْفَصْلُ الرَّابِعُ فِيْ نَعْيِ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَوَقُوْعِ خَبَرِ نَعْيِهِ عَلَى النَّاسِ، وَكَلَامِهِمْ فِيْ اَهْلِ الْعِرَاقِ، وَتَارِيْخِ مَقْتَلِهِ

فصل چہارم: سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی خبر شہادت کا لوگوں تک پہنچنا، اہل عراق کے بارے میں لوگوں کی آراء اور تاریخ شہادت کا بیان

(١٢٤٢٤)۔ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ: سَمِعْتُ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ جَاءَ نَعْيُ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ، لَعَنَتْ أَهْلَ الْعِرَاقِ، فَقَالَتْ: قَتَلُوهُ قَتَلَهُمُ اللّٰهُ، غَرُّوهُ وَذَلُّوهُ، قَتَلَهُمُ اللّٰهُ، فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَتْهُ فَاطِمَةُ غَدِيَّةً بِبُرْمَةٍ، قَدْ صَنَعَتْ لَهُ فِيهَا عَصِيدَةً، تَحْمِلُهُ فِي طَبَقٍ لَهَا حَتّٰى وَضَعَتْهَا بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَ لَهَا: أَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ؟ قَالَتْ: هُوَ فِي الْبَيْتِ، قَالَ: ((فَاذْهَبِي فَادْعِيهِ وَائْتِينِي بِابْنَيْهِ۔)) قَالَتْ: فَجَائَتْ تَقُودُ ابْنَيْهَا كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِيَدٍ، وَعَلِيٌّ يَمْشِي فِي إِثْرِهِمَا حَتّٰى دَخَلُوا عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَجْلَسَهُمَا فِي حِجْرِهِ، وَجَلَسَ عَلِيٌّ عَنْ يَمِينِهِ، وَجَلَسَتْ فَاطِمَةُ عَنْ يَسَارِهِ، قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: فَاجْتَبَذَ مِنْ تَحْتِي كِسَاءً خَيْبَرِيًّا، كَانَ بِسَاطًا لَنَا عَلَى الْمَنَامَةِ فِي الْمَدِينَةِ، فَلَفَّهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ جَمِيعًا، فَأَخَذَ بِشِمَالِهِ طَرَفَيِ الْكِسَاءِ

شہر بن حوشب کہتے ہیں کہ جب سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر آئی تو میں نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو سنا کہ انہوں نے اہل عراق پر لعنت کی اور کہا: انہوں نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا ہے، اللہ ان لوگوں کو قتل کرے، اللہ تعالیٰ ان پر لعنت کرے، انہوں نے ان کے ساتھ دھوکہ کیا اور بے وفائی کی، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا صبح سویرے ایک دیگچی لے کر آئیں، جس میں انہوں نے کھانا تیار کیا تھا اور اسے ایک تھال میں رکھا ہوا تھا، انہوں نے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمہارا چچازاد کہاں ہے؟'' انہوں نے کہا: وہ گھر پر ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ان کو اور دونوں بچوں کو بھی بلاؤ، وہ جا کر اپنے دونوں بچوں کو لے آئیں، دونوں کو ایک ایک ہاتھ میں پکڑ کر لا رہی تھیں اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے پیچھے تھے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں کو اپنی گود میں بٹھا لیا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ آپ کی دائیں جانب اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بائیں جانب بیٹھ گئیں، سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے نیچے سے خیبری چادر کھینچ لی، وہ مدینہ میں ہمارے بچھونے کی چادر تھی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ چادر ان سب کے اوپر ڈال دی اور اپنے بائیں ہاتھ سے چادر کی دونوں اطراف کو پکڑ کر دایاں

(١٢٤٢٤) تخريج: اسناده ضعيف لضعف شهر بن حوشب، اخرجه الطبرانی فی "الكبير": ٢٦٦٦، والطحاوی فی "شرح مشكل الآثار": ٧٧٠ (انظر: ٢٦٥٥٠)

وَأَلْوٰى بِيَدِهِ الْيُمْنٰى إِلٰى رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ، قَالَ: ((اللّٰهُمَّ أَهْلِي أَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا، اللّٰهُمَّ أَهْلُ بَيْتِي أَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا، اللّٰهُمَّ أَهْلُ بَيْتِي أَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا۔)) قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَلَسْتُ مِنْ أَهْلِكَ؟ قَالَ: ((بَلٰى، فَادْخُلِي فِي الْكِسَاءِ۔)) قَالَتْ: فَدَخَلْتُ فِي الْكِسَاءِ بَعْدَمَا قَضٰى دُعَائَهُ لِابْنِ عَمِّهِ عَلِيٍّ وَابْنَيْهِ وَابْنَتِهِ فَاطِمَةَ رضی اللہ عنہم۔ (مسند احمد: ۲۷۰۸۵)

ہاتھ اللہ کی طرف اٹھا کر فرمایا: ''یا اللہ یہ لوگ میرے اہل خانہ ہیں، ان سے پلیدی کو دور کر اور انہیں خوب پاک کر دے۔'' یہ دعا آپ ﷺ نے تین مرتبہ کی، میں نے کہا: اللہ کے رسول! کیا میں آپ کے اہل میں سے نہیں ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، تم بھی چادر کے اندر آ جاؤ۔'' جب میں چادر کے اندر داخل ہوئی تو اس وقت آپ ﷺ اپنے چچا زاد سیدنا علی، اپنی بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ان کے بیٹوں کے حق میں دعا کر کے فارغ ہو چکے تھے۔

فوائد: ...... اس روایت کے بعض امور درج ذیل حدیث میں بیان کیے گئے ہیں:

عطاء بن ابی رباح کہتے ہیں: حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ أُمَّ سَلَمَةَ، تَذْكُرُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي بَيْتِهَا فَأَتَتْهُ فَاطِمَةُ بِبُرْمَةٍ فِيهَا خَزِيرَةٌ فَدَخَلَتْ بِهَا عَلَيْهِ فَقَالَ لَهَا: ((اُدْعِي زَوْجَكِ وَابْنَيْكِ۔)) قَالَتْ: فَجَاءَ عَلِيٌّ وَالْحُسَيْنُ وَالْحَسَنُ فَدَخَلُوا عَلَيْهِ فَجَلَسُوا يَأْكُلُونَ مِنْ تِلْكَ الْخَزِيرَةِ، وَهُوَ عَلٰى مَنَامَةٍ لَهُ عَلٰى دُكَّانٍ تَحْتَهُ كِسَاءٌ لَهُ خَيْبَرِيٌّ، قَالَتْ: وَأَنَا أُصَلِّي فِي الْحُجْرَةِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ [الأحزاب: ۳۳] قَالَتْ فَأَخَذَ فَضْلَ الْكِسَاءِ فَغَشَّاهُمْ بِهِ ثُمَّ أَخْرَجَ يَدَهُ فَأَلْوٰى بِهَا إِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي وَخَاصَّتِي فَأَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا، اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي وَخَاصَّتِي فَأَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا۔)) قَالَتْ: فَأَدْخَلْتُ رَأْسِي الْبَيْتَ فَقُلْتُ: وَأَنَا مَعَكُمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ إِنَّكِ إِلٰى خَيْرٍ إِنَّكِ إِلٰى خَيْرٍ۔))، قَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ: وَحَدَّثَنِي أَبُو لَيْلٰى عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ مِثْلَ حَدِيثِ عَطَاءٍ سَوَاءً، قَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ: وَحَدَّثَنِي دَاوُدُ بْنُ أَبِي عَوْفٍ أَبُو الْحَجَّافِ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ بِمِثْلِهِ سَوَاءً۔ ...... سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: نبی کریم ﷺ میرے گھر میں تشریف فرما تھے، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ایک ہنڈیا لے کر آئیں، جس میں گوشت سے تیار شدہ خریزہ تھا، جب وہ آپ ﷺ کے پاس داخل ہوئیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے خاوند اور اپنے دونوں بیٹوں کو بلا کر لاؤ۔'' اتنے میں سیدنا علی، سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے پاس پہنچ گئے اور وہ سارے خریزہ کھانے لگے، آپ ﷺ ایک دکان (اونچی سی جگہ) پر تھے، جو آپ کی خواب گاہ تھی،

نیچے خیبر کی بنی ہوئی چادر بچھا رکھی تھی۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں حجرے میں نماز پڑھ رہی تھی، اللہ تعالیٰ نے اس وقت یہ آیت اتاری: ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾...... ''اللہ تعالیٰ تو صرف یہ ارادہ کرتا ہے کہ اے اہل بیت! تم سے پلیدی دور کر دیں اور تمہیں مکمل طور پر پاک کر دیں۔'' اس کے بعد آپ ﷺ نے زائد چادر کے حصہ کو لیا اور انہیں ڈھانپ لیا، پھر اپنا ہاتھ آسمان کی جانب بلند کیا اور فرمایا: ''اے میرے اللہ! یہ میرے گھر والے اور میرے خاص ہیں، ان سے پلیدی دور کر دے اور انہیں پاک کردے۔ اے میرے اللہ! یہ میرے گھر والے اور میرے خاص ہیں، ان سے پلیدی دور کر دے اور انہیں پاک کردے۔'' ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے اس چادر کے اندر اپنا سر داخل کیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں بھی تمہارے ساتھ شامل ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک تم خیر پر ہو، بلاشبہ تم خیر پر ہو۔'' (مسند احمد: ۲۷۰٤۱)

(۱۲٤۲۵)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ، سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي نُعَيْمٍ، سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، وَسَأَلَهُ رَجُلٌ عَنْ شَيْءٍ، قَالَ شُعْبَةُ: وَأَحْسِبُهُ سَأَلَهُ عَنِ الْمُحْرِمِ يَقْتُلُ الذُّبَابَ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: أَهْلُ الْعِرَاقِ يَسْأَلُونَ عَنِ الذُّبَابِ، وَقَدْ قَتَلُوا ابْنَ بِنْتِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((هُمَا رَيْحَانَتَيَّ مِنَ الدُّنْيَا۔)) (مسند احمد: ۵۵٦۸)

شعبہ کہتے ہیں: میرا خیال ہے کہ کسی (عراقی آدمی) نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ سوال کیا کہ اگر کوئی آدمی احرام کی حالت میں مکھی مار ڈالے تو اس کا کیا کفارہ ہے؟ انھوں نے کہا: اہل عراق مکھی مارنے کے متعلق دریافت کرتے ہیں، حالانکہ ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے نواسے کو قتل کر ڈالا ہے، جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ''یہ دونوں یعنی حسن وحسین دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔''

فوائد:...... ممکن ہے، بلکہ ایسے ہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ آدمی سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کے جرم سے بری ہوگا، لیکن بعض اوقات کسی مجرم کے بڑے پن کو واضح کرنے کے لیے جرم کو پوری قوم کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔

(۱۲٤۲٦)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا دَاوُدُ بْنُ عُمَرَ، ثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ بْنِ جَمِيلٍ الْجُمَحِيُّ، قَالَ: رَأَيْتُ عَطَاءَ بْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ وَعِكْرَمَةَ بْنَ خَالِدٍ يَرْمُونَ الْجَمْرَةَ قَبْلَ الْفَجْرِ يَوْمَ النَّحْرِ، فَقَالَ لَهُ

نافع بن عمر جمحی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے عطاء بن ابی ملیکہ اور عکرمہ بن خالد کو دیکھا، انھوں نے نحر والے دن یعنی دس ذوالحجہ کو قبل از فجر رمی یعنی جمرے کو کنکریاں ماریں، میرے والد نے ان سے کہا: اے ابو سلیمان! آپ نے نافع بن عمر سے یہ حدیث کس سال سنی؟ انھوں نے کہا: حسین کی شہادت

(۱۲٤۲۵) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۷۵۳ (انظر: ۵۵٦۸)
(۱۲٤۲٦) تخریج: (انظر: ۲۰۲۸۱)

اَبِی: یَا اَبَا سُلَیْمَانَ! اَیَّ سَنَةٍ سَمِعْتَ مِنْ نَافِعِ بْنِ عُمَرَ؟ قَالَ: سَنَةَ تِسْعٍ وَسِتِّیْنَ وَمِائَةٍ سَنَةَ وَقْعَةِ الْحُسَیْنِ۔ (مسند احمد: ۲۰۵۴۷)

والے سال ۱۶۹ ہجری میں۔

فوائد:...... لیکن یہ سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہ نہیں ہیں، بلکہ حسین بن علی بن حسن بن سیدنا حسن بن سیدنا علی بن ابو طالب ہیں، یہ نیکی وتقوی، جود وسخاوت اور ہمت وشجاعت والے آدمی تھے، یہ آٹھ ذوالحجہ ۱۶۹ ہجری کو مکہ مکرمہ کے قریب فخ وادی میں شہید کر دیئے گئے تھے۔

معلوم ہوا کہ اس روایت کا سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ یوم عاشورا یعنی ۱۰ محرم ۶۱ سن ہجری کو عراق کی سرزمین میں کربلا کے مقام پر شہید ہوئے تھے۔

اَلْفَصْلُ الْخَامِسُ فِیْمَا جَاءَ فِیْ مَنَاقِبِ الْحُسَیْنِ رضی اللہ عنہ غَیْرِ مَا تَقَدَّمَ

فصل پنجم: سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے مزید مناقب کا بیان

(۱۲۴۲۷)۔ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ رَاشِدٍ، عَنْ یَعْلَی الْعَامِرِیِّ اَنَّهُ خَرَجَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلٰی طَعَامٍ دُعُوا لَهُ، قَالَ: فَاسْتَمْثَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَفَّانُ: قَالَ وُهَیْبٌ: فَاسْتَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَمَامَ الْقَوْمِ، وَحُسَیْنٌ مَعَ غِلْمَانٍ یَلْعَبُ، فَأَرَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ یَأْخُذَهُ، قَالَ: فَطَفِقَ الصَّبِیُّ هَاهُنَا مَرَّةً وَهَاهُنَا مَرَّةً، فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُضَاحِکُهُ حَتّٰی أَخَذَهُ، قَالَ: فَوَضَعَ إِحْدٰی یَدَیْهِ تَحْتَ قَفَاهُ وَالْأُخْرٰی تَحْتَ ذَقْنِهِ فَوَضَعَ فَاهُ عَلٰی فِیْهِ فَقَبَّلَهُ، وَقَالَ: ((حُسَیْنٌ مِنِّی وَأَنَا مِنْ حُسَیْنٍ أَحَبَّ اللّٰهُ مَنْ أَحَبَّ حُسَیْنًا، حُسَیْنٌ سِبْطٌ مِنَ الْأَسْبَاطِ۔)) (مسند احمد: ۱۷۷۰۴)

سیدنا یعلی عامری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے، آپ ﷺ کو کھانے کے لیے بلایا گیا تھا، رسول اللہ ﷺ لوگوں کے آگے آگے چل رہے تھے، آپ ﷺ نے دیکھا کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے، آپ ﷺ نے ان کو پکڑنے کا ارادہ کیا تو وہ کبھی اِدھر اور کبھی اُدھر بھاگ جاتے، رسول اللہ ﷺ بھی ان کو ہنساتے رہے، بالآخر آپ ﷺ نے ان کو پکڑ لیا اور آپ ﷺ نے اپنا ایک ہاتھ ان کی گدی کے نیچے اور دوسرا ہاتھ ان کی تھوڑی کے نیچے رکھ دیا اور آپ ﷺ نے اپنا منہ ان کے منہ پر رکھ کر اسے بوسہ دیا اور فرمایا: ''حسین مجھ سے اور میں حسین سے ہوں، جو حسین سے محبت رکھے، اللہ اس سے محبت رکھے، حسین (خیر و بھلائی والی) امتوں میں سے ایک امت ہے۔''

(۱۲۴۲۷) تخریج: حسن، قاله الالبانی، اخرجه ابن ماجه: ۱۴۴، والترمذی: ۳۳۷۵ (انظر: ۱۷۵۶۱)

اَلْبَابُ الثَّالِثُ فِیْ وَقْعَةِ الْحَرَّةِ وَهِیَ مِنْ اَفْظَعِ الْحَوَادِثِ اَیْضًا فِیْ مُدَّةِ یَزِیْدَ بْنِ مُعَاوِیَةَ

باب سوم: یزید بن معاویہ کے عہد میں وقوع پذیر ہونے والے ایک انتہائی المناک واقعہ حرہ کا بیان

(۱۲٤۲۸)۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ مَوْلَی الْمَهْرِیِّ، أَنَّهُ جَاءَ أَبَا سَعِیدِ الْخُدْرِیَّ لَیَالِیَ الْحَرَّةِ، فَاسْتَشَارَهُ فِی الْجَلَاءِ مِنَ الْمَدِینَةِ، وَشَکَا إِلَیْهِ أَسْعَارَهَا وَکَثْرَةَ عِیَالِهِ، وَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ لَا صَبْرَ لَهُ عَلٰی جَهْدِ الْمَدِینَةِ، فَقَالَ: وَیْحَكَ! لَا آمُرُكَ بِذٰلِكَ، إِنِّی سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُولُ: ((لَا یَصْبِرُ أَحَدٌ عَلٰی جَهْدِ الْمَدِینَةِ وَلَأْوَائِهَا فَیَمُوتُ إِلَّا کُنْتُ لَهُ شَفِیعًا أَوْ شَهِیدًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ إِذَا کَانَ مُسْلِمًا۔)) (مسند احمد: ۱۱۵۷۵)

مولائے مہری ابو سعید سے روایت ہے کہ وہ واقعہ حرہ کے دوران سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور مدینہ منورہ سے باہر کسی دوسری جگہ جانے کی بابت ان سے مشورہ طلب کیا اور بطور شکوہ کہا کہ اس کے اہل و عیال بہت ہیں اور یہاں کافی مہنگائی ہے، اس لیے وہ یہاں کی مشقت کو برداشت نہیں کر سکتا، انہوں نے فرمایا: تجھ پر افسوس ہے، میں تمہیں اس بات کا مشورہ نہیں دے سکتا، کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے: ”جو مسلمان مدینہ منورہ میں پیش آنے والی مشکلات و مصائب کو برداشت کرے اور اسی حال میں وفات پا جائے تو میں قیامت کے روز اس کے حق میں سفارشی ہوں گا، یا یوں فرمایا کہ اس کے حق میں گواہ ہوں گا۔“

فوائد: ...... یزید کی بیعت سے دستبردار ہونے والے لوگ اہل مدینہ ہیں، پھر اسی کے نتیجے میں حرہ کی جنگ پیش آئی تھی اور امتِ مسلمہ کی تاریخ متاثر ہوگئی۔

جب یزید بن معاویہ کو اصل حالات کا علم ہوا تو اس نے مسلم بن عقبہ سے کہا: ایک ہزار چیدہ جنگ جو ہمراہ لے کر مدینہ پہنچو، لوگوں کو اطاعت کی طرف بلاؤ، اگر وہ اطاعت اختیار کر لیں تو بہتر ہے، ورنہ جنگ کر کے سب کو سیدھا کر دو، اس حکم سے تیسرے روز یہ فوج دمشق سے روانہ ہوئی، یزید نے رخصت کرتے وقت مسلم کو نصیحت کی جہاں تک ممکن ہو نرمی اور درگزر سے کام لینا، بصورتِ دیگر کشت و خون اور قتل و غارت کی عام اجازت ہے۔

شامی لشکر مدینہ منورہ پہنچ گیا اور بیعت کی دعوت دی، مگر اہل مدینہ لڑائی پر آمادہ ہو گئے، آخر مسلم حرہ کی جانب سے مدینہ پر حملہ آور ہوا، اہل مدینہ نے بڑی بہادری سے مقابلہ کیا اور لشکر شام کا منہ پھیر پھیر دیا، لیکن مسلم بن عقبہ کی بہادری اور تجربہ کاری سے اہل مدینہ کو شکست ہوئی، بہت سے سرداران مدینہ جنگ میں کام آئے، کل ایک ہزار کے قریب آدمی مارے گئے، جن میں تین سو سے زائد شرفائے قریش و انصار شامل تھے، فتح مند فوج نے مدینہ میں داخل ہو کر تین دن تک تو قتل عام کیا، چوتھے دن بیعت کا حکم دیا گیا، جس نے مسلم کے ہاتھ پر بیعت کی، وہ بچ گیا اور جس نے بیعت سے انکار کیا، وہ قتل ہوا، یہ واقعہ ذوالحجہ سنہ ۶۳ ہجری میں پیش آیا۔

(۱۲٤۲۸) تخریج: اخرجه مسلم: ۱۳۷٤ (انظر: ۱۱۵۵٤)

(۱۲٤۲۹)۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ جَابِرِ بْـنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ أَمِيرًا مِنْ أُمَرَاءِ الْفِتْنَةِ قَدِمَ الْـمَـدِينَةَ، وَكَـانَ قَـدْ ذَهَبَ بَصَرُ جَابِرٍ، فَـقِيـلَ لِـجَـابِـرٍ: لَـوْ تَنَحَّيْتَ عَنْهُ، فَخَرَجَ يَـمْـشِـي بَيْنَ ابْنَيْهِ فَنُكِّبَ، فَقَالَ: تَعِسَ مَنْ أَخَـافَ رَسُـولَ اللّٰـهِ ﷺ، فَـقَـالَ ابْـنَاهُ أَوْ أَحَـدُهُـمَـا: يَـا أَبَـتِ وَكَيْفَ أَخَافَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَقَـدْ مَـاتَ؟ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ الـلّٰـهِ صَـلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَنْ أَخَـافَ أَهْـلَ الْـمَـدِيـنَةِ فَقَدْ أَخَافَ مَا بَيْنَ جَنْبَيَّ۔)) (مسند احمد: ۱٤۸۷۸)

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ فتنے والے امراء میں ایک امیر مدینہ منورہ آیا، ان دنوں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بینائی سے محروم ہو چکے تھے، کسی نے ان سے کہا: اگر آپ اس سے دور ہو جائیں (تو بہتر ہے)، پس وہ اپنے دو بیٹوں کے درمیان چلتے ہوئے ایک طرف نکل گئے اور کہا: وہ آدمی تباہ و برباد ہو، جس نے رسول اللہ ﷺ کو ڈرایا اور خوف زدہ کیا، ان کے دونوں بیٹوں نے یا ان میں سے کسی ایک نے کہا: اباجان! اللہ کے رسول اللہ ﷺ کا تو انتقال ہو چکا ہے، اس نے آپ کو کیسے خوف زدہ کیا تھا؟ انہوں نے کہا: میں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اہل مدینہ کو خوف زدہ کیا، اس نے میرے دل کو خوف زدہ کیا۔''

(۱۲٤۳۰)۔ عَـنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَشْـرَفَ عَـلَى أُطُمٍ مِنْ آطَامِ الْمَدِينَةِ، فَـقَـالَ: ((هَلْ تَـرَوْنَ مَـا أَرٰى إِنِّـي لَأَرٰى مَوَاقِعَ الْفِتَنِ۔)) (مسند احمد: ۲۲۰۹۱)

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ کے ٹیلوں میں سے ایک ٹیلے کی طرف نظر ڈالی اور فرمایا: ''جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں، کیا تمہیں بھی دکھائی دے رہا ہے؟ میں فتنوں اور مصیبتوں کے مقامات دیکھ رہا ہوں۔''

فَصْلٌ مِنْهُ فِيْ تَسْيِيْرِ جَيْشِ الْحَرَّةِ اِلٰى مَكَّةَ لِقِتَالِ ابْنِ الزُّبَيْرِ وَحَرْقِهِمُ الْكَعْبَةِ

فصل: حرہ میں لڑنے والے لشکر کو یزید کا مکہ کی طرف سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے مقابلہ کے لیے روانہ کرنے اور جا کر کعبہ کو جلانے کا بیان

(۱۲٤۳۱)۔ عَـنْ مَيْـمُـونَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ: ((كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا مَرِجَ الدِّينُ، وَظَهَـرَتِ الـرَّغْبَةُ، وَاخْتَـلَـفَـتِ الْإِخْوَانُ، وَحُرِّقَ الْبَيْتُ الْعَتِيقُ۔)) (مسند احمد: ۲۷۳٦٦)

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن فرمایا: ''اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا، جب دین میں فساد پیدا ہو جائے گا، خیر کی بجائی شر کی رغبت پیدا ہو جائے گی، بھائیوں میں اختلاف پڑ جائے گا اور بیت اللہ کو جلا دیا جائے گا۔''

(۱۲٤۲۹) تـخـريـج: حديث صحيح، اخرجه البخاري في "التاريخ الكبير": ۱/ ۵۳، وابن ابي شيبة: ۱۲/ ۱۸۰، وابن حبان: ۳۷۳۸ (انظر: ۱٤۸۱۸)

(۱۲٤۳۰) تخريج: أخرجه البخاري: ۱۸۷۸، ۲٤٦۷، ومسلم: ۲۸۸۵ (انظر: ۲۱۷٤۸)

(۱۲٤۳۱) تخريج: اسناده حسن، اخرجه الطبراني في "الكبير": ۲٤/ ۱٤، وابن ابي شيبة: ۱۵/ ٤۷ (انظر: ۲٦۸۲۹)

فوائد:...... سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی حکومت مکہ معظمہ میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ہی سے قائم تھی اور انھوں نے یزید کے عہد حکومت میں مکہ پر کبھی یزید کی حکومت قائم نہیں ہونے دی، یزید کے مرنے کے بعد انھوں نے لوگوں سے بیعت خلافت کی اور بہت جلد شام کے بعض مقامات کے ساتھ تمام عالم اسلام میں وہ خلیفہ تسلیم کر لیے گئے۔

واقعہ حرہ سے فارغ ہو کر مسلم بن عقبہ اپنی فوج کو لے کر سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے مقابلے کے لیے مکہ کی جانب روانہ ہوا، راستے میں بیمار پڑ گیا اور حصین بن نمیر کو اپنی جگہ سپہ سالار مقرر کر کے مقام ابواء پر خود مر گیا، مدینہ سے فرار ہونے والے لوگ بھی مکہ پہنچ گئے اور اس موقع پر خوارج نے بھی سیدنا عبداللہ بن زبیر کی مدد کرنا مناسب سمجھی اور اہل حجاز نے اس سال حج کے موقع پر سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی۔

بہرحال لشکر شام تو مکہ کے قریب پہنچ گیا اور ۲۷ محرم ۶۴ سن ہجری کو لڑائی شروع ہوگئی اور ۳ ربیع الاول تک جاری رہی، اگرچہ فتح وشکست کا فیصلہ تو نہیں ہوا، لیکن شامی فوجوں نے منجنیق نصب کر کے خانہ کعبہ پر سنگ باری شروع کر دی، روئی اور گندھک اور رال کے گولے بنا بنا کر اور جلا جلا کر پھینکے، جس سے خانہ کعبہ کا تمام غلاف جل گیا اور دیواریں سیاہ ہوگئیں، پتھروں کے صدمہ سے خانہ کعبہ کی دیواریں شکستہ ہوگئیں اور چھت گر گئی۔ یہ یزید بن معاویہ کی خلافت کا ایک نہایت ناخوشگوار واقعہ تھا۔ تفصیل کے لیے کتب تاریخ کا مطالعہ کریں۔

اَلْبَابُ الرَّابِعُ فِیْ بَعْثِ یَزِیْدَ وَعُمَّالِهِ لِبُعُوْثٍ اِلٰی مَکَّةَ لِمُحَارَبَةِ ابْنِ الزُّبَیْرِ وَاِخْضَاعِهِ

باب چہارم: سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے مقابلہ اور ان کو زیر کرنے کے لیے یزید اور اس کے ساتھیوں کا اپنے لشکروں کو مکہ کی طرف روانہ کرنے کا بیان

(۱۲۴۳۲)۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيُّ، قَالَ: بَعَثَنَا يَزِيدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ إِلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ فَلَمَّا قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ دَخَلْتُ عَلٰى فُلَانٍ نَسِيَ زِيَادٌ اسْمَهُ، فَقَالَ: إِنَّ النَّاسَ قَدْ صَنَعُوا مَا صَنَعُوا فَمَا تَرٰى؟ فَقَالَ: أَوْصَانِي خَلِيلِي أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِنْ أَدْرَكْتَ شَيْئًا مِنْ هٰذِهِ الْفِتَنِ فَاعْمَدْ إِلٰى أُحُدٍ، فَاكْسِرْ بِهِ حَدَّ سَيْفِكَ، ثُمَّ اقْعُدْ فِي بَيْتِكَ، قَالَ: فَإِنْ دَخَلَ عَلَيْكَ أَحَدٌ إِلَى الْبَيْتِ فَقُمْ إِلَى

ابو اشعث صنعانی سے مروی ہے، انھوں نے کہا: یزید بن معاویہ نے ہمیں سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے مقابلہ کے لیے بھیجا، میں مدینہ منورہ پہنچا تو فلاں کے پاس حاضر ہوا، زیاد نے اس کا نام بیان کیا تھا، اس نے کہا: لوگ جو کچھ کر رہے ہیں، آپ سب دیکھ رہے ہیں؟ ان حالات کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ انھوں نے کہا: میرے خلیل ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت کی تھی کہ ''اگر تم ان فتنوں میں سے کسی فتنہ کو دیکھو تو اپنی تلوار کی دھار توڑ کر گھر کے اندر بیٹھ رہنا، اگر کوئی فتنہ باز شخص تمہارے گھر کے اندر گھس آئے تو تم کسی کوٹھڑی کے اندر

(۱۲۴۳۲) تخریج: اسنادہ حسن، اخرجہ البزار: ۳۳۷۷ (انظر: ۱۷۹۸۲)

الْمَخْدَعِ، فَإِنْ دَخَلَ عَلَيْكَ الْمَخْدَعَ فَاجْثُ عَلٰى رُكْبَتَيْكَ، وَقُلْ بُؤْ بِإِثْمِي وَإِثْمِكَ فَتَكُونَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ، وَذٰلِكَ جَزَاءُ الظَّالِمِينَ، فَقَدْ كَسَرْتُ حَدَّ سَيْفِي وَقَعَدْتُ فِيْ بَيْتِيْ))۔ (مسند احمد: ۱۸۱٤٥)

چھپ جانا اور اگر کوئی تمہاری کوٹھڑی میں آ جائے تو تم اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ جانا اور کہنا کہ تو میرے قتل کے گناہ اور اپنے گناہوں کے ساتھ واپس جا، تیرا انجام جہنم ہے اور ظالموں کا یہی بدلہ ہے، لہٰذا اے بھائی! میں تو اپنی تلوار کی دھار توڑ کر گھر کے اندر بیٹھا ہوں۔''

فَصْلٌ فِيْ نَصِيْحَةِ اَبِيْ شُرَيْحِ الصَّحَابِيِّ رضی اللہ عنہ لِعَمْرِو بْنِ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ الْاَمَوِيِّ الْوَالِيْ عَلَى الْمَدِيْنَةِ مِنْ قِبَلِ يَزِيْدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ حِيْنَمَا بَعَثَ بَعْثًا اِلٰى مَكَّةَ لِمُحَارِبَةِ ابْنِ الزُّبَيْرِ بِهَا، وَعَدَمِ قُبُوْلِهِ النَّصِيْحَةَ

فصل: یزید بن معاویہ کی طرف سے مدینہ کے حکمران عمرو بن سعید بن العاص اموی کا ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے مقابلہ کے لیے مکہ کی طرف لشکر بھیجنا اور ابوشریح رضی اللہ عنہ صحابی کی اس کو نصیحت اور سعید کے انکار کا بیان

(۱۲٤۳۳)۔ عَنْ أَبِي شُرَيْحِ الْخُزَاعِيِّ، قَالَ: لَمَّا بَعَثَ عَمْرُو بْنُ سَعِيدٍ إِلٰى مَكَّةَ بَعْثَهُ يَغْزُو ابْنَ الزُّبَيْرِ أَتَاهُ أَبُو شُرَيْحٍ، فَكَلَّمَهُ وَأَخْبَرَهُ بِمَا سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ خَرَجَ إِلٰى نَادِي قَوْمِهِ فَجَلَسَ فِيهِ، فَقُمْتُ إِلَيْهِ فَجَلَسْتُ مَعَهُ فَحَدَّثَ قَوْمَهُ، كَمَا حَدَّثَ عَمْرَو بْنَ سَعِيدٍ مَا سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَمَّا قَالَ لَهُ عَمْرُو بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: قُلْتُ: هٰذَا إِنَّا كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ افْتَتَحَ مَكَّةَ، فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ مِنْ يَوْمِ الْفَتْحِ عَدَتْ خُزَاعَةُ عَلٰى رَجُلٍ مِنْ هُذَيْلٍ فَقَتَلُوهُ وَهُوَ مُشْرِكٌ، فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِينَا خَطِيبًا، فَقَالَ: ((يَا أَيُّهَا

ابوشریح خزاعی سے مروی ہے کہ جب عمرو بن سعید نے سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے مقابلہ کے لیے مکہ کی طرف لشکر بھیجا تو ابو شریح رضی اللہ عنہ نے اس کے پاس آ کر اس سے گفتگو کی اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے جو سنا تھا اسے وہ بتلایا، اس کے بعد وہ اپنی قوم میں آ کر بیٹھ گئے، تو میں بھی اٹھ کر ان کے پاس جا بیٹھا، تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی جو بات عمرو بن سعید کو سنائی اور اس کے جواب میں عمرو بن سعید نے جو کچھ کہا، انہوں نے وہ ساری بات قوم کو سنائی، انہوں نے بتلایا کہ میں نے اس سے کہا: اللہ کے رسول ﷺ نے جب مکہ فتح کیا تو دوسرے ہی دن بنو خزاعہ نے بنو ہذیل کے ایک آدمی پر حملہ کر کے اسے قتل کر ڈالا، مقتول مشرک تھا، ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ دور جاہلیت میں اس نے ان کے کسی آدمی کو مارا تھا، تو انہوں نے اس کا انتقام لے لیا، کیونکہ وہ مدت سے اسی تاک میں تھے تو اس واقعہ کے بعد اللہ کے رسول ﷺ ہمارے درمیان خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے آپ ﷺ

(۱۲٤۳۳) تخريج: أخرجه البخاري: ۱۰٤، ۱۸۳۲، ٤۲۹٥، ومسلم: ۱۳٥٤ (انظر: ۱٦۳۷۷)

النَّاسُ! إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ حَرَّمَ مَكَّةَ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ، فَهِيَ حَرَامٌ مِنْ حَرَامِ اللّٰهِ تَعَالٰى إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، لَا يَحِلُّ لِامْرِءٍ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَسْفِكَ فِيهَا دَمًا، وَلَا يَعْضِدَ بِهَا شَجَرًا، لَمْ تَحْلِلْ لِأَحَدٍ كَانَ قَبْلِي، وَلَا تَحِلُّ لِأَحَدٍ يَكُونُ بَعْدِي، وَلَمْ تَحْلِلْ لِي إِلَّا هٰذِهِ السَّاعَةَ غَضَبًا عَلٰى أَهْلِهَا، أَلَا ثُمَّ قَدْ رَجَعَتْ كَحُرْمَتِهَا بِالْأَمْسِ، أَلَا! فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ مِنْكُمُ الْغَائِبَ، فَمَنْ قَالَ لَكُمْ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَاتَلَ بِهَا فَقُولُوا: إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ أَحَلَّهَا لِرَسُولِهِ وَلَمْ يُحْلِلْهَا لَكُمْ، يَا مَعْشَرَ خُزَاعَةَ وَارْفَعُوا أَيْدِيَكُمْ عَنِ الْقَتْلِ، فَقَدْ كَثُرَ أَنْ يَقَعَ لَئِنْ قَتَلْتُمْ قَتِيلًا لَأَدِيَنَّهُ، فَمَنْ قُتِلَ بَعْدَ مَقَامِي هٰذَا، فَأَهْلُهُ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ إِنْ شَاءُوا فَدَمُ قَاتِلِهِ، وَإِنْ شَاءُوا فَعَقْلُهُ۔)) ثُمَّ وَدٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَ الَّذِي قَتَلَتْهُ خُزَاعَةُ، فَقَالَ عَمْرُو بْنُ سَعِيدٍ لِأَبِي شُرَيْحٍ: انْصَرِفْ أَيُّهَا الشَّيْخُ! فَنَحْنُ أَعْلَمُ بِحُرْمَتِهَا مِنْكَ، إِنَّهَا لَا تَمْنَعُ سَافِكَ دَمٍ، وَلَا خَالِعَ طَاعَةٍ، وَلَا مَانِعَ جِزْيَةٍ، قَالَ: فَقُلْتُ: قَدْ كُنْتُ شَاهِدًا وَكُنْتَ غَائِبًا، وَقَدْ بَلَّغْتُ، وَقَدْ أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُبَلِّغَ شَاهِدُنَا غَائِبَنَا، وَقَدْ بَلَّغْتُكَ

نے فرمایا: ''لوگو! اللہ تعالیٰ نے جب سے آسمان اور زمین بنائے ہیں اس نے اسی دن سے مکہ کو حرمت والا قرار دیا ہے، لہٰذا یہ اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کے مطابق قیامت تک حرم ہی رہے گا، جس آدمی کا اللہ پر اور آخرت پر ایمان ہے اس کے لیے حلال نہیں کہ وہ اس شہر میں کسی کا ناحق خون بہائے، وہ ان اس کے کسی درخت کو کاٹے مجھ سے پہلے اور میرے بعد اس میں لڑائی کرنے کی کسی کو بھی اجازت نہیں اور اہل مکہ پر غضب کی وجہ سے مجھے بھی صرف اس تھوڑے سے وقت کے لیے اجازت دی گئی تھی، خبردار! اب دوبارہ اس کی حرمت اسی طرح ہے جیسے کل تھی، خبردار! تم میں سے جو لوگ یہاں موجود ہیں وہ یہ بات ان لوگوں تک پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں ہیں، اگر کوئی تم سے کہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے تو مکہ میں لڑائی لڑی ہے، تو تم اس سے کہنا: کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے لیے تو مکہ میں لڑائی کی اجازت دی تھی، اس نے تمہیں اس کی اجازت نہیں دی ہے، اے خزاعہ کے خاندان! تم قتل سے اپنے ہاتھوں کو روک لو، یہ کام بہت ہو چکا، تم ایک آدمی کو قتل کر چکے ہو، اس کی دیت یعنی خون بہا میں ادا کروں گا، اس وقت کے بعد جو آدمی مارا گیا تو اس کے ورثاء کو دو بہترین میں سے کسی ایک کا اختیار ہوگا، وہ چاہیں گے تو قاتل کو قتل کریں گے اور اگر چاہیں گے تو خون بہا وصول کریں گے۔'' اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اس آدمی کا خون بہا ادا کر دیا، جو بنو خزاعہ نے مارا تھا، یہ ساری حدیث سن کر عمرو بن سعید نے ابو شریح رضی اللہ عنہ سے کہا ارے بوڑھے! جا جا مکہ کی حرمت کو ہم تم سے بہتر جانتے ہیں، یہ حرمت ناحق خون بہانے والے اطاعت سے منہ موڑنے والے اور کسی مجرم کے لیے نہیں ہے، ابو شریح رضی اللہ عنہ نے بتلایا کہ عمرو کی یہ بات سن کر میں نے ان سے کہا: کہ اللہ کے

فَأَنْتَ وَشَأْنُكَ۔ (مسند احمد: ١٦٤٩٠)

رسول ﷺ نے جب یہ حدیث ارشاد فرمائی تھی، میں وہاں موجود تھا، تم نہیں تھے اور میں یہ حدیث تم تک پہنچا چکا کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا تھا کہ ہم سے جو بھی وہاں موجود ہے وہ یہ بات ان لوگوں تک پہنچادے جو وہاں اس وقت موجود نہ تھے، میں یہ بات تم تک پہنچا چکا ہوں، اب تم جانو اور تمہارا کام۔ عبداللہ بن امام احمد کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث اپنے والد کی کتاب میں ان کے ہاتھ سے لکھی ہوئی پائی۔

(١٢٤٣٤)۔ (وَمِنْ طَرِيْقٍ آخَرَ) عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْعَدَوِيِّ، أَنَّهُ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ وَهُوَ يَبْعَثُ الْبُعُوثَ إِلَى مَكَّةَ: ائْذَنْ لِي أَيُّهَا الْأَمِيرُ! أُحَدِّثْكَ قَوْلًا قَامَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغَدَ مِنْ يَوْمِ الْفَتْحِ، سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي وَأَبْصَرَتْهُ عَيْنَايَ حَيْثُ تَكَلَّمَ بِهِ، أَنَّهُ حَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ مَكَّةَ حَرَّمَهَا اللّٰهُ۔)) فَذَكَرَ نَحْوَهُ۔ (مسند احمد: ١٦٤٨٧)

(دوسری سند) سعید مقبری سے روایت ہے کہ جب عمرو بن سعید مکہ کی طرف لشکر روانہ کر رہا تھا تو ابو شریح العدوی نے اس سے کہا: اے امیر! مجھے اجازت دیجئے کہ میں تمہیں وہ باتیں بیان کروں جو اللہ کے رسول ﷺ نے فتح مکہ سے اگلے دن اپنے خطبہ میں ارشاد فرمائی تھیں، جن کو میرے کانوں نے سنا اور میرے دل نے یاد رکھا، جب آپ نے یہ باتیں ارشاد فرمائیں تو میری آنکھیں آپ کو دیکھ رہی تھیں، آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرنے کے بعد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ کو حرمت والا قرار دیا ہے، ......'' پھر سابقہ روایت کی طرح کی روایت ذکر کی۔

فوائد:...... یزید بن معاویہ کی طرف سے مقرر کردہ والیٔ مدینہ عمرو بن سعید بن عاص تھا، یہ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے لڑنے کے لیے مکہ مکرمہ کی طرف لشکر بھیج رہا تھا، اس دوران سیدنا ابو شریح عدوی رضی اللہ عنہ نے اپنی ذمہ داری ادا کی اور نبی کریم ﷺ کی حدیث بیان کی، جس کی روشنی میں عمرو بن سعید کی کاروائی صحیح نہیں تھی۔

حدیث کے آخر میں عمرو بن سعید، سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ وہ نافرمان ہے، وغیرہ وغیرہ، لیکن عمرو بن سعید کا یہ نظریہ درست نہیں ہے۔

(١٢٤٣٤) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

فَصْلٌ فِيمَا وَرَدَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ جَبَّارِ بَنِيْ أُمَيَّةِ

فصل: بنوامیہ کے ایک ظالم حکمران کے متعلق نبی کریم ﷺ کے ارشادات

(۱۲٤۳٥)۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، أَخْبَرَنِي مَنْ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((لَيَرْعَفَنَّ عَلَى مِنْبَرِي جَبَّارٌ مِنْ جَبَابِرَةِ بَنِي أُمَيَّةَ يَسِيلُ رُعَافُهُ۔)) قَالَ: فَحَدَّثَنِي مَنْ رَأَى عَمْرَو بْنَ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ رَعَفَ عَلَى مِنْبَرِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى سَالَ رُعَافُهُ۔ (مسند احمد: ۱۰۷۷٤)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس منبر پر فرماتے سنا ہے" بنوامیہ کے ظالم حکمرانوں میں سے ایک ظالم کی نکسیر میرے منبر پر پھوٹے گی۔" علی بن زید کہتے ہیں: ایک آدمی، جس نے عمرو بن سعید کو دیکھا تھا، نے بتلایا کہ رسول اللہ ﷺ کے منبر پر عمرو بن سعید کی نکسیر پھوٹ پڑی تھی۔

(وَعَنْهُ أَيْضًا) قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَنْ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَيَرْتَقِيَنَّ جَبَّارٌ مِنْ جَبَابِرَةِ بَنِيْ أُمَيَّةَ عَلَى مِنْبَرِيْ هٰذَا۔)) (مسند احمد: ۸۹۸۸)

علی بن زید سے یہ بھی روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ایک آدمی نے مجھے بیان کیا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بنوامیہ کا ایک ظالم حکمران میرے اس منبر پر چڑھے گا۔"

فوائد:...... درج ذیل دو احادیث پر غور کریں:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِنِّي رَأَيْتُ فِي مَنَامِي، كَأَنَّ بَنِيْ الْحَكَمِ بْنِ اَبِيْ الْعَاصِ يَنْزُوْنَ عَلَى مِنْبَرِيْ كَمَا تَنْزُوْ الْقِرَدَةُ۔)) ...... "میں نے خواب میں دیکھا کہ بنو حکم بن ابی عاص میرے منبر پر بندروں کی طرح کود رہے ہیں۔" یہ حدیث سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے اور سعید بن مسیب سے مرسلاً روایت کی گئی ہے، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنی حدیث میں مذکورہ بالا حدیث کے ساتھ یہ الفاظ بھی روایت کئے: نبی کریم ﷺ کو ان کی وفات تک پورے زور سے ہنستے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔ (ملاحظہ ہو: سلسلہ صحیحہ: ۳۹٤۰)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِذَا بَلَغَ بَنُوْ أَبِيْ الْعَاصِ ثَلَاثِيْنَ رَجُلاً، اتَّخَذُوْا دِيْنَ اللّٰهِ دَخَلاً، وَعِبَادَاللّٰهِ خَوْلاً وَمَالَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ دُوْلاً۔)) ......"جب ابو عاص کے بیٹوں کی تعداد تیس مردوں تک پہنچ گی تو یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے دین میں عیب و نقص نکالیں گے، اللہ کے بندوں کو غلام بنالیں گے اور اللہ تعالیٰ کے مال کو آپس میں ہی ادل بدل کریں گے۔" یہ حدیث سیدنا ابو ہریرہ، سیدنا ابو سعید خدری، سیدنا ابو ذر غفاری، سیدنا معاویہ بن سفیان

(۱۲٤۳٥) تخریج: اسناده ضعيف لضعف على بن زيد بن جدعان، ولابهام الراوى عن ابى هريرة (انظر: ۱۰۷٦٤)

تخريج: انظر الحديث السابق (انظر: ۹۰۰۰)

اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ (ملاحظہ ہو سلسلہ صحیحہ: ۷۴۴)

بنو ابی العاص سے مراد بنو امیہ ہیں، جن کے دور حکومت میں اس باب میں مذکورہ احادیث کا مصداق بننے والے خلفا موجود تھے۔

فَصْلٌ فِيْ ذِكْرِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ زِيَادٍ
فصل: عبید اللہ بن زیاد کا تذکرہ

(۱۲٤۳٦)۔ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ الْبَرَّاءِ قَالَ: أَخَّرَ ابْنُ زِيَادٍ الصَّلَاةَ، فَأَتَانِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الصَّامِتِ، فَأَلْقَيْتُ لَهُ كُرْسِيًّا، فَجَلَسَ عَلَيْهِ، فَذَكَرْتُ لَهُ صَنِيعَ ابْنِ زِيَادٍ، فَعَضَّ عَلٰى شَفَتِهِ وَضَرَبَ فَخِذِي، وَقَالَ: إِنِّي سَأَلْتُ أَبَا ذَرٍّ كَمَا سَأَلْتَنِي فَضَرَبَ فَخِذِيْ كَمَا ضَرَبْتُ عَلٰى فَخِذِكَ، وَقَالَ: إِنِّي سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا سَأَلْتَنِي فَضَرَبَ فَخِذِي كَمَا ضَرَبْتُ فَخِذَكَ، فَقَالَ: ((صَلِّ الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا، فَإِنْ أَدْرَكَتْكَ مَعَهُمْ فَصَلِّ وَلَا تَقُلْ إِنِّيْ قَدْ صَلَّيْتُ، وَلَا أُصَلِّيْ۔)) (مسند احمد: ۲۱۷۵۳)

ابو عالیہ براء سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: عبداللہ بن زیاد نے نماز کو مؤخر کر دیا، عبداللہ بن صامت میرے پاس آئے، میں نے ان کے لیے کرسی بچھا دی، وہ اس پر تشریف فرما ہوئے تو میں نے ابن زیاد کے اس کام کا ان کے سامنے تذکرہ کر دیا، تو وہ اپنے ہونٹ کاٹنے لگے اور میری ران پر ہاتھ مار کر کہا: جیسے تم نے مجھ سے یہ بات پوچھی ہے، اسی طرح میں نے بھی سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے کہا تھا: انہوں نے بھی میری ران پر اسی طرح ہاتھ مارا تھا، جیسے میں نے تمہاری ران پر ہاتھ مارا ہے، انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے وہی سوال کیا تھا جو تم نے مجھ سے کیا ہے اور آپ ﷺ نے میری ران پر اسی طرح ہاتھ مارا، جیسے میں نے تیری ران پر مارا ہے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم وقت پر نماز ادا کر لینا، اس کے بعد اگر ان کے ساتھ بھی نماز پڑھنے کا موقع مل جائے تو نماز پڑھ لینا اور یہ نہ کہنا کہ میں نے نماز پڑھ لی ہے، اس لیے نہیں پڑھتا۔''

اَلْبَابُ الْخَامِسُ فِيْ مَوْتِ يَزِيْدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ
باب پنجم: یزید بن معاویہ کی وفات

(۱۲٤۳۷)۔ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ الضَّحَّاكَ بْنَ

جب یزید بن معاویہ کی وفات ہوئی تو ضحاک بن قیس نے

(۱۲٤۳٦) تخریج: اخرجه مسلم: ٦٤٨ (انظر: ۲۱٤۲۳)

(۱۲٤۳۷) تخریج: مرفوعه صحيح لغيره دون قوله: "وفتنا كقطع الدخان يموت فيها قلب الرجل كما يموت بدنه" وهذا اسناده ضعيف لضعف علي بن زيد بن جدعان، اخرجه الطبراني في "الكبير": ۸۱۳۵، والحاكم: ۳/ ۵۲۵ (انظر: ۰۰۰/ ۷۲ بعد ۲٤۰۰۹) طبراني

قَيْسٍ، كَتَبَ إِلَى قَيْسِ بْنِ الْهَيْثَمِ حِينَ مَاتَ يَزِيدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ: سَلَامٌ عَلَيْكَ أَمَّا بَعْدُ! فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((إِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ، فِتَنًا كَقِطَعِ الدُّخَانِ، يَمُوتُ فِيهَا قَلْبُ الرَّجُلِ، كَمَا يَمُوتُ بَدَنُهُ، يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا، وَيُمْسِي مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا، يَبِيعُ أَقْوَامٌ خَلَاقَهُمْ وَدِينَهُمْ بِعَرَضٍ مِنَ الدُّنْيَا۔)) وَإِنَّ يَزِيدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ قَدْ مَاتَ، وَأَنْتُمْ إِخْوَانُنَا وَأَشِقَّاؤُنَا، فَلَا تَسْبِقُونَا حَتّٰى نَخْتَارَ لِأَنْفُسِنَا۔ (مسند احمد: ۲۴۲۹۰)

قیس بن ہیثم کو خط لکھا، اس کا مضمون یہ تھا، تم پر سلامتی ہو، أَمَّا بَعْدُ! میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت سے پہلے اندھیری رات کے ٹکڑوں جیسے شدید اور خوفناک فتنے بپا ہوں گے اور کچھ فتنے دھوئیں کے ٹکڑوں کی طرح ہوں گے، تب لوگوں کے دل یوں مردہ ہوجائیں گے، جیسے بدن مردہ ہو جاتے ہیں، ایک آدمی ایمان کی حالت میں صبح کرے گا اور کفر کی حالت میں شام کرے گا اور ایک آدمی شام کو مومن اور صبح کو کافر ہوگا اور لوگ اپنے دین واخلاق کو دنیا کے بدلے فروخت کرنے لگیں گے۔'' یزید بن معاویہ فوت ہو چکا ہے اور تم ہمارے بھائی ہو، تم کسی معاملہ میں ہم سے سبقت نہ کرنا تاآنکہ ہم خود کسی بات کو اپنے لیے اختیار نہ کر لیں۔

فوائد:...... جب مکہ مکرمہ میں سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی مخالفت میں یزید بن معاویہ کے لشکر کی لڑائی جاری تھی اور بیت اللہ کی عمارت پر سنگ باری اور گولہ باری ہورہی تھی، اسی اثناء میں یکم ربیع الاول سنہ ۶۴ ہجری کو مقام حوران میں تین سال اور آٹھ ماہ کی حکومت اور ۳۸ یا ۳۹ برس کی عمر میں یزید بن معاویہ کا انتقال ہوگیا۔

اَبْوَابُ خِلَافَةِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رضی اللہ عنہ بَعْدَ مَوْتِ يَزِيْدَ وَمَا حَدَثَ فِيْهَا مِنَ الْحَوَادِثِ

یزید بن معاویہ کی موت کے بعد سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی خلافت اور اس میں رونما ہونے والے واقعات کا بیان

اَلْبَابُ الْاَوَّلُ فِي الْبَيْعَةِ لَهُ

باب اول: سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی بیعت کا بیان

(۱۲۴۳۸)۔ عَنْ بِشْرِ بْنِ حَرْبٍ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ

بشر بن حرب سے روایت ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ،

(۱۲۴۳۸) تخريج: اسناده ضعيف لضعف بشر بن حرب (انظر: ۱۱۲۴۷)

أَتَى أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ، فَقَالَ: يَا أَبَا سَعِيدٍ! أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ بَايَعْتَ أَمِيرَيْنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَجْتَمِعَ النَّاسُ عَلٰى أَمِيرٍ وَاحِدٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، بَايَعْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ فَجَاءَ أَهْلُ الشَّامِ فَسَاقُونِي إِلَى جَيْشِ بْنِ دَلَحَةَ فَبَايَعْتُهُ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: إِيَّاهَا كُنْتُ أَخَافُ إِيَّاهَا كُنْتُ أَخَافُ وَمَدَّ بِهَا حَمَّادٌ صَوْتَهُ، قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ! أَوَلَمْ تَسْمَعْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنِ اسْتَطَاعَ أَنْ لَا يَنَامَ نَوْمًا، وَلَا يُصْبِحَ صَبَاحًا، وَلَا يُمْسِيَ مَسَاءً إِلَّا وَعَلَيْهِ أَمِيرٌ.))؟ قَالَ: نَعَمْ، وَلٰكِنِّي أَكْرَهُ أَنْ أُبَايِعَ أَمِيرَيْنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَجْتَمِعَ النَّاسُ عَلٰى أَمِيرٍ وَاحِدٍ. (مسند احمد: ١١٢٦٧)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے ہاں گئے اور ان سے کہا: مجھے اطلاع پہنچی ہے کہ کہ لوگوں کے ایک امیر کی امارت پر متفق ہونے سے پہلے ہی آپ نے دو امیروں کی بیعت کر لی ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، میں سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر چکا تھا کہ شامی آ گئے اور وہ مجھے ابن دلحہ کے لشکر کی طرف لے گئے، میں نے اس کی بیعت بھی کر لی، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے اس بات کا اندیشہ تھا، میں اسی سے ڈرتا تھا، ان الفاظ کو ادا کرتے ہوئے حماد بن سلمہ نے اپنی آواز کو لمبا کر کے کھینچا، ابوسعید نے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! کیا آپ نے نہیں سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''تم میں سے اگر کوئی آدمی اس بات کی استطاعت رکھتا ہو کہ کسی امیر کی امارت کے نہ ہوتے ہوئے نہ صبح کرے اور نہ شام کرے تو اسے ضرور کسی کی امارت میں چلے جانا چاہیے۔''؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، مگر میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ لوگوں کے کسی ایک امیر کی امارت پر متفق ہونے سے پہلے میں دو امیروں کی بیعت کروں۔

(١٢٤٣٩)۔ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي عِمْرَانَ، قَالَ: قُلْتُ لِجُنْدُبٍ: إِنِّي قَدْ بَايَعْتُ هٰؤُلَاءِ يَعْنِي ابْنَ الزُّبَيْرِ، وَإِنَّهُمْ يُرِيدُونَ أَنْ أَخْرُجَ مَعَهُمْ إِلَى الشَّامِ، فَقَالَ: أَمْسِكْ، فَقُلْتُ: إِنَّهُمْ يَأْبَوْنَ، فَقَالَ: افْتَدِ بِمَالِكَ، قَالَ: قُلْتُ: إِنَّهُمْ يَأْبَوْنَ إِلَّا أَنْ أَضْرِبَ مَعَهُمْ بِالسَّيْفِ، فَقَالَ جُنْدُبٌ: حَدَّثَنِي فُلَانٌ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((يَجِيءُ

ابوعمران سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے جندب سے کہا: میں ان لوگوں یعنی سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر چکا ہوں، اب یہ لوگ چاہتے ہیں کہ میں ان کے ہمراہ شام کی طرف جاؤں، انہوں نے کہا: مت جانا، میں نے کہا: وہ مجھے اپنے ساتھ لے جانے پر مصر ہیں، انہوں نے کہا: تم مال دے کر جان چھڑا لو، میں نے کہا: ان کا ایک ہی اصرار ہے کہ میں ان کے ساتھ مل کر قتال میں حصہ لوں، جندب نے کہا: مجھے فلاں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ''قیامت کے دن ایک مقتول اپنے قاتل کو ساتھ لے کر آئے گا اور کہے

(١٢٤٣٩) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، اخرجه النسائي مختصرا دون القصة: ٧/ ٨٤ (انظر: ٢٣١٨٩)

الْمَقْتُولُ بِقَاتِلِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيَقُولُ: يَا رَبِّ سَلْ هٰذَا فِيمَ قَتَلَنِي.)) قَالَ شُعْبَةُ: فَأَحْسِبُهُ قَالَ: فَيَقُولُ: عَلَامَ قَتَلْتَهُ؟ فَيَقُولُ: قَتَلْتُهُ عَلَى مُلْكِ فُلَانٍ.)) قَالَ: فَقَالَ جُنْدُبٌ: فَاتَّقِهَا. (مسند احمد: ۲۳۵۷٦)

گا: اے میرے رب! اس سے پوچھ کہ اس نے مجھ کیوں قتل کیا تھا؟ شعبہ کے الفاظ ہیں: وہ کہے گا کہ اس نے مجھے کس وجہ سے قتل کیا تھا؟ وہ کہے گا: میں نے فلاں کی حکومت بچانے کے لیے اسے قتل کیا تھا۔'' تو جندب نے کہا: پس تم بچ ہی جاؤ۔

فوائد:...... سیدنا عبداللہ بن زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے باپ سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور آپ کی ماں سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما تھیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدینہ میں ہجرت کر کے تشریف لانے سے بیس ماہ کے بعد سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی، آپ مدینہ منورہ میں مہاجرین کی سب سے پہلی اولاد تھے، اس لیے مہاجرین غیر معمولی طور پر خوش ہوئے، آپ ۷۲ برس کی عمر میں جمادی الثانی سنہ ۷۳ ہجری میں بنوامیہ کے حکمرانوں کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔

اگلی حدیث اور اس کے متعلقہ بخاری کی شرح فتح الباری (ج:۷،ص: ۲۴۸) کو سامنے رکھیں تو بات یہ سمجھ آتی ہے کہ عبداللہ بن زبیر مسلمانوں کے ہجرت کر کے مدینہ پہنچنے کے چند دن بعد پیدا ہوئے تھے۔ (عبداللہ رفیق)

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی حکومت مکہ معظمہ میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ہی سے قائم تھی اور انھوں نے یزید کے عہدِ حکومت میں مکہ پر کبھی یزید کی حکومت قائم نہیں ہونے دی، یزید کے مرنے کے بعد انھوں نے لوگوں سے بیعتِ خلافت لی اور بہت جلد شام کے بعض مقامات کے ساتھ تمام عالم اسلام میں وہ خلیفہ تسلیم کر لیے گئے، اس زمانے مں ان کو ملک شام کی اس حالت کا جو ان کے موافق پیدا ہو چکی تھی، صحیح اندازہ نہیں ہو سکا اور وہ بنوامیہ کی طاقت و قبولیت کا جو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے سے شام میں ان کو حاصل تھی، اندازہ کرنے میں غلطی کھا گئے، اگر ان کو بنوقیس اور بنوکلب کی نا اتفاقی و رقابت اور اپنی قبولیت کا جو ملک شام میں پیدا ہو چکی تھی، صحیح اندازہ ہو جاتا تو وہ ضرور ملک شام کا ایک سفر کرتے اور یہ سفر ایسا ہی مفید ثابت ہوتا جیسا سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا سفرِ شام عالمِ اسلام کے لیے مفید ثابت ہوا تھا۔ اس کے بعد مروان کی خلافت اور بنوامیہ کے اثر و اقتدار کی واپسی ہرگز ظہور میں نہ آتی۔

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی زندگی کئی حالات واقعات سے گزری، تفصیل کے لیے کتب تاریخ کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

اَلْبَابُ الثَّانِیْ فِیْ مَنَاقِبِهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَتَارِیْخِ مِیْلَادِهِ
باب دوم: ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے مناقب اور تاریخ ولادت

(۱۲٤٤٠)۔ عَنْ أَسْمَاءَ أَنَّهَا حَمَلَتْ بِعَبْدِ اللّٰهِ

سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ مکہ میں

(۱۲٤٤٠) تخریج: اخرجه البخاری: ۳۹۰۹، ۵٤٦۹، ومسلم: ۲۱٤٦ (انظر: ۲٦۹۳۸)

بْـنِ الـزُّبَيْـرِ بِـمَكَّةَ ، قَالَتْ: فَخَرَجْتُ وَأَنَا مُتِمٌّ ، فَأَتَيْتُ الْمَدِينَةَ ، فَنَزَلْتُ بِقُبَاءَ فَوَلَدْتُهُ بِـقُبَـاءَ ، ثُـمَّ أَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ ، فَـوَضَـعْتُـهُ فِي حِجْرِهِ ، ثُمَّ دَعَا بِتَمْرَةٍ فَمَضَغَهَا ثُمَّ تَفَلَ فِي فِيهِ ، فَكَانَ أَوَّلَ مَـا دَخَـلَ فِي جَوْفِهِ رِيقُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى الـلّٰـهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَتْ: ثُمَّ حَنَّكَهُ بِتَمْرَةٍ ثُمَّ دَعَا لَهُ ، وَبَرَّكَ عَلَيْهِ ، وَكَانَ أَوَّلَ مَوْلُودٍ وُلِدَ فِي الْإِسْلَامِ ۔ (مسند احمد: ۲۷٤۷۷)

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے حاملہ ہوئیں، وہ کہتی ہیں: ایام پورے ہو چکے تھے کہ میں ہجرت کے سفر پر روانہ ہو گئی، قباء پہنچ کر ٹھہری اور میں نے وہاں اس بچے کو جنم دیا، میں اسے لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں گئی اور جا کر آپ کی گود میں رکھ دیا، آپ نے کھجور منگوائی اور اسے چبا کر اس کے منہ میں ڈال دی، اس کے پیٹ میں سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کا لعاب داخل ہوا تھا، اس طرح آپ ﷺ نے اسے کھجور کی گھٹی دی اور اس کے لیے برکت کی دعا فرمائی، یہ اسلام میں پیدا ہونے والا سب سے پہلا بچہ تھا۔

فوائد:...... سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے نواسے تھے۔

(۱۲٤٤۱)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِابْنِ الزُّبَيْرِ فَحَنَّكَهُ بِتَمْرَةٍ وَقَالَ: ((هٰذَا عَبْدُ اللّٰهِ وَأَنْتِ أُمُّ عَبْدِ اللّٰهِ۔)) (مسند احمد: ۲۵۱۲٦)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں (اپنے بھانجے) ابن زبیر کو لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، آپ ﷺ نے اسے کھجور کی گھٹی دی اور فرمایا: ''یہ عبداللہ ہے اور تم ام عبداللہ ہو۔''

فوائد:...... سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس بچے کی خالہ تھیں، جبکہ خالہ ماں ہی ہوتی ہے، اس لیے آپ ﷺ نے سیدہ کی کنیت ام عبداللہ رکھ دی۔

(۱۲٤٤۲)۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ، عَنْ أَبِيهِ ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ: أَتَذْكُرُ يَوْمَ اسْتَقْبَلْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمَلَنِي وَتَرَكَكَ؟ وَكَانَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْتَقْبَلُ بِالصِّبْيَانِ إِذَا جَاءَ مِنْ سَفَرٍ ۔ (مسند احمد: ۱٦۲۲۸)

عروہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا تمہیں وہ دن یاد ہے، جس دن ہم نبی کریم ﷺ کے سامنے آئے تھے اور آپ ﷺ نے مجھے اپنی سواری پر سوار کر لیا تھا اور تمہیں چھوڑ دیا تھا، نبی کریم ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب آپ ﷺ سفر سے واپس تشریف لاتے تو بچوں کے ساتھ آپ کا استقبال کیا جاتا تھا۔

(۱۲٤٤۱) تخريج: حديث صحيح، قولها: فحنكه بتمرة أخرجه البخارى: ۳۹۱۰، ومسلم: ۲۱٤۸ (انظر: ۲٤٦۱۹)

(۱۲٤٤۲) تخريج: اسناده ضعيف لضعف اسماعيل بن عياش فى روايته عن غير اهل بلده ، وهذه منها ، اخرجه الحاكم: ۳/ ۵۵۵ (انظر: ۱٦۱۲۹)

(۱۲۴۴۳)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ غَالِبٍ قَالَ: انْتَهَيْتُ إِلٰى عَائِشَةَ أَنَا وَعَمَّارٌ وَالْأَشْتَرُ، فَقَالَ عَمَّارٌ: السَّلَامُ عَلَيْكِ يَا أُمَّتَاهُ، فَقَالَتْ: السَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى، حَتّٰى أَعَادَهَا عَلَيْهَا مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: أَمَا وَاللّٰهِ! إِنَّكِ لَأُمِّي وَإِنْ كَرِهْتِ، قَالَتْ: مَنْ هٰذَا مَعَكَ؟ قَالَ: هٰذَا الْأَشْتَرُ، قَالَتْ: أَنْتَ الَّذِي أَرَدْتَ أَنْ تَقْتُلَ ابْنَ أُخْتِي، قَالَ: نَعَمْ، قَدْ أَرَدْتُ ذٰلِكَ وَأَرَادَهُ، قَالَتْ: أَمَا لَوْ فَعَلْتَ مَا أَفْلَحْتَ، أَمَّا أَنْتَ يَا عَمَّارُ! فَقَدْ سَمِعْتَ أَوْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِءٍ مُسْلِمٍ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ إِلَّا مَنْ زَنٰى بَعْدَ مَا أُحْصِنَ، أَوْ كَفَرَ بَعْدَ مَا أَسْلَمَ، أَوْ قَتَلَ نَفْسًا فَقُتِلَ بِهَا۔)) (مسند احمد: ۲۴۸۰۸)

عمرو بن غالب سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں، سیدنا عمار اور اشتر، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں گئے، سیدنا عمار رضی اللہ عنہ نے کہا: امی جان! آپ پر سلامتی ہو، سیدہ نے جواباً کہا: اَلسَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى (سلام ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے) عمار رضی اللہ عنہ نے سلام کے یہ کلمات دو یا تین مرتبہ دہرائے، پھر کہا! اللہ کی قسم! آپ میرے ماں ہیں، خواہ آپ مجھ سے نفرت کریں، سیدہ نے کہا: یہ تمہارے ساتھ کون کون ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ اشتر ہے، سیدہ نے کہا: تم ہی ہو نا جس نے میرے بھانجے کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا؟ اس نے کہا: جی ہاں! واقعی میں نے اس بات کا ارادہ کیا تھا اور ان کا بھی یہی ارادہ تھا کہ وہ مجھے قتل کردیں، سیدہ نے کہا: اگر تم یہ کام کر لیتے تو کامیاب نہ ہوتے اور عمار! آپ نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ ''کسی مسلمان کا خون تین صورتوں کے علاوہ کسی بھی صورت میں حلال نہیں، شادی شدہ زنا کرے یا وہ مرتد ہوجائے یا کسی کو قتل کرے اور اسے اس کے بدلے میں قتل کردیا جائے۔'' (تو کیا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان میں سے کوئی جرم کیا تھا کہ ان کو قتل کر دیا گیا؟)

(۱۲۴۴۴)۔ وَفِي رِوَايَةٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ غَالِبٍ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ لِلْأَشْتَرِ: أَنْتَ الَّذِي أَرَدْتَ قَتْلَ ابْنِ أُخْتِي؟ قَالَ: قَدْ حَرَصْتُ عَلٰى قَتْلِهِ وَحَرَصَ عَلٰى قَتْلِي، قَالَتْ: أَوَمَا عَلِمْتَ مَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَحِلُّ دَمُ رَجُلٍ إِلَّا رَجُلٌ ارْتَدَّ، أَوْ تَرَكَ الْإِسْلَامَ، أَوْ زَنٰى بَعْدَمَا أُحْصِنَ، أَوْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ

(دوسری سند) عرو ہ بن غالب سے مروی ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اشتر سے کہا: تم ہی ہو جس نے میرے بھانجے کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا؟ اس نے کہا: جی ہاں، میں ان کو قتل کرنے کا حریص تھا اور وہ مجھے قتل کرنا چاہتے تھے، انہوں نے کہا: کیا تم نہیں جانتے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''کسی مسلمان کا خون بہانا کسی بھی صورت میں جائز نہیں الا یہ کہ کوئی مرتد ہوجائے یا شادی شدہ ہو کر زنا کا ارتکاب کرے یا

(۱۲۴۴۳) تخریج: حدیث صحیح، اخرجه ابوداود: ۴۳۵۳، والنسائی: ۷/ ۱۰۱ (انظر: ۲۴۳۰۴)

(۱۲۴۴۴) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

نَفْسٍ۔)) (مسند احمد: ۲۵۹۹۲) کسی مسلمان کو ناحق قتل کرے۔''

اَلْبَابُ الثَّالِثُ فِیْ بِنَائِهِ الْكَعْبَةَ كَمَا كَانَ يَرْجُو النَّبِيُّ ﷺ

باب سوم: سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا نبی کریم ﷺ کی خواہش کے مطابق کعبہ کی تعمیر کرنا

(۱۲۴۴۵)۔ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ: قَالَ لِي ابْنُ الزُّبَيْرِ: حَدِّثْنِي بِبَعْضِ مَا كَانَتْ تُسِرُّ إِلَيْكَ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ، فَرُبَّ شَيْءٍ كَانَتْ تُحَدِّثُكَ بِهِ تَكْتُمُهُ النَّاسَ، قَالَ: قُلْتُ: لَقَدْ حَدَّثَتْنِي حَدِيثًا حَفِظْتُ أَوَّلَهُ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْلَا أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيثٌ عَهْدُهُمْ بِجَاهِلِيَّةٍ، أَوْ قَالَ: بِكُفْرٍ، قَالَ: يَقُولُ ابْنُ الزُّبَيْرِ، لَنَقَضْتُ الْكَعْبَةَ فَجَعَلْتُ لَهَا بَابَيْنِ فِي الْأَرْضِ بَابًا يُدْخَلُ مِنْهُ وَبَابًا يُخْرَجُ مِنْهُ۔)) قَالَ أَبُو إِسْحَاقَ: فَأَنَا رَأَيْتُهَا كَذٰلِكَ۔ (مسند احمد: ۲۵۲۱۶)

اسود سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے مجھے کہا: تم مجھے ایسی باتیں بیان کرو، جو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا تمہارے ساتھ خصوصی طور پر کیا کرتی تھیں اور جن کو وہ لوگوں سے چھپاتی تھیں، اسود نے کہا: انہوں نے مجھے ایک بات بیان کی تھی جس کا ابتدائی حصہ مجھے خوب یاد ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ! اگر تمہاری قوم نئی نئی مسلمان نہ ہوئی ہوتی تو میں کعبہ کی عمارت کو گرا کر نئی تعمیر کرتا اور میں اس کے برابر کے دو دروازے بناتا، ایک اندر جانے کے لیے اور دوسرا باہر آنے کے لیے۔'' ابو اسحاق کہتے ہیں: میں نے بیت اللہ کو اس انداز سے تعمیر شدہ دیکھا۔

(۱۲۴۴۶)۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مِينَاءَ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ يَقُولُ: حَدَّثَتْنِي خَالَتِي عَائِشَةُ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهَا: ((لَوْلَا أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيثُ عَهْدٍ بِشِرْكٍ أَوْ بِجَاهِلِيَّةٍ، لَهَدَمْتُ الْكَعْبَةَ فَأَلْزَقْتُهَا بِالْأَرْضِ، وَجَعَلْتُ لَهَا بَابَيْنِ بَابًا شَرْقِيًّا وَبَابًا غَرْبِيًّا، وَزِدْتُ فِيهَا مِنَ الْحِجْرِ سِتَّةَ أَذْرُعٍ، فَإِنَّ قُرَيْشًا اقْتَصَرَتْهَا حِينَ بَنَتِ الْكَعْبَةَ۔)) (مسند احمد: ۲۵۹۷۷)

سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میری خالہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا تھا: ''اگر تمہاری قوم نئی نئی شرک یا جاہلیت یعنی کفر کو چھوڑ کر نہ آئی ہوتی تو میں کعبہ کو منہدم کر کے زمین کے برابر کر دیتا اور اس کے دو دوراز ے اس طرح بناتا کہ ایک مشرق کی طرف ہوتا اور دوسرا مغرب کی طرف اور حجر یعنی حطیم میں سے چھ ہاتھ کے برابر جگہ بیت اللہ میں شامل کر دیتا، کیونکہ جب قریش نے اس کی تعمیر کی تھی تو وسائل کی کمی کے باعث وہ اسے کعبہ کی تعمیر میں شامل نہ کر سکے تھے۔''

(۱۲۴۴۵) تخریج: اخرجه البخاری: ۱۵۸۴، ۷۲۴۳، ومسلم: ۴۰۵، ۴۰۶ (انظر: ۲۴۷۰۹)

(۱۲۴۴۶) تخریج: اخرجه البخاری: ۱۵۸۵، ومسلم: ۱۳۳۳ (انظر: ۲۵۴۶۳)

(١٢٤٤٧)۔ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَوْ كَانَ عِنْدَنَا سَعَةٌ لَهَدَمْتُ الْكَعْبَةَ، وَلَبَنَيْتُهَا وَلَجَعَلْتُ لَهَا بَابَيْنِ بَابًا يَدْخُلُ النَّاسُ مِنْهُ وَبَابًا يَخْرُجُونَ مِنْهُ۔)) قَالَتْ: فَلَمَّا وَلِيَ ابْنُ الزُّبَيْرِ هَدَمَهَا فَجَعَلَ لَهَا بَابَيْنِ، قَالَتْ: فَكَانَتْ كَذٰلِكَ فَلَمَّا ظَهَرَ الْحَجَّاجُ عَلَيْهِ هَدَمَهَا وَأَعَادَ بِنَاءَ هَا الْأَوَّلَ۔ (مسند احمد: ٢٥٥٦٢)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر ہمارے اندر طاقت ہوتی تو میں کعبہ کو منہدم کر کے اس کی جدید تعمیر کرتا اور اس دو دروازے بناتا، ایک دروازے سے لوگ اندر داخل ہوتے اور دوسرے سے نکل جاتے۔'' پھر جب سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ حکمران بنے تو انہوں نے رسول اکرم ﷺ کی خواہش کے مطابق اسے منہدم کر کے اس کے دو دروازے بنائے، لیکن ان کے بعد جب حجاج کا دور آیا تو اس نے اسے دوبارہ منہدم کر کے اس کی سابقہ بنیادوں پر تعمیر کر دی۔

(١٢٤٤٨)۔ عَنْ أَبِي قَزَعَةَ أَنَّ عَبْدَ الْمَلِكِ بَيْنَمَا هُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ إِذْ قَالَ: قَاتَلَ اللّٰهُ ابْنَ الزُّبَيْرِ حَيْثُ يَكْذِبُ عَلٰى أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ يَقُولُ: سَمِعْتُهَا وَهِيَ تَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((يَا عَائِشَةُ! لَوْلَا حِدْثَانُ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ لَنَقَضْتُ الْبَيْتَ۔)) قَالَ أَبِي: قَالَ الْأَنْصَارِيُّ: ((لَنَقَضْتُ الْبَيْتَ حَتّٰى أَزِيدَ فِيهِ مِنَ الْحِجْرِ، فَإِنَّ قَوْمَكِ قَصَّرُوا عَنِ الْبِنَاءِ۔)) فَقَالَ الْحَارِثُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ: لَا تَقُلْ هٰذَا يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، فَأَنَا سَمِعْتُ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ تُحَدِّثُ هٰذَا، فَقَالَ: لَوْ كُنْتُ سَمِعْتُ هٰذَا قَبْلَ أَنْ أَهْدِمَهُ لَتَرَكْتُهُ عَلٰى بِنَاءِ ابْنِ الزُّبَيْرِ۔ (مسند احمد: ٢٦٦٨١)

ابو قزعہ سے مروی ہے کہ عبدالملک بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا، اس دوران اس نے کہا: اللہ تعالیٰ ابن زبیر کو ہلاک کرے، وہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر جھوٹ باندھتا اور کہتا تھا کہ سیدہ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''اگر تمہاری قوم نئی نئی کفر کو چھوڑ کر مسلمان نہ ہوئی ہوتی تو میں بیت اللہ کو گرا کر حطیم میں سے کچھ حصہ اس میں شامل کر دیتا، تمہاری قوم قریش نے جب اسے تعمیر کیا تھا تو پورا تعمیر نہیں کر سکے تھے۔'' اس کی یہ بات سن کر حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ نے کہا: امیر المومنین! یہ بات نہ کہیں، میں نے خود سیدہ رضی اللہ عنہا کو یہ حدیث بیان کرتے ہوئے سنا، عبدالملک نے کہا: اگر کعبہ کو گرانے سے پہلے میں نے یہ بات سنی ہوتی تو میں بیت اللہ کو ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی تعمیر پر باقی رہنے دیتا۔

(١٢٤٤٧) تخريج: اسناده ضعيف لضعف اسماعيل بن عبد الملك، ثم ان قوله: "قالت: فلما ولی ابن الزبير" لفظ "قالت" ليس فی رواية ابن ابی شيبة، وهو الصواب، اذا المعروف ان عائشة لم تدرك ولاية ابن الزبير ولا الحجاج، اخرجه ابن ابی شيبة: ص ٢٨٧، وابن راهويه: ١٢٤١ (انظر: ٢٥٠٤٨)

(١٢٤٤٨) تخريج: اخرجه البخاری: ١٥٨٥، ومسلم: ١٣٣٣ (انظر: ٢٦١٥١)

فوائد:...... سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی خواہش کے مطابق خانہ کعبہ کی تعمیر کی تھی، لیکن ان کے بعد حجاج بن یوسف نے اس گھر کی تعمیر کو سیاسی شکل دے دی اور تعمیر نو کو ختم کر کے پرانے نقشے کے مطابق بیت اللہ کی تعمیر کی، اب خانہ کعبہ کی وہی شکل باقی ہے، جو دورِ جاہلیت میں بنائی گئی تھی۔

اَلْبَابُ الرَّابِعُ فِیْ کَرَاهَةِ اَبِیْ بَرْزَةَ الْاَسْلَمِیِّ رضی اللہ عنہ لِفِتْنَةِ عَبْدِ الْمَلِكِ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَیْرِ

باب چہارم: سیدنا ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کا عبدالملک اور سیدنا عبداللہ بن زبیر کے مابین پیدا ہونے والے فتنے کو ناپسند کرنا

(١٢٤٤٩)۔ عَنْ سَیَّارِ بْنِ سَلَامَةَ أَبِی الْمِنْهَالِ الرِّیَاحِیِّ قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ أَبِی عَلٰی أَبِی بَرْزَةَ الْأَسْلَمِیِّ، وَإِنَّ فِی أُذُنَیَّ یَوْمَئِذٍ لَقُرْطَیْنِ، قَالَ: وَإِنِّی لَغُلَامٌ، قَالَ: فَقَالَ أَبُو بَرْزَةَ: إِنِّی أَحْمَدُ اللّٰهَ، أَنِّی أَصْبَحْتُ لَائِمًا لِهٰذَا الْحَیِّ مِنْ قُرَیْشٍ، فُلَانٌ هَاهُنَا یُقَاتِلُ عَلَی الدُّنْیَا، وَفُلَانٌ هَاهُنَا یُقَاتِلُ عَلَی الدُّنْیَا، یَعْنِی عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ مَرْوَانَ، قَالَ: حَتّٰی ذَکَرَ ابْنَ الْأَزْرَقِ، قَالَ: ثُمَّ قَالَ: إِنَّ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَیَّ لَهٰذِهِ الْعِصَابَةُ الْمُلَبَّدَةُ الْخَمِیصَةُ بُطُونُهُمْ مِنْ أَمْوَالِ الْمُسْلِمِینَ، وَالْخَفِیفَةُ ظُهُورُهُمْ مِنْ دِمَائِهِمْ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْأُمَرَاءُ مِنْ قُرَیْشٍ الْأُمَرَاءُ مِنْ قُرَیْشٍ، الْأُمَرَاءُ مِنْ قُرَیْشٍ، لِی عَلَیْهِمْ حَقٌّ، وَلَهُمْ عَلَیْکُمْ حَقٌّ، مَا فَعَلُوْا ثَلَاثًا، مَا حَکَمُوا فَعَدَلُوا، وَاسْتُرْحِمُوا فَرَحِمُوا، وَعَاهَدُوْا فَوَفَوْا، فَمَنْ لَمْ یَفْعَلْ ذٰلِكَ مِنْهُمْ، فَعَلَیْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِکَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِینَ۔)) (مسند احمد: ٢٠٠٤٣)

سیار بن سلامہ ابو منہال ریاحی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں اپنے والد کے ہمراہ سیدنا ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گیا، میں اس قدر چھوٹا تھا کہ ان دنوں میرے کانوں میں بالیاں ڈالی ہوئی تھیں، ابو برزہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں کہ میں قریش کی حرکت پر انہیں ملامت کرتا رہتا ہوں، یہاں فلاں اور فلاں آدمی ہے، جو حصول دنیا کے لیے قتال کرتا ہے، ان کا اشارہ عبدالملک بن مروان کی طرف تھا، یہاں تک کہ انہوں نے ابن الازرق کا نام بھی لیا، پھر کہا: سب لوگوں میں سے مجھے یہ لوگ زیادہ پسند ہیں، جو خرقہ پوش ہیں اور ان کے پیٹ مسلمانوں کے اموال سے خالی اور ان کی پیٹھوں پر مسلمان کا خون لدا ہوا نہیں، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''حکمران قریش سے ہوں گے، حکمران قریش سے ہوں گے، حکمران قریش سے ہوں گے، میرا ان پر حق ہے، اور ان کا تم پر حق ہے، جب تک وہ تین کام کریں کہ وہ عدل و انصاف سے فیصلے کریں، ان سے رحم کی اپیل کی جائے تو رحم کریں اور معاہدے کریں تو ان کو پورا کریں، تو ان میں سے جو آدمی یہ کام نہ کرے، اس پر اللہ کی فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔''

(١٢٤٤٩) تخریج: اسنادہ قوی، اخرجه البزار: ٣٨٥٧، وابو یعلی: ٣٦٤٥، والبخاری فی "التاریخ الکبیر": ٤/ ١٦٠ (انظر: ١٩٨٠٥)

خُرُوْجُ الْمُخْتَارِ
مختار ثقفی کا ظہور

(۱۲٤٥۰)۔ عَنْ رِفَاعَةَ الْقِتْبَانِیِّ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى الْمُخْتَارِ قَالَ: فَأَلْقٰی لِی وِسَادَةً، وَقَالَ: لَوْلَا أَنَّ أَخِی جِبْرِیلَ قَامَ عَنْ هٰذِهِ لَأَلْقَیْتُهَا لَكَ، قَالَ: فَأَرَدْتُ أَنْ أَضْرِبَ عُنُقَهُ، فَذَكَرْتُ حَدِیثًا حَدَّثَنِی بِهِ أَخِی عَمْرُو بْنُ الْحَمِقِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَيُّمَا مُؤْمِنٍ أَمَّنَ مُؤْمِنًا عَلٰی دَمِهِ فَقَتَلَهُ فَأَنَا مِنَ الْقَاتِلِ بَرِیءٌ۔)) (مسند احمد: ۲۲۲۹۳)

رفاعہ قتبانی سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں مختار کے ہاں گیا، اس نے ایک تکیہ میری طرف کیا اور کہا: اگر میرا بھائی جبرائیل اس سے اٹھ کر نہ گیا ہوتا تو میں یہ تکیہ آپ کو دے دیتا، رفاعہ کہتے ہیں: اس کی یہ بات سن کر مجھے غصہ آیا، میں نے ارادہ کیا کہ میں اس کی گردن اڑا دوں، لیکن اچانک مجھے ایک حدیث یاد آ گئی جو مجھے میرے بھائی سیدنا عمرو بن حمق رضی اللہ عنہ نے سنائی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”جس مومن نے کسی مومن کو اس کی جان کی امان دی ہو اور پھر اسے قتل کر دے تو میں اس سے لاتعلق اور بری ہوں۔“

(۱۲٤٥۱)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِیقٍ آخَرَ) قَالَ كُنْتُ أَقُومُ عَلٰی رَأْسِ الْمُخْتَارِ، فَلَمَّا عَرَفْتُ كَذِبَهُ هَمَمْتُ أَنْ أَسُلَّ سَیْفِی، فَأَضْرِبَ عُنُقَهُ، فَذَكَرْتُ حَدِیثًا، حَدَّثَنَاهُ عَمْرُو بْنُ الْحَمِقِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ یَقُولُ: ((مَنْ أَمَّنَ رَجُلًا عَلٰی نَفْسِهِ فَقَتَلَهُ أُعْطِیَ لِوَاءَ الْغَدْرِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔)) (مسند احمد: ۲۲۲۹٤)

(دوسری سند) رفاعہ کہتے ہیں: میں مختار کے سر پر کھڑا تھا، جب مجھے اس کے جھوٹا ہونے کا یقین ہو گیا تو میں نے ارادہ کیا کہ تلوار سونت کر اس کی گردن اڑا دوں، لیکن مجھے وہ حدیث یاد آ گئی جو سیدنا عمرو بن حمق رضی اللہ عنہ نے بیان کی تھی، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”جو آدمی کسی کو اس کی جان کی امان دینے کے بعد اس کو قتل کر دے تو قیامت کے دن اسے دھوکے والا جھنڈا دیا جائے گا۔“

فوائد:...... مختار بن ابی عبید ثقفی، یہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ عراق میں رہتا تھا، ان کی شہادت کے بعد اس نے بصرہ میں سکونت اختیار کی، پھر سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی، انھوں نے اس کو کوفہ کا والی بنا دیا، لیکن اس نے ان کی بیعت توڑ دی اور ابن حنفیہ کی امامت کا دعویدار بن کر سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے قاتلین کی تلاش شروع کر دی، پھر اس نے نبوت اور اپنے آپ پر نزولِ وحی کا دعوی کر دیا، پس مصعب بن زبیر اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کو ۶۷ھ میں قتل کر دیا، مختلف کتبِ تاریخ میں اس کے حالات پڑھے جا سکتے ہیں۔

(۱۲٤٥۰) تخریج: اسنادہ حسن، اخرجہ ابن ماجہ: ۲٦۸۸، والنسائی فی "الکبری": ۸۷۳۹، والطیالسی: ۱۲۸۵، والبزار: ۲۳۰۹، وابن حبان: ۵۹۸۲ (انظر: ۲۱۹٤۷)

(۱۲٤٥۱) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

(۱۲۴۵۲)۔ عَنْ أَبِي عُكَّاشَةَ الْهَمْدَانِيِّ قَالَ: قَالَ رِفَاعَةُ الْبَجَلِيُّ: دَخَلْتُ عَلَى الْمُخْتَارِ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ قَصْرَهُ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: مَا قَامَ جِبْرِيلُ إِلَّا مِنْ عِنْدِي قَبْلُ، قَالَ: فَهَمَمْتُ أَنْ أَضْرِبَ عُنُقَهُ، فَذَكَرْتُ حَدِيثًا حَدَّثَنَاهُ سُلَيْمَانُ بْنُ صُرَدٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ: ((إِذَا أَمَّنَكَ الرَّجُلُ عَلَى دَمِهِ فَلَا تَقْتُلْهُ۔)) قَالَ: وَكَانَ قَدْ أَمَّنَنِي عَلَى دَمِهِ فَكَرِهْتُ دَمَهُ۔ (مسند احمد: ۲۷۷۴۹)

ابو رفاعہ بجلی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں مختار بن ابی عبید کے پاس اس کے محل میں داخل ہوا، میں نے سنا وہ کہہ رہا تھا کہ میرا بھائی جبریل ابھی میرے ہاں سے گیا ہے، اس کی یہ بات سن کر میں نے ارادہ کیا کہ اس کی گردن اڑا دوں، پھر مجھے ایک حدیث یاد آئی جو مجھ سے سلیمان بن صرد نے بیان کی تھی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی اپنے خون پر تم کو امین سمجھ لے تو اسے قتل نہ کرنا۔'' اور اس مختار نے مجھ سے اپنی جان کی امان طلب کی ہوئی تھی، اس لیے میں نے اسے قتل کرنا مناسب نہ سمجھا۔

(۱۲۴۵۳)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ كَانَ عِنْدَهُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ، فَجَعَلَ يُحَدِّثُهُ عَنِ الْمُخْتَارِ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: إِنْ كَانَ كَمَا تَقُولُ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ ثَلَاثِينَ كَذَّابًا۔)) (مسند احمد: ۵۹۸۵)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کسی کوفی کے ہاں تھے، وہ ان کو مختار کے بارے میں کچھ باتیں سنانے لگا، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ ''قیامت سے پہلے تیس جھوٹے دجال پیدا ہوں گے۔''

فوائد: ......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِنَّ فِي ثَقِيْفٍ كَذَّاباً وَمُبِيْراً .)) وَرَدَ مِنْ حَدِيْثِ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، وَسَلَامَةَ بِنْتِ الْحَرِّ الْجَعْفِيَّةِ فَعَنْ أَسْمَاءَ أَنَّهَا قَالَتْ لِلْحَجَّاجِ: أَمَا إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَدَّثَنَا: ((إِنَّ فِي ثَقِيْفٍ كَذَّاباً وَمُبِيْراً .)) قَالَتْ: فَأَمَّا الْكَذَّابُ، فَقَدْ رَأَيْنَاهُ، وَأَمَّا الْمُبِيْرُ، فَلَا إِخَالُكَ إِلَّا إِيَّاهُ، ''ثقیف قبیلہ میں ایک کذاب ہوگا اور ایک مہلک (یعنی ہلاک کرنے والے)۔'' یہ حدیث سیدہ اسما بنت ابو بکر صدیق، سیدنا عبداللہ بن عمر اور سیدہ سلامہ بنت حر جعفیہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے، سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے حجاج سے کہا: آگاہ ہو جا! رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بیان کیا تھا کہ ''ثقیف قبیلہ میں ایک کذاب ہوگا اور ایک مہلک۔'' کذاب تو ہم نے دیکھ لیا، رہا مسئلہ مہلک کا، تو میں تو یہی سمجھ پا

(۱۲۴۵۲) تخریج: اسناده ضعیف لضعف عبد الله بن میسرة، ولجهالة ابی عکاشة الهمدانی، اخرجه ابن ماجه: ۲۶۸۹ (انظر: ۲۷۲۰۷)

(۱۲۴۵۳) تخریج: صحیح لغیره (انظر: ۵۹۸۵)

رہی ہوں کہ وہ تو ہی ہے۔ (ملاحظہ ہو: مسلم: ۷/۱۹۰، ۱۹۱، ترمذی: ۲۲۲۰ و ۳۹۴۴، أحمد: ۲/ ۲۶، ۸۷، ۹۱، ۹۲، صحیحہ: ۳۵۳۸)
ہوازن کے ایک قبیلہ کے باپ کا نام قسی بن منبہ بن بکر بن ہوازن تھا، اس کو ثقیف کہتے تھے۔ (تحفۃ الاحوذی: ۳/ ۲۲۷)
امام ترمذی نے یہ حدیث روایت کرنے کے بعد کہا: ویقال الکذاب المختار بن ابی عبید والمبیر الحجاج بن یوسف، یعنی: کہا جاتا ہے کہ کذاب سے مراد مختار بن ابی عبید اور مہلک سے مراد حجاج بن یوسف ہے،
مختار بن ابی عبید کا یہ دعوی تھا کہ جبریل امین اس کے پاس بھی آتے ہیں، رہا مسئلہ حجاج بن یوسف کا تو مسلمانوں کو تہہ تیغ کرنے اور ان کو موت کے گھاٹ اتارنے کے سلسلے میں اس کا بدکردار بلا مقابلہ رہا۔
اس حدیث میں تیس جھوٹوں کا ذکر ہے، اس کی تفصیل درج ذیل ہے:
نبی کریم ﷺ خاتم النبیین ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی آیا ہے نہ آئے گا اور ایسا دعوی کرنے والا جھوٹا، کذاب اور دجال قرار پائے گا۔
ذہن نشین رہے کہ اس حدیث سے وہ مدعیانِ نبوت مراد نہیں جنھوں نے مطلق طور پر نبوت کا دعوی کیا، کیونکہ ایسے لوگ تو بہت زیادہ ہیں۔ احادیث میں جن تیس کذابوں کا ذکر ہے، ان سے مراد وہ کم بخت ہیں، جن کو اس دعوی کی وجہ سے شان وشوکت ملی اور ان کو اپنی نبوت پر واقعی شبہ ہونے لگا، پھر لوگوں کی معقول تعداد بھی ان کے ساتھ ہو گئی۔ جیسے مرزا غلام احمد قادیانی کا مسئلہ ہے۔
امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: جن دجالوں نے نبوت کا دعویٰ کیا، ان میں سے ایک مرزا غلام احمد قادیانی ہندی ہے، جس نے ہند پر برطانوی استعمار کے عہد میں یہ دعوی کیا تھا کہ وہ امام مہدی ہے، پھر اس نے اپنے آپ کو عیسی علیہ السلام باور کرایا اور بالآخر نبوت کا دعوی کر دیا، قرآن وسنت کا علم نہ رکھنے والے کئی جاہلوں نے اس کی پیروی کی۔ ہند اور شام کے ایسے باشندوں سے میری ملاقات ہوئی، جو اس کی نبوت کے قائل تھے۔ میرے اور ان کے مابین کئی مناظرے اور بحث مباحثے ہوئے، ان میں سے ایک تحریری مناظرہ بھی تھا۔ ان مناظروں میں ان کا دعوی تھا کہ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے بعد کئی انبیاء آئیں گے، ان میں سے ایک مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ شروع شروع میں انھوں نے ورغلانا اور پھسلانا چاہا اور مناظرہ کے اصل موضوع سے صرف نظر کرنا چاہا۔ لیکن میں نے ان کے حیلوں بہانوں کا انکار کیا اور اصل موضوع پر ڈٹا رہا۔ پس وہ بری ہزیمت سے دوچار ہوئے اور حاضرین مجلس کو پتہ چل گیا کہ یہ باطل پرست قوم ہے۔
ان کے کچھ دوسرے عقائد بھی باطل اور اجماعِ امت کے مخالف ہیں، بطورِ مثال: جسمانی بعث کا انکار کرنا اور یہ کہنا کہ جنت وجہنم کا تعلق روح سے ہے، نہ کہ جسم سے۔ کافروں کو دیا جانے والا عذاب بالآخر منقطع ہو جائے گا۔ جنوں کا کوئی وجود نہیں ہے اور جن جنوں کا قرآن مجید میں ذکر ہے، وہ حقیقت میں انسانوں کی ایک جماعت ہے۔
جب یہ لوگ قرآن کی کوئی آیت اپنے عقائد کے مخالف پاتے ہیں تو باطنیہ اور قرامطہ جیسے باطل فرقوں کی طرح اس کی غیر مقبول اور قابل انکار تاویل کرتے ہیں۔ اسی لیے انگریز مسلمانوں کے خلاف ان کی تائید ونصرت کرتے تھے۔ مرزا

قادیانی کہتا تھا کہ مسلمانوں پر انگریزوں سے جنگ کرنا حرام ہے۔ میں نے ان پر ردّ کرنے کے لیے کئی کتابیں تالیف کیں اوران میں یہ وضاحت کی کہ یہ فرقہ جماعۃ المسلمین سے خارج ہے۔ان کا مطالعہ کرنا چاہیے۔(صحیحہ:۱۶۸۳)

اَلْبَابُ الْخَامِسُ فِیْ بَعْثِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ الْحَجَّاجَ بْنَ یُوْسُفَ لِقِتَالِ مُصْعَبِ بْنِ الزُّبَیْرِ بِالْعِرَاقِ

باب پنجم: عبدالملک بن مروان کا حجاج بن یوسف کومصعب بن زبیر سے لڑنے کے لیے عراق کی طرف روانہ کرنا

(١٢٤٥٤)۔ حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، أَخْبَرَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِی هِنْدٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ یُقَالُ لَهُ: عَمَّارٌ، قَالَ: أَدْرَبْنَا عَامًا ثُمَّ قَفَلْنَا، وَفِینَا شَیْخٌ مِنْ خَثْعَمٍ، فَذُكِرَ الْحَجَّاجُ فَوَقَعَ فِیهِ وَشَتَمَهُ، فَقُلْتُ لَهُ: لِمَ تَسُبُّهُ وَهُوَ یُقَاتِلُ أَهْلَ الْعِرَاقِ فِی طَاعَةِ أَمِیرِ الْمُؤْمِنِینَ؟ فَقَالَ: إِنَّهُ هُوَ الَّذِی أَكْفَرَهُمْ، ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ یَقُولُ: ((یَكُونُ فِی هٰذِهِ الْأُمَّةِ خَمْسُ فِتَنٍ۔)) فَقَدْ مَضَتْ أَرْبَعٌ وَبَقِیَتْ وَاحِدَةٌ وَهِیَ الصَّیْلَمُ، وَهِیَ فِیكُمْ یَا أَهْلَ الشَّامِ، فَإِنْ أَدْرَكْتَهَا فَإِنْ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَكُونَ حَجَرًا فَكُنْهُ، وَلَا تَكُنْ مَعَ وَاحِدٍ مِنَ الْفَرِیقَیْنِ أَلَا فَاتَّخِذْ نَفَقًا فِی الْأَرْضِ، وَقَدْ قَالَ حَمَّادٌ: وَلَا تَكُنْ، وَقَدْ حَدَّثَنَا بِهِ حَمَّادٌ قَبْلَ ذَا، قُلْتُ: أَأَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنَ النَّبِیِّ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ، قُلْتُ: یَرْحَمُكَ اللّٰهُ أَفَلَا كُنْتَ أَعْلَمْتَنِی أَنَّكَ رَأَیْتَ النَّبِیَّ ﷺ حَتّٰی أُسَائِلَكَ؟ (مسند احمد: ٢٠٩٧٢)

داوُد بن ابی ہند نے عمار نامی ایک شخص سے بیان کیا، جس کا تعلق ملک شام سے تھا، اس نے کہا: ایک سال ہم روم کی طرف گئے اور وہاں سے واپس آئے، ہمارے قافلے میں قبیلہ خثعم کا ایک آدمی بھی تھا، اس نے حجاج کا ذکر کیا اور اسے خوب برا بھلا کہنے لگا، میں نے اس سے کہا: آپ اسے گالیاں کیوں دیتے ہیں؟ وہ تو امیر المومنین کے حکم کو بجا لاتے ہوئے اہل عراق سے برسر پیکار ہے، اس نے کہا: اس نے تو انہیں کفر میں مبتلا کیا ہوا ہے، پھر اس نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ ''اس امت میں پانچ بڑے بڑے فتنے رونما ہوں گے۔'' ان میں سے چار وقوع پذیر ہو چکے ہیں اور ایک باقی ہے اور وہ بہت بڑا فتنہ ہوگا، اہل شام یاد رکھو وہ فتنہ تمہارے اندر رونما ہوگا، اگر تم اس فتنہ کو پاؤ تو اگر ہو سکے تو پتھر بن جانا یعنی دو فریقوں میں سے کسی ایک کا بھی ساتھ نہ دینا، بلکہ ہو سکے تو زمین میں سرنگ بنا کر چھپ جانا، میں نے کہا: کیا آپ نے خود یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، میں نے کہا: اللہ آپ پر رحم فرمائے، آپ نے پہلے کیوں نہیں بتلایا کہ آپ نبی کی زیارت سے مشرف ہو چکے ہیں، تاکہ میں آپ سے مزید کچھ دریافت کر لیتا۔

(١٢٤٥٤) تخریج: اسناده ضعیف لجهالة عمار الرجل الشامی، وزعم بعضهم انه له صحبة، ولا یصح، فالصحیح انه تابعی، اخرجه ابن الاثیر فی "اسد الغابة": ٦/ ٣٩٢ (انظر: ٢٠٦٩٦)

اَلْبَابُ السَّادِسُ فِيْ بَعْثِهِ اَيْضًا اِلٰى مَكَّةَ بَعْدَ قَتْلِ مُصْعَبٍ بِالْعِرَاقِ لِقَتْلِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ الزُّبَيْرِ بِمَكَّةَ فَقَتَلَهُ بِهَا وَلَمْ يُرَاعِ حُرْمَةَ الْبَيْتِ

باب ششم: اس امر کا بیان کہ عراق میں مصعب کو قتل کرنے کے بعد عبدالملک نے حجاج کو سیدنا عبداللہ زبیر رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے لیے مکہ مکرمہ روانہ کیا اور اس نے بیت اللہ کی حرمت کو پامال کیا

(١٢٤٥٥)۔ عَنْ أَبِي الصِّدِّيقِ النَّاجِيِّ، أَنَّ الْحَجَّاجَ بْنَ يُوسُفَ دَخَلَ عَلٰى أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ بَعْدَ مَا قُتِلَ ابْنُهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ، فَقَالَ: إِنَّ ابْنَكِ أَلْحَدَ فِي هٰذَا الْبَيْتِ، وَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ أَذَاقَهُ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ، وَفَعَلَ بِهِ مَا فَعَلَ، فَقَالَتْ: كَذَبْتَ كَانَ بَرًّا بِالْوَالِدَيْنِ، صَوَّامًا قَوَّامًا، وَاللّٰهِ لَقَدْ أَخْبَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَنَّهُ سَيَخْرُجُ مِنْ ثَقِيفٍ كَذَّابَانِ، الْآخِرُ مِنْهُمَا شَرٌّ مِنَ الْأَوَّلِ، وَهُوَ مُبِيرٌ۔)) (مسند احمد: ٢٧٥٠٧)

ابو صدیق ناجی سے مروی ہے کہ حجاج بن یوسف جب سیدنا عبداللہ زبیر رضی اللہ عنہ کو قتل کر چکا تو اس کے بعد ان کی والدہ سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کے ہاں گیا اور کہنے لگا: تمہارے بیٹے نے بیت اللہ کے اندر الحاد کیا تھا، سو اللہ تعالیٰ نے اسے درد ناک عذاب سے دو چار کیا اور اس کے ساتھ بہت کچھ کیا، سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا: تو جھوٹ کہتا ہے، وہ تو اپنے والدین کا انتہائی خدمت گزار تھا، وہ دن کو بہت زیادہ روزے رکھنے والا اور رات کو بہت زیادہ قیام کرنے والا تھا، اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اطلاع دے چکے ہیں کہ ''عنقریب قبیلہ ثقیف میں سے دو جھوٹے آدمی ظاہر ہوں گے، ان میں سے بعد والا پہلے سے بھی برا ہوگا اور وہ بہت ہی خون ریز ہوگا۔''

(١٢٤٥٦)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ: وَجَدْتُ فِي كِتَابِ أَبِي هٰذَا الْحَدِيثَ بِخَطِّ يَدِهِ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ يَعْنِي ابْنَ سُلَيْمَانَ سَعْدَوَيْهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبَّادٌ يَعْنِي ابْنَ الْعَوَّامِ، عَنْ هَارُونَ بْنِ عَنْتَرَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمَّا قَتَلَ الْحَجَّاجُ ابْنَ الزُّبَيْرِ وَصَلَبَهُ مَنْكُوسًا، فَبَيْنَا

عنترہ سے مروی ہے کہ جب حجاج نے سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو قتل کیا اور انہیں الٹا کر کے لٹکا دیا، تو وہ اس دوران منبر پر تھا کہ اچانک سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا آ گئیں، ان کی بینائی ختم ہو چکی تھی، ایک لونڈی ان کا ہاتھ پکڑے ان کو لائی، سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا: لوگو! تمہارا امیر کہاں ہے؟ اس کے بعد عنترہ نے مفصل واقعہ بیان ہے، اس کے آخر میں ہے: سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا

(١٢٤٥٥) تخريج: اسناده صحيح، لكن المحفوظ في متنه: "يكون في ثقيف كذاب و مبير"، اخرجه مسلم: ٢٥٤٥، والحديث المرفوع فيه بلفظ: "أَنَّ فِي ثَقِيفٍ كَذَّابًا وَمُبِيرًا" (انظر: ٢٦٩٦٧)

(١٢٤٥٦) تخريج: مرفوعه صحيح لكن بلفظ "ان في ثقيف كذابا ومبيرا" وهذا اسناد فيه هارون بن عنترة، وفيه كلام، وقد انفرد بسياق هذه القصة، فذكر ان ابن الزبير صلب منكوسا، وان اسماء هي التي دخلت على الحجاج، والصحيح ان ابن الزبير صلب، ولكن لم يتابعه احد على قوله: "منكوسا" وان الحجاج هو الذي دخل على اسماء، وانظر الحديث السابق (انظر: ٢٦٩٧٤)

هُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ إِذْ جَائَتْ أَسْمَاءُ، وَمَعَهَا أَمَةٌ تَقُودُهَا، وَقَدْ ذَهَبَ بَصَرُهَا، فَقَالَتْ: أَيْنَ أَمِيرُكُمْ؟ فَذَكَرَ قِصَّةً، فَقَالَتْ: كَذَبْتَ وَلٰكِنِّي أُحَدِّثُكَ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((يَخْرُجُ مِنْ ثَقِيفٍ كَذَّابَانِ، الْآخِرُ مِنْهُمَا أَشَرُّ مِنَ الْأَوَّلِ، وَهُوَ مُبِيرٌ۔)) (مسند احمد: ٢٧٥١٤)

نے حجاج سے کہا: تو جھوٹ کہتا ہے، میں تمہیں ایک حدیث سناتی ہوں، جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''قبیلہ ثقیف میں دو جھوٹے آدمی نکلیں گے، ان میں سے بعد والا پہلے سے بھی زیادہ شر والا ہوگا اور وہ بہت ہی خون ریز ہوگا۔''

(١٢٤٥٧)۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ فِي ثَقِيفٍ مُبِيرًا وَكَذَّابًا۔)) (مسند احمد: ٤٧٩٠)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قبیلہ ثقیف میں ایک ہلاک کرنے والا یعنی خون ریز آدمی ہوگا اور ایک جھوٹا۔''

فوائد:...... اس حدیث کی شرح کے لیے حدیث نمبر (۱۲۴۵۳) کے فوائد کا مطالعہ کریں۔

(١٢٤٥٨)۔ عَنِ الزُّبَيْرِ يَعْنِي ابْنَ عَدِيٍّ، قَالَ: شَكَوْنَا إِلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَا نَلْقَى مِنَ الْحَجَّاجِ، فَقَالَ: اصْبِرُوا فَإِنَّهُ لَا يَأْتِي عَلَيْكُمْ عَامٌ أَوْ يَوْمٌ إِلَّا الَّذِي بَعْدَهُ شَرٌّ مِنْهُ، حَتّٰى تَلْقَوْا رَبَّكُمْ عَزَّ وَجَلَّ، سَمِعْتُهُ مِنْ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (مسند احمد: ١٢٣٧٢)

زبیر بن عدی سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نے حجاج کے مظالم کا سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے شکوہ کیا، انہوں نے کہا: صبر کرو، میں نے تمہارے نبی ﷺ سے سنا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ''تم پر جو بھی دن اور سال آتا ہے، اس سے بعد والا دن اور سال پہلے سے بدتر ہوتا ہے، یہاں تک کہ تم اپنے رب عزوجل سے جاملو گے۔''

فوائد:...... فرمودۂ نبوی کے مطابق رضی اللہ عنہما آج بھی حکمرانوں کا یہی سلسلہ جاری ہے، ہر نئے حکمران کے کردار سے پتہ چلتا ہے کہ اس سے پہلے والا اس سے بہتر تھا، جبکہ لوگوں کی امیدیں نئے حکمران سے وابستہ ہوتی ہیں۔

(١٢٤٥٩)۔ وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: مَا أَعْرِفُ شَيْئًا مِمَّا عَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الْيَوْمَ،

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہ کر جو کچھ دیکھ چکا ہوں، آج مجھے ان میں سے کچھ بھی نظر نہیں آتا، ابورافع نے کہا: اے ابوحمزہ! کیا نماز بھی ویسی نہیں

(١٢٤٥٧) تخريج: صحيح لغيره، اخرجه الترمذى: ٢٢٢٠، ٣٩٤٤ (انظر: ٤٧٩٠)

(١٢٤٥٨) تخريج: اخرجه البخارى: ٧٠٦٨ (انظر: ١٢٣٤٧)

(١٢٤٥٩) تخريج: حديث صحيح، اخرجه الترمذى: ٢٤٤٧ (انظر: ١٣١٦٨)

فَـقَـالَ أَبُـو رَافِعٍ: يَا أَبَا حَمْزَةَ! وَلَا الصَّلَاةَ؟ فَقَالَ: أَوَلَيْسَ قَدْ عَلِمْتَ مَا صَنَعَ الْحَجَّاجُ فِي الصَّلَاةِ۔ (مسند احمد: ١٣٢٠٠)

رہی؟ انہوں نے کہا: کیا تم نہیں جانتے کہ حجاج [1] نے نماز کا بھی کیا حشر کر دیا ہے؟

اَبْوَابُ خِلَافَةِ اَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ رَحِمَهُ اللّٰهُ
امیر المومنین عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کی خلافت کے ابواب

اَلْبَابُ الْاَوَّلُ فِيمَا جَاءَ فِي مَنَاقِبِهِ
باب اول: عمر بن عبد العزیز کے مناقب

(١٢٤٦٠)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، حَدَّثَنَا فِطْرُ بْنُ حَمَّادٍ، حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ مَالِكَ بْنَ دِينَارٍ يَقُولُ: يَقُولُ النَّاسُ: مَالِكُ بْنُ دِينَارٍ يَعْنِي مَالِكَ بْنَ دِينَارٍ زَاهِدٌ، إِنَّمَا الزَّاهِدُ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الَّذِي أَتَتْهُ الدُّنْيَا فَتَرَكَهَا۔ (مسند احمد: ٢٢٤٩٥)

مالک بن دینار سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: لوگ کہتے ہیں کہ مالک بن دینار زاہد اور نیک ہیں، جبکہ زاہد تو عمر بن عبد العزیز ہیں، جن کے پاس دنیا تو آئی مگر انھوں نے اس کو ٹھکرا دیا۔

(١٢٤٦١)۔ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ يَزْدَوَيْهِ قَالَ: خَرَجْتُ إِلَى الْمَدِينَةِ مَعَ عُمَرَ بْنِ يَزِيدَ، وَعُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَامِلٌ عَلَيْهَا قَبْلَ أَنْ يُسْتَخْلَفَ، قَالَ: فَسَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، وَكَانَ بِهِ وَضَحٌ شَدِيدٌ، قَالَ: وَكَانَ عُمَرُ يُصَلِّي بِنَا، فَقَالَ أَنَسٌ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَشْبَهَ

عثمان بن یزدویہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں عمر بن یزید کی معیت میں مدینہ منورہ گیا، ان دنوں عمر بن عبد العزیز خلیفہ بننے سے قبل وہاں کے عامل اور گورنر تھے،، اس وقت میں نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ، جن کے جسم پر پھلبہری کے کافی سفید نشانات تھے، کو یہ کہتے ہوئے سنا، انھوں نے کہا: میں نے اس نوجوان یعنی عمر بن عبد العزیز سے بڑھ کر کسی کو

(١٢٤٦٠) تخريج: اسناده ضعيف، فيه حماد بن واقد العيشي متفق على ضعفه، وأما ابنه فطر بن حماد، فمختلف فيه، اخرجه البيهقي في "الزهد": ٤٥ (انظر: ٢٢١٤٣)

(١٢٤٦١) تخريج: اسناده حسن، اخرجه ابوداود: ٨٨٨، والنسائي: ٢/ ٢٢٤ (انظر: ١٣٦٧٢)

[1] خادمِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم انس بن مالک رضی اللہ عنہ شام کے علاقے میں آئے اور انھوں نے نماز کے ضائع ہونے کا ذکر کیا تھا کیونکہ حجاج نماز کو لیٹ کر کے پڑھتا تھا۔ اس کے برخلاف مدینہ میں آنے پر انھوں نے کہا تھا تم صرف صف بندی صحیح نہیں کرتے۔ باقی معاملات کو انھوں نے درست قرار دیا تھا۔ [فتح الباری، ج:۲، ص:۱۴۰] (عبد اللہ رفیق)

صَلَاةً بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ هٰذَا الْفَتٰى، كَانَ يُخَفِّفُ فِي تَمَامٍ۔ (مسند احمد: ۱۳۷۰۷)

رسول اللہ ﷺ کی طرح نماز پڑھتے نہیں دیکھا، یہ پوری نماز پڑھنے کے باوجود مختصر پڑھا کرتے تھے۔

(۱۲۴۶۲)۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: مَا رَأَيْتُ إِمَامًا أَشْبَهَ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِمَامِكُمْ هٰذَا لِعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، وَهُوَ بِالْمَدِينَةِ يَوْمَئِذٍ، وَكَانَ عُمَرُ لَا يُطِيلُ الْقِرَاءَةَ۔ (مسند احمد: ۱۲۴۹۲)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے تمہارے اس امام سے بڑھ کر کسی کو رسول اللہ ﷺ کی نماز جیسی نماز پڑھتے نہیں دیکھا، عمر بن عبدالعزیز نماز میں طویل قراءت نہیں کیا کرتے تھے۔

فوائد: ...... عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ بنوامیہ کے نیک سیرت انسان تھے، ان کی نیکی، تقوی اور حسنِ سیرت کی بنا پر علمائے کرام نے ان کو خلیفۂ راشد کے پرفخار لقب سے یاد کیا ہے۔

ان کی مدتِ خلافت دو برس، پانچ مہینے اور چار دن تھی، ان کی وفات ۲۵ رجب سنہ ۱۰۱ ہجری کو ہوئی۔

خِلَافَةُ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ
یزید بن عبدالملک کی خلافت

خُرُوجُ يَزِيدَ بْنِ الْمُهَلَّبِ عَنْ طَاعَةِ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ
یزید بن عبدالملک کی اطاعت سے یزید بن مہلب کا خروج

(۱۲۴۶۳)۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْيَشْكُرِيُّ، حَدَّثَنَا شَيْخٌ كَبِيرٌ مِنْ بَنِي عُقَيْلٍ يُقَالُ لَهُ: عَبْدُ الْمَجِيدِ الْعُقَيْلِيُّ، قَالَ: انْطَلَقْنَا حُجَّاجًا لَيَالِيَ خَرَجَ يَزِيدُ بْنُ الْمُهَلَّبِ، وَقَدْ ذُكِرَ لَنَا أَنَّ مَاءً بِالْعَالِيَةِ، يُقَالُ لَهُ: الزُّجَيْجُ، فَلَمَّا قَضَيْنَا مَنَاسِكَنَا جِئْنَا حَتّٰى أَتَيْنَا الزُّجَيْجَ،

قبیلہ بنوعُقیل کے ایک بڑے شیخ عبدالمجید عقیلی نے بیان کیا کہ جن دنوں یزید بن مہلب نے یزید بن عبدالملک کے خلاف خروج کیا، ان دنوں ہم حج کرنے کے لیے گئے، ہمارے سامنے ''العالیہ'' کے نواح میں ''الزجیج'' نامی ایک مقام کا ذکر کیا گیا، ہم جب مناسک حج سے فارغ ہوئے تو ''الزجیج'' پہنچے، ہم نے وہاں اپنی سواریوں کو بٹھایا اور ہم چلتے چلتے ایک کنوئیں پر جا پہنچے، وہاں کچھ بزرگ لوگ بیٹھے باتیں کر رہے

(۱۲۴۶۲) تخریج: انظر الحدیث السابق

(۱۲۴۶۳) تخریج: حدیث صحیح، اخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۱۸/ ۱۳، والبخاری فی "التاریخ الکبیر": ۷/ ۸٦ (انظر: ۲۰۳۳٦)

فَأَنَخْنَا رَوَاحِلَنَا، قَالَ: فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى أَتَيْنَا عَلٰى بِئْرٍ، عَلَيْهِ أَشْيَاخٌ مُخَضَّبُونَ يَتَحَدَّثُونَ، قَالَ: قُلْنَا: هٰذَا الَّذِي صَحِبَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْنَ بَيْتُهُ؟ قَالُوا: نَعَمْ، صَحِبَهُ وَهٰذَاكَ بَيْتُهُ، فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى أَتَيْنَا الْبَيْتَ فَسَلَّمْنَا، قَالَ: فَأَذِنَ لَنَا فَإِذَا هُوَ شَيْخٌ كَبِيرٌ مُضْطَجِعٌ، يُقَالُ لَهُ: الْعَدَّاءُ بْنُ خَالِدٍ الْكِلَابِيُّ، قُلْتُ: أَنْتَ الَّذِي صَحِبْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَلَوْلَا أَنَّهُ اللَّيْلُ لَأَقْرَأْتُكُمْ كِتَابَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيَّ، قَالَ: فَمَنْ أَنْتُمْ؟ قُلْنَا: مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ، قَالَ: مَرْحَبًا بِكُمْ، مَا فَعَلَ يَزِيدُ بْنُ الْمُهَلَّبِ؟ قُلْنَا: هُوَ هُنَاكَ يَدْعُو إِلٰى كِتَابِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَإِلٰى سُنَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فِيمَا هُوَ مِنْ ذَاكَ، فِيمَا هُوَ مِنْ ذَاكَ، قَالَ: قُلْتُ: أَيًّا نَتَّبِعُ هٰؤُلَاءِ أَوْ هٰؤُلَاءِ يَعْنِي أَهْلَ الشَّامِ أَوْ يَزِيدَ، قَالَ: إِنْ تَقْعُدُوا تُفْلِحُوا وَتَرْشُدُوا، إِنْ تَقْعُدُوا تُفْلِحُوا وَتَرْشُدُوا، لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا قَالَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَرَفَةَ وَهُوَ قَائِمٌ فِي الرِّكَابَيْنِ يُنَادِي بِأَعْلٰى صَوْتِهِ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! أَيُّ يَوْمِكُمْ هٰذَا؟)) قَالُوا: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ((فَأَيُّ شَهْرٍ شَهْرُكُمْ هٰذَا؟)) قَالُوا: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ:

تھے، ان کے بال رنگے ہوئے تھے، ہم نے پوچھا، یہاں جو آدمی رسول اللہ ﷺ کا صحابی ہے، اس کا گھر کہاں ہے؟ لوگوں نے بتلایا کہ ہاں وہ رسول اللہ ﷺ کا صحابی ہے اور وہ اس کا گھر ہے، ہم اس کے گھر چلے، ہم نے جا کر انہیں سلام کہا، تو انہوں نے ہمیں اندر آنے کی اجازت دے دی، وہ ایک عمر رسیدہ بزرگ آدمی تھے، وہ لیٹے ہوئے تھے ان کا نام ''عداء بن خالد کلابی'' تھا، میں نے کہا: کیا آپ ہی وہ شخص ہیں جنہیں رسول اللہ ﷺ کی صحبت کا شرف حاصل ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں! اگر اب رات نہ ہوتی تو میں تمہیں وہ خط پڑھاتا جو رسول اللہ ﷺ نے مجھے لکھا تھا، انہوں نے کہا تم کون ہو؟ ہم نے کہا: ہم بصرہ کے باشندے ہیں، انہوں نے کہا: آپ کی آمد مبارک ہو، یزید بن مہلب کیا کر رہا ہے؟ ہم نے بتلایا کہ وہ وہاں اللہ تبارک وتعالیٰ کی کتاب اور نبی کریم ﷺ کی سنت کی طرف دعوت دیتا ہے، انہوں نے کہا: اس کی وہاں کیا پوزیشن ہے؟ میں نے پوچھا، ہم وہاں کس کا ساتھ دیں؟ اہل شام یا یزید کا؟ انہوں نے فرمایا: اگر تم غیر جانب دار ہو کر ایک طرف ہو کر بیٹھ رہو تو فلاح پاؤ گے اور کامیاب رہو گے، انہوں نے یہ بات تین دفعہ دہرائی اور کہا میں نے عرفہ کے دن رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ سواری پر کھڑے بلند آواز سے فرما رہے تھے: ''لوگو! آج کونسا دن ہے؟ لوگوں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کونسا مہینہ ہے؟ لوگوں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کونسا شہر ہے؟ لوگوں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا آج کا دن حرمت والا ہے، یہ مہینہ بھی حرمت والا ہے، یہ شہر بھی حرمت والا ہے، خبردار! تمہارے

((فَأَيُّ بَلَدٍ بَلَدُكُمْ هٰذَا؟)) قَالُوْا: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ((يَوْمُكُمْ يَوْمٌ حَرَامٌ، وَشَهْرُكُمْ شَهْرٌ حَرَامٌ، وَبَلَدُكُمْ بَلَدٌ حَرَامٌ۔)) قَالَ: فَقَالَ: ((أَلَا إِنَّ دِمَائَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ، كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا، فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا، فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا، إِلٰى يَوْمِ تَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى، فَيَسْأَلُكُمْ عَنْ أَعْمَالِكُمْ۔)) قَالَ: ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ: ((اللّٰهُمَّ اشْهَدْ عَلَيْهِمْ، اللّٰهُمَّ اشْهَدْ عَلَيْهِمْ۔)) ذَكَرَ مِرَارًا فَلَا أَدْرِي كَمْ ذَكَرَهُ۔ (مسند احمد: ۲۰۶۰۲)

خون اور اموال قیامت تک ایک دوسرے پر اسی طرح حرام ہیں، جس طرح آج کے دن کی اس مہینے اور اس شہر میں حرمت ہے، پس وہ تم سے ملاقات کے دن تمہارے اعمال کی بابت پوچھ گچھ کرے گا۔'' پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور فرمایا: ''یا اللہ گواہ رہنا یا اللہ ان پر گواہ رہنا۔'' انہوں نے اس بات کا کئی دفعہ ذکر کیا مجھے یاد نہیں کہ کتنی دفعہ کیا۔

فوائد:...... یزید بن عبدالملک کی مدت خلافت چار سال اور ایک ماہ ہے، یہ ۲۵ شعبان سنہ ۱۰۵ ہجری کو بلقاء کے مقام پر ۳۸ برس کی عمر میں فوت ہوئے۔

خِلَافَةُ الْوَلِيْدِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ

ولید بن یزید بن عبدالملک کی خلافت

(۱۲٤٦٤)۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: وُلِدَ لِأَخِي أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ غُلَامٌ فَسَمَّوْهُ الْوَلِيدَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((سَمَّيْتُمُوهُ بِأَسْمَاءِ فَرَاعِنَتِكُمْ، لَيَكُونَنَّ فِي هٰذِهِ الْأُمَّةِ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ: الْوَلِيدُ، لَهُوَ شَرٌّ عَلٰى هٰذِهِ الْأُمَّةِ مِنْ فِرْعَوْنَ لِقَوْمِهِ۔)) (مسند احمد: ۱۰۹)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زوجۂ رسول سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی کے ہاں ایک بچے کی ولادت ہوئی، انہوں نے اس کا نام ''ولید'' رکھا تھا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم نے اس کا نام اپنے فرعونوں میں سے ایک فرعون کے نام پر رکھا ہے، اس امت میں ولید نامی ایک شخص ہوگا، وہ اس امت کے لیے اس سے بھی برا اور سخت ثابت ہوگا، جیسے بنی اسرائیل کے لیے فرعون تھا۔''

فوائد:...... ولید بن یزید کی مدت خلافت ایک برس اور تین ماہ ہے، یہ ۲۸ جمادی الثانیہ سنہ ۱۲۶ ہجری کو مقتول ہوئے، جبکہ ان کی ولادت سنہ ۹۰ ہجری میں ہوئی تھی۔

(۱۲٤٦٤) تخریج: اسنادہ ضعیف، سعید بن المسیب لم یسمعہ من عمر، وذکر عمر فیہ خطا، اخرجہ الحاکم: ٤/ ٤٩٤ (انظر: ۱۰۹)

اِبْتَدَاءُ الدَّوْلَةِ الْعَبَّاسِيَّةِ وَإِخْبَارُ النَّبِيِّ ﷺ الْعَبَّاسَ رضی اللہ عنہ بِذٰلِكَ

حکومت عباسیہ کا آغاز اور نبی کریم ﷺ کا سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کو اس سے مطلع کرنا

(١٢٤٦٥)۔ عَنِ الْعَبَّاسِ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَقَالَ: ((انْظُرْ هَلْ تَرٰى فِي السَّمَاءِ مِنْ نَجْمٍ؟)) قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: ((مَا تَرٰى؟)) قَالَ: قُلْتُ: أَرَى الثُّرَيَّا، قَالَ: ((أَمَا إِنَّهُ يَلِي هٰذِهِ الْأُمَّةَ بِعَدَدِهَا مِنْ صُلْبِكَ اثْنَيْنِ فِي فِتْنَةٍ۔)) (مسند احمد: ١٧٨٦)

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں ایک رات نبی کریم ﷺ کی خدمت میں تھا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم آسمان پر کوئی تارا دیکھ رہے ہو؟'' میں نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم کیا دیکھ رہے ہو؟'' میں نے کہا: میں ثریا تارے دیکھ رہا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہاری نسل میں سے ثریا ستاروں کی تعداد کے بقدر دو آدمی ہر ایک فتنہ کے زمانہ میں اس امت پر حکم رانی کریں گے [1]۔''

(١٢٤٦٦)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَخْرُجُ عِنْدَ انْقِطَاعٍ مِنَ الزَّمَانِ وَظُهُورٍ مِنَ الْفِتَنِ، رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ: السَّفَّاحُ، فَيَكُونُ إِعْطَاؤُهُ الْمَالَ حَثْيًا۔)) (مسند احمد: ١١٧٧٩)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دنیا کے ختم ہونے اور فتنوں کے ظہور کے وقت ''سفاح'' نامی ایک آدمی ظاہر ہوگا، وہ دونوں ہاتھ بھر بھر کر لوگوں میں مال و دولت تقسیم کرے گا۔''

فوائد:...... یہ روایات تو ضعیف ہیں، البتہ سفاح سے مراد ابو العباس عبد اللہ بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب بن ہاشم ہے، یہ سنہ ۱۰۴ ہجری میں بمقام حمیمہ علاقہ بلقاء میں پیدا ہوا، وہیں پرورش پائی، اپنے بھائی ابراہیم امام کا جانشین ہوا، اپنے بھائی منصور سے عمر میں چھوٹا تھا، یہ عباسیوں کا پہلا خلیفہ تھا۔

عبد اللہ سفاح خون ریزی، سخاوت، حاضر جوابی اور تیز فہمی میں ممتاز تھا، سفاح کے عمال بھی خون ریزی میں مشاق تھے۔

ابو مسلم اور ابو جعفر کو روانہ کرنے کے بعد ابو العباس عبد اللہ سفاح چار برس اور آٹھ ماہ خلافت کر کے ۱۳ ذوالحجہ سنہ ۱۳۶ ہجری کو فوت ہوا۔

تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو ''تاریخ اسلام از محمد اکبر شاہ نجیب آبادی''۔

(١٢٤٦٥) تخريج: اسناده ضعيف جدا، عبيد بن ابى فروة، قال البخارى: لايتابع فى حديثه فى قصة العباس، اخرجه الحاكم: ٣/ ٣٢٦، والبيهقى فى "الدلائل": ٦/ ٥١٨ (انظر: ١٧٨٦)

(١٢٤٦٦) تخريج: اسناده ضعيف لضعف عطية العوفى، اخرجه بنحوه ابن ابى شية: ١٥/ ١٩٦ (انظر: ١١٧٥٧)

[1] مستدرک حاکم اور بیہقی کی شعب الایمان میں صرف درج ذیل الفاظ ہیں: "إِنَّهُ يَمْلِكُ هٰذِهِ الْأُمَّةَ بِعَدَدِهَا مِنْ صُلْبِكَ" یعنی تیری اولاد میں سے ان ثریا ستاروں کی تعداد کے بقدر افراد اس امت پر حکم رانی کریں گے۔ مفہوم کے لحاظ سے یہ بات کافی واضح ہے۔ (عبد اللہ رفیق)

كِتَابُ الْفَضَائِلِ
كتاب الفضائل

اَبْوَابُ فَضَائِلِ الْاُمَّةِ الْمُحَمَّدِيَّةِ وَخَصَائِصِهَا وَمَا امْتَازَتْ بِهِ عَنِ الْاُمَمِ الْاُخْرٰى
امت محمدیہ کے فضائل و خصائص اوران امور کا بیان جن کی وجہ سے یہ امت دیگر امتوں سے ممتاز ہے

اَلْبَابُ الْاَوَّلُ فِيمَا وَرَدَ فِي فَضْلِ الْاُمَّةِ الْمُحَمَّدِيَّةِ
باب اول: امت محمدیہ کی فضیلت کا بیان

وضاحت: فضیلت والی احادیث کی زیادہ وضاحت اور تشریح کی ضرورت نہیں ہوتی، اس قسم کی بیشتر احادیث فقہی اور پیچیدہ مسائل پر مشتمل نہیں ہوتیں اور قارئین متن سے ہی احادیثِ مبارکہ کو سمجھ لیتے ہیں، اس لیے ہم ان احادیث کی زیادہ تشریح نہیں کریں گے، ماسوائے ضرورت کے۔

(١٢٤٦٧)ـ عَنْ أَبِي حَلْبَسٍ يَزِيدَ بْنِ مَيْسَرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أُمَّ الدَّرْدَاءِ تَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَا سَمِعْتُهُ يُكَنِّيهِ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا، يَقُولُ: إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ: يَا عِيسٰى! إِنِّي بَاعِثٌ مِنْ بَعْدِكَ أُمَّةً، إِنْ أَصَابَهُمْ مَا يُحِبُّونَ حَمِدُوا اللّٰهَ وَشَكَرُوْا، وَإِنْ أَصَابَهُمْ مَا يَكْرَهُونَ احْتَسَبُوْا وَصَبَرُوْا، وَلَا حِلْمَ وَلَا

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، راویہ ام درداء کہتی ہیں: میں نے ابودرداء کو اس سے پہلے یا اس کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کنیت کے ساتھ کرتے نہیں سنا، بہرحال وہ کہتے ہیں کہ ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے عیسیٰ! میں تیرے بعد ایک ایسی امت بھیجنے والا ہوں، اگر ان کو وہ چیز ملے جس سے وہ محبت کرتے ہوں، تو وہ میری حمد کریں گے اور شکر بجا لائیں گے اور اگر ان کو ایسے احوال پیش آئیں، جو بظاہر انہیں ناپسند ہوں گے، تب بھی وہ صبر کریں گے اور ثواب کی

(١٢٤٦٧) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة حال ابي حلبس يزيد بن ميسرة، اخرجه البزار: ٢٨٤٥، والطبراني في "الاوسط": ٣٢٧٦، والحاكم: ١/ ٣٤٨ (انظر: ٢٧٥٤٥)

عِلْمَ، قَالَ: يَا رَبِّ! كَيْفَ هٰذَا لَهُمْ وَلَا حِلْمَ وَلَا عِلْمَ؟ قَالَ: أُعْطِيهِمْ مِنْ حِلْمِيْ وَعِلْمِيْ۔)) (مسند احمد: ٢٨٠٩٥)

امید رکھیں گے اور ان کے پاس نہ بردباری ہوگی اور نہ علم ہوگا، عیسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: اے میرے رب! جب ان کے پاس حلم اور علم نہ ہوگا تو مذکورہ خصائص ان میں کیسے آئیں گے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں اپنی طرف سے انہیں حلم اور علم سے نواز دوں گا۔"

(١٢٤٦٨)۔ عَنْ حَكِيمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((أَنْتُمْ تُوفُونَ سَبْعِينَ أُمَّةً، أَنْتُمْ آخِرُهَا وَأَكْرَمُهَا عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَمَا بَيْنَ مِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَصَارِيعِ الْجَنَّةِ مَسِيرَةُ أَرْبَعِينَ عَامًا، وَلَيَأْتِيَنَّ عَلَيْهِ يَوْمٌ وَإِنَّهُ لَكَظِيظٌ۔)) (مسند احمد: ٢٠٢٧٨)

سیدنا معاویہ بن جیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم امتوں کے ستر کے عدد کو پورا کرنے والے ہو، ان میں سے تم سب سے آخری اور اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے معزز اور مکرم ہو، جنت کے دروازوں کی جانبی لکڑیوں کے مابین چالیس برس کی مسافت ہے، لیکن جنت کے دروازے اس قدر وسیع ہونے کے باوجود تمہارے رش کی وجہ سے تنگ پڑ جائیں گے۔"

(١٢٤٦٩)۔ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: فُضِّلَتْ هٰذِهِ الْأُمَّةُ عَلٰى سَائِرِ الْأُمَمِ بِثَلَاثٍ، جُعِلَتْ لَهَا الْأَرْضُ طَهُورًا وَمَسْجِدًا، وَجُعِلَتْ صُفُوفُهَا عَلٰى صُفُوفِ الْمَلَائِكَةِ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ذَا: ((وَأُعْطِيتُ هٰذِهِ الْآيَاتِ مِنْ آخِرِ الْبَقَرَةِ مِنْ كَنْزٍ تَحْتَ الْعَرْشِ لَمْ يُعْطَهَا نَبِيٌّ قَبْلِي۔))قَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ: كُلُّهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (مسند احمد: ٢٣٦٤٠)

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس امت کو باقی امتوں پر تین چیزوں میں فضیلت دی گئی ہے: اس کے لیے پوری زمین کو ذریعۂ طہارت یعنی وضو کے قائم مقام تیمم کا ذریعہ اور عبادت گاہ بنایا گیا ہے اور اس کی صفیں فرشتوں کی صفوں کی مانند بنائی گئی ہیں، سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے مزید بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ "سورۂ بقرہ کی آخری آیات مجھے عرش کے نیچے والے خزانوں میں سے عطا کی گئی ہیں، ایسا خزانہ مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیا گیا۔" اس حدیث کا ایک راوی ابومعاویہ کہتا ہے کہ یہ ساری باتیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں۔

فوائد:...... سورۂ بقرہ کی آخری آیات سے مراد ﴿آمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا أُنْزِلَ﴾ سے سورت کے آخر تک دو آیات ہیں۔

(١٢٤٦٨) تخريج: اسناده حسن، اخرج الشطر الاول الطبراني في "الكبير": ١٩/ ١٠٣٠، وأخرج الشطر الثاني ابن حبان: ٧٣٨٨ (انظر: ٢٠٠٢٥)

(١٢٤٦٩) تخريج: اخرجه البخاري: ٦٤٨٠، ومسلم: ٥٢٢ (انظر: ٢٣٢٥١)

(١٢٤٧٠)۔ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((بَشِّرْ هٰذِهِ الْأُمَّةَ بِالسَّنَاءِ وَالرِّفْعَةِ وَالدِّينِ وَالنَّصْرِ وَالتَّمْكِينِ فِي الْأَرْضِ۔)) وَهُوَ يَشُكُّ فِي السَّادِسَةِ قَالَ: فَمَنْ عَمِلَ مِنْهُمْ عَمَلَ الْآخِرَةِ لِلدُّنْيَا لَمْ يَكُنْ لَهُ فِي الْآخِرَةِ نَصِيبٌ۔)) قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: قَالَ أَبِي أَبُو سَلَمَةَ: هٰذَا الْمُغِيرَةُ بْنُ مُسْلِمٍ، أَخُو عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ مُسْلِمٍ الْقَسْمَلِيِّ۔ (مسند احمد: ٢١٥٣٩)

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اس امت کو اللہ کے ہاں قدر ومنزلت، بلند مرتبت، دین داری، تائید و نصرت اور زمین پر غلبہ کی بشارت دے دیں۔'' راوی کو یہ پانچ چیزیں یاد رہیں اور چھٹی اس کے ذہن سے محو ہوگئی، اس کے بارے میں اسے شک ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اس امت کا جوآدمی آخرت کا عمل دنیا کے لیے کرے گا، اس کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوگا۔'' عبداللہ کہتے ہیں: میرے والد نے بتلایا کہ اس حدیث کے راوی ابو سلمہ کا اصل نام مغیرہ بن مسلم ہے اور وہ عبدالعزیز بن مسلم قسملی کا بھائی ہے۔

(١٢٤٧١)۔ وعَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ أُمَّتِي أُمَّةٌ مَرْحُومَةٌ لَيْسَ عَلَيْهَا فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ، إِنَّمَا عَذَابُهُمْ فِي الدُّنْيَا الْقَتْلُ وَالْبَلَابِلُ وَالزَّلَازِلُ)) قَالَ أَبُو النَّضْرِ: بِالزَّلَازِلِ وَالْقَتْلِ وَالْفِتَنِ۔)) (مسند احمد: ١٩٩١٤)

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت پر رحمت کر دی گئی ہے، اسے آخرت میں عذاب نہیں دیا جائے گا، میرے امتیوں کا عذاب دنیا میں قتل، پریشانیوں، زلزلوں اور فتنوں کی صورت میں ہے۔''

(١٢٤٧٢)۔ (وَعَنْهُ أَيْضًا) قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ أُمَّتِي أُمَّةٌ مَرْحُومَةٌ لَيْسَ عَلَيْهَا فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ إِلَّا عَذَابُهَا فِي الدُّنْيَا الْقَتْلُ وَالْبَلَاءُ وَالزَّلَازِلُ۔)) (مسند احمد: ١٩٩٩٠)

سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت پر اللہ کی خصوصی رحمت ہے، آخرت میں اس پر کوئی عذاب نہیں ہوگا، اس کا عذاب تو دنیا میں قتل، پریشانیوں اور زلزلوں کی صورت میں ہے۔''

(١٢٤٧٣)۔ (وَعَنْهُ أَيْضًا) قَالَ: عَنْ أَبِي

سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کی طرف سے

(١٢٤٧٠) تخريج: اسناده قوى، اخرجه الحاكم: ٤/ ٣١١ (انظر: ٢١٢٢٠)

(١٢٤٧١) تخريج: ضعيف، روى يزيد بن هارون و هاشم بن القاسم عن عبد الرحمن بن عبد الله المسعودى بعد الاختلاط، اخرجه ابوداود: ٤٢٧٨ (انظر: ١٩٦٧٨)

(١٢٤٧٢) تخريج: ضعيف، انظر الحديث السابق (انظر: ١٩٧٥٢)

(١٢٤٧٣) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه الترمذى: ٣٠٨٢ (انظر: ١٩٦٠٧)

مُوسَى قَالَ: أَمَانَان كَانَا عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُفِعَ أَحَدُهُمَا وَبَقِيَ الْآخَرُ: ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ﴾ [الانفال: ٣٣]۔ (مسند احمد: ١٩٨٣٦)

رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں اس امت کو دو ضمانتیں حاصل تھیں، اب ان میں سے ایک ضمانت تو اٹھالی گئی ہے اور دوسری ابھی تک باقی ہے، امان کی ان دوقسموں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ﴾ ...... ''اور اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کرے گا کہ آپ کے ہوتے ہوئے ان کو عذاب دے اور اللہ تعالیٰ ان کو عذاب نہیں دے گا، اس حالت میں کہ وہ استغفار بھی کرتے ہوں گے۔''

فوائد:...... اللہ تعالیٰ کے عذاب سے امن وامان کے دو اسباب تھے، ایک نبی کریم ﷺ کی موجودگی اور دوسرا استغفار، آپ ﷺ کی وفات سے ایک سبب ختم ہو چکا ہے اور استغفار کا سبب باقی ہے۔ اس آیت سے استغفار کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے۔

(١٢٤٧٤)۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ جَابِرٍ، عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَنْ يَجْمَعَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى هٰذِهِ الْأُمَّةِ سَيْفَيْنِ، سَيْفًا مِنْهَا وَسَيْفًا مِنْ عَدُوِّهَا۔)) (مسند احمد: ٢٤٤٨٩)

سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس امت پر دو تلواریں ہرگز جمع نہیں فرمائے گا، ایک تلوار اس امت کی اپنی اور دوسری دشمن کی۔''

فوائد:...... امتِ مسلمہ کی تاریخ یہی ہے کہ جب تک خارجی دشمنوں سے مقابلہ جاری رہا، اس وقت تک اندرونی دشمنوں سے نجات ملی رہی۔

(١٢٤٧٥)۔ عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((عِصَابَتَانِ مِنْ أُمَّتِي أَحْرَزَهُمُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ، عِصَابَةٌ تَغْزُو الْهِنْدَ، وَعِصَابَةٌ تَكُونُ مَعَ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔)) (مسند احمد: ٢٢٧٥٩)

مولائے رسول سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے دو گروہوں کو اللہ تعالیٰ نے جہنم سے محفوظ کر لیا ہے، ایک وہ گروہ، جو ہندوستان پر حملہ کرے گا اور دوسرا وہ گروہ، جو عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے ساتھ ہوگا۔''

(١٢٤٧٤) تخریج: اسناده حسن، اخرجه ابوداود: ٤٣٠١ (انظر: ٢٤٨٨٩)

(١٢٤٧٥) تخریج: حديث حسن، اخرجه النسائي: ٦/ ٤٢ (انظر: ٢٢٣٩٦)

فوائد:...... مولانا عطاء اللہ بھوجیانی نے کہا: سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ۴۴ھ میں مسلمانوں نے ہند پر چڑھائی کی تھی، پھر چوتھی سن ہجری میں محمود غزنوی نے بلادِ ہند میں جہاد کیا اور کافروں کو قتل کیا اور قیدی بنایا اور سومنات میں داخل ہو کر بڑے بت کو توڑا، جس کی وہ عبادت کرتے تھے، پھر وہ امن و سلامتی کے ساتھ لوٹ گئے۔ (التعلیقات السلفیۃ علی سنن النسائی: ۲/ ۵۶)

اس کے بعد بھی بلادِ ہند میں جہاد بعض صورتوں میں جاری رہا اور اب بھی ہے۔

(١٢٤٧٦)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، حَدَّثَنَا أَبُو أَيُّوبَ صَاحِبُ الْبَصْرِيُّ سُلَيْمَانُ بْنُ أَيُّوبَ، حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ دِينَارٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لَهُ: مَيْمُونُ بْنُ سُنْبَاذَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((قِوَامُ أُمَّتِي بِشِرَارِهَا۔)) قَالَهَا ثَلَاثًا۔ (مسند احمد: ٢٢٣٣٤)

سیدنا میمون بن سنباذ رضی اللہ عنہ نامی ایک صحابی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت کا استحکام برے لوگوں سے ہوگا۔'' یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار ارشاد فرمائی۔

فوائد:...... اس حدیث کے دو مفہوم بیان کیے گئے ہیں:

(۱) سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَيُؤَيِّدُ هٰذَا الدِّيْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ .)) ...... ''اللہ تعالیٰ اس دین کو فاجر آدمی کے ذریعے مضبوط کرے گا۔'' (صحیح ابن حبان: ۱۶۰۷، طبرانی کبیر: ۸۹۶۳، ۹۰۹۴، صحیحہ: ۱۶۴۹)

اللہ تعالیٰ ایسے آدمی کے ذریعے اپنے دین کی نصرت کیسے کرتا ہے، اس کی ایک صورت درج ذیل حدیث میں بیان کی گئی ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ حنین میں شریک تھے، ایک آدمی مسلمان ہونے کا دعوی کرتا تھا، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں یہ فرما دیا کہ ''یہ جہنمی ہے۔''

جب ہم نے جنگ لڑنا شروع کی تو اس آدمی نے (لشکرِ اسلام کی طرف سے) بڑی زبردست لڑائی کی۔ خود اس کو بھی ایک زخم لگ گیا۔ کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! جس آدمی کے بارے میں آپ نے فرمایا تھا کہ وہ جہنمی ہے، وہ تو آج بہت خوب لڑا اور شہید ہو گیا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ جہنمی ہے۔'' قریب تھا کہ بعض مسلمان آپ صلی اللہ علیہ وسلم

(١٢٤٧٦) تخريج: اسناده ضعيف، ومتنه منكر، هارون بن دينار العجلي البصري ضعيف وابوه دينار مجهول، وميمون بن سنباذ مختلف في صحبته، اخرجه الطبراني في "المعجم الكبير": ٢٠/ ٨٣٥ (انظر: ٢١٩٨٥)

کے اس قول کی وجہ سے شک میں پڑ جائیں۔ اتنے میں کہا گیا کہ وہ آدمی تو ابھی تک نہیں مرا، لیکن شدید زخمی ضرور ہے۔ رات کا وقت تھا، اس نے زخم پر صبر نہ کیا اور خودکشی کر لی، جب نبی کریم ﷺ کو اس صورتحال پر مطلع کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ اکبر، میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔'' پھر آپ ﷺ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ یہ اعلان کریں: ''جنت میں صرف مسلمان داخل ہوگا اور بیشک اللہ تعالیٰ فاجر آدمی کے ذریعے اس دین کو مضبوط کرتا ہے۔'' (بخاری: ۳۰۶۲، مسلم)

(۲) اس سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ کی امت کے اکثر زمانے میں برے اور ظالم امراء و حکام رہیں گے، جبکہ بیچ میں اللہ تعالیٰ کے دین کا کام بھی ہوتا رہے گا، گویا برے لوگ اس امت کے استحکام کا سبب بنے ہوئے ہیں۔

(١٢٤٧٧)۔ وَعَنْ أَبِي بَرْزَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((إِنَّ مِنْ أُمَّتِي لَمَنْ يَشْفَعُ لِأَكْثَرَ مِنْ رَبِيعَةَ وَمُضَرَ، وَإِنَّ مِنْ أُمَّتِي لَمَنْ يَعْظُمُ لِلنَّارِ حَتّٰى يَكُونَ رُكْنًا مِنْ أَرْكَانِهَا۔)) (مسند احمد: ١٨٠١٣)

سیدنا ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''میری امت میں سے کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے، جو قبیلہ ربیعہ اور مضر کے افراد سے زیادہ لوگوں کے حق میں سفارش کریں گے اور میری ہی امت میں بعض ایسے افراد بھی ہوں گے، جو جہنم کے لیے بڑے ہو جائیں گے، یہاں تک جہنم کا کونہ بھر جائے گا۔''

(١٢٤٧٨)۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: ((لَا تَعْجِزُ أُمَّتِي عِنْدَ رَبِّي أَنْ يُؤَخِّرَهَا نِصْفَ يَوْمٍ۔)) وَسَأَلْتُ رَاشِدًا هَلْ بَلَغَكَ مَاذَا النِّصْفُ يَوْمٍ؟ قَالَ خَمْسُ مِائَةِ سَنَةٍ۔ (مسند احمد: ١٤٦٤)

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میرے رب کے ہاں میری امت اس بات سے عاجز نہیں آئے گی کہ وہ اسے حساب کتاب میں نصف یوم تک روکے رکھے۔'' ابو بکر کہتے ہیں: میں نے راشد سے کہا: کیا آپ کو اس بارے میں کوئی خبر پہنچی کہ نصف یوم کی مقدار کتنی ہے؟ انہوں نے کہا: پانچ سو سال۔

(١٢٤٧٩)۔ (وَمِنْ طَرِيقٍ آخَرَ) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ لَا يَعْجِزَ أُمَّتِي عِنْدَ رَبِّي، أَنْ يُؤَخِّرَهُمْ نِصْفَ

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مجھے امید ہے کہ میرے رب کے ہاں میری امت اس بات سے عاجز نہیں آئے گی کہ وہ اسے حساب کتاب کے لیے نصف یوم تک

(١٢٤٧٧) تخريج: اسناده ضعيف، عبد الله بن قيس جهّله على ابن المديني والذهبي وابن حجر أخرجه مختصرا ابن ماجه: ٤٣٢٣ (انظر: ١٧٨٥٨)

(١٢٤٧٨) تخريج: حسن لغيره، اخرجه ابوداود: ٤٣٥٠ (انظر: ١٤٦٤)

(١٢٤٧٩) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

يَوْمٍ۔)) فَقِيلَ لِسَعْدٍ: وَكَمْ نِصْفُ يَوْمٍ؟ قَالَ: خَمْسُ مِائَةِ سَنَةٍ۔ (مسند احمد: ١٤٦٥)

روک رکھے۔'' سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا: نصف یوم کی مقدار کتنی ہے؟ انہوں نے کہا: پانچ سو سال۔

فوائد:...... یعنی آپ ﷺ کی امت حشر کے میدان میں نصف دن تک صبر کر سکے گی۔

(١٢٤٨٠)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا مَنْ أَبٰى۔)) قَالُوْا: وَمَنْ يَأْبٰى يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبٰى۔)) (مسند احمد: ٨٧١٣)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن میری ساری امت جنت میں جائے گی، ما سوائے ان لوگوں کے جو خود جنت میں جانے سے انکاری ہوں۔'' صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! جنت میں جانے سے کون انکار کرتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے میری اطاعت کی، وہ جنت میں جائے گا اور جس نے میری نافرمانی کی، اس نے جنت میں جانے سے انکار کیا۔''

(١٢٤٨١)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَرْكَبُ قَوْمٌ مِنْ أُمَّتِي ثَبَجَ الْبَحْرِ، أَوْ ثَبَجَ هٰذَا الْبَحْرِ، هُمُ الْمُلُوْكُ عَلَى الْأَسِرَّةِ، أَوْ كَالْمُلُوْكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ۔)) (مسند احمد: ١٣٥٥٤)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت میں سے ایک قوم اس سمندر کی سطح پر سوار ہوگی، وہ یوں لگیں گے جیسے تختوں پر بادشاہ بیٹھے ہوں۔''

(١٢٤٨٢)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ آخَرَ بِنَحْوِهِ وَفِيْهِ) فَقَالَ: ((مِنْ أُنَاسٍ مِنْ أُمَّتِي يَرْكَبُوْنَ هٰذَا الْبَحْرَ الْأَخْضَرَ غُزَاةً فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الْمُلُوْكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ۔)) (مسند احمد: ٢٧٩٢١)

(دوسری سند) اس میں ہے: ''وہ اللہ کی راہ میں غزوہ کرتے ہوئے اس بحر اخضر کی سطح پر سوار ہوں گے، ان کی مثال یوں ہوگی جیسے بادشاہ تختوں پر بیٹھے ہوں۔''

فوائد:...... ان دو احادیث میں بحری جہاد کا ذکر ہے، دیکھیں حدیث نمبر (۴۸۳۷) والا باب۔

(١٢٤٨٠) تخريج: اخرجه البخاري: ٧٢٨٠ (انظر: ٨٧٢٨)

(١٢٤٨١) تخريج: اخرجه البخاري: ٢٧٨٨، ٦٢٨٢، ومسلم: ١٩١٢ (انظر: ١٣٥٢٠)

(١٢٤٨٢) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۱۲٤۸۳)۔ عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَثَلُ أُمَّتِي مَثَلُ الْمَطَرِ لَا يُدْرٰى أَوَّلُهُ خَيْرٌ أَمْ آخِرُهُ۔)) (مسند احمد: ۱۹۰۸۷)

سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت کی مثال بارش کی مانند ہے، نہیں معلوم کہ اس کا ابتدائی حصہ بہتر ہے یا آخری حصہ۔''

(۱۲٤۸٤)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ مَثَلَ أُمَّتِي مَثَلُ الْمَطَرِ لَا يُدْرٰى أَوَّلُهُ خَيْرٌ أَوْ آخِرُهُ۔)) (مسند احمد: ۱۲۳۵۲)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت کی مثال بارش کی مانند ہے، نہیں معلوم کہ اس کا آغاز بہتر ہے یا انجام۔''

شرح:...... اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اگلوں کا مرتبہ پچھلوں سے بڑھ کر نہیں ہے، اس کا مفہوم یہ ہے کہ پچھلوں میں بھی ایسے افراد پیدا ہوں گے جو علم و فضل میں بہت سے اگلے لوگوں سے عالی مرتبہ ہوں گے۔

امام مبارکپوری رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث مبارکہ سے کسی کو اس تردّد میں نہیں پڑنا چاہیے کہ آیا اس امت کے اگلے لوگ افضل ہیں یا پچھلے؟ کیونکہ بلا شک وشبہ قرنِ اول کے لوگ اس امت کی سب سے افضل شخصیات ہیں، پھر قرنِ ثانی کی اور پھر قرنِ ثالث کی۔ جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مقامات پر وضاحت کر دی ہے۔

اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ شریعت کو عام کرنے اور اس کے حقائق کا دفاع کرنے میں تمام فرزندان امت شریک ہیں۔ جیسے بارش کا اول، متوسط اور آخر، غرضیکہ اس کا ہر دور نشوونما کے لیے مفید ہے۔ اسی طرح اگر امت کے اولین لوگوں نے معجزاتِ نبوی کا مشاہدہ کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر لبیک کہا اور آپ پر ایمان لائے، تو متأخرین لوگ آیات واحادیث پر بالغیب ایمان لائے اور سلف صالحین کی اخلاص واحسان کے ساتھ پیروی کی۔ اگر اس امت کے متقدمین نے نبوی وشرعی علوم وفنون کی تأسیس وتمہید میں ہمتیں صرف کر دیں تو متاخرین نے سابقہ تصنیفات وتالیفات کی تلخیص وتجرید اور تقریر وتاکید میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا............ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ خیر وفلاح کے معاملے میں فرزندانِ امت آپس میں مرتبط ہیں، یہ علیحدہ بات ہے کہ بعض افضل ہیں اور بعض مفضول۔ (تلخیص تحفۃ الاحوذی: ۴/ ۴۰)

(۱۲٤۸۵)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَثَلُكُمْ وَمَثَلُ الْيَهُودِ وَالنَّصَارٰى، كَرَجُلٍ اسْتَعْمَلَ

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمہاری اور یہود ونصاریٰ کی مثال اس شخص کی مانند ہے، جو بہت سے لوگوں کو بطور مزدور لگائے اور ان سے کہے:

(۱۲٤۸۳) تخریج: حدیث قوی بطرقه وشواهده، اخرجه ابن حبان: ۷۲۲٦، والطیالسی: ٦٤٧ (انظر: ۱۸۸۸۱)

(۱۲٤۸٤) تخریج: حدیث قوی بطرقه وشواهده، أخرجه الترمذی: ۲۸٦۹ (انظر: ۱۲۳۲۷)

(۱۲٤۸۵) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۲٦۸، ۳٤۵۹ (انظر: ٤۵۰۸)

عُمَّالًا، فَقَالَ: مَنْ يَعْمَلُ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ إِلَى نِصْفِ النَّهَارِ عَلَى قِيرَاطٍ قِيرَاطٍ؟ أَلَا فَعَمِلَتِ الْيَهُودُ، ثُمَّ قَالَ: مَنْ يَعْمَلُ لِي مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ إِلَى صَلَاةِ الْعَصْرِ عَلَى قِيرَاطٍ قِيرَاطٍ؟ أَلَا فَعَمِلَتِ النَّصَارٰى، ثُمَّ قَالَ: مَنْ يَعْمَلُ لِي مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلَى غُرُوبِ الشَّمْسِ عَلَى قِيرَاطَيْنِ قِيرَاطَيْنِ؟ أَلَا فَأَنْتُمُ الَّذِينَ عَمِلْتُمْ فَغَضِبَ الْيَهُودُ وَالنَّصَارٰى، قَالُوْا: نَحْنُ كُنَّا أَكْثَرَ عَمَلًا وَأَقَلَّ عَطَاءً، قَالَ: هَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِنْ حَقِّكُمْ شَيْئًا؟ قَالُوْا: لَا، قَالَ: فَإِنَّمَا هُوَ فَضْلِي أُوتِيهِ مَنْ أَشَاءُ۔)) (مسند احمد: ٤٥٠٨)

کون ہے جو صبح سے نصف النہار تک ایک ایک قیراط کے عوض کام کرے گا؟ یہودیوں نے اس شرط پر کام کیا، اس نے پھر کہا: کون ہے جو نصف النہار سے نماز عصر تک ایک ایک قیراط کے عوض کام کرے گا؟ نصاریٰ نے اس شرط پر کام کرنا منظور کر لیا، اس نے بعد ازاں کہا: کون ہے جو نماز عصر سے غروب آفتاب تک دو دو قیراط کے عوض پر کام کرے گا۔'' خبردار! وہ تم ہی ہو، جو تھوڑا وقت اور زیادہ معاوضہ پر کام کرنے والے ہو، یہ سن کر یہود اور نصاریٰ غضبناک ہوئے کہ ہم نے محنت زیادہ کی اور مزدوری تھوڑی ملی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پہلے یہ بتاؤ کہ کیا میں نے تمہارے حق میں کچھ کمی کی ہے یا اجرت کے سلسلہ میں تم پر کوئی زیادتی کی ہے؟ انہوں نے کہا: جی نہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ میرا فضل ہے، یہ میں جسے چاہتا ہوں، دے دیتا ہوں۔''

فوائد:...... اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی امت پر اتنا کرم کیا کہ اس کو تھوڑے وقت کے عوض معاوضہ زیادہ دیا۔ اس حدیث سے یہ استدلال کشید کرنے کی گنجائش نہیں ہے کہ نمازِ عصر کا وقت دو مثل سائے سے شروع ہوتا ہے، اس موضوع پر متعلقہ ابواب میں بحث ہو چکی ہے۔

(١٢٤٨٦)۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ أَبِي كَبْشَةَ الْأَنْمَارِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَثَلُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ مَثَلُ أَرْبَعَةِ نَفَرٍ، رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا وَعِلْمًا فَهُوَ يَعْمَلُ بِهِ فِي مَالِهِ فَيُنْفِقُهُ فِي حَقِّهِ، وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ عِلْمًا وَلَمْ يُؤْتِهِ مَالًا فَهُوَ يَقُولُ: لَوْ كَانَ لِي مِثْلُ مَا لِهٰذَا عَمِلْتُ فِيهِ مِثْلَ الَّذِي يَعْمَلُ۔)) قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((فَهُمَا فِي الْأَجْرِ سَوَاءٌ، وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا وَلَمْ

سیدنا ابو کبشہ انماری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس امت کی مثال چار آدمیوں کی مانند ہے، ایک کو اللہ تعالیٰ مال اور علم سے نوازے، وہ اپنے علم کو مال میں استعمال کرے اور مال حاصل کرکے اس کے جائز مقامات پر صرف کرے، دوسرے کو اللہ تعالیٰ علم عطا فرمائے اور مال نہ دے، وہ کہے اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں بھی اسے اس کی طرح اس کے جائز مقامات پر صرف کرتا، تیسرے کو اللہ تعالیٰ مال تو دے مگر علم نہ دے، وہ اپنے مال ہی میں مگن رہے، نہ تو صلہ رحمی کرے اور نہ کسی حقدار کو حق ادا کرے بلکہ وہ اس مال کو ناحق خرچ کرتا ہے اور چوتھے کو اللہ تعالیٰ نہ مال دے اور نہ علم اور وہ

(١٢٤٨٦) تخريج: حديث حسن، اخرجه ابن ماجه: ٤٢٢٨ (انظر: ١٨٠٢٤)

يُؤْتِهِ عِلْمًا فَهُوَ يَخْبِطُ فِيهِ يُنْفِقُهُ فِي غَيْرِ حَقِّهِ، وَرَجُلٌ لَمْ يُؤْتِهِ اللّٰهُ مَالًا وَلَا عِلْمًا فَهُوَ يَقُولُ: لَوْ كَانَ لِي مَالٌ مِثْلُ هٰذَا عَمِلْتُ فِيهِ مِثْلَ الَّذِي يَعْمَلُ۔)) قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((فَهُمَا فِي الْوِزْرِ سَوَاءٌ۔)) (مسند احمد: ۱۸۱۸۷)

کہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتو میں بھی اس کی طرح ناجائز کاموں میں خرچ کروں۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''گناہ میں یہ اور وہ دونوں برابر ہیں۔''

فوائد:...... معلوم ہوا کہ اس امت کے افراد کی کل چار قسمیں ہیں، ہر آدمی اپنا جائزہ لے کر بآسانی فیصلہ کر سکتا ہے کہ وہ کہاں کھڑا ہے۔

اَلْبَابُ الثَّانِي مِقْدَارُ الْأُمَّةِ الْمُحَمَّدِيَّةِ فِي الْأُمَمِ الْأُخْرٰى وَاَنَّهَا ثُلُثَا اَهْلِ الْجَنَّةِ

باب دوم: دیگر امتوں کے مقابلے میں اس امت کی تعداد اور مقدار کا بیان اور اس حقیقت کا بیان کہ جنت میں دو تہائی تعداد اس امت کے افراد کی ہوگی

(۱۲٤۸۷)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي قُبَّةٍ نَحْوٌ مِنْ أَرْبَعِينَ، فَقَالَ: ((أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا رُبُعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟)) قُلْنَا: نَعَمْ، قَالَ: ((أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُونُوْا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟)) قُلْنَا: نَعَمْ، قَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونُوْا نِصْفَ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَذَاكَ أَنَّ الْجَنَّةَ لَا يَدْخُلُهَا إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ، وَمَا أَنْتُمْ فِي الشِّرْكِ إِلَّا كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي جِلْدِ ثَوْرٍ أَسْوَدَ أَوِ السَّوْدَاءِ فِي جِلْدِ ثَوْرٍ أَحْمَرَ۔)) (مسند احمد: ۳٦٦۱)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم تقریباً چالیس آدمی نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک قبہ میں تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم لوگ اس بات پر راضی ہو کہ اہل جنت کا چوتھا حصہ تم لوگ ہو گے۔'' ہم نے عرض کی: جی ہاں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم اس بات پر راضی ہو کہ تمہاری تعداد اہل جنت کا تیسرا حصہ ہو؟'' ہم نے کہا: جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، مجھے امید ہے کہ جنت میں آدھی تعداد تمہاری ہوگی، اس لیے کہ جنت میں وہی لوگ جائیں گے جو مسلمان ہوں گے اور اہل شرک کے بالمقابل تمہاری تعداد یوں ہے، جیسے سیاہ بیل کی جلد پر سفید بال ہو یا سرخ بیل کی جلد پر سیاہ بال ہو۔''

فوائد:...... نبی کریم ﷺ کی امت کی دو امتیازی خصوصیات بھی ہیں کہ اس کی عمر بھی زیادہ ہے اور ایک وقت میں اس کی تعداد بھی بہت زیادہ ہوتی ہے، اب آپ ﷺ کی امت کی پندرہویں صدی جاری ہے اور تعداد کم و بیش سوا ارب سے زیادہ ہے۔

(۱۲٤۸۷) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٦٤٢ ومسلم: ۳۷٦، ۳۷۸ (انظر: ۳٦٦۱)

ان خصوصیات کا یہ نتیجہ تو واضح ہے کہ جنت میں بھی اس کی تعداد زیادہ ہوگی۔

(١٢٤٨٨)۔ (وَعَنْهُ اَيْضًا) قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((كَيْفَ أَنْتُمْ وَرُبُعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟ لَكُمْ رُبُعُهَا وَلِسَائِرِ النَّاسِ ثَلَاثَةُ أَرْبَاعِهَا۔)) قَالُوْا: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ((فَكَيْفَ أَنْتُمْ وَثُلُثَهَا؟)) قَالُوْا فَذَاكَ أَكْثَرُ، قَالَ: ((فَكَيْفَ أَنْتُمْ وَالشَّطْرَ؟)) قَالُوْا: فَذٰلِكَ أَكْثَرُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَهْلُ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِشْرُونَ وَمِائَةُ صَفٍّ، أَنْتُمْ مِنْهَا ثَمَانُونَ صَفًّا۔)) (مسند احمد: ٤٣٢٨)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس وقت کیا عالم ہوگا، جب جنت میں ایک چوتھائی تم لوگ ہو گے، پوری جنت کا چوتھا حصہ صرف تمہارے لیے اور تین چوتھائی باقی ساری امتوں کے لیے۔'' صحابہ نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا، جب جنت میں ایک تہائی تعداد تمہاری ہوگی؟'' صحابہ نے کہا: تب تو پہلے سے بھی زیادہ ہوں گے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن اہل جنت کی کل ایک سو بیس صفیں ہوں گی، ان میں سے اسی صفیں تمہاری ہوں گی۔''

(١٢٤٨٩)۔ وَعَنْ بُرَيْدَةَ الْاَسْلَمِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَهْلُ الْجَنَّةِ عِشْرُونَ وَمِائَةُ صَفٍّ، مِنْهُمْ ثَمَانُونَ مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ۔)) وَقَالَ عَفَّانُ مَرَّةً: ((أَنْتُمْ مِنْهُمْ ثَمَانُونَ صَفًّا۔)) (مسند احمد: ٢٣٣٢٨)

سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اہل جنت کی کل ایک سو بیس صفیں ہوں گی، ان میں سے اسی صفیں اس میری امت کے لوگوں کی ہوں گی۔''

فوائد:...... جنت کی ایک صف میں کتنے افراد ہوں گے، کوئی بھی اس کا اندازہ نہیں لگا سکتا، ماسوائے اللہ تعالیٰ کے۔

(١٢٤٩١)۔ عَنْ جَابِرٍ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((أَرْجُو أَنْ يَكُونَ مَنْ يَتَّبِعُنِي مِنْ أُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ رُبُعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ۔)) قَالَ: فَكَبَّرْنَا، ثُمَّ قَالَ: ((أَرْجُو أَنْ يَكُونُوا ثُلُثَ النَّاسِ۔)) قَالَ:

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو یوں فرماتے ہوئے سنا: ''مجھے امید ہے کہ میری امت میں سے میری اتباع کرنے والے قیامت کے دن کل اہل جنت کا چوتھا حصہ ہوں گے۔'' سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: یہ سن کر ہم نے خوشی سے اللہ اکبر کہا، پھر آپ ﷺ نے

(١٢٤٨٨) تخريج: حديث صحيح لغيره، أخرجه البزار: ٣٥٣٤، وابويعلى: ٥٣٥٨، والطبراني في "الكبير": ١٠٣٥٠ (انظر: ٤٣٢٨)

(١٢٤٨٩) تخريج: اسناده صحيح، اخرجه الترمذي: ٢٥٤٦، وابن ماجه: ٤٢٨٩ (انظر: ٢٢٩٤٠)

(١٢٤٩١) تخريج: حديث صحيح، اخرجه الطبراني في "الاوسط": ٩٠٧٨ (انظر: ١٤٧٢٤)

فَكَبَّرْنَا، ثُمَّ قَالَ: ((أَرْجُوْ أَنْ يَكُوْنُوْا الشَّطْرَ۔)) (مسند احمد: ١٤٧٨١)

فرمایا: ''مجھے امید ہے کہ میرے پیروکار اہل جنت کا ایک تہائی حصہ ہوں گے۔'' یہ سن کر ہم نے خوشی سے پھر اللہ اکبر کہا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے امید ہے کہ میرے متبعین اہل جنت کی کل تعداد کا نصف ہوں گے۔''

(١٢٤٩٢)۔ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُولُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِآدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: قُمْ فَجَهِّزْ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ تِسْعَ مِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِينَ إِلَى النَّارِ وَوَاحِدًا إِلَى الْجَنَّةِ۔)) فَبَكٰى أَصْحَابُهُ وَبَكَوْا ثُمَّ قَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((ارْفَعُوا رُؤُوْسَكُمْ، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! مَا أُمَّتِي فِي الْأُمَمِ إِلَّا كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي جِلْدِ الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ۔)) فَخَفَّفَ ذٰلِكَ عَنْهُمْ۔ (مسند احمد: ٢٨٠٣٧)

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام سے فرمائے گا: تم اٹھو اور اپنی اولاد کے ہر ہزار افراد میں سے نو سو ننانوے آدمی جہنم کے لیے اور ایک جنت کے لیے الگ کردو۔'' یہ سن کر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رونے لگ گئے، اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''اپنے سر اوپر اٹھاؤ، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! دوسری امتوں کے مقابلے میں میری امت کی مثال ایسے ہے، جیسے سیاہ بیل کی جلد پر ایک سفید بال ہو۔'' یہ سن کر صحابہ کا غم کچھ ہلکا ہوا۔

(١٢٤٩٣)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَوَّلُ مَنْ يُدْعٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ آدَمُ، فَيُقَالُ: هٰذَا أَبُوكُمْ آدَمُ، فَيَقُولُ: يَا رَبِّ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ، فَيَقُولُ لَهُ رَبُّنَا: أَخْرِجْ نَصِيبَ جَهَنَّمَ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ، فَيَقُولُ: يَا رَبِّ! وَكَمْ؟ فَيَقُولُ: مِنْ كُلِّ مِائَةٍ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ۔)) فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ إِذَا أُخِذَ مِنَّا مِنْ كُلِّ مِائَةٍ تِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ فَمَاذَا يَبْقٰى مِنَّا؟ قَالَ: ((إِنَّ أُمَّتِي فِي الْأُمَمِ كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ۔)) (مسند احمد: ٨٩٠٠)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن سب سے پہلے آدم علیہ السلام کو لا کر کہا جائے گا: یہ تمہارا باپ آدم علیہ السلام ہے، آدم علیہ السلام کہیں گے: اے میرے رب! میں حاضر ہوں، پھر ہمارا رب ان سے فرمائے گا: تم اپنی اولاد میں سے جہنم کا حصہ الگ کردو، وہ کہیں گے: اے میرے رب! کتنا حصہ؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ہر سو میں سے ننانوے۔'' ہم نے کہا: اللہ کے رسول! اگر ہر سو میں ننانوے نکل گئے تو جنت میں جانے کے لیے ہم میں سے کتنے باقی بچیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''باقی امتوں کے بالمقابل میری امت یوں ہوگی، جیسے سیاہ بیل کی جلد پر ایک سفید بال۔''

(١٢٤٩٢) تخريج: صحيح لغيره (انظر: ٢٧٤٨٩)

(١٢٤٩٣) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٥٢٩ (انظر: ٨٩١٣)

فوائد:...... اس موضوع سے متعلقہ ایک حدیث درج ذیل ہے:

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((يَقُولُ اللّٰهُ تَعَالٰى يَا آدَمُ فَيَقُولُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ فَيَقُولُ أَخْرِجْ بَعْثَ النَّارِ قَالَ وَمَا بَعْثُ النَّارِ قَالَ مِنْ كُلِّ أَلْفٍ تِسْعَ مِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِينَ فَعِنْدَهُ يَشِيبُ الصَّغِيرُ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارٰى وَمَا هُمْ بِسُكَارٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيدٌ۔)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَأَيُّنَا ذٰلِكَ الْوَاحِدُ قَالَ: ((أَبْشِرُوا فَإِنَّ مِنْكُمْ رَجُلًا وَمِنْ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ أَلْفًا۔)) ثُمَّ قَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي أَرْجُو أَنْ تَكُونُوا رُبُعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ۔)) فَكَبَّرْنَا فَقَالَ: ((أَرْجُو أَنْ تَكُونُوا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ۔)) فَكَبَّرْنَا فَقَالَ: ((أَرْجُو أَنْ تَكُونُوا نِصْفَ أَهْلِ الْجَنَّةِ۔)) فَكَبَّرْنَا فَقَالَ: ((مَا أَنْتُمْ فِي النَّاسِ إِلَّا كَالشَّعَرَةِ السَّوْدَاءِ فِي جِلْدِ ثَوْرٍ أَبْيَضَ أَوْ كَشَعَرَةٍ بَيْضَاءَ فِي جِلْدِ ثَوْرٍ أَسْوَدَ۔)) ......''اللہ تعالیٰ (قیامت کے روز) فرمائے گا: اے آدم! وہ عرض کریں گے: جی میں حاضر ہوں اور شرف یاب ہوں اور ہر طرح کی بھلائی سب تیرے ہاتھ میں ہے، اللہ فرمائے گا: دوزخ میں جانے والا لشکر نکالو، وہ عرض کریں گے: دوزخ کا کتنا لشکر ہے؟ اللہ فرمائے گا: ایک ہزار میں سے نو سو ننانوے دوزخ میں اور ایک جنت میں جائے گا، پس وہ ایسا وقت ہوگا کہ (خوف کے مارے) بچے بوڑھے ہو جائیں گے اور ہر حاملہ کا حمل گر جائے گا اور تو لوگوں کو نشہ کی حالت میں دیکھو گے حالانکہ وہ نشہ میں نہ ہونگے بلکہ اللہ کا عذاب سخت ہوگا۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ (جنت میں فی ہزار ایک جانے والا) ہم میں سے کون ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''خوش ہو جاؤ، کیونکہ تم میں سے ایک آدمی ہوگا اور یاجوج ماجوج میں سے ایک ہزار۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، مجھے امید ہے کہ تم اہل جنت کا چوتھا حصہ ہو گے۔'' ہم لوگوں نے اللہ اکبر کہا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے امید ہے کہ تم اہل جنت کا تہائی حصہ ہو گے۔'' ہم نے پھر تکبیر کہی، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے امید ہے کہ تم اہل جنت کا نصف حصہ ہو گے (یعنی نصف تم اور نصف دوسرے لوگ)۔'' ہم نے پھر تکبیر کہی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم تو اور لوگوں کے مقابلہ میں ایسے ہو جیسے سیاہ بال سفید بیل کے جسم پر یا سفید بال سیاہ بیل کے جسم پر۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

اَلْبَابُ الثَّالِثُ فِيْ بَقَاءِ طَائِفَةٍ مِنَ الْأُمَّةِ الْمُحَمَّدِيَّةِ ثَابِتَةٍ عَلَى الْحَقِّ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

باب سوم: اس امر کا بیان کہ امت محمدیہ میں سے ایک گروہ قیامت تک حق پر ثابت قدم رہے گا

(١٢٤٩٤)۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کا ایک گروہ قیامت تک دین پر ثابت قدم

(١٢٤٩٤) تخريج: حديث صحيح لغيره دون قوله: "قالوا: يا رسول الله، واين هم......" وهذا اسناد ضعيف لجهالة عمرو بن عبد الله السيباني الحضرمي، اخرجه الطبراني في "الكبير": ٧٦٤٣ (انظر: ٢٢٣٢٠)

تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ لِعَدُوِّهِمْ قَاهِرِينَ، لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ إِلَّا مَا أَصَابَهُمْ مِنْ لَأْوَاءَ حَتَّى يَأْتِيَهُمْ أَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ كَذٰلِكَ۔)) قَالُوْا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَأَيْنَ هُمْ؟ قَالَ: ((بِبَيْتِ الْمَقْدِسِ وَأَكْنَافِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ۔)) (مسند احمد: ٢٢٦٧٦)

اور دشمن پر غالب رہے گا، ان سے اختلاف کرنے والے ان کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے، سوائے اس کے کہ انہیں کچھ معاشی تنگدستی کا سامنا کرنا پڑے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم آ جائے گا اور وہ اسی حالت پر ہوں گے۔'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ کہاں ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ بیت المقدس اور اس کے گرد ونواح میں ہوں گے۔''

(١٢٤٩٥)۔ وَعَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ، وَلَا تَزَالُ عِصَابَةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يُقَاتِلُونَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ عَلٰى مَنْ نَاوَأَهُمْ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔)) (مسند احمد: ١٦٩٧٤)

سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ جس بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اس کو دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے، مسلمانوں میں سے ایک گروہ ہمیشہ حق کے لیے لڑتا رہے گا اور وہ قیامت تک اپنے مخالفین پر غالب رہیں گے۔''

(١٢٤٩٦)۔ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ ذَكَرَ حَدِيثًا رَوَاهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، لَمْ أَسْمَعْهُ رَوٰى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ حَدِيثًا غَيْرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ وَلَا تَزَالُ عِصَابَةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يُقَاتِلُونَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ عَلٰى مَنْ نَاوَأَهُمْ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔)) (مسند احمد: ١٦٩٧٤)

سیدنا معاویہ بن ابی سفیان سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اہل شام میں بگاڑ آ گیا تو مسلمانوں میں کوئی خیر نہیں رہے گی میری امت میں ایک گروہ ہمیشہ رہے گا، جنہیں اللہ کی نصرت حاصل رہے گی، ان کی مخالفت کرنے والے ان کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکیں گے، یہاں تک کہ قیامت بپا ہو جائے گی۔''

(١٢٤٩٧)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، أَنَّ عُمَيْرَ بْنَ هَانِءٍ حَدَّثَهُ قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ عَلٰى هٰذَا

عمیر بن ہانی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے سنا وہ اس منبر پر کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت میں سے ایک گروہ قیامت

(١٢٤٩٥) تخريج: اخرجه مسلم: ١٠٣٧ (انظر: ١٦٨٤٩)
(١٢٤٩٦) تخريج: أخرجه البخاري: ٧١، ٣١١٦، ومسلم: ١٠٣٧ (انظر: ١٦٨٤٩)
(١٢٤٩٧) تخريج: انظر الحديث السابق

الْمِنْبَرِ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي قَائِمَةً بِأَمْرِ اللّٰهِ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ أَوْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَأْتِيَ أَمْرُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَهُمْ ظَاهِرُونَ عَلَى النَّاسِ۔)) فَقَامَ مَالِكُ بْنُ يَخَامِرِ السَّكْسَكِيُّ: فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! سَمِعْتُ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ يَقُولُ: وَهُمْ أَهْلُ الشَّامِ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: وَرَفَعَ صَوْتَهُ هٰذَا مَالِكٌ يَزْعُمُ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاذًا يَقُولُ: وَهُمْ أَهْلُ الشَّامِ۔ (مسند احمد: ١٧٠٥٦)

تک اللہ کے حکم سے موجود رہے گا، ان کی مخالفت کرنے والے ان کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکیں گے، بلکہ وہ لوگوں پر غالب رہیں گے۔'' مالک بن یخامر سکسکی نے کہا: اے امیر المومنین! میں نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا ہے کہ اس حدیث کا مصداق اہل شام ہیں، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے بلند آواز سے کہا: یہ مالک کہہ رہا ہے کہ اس نے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے بھی سنا ہے کہ اس گروہ سے مراد اہل شام ہیں۔

(١٢٤٩٨)۔ عَنْ سَهْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَزَالُ الْأُمَّةُ عَلَى الشَّرِيعَةِ مَا لَمْ يَظْهَرْ فِيهَا ثَلَاثٌ، مَا لَمْ يُقْبَضِ الْعِلْمُ مِنْهُمْ، وَيَكْثُرْ فِيهِمْ وَلَدُ الْحِنْثِ، وَيَظْهَرْ فِيهِمُ الصَّقَّارُونَ۔)) قَالَ: وَمَا الصَّقَّارُونَ أَوِ الصَّقْلَاوُونَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((بَشَرٌ يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ تَحِيَّتُهُمْ بَيْنَهُمُ التَّلَاعُنُ۔)) (مسند احمد: ١٥٧١٣)

سیدنا معاذ بن انس جہنی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت شریعت پر ثابت قدم رہے گی، جب تک ان میں یہ تین باتیں ظاہر نہ ہو جائیں گی: (۱) علم کا اٹھ جانا، (۲) زنا کی یعنی حرامی اولاد کی کثرت ہو جانا اور صقّارُون کا ظاہر ہونا۔'' سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اللہ کے رسول! ''صقارون'' سے کون لوگ مراد ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''آخر زمانہ میں ایسے لوگ آئیں گے، جو ملاقات کے وقت سلام کی بجائے ایک دوسرے کو گالیاں دیں گے۔''

(١٢٤٩٩)۔ وَعَنْ أَبِي عِنَبَةَ الْخَوْلَانِيِّ يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((لَا يَزَالُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَغْرِسُ فِي هٰذَا الدِّينِ بِغَرْسٍ يَسْتَعْمِلُهُمْ فِي طَاعَتِهِ۔)) (مسند احمد: ١٧٩٤٠)

سیدنا ابو عنبہ خولانی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس دین میں ہمیشہ ایسے لوگ پیدا کرتا رہے گا، جن کو وہ اپنی اطاعت کے لیے استعمال کرے گا۔''

(١٢٤٩٨) تخريج: اسناده ضعيف، لضعف زبان بن فائد وسهل بن معاذ فى رواية زبان عنه، اخرجه الطبرانى فى "الكبير": ٢٠/ ٤٣٩ (انظر: ١٥٦٢٨)

(١٢٤٩٩) تخريج: اسناده حسن، اخرجه ابن ماجه: ٨ (انظر: ١٧٧٨٧)

(۱۲۵۰۰)۔ عَنْ جَابِرٍ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي يُقَاتِلُونَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔)) قَالَ: ((فَيَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَقُولُ أَمِيرُهُمْ: تَعَالَ صَلِّ بِنَا، فَيَقُولُ: لَا، إِنَّ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ أَمِيرٌ لِيُكْرِمَ اللّٰهُ هٰذِهِ الْأُمَّةَ۔)) (مسند احمد: ۱٤۷۷۷)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت میں سے ایک گروہ ہمیشہ حق کے لیے لڑتا رہے گا اور وہ قیامت تک دوسروں پر غالب رہیں گے، یہاں تک کہ جب عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا نزول ہوگا، تو اس گروہ کا امیر ان سے کہے گا: تشریف لائیں اور ہمیں نماز پڑھائیں، لیکن وہ جواباً کہیں گے: تم ہی ایک دوسرے پر امیر ہو (لہٰذا تم خود نماز پڑھاؤ)، یہ دراصل اللہ تعالیٰ اس امت کو عزت دے گا۔''

(۱۲۵۰۱)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((لَنْ يَزَالَ عَلٰى هٰذَا الْأَمْرِ عِصَابَةٌ عَلَى الْحَقِّ، لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَأْتِيَهُمْ أَمْرُ اللّٰهِ، وَهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ۔)) (مسند احمد: ۸٤٦٥)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس امت میں سے ایک گروہ ہمیشہ حق پر رہے گا اور ان کی مخالفت کرنے والے ان کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے، یہاں تک کہ قیامت بپا ہو جائے گی اور وہ اسی طرزِ عمل پر ہوں گے۔''

(۱۲۵۰۲)۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ عَلٰى مَنْ نَاوَأَهُمْ حَتّٰى يَأْتِيَ أَمْرُ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى، وَيَنْزِلَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔)) (مسند احمد: ۲۰۰۹۱)

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت کا ایک گروہ اپنے مخالفین پر ہمیشہ غالب رہے گا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا امر یعنی قیامت آجائے گی اور عیسیٰ بن مریم علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے۔''

فوائد:...... امام بخاری نے کہا: اس جماعت سے مراد اہل علم ہیں۔

امام احمد نے کہا: إِنْ لَّمْ يَكُوْنُوْا اَهْلَ الْحَدِيْثِ فَلَا اَدْرِيْ مَنْ هُمْ۔ یعنی: اگر اس جماعت سے مراد اہل الحدیث (یعنی محدثین) نہیں ہیں، تو میں نہیں جانتا کہ کون مراد ہیں۔

قاضی عیاض نے کہا: اِنَّمَا اَرَادَ اَحْمَدُ اَهْلَ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ وَمَنْ يَعْتَقِدُ مَذْهَبَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ.

یعنی: امام احمد کی مراد اہل السنہ والجماعہ ہیں اور وہ لوگ ہیں جو اہل الحدیث کے منہج کے پیروکار ہوں۔

(۱۲۵۰۰) تخریج: حدیث صحیح، اخرجه ابویعلی: ۲۰۷۸ (انظر: ۱٤۷۲۰)

(۱۲۵۰۱) تخریج: اسناده قوی، اخرجه ابن ماجه: ۷ (انظر: ۸٤۸٤)

(۱۲۵۰۲) تخریج: اسناده صحیح علی شرط مسلم، اخرجه ابوداود: ۲٤۸٤ (انظر: ۱۹۸۵۱)

امام نووی نے کہا: ممکن ہے کہ یہ طائفہ مومنوں کی متعدد جماعتوں پر مشتمل ہو، مثلاً: بہادری والے، بصیرت والے، فقیہ، محدث، مفسر، آمر بالمعروف، ناہی عن المنکر، زاہد اور عابد۔ اور یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ ایک علاقے میں جمع ہوں۔ (دیکھئے: فتح الباری: ۱۳/۳۶۳، ۳۶۵، عون المعبود: حدیث: ۲۴۸۴)

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ جو لوگ علم وعمل کی صورت میں قرآن وحدیث کی خدمت اور ان کا تحفظ کرتے رہے، وہ اس خوشخبری کے مستحق ہیں۔

شیخ البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: عجیب حسنِ اتفاق ہے کہ اس حدیثِ مبارکہ کا محل متعین کرتے ہوئے ہر دور اور زمانہ کے نیز ہر طبقہ کے محدثین کرام متفق نظر آتے ہیں۔ امام احمد بن حنبل، امام بخاری، امام علی بن مدینی، یزید بن ہارون اور متأخرین میں سے خطیب بغدادی وغیرہ، کوئی بھی اختلاف کرتا ہوا دکھائی نہیں دیتا۔ الفاظ اگرچہ مختلف ہیں، مگر مسمّی ایک ہی ہے۔ ایسا زبردست اتفاق شاید ہی کسی حدیث کی توضیح وتعبیر میں دیکھنے میں آیا ہو۔ بعض لوگ اس اختصاص پر چیں بجبیں ہوتے ہیں اور اہل حدیث کے تذکرہ سے سخت کبیدہ خاطر ہوتے ہیں، مگر انہیں دو باتیں ذہن نشین کر لینی چاہئیں۔ ایک یہ کہ حدیث وسنت کے ساتھ والہانہ شغف، حدیث وسنت کے جملہ علوم کے ساتھ حد درجہ اعتنا وتوجہ، آپ ﷺ کی سیرت واخلاق اور غزوات وسرایا نیز حدیث پڑھنے پڑھانے میں یہ محدثین سب لوگوں سے فائق ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ صدر اول کے بعد امت مرحومہ کئی فرقوں میں بٹ گئی، ہر مذہب والوں نے اپنے اصول وفروع مقرر کر لئے اور مسلک کی رورعایت کرتے ہوئے مخصوص احادیث سے استدلال کرنے لگے اور دوسری طرف نگاہ اٹھانا ہی گوارہ نہ کیا۔ مگر قربان جایئے اہل حدیث پر، ان کے ماتھے کا جھومر اور مانگ کا سیندور ہمیشہ فرمودۂ رسول ﷺ رہا ہے۔ انہوں نے فرمانِ رسول کو ہمیشہ سینے سے لگایا ہے، خواہ روایت کرنے والا شیعہ ہو یا قدریہ یا خارجی مکتب فکر سے تعلق رکھنے والا ہے، حنفی اور مالکی وغیرہ ہونا تو دوسری بات ہے، بشرطیکہ وہ عادل مسلم اور ثقہ ہو۔ اہل حدیث کسی دھڑے بندی اور گروہی تعصب کا شکار نہیں ہوئے۔ حدیثِ رسول ہی ان کا مطمحِ نظر رہا۔ فللہ درھم۔

ہم اپنی گفتگو کو حنفی سرخیل عالم مولانا محمد عبدالحیٔ لکھنوی کی بات پر ختم کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص بنظرِ انصاف دیکھے، فقہ واصول کے سمندر میں تنگ نظری کے بغیر غوطہ خوری کرے تو اسے یقین کامل ہو جائے گا کہ اختلافی مسائل، خواہ ان کا تعلق اصول سے ہو یا فروع سے، ان میں محدثین کرام کا مؤقف محفوظ، قوی اور بادلائل ہے۔ میں نے جب اختلافی مسائل میں تحقیق وتدقیق سے کام لیا تو محدثین کی بات کو قرین انصاف پایا ہے۔

بھلا ایسا کیوں نہ ہو، وہ وارثانِ علوم نبوت اور نائبینِ شریعتِ محمدی ہیں۔ مولائے کریم ہمیں ان کی رفاقت کے شرفِ عظیم سے بہرہ ور فرمائیں اور ان کی محبت وکردار کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائیں۔ (ملخص از صحیحہ: ۲۷۰)

اَلْبَابُ الرَّابِعُ فِيْ دُخُوْلِ سَبْعِ مِائَةِ اَلْفٍ مِنَ الْاُمَّةِ الْمُحَمَّدِيَّةِ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَلَا عَذَابٍ وَاَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ

باب چہارم: اس امر کا بیان کہ امت محمد یہ میں سے سات لاکھ بلکہ اس سے بھی زیادہ افراد حساب اور عذاب کے بغیر جنت میں داخل ہوں گے

(۱۲۵۰۳)۔ عَنْ ضَمْضَمِ بْنِ زُرْعَةَ، قَالَ شُرَيْحُ بْنُ عُبَيْدٍ: مَرِضَ ثَوْبَانُ بِحِمْصَ وَعَلَيْهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ قُرْطٍ الْأَزْدِيُّ فَلَمْ يَعُدْهُ، فَدَخَلَ عَلٰى ثَوْبَانَ رَجُلٌ مِنَ الْكَلَاعِيِّينَ عَائِدًا، فَقَالَ لَهُ ثَوْبَانُ: أَتَكْتُبُ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، فَقَالَ: اكْتُبْ، فَكَتَبَ لِلْأَمِيرِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُرْطٍ مِنْ ثَوْبَانَ مَوْلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا بَعْدُ! فَإِنَّهُ لَوْ كَانَ لِمُوسٰى وَعِيسٰى مَوْلًى بِحَضْرَتِكَ لَعُدْتَهُ ثُمَّ طَوَى الْكِتَابَ، وَقَالَ لَهُ: أَتُبَلِّغُهُ إِيَّاهُ، فَقَالَ: نَعَمْ، فَانْطَلَقَ الرَّجُلُ بِكِتَابِهِ فَدَفَعَهُ إِلَى ابْنِ قُرْطٍ، فَلَمَّا قَرَأَهُ قَامَ فَزِعًا، فَقَالَ النَّاسُ: مَا شَأْنُهُ أَحَدَثَ أَمْرٌ؟ فَأَتٰى ثَوْبَانَ حَتّٰى دَخَلَ عَلَيْهِ فَعَادَهُ وَجَلَسَ عِنْدَهُ سَاعَةً ثُمَّ قَامَ فَأَخَذَ ثَوْبَانُ بِرِدَائِهِ وَقَالَ: اجْلِسْ حَتّٰى أُحَدِّثَكَ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، سَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَلْفًا لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ وَلَا عَذَابَ مَعَ كُلِّ أَلْفٍ سَبْعُونَ أَلْفًا۔)) (مسند احمد: ۲۲۷۸۲)

شریح بن عبید سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: حمص میں سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ بیمار پڑ گئے، ان دنوں وہاں کا عامل عبداللہ بن قرط ازدی تھا، وہ ان کی عیادت کے لیے نہ آیا، جب بنو کلاع قبیلہ کا ایک آدمی سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے آیا تو انھوں نے اس سے کہا: کیا تم لکھنا جانتے ہو؟ اس نے کہا: جی ہاں، انہوں نے کہا: لکھو، پھر انہوں نے یہ تحریر لکھوائی: رسول اللہ ﷺ کے خادم ثوبان رضی اللہ عنہ کی طرف سے امیر عبداللہ بن قرط کے نام، امابعد! اگر تمہارے علاقہ میں موسی یا عیسیٰ علیہ السلام کا کوئی خادم ہوتا تو تم ضرور اس کی بیمار پرسی کو جاتے۔ پھر انہوں نے خط لپیٹ کر کہا: کیا تم یہ خط عبداللہ تک پہنچا دو گے؟ اس نے کہا: جی ہاں، پس جب اس آدمی نے جا کر وہ خط عبداللہ بن قرط کو دے دیا اور اس نے پڑھا تو وہ خوف زدہ سا ہو کر اٹھ کھڑا ہوا، لوگوں نے کہا: اسے کیا ہوا؟ کیا کوئی حادثہ پیش آ گیا ہے؟ وہ ثوبان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچا، ان کی عیادت کی اور کچھ دیر ان کی خدمت میں بیٹھا رہا، اس کے بعد اٹھ کر جانے لگا تو سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ نے اس کی چادر پکڑی اور کہا: بیٹھ جاؤ، میں تم کو ایک حدیث سناتا ہوں، جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت میں سے ستر ہزار آدمی بغیر حساب اور عذاب کے جنت میں جائیں گے اور اس پر مستزاد یہ کہ ان میں سے ہر ہزار کے ساتھ ستر آدمی ہوں گے۔''

(۱۲۵۰۳) تخریج: المرفوع منه صحیح لغیره، اخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۱۴۱۳ (انظر: ۲۲۴۱۸)

فوائد: ...... ستر ہزار اور ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار، آپ ﷺ کی امت کے یہ کل انچاس لاکھ اور ستر ہزار (۴۹،۷۰،۰۰۰) افراد بنتے ہیں، جو بغیر کسی حساب وکتاب اور باز پرس کے جنت کے وارث بن جائیں گے۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”مجھے بہت سی امتیں دکھائی گئیں، میں نے دیکھا کہ کسی نبی کے ساتھ تو بہت بڑی جماعت ہے اور کسی نبی کے ساتھ صرف ایک یا دو آدمی ہیں اور ایسے نبی کو بھی دیکھا کہ جس کے ساتھ کوئی بھی نہ تھا۔ اچانک میرے سامنے ایک انبوہِ کثیر آیا، میں نے خیال کیا کہ یہ میری امت ہوگی، لیکن مجھے کہا گیا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم ہے۔

اس کے بعد میں نے ایک بہت بڑی تعداد کو دیکھا، مجھے بتلایا گیا: هٰذِهِ أُمَّتُكَ وَمَعَهُمْ سَبْعُوْنَ أَلْفًا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَلَا عَذَابٍ۔ ...... یہ آپ کی امت ہے اور آپ کی امت میں ستر ہزار افراد وہ ہیں، جو بغیر حساب اور بغیر عذاب کے جنت میں داخل ہوں گے۔“

یہ واقعہ سنا کر آپ ﷺ گھر تشریف لے گئے۔ پس صحابہ کرام آپس میں ان ستر ہزار کے بارے میں قیاس آرائیاں کرنے لگے۔ بعض کا کہنا تھا کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کو آنحضرت ﷺ کی صحبت کا شرف حاصل ہے۔ بعض صحابہ کرام نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہوں گے جو اسلام میں پیدا ہوئے اور انھوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کیا، علاوہ ازیں صحابہ نے اور توجیہات بھی بیان کیں۔

جب نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو صحابہ کرام نے اپنی مختلف آراء کا اظہار کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ((هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَسْتَرْقُوْنَ وَلَا يَكْتَوُوْنَ وَلَا يَتَطَيَّرُوْنَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ۔)) ...... ”یہ وہ لوگ ہوں گے جو دم نہیں کرواتے، نہ اپنے جسموں کو داغتے ہیں، نہ وہ فال لیتے ہیں اور اپنے اللہ پر ہی توکل کرتے ہیں۔“ (بخاری، مسلم)

اس حدیثِ مبارکہ میں بغیر حساب وعذاب کے جنت میں داخل ہونے والوں کی نمایاں صفات بیان کی گئی ہیں کہ وہ شرک کی کسی بھی قسم میں مبتلا نہ ہوئے اور اپنی معمولی سے معمولی ضرورت کو غیر اللہ کے سامنے نہ رکھا، حتی کہ دم کرانے اور داغ لگوانے سے بھی گریز کیا۔ اس کا سب سے بڑا سبب یہ تھا کہ ان کا اللہ تعالیٰ پر توکل اور بھروسہ تھا، اپنی مشکلات صرف اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی قضا وقدر کے علاوہ کسی کی طرف بھی ان کی توجہ نہ تھی، وہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے تھے، اس کے سوا کسی سے نہ ڈرتے تھے، ان کا عقیدہ تھا کہ جو مشکلات پیش آتی ہیں، وہ اللہ کی تقدیر اور اس کی مرضی کے مطابق آتی ہیں، لہٰذا وہ مصائب ومشکلات میں صرف اللہ تعالیٰ کو ہی پکارتے تھے، جیسا کہ یعقوب علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا: ﴿قَالَ إِنَّمَا أَشْكُوْ بَثِّيْ وَحُزْنِيْ إِلَى اللّٰهِ﴾ (سورۂ یوسف: ۸۶) ...... ”انھوں نے کہا: میں اپنی پریشانی اور اپنے غم کی فریاد اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہیں کرتا۔“

بغیر حساب وعذاب کے جنت میں داخل ہونے والوں کی سب سے زیادہ تعداد درج ذیل حدیث میں بیان کی گئی ہے۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((أُعْطِيْتُ سَبْعِيْنَ أَلْفًا يَدْخُلُوْنَ

الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ، وُجُوهُهُمْ كَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، وَقُلُوبُهُمْ عَلَى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ فَاسْتَزَدْتُ رَبِّي عَزَّوَجَلَّ فَزَادَنِي مَعَ كُلِّ وَاحِدٍ سَبْعِينَ أَلْفًا۔)) قَالَ أَبُو بَكْرٍ: فَرَأَيْتُ أَنَّ ذٰلِكَ آتٍ عَلَى أَهْلِ الْقُرٰى، وَمُصِيبٌ مِنْ حَافَّاتِ الْبَوَادِي۔ ......''میری امت کے ستر ہزار افراد بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے، ان کے چہرے بدر والی رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے اور ان کے دل ایک انسان کے دل کی مانند ہوں گے۔ جب میں نے اپنے ربّ سے مزید مطالبہ کیا تو اس نے ہر ایک کے ساتھ مزید ستر ہزار افراد کا اضافہ کر دیا۔'' سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میرا خیال ہے کہ یہ چیز بستیوں والوں پر آئے گی اور دیہاتوں کے کناروں تک پہنچے گی۔

(مسند احمد: ۱/ ٦، صحیحه: ١٤٨٤)

اس حدیث کے مطابق چار ارب، نوے کروڑ اور ستر ہزار (۴،۹۰،۰۰،۷۰،۰۰۰) افراد حساب و کتاب کے بغیر جنت میں جائیں گے۔ (سبحان اللہ) یا اللہ! ہمارا بھی خیال رکھنا، تیرا رحم و کرم ہماری سوچ سے کہیں زیادہ ہے۔

لیکن درج ذیل حدیث میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کی زیادہ وسعت نظر آ رہی ہے:

سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((وَعَدَنِي رَبِّي سُبْحَانَهُ أَنْ يُدْخِلَ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعِينَ أَلْفًا لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ وَلَا عَذَابَ مَعَ كُلِّ أَلْفٍ سَبْعُونَ أَلْفًا وَثَلَاثُ حَثَيَاتٍ مِنْ حَثَيَاتِ رَبِّي عَزَّوَجَلَّ۔)) ......''میرے ربّ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ میری امت میں حساب اور عذاب کے بغیر ستر ہزار افراد کو جنت میں داخل کرے گا اور ہر ہزار کے ساتھ مزید ستر ہزار بھی ہوں گے اور اس پر مستزاد یہ کہ میرے ربّ عزوجل کے تین چلو بھی ہوں گے۔'' (ابن ماجہ: ۴۲۷٦) اللہ جانے کہ اس کے چلو میں کتنے محمدی سما جائیں گے۔

(١٢٥٠٤)۔ وَعَنْ سَهْلٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ اَلْفًا اَوْ قَالَ: سَبْعُمِائَةِ اَلْفٍ بِغَيْرِ حِسَابٍ۔))

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت میں سے ستر ہزار یا فرمایا سات لاکھ آدمی بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔''

(مسند احمد: ٢٣٢٢٧)

(١٢٥٠٥)۔ حَدَّثَنَا حَسَنٌ، حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ هُبَيْرَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا تَمِيمِ الْجَيْشَانِيَّ يَقُولُ: أَخْبَرَنِي سَعِيدٌ، أَنَّهُ سَمِعَ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ يَقُولُ: غَابَ عَنَّا

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ایک دفعہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے پورا دن غائب رہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف نہ لائے، ہم نے سمجھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اب باہر بالکل نہیں آئیں گے، اتنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر

(١٢٥٠٤) تخريج: اخرجه البخاری: ٣٢٤٧، ٦٥٤٣ (انظر: ٢٢٨٣٩)

(١٢٥٠٥) تخريج: اسناده ضعيف، عبد الله بن لهيعة ضعيف، وسعيد الراوی عن حذيفة لم نتبينه (انظر: ٢٣٣٣٦)

رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَلَمْ يَخْرُجْ حَتّٰی ظَنَنَّا أَنَّهُ لَنْ يَخْرُجَ، فَلَمَّا خَرَجَ سَجَدَ سَجْدَةً، فَظَنَنَّا أَنَّ نَفْسَهُ قَدْ قُبِضَتْ فِيهَا، فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ قَالَ: ((إِنَّ رَبِّي تَبَارَكَ وَتَعَالٰی اسْتَشَارَنِي فِي أُمَّتِي، مَاذَا أَفْعَلُ بِهِمْ؟ فَقُلْتُ: مَا شِئْتَ أَيْ رَبِّ، هُمْ خَلْقُكَ، وَعِبَادُكَ، فَاسْتَشَارَنِي الثَّانِيَةَ، فَقُلْتُ لَهُ كَذٰلِكَ، فَقَالَ: لَا أُحْزِنُكَ فِي أُمَّتِكَ يَا مُحَمَّدُ، وَبَشَّرَنِي أَنَّ أَوَّلَ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَلْفًا مَعَ كُلِّ أَلْفٍ سَبْعُونَ أَلْفًا، لَيْسَ عَلَيْهِمْ حِسَابٌ، ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَيَّ فَقَالَ: ادْعُ تُجَبْ، وَسَلْ تُعْطَ، فَقُلْتُ لِرَسُولِهِ: أَوَمُعْطِيَّ رَبِّي سُؤْلِي؟ فَقَالَ: مَا أَرْسَلَنِي إِلَيْكَ إِلَّا لِيُعْطِيَكَ، وَلَقَدْ أَعْطَانِي رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ وَلَا فَخْرَ، وَغَفَرَ لِي مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِي وَمَا تَأَخَّرَ، وَأَنَا أَمْشِي حَيًّا صَحِيحًا، وَأَعْطَانِي أَنْ لَا تَجُوعَ أُمَّتِي وَلَا تُغْلَبَ، وَأَعْطَانِي الْكَوْثَرَ فَهُوَ نَهْرٌ مِنَ الْجَنَّةِ يَسِيلُ فِي حَوْضِي، وَأَعْطَانِي الْعِزَّ وَالنَّصْرَ وَالرُّعْبَ، يَسْعٰی بَيْنَ يَدَيْ أُمَّتِي شَهْرًا، وَأَعْطَانِي أَنِّي أَوَّلُ الْأَنْبِيَاءِ أَدْخُلُ الْجَنَّةَ، وَطَيَّبَ لِي وَلِأُمَّتِي الْغَنِيمَةَ، وَأَحَلَّ لَنَا كَثِيرًا مِمَّا شَدَّدَ عَلٰی مَنْ قَبْلَنَا، وَلَمْ يَجْعَلْ عَلَيْنَا مِنْ حَرَجٍ۔)) (مسند احمد: ٢٣٧٢٥)

تشریف لے آئے اور آتے ہی اس قدر طویل سجدہ کیا کہ ہم نے سمجھا کہ آپ ﷺ کی روح قبض کر لی گئی ہے، بالآخر آپ ﷺ نے سر اٹھایا اور فرمایا: ''میرے رب نے مجھ سے میری امت کے بارے میں مشورہ لیا ہے کہ میں ان کے ساتھ کیسا برتاؤ کروں؟ میں نے کہا: اے میرے رب! وہ تیری مخلوق اور بندے ہیں، تو ان کے ساتھ جو سلوک کرنا چاہے، کر سکتا ہے، اللہ نے دوبارہ مجھ سے مشورہ لیا، میں نے پھر اسی طرح کہا، پھر اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا: اے محمد! میں آپ ﷺ کو آپ کی امت کے بارے میں غمگین نہیں کروں گا اور اس نے مجھے بشارت دی کہ سب سے پہلے میری امت میں سے ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت میں جائیں گے اور ان میں سے ہر ہزار افراد کے ساتھ ستر ہزار آدمی بغیر حساب و عذاب کے جنت میں جائیں گے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی بھیجی کہ آپ کوئی دعا کریں، قبول ہوگی، کچھ مانگیں آپ کو دیا جائے گا، میں نے اللہ کے فرستادے یعنی فرشتے سے کہا: کیا میں جو سوال کروں گا، میرا رب مجھے ضرور دے گا؟ اس نے کہا: اللہ تعالیٰ نے مجھے بھیجا اسی لیے ہے کہ آپ جو سوال بھی کریں گے، وہ آپ ﷺ کو دے دے گا۔ بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بہت کچھ دیا ہے اور میں اس پر فخر نہیں کرتا، اس نے میرے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے ہیں اور میں تندرست صحیح چلتا ہوں اور اس نے مجھے یہ خصوصیت بھی دی ہے کہ میری امت قحط سے نہیں مرے گی اور نہ دشمن اس پر غالب آئے گا اور اللہ نے مجھے کوثر سے نوازا ہے، یہ ایک نہر ہے، جو جنت سے بہہ کر میرے حوض میں گرتی ہے، اللہ تعالیٰ نے مجھے عزت اور نصرت عطا فرمائی ہے اور میری امت کا رعب اس سے ایک مہینہ کی مسافت کے برابر آگے آگے چلتا

ہے اور اللہ نے مجھے یہ فضیلت بھی دی ہے کہ انبیائے کرام میں سے میں سب سے پہلے جنت میں جاؤں گا اور اللہ تعالیٰ نے میرے لیے اور میری امت کے لیے غنیمت کو حلال ٹھہرایا ہے اور ہم سے پہلے لوگوں پر جو سخت احکامات نازل ہوئے تھے ان میں سے بہت سے ہمارے لیے حلال کر دیئے اور ہم پر کوئی مشقت یا تنگی مقرر نہیں کی۔''

(۱۲۵۰۶)۔ عَنْ أَنَسٍ، أَوْ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَعَدَنِي أَنْ يُدْخِلَ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي أَرْبَعَ مِائَةِ أَلْفٍ۔)) فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: زِدْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: ((وَهٰكَذَا۔)) وَجَمَعَ كَفَّهُ قَالَ: زِدْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ!، قَالَ: ((وَهٰكَذَا)) فَقَالَ عُمَرُ: حَسْبُكَ يَا أَبَا بَكْرٍ!، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: دَعْنِي يَا عُمَرُ! مَا عَلَيْكَ أَنْ يُدْخِلَنَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ الْجَنَّةَ كُلَّنَا، فَقَالَ عُمَرُ: إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ إِنْ شَاءَ أَدْخَلَ خَلْقَهُ الْجَنَّةَ بِكَفٍّ وَاحِدٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((صَدَقَ عُمَرُ۔)) (مسند احمد: ۱۲۷۲۵)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ میری امت میں سے چار لاکھ آدمیوں کو جنت میں داخل فرمائے گا۔'' سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس تعداد میں ہمارے لیے اضافہ کریں، آپ ﷺ نے اپنی ہتھیلی کو جمع کر کے فرمایا: ''اور اس طرح۔'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس تعداد میں ہمارے لیے اضافہ کریں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اور اس طرح۔'' اتنے میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ابو بکر! تمہیں یہ کافی ہے، اب بس کرو، لیکن سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: عمر! تم مجھے چھوڑو، اور درخواست کر لینے دو، اگر اللہ تعالیٰ ہم سب کو جنت میں داخل کرے تو آپ کو کیا اعتراض ہوسکتا ہے؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ایک ہی ہتھیلی سے اپنی ساری مخلوق کو جنت میں داخل کر دے، یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''عمر رضی اللہ عنہ نے سچ کہا ہے۔''

(۱۲۵۰۷)۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: أَكْثَرْنَا الْحَدِيثَ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ ثُمَّ غَدَوْنَا إِلَيْهِ، فَقَالَ:

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ایک رات ہم نے رسول اللہ ﷺ کے پاس کافی دیر تک باتیں کیں، پھر جب صبح کو ہم آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر

(۱۲۵۰۶) تخریج: اسنادہ صحیح، اخرجہ عبد الرزاق فی "المصنف": ۲۰۵۵۶، والطبرانی فی "الأوسط": ۳۴۲۴، والبزار: ۳۵۴۷ (انظر: ۱۲۶۹۵)

(۱۲۵۰۷) تخریج: حدیث صحیح، اخرجہ ابویعلی: ۵۳۳۹، وعبد الرزاق: ۱۹۵۱۹ (انظر: ۳۸۰۶)

((عُرِضَتْ عَلَيَّ الْأَنْبِيَاءُ اللَّيْلَةَ بِأُمَمِهَا، فَجَعَلَ النَّبِيُّ يَمُرُّ وَمَعَهُ الثَّلَاثَةُ، وَالنَّبِيُّ وَمَعَهُ الْعِصَابَةُ، وَالنَّبِيُّ وَمَعَهُ النَّفَرُ، وَالنَّبِيُّ لَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ، حَتّٰى مَرَّ عَلَيَّ مُوسٰى مَعَهُ كَبْكَبَةٌ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ، فَأَعْجَبُونِي فَقُلْتُ: مَنْ هٰؤُلَاءِ؟ فَقِيلَ لِي: هٰذَا أَخُوكَ مُوسٰى مَعَهُ بَنُو إِسْرَائِيلَ، قَالَ: قُلْتُ: فَأَيْنَ أُمَّتِي؟ فَقِيلَ لِيَ: انْظُرْ عَنْ يَمِينِكَ، فَنَظَرْتُ فَإِذَا الظِّرَابُ قَدْ سُدَّ بِوُجُوهِ الرِّجَالِ، ثُمَّ قِيلَ لِيَ: انْظُرْ عَنْ يَسَارِكَ، فَنَظَرْتُ فَإِذَا الْأُفُقُ قَدْ سُدَّ بِوُجُوهِ الرِّجَالِ، فَقِيلَ لِي: أَرَضِيتَ؟ فَقُلْتُ: رَضِيتُ يَا رَبِّ، رَضِيتُ يَا رَبِّ، قَالَ: فَقِيلَ لِي: إِنَّ مَعَ هٰؤُلَاءِ سَبْعِينَ أَلْفًا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: فِدًا لَكُمْ أَبِي وَأُمِّي إِنْ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ تَكُونُوا مِنَ السَّبْعِينَ الْأَلْفِ فَافْعَلُوا، فَإِنْ قَصَّرْتُمْ فَكُونُوا مِنْ أَهْلِ الظِّرَابِ، فَإِنْ قَصَّرْتُمْ فَكُونُوا مِنْ أَهْلِ الْأُفُقِ، فَإِنِّي قَدْ رَأَيْتُ ثَمَّ نَاسًا يَتَهَاوَشُونَ۔)) فَقَامَ عُكَاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ فَقَالَ: ادْعُ اللّٰهَ لِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَنْ يَجْعَلَنِي مِنَ السَّبْعِينَ، فَدَعَا لَهُ، فَقَامَ رَجُلٌ آخَرُ فَقَالَ: ادْعُ اللّٰهَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، فَقَالَ: ((قَدْ سَبَقَكَ بِهَا عُكَاشَةُ۔)) قَالَ: ثُمَّ تَحَدَّثْنَا فَقُلْنَا: مَنْ تَرَوْنَ

ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''آج رات تمام انبیاء اور ان کی امتیں میرے سامنے پیش کیے گئے، کسی نبی کے ساتھ تین آدمی تھے، کسی کے ساتھ چھوٹی سی جماعت، کسی کے ساتھ چھوٹا سا گروہ تھا اور کچھ نبی ایسے بھی تھے کہ ان کے ساتھ ایک آدمی بھی نہیں تھا، یہاں تک کہ میرے سامنے سے موسیٰ علیہ السلام گزرے اور ان کے ساتھ بنو اسرائیل کی ایک بڑی جماعت تھی، وہ لوگ مجھے بڑے اچھے لگے، میں نے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ مجھے بتلایا گیا کہ یہ آپ ﷺ کے بھائی موسیٰ علیہ السلام ہیں اور ان کے ساتھ ان کی قوم بنو اسرائیل ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے پوچھا کہ میری امت کہاں ہے؟ مجھ سے کہا گیا کہ آپ اپنی دائیں جانب دیکھیں، میں نے دیکھا تو وہاں ایک بہت بڑا ہجوم سا تھا، جو لوگوں کے چہروں سے بھرا ہوا تھا، پھر مجھے کہا گیا: اپنی بائیں جانب دیکھیں، میں نے دیکھا تو اس طرف والا افق لوگوں سے بھرا ہوا تھا، پھر مجھ سے پوچھا گیا کہ کیا آپ ﷺ اب راضی ہیں؟ میں نے کہا: جی میں راضی ہوں، اے میرے رب! میں راضی ہوں، اے میرے ربّ!'' آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے بعد مجھ سے کہا گیا کہ آپ ﷺ کے ان امتیوں کے ساتھ ستر ہزار لوگ ایسے ہیں، جو حساب کے بغیر جنت میں جائیں گے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میرے ماں باپ تم لوگوں پر فدا ہوں، اگر ہو سکے تو تم ان ستر ہزار میں سے بننے کی کوشش کرو اور اگر اس قدر محنت نہ ہو سکے تو کم از کم اس ہجوم والوں میں سے ہی بننے کی کوشش کرو اور اگر اتنا بھی نہ ہو سکے تو افق والوں میں سے بننے کی کوشش کرو، میں نے وہاں کچھ لوگوں کو دھکم پیل کرتے بھی دیکھا ہے۔'' یہ سن کر سیدنا عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ اٹھے اور انہوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ان ستر ہزار

هٰؤُلَاءِ السَّبْعُونَ الْأَلْفُ، قَوْمٌ وُلِدُوا فِي الْإِسْلَامِ لَمْ يُشْرِكُوا بِاللّٰهِ شَيْئًا حَتّٰى مَاتُوا، فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((هُمُ الَّذِينَ لَا يَكْتَوُونَ، وَلَا يَسْتَرْقُونَ، وَلَا يَتَطَيَّرُونَ، وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ۔)) (مسند احمد: ٣٨٠٦)

والوں میں سے مجھے بھی بنا دے، آپ ﷺ نے ان کے حق میں دعا فرمائی، اتنے میں ان کے بعد ایک اور آدمی کھڑا ہوا اور اس نے بھی یہی درخواست کی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''عکاشہ رضی اللہ عنہ تم سے سبقت لے گیا۔'' سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پھر ہم باتوں میں مصروف ہوگئے اور ہم نے کہا کہ اس بارے میں کیا خیال ہے کہ یہ ستر ہزار آدمی کون ہو سکتے ہیں، کیا یہ وہ لوگ ہیں جو اسلام میں پیدا ہوئے اور پھر مرتے دم تک شرک کے قریب نہیں گئے؟ جب یہ باتیں نبی کریم ﷺ تک پہنچیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ وہ لوگ ہیں، جو نہ زخموں کو داغتے ہیں، نہ دم جھاڑ کرتے ہیں اور نہ بدفالی یا بدشگونی لیتے ہیں، بلکہ اپنے رب پر مکمل توکل کرتے ہیں۔''

اَلْبَابُ الْخَامِسُ فِيْ تَمْيِيْزِ الْأُمَّةِ الْمُحَمَّدِيَّةِ مِنْ سَائِرِ الْأُمَمِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِالتَّحْجِيْلِ

باب پنجم: اس امر کا بیان کہ قیامت کے دن باقی امتوں میں سے صرف امت محمدیہ کی امتیازی علامت یہ ہوگی کہ ان کے ہاتھ پاؤں روشن ہوں گے

(١٢٥٠٨)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ الْمَازِنِيِّ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: ((مَا مِنْ أُمَّتِي مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَأَنَا أَعْرِفُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) قَالُوْا: وَكَيْفَ تَعْرِفُهُمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فِي كَثْرَةِ الْخَلَائِقِ؟ قَالَ: ((أَرَأَيْتَ لَوْ دَخَلْتَ صَبْرَةً فِيهَا خَيْلٌ دُهْمٌ بُهْمٌ، وَفِيهَا فَرَسٌ أَغَرُّ مُحَجَّلٌ، أَمَا كُنْتَ تَعْرِفُهُ مِنْهَا؟)) قَالَ: بَلٰى، قَالَ: ((فَإِنَّ أُمَّتِي يَوْمَئِذٍ غُرٌّ مِنَ السُّجُودِ، مُحَجَّلُونَ مِنَ الْوُضُوءِ۔)) (مسند احمد: ١٧٨٤٥)

سیدنا عبداللہ بن بسر مازنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے روز میں اپنی امت کے ہر فرد کو پہچان لوں گا۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس قدر لوگوں میں سے آپ اپنی امت کے لوگوں کو کیسے پہچان لیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا خیال ہے، اگر تم کسی اصطبل میں جاؤ، وہاں خالص سیاہ فام گھوڑے ہوں اور ان میں ایک ایسا گھوڑا ہو، جس کی پیشانی اور چاروں پاؤں سفید ہوں، تو کیا تم اسے جلدی سے پہچان نہ لوگے؟'' صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا: جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر میری امت کے افراد کی پیشانی سجدہ کی وجہ سے اور ہاتھ پاؤں وضو کی وجہ سے چمکتے ہوں گے۔''

(١٢٥٠٨) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، اخرجه مختصرا الترمذي: ٦٠٧ (انظر: ١٧٦٩٣)

(۱۲۵۰۹)۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَا مِنْ أُمَّتِي أَحَدٌ إِلَّا وَأَنَا أَعْرِفُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) قَالُوْا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَنْ رَأَيْتَ وَمَنْ لَمْ تَرَ؟ قَالَ: ((مَنْ رَأَيْتُ وَمَنْ لَمْ أَرَ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنْ أَثَرِ الطُّهُورِ۔)) (مسند احمد: ۲۲۶۱۲)

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں قیامت کے دن اپنی امت کے ہر فرد کو پہچان لوں گا۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! خواہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو دیکھا ہو یا نہ دیکھا ہو، ہر ایک کو پہچان لیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے کسی کو دیکھا ہو یا نہ دیکھا ہو، وضو کی وجہ سے ان کی پیشانیاں اور ہاتھ پاؤں چمکتے ہوں گے۔''

فوائد:...... یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیوں کا بہت بڑا اعزاز ہے کہ وضو کی وجہ سے قیامت کے روز چہرہ، دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں چمکتے ہوں گے۔

(۱۲۵۱۰)۔ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَنَا أَوَّلُ مَنْ يُؤْذَنُ لَهُ بِالسُّجُودِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ يُؤْذَنُ لَهُ أَنْ يَرْفَعَ رَأْسَهُ، فَأَنْظُرَ إِلٰى بَيْنِ يَدَيَّ، فَأَعْرِفَ أُمَّتِي مِنْ بَيْنِ الْأُمَمِ، وَمِنْ خَلْفِي مِثْلُ ذٰلِكَ، وَعَنْ يَمِينِي مِثْلُ ذٰلِكَ، وَعَنْ شِمَالِي مِثْلُ ذٰلِكَ۔)) فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! كَيْفَ تَعْرِفُ أُمَّتَكَ مِنْ بَيْنِ الْأُمَمِ فِيمَا بَيْنَ نُوحٍ إِلٰى أُمَّتِكَ؟ قَالَ: ((هُمْ غُرٌّ مُحَجَّلُونَ مِنْ أَثَرِ الْوُضُوءِ، لَيْسَ أَحَدٌ كَذٰلِكَ غَيْرُهُمْ، وَأَعْرِفُهُمْ أَنَّهُمْ يُؤْتَوْنَ كُتُبَهُمْ بِأَيْمَانِهِمْ، وَأَعْرِفُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ أَيْدِيهِمْ ذُرِّيَّتُهُمْ۔)) (مسند احمد: ۲۲۰۸۰)

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت کے دن سب سے پہلے مجھے سجدہ کرنے کی اجازت دی جائے گی اور مجھے ہی سب سے پہلے سجدہ سے سر اٹھانے کی اجازت ملے گی، میں اپنے سامنے دیکھوں گا تو ساری امتوں میں سے اپنی امت کو پہچان لوں گا، میرے پیچھے میری دائیں اور میری بائیں جانب، ہر طرف لوگ ہی لوگ ہوں گے۔'' ایک آدمی نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! آپ نوح علیہ السلام سے اپنی امت تک کی امتوں کے افراد میں سے اپنی امت کے لوگوں کو کیسے پہچانیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وضو کی برکت سے ان کے وضو کے اعضاء روشن ہوں گے، اس امت کے علاوہ کسی دوسری کا کوئی آدمی اس علامت کا حامل نہ ہوگا اور میری امت کے لوگوں کو ان کے نامہ اعمال ان کے دائیں ہاتھوں میں دیے جائیں گے اور میں انہیں اس طرح بھی پہچان لوں گا کہ ان کی اولاد ان کے سامنے دوڑ رہی ہوگی۔''

(۱۲۵۰۹) تخريج: صحيح لغيره، اخرجه الطبراني في "الكبير": ۷۵۰۹ (انظر: ۲۲۲۵۸)

(۱۲۵۱۰) تخريج: حسن لغيره، دون قوله: "واعرفهم انهم يؤتون كتبهم ......"، اخرجه الحاكم: ۲/ ۴۷۸، والبزار: ۳۴۵۷ (انظر: ۲۱۷۳۷)

(١٢٥١١)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرٍ، أَنَّهُ سَمِعَ مِنْ أَبِي ذَرٍّ، وَأَبِي الدَّرْدَاءِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنِّي لَأَعْرِفُ أُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ بَيْنِ الْأُمَمِ۔)) قَالُوْا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَكَيْفَ تَعْرِفُ أُمَّتَكَ؟ قَالَ: ((أَعْرِفُهُمْ يُؤْتَوْنَ كُتُبَهُمْ بِأَيْمَانِهِمْ، وَأَعْرِفُهُمْ بِسِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ، وَأَعْرِفُهُمْ بِنُورِهِمْ يَسْعٰى بَيْنَ أَيْدِيهِمْ۔)) (مسند احمد: ٢٢٠٨٣)

سیدنا ابو ذر اور سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن میں ساری امتوں میں سے اپنی امت کے لوگوں کو پہچان لوں گا۔'' صحابہ نے کہا: آپ ﷺ اپنی امت کو کیسے پہچانیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں انہیں پہچان لوں گا، انہیں ان کے نامہ اعمال دائیں ہاتھوں میں ملیں گے اور سجدوں کی وجہ سے ان کے چہروں پر علامت ہوگی، میں اس علامت کی وجہ سے بھی انہیں پہچان لوں گا اور ان کے آگے آگے روشنی دوڑ رہی ہوگی، اس سے بھی میں انہیں پہچان لوں گا۔''

اَلْبَابُ السَّادِسُ فِيْ دَعْوَاتِ النَّبِيِّ ﷺ لِأُمَّتِهِ

باب ششم: نبی کریم ﷺ کی اپنی امت کے حق میں دعاؤں کا بیان

(١٢٥١٢)۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ: أَقْبَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى مَرَرْنَا عَلٰى مَسْجِدِ بَنِي مُعَاوِيَةَ، فَدَخَلَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ، وَصَلَّيْنَا مَعَهُ، وَنَاجٰى رَبَّهُ عَزَّ وَجَلَّ طَوِيلًا، قَالَ: ((سَأَلْتُ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ ثَلَاثًا، سَأَلْتُهُ أَنْ لَا يُهْلِكَ أُمَّتِي بِالْغَرَقِ فَأَعْطَانِيهَا، وَسَأَلْتُهُ أَنْ لَا يُهْلِكَ أُمَّتِي بِالسَّنَةِ فَأَعْطَانِيهَا، وَسَأَلْتُهُ أَنْ لَا يَجْعَلَ بَأْسَهُمْ بَيْنَهُمْ فَمَنَعَنِيهَا۔)) (مسند احمد: ١٥١٦)

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ سفر سے واپس ہوئے، ہمارا مسجد بنی معاویہ کے پاس سے گزر ہوا، نبی کریم ﷺ مسجد کے اندر تشریف لے گئے اور آپ ﷺ نے دو رکعت نماز ادا کی، ہم نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی، اس کے بعد آپ ﷺ نے کافی دیر تک اللہ سے مناجات کی، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے اپنے رب سے تین دعائیں کی ہیں، میں نے ایک دعا یہ کی کہ اللہ میری امت کو غرق کے ذریعے ہلاک نہ کرے، اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول فرمائی، میں نے دوسری دعا یہ کی کہ وہ میری امت کو قحط کے ذریعے ہلاک نہ کرے، اللہ نے میری یہ دعا بھی قبول فرمائی، میں نے تیسری دعا یہ کی کہ ان کا آپس میں اختلاف نہ ہو، اللہ تعالیٰ نے میری یہ دعا قبول نہیں کی۔''

(١٢٥١١) تخریج: اسناده ضعیف (انظر: ٢١٧٤٠)

(١٢٥١٢) تخریج: اخرجه مسلم: ٢٨٩٠ (انظر: ١٥١٦)

فوائد:...... کسی ایک خطے میں سخت قحط پڑ سکتا ہے اور کسی خطے میں لوگ پانی میں غرق بھی ہو سکتے ہیں، آپ ﷺ کی دعا سے مراد یہ ہے کہ ان آزمائشوں کی وجہ سے پوری امت ہلاک نہیں ہوگی، جیسا کہ پہلے والی امتیں مبتلا ہو جاتی تھیں۔

(۱۲۵۱۳)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ صَلَّى سُبْحَةَ الضُّحٰى ثَمَانَ رَكَعَاتٍ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: ((إِنِّي صَلَّيْتُ صَلَاةَ رَغْبَةٍ وَرَهْبَةٍ، سَأَلْتُ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ ثَلَاثًا، فَأَعْطَانِي اثْنَتَيْنِ، وَمَنَعَنِي وَاحِدَةً، سَأَلْتُهُ أَنْ لَا يَبْتَلِيَ أُمَّتِي بِالسِّنِينَ، وَلَا يُظْهِرَ عَلَيْهِمْ عَدُوَّهُمْ فَفَعَلَ، وَسَأَلْتُهُ أَنْ لَا يَلْبِسَهُمْ شِيَعًا فَأَبٰى عَلَيَّ۔)) (مسند احمد: ۱۲۶۱۷)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سفر میں دیکھا کہ آپ ﷺ نے چاشت کے وقت آٹھ رکعت نماز ادا کی، نماز سے فراغت کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: ''آج میں نے انتہائی رغبت اور اللہ سے ڈرتے ہوئے نماز پڑھی ہے، میں نے اپنے رب سے تین دعائیں کی ہیں، اس نے میری دو دعاؤں کو قبول اور ایک کو قبول نہیں کیا، میں نے دعا کی کہ وہ میری امت کو قحط میں مبتلا نہ کرے، اس نے اسے قبول کر لیا، پھر میں نے دعا کی کہ ان کا دشمن ان پر غالب نہ آئے، اس نے یہ دعا بھی قبول کر لی اور میں نے دعا کی کہ ان کے آپس میں اختلافات نہ ہوں، تو اللہ تعالیٰ نے میری یہ دعا قبول نہیں کی۔''

فوائد:...... کسی ایک ملک یا خطے کے لوگوں پر دشمنوں کا غلبہ ہو سکتا ہے، پوری امت کے ساتھ ایسا نہیں ہوگا۔

(۱۲۵۱٤)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ، عَنْ أَبِيهِ خَبَّابِ بْنِ الْأَرَتِّ مَوْلٰى بَنِي زُهْرَةَ، وَكَانَ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: رَاقَبْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي لَيْلَةٍ، صَلَّاهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّهَا حَتّٰى كَانَ مَعَ الْفَجْرِ سَلَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ صَلَاتِهِ، جَاءَهُ خَبَّابٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! بِأَبِي أَنْتَ

سیدنا خباب بن ارت سے روایت ہے، یہ صحابی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ بدر میں شریک ہوئے تھے، وہ کہتے ہیں: ایک دفعہ میں نے ساری رات رسول اللہ ﷺ پر نگاہ رکھی، آپ ﷺ نے ساری رات نماز پڑھنے میں گزار دی، جب آپ ﷺ نے فجر کا وقت سلام پھیرا، تو میں آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، آج رات آپ ﷺ نے ایسی نماز پڑھی ہے کہ میں نے قبل ازیں آپ ﷺ کو اس طرح نماز پڑھتے نہیں دیکھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں یہ انتہائی رغبت اور اللہ سے ڈر والی

(۱۲۵۱۳) تخریج: صحیح لغیرہ، اخرجہ ابن خزیمۃ: ۱۲۲۸، والحاکم: ۱/ ۳۱٤ (انظر: ۱۲۵۸۹)

(۱۲۵۱٤) تخریج: اسنادہ صحیح، اخرجہ الترمذی: ۲۱۷۵، والنسائی: ۳/ ۲۱٦ (انظر: ۲۱۰۵۳)

وَأُمِّي، لَقَدْ صَلَّيْتَ اللَّيْلَةَ صَلَاةً مَا رَأَيْتُكَ صَلَّيْتَ نَحْوَهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَجَلْ إِنَّهَا صَلَاةُ رَغَبٍ وَرَهَبٍ، سَأَلْتُ رَبِّي تَبَارَكَ وَتَعَالَى ثَلَاثَ خِصَالٍ، فَأَعْطَانِي اثْنَتَيْنِ، وَمَنَعَنِي وَاحِدَةً، سَأَلْتُ رَبِّي تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَنْ لَا يُهْلِكَنَا بِمَا أَهْلَكَ بِهِ الْأُمَمَ قَبْلَنَا فَأَعْطَانِيهَا، وَسَأَلْتُ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ أَنْ لَا يُظْهِرَ عَلَيْنَا عَدُوًّا غَيْرَنَا فَأَعْطَانِيهَا، وَسَأَلْتُ رَبِّي تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَنْ لَا يَلْبِسَنَا شِيَعًا فَمَنَعَنِيهَا۔)) (مسند احمد: ۲۱۳۶۷)

نماز تھی، میں نے اپنے رب تعالیٰ سے تین دعائیں کیں تو اس نے دو کو قبول اور ایک کو رد کر دیا، میں نے اپنے رب تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ ہمیں ان عذابوں کے ساتھ ہلاک نہ کرے جن کے ساتھ اس نے گزشتہ قوموں کو ہلاک کیا تھا، تو اس نے یہ دعا قبول کر لی اور میں نے اپنے رب عزوجل سے دعا کی کہ وہ ہمارے دشمنوں کو ہم پر غالب نہ کرے، اس نے میری یہ دعا بھی قبول کر لی اور میں نے اپنے رب عزوجل سے دعا کی کہ وہ ہمارے درمیان آپس میں اختلافات نہ ڈالے، تو اس نے میری دعا قبول نہیں کی۔''

(۱۲۵۱۵)۔ عَنْ أَبِي بَصْرَةَ الْغِفَارِيِّ صَاحِبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((سَأَلْتُ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ أَرْبَعًا فَأَعْطَانِي ثَلَاثًا وَمَنَعَنِي وَاحِدَةً، سَأَلْتُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ لَا يَجْمَعَ أُمَّتِي عَلَى ضَلَالَةٍ فَأَعْطَانِيهَا، وَسَأَلْتُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ لَا يُهْلِكَهُمْ بِالسِّنِينَ كَمَا أَهْلَكَ الْأُمَمَ قَبْلَهُمْ فَأَعْطَانِيهَا، وَسَأَلْتُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ لَا يَلْبِسَهُمْ شِيَعًا وَيُذِيقَ بَعْضَهُمْ بَأْسَ بَعْضٍ فَمَنَعَنِيهَا۔)) (مسند احمد: ۲۷۷۶۶)

صحابیٔ رسول سیدنا ابو بصرہ غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے اپنے رب سے چار دعائیں کی ہیں، اس نے تین کو قبول کر لیا اور ایک کو قبول نہ کیا، میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ میری امت کو گمراہی پر اکٹھا نہ کرے، اس نے میری یہ دعا قبول فرمائی، میں نے دوسری دعا یہ کی کہ اس نے جس طرح گزشتہ اقوام کو قحط کے ذریعے ہلاک کیا تھا، میری امت کو اس طرح ہلاک نہ کرے، اس نے اسے بھی قبول کر لیا اور میں نے یہ دعا بھی کی کہ وہ میری امت کو آپس کے اختلافات میں نہ ڈالے، لیکن اس نے میری یہ دعا قبول نہیں کی۔''

(۱۲۵۱۶)۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اللَّهُمَّ مَنْ رَفَقَ بِأُمَّتِي فَارْفُقْ بِهِ، وَمَنْ شَقَّ عَلَيْهِمْ فَشُقَّ عَلَيْهِ۔)) (مسند احمد: ۲۴۸۴۱)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! جو آدمی میری امت سے نرمی کا برتاؤ کرے تو بھی اس پر نرمی فرما اور جو آدمی ان سے سختی کرے اس پر تو بھی سختی فرما۔''

(۱۲۵۱۵) تخریج: صحیح لغیرہ، اخرجہ الطبرانی فی "الکبیر": ۲۱۷۱ (انظر: ۲۷۲۲۴)

(۱۲۵۱۶) تخریج: اخرجہ مسلم: ۱۸۲۸ (انظر: ۲۴۳۳۷)

فوائد:...... یہ حدیث حکمرانوں اور بااختیار لوگوں کے لیے بڑی تنبیہ ہے۔

(۱۲۵۱۷)۔ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ قَيْسٍ أَخِي أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اللَّهُمَّ اجْعَلْ فَنَاءَ أُمَّتِي فِي سَبِيلِكَ بِالطَّعْنِ وَالطَّاعُونِ۔)) (مسند احمد: ۱۵۶۹۳)

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے بھائی سیدنا ابو بردہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! تو میری امت کی موت اس طرح بنا دیا کہ وہ تیرے راستے میں نیزے کے ذریعے موت پائیں یا طاعون کے ذریعے۔''

فوائد:...... نیز کے ذریعہ موت حقیقی شہادت ہے، مراد جہاد فی سبیل اللہ میں آنے والی موت ہے اور طاعون کی بیماری میں فوت ہونے والوں کا حکم شہادت کا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرنا چاہیے، لیکن اگر کوئی کسی بیماری میں مبتلا ہو جائے تو وہ صبر کرے اور اللہ تعالیٰ کا شکوہ نہ کرے۔

(۱۲۵۱۸)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْقَاهِرِ بْنُ السَّرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنٌ لِكِنَانَةَ بْنِ عَبَّاسِ بْنِ مِرْدَاسٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ أَبَاهُ الْعَبَّاسَ بْنَ مِرْدَاسٍ حَدَّثَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ دَعَا عَشِيَّةَ عَرَفَةَ لِأُمَّتِهِ بِالْمَغْفِرَةِ وَالرَّحْمَةِ فَأَكْثَرَ الدُّعَاءَ، فَأَجَابَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: أَنْ قَدْ فَعَلْتُ وَغَفَرْتُ لِأُمَّتِكَ إِلَّا مَنْ ظَلَمَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا، فَقَالَ: يَا رَبِّ! إِنَّكَ قَادِرٌ أَنْ تَغْفِرَ لِلظَّالِمِ، وَتُثِيبَ الْمَظْلُومَ خَيْرًا مِنْ مَظْلَمَتِهِ، فَلَمْ يَكُنْ فِي تِلْكَ الْعَشِيَّةِ إِلَّا ذَا، فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ دَعَا غَدَاةَ الْمُزْدَلِفَةِ فَعَادَ يَدْعُو لِأُمَّتِهِ، فَلَمْ يَلْبَثِ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تَبَسَّمَ، فَقَالَ بَعْضُ أَصْحَابِهِ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي،

سیدنا عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عرفہ کی شام کو اپنی امت کے حق میں مغفرت و رحمت کی بہت سی دعائیں کیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے آپ کی یہ دعائیں قبول کر لیں ہیں اور میں نے آپ کی امت کی مغفرت کر دی ہے، البتہ لوگوں میں سے کوئی کسی پر ظلم کرے تو یہ جرم معاف نہ ہوگا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے میرے رب! تو اس بات پر قادر ہے کہ ظالم کو معاف کر دے اور مظلوم کو اس کے ظلم کے بقدر بدلہ اپنی طرف سے عطا فرما دے۔'' اس رات صرف اتنی بات ہوئی، دوسرا دن ہوا تو آپ ﷺ نے مزدلفہ کو صبح کو دوبارہ امت کے حق میں دعائیں کیں، آپ ﷺ اچانک مسکرانے لگ گئے، کسی صحابی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، آپ نے ایک ایسے وقت میں تبسم فرمایا ہے کہ آپ ﷺ اس وقت تبسم نہیں فرمایا کرتے تھے، اللہ آپ ﷺ کو مسکراتا رکھے، اس

(۱۲۵۱۷) تخریج: اسنادہ حسن، اخرجہ الطبرانی فی "الکبیر": ۲۲/ ۷۹۲، والحاکم: ۲/ ۹۳ (انظر: ۱۵۶۰۸)

(۱۲۵۱۸) تخریج: اسنادہ ضعیف، ابن کنانۃ بن العباس، وھو عبد اللہ، لم نقع لہ علی ترجمۃ، قال ابن حجر: مجھول، اخرجہ ابوداود: ۵۲۳۴، وابن ماجہ: ۳۰۱۳ (انظر: ۱۶۲۰۷)

ضَحِكْتَ فِي سَاعَةٍ لَمْ تَكُنْ تَضْحَكُ فِيهَا، فَمَا أَضْحَكَكَ أَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّكَ؟ قَالَ: ((تَبَسَّمْتُ مِنْ عَدُوِّ اللّٰهِ إِبْلِيسَ حِينَ عَلِمَ أَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ اسْتَجَابَ لِي فِي أُمَّتِي وَغَفَرَ لِلظَّالِمِ، أَهْوٰى يَدْعُو بِالثُّبُورِ وَالْوَيْلِ، وَيَحْثُو التُّرَابَ عَلٰى رَأْسِهِ، فَتَبَسَّمْتُ مِمَّا يَصْنَعُ جَزَعُهُ))۔ (مسند احمد: ۱۶۳۰۸)

مسکراہٹ کی وجہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں اللہ کے دشمن ابلیس کی حالت دیکھ کر مسکرایا ہوں، جب اسے پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ نے امت کے حق میں میری دعا قبول کر لی ہے اور ظالم کو بھی بخشنے کا وعدہ کیا ہے تو وہ ہاتھ اٹھا اٹھا کر اپنی ہلاکت و تباہی کی باتیں کرنے لگا اور اپنے سر پر خاک ڈالنے لگا، تو میں اس کی پریشانی اور گھبراہٹ دیکھ کر مسکرا دیا۔''

اَبْوَابُ فَضْلِ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰی
امت کے ابتدائی ادوار کی فضیلت پر مشتمل ابواب

اَلْبَابُ الْاَوَّلُ فِيْ فَضْلِ الْقَرْنِ الْاَوَّلِ الَّذِیْ بُعِثَ فِيهِ النَّبِیُّ ﷺ
باب اول: اس دور کی فضیلت، جس میں نبی کریم ﷺ مبعوث ہوئے

(۱۲۵۱۹)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((بُعِثْتُ مِنْ خَيْرِ قُرُونِ بَنِي آدَمَ قَرْنًا فَقَرْنًا حَتّٰى بُعِثْتُ مِنَ الْقَرْنِ الَّذِي كُنْتُ فِيهِ۔)) (مسند احمد: ۹۳۸۱)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں زمانہ بہ زمانہ بنی آدم کے بہترین زمانہ میں مبعوث ہوا ہوں، تا آنکہ میں اس دور میں آیا۔''

فوائد:...... تاریخ انسانی میں سب سے زیادہ خیر و بھلائی والا زمانہ نبی کریم ﷺ کا دور تھا۔

(۱۲۵۲۰)۔ عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ: صَلَّيْنَا الْمَغْرِبَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قُلْنَا: لَوِ انْتَظَرْنَا حَتّٰى نُصَلِّيَ مَعَهُ الْعِشَاءَ، قَالَ: فَانْتَظَرْنَا فَخَرَجَ إِلَيْنَا، فَقَالَ: ((مَا زِلْتُمْ هَاهُنَا۔)) قُلْنَا: نَعَمْ، يَا رَسُولَ اللّٰهِ!، قُلْنَا: نُصَلِّي مَعَكَ الْعِشَاءَ،

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نے مغرب کی نماز رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ادا کی، اس کے بعد ہم نے سوچا کہ ہم انتظار کر لیں اور عشاء کی نماز بھی آپ ﷺ کے ہمراہ ادا کر لیں، سو ہم نے انتظار کیا، آپ ﷺ عشاء کے وقت تشریف لائے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم مغرب سے اب تک یہیں ٹھہرے ہوئے ہو؟'' ہم نے کہا:

(۱۲۵۱۹) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۵۵۷ (انظر: ۹۳۹۲)

(۱۲۵۲۰) تخريج: اخرجه مسلم: ۲۵۳۱ (انظر: ۱۹۵٦٦)

قَالَ: ((أَحْسَنْتُمْ أَوْ أَصَبْتُمْ۔)) ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ قَالَ: وَكَانَ كَثِيرًا مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ: ((النُّجُومُ أَمَنَةٌ لِلسَّمَاءِ فَإِذَا ذَهَبَتِ النُّجُومُ أَتَى السَّمَاءَ مَا تُوعَدُ وَأَنَا أَمَنَةٌ لِأَصْحَابِي، فَإِذَا ذَهَبْتُ أَتَى أَصْحَابِي مَا يُوعَدُونَ وَأَصْحَابِي أَمَنَةٌ لِأُمَّتِي، فَإِذَا ذَهَبَتْ أَصْحَابِي أَتَى أُمَّتِيْ مَا يُوْعَدُوْنَ۔)) (مسند احمد: ١٩٧٩٥)

اے اللہ کے رسول! جی ہاں، ہم نے سوچا تھا کہ عشاء کی نماز بھی آپ ﷺ کے ہمراہ ادا کرلیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے اچھا کیا۔'' اس کے بعد آپ ﷺ نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور آپ ﷺ اکثر و بیشتر اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا کرتے تھے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تارے آسمان کے محافظ ہیں، جب یہ ختم ہو جائیں گے تو اللہ نے آسمان کے ساتھ جو وعدہ کیا ہے، وہ پورا ہوگا اور میں اپنے صحابہ کا محافظ ہوں، جب میں چلا جاؤں گا تو میرے صحابہ پر وہ حالات پیش آجائیں گے، جن کا ان کے ساتھ وعدہ کیا گیا ہے اور میرے صحابہ میری امت کے محافظ ہیں، جب میرے صحابہ چلے جائیں گے تو میری امت پر وہ شدید حالات درپیش ہوں گے، جن کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔''

فوائد:...... اگرچہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے دور کے اواخر میں فتنہ و فساد اور بدامنی کی بعض صورتیں موجود تھیں، لیکن بعد والے ادوار کو دیکھا جائے تو وہ بڑی خیر والا زمانہ تھا۔

قارئین کرام! اس اور اگلے باب کی احادیث کی حقیقت کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنی شریعت کی روشنی میں خیر و شرّ کے امور کی شناخت رکھتے ہوں، وگرنہ تو آج ہر ایک کا دعوی ہے کہ ''ہم چوں دیگرے نیست'' اور ''اسی لوگ بڑی سے آں''۔ امت ِ مسلمہ شرّ اور بدی والے جس زمانے سے اب گزر رہی ہے، ماضی میں اس کی مثال نہیں ملتی، لیکن مصیبت یہ ہے کہ شرّ کو شرّ قرار دینے کے لیے تیار کوئی نہیں ہے، ایک مثال یہ ہے کہ شریعت میں بے پردہ عورت کو دیکھنا منع ہے، لیکن اب سوشل میڈیا، پرنٹ میڈیا، الیکٹرانک میڈیا، بازاروں، سیرگاہوں، شادی بیاہ کے موقعوں، لطف اندوزی کی صورتوں، اشتہاروں اور تعلیمی اداروں میں عورت کو دلہن شکل دے کر بلکہ نیم برہنہ کر کے اتنا عام کر دیا گیا کہ نسل نو تو کجا، بزرگ خواتین و حضرات کو یہ سمجھانا مشکل ہو گیا ہے کہ عورت کو دیکھنا گناہ ہے اور یہ سب گناہ کی صورتیں ہیں۔ اَلْعِيَاذُ بِاللّٰهِ (اللہ کی پناہ)۔

اَلْبَابُ الثَّانِيْ فِيْ فَضْلِ الْقَرْنِ الْأَوَّلِ وَالثَّانِيْ
باب دوم: دور اول اور دور ثانی کی فضیلت

(١٢٥٢١)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قِيلَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے

(١٢٥٢١) تخريج: اسناده جيد (انظر: ٧٩٥٧)

لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ؟ قَالَ: ((أَنَا وَمَنْ مَعِي۔)) قَالَ: فَقِيلَ لَهُ: ثُمَّ مَنْ؟ يَا رَسُولَ اللّٰهِ!، قَالَ: ((الَّذِي عَلَى الْأَثَرِ۔)) قِيلَ لَهُ: ثُمَّ مَنْ؟ يَا رَسُولَ اللّٰهِ!، قَالَ: فَرَفَضَهُمْ۔ (مسند احمد: ٧٩٤٤)

پوچھا گیا کہ اے اللہ کے رسول! لوگوں میں سب سے افضل کون لوگ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں اور میرے ساتھ والے۔'' پھر پوچھا گیا کہ ان کے بعد کون لوگ افضل ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان سے بعد والے۔'' پھر آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ ان کے بعد کون ہیں؟ تو آپ نے انس کو چھوڑ دیا (یعنی خاموش رہے)۔

(١٢٥٢٢)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: ((خَيْرُكُمْ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ۔)) قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: لَا أَدْرِي ذَكَرَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، ((ثُمَّ خَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ قَوْمٌ يُحِبُّونَ السَّمَانَةَ، يَشْهَدُونَ وَلَا يُسْتَشْهَدُونَ۔)) (مسند احمد: ١٠٢١٤)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے لیے میرا زمانہ سب سے بہتر ہے، پھر اس کے بعد والا۔'' سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نہیں جانتا کہ آپ ﷺ نے دو بار اس چیز کا ذکر کیا یا تین بار، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے بعد ایسے لوگ آئیں گے، جو موٹاپے کو پسند کریں گے اور بغیر گواہی طلب کیے وہ گواہیاں دیں گے۔''

فوائد:...... موٹاپے کو پسند کرنے سے مراد یہ ہے کہ لوگ ماکولات و مشروبات پر بہت توجہ دیں گے، جس موٹاپے کا سبب بنتے ہیں، اور بعض لوگ تو واقعی مناسب حد تک موٹاپے کو پسند کرتے ہیں، سنگل باڈی اور سکڑو سے افراد کو پسند نہیں کیا جاتا۔

(١٢٥٢٣)۔ (وَعَنْهَا اَيْضًا) قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((خَيْرُ أُمَّتِي الْقَرْنُ الَّذِي بُعِثْتُ فِيهِمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ۔)) وَاللّٰهُ أَعْلَمُ أَقَالَ الثَّالِثَةَ أَمْ لَا، ((ثُمَّ يَجِيءُ قَوْمٌ يُحِبُّونَ السَّمَانَةَ يَشْهَدُونَ قَبْلَ أَنْ يُسْتَشْهَدُوا))۔ (مسند احمد: ٧١٢٣)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کا سب سے بہترین زمانہ وہ ہے، جس میں مجھے مبعوث کیا گیا ہے، پھر اس کے بعد والا زمانہ افضل ہوگا، پھر اس کے بعد والا۔'' اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ آپ ﷺ نے اس کے بعد تیسرے زمانے کا ذکر کیا یا نہیں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے بعد ایسے لوگ آ جائیں گے، جو موٹاپے کو پسند کریں گے اور وہ گواہی دیں گے، جب کہ ان سے گواہی کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا۔''

(١٢٥٢٢) تخريج: اخرجه مسلم: ٢٥٣٤ (انظر: ١٠٢١١)

(١٢٥٢٣) تخريج: اخرجه مسلم: ٢٥٣٤ (انظر: ٧١٢٣)

(١٢٥٢٤)۔ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْلَةَ قَالَ: بَيْنَمَا أَنَا أَسِيرُ بِالْأَهْوَازِ إِذَا أَنَا بِرَجُلٍ يَسِيرُ بَيْنَ يَدَيَّ عَلٰى بَغْلٍ أَوْ بَغْلَةٍ، فَإِذَا هُوَ يَقُولُ: اللّٰهُمَّ ذَهَبَ قَرْنِي مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ فَأَلْحِقْنِي بِهِمْ، فَقُلْتُ: وَأَنَا فَأَدْخِلْ فِي دَعْوَتِكَ، قَالَ: وَصَاحِبِي هٰذَا إِنْ أَرَادَ ذٰلِكَ، ثُمَّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((خَيْرُ أُمَّتِي قَرْنِي مِنْهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ۔)) قَالَ: وَلَا أَدْرِي أَذَكَرَ الثَّالِثَ أَمْ لَا، ثُمَّ تَخْلُفُ أَقْوَامٌ يَظْهَرُ فِيهِمُ السِّمَنُ، يُهَرِيقُونَ الشَّهَادَةَ وَلَا يَسْأَلُونَهَا۔)) قَالَ: وَإِذَا هُوَ بُرَيْدَةُ الْأَسْلَمِيُّ۔ (مسند احمد: ٢٣٣٤٨)

عبداللہ بن مولہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں اہواز میں چلا جارہا تھا اور میرے آگے آگے ایک آدمی خچر پر سوار یوں کہتا جارہا تھا: یا اللہ اس امت میں میرا زمانہ پورا ہوگیا ہے، اب تو مجھے میرے ساتھیوں کے ساتھ ملا دے، میں نے ان کی بات سن کر کہا: اور میں بھی، مجھے بھی اپنی دعا میں شامل کرو، اس نے کہا: اے اللہ! میرا یہ ساتھی بھی میرے ساتھ ہو، اگر یہ بھی اس بات کا متمنی ہے تو، پھر اس نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے: ''میری امت میں سب سے بہتر میرا زمانہ ہے، پھر اس کے بعد والوں کا۔'' اب میں نہیں جانتا کہ آپ ﷺ نے تیسرے زمانے کا ذکر کیا تھا یا نہیں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے بعد ایسے لوگ آ جائیں گے، جن میں موٹاپا عام ہوگا، ان سے گواہی طلب نہیں کی جائے گی، مگر وہ گواہی دیں گے۔'' یہ آدمی سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ تھے۔

فوائد:...... اس اور اگلے ابواب کا مفہوم بھی یہی ہے کہ بعد والے زمانوں کی بہ نسبت پہلے والے ادوار خیر و بھلائی پر مشتمل تھے، اُن ادوار میں بڑی بڑی نیکوکار ہستیاں موجود تھیں۔

اَلْبَابُ الثَّالِثُ فِيْ فَضْلِ الْقُرُوْنِ الْاَوَّلِ وَالثَّانِيْ وَالثَّالِثِ

باب سوم: دورِ اول، دورِ دوم اور دورِ سوم کی فضیلت کا بیان

(١٢٥٢٥)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ يَأْتِي بَعْدَ ذٰلِكَ قَوْمٌ تَسْبِقُ شَهَادَاتُهُمْ أَيْمَانَهُمْ، وَأَيْمَانُهُمْ شَهَادَاتِهِمْ۔)) (مسند احمد: ٣٥٩٤)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کے لیے میرا زمانہ سب سے بہتر ہے، پھر اس کے بعد والا زمانہ، پھر اس کے بعد والا زمانہ اور پھر اس کے بعد والا زمانہ، بعد ازاں ایسے لوگ آ جائیں گے، جن کی گواہیاں ان کی قسموں پر اور ان کی قسمیں ان کی گواہیوں پر سبقت لے جائیں گی۔''

(١٢٥٢٤) تخريج: صحيح لغيره، اخرجه ابويعلى فى "مسنده": ٧٤٢٠ (انظر: ٢٢٩٦٠)

(١٢٥٢٥) تخريج: اخرجه البخارى: ٦٤٢٩ (انظر: ٣٥٩٤)

(۱۲۵۲۶)۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ يَجِيءُ قَوْمٌ يَتَسَمَّنُونَ، يُحِبُّونَ السِّمَنَ، يُعْطُونَ الشَّهَادَةَ قَبْلَ أَنْ يُسْأَلُوهَا۔)) (مسند احمد: ۲۰۰۵۸)

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کے لیے سب سے افضل میرا زمانہ ہے، اس کے بعد اس کے بعد والا زمانہ اور پھر اس کے بعد والا دور، ان کے بعد ایسے لوگ آئیں گے، جو موٹے ہوں گے اور موٹاپے کو پسند کریں گے اور وہ گواہی طلب کیے جانے سے پہلے از خود گواہیاں دیں گے۔''

(۱۲۵۲۷)۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَأَلَ رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَیُّ النَّاسِ خَيْرٌ؟ قَالَ: ((اَلْقَرْنُ الَّذِیْ اَنَا فِيْهِ ثُمَّ الثَّانِیْ ثُمَّ الثَّالِثُ۔)) (مسند احمد: ۲۵۷۴۷)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: لوگوں کے لیے کونسا زمانہ سب سے افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس میں میں ہوں پھر اس کے بعد والا دوسرا زمانہ اور پھر اس کے بعد والا تیسرا۔''

(۱۲۵۲۸)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَغْزُو فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ، فَيُقَالُ: هَلْ فِيكُمْ مَنْ صَاحَبَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ، فَيُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ يَغْزُو فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ، فَيُقَالُ: هَلْ فِيكُمْ مَنْ صَاحَبَ مَنْ صَاحَبَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ، فَيُفْتَحُ لَهُمْ، ثُمَّ يَغْزُو فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ، فَيَقُولُونَ: هَلْ فِيكُمْ مَنْ صَاحَبَ مَنْ صَاحَبَ أَصْحَابَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ۔)) (مسند احمد: ۱۱۰۵۶)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ لوگ جنگ میں شامل ہوں گے، اسی دوران پوچھا جائے گا کیا تمہارے اندر کوئی صحابی ہے؟ جواباً کہا جائے گا جی ہاں! سو وہ فتح یاب ہو جائیں گے، اس کے بعد پھر جنگ ہوگی، اسی دوران پوچھا جائے گا کہ کیا تمہارے اندر کوئی تابعی ہے؟ وہ کہیں گے: جی ہاں! چنانچہ وہ بھی فتح یاب ہو جائیں گے، اس کے بعد پھر لوگوں میں جنگ ہوگی، اسی دوران پوچھا جائے گا: کیا تمہارے اندر کوئی تبع تابعی ہے؟ وہ کہیں گے: جی ہاں! تو وہ بھی فتح یاب ہوں گے۔''

(۱۲۵۲٦) تخریج: أخرجه البخاری: ٦٤٢٨، ومسلم: ۲۵۳۵ (انظر: ۱۹۸۲۰)

(۱۲۵۲۷) تخریج: اخرجه مسلم: ۲۵۳٦ (انظر: ۲۵۲۳۳)

(۱۲۵۲۸) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۸۹۷، ۳۵۹٤، ومسلم: ۲۵۳۲ (انظر: ۱۱۰٤۱)

فوائد:...... معلوم ہوا کہ اس امت کے پہلے ادوار کی شخصیات میں صلاحیت، فضیلت، برکت اور تائید ونصرت زیادہ تھی۔

اَلْبَابُ الرَّابِعُ فِیْ فَضْلِ الْقُرُوْنِ الْاَوَّلِ وَالثَّانِیْ وَالثَّالِثِ وَالرَّابِعِ وَفِیْ رِوَایَةٍ وَالْخَامِسِ

باب چہارم: دورِ اول، دورِ دوم، دورِ سوم، دورِ چہارم اور ایک روایت کے مطابق دورِ پنجم کی فضیلت کا بیان

(۱۲۵۲۹)۔ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((خَيْرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ الْقَرْنُ الَّذِينَ بُعِثْتُ فِيهِمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، قَالَ حَسَنٌ: ثُمَّ يَنْشَأُ أَقْوَامٌ تَسْبِقُ أَيْمَانُهُمْ شَهَادَتَهُمْ وَشَهَادَتُهُمْ أَيْمَانَهُمْ۔)) (مسند احمد: ۱۸۵۳۹)

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اس امت کا بہترین زمانہ اور بہترین لوگ وہ ہیں، جن کے اندر مجھے مبعوث کیا گیا، ان کے بعد وہ لوگ جو اِس زمانے کے بعد آئیں گے، ان کے بعد وہ لوگ جو اِن کے بعد آئیں گے، اِن کے بعد وہ لوگ جو ان کے بعد آئیں گے، پھر ایسے لوگ آئیں گے، جن کی قسمیں ان کی گواہی پر اور ان کی گواہی ان کی قسموں سے سبقت لے جائے گی۔''

(۱۲۵۳۰)۔ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْلَةَ قَالَ: كُنْتُ أَسِيرُ مَعَ بُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيِّ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((خَيْرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ الْقَرْنُ الَّذِينَ بُعِثْتُ أَنَا فِيهِمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ يَكُونُ قَوْمٌ تَسْبِقُ شَهَادَتُهُمْ أَيْمَانَهُمْ وَأَيْمَانُهُمْ شَهَادَتَهُمْ۔)) وَقَالَ عَفَّانُ مَرَّةً: ((الْقَرْنُ الَّذِينَ بُعِثْتُ فِيهِمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ۔)) (مسند احمد: ۲۳۴۱۲)

عبداللہ بن مولہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ کے ساتھ چل رہا تھا، انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ''اس امت کا بہترین دور وہ ہے، جس کے اندر مجھے مبعوث کیا گیا ہے، اس کے بعد صحابہ کا، اس کے بعد تابعین اور اسکے بعد تبع تابعین کا دور ہے، ان کے بعد ایسے لوگ آجائیں گے کہ جن کی گواہی ان کی قسموں پر اور ان کی قسمیں ان کی گواہی سے سبقت لے جائے گی۔'' عفان نے ایک مرتبہ روایت کو یوں بیان کیا: ''سب سے بہتر زمانہ وہ ہے، جس میں مجھے مبعوث کیا گیا، اس کے بعد صحابہ کا، اس کے بعد تابعین کا اس کے بعد تبع تابعین کا اور اس کے بعد بعد والوں کا زمانہ ہے۔''

(۱۲۵۲۹) تخريج: حديث صحيح (انظر: ۱۸۳۴۹)

(۱۲۵۳۰) تخريج: صحيح لغيره، اخرجه ابن ابى شيبة: ۱۲/ ۱۷۷، والطحاوى فى "شرح معانى الآثار": ٤/ ۱۵۲ (انظر: ۲۳۰۲٤)

(۱۲۵۳۱)۔ وَعَنْ زَهْدَمٍ قَالَ: سَمِعْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ يُحَدِّثُ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ خَيْرَكُمْ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، (قَالَ عِمْرَانُ: فَلَا أَدْرِي قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ قَرْنِهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً؟) ثُمَّ يَكُونُ بَعْدَهُمْ قَوْمٌ يَشْهَدُونَ وَلَا يُسْتَشْهَدُونَ، وَيَخُونُونَ وَلَا يُؤْتَمَنُونَ، وَيَنْذُرُونَ وَلَا يُوفُونَ، وَيَظْهَرُ فِيهِمُ السِّمَنُ۔)) (مسند احمد: ۲۰۱۴۸)

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے لیے میرا زمانہ سب سے بہتر ہے، اس کے بعد ان لوگوں کا زمانہ جو اس کے بعد آئیں گے، پھر ان کے بعد والے لوگوں کا اور پھر اس کے بعد والوں کا زمانہ بہتر ہو گا، پھر ان کے بعد ایسے لوگ آئیں گے، جن سے گواہی طلب نہ کی جائے گی، مگر وہ پھر بھی گواہی دیں گے، وہ خیانتیں کریں گے، امانتوں کا پاس نہیں کریں گے، وہ نذر مانیں گے، مگر پوری نہیں کریں گے اور ان میں موٹاپا عام ہوگا۔'' سیدنا عمران رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مجھے یہ یاد نہیں ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے زمانے کے بعد دو زمانوں کا ذکر کیا یا تین کا۔

(۱۲۵۳۲)۔ وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: لَا يَأْتِي عَلَيْكُمْ زَمَانٌ إِلَّا هُوَ شَرٌّ مِنَ الزَّمَانِ الَّذِي قَبْلَهُ، سَمِعْنَا ذٰلِكَ مِنْ نَبِيِّكُمْ ﷺ مَرَّتَيْنِ۔ (مسند احمد: ۱۲۱۸۶)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: تم پر جو بھی زمانہ آئے گا، وہ گزرے ہوئے زمانہ سے بدتر ہوگا، ہم نے یہ بات نبی کریم ﷺ سے دو مرتبہ سنی تھی۔

بَابُ فِيمَا وَرَدَ فِي فَضْلِ الْعَرَبِ مُطْلَقًا
عربوں کی مطلق فضیلت کا بیان

(۱۲۵۳۳)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَكْرَمُ النَّاسِ؟ قَالَ: ((أَتْقَاهُمْ۔)) قَالُوا: لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْأَلُكَ، قَالَ: ((فَيُوسُفُ نَبِيُّ اللّٰهِ ابْنُ نَبِيِّ اللّٰهِ ابْنِ نَبِيِّ اللّٰهِ ابْنِ خَلِيلِ اللّٰهِ۔)) قَالُوا: لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْأَلُكَ، قَالَ: ((فَعَنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْأَلُونِي، خِيَارُهُمْ فِي

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا: لوگوں میں سب سے زیادہ معزز کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''جو اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ ڈرنے والا ہو۔'' صحابہ نے کہا: ہم نے اس کے بارے میں تو سوال نہیں کیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر لوگوں میں سب سے زیادہ عزت والے اللہ کے نبی یوسف علیہ السلام ہیں، جن کے باپ بھی نبی ہیں، دادا بھی نبی ہیں اور پڑدادا خلیل اللہ ہیں۔'' صحابہ نے

(۱۲۵۳۱) تخريج: أخرجه البخاری: ٦٦٩٥ ومسلم: ٢٥٣٥ (انظر: ١٩٩٠٦)
(۱۲۵۳۲) تخريج: أخرجه البخاری: ٧٠٦٨ (انظر: ١٢١٦٢)
(۱۲۵۳۳) تخريج: أخرجه البخاری: ٣٣٥٣، ٣٤٩٠، ومسلم: ٢٣٧٨ (انظر: ٩٥٦٨)

الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقُهُوْا))۔ (مسند احمد: ٩٥٦٤)

کہا: ہمارا سوال اس کے متعلق بھی نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر تم عرب کی کانوں (یعنی مختلف لوگوں) کے متعلق سوال کررہے ہو؟ لوگ تو کانیں ہیں، ان میں سے زمانۂ جاہلیت کے بہتر لوگ، اسلام میں بھی بہتر ہیں جبکہ انھیں دین کی سمجھ ہو۔''

فوائد:...... جس طرح کانیں ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہیں، کوئی عمدہ اشیاء پر مشتمل ہوتی ہے تو کوئی رڈی چیزوں پر، اسی طرح لوگ بھی اخلاق و اعمال کے لحاظ سے مختلف ہوتے ہیں، یعنی کوئی اچھا ہوتا ہے تو کوئی برا۔ علاوہ ازیں شرف و فضل اور اخلاق و کردار کے اعتبار سے جو لوگ زمانۂ جاہلیت میں ممتاز ہوں، اگر وہ دین میں فہم و فراست حاصل کرلیں تو مسلم معاشرے میں بھی ان کا سابقہ مقام و مرتبہ بحال رہے گا۔

نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ عزت والا آدمی وہ ہے جو خشیتِ الٰہی اور اللہ کے خوف سے معمور ہو۔ اس کے علاوہ یوسف علیہ السلام کی افضلیت کا پتہ چلتا ہے جن کے باپ یعقوب علیہ السلام، دادا اسحاق علیہ السلام اور پڑدادا ابراہیم علیہ السلام سب اللہ تعالیٰ کے پیغمبر تھے۔

شریعتِ اسلامیہ کے نزدیک کامیابی و کامرانی کا معیار اور انحصار تقوی اور عمل صالح پر ہے، قومیت پر نہیں، بہرحال عرب لوگوں اپنی بعض صفات میں دنیا میں ممتاز سمجھے جاتے ہیں، مثال کے طور پر: جرأت و شجاعت، جود و سخا، فصاحت و بلاغت، میزبانی، عہد و پیمان کی پختگی اور جفاکشی۔

(١٢٥٣٤)۔ وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ غَشَّ الْعَرَبَ لَمْ يَدْخُلْ فِيْ شَفَاعَتِيْ وَلَمْ تَنَلْهُ مَوَدَّتِيْ۔)) (مسند احمد: ٥١٩)

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے عربوں سے دھوکہ کیا، وہ نہ میری شفاعت میں داخل ہو سکے گا اور نہ اسے میری محبت حاصل ہوگی۔''

(١٢٥٣٥)۔ عَنْ سَلْمَانَ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَا سَلْمَانُ لَا تُبْغِضْنِي فَتُفَارِقَ دِينَكَ۔)) قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَكَيْفَ أُبْغِضُكَ وَبِكَ

سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''اے سلمان! تم مجھ سے بغض نہ رکھنا، یہ بغض تمہیں دین سے دور کردے گا۔'' میں نے کہا: اللہ کے رسول! آپ کے ذریعہ تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہدایت دی

(١٢٥٣٤) تخريج: اسناده ضعيف جدا، حصين بن عمر الاحمسي ضعّفه احمد، وقال: انه كان يكذب، وقال البخاري: منكر الحديث، اخرجه الترمذي: ٣٩٢٨ (انظر: ٥١٩)

(١٢٥٣٥) تخريج: اسناده ضعيف لضعف قابوس بن ابي ظبيان، ولانقطاعه بين ابي ظبيان وبين سلمان الفارسي، اخرجه الترمذي: ٣٩٢٧ (انظر: ٢٣٧٣١)

هَدَانَا اللّٰهُ؟ قَالَ: ((تُبْغِضُ الْعَرَبَ فَتُبْغِضُنِیْ۔)) (مسند احمد: ٢٤١٣٢)

ہے، میں آپ ﷺ سے کیسے بغض رکھ سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم عربوں سے بغض رکھو تو گویا یہ میرے ساتھ بغض رکھنا ہے۔''

(١٢٥٣٦)۔ وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا یُبْغِضُ الْعَرَبَ اِلَّا مُنَافِقٌ۔)) (مسند احمد: ٦١٤)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی منافق ہی عربوں سے بغض رکھے گا۔''

اَبْوَابُ فَضَائِلِ قُرَیْشٍ وَمَا جَاءَ فِیْ بَعْضِ قَبَائِلِ الْعَرَبِ
قریش اور بعض دیگر عرب قبائل کے فضائل کا بیان

اَلْبَابُ الْاَوَّلُ فِیْ اِکْرَامِ قُرَیْشٍ وَعَدَمِ اِهَانَتِهِمْ اَوْ سَبِّهِمْ
باب اول: اس امر کا بیان کہ قریش کی تکریم کی جائے اور ان کی اہانت اور ان کو برا بھلا کہنے سے احتراز کیا جائے

(١٢٥٣٧)۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: ((مَنْ یُرِدْ هَوْنَ قُرَیْشٍ اَهَانَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ۔)) (مسند احمد: ١٤٧٣)

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی قریش کی اہانت کا ارادہ کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے ذلیل و رسوا کر دے گا۔''

فوائد:...... اللہ تعالیٰ نے بعض قبائل کو دوسروں سے افضل قرار دیا ہے، ان کی اس فضیلت کا خیال رکھنا چاہیے۔

(١٢٥٣٨)۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ: قَالَ لِیْ اَبِیْ: یَا بُنَیَّ اِنْ وَلِیْتَ مِنْ اَمْرِ النَّاسِ شَیْئًا فَاَکْرِمْ قُرَیْشًا، فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: ((مَنْ اَهَانَ

عمرو بن عثمان بن عفان سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میرے والد نے مجھ سے کہا: پیارے بیٹے! اگر تمہیں لوگوں پر حکم رانی کا موقع ملے تو قریش کا اکرام کرنا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ ''جس نے قریش کی توہین کی، اللہ اسے ذلیل

(١٢٥٣٦) تخریج: اسناده ضعیف، اسماعیل بن عیاش ضعیف فی روایته عن غیر الشامیین، وزبد بن جبیرة المدنی ضعیف جدا (انظر: ٦١٤)

(١٢٥٣٧) تخریج: حدیث حسن، أخرجه الترمذی: ٣٩٠٥ (انظر: ١٤٧٣)

(١٢٥٣٨) تخریج: حسن لغیره، اخرجه البزار: ٣٧٣، وابن حبان: ٦٢٦٩، والحاکم: ٤/ ٧٤ (انظر: ٤٦٠)

قُرَيْشًا اَهَانَهُ اللّٰهُ۔)) (مسند احمد: ٤٦٠) ورسوا کرے گا۔''

فوائد:...... دورِ جاہلیت میں قریش کو جو شرف حاصل رہا، ان کے مسلمان ہونے کے بعد اسلام نے اس کو برقرار رکھا اور اسے عربوں کے بقیہ قبائل پر امامت و امارت میں مقدم قرار دیا۔

عامر بن شہر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ((اُنْظُرُوْا قُرَيْشًا، فَخُذُوْا مِنْ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: فَاسْمَعُوْا) قَوْلَهُمْ، وَذَرُوْا فِعْلَهُمْ۔)) ......''قریش کو سامنے رکھو، ان کے اقوال سنو، (اور پیروی کرو) اور ان کے افعال کو نظر انداز کر دو۔'' (احمد: ۴/۲۶۰، صحیحہ: ۱۵۷۷)

آپ ﷺ نے عام صحابہ کے بارے میں بھی یہی قانون پیش کیا ہے کہ ان کی حسنات و خیرات کو مدنظر رکھا جائے، ان کے بشری تقاضوں کو نظر انداز کر دیا جائے۔ جو صحابہ کرام کے بارے میں اپنا قبلہ درست رکھنا چاہتا ہے، اس کے لیے اسی کلیہ میں عافیت ہے کہ وہ صحابہ کرام کے معائب و نقائص کے سلسلے کو ہی بند کر دے۔

(۱۲۵۳۹)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، أَنَّ قَتَادَةَ بْنَ النُّعْمَانِ الظَّفَرِيَّ وَقَعَ بِقُرَيْشٍ، فَكَأَنَّهُ نَالَ مِنْهُمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا قَتَادَةُ! لَا تَسُبَّنَّ قُرَيْشًا، فَلَعَلَّكَ أَنْ تَرٰى مِنْهُمْ رِجَالًا تَزْدَرِي عَمَلَكَ مَعَ أَعْمَالِهِمْ، وَفِعْلَكَ مَعَ أَفْعَالِهِمْ، وَتَغْبِطُهُمْ إِذَا رَأَيْتَهُمْ لَوْلَا أَنْ تَطْغٰى قُرَيْشٌ، لَأَخْبَرْتُهُمْ بِالَّذِي لَهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔)) قَالَ يَزِيدُ: سَمِعَنِي جَعْفَرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَسْلَمَ وَأَنَا أُحَدِّثُ هٰذَا الْحَدِيثَ، فَقَالَ: هٰكَذَا حَدَّثَنِي عَاصِمُ بْنُ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ۔ (مسند احمد: ۲۷۶۹۹)

محمد بن ابراہیم سے روایت ہے کہ سیدنا قتادہ بن نعمان ظفری رضی اللہ عنہ نے قریش کے بارے میں ناقدانہ باتیں کیں اور ان کو برا بھلا بھی کہا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قتادہ! قریش کو برا بھلا مت کہو، ہوسکتا ہے تم ان میں ایسے افراد بھی دیکھو کہ ان کے اعمال کے بالمقابل تمہیں اپنے اعمال معمولی نظر آئیں اور تم اپنے افعال کو ان کے افعال کے بالمقابل کم تر خیال کرو اور تم انہیں دیکھو تو تم ان پر رشک کرو، اگر قریش کے اترانے اور مغرور ہو جانے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں بتلا دیتا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کا کیا مرتبہ ہے؟''

(۱۲۵٤٠)۔ عَنِ ابْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ رِفَاعَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ،

سیدنا رفاعہ بن رافع زرقی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قریش کو جمع کیا اور فرمایا: ''کیا تمہارے درمیان اس وقت

(۱۲۵۳۹) تخریج: اسناداہ ضعیفان، الاول لانقطاعه، فان محمد بن ابراهیم التیمی لم یسمع من قتادة بن النعمان الظفری، والسند الثانی: فیه عمر بن قتادة مجهول، اخرجه البزار: ۲۷۸۷، والطبرانی فی "الکبیر": ۱۹/ ۱۰ (انظر: ۲۷۱۵۸)

(۱۲۵٤٠) تخریج: اسناده ضعیف دون قوله: "ابن اختکم منکم ومولاکم منکم" فصحیح لغیره (انظر: ۱۸۹۹۳)

قَالَ: جَمَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قُرَيْشًا فَقَالَ: ((هَلْ فِيكُمْ مِنْ غَيْرِكُمْ؟)) قَالُوْا: لَا، إِلَّا ابْنَ أُخْتِنَا وَحَلِيفَنَا وَمَوْلَانَا، فَقَالَ: ((ابْنُ أُخْتِكُمْ مِنْكُمْ، وَحَلِيفُكُمْ مِنْكُمْ، وَمَوْلَاكُمْ مِنْكُمْ، إِنَّ قُرَيْشًا أَهْلُ صِدْقٍ وَأَمَانَةٍ، فَمَنْ بَغٰى لَهَا الْعَوَائِرَ أَكَبَّهُ اللّٰهُ فِي النَّارِ لِوَجْهِهِ۔)) (مسند احمد: ١٩٢٠٢)

کوئی غیر قریشی تو نہیں ہے؟'' انہوں نے کہا: جی نہیں، البتہ ہمارا ایک بھانجا، ایک حلیف اور ایک غلام ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارا بھانجا، تمہارا حلیف اور تمہارا غلام تم میں سے ہیں، بے شک قریش صدق وامانت کے حامل ہیں، جو آدمی ان کی کوتاہیاں اور لغزشیں تلاش کرے گا، اللہ اسے اس کے منہ کے بل جہنم میں ڈالے گا۔''

اَلْبَابُ الثَّانِيُ فِي الْاِقْتِدَاءِ بِهِمْ وَاَنَّ الْخِلَافَةَ حَقٌّ لَهُمْ

باب دوم: اس امر کا بیان کہ قریش کی اقتداء کی جائے اور خلافت ان ہی کا استحقاق ہے

(١٢٥٤١)۔ عَنْ عَامِرِ بْنِ شَهْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((خُذُوا بِقَوْلِ قُرَيْشٍ وَدَعُوا فِعْلَهُمْ۔)) (مسند احمد: ١٨٤٧٥)

سیدنا عامر بن شہر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم قریش کی بات کو سامنے رکھو اور ان کے اعمال کو نظر انداز کرو۔''

(١٢٥٤٢)۔ وَعَنْ ثَوْبَانَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اسْتَقِيمُوْا لِقُرَيْشٍ مَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ۔)) (مسند احمد: ٢٢٧٤٧)

مولائے رسول سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم قریش کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو، جب تک وہ بھی تمہارے ساتھ اچھا سلوک کرتے رہیں۔''

(١٢٥٤٣)۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعَتْ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ: ((النَّاسُ تَبَعٌ لِقُرَيْشٍ، صَالِحُهُمْ تَبَعٌ لِصَالِحِهِمْ، وَشِرَارُهُمْ تَبَعٌ لِشِرَارِهِمْ۔)) (مسند احمد: ٧٩٠)

سیدنا علی بن طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ سے یہ بات میرے کانوں نے سنی اور میرے دل نے یاد کی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگ قریش کے پیرو کار ہیں، نیک لوگ قریش کے نیک لوگوں کی پیروی کرتے ہیں اور برے لوگ قریش کے برے لوگوں کے پیچھے چلتے ہیں۔''

(١٢٥٤١) تخريج: حديث صحيح (انظر: ١٨٢٨٦)

(١٢٥٤٢) تخريج: اسناده منقطع، سالم بن ابی الجعد لم يسمع من ثوبان، اخرجه الطبرانی فی "الصغير": ٢٠١ (انظر: ٢٢٣٨٨)

(١٢٥٤٣) تخريج: صحيح لغيره، اخرجه البزار: ٥١٢ (انظر: ٧٩٠)

(١٢٥٤٤)۔ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ، حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ: سَمِعْتُ أَبِي، يَقُولُ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا يَزَالُ هٰذَا الْأَمْرُ فِي قُرَيْشٍ، مَا بَقِيَ مِنَ النَّاسِ اثْنَانِ۔)) قَالَ: وَحَرَّكَ إِصْبَعَيْهِ يَلْوِيهِمَا هٰكَذَا۔ (مسند احمد: ٤٨٣٢)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تک دنیا میں دو آدمی باقی رہیں گے، یہ اقتدار ہمیشہ قریش میں رہے گا۔'' ساتھ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو انگلیوں کو حرکت دے کر دو کا اشارہ کیا۔

(١٢٥٤٥)۔ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي الْهُذَيْلِ، قَالَ: كَانَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ يَتَخَوَّلُنَا، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ بَكْرِ بْنِ وَائِلٍ: لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ قُرَيْشٌ لَيَضَعَنَّ اللّٰهُ هٰذَا الْأَمْرَ فِي جُمْهُورٍ مِنْ جَمَاهِيرِ الْعَرَبِ سِوَاهُمْ، فَقَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ: كَذَبْتَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((قُرَيْشٌ وُلَاةُ النَّاسِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔)) (مسند احمد: ١٧٩٦١)

عبداللہ بن ہذیل سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ ہمارا بہت زیادہ خیال رکھتے تھے، بکر بن وائل کے قبیلہ میں سے کسی نے کہا: اگر قریش اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے تو یہ اقتدار ان سے نکل کر عربوں کے دوسرے قبائل میں چلا جائے گا، یہ سن کر سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا: تم غلط کہتے ہو، میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ ''بھلائی کا کوئی کام ہو یا برائی کا، قیامت تک ہر کام میں قریش ہی لوگوں کے سربراہ رہیں گے۔''

(١٢٥٤٦)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ لِي عَلٰى قُرَيْشٍ حَقًّا، وَإِنَّ لِقُرَيْشٍ عَلَيْكُمْ حَقًّا، مَا حَكَمُوا فَعَدَلُوا، وَأُتُمِنُوا فَأَدَّوْا، وَاسْتُرْحِمُوا فَرَحِمُوا۔)) (مسند احمد: ٧٦٤٠)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے کچھ حقوق قریش کے ذمہ ہیں اور قریش کے لیے کچھ حقوق تمہارے ذمے ہیں، جب تک وہ عدل و انصاف سے فیصلے کرتے رہیں، جب ان کے پاس امانتیں رکھی جائیں تو وہ امانتیں ادا کرتے رہیں اور جب ان سے رحم کا مطالبہ کیا جائے تو وہ شفقت کرتے رہیں۔''

(١٢٥٤٤) تخريج: أخرجه البخارى: ٣٥٠١، ٧١٤٠، ومسلم: ١٨٢٠ (انظر: ٤٨٣٢)

(١٢٥٤٥) تخريج: اسناده صحيح، اخرجه الترمذى: ٢٢٢٧ (انظر: ١٧٨٠٨)

(١٢٥٤٦) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، اخرجه الطبرانى فى "الاوسط": ٣٠١٢، وعبدالرزاق: ١٩٩٠٢ (انظر: ٧٦٥٣)

فوائد:...... امام البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اس قسم کی احادیث میں بعض ایسے قدیم گمراہ فرقوں، بعض مولفین اور بعض جدید احزابِ اسلامیہ کا ردّ کیا گیا ہے، جو خلیفہ میں عربی اور قریشی ہونے کی شرط نہیں لگاتے۔

بڑی عجیب بات ہے کہ سلفیت کے دعویدار ایک شیخ نے (الدولة الاسلامية) کے نام سے ایک رسالہ لکھا، اس کے شروع میں خلیفہ کی تمام شروط لکھیں، ماسوائے اس شرط کے کہ وہ قریشی ہونا چاہیے، ظاہر بات تو یہی ہے کہ یہ احادیث اس کے علم میں نہ ہوں گی۔ جب میں نے ان کے سامنے ان احادیث کا ذکر کیا تو وہ مسکرانے لگے، لیکن اس موضوع پر نظر ثانی کرنے پر آمادگی کا اظہار نہ کیا، .... بہر حال ہر مؤلف کے لیے ضروری ہے کہ وہ ہر مضمون لکھتے وقت حق کا خیال رکھے اور حزبی اور سیاسی جانبداری کو ترجیح نہ دے اور جمہور کی موافقت یا مخالفت کا خیال نہ رکھے۔ واللہ ولی التوفیق۔ (صحیحہ: ۱۰۰۷)

دورِ جاہلیت میں قریش کو جو شرف حاصل رہا، ان کے مسلمان ہونے کے بعد اسلام نے اس کو برقرار رکھا اور اسے عربوں کے بقیہ قبائل پر امامت و امارت میں مقدم قرار دیا۔

امام نووی نے کہا: اِن اور اس موضوع سے متعلقہ دیگر احادیث میں واضح دلالت موجود ہے کہ خلافت قریش کے ساتھ خنقص ہے، کسی دوسرے کو یہ منصب دینا ناجائز ہے، صحابہ کے عہد اور ان کے بعد والے زمانے میں اسی بات پر اجماع منعقد ہوا۔ اگر اہل بدعت نے مخالفت کی ہے تو ان کا ردّ کرنے کے لیے صحابہ کا اتفاق ہی کافی ہے۔ آپ ﷺ نے یہ وضاحت کر دی ہے کہ آخر زمانہ تک خلافت کا یہی حکم جاری رہے گا اور ابھی تک ایسے ہی ہوا۔

لیکن ملا علی قاری نے کہا: اشکال یہ ہے کہ اکثر علاقوں میں دوسو (۲۰۰) برسوں تک غیر قریشی حکمران رہے۔ تین جوابات دیے جا سکتے ہیں: احادیث میں مذکورہ خبر کو امر کے معنی میں لیا جائے یا پھر خبر کو درج ذیل حدیث کے ساتھ مقید کیا جائے: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ (خلافت والا) معاملہ قریش میں رہے گا، جب تک یہ دین (کے احکام) کو قائم رکھیں گے، مخالفت کرنے والے کو اللہ تعالیٰ ذلیل کر دے گا۔'' (بخاری) جب قریشی خلفاء نے دین کی حرمتوں کو پامال کیا تو وہ خلافت سے محروم ہو گئے۔

اس لیے احادیث میں مذکورہ خبر کو امر کے معنی میں لیا جائے گا، یا پھر ''ناس'' سے مراد عرب لوگ ہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح: ۱۰/۳۴۴)

سیدنا ابو ہریرہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ((اَلنَّاسُ تَبَعٌ لِقُرَيْشٍ فِي هٰذَا الشَّأْنِ، مُسْلِمُهُمْ تَبَعٌ لِمُسْلِمِهِمْ، وَكَافِرُهُمْ تَبَعٌ لِكَافِرِهِمْ۔)) ......لوگ اس (خلافت کے) معاملے میں قریشیوں کے تابع ہیں، مسلمان لوگ قریشی مسلمانوں کے تابع ہوں گے اور کافر لوگ قریشی کافروں کے تابع ہوں گے۔

(صحیح بخاری: ۶/۴۱۳، صحیح مسلم: ۶/۲)

قریش ہمیشہ متبوع اور دوسرے ان کے تابع رہے، جب یہ کافر تھے تو لوگ کفر میں ان کے پیروکار تھے، جیسا کہ

عام عرب لوگوں کا آپ ﷺ کے بارے میں خیال تھا کہ دیکھتے ہیں کہ ان کی قوم قریش کیا کرتی ہے، جب وہ فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے تو عرب قبائل نے ان کی پیروی کرتے ہوئے جماعتوں کی شکل میں اسلام قبول کرنا شروع کر دیا۔

اَلْبَابُ الثَّالِثُ فِیْ خُصُوْصِیَّاتِ قُرَیْشٍ وَدُعَاءِ النَّبِیِّ ﷺ لَهُمْ

باب سوم: قریش کے خصائص اور ان کے حق میں نبی کریم ﷺ کی دعا کا بیان

(۱۲۵۴۷)۔ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ لِلْقُرَشِيِّ مِثْلَىْ قُوَّةِ الرَّجُلِ مِنْ غَيْرِ قُرَيْشٍ۔)) فَقِيلَ لِلزُّهْرِيِّ: مَا عَنٰى بِذٰلِكَ؟ قَالَ: نُبْلَ الرَّأْيِ۔ (مسند احمد: ۱۶۸۶۳)

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک قریشی کو غیر قریشی سے دوگنا زیادہ قوت حاصل ہے۔“ زہری سے پوچھا گیا: اس حدیث سے مراد کیا ہے؟ انھوں نے کہا: اصابت رائے۔

فوائد:...... اس میں قریشی خاندان کے لوگوں کی بصیرت و بصارت اور فہم و فراست کا بیان ہے۔

(۱۲۵۴۸)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَسْرَعُ قَبَائِلِ الْعَرَبِ فَنَاءً قُرَيْشٌ، وَيُوشِكُ أَنْ تَمُرَّ الْمَرْأَةُ بِالنَّعْلِ، فَتَقُولَ: إِنَّ هٰذَا نَعْلُ قُرَشِيٍّ۔)) (مسند احمد: ۸۴۱۸)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عرب کے قبائل میں سب سے جلدی ہلاک ہونے والا قبیلہ قریش کا ہے، قریب ہے کہ ایک عورت ایک جوتے کے پاس سے گزرے اور کہے: یہ کسی قریشی آدمی کا جوتا ہے۔“

فوائد:...... ممکن ہے کہ جوتے سے آپ ﷺ کا مقصود قریشیوں کی کوئی علامت یا نشان ہو۔ اس نبوی ارشاد کی مزید وضاحت درج ذیل حدیث سے ہوتی ہے:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((يَا عَائِشَةُ قَوْمُكِ أَسْرَعُ أُمَّتِي بِي لِحَاقاً۔)) قَالَتْ: فَلَمَّا جَلَسَ قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاءَكَ لَقَدْ دَخَلْتَ وَأَنْتَ تَقُوْلُ كَلَاماً ذَعَرَنِي۔ قَالَ: ((وَمَا هُوَ؟)) قَالَتْ: تَزْعَمُ أَنَّ قَوْمِي أَسْرَعُ أُمَّتِكَ بِكَ لِحَاقاً، قَالَ: ((نَعَمْ۔)) قَالَتْ: وَمِمَّ ذَاكَ؟ قَالَ: ((تَسْتَحْلِيهِمُ الْمَنَايَا، وَتَنَفَّسُ عَلَيْهِمْ أُمَّتُهُمْ۔)) قَالَتْ: فَقُلْتُ: فَكَيْفَ النَّاسُ بَعْدَ ذٰلِكَ أَوْ عِنْدَ ذٰلِكَ؟ قَالَ: ((دَبًى تَأْكُلُ شِدَادُهُ ضِعَافَهُ حَتّٰى تَقُوْمَ عَلَيْهِمُ السَّاعَةُ۔)) (الصحيحة: ۱۹۵۳)...... ”اے عائشہ! میری امت میں سے تیری قوم سب سے پہلے مجھے ملنے والی

(۱۲۵۴۷) تخريج: اسناده صحيح على شرط البخاری، اخرجه ابن ابی شيبة: ۱۲/ ۱۶۸، والطيالسی: ۹۵۱، والبزار: ۲۷۸۵، والطبرانی فی "الكبير": ۱۴۹۰ (انظر: ۱۶۷۴۲)

(۱۲۵۴۸) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، اخرجه البزار: ۲۷۸۸، وابن حبان: ۶۸۵۳ (انظر: ۸۴۳۷)

ہے۔'' وہ کہتی ہیں: جب آپ بیٹھ گئے تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ مجھے آپ پر قربان کرے، آپ تشریف لائے اور ایسی بات کہی ہے جس نے مجھے خوفزدہ کر دیا ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''کون سی بات؟'' انھوں نے کہا: آپ کہہ رہے تھے کہ آپ کی امت میں سے میری قوم سب سے پہلے آپ سے ملنے والی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''جی ہاں۔'' انھوں نے کہا: ایسے کیوں ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''موتیں ان کو میٹھا محسوس کریں گی اور ان کی قوم ان پر حسد کرے گی۔'' انھوں نے کہا: تو پھر اس کے بعد یا اس وقت لوگوں کی کیا حالت ہوگی؟ آپ نے فرمایا: ''ٹڈیوں کی طرح زوردار کمزوروں کو کھا جائیں گے (اور کوئی انصاف کرنے والا نہ رہے گا)، انہی لوگوں پر قیامت برپا ہو جائے گی۔

(مسند احمد: ٦/ ٨١، ٩٠، صحیحہ: ١٩٥٣)

(١٢٥٤٩)۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: يَا عَائِشَةُ! إِنَّ أَوَّلَ مَنْ يَهْلِكُ مِنَ النَّاسِ قَوْمُكِ۔)) قَالَتْ: قُلْتُ: جَعَلَنِی اللّٰهُ فِدَائَكَ أَبَنِی تَيْمٍ؟ قَالَ: ((لَا، وَلٰكِنْ هٰذَا الْحَیُّ مِنْ قُرَيْشٍ، تَسْتَحْلِيهِمُ الْمَنَايَا وَتَنَفَّسُ عَنْهُمْ أَوَّلَ النَّاسِ هَلَاكًا۔)) قُلْتُ: فَمَا بَقَاءُ النَّاسِ بَعْدَهُمْ؟ قَالَ: ((هُمْ صُلْبُ النَّاسِ فَإِذَا هَلَكُوا هَلَكَ النَّاسُ۔)) (مسند احمد: ٢٤٩٦١)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ! لوگوں میں سے پہلے جو لوگ فنا ہوں گے، وہ تیری قوم کے لوگ ہوں گے۔'' سیدہ نے کہا: میں نے کہا: اللہ مجھے آپ ﷺ پر فدا کرے، کیا اس سے بنو تیم مراد ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، نہیں، میری مراد یہ قریش ہیں، موتیں ان کو میٹھا سمجھیں گی اور ان کو برگشتہ کریں گی اور یہ سب سے پہلے تباہ ہوں گے۔'' میں نے کہا: ان کے بعد باقی رہنے والے کیسے ہوں گے؟ فرمایا: ''وہ مضبوط لوگ ہوں گے، جب یہ ہلاک ہو جائیں گے تو باقی لوگ بھی ہلاک ہو جائیں گے۔''

(١٢٥٥٠)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُطِيعٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ: ((لَا يُقْتَلُ قُرَشِیٌّ صَبْرًا بَعْدَ الْيَوْمِ۔)) (زَادَ فِی رِوَايَةٍ: إِلٰی يَوْمِ الْقِيَامَةِ) وَلَمْ يُدْرِكِ الْإِسْلَامُ أَحَدًا مِنْ عُصَاةِ قُرَيْشٍ غَيْرَ مُطِيعٍ، وَكَانَ اسْمُهُ عَاصِی فَسَمَّاهُ مُطِيعًا يَعْنِی النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (مسند احمد: ١٨٠٢٢)

سیدنا مطیع سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''آج کے بعد قیامت تک کوئی قریشی باندھ کر قتل نہیں کیا جائے گا۔'' قریش کے عُصَاۃ یعنی عاص نامی افراد میں سے اس مطیع کے سوا کوئی بھی مسلمان نہیں ہوا اور اس صحابی کا نام بھی عاصی تھا، نبی کریم ﷺ نے ان کا نام تبدیل کر کے مطیع رکھا۔

(١٢٥٤٩) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف عبد اللہ بن المؤمل، اخرجہ البزار: ٢٧٨٩ (انظر: ٢٤٤٥٧)
(١٢٥٥٠) تخریج: اخرجہ مسلم: ١٧٨٢ (انظر: ١٧٨٦٧)

فوائد:...... امام نووی نے کہا: اہل علم کا خیال ہے کہ آپ ﷺ قریش کے بارے میں یہ خبر دینا چاہتے ہیں کہ وہ سارے کے سارے مشرف باسلام ہو جائیں گے اور ان میں سے کوئی بھی مرتد نہیں ہوگا، جیسا کہ غیر قریشی قبائل کے افراد مرتد ہو گئے تھے اور پھر ان سے لڑائی کی گئی تھی۔ اس حدیث کا یہ معنی نہیں ہے کہ کسی قریشی کو ظلماً قتل نہیں کیا جائے گا، کیونکہ قریشیوں کے ساتھ یہ سلوک کیا جاتا رہا۔ واللہ اعلم۔ (شرح مسلم نووی: ۱۲/۱۳۴)

اس حدیث میں لفظ "عاص" اسم علم ہے، نہ کہ اسم صفت اور اس کی جمع "عُصَاة" ہے، اس روایت کے آخری حصے کا مفہوم یہ ہے کہ دورِ جاہلیت میں کئی لوگوں کا نام عاص تھا، مثلا: عاص بن وائل سہمی، عاص بن ہشام، عاص بن سعید بن عاص، عاص بن ہشام بن مغیرہ، عاص بن منبہ بن حجاج، عاص بن اسود۔

ان عاص نامی افراد میں سے کوئی بھی مسلمان نہیں ہوا، ماسوائے مؤخر الذکر یعنی عاص بن اسود کے اور آپ ﷺ نے ان کا نام تبدیل کر کے مطیع رکھا تھا، ویسے "عاص" کے لفظی معانی نافرمان ہیں، اس لیے آپ ﷺ نے اس صحابی کا نام مطیع رکھا، جس کا معنی فرمانبردار ہے۔

عاص اور عاصی ایک ہی لفظ ہے، عربی زبان میں بعض تراکیب میں اس کو عاص پڑھا جاتا ہے اور بعض میں عاصی۔

(۱۲۵۵۱)۔ عَنْ طَارِقٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اللَّهُمَّ إِنَّكَ أَذَقْتَ أَوَائِلَ قُرَيْشٍ نَكَالًا، فَأَذِقْ آخِرَهُمْ نَوَالًا۔)) (مسند احمد: ۲۱۷۰)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یا اللہ تو نے قریش کے پہلے لوگوں کو عذاب دیے، پس اب تو قریش کے بعد والے لوگوں کو نعمتوں سے نواز۔"

فوائد:...... قریش کے پہلے لوگ قتل، شکست، رسوائی، قہر، قحط اور مہنگائی جیسی آزمائشوں میں مبتلا رہے، پھر آپ ﷺ کی دعا قبول ہوئی اور جب یہ مسلمان ہوئے تو خلافت و امارت، عزت و ملوکیت، انعام و تکریم اور فتح جیسی نعمتوں سے مالا مال ہو گئے۔

(۱۲۵۵۲)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ أُمَّ هَانِيءٍ بِنْتَ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي قَدْ كَبِرْتُ وَلِي عِيَالٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ، نِسَاءُ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدہ ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا کو نکاح کا پیغام بھیجا، لیکن انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں عمر رسیدہ ہو چکی ہوں اور میری کفالت میں بچے بھی ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "بہترین عورتیں جو اونٹ کی سواری کرتی ہیں، وہ قریشی خواتین

(۱۲۵۵۱) تخریج: اسنادہ حسن، اخرجه الترمذی: ۳۹۰۸ (انظر: ۲۱۷۰)

(۱۲۵۵۲) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۳٦۵، ومسلم: ۲۵۲۷ (انظر: ۷٦۵۰)

قُرَيْشٍ أَحْنَاهُ عَلَى وَلَدٍ فِي صِغَرِهِ، وَأَرْعَاهُ عَلَى زَوْجٍ فِي ذَاتِ يَدِهِ۔)) قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: وَلَمْ تَرْكَبْ مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ بَعِيرًا، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ ابْنِ طَاوُوسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ إِلَّا قَوْلَهُ: وَلَمْ تَرْكَبْ مَرْيَمُ بَعِيرًا۔ (مسند احمد: ۷٦۳۷)

ہیں، یہ اولاد پر ان کے بچپنے میں ازحد مہربان اور خاوندوں کے اموال کی بہت زیادہ حفاظت کرتی ہیں۔'' سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: سیدہ مریم بنت عمران نے اونٹ پر کبھی سواری نہیں کی۔

فوائد:...... معلوم ہوا کہ بیوی کی یہ دو خصوصیات انتہائی اہم ہیں: بچوں کے حق میں شفیق ہونا اور خاوند کی امانتوں کی حفاظت کرنا، اور یہی دو خصوصیات ہیں، جن کی وجہ سے گھر میں امن و امان کا دور آ جاتا ہے اور اس گھر والے بلند مقام حاصل کر لیتے ہیں۔ یہی دو خصائل ہیں کہ جن کی بنا پر قریشی عورتوں کی مدح سرائی کی گئی۔

(۱۲۵۵۳)۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ خَيْرَ نِسَاءٍ رَكِبْنَ الْاِبِلَ صَالِحُ نِسَاءِ قُرَيْشٍ، اَحْنَاهُ عَلٰى وَلَدٍ فِيْ صِغَرٍ، وَاَرْعَاهُ عَلٰى بَعْلٍ بِذَاتِ يَدٍ۔)) (مسند احمد: ۲۹۲۳)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہترین عورتیں جو اونٹوں پر سوار ہوتی ہیں، وہ قریش کی نیک خواتین ہیں، جو اپنی اولاد کے بچپنے میں اس کا بہت خیال رکھنے والی اور اپنے خاوندوں کے مال و منال کی حفاظت کرنے والی ہیں۔''

(۱۲۵۵٤)۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ مَادَّةً وَإِنَّ مَوَادَّ قُرَيْشٍ مَوَالِيهِمْ۔)) (مسند احمد: ۲٤۷۰۱)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر قوم کے کچھ معاون ہوتے ہیں، قریش کے معاون ان کے حلیف (یا غلام) ہیں۔''

(۱۲۵۵۵)۔ (وَعَنْهَا مِنْ طَرِيْقٍ آخَرَ) ((إِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ مَادَّةً وَإِنَّ مَادَّةَ قُرَيْشٍ مَوَالِيهِمْ۔)) (مسند احمد: ۲٦۵٤۸)

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: 'ہر قوم کا ایک معاون ہوتا ہے، قریش کے معاون ان کے حلیف (یا غلام) ہیں۔''

(۱۲۵۵۳) تخریج: حسن لغیرہ، اخرجہ ابویعلی: ۲٦۸٦، والطبرانی: ۱۳۰۱٤ (انظر: ۲۹۲۳)

(۱۲۵۵٤) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف حجاج بن ارطاۃ، اخرجہ الطبرانی فی "الاوسط": ۸٤۳۰ (انظر: ۲٤۱۹۷)

(۱۲۵۵۵) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

اَبْوَابُ مَا وَرَدَ فِيْ بَعْضِ قِبَائِلِ الْعَرْبِ
بعض دیگر عرب قبائل کے بارے میں وارد احادیث کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ: فِيْ حَدِيْثِ عَمْرِو بْنِ عَبْسَةَ السُّلَمِيِّ رضی اللہ عنہ الْجَامِعِ لِقَبَائِلَ مُتَعَدِّدَةٍ
فصل اول: سیدنا عمرو بن عبسہ سلمی رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث، جس میں متعدد عرب قبائل کا تذکرہ ہے

(۱۲۵۵٦)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ السُّلَمِيِّ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْرِضُ يَوْمًا خَيْلًا وَعِنْدَهُ عُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنِ بْنِ بَدْرٍ الْفَزَارِيُّ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَنَا أَفْرَسُ بِالْخَيْلِ مِنْكَ۔)) فَقَالَ عُيَيْنَةُ: وَأَنَا أَفْرَسُ بِالرِّجَالِ مِنْكَ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((وَكَيْفَ ذَاكَ؟)) قَالَ: خَيْرُ الرِّجَالِ رِجَالٌ يَحْمِلُونَ سُيُوفَهُمْ عَلٰى عَوَاتِقِهِمْ، جَاعِلِينَ رِمَاحَهُمْ عَلٰى مَنَاسِجِ خُيُولِهِمْ، لَابِسُو الْبُرُودِ مِنْ أَهْلِ نَجْدٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((كَذَبْتَ، بَلْ خَيْرُ الرِّجَالِ رِجَالُ أَهْلِ الْيَمَنِ، وَالْإِيمَانُ يَمَانٍ إِلٰى لَخْمٍ وَجُذَامَ وَعَامِلَةَ، وَمَأْكُولُ حِمْيَرَ خَيْرٌ مِنْ آكِلِهَا، وَحَضْرَمَوْتُ خَيْرٌ مِنْ بَنِي الْحَارِثِ، وَقَبِيلَةٌ خَيْرٌ مِنْ قَبِيلَةٍ وَقَبِيلَةٌ شَرٌّ مِنْ قَبِيلَةٍ، وَاللّٰهِ! مَا أُبَالِي أَنْ يَهْلِكَ الْحَارِثَانِ كِلَاهُمَا

سیدنا عمرو بن عبسہ سلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑوں کا معائنہ فرما رہے تھے، عیینہ بن حصن بن بدر فزاری بھی آپ کے پاس موجود تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عیینہ سے فرمایا: ''میں گھوڑوں کے بارے میں تم سے زیادہ سمجھ بوجھ رکھتا ہوں۔'' عیینہ نے کہا: اور میں لوگوں کے بارے میں آپ سے زیادہ بصیرت رکھتا ہوں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: ''وہ کیسے؟'' اس نے کہا: لوگوں میں سب سے اچھے اور افضل لوگ وہ ہیں، جو اپنی تلواریں اپنے کاندھوں پر اٹھائے ہوں اور اپنے نیزے اپنے گھوڑوں کی گردنوں پر رکھتے ہوں اور نجد کی بنی ہوئی چادریں زیب تن کرتے ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم نے غلط کہا، صحیح یہ ہے کہ لوگوں میں سب سے اچھے اہل یمن ہیں، قابل قدر ایمان یمنی یعنی اہل یمن کا ایمان ہے، آپ کا اشارہ لخم، جذام اور عاملہ نامی قبائل کی طرف تھا اور قبیلہ حمیر کی ماکول نامی شاخ کے گزشتہ لوگ موجود لوگوں میں سے بہتر ہیں اور قبیلہ حضرموت، بنوحارث سے بہتر ہے اور ایسا ہوتا ہے کہ ایک قبیلہ دوسرے سے بہتر یا ایک قبیلہ دوسرے سے بدتر ہو، اللہ کی قسم! مجھے اس بات کی قطعاً پرواہ نہیں کہ حارث کے دونوں قبیلے ہلاک ہو جائیں، اللہ تعالیٰ نے

(۱۲۵۵٦) تخریج: اسناده صحیح (انظر: ۱۹٤٤٥)

لَعَنَ اللّٰهُ الْمُلُوكَ الْأَرْبَعَةَ جَمْدَاءَ وَمِخْوَسَاءَ وَمِشْرَخَاءَ وَأَبْضَعَةَ وَأُخْتَهُمُ الْعَمَرَّدَةَ۔)) ثُمَّ قَالَ: ((أَمَرَنِي رَبِّي عَزَّوَجَلَّ أَنْ أَلْعَنَ قُرَيْشًا مَرَّتَيْنِ فَلَعَنْتُهُمْ، وَأَمَرَنِي أَنْ أُصَلِّيَ عَلَيْهِمْ فَصَلَّيْتُ عَلَيْهِمْ مَرَّتَيْنِ۔)) ثُمَّ قَالَ: ((عُصَيَّةُ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ غَيْرَ قَيْسٍ وَجَعْدَةَ وَعُصَيَّةَ۔)) ثُمَّ قَالَ: ((لَأَسْلَمُ وَغِفَارُ وَمُزَيْنَةُ وَأَخْلَاطُهُمْ مِنْ جُهَيْنَةَ خَيْرٌ مِنْ بَنِي أَسَدٍ وَتَمِيمٍ وَغَطَفَانَ وَهَوَازِنَ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) ثُمَّ قَالَ: ((شَرُّ قَبِيلَتَيْنِ فِي الْعَرَبِ نَجْرَانُ وَبَنُو تَغْلِبَ، وَأَكْثَرُ الْقَبَائِلِ فِي الْجَنَّةِ مَذْحِجٌ وَمَأْكُولٌ۔)) قَالَ: قَالَ أَبُو الْمُغِيرَةِ: قَالَ صَفْوَانُ: حِمْيَرَ حِمْيَرَ خَيْرٌ مِنْ آكِلِهَا، قَالَ: مَنْ مَضَى خَيْرٌ مِمَّنْ بَقِيَ۔ (مسند احمد: ۱۹۶۷۵)

چار بادشاہوں جمداء، ❶ مخوساء، مشرخاء اور بضعہ پر اور ان سے ملتی جلتی عمردۃ پر لعنت کرے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے رب نے مجھے حکم دیا کہ میں قریش پر دو مرتبہ لعنت کروں، پس میں نے ان پر لعنت کی اور ربّ تعالیٰ نے مجھے ان کے لیے دعائے رحمت کرنے کا حکم دیا تو میں نے ان کے حق میں دو مرتبہ رحمت کی دعا کی، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''عصیہ نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی ہے، البتہ ان میں سے قیس، جعدہ اور عصیہ ❷ کے قبائل معصیت سے محفوظ رہے ہیں۔'' اس کے بعد آپ نے فرمایا: ''اسلم، غفار، مزینہ اور جہینہ کے دیگر قبائل اللہ تعالیٰ کے ہاں بنو اسد، تمیم، غطفان، ہوازن سے بہتر ہوں گے، عرب میں سے بنو نجران اور بنو تغلب کے قبیلے بدترین ہیں اور جنت میں مذحج اور بنو ماکول کے افراد باقی قبائل کی نسبت زیادہ ہوں گے۔''

(۱۲۵۵۷)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ آخَرَ) بَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْرِضُ خَيْلًا وَعِنْدَهُ عُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنِ بْنِ حُذَيْفَةَ بْنِ بَدْرٍ الْفَزَارِيُّ فَقَالَ لِعُيَيْنَةَ: ((أَنَا أَبْصَرُ بِالْخَيْلِ مِنْكَ)) فَقَالَ عُيَيْنَةُ: وَأَنَا أَبْصَرُ بِالرِّجَالِ مِنْكَ، قَالَ: ((فَكَيْفَ ذَاكَ؟)) قَالَ: خِيَارُ الرِّجَالِ الَّذِينَ يَضَعُونَ أَسْيَافَهُمْ عَلَى عَوَاتِقِهِمْ، وَيَعْرِضُونَ رِمَاحَهُمْ عَلَى

(دوسری سند) سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ گھوڑوں کا معائنہ فرما رہے تھے اور عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر فزاری بھی آپ ﷺ کے پاس تھا، آپ ﷺ نے عیینہ سے فرمایا: ''میں گھوڑوں کے بارے میں تم سے زیادہ سمجھ بوجھ رکھتا ہوں۔'' آگے سے عیینہ نے کہا: اور میں لوگوں کے بارے میں آپ ﷺ سے زیادہ سمجھ بوجھ رکھتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ کیسے؟'' اس نے کہا: بہترین لوگ وہ اہل نجد ہیں، جو اپنی تلواریں اپنے کاندھوں پر

(۱۲۵۵۷) تخريج: حديث صحيح (انظر: ۱۹٤۵۰)

❶ یعنی نسخوں میں الفاظ کے ضبط میں فرق ہے۔ جس کی تفصیل مسند احمد کے محقق نسخے میں دیکھی جا سکتی ہے۔

❷ بعض نسخوں میں "عصیة" کی جگہ "عصمة" ہے جو سیاق کے لحاظ سے زیادہ مناسب ہے۔ (عبداللہ رفیق)

مَنَاسِجِ خُيُولِهِمْ مِنْ أَهْلِ نَجْدٍ، قَالَ: ((كَذَبْتَ خِيَارُ الرِّجَالِ رِجَالُ أَهْلِ الْيَمَنِ، وَالْإِيمَانُ يَمَانٍ وَأَنَا يَمَانٍ، وَأَكْثَرُ الْقَبَائِلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي الْجَنَّةِ مَذْحِجٌ، وَحَضْرَمَوْتُ خَيْرٌ مِنْ بَنِي الْحَارِثِ، وَمَا أُبَالِي أَنْ يَهْلِكَ الْحَيَّانِ كِلَاهُمَا فَلَا قِيلَ وَلَا مُلْكَ إِلَّا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، لَعَنَ اللّٰهُ الْمُلُوكَ الْأَرْبَعَةَ جَمْدَاءَ وَمِشْرَخَاءَ وَمِخْوَسَاءَ وَأَبْضَعَةَ وَأُخْتَهُمْ الْعَمَرَّدَةَ.)) (مسند احمد: ١٩٦٧٩)

رکھتے ہیں اور اپنے نیزے گھوڑوں کی گردنوں پر رکھتے ہیں، آپ ﷺ فرمایا: ''تم نے غلط کہا، بہترین لوگ یمن کے ہیں اور بہترین ایمان بھی اہل یمن کا ایمان ہے، میں بھی اصلاً یمنی ہی ہوں اور قیامت والے دن جنت میں تمام قبائل کی نسبت بنو مذحج کے افراد زیادہ ہوں گے اور قبیلہ حضر موت، قبیلہ بنو حارث سے بہتر ہے اور مجھے ایک بات کی قطعاً پرواہ نہیں ہے کہ دونوں قبیلے ہلاک ہو جائیں، حکمرانی اور بادشاہت صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ اللہ تعالیٰ جمداء، شرحاء، مخوساء اور ابضعہ چاروں بادشاہوں اور ان کی بہن عمردۃ پر لعنت کرے۔''

اَلْفَصْلُ الثَّانِي فِيمَا وَرَدَ فِي الْأَزْدِ وَحِمْيَر

فصل دوم: قبیلہ ازد اور حمیر کے بارے میں وارد احادیث کا بیان

(١٢٥٥٨)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((نِعْمَ الْقَوْمُ الْأَزْدُ، طَيِّبَةٌ أَفْوَاهُهُمْ، بَرَّةٌ أَيْمَانُهُمْ، نَقِيَّةٌ قُلُوبُهُمْ.)) (مسند احمد: ٨٦٠٠)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قبیلہ ازد کے لوگ بہترین لوگ ہیں، ان کے منہ یعنی گفتگو انتہائی شان دار ہوتی ہے، یہ اپنی قسم کو پورا کرتے ہیں اور دلوں کے صاف ہوتے ہیں، یعنی یہ کسی کے خلاف بغض یا حسد نہیں رکھتے۔''

فوائد:...... آپ ﷺ کی مراد ''ازد شنوءۃ'' تھی، یہ ایک یمنی قبیلہ تھا اور ازد بن غوث بن لیث کی اولاد تھے۔

(١٢٥٥٩)۔ (وَعَنْهُ أَيْضًا) قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، فَجَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! الْعَنْ حِمْيَرَ، فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ جَاءَهُ مِنْ نَاحِيَةٍ أُخْرٰى، فَأَعْرَضَ عَنْهُ، وَهُوَ يَقُولُ: الْعَنْ حِمْيَرَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((رَحِمَ اللّٰهُ حِمْيَرَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا، ایک آدمی نے آکر کہا: اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ قبیلہ حمیر پر لعنت کریں، آپ ﷺ نے اس سے اعراض فرمایا، وہ دوسری طرف سے آ گیا اور اس بار بھی یہی بات کہی کہ آپ ﷺ قبیلہ حمیر پر لعنت فرمائیں، آپ ﷺ نے اس سے منہ موڑ لیا اور فرمایا:

(١٢٥٥٨) تخريج: حديث حسن (انظر: ٨٦١٥)

(١٢٥٥٩) تخريج: اسناده ضعيف جدا، ميناء القرشي الزهري ليس بثقة، وقال الدارقطني: منكر الحديث، اخرجه الترمذي: ٣٩٣٩ (انظر: ٧٧٤٥)

أَفْوَاهُهُمْ سَلَامٌ، وَأَيْدِيهِمْ طَعَامٌ، أَهْلُ أَمْنٍ وَإِيمَانٍ۔)) (مسند احمد: ۷۷۳۱)

''اللہ قبیلہ حمیر پر رحم فرمائے، ان کے منہ یعنی گفتگو سلامتی والی ہے، ان کے ہاتھ کھانا کھلانے والے ہیں اور یہ لوگ امن و ایمان والے ہیں۔''

فوائد:...... قرآن مجید میں جس تبع کا ذکر ہے اس سے مراد قوم سبا ہے، سبا میں حمیر قبیلہ تھا۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ فِيمَا وَرَدَ فِي بَنِي نَاجِيَةَ وَالنَّخعِ وَغَزَّةَ

فصل سوم: قبیلہ بنی ناجیہ، نخع اور غزہ کی فضیلت میں وارد احادیث کا بیان

(۱۲۵۶۰)۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِبَنِيْ نَاجِيَةَ: ((أَنَا مِنْهُمْ وَهُمْ مِنِّي۔)) (مسند احمد: ۱۴۴۷)

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ بنی ناجیہ کے بارے میں فرمایا: ''میں ان سے اور وہ مجھ سے ہیں، (یعنی وہ میرے اور میں ان کا ہوں)۔''

(۱۲۵۶۱)۔ (وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنِ ابْنِ أَخِيْ سَعْدٍ) قَالَ: ذَكَرُوْا بَنِيْ نَاجِيَةَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((هُمْ حَيٌّ مِنِّيْ۔)) وَلَمْ يُذْكَرْ فِيهِ سَعْدٌ۔ (مسند احمد: ۱۴۴۸)

ایک دوسری روایت جو سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے بھتیجے سے مروی ہے، اس میں ہے کہ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں بنو ناجیہ کا ذکر کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ قبیلہ مجھ سے ہے۔'' اس روایت کی سند میں سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا جاتا۔

(۱۲۵۶۲)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: شَهِدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو لِهٰذَا الْحَيِّ مِنَ النَّخَعِ، أَوْ قَالَ: يُثْنِي عَلَيْهِمْ حَتّٰى تَمَنَّيْتُ أَنِّي رَجُلٌ مِنْهُمْ۔ (مسند احمد: ۳۸۲۶)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ ﷺ نے بنو نخع کے اس قبیلہ کے حق میں اس قدر دعا کی یا یوں کہا کہ آپ ﷺ نے ان کی اس قدر مدح کی کہ میں نے تمنا کی کہ میں بھی ان میں سے ایک فرد ہوتا۔

(۱۲۵۶۳)۔ وَعَنِ الْغَضْبَانِ بْنِ حَنْظَلَةَ، أَنَّ أَبَاهُ حَنْظَلَةَ بْنَ نُعَيْمٍ وَفَدَ إِلَى عُمَرَ، فَكَانَ عُمَرُ إِذَا مَرَّ بِهِ إِنْسَانٌ مِنَ الْوَفْدِ سَأَلَهُ مِمَّنْ هُوَ؟ حَتّٰى مَرَّ بِهِ أَبِي فَسَأَلَهُ مِمَّنْ أَنْتَ؟

حنظلہ بن نعیم سے مروی ہے کہ وہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں گئے، یہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ جب وفد کا کوئی آدمی ان کے پاس سے گزرتا تو وہ اس سے دریافت کرتے کہ وہ کس قبیلہ سے ہے؟ یہاں تک کہ میرے والد سیدنا حنظلہ رضی اللہ عنہ کا ان کے

(۱۲۵۶۰) تخریج: اسناده ضعيف لجهالة ابن اخی سعد ولاضطراب سنده، اخرجه الطيالسی: ۲۲۲ (انظر: ۱۴۴۷)

(۱۲۵۶۱) تخریج: انظر الحديث السابق

(۱۲۵۶۲) تخریج: اسناده حسن، اخرجه البزار: ۲۸۳۰ (انظر: ۳۸۲۶)

(۱۲۵۶۳) تخریج: اسناده ضعيف لجهالة الغضبان بن حنظلة وابيه، اخرجه البزار: ۳۳۷ (انظر: ۱۴۱)

فَقَالَ: مِنْ عَنَزَةَ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((حَيٌّ مِنْ هَاهُنَا مَبْغِيٌّ عَلَيْهِمْ مَنْصُورُونَ۔)) (مسند احمد: ١٤١)

پاس سے گزر ہوا، انہوں نے ان سے پوچھا کہ وہ کس قبیلہ سے ہیں؟ انہوں نے کہا: میں عنزہ قبیلے سے ہوں، یہ سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: ''یہاں ایک قبیلہ ایسا بھی ہے کہ ان پر ظلم کیا جائے گا، لیکن ان کی تائید ونصرت کی جائے گی۔''

اَلْبَابُ الْخَامِسُ فِيْمَا وَرَدَ فِيْ بَعْضِ قَبَائِلِ الْعَرَبِ مَدْحًا وَذَمًّا

باب پنجم: عرب کے بعض قبائل کی مدح اور مذمت میں وارد احادیث کا بیان

(١٢٥٦٤)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((قُرَيْشٌ وَالْأَنْصَارُ وَجُهَيْنَةُ وَمُزَيْنَةُ وَأَسْلَمُ وَغِفَارٌ وَأَشْجَعُ مَوَالِيَّ، لَيْسَ لَهُمْ مَوْلًى دُونَ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ۔)) (مسند احمد: ٧٨٩١)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قریش، انصار، جہینہ، مزینہ، بنو اسلم، بنو غفار اور بنو اشجع یہ سب میرے حلیف ہیں، ان کا اللہ اور اس کے رسول کے سوا کوئی دوسرا حلیف نہیں۔''

(١٢٥٦٥)۔ (وَعَنْهُ اَيْضًا) قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَأَسْلَمُ وَغِفَارٌ وَشَيْءٌ مِنْ مُزَيْنَةَ وَجُهَيْنَةَ، أَوْ شَيْءٌ مِنْ جُهَيْنَةَ وَمُزَيْنَةَ خَيْرٌ عِنْدَ اللّٰهِ۔)) قَالَ: أَحْسِبُهُ قَالَ: ((يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ أَسَدٍ وَغَطَفَانَ وَهَوَازِنَ وَتَمِيمٍ۔)) (مسند احمد: ٧١٥٠)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بنو اسلم اور بنو غفار اور مزینہ اور جہینہ قبیلے کے کچھ لوگ اللہ کے ہاں بہترین لوگ ہیں، راوی کہتا ہے: میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ''یہ قبائل اللہ تعالیٰ کے ہاں قیامت کے دن بنو اسد بنو غطفان، بنو ہوازن اور بنو تمیم سے افضل اور بہتر ہوں گے۔''

(١٢٥٦٦)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ، وَغِفَارٌ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا، وَعُصَيَّةُ الَّذِينَ عَصَوُا اللّٰهَ وَرَسُولَهُ۔)) (مسند احمد: ٥٩٦٩)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ بنو اسلم کو سلامت رکھے اور بنو غفار کی مغفرت فرمائے اور عصیہ نے اللہ اور اس کے رسول کی معصیت کی ہے۔''

(١٢٥٦٤) تخريج: حديث صحيح (انظر: ٧٩٠٤)

(١٢٥٦٥) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٥٢٣، ومسلم: ٢٥٢١ (انظر: ٧١٥٠)

(١٢٥٦٦) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٥١٨ (انظر: ٥٩٦٩)

فوائد:...... اس حدیث میں سالم اور غفار دونوں قبائل کے حق میں دعا کر کے ان کی منقبت کا اظہار کیا گیا ہے۔ یہ دونوں قبیلے بغیر کسی لڑائی کے مشرف باسلام ہوئے، چونکہ غفار قبیلے پر حاجیوں کی چوری کرنے کی تہمت تھی، اس لیے آپ ﷺ نے اس کے لیے بخشش کی دعا کی۔

(١٢٥٦٧)۔ حَدَّثَنَا إِيَاسُ بْنُ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ، وَغِفَارٌ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا، أَمَا وَاللّٰهِ! مَا أَنَا قُلْتُهُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَالَهُ۔)) (مسند احمد: ١٦٦٣٢)

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ بنو سالم کو سلامت رکھے اور بنو غفار کی مغفرت فرمائے، خبردار! اللہ کی قسم! یہ بات میں نے نہیں کہی، اللہ تعالیٰ نے خود فرمائی ہے۔“

(١٢٥٦٨)۔ وَعَنْ أَبِي بَرْزَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَسْلَمَ سَالَمَهَا اللّٰهُ وَغِفَارٌ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا، مَا أَنَا قُلْتُهُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَالَهُ۔)) (مسند احمد: ٢٠٠١٢)

سیدنا ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ سالم قبیلہ کو سلامت رکھے اور غفار قبیلہ کی مغفرت فرمائے، یہ بات میں نہیں کہہ رہا، اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے۔“

(١٢٥٦٩)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ الضَّبِّيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي بَكْرَةَ، يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّمَا بَايَعَكَ سُرَّاقُ الْحَجِيجِ مِنْ أَسْلَمَ وَغِفَارٍ وَمُزَيْنَةَ، وَأَحْسَبُ جُهَيْنَةَ، مُحَمَّدٌ الَّذِي يَشُكُّ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ أَسْلَمُ وَغِفَارٌ وَمُزَيْنَةُ، وَأَحْسَبُ جُهَيْنَةَ خَيْرًا مِنْ بَنِي تَمِيمٍ وَبَنِي عَامِرٍ وَأَسَدٍ وَغَطَفَانَ أَخَابُوا

سیدنا اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: اسلم، غفار، مزینہ اور میرا خیال ہے کہ راوی نے جہینہ کا نام بھی لیا تھا، یہ قبائل حاجیوں کی چوریاں کیا کرتے تھے، ان سب لوگوں نے آپ ﷺ کی بیعت کی ہوئی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر اسلم، غفار، مزینہ، جہینہ کے قبائل تمیم، عامر، اسد اور غطفان سے بہتر ہوں تو کیا وہ قبائل خسارے میں نہ ہوں گے؟“ اس نے کہا: جی ہاں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے وہ ان سے کہیں بہتر ہیں وہ ان سے بدر

(١٢٥٦٧) تخريج: حديث صحيح لغيره، اخرجه ابن ابى شيبة: ١٢/ ١٩٧، والطبرانى فى "الكبير": ٦٢٥٥ (انظر: ١٦٥١٧)

(١٢٥٦٨) تخريج: صحيح لغيره دون قوله : "ما انا قلته ولكن الله قاله" وهى زياده منكرة تفرد بها على بن زيد بن جدعان، وهو ضعيف، وأما المغيرة بن أبى برزة فمجهول، اخرجه البزار: ٢٨١٨ (انظر: ١٩٧٧٤)

(١٢٥٦٩) تخريج: أخرجه البخارى: ٣٥١٦، ومسلم: ٢٥٢٢ (انظر: ٢٠٤٢٣)

وَخَسِرُوْا۔)) فَقَالَ: نَعَمْ، فَقَالَ: ((وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِہِ إِنَّہُمْ لَأَخْیَرُ مِنْہُمْ إِنَّہُمْ لَأَخْیَرُ مِنْہُمْ۔)) (مسند احمد: ۲۰۶۹٤)

جہا بہتر ہیں۔'' جہینہ قبیلے کے بارے میں محمد بن ابی یعقوب راوی کو شک ہوا ہے۔

(۱۲۵۷۰)۔ عَنْ أَبِی أَیُّوبَ الْأَنْصَارِیِّ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ أَسْلَمَ وَغِفَارًا وَمُزَیْنَةَ وَأَشْجَعَ وَجُھَیْنَةَ، وَمَنْ کَانَ مِنْ بَنِی کَعْبٍ مَوَالِیَّ دُونَ النَّاسِ، وَاللّٰہُ وَرَسُولُہُ مَوْلَاھُمْ۔)) (مسند احمد: ۲۳۹۳۹)

سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اسلم، غفار، مزینہ، اشجع، جہینہ اور بنو کعب کے قبائل میرے حلیف، معاون اور مددگار ہیں اور اللہ اور اس کے رسول ان کے مددگار ہیں۔''

مَاجَاءَ فِیْ بَجِیْلَةَ وَاَحْمَسَ وَقَیْسٍ وَبَنِیْ نَاجِیَةَ
بجیلہ، احمس، قیس اور ناجیہ کے قبائل کے بارے میں وارد احادیث کا بیان

(۱۲۵۷۱)۔ عَنْ مُخَارِقٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِھَابٍ قَالَ: قَدِمَ وَفْدُ بَجِیلَةَ عَلٰی رَسُولِ اللّٰہِ ﷺ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ: ((اُکْتُبُوْا الْبَجَلِیِّینَ وَابْدَئُوْا بِالْأَحْمَسِیِّینَ۔)) قَالَ: فَتَخَلَّفَ رَجُلٌ مِنْ قَیْسٍ، قَالَ: حَتّٰی أَنْظُرَ مَا یَقُولُ لَھُمْ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَدَعَا لَھُمْ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ خَمْسَ مَرَّاتٍ: ((اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْھِمْ، أَوْ اَللّٰھُمَّ بَارِكْ فِیھِمْ۔)) مُخَارِقٌ الَّذِی یَشُكُّ۔ (مسند احمد: ۱۹۰۳۹)

سیدنا طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بجیلہ کا ایک وفد، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، رسول اللہ ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا: ''تم بنو بجیلہ کے افراد کے نام درج کرلو اور بنو احمس کے نا پہلے م لکھنا۔'' یہ سن کر بنو قیس کا ایک آدمی پیچھے ہٹ گیا، تاکہ وہ یہ دیکھے کہ اللہ کے رسول ﷺ ان کے بارے میں کیا فرماتے ہیں، وہ بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے حق میں پانچ مرتبہ فرمایا: ''اے اللہ! تو ان پر رحمت فرما۔'' یا ''اے اللہ! تو ان پر برکت نازل فرما۔'' ان الفاظ میں مخارق راوی کو شک ہوا ہے۔

(۱۲۵۷۲)۔ (وَعَنْہُ مِنْ طَرِیقٍ آخَرَ) عَنْ مُخَارِقٍ، عَنْ طَارِقٍ قَالَ: قَدِمَ وَفْدُ أَحْمَسَ وَوَفْدُ قَیْسٍ عَلٰی رَسُولِ اللّٰہِ ﷺ، فَقَالَ

(دوسری سند) طارق بن شہاب سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: بنو احمس اور بنو قیس کے افراد کا ایک وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم بنو قیس

(۱۲۵۷۰) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۵۱۹(انظر: ۲۳۵٤۳)
(۱۲۵۷۱) تخریج: اسناده صحیح، اخرجه مختصرا لطیالسی: ۱۲۸۱ (انظر: ۱۸۸۳۳)
(۱۲۵۷۲) تخریج: اسناده صحیح، أخرجه مختصرا لطیالسی: ۱۲۸۱ (انظر: ۱۸۸۳۳)

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِبْدَءُ وْا بِالْأَحْمَسِيِّيْنَ قَبْلَ الْقَيْسِيِّيْنَ۔)) وَدَعَا لِأَحْمَسَ، فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيْ أَحْمَسَ وَخَيْلِهَا وَرِجَالِهَا۔)) سَبْعَ مَرَّاتٍ۔ (مسند احمد: ۱۹۰۳۹)

سے پہلے بنو احمس سے ابتدا کرو۔'' پھر آپ ﷺ نے بنو احمس کے حق میں سات مرتبہ یہ دعا فرمائی، ''اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِیْ أَحْمَسَ وَخَيْلِهَا وَرِجَالِهَا'' (یااللہ! تو بنو احمس، ان کے سواروں اور پیادوں میں برکت فرما۔''

(۱۲۵۷۳)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: إِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ أَسْرَعَ أُمَّتِيْ بِيْ لُحُوْقًا فِي الْجَنَّةِ امْرَأَةٌ مِنْ أَحْمَسَ۔)) (مسند احمد: ۳۸۲۲)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں سب سے پہلے بنو احمس کی ایک عورت مجھے آ کر ملے گی۔''

مَاجَاءَ فِيْ ثَقِيْفٍ وَدَوْسٍ

بنو ثقیف اور دوس کے بارے میں وارد احادیث کا بیان

(۱۲۵۷٤)۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَللّٰهُمَّ اهْدِ ثَقِيْفًا۔)) (مسند احمد: ۱٤۷۵۸)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یااللہ! بنو ثقیف کو ہدایت دے دے۔''

(۱۲۵۷۵)۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ الطُّفَيْلُ وَأَصْحَابُهُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ دَوْسًا قَدِ اسْتَعْصَتْ، قَالَ: اَللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَائْتِ بِهِمْ۔)) (مسند احمد: ۹۷۸۳)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب سیدنا طفیل رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے تو طفیل رضی اللہ عنہ نے کہا: ''بے شک بنو دوس نے سرکشی کی ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! بنو دوس کو ہدایت دے اور ان کو میرے پاس لے آ۔''

(۱۲۵۷٦)۔ (وَعَنْهُ أَيْضًا) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، أَنَّ أَعْرَابِيًّا أَهْدٰى إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكْرَةً، فَعَوَّضَهُ سِتَّ بَكَرَاتٍ فَتَسَخَّطَهُ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بدو نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک اونٹنی بطور ہدیہ پیش کی، آپ ﷺ نے اسے بدلے میں چھ اونٹنیاں عنایت فرمائیں، وہ تب بھی ناراض ہی رہا، جب یہ خبر نبی کریم ﷺ تک پہنچی

(۱۲۵۷۳) تخریج: اسناده ضعیف، کریم بن ابی حازم لم یوثقه غیر ابن حبان، أخرجه أبویعلی: ۵۳۲۸ (انظر: ۳۸۲۲)

(۱۲۵۷٤) تخریج: اسناده صحیح علی شرط مسلم، اخرجه الترمذی: ۳۹٤۲ (انظر: ۱٤۷۰۲)

(۱۲۵۷۵) تخریج: أخرجه البخاری: ٤۳۹۲ (انظر: ۹۷۸٤)

(۱۲۵۷٦) تخریج: حسن، اخرجه الترمذی: ۳۹٤۵، والنسائی: ٦/ ۲۷۹ (انظر: ۷۹۱۸)

فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ فُلَانًا أَهْدٰى إِلَيَّ نَاقَةً، وَهِيَ نَاقَتِي أَعْرِفُهَا كَمَا أَعْرِفُ بَعْضَ أَهْلِي، ذَهَبَتْ مِنِّي يَوْمَ زَغَابَاتٍ فَعَوَّضْتُهُ سِتَّ بَكَرَاتٍ فَظَلَّ سَاخِطًا، لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ لَا أَقْبَلَ هَدِيَّةً إِلَّا مِنْ قُرَشِيٍّ أَوْ أَنْصَارِيٍّ أَوْ ثَقَفِيٍّ أَوْ دَوْسِيٍّ۔)) (مسند احمد: ۷۹۰۵)

تو آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور پھر فرمایا: ''فلاں آدمی نے مجھے ایک اونٹنی بطور ہدیہ پیش کی تھی، حالانکہ وہ میری ہی اونٹنی تھی، میں اسے اسی طرح پہچانتا ہوں، جیسے میں اپنے اہل خانہ کو پہچانتا ہوں، وہ زغابہ کے [1] دن لڑائی میں میرے ہاتھوں سے نکل گئی تھی، تاہم میں نے اسے بدلے میں چھ اونٹنیاں دے دیں تھیں، مگر وہ پھر بھی ناراض رہا، اب میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں قریشی، انصاری، ثقفی یا دوسی کے علاوہ کسی سے کوئی ہدیہ قبول نہ کروں۔''

مَاجَاءَ فِي الْأَزْدِ وَ بَنِيْ تَمِيْمٍ

بنو ازد اور بنو تمیم کے بارے میں وارد احادیث کا بیان

(۱۲۵۷۷)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((نِعْمَ الْقَوْمُ الْأَزْدُ، طَيِّبَةٌ أَفْوَاهُهُمْ، بَرَّةٌ أَيْمَانُهُمْ، نَقِيَّةٌ قُلُوبُهُمْ۔)) (مسند احمد: ۸۶۰۰)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بنو ازد بہترین قوم ہیں، ان کے منہ یعنی ان کی گفتگو نہایت عمدہ ہے، یہ اپنی نذروں کو پورا کرتے ہیں اور ان کے دل (بغض، حسد اور کینہ وغیرہ سے) صاف اور پاک ہیں۔''

(۱۲۵۷۸)۔ (وَعَنْهُ أَيْضًا) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((هٰذِهِ صَدَقَةُ قَوْمِي، وَهُمْ أَشَدُّ النَّاسِ عَلَى الدَّجَّالِ۔)) يَعْنِي بَنِي تَمِيمٍ۔ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: مَا كَانَ قَوْمٌ مِنَ الْأَحْيَاءِ أَبْغَضُ إِلَيَّ مِنْهُمْ فَأَحْبَبْتُهُمْ مُنْذُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ هٰذَا۔ (مسند احمد: ۹۰۵٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو تمیم کے بارے میں فرمایا: ''یہ صدقہ میری قوم کی طرف سے ہے اور یہ دجال کے مقابلہ میں سب سے زیادہ سخت ہوں گے۔'' سیدنا ابو ہریرہ کہتے ہیں: اس سے پہلے بنو تمیم کے لوگ مجھے سب سے زیادہ ناپسند تھے، لیکن میں نے جب سے رسول اللہ ﷺ کو ان کے بارے میں یہ فرماتے سنا، تب سے میں ان سے محبت کرتا ہوں۔

(۱۲۵۷۹)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، حَدَّثَنَا

عکرمہ بن خالد سے مروی ہے کہ اس کے سامنے ایک آدمی نے

(۱۲۵۷۷) تخریج: حدیث حسن (انظر: ۸٦۱۵)

(۱۲۵۷۸) تخریج: اخرجه البخاری: ۲۵٤۳، ٤۳٦٦، ومسلم: ۲۵۲۵ (انظر: ۹۰٦۸)

(۱۲۵۷۹) تخریج: اسناده صحیح (انظر: ۱۷۵۳۳)

[1] ''زغابہ کے دن'' کی تفصیل محقق مسند احمد میں دیکھیں۔

عُمَرُ بْنُ حَمْزَةَ، حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: وَنَالَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ عِنْدَهُ فَأَخَذَ كَفًّا مِنْ حَصًى لِيَحْصِبَهُ، ثُمَّ قَالَ عِكْرِمَةُ: حَدَّثَنِي فُلَانٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّ تَمِيمًا ذُكِرُوْا عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَجُلٌ: أَبْطَأَ هٰذَا الْحَيُّ مِنْ تَمِيمٍ، عَنْ هٰذَا الْأَمْرِ، فَنَظَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى مُزَيْنَةَ، فَقَالَ: ((مَا أَبْطَأَ قَوْمٌ هٰؤُلَاءِ مِنْهُمْ۔)) وَقَالَ رَجُلٌ: يَوْمًا أَبْطَأَ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمُ مِنْ تَمِيمٍ بِصَدَقَاتِهِمْ، قَالَ: فَأَقْبَلَتْ نَعَمٌ حُمْرٌ، وَسُودٌ لِبَنِي تَمِيمٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((هٰذِهِ نَعَمُ قَوْمِي۔)) وَنَالَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا، فَقَالَ: ((لَا تَقُلْ لِبَنِي تَمِيمٍ إِلَّا خَيْرًا، فَإِنَّهُمْ أَطْوَلُ النَّاسِ رِمَاحًا عَلَى الدَّجَّالِ۔)) (مسند احمد: ١٧٦٧٤)

بنوتمیم کے بارے میں نازیبا الفاظ کہے، تو انہوں نے اسے مارنے کے لیے کنکروں سے بھری ہوئی مٹھی اٹھالی، پھر عکرمہ نے کہا: مجھے فلاں صحابی نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بنوتمیم کا ذکر کیا گیا تو کسی نے کہا: انہوں نے اسلام قبول کرنے میں کافی تاخیر کر دی تھی، رسول اللہ ﷺ نے بنو مزینہ کی طرف دیکھ کر فرمایا: ''ان لوگوں نے کوئی دیر نہیں کی، بنومزینہ بھی انہی میں سے ہیں۔'' پھر ایک دن ایک آدمی نے یوں کہہ دیا کہ بنوتمیم نے اپنے صدقات کی ادائیگی اور ترسیل میں دیر کر دی ہے اور پھر بنوتمیم کی طرف سے سرخ اور سیاہ اونٹ آن پہنچے، تو نبی کریم ﷺ نے ان اونٹوں کو دیکھ کر فرمایا: ''یہ میری قوم کی زکوۃ ہے۔'' پھر ایک آدمی نے بنوتمیم کے بارے میں ناقدانہ تبصرہ کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم بنوتمیم کے بارے میں اچھی باتوں کے سوا کچھ نہ کہا کرو، دجال کے مقابلے میں ان کے نیزے سب سے بلند ہوں گے۔''

مَا جَاءَ فِيْ رَبِيْعَةَ وَمُضَرَ

ربیعہ اور مضر کے بارے میں وارد شدہ احادیث کا بیان

(١٢٥٨٠)۔ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ: أَشَارَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهِ نَحْوَ الْيَمَنِ، فَقَالَ: ((الْإِيمَانُ هَاهُنَا، الْإِيمَانُ هَاهُنَا، وَإِنَّ الْقَسْوَةَ وَغِلَظَ الْقُلُوبِ فِي الْفَدَّادِينَ عِنْدَ أُصُولِ أَذْنَابِ الْإِبِلِ، حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنَا الشَّيْطَانِ فِي رَبِيعَةَ وَمُضَرَ۔)) (مسند احمد: ٢٢٦٩٩)

سیدنا ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک سے یمن کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: ''ایمان یہاں ہے، ایمان یہاں ہے، اور شدت اور دلوں کی سختی اونٹوں کے مالکوں میں ہے، جہاں سے ربیعہ اور مضر میں سے شیطان کے سینگ طلوع ہوں گے۔''

(١٢٥٨٠) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٣٠٢، ٥٣٠٣، ومسلم: ٥١ (انظر: ٢٢٣٤٣)

(١٢٥٨١)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَتَضْرِبَنَّ مُضَرُ عِبَادَ اللّٰهِ حَتّٰى لَا يُعْبَدَ لِلّٰهِ اسْمٌ، وَلَيَضْرِبَنَّهُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَتّٰى لَا يَمْنَعُوا ذَنَبَ تَلْعَةٍ۔)) (مسند احمد: ١١٨٤٣)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بنومضر اللہ کے بندوں کو اس حد تک ماریں گے کہ اللہ کی عبادت کرنے والا کوئی نام نہیں رہے گا، پھر اہل ایمان ان کو ضرور ضرور اس طرح ماریں گے اور وہ ذلیل و رسوا ہو کر رہ جائیں گے۔''

فوائد: ...... ''ذَنَب'' کا معنی نچلی جگہ اور ''تَلْعَة'' سے مراد پانی کے بہاؤ کی وہ جگہ ہے، جہاں پانی اوپر سے نیچے کو بہہ رہا ہوتا ہے،

''حَتّٰی لَا یَمْنَعُوا ذَنَبَ تَلْعَةٍ'' کا مفہوم یہ ہے کہ وہ قبیلہ ذلیل وخوار ہو جائے گا اور اس کا کوئی غمخوار نہ ہوگا۔ بعض کے نزدیک ''تَلْعَة'' لفظ کا اطلاق بلند اور پست زمین دونوں پر ہوتا ہے۔

(١٢٥٨٢)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: لَمَّا رَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، أَنْجِ الْوَلِيدَ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَعَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ، وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ، اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلٰى مُضَرَ، وَاجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ كَسِنِي يُوسُفَ۔)) (مسند احمد: ٧٢٥٩)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے نماز فجر کی آخری رکعت سے سر اٹھایا تو یوں دعا کی: ''اے اللہ! توں ہمارا رب ہے اور تیری ہی تعریف ہے، تو ولید، سلمہ بن ہشام، عیاش بن ابی ربیعہ اور بے کس مسلمانوں کو نجات دلا، اے اللہ! تو مضر پر اپنی گرفت سخت کر اور ان پر یوسف علیہ السلام کے دور جیسا قحط مسلط فرما۔''

(١٢٥٨٣)۔ عَنْ كَعْبِ بْنِ مُرَّةَ، دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مُضَرَ، قَالَ: فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ نَصَرَكَ، وَأَعْطَاكَ، وَاسْتَجَابَ لَكَ، وَإِنَّ قَوْمَكَ قَدْ هَلَكُوا،

سیدنا کعب بن مرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مضر پر بددعا کی، میں آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی مدد فرمائی اور آپ ﷺ کی دعا قبول فرمائی، آپ ﷺ کی قوم ہلاک ہو رہی ہے، آپ ﷺ اللہ سے ان کے حق میں دعا فرمائیں،

(١٢٥٨١) تخريج: حديث حسن (انظر: ١١٨٢١)

(١٢٥٨٢) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٢٠٠، ومسلم: ٦٧٥ (انظر: ٧٢٦٠)

(١٢٥٨٣) تخريج: اسناده ضعيف، سالم بن ابى الجعد لم يسمع من شرحبيل بن السمط، اخرجه ابن ماجه: ١٢٦٩ (انظر: ١٨٠٦٢)

فَادْعُ اللّٰهَ لَهُمْ، فَأَعْرَضَ عَنْهُ، قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ نَصَرَكَ، وَأَعْطَاكَ، وَاسْتَجَابَ لَكَ، وَإِنَّ قَوْمَكَ قَدْ هَلَكُوْا، فَادْعُ اللّٰهَ لَهُمْ، قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيثًا مَرِيعًا طَبَقًا غَدَقًا، غَيْرَ رَائِثٍ، نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ۔)) فَمَا كَانَتْ إِلَّا جُمُعَةً أَوْ نَحْوَهَا حَتّٰى مُطِرُوْا، قَالَ شُعْبَةُ فِي الدُّعَاءِ كَلِمَةٌ سَمِعْتُهَا مِنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ سَالِمٍ فِي الْاِسْتِسْقَاءِ، وَفِي حَدِيثِ حَبِيبٍ أَوْ عَمْرٍو عَنْ سَالِمٍ، قَالَ: جِئْتُكَ مِنْ عِنْدِ قَوْمٍ مَا يَخْطِرُ لَهُمْ فَحْلٌ وَلَا يَتَزَوَّدُ لَهُمْ رَاعٍ۔ (مسند احمد: ۱۸۲۲۹)

آپ ﷺ نے رخ پھیرلیا، میں نے دوبارہ کہا: اللہ کے رسول! بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی مدد کی اور آپ ﷺ کی دعا قبول فرمائی، پس آپ ﷺ کی قوم ہلاک ہو رہی ہے، آپ ﷺ اللہ سے ان کے حق میں دعا فرمائیں تو آپ ﷺ نے دعا فرمائی: ''اے اللہ! ایسی بارش نازل فرما، جو ہمیں سیراب کر دے، بہت زیادہ ہو، نفع والی ہو، نقصان والی نہ ہو۔'' ایک ہفتہ کے لگ بھگ گزرا ہوگا کہ وہاں خوب بارش برسی۔ شعبہ راوی نے اس دعا میں اپنا لفظ بھی بیان کیا ہے جو میں نے حبیب بن ابی ثابت عن سالم سے الاستقاء میں بھی سنا ہے اور سالم سے حبیب یا عمرو کی روایت میں ہے: میں آپ کے پاس ایسی قوم کے پاس سے آ رہا ہوں کہ شدت بھوک کی وجہ سے ان کے اونٹ اپنی دموں کو حرکت تک نہیں دیتے اور ان کے چرواہوں کے پاس زادِ راہ تک نہیں۔

مَاجَاءَ فِيْ نَجْرَانَ وَبَنِيْ تَغْلَبَ وَثَقِيفٍ وَبَنِيْ حَنِيفَةَ

بنو نجران، بنو تغلب، بنو ثقیف اور بنو حنیفہ کے بارے میں وارد شدہ احادیث کا بیان

(۱۲۵۸٤)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ السُّلَمِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((شَرُّ قَبِيلَتَيْنِ فِي الْعَرَبِ نَجْرَانُ وَبَنُو تَغْلِبَ، وَأَكْثَرُ الْقَبَائِلِ فِي الْجَنَّةِ مَذْحِجٌ وَمَاكُوْلٌ۔)) (مسند احمد: ۱۹٦۷۵)

سیدنا عمرو بن عبسہ سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نجران اور بنو تغلب، یہ دو قبیلے عرب میں بہت برے ہیں اور جنت میں بنو مذحج اور بنو ماکول کے لوگ سب سے زیادہ ہوں گے۔''

(۱۲۵۸۵)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُطَرِّفٍ، عَنْ أَبِي بَرْزَةَ قَالَ: كَانَ أَبْغَضَ النَّاسِ أَوْ أَبْغَضَ الْأَحْيَاءِ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ثَقِيفٌ وَبَنُو حَنِيفَةَ۔ (مسند احمد: ۲۰۰۱۳)

سیدنا ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو بنو ثقیف اور بنو حنیفہ سے سب سے زیادہ نفرت تھی۔

(۱۲۵۸٤) تخريج: اسناده صحيح (انظر: ۱۹٤٤٥)

(۱۲۵۸۵) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة حال ابى حمزة، اخرجه الحاكم: ٤/ ٤٨٠، وابويعلى: ۷٤۲۱ (انظر: ۱۹۷۷۵)

مَاجَاءَ فِيْ ذَمِّ مُضَرَ
مضر قبیلے کی مذمت میں واردشدہ احادیث

(١٢٥٨٦)۔ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ هٰذَا الْحَيَّ مِنْ مُضَرَ، لَا تَدَعُ لِلّٰهِ فِي الْأَرْضِ عَبْدًا صَالِحًا إِلَّا فَتَنَتْهُ وَأَهْلَكَتْهُ حَتّٰى يُدْرِكَهَا اللّٰهُ بِجُنُودٍ مِنْ عِبَادِهِ، فَيُذِلَّهَا حَتّٰى لَا تَمْنَعَ ذَنَبَ تَلْعَةٍ۔)) (مسند احمد: ٢٣٧٠٥)

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مضر کا یہ قبیلہ زمین پر موجود صالح لوگوں کو فتنوں میں ڈالے گا اور انہیں ہلاک کرے گا، یہاں تک کہ اللہ اپنے بندوں کے لشکروں کے ذریعے ان کی گرفت کرے گا اور ان کو ذلت و رسوائی میں مبتلا کر دے گا اور وہ ذلیل و رسوا ہو کر رہ جائیں گے۔''

(١٢٥٨٧)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ آخَرَ بِنَحْوِهِ) قَالَ حُذَيْفَةُ: وَاللّٰهِ لَا تَدَعُ مُضَرُ عَبْدًا لِلّٰهِ مُؤْمِنًا إِلَّا فَتَنُوهُ، أَوْ قَتَلُوهُ، أَوْ يَضْرِبُهُمُ اللّٰهُ وَالْمَلَائِكَةُ وَالْمُؤْمِنُونَ، حَتّٰى لَا يَمْنَعُوا ذَنَبَ تَلْعَةٍ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: أَتَقُولُ هٰذَا، يَا عَبْدَ اللّٰهِ؟ وَأَنْتَ رَجُلٌ مِنْ مُضَرَ، قَالَ: لَا أَقُولُ إِلَّا مَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ٢٣٧٣٩)

(دوسری سند) سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مضر کے لوگ اللہ کے مومن بندوں کو فتنوں میں ڈالیں گے یا انہیں قتل کر دیں گے، پھر اللہ تعالیٰ، فرشتے اور اہل ایمان ان کی ایسی مار کٹائی کریں گے کہ وہ ذلیل و رسوا ہو کر رہ جائیں گے۔'' ایک آدمی نے سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا: اے اللہ کے بندے! تم خود مضر سے ہو اور یہ کہہ رہے ہیں؟ انہوں نے جواباً کہا: ''میں وہی کہتا ہوں، جو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے۔

فوائد:...... ان احادیث میں مضر قبیلے کی مذمت بیان کی گئی ہے۔

اَبْوَابُ فَضَائِلِ الْاَمْكِنَةِ
مختلف مقامات کے فضائل کے ابواب

اَلْبَابُ الْاَوَّلُ فِيْ فَضْلِ مَكَّةَ
باب اول: مکہ مکرمہ کی فضیلت کا بیان

(١٢٥٨٨)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے

(١٢٥٨٦) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، اخرجه البزار في "مسنده": ٢٧٩٧، وابن ابي شيبة: ١٥/ ١١١ (انظر: ٢٣٣١٦)

(١٢٥٨٧) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(١٢٥٨٨) تخريج: أخرجه مطولا ومختصرا البخاري: ٢٤٣٤، ومسلم: ١٣٥٥ (انظر: ٧٢٤٢)

ثَنَا الْوَلِيدُ الْأَوْزَاعِيُّ ثَنَا يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ أَبِي، وَأَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَرْبٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ الْمَعْنَى قَالَ: لَمَّا فَتَحَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَكَّةَ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِيهِمْ، فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ حَبَسَ عَنْ مَكَّةَ الْفِيلَ، وَسَلَّطَ عَلَيْهَا رَسُولَهُ وَالْمُؤْمِنِينَ، وَإِنَّمَا أُحِلَّتْ لِي سَاعَةً مِنَ النَّهَارِ، ثُمَّ هِيَ حَرَامٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، لَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا، وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا، وَلَا تَحِلُّ لُقَطَتُهَا إِلَّا لِمُنْشِدٍ، وَمَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ، إِمَّا أَنْ يَفْدِيَ، وَإِمَّا أَنْ يَقْتُلَ۔)) فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهُ: أَبُو شَاهٍ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! اكْتُبُوا لِي، فَقَالَ: ((اكْتُبُوا لَهُ۔)) فَقَالَ عَمُّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: إِلَّا الْإِذْخِرَ فَإِنَّهُ لِقُبُورِنَا وَبُيُوتِنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِلَّا الْإِذْخِرَ۔)) فَقُلْتُ لِلْأَوْزَاعِيِّ: وَمَا قَوْلُهُ: اكْتُبُوا لِأَبِي شَاهٍ، وَمَا يَكْتُبُونَ لَهُ؟ قَالَ: يَقُولُ: اكْتُبُوا لَهُ خُطْبَتَهُ الَّتِي سَمِعَهَا، قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: لَيْسَ يُرْوَى فِي كِتَابَةِ الْحَدِيثِ شَيْءٌ أَصَحُّ مِنْ هَذَا الْحَدِيثِ، لِأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَهُمْ قَالَ: ((اكْتُبُوا لِأَبِي شَاهٍ۔)) مَا سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ خُطْبَتَهُ۔ (مسند احمد: ۷۲٤۱)

رسول اللہ ﷺ کے لیے مکہ مکرمہ فتح کر ادیا تو اللہ کے رسول ﷺ نے کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور پھر فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مکہ سے ہاتھیوں کو روک لیا تھا اور اللہ نے اپنے رسول اور اہل ایمان کو مکہ پر تسلط دیا ہے، میرے لیے دن کے کچھ حصہ کے لیے اس شہر میں لڑائی کی اجازت دی گئی اب یہ قیامت تک کے لیے حرم ہے، اس کے درخت نہ کاٹے جائیں، اس کے شکار کو نہ دھمکایا جائے، یہاں پر گری ہوئی چیزوں کے ملنے پر اس کا اٹھانا ناجائز ہے، ہاں اگر کوئی اس کا اعلان کر سکتا ہو تو وہ اٹھا سکتا ہے اور جس کا کوئی آدمی قتل ہو جائے اسے دو میں سے ایک بات کا اختیار ہے، وہ یا تو فدیہ قبول کر لے یا قاتل کو قتل کرے۔'' ایک یمنی آدمی، جس کا نام ابو شاہ تھا، نے کھڑے ہو کر کہا: اللہ کے رسول! یہ احکامات میرے لیے لکھوا دیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابو شاہ کے لیے لکھو۔'' پھر آپ ﷺ کے چچا سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے درخواست کی کہ حدود حرم میں سے اذخر گھاس کے کاٹنے کی اجازت دے دیں، کیونکہ یہ قبروں اور گھروں کے عام استعمال کی چیز ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اذخر کاٹنے کی اجازت ہے۔'' ولید راوی کہتے ہیں: میں نے اوزاعی سے کہا کہ آپ ﷺ کے ارشاد ''ابو شاہ کے لیے لکھ دو'' کا کیا مطلب ہے؟ صحابہ نے اس کے لیے کیا لکھا تھا؟ انہوں نے کہا: آپ کا مقصد تھا کہ جو خطبہ اس آدمی نے سنا ہے، وہ اس کے لیے لکھ دیا جائے، ابو عبدالرحمن نے کہا ہے کہ جواز کتابت حدیث کے بارے میں اس سے بڑھ کر کوئی حدیث صحیح نہیں، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے حکم دیا تھا کہ ابو شاہ کے لیے آپ ﷺ کا خطبہ لکھا جائے۔

(۱۲۵۸۹)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ حَرَّمَ مَكَّةَ فَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ كَانَ قَبْلِي، وَلَا تَحِلُّ لِأَحَدٍ بَعْدِي، وَإِنَّمَا أُحِلَّتْ لِي سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ، لَا يُخْتَلٰى خَلَاهَا، وَلَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا، وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا، وَلَا تُلْتَقَطُ لُقَطَتُهَا إِلَّا لِمُعَرِّفٍ۔)) فَقَالَ الْعَبَّاسُ: إِلَّا الْإِذْخِرَ لِصَاعَتِنَا وَقُبُورِنَا، قَالَ: ((إِلَّا الْإِذْخِرَ۔)) (مسند احمد: ۲۲۷۹)

سیدنا سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ کو حرم ٹھہرایا ہے، مجھ سے پہلے اور میرے بعد کسی کے لیے بھی اس کی حدود میں لڑائی کی اجازت نہیں دی گئی، مجھے بھی دن کے کچھ حصہ میں لڑنے کی اجازت دی گئی تھی، یہاں کی گھاس نہ کاٹی جائے، درخت نہ کاٹے جائیں، شکار کو دھمکایا نہ جائے اور اعلان کرنے والے کے علاوہ کوئی دوسرا آدمی یہاں پر گری پڑی چیز کو نہ اٹھائے۔'' سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: اذخر گھاس کی اجازت دیں، کیونکہ سنار لوگ اس کو استعمال کرتے ہیں اور یہ قبروں میں بھی استعمال ہوتی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اذخر کی اجازت ہے۔''

(۱۲۵۹۰)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ آخَرَ) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ: ((إِنَّ هٰذَا الْبَلَدَ حَرَامٌ، حَرَّمَهُ اللّٰهُ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ، فَهُوَ حَرَامٌ حَرَّمَهُ اللّٰهُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، مَا أُحِلَّ لِأَحَدٍ فِيهِ الْقَتْلُ غَيْرِي، وَلَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ بَعْدِي فِيهِ، حَتّٰى تَقُومَ السَّاعَةُ، وَمَا أُحِلَّ لِي فِيهِ إِلَّا سَاعَةً مِنَ النَّهَارِ، فَهُوَ حَرَامٌ حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلٰى أَنْ تَقُومَ السَّاعَةُ، وَلَا يُعْضَدُ شَوْكُهُ، وَلَا يُخْتَلٰى خَلَاهُ، وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهُ، وَلَا تُلْتَقَطُ لُقَطَتُهُ إِلَّا لِمُعَرِّفٍ۔)) قَالَ: فَقَالَ الْعَبَّاسُ: وَكَانَ مِنْ أَهْلِ الْبَلَدِ قَدْ عَلِمَ الَّذِي لَا بُدَّ لَهُمْ مِنْهُ إِلَّا الْإِذْخِرَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَإِنَّهُ لَا

(دوسری سند) سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ والے دن فرمایا: ''یہ شہر حرمت والا ہے، اللہ تعالیٰ نے جس دن زمین و آسمان کی تخلیق کی، اسی دن سے اس نے اسے حرام قرار دیا، یہ قیامت تک حرم ہے، مجھ سے پہلے اور میرے بعد قیامت تک ہر ایک کے لیے اب یہ حرمت والا ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے قیامت تک کے لیے حرم قرار دیا ہے، اس کے کانٹے نہ کاٹے جائیں، گھاس نہ اکھاڑی جائے، شکار کو نہ دھمکایا جائے اور یہاں پر گری ہوئی چیز کو کوئی نہ اٹھائے، ہاں اگر کوئی اس کا اعلان کرنا چاہتا ہو تو وہ اٹھا سکتا ہے۔'' سیدنا عباس رضی اللہ عنہ، جو مکہ کے باشندے تھے اور وہ اہل مکہ کی ضرورت سے واقف تھے، انہوں نے کہا: اللہ کے رسول! اذخر گھاس کے کاٹنے کی تو اجازت دے دیں، یہ قبروں اور گھروں کی لازمی ضرورت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں اذخر گھاس کاٹنے کی اجازت ہے۔'' ایک روایت میں ہے:

(۱۲۵۸۹) تخريج: أخرجه البخاري: ۱۳۴۹، ۱۸۳۳، ومسلم: ۱۳۵۳ (انظر: ۲۲۷۹)

(۱۲۵۹۰) تخريج: انظر الحديث بالسند الاول

بُـدَّ لَهُـمْ مِنْهُ، فَإِنَّهُ لِلْقُبُورِ وَالْبُيُوتِ، قَالَ: فَـقَـالَ رَسُـولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِلَّا الْـإِذْخِرَ۔)) (زَادَ فِـيْ رِوَايَةٍ) فَـإِنَّـهُ لِبُيُـوتِهِمْ وَلِقَيْنِهِمْ، فَـقَـالَ: ((إِلَّا الْـإِذْخِـرَ، وَلَا هِجْرَةَ وَلٰكِنْ جِهَـادٌ وَنِيَّةٌ، وَإِذَا اسْتُـنْـفِـرْتُمْ فَانْفِرُوْا۔)) (مسند احمد: ۲۸۹۸)

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ اذخر لوگوں کے گھروں کی ضرورت ہے اور لوہار اور سنار استعمال کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اذخر کو کاٹنے کی اجازت ہے۔'' نیز فرمایا: ''اب مکہ سے ہجرت نہیں ہو سکتی، البتہ جہاد اور ہجرت کی نیت باقی ہے، جب بھی ضرورت پڑی تو ہجرت یا جہاد کے لیے نکلیں گے اور جب تم سے جہاد کے لیے نکلنے کا مطالبہ کیا جائے تو اٹھ کھڑے ہو جانا۔''

(۱۲۵۹۱)۔ عَـنْ أَبِی شُرَيْحِ الْعَدَوِیِّ، أَنَّهُ قَـالَ لِـعَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ وَهُوَ يَبْعَثُ الْبُعُوثَ إِلٰـی مَـكَّةَ: ائْـذَنْ لِـی أَيُّهَا الْأَمِيرُ! أُحَدِّثْكَ قَـوْلًا قَـامَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْـغَدَ مِنْ يَوْمِ الْـفَتْـحِ، سَـمِـعَتْـهُ أُذُنَایَ، وَوَعَاهُ قَلْبِی، وَأَبْـصَرَتْهُ عَيْنَایَ حَيْثُ تَكَلَّمَ بِهِ، أَنَّهُ حَمِدَ اللّٰـهَ، وَأَثْـنٰـی عَـلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ مَكَّةَ حَـرَّمَهَـا الـلّٰـهُ، وَلَـمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ، فَلَا يَـحِـلُّ لِامْـرِءٍ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَسْـفِكَ فِيهَا دَمًا، وَلَا يَعْضِدَ فِيهَا شَجَرَةً، فَـإِنْ أَحَـدٌ تَـرَخَّـصَ بِقِتَالِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِيهَـا، فَـقُـولُـوْا إِنَّ الـلّٰـهَ عَـزَّ وَجَلَّ أَذِنَ لِـرَسُـولِهِ، وَلَمْ يَأْذَنْ لَكُمْ، وَإِنَّمَا أَذِنَ لِی فِيهَـا سَـاعَةً مِنْ نَهَارٍ، وَقَدْ عَادَتْ حُرْمَتُهَا الْيَـوْمَ كَـحُرْمَتِهَا بِالْأَمْسِ، فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ۔)) (مسند احمد: ۱٦٤٨٦)

سعید مقبری سے روایت ہے کہ جب عمرو بن سعید لڑائی کے لیے مکہ مکرمہ کی طرف اپنے لشکر بھیج رہا تھا تو ابو شریح عدوی نے اس سے کہا: ''اے امیر! میں تمہیں ایک ایسی بات بتلاتا ہوں، جو رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ سے اگلے دن ارشاد فرمائی تھی، اس بات کو میرے کانوں نے سنا، میرے دل نے یاد کیا اور میری آنکھوں نے دیکھا، جہاں آپ ﷺ نے کلام فرمائی، سب سے پہلے آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اور پھر فرمایا: ''جو آدمی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، اس کے لیے روا نہیں کہ وہ اس شہر میں قتل و غارت کرے اور اس کے درخت کاٹے، اگر کوئی رسول اللہ ﷺ کی لڑائی کو بنیاد بنا کر مکہ میں لڑائی کا جواز پیش کرے تو تم اسے بتلا دینا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو مکہ میں لڑائی کی اجازت دی تھی اور تمہیں اس کی اجازت نہیں دی اور میرے لیے بھی دن کے ایک حصہ میں یعنی تھوڑی دیر کے لیے اجازت دی گئی تھی، آج اس کی حرمت اسی طرح بحال ہے، جیسے کل تھی، جو لوگ موجود ہیں، وہ ان لوگوں تک یہ باتیں پہنچا دیں، جو یہاں موجود نہیں۔''

(۱۲۵۹۲)۔ عَـنْ عَبْـدِ الـلّٰهِ بْنِ مُطِيعِ بْنِ

سیدنا مطیع سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب مکہ میں

(۱۲۵۹۱) تخريج: أخرجه البخاری: ۱۰٤، ۱۸۳۲، ومسلم: ۱۳۵٤ (انظر: ۱٦۳۷۳)

(۱۲۵۹۲) تـخـريـج: حديث صحيح، أخرجه الطبرانی فی "الكبير": ۲۰/ ٦۹۱، والطحاوی فی "شرح مشكل الآثار": ۱۵۰۸ (انظر: ۱۵٤۰۸)

الْأَسْوَدِ، أَخِي بَنِي عَدِيِّ بْنِ كَعْبٍ، عَنْ أَبِيهِ مُطِيعٍ، وَكَانَ اسْمُهُ الْعَاصِ فَسَمَّاهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مُطِيعًا، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ حِينَ أَمَرَ بِقَتْلِ هٰؤُلَاءِ الرَّهْطِ بِمَكَّةَ، يَقُولُ: ((لَا تُغْزٰى مَكَّةُ بَعْدَ هٰذَا الْعَامِ أَبَدًا، وَلَا يُقْتَلُ قُرَشِيٌّ بَعْدَ هٰذَا الْعَامِ صَبْرًا أَبَدًا۔)) (مسند احمد: ١٥٤٨٤)

ایک جماعت کے افراد کے قتل کا حکم دیا تو فرمایا: ''آج کے بعد مکہ پر لشکر کشی نہیں کی جائے گی اور آج کے بعد کسی قریشی کو باندھ کر قتل نہیں کیا جائے گا۔''

(١٢٥٩٣)۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: أَتٰى عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو ابْنَ الزُّبَيْرِ، وَهُوَ جَالِسٌ فِي الْحِجْرِ، فَقَالَ: يَا ابْنَ الزُّبَيْرِ! إِيَّاكَ وَالْإِلْحَادَ فِي حَرَمِ اللّٰهِ، فَإِنِّي أَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((يُحِلُّهَا، وَيَحُلُّ بِهِ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ، لَوْ وُزِنَتْ ذُنُوبُهُ بِذُنُوبِ الثَّقَلَيْنِ لَوَزَنَتْهَا۔)) قَالَ: فَانْظُرْ أَنْ لَا تَكُونَ هُوَ يَا ابْنَ عَمْرٍو، فَإِنَّكَ قَدْ قَرَأْتَ الْكُتُبَ وَصَحِبْتَ الرَّسُولَ ﷺ، قَالَ: فَإِنِّي أُشْهِدُكَ أَنَّ هٰذَا وَجْهِي إِلَى الشَّامِ مُجَاهِدًا۔ (مسند احمد: ٧٠٤٣)

سعید بن عمرو سے روایت ہے کہ سیدنا عبداللہ عمرو رضی اللہ عنہ، سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، جبکہ وہ حطیم میں تشریف فرما تھے، انھوں نے کہا: اے ابن زبیر! اللہ کے حرم میں قتل و غارت سے بچو، میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ''ایک قریشی آدمی مکہ کی حرمت کو پامال کرے گا، اس کے گناہ اس قدر ہوں گے کہ اگران کا تمام انسانوں اور جنات کے گناہوں سے موازنہ کیا جائے تو اس کے گناہ وزنی ہوں گے۔'' سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے آگے سے کہا: اے ابن عمرو! خیال کرنا کہ وہ آدمی تم ہی نہ ہو، تم تو کتابیں پڑھے ہوئے ہیں اور تم کو رسول اللہ ﷺ کی صحبت کا شرف بھی حاصل ہے، انہوں نے کہا: میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں تو بغرض جہاد شام کی طرف جارہا ہوں۔

(١٢٥٩٤)۔ وَعَنْ إِسْحَاقَ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَتٰى عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ، فَقَالَ: يَا ابْنَ الزُّبَيْرِ! إِيَّاكَ وَالْإِلْحَادَ فِي حَرَمِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى، فَإِنِّي سَمِعْتُ

سعید سے مروی ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور کہا: اے ابن زبیر! اللہ تعالیٰ کے حرم کے اندر فساد اور قتل و غارت سے بچو، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''عنقریب اس حرم میں

(١٢٥٩٣) تخريج: رجاله ثقات رجال الشيخين، لكن رفعه كما قال ابن كثير في "النهاية" قد يكون غلطا، وانما هو من كلام عبد الله بن عمرو (انظر: ٧٠٤٣)

(١٢٥٩٤) تخريج: انظر الحديث السابق

رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّهُ سَيُلْحِدُ فِيهِ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ، لَوْ وُزِنَتْ ذُنُوبُهُ بِذُنُوبِ الثَّقَلَيْنِ لَرَجَحَتْ۔)) قَالَ: فَانْظُرْ لَا تَكُونُهُ۔ (مسند احمد: ٦٢٠٠)

ایک قریشی آدمی قتل و غارت کرے گا، وہ اس قدر گنہگار ہوگا کہ اگر اس کے گناہوں کا تمام انسانوں اور جنوں کے گناہوں سے موازانہ کیا گیا تو اس کے گناہ بھاری ہوں گے۔'' دیکھ لو، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تم ہی ہو۔

(١٢٥٩٥)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَابِطٍ، عَنْ عَيَّاشِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((لَا تَزَالُ هٰذِهِ الْأُمَّةُ بِخَيْرٍ مَا عَظَّمُوا هٰذِهِ الْحُرْمَةَ حَقَّ تَعْظِيمِهَا، فَإِذَا تَرَكُوهَا وَضَيَّعُوهَا هَلَكُوْا)) (مسند احمد: ١٩٢٥٩)

سیدنا عیاش بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ امت جب تک مکہ کی حرمت کا پاس و لحاظ رکھے گی، خیر و سلامتی کے ساتھ رہے گی اور جب وہ اس حرمت کو چھوڑ دیں گے اور ضائع کریں گے تو وہ خود بھی تباہ ہو جائیں گے۔''

(١٢٥٩٦)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْمَدِينَةُ وَمَكَّةُ مَحْفُوفَتَانِ بِالْمَلَائِكَةِ عَلٰى كُلِّ نَقْبٍ مِنْهَا مَلَكٌ، لَا يَدْخُلُهَا الدَّجَّالُ وَلَا الطَّاعُونُ۔)) (مسند احمد: ١٠٢٧٠)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی طرف سے مکہ اور مدینہ کو فرشتوں کے ذریعے گھیر دیا گیا ہے، ان کے ہر راستے پر فرشتہ مقرر ہے، دجال اور طاعون ان دونوں شہروں میں داخل نہیں ہو سکتے۔''

(١٢٥٩٧)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: وَقَفَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الْحَزْوَرَةِ، فَقَالَ: ((عَلِمْتُ أَنَّكِ خَيْرُ أَرْضِ اللّٰهِ، وَأَحَبُّ الْأَرْضِ إِلَى اللّٰهِ، وَلَوْلَا أَنَّ أَهْلَكِ أَخْرَجُونِي مِنْكِ، مَا خَرَجْتُ۔)) قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ: وَالْحَزْوَرَةُ عِنْدَ بَابِ الْحَنَّاطِينَ۔ (مسند احمد: ١٨٩٢٤)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ حزورہ کے مقام پر رکے اور آپ ﷺ نے مکہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ''میں جانتا ہوں کہ تو اللہ کی سب سے بہتر اور اس کی محبوب ترین زمین ہے، اگر تیرے رہنے والے لوگ مجھے یہاں سے نہ نکالتے تو میں از خود کبھی نہ جاتا۔'' عبدالرزاق راوی حدیث کہتے ہیں: حزورہ مقام باب الحناطین کے قریب ہے۔

(١٢٥٩٨)۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنَ عَدِيِّ بْنِ الْحَمْرَاءِ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ

سیدنا عبداللہ بن عدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ کے حزورہ مقام پر کھڑے ہو کر مکہ سے مخاطب ہو کر

(١٢٥٩٥) تخريج: اسناده ضعيف، شريك بن عبد الله النخعي، ويزيد بن عطاء، ويزيد بن ابي زياد ضعفاء، ثم ان عبد الرحمن بن سابط لم يدرك عياش بن ابي ربيعة، اخرجه ابن ماجه: ٣١١٠(انظر: ١٩٠٤٩)

(١٢٥٩٦) تخريج: حديث صحيح (انظر: ١٠٢٦٥)

(١٢٥٩٧) تخريج: حديث صحيح على وهم في اسناده، اخرجه ابويعلى: ٥٩٥٤(انظر: ١٨٧١٧)

(١٢٥٩٨) تخريج: اسناده صحيح، اخرجه الترمذي: ٣٩٢٥ (انظر: ١٨٧١٦)

وَاقِفٌ بِالْحَزْوَرَةِ مِنْ مَكَّةَ يَقُولُ لِمَكَّةَ: ((وَاللّٰهِ! إِنَّكِ لَأَخْيَرُ أَرْضِ اللّٰهِ، وَأَحَبُّ أَرْضِ اللّٰهِ)) فَذَكَرَ نَحْوَهُ۔ (مسند احمد: ۱۸۹۲۳)

فرمایا: ''اللہ کی قسم! بیشک تو اللہ کی زمین میں سب سے بہتر اور محبوب ترین جگہ ہے،......۔'' آگے سابق روایت کی طرح کے الفاظ ہیں۔

(۱۲۵۹۹)۔ عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((سَيَخْرُجُ أَهْلُ مَكَّةَ، ثُمَّ لَا يَعْمُرُونَهَا أَوْ لَا تُعْمَرُ إِلَّا قَلِيلًا، ثُمَّ تَمْتَلِيءُ وَتُبْنٰى، ثُمَّ يَخْرُجُونَ مِنْهَا فَلَا يَعُودُونَ فِيهَا أَبَدًا۔)) (مسند احمد: ۱٤۷۹٤)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''عنقریب اہل مکہ یہاں سے نکل جائیں گے، پھر اس کے بعد وہ اسے آباد نہیں کر سکیں گے یا یوں فرمایا کہ اس کے بعد وہ آباد نہیں کیا جائے گا، مگر تھوڑا، پھر یہ آباد ہونا شروع ہوگا اور بھر جائے گا اور اس کو تعمیر کیا جائے گا، لیکن اس کے بعد جب لوگ نکل جائیں گے تو وہ کبھی بھی اس کی طرف واپس نہیں آئیں گے۔''

اَلْبَابُ الثَّانِي مَا جَاءَ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَهُوَ مَسْجِدُ مَكَّةَ

باب دوم: مسجد حرام یعنی مکہ کی مسجد کا تذکرہ

(۱۲٦۰۰)۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((خَيْرُ مَا رُكِبَتْ إِلَيْهِ الرَّوَاحِلُ مَسْجِدُ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَام وَمَسْجِدِي۔)) (مسند احمد: ۱٤٦٦۷)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جن مقامات کی طرف اونٹوں پر سفر کیا جاتا ہے، ان میں سے سب سے افضل اور بہترین مقامات ابراہیم علیہ السلام کی مسجد اور میری مسجد ہے۔''

فوائد:...... ابراہیم علیہ السلام کی مسجد سے مراد مسجد حرام ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد سے مراد مسجد نبوی ہے۔

(۱۲٦۰۱)۔ (وَعَنْهُ أَيْضًا) قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هٰذَا أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ، وَصَلَاةٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَفْضَلُ مِنْ مِائَةِ أَلْفِ صَلَاةٍ۔)) قَالَ حُسَيْنٌ:

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میری اس مسجد میں ادا کی گئی ایک نماز مسجد حرام کے علاوہ باقی مساجد کی ایک ہزار نمازوں سے افضل ہے اور مسجد حرام میں ادا کی گئی ایک نماز باقی مساجد کی ایک لاکھ نماز سے افضل ہے۔''

(۱۲۵۹۹) تخریج: اسناده ضعيف لسوء حفظ ابن لهيعة، اخرجه ابن ابی شيبة فی "تاريخ المدينة": ۱/ ۲۸۳، والبزار فی "مسنده": ۲۳۳ (انظر: ۱٤۷۳۵)

(۱۲٦۰۰) تخريج: حديث صحيح، اخرجه البزار: ۱۰۷۵، وابويعلى: ۲۲٦٦، والنسائی فی "الكبرى": ۱۱۳٤۷ (انظر: ۱٤٦۱۲)

(۱۲٦۰۱) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه ابن ماجه: ۱٤۰٦ (انظر: ۱٤٦۹٤)

فِيمَا سِوَاهُ۔ (مسند احمد: ١٤٧٥٠)

(١٢٦٠٢)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هٰذَا أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ، وَصَلَاةٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَفْضَلُ مِنْ مِائَةِ صَلَاةٍ فِي هٰذَا۔)) (مسند احمد: ١٦٢١٦)

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری اس مسجد میں ایک نماز باقی مساجد کی ایک ہزار نمازوں سے افضل ہے، سوائے مسجد حرام کے اور مسجد حرام کی ایک نماز اس مسجد کی سو نمازوں سے افضل ہے۔''

فوائد:...... مسجد نبوی میں ادا کی گئی نماز ایک ہزار نماز سے افضل ہے، اس لیے اس کی سو نمازوں سے مراد ایک لاکھ نماز ہے، اس طرح یہ روایت پچھلی حدیث کے ہم معنی ہی ہے۔

اَلْبَابُ الثَّالِثُ فِيْمَا جَاءَ فِيْ فَضْلِ زَمْزَمَ

باب سوم: آب زمزم کی فضیلت

(١٢٦٠٣)۔ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، أَنَّ جِبْرِيلَ لَمَّا رَكَضَ زَمْزَمَ بِعَقِبِهِ جَعَلَتْ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ تَجْمَعُ الْبَطْحَاءَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((رَحِمَ اللّٰهُ هَاجَرَ أُمَّ إِسْمَاعِيلَ، لَوْ تَرَكَتْهَا لَكَانَتْ مَاءً مَعِينًا۔)) (مسند احمد: ٢١٤٤٣)

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جبریل علیہ السلام نے زمزم کا پانی نکالنے کے لیے اپنی ایڑی پر زور دیا تو اسماعیل علیہ السلام کی ماں کشادہ وادی (پر بنیری بنا کر) اس کو جمع کرنے لگ گئی۔'' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ام اسماعیل ہاجرہ پر رحم فرمائے، اگر وہ اس پانی کو چھوڑ دیتی تو یہ جاری چشمہ ہوتا۔''

فوائد:...... مائے زمزم انتہائی بابرکت پانی ہے اور حدیث نبوی کی رو سے کھانے سے بھی کفایت کر جاتا ہے، اس پانی کی ابتدا کیسے اور کب ہوئی؟ اس حدیث میں اس سوال کا جواب دیا جا رہا ہے۔

(١٢٦٠٤)۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ۔)) (مسند احمد: ١٤٩١٠)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زمزم کا پانی جس مقصد کے لیے پیا جائے، وہی مقصد پورا ہو جاتا ہے۔''

فوائد:...... زمزم کے پانی کو اللہ تعالیٰ نے انتہائی بابرکت بنایا ہے، یہ ایسا مبارک پانی ہے کہ کھانے سے بھی کفایت کرتا ہے، نیز اس سے ہر قسم کی روحانی اور جسمانی بیماریاں دور ہو جاتی ہیں۔

(١٢٦٠٢) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، اخرجه البزار: ٤٢٥، وابن حبان: ١٦٢٠ (انظر: ١٦١١٧)
(١٢٦٠٣) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، اخرجه ابن حبان: ٣٧١٣ (انظر: ٢١١٢٥)
(١٢٦٠٤) تخريج: حديث محتمل للتحسين، اخرجه ابن ماجه: ٣٠٦٢ (انظر: ١٤٨٤٩)

(١٢٦٠٥)۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّهَا مُبَارَكَةٌ إِنَّهَا طَعَامُ طَاعِمٍ۔)) (يَعْنِي زَمْزَمَ) (مسند احمد: ٢١٨٥٨)

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آب زمزم بابرکت ہے اور کھانے والے کا کھانا ہے۔''

اَلْبَابُ الرَّابِعُ فِيْمَا جَاءَ فِيْ وَادِي السُّرَرِ بِطَرِيْقِ مَكَّةَ

باب چہارم: مکہ مکرمہ کے راستے میں واقع وادی سرر کا تذکرہ

(١٢٦٠٦)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِمْرَانَ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ قَالَ: عَدَلَ إِلَيَّ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ، وَأَنَا نَازِلٌ تَحْتَ سَرْحَةٍ بِطَرِيقِ مَكَّةَ، فَقَالَ: مَا أَنْزَلَكَ تَحْتَ هٰذِهِ السَّرْحَةِ؟ قُلْتُ: أَرَدْتُ ظِلَّهَا، قَالَ: هَلْ غَيْرَ ذٰلِكَ؟ قُلْتُ: لَا، مَا أَنْزَلَنِي إِلَّا ذٰلِكَ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا كُنْتَ بَيْنَ الْأَخْشَبَيْنِ مِنْ مِنًى، وَنَفَخَ بِيَدِهِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ، فَإِنَّ هُنَالِكَ وَادِيًا، يُقَالُ لَهُ: السُّرَرُ، بِهِ سَرْحَةٌ سُرَّ تَحْتَهَا سَبْعُونَ نَبِيًّا۔)) (مسند احمد: ٦٢٣٣)

سیدنا عمران انصاری سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں مکہ کے راستے میں ایک بڑے درخت کے نیچے ٹھہرا ہوا تھا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ میری طرف آئے اور انہوں نے پوچھا: آپ اس درخت کے نیچے کس لیے ٹھہرے ہیں؟ میں نے کہا: میں تو محض اس کے سائے میں آرام کی غرض سے رکا ہوں، انہوں نے کہا: کیا اس کے علاوہ بھی کوئی مقصد ہے؟ میں نے کہا: جی نہیں، میں تو صرف سایہ میں آرام کی غرض سے یہاں ٹھہرا ہوں، انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''جب تم منی میں دو پہاڑوں کے درمیان پہنچ جاؤ اور پھر مشرق کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ وہاں ایک وادی ہے، جسے ''وادی سرر'' کہتے ہیں، اس میں ایک بڑا درخت ہے، جس کے نیچے ستر انبیاء کی ولادت ہوئی اور ان کی ناف یہیں کاٹی گئی۔''

اَلْبَابُ الْخَامِسُ فِيْمَا جَاءَ فِيْ مَقْبُرَةِ مَكَّةَ وَالشِّعْبِ الْمُقَابِلِ لِلْبَيْتِ

باب پنجم: مکہ کے قبرستان اور بیت اللہ کے بالمقابل واقع گھاٹی کا تذکرہ

(١٢٦٠٧)۔ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي خِدَاشٍ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا أَشْرَفَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الْمَقْبُرَةِ، وَهِيَ عَلَى طَرِيقِهِ

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مکہ کے پہلے راستہ پر جو قبرستان واقع ہے، نبی کریم ﷺ جب وہاں ضفیر یا ضفیرہ کے پیچھے پہنچے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ بہترین

(١٢٦٠٥) تخريج: اخرجه مسلم: ٢٤٧٣ (انظر: ٢١٥٢٥)

(١٢٦٠٦) تخريج: اسناده ضعيف، محمد بن عمران الانصاری و ابوه، قال الذهبی: لا يدری من هو ولا ابوه، اخرجه النسائی: ٥/ ٢٤٨ (انظر: ٦٢٣٣)

(١٢٦٠٧) تخريج: اسناده ضعيف، ابراهيم بن ابی خداش، لم يوثقه غير ابن حبان، اخرجه البزار: ١١٧٩، والطبرانی: ١١٢٨٢، وعبد الرزاق: ٦٧٣٤ (انظر: ٣٤٧٢)

الْأُولٰى، أَشَارَ بِيَدِهِ وَرَاءَ الضَّفِيرِ، أَوْ قَالَ: وَرَاءَ الضَّفِيرَةِ، شَكَّ عَبْدُ الرَّزَّاقِ، فَقَالَ: نِعْمَ الْمَقْبُرَةُ هٰذِهِ، فَقُلْتُ لِلَّذِي أَخْبَرَنِي أَخَصَّ الشِّعْبَ، قَالَ: هٰكَذَا، قَالَ: فَلَمْ يُخْبِرْنِي أَنَّهُ خَصَّ شَيْئًا إِلَّا كَذٰلِكَ، أَشَارَ بِيَدِهِ وَرَاءَ الضَّفِيرَةِ أَوْ الضَّفِيرِ، وَكُنَّا نَسْمَعُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَصَّ الشِّعْبَ الْمُقَابِلَ لِلْبَيْتِ۔ (مسند احمد: ٣٤٧٢)

قبرستان ہے۔'' جس نے مجھے حدیث بیان کی، میں نے اس سے کہا: کیا آپ ﷺ نے گھاٹی کا بھی بطور خاص ذکر کیا تھا، انہوں نے کہا: یہ الفاظ اسی طرح ہیں، گھاٹی کی تخصیص کے بارے میں انہوں نے ہمیں نہیں بتلایا، صرف اتنا ہی بیان کیا کہ آپ ﷺ نے ضفیرہ یا ضفیر کے پیچھے کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا اور ہم سنا کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے بیت اللہ کے سامنے واقع گھاٹی کی تخصیص بھی کی ہے۔

اَبْوَابُ فَضَائِلِ الْمَدِيْنَةِ الْمُنَوَّرَةِ
مدینہ منورہ کے فضائل کے ابواب

اَلْبَابُ الْاَوَّلُ فِيمَا جَاءَ فِيْ حُرْمَتِهَا وَحَرَمِهَا
باب اول: مدینہ منورہ کی حرمت اور اس کے حرم ہونے کا بیان

(١٢٦٠٨)۔ عَنْ أَبِي حَسَّانَ، أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يَأْمُرُ بِالْأَمْرِ فَيُؤْتٰى، فَيُقَالُ: قَدْ فَعَلْنَا كَذَا وَكَذَا، فَيَقُولُ: صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ، قَالَ: فَقَالَ لَهُ الْأَشْتَرُ: إِنَّ هٰذَا الَّذِي تَقُولُ قَدْ تَفَشَّغَ فِي النَّاسِ أَفَشَيْءٌ عَهِدَهُ إِلَيْكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: مَا عَهِدَ إِلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا خَاصَّةً دُونَ النَّاسِ إِلَّا شَيْءٌ سَمِعْتُهُ مِنْهُ، فَهُوَ فِي صَحِيفَةٍ فِي قِرَابِ سَيْفِي، قَالَ: فَلَمْ يَزَالُوا بِهِ حَتّٰى أَخْرَجَ

ابو حسان سے مروی ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ جب کوئی حکم دیتے اور وہ کام کر کے کہا جاتا کہ ہم لوگوں نے فلاں فلاں کام کر دیا ہے تو وہ کہتے: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے سچ کہا ہے، اشتر نے ان سے کہا: آپ جو ایسی ایسی بات کہہ جاتے ہیں، اب یہ لوگوں میں عام پھیل گئی ہے، کیا یہ کوئی ایسی بات ہے جو آپ کو اللہ کے رسول ﷺ نے بطورِ خاص ارشاد فرمائی ہے؟ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے لوگوں سے الگ طور پر کوئی بات ارشاد نہیں فرمائی، البتہ میں نے آپ سے ایک بات سنی ہوئی ہے، جو اس صحیفہ میں لکھی ہوئی ہے اور وہ صحیفہ میری تلوار کے میان میں محفوظ ہے، لوگوں کے اصرار پر انہوں نے وہ صحیفہ نکالا تو اس میں آپ ﷺ کا یہ فرمان لکھا

(١٢٦٠٨) تخريج: صحيح لغيره، اخرجه مختصرا ابوداود: ٢٠٣٥، والنسائي: ٨/ ٢٤ (انظر: ٩٥٩)

الصَّحِيفَةَ، قَالَ: فَإِذَا فِيهَا، ((مَنْ أَحْدَثَ حَدَثًا أَوْ آوَى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ۔)) قَالَ: وَإِذَا فِيهَا، ((إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ، وَإِنِّي أُحَرِّمُ الْمَدِينَةَ حَرَامٌ مَا بَيْنَ حَرَّتَيْهَا، وَحِمَاهَا كُلُّهُ، لَا يُخْتَلَى خَلَاهَا، وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا، وَلَا تُلْتَقَطُ لُقَطَتُهَا إِلَّا لِمَنْ أَشَارَ بِهَا، وَلَا تُقْطَعُ مِنْهَا شَجَرَةٌ إِلَّا أَنْ يَعْلِفَ رَجُلٌ بَعِيرَهُ، وَلَا يُحْمَلُ فِيهَا السِّلَاحُ لِقِتَالٍ۔)) قَالَ: وَإِذَا فِيهَا، ((الْمُؤْمِنُونَ تَتَكَافَأُ دِمَاؤُهُمْ، وَيَسْعَى بِذِمَّتِهِمْ أَدْنَاهُمْ، وَهُمْ يَدٌ عَلَى مَنْ سِوَاهُمْ، أَلَا! لَا يُقْتَلُ مُؤْمِنٌ بِكَافِرٍ، وَلَا ذُو عَهْدٍ فِي عَهْدِهِ۔)) (مسند احمد: ۹۵۹)

ہوا تھا: ''جو شخص دین میں نیا کام جاری کرے یا کسی نئے کام کرنے والے کو تحفظ دے، اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہے، اس کی کوئی نفل یا فرض عبادت مقبول نہیں ہوگی۔'' نیز اس میں یہ بھی لکھا ہوا تھا کہ ''ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کی حرمت کا اعلان کیا اور میں مدینہ منورہ کی حرمت کا اعلان کرتا ہوں، یہ دونوں حرّوں کے درمیان کا علاقہ حرم ہے اور اس کی تمام چراگاہوں میں سے گھاس نہ کاٹی جائے اور نہ اس کے شکار کو دھمکایا ڈرایا جائے اور یہاں پر گری ہوئی چیز کو نہ اٹھایا جائے، البتہ اگر کوئی اس کا اعلان کرنا چاہتا ہو تو اٹھا سکتا ہے اور نہ حدود حرم میں درخت کاٹے جائیں، ہاں کوئی آدمی اپنے اونٹ چرا سکتا ہے اور یہاں لڑائی کے لیے ہتھیار نہ اٹھائے جائیں۔'' اور اس میں یہ بھی تحریر تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''تمام اہل ایمان کے خون برابر ہیں اور جب کوئی مسلمان کسی غیر مسلم کو امان دے دے تو سب مسلمان اس عہد و پیمان کو پورا کریں اور مسلمان اپنے دشمن کے مقابلہ میں سب مل کر ایک ہیں، یاد رکھو کہ کسی مومن کو کسی کافر کے بدلے قتل نہیں کیا جا سکتا اور نہ امان والے کو اس کی مدت امان میں قتل کیا جا سکتا ہے۔''

(۱۲۶۰۹)۔ وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((اَلْمَدِينَةُ حَرَمٌ مَا بَيْنَ عِيْرٍ إِلٰى ثَوْرٍ، فَمَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا أَوْ آوَى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَدْلًا وَلَا صَرْفًا۔)) (مسند احمد: ٦١٥)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''مدینہ عیر پہاڑ سے ثور پہاڑ تک حرم ہے، جس نے مدینہ میں کوئی بدعت جاری کی یا بدعتی کو پناہ دی، پس اس پر اللہ تعالیٰ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی کوئی فرض یا نفل عبادت قبول نہیں کرے گا۔''

(۱۲۶۱۰)۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ رَسُوْلُ

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(۱۲۶۰۹) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۱۷۲، ٦٧٥٥، ومسلم: ۱۳۷۰ (انظر: ٦١٥)

(۱۲۶۱۰) تخریج: حسن لغيره دون قوله "لكل نبي حرم" وهذا اسناد ضعيف (انظر: ۲۹۲۰)

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لِكُلِّ نَبِيٍّ حَرَمٌ وَحَرَمِي الْمَدِينَةُ، اللّٰهُمَّ إِنِّي أُحَرِّمُهَا بِحُرَمِكَ، أَنْ لَا يُؤْوٰى فِيهَا مُحْدِثٌ، وَلَا يُخْتَلٰى خَلَاهَا، وَلَا يُعْضَدُ شَوْكُهَا، وَلَا تُؤْخَذُ لُقَطَتُهَا إِلَّا لِمُنْشِدٍ۔)) (مسند احمد: ۲۹۲۰)

نے فرمایا: ''ہر نبی کا کوئی نہ کوئی حرم ہوتا ہے اور میرا حرم مدینہ ہے، اے اللہ! میں اسے آپ کی اجازت سے حرم قرار دیتا ہوں، کوئی بدعتی یا گناہ گار یہاں پناہ نہ لے سکے، یہاں کے درخت نہ کاٹے جائیں اور نہ گھاس کاٹی جائے اور اعلان کرنے والے کے علاوہ کسی دوسری کے لیے یہاں کی گری ہوئی چیز اٹھانے کی اجازت نہیں۔''

(۱۲۶۱۱)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ تَوَلّٰى قَوْمًا بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَدْلًا وَلَا صَرْفًا، وَالْمَدِينَةُ حَرَامٌ، فَمَنْ أَحْدَثَ فِيهَا أَوْ آوٰى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَدْلًا وَلَا صَرْفًا، وَذِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ وَاحِدَةٌ، يَسْعٰى بِهَا أَدْنَاهُمْ، فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَدْلًا وَلَا صَرْفًا۔)) (مسند احمد: ۹۱۶۲)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی اپنے مالکوں کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے کو اپنا مالک بناتا ہے، اس پر اللہ تعالیٰ فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی کوئی فرض یا نفل عبادت قبول نہ کرے گا، مدینہ حرم ہے، جو شخص یہاں بدعت یا گناہ کا کام کرے یا کسی بدعتی اور گناہ گار کو پناہ دے، اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی کوئی فرض یا نفل عبادت قبول نہ کرے گا، تمام مسلمانوں کی پناہ برابر ہے، کوئی ادنیٰ مسلمان کسی غیر مسلم کو پناہ دے سکتا ہے، جس نے کسی مسلمان کا عہد توڑا، اس پر اللہ تعالیٰ کی، فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہوگی اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی کوئی فرض یا نفل عبادت قبول نہیں کرے گا۔''

(۱۲۶۱۲)۔ (وَعَنْهُ أَيْضًا) قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((حَرَّمَ اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِي مَا بَيْنَ لَابَتَيِ الْمَدِينَةِ۔)) ثُمَّ جَاءَ بَنِي حَارِثَةَ، فَقَالَ: ((يَا بَنِي حَارِثَةَ مَا أُرَاكُمْ إِلَّا قَدْ خَرَجْتُمْ مِنَ الْحَرَمِ۔)) ثُمَّ نَظَرَ فَقَالَ: ((بَلْ أَنْتُمْ فِيهِ، بَلْ أَنْتُمْ فِيهِ۔)) (مسند احمد: ۷۸۳۱)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مدینہ کے دو حرّوں کے درمیان والی جگہ کو میری زبان کے ذریعے حرم قرار دیا ہے۔'' اس کے بعد آپ ﷺ بنو حارثہ کے ہاں گئے اور فرمایا: ''بنو حارثہ! میرا خیال ہے کہ تمہاری سکونت حرم سے باہر ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے غور سے دیکھا اور فرمایا: ''نہیں نہیں، تم حرم کے اندر ہی ہو، تم حرم کے اندر ہی ہو۔''

(۱۲۶۱۱) تخریج: اخرجه مسلم: ۱۵۰۸ (انظر: ۹۱۷۳)

(۱۲۶۱۲) تخریج: أخرجه البخاري: ۱۸۶۹ (انظر: ۷۸٤٤)

(۱۲۶۱۳)۔ وَعَنْهُ فِیْ اُخْرٰی قَالَ: عَنِ ابْنِ الْمُسَیَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَیْرَةَ قَالَ: حَرَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَا بَیْنَ لَابَتَیِ الْمَدِینَةِ، قَالَ أَبُو هُرَیْرَةَ: فَلَوْ وَجَدْتُ الظِّبَاءَ مَا بَیْنَ لَابَتَیْهَا مَا ذَعَرْتُهَا، وَجَعَلَ حَوْلَ الْمَدِینَةِ اثْنَیْ عَشَرَ مِیلًا حِمًی۔ (مسند احمد: ۷۷٤۰)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کے دو حرّوں کے درمیان والی جگہ کو حرم قرار دیا ہے، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر میں ان دو حرّوں کے درمیان ہرن پاؤں تو میں ان کو ڈراتا دھمکاتا نہیں اور آپ نے مدینہ کے اردگرد بارہ میل کو حرم قرار دیا تھا۔

(۱۲۶۱٤)۔ (وَعَنْهُ اَیْضًا) قَالَ: لَوْ رَأَیْتُ الْأَرْوٰی تَجُوسُ مَا بَیْنَ لَابَتَیْهَا یَعْنِی الْمَدِینَةَ مَا هِجْتُهَا وَلَا مَسِسْتُهَا، وَذٰلِكَ أَنِّی سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ((یُحَرِّمُ شَجَرَهَا أَنْ یُخْبَطَ أَوْ یُعْضَدَ۔)) (مسند احمد: ۷٤٦۹)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے، وہ کہتے ہیں: اگر میں جنگلی بکریوں کو مدینہ کے دو حرّوں کے درمیان گھومتے دیکھوں تو میں نہ انہیں ڈراتا دھمکاتا ہوں، اور نہ اس کو ہاتھ لگاتا ہوں، اس لیے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا تھا کہ آپ ﷺ اس کے درختوں کو جھاڑنے یا کاٹنے کو حرام قرار دے رہے تھے۔

(۱۲۶۱۵)۔ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ حَرَّمَ مَا بَیْنَ حَرَّتَیِ الْمَدِینَةِ، لَا یُقْطَعُ مِنْهَا شَجَرَةٌ إِلَّا أَنْ یَعْلِفَ الرَّجُلُ بَعِیرَهُ۔ (مسند احمد: ۱٤٦۷۱)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ کے دو حرّوں کے درمیان والی جگہ کو حرم قرار دیا ہے کہ وہاں سے کوئی درخت نہیں کاٹا جا سکتا، البتہ اگر کوئی آدمی اپنے اونٹ کو چارہ ڈالنا چاہے تو اس کی اجازت ہے۔

(۱۲۶۱٦)۔ وَعَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ أَبِی عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: رَأَیْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِی وَقَّاصٍ أَخَذَ رَجُلًا یَصِیدُ فِی حَرَمِ الْمَدِینَةِ الَّذِی حَرَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَسَلَبَهُ ثِیَابَهُ، فَجَاءَ مَوَالِیهِ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَرَّمَ هٰذَا الْحَرَمَ، وَقَالَ: ((مَنْ رَأَیْتُمُوهُ یَصِیدُ فِیهِ شَیْئًا فَلَهُ

سلیمان بن ابی عبداللہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے حرم مدینہ، جسے رسول اللہ ﷺ نے حرم قرار دیا تھا، میں ایک آدمی کو شکار کرتے دیکھا تو انھوں نے اس کے کپڑے اپنے قبضے میں لے لیے، اس کی برادری کے لوگ آئے، تو سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: اس حرم کو رسول اللہ ﷺ نے حرم قرار دیا اور فرمایا کہ ''تم اس حرم میں کسی کو شکار کرتا دیکھو تو اس سے چھینا ہوا مال اس کا ہو

(۱۲۶۱۳) تخریج: أخرجه البخاری: ۱۸۷۳، ومسلم: ۱۳۷۲ (انظر: ۷۷۵٤)
(۱۲۶۱٤) تخریج: صحیح (انظر: ۷٤۷۵)
(۱۲۶۱۵) تخریج: صحیح لغیره (انظر: ۱٤٦۱٦)
(۱۲۶۱٦) تخریج: حدیث صحیح، اخرجه ابوداود: ۲۰۳۷ (انظر: ۱٤٦۱)

سَلَبُهُ۔)) فَلَا أَرُدُّ عَلَيْكُمْ طُعْمَةً أَطْعَمَنِيهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، وَلٰكِنْ إِنْ شِئْتُمْ أَعْطَيْتُكُمْ ثَمَنَهُ، وَقَالَ عَفَّانُ مَرَّةً: إِنْ شِئْتُمْ أَنْ أُعْطِيَكُمْ ثَمَنَهُ أَعْطَيْتُكُمْ۔ (مسند احمد: ١٤٦٠)

گا۔'' پس جو چیز رسول اللہ ﷺ نے مجھے دی ہے، میں تو اسے واپس نہیں کروں گا، البتہ اگر تم چاہتے ہو تو میں اس کی قیمت تمہیں دے دیتا ہوں۔

(١٢٦١٧)۔ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، أَنَّ سَعْدًا رَكِبَ إِلٰى قَصْرِهِ بِالْعَقِيقِ، فَوَجَدَ غُلَامًا يَخْبِطُ شَجَرًا أَوْ يَقْطَعُهُ فَسَلَبَهُ، فَلَمَّا رَجَعَ سَعْدٌ جَاءَهُ أَهْلُ الْغُلَامِ فَكَلَّمُوهُ أَنْ يَرُدَّ مَا أَخَذَ مِنْ غُلَامِهِمْ، فَقَالَ: مَعَاذَ اللّٰهِ أَنْ أَرُدَّ شَيْئًا نَفَّلَنِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبٰى أَنْ يَرُدَّ عَلَيْهِمْ۔ (مسند احمد: ١٤٤٣)

عامر بن سعد سے روایت ہے کہ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سواری پر سوار ہو کر وادیٔ عقیق میں واقع اپنے محل کی طرف جا رہے تھے، انہوں نے ایک لڑکے کو دیکھا جو درختوں کے پتے جھاڑ رہا تھا یا کاٹ رہا تھا، انہوں نے اس کا ساز و سامان چھین لیا، جب سیدنا سعد رضی اللہ عنہ واپس آئے تو اس لڑکے کی برادری کے لوگوں نے آ کر درخواست کی کہ انہوں نے اس لڑکے کا جو سامان قبضے میں لیا ہے، وہ اسے واپس کر دیں، لیکن انہوں نے کہا: اللہ کی پناہ، ایسا نہیں ہوسکتا کہ جو چیز اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے دی ہو، میں وہ واپس کر دوں اور انہوں نے وہ سامان واپس کرنے سے انکار کر دیا۔

(١٢٦١٨)۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((بَلِيَّةُ قَوْمٍ قِبَلَ الْمَشْرِقِ مُحَلَّقَةٌ رُءُ وْسُهُمْ۔)) وَسُئِلَ عَنِ الْمَدِينَةِ فَقَالَ: ((حَرَامٌ آمِنٌ حَرَامٌ آمِنٌ۔)) (مسند احمد: ١٦٠٧٢)

سیدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مشرق کی طرف ایک قوم ظاہر ہوگی، ان کے سر منڈے ہوئے ہوں گے اور وہ فتنوں میں مبتلا ہوگی۔'' اور جب آپ ﷺ سے مدینہ منورہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ حرم ہے، امن کی جگہ ہے، یہ حرم ہے، امن کی جگہ ہے۔''

فوائد:...... مشرق کی طرف سے نکلنے والی قوم سے مراد خوارج ہیں، جن کا ذکر آگے آئے گا۔

(١٢٦١٩)۔ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: خَطَبَ مَرْوَانُ النَّاسَ، فَذَكَرَ مَكَّةَ وَحُرْمَتَهَا،

نافع بن جبیر سے مروی ہے کہ مروان نے لوگوں کو خطبہ دیا اور اس نے مکہ اور حرم مکہ کا ذکر کیا، سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے

(١٢٦١٧) تخريج: اخرجه مسلم: ١٣٦٤ (انظر: ١٤٤٣)

(١٢٦١٨) تخريج: اخرجه مسلم: ١٠٦٨ (انظر: ١٥٩٧٦)

(١٢٦١٩) تخريج: أخرجه مسلم: ١٣٦١ (انظر: ١٧٢٧٢)

فَنَادَاهُ رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ فَقَالَ: إِنَّ مَكَّةَ إِنْ تَكُنْ حَرَمًا، فَإِنَّ الْمَدِينَةَ حَرَمٌ، حَرَّمَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، وَهُوَ مَكْتُوبٌ عِنْدَنَا فِي أَدِيمٍ خَوْلَانِيٍّ، إِنْ شِئْتَ أَنْ نُقْرِءَ كَهُ، فَعَلْنَا فَنَادَاهُ مَرْوَانُ أَجَلْ، قَدْ بَلَغَنَا ذٰلِكَ۔ (مسند احمد: ١٧٤٠٤)

بلند آواز سے اسے مخاطب کر کے کہا: اگر مکہ حرم ہے تو مدینہ منورہ بھی حرم ہے، جسے رسول اللہ ﷺ نے حرم قرار دیا ہے اور یہ مسئلہ ہمارے پاس خولانی چمڑے میں لکھا ہوا موجود ہے، اگر تم چاہو تو میں وہ تحریر تمہیں پڑھا سکتا ہوں، تو مروان نے بھی باآواز بلند کہا: ہاں ہاں یہ مسئلہ ہمیں بھی معلوم ہے۔

(١٢٦٢٠)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ: مَا بَيْنَ كَدَاءٍ وَأُحُدٍ حَرَامٌ حَرَّمَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، مَا كُنْتُ لِأَقْطَعَ بِهِ شَجَرَةً، وَلَا أَقْتُلَ بِهِ طَائِرًا۔ (مسند احمد: ٢٤١٨٨)

سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: مدینہ منورہ کداء سے احد پہاڑ تک حرم ہے، اسے رسول اللہ ﷺ نے حرم قرار دیا ہے، میں حدودِ حرم میں سے نہ کوئی درخت کاٹتا ہوں اور نہ کسی پرندے کو قتل کرتا ہوں۔

(١٢٦٢١)۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ، عَنْ جَدِّهِ أَبِي حَسَنٍ قَالَ: دَخَلْتُ الْأَسْوَاقَ، وَقَالَ: فَأَثَرْتُ، وَقَالَ الْقَوَارِيرِيُّ مَرَّةً: فَأَخَذْتُ دُبْسَتَيْنِ، قَالَ: وَأُمُّهُمَا تُرَشْرِشُ عَلَيْهِمَا، وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ آخُذَهُمَا، قَالَ: فَدَخَلَ عَلَيَّ أَبُو حَسَنٍ فَنَزَعَ مِتْيَخَةً، قَالَ: فَضَرَبَنِي بِهَا، فَقَالَتْ لِي امْرَأَةٌ مِنَّا يُقَالُ لَهَا مَرْيَمُ: لَقَدْ تَعِسْتَ مِنْ عَضُدِهِ وَمِنْ تَكْسِيرِ الْمِتْيَخَةِ، فَقَالَ لِي: أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّمَ مَا بَيْنَ لَابَتَيِ الْمَدِينَةِ؟ (مسند احمد: ١٦٨٣١)

یحیی بن عمارہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں بازار میں داخل ہوا تو میں نے دو چھوٹے چھوٹے پرندے دیکھے، جن پر ان کی ماں اپنے پر پھیلائے بیٹھی تھی، میں نے ان کو پکڑنا چاہا تو اچانک ابوحسن آ گئے، انہوں نے کھجور کی شاخ کھینچی اور مجھے ماردی، تو ہمارے خاندان کی ایک خاتون، جس کا نام مریم تھا، اس نے کہا: تو اس کے بازو اور کھجور کی شاخ توڑنے کی وجہ سے ہلاک ہو جائے، پھر انھوں نے مجھ سے کہا: کیا تم نہیں جانتے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ کی دو حرّوں کے درمیان والی جگہ کو حرم قرار دیا ہے؟

(١٢٦٢٢)۔ عَنْ شُرَحْبِيلَ قَالَ: أَخَذْتُ نُهَسًا بِالْأَسْوَاقِ، فَأَخَذَهُ مِنِّي زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ

شرحبیل کہتے ہیں: میں نے (مدینہ منورہ کی) اسواق جگہ سے نُہَس پرندا پکڑ لیا، لیکن سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے مجھ سے

(١٢٦٢٠) تخريج: صحيح لغيره (انظر: ٢٣٧٨٠)

(١٢٦٢١) تخريج: اسناده حسن، اخرجه مختصرا الطبراني في "الكبير": ٢٢/ ٩٨١ (انظر: ١٦٧١١)

(١٢٦٢٢) تخريج: صحيح لغيره، اخرجه مالك: ٢/ ٨٩٠، والطبراني: ٤٩١١، وابن ابي شيبة: ١٤/ ١٩٩ (انظر: ٢١٥٧٦)

فَأَرْسَلَهُ، وَقَالَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ حَرَّمَ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا؟ (مسند احمد: ۲۱۹۰۹)

لے کر چھوڑ دیا اور کہا: کیا آپ جانتے نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان دو حرّوں کے درمیان کی جگہ کو حرم قرار دیا ہے۔

فوائد:..... نُهَس وہ پرندہ ہے، جو چڑیوں اور چھوٹے جانوروں کا شکار کرتا ہے، اس کا سر اور چونچ بڑے ہوتے ہیں اور اس کی دم ہلتی رہتی ہے۔

(۱۲۶۲۳)۔ وَعَنْ زِيَادِ بْنِ سَعْدِ الْخُرَاسَانِيِّ سَمِعَ شُرَحْبِيلَ بْنَ سَعْدٍ يَقُولُ: أَتَانَا زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، وَنَحْنُ فِي حَائِطٍ لَنَا، وَمَعَنَا فِخَاخٌ نَنْصِبُ بِهَا فَصَاحَ بِنَا وَطَرَدَنَا وَقَالَ: أَلَمْ تَعْلَمُوا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ حَرَّمَ صَيْدَهَا؟ (يَعْنِي الْمَدِينَةَ)۔ (مسند احمد: ۲۲۰۰۳)

شرجیل بن سعد سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم اپنے باغ میں پرندوں کے شکار کے لیے جال لگائے ہوئے تھے کہ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور ہمیں دیکھ کر چیخ اٹھے اور ہمیں بھگا دیا اور کہا: کیا تم لوگ نہیں جانتے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ میں شکار کرنے کو حرام قرار دیا ہے۔

(۱۲۶۲۴)۔ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّادٍ الزُّرَقِيَّ، أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ يَصِيدُ الْعَصَافِيرَ فِي بِئْرِ إِهَابٍ وَكَانَتْ لَهُمْ، قَالَ: فَرَآنِي عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ وَقَدْ أَخَذْتُ الْعُصْفُورَ، فَيَنْزِعُهُ مِنِّي فَيُرْسِلُهُ وَيَقُولُ: أَيْ بُنَيَّ! إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ حَرَّمَ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا، كَمَا حَرَّمَ إِبْرَاهِيمُ مَكَّةَ۔ (مسند احمد: ۲۳۰۸۴)

عبداللہ بن عباد زرقی سے مروی ہے کہ وہ اِہاب کنویں کے قریب چڑیوں کا شکار کر رہے تھے، یہ ان کا اپنا کنواں تھا، وہ کہتے ہیں: سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے مجھے وہاں دیکھ لیا، جبکہ میں نے ایک چڑیا پکڑی ہوئی تھی، انہوں نے وہ مجھ سے چھین کر چھوڑ دی اور کہا: پیارے بیٹے! رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کے دو حرّوں کے درمیان والی جگہ کو اسی طرح حرم قرار دیا ہے، جیسے ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم قرار دیا ہے۔

اَلْبَابُ الثَّانِيْ فِيْ دُعَاءِ النَّبِيِّ ﷺ لِلْمَدِيْنَةِ وَاَهْلِهَا بِالْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ وَاَنْ يُذْهِبَ اللّٰهُ مِنْهَا الْوَبَاءَ

باب دوم: مدینہ اور اہل مدینہ کی خیر و برکت اور یہاں سے وباؤں کے ٹلنے کے لیے نبی کریم ﷺ کی دعاؤں کا تذکرہ

(۱۲۶۲۵)۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضی اللہ عنہ،

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم

(۱۲۶۲۳) تخريج: صحيح لغيره، اخرجه الحميدى: ۴۰۰، والطبرانى: ۴۹۱۳ (انظر: ۲۱۶۶۳)

(۱۲۶۲۴) تخريج: المرفوع منه صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف، يعلى بن عبد الرحمن، لم يؤثر توثيقه عن غير ابن حبان، اخرجه البزار: ۲۷۲۸، والطبرانى فى "الكبير": ۵۵۳۳ (انظر: ۲۲۷۰۸)

(۱۲۶۲۵) تخريج: اسناده صحيح، اخرجه الترمذى: ۳۹۱۴ (انظر: ۹۳۶)

أَنَّهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِالْحَرَّةِ بِالسُّقْيَا الَّتِي كَانَتْ لِسَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِئْتُونِي بِوَضُوءٍ۔)) فَلَمَّا تَوَضَّأَ قَامَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ ثُمَّ كَبَّرَ ثُمَّ قَالَ: ((اللّٰهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ عَبْدَكَ وَخَلِيلَكَ، دَعَا لِأَهْلِ مَكَّةَ بِالْبَرَكَةِ، وَأَنَا مُحَمَّدٌ عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ، أَدْعُوكَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ، أَنْ تُبَارِكَ لَهُمْ فِي مُدِّهِمْ وَصَاعِهِمْ، مِثْلَيْ مَا بَارَكْتَ لِأَهْلِ مَكَّةَ مَعَ الْبَرَكَةِ بَرَكَتَيْنِ۔)) (مسند احمد: ۹۳٦)

رسول اللہ ﷺ کی معیت میں باہر گئے، جب ہم حرہ میں سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے کنوئیں پر پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وضو کا پانی لاؤ۔'' پس آپ ﷺ وضو کر کے قبلہ رخ ہو کر کھڑے ہو گئے اور پھر فرمایا: ''اے اللہ! ابراہیم علیہ السلام تیرے بندے اور خلیل تھے، انہوں نے مکہ والوں کے لیے برکت کی دعا کی تھی، میں محمد بھی تیرا بندہ اور رسول ہوں، میں تجھ سے اہل مدینہ کے حق میں دعا کرتا ہوں کہ ان کے مد اور صاع میں اہل مکہ سے دو گنا زیادہ برکت کر دے۔''

فوائد:...... مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ، دونوں شہروں میں بسیرا کرنے والے نبی کریم ﷺ کی دعا کی برکت کو محسوس کرتے ہیں۔

(۱۲٦۲٦)۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، قَالَ: مَا بَيْنَ لَابَتَيِ الْمَدِينَةِ حَرَامٌ، قَدْ حَرَّمَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَمَا حَرَّمَ إِبْرَاهِيمُ مَكَّةَ، ((اللّٰهُمَّ اجْعَلِ الْبَرَكَةَ فِيهَا بَرَكَتَيْنِ وَبَارِكْ لَهُمْ فِي صَاعِهِمْ وَمُدِّهِمْ۔)) (مسند احمد: ۱٤٥۷)

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: مدینہ منورہ کے دو حرّوں کے درمیان والی جگہ حرم ہے، رسول اللہ ﷺ نے اسے اسی طرح حرم قرار دیا ہے، جیسے سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم قرار دیا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یا اللہ! تو مدینہ میں دوگناہ برکت نازل فرما اور اہل مدینہ کے صاع اور مد میں برکت فرما۔''

(۱۲٦۲۷)۔ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ مُدِّنَا وَصَاعِنَا وَاجْعَلِ الْبَرَكَةَ بَرَكَتَيْنِ۔)) (مسند احمد: ۱۱٤٥۲)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! ہمارے مد اور صاع میں برکت فرما اور اس کی برکت کو دوگنا کر دے۔''

(۱۲٦۲۸)۔ وحَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ الْقَرَّاظُ،

سیدنا سعد بن مالک اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

(۱۲٦۲٦) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۳٦۳ (انظر: ۱٤٥۷)

(۱۲٦۲۷) تخريج: اخرجه مسلم: ۱۳۷٤ (انظر: ۱۱٤۳۲)

(۱۲٦۲۸) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۳۸۷ (انظر: ۱٥۹۳)

أَنَّهُ سَمِعَ سَعْدَ بْنَ مَالِكٍ وَأَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولَانِ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ فِي مَدِينَتِهِمْ، وَبَارِكْ لَهُمْ فِي صَاعِهِمْ، وَبَارِكْ لَهُمْ فِي مُدِّهِمْ، اَللّٰهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ عَبْدُكَ وَخَلِيلُكَ، وَإِنِّي عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ، وَإِنَّ إِبْرَاهِيمَ سَأَلَكَ لِأَهْلِ مَكَّةَ، وَإِنِّي أَسْأَلُكَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ كَمَا سَأَلَكَ إِبْرَاهِيمُ لِأَهْلِ مَكَّةَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ، إِنَّ الْمَدِينَةَ مُشْتَبِكَةٌ بِالْمَلَائِكَةِ عَلٰى كُلِّ نَقْبٍ مِنْهَا مَلَكَانِ يَحْرُسَانِهَا، لَا يَدْخُلُهَا الطَّاعُونُ وَلَا الدَّجَّالُ، فَمَنْ أَرَادَهَا بِسُوءٍ أَذَابَهُ اللّٰهُ كَمَا يَذُوبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ۔)) (مسند احمد: ۱۵۹۳)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یااللہ! اہل مدینہ کے لیے ان کے مدینہ میں برکت فرما اور ان کے لیے ان کے صاع اور مد میں برکت فرما، اے اللہ! ابراہیم علیہ السلام تیرے بندے اور خلیل تھے اور میں بھی تیرا بندہ اور رسول ہوں، ابراہیم علیہ السلام نے تجھ سے اہل مکہ کے لیے دعا کی تھی اور انہوں نے جس طرح اہل مکہ کے لیے دعا کی تھی، اسی طرح میں اہل مدینہ کے لیے دو گنا برکت کی دعا کرتا ہوں، مدینہ منورہ فرشتوں سے ڈھانپا ہوا ہے، اس کے داخلہ کے ہر راستہ پر دو دو فرشتے مقرر ہیں، جو اس کی حفاظت کرتے ہیں، طاعون اور دجال مدینہ میں داخل نہیں ہوسکیں گے، جو آدمی اہل مدینہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے گا، اللہ اسے اسی طرح پگھلا کر نیست و نابود کر دے گا، جیسے پانی میں نمک گھل جاتا ہے۔''

(۱۲۶۲۹)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِينَةِ ضِعْفَيْ مَا بِمَكَّةَ مِنَ الْبَرَكَةِ۔)) (مسند احمد: ۱۲۴۷۹)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! مکہ میں جس قدر برکت ہے، مدینہ میں اس سے دوگنا زیادہ برکت نازل فرما۔''

(۱۲۶۳۰)۔ عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا وَنَظَرَ إِلَى الشَّامِ، فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ أَقْبِلْ بِقُلُوبِهِمْ۔)) وَنَظَرَ إِلَى الْعِرَاقِ، فَقَالَ نَحْوَ ذٰلِكَ، وَنَظَرَ قِبَلَ كُلِّ أُفُقٍ فَفَعَلَ ذٰلِكَ، وَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا مِنْ ثَمَرَاتِ الْأَرْضِ، وَبَارِكْ لَنَا فِي مُدِّنَا وَصَاعِنَا۔)) (مسند احمد: ۱۴۷۴۶)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے شام کی طرف رخ کیا اور یہ دعا کی: ''اے اللہ! ان کے دلوں کو ادھر مائل کر دے۔'' پھر آپ ﷺ نے عراق کی جانب اور پھر ہر افق کی جانب رخ کر کے یہی دعا فرمائی اور پھر فرمایا: ''اے اللہ! ہمیں زمین کے پھلوں کا رزق عطا فرما اور ہمارے مد اور صاع میں برکت فرما دے۔''

(۱۲۶۲۹) تخریج: أخرجه البخاري: ۱۸۸۵، ومسلم: ۱۳۶۹ (انظر: ۱۲۴۵۲)

(۱۲۶۳۰) تخریج: صحیح لغیره، اخرجه البزار: ۱۱۸۴، والبخاري في "الادب المفرد": ۴۸۲ (انظر: ۱۴۶۹۰)

(۱۲۶۳۱)۔ عَنْ أَبِی قَتَادَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ ثُمَّ صَلَّى بِأَرْضِ سَعْدٍ بِأَصْلِ الْحَرَّةِ عِنْدَ بُيُوتِ السُّقْيَا، ثُمَّ قَالَ: ((اللّٰهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلَكَ وَعَبْدَكَ وَنَبِيَّكَ دَعَاكَ لِأَهْلِ مَكَّةَ، وَأَنَا مُحَمَّدٌ عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ وَرَسُولُكَ أَدْعُوكَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ مِثْلَ مَا دَعَاكَ بِهِ إِبْرَاهِيمُ لِأَهْلِ مَكَّةَ، نَدْعُوكَ أَنْ تُبَارِكَ لَهُمْ فِی صَاعِهِمْ وَمُدِّهِمْ وَثِمَارِهِمْ، اللّٰهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِينَةَ كَمَا حَبَّبْتَ إِلَيْنَا مَكَّةَ، وَاجْعَلْ مَا بِهَا مِنْ وَبَاءٍ بِخُمٍّ، اللّٰهُمَّ إِنِّی قَدْ حَرَّمْتُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا كَمَا حَرَّمْتَ عَلَى لِسَانِ إِبْرَاهِيمَ الْحَرَمَ۔)) (مسند احمد: ۲۳۰۰۷)

سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور پھر حرہ میں واقع سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کی جگہ میں سقیا کے گھروں کے قریب نماز ادا کی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں دعا کی: ”اے اللہ! تیرے خلیل، بندے اور نبی ابراہیم علیہ السلام نے اہل مکہ کے لیے دعا کی تھی، میں محمد تیرا بندہ، نبی اور رسول ہوں، میں تجھ سے اہل مدینہ کے لیے اسی طرح دعا کرتا ہوں، جیسے ابراہیم علیہ السلام نے اہل مکہ کے لیے دعا کی تھی، ہم تجھ سے دعا کرتے ہیں کہ اہل مدینہ کے صاع، مد اور پھلوں میں برکت فرما، اے اللہ! تو نے جس طرح ہمارے دلوں میں مکہ کی محبت رکھی ہے، اسی طرح مدینہ کی محبت بھی ہمارے دلوں میں ڈال دے اور یہاں کی وبا اور بیماری کو (جحفہ کے قریب) خُم میں منتقل کر دے، اے اللہ! جس طرح تو نے ابراہیم علیہ السلام کی زبانی مکہ کو حرم قرار دیا ہے، اسی طرح میں مدینہ کی دوحرّوں کے درمیان والی جگہ کو حرام قرار دیتا ہوں۔“

(۱۲۶۳۲)۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِينَةَ، وَهِیَ أَوْبَأُ أَرْضِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، فَاشْتَكَى أَبُو بَكْرٍ قَالَتْ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اللّٰهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِينَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ وَصَحِّحْهَا، وَبَارِكْ لَنَا فِی مُدِّهَا وَصَاعِهَا وَانْقُلْ حُمَّاهَا، فَاجْعَلْهَا فِی الْجُحْفَةِ۔)) (مسند احمد: ۲٤۷۹۲)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو یہ روئے زمین پر سب سے زیادہ وبا زدہ زمین تھی، جب سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس بات کا شکوہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا کی: ”اے اللہ! ہمارے دلوں میں مدینہ کی محبت بھی اسی طرح ڈال دے، جیسے ہمارے دلوں میں مکہ کی محبت ہے، یا اس سے بھی زیادہ محبت ڈال اور اسے بیماریوں سے پاک کر کے صحت و پاکیزگی والا بنا دے اور ہمارے لیے اس کے مد اور صاع میں برکت فرما اور اس کے بخار کو یہاں سے جحفہ میں منتقل کر دے۔“

فوائد:...... جُحفہ بہت بڑا گاؤں تھا، جو مکہ مکرمہ سے بیاسی میل کے فاصلے پر واقع تھا، اس کو مُہَیعہ بھی کہتے تھے،

(۱۲۶۳۱) تخریج: اسناده صحیح، اخرجه ابن خزیمة: ۲۱۰ (انظر: ۲۲۶۳۰)

(۱۲۶۳۲) تخریج: أخرجه البخاری: ۶۳۷۲، ومسلم: ۱۳۷۶ (انظر: ۲٤۲۸۸)

یہ یہودیوں کا مسکن تھا اور وہاں کوئی ایک مسلمان بھی نہیں رہتا تھا، اس لیے آپ ﷺ نے دعا کی کہ مدینہ منورہ کا بخار اُدھر منتقل ہو جائے، جیسا کہ امام نووی نے شرح مسلم میں امام ابن حبان وغیرہ کے اقوال نقل کیے ہیں۔ (صحیحہ: ۲۵۸۴)

(١٢٦٣٣)۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ اشْتَكٰى أَصْحَابُهُ، وَاشْتَكٰى أَبُو بَكْرٍ وَعَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ مَوْلٰى أَبِي بَكْرٍ وَبِلَالٌ، فَاسْتَأْذَنَتْ عَائِشَةُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عِيَادَتِهِمْ، فَأَذِنَ لَهَا، فَقَالَتْ لِأَبِي بَكْرٍ: كَيْفَ تَجِدُكَ؟ فَقَالَ: كُلُّ امْرِئٍ مُصَبَّحٌ فِي أَهْلِهِ وَالْمَوْتُ أَدْنٰى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ، وَسَأَلَتْ عَامِرًا، فَقَالَ: إِنِّي وَجَدْتُ الْمَوْتَ قَبْلَ ذَوْقِهِ إِنَّ الْجَبَانَ حَتْفُهُ مِنْ فَوْقِهِ وَسَأَلَتْ بِلَالًا فَقَالَ: يَا لَيْتَ شِعْرِي هَلْ أَبِيتَنَّ لَيْلَةً بِفَجٍّ وَحَوْلِي إِذْخِرٌ وَجَلِيلُ، فَأَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَتْهُ بِقَوْلِهِمْ، فَنَظَرَ إِلَى السَّمَاءِ، وَقَالَ: ((اللّٰهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِينَةَ كَمَا حَبَّبْتَ إِلَيْنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ، اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي صَاعِهَا وَفِي مُدِّهَا، وَانْقُلْ وَبَاءَهَا إِلٰى مَهْيَعَةَ۔)) وَهِيَ الْجُحْفَةُ كَمَا زَعَمُوا۔ (مسند احمد: ٢٤٨٦٤)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ میں تشریف لائے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین بیمار پڑ گئے، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ، ان کے غلام سیدنا عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ بھی بیمار پڑ گئے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کی عیادت کے لیے نبی کریم ﷺ سے اجازت لی اور آپ ﷺ نے ان کو اجازت دے دی، پس وہ گئیں اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ کیسے ہیں؟ انہوں نے کہا: ہر آدمی کو اپنے اہل وعیال میں صبح بخیر کہا جاتا ہے جبکہ موت اس کے جوتے کے تسمہ سے بھی قریب تر ہوتی ہے۔ پھر انھوں نے سیدنا عامر رضی اللہ عنہ سے ان کا حال پوچھا تو انہوں نے کہا: میں موت آنے سے پہلے ہی موت چکھ رہا ہوں، بے شک بزدل آدمی پر اس کے اوپر سے موت آ گرتی ہے، جب سیدہ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے ان کا حال دریافت کیا تو انھوں نے کہا: کاش مجھے معلوم ہو کہ میں کس رات مکہ کے قریب وادی فج میں پہنچوں گا اور رات وہاں بسر کروں گا اور وہاں کی اذخر جھاڑی اور جلیل گھاس میرے ارد گرد ہوگی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان حضرات کی کیفیات نبی کریم ﷺ کو بتائیں، آپ ﷺ نے آسمان کی طرف نظر اٹھا کر یہ دعا کی: ''اے اللہ! تو نے جس طرح ہمارے دلوں میں مکہ کی محبت ڈالی ہوئی ہے، اسی طرح ہمارے دلوں میں مدینہ کی محبت یا اس سے زیادہ محبت ڈال دے، اے اللہ! ہمارے لیے یہاں کے صاع اور مد میں برکت فرما اور یہاں کی وباء کو مھیعہ کی طرف منتقل کر دے۔'' اہل علم کہتے ہیں: مھیعہ سے مراد مقام جحفہ ہے۔

(١٢٦٣٣) تخريج: أخرجه البخاري: ١٨٨٩ (انظر: ٢٤٣٦٠)

فوائد:...... مدینہ منورہ کے علاقے میں پایا جانے والا بخار مشہور تھا، یہاں تک کہ عمرۂ قضا میں طواف کے دوران مکہ کے مشرکوں نے صحابہ کے بارے میں کہا تھا کہ یثرب (مدینہ) کے بخار نے ان کو کمزور کر دیا ہے، اس لیے آپ ﷺ نے رمل کرنے کا حکم دیا تھا۔ ایک طرف صحابۂ کرام کے ذہن میں اپنے آبائی وطن مکہ مکرمہ کو چھوڑنے کا طبعی غم موجود تھا، دوسری طرف وہ جس شہر میں آئے تھے، اس میں پائے جانے والے بخار کی لپیٹ میں آ گئے، اسی بنا پر سیدنا ابو بکر اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہما نے یہ اشعار کہے ہیں، پھر آپ ﷺ کی دعا کی برکت سے مسلمان امراض سے راحت پا گئے اور انہیں مدینہ محبوب ہو گیا۔

اس وقت جحفہ دار الشرک تھا، اس لیے آپ ﷺ نے مدینہ کے بخار کے جحفہ میں منتقل ہو جانے کی دعا کی، تا کہ وہ لوگ اس بخار میں مبتلا رہیں اور کافروں اور سرکشوں کی مدد نہ کر سکیں، اس دعا کے بعد سب سے زیادہ بخار اسی علاقے میں پایا جاتا تھا، بلکہ اگر کوئی آدمی جحفہ مقام سے پانی پیتا تو اسے بخار چڑھ جاتا۔

(۱۲۶۳۴)۔ (وَعَنْهُ اَيْضًا) عَنْ عَائِشَةَ مِنْ طَرِيْقٍ آخَرَ، وَلَيْسَ فِيْهِ ذِكْرُ عَامِرٍ وَفِيْهِ: إِنَّ بِلَالًا قَالَ: كُلُّ امْرِءٍ مُصَبَّحٌ فِي أَهْلِهِ، وَالْمَوْتُ أَدْنٰى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ، وَكَانَ بِلَالٌ إِذَا أُقْلِعَ عَنْهُ تَغَنّٰى، فَقَالَ: أَلَا لَيْتَ شَعْرِي هَلْ أَبِيْتَنَّ لَيْلَةً بِوَادٍ، وَحَوْلِي إِذْخِرٌ وَجَلِيْلُ، وَهَلْ أَرِدَنْ يَوْمًا مِيَاهَ مَجَنَّةٍ، وَهَلْ يَبْدُوَنْ لِي شَامَةٌ وَطَفِيلُ، اللّٰهُمَّ اخْزِ عُتْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ وَأُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ كَمَا أَخْرَجُونَا مِنْ مَكَّةَ۔ (مسند احمد: ۲٦۷۷۰)

(دوسری سند) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، اس طریق میں سیدنا عامر رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں ہے، اس میں ہے کہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے یہ کہا تھا: ہر آدمی کو اپنے اہل و عیال میں صبح بخیر کہا جاتا ہے جب کہ موت اس کے جوتے کے تسمہ سے بھی قریب تر ہوتی ہے، جب سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا بخار اتر جاتا تو وہ گا کر یہ پڑھتے تھے: کاش مجھے معلوم ہو کہ میں کونسی رات اس وادی میں جا کر گزاروں گا، جہاں میرے ارد گرد اذخر اور جلیل گھاس ہوگی اور میں مجنہ وادی کے پانیوں میں پہنچوں گا اور شامہ اور طفیل نامی پہاڑ میری نظر کے سامنے ہوں گے۔ اے اللہ! تو عتبہ بن ربیعہ اور امیہ بن خلف کو رسوا کر دے، جیسا کہ انھوں نے ہمیں مکہ سے نکال دیا ہے۔

اَلْبَابُ الثَّالِثُ فِيْ فَضْلِ سُكْنَى الْمَدِيْنَةِ وَالصَّبْرِ عَلٰى لَأْوَاءِهَا وَكَرَاهَةِ الْخُرُوْجِ مِنْهَا رَغْبَةً عَنْهَا وَاَنَّهَا تَنْفِي الْخَبَثَ عَنْهَا

باب سوم: مدینہ منورہ کی سکونت، وہاں کے شدائد پر صبر اور شدائد سے گھبرا کر وہاں سے باہر چلے جانے کی کراہت اور اس امر کا بیان کہ مدینہ کی سرزمین برے لوگوں کو خود ہی باہر نکال دیتی ہے

(۱۲۶۳۵)۔ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

(۱۲۶۳۴) تخريج: انظر الحديث السابق

(۱۲۶۳۵) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۳٦۳ (انظر: ۱۵۷۳)

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنِّي أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيِ الْمَدِينَةِ، أَنْ يُقْطَعَ عِضَاهُهَا، أَوْ يُقْتَلَ صَيْدُهَا، وَقَالَ: الْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُونَ، لَا يَخْرُجُ مِنْهَا أَحَدٌ، رَغْبَةً عَنْهَا إِلَّا أَبْدَلَ اللّٰهُ فِيهَا مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْهُ، وَلَا يَثْبُتُ أَحَدٌ عَلَى لَأْوَائِهَا وَجَهْدِهَا إِلَّا كُنْتُ لَهُ شَهِيدًا أَوْ شَفِيعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ.)) (مسند احمد: ۱۵۷۳)

اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں مدینہ منورہ کی دوحرّوں کے درمیان والی زمین کوحرم قرار دیتا ہوں، یہاں سے کوئی جھاڑی نہ کاٹی جائے اور کوئی شکار نہ کیا جائے۔'' نیز فرمایا: ''مدینہ ان لوگوں کے لیے بہتر ہوگا، کاش کہ یہ لوگ اس بات سے واقف ہوتے، جو کوئی یہاں سے اعراض کرتے ہوئے چلا جاتا ہے، اللہ اس کے عوض اس سے بہتر آدمی کو اس میں لے آتا ہے، جو آدمی یہاں کی پریشانیوں اور شدائد پر صبر کرے گا، میں قیامت کے دن اس کے لیے گواہ یا سفارشی بنوں گا۔''

فوائد:...... مدینہ منورہ میں وہی رہے گا، جس کے ایمان میں رسوخ ہوگا۔ مدینہ منورہ میں بسیرا کرنے والوں کو چاہیے کہ وہ اپنی منقبت سمجھیں اور اس کے تقاضے پورے کرنے کی کوشش کریں۔

(۱۲۶۳۶)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ آخَرَ بِنَحْوِهِ وَزَادَ: ((كَمَا حَرَّمَ إِبْرَاهِيمُ حَرَمَهُ، لَا يُقْطَعُ عِضَاهُهَا، وَلَا يُقْتَلُ صَيْدُهَا، وَلَا يَخْرُجُ مِنْهَا أَحَدٌ رَغْبَةً عَنْهَا إِلَّا أَبْدَلَهَا اللّٰهُ خَيْرًا مِنْهُ، وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُونَ، وَلَا يُرِيدُهُمْ أَحَدٌ بِسُوءٍ إِلَّا أَذَابَهُ اللّٰهُ ذَوْبَ الرَّصَاصِ فِي النَّارِ، أَوْ ذَوْبَ الْمِلْحِ فِي الْمَاءِ.)) (مسند احمد: ۱۶۰۶)

(دوسری سند) اسی طرح کی حدیث مروی ہے، البتہ اس میں یہ اضافہ بھی ہے: آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس طرح ابراہیم علیہ السلام نے حرم کو حرمت والا بنایا کہ یہاں سے کوئی جھاڑی نہ کاٹی جائے، یہاں شکار نہ کیا جائے اور جو کوئی یہاں سے اعراض کرتے ہوئے چلا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے عوض اس سے بہتر آدمی کو لے آتا ہے، جو آدمی اہل مدینہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے گا، اللہ اسے یوں پگھلا دے گا، جیسے آگ میں پیتل یا پانی میں نمک گھل جاتا ہے۔''

(۱۲۶۳۷)۔ عَنْ يُحَنَّسَ مَوْلَى الزُّبَيْرِ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ إِذْ أَتَتْهُ مَوْلَاةٌ لَهُ، فَذَكَرَتْ شِدَّةَ الْحَالِ، وَأَنَّهَا تُرِيدُ أَنْ تَخْرُجَ مِنَ الْمَدِينَةِ، فَقَالَ لَهَا: اجْلِسِي فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((لَا يَصْبِرُ أَحَدُكُمْ عَلَى لَأْوَائِهَا

مولائے زبیر یحنس سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ان کی خادمہ ان کے پاس آئی اور اس نے حالات کی شدت کا شکوہ کیا، وہ چاہتی تھی کہ مدینہ چھوڑ کر کسی دوسری جگہ چلی جائے، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: بیٹھ جا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ ''تم میں سے جو آدمی مدینہ منورہ میں پیش آنے والی

(۱۲۶۳۶) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۱۲۶۳۷) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۳۷۷ (انظر: ۵۹۳۵)

وَشِدَّتِهَا إِلَّا كُنْتُ لَهُ شَفِيعًا أَوْ شَهِيدًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) (مسند احمد: ٥٩٣٥)

تکالیف اور مصائب پر صبر کرے گا، میں قیامت کے دن اس کے حق میں سفارشی یا گواہ بنوں گا۔“

(١٢٦٣٨)۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنِ اسْتَطَاعَ أَنْ يَمُوتَ بِالْمَدِينَةِ فَلْيَفْعَلْ، فَإِنِّي أَشْفَعُ لِمَنْ مَاتَ بِهَا۔)) (مسند احمد: ٥٤٣٧)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی اس بات کی استطاعت رکھتا ہو کہ اسے مدینہ میں موت آئے تو اس کی ضرور کوشش کرے، کیونکہ جو لوگ یہاں فوت ہوں گے، میں ان کے حق میں سفارش کروں گا۔“

فوائد:...... اس حدیث کا مقصود یہ ہے کہ لوگ مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کریں، تبھی اُدھر موت آئے گی۔

(١٢٦٣٩)۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْقَاسِمِ يَقُولُ: ((يَخْرُجُ مِنَ الْمَدِينَةِ رِجَالٌ رَغْبَةً عَنْهَا، وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ۔)) (مسند احمد: ٨٠٠٢)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو القاسم ﷺ نے فرمایا: ”کچھ لوگ مدینہ سے اعراض کرتے ہوئے یہاں سے چلے جائیں گے، حالانکہ مدینہ ان کے لیے بہتر ہوگا، کاش کہ وہ یہ بات جان لیں۔“

(١٢٦٤٠)۔ (وَعَنْهُ أَيْضًا) قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((تُفْتَحُ الْأَرْيَافُ فَيَأْتِي نَاسٌ إِلَى مَعَارِفِهِمْ فَيَذْهَبُونَ مَعَهُمْ، وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ۔)) قَالَهَا مَرَّتَيْنِ۔ (مسند احمد: ٨٥٧٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”خوشحالی اور آسودگی والی زمین فتح ہوگی تو کچھ لوگ اپنے دوستوں کے ہمراہ ادھر منتقل ہوجائیں گے، حالانکہ مدینہ کی سکونت ان کے لیے بہتر ہوگی، لیکن کاش وہ یہ بات جان لیں۔“ یہ بات آپ ﷺ نے دو مرتبہ ارشاد فرمائی۔

(١٢٦٤١)۔ وَعَنْهُ فِي أُخْرَى، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((تُفْتَحُ الْبِلَادُ وَالْأَمْصَارُ فَيَقُولُ الرِّجَالُ لِإِخْوَانِهِمْ: هَلُمُّوا إِلَى الرِّيفِ، وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ، لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ، لَا يَصْبِرُ عَلَى لَأْوَائِهَا وَشِدَّتِهَا أَحَدٌ إِلَّا كُنْتُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَهِيدًا أَوْ شَفِيعًا۔)) (مسند احمد: ٨٤٣٩)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بہت سے دوسرے علاقے اور شہر فتح ہوں گے تو کچھ لوگ اپنے بھائیوں سے کہیں گے: آؤ ادھر چلیں، وہاں خوش حالی ہے، حالانکہ مدینہ کی سکونت ان کے حق میں بہتر ہوگی، اگر وہ اس بات کو جانیں، جو بھی آدمی مدینہ منورہ میں مشکلات وشدائد پر صبر کرے گا، میں قیامت کے دن اس کے حق میں گواہ یا سفارشی بنوں گا۔“

(١٢٦٣٨) تخريج: اسناده صحيح على شرط البخاري، اخرجه ابن ماجه: ٣١١٢، والترمذي: ٣٩١٧ (انظر: ٥٤٣٧)
(١٢٦٣٩) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه بنحوه ابو يعلى: ٥٨٦٨ (انظر: ٨٠١٥)
(١٢٦٤٠) تخريج: اسناده ضعيف، ابن لهيعة اختلط وساء حفظه (انظر: ٨٥٩٢)
(١٢٦٤١) تخريج: حديث صحيح (انظر: ٨٤٥٨)

(۱۲۶۴۲)۔ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ حَفْصَةَ، أَنَّ بُسْرَ بْنَ سَعِيدٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ فِي مَجْلِسِ اللَّيْثِيِّينَ يَذْكُرُونَ أَنَّ سُفْيَانَ أَخْبَرَهُمْ، أَنَّ فَرَسَهُ أَعْيَتْ بِالْعَقِيقِ، وَهُوَ فِي بَعْثٍ، بَعَثَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَرَجَعَ إِلَيْهِ يَسْتَحْمِلُهُ، فَزَعَمَ سُفْيَانُ كَمَا ذَكَرُوْا، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مَعَهُ يَبْتَغِي لَهُ بَعِيرًا فَلَمْ يَجِدْ إِلَّا عِنْدَ أَبِي جَهْمِ بْنِ حُذَيْفَةَ الْعَدَوِيِّ فَسَامَهُ لَهُ، فَقَالَ لَهُ أَبُو جَهْمٍ: لا أَبِيعُكَهُ يَا رَسُولَ اللهِ! وَلٰكِنْ خُذْهُ فَاحْمِلْ عَلَيْهِ مَنْ شِئْتَ، فَزَعَمَ أَنَّهُ أَخَذَهُ مِنْهُ، ثُمَّ خَرَجَ حَتّٰى إِذَا بَلَغَ بِئْرَ الْإِهَابِ، زَعَمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((يُوشِكُ الْبُنْيَانُ أَنْ يَأْتِيَ هٰذَا الْمَكَانَ، وَيُوشِكُ الشَّامُ أَنْ يُفْتَتَحَ، فَيَأْتِيَهُ رِجَالٌ مِنْ أَهْلِ هٰذَا الْبَلَدِ، فَيُعْجِبَهُمْ رِيفُهُ وَرَخَاؤُهُ، وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ، لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ، ثُمَّ يُفْتَحُ الْعِرَاقُ فَيَأْتِي قَوْمٌ يَبُسُّونَ فَيَتَحَمَّلُونَ بِأَهْلِيهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ، وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ، إِنَّ إِبْرَاهِيمَ دَعَا لِأَهْلِ مَكَّةَ، وَإِنِّي أَسْأَلُ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى أَنْ يُبَارِكَ لَنَا فِي صَاعِنَا، وَأَنْ يُبَارِكَ لَنَا فِي مُدِّنَا مِثْلَ مَا بَارَكَ لِأَهْلِ مَكَّةَ.)) (مسند احمد: ۲۲۲۵۹)

بسر بن سعید سے مروی ہے کہ وہ بنولیث کے لوگوں کی ایک محفل میں تھے، وہاں ذکر ہو رہا تھا کہ سفیان نے ان کو بتلایا کہ وادیٔ عقیق میں ان کا گھوڑا چلنے سے عاجز آ گیا، وہ اس وقت رسول اللہ ﷺ کے بھیجے ہوئے ایک دستے میں تھے، وہ اپنی مجبوری کی بنا پر دوسری سواری لینے کے لیے نبی کریم ﷺ کی طرف واپس گئے، ان لوگوں نے ذکر کیا کہ سفیان نے کہا کہ نبی کریم ﷺ اس کے ساتھ اس کے لیے اونٹ کی تلاش میں نکلے، آپ کو ابوجہم بن حذیفہ عدوی رضی اللہ عنہ کے ہاں اونٹ ملا، آپ ﷺ نے اس سے خریدنے کے لیے بات کی تو انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں آپ کو یہ اونٹ قیمتاً نہیں دیتا، بلکہ آپ یہ ویسے ہی لے جائیں اور جسے چاہیں عنایت فرما دیں، سیدنا سفیان کہتے ہیں: آپ نے ان سے وہ اونٹ لے لیا اور وہاں سے روانہ ہوئے، جب بئر اہاب میں پہنچے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''امید ہے کہ مدینہ کی آبادی یہاں تک پہنچ جائے گی اور امید ہے کہ شام کا ملک فتح ہوگا، مدینہ کے لوگ وہاں جائیں گے تو انہیں وہاں کی خوش حالی پسند آئے گی، حالانکہ اگر وہ جانتے ہوں تو ان کے لیے مدینہ کی سکونت ہی بہتر ہوگی، پھر عراق فتح ہوگا، یہ لوگ واپس آ کر اپنے جانوروں کو ہانکتے ہوئے اور اپنے اہل وعیال اور ساتھیوں سمیت ادھر منتقل ہو جائیں گے، حالانکہ ان کے لیے مدینہ کی سکونت ہی بہتر ہوگی، اگر وہ اس بات کو جان لیں، ابراہیم علیہ السلام نے اہل مکہ کے حق میں برکت کی دعا کی تھی اور میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اس نے جس طرح اہل مکہ کے لیے برکت فرمائی اسی طرح وہ ہمارے صاع میں اور مد میں برکت فرمائے۔

(۱۲۶۴۲) تخريج: اسناده ضعيف لابهام الليثيين الذين روى عنهم بسر بن سعيد، لكن قوله "يوشك الشام ان يفتح ......" الى آخر الحديث صحيح (انظر: ۲۱۹۱۴)

(۱۲۶۴۳)۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَيَاْتِيَنَّ عَلَى الْمَدِيْنَةِ زَمَانٌ يَنْطَلِقُ النَّاسُ فِيْهَا اِلَى الْآفَاقِ، يَلْتَمِسُوْنَ الرَّخَاءَ، فَيَجِدُوْنَ رَخَاءً، ثُمَّ يَاْتُوْنَ فَيَتَحَمَّلُوْنَ بِاَهْلِيْهِمْ اِلَى الرَّخَاءِ، وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ۔)) (مسند احمد: ۱٤۷۳٦)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک وقت ایسا بھی آئے گا کہ لوگ خوش حالی کی تلاش میں مدینہ سے نقل مکانی کر کے ادھر اُدھر چلے جائیں گے، جب وہ وہاں خوش حالی پائیں گے تو آخر اپنے اہل وعیال کو بھی وہیں لے جائیں گے، حالانکہ اگر وہ جانتے ہوں تو مدینہ ان کے لیے بہر حال بہتر ہوگا۔''

(۱۲۶٤٤)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ مَوْلَى الْمَهْرِيِّ، قَالَ: تُوُفِّيَ أَخِي وَأَتَيْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا سَعِيدٍ! إِنَّ أَخِي تُوُفِّيَ وَتَرَكَ عِيَالًا وَلِي عِيَالٌ وَلَيْسَ لَنَا مَالٌ، وَقَدْ أَرَدْتُ أَنْ أَخْرُجَ بِعِيَالِي، وَعِيَالِ أَخِي حَتَّى نَنْزِلَ بَعْضَ هٰذِهِ الْأَمْصَارِ، فَيَكُونَ أَرْفَقَ عَلَيْنَا فِي مَعِيشَتِنَا، قَالَ: وَيْحَكَ لَا تَخْرُجْ فَإِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ صَبَرَ عَلٰى لَأْوَائِهَا وَشِدَّتِهَا كُنْتُ لَهُ شَفِيعًا أَوْ شَهِيدًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) (مسند احمد: ۱۱۲٦٦)

مولائے مہری ابو سعید سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میرے بھائی کا انتقال ہوگیا، میں سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گیا، میں نے کہا: ابو سعید! میرے بھائی کا انتقال ہوگیا ہے، وہ اہل وعیال چھوڑ گیا ہے، میرے اپنے بھی بال بچے ہیں، ہمارے پاس کچھ زیادہ مال بھی نہیں ہے، میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں اپنے اور بھائی کے اہل وعیال کو لے کر کسی دوسرے علاقہ میں چلا جاؤں تاکہ وہاں ہمارے معاشی حالات کچھ بہتر ہوجائیں، انہوں نے کہا: تجھ پر افسوس، مدینہ چھوڑ کر مت جانا، میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ''جو آدمی مدینہ منورہ میں آنے والے مصائب وشدائد پر صبر کرے گا، میں قیامت کے دن اس کے حق میں سفارشی یا گواہ بنوں گا۔''

(۱۲۶٤۵)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ آخَرَ) اَنَّهُ جَاءَ اَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ لَيَالِيَ الْحَرَّةِ، فَاسْتَشَارَهُ فِي الْجَلَاءِ عَنِ الْمَدِيْنَةِ، وَذَكَرَ نَحْوَهُ وَزَادَ بَعْدَ قَوْلِهِ: كُنْتُ لَهُ شَفِيْعًا اَوْ شَهِيْدًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، اِذَا كَانَ مُسْلِمًا۔ (مسند احمد: ۱۱۵۷۵)

(دوسری سند) ابو سعید واقعہ حرہ کے ایام میں سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور مدینہ سے نقل مکانی کے بارے میں مشورہ کیا اور اوپر والی حدیث والا واقعہ بیان کیا، آخر میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں قیامت کے دن اس کے حق میں سفارشی یا گواہ بنوں گا (جو آدمی مدینہ منورہ میں پیش

(۱۲۶٤۳) تخريج: صحيح لغيره (انظر: ۱٤٦۸۰)

(۱۲۶٤٤) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۳۷٤ (انظر: ۱۱۲٤٦)

(۱۲۶٤۵) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

آنے والے مصائب و شدائد پر صبر کرے گا)، بشرطیکہ وہ مسلمان ہوگا۔''

(١٢٦٤٦)۔ وَعَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَخْبَرَهُ، أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ عُمَيْسٍ أَخْبَرَتْنِي، أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَا يَصْبِرُ عَلٰى لَأْوَاءِ الْمَدِينَةِ وَشِدَّتِهَا أَحَدٌ إِلَّا كُنْتُ لَهُ شَفِيعًا أَوْ شَهِيدًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) (مسند احمد: ٢٧٦٢٥)

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو کوئی مدینہ میں پیش آنے والے مصائب و شدائد پر صبر کرے گا، میں قیامت کے دن اس کے حق میں سفارشی یا گواہ بنوں گا۔''

(١٢٦٤٧)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعَهُ عَلَى الْإِسْلَامِ فَوُعِكَ، فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَقِلْنِي فَأَبٰى ثُمَّ أَتَاهُ فَأَبٰى، فَقَالَ: أَقِلْنِي فَأَبٰى فَسَأَلَ عَنْهُ، فَقَالُوْا: خَرَجَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِنَّ الْمَدِينَةَ كَالْكِيرِ تَنْفِي خَبَثَهَا وَتُنَصِّعُ طَيِّبَهَا۔)) (مسند احمد: ١٤٣٣٥)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک اعرابی نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آ کر اسلام پر بیعت کی، بعد میں اسے بخار ہوگیا، وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس نے کہا: آپ میری بیعت واپس کر دیں، آپ ﷺ نے انکار کیا، وہ پھر آیا اور آپ ﷺ نے پھر انکار کر دیا، اس نے کہا: آپ ﷺ میری بیعت واپس کر دیں، آپ ﷺ نے انکار کر دیا، پھر آپ ﷺ نے اس کے بارے پوچھا تو صحابہ نے بتایا کہ وہ تو چلا گیا ہے، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ''مدینہ منورہ ایک بھٹی کی مانند ہے، یہ برے لوگوں کو باہر نکال دیتا ہے اور اچھے لوگوں کو ظاہر کر دیتا ہے۔''

(١٢٦٤٨)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ أُخْرٰى) جَاءَ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ رَجُلٌ مِنَ الْأَعْرَابِ، فَأَسْلَمَ فَبَايَعَهُ عَلَى الْهِجْرَةِ، فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: أَقِلْنِي، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ۔ (مسند احمد: ١٥٢٨٧)

(دوسری سند) سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آ کر اسلام قبول کیا اور ہجرت پر آپ ﷺ کی بیعت کی، تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ اس نے نبی کریم ﷺ کے پاس آ کر کہا: آپ میری بیعت واپس کر دیں، ...... پھر روایت کا باقی حصہ ذکر کیا۔

(١٢٦٤٦) تخريج: صحيح لغيره، اخرجه النسائى فى "الكبرى": ٤٢٨٢، والطبرانى فى "الكبير": ٢٤/ ٣٧٣ (انظر: ٢٧٠٨٥)

(١٢٦٤٧) تخريج: اخرجه البخارى: ٧٢٠٨، ٧٢١١، ومسلم: ١٣٨٣ (انظر: ١٤٢٨٤)

(١٢٦٤٨) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

فوائد: ......ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ((أُمِرْتُ بِقَرْيَةٍ تَأْكُلُ الْقُرٰى، يَقُوْلُوْنَ: يَثْرِبُ، وَهِيَ الْمَدِيْنَةُ، تَنْفِي النَّاسَ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ۔)) وَفِيْ رِوَايَةٍ مِنْ طُرُقٍ أُخْرٰى عَنْهُ مَرْفُوْعًا بِلَفْظِ: ((يَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَدْعُوْ الرَّجُلُ ابْنَ عَمِّهِ وَقَرِيْبَهُ: هَلُمَّ إِلَى الرَّخَاءِ هَلُمَّ إِلَى الرَّخَاءِ وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْكَانُوْا يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ، لَا يَخْرُجُ مِنْهُمْ أَحَدٌ رَغْبَةً عَنْهَا إِلَّا أَخْلَفَ اللّٰهُ فِيْهَا خَيْرًا مِّنْهُ، أَلَا إِنَّ الْمَدِيْنَةَ كَالْكِيْرِ تُخْرِجُ الْخَبِيْثَ، لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَنْفِيَ الْمَدِيْنَةُ شِرَارَهَا كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ۔))...... ''مجھے ایسی بستی میں جانے کا حکم دیا گیا ہے جس (کے باسی) دوسری بستیوں پر غالب آ جائیں گے۔لوگ اسے یثرب کہتے ہیں، جبکہ وہ مدینہ ہے، جو لوگوں سے برائیوں کو اس طرح دور کرتی ہے، جس طرح دھونکنی لوہے کی میل کچیل صاف کر دیتی ہے۔'' ایک اور روایت میں ہے: ''لوگوں پر ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ آدمی اپنے چچیرے بھائی یا کسی رشتہ دار کو یوں بلائے گا: (مدینہ کو چھوڑو اور) خوشحالی کی طرف آؤ، آسودگی کی طرف آؤ۔لیکن مدینہ میں بسیرا کرنا ان کے لیے بہتر ہوگا۔کاش انھیں اس حقیقت کا علم ہوتا۔اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جب کوئی آدمی مدینہ سے بے رغبتی کرتے ہوئے نکل جائے گا، اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس سے بہترین فرد کو لے آئے گا۔ آگاہ رہو! مدینہ تو دھونکنی کی طرح ہے جو خبیث لوگوں کو خارج دیتا ہے۔قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک مدینہ شرّ پسند لوگوں (کو جلاوطن کر کے ان کی) یوں نفی نہ کر دے گا جس طرح کہ بھٹی لوہے کی کھوٹ کو ختم کر دیتی ہے۔''

(صحیح بخاری: ۴/ ۶۹۔۷۰، صحیح مسلم: ۹/ ۱۵۴)

اس میں مدینہ کے باسیوں کی عظمتوں کا بیان ہے، ان کو بھی چاہیے کہ جہاں ان کی پناہ گاہ عظیم ہے، وہ اپنے آپ کو بھی عظیم تر ثابت کریں۔امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: (امرت بقرية): خطیب نے کہا: اس کا مطلب یہ ہے کہ مجھے ایک گاؤں کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

(تاكل القرى): کا معنی ہے کہ اس بستی والے دوسری بستیوں والوں پر غالب آ جائیں گے۔

امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ایسے معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث کا تعلق زمانۂ دجال سے ہے، جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے کہ ''جب دجال مدینہ کا قصد کرے گا تو مدینہ تین دفعہ زور زور سے ہلے گا اور اللہ تعالیٰ ہر کافر اور منافق کو اس سے (اس دجال کی طرف) نکال دے گا، (کیونکہ دجال مدینہ میں داخل نہیں ہو سکے گا)۔ یہ روایت صحیح بخاری میں بھی ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ میں سکونت اختیار کرنے پر صبر کرنے کی فضیلت ایک تو آپ ﷺ کے زمانے کے ساتھ خاص تھی، جیسا کہ بدو والی درج ذیل حدیث سے معلوم ہوتا ہے:

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک بدو نے رسول اللہ ﷺ کی اسلام پر بیعت کی، لیکن اسے مدینہ میں بخار ہو گیا، وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے میری بیعت واپس کر دو۔آپ نے

انکار کر دیا۔ وہ دوسری مرتبہ آیا اور کہا: مجھے میری بیعت واپس کر دو۔ آپ ﷺ نے انکار کر دیا۔ وہ تیسری دفعہ آیا اور کہا کہ مجھے میری بیعت واپس کر دو، آپ ﷺ نے انکار کر دیا۔ (بالآخر اجازت نہ ملنے کے باوجود) وہ بدو مدینہ سے نکل گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مدینہ تو دھونکنی اور بھٹی کی طرح ہے، یہ خبیث چیز کی نفی کر دیتا ہے اور طیب چیز کو نکھارتا ہے۔'' (صحیحہ: ۲۱۷)

غور فرمائیں! ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ﴾ (سورۂ توبہ: ۱۰۱) ...... ''اور کچھ مدینے والوں میں ایسے (منافق) ہیں کہ نفاق پر اڑے ہوئے ہیں۔''

بلا شک وشبہ منافق خبیث ہے، جبکہ وہ مدینہ میں بھی رہ رہا ہو، اس لیے ان احادیث میں یہ جو کہا گیا ہے کہ مدینہ خبیث چیز کی نفی کرتا ہے، یہ استمراراً نہیں، بلکہ تکراراً ہے۔ ایک دفعہ تو آپ ﷺ کے زمانے میں ہو چکا ہے اور دوبارہ دجال کے دور میں ہوگا۔ (صحیحہ: ۲۱۸)

اَلْبَابُ الرَّابِعُ فِيْ هَلَاكِ مَنْ اَخَافَ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ اَوْ اَرَادَهُمْ بِسُوْءٍ وَطَرْدِهِ عَنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ

باب چہارم: اس امر کا بیان کہ جو آدمی اہل مدینہ کو خوف زدہ کرے یا ان کے ساتھ بدسلوکی کا ارادہ کرے گا، اللہ اسے ہلاک اور اپنی رحمت سے دور کر دے گا

(۱۲۶۴۹)۔ عَنِ السَّائِبِ بْنِ خَلَّادٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ اَخَافَ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ ظُلْمًا اَخَافَهُ اللّٰهُ وَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ، لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا۔)) (مسند احمد: ۱۶۶۷۳)

سیدنا سائب بن خلاد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ظلم کرتے ہوئے اہل مدینہ کو خوف زدہ کیا، اللہ اسے خوف زدہ کرے گا اور اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہوگی اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی کوئی نفل یا فرض عبادت قبول نہیں کرے گا۔''

(۱۲۶۵۰)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ آخَرَ) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ اَخَافَ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ اَخَافَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ، وَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ، لَا يَقْبَلُ

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اہل مدینہ کو خوف زدہ کیا، اللہ تعالیٰ اسے خوف زدہ کرے گا اور اس پر اللہ تعالیٰ کی، فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی کوئی نفل یا فرض عبادت قبول نہیں

(۱۲۶۴۹) تخریج: اسناده صحیح، اخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۶۶۳۵، والنسائی فی "الکبری": ۴۲۶۵ (انظر: ۱۶۵۵۷)

(۱۲۶۵۰) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا۔)) (مسند احمد: ١٦٦٧٥)

کرے گا۔‘‘

(١٢٦٥١)۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ أَمِيرًا مِنْ أُمَرَاءِ الْفِتْنَةِ قَدِمَ الْمَدِينَةَ، وَكَانَ قَدْ ذَهَبَ بَصَرُ جَابِرٍ، فَقِيلَ لِجَابِرٍ: لَوْ تَنَحَّيْتَ عَنْهُ، فَخَرَجَ يَمْشِي بَيْنَ ابْنَيْهِ فَنُكِبَ، فَقَالَ: تَعِسَ مَنْ أَخَافَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ ابْنَاهُ أَوْ أَحَدُهُمَا: يَا أَبَتِ وَكَيْفَ أَخَافَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَقَدْ مَاتَ؟ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ أَخَافَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ فَقَدْ أَخَافَ مَا بَيْنَ جَنْبَيَّ۔)) (مسند احمد: ١٤٨٧٨)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ظالم حکمرانوں میں سے ایک حکمران مدینہ منورہ آیا، اس وقت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی بینائی ختم ہو چکی تھی، کسی نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے کہا: اگر آپ اس سے ایک طرف ہی رہیں تو بہتر ہوگا، پس وہ اپنے دو بیٹوں کے درمیان چلتے ہوئے گئے تو انہیں چوٹ لگ گئی پس انہوں نے کہا: ہلاک ہو وہ آدمی جس نے رسول اللہ ﷺ کو خوف زدہ کیا، ان کے دونوں یا ایک بیٹے نے کہا: ابا جان! اس نے اللہ کے رسول ﷺ کو کیسے خوف زدہ کیا؟ آپ ﷺ تو وفات پا چکے ہیں؟ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ’’جس نے اہل مدینہ کو خوف زدہ کیا اس نے مجھے ڈرایا۔‘‘

(١٢٦٥٢)۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ نُبَيْهٍ، حَدَّثَنِي أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ الْقَرَّاظُ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ أَرَادَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ بِدَهْمٍ أَوْ بِسُوءٍ أَذَابَهُ اللّٰهُ كَمَا يَذُوبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ۔)) (مسند احمد: ١٥٥٨)

سیدنا سعد بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جس نے اہل مدینہ کو خوف زدہ کرنے یا ان کے ساتھ برا سلوک کرنے کا ارادہ کیا، اللہ اسے اس طرح نیست و نابود کر دے گا، جیسے پانی میں نمک گھل جاتا ہے۔‘‘

(١٢٦٥٣)۔ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ الْقَرَّاظِ، أَنَّهُ قَالَ: أَشْهَدُ الثَّلَاثَ عَلَى أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ: ((مَنْ أَرَادَ أَهْلَ الْبَلْدَةِ بِسُوءٍ يَعْنِي أَهْلَ الْمَدِينَةِ، أَذَابَهُ اللّٰهُ كَمَا يَذُوبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ۔)) (مسند احمد: ٨٠٧٥)

ابو عبداللہ قراظ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں تین بار سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر گواہی دیتے ہوئے کہتا ہوں کہ انھوں نے کہا کہ ابو القاسم ﷺ نے فرمایا: ’’جس نے اہل مدینہ کے ساتھ برا سلوک کرنے کا ارادہ کیا، اللہ اسے یوں ہلاک کر دے گا جیسے نمک پانی میں میں گھل جاتا ہے۔‘‘

(١٢٦٥١) تخريج: حديث صحيح، اخرجه ابن ابى شيبة: ١٢/ ١٨٠، و ابن حبان: ٣٧٣٨ (انظر: ١٤٨١٨)
(١٢٦٥٢) تخريج: أخرجه مسلم: ١٣٨٧ (انظر: ١٥٥٨)
(١٢٦٥٣) تخريج: أخرجه مسلم: ١٣٨٦ (انظر: ٨٠٨٩)

فوائد:...... ایسا آدمی اللہ تعالیٰ کی اس انتقامی کاروائی کا دنیا میں بھی مصداق بن سکتا ہے اور آخرت میں بھی۔

(١٢٦٥٤)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ آخَرَ) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَرَادَ أَهْلَ الْبَلْدَةِ بِسُوْءٍ يَعْنِي أَهْلَ الْمَدِينَةِ أَذَابَهُ اللّٰهُ كَمَا يَذُوبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ۔)) (مسند احمد: ٨٦٧٢)

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اہل مدینہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کیا، اللہ اسے اس طرح ختم کر دے گا، جیسے نمک پانی میں حل ہو کر ختم ہو جاتا ہے۔''

اَلْبَابُ الْخَامِسُ فِيْ حِفْظِ اللّٰهِ تَعَالَى الْمَدِيْنَةَ مِنْ دُخُوْلِ الطَّاعُوْنِ وَالدَّجَّالِ وَثُبُوْتِ الْإِيْمَانِ بِهَا إِلٰى آخِرِ الزَّمَانِ

باب پنجم: اس امر کا بیان کہ اللہ تعالیٰ نے مدینہ منورہ کو طاعون اور دجال کے دخول سے محفوظ رکھا ہے اور آخری زمانے تک یہاں اہل ایمان باقی رہیں گے

(١٢٦٥٥)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((عَلٰى أَنْقَابِ الْمَدِينَةِ مَلَائِكَةٌ لَا يَدْخُلُهَا الدَّجَّالُ وَلَا الطَّاعُونُ۔)) (مسند احمد: ٨٨٦٣)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مدینہ منورہ کے داخلی راستوں پر فرشتے مقرر ہیں، دجال اور طاعون مدینہ منورہ میں داخل نہیں ہو سکیں گے۔''

(١٢٦٥٦)۔ عَنِ ابْنِ عَمٍّ لِأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ يُقَالُ لَهُ عِيَاضٌ، وَكَانَتْ بِنْتُ أُسَامَةَ تَحْتَهُ، قَالَ: ذُكِرَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ رَجُلٌ خَرَجَ مِنْ بَعْضِ الْأَرْيَافِ حَتّٰى إِذَا كَانَ قَرِيبًا مِنَ الْمَدِينَةِ بِبَعْضِ الطَّرِيقِ أَصَابَهُ الْوَبَاءُ، قَالَ: فَأَفْزَعَ ذٰلِكَ النَّاسَ، قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ لَا يَطْلُعَ عَلَيْنَا نِقَابُهَا يَعْنِي الْمَدِينَةَ۔)) قَالَ أَبِي: و حَدَّثَنَاه الْهَاشِمِيُّ وَيَعْقُوبُ وَقَالَا جَمِيعًا: إِنَّهُ سَمِعَ أُسَامَةَ۔ (مسند احمد: ٢٢١٤٧)

اسامہ بن زید کے چچا زاد عیاض سے مروی ہے، سیدنا اسامہ کی بیٹی اسی عیاض کی زوجیت میں تھی، ان سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک آدمی کا ذکر کیا گیا کہ وہ کسی خوشحال علاقے سے نکلا، چنانچہ جب وہ مدینہ کے ایک راستے پر پہنچا تو وہ وباء میں مبتلا ہو گیا، عیاض کہتے ہیں: یہ سن کر لوگ خوف زدہ ہو گئے، لیکن نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مجھے امید ہے کہ کوئی ظالم شخص ہمارے اوپر مدینہ میں نہیں آ سکے گا۔''

(١٢٦٥٤) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(١٢٦٥٥) تخريج: أخرجه البخارى: ١٨٨٠، ٥٧٣١، ومسلم: ١٣٧٩ (انظر: ٨٨٧٦)

(١٢٦٥٦) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة عياض ابن عم اسامة بن زيد، اخرجه الطيالسى: ٦٣٣، والبزار فى "مسنده": ٢٦١٦، والطبرانى فى "الكبير": ٤٠١ (انظر: ٢١٨٠٤)

(۱۲۶۵۷)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَجِيءُ الدَّجَّالُ فَيَطَأُ الْأَرْضَ إِلَّا مَكَّةَ وَالْمَدِينَةَ، فَيَأْتِي الْمَدِينَةَ فَيَجِدُ بِكُلِّ نَقْبٍ مِنْ نِقَابِهَا صُفُوفًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ، فَيَأْتِي سَبْخَةَ الْجَرْفِ فَيَضْرِبُ رِوَاقَهُ، فَتَرْجُفُ الْمَدِينَةُ ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ، فَيَخْرُجُ إِلَيْهِ كُلُّ مُنَافِقٍ وَمُنَافِقَةٍ۔)) (مسند احمد: ۱۳۰۱۷)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دجال ظاہر ہوگا اور وہ تمام روئے زمین کو روند دے گا، ماسوائے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے، جب وہ مدینہ منورہ کی طرف آئے گا، تو وہ اس کے ہر راستے پر فرشتوں کی صفوں کو پائے گا اور مدینہ میں داخل نہیں ہو سکے گا، پھر وہ جرف کی شورزدہ زمین کی طرف جائے گا اور وہاں اپنے ڈیرے ڈالے گا، مدینہ منورہ تین دفعہ جھٹکے گا اور اس میں موجود ہر منافق مرد اور عورت نکل کر اس کی طرف چلا جائے گا۔''

(۱۲۶۵۸)۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يُوشِكُ أَنْ يَرْجِعَ النَّاسُ إِلَى الْمَدِينَةِ حَتّٰى تَصِيرَ مَسَالِحُهُمْ بِسَلَاحٍ۔)) (مسند احمد: ۹۲۰۵)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب لوگ مدینہ کی طرف رجوع کریں گے، یہاں تک کہ ان کی سرحد سلاح نامی جگہ کے قریب ہی ہوگی۔''

فوائد:...... مراد یہ ہے کہ دشمن غلبہ پالیں گے اور مسلمان واپس لوٹ آئیں گے۔

(۱۲۶۵۹)۔ (وَعَنْهُ أَيْضًا) قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ الْإِيمَانَ لَيَأْرِزُ إِلَى الْمَدِينَةِ كَمَا تَأْرِزُ الْحَيَّةُ إِلَى جُحْرِهَا۔)) (مسند احمد: ۷۸۳۳)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کہ ایمان سمٹ کر مدینہ کی طرف آجائے گا، جیسے سانپ اپنے بل کی طرف لوٹ آتا ہے۔''

اَلْبَابُ السَّادِسُ فِيْ حُبِّ النَّبِيِّ ﷺ لِلْمَدِيْنَةِ وَتَسْمِيَتِهَا بِطَيْبَةَ وَكَرَاهَةِ تَسْمِيَتِهَا بِيَثْرِبَ

باب ششم: نبی کریم ﷺ کی مدینہ منورہ سے محبت اور آپ کا اس کو طیبہ کا نام دینا اور اس کے یثرب کے نام کو ناپسند کرنا

(۱۲۶۶۰)۔ عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سفر سے واپسی پر نبی کریم ﷺ کی نظر جب مدینہ کی دیواروں پر پڑتی تو مدینہ

(۱۲۶۵۷) تخريج: أخرجه البخاري: ۱۸۸۱، ومسلم: ۲۹۴۳ (انظر: ۱۲۹۸۶)
(۱۲۶۵۸) تخريج: اسناده ضعيف (انظر: ۹۲۱۶)
(۱۲۶۵۹) تخريج: أخرجه البخاري: ۱۸۷۶، ومسلم: ۱۴۷ (انظر: ۷۸۴۶)
(۱۲۶۶۰) تخريج: أخرجه البخاري: ۱۸۰۲، ۱۸۸۶ (انظر: ۱۲۶۱۹)

فَأَبْصَرَ جُدْرَانَ الْمَدِينَةِ أَوْضَعَ رَاحِلَتَهُ، فَإِنْ كَانَ عَلَى دَابَّةٍ حَرَّكَهَا مِنْ حُبِّهَا۔ (مسند احمد: ١٢٦٤٦)

سے محبت کی وجہ سے آپ ﷺ اپنی اونٹنی کو تیز کر دیتے اور اگر کسی دوسرے جانور پر سوار ہوتے تو اسے بھی تیز چلنے کے لیے حرکت دیتے۔

(١٢٦٦١)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَتَفْتَحَنَّ عِصَابَةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ أَوْ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ كَنْزَ آلِ كِسْرٰى، الَّذِي فِي الْأَبْيَضِ۔)) قَالَ: وَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: ((إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى سَمَّى الْمَدِينَةَ طَيْبَةَ۔)) (مسند احمد: ٢١١٠٦)

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمانوں یا مومنوں کی ایک جماعت آلِ کسریٰ کے سفید محلات میں موجود خزانوں کو فتح کرے گی۔'' نیز سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے بھی سنا تھا کہ ''اللہ تعالیٰ نے مدینہ منورہ کا نام ''طیبہ'' رکھا ہے۔''

(١٢٦٦٢)۔ وَعَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ذَكَرَ الْمَدِيْنَةَ فَقَالَ: ((هِيَ طَيْبَةُ۔)) (مسند احمد: ٢٧٨٦٨)

سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ''یہ طیبہ ہے۔''

(١٢٦٦٣)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أُمِرْتُ بِقَرْيَةٍ تَأْكُلُ الْقُرٰى يَقُولُونَ: يَثْرِبُ وَهِيَ الْمَدِينَةُ، تَنْفِي النَّاسَ كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ۔)) (مسند احمد: ٧٢٣١)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے ایسی بستی کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا گیا ہے، جو تمام بستیوں کو کھا جائے گی یعنی اپنی فضیلت و مرتبہ کے لحاظ سے سب پر غالب آ جائے گی، لوگ اسے یثرب کہتے ہیں، جبکہ یہ مدینہ ہے، یہ منافق اور بدکردار لوگوں کو یوں نکال دے گا، جیسے آگ کی بھٹی لوہے کی میل کچیل کو دور کر دیتی ہے۔''

فوائد:...... بعض دوسری احادیث کے مطابق بھی آپ ﷺ کی مجلس میں یثرب کا ذکر کیا گیا، اس حدیث سے کراہت کا ہلکا سا اشارہ ملتا ہے کہ مدینہ کو یثرب نہیں کہنا چاہیے، طابہ، طیبہ یا مدینہ کہنا چاہیے۔ ویسے یثرب ''تثریب'' سے ماخوذ ہے، جس کے معانی زجر و توبیخ اور ملامت کے ہیں، جبکہ طابہ اور طیبہ کے الفاظ میں حسن پایا جاتا ہے، ان کے معانی پاکیزگی، عمدگی اور خوشگواری کے ہیں۔

(١٢٦٦٤)۔ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ

(١٢٦٦٢) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، اخرجه الطبراني في "الكبير": ٢٤/ ٩٥٦ (انظر: ٢٧٣٢٥)
(١٢٦٦٣) تخريج: أخرجه البخاري: ١٨٧١، ومسلم: ١٣٨٢ (انظر: ٧٢٣٢)
(١٢٦٦٤) تخريج: اسناده ضعيف، لضعف يزيد بن ابى زياد، ولاضطرابه فيه، اخرجه ابويعلى: ١٦٨٨ (انظر: ١٨٥١٩)

اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ سَمَّى الْمَدِينَةَ يَثْرِبَ فَلْيَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ هِيَ طَابَةُ هِيَ طَابَةُ۔)) (مسند احمد: ۱۸۷۱۸)

نے فرمایا: ''جس نے مدینہ منورہ کو یثرب کے نام سے ذکر کیا، وہ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے، یہ طابہ ہے، اس کا نام طابہ ہے۔''

اَلْبَابُ السَّابِعُ فِيمَا جَاءَ فِي خَرَابِ الْمَدِينَةِ آخِرَ الزَّمَانِ

باب ہفتم: آخری زمانہ میں مدینہ منورہ کی ویرانی کا بیان

(۱۲۶۶۵)۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: أَقْبَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَنَزَلْنَا ذَا الْحُلَيْفَةِ، فَتَعَجَّلَتْ رِجَالٌ إِلَى الْمَدِينَةِ، وَبَاتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِتْنَا مَعَهُ، فَلَمَّا أَصْبَحَ سَأَلَ عَنْهُمْ فَقِيلَ: تَعَجَّلُوا إِلَى الْمَدِينَةِ، فَقَالَ: ((تَعَجَّلُوا إِلَى الْمَدِينَةِ وَالنِّسَاءِ، أَمَا إِنَّهُمْ سَيَدَعُونَهَا أَحْسَنَ مَا كَانَتْ۔)) ثُمَّ قَالَ: ((لَيْتَ شِعْرِي مَتٰى تَخْرُجُ نَارٌ مِنَ الْيَمَنِ مِنْ جَبَلِ الْوِرَاقِ تُضِيءُ مِنْهَا أَعْنَاقُ الْإِبِلِ بُرُوكًا بِبُصْرٰى كَضَوْءِ النَّهَارِ۔)) (مسند احمد: ۲۱۶۱۳)

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ سفر سے واپس ہوئے اور ہم ذوالحلیفہ میں ٹھہرے، کچھ لوگ تو مدینہ منورہ کی طرف جلدی چلے گئے، رسول اللہ ﷺ نے رات وہیں بسر کی اور ہم نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ ہی رات گزاری، صبح ہوئی تو آپ ﷺ نے ان حضرات کے متعلق پوچھا کہ ''وہ کہاں ہیں؟'' بتلایا گیا کہ وہ تو مدینہ کی طرف جلدی چلے گئے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ مدینہ کی طرف اور اپنی بیویوں کی طرف جلدی چلے گئے، خبردار! عنقریب ایک دور آئے گا کہ مدینہ کی اچھی بھلی حالت ہونے کے باوجود یہ مدینہ کو چھوڑ جائیں گے۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کاش کہ مجھے علم ہو کہ یمن کے جبل وارق سے کب وہ آگ نمودار ہوگی، جس سے بصریٰ میں بیٹھے ہوئے اونٹوں کی گردنیں یوں چمکیں گی، جیسے دن میں چمکتی ہیں۔''

(۱۲۶۶۶)۔ عَنْ مِحْجَنِ بْنِ الْأَدْرَعِ قَالَ: قَالَ رَجَاءٌ: أَقْبَلْتُ مَعَ مِحْجَنٍ ذَاتَ يَوْمٍ حَتّٰى إِذَا انْتَهَيْنَا إِلَى مَسْجِدِ الْبَصْرَةِ، فَوَجَدْنَا بُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيَّ عَلَى بَابٍ مِنْ أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ جَالِسًا، قَالَ: وَكَانَ فِي الْمَسْجِدِ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ: سُكْبَةُ يُطِيلُ

محجن بن ادرع سے مروی ہے کہ رجاء کہتے ہیں: میں ایک روز محجن کے ہمراہ آیا اور ہم بصرہ کی مسجد میں جا پہنچے، مسجد کے ایک دروازے پر ہم نے بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ کو بیٹھے ہوئے پایا، مسجد میں سکبہ نامی ایک شخص تھا، وہ کافی طویل نماز پڑھتا تھا، جب ہم مسجد کے دروازے پر واپس آئے تو سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ وہیں موجود تھے، وہ بڑے صاحب مزاح تھے، کہنے لگے: ارے محجن!

(۱۲۶۶۵) تخریج: صحیح، قاله الالبانی، اخرجه البزار فی "مسنده": ۴۳۰، وابن حبان: ۶۸۴۱ (انظر: ۲۱۲۸۹)

(۱۲۶۶۶) تخریج: حسن لغیره، اخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۲۰/ ۷۰۴، والطیالسی: ۱۲۹۵ (انظر: ۲۰۳۴۹)

الصَّلَاةَ، فَلَمَّا انْتَهَيْنَا إِلَى بَابِ الْمَسْجِدِ وَعَلَيْهِ بُرَيْدَةُ، قَالَ: وَكَانَ بُرَيْدَةُ صَاحِبَ مُزَاحَاتٍ، قَالَ: يَا مِحْجَنُ! أَلَا تُصَلِّي كَمَا يُصَلِّي سُكْبَةُ؟ قَالَ: فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ مِحْجَنٌ شَيْئًا وَرَجَعَ، قَالَ: وَقَالَ لِي مِحْجَنٌ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ بِيَدِي فَانْطَلَقَ يَمْشِي حَتّٰى صَعِدَ أُحُدًا، فَأَشْرَفَ عَلَى الْمَدِينَةِ، فَقَالَ: ((وَيْلُ أُمِّهَا مِنْ قَرْيَةٍ يَتْرُكُهَا أَهْلُهَا كَأَعْمَرِ مَا تَكُونُ يَأْتِيهَا الدَّجَّالُ، فَيَجِدُ عَلَى كُلِّ بَابٍ مِنْ أَبْوَابِهَا مَلَكًا مُصْلِتًا، فَلَا يَدْخُلُهَا۔)) قَالَ: ثُمَّ انْحَدَرَ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِسُدَّةِ الْمَسْجِدِ رَأٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يُصَلِّي فِي الْمَسْجِدِ، وَيَسْجُدُ وَيَرْكَعُ وَيَسْجُدُ وَيَرْكَعُ، قَالَ: فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ هٰذَا؟)) قَالَ: فَأَخَذْتُ أُطْرِيهِ لَهُ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! هٰذَا فُلَانٌ وَهٰذَا وَهٰذَا، قَالَ: ((اسْكُتْ لَا تُسْمِعْهُ فَتُهْلِكَهُ۔)) قَالَ: ثُمَّ انْطَلَقَ يَمْشِي حَتّٰى إِذَا كُنَّا عِنْدَ حُجْرَةٍ لٰكِنَّهُ رَفَضَ يَدِي ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ خَيْرَ دِينِكُمْ أَيْسَرُهُ، إِنَّ خَيْرَ دِينِكُمْ أَيْسَرُهُ، إِنَّ خَيْرَ دِينِكُمْ أَيْسَرُهُ۔)) (مسند احمد: ٢٠٦١٧)

کیا تم اس طرح نماز نہیں پڑھتے، جیسے سکبہ پڑھتا ہے؟ تو محجن نے کوئی جواب نہ دیا اور واپس آ گئے، رجاء کہتے ہیں: محجن نے مجھ سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور چل پڑے، یہاں تک کہ احد کے اوپر چلے گئے، آپ نے مدینہ کی طرف جھانک کر فرمایا: ''افسوس ہے اس بستی پر کہ جب یہ خوب آباد ہوگی، یہاں کے باشندے اسے چھوڑ دیں گے یعنی یہاں سے نقل مکانی کر جائیں گے۔'' (ایک روایت ہے محجن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اللہ کے نبی! تب یہاں کے پھل وغیرہ کون کھائے گا؟ آپ نے فرمایا: ''پرندے اور درندے) دجال اس بستی کی طرف آئے گا تو وہ اس کے ہر دروازے پر تلوار سونتے ہوئے فرشتے کو دیکھے گا اور اس میں داخل نہ ہو سکے گا۔'' اس کے بعد آپ ﷺ نیچے کو اترے، جب ہم مسجد کے دروازے پر پہنچے، تو رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو مسجد میں نماز پڑھتے دیکھا بس وہ رکوع وسجود ہی کیے جا رہا تھا، اللہ کے رسول ﷺ نے مجھ سے پوچھا: ''یہ کون ہے؟'' میں نے آپ ﷺ کے ارشاد کے بعد اسے غور سے دیکھنا شروع کیا، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ فلاں آدمی ہے، یہ فلاں ہے اور یہ فلاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''خاموش رہو، یہ الفاظ اسے سنا کر تم اسے ہلاکت میں ڈال دو گے۔'' اس کے بعد آپ ﷺ چل پڑے، یہاں تک کہ جب ہم آپ ﷺ کے حجرہ کے قریب پہنچے تو آپ ﷺ نے میرا ہاتھ چھوڑ دیا اور فرمایا: ''تمہارا بہترین دین وہ ہے، جو سب سے آسان ہو، تمہارا بہترین دین وہ ہے، جس میں سب سے زیادہ آسانی ہو، تمہارا بہترین دین وہ ہے جو سب سے آسان ہو۔''

(١٢٦٦٧)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

(١٢٦٦٧) تخريج: اخرجه البخاري: ١٨٧٤، ومسلم: ١٣٨٩ (انظر: ٩٠٦٧)

رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيَدَعَنَّ أَهْلُ الْمَدِينَةِ الْمَدِينَةَ وَهِيَ خَيْرُ مَا يَكُونُ مُرْطِبَةٌ مُونِعَةٌ۔)) فَقِيلَ: مَنْ يَأْكُلُهَا؟ قَالَ: ((الطَّيْرُ وَالسِّبَاعُ۔)) (مسند احمد: ٩٠٥٥)

فرمایا: ''اہل مدینہ، مدینہ کو چھوڑ جائیں گے، حالانکہ یہ ہر لحاظ سے خوش گوار اور آسودہ زندگی والا ہوگا اور اس کے پھل خوب پکے ہوئے ہوں گے۔'' کسی نے کہا: تب وہاں کے پھل وغیرہ کون کھائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پرندے اور درندے۔''

(١٢٦٦٨)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ آخَرَ) يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمَدِينَةِ: ((لَتَتْرُكَنَّهَا عَلٰى خَيْرِ مَا كَانَتْ مُذَلَّلَةً لِلْعَوَافِي يَعْنِي السِّبَاعَ وَالطَّيْرَ۔)) (مسند احمد: ٨٩٨٧)

(دوسری سند) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کے متعلق فرمایا: ''تم لوگ خوش حالی کے باوجود اس شہر کو درندوں اور پرندوں کے لیے چھوڑ جاؤ گے۔''

فوائد:...... اگرچہ مدینہ منورہ سے خلافت شام و عراق کی طرف منتقل ہو جانے کو اس حدیث کا مصداق ٹھہرایا گیا ہے، لیکن حقیقت حال یہ ہے کہ یہ حالات قیامت کے قریب ظاہر ہوں گے۔ حافظ ابن حجر نے مختلف شواہد بھی ذکر کیے ہیں۔ (ملاحظہ ہو: فتح الباری: ۴/ ۱۱۱، ۱۱۲)

(١٢٦٦٩)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْمَدِينَةُ يَتْرُكُهَا أَهْلُهَا وَهِيَ مُرْطِبَةٌ۔)) قَالُوْا: فَمَنْ يَأْكُلُهَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((السِّبَاعُ وَالْعَائِفُ۔)) قَالَ أَبُو عَوَانَةَ: فَحُدِّثْتُ أَنَّ أَبَا بِشْرٍ قَالَ: كَانَ فِي كِتَابِ سُلَيْمَانَ بْنِ قَيْسٍ۔ (مسند احمد: ١٤٦١١)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مدینہ اگرچہ تازہ کھجوروں والا ہوگا، مگر اہل مدینہ اسے چھوڑ جائیں گے۔'' صحابہ نے کہا: اللہ کے رسول! یہاں (کے پھل اور غلہ وغیرہ) کون کھائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''درندے اور پرندے۔'' ابو عوانہ نے کہا: مجھے بتایا گیا کہ ابو بشر نے کہا ہے کہ یہ حدیث سلیمان بن قیس کی کتاب میں تھی۔

(١٢٦٧٠)۔ عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَيَسِيرَنَّ رَاكِبٌ فِي جَنْبِ وَادِي الْمَدِينَةِ، لَيَقُولَنَّ لَقَدْ كَانَ فِي هٰذِهِ مَرَّةً حَاضِرَةٌ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ كَثِيرٌ۔)) (مسند احمد: ١٤٧٣٤)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مدینہ کی وادی کے قریب سے کوئی سوار گزرتے ہوئے کہے گا کہ کبھی اس شہر میں اہل ایمان کی بہت بڑی آبادی ہوتی تھی۔''

(١٢٦٦٨) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(١٢٦٦٩) تخريج: اسناده صحيح (انظر: ١٤٥٥٧)

(١٢٦٧٠) تخريج: حديث حسن (انظر: ١٤٦٧٨)

(١٢٦٧١)۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((لَيَسِيرَنَّ الرَّاكِبُ فِي جَنَبَاتِ الْمَدِينَةِ، ثُمَّ لَيَقُولُ: لَقَدْ كَانَ فِي هَذَا حَاضِرٌ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ كَثِيرٌ۔)) قَالَ أَبِي أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: وَلَمْ يَجُزْ بِهِ حَسَنٌ الْأَشْيَبُ جَابِرًا۔ (مسند احمد: ١٢٤)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک سوار مدینہ کے پاس سے گزرتے ہوئے کہے گا کہ کبھی اس شہر میں اہل ایمان کی بڑی تعداد ہوا کرتی تھی۔'' امام احمد بن حنبل نے کہا: حسن اشیب نے جابر رضی اللہ عنہ سے آگے تجاوز نہیں کیا۔ (یعنی عمر بن خطاب کا تذکرہ نہیں کیا بلکہ مسند جابر کے انداز میں حدیث بیان کی ہے)

اَلْبَابُ الثَّامِنُ فِيْ فَضْلِ مَسْجِدِ النَّبِيِّ ﷺ وَفِيْهِ فُصُوْلٌ
باب ہشتم: مسجد نبوی کی فضیلت کا بیان اس میں کئی فصلیں ہیں

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ فِيْ فَضْلِ مَسْجِدِ النَّبِيِّ ﷺ
فصل اول: فضیلت مسجد نبوی

(١٢٦٧٢)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ دَخَلَ مَسْجِدَنَا هٰذَا، لِيَتَعَلَّمَ خَيْرًا أَوْ لِيُعَلِّمَهُ، كَانَ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، وَمَنْ دَخَلَهُ لِغَيْرِ ذٰلِكَ كَانَ كَالنَّاظِرِ إِلَى مَا لَيْسَ لَهُ۔)) وَفِي لَفْظٍ: ((وَمَنْ جَاءَ لِغَيْرِ ذٰلِكَ فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ رَجُلٍ يَنْظُرُ إِلَى مَتَاعِ غَيْرِهِ۔)) (مسند احمد: ٨٥٨٧)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی ہماری اس مسجد میں بھلائی سیکھنے یا سکھانے کے لیے آئے، وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے اور جو آدمی اس مقصد کے علاوہ کسی دوسری غرض سے آئے گا تو وہ گویا ایسی چیز کو دیکھ رہا ہے جو اس کی نہیں۔'' دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں: ''اور جو آدمی کسی دوسری غرض سے آئے گا، وہ اس آدمی کی طرح ہے، جو دوسرے کے سامان کی طرف دیکھ رہا ہو۔''

(١٢٦٧٣)۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ

(١٢٦٧١) تخريج: حسن لغيره (انظر: ١٢٤)

(١٢٦٧٢) تخريج: حديث ضعيف، واختلف على سعيد المقبري في اسناده، اخرجه مالك في "المؤطا": ١/ ١٦٠ (انظر: ٨٦٠٣)

(١٢٦٧٣) تخريج: صحيح لغيره، اخرجه ابويعلى: ٧٧٤، والبزار: ٤٢٦ (انظر: ١٦٠٥)

قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((صَلَاةٌ فِيْ مَسْجِدِيْ هٰذَا خَيْرٌ مِنْ اَلْفِ صَلَاةٍ فِيْمَا سِوَاهُ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ۔)) (مسند احمد: ١٦٠٥)

نے فرمایا: ''میری اس مسجد میں ادا کی ہوئی ایک نماز عام مساجد کی ہزار نمازوں سے افضل ہے، ماسوائے مسجد حرام کے۔''

(١٢٦٧٤)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: ((صَلَاةٌ فِيْ مَسْجِدِيْ هٰذَا اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ صَلَاةٍ فِيْمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ فَهُوَ اَفْضَلُ۔)) (مسند احمد: ٤٨٣٨)

سیدنا ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میری اس مسجد میں ادا کی ہوئی ایک نماز عام مسجد میں ادا کی ہوئی ہزار نمازوں سے بہتر ہے، ماسوائے مسجد حرام کے، وہاں کی نماز اس نماز سے افضل ہے۔''

(١٢٦٧٥)۔ (وَعَنْهُ اَيْضًا) قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((صَلَاةٌ فِيْ مَسْجِدِيْ هٰذَا كَاَلْفِ صَلَاةٍ فِيْمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَساجِدِ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ۔)) (مسند احمد: ٩١٤٢)

سیدنا عبد اللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری اس مسجد میں ادا کی گئی ایک نماز دیگر مساجد کی ایک ہزار نمازوں سے افضل ہے، ماسوائے مسجد حرام کے۔''

(١٢٦٧٦)۔ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَعْبَدِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ امْرَأَةً اشْتَكَتْ شَكْوٰى، فَقَالَتْ: لَئِنْ شَفَانِي اللّٰهُ لَأَخْرُجَنَّ فَلَأُصَلِّيَنَّ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ، فَبَرِئَتْ فَتَجَهَّزَتْ تُرِيدُ الْخُرُوجَ، فَجَاءَتْ مَيْمُونَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ تُسَلِّمُ عَلَيْهَا، فَأَخْبَرَتْهَا ذٰلِكَ، فَقَالَتْ: اجْلِسِي فَكُلِي مَا صَنَعْتُ وَصَلِّي فِي مَسْجِدِ الرَّسُولِ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((صَلَاةٌ فِيهِ أَفْضَلُ

ابراہیم بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ایک عورت بیمار پڑ گئی اور اس نے کہا: اگر اللہ نے مجھے شفا دی تو میں بیت المقدس میں جا کر نماز پڑھوں گی، وہ تندرست ہوگئی اور اس نے جانے کی تیاری کی اور سیدہ میمونہ ؓ کے ہاں گئی، انہیں سلام کہا اور اپنے ارادہ سے ان کو مطلع کیا، سیدہ میمونہ ؓ نے کہا: بیٹھو اور جو کچھ میں نے تیار کیا، وہ کھاؤ اور مسجد نبوی میں ہی نماز پڑھ لو، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''اس مسجد میں ادا کی گئی ایک نماز دیگر مساجد کی ہزار نمازوں سے افضل ہے، ماسوائے کعبہ کی مسجد کے۔''

(١٢٦٧٤) تخريج: أخرجه مسلم: ١٣٩٥ (انظر: ٤٨٣٨)
(١٢٦٧٥) تخريج: أخرجه مسلم: ١٣٩٤ (انظر: ٩١٥٣)
(١٢٦٧٦) تخريج: حديث صحيح، أخرجه مسلم: ١٣٩٦ (انظر: ٢٦٨٢٦)

مِـنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ إِلَّا مَسْجِدَ الْكَعْبَةِ۔)) (مسند احمد: ٢٧٣٦٣)

(١٢٦٧٧)۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ قَالَ: وَدَّعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَجُلًا فَقَالَ لَهُ: ((أَيْنَ تُرِيدُ؟)) قَالَ: أُرِيدُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَصَلَاةٌ فِي هٰذَا الْمَسْجِدِ أَفْضَلُ يَعْنِي مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِي غَيْرِهِ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ۔)) (مسند احمد: ١١٧٥٦)

سیدنا ابو سعید خدری ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک آدمی کو الوادع کرنے لگے تو اس سے پوچھا: ”اچھا یہ تو بتاؤ کہ تمہارا ارادہ کہاں کا ہے؟“ اس نے کہا: بیت المقدس جانے کا ارادہ ہے، نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا: ”میری اس مسجد میں ادا کی گئی ایک نماز دیگر مساجد کی ایک ہزار نمازوں سے افضل ہے، ما سوائے مسجد حرام کے۔“

(١٢٦٧٨)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((مَنْ صَلّٰى فِي مَسْجِدِي أَرْبَعِينَ صَلَاةً لَا يَفُوتُهُ صَلَاةٌ، كُتِبَتْ لَهُ بَرَاءَةٌ مِنَ النَّارِ، وَنَجَاةٌ مِنَ الْعَذَابِ، وَبَرِءَ مِنَ النِّفَاقِ۔)) (مسند احمد: ١٢٦١١)

سیدنا انس بن مالک ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے میری مسجد میں چالیس نمازیں اس طرح باجماعت ادا کیں کہ کوئی نماز فوت نہ ہوئی تو اس کے لیے جہنم سے آزادی، عذاب سے نجات اور نفاق سے بری ہونے کا پروانہ لکھ دیا جاتا ہے۔“

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ حُكْمُ دُخُوْلِ الْمُشْرِكِ الْمَسْجِدَ
فصل دوم: مسجد میں مشرک کے داخل ہونے کا حکم

وَبَيَانُ اَنَّ الْمَسْجِدَ الَّذِيْ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى هُوَ مَسْجِدُ النَّبِيِّ ﷺ بِالْمَدِيْنَةِ
اس امر کا بیان کہ جس مسجد کی بنیاد روزِ اول سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے، وہ مسجد نبوی ہے، جو مدینہ منورہ میں واقع ہے

(١٢٦٧٩)۔ عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَدْخُلُ مَسْجِدَنَا هٰذَا مُشْرِكٌ بَعْدَ

سیدنا جابر بن عبداللہ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اس سال کے بعد ہماری اس مسجد میں کوئی مشرک

(١٢٦٧٧) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، اخرجه ابن حبان: ١٦٢٤، والبزار: ٤٢٩ (انظر: ١١٧٣٤)

(١٢٦٧٨) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة نبيط بن عمر، اخرجه الطبراني في "الاوسط": ٥٤٤٠ (انظر: ١٢٥٨٣)

(١٢٦٧٩) تخريج: اسناده ضعيف، الحسن البصري لم يسمع من جابر، وشريك النخعي واشعث بن سوار ضعيفان، اخرجه عبد الرزاق: ٩٩٨٢ (انظر: ١٤٦٤٩)

عَامِنَا هٰذَا غَيْرَ أَهْلِ الْكِتَابِ وَخَدَمِهِمْ۔)) (مسند احمد: ١٤٧٠٣)

داخل نہ ہوگا، البتہ اہل کتاب اوران کے خدام آ سکیں گے۔''

(١٢٦٨٠)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ بِنَحْوِهِ) وَفِيْهِ: ((إِلَّا أَهْلَ الْعَهْدِ وَخَدَمَهُمْ۔)) (مسند احمد: ١٥٢٩١)

(دوسری سند) اسی طرح کی حدیث مروی ہے، البتہ اس میں ہے: ''ذمی لوگ اوران کے خدام آ سکیں گے۔''

فوائد:...... یہ روایت ضعیف ہے، مشرک مسجد میں آ سکتا ہے۔

(١٢٦٨١)۔ وَعَنْ اَبِی سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ: اخْتَلَفَ رَجُلَانِ أَوْ امْتَرَيَا، رَجُلٌ مِنْ بَنِي خُدْرَةَ وَرَجُلٌ مِنْ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي أُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى، قَالَ الْخُدْرِيُّ: هُوَ مَسْجِدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ الْعَمْرِيُّ: هُوَ مَسْجِدُ قُبَاءَ، فَأَتَيَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَسَأَلَاهُ عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ: ((هُوَ هٰذَا الْمَسْجِدُ لِمَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ: فِي ذَاكَ خَيْرٌ كَثِيْرٌ، يَعْنِي مَسْجِدَ قُبَاءَ۔)) (مسند احمد: ١١١٩٦)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنو خدرہ اور بنو عمر بن عوف کے دو آدمیوں کا آپس میں اختلاف ہوگیا کہ قرآن کریم میں جس مسجد کے متعلق آیا ہے کہ اس مسجد کی بنیاد روزِ اول سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے، اس سے کون سی مسجد مراد ہے؟ بنوحذرہ کے شخص نے کہا کہ اس سے مراد مسجد نبوی ہے اور بنو عمر بن عوف کے آدمی نے کہا: اس سے مراد مسجد قباء ہے۔'' وہ دونوں اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے آپ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس سے مراد تو میری یہی مسجد یعنی مسجد نبوی ہے، ہاں مسجد قباء میں بھی بہت زیادہ خیر و بھلائی ہے۔''

(١٢٦٨٢)۔ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ نِ السَّاعِدِيِّ رضی اللہ عنہ بِنَحْوِهِ وَفِيْهِ: اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((هُوَ مَسْجِدِيْ هٰذَا۔)) (مسند احمد: ٢٣١٩١)

سیدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بھی اس مفہوم کی حدیث بیان کی ہے، البتہ اس میں یہ الفاظ ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''وہ تو میری یہی مسجد ہے۔''

فوائد:...... ویسے تو مسجد نبوی اور مسجد قباء دونوں کی بنیاد تقوی پر رکھی گئی ہے، اس اختلاف سے مراد یہ ہے کہ درج ذیل آیت میں کس مسجد کا ذکر ہے: ﴿لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ۔﴾ ...... ''یقیناً وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دن سے تقویٰ پر رکھی گئی

(١٢٦٨٠) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(١٢٦٨١) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه الترمذي: ٣٢٣ (انظر: ١١١٧٨)

(١٢٦٨٢) تخريج: حديث صحيح، اخرجه ابن ابی شيبة: ٢/ ٣٧٠، وابن حبان: ١٦٠٤، والطبرانی فی "الكبير": ٦٠٢٥ (انظر: ٢٢٨٠٥)

زیادہ حق دار ہے کہ تو اس میں کھڑا ہو۔ اس میں ایسے مرد ہیں جو پسند کرتے ہیں کہ بہت پاک رہیں اور اللہ بہت پاک رہنے والوں سے محبت کرتا ہے۔'' (سورۂ توبہ: ۱۰۸)

ان احادیث سے تو یہ پتہ چلتا ہے کہ جس مسجد کی بنیاد تقوی پر رکھی گئی، اس سے مراد مسجدِ نبوی ہے، لیکن جمہور اہل علم کی رائے یہ ہے کہ آیت میں جس مسجد کا ذکر ہے، اس سے مراد مسجد قباء ہے اور آیت کا ظاہری معنی اور سیاق وسباق کا تقاضا بھی یہی ہے۔

حق یہ ہے کہ دونوں مسجدوں کی بنیاد تقوی پر رکھی گئی ہے، اس آیت کے آخری الفاظ ''فِیْہِ رِجَالٌ ......'' اس بات کی تائید کرتے ہیں کہ اس آیت میں مسجدِ قباء کا ذکر ہے، سنن ابوداود کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''فِیْـهِ رِجَالٌ ......'' اہل قباء کے حق میں نازل ہوئی۔

تو پھر آپ ﷺ کے جواب میں راز یہ ہوگا کہ آپ ﷺ اس وہم کو دور کرنا چاہتے ہیں کہ صرف مسجدِ قباء ایسی مسجد ہے، جس کی بنیاد تقوی پر رکھی گئی۔ واللہ اعلم۔ (تلخیص از فتح الباری وتحفۃ الاحوذی)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ما جَاءَ فِي اَصْلِ مَسْجِدِ النَّبِيِّ ﷺ وَبَنَائِهِ

فصل سوم: مسجد نبوی کے پلاٹ اور تعمیر کا بیان

(۱۲۶۸۳)۔ عَـنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ مَـوْضِـعُ مَـسْـجِـدِ الـنَّبِـيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبَنِي النَّجَّارِ، وَكَانَ فِيهِ نَخْلٌ وَقُبُورُ الْـمُشْـرِكِيـنَ، فَـقَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَـلَيْـهِ وَسَـلَّمَ: ((ثَامِنُونِي بِهِ۔)) فَقَالُوْا: لَا نَـأْخُذُ لَهُ ثَمَنًا، وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْنِيهِ وَهُمْ يُنَاوِلُونَهُ وَهُوَ يَقُولُ: ((أَلَا إِنَّ الْـعَيْـشَ عَيْـشُ الْآخِرَهْ فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْـمُهَـاجِـرَهْ۔)) قَـالَ: وَكَـانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَـلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي قَبْلَ أَنْ يُبْنَى الْـمَسْـجِـدُ حَيْـثُ أَدْرَكَتْهُ الصَّلَاةُ۔ (مسند احمد: ۱۲۲۰۲)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مسجد نبوی والی جگہ بنو نجار کی ملکیت تھی، اس میں کھجور کے درخت اور مشرکین کی قبریں تھیں، نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: ''تم مجھ سے اس پلاٹ کی قیمت طے کرو۔'' انہوں نے کہا: ہم اس کی قیمت نہیں لیں گے اور نبی کریم ﷺ جب اس کی تعمیر کر رہے تھے اور وہ لوگ تعمیر کے سلسلہ میں چیزیں اٹھا اٹھا کر آپ ﷺ کو پکڑا رہے تھے تو آپ ﷺ اس وقت یہ اشعار پڑھ رہے تھے: أَلَا إِنَّ الْعَيْشَ عَيْشُ الْآخِرَهْ، فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَه۔ (خبردار! اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے، اے اللہ! تو انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما دے۔) مسجد نبوی کی تعمیر سے قبل جہاں نماز کا وقت ہو جاتا، آپ ﷺ وہیں نماز ادا کر لیا کرتے تھے۔

فوائد:...... جب نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ میں قیام پذیر ہو چکے تو اس سلسلے میں آپ ﷺ کا پہلا قدم یہ تھا

(۱۲۶۸۳) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۷۷٤، ۳۹۳۲، ومسلم: ٥۲٤ (انظر: ۱۲۱۷۸)

کہ آپ ﷺ نے مسجد نبوی کی تعمیر شروع کی اور اس کے لیے آپ ﷺ نے وہ جگہ خریدی، جس پر آپ ﷺ کی اونٹنی بیٹھی تھی، یہ دو یتیم بچوں کی زمین تھی، تقریباً سو ہاتھ لمبی اور سو ہاتھ چوڑی تھی، اس میں مشرکین کی کچھ قبریں تھیں، کچھ ویرانہ تھا اور کھجور کے اور غرقد کے چند درخت بھی تھے، آپ ﷺ نے قبریں اکھڑوا دیں، ویرانہ ختم کرا دیا، درخت اور کھجوریں کٹوا دیں اور انھیں قبلے کی جانب لگوا دیا، دیواریں مٹی اور کچی اینٹوں سے اٹھوائیں، دروازے کے دونوں بازو پتھر کے لگائے گئے، چھت کھجور کی شاخون کی اور شہتیر کھجور کے تنوں کے، فرش پر ریت اور کنکریاں بچھائی گئیں، مسجد میں تین دروازے رکھے گئے، قبلہ شمال میں بیت المقدس کی طرف تھا، بعد میں کعبہ کو قبلہ قرار دیا گیا تھا۔

(١٢٦٨٤)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبِنَاءِ الْمَسْجِدِ، فَجَعَلْنَا نَنْقُلُ لَبِنَةً لَبِنَةً، وَكَانَ عَمَّارٌ يَنْقُلُ لَبِنَتَيْنِ لَبِنَتَيْنِ فَتَتَرَّبَ رَأْسُهُ، قَالَ: فَحَدَّثَنِي أَصْحَابِي وَلَمْ أَسْمَعْهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ جَعَلَ يَنْفُضُ رَأْسَهُ وَيَقُولُ: ((وَيْحَكَ يَا ابْنَ سُمَيَّةَ تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ۔)) (مسند احمد: ١١٠٢٤)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں مسجد تعمیر کرنے کا حکم فرمایا، ہم ایک ایک اینٹ اٹھا کر لا رہے تھے، جبکہ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ دو دو اینٹیں اٹھا کر لا رہے تھے، اس وجہ سے ان کا سر غبار آلود ہوگیا، سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے خود رسول اللہ ﷺ سے نہیں سنا، البتہ میرے ساتھیوں نے مجھے بتلایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ، سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کے سر سے مٹی جھاڑ رہے تھے اور ساتھ ساتھ فرما رہے تھے: ''سمیہ کے بیٹے! اللہ تجھ پر رحم کرے، ایک باغی گروہ تجھے قتل کرے گا۔''

(١٢٦٨٥)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُمْ كَانُوا يَحْمِلُونَ اللَّبِنَ لِبِنَاءِ الْمَسْجِدِ، وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَعَهُمْ، قَالَ: فَاسْتَقْبَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَارِضٌ لَبِنَةً عَلَى بَطْنِهِ، فَظَنَنْتُ أَنَّهَا قَدْ شُقَّتْ عَلَيْهِ، قُلْتُ: نَاوِلْنِيهَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: ((خُذْ غَيْرَهَا يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! فَإِنَّهُ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَةِ۔)) (مسند احمد: ٨٩٣٨)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین مسجدِ نبوی کی تعمیر کے سلسلہ میں اینٹیں اٹھا اٹھا کر لا رہے تھے اور اللہ کے رسول ﷺ بھی ان کے ہمراہ تھے، میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے آیا تو دیکھا آپ ﷺ ایک بڑی اینٹ اپنے پیٹ پر لگا کر اٹھائے آ رہے تھے، میں نے سمجھا کہ آپ ﷺ کے لیے اس کا اٹھانا مشکل ہو رہا ہے، اس لیے میں نے کہا: اللہ کے رسول! آپ یہ مجھے دے دیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابو ہریرہ! تم اور اٹھا لاؤ، اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے۔''

فوائد:...... یہ حدیث معنی اور متن کے اعتبار سے بھی صحیح نہیں ہے، کیونکہ یہ ممکن نہیں ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

(١٢٦٨٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٤٤٧، ٢٨١٢، ومسلم: ٢٩١٥ (انظر: ١١٠١١)

(١٢٦٨٥) تخريج: اسناده ضعيف، المطلب بن عبد الله بن حنطب لم يسمع من ابي هريرة (انظر: ٨٩٥١)

مسجدِ نبوی کی تعمیر کے وقت موجود ہوں، کیونکہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ۷ ہجری میں مدینہ منورہ تشریف لائے، جبکہ ۱ ہجری میں مسجدِ نبوی کی تعمیر مکمل ہو چکی تھی۔

اَلْفَصْلُ الرَّابِعُ مَنْ زَادَ فِيْ مَسْجِدِ النَّبِيِّ ﷺ

فصل چہارم: مسجد نبوی میں توسیع کرنے والوں کا بیان

(۱۲۶۸۶)۔ عَنْ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا نَافِعٌ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ، أَخْبَرَهُ أَنَّ الْمَسْجِدَ كَانَ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مَبْنِيًّا بِاللَّبِنِ، وَسَقْفُهُ الْجَرِيدُ، وَعُمُدُهُ خَشَبُ النَّخْلِ، فَلَمْ يَزِدْ فِيهِ أَبُو بَكْرٍ شَيْئًا، وَزَادَ فِيهِ عُمَرُ وَبَنَاهُ عَلٰى بِنَائِهِ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِاللَّبِنِ وَالْجَرِيدِ، وَأَعَادَ عُمُدَهُ خَشَبًا، ثُمَّ غَيَّرَهُ عُثْمَانُ فَزَادَ فِيهِ زِيَادَةً كَثِيرَةً، وَبَنٰى جِدَارَهُ بِالْحِجَارَةِ الْمَنْقُوشَةِ وَالْقَصَّةِ، وَجَعَلَ عُمُدَهُ مِنْ حِجَارَةٍ مَنْقُوشَةٍ، وَسَقْفَهُ بِالسَّاجِ۔ (مسند احمد: ۶۱۳۹)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں مسجد نبوی اینٹوں سے تعمیر ہوئی تھی اور اس کی چھت کھجور کی شاخوں کی اور اس کے ستون کھجور کے تنوں کے تھے، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد میں اس میں کوئی اضافہ نہ کیا، البتہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسے نئے سرے سے تعمیر کیا اور رسول اللہ ﷺ کے زمانہ والی بنیادوں پر ہی اسکی بنیادیں اٹھائیں اور انہوں نے انسے اینٹوں اور کھجور کی شاخوں سے تعمیر کیا اور اس کے ستون لکڑی کے بنائے، بعدازاں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے تعمیر کیا اور اس میں بہت زیادہ توسیع بھی کی، انہوں نے اس کی دیواروں کو منقش پتھروں سے چونا گچ کیا اور اس کے ستون منقش پتھروں سے اور چھت ساگواں کی لکڑی سے بنائی۔

(۱۲۶۸۷)۔ (وَعَنْهُ أَيْضًا) أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ زَادَ فِي الْمَسْجِدِ مِنَ الْأُسْطُوَانَةِ إِلَى الْمَقْصُورَةِ، وَزَادَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: لَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((نَبْغِي نَزِيدُ فِي مَسْجِدِنَا)) مَا زِدْتُ فِيهِ۔ (مسند احمد: ۳۳۰)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ بھی مروی ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی میں معروف ستون سے مقصورہ (پتھر) تک اضافہ کیا تھا اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی اضافہ کیا تھا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا: اگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات نہ سنی ہوتی کہ ''ہم اپنی اس مسجد میں توسیع کرنا چاہتے ہیں'' تو میں اس میں توسیع نہ کرتا۔

فوائد:...... جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی کی تعمیرِ نو کی تو فتوحات اور مال غنیمت کی کثرت کے باوجود انہوں نے سادگی کو برقرار رکھا، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے بنیاد رکھی تھی، پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد میں مسجد میں جو زینت اختیار کی ممکن ہے کہ وہ غلو اور ممنوعہ سجاوٹ سے کم ہو، بہرحال بعض صحابہ نے اس معاملے میں ان پر انکار بھی کیا

(۱۲۶۸۶) تخریج: أخرجه البخاري: ٤٤٦ (انظر: ٦١٣٩)

(۱۲۶۸۷) تخریج: اسناده ضعیف لضعف عبد الله بن عمر بن حفص العمری، اخرجه البزار: ۱۵۷ (انظر: ۳۳۰)

تھا۔ مساجد کو مزین کرنے والا سب سے پہلا شخص ولید بن عبد الملک تھا، یہ صحابہ کا آخری زمانہ تھا اور اکثر اہل علم فتنے کے خوف کی وجہ سے خاموش رہے۔

اَلْفَصْلُ الْخَامِسُ فِيْ فَضْلِ مَا بَيْنَ قَبْرِهِ وَمِنْبَرِهِ وَفَضْلِ مَوْضَعِ الْمِنْبَرِ

فصل پنجم: نبی کریم ﷺ کی قبر اور منبر کے مابین جگہ کی فضیلت اور منبر والی جگہ کی فضیلت کا بیان

(١٢٦٨٨)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا بَيْنَ بَيْتِيْ وَمِنْبَرِيْ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ، وَمِنْبَرِيْ عَلٰى حَوْضِيْ۔)) (مسند احمد: ٧٢٢٢)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے گھر اور منبر کے درمیان والی جگہ جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے اور میرا منبر میرے حوض پر ہے۔''

(١٢٦٨٩)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا بَيْنَ مِنْبَرِيْ اِلٰى حُجْرَتِيْ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ، وَاِنَّ مِنْبَرِيْ عَلٰى تُرْعَةٍ مِنْ تُرَعِ الْجَنَّةِ۔)) (مسند احمد: ١٥٢٥٥)

سیدنا جابر بن عبداللہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے منبر اور میرے حجرے کے درمیان والی جگہ جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے اور میرا منبر جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ پر ہے۔''

(١٢٦٩٠)۔ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ ؓ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مِنْبَرِيْ عَلٰى تُرْعَةٍ مِنْ تُرَعِ الْجَنَّةِ۔)) فَقُلْتُ لَهُ: مَا التُّرْعَةُ يَا اَبَا الْعَبَّاسِ؟ قَالَ: اَلْبَابُ۔ (مسند احمد: ٢٣٢٢٩)

سیدنا سہل بن سعد ساعدی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرا منبر جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر ہے۔'' راوی نے کہا: ابو العباس! ''التُّرْعَة'' کا کیا معنی ہے؟ انہوں نے کہا: دروازہ۔

(١٢٦٩١)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مِنْبَرِيْ هٰذَا عَلٰى تُرْعَةٍ مِنْ تُرَعِ الْجَنَّةِ۔)) (مسند احمد: ٨٧٠٦)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میرا یہ منبر جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر ہے۔''

(١٢٦٨٨) تخريج: أخرجه البخارى: ٧٣٣٥، ومسلم: ١٣٩١ (انظر: ٧٢٢٣)

(١٢٦٨٩) تخريج: صحيح لغيره، اخرجه ابويعلى: ١٧٨٤، والبزار: ١١٩٦، والطحاوى فى "شرح مشكل الآثار": ٢٨٨٣ (انظر: ١٥١٨٧)

(١٢٦٩٠) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، اخرجه الطبرانى فى "الكبير": ٥٧٧٩، والبيهقى: ٥/ ٢٤٧ (انظر: ٢٢٨٤١)

(١٢٦٩١) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، اخرجه النسائى فى "الكبرى": ٤٢٨٨ (انظر: ٨٧٢١)

(۱۲۶۹۲)۔ حَدَّثَنَا مَكِّيٌّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ: كُنْتُ آتِي مَعَ سَلَمَةَ الْمَسْجِدَ فَيُصَلِّي مَعَ الْأُسْطُوَانَةِ الَّتِي عِنْدَ الْمُصْحَفِ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا مُسْلِمٍ! أَرَاكَ تَتَحَرَّى الصَّلَاةَ عِنْدَ هَذِهِ الْأُسْطُوَانَةِ، قَالَ: فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَحَرَّى الصَّلَاةَ عِنْدَهَا۔ (مسند احمد: ۱۶٦٣١)

یزید بن ابی عبید سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں سیدنا سلمہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد نبوی میں آیا کرتا تھا، وہ مصحف کے قریب والے ستون کے قریب نماز ادا کیا کرتے تھے، میں نے ان سے کہا: ابو مسلم! میں دیکھتا ہوں کہ آپ اس ستون کے قریب نماز ادا کرنے کا اہتمام کرتے ہیں، اس کی کیا وجہ ہے؟ انہوں نے جواب دیا: میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ ﷺ اس ستون کے قریب نماز ادا کرنے کا اہتمام کیا کرتے تھے۔''

(۱۲۶۹۳)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنْ سَلَمَةَ أَنَّهُ كَانَ يَتَحَرَّى مَوْضِعَ الْمُصْحَفِ، وَذَكَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَتَحَرَّى ذٰلِكَ الْمَكَانَ، وَكَانَ بَيْنَ الْمِنْبَرِ وَالْقِبْلَةِ مَمَرُّ شَاةٍ۔ (مسند احمد: ١٦٦٥٧)

(دوسری سند) سیدنا سلمہ رضی اللہ عنہا مصحف کے قریب والی جگہ پر نماز ادا کرنے کا اہتمام کیا کرتے تھے، پھر انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ بھی اس مقام پر خصوصی التزام و اہتمام کیا کرتے تھے اور آپ ﷺ کے منبر اور قبلہ کے مابین ایک بکری کے گزرنے کی جگہ تھی۔

(۱۲۶۹٤)۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((قَوَائِمُ مِنْبَرِي رَوَاتِبُ فِي الْجَنَّةِ۔)) (مسند احمد: ٢٧٠٠٩)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میرے منبر کے پائے جنت میں گڑھے ہوئے ہیں۔''

فوائد:...... مذکورہ بالا تمام روایات کو سمجھنے کے لیے درج ذیل بحث پر غور کریں:

فضیلۃ الشیخ محمد عطاء اللہ بھوجیانی رحمہ اللہ نے کہا: ممکن ہے کہ زمین کے جس حصے میں منبر پڑا تھا، وہ جنت سے منتقل کی گئی ہو، یا پھر اس منبر کو جنت میں منتقل کر دیا جائے گا۔ (التعلیقات السلفیۃ: ۱/ ۸۰)

درج ذیل حدیث پر غور کریں:

سیدنا عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَا بَيْنَ بَيْتِي وَ مِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ، وَمِنْبَرِي عَلَى حَوْضِي۔)) (بخاری: ۱۸۸۸)...... ''میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان والا (زمین کا قطعہ) جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے اور میرا منبر میرے حوض پر ہے۔''

(۱۲۶۹۲) تخریج: اخرجه البخاری: ٥٠٢، ومسلم: ٥٠٩ (انظر: ١٦٥١٦)

(۱۲۶۹۳) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

(۱۲۶۹٤) تخریج: اسناده صحیح، اخرجه النسائی: ٢/ ٣٥ (انظر: ٢٦٤٧٦)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا: علمائے کرام کے اقوال کا خلاصہ اور اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ

۱۔ زمین کا یہ حصہ نزولِ رحمت اور حصولِ سعادت کے اعتبار سے جنت کے باغیچے کی طرح ہے، بالخصوص آپ ﷺ کے زمانے میں۔

۲۔ اس حصے میں کی جانے والی عبادت جنت کا سبب بنتی ہے۔

۳۔ اس حدیث کا ظاہری مفہوم ہی مراد ہے کہ یہ قطعہ جنت کا حقیقی باغیچہ ہے اور اسے آخرت میں جنت میں منتقل کر دیا جائے گا۔

رہا مسئلہ ''اور میرا منبر میرے حوض پر ہے۔'' کا تو اس سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ کا منبر حوض پر نصب کیا جائے گا، اکثر علماء وفقہاء کی یہ رائے ہے کہ اس سے مراد وہی منبر ہے، جس پر آپ ﷺ کھڑے ہو کر یہ ارشاد فرما رہے تھے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد وہ منبر ہے، جو قیامت کے دن آپ ﷺ کے لیے رکھا جائے گا، لیکن پہلا معنی زیادہ مناسب ہے۔ (فتح الباری: ۴/ ۱۲۵)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((بُطْحَانُ عَلٰی تُرْعَةٍ مِنْ تُرَعِ الْجَنَّةِ۔))

......''وادیٔ بطحان جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچے پر ہے۔'' (صحیحہ: ۷۶۹، دیلمی: ۲/ ۱/ ۱۶)

مذکورہ بالا احادیث کی توضیح سے اس حدیث کو سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔

زیادہ مناسب یہ ہے کہ اس باب میں مندرج روایات سمیت اس قسم کے مبہم مفہوم پر مشتمل تمام احادیث کو ظاہری معنی پر محمول کیا جائے، جیسا کہ صحابہ کرام نے یہ فرموداتِ نبوی سننے پر ہی اکتفا کیا، اور ان مقامات کی فضیلت کا بھی یہی تقاضا ہے کہ جو مفہوم بادی النظر میں سمجھ آتا ہے، اسے تسلیم کر لیا جائے۔

بہر حال سلف صالحین کے چند اقوال نقل کر دیے گئے ہیں، تاکہ قارئین کی تشنگی ختم ہو سکے۔

(۱۲۶۹۵)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ يَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَحْلِفُ عِنْدَ هٰذَا الْمِنْبَرِ عَبْدٌ وَلَا أَمَةٌ عَلٰى يَمِينٍ آثِمَةٍ، وَلَوْ عَلٰى سِوَاكٍ رَطْبٍ إِلَّا وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ۔)) (مسند احمد: ۱۰۷۲۲)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس منبر کے قریب کوئی مرد یا عورت گناہ والی قسم اٹھائے، خواہ وہ ایک تازہ مسواک کے بارے میں ہی کیوں نہ ہو، اس کے لیے جہنم واجب ہو جاتی ہے۔''

فوائد:...... زمان ومکاں کی وجہ سے نیکی کی اہمیت میں بھی اضافہ ہوتا ہے اور برائی کی قباحت بھی بڑھ جاتی ہے۔

(۱۲۶۹۵) تخريج: اسناده صحيح، اخرجه ابن ماجه: ۲۳۲۶ (انظر: ۱۰۷۱۱)

بَابُ فِيُ صِفَةِ مِنْبَرِ رَسُوُلِ اللّٰهِ ﷺ وَمِنُ اَیِّ شَیْءٍ هُوَ؟

رسول اللہ ﷺ کے منبر کی کیفیت اور اس امر کا بیان کہ وہ کس چیز سے بنا ہوا تھا

(١٢٦٩٦)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ كَانَ جِذْعُ نَخْلَةٍ فِي الْمَسْجِدِ يُسْنِدُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظَهْرَهُ إِلَيْهِ، إِذَا كَانَ يَوْمُ جُمُعَةٍ، أَوْ حَدَثَ أَمْرٌ يُرِيدُ أَنْ يُكَلِّمَ النَّاسَ، فَقَالُوْا: أَلَا نَجْعَلُ لَكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! شَيْئًا كَقَدْرِ قِيَامِكَ؟ قَالَ: ((لَا عَلَيْكُمْ أَنْ تَفْعَلُوْا۔)) فَصَنَعُوْا لَهُ مِنْبَرًا ثَلَاثَ مَرَاقٍ۔ قَالَ: فَجَلَسَ عَلَيْهِ، قَالَ: فَخَارَ الْجِذْعُ كَمَا تَخُورُ الْبَقَرَةُ جَزَعًا عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَالْتَزَمَهُ وَمَسَحَهُ حَتّٰى سَكَنَ۔ (مسند احمد: ٥٨٨٦)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مسجد نبوی میں کھجور کا ایک تنا تھا، جمعہ کے دن یا کسی خاص موقع پر رسول اللہ ﷺ لوگوں سے مخاطب ہونا چاہتے تو اپنی پشت اس کے ساتھ لگا کر کھڑے ہو جاتے، لوگوں نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ! ہم آپ ﷺ کے کھڑے ہونے کے لیے بلند چیز نہ بنا دیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ٹھیک ہے، ، اس میں کوئی حرج نہیں۔'' تو انہوں نے تین سیڑھیوں والا ایک منبر تیار کر دیا، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: آپ ﷺ خطبہ دینے کے لیے اس پر کھڑے ہوئے تو رسول اللہ ﷺ کی جدائی پر غمگین ہو کر وہ تنا اس طرح بلند آواز سے جزع فزع کرنے لگا، جیسے گائے جزع فزع کرتی ہے، تو آپ ﷺ نے جا کر اسے سینہ سے لگایا اور اس پر ہاتھ پھیرا تو وہ خاموش ہو گیا۔

(١٢٦٩٧)۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الْمِنْبَرِ مِنْ أَيِّ عُودٍ هُوَ؟ قَالَ: أَمَا وَاللّٰهِ! إِنِّي لَأَعْرِفُ مِنْ أَيِّ عُودٍ هُوَ؟ وَأَعْرِفُ مَنْ عَمِلَهُ؟ وَأَيُّ يَوْمٍ صُنِعَ؟ وَأَيُّ يَوْمٍ وُضِعَ؟ وَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلَ يَوْمٍ جَلَسَ عَلَيْهِ، أَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى امْرَأَةٍ لَهَا غُلَامٌ نَجَّارٌ، فَقَالَ لَهَا: ((مُرِي غُلَامَكِ النَّجَّارَ أَنْ يَعْمَلَ لِي أَعْوَادًا، أَجْلِسُ عَلَيْهَا إِذَا كَلَّمْتُ النَّاسَ۔)) فَأَمَرَتْهُ فَذَهَبَ إِلَى الْغَابَةِ فَقَطَعَ

سیدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے کہا گیا کہ آپ ﷺ کا منبر کس چیز سے بنا ہوا ہے؟ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! میں خوب جانتا ہوں کہ وہ کس لکڑی کا بنا ہوا ہے؟ اسے کس نے کب بنایا ہے اور کس دن لا کر اسے رکھا گیا؟ اور میں نے نبی کریم ﷺ کو پہلے دن اس پر تشریف رکھتے دیکھا، نبی کریم ﷺ نے ایک خاتون کو پیغام بھیجا تھا، جس کا غلام بڑھئی تھا، آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''تم اپنی غلام بڑھئی سے کہو کہ وہ لوگوں سے میرے مخاطب ہوتے وقت بلند جگہ بیٹھنے کے لیے لکڑی کی کوئی چیز تیار کر دے۔'' اس خاتون نے اس غلام کو اس کا حکم دیا، تو وہ جنگل میں گیا اور وہاں

(١٢٦٩٦) تخريج: حديث حسن، اخرجه بنحوه البخاري: ٣٥٨٣ (انظر: ٥٨٨٦)

(١٢٦٩٧) تخريج: أخرجه البخاري: ٤٤٨، ٢٠٩٤، ومسلم: ٥٤٤ (انظر: ٢٢٨٧١)

طَرْفَاءَ فَعَمِلَ الْمِنْبَرَ ثَلَاثَ دَرَجَاتٍ، فَأَرْسَلَتْ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَوُضِعَ فِي مَوْضِعِهِ هٰذَا الَّذِي تَرَوْنَ فَجَلَسَ عَلَيْهِ أَوَّلَ يَوْمٍ وُضِعَ فَكَبَّرَ هُوَ عَلَيْهِ، ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ نَزَلَ الْقَهْقَرَى فَسَجَدَ وَسَجَدَ النَّاسُ مَعَهُ، ثُمَّ عَادَ حَتّٰى فَرَغَ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا فَعَلْتُ هٰذَا لِتَأْتَمُّوا بِي وَلِتَعْلَمُوا صَلَاتِي۔)) فَقِيلَ لِسَهْلٍ: هَلْ كَانَ مِنْ شَأْنِ الْجِذْعِ مَا يَقُولُ النَّاسُ، قَالَ: قَدْ كَانَ مِنْهُ الَّذِي كَانَ۔ (مسند احمد: ۲۳۲۵۹)

سے جھاؤ کی لکڑی کاٹ کر لایا اور اس نے تین سیڑھیوں پر مشتمل ایک منبر تیار کر دیا، چنانچہ اس خاتون نے وہ منبر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بھجوادیا، چنانچہ اسے اس کی اسی جگہ پر رکھا گیا، جہاں تم اسے اب دیکھ رہے ہو، آپ ﷺ پہلے دن اس منبر پر بیٹھے، آپ ﷺ نے اسی پر اللہ اکبر کہا اور رکوع کیا اس کے بعد الٹے پاؤں نیچے اتر کر زمین پر سجدہ کیا اور لوگوں نے بھی آپ کے ہمراہ سجدہ کیا، اس کے بعد آپ ﷺ پھر منبر پر چلے گئے، تا آنکہ نماز سے فارغ ہوئے، نماز سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگو! میں نے عمداً یہ کام کیا ہے، تاکہ تم میری اقتدا کرسکو اور میری نماز کا طریقہ سیکھ لو۔'' سیدنا سہل رضی اللہ عنہ سے کہا گیا: اس تنے کا کوئی ایسا واقعہ بھی پیش آیا تھا جو لوگ بیان کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا: ایسا ہوا تھا۔

(۱۲۶۹۸)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: كَانَ مِنْ أَثْلِ الْغَابَةِ، يَعْنِي مِنْبَرَ النَّبِيِّ ﷺ۔ (مسند احمد: ۲۳۱۸۶)

(دوسری سند) سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: منبر نبوی جھاؤ کی لکڑی کا تھا۔

أَبْوَابُ فَضَائِلِ الْمَسَاجِدِ الثَّلَاثَةِ مُجْتَمِعَةً
تینوں مساجد یعنی مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ کے فضائل

(۱۲۶۹۹)۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، أَنَّهُ قَالَ: لَقِيَ أَبُو بَصْرَةَ الْغِفَارِيُّ أَبَا هُرَيْرَةَ، وَهُوَ جَاءَ مِنَ الطُّورِ، فَقَالَ: مِنْ أَيْنَ أَقْبَلْتَ؟ قَالَ: مِنَ الطُّورِ صَلَّيْتُ فِيهِ، قَالَ: أَمَا لَوْ أَدْرَكْتُكَ قَبْلَ أَنْ تَرْحَلَ إِلَيْهِ مَا رَحَلْتَ، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ

عمر بن عبدالرحمٰن بن حارث سے روایت ہے کہ ابو بصرہ غفاری کی طور سے واپسی پر سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوگئی، انہوں نے کہا: کہاں سے آرہے ہو؟ انھوں نے کہا: طور سے، میں وہاں نماز ادا کرنے گیا تھا، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر تم روانگی سے قبل مجھ سے ملتے تو تم وہاں نہ جاتے، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''پالانوں کو نہ کسا جائے، یعنی سفر کا خصوصی اہتمام نہ کیا جائے، مگر تین مساجد کی

(۱۲۶۹۸) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۱۲۶۹۹) تخريج: اسناده صحيح، اخرجه الطيالسي: ۱۳۴۸، والطبراني في "الكبير": ۲۱۶۰ (انظر: ۲۳۸۵۰)

إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ، الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَمَسْجِدِي هٰذَا، وَالْمَسْجِدِ الْأَقْصٰى۔)) (مسند احمد: ٢٤٣٥١)

طرف، مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ۔''

(١٢٧٠٠)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ، إِلَى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَمَسْجِدِيْ هٰذَا، وَالْمَسْجِدِ الْأَقْصٰى۔)) (مسند احمد: ٧١٩١)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ کے علاوہ کسی بھی جگہ کی طرف بطور خاص سفر نہ کیا جائے۔''

(١٢٧٠١)۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ مِثْلُهُ۔ (مسند احمد: ١١٠٥٥)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح کی حدیث مروی ہے۔

فوائد:...... ان احادیث کا مفہوم یہ ہے کہ تبرک، حصول برکت اور خاص ثواب کے ساتھ نماز پڑھنے کی نیت سے کسی مقام کی طرف سفر نہیں کیا جا سکتا، ماسوائے مسجدِ حرام، مسجدِ نبوی اور مسجدِ اقصی کے۔ تجارت، حصول علم یا کسی اور جائز مقصد کے لیے سفر کرنا اور بات ہے۔

شیخ ولی اللہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ کے علاوہ کسی بھی مسجد کی طرف بطور خاص سفر نہ کیا جائے۔'' میں یہ کہنا چاہوں گا کہ دورِ جاہلیت میں لوگ بزعم خود تعظیم والی جگہوں کی طرف سفر کر کے جاتے، ان کی زیارت کرتے اور ان سے تبرک حاصل کرتے، جبکہ ایسا کرنے میں واضح طور پر دین میں تحریف اور فساد پیدا ہو گا، اس لیے آپ ﷺ نے اس حدیث کے ذریعے یہ دروازہ ہی بند کر دیا، تاکہ غیر شعائر کو شعائر کے ساتھ نہ ملایا جائے اور غیر اللہ کی پوجا پاٹ کا کوئی سبب پیدا نہ ہو جائے، میری رائے کے مطابق حق یہ ہے کہ اس معاملے میں قبر، کسی ولی کی عبادت کا محل اور کوہِ طور وغیرہ، ان سب کا حکم ایک ہے (کہ تبرک کے حصول اور خاص اجر و ثواب کی نیت سے ان مقامات کی طرف سفر کرنا منع ہے)۔ (حجۃ اللہ البالغۃ)

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ فَضْلِ مَسْجِدِ قُبَاءٍ وَالصَّلَاةِ فِيْهِ وَمَا جَاءَ فِيْ مَسْجِدِ الْفَضِيْخِ

مسجد قباء اور اس میں نماز کی فضیلت اور مسجد فضیخ کا بیان

(١٢٧٠٢)۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ: قَالَ

سیدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ

(١٢٧٠٠) تخريج: أخرجه البخاري: ١١٨٩، ومسلم: ١٣٩٧ (انظر: ٧١٩١)

(١٢٧٠١) تخريج: أخرجه مسلم: ٨٢٧ (انظر: ١١٠٤٠)

(١٢٧٠٢) تخريج: صحيح بشواهده، اخرجه ابن ماجه: ١٤١٢، والنسائي: ٢/ ٣٧ (انظر: ١٥٩٨١)

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ خَرَجَ حَتّٰى يَأْتِيَ هٰذَا الْمَسْجِدَ يَعْنِي مَسْجِدَ قُبَاءَ، فَيُصَلِّي فِيهِ كَانَ كَعَدْلِ عُمْرَةٍ)) (مسند احمد: ١٦٠٧٧)

نے فرمایا: ”جو آدمی اپنے گھر سے روانہ ہو کر مسجد قباء میں جا کر نماز ادا کرے، اس کا یہ عمل عمرہ کے برابر ہے۔“

(١٢٧٠٣)۔ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَزُوْرُهُ رَاكِبًا وَ مَاشِيًا يَعْنِي مَسْجِدَ قُبَاءَ۔ (مسند احمد: ٥٣٣٠)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کیا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کبھی سوار اور کبھی پیدل جا کر قباء مسجد کی زیارت کیا کرتے تھے۔

(١٢٧٠٤)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ: أَقْبَلْتُ مِنْ مَسْجِدِ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ بِقُبَاءَ عَلٰى بَغْلَةٍ لِي، قَدْ صَلَّيْتُ فِيهِ، فَلَقِيتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ مَاشِيًا، فَلَمَّا رَأَيْتُهُ نَزَلْتُ عَنْ بَغْلَتِي، ثُمَّ قُلْتُ: اِرْكَبْ أَيْ عَمِّ! قَالَ: أَيِ ابْنَ أَخِي، لَوْ أَرَدْتُ أَنْ أَرْكَبَ الدَّوَابَّ لَرَكِبْتُ، وَلٰكِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَمْشِي إِلٰى هٰذَا الْمَسْجِدِ حَتّٰى يَأْتِيَ فَيُصَلِّيَ فِيهِ، فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَمْشِيَ إِلَيْهِ كَمَا رَأَيْتُهُ يَمْشِي، قَالَ: فَأَبٰى أَنْ يَرْكَبَ وَمَضٰى عَلٰى وَجْهِهِ۔ (مسند احمد: ٥٩٩٩)

عبداللہ بن قیس سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں قباء میں واقع مسجد بنی عمرو بن عوف میں نماز پڑھ کر اپنے خچر پر سوار ہو کر واپس آ رہا تھا، راستے میں مجھے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ پیدل چلتے مل گئے، میں نے انہیں دیکھا تو میں اپنے خچر سے اتر آیا اور میں نے کہا: چچا جان! آپ اس پر سوار ہو جائیں، انہوں نے کہا: بھتیجے! میں سواری پر سوار ہونا چاہتا تو ہو سکتا تھا، لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس مسجد کی طرف پیدل چل کر جاتے دیکھا ہے کہ آپ ﷺ نے جا کر وہاں نماز ادا کی، پس میں یہ پسند کرتا ہوں کہ جس طرح میں نے آپ ﷺ کو پیدل جاتے دیکھا ہے، میں بھی پیدل ہی جاؤں اور انہوں نے سوار ہونے سے انکار کر دیا اور اسی طرح روانہ ہو گئے۔

(١٢٧٠٥)۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ إِلٰى قُبَاءَ، (مسند احمد: ١١٠٥٨)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پیر کے دن قباء کی طرف گئے۔“

(١٢٧٠٦)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ

(١٢٧٠٣) تخريج: أخرجه البخاري: ١١٩١، ومسلم: ١٣٩٩ (انظر: ٥٣٣٠)

(١٢٧٠٤) تخريج: اسناده حسن (انظر: ٥٩٩٩)

(١٢٧٠٥) تخريج: اخرجه مسلم: ٣٤٣ (انظر: ١١٠٤٣)

(١٢٧٠٦) تخريج: اسناده ضعيف لضعف عبدا لله بن نافع، اخرجه ابويعلى: ٥٧٣٣ (انظر: ٥٨٥٥)

أُتِيَ بِفَضِيخٍ فِي مَسْجِدِ الْفَضِيخِ فَشَرِبَهُ فَلِذٰلِكَ سُمِّيَ۔ (مسند احمد: ٥٨٤٤)

کی خدمت میں مسجد فضیخ میں فضیخ پیش کیا گیا، آپ ﷺ نے وہ نوش فرمایا، اسی مناسبت سے اس مسجد کا نام فضیخ رکھ دیا گیا۔

فوائد:...... کچی کھجور سے تیار شدہ مشروب کو فضیخ کہتے ہیں، یہاں اس سے مراد وہ مشروب ہے، جو نشہ آور نہ ہو۔

اَلْبَابُ التَّاسِعُ فِيْ فَضْلِ الْبَقِيْعِ وَأُحُدٍ وَالْحِجَازِ

باب نہم: بقیع، احد اور حجاز کی فضیلت کا بیان

(١٢٧٠٧)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي مُوَيْهِبَةَ مَوْلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ، فَقَالَ: ((يَا أَبَا مُوَيْهِبَةَ! إِنِّي قَدْ أُمِرْتُ أَنْ أَسْتَغْفِرَ لِأَهْلِ الْبَقِيعِ فَانْطَلِقْ مَعِي۔)) فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ، فَلَمَّا وَقَفَ بَيْنَ أَظْهُرِهِمْ، قَالَ: ((السَّلَامُ عَلَيْكُمْ! يَا أَهْلَ الْمَقَابِرِ، لِيَهْنِ لَكُمْ مَا أَصْبَحْتُمْ فِيهِ، مِمَّا أَصْبَحَ فِيهِ النَّاسُ، لَوْ تَعْلَمُونَ مَا نَجَّاكُمُ اللّٰهُ مِنْهُ، أَقْبَلَتِ الْفِتَنُ كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ، يَتْبَعُ أَوَّلُهَا آخِرَهَا، الْآخِرَةُ شَرٌّ مِنَ الْأُولٰى۔)) قَالَ: ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيَّ، فَقَالَ: ((يَا أَبَا مُوَيْهِبَةَ! إِنِّي قَدْ أُوتِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الدُّنْيَا وَالْخُلْدَ فِيهَا ثُمَّ الْجَنَّةَ، وَخُيِّرْتُ بَيْنَ ذٰلِكَ وَبَيْنَ لِقَاءِ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ وَالْجَنَّةِ۔)) قَالَ: قُلْتُ بِأَبِي وَأُمِّي فَخُذْ مَفَاتِيحَ الدُّنْيَا وَالْخُلْدَ فِيهَا ثُمَّ الْجَنَّةَ، قَالَ: ((لَا، وَاللّٰهِ!

مولائے رسول سیدنا ابو مویہبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے آدھی رات کو مجھے بیدار کیا اور فرمایا: ''ابو مویہبہ! مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں بقیع قبرستان والوں کے لیے مغفرت کی دعا کروں، تم بھی میرے ساتھ چلو۔'' میں آپ ﷺ کے ہمراہ چل پڑا، آپ ﷺ وہاں جا کر جب ان کے درمیان کھڑے ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے قبر والو! تم پر سلامتی ہو، تم جس حال میں ہو، وہ تمہیں مبارک ہو، ان حالات سے کہ جن میں اب لوگ ہیں، کاش کہ تم جان لو کہ اللہ نے تمہیں کس چیز سے بچا لیا ہے، فتنے اندھیری رات کے حصوں کی مانند ایک دوسرے کے پیچھے لگا تار آ رہے ہیں، بعد میں آنے والا فتنہ پہلے سے بدتر ہے۔'' اس کے بعد آپ ﷺ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ''ابو مویہبہ! مجھے دنیا اور اس میں ہمیشگی کے خزانے دیئے گئے ہیں اور اس کے بعد جنت دی گئی ہے اور مجھے اختیار دیا گیا ہے کہ میں دنیا یا اپنے رب کی ملاقات اور جنت میں سے جس چیز کا انتخاب کرنا چاہوں، کر لوں۔'' ابو مویہبہ کہتے ہیں: میں نے کہا: ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، آپ ﷺ دنیا کے خزانوں اور اس میں ہمیشگی اور اس کے بعد جنت کا انتخاب فرما لیں،

(١٢٧٠٧) تخريج: حديث صحيح في استغفاره لأهل البقيع واختياره لقاء ربه، وهذا اسناد ضعيف لجهالة عبد الله بن عمر العبلي، اخرجه الطبراني في "الكبير": ٢٢/ ٨٧١، والحاكم: ٣/ ٥٥، والدارمي: ١/ ٣٦ (انظر: ١٥٩٩٧)

يَا أَبَا مُوَيْهِبَةَ، لَقَدْ اخْتَرْتُ لِقَاءَ رَبِّي عَزَّوَجَلَّ وَالْجَنَّةَ۔)) ثُمَّ اسْتَغْفَرَ لِأَهْلِ الْبَقِيعِ ثُمَّ انْصَرَفَ، فَبُدِىءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ وَجْعِهِ الَّذِيْ قَبَضَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِيْهِ حِيْنَ أَصْبَحَ۔ (مسند احمد: ١٦٠٩٣)

آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابومویہبہ! اللہ کی قسم! ایسا نہیں میں نے اپنے رب کی ملاقات اور جنت کا انتخاب کرلیا ہے۔'' اس کے بعد آپ ﷺ نے اہل بقیع کے حق میں مغفرت کی دعائیں کیں اور واپس چل دیے، دوسرے دن صبح کو ہی رسول اللہ ﷺ کی وہ بیماری شروع ہوگئی جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو دنیا سے اٹھالیا۔

(١٢٧٠٨)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ آخَرَ) قَالَ: أُمِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُصَلِّيَ عَلٰى أَهْلِ الْبَقِيعِ، فَصَلّٰى عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةً ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَلَمَّا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الثَّانِيَةُ، قَالَ: ((يَا أَبَا مُوَيْهِبَةَ! أَسْرِجْ لِي دَابَّتِي۔)) قَالَ: فَرَكِبَ فَمَشَيْتُ حَتّٰى انْتَهٰى إِلَيْهِمْ، فَنَزَلَ عَنْ دَابَّتِهِ وَأَمْسَكْتُ الدَّابَّةَ وَوَقَفَ عَلَيْهِمْ، أَوْ قَالَ: قَامَ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ: ((لِيَهْنِكُمْ مَا أَنْتُمْ فِيهِ مِمَّا فِيهِ النَّاسُ، أَتَتِ الْفِتَنُ كَقِطَعِ اللَّيْلِ يَرْكَبُ بَعْضُهَا بَعْضًا، الْآخِرَةُ أَشَدُّ مِنَ الْأُولٰى، فَلْيَهْنِكُمْ مَا أَنْتُمْ فِيهِ۔)) فَذَكَرَ نَحْوَهُ۔ (مسند احمد: ١٦٠٩٢)

(دوسری سند) سیدنا ابومویہبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو بقیع قبرستان والوں کے حق میں دعا کرنے کا حکم دیا گیا، آپ ﷺ نے ایک رات میں تین مرتبہ ان کے حق میں دعائیں کیں، جب دوسری رات ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابومویہبہ! میری سواری تیار کرو۔'' تو آپ ﷺ سواری پر سوار ہوئے اور میں پیدل چلا، تاآنکہ آپ ﷺ اہل بقیع کے پاس جا پہنچے، آپ ﷺ اپنی سواری سے نیچے اترے اور میں نے سواری کو پکڑ لیا، آپ ﷺ وہاں کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''اے اہل بقیع! تم جس حال میں ہو، تمہیں مبارک ہو، ادھر تو رات کے ٹکڑوں کی طرح فتنے چڑھے آرہے ہیں، ہر بعد والا فتنہ پہلے والے سے سخت ہے، لہٰذا تم جس حالت میں ہو، تمہیں یہ مبارک ہو۔''

فوائد:...... بقیع قبرستان تھا، آپ ﷺ اہل بقیع کے لیے بخشش طلب کرنے کے لیے اس قبرستان کی طرف تشریف لے جاتے تھے۔

(١٢٧٠٩)۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ سُوَيْدِ نِ الْأَنْصَارِيِّ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: قَفَلْنَا مَعَ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ مِنْ

سیدنا سوید انصاری رضی اللہ عنہ، جو کہ اصحاب رسول میں سے تھے، سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم اللہ کے نبی ﷺ کی معیت میں غزوۂ خیبر سے واپس آرہے تھے، جب

(١٢٧٠٨) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(١٢٧٠٩) تخريج: حديث صحيح، اخرجه الطبراني في "الكبير": ٦٤٦٧ (انظر: ١٥٦٥٩)

غَزْوَةِ خَيْبَرَ، فَلَمَّا بَدَا لَهُ أُحُدٌ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اللّٰهُ أَكْبَرُ، جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ.)) (مسند احمد: ١٥٧٤٤)

آپ ﷺ کو احد پہاڑ دکھائی دیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ اکبر، احد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔''

(١٢٧١٠)۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ أُحُدًا، هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ.)) (مسند احمد: ٩٠١٣)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ احد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔''

(١٢٧١١)۔ وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَعِدَ أُحُدًا، فَتَبِعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ، فَرَجَفَ بِهِمُ الْجَبَلُ، فَقَالَ: ((اسْكُنْ عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ وَشَهِيدَانِ.)) (مسند احمد: ١٢١٣٠)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، بلاشبہ رسول اللہ ﷺ جبل احد پر تشریف لے گئے، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بھی آپ کے پیچھے پیچھے آ گئے، ان کی آمد پر پہاڑ ہلنے لگا، نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا: ''رک جا، تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید موجود ہیں۔''

فوائد:...... حجاز کی فضیلت اگلے باب میں بیان ہوگی۔

اَبْوَابُ فَضَائِلِ بِلَادٍ وَأَمَاكِنَ وَجِهَاتٍ أُخْرٰى
مختلف شہروں اور مقامات و جہات کے فضائل

اَلْبَابُ الْأَوَّلُ وَمَا جَاءَ فِي فَضَائِلِ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ وَالْحِجَازِ
باب اول: جزیرۂ عرب اور حجاز کے فضائل کا بیان

(١٢٧١٢)۔ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ: أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَأُخْرِجَنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارٰى مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ حَتّٰى لَا أَدَعَ إِلَّا مُسْلِمًا.)) (مسند احمد: ٢٠١)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں یہود و نصاریٰ کو جزیرۂ عرب سے اس حد تک نکال دوں گا اور یہاں صرف مسلمانوں کو باقی چھوڑوں گا۔''

(١٢٧١٠) تخريج: صحيح لغيره (انظر: ٩٠٢٥)

(١٢٧١١) تخريج: أخرجه البخارى: ٣٦٧٥، ٣٦٩٩(انظر: ١٢١٠٦)

(١٢٧١٢) تخريج: اخرجه مسلم: ١٧٦٧ (انظر: ٢٠١)

(۱۲۷۱٤)۔ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا عَلِيُّ اِنْ اَنْتَ وُلِّيْتَ الْاَمْرَ بَعْدُ فَاَخْرِجْ اَهْلَ نَجْرَانَ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ۔)) (مسند احمد: ٦٦١)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے علی! میرے بعد اگر تمہیں سربراہی ملے تو اہل نجران کو جزیرۂ عرب سے نکال باہر کرنا۔“

(۱۲۷۱۵)۔ وَعَنْ اَبِيْ عُبَيْدَةَ قَالَ: آخِرُ مَا تَكَلَّمَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ: ((اَخْرِجُوْا يَهُوْدَ اَهْلِ الْحِجَازِ، وَاَهْلِ نَجْرَانَ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ، وَاعْلَمُوْا اَنَّ شِرَارَ النَّاسِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ۔)) (مسند احمد: ١٦٩١)

سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی آخری گفتگو یہ تھی کہ ”تم حجاز اہل نجران کے یہودیوں کو جزیرۂ عرب سے نکال دینا اور یاد رکھو کہ سب سے برے لوگ وہ ہیں، جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔“

فوائد:...... جزیرۃ العرب: بحرہند، بحرشام، پھر دجلہ فرات نے جتنے علاقے پر قبضہ کیا ہوا ہے یا طول کے لحاظ سے عدن ابین کے درمیان سے لے کر اطراف شام تک کا علاقہ اور عرض کے اعتبار سے جدہ سے لے کر آبادی عراق کے اطراف تک کا علاقہ جزیرۃ العرب کہلاتا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اَخْرِجُوا الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ۔)) (بخاری، مسلم)...... ”مشرکوں کو جزیرۂ عرب سے نکال دو۔“

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے اس حکم کی تعمیل کی، جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے حجاز کی سرزمین سے یہود و نصاری کو جلا وطن کر دیا اور رسول اللہ ﷺ نے جب خیبر فتح کر لیا تو یہودیوں کو وہاں سے نکال دینے کا ارادہ کیا۔ اس وقت خیبر کی زمین تو اللہ تعالی، رسول اللہ اور مسلمانوں کی ہو چکی تھی۔ یہودیوں نے آپ ﷺ سے درخواست کی کہ ان کو خیبر میں رہنے دیا جائے، وہ کام کریں گے اور نصف پیداوار آپ ﷺ کو دیں گے۔ آپ ﷺ نے ان کا مطالبہ تسلیم کر لیا اور فرمایا: ”ہم جب تک چاہیں گے تم لوگوں کو یہاں ٹھہرنے کی اجازت دیں گے۔“ سو وہ وہیں رہے، حتی کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو تیما اور اریحا کے مقام کی طرف جلا وطن کر دیا۔ (بخاری: ۲۳۳۸)

(۱۲۷۱٦)۔ عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ

(۱۲۷۱٤) تخریج اسناده ضعيف جدا، قيس بن الربيع الاسدى تغير باخرة واشعث بن سوار ضعيف، اخرجه عبدالرزاق: ۹۹۹٤ (انظر: ٦٦١)

(۱۲۷۱۵) تخريج: اسناده صحيح، اخرجه الدارمى: ۲٤۹۸، والبزار: ٤۳۹، والحميدى: ۸۵ (انظر: ۱٦۹۱)

(۱۲۷۱٦) تخريج: أخرجه مسلم: ۵۳ (انظر: ۱٤۵۵۸)

قَالَ: ((اَلْإِيمَانُ فِي أَهْلِ الْحِجَازِ، وَغِلَظُ الْقُلُوبِ وَالْجَفَاءُ فِي الْفَدَّادِينَ فِي أَهْلِ الْمَشْرِقِ۔)) (مسند احمد: ١٤٦١٢)

نے فرمایا: ''اصل ایمان تو اہل حجاز میں ہے اور دلوں کی سختی اور شدت اہل مشرق کے اونٹوں کے مالکوں میں ہے۔''

فوائد:...... حجاز، عرب کا وہ حصہ ہے، جو مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور طائف پر مشتمل ہے، ایمان وایقان میں نام پیدا کرنے والی، بلکہ خونِ جگر سے شجرِ اسلام کی آبیاری کرنے والی شخصیات کی اکثریت کا تعلق حجاز سے تھا۔
مشرق سے مراد عراق کی سرزمین تھی۔

اَلْبَابُ الثَّانِیُ فِیُ فَضَائِلِ الشَّامِ وَاَهْلِهِ وَبَعْضِ بِلَادِهِ وَفِیُهِ فُصُوُلٌ
باب دوم: شام اور اہل شام اور وہاں کے بعض علاقوں کے فضائل اس میں کئی فصلیں ہیں

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ فِیُ فَضَائِلِ الشَّامِ مُطْلَقًا
فصل اول: مطلق طور پر شام کے فضائل کا بیان

(١٢٧١٧)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَوَالَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((سَيَصِيرُ الْأَمْرُ إِلٰى أَنْ تَكُونَ جُنُودٌ مُجَنَّدَةٌ، جُنْدٌ بِالشَّامِ، وَجُنْدٌ بِالْيَمَنِ، وَجُنْدٌ بِالْعِرَاقِ۔)) فَقَالَ رَجُلٌ: فَخِرْ لِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِذَا كَانَ ذٰلِكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((عَلَيْكَ بِالشَّامِ، عَلَيْكَ بِالشَّامِ ثَلَاثًا، عَلَيْكَ بِالشَّامِ، فَمَنْ أَبٰى فَلْيَلْحَقْ بِيَمَنِهِ، وَلْيَسْقِ مِنْ غُدُرِهِ، فَإِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَدْ تَكَفَّلَ لِي بِالشَّامِ وَأَهْلِهِ۔)) (مسند احمد: ١٧١٣٠)

سیدنا عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب اسلام کو اس قدر غلبہ حاصل ہو گا کہ اہل اسلام کے بہت سے لشکر ہوں گے، ایک لشکر شام میں ایک یمن میں اور ایک عراق میں ہوگا۔'' تو ابن حوالہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر مجھے یہ دور نصیب ہو تو میرے لیے کسی علاقہ کا انتخاب فرما دیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم ملک شام میں رہنا، تم شام کو لازم پکڑنا، بس تم شام میں رہنا، جو اس علاقے کا انکار کرے تو وہ یمن میں چلا جائے اور وہاں کے جوہڑوں کا پانی پیے، پس بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے شام اور اہل شام کی حفاظت کی ضمانت دی ہے۔''

(١٢٧١٧) تخريج: حديث صحيح بطرقه وشواهده، اخرجه ابوداود: ٢٤٨٣ (انظر: ١٧٠٠٥)

(۱۲۷۲۰)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((بَيْنَا أَنَا فِي مَنَامِي أَتَتْنِي الْمَلَائِكَةُ، فَحَمَلَتْ عَمُودَ الْكِتَابِ مِنْ تَحْتِ وِسَادَتِي فَعَمَدَتْ بِهِ إِلَى الشَّامِ أَلَا فَالْإِيمَانُ حَيْثُ تَقَعُ الْفِتَنُ بِالشَّامِ۔)) (مسند احمد: ۱۷۹۲۸)

سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں سویا ہوا تھا کہ میرے پاس فرشتے آئے، میں نے خواب دیکھا کہ انہوں نے کتاب کا عمود میرے تکیے کے نیچے سے کھینچ لیا، پھر اس کو لے کر شام کی طرف کا قصد کیا، خبردار اصل ایمان شام کے اس علاقے میں ہوگا، جہاں فتنے بپا ہوں گے۔''

فوائد:...... حافظ ابن حجر نے کہا: معبرین اہل علم کا خیال یہ ہے کہ جو آدمی خواب میں عمود دیکھے گا، اس سے مراد دین یا قابل اعتماد شخص ہوگا، اس لیے انھوں نے عمود کی تعبیر دین اور سلطنت کی صورت میں کی ہے۔ (فتح الباری: ۱۲/ ۴۰۳)

عمود کے مختلف معانی ہیں، مثال کے طور پر: صبح کی کرن، سہارا، ستون، قابل اعتماد سردارِ قوم، آسمان میں چمکنے والا بگولا، موٹا بانس وغیرہ۔

(۱۲۷۲۱)۔ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ إِذْ رَأَيْتُ عَمُودَ الْكِتَابِ احْتُمِلَ مِنْ تَحْتِ رَأْسِي، فَظَنَنْتُ أَنَّهُ مَذْهُوبٌ بِهِ، فَأَتْبَعْتُهُ بَصَرِي فَعُمِدَ بِهِ إِلَى الشَّامِ، أَلَا وَإِنَّ الْإِيمَانَ حِينَ تَقَعُ الْفِتَنُ بِالشَّامِ۔)) (مسند احمد: ۲۲۰۷۶)

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں سویا ہوا تھا، میں نے دیکھا کہ کتاب کا عمود میرے سر کے نیچے سے اٹھایا گیا، پھر میں نے گمان کیا کہ اسے لے جایا جا رہا ہے، میں نے اپنی نگاہ کو اس کے پیچھے لگائے رکھا، پس اس کو شام لے جایا گیا، خبردار! جب فتنے واقع ہوں گے تو اصل ایمان شام میں ہوگا۔''

(۱۲۷۲۲)۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ نُؤَلِّفُ الْقُرْآنَ مِنَ الرِّقَاعِ، إِذْ قَالَ: ((طُوبٰى لِلشَّامِ۔)) قِيلَ: وَلِمَ ذٰلِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: ((إِنَّ مَلَائِكَةَ الرَّحْمٰنِ بَاسِطَةٌ أَجْنِحَتَهَا

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بیٹھے مختلف اشیاء پر مکتوب قرآن مجید جمع کر رہے تھے، اتنے میں آپ ﷺ نے فرمایا: ''شام کے لیے خوشخبری ہے؟'' کسی نے کہا: اللہ کے رسول! وہ کیوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے فرشتوں

(۱۲۷۲۰) تخريج: صحيح، أخرجه الطبراني في "مسند الشاميين": ۱۳۵۷ (انظر: ۱۷۷۷۵)

(۱۲۷۲۱) تخريج: اسناده صحيح، اخرجه البزار: ۳۳۳۲، والطبراني في "الشاميين": ٤٤٩ (انظر: ۲۱۷۳۳)

(۱۲۷۲۲) تخريج: اسناده حسن، اخرجه الترمذي: ۳۹٥٤ (انظر: ۲۱٦۰۷)

عَلَيْهَا۔)) (مسند احمد: ۲۱۹٤۳)

نے اپنے پروں کو اس پر پھیلا رکھا ہے۔''

(۱۲۷۲۳)۔ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي الْمَشَّاءِ، وَهُوَ لَقِيطُ بْنُ الْمَشَّاءِ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَتَحَوَّلَ خِيَارُ أَهْلِ الْعِرَاقِ إِلَى الشَّامِ، وَيَتَحَوَّلَ شِرَارُ أَهْلِ الشَّامِ إِلَى الْعِرَاقِ، وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((عَلَيْكُمْ بِالشَّامِ۔)) قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَبُو الْمُثَنّٰى يُقَالُ لَهُ: لَقِيطٌ، وَيَقُولُونَ: ابْنُ الْمُثَنّٰى وَأَبُو الْمُثَنّٰى۔ (مسند احمد: ۲۲٤۹۷)

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: قیامت اس وقت تک بپا نہ ہوگی، جب تک کہ اہل عراق میں سے اچھے لوگ شام کی طرف اور شام کے بدترین لوگ عراق کی طرف منتقل نہ ہو جائیں اور اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''تم شام کے ملک میں سکونت اختیار کرنا۔''

(۱۲۷۲٤)۔ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا وَيَمَنِنَا۔)) مَرَّتَيْنِ، فَقَالَ رَجُلٌ وَفِي مَشْرِقِنَا، يَا رَسُولَ اللّٰهِ!، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مِنْ هُنَالِكَ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ وَلَهَا تِسْعَةُ أَعْشَارِ الشَّرِّ۔)) (مسند احمد: ٥٦٤۲)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو مرتبہ یہ دعا کی: ''اے اللہ! ہمارے لیے ہمارے شام اور یمن میں برکت فرما۔'' ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! اور ہمارے مشرق کے حق میں بھی دعا ہو جائے، لیکن اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''وہاں سے تو شیطان کے سینگ نمودار ہوں گے اور دنیا کے شر و فساد کے دس [1] حصوں میں سے نو حصے وہیں ہوں گے۔''

(۱۲۷۲٥)۔ وَعَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِذَا فَسَدَ أَهْلُ الشَّامِ فَلَا خَيْرَ فِيكُمْ، وَلَنْ تَزَالَ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي مَنْصُورِينَ، لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى

سیدنا قرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب اہل شام خرابیوں اور فساد میں مبتلا ہو گئے، تو تم مسلمانوں میں کوئی بھلائی نہ ہوگی اور میری امت میں سے ایک گروہ کی اللہ کی طرف سے ہمیشہ مدد کی جائے گی، ان سے

(۱۲۷۲۳) تخریج: اسناده ضعيف، ابو المشاء لقيط بن المشاء الباهلي، لم يرو عنه غير اثنين، وذكره ابن حبان في "الثقات" وقال: يخطىء ويخالف اخرجه ابن ابي شيبة: ۱٥/ ۲٤٥ (انظر: ۲۲۱٤٥)

(۱۲۷۲٤) تخریج: أخرجه البخاري: ۷۰۹٤ (انظر: ٥٦٤۲)

(۱۲۷۲٥) تخريج: اسناده صحيح، اخرجه ابن ماجه: ٦، والترمذي: ۲۱۹۲ (انظر: ۲۰۳٦۱)

[1] دس حصوں میں سے نو حصوں والا جملہ بیان کرنے میں عبدالرحمٰن بن عطاء راوی متفرد ہے اور اس کی متابعت کسی نے نہیں کی، اس لیے یہ الفاظ منکر ہیں۔ تفصیل مسند احمد محقق میں دیکھیں۔ (عبداللہ رفیق)

تَقُوْمَ السَّاعَةُ۔)) (مسند احمد: ۲۰۶۳۲) اختلاف کرنے والے قیامت تک ان کا کچھ بگاڑ نہیں سکیں گے۔''

فوائد:...... علاقہ شام مبارک علاقوں میں سے ہے، اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کے علاوہ اسے اپنی ظاہری اور باطنی خیرات و برکات کا مرکز بنایا ہے، علاقے کی زرخیزی وشادابی تو واضح ہے اور باطنی طور پر یہ علاقہ انبیا کی سرزمین رہا ہے۔ لوگ بالعموم فطری طور پر خیر چاہنے والے اور دین حق کے پیروں ہیں، بالخصوص اب اردن اور لبنان کے عوام میں خیر پائی جاتی ہے۔ آخر میں عیسی کا نزول اسی علاقہ میں ہوگا۔ اسی وجہ سے اس علاقے کی طرف ہجرت کی ترغیب دی گئی ہے۔ ہمیں جو سیاسی اور غیر سیاسی فتنے نظر آتے ہیں، یہ سب وقتی ہیں اور ان سے کوئی علاقہ بھی خالی نہیں ہے، یہ ان شاء اللہ وقت آنے پر ختم ہو جائیں گے۔

ایک مثال یہ ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَوْضِعُ فُسْطَاطِ الْمُسْلِمِيْنَ فِي الْمَلَاحِمِ اَرْضٌ يُقَالُ لَهَا الْغُوْطَةُ .)) ...... ''جنگوں اور فتنوں کے دنوں میں مسلمان ایک ایسی جگہ خیمہ زن ہوں گے، جسے غوطہ کہتے ہوں گے۔'' (ابو داود: ۴۶۴۰)

سیدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّ فُسْطَاطَ الْمُسْلِمِيْنَ يَوْمَ الْمَلْحَمَةِ بِالْغُوْطَةِ، اِلٰى جَانِبِ مَدِيْنَةٍ يُقَالُ لَهَا دِمَشْقُ مِنْ خَيْرِ مَدَائِنِ الشَّامِ۔)) ...... ''جنگ کے موقع پر مسلمانوں کا خیمہ (مرکز) دمشق نامی شہر کی جانب میں واقع مقام غوطہ ہوگا اور دمشق شام کے بہترین شہروں میں سے ہوگا۔'' (ابو داود: ۴۲۴۸)

(۱۲۷۲۶)۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ، وَإِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونُوا هُمْ يَا أَهْلَ الشَّامِ)) (مسند احمد: ۱۹۵۰۵)

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہمیشہ میری امت میں سے ایک گروہ حق پر رہے گا اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ اہل شام ہوں گے۔''

(۱۲۷۲۷)۔ وَعَنْ شُرَيْحٍ يَعْنِي ابْنَ عُبَيْدٍ قَالَ: ذُكِرَ أَهْلُ الشَّامِ عِنْدَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَهُوَ بِالْعِرَاقِ، فَقَالُوا: الْعَنْهُمْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ!، قَالَ: لَا، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ:

شریح بن عبید سے مروی ہے کہ امیر المومنین سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ عراق میں تھے اور ان کے سامنے اہل شام کا تذکرہ ہونے لگا، لوگوں نے کہا: امیر المومنین! آپ ان پر لعنت کریں، انہوں نے کہا: نہیں، نہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''شام میں چالیس آدمی ابدال کے مرتبہ

(۱۲۷۲۶) تخریج: صحیح لغیرہ، اخرجه الطیالسی: ۶۸۹، والبزار: ۳۳۱۹، والطبرانی فی "الکبیر": ۴۹۶۷ (انظر: ۱۹۲۹۰)

(۱۲۷۲۷) تخریج: اسنادہ ضعیف لانقطاعه، شریح بن عبید لم یُدرِك علیا (انظر: ۸۹۶)

((اَلْأَبْدَالُ يَكُوْنُوْنَ بِالشَّامِ، وَهُمْ أَرْبَعُوْنَ رَجُلًا، كُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ أَبْدَلَ اللّٰهُ مَكَانَهُ رَجُلًا، يُسْقٰى بِهِمُ الْغَيْثُ، وَيُنْتَصَرُ بِهِمْ عَلَى الْأَعْدَاءِ، وَيُصْرَفُ عَنْ أَهْلِ الشَّامِ بِهِمُ الْعَذَابُ۔)) (مسند احمد: ۸۹۶)

سے شرف یاب ہوں گے، ان میں سے جب ایک فوت ہوگا، تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرے کو لے آئے گا، ان کی وساطت سے بارش طلب کی جائے گی اور دشمن کے مقابلہ میں ان کے ذریعے مدد حاصل کی جائے گی اور ان کے سبب اہل شام سے عذاب ٹلیں گے۔''

فوائد:...... ابدال کے بارے میں جتنی روایات بیان کی جاتی ہیں، ان تمام کی اسانید ضعیف ہیں اور وہ اس قابل نہیں ہیں کہ مطلب پورا ہو سکے۔

(۱۲۷۲۸)۔ وَعَنْ خُرَيْمِ بْنِ فَاتِكٍ الْأَسَدِيِّ، يَقُوْلُ: أَهْلُ الشَّامِ سَوْطُ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ يَنْتَقِمُ بِهِمْ مِمَّنْ يَشَاءُ كَيْفَ يَشَاءُ؟ وَحَرَامٌ عَلٰى مُنَافِقِيهِمْ أَنْ يَظْهَرُوْا عَلٰى مُؤْمِنِيهِمْ، وَلَنْ يَمُوْتُوْا إِلَّا هَمًّا أَوْ غَيْظًا أَوْ حُزْنًا۔ (مسند احمد: ۱۶۱۶۲)

سیدنا خریم بن فاتک اسدی رضی اللہ عنہ نے کہا: اہل شام زمین پر اللہ کی لاٹھی ہیں، اللہ ان کے ذریعے جس سے جس طرح چاہے گا، انتقام لے گا، اہل شام کے منافقین وہاں کے مومنین پر غالب نہ آسکیں گے اور وہ کسی نہ کسی پریشانی غصے یا غم سے ہلاک ہو جائیں گے۔

فوائد:...... عمیر بن اسود اور کثیر بن مرہ حضرمی کہتے ہیں کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابن سمط کہتے تھے: لَا يَزَالُ الْمُسْلِمُوْنَ فِي الْأَرْضِ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ، وَذٰلِكَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ: ((لَا تَزَالُ مِنْ أُمَّتِي عِصَابَةٌ قَوَّامَةٌ عَلٰى أَمْرِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لَا يَضُرُّهَا مَنْ خَالَفَهَا، تُقَاتِلُ أَعْدَاءَ هَا، كُلَّمَا ذَهَبَ حَرْبٌ نَشَبَ حَرْبُ قَوْمٍ آخَرِيْنَ، يَزِيْغُ اللّٰهُ قُلُوْبَ قَوْمٍ لِيَرْزُقَهُمْ مِنْهُ، حَتّٰى تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ، كَأَنَّهَا قِطَعُ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ، فَيَفْزَعُوْنَ لِذٰلِكَ حَتّٰى يَلْبَسُوْا لَهُ أَبْدَانَ الدُّرُوْعِ۔)) وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((هُمْ أَهْلُ الشَّامِ۔)) وَنَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِإِصْبَعِهِ، يُوْمِئُ إِلَى الشَّامِ حَتّٰى أَوْجَعَهَا۔ ...... مسلمان زمین میں قیامت کے برپا ہونے تک موجود رہیں گے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کی ایک جماعت اللہ کے حکم پر قائم دائم رہے گی، اس کا مخالف اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا، وہ اپنے دشمنوں سے جہاد کرتی رہے گی، جب کبھی ایک لڑائی ختم ہوگی تو دوسری جنگ چھڑ جائے گی، اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں کو راہِ راست سے ہٹاتا رہے گا تاکہ ان سے (مالِ غنیمت کے ذریعے) ان کو رزق دیتا رہے، حتی کہ قیامت آجائے گی، گویا کہ وہ اندھیری رات کے ٹکڑے ہوں گے، اس وجہ سے وہ گھبرا جائیں گے، حتی کہ وہ چھوٹی چھوٹی زرہیں پہنیں گے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(۱۲۷۲۸) تخریج: اثر ضعیف، ایوب بن میسرة بن حلبس، لم یرو عنه غیر اثنین، و قال ابن حجر: رایت له ما ینکر، اخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۴۱۶۳ (انظر: ۱۶۰۶۵)

''یہ اہل شام ہیں۔'' پھر آپ ﷺ نے شام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنی انگلی کے ساتھ زمین کو کریدا (یعنی شام کی طرف خط کھینچا)، حتی کہ آپ کو تکلیف بھی ہوئی۔ (تاریخ ابن عساکر: ۱/ ۵۲۸، صحیحہ: ۳۴۲۵)

امام البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث پر ''بُشْرٰی لِاَهْلِ الشَّامِ الْمُؤْمِنِیْنَ'' کی سرخی ثبت کی۔ جغرافیائی حدود تبدیل ہونے کی وجہ سے موجودہ شام اور احادیث میں مذکورہ شام کی حدود میں بہت زیادہ فرق ہے، قدیم شام کئی ممالک میں تقسیم ہو چکا ہے، ''معجم البلدان'' کے بیان کے مطابق جزیرہ نما عرب کا شمالی علاقہ شام کہلاتا تھا، یہ علاقہ انطاکیہ، موجودہ شام، اردن پر اور فلسطین سے عسقلان پر مشتمل تھا۔

مختلف احادیثِ صحیحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حجاز، شام اور یمن اسلام وایمان کے مراکز ہیں اور یہاں سے اسلام اور ایمان کا علم بلند ہوتا رہے گا اور مدینہ سے مشرق کی جانب واقع عراق کا علاقہ فتنوں کا سرچشمہ اور ضلالت وگمراہی کا مرکز ہے، یہاں سے بہت سے فتنوں نے جنم لیا، یہاں خیر کم اور شر زیادہ ہے، آپ ﷺ نے یمن وشام کے لیے خصوصی برکت کی دعا فرمائی۔ اس لیے کہ آپ ﷺ کا پیدائشی اور آبائی علاقہ مکہ مکرمہ یمن کا اور مدینہ منورہ شام کا شہر تھا، جیسا کہ علامہ شرف الدین طیبی نے مشکوۃ المصابیح کی شرح میں کہا ہے۔

ان احادیث میں شام میں بسیرا کرنے والے ان لوگوں کے لیے بشارت ہے، جو سنت کی تائید کرنے والے، اس پر عمل کرنے والے، اس کا دفاع کرنے والے اور اس کی طرف دعوت دینے میں صبر کرنے والے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ ہمیں بھی ان میں سے بنا دے اور ان کے زمرے میں ہمارا حشر کرے، جبکہ ہم نبی کریم ﷺ کے جھنڈے کے سائے میں ہوں۔ احادیثِ مبارکہ میں سرزمینِ شام اور اہل شام کو سراہا گیا، ماضی میں یہ علاقہ اہل علم اور اہل تقوی لوگوں کی آماجگاہ بنا رہا، مستقبل میں بھی اس علاقے میں خیر و بھلائی زیادہ ہوگی۔

سیدنا ابن حوالہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انجام یہ ہوگا کہ تم مختلف لشکروں میں بٹ جاؤ گے، ایک لشکر شام میں، ایک یمن میں اور ایک عراق میں ہوگا۔'' ابن حوالہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر میں یہ زمانہ پالوں تو آپ میرے لیے کون سا علاقہ مختار (وپسندیدہ) سمجھیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''شام کو لازم پکڑنا، یہ اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ زمین ہے، اللہ تعالیٰ اپنے مختار بندوں کو اس کی طرف لائے گا، اگر تم ایسا کرنے سے انکار کرو تو پھر یمن کو لازم پکڑنا اور اپنے حوض سے پینا، بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے شام اور اہل شام کی ضمانت دی ہے، (یعنی وہ فتنوں سے محفوظ رہیں گے)۔'' (ابوداود: ۲۴۸۳)

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ فِیْمَا جَاءَ فِیْ فَضْلِ دِمَشْقَ وَالْغُوْطَةِ
فصل دوم: دمشق اور غوطہ کی فضیلت

(۱۲۷۲۹)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَیْرِ بْنِ ایک صحابی رسول رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے

(۱۲۷۲۹) تخریج: حدیث صحیح (انظر: ۱۷٤۷۰)

نُفَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((سَتُفْتَحُ عَلَيْكُمُ الشَّامُ، فَإِذَا خُيِّرْتُمُ الْمَنَازِلَ فِيهَا فَعَلَيْكُمْ بِمَدِينَةٍ يُقَالُ لَهَا: دِمَشْقُ، فَإِنَّهَا مَعْقِلُ الْمُسْلِمِينَ مِنَ الْمَلَاحِمِ، وَفُسْطَاطُهَا مِنْهَا بِأَرْضٍ يُقَالُ لَهَا: الْغُوطَةُ۔)) (مسند احمد: ۱۷۶۰۹)

فرمایا: ''عنقریب تم شام کو فتح کرو گے، اور جب تمہیں سکونت کے لیے کسی جگہ کے انتخاب کا موقع دیا جائے تو تم دمشق نامی شہر کو منتخب کرنا، خون ریز لڑائیوں میں وہ مسلمانوں کی قرار گاہ ہوگا اور اس کا ایک حصہ شہر غوطہ مسلمانوں کے لیے خیمہ کی مانند جائے امن ہوگا۔''

فوائد:...... دمشق کے قریب ایک شہر کا نام غوطہ ہے، نبی کریم ﷺ نے جس زمانے میں شام کی فضیلت بیان کی تھی، اس وقت کا ملکِ شام مراد ہے، نہ کہ موجودہ، جغرافیائی حدود تبدیل ہو چکی ہیں۔

(۱۲۷۳۰)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ آخَرَ بِنَحْوِهِ) وَفِيهِ: ((وَإِنَّ بِهَا مَكَانًا يُقَالُ لَهُ: الْغُوطَةُ يَعْنِيْ دِمَشْقَ مِنْ خَيْرِ مِنَازِلِ الْمُسْلِمِيْنَ فِي الْمَلَاحِمِ۔)) (مسند احمد: ۲۲۶۷۹)

(دوسری سند) اسی طرح کی روایت مروی ہے، البتہ اس میں ہے: ''شام میں ایک شہر کا نام غوطہ ہوگا، خون ریز لڑائیوں میں وہ مسلمانوں کے لیے بہترین مقامات میں سے ایک ہوگا۔''

(۱۲۷۳۱)۔ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((فُسْطَاطُ الْمُسْلِمِينَ يَوْمَ الْمَلْحَمَةِ الْغُوطَةُ إِلَى جَانِبِ مَدِينَةٍ يُقَالُ لَهَا دِمَشْقُ۔)) (مسند احمد: ۲۲۰۶۸)

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خون ریز لڑائی کے دنوں میں دمشق کے نواح میں واقع ایک مقام غوطہ مسلمانوں کے لیے خیمہ کی مانند ہوگا۔''

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ فِيْمَا جَاءَ فِيْ فَضْلِ حِمْصَ وَبَيْتِ الْمَقْدِسِ وَمَسْجِدِهَا

فصل سوم: حمص، بیت المقدس اور مسجد اقصیٰ کی فضیلت کا بیان

(۱۲۷۳۲)۔ عَنْ حُمْرَةَ بْنِ عَبْدِ كُلَالٍ، قَالَ: سَارَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِلَى الشَّامِ

حمرہ بن عبد کلال سے مروی ہے کہ امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اپنے پہلے سفر کے بعد شام کی طرف روانہ ہوئے،

(۱۲۷۳۰) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۱۲۷۳۱) تخریج: اسناده صحيح، اخرجه ابوداود: ٤٢٩٨ (انظر: ۲۱۷۲۵)

(۱۲۷۳۲) تخریج: اسناده ضعيف لضعف ابي بكر بن عبد الله، وحمرة بن عبد كلال، قال الذهبي: ليس بعمدة ويجهل، اخرجه الحاكم: ۳/ ۸۸ (انظر: ۱۲۰)

بَعْدَ مَسِيرِهِ الْأَوَّلِ، كَانَ إِلَيْهَا حَتّٰى إِذَا شَارَفَهَا، بَلَغَهُ وَمَنْ مَعَهُ أَنَّ الطَّاعُونَ فَاشٍ فِيهَا، فَقَالَ لَهُ أَصْحَابُهُ: ارْجِعْ، وَلَا تَقَحَّمْ عَلَيْهِ فَلَوْ نَزَلْتَهَا وَهُوَ بِهَا لَمْ نَرَ لَكَ الشُّخُوصَ عَنْهَا، فَانْصَرَفَ رَاجِعًا إِلَى الْمَدِينَةِ، فَعَرَّسَ مِنْ لَيْلَتِهِ تِلْكَ، وَأَنَا أَقْرَبُ الْقَوْمِ مِنْهُ، فَلَمَّا انْبَعَثَ انْبَعَثْتُ مَعَهُ فِي أَثَرِهِ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: رَدُّونِي عَنِ الشَّامِ بَعْدَ أَنْ شَارَفْتُ عَلَيْهِ لِأَنَّ الطَّاعُونَ فِيهِ أَلَا! وَمَا مُنْصَرَفِي عَنْهُ مُؤَخِّرٌ فِي أَجَلِي، وَمَا كَانَ قُدُومِيهِ مُعَجِّلِي عَنْ أَجَلِي، أَلَا! وَلَوْ قَدْ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَفَرَغْتُ مِنْ حَاجَاتٍ لَا بُدَّ لِي مِنْهَا، لَقَدْ سِرْتُ حَتّٰى أَدْخُلَ الشَّامَ، ثُمَّ أَنْزِلَ حِمْصَ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَيَبْعَثَنَّ اللّٰهُ مِنْهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ سَبْعِينَ أَلْفًا لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ وَلَا عَذَابَ عَلَيْهِمْ، مَبْعَثُهُمْ فِيمَا بَيْنَ الزَّيْتُونِ وَحَائِطِهَا فِي الْبَرْثِ الْأَحْمَرِ مِنْهَا۔)) (مسند احمد: ۱۲۰)

جب شام کے قریب پہنچے تو آپ کو اطلاع ملی کہ وہاں تو طاعون کی وباء پھیلی ہوئی ہے، آپ کے ساتھیوں نے کہا کہ آپ وہاں نہ جائیں اور یہیں سے واپس چلیں، کیونکہ اگر آپ ادھر جائیں گے تو ہمیں اندیشہ ہے کہ آپ اسی میں مبتلا نہ ہوجائیں، پس آپ مدینہ منورہ کی طرف واپس چل پڑے، واپسی کی پہلی رات کے کسی حصہ میں آپ ذرا ستانے کے لیے کسی جگہ رکے، سب لوگوں کی نسبت میں آپ کے سب سے زیادہ قریب تھا، آپ بیدار ہوئے تو میں بھی اٹھ بیٹھا، میں نے آپ کو سنا آپ کہہ رہے تھے، میں شام تک جا پہنچا تھا ان لوگوں نے مجھے واپس کر دیا، محض اس لیے کہ وہاں طاعون تھا، حالانکہ میری وہاں سے واپسی میری موت کو مؤخر نہیں کر سکتی اور میرا وہاں جانا میری موت کو جلدی نہ لاتا، خبردار! اب مدینہ جا کر اپنے ضروری کام تکمیل کر کے میں دوبارہ شام کی طرف جاؤں گا اور پھر حمص میں قیام کروں گا، میں رسول اللہ ﷺ کو یوں فرماتے سن چکا ہوں کہ "اللہ تعالیٰ قیامت کے دن وہاں سے ستر ہزار ایسے لوگوں کو اٹھائے گا، جن پر کوئی حساب و عذاب نہ ہوگا، انہیں وہاں کے زیتون اور اس کے باغات کے درمیان میں "برثِ احمر" سے اٹھا لیا جائے گا۔"

(۱۲۷۳۳)۔ عَنْ زِيَادِ بْنِ أَبِي سَوْدَةَ، عَنْ أَخِيهِ أَنَّ مَيْمُونَةَ مَوْلَاةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! أَفْتِنَا فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ، فَقَالَ: ((أَرْضُ الْمَنْشَرِ

نبی کریم ﷺ کی خادمہ سیدہ میمونہ بنت سعد رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، انھوں نے کہا: اے اللہ کے نبی! آپ ہمیں بیت المقدس کے بارے میں کچھ ارشاد فرمائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ لوگوں کے اٹھائے جانے اور جمع کیے جانے کی جگہ ہے، تم وہاں

(۱۲۷۳۳) تخريج: اسناده ضعيف، زياده بن ابى سودة، قال الذهبى: فى النفس شىء من الاحتجاج به، واورد لـه هـذا الحديث، وقال: هذا حديث منكر جدا، ثم نقل عن عبد الحق قوله فيه: ليس هذا الحديث بقوى، اخرجه ابوداود: ٤٥٧ (انظر: ٢٧٦٢٦)

وَالْمَحْشَرِ ائْتُوهُ فَصَلُّوا فِيهِ فَإِنَّ صَلَاةً فِيهِ كَأَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ۔)) قَالَتْ: أَرَأَيْتَ مَنْ لَمْ يُطِقْ أَنْ يَتَحَمَّلَ إِلَيْهِ أَوْ يَأْتِيَهُ، قَالَ: ((فَلْيُهْدِ إِلَيْهِ زَيْتًا يُسْرَجُ فِيهِ فَإِنَّ مَنْ أَهْدَى لَهُ كَانَ كَمَنْ صَلَّى فِيهِ۔)) (مسند احمد: ٢٨١٧٨)

جا کر نماز پڑھا کرو، وہاں کی ایک نماز باقی مقامات کی ایک ہزار نمازوں سے افضل ہے۔'' انہوں نے کہا: اس بارے میں آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر کوئی وہاں نہ جا سکے یا سفر کی مشقت برداشت نہ کر سکے تو کیا کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ وہاں جلانے کے لیے زیتون کا تیل بھجوا دے، جس نے وہاں تیل بھجوا دیا، اس نے گویا وہاں نماز ادا کر لی۔''

(١٢٧٣٤)۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((إِنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَام سَأَلَ اللّٰهَ ثَلَاثًا أَعْطَاهُ اثْنَتَيْنِ، وَنَحْنُ نَرْجُو أَنْ تَكُونَ لَهُ الثَّالِثَةُ، فَسَأَلَهُ حُكْمًا يُصَادِفُ حُكْمَهُ فَأَعْطَاهُ اللّٰهُ إِيَّاهُ، وَسَأَلَهُ مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِهِ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ، وَسَأَلَهُ أَيُّمَا رَجُلٍ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ لَا يُرِيدُ إِلَّا الصَّلَاةَ فِي هٰذَا الْمَسْجِدِ خَرَجَ مِنْ خَطِيئَتِهِ مِثْلَ يَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ، فَنَحْنُ نَرْجُو أَنْ يَكُونَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ أَعْطَاهُ إِيَّاهُ۔)) (مسند احمد: ٦٦٤٤)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سلیمان بن داود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے تین دعائیں کیں، اللہ تعالیٰ نے ان کی دو دعائیں قبول کر لیں، ہمیں امید ہے کہ اللہ ان کی تیسری دعا بھی قبول کرے گا، انہوں نے اللہ سے دعا کی کہ ان کا فیصلہ اللہ کے فیصلہ کے مطابق ہو، اللہ نے ان کی یہ دعا قبول کر لی، انہوں نے دوسری دعا یہ کی کہ اللہ ان کو ایسی حکومت دے کہ ایسی حکومت ان کے بعد کسی اور کو نہ ملے، اللہ نے ان کی یہ دعا بھی قبول فرمائی، انہوں نے تیسری دعا یہ کی کہ جو آدمی اپنے گھر سے محض نماز ادا کرنے کے لیے مسجد اقصیٰ کو جائے، وہ گناہوں سے یوں پاک صاف ہو جائے، جیسا وہ اپنی ولادت کے روز تھا، ہمیں امید ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ دعا بھی قبول کر لی ہوگی۔''

فوائد:...... حدیث نمبر (١٢٦٩٩) والے باب میں بھی مسجد اقصیٰ کا ذکر ہو چکا ہے۔

اَلْفَصْلُ الرَّابِعُ فِيمَا وَرَدَ فِي فَضْلِ عَسْقَلَانَ
فصل چہارم: عسقلان کی فضیلت

(١٢٧٣٥)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ

(١٢٧٣٤) تخريج: اسناده صحيح، اخرجه ابن ماجه: ٣٣٧٧ (انظر: ٦٦٤٤)

(١٢٧٣٥) تخريج: موضوع، ابو عقال هلال بن زيد مجمع على طرح حديثه، وقال ابن حبان: روى عن انس اشياء موضوعة ما حدث بها انس قط، لايجوز الاحتجاج به بحال، اخرجه ابن الجوزى فى "الموضوعات": ٢/ ٥٣ (انظر: ١٣٣٥٦)

رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((عَسْقَلَانُ أَحَدُ الْعَرُوسَيْنِ يُبْعَثُ مِنْهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ سَبْعُونَ أَلْفًا لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ، وَيُبْعَثُ مِنْهَا خَمْسُونَ أَلْفًا شُهَدَاءَ وُفُودًا إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَبِهَا صُفُوفُ الشُّهَدَاءِ، رُءُ وسُهُمْ مُقَطَّعَةٌ فِي أَيْدِيهِمْ تَثِجُّ أَوْدَاجُهُمْ دَمًا، يَقُولُونَ: رَبَّنَا آتِنَا مَا وَعَدْتَنَا عَلَى رُسُلِكَ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ، فَيَقُولُ: صَدَقَ عَبِيدِي اغْسِلُوهُمْ بِنَهَرِ الْبَيْضَةِ، فَيَخْرُجُونَ مِنْهَا نِقَاءً بِيضًا، فَيَسْرَحُونَ فِي الْجَنَّةِ حَيْثُ شَاءُ وْا۔)) (مسند احمد: ١٣٣٨٩)

نے فرمایا: ''عسقلان، دو دلہنوں میں سے ایک دلہن ہے، یہاں سے قیامت کے دن ستر ہزار ایسے لوگ اٹھائے جائیں گے، جن کا حساب نہیں لیا جائے گا اور یہاں سے پچاس ہزار شہدا اٹھائے جائیں گے، جو اللہ کے سامنے پیش ہوں گے، یہاں ایسے شہداء کی صفیں ہوں گی، جن کے کٹے ہوئے سر ان کے ہاتھوں میں ہوں گے اور ان کی رگوں سے خون پھوٹ رہا ہوگا اور وہ کہہ رہے ہوں گے: ''رَبَّنَا آتِنَا مَا وَعَدْتَنَا عَلٰی رُسُلِكَ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ'' (اے ہمارے رب! تو نے اپنے رسولوں کے ذریعے ہم سے جو وعدے کیے تھے، وہ پورے فرما، بیشک تو وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔) اللہ فرمائے گا: میرے بندے سچ کہہ رہے ہیں، فرشتو! تم انہیں چمک والی نہر میں غسل دو، چنانچہ وہ وہاں سے ہر قسم کی میل کچیل سے پاک ہو کر صاف ستھرے ہو کر نکلیں گے اور جنت میں جہاں چاہیں گے گھومیں گے۔''

اَلْبَابُ الثَّالِثُ فِيْ فَضْلِ الْيَمَنِ وَاَهْلِهِ وَبَعْضِ بِلَادِهِ وَقَبَائِلِهِ وَفِيْهِ فُصُوْلٌ

باب سوم: یمن اور اہل یمن اور اس کے بعض شہروں اور قبائل کی فضیلت اس میں کئی فصلیں ہیں

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ فِيْمَا وَرَدَ فِيْ فَضْلِ الْيَمَنِ مُطْلَقًا

فصل اول: مطلق طور پر یمن کی فضیلت کا بیان

(١٢٧٣٦)۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ رُوَيْمٍ قَالَ: أَقْبَلَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ إِلَى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، وَهُوَ بِدِمَشْقَ، قَالَ: فَدَخَلَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُ

عروہ بن رویم سے روایت ہے کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ دمشق میں سیدنا معاویہ بن ابی سفیان کی خدمت میں گئے، جب وہ آئے تو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: آپ ہمیں

(١٢٧٣٦) تخريج: اسناده صحيح، اخرجه البخارى تعليقا فى "التاريخ الكبير": ٥/ ٨٧، والطبرانى فى "الكبير": ٢٢/ ٨٥٧ (انظر: ١٣٣٤٦)

مُعَاوِيَةُ: حَدَّثَنِي بِحَدِيثٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَيْسَ بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ فِيهِ أَحَدٌ، قَالَ: قَالَ أَنَسٌ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((الْإِيمَانُ يَمَانٍ هٰكَذَا إِلَى لَخْمٍ وَجُذَامٍ۔)) (مسند احمد: ۱۳۳۷۹)

رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی کوئی ایسی حدیث بیان کریں، جو آپ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ براہ راست سنی ہو اور آپ کے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان کوئی واسطہ نہ ہو، سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اصل ایمان تو یمنی ہے، اسی طرح لخم اور جذام قبیلوں تک۔''

(۱۲۷۳۷)۔ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: أَشَارَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ نَحْوَ الْيَمَنِ فَقَالَ: ((الْإِيمَانُ هَاهُنَا۔)) قَالَ: ((أَلَا! وَإِنَّ الْقَسْوَةَ وَغِلَظَ الْقُلُوبِ فِي الْفَدَّادِينَ عِنْدَ أُصُولِ أَذْنَابِ الْإِبِلِ، حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ فِي رَبِيعَةَ وَمُضَرَ۔)) (مسند احمد: ۲۲۶۹۹)

سیدنا ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک سے یمن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ''اصل ایمان یہاں ہے اور شدت اور دلوں کی سختی اونٹوں کے مالکوں میں ہے، جہاں شیطان کا سینگ نمودار ہوگا، ربیعہ اور مضر قبائل میں۔''

اَلْفَصْلُ الثَّانِيُ فِيُ فَضْلِ اَهْلِ الْيَمَنِ
فصل دوم: اہل یمن کی فضیلت

(۱۲۷۳۸)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((الْإِيمَانُ يَمَانٍ، وَالْفِقْهُ يَمَانٍ، وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ، أَتَاكُمْ أَهْلُ الْيَمَنِ فَهُمْ أَرَقُّ أَفْئِدَةً وَأَلْيَنُ قُلُوبًا، وَالْكُفْرُ قِبَلَ الْمَشْرِقِ، وَالْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِي أَهْلِ الْخَيْلِ وَالْإِبِلِ وَالْفَدَّادِينَ أَهْلِ الْوَبَرِ، وَالسَّكِينَةُ فِي أَهْلِ الْغَنَمِ۔)) (مسند احمد: ۸۹۲۹)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اصل ایمان یمنیوں کا ہے، فقاہت بھی یمن کی اور حکمت و دانائی بھی یمن کی بہتر ہے، تمہارے پاس اہل یمن آئے ہیں، یہ بہت زیادہ نرم دل ہیں اور کفر مشرق کی طرف زیادہ ہے اور فخر اور تکبر اونٹ اور گھوڑے پالنے والوں اور دیہاتی لوگوں میں ہے اور بکریاں پالنے والوں میں سکینت اور نرم خوئی ہے۔''

فوائد:...... ''فقہ'' سے مراد دین کی سمجھ بوجھ ہے اور ''حکمت'' سے مراد احکام شریعت کا وہ علم ہے، جس سے

(۱۲۷۳۷) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۳۰۲، ۵۳۰۳، ومسلم: ۵۱ (انظر: ۲۲۳۴۳)

(۱۲۷۳۸) تخريج: حديث صحيح، أخرجه البخاري: ۴۳۸۹، ومسلم: ۵۲ (انظر: ۸۹۴۲)

بصیرت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو، اس سے حق کے ثبوت اور اس پر عمل کرنے میں مدد ملے اور اس کی روشنی میں بندہ خواہش پرستی اور باطل پرستی سے محفوظ رہے۔

(۱۲۷۳۹)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِیهِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ: ((أَتَاكُمْ أَهْلُ الْیَمَنِ كَقِطَعِ السَّحَابِ خَیْرُ أَهْلِ الْأَرْضِ۔)) فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِمَّنْ كَانَ عِنْدَهُ وَمِنَّا یَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: ((كَلِمَةً خَفِیَّةً إِلَّا أَنْتُمْ۔)) (مسند احمد: ۱٦۸۸۰)

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آسمان کی طرف اپنا سر اٹھا کر فرمایا: ''تمہارے پاس اہل یمن آئے ہیں، بادلوں کے ٹکڑوں کی مانند خوش منظر اور مفید ہیں، یہ روئے زمین کے تمام لوگوں سے زیادہ بھلائی والے ہیں۔'' آپ ﷺ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے ایک آدمی نے کہا: اللہ کے رسول! اور ہم؟ آپ ﷺ نے آہستہ سے فرمایا: ''تمہارے سوا۔''

(۱۲۷٤۰)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِیقٍ آخَرَ بِنَحْوِهِ وَفِیهِ) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِیهِ، قَالَ: بَیْنَا نَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِطَرِیقِ مَكَّةَ إِذْ قَالَ: ((یَطْلُعُ عَلَیْكُمْ أَهْلُ الْیَمَنِ كَأَنَّهُمُ السَّحَابُ، هُمْ خِیَارُ مَنْ فِی الْأَرْضِ۔)) فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: وَلَا نَحْنُ، یَا رَسُولَ اللّٰهِ!، فَسَكَتَ، قَالَ: وَلَا نَحْنُ، یَا رَسُولَ اللّٰهِ!، فَسَكَتَ، قَالَ: وَلَا نَحْنُ، یَا رَسُولَ اللّٰهِ!، فَقَالَ فِی الثَّالِثَةِ كَلِمَةً ضَعِیفَةً: ((إِلَّا أَنْتُمْ۔)) (مسند احمد: ۱٦۹۰۱)

(دوسری سند) سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ کے راستے پر تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے پاس اہل یمن آئے ہیں، گویا کہ وہ بادل کے ٹکڑوں کی مانند ہیں، یہ روئے زمین کے تمام لوگوں سے زیادہ بھلائی والے ہیں۔'' ایک انصاری نے کہا: اللہ کے رسول! کیا ہم بھی بہتر نہیں؟ اس کی بات پر آپ ﷺ خاموش رہے، اس نے دوبارہ کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم بھی بہتر نہیں؟ آپ ﷺ پھر خاموش رہے، اس نے تیسری بار کہا: اے اللہ کے رسول! اور کیا ہم بھی بہتر نہیں؟ تو آپ نے تیسری مرتبہ آہستہ سے فرمایا: ''ما سوائے تمہارے۔''

(۱۲۷٤۱)۔ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ عَبْدٍ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ رَجُلًا قَالَ: یَا رَسُولَ اللّٰهِ! الْعَنْ أَهْلَ الْیَمَنِ

سیدنا عتبہ بن عبد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ اہل یمن پر لعنت کریں، کیونکہ وہ

(۱۲۷۳۹) تخریج: حدیث حسن، أخرجه ابن ابی شیبة: ۱۲/ ۱۸۳، وابویعلی: ۷٤۰۱، والطبرانی فی ''الکبیر'': ۱٥٤۹ (انظر: ۱٦۷٥۸)

(۱۲۷٤۰) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

(۱۲۷٤۱) تخریج: اسناده ضعیف، بقیة بن الولید یدلس تدلیس التسویة، وقد عنعن، فلا یقبل حدیثه الا ان یصرح بالسماع فی جمیع طبقات السند، اخرجه الطبرانی فی ''الکبیر'': ۱۷/ ۳۰٤ (انظر: ۱۷٦٤۷)

فَإِنَّهُمْ شَدِيدٌ بَأْسُهُمْ، كَثِيرٌ عَدَدُهُمْ، حَصِينَةٌ حُصُونُهُمْ، فَقَالَ: ((لَا۔)) ثُمَّ لَعَنَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ الْأَعْجَمِيِّينَ، وَقَالَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا مَرُّوا بِكُمْ يَسُوقُونَ نِسَائَهُمْ يَحْمِلُونَ أَبْنَائَهُمْ عَلٰى عَوَاتِقِهِمْ فَإِنَّهُمْ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُمْ۔)) (مسند احمد: ١٧٧٩٧)

بڑے جنگجو ہیں، تعداد میں بہت زیادہ ہیں اور ان کے قلعے بھی مضبوط ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، میں ان پر لعنت نہیں کروں گا۔'' پھر آپ ﷺ نے عجمیوں پر لعنت فرمائی۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ یعنی اپنی عورتوں کو اپنے ساتھ لے کر اور اپنے بچوں کو کاندھوں پر اٹھائے تمہارے قریب سے گزریں گے، یہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔''

(١٢٧٤٢)۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ اطَّلَعَ قِبَلَ الْيَمَنِ، فَقَالَ: ((اللّٰهُمَّ أَقْبِلْ بِقُلُوبِهِمْ۔)) وَاطَّلَعَ مِنْ قِبَلِ كَذَا فَقَالَ: ((اللّٰهُمَّ أَقْبِلْ بِقُلُوبِهِمْ، وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا وَمُدِّنَا۔)) (مسند احمد: ٢١٩٤٦)

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یمن کی طرف دیکھ کر فرمایا: ''اے اللہ! ان کے دلوں کو ہماری طرف پھیرے دے۔'' پھر آپ ﷺ نے اس طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''اے اللہ! ان کے دلوں کو ہماری طرف پھیرے دے اور ہمارے صاع اور مد میں برکت فرما۔''

(١٢٧٤٣)۔ عَنْ مُعَاذٍ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْيَمَنِ، فَقَالَ: ((لَعَلَّكَ أَنْ تَمُرَّ بِقَبْرِي وَمَسْجِدِي، وَقَدْ بَعَثْتُكَ إِلٰى قَوْمٍ رَقِيقَةٍ قُلُوبُهُمْ، يُقَاتِلُونَ عَلَى الْحَقِّ مَرَّتَيْنِ، فَقَاتِلْ بِمَنْ أَطَاعَكَ مِنْهُمْ مَنْ عَصَاكَ، ثُمَّ يَعُودُونَ إِلَى الْإِسْلَامِ حَتّٰى تُبَادِرَ الْمَرْأَةُ زَوْجَهَا وَالْوَلَدُ وَالِدَهُ وَالْأَخُ أَخَاهُ، فَانْزِلْ بَيْنَ الْحَيَّيْنِ السَّكُونِ وَالسَّكَاسِكِ۔)) (مسند احمد: ٢٢٤٠٣)

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن کی طرف بھیجا اور فرمایا: ''میں تمہیں ایک ایسی قوم کی طرف بھیج رہا ہوں جن کے دل خوب نرم ہیں اور یہ حق کے لیے لڑتے ہیں۔'' یہ بات آپ ﷺ نے دوبار بیان فرمائی ''ان میں سے جو لوگ تمہاری اطاعت کریں انہیں ساتھ لے کر ان لوگوں سے قتال کرنا، جو تمہاری حکم عدولی کریں، پھر وہ اسلام کی طرف لوٹیں گے، یہاں تک کہ بیوی اپنے خاوند سے، بیٹا اپنے والد سے اور بھائی اپنے بھائی سے سبقت کرنے لگیں گے اور تم وہاں کے دو قبیلوں سکون اور سکاسک میں قیام کرنا۔''

(١٢٧٤٤)۔ عَنْ عَامِرِ بْنِ أَبِي عَامِرٍ

سیدنا ابو عامر اشعری سے مروی ہے، نبی کریم ﷺ فرمایا:

(١٢٧٤٢) تخريج: صحيح لغيره، اخرجه الترمذى: ٣٩٣٤ (انظر: ٢١٦١٠)

(١٢٧٤٣) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة حال يزيد بن قطيب السكونى، ثم هو منقطع، يزيد لم يدرك معاذا، اخرجه البيهقى: ٩/ ٢٠، والطبرانى فى "الكبير": ٢٠/ ١٧١ (انظر: ٢٢٠٥٣)

(١٢٧٤٤) تخريج: اسناده ضعيف، فيه مجهولان، عبد الله بن ملاذ، ومالك بن مسروح، اخرجه الترمذى: ٣٩٤٧ (انظر: ١٧١٦٦)

الْأَشْعَرِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((نِعْمَ الْحَيُّ الْأَسْدُ وَالْأَشْعَرِيُّونَ، لَا يَفِرُّونَ فِي الْقِتَالِ، وَلَا يَغُلُّونَ، هُمْ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُمْ۔)) قَالَ عَامِرٌ: فَحَدَّثْتُ بِهِ مُعَاوِيَةَ فَقَالَ: لَيْسَ هٰكَذَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، وَلٰكِنَّهُ قَالَ: ((هُمْ مِنِّي وَإِلَيَّ۔)) فَقَالَ: لَيْسَ هٰكَذَا حَدَّثَنِي أَبِي عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، وَلٰكِنَّهُ قَالَ: ((هُمْ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُمْ۔)) قَالَ: فَأَنْتَ إِذًا أَعْلَمُ بِحَدِيثِ أَبِيكَ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: هٰذَا مِنْ أَجْوَدِ الْحَدِيثِ مَا رَوَاهُ إِلَّا جَرِيرٌ۔ (مسند احمد: ۱۷۲۹۸)

''بہترین قبیلہ بنو اسد اور اشعریوں کا ہے اور یہ لوگ میدان قتال سے پیٹھ پھیر کر نہیں بھاگتے اور خیانت نہیں کرتے، وہ مجھ سے اور میں ان سے ہوں۔'' عامر نے کہا: میں نے یہ حدیث سیدنا معاویہ کو بیان کی، انہوں نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ نے اس طرح نہیں بلکہ یوں فرمایا کہ ''وہ مجھ سے ہیں اور ان کا میرے ساتھ تعلق ہے۔'' عامر نے کہا: میرے والد نے مجھے نبی کریم ﷺ سے اس طرح بیان نہیں کیا بلکہ یوں کہا کہ ''وہ مجھ سے اور میں ان سے ہوں۔'' یہ سن کر سیدنا معاویہ نے کہا: تم اپنے والد کے بیان کردہ الفاظ کو بہتر جانتے ہو، عبداللہ بن امام احمد نے کہا یہ عمدہ احادیث میں سے ہے اس کو صرف جریر نے روایت کیا ہے۔

(۱۲۷٤٥)۔ عَنْ ثَوْبَانَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنِّي لَبِعُقْرِ حَوْضِي أَذُودُ عَنْهُ لِأَهْلِ الْيَمَنِ، أَضْرِبُ بِعَصَايَ حَتّٰى يَرْفَضَّ عَلَيْهِمْ۔)) فَسُئِلَ عَنْ عَرْضِهِ، فَقَالَ: ((مِنْ مُقَامِي إِلٰى عُمَانَ۔)) وَسُئِلَ عَنْ شَرَابِهِ فَقَالَ: ((أَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ، وَأَحْلٰى مِنَ الْعَسَلِ، يَنْشَعِبُ فِيهِ مِيزَابَانِ يَمُدَّانِهِ مِنَ الْجَنَّةِ، أَحَدُهُمَا مِنْ ذَهَبٍ وَالْآخَرُ مِنْ وَرِقٍ۔)) (مسند احمد: ۲۲۷۹۰)

رسول اللہ ﷺ کے خادم سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اپنے حوض کے کنارے پر موجود ہوں گا لوگوں کو پیچھے ہٹاؤں گا تا کہ اہل یمن قریب آ کر آسانی سے پانی پی سکیں، میں اپنا عصا لوگوں کے اوپر سے لہراؤں گا۔'' آپ سے حوض کوثر کے عرض کے بارے میں پوچھا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کا عرض میری اس جگہ سے عمان تک کے برابر ہوگا۔'' جب آپ ﷺ سے اس کے مشروب کی ہیئت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا، جنت سے دو پرنالے بہہ کر اس میں گر رہے ہیں گے، ایک سونے کا ہوگا اور دوسرا چاندی کا۔''

فوائد:...... آپ ﷺ کی زندگی میں اور بعد میں یمن سے جتنے لوگ مسلمان ہو کر آئے وہ اچھی صفات سے متصف تھے، جیسے اویس قرنی اور ابو مسلم خولانی ہیں، ان کے دلوں میں سلامتی اور ایمان میں قوت تھی۔ ایمان کو ان کی طرف منسوب کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ان کا ایمان مکمل تھا۔

(۱۲۷٤٥) تخريج: اخرجه مسلم: ۲۳۰۱ (انظر: ۲۲٤۲٦)

اہل یمن کی عظمت کا اندازہ اس حدیث سے لگایا جا سکتا ہے: سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے پاس اویس نامی ایک یمنی آدمی آئے گا، وہ یمن میں اپنے اہل و عیال میں سے صرف والدہ کو چھوڑ کر آئے گا، اسے پھل بہری کی بیماری تھی، اس نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی، اللہ تعالیٰ نے ایک درہم یا دینار کے بقدر جسم کے حصے کے علاوہ اس کی بیماری کو دور کر دیا، تم میں سے جو آدمی اسے ملے، اسے چاہیے کہ وہ اپنے لیے اس سے مغفرت کی دعا کروائے۔'' (مسلم) کتنی عظیم منقبت ہے کہ صحابہ کو حکم دیا جا رہا ہے کہ ان کو چاہیے کہ وہ اویس قرنی سے اپنے لیے بخشش کی دعا کرنے کی درخواست کریں۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ فِيْ فَضْلِ عَمَّانَ وَعَدَنَ وَاَهْلِهَا

فصل سوم: عمان، عدن اور وہاں کے باشندوں کی فضیلت

(١٢٧٤٦)۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((إِنِّي لَأَعْلَمُ أَرْضًا يُقَالُ لَهَا: عَمَّانُ، يَنْضَحُ بِنَاحِيَتِهَا الْبَحْرُ، بِهَا حَيٌّ مِنَ الْعَرَبِ، لَوْ أَتَاهُمْ رَسُولِي مَا رَمَوْهُ بِسَهْمٍ وَلَا حَجَرٍ۔)) (مسند احمد: ٣٠٨)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں عمان نامی ایک سرزمین کو جانتا ہوں، جس کے ایک پہلو میں سمندر بہتا ہے، وہاں عرب کا ایک ایسا قبیلہ آباد ہے، اگر میرا نمائندہ ان کے پاس جاتا تو وہ اس پر نہ تیر چلاتے اور نہ پتھر مارتے۔''

(١٢٧٤٧)۔ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ هَادِيَةَ قَالَ: لَقِيتُ ابْنَ عُمَرَ، قَالَ إِسْحَاقُ: فَقَالَ لِي: مِمَّنْ أَنْتَ؟ قُلْتُ: مِنْ أَهْلِ عَمَّانَ، قَالَ: مِنْ أَهْلِ عَمَّانَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: أَفَلَا أُحَدِّثُكَ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ؟ قُلْتُ: بَلٰى، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنِّي لَأَعْلَمُ أَرْضًا يُقَالُ لَهَا: عَمَّانُ، يَنْضَحُ بِجَانِبِهَا (وَقَالَ إِسْحَاقُ: بِنَاحِيَتِهَا) الْبَحْرُ، الْحَجَّةُ مِنْهَا أَفْضَلُ مِنْ حَجَّتَيْنِ مِنْ غَيْرِهَا)) (مسند احمد: ٤٨٥٣)

حسن بن ہادیہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں: میری ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی، انہوں نے مجھ سے کہا: تم کن لوگوں میں سے ہو؟ میں نے کہا: میں اہل عمان میں سے ہوں، انہوں نے کہا: اہل عمان میں سے؟ میں نے کہا: جی ہاں! انہوں نے کہا: کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی ایک حدیث بیان کر دوں؟ میں نے کہا: ضرور سنائیں، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں عمان نامی ایک جگہ جانتا ہوں، جس کے پہلو میں سمندر بہتا ہے، وہاں سے آ کر ایک حج ادا کرنا دیگر مقامات سے آ کر دو حج کرنے سے بھی افضل ہے۔''

(١٢٧٤٦) تخريج: صحيح بشاهده ، وهذا اسناد ضعيف لانقطاعه ، ابو لبيد لمازة بن زبار لم يدرك عمر ولا ابابكر ، اخرجه ابويعلى: ١٠٦ (انظر: ٣٠٨)

(١٢٧٤٧) تخريج: اسناده ضعيف ، الحسن بن هادية مجهول الحال ، اخرجه البيهقي في "السنن": ٤/ ٣٣٥ (انظر: ٤٨٥٣)

(۱۲۷۴۸)۔ وَعَنْ أَبِي بَرْزَةَ يَقُولُ: بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رَجُلًا إِلَى حَيٍّ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ، فَضَرَبُوْهُ وَسَبُّوْهُ فَرَجَعَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَكَا ذٰلِكَ إِلَيْهِ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَوْ أَهْلَ عَمَّانَ أَتَيْتَ مَا ضَرَبُوْكَ وَلَا سَبُّوْكَ۔)) (مسند احمد: ۲۰۰۰۹)

سیدنا ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو کسی عربی قبیلے کی طرف نمائندہ بنا کر روانہ فرمایا، تو اس قبیلہ والوں نے اسے مارا اور برا بھلا بھی کہا، اس نے واپس آ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی شکایت کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تم اہل عمان کے ہاں جاتے تو وہ تمہیں نہ مارتے اور نہ برا بھلا کہتے۔''

فوائد:...... بحرین کا ایک شہر عمان ہے۔

(۱۲۷۴۹)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَخْرُجُ مِنْ عَدَنَ أَبْيَنَ اثْنَا عَشَرَ أَلْفًا، يَنْصُرُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ، هُمْ خَيْرُ مَنْ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ۔)) قَالَ لِي مَعْمَرٌ: اذْهَبْ فَاسْأَلْهُ عَنْ هٰذَا الْحَدِيثِ۔ (مسند احمد: ۳۰۷۹)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عدن ابین سے بارہ ہزار ایسے لوگ برآمد ہوں گے، جو اللہ اور اس کے رسول کی مدد کریں گے، میرے اوران کے درمیان جتنے بھی لوگ ہیں وہ ان تمام لوگوں سے افضل ہوں گے۔'' معمر نے مجھ سے کہا: تم جا کر اس حدیث کی بابت پوچھ کر آؤ۔

فوائد:...... ''عدن ابین'' یمن کی مشہور بندرگاہ اور شہر ہے۔اب بھی یمنی لوگوں میں خیر غالب ہے، وہ بڑی قد وقامت والے بہترین جنگجو ہیں۔

اَلْفَصْلُ الرَّابِعُ فِيْمَا وَرَدَ فِيْ بَعْضِ قَبَائِلِ الْيَمَنِ

فصل چہارم: یمن کے بعض قبائل کی فضیلت میں وارد احادیث کا بیان

(۱۲۷۵۰)۔ عَنْ أَبِي ثَوْرٍ الْفَهْمِيِّ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا فَأُتِيَ بِثَوْبٍ مِنْ ثِيَابِ الْمَعَافِرِ، فَقَالَ أَبُو سُفْيَانَ: لَعَنَ اللّٰهُ هٰذَا الثَّوْبَ وَلَعَنَ مَنْ يَعْمَلُ لَهُ، فَقَالَ

سیدنا ابو ثور فہمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ یمن کے معافر قبیلے کا بنا ہوا کپڑا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا، سیدنا ابوسفیان نے کہا: اللہ کی لعنت ہو اس کپڑے پر اور اس

(۱۲۷۴۸) تخریج: اخرجه مسلم: ۲۵٤٤ (انظر: ۱۹۷۷۱)

(۱۲۷۴۹) تخریج: رجاله ثقات، اخرجه ابویعلی: ۲٤۱۵، والطبرانی: ۱۱۰۲۹ (انظر: ۳۰۷۹)

(۱۲۷۵۰) تخریج: اسناده ضعیف، ابن لهیعة تفرد بهذا الحدیث، وهو ممن لا یحتمل تفرده، وتلمیذه اسحاق بن عیسی سمع منه قبل احتراق کتبه (انظر: ۱۸۷۱۹)

رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَلْعَنُهُمْ فَإِنَّهُمْ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُمْ۔)) قَالَ إِسْحَاقُ: وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ يَعْمَلُهُ۔ (مسند احمد: ۱۸۹۲۶)

کے بننے والے پر، لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم ان پر لعنت نہ کرو، وہ میرے ہیں اور میں ان کا ہوں۔''

(۱۲۷۵۱)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ السُّلَمِيِّ، قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى السَّكُونِ، وَالسَّكَاسِكِ، وَعَلَى خَوْلَانَ الْعَالِيَةِ، وَعَلَى الْأَمْلُوكِ أَمْلُوكِ رَدْمَانَ۔ (مسند احمد: ۱۹۶۷۳)

سیدنا عمرو بن عبسہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یمنی قبائل سکون، سکاسک، خولانِ عالیہ اور املوک ردمان کے لیے رحمت کی دعا فرمائی۔

اَلْبَابُ الرَّابِعُ فِيمَا وَرَدَ فِي وَجٍّ وَهُوَ وَادٍ بَيْنَ الطَّائِفِ وَمَكَّةَ

باب چہارم: طائف اور مکہ کے مابین واقع وادی وج کی فضیلت

(۱۲۷۵۲)۔ عَنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أَقْبَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ لِيَّةَ حَتّٰى إِذَا كُنَّا عِنْدَ السِّدْرَةِ، وَقَفَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي طَرَفِ الْقَرْنِ الْأَسْوَدِ حَذْوَهَا، فَاسْتَقْبَلَ نَخِبًا بِبَصَرِهِ يَعْنِي وَادِيًا، وَقَفَ حَتّٰى اتَّفَقَ النَّاسُ كُلُّهُمْ، ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ صَيْدَ وَجٍّ وَعِضَاهَهُ حَرَمٌ مُحَرَّمٌ لِلّٰهِ۔)) وَذٰلِكَ قَبْلَ نُزُولِهِ الطَّائِفَ وَحِصَارِهِ ثَقِيفَ۔ (مسند احمد: ۱٤۱٦)

سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں لیہ سے واپس آ رہے تھے، جب ہم بیری کے قریب پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے کالے رنگ کے چھوٹے پہاڑ کے کونے میں بیری کے بالمقابل کھڑے ہو کر ایک وادی کی طرف غور سے دیکھا اور وہاں رکے رہے، یہاں تک کہ سب لوگ جمع ہو گئے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''وادیٔ وج کا شکار اور جھاڑیاں بھی حرم ہیں اور اللہ کے لیے لوگوں پر حرام کی گئی ہیں۔'' یہ واقعہ آپ کے محاصرہ طائف و ثقیف سے پہلے کا ہے۔

اَلْبَابُ الْخَامِسُ فِيمَا وَرَدَ فِي أَهْلِ فَارِسٍ وَمَدِينَةَ مَرْوَ مِنْ أَعْمَالِ خُرَاسَانَ

باب پنجم: اہل فارس اور خراسان کے نواح میں واقع مرو شہر کے بارے میں وارد نصوص کا بیان

(۱۲۷۵۳)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُهُ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

(۱۲۷۵۱) تخریج: اسناده ضعيف لجهالة عبد الرحمن بن يزيد الاملوكي، اخرجه الطبراني في "مسند الشاميين": ٥٥٢ (انظر: ۱۹٤٤۳)

(۱۲۷۵۲) تخریج: اسناده ضعيف، محمد بن عبد الله بن انسان، قال ابو حاتم الرازي: ليس بالقوي، وفي حديثه نظر، اخرجه ابوداود: ۲۰۳۲ (انظر: ۱٤۱٦)

(۱۲۷۵۳) تخریج: اسناده ضعيف لضعف شهر بن حوشب (انظر: ۷۹۵۰)

يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ كَانَ الْعِلْمُ بِالثُّرَيَّا لَتَنَاوَلَهُ أُنَاسٌ مِنْ أَبْنَاءِ فَارِسَ۔)) (مسند احمد: ۷۹۳۷)

فرمایا: ''اگر علم ثریا ستاروں کے پاس ہوتا، پھر بھی اہل فارس اسے ضرور حاصل کر لیتے۔''

(۱۲۷۵٤)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ آخَرَ) قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ كَانَ الدِّينُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَذَهَبَ رَجُلٌ مِنْ فَارِسَ أَوْ أَبْنَاءِ فَارِسَ حَتَّى يَتَنَاوَلَهُ۔)) (مسند احمد: ۸۰۶۷)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر دین ثریا ستاروں پر ہوتا، پھر بھی فارس یا اہل فارس کا ایک آدمی جا کر اسے ضرور حاصل کر لیتا۔''

فوائد:...... آپ ﷺ کے اس فرمان کا تعلق سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے ہے، وہ فارس سے مدینہ منورہ کیسے پہنچے؟ یہ ایک ایسی داستان ہے، جس کے مکمل علم سے ایمان میں اضافہ ہو جاتا ہے، دیکھیں حدیث نمبر (۱۱۷۴۳)

(۱۲۷۵۵)۔ عَنْ بُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((سَتَكُونُ بَعْدِي بُعُوثٌ كَثِيرَةٌ، فَكُونُوا فِي بَعْثِ خُرَاسَانَ، ثُمَّ انْزِلُوا مَدِينَةَ مَرْوَ، فَإِنَّهُ بَنَاهَا ذُو الْقَرْنَيْنِ، وَدَعَا لَهَا بِالْبَرَكَةِ وَلَا يَضُرُّ أَهْلَهَا سُوءٌ۔)) (مسند احمد: ۲۳۴۰۶)

سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے بعد بہت سے لشکر روانہ کیے جائیں گے، تم کوشش کر کے خراسان کی طرف جانے والے لشکر میں شامل ہونا اور جا کر مرو شہر میں قیام کرنا، کیونکہ ذوالقرنین نے اس شہر کو بنایا تھا اور اس کے لیے برکت کی دعا کی تھی، یہاں کے لوگوں کو کوئی بری چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی۔''

اَلْبَابُ السَّادِسُ فِيمَا وَرَدَ فِي مِصْرَ وَجِهَةِ الْغَرْبِ

باب ششم: مصر اور مغرب کی سمت کے بارے میں وارد احادیث کا بیان

(۱۲۷۵٦)۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّكُمْ سَتَفْتَحُونَ مِصْرَ، وَهِيَ أَرْضٌ يُسَمَّى فِيهَا الْقِيرَاطُ، فَإِذَا فَتَحْتُمُوهَا فَأَحْسِنُوا إِلَى أَهْلِهَا، فَإِنَّ لَهُمْ ذِمَّةً وَرَحِمًا، أَوْ قَالَ: ذِمَّةً

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم لوگ عنقریب مصر کو فتح کرو گے، یہ وہ سرزمین ہے جس میں قیراط استعمال ہوتا ہے، جب تم اسے فتح کر لو تو وہاں کے لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا، ان کو امان حاصل ہے اور ان کا میرے ساتھ رشتہ داری کا تعلق بھی ہے اور جب تم وہاں دو

(۱۲۷۵٤) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۵٤٦ (انظر: ۸۰۸۱)

(۱۲۷۵۵) تخريج: اسناده ضعيف جدا شبه موضوع، اوس بن عبد الله بن بريدة متروك الحديث، وكذا اخوه سهل، والحسن بن يحيى المروزى فيه نظر، قاله الحسينى، اخرجه الطبرانى فى "الاوسط": ۸۲۱۱ (انظر: ۲۳۰۱۸)

(۱۲۷۵٦) تخريج: اخرجه مسلم: ۲۵٤۳ (انظر: ۲۱۵۲۰)

وَاصِهْرًا، فَإِذَا رَأَيْتَ رَجُلَيْنِ يَخْتَصِمَانِ فِيهَا فِى مَوْضِعِ لَبِنَةٍ فَاخْرُجْ مِنْهَا۔)) قَالَ فَرَأَيْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ شُرَحْبِيلَ بْنِ حَسَنَةَ وَأَخَاهُ رَبِيعَةَ، يَخْتَصِمَانِ فِى مَوْضِعِ لَبِنَةٍ فَخَرَجْتُ مِنْهَا۔ (مسند احمد: ٢١٨٥٣)

آدمیوں کو ایک اینٹ کے برابر جگہ کے بارے میں جھگڑتا دیکھو تو وہاں سے نکل آنا۔'' میں نے شرحبیل بن حسنہ اور ان کے بھائی ربیعہ کو ایک اینٹ کے برابر جگہ کے بارے میں لڑائی کرتے دیکھا تو میں وہاں سے چلا آیا۔

فوائد: ......اسماعیل علیہ السلام کی والدہ سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا اہل مصر میں سے تھیں اور آپ ﷺ کے بیٹے سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کی والدہ سیدہ ماریہ رضی اللہ عنہا بھی اہل مصر میں سے تھیں۔

اس حدیث میں آپ ﷺ کے معجزے کا بیان بھی ہے کہ آپ ﷺ کی امت کو قوت وشوکت ملی اور مختلف ممالک کو فتح کرلیا۔ دینار اور درہم کے ایک جزء کو قیراط کہتے ہیں۔

أَبْوَابُ فَضَائِلِ الْأَزْمِنَةِ غَيْرِ مَا تَقَدَّمَ فِي الْكِتَابِ
کتاب میں مذکورہ مقامات کے علاوہ دیگر اوقات کے فضائل کے ابواب

اَلْبَابُ الْأَوَّلُ فِيمَا وَرَدَ فِي فَضَائِلِ بَعْضِ الْأَيَّامِ
باب اول: بعض ایام کی فضیلت میں وارد احادیث کا بیان

(١٢٧٥٧)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ أَبْوَابَ الْجَنَّةِ تُفْتَحُ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيسِ، فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا إِلَّا رَجُلٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيهِ شَحْنَاءُ، فَيُقَالُ: أَنْظِرُوهُمَا حَتَّى يَصْطَلِحَا مَرَّتَيْنِ۔)) (مسند احمد: ٩٠٤١)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہر سوموار اور جمعرات کے دن آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں، جو بندے اللہ کے ساتھ شرک نہیں کرتے ان سب کی اس دن مغفرت کر دی جاتی ہے، لیکن جن دو مسلمانوں کی آپس میں دشمنی یا نفرت ہو ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ان دونوں کا معاملہ مؤخر رکھو یہاں تک کہ یہ دونوں آپس میں صلح کرلیں۔''

(١٢٧٥٨)۔ (وَعَنْهُ أَيْضًا) قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ أَعْمَالَ بَنِي آدَمَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بنو آدم کے اعمال ہر جمعرات یعنی جمعہ کی رات کو

(١٢٧٥٧) تخريج: اخرجه مسلم: ٢٥٦٥ (انظر: ٩٠٥٣)

(١٢٧٥٨) تخريج: اسناده حسن (انظر: ١٠٢٧٢)

تُعْرَضُ كُلَّ خَمِيسٍ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ فَلَا يُقْبَلُ عَمَلُ قَاطِعِ رَحِمٍ۔)) (مسند احمد: ۱۰۲۷۷)

اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کیے جاتے ہیں جو شخص قطع رحمی کرنے والا ہو، اس کے اعمال مقبول نہیں ہوتے۔''

فوائد:...... اس وقت مسلمان باہمی دشمنی، نفرت اور قطع رحمی کے اسیر ہو کر رہ گئے ہیں اور خواہ مخواہ اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت سے محروم ہو رہے ہیں، ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

فَصْلٌ فِيْ فَضْلِ الْبُكُوْرِ
فصل: صبح کے اوقات کی فضیلت

(۱۲۷۵۹)۔ عَنْ عَلِيٍّ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِأُمَّتِيْ فِيْ بُكُوْرِهَا۔)) (مسند احمد: ۱۳۲۰)

سیدنا علی ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! میری امت کے لیے ان کے صبح کے اوقات میں برکت فرما۔''

(۱۲۷۶۰)۔ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ حَدِيدٍ، عَنْ صَخْرٍ الْغَامِدِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اللّٰهُمَّ بَارِكْ لِأُمَّتِي فِي بُكُورِهَا۔)) قَالَ: وَكَانَ إِذَا بَعَثَ سَرِيَّةً أَوْ جَيْشًا بَعَثَهُمْ مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ، قَالَ: وَكَانَ صَخْرٌ رَجُلًا تَاجِرًا، وَكَانَ يَبْعَثُ تِجَارَتَهُ مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ، فَأَثْرَى وَكَثُرَ مَالُهُ۔ (مسند احمد: ۱۹۷۰۸)

سیدنا صخر غامدی ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! میری امت کے صبح کے اوقات میں برکت فرما۔'' جب رسول اللہ ﷺ نے کوئی لشکر بھیجنا ہوتا تو صبح کے وقت روانہ کیا کرتے تھے، صخر ایک تاجر آدمی تھے، یہ اپنے غلاموں کو تجارت کے لیے صبح کے وقت روانہ کیا کرتے تھے، اس کی برکت سے ان کے پاس اس قدر مال جمع ہو گیا کہ وہ مالدار بن گئے اور ان کا مال بہت زیادہ ہو گیا۔

فوائد:...... اس وقت کے مبارک ہونے کی تین وجوہات ہیں: (۱) اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکت کا نازل ہونا، طبیعت کا تازہ دم ہونا اور (۲) وقت کی مقدار کا زیادہ ہونا۔

اب پاکستان میں ماہِ اگست شروع ہوا ہے، ۴:۳۰ پر لوگ نماز فجر سے فارغ ہو جاتے ہیں، ۴:۳۰ سے نماز ظہر تک آٹھ نو گھنٹوں کا پیریڈ بنتا ہے، جبکہ اہل پاکستان کی عادت یہ ہے کہ وہ نو دس بجے اپنی زندگی کے معمولات شروع کرتے ہیں اور دن کے شروع کے برکت والے پانچ چھ گھنٹے ضائع کر دیتے ہیں۔

کراچی (پاکستان) میں گاڑیوں کے ایک مکینک کو یہ حدیث سنا کر نماز فجر کے فوراً بعد ورکشاپ کھولنے کی تجویز دی گئی، آہستہ آہستہ اس کے اس وقت کی شہرت ہونے لگی اور کئی مالکان کے لیے یہ بڑا مناسب وقت ثابت ہوا، پھر اس وقت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کی آمدنی میں اتنی برکت ڈالی کہ اب وہ ایک فیکٹری کا مالک ہے۔

(۱۲۷۵۹) تخريج: حسن لغيره، اخرجه البزار: ٦٩٦، وابويعلى: ٤٢٥ (انظر: ١٣٢٠)

(١٢٧٦٠) تخريج: صحيح، قاله الالباني، اخرجه ابوداود: ٢٦٠٦، والترمذى: ١٢١٢، وابن ماجه: ٢٢٣٦ (انظر: ١٩٤٧٩)

اَلْبَابُ الثَّانِيْ فِيْمَا وَرَدَ فِيْ فَضْلِ اللَّيَالِيْ مُطْلَقًا

باب دوم: مطلق طور پر راتوں کی فضیلت کا بیان

(١٢٧٦١)۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا كَانَ ثُلُثُ اللَّيْلِ الْبَاقِي يَهْبِطُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، ثُمَّ تُفْتَحُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ، ثُمَّ يَبْسُطُ يَدَهُ، فَيَقُولُ: هَلْ مِنْ سَائِلٍ يُعْطَى سُؤْلَهُ، فَلَا يَزَالُ كَذٰلِكَ حَتّٰى يَطْلَعَ الْفَجْرُ۔)) (مسند احمد: ٣٦٧٣)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب رات کا آخری تہائی حصہ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ آسمانِ دنیا پر تشریف لاتے ہیں اور آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، پھر اللہ تعالیٰ اپنا ہاتھ پھیلا کر فرماتا ہے: ہے کوئی سوالی، جو مانگے اور وہ اسے دے دیا جائے، طلوع فجر تک یہی کیفیت رہتی ہے۔''

(١٢٧٦٢)۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ جَعَلَنِي اللّٰهُ فِدَاءَكَ شَيْئًا تَعْلَمُهُ وَأَجْهَلُهُ لَا يَضُرُّكَ، وَيَنْفَعُنِي اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهِ، هَلْ مِنْ سَاعَةٍ أَفْضَلُ مِنْ سَاعَةٍ، وَهَلْ مِنْ سَاعَةٍ يُتَّقٰى فِيهَا؟ فَقَالَ: ((لَقَدْ سَأَلْتَنِي عَنْ شَيْءٍ مَا سَأَلَنِي عَنْهُ أَحَدٌ قَبْلَكَ، إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَتَدَلّٰى فِي جَوْفِ اللَّيْلِ، فَيَغْفِرُ إِلَّا مَا كَانَ مِنَ الشِّرْكِ وَالْبَغْيِ، فَالصَّلَاةُ مَشْهُودَةٌ مَحْضُورَةٌ، فَصَلِّ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، فَإِذَا طَلَعَتْ فَأَقْصِرْ عَنِ الصَّلَاةِ۔)) اَلْحَدِيْثُ ذُكِرَ مُطَوَّلًا فِيْ مَنَاقِبِ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ۔ (مسند احمد: ١٩٦٥٣)

سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ مجھے آپ پر فدا کرے، ایک بات جسے آپ جانتے ہیں اور میں اس سے ناواقف ہوں، آپ بتلا دیں تو آپ کو کوئی نقصان نہیں، البتہ اللہ تعالیٰ مجھے اسے فائدہ پہنچا دے گا، آیا کوئی گھڑی دوسری گھڑی سے افضل بھی ہوتی ہے؟ اور کیا کوئی وقت ایسا بھی ہے، جس میں عبادت کرنے سے بچنا چاہیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے مجھ سے ایسی بات دریافت کی کہ جس کے بارے میں تم سے پہلے مجھ سے کسی نے نہیں پوچھا، آدھی رات کے بعد اللہ تعالیٰ عرش سے نیچے آجاتا ہے اس وقت شرک اور بغاوت کے علاوہ باقی گناہ کرنے والے سب لوگوں کو بخش دیتا ہے، ہر نماز کے وقت فرشتے حاضر ہوتے ہیں، تم صبح کی نماز طلوع آفتاب تک پڑھ سکتے ہو، جب سورج طلوع ہو جائے تو نماز سے رک جاؤ، یہ حدیث عمرو بن عبسہ کے مناقب میں مفصل بیان ہو چکی ہے۔

(١٢٧٦١) تخريج: حديث صحيح، اخرجه ابويعلى: ٥٣١٩ (انظر: ٣٦٧٣)

(١٢٧٦٢) تخريج: اسناده ضعيف لانقطاعه بين سليم بن عامر وعمرو بن عبسة، على خطأ فى متنه، واختلف فه على يزيد بن هارون (انظر: ١٩٤٣٣)

فَصْلٌ فِيْ فَضْلِ لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ
فصل: نصف شعبان کی رات فضیلت

(١٢٧٦٣)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يَطَّلِعُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَى خَلْقِهِ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ، فَيَغْفِرُ لِعِبَادِهِ إِلَّا لِاثْنَيْنِ مُشَاحِنٍ وَقَاتِلِ نَفْسٍ۔) (مسند احمد: ٦٦٤٢)

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات کو اپنی مخلوق پر نظر ڈالتا ہے اور اپنے تمام بندوں کی مغفرت کر دیتا ہے، ما سوائے دو قسم کے آدمیوں کے، کسی سے بغض رکھنے والا اور کسی کا قاتل۔''

فوائد:...... اسی رات کو ہمارے ہاں شب براءت کہتے ہیں، اس رات کی فضیلت کے بارے میں صرف مذکورہ بالا حدیث صحیح ہے، لیکن اس حدیث سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس رات کا خصوصی قیام کیا جائے اور اس کے دن کا خصوصی روزہ رکھا جائے، خاص عبادت کے لیے خاص دلیل کی ضرورت ہوتی ہے۔

اس حدیث میں نصف شعبان کی جو فضیلت بیان کی گئی ہے، یہ ہر سوموار اور جمعرات کی فضیلت بھی ہے۔

(١٢٧٦٤)۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: فَقَدْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَخَرَجْتُ فَإِذَا هُوَ بِالْبَقِيعِ، رَافِعٌ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ، فَقَالَ لِي: ((أَكُنْتِ تَخَافِينَ أَنْ يَحِيفَ اللّٰهُ عَلَيْكِ وَرَسُولُهُ؟)) قَالَتْ: قُلْتُ: ظَنَنْتُ أَنَّكَ أَتَيْتَ بَعْضَ نِسَائِكَ، فَقَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَنْزِلُ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَيَغْفِرُ لِأَكْثَرَ مِنْ عَدَدِ شَعْرِ غَنَمِ كَلْبٍ۔)) (مسند احمد: ٢٦٥٤٦)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے ایک دن رسول اللہ ﷺ کو گھر میں موجود نہ پایا، میں آپ کی تلاش میں نکلی تو آپ بقیع میں تھے آپ نے اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھایا ہوا تھا، آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''کیا تو اس بات سے ڈر گئی کہ اللہ اور اس کا رسول تم پر زیادتی کرے گا؟'' کہتی ہیں، میں نے کہا: میں سمجھی تھی کہ آپ اپنی کسی دوسری بیوی کے ہاں چلے گئے ہوں گے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ شعبان کی نصف رات کو پہلے آسمان پر تشریف لاتا ہے اور بنو کلب کی بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ انسانوں کی مغفرت فرماتا ہے۔''

(١٢٧٦٣) تخريج: حديث صحيح بشواهده (انظر: ٦٦٤٢)

(١٢٧٦٤) تخريج: اسناده ضعيف لضعف حجاج بن ارطاة، ولانقطاعه، يحيى بن ابى كثير لم يسمع من عروة، والحجاج بن ارطاة لم يسمع من يحيى بن ابى كثير، اخرجه الترمذى: ٧٣٩، وابن ماجه: ١٣٨٩ (انظر: ٢٦٠١٨)

فَصْلٌ فِيْ فَضْلِ يَوْمِ عَرَفَةَ
فصل: یوم عرفہ کی فضیلت

(١٢٧٦٥)۔ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: كَانَ فُلَانٌ رَدِيفَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ عَرَفَةَ، قَالَ: فَجَعَلَ الْفَتٰى يُلَاحِظُ النِّسَاءَ وَيَنْظُرُ إِلَيْهِنَّ، قَالَ: وَجَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَصْرِفُ وَجْهَهُ بِيَدِهِ مِنْ خَلْفِهِ مِرَارًا، قَالَ: وَجَعَلَ الْفَتٰى يُلَاحِظُ إِلَيْهِنَّ، قَالَ: فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((ابْنَ أَخِي! إِنَّ هٰذَا يَوْمٌ مَنْ مَلَكَ فِيهِ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ وَلِسَانَهُ غُفِرَ لَهُ۔)) (مسند احمد: ٣٠٤١)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: عرفہ کے دن فلاں آدمی، رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سواری پر سوار تھا، وہ آدمی عورتوں کی طرف غور سے دیکھنے لگا اور اللہ کے رسول ﷺ اپنے پیچھے سے اپنے ہاتھ کے ساتھ اس کے چہرے کو دوسری طرف پھیرتے تھے، لیکن وہ آدمی عورتوں کی طرف برابر دیکھتا رہا، تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''بھتیجے! آج کے دن جو آدمی اپنے کانوں، آنکھوں اور زبان کو کنٹرول میں رکھ لے گا، اسکی مغفرت کر دی جائے گی۔''

فوائد:...... رسول اللہ ﷺ نے عرفہ کے دن یعنی نو ذوالحجہ کو صبح کی نماز منیٰ میں ادا کی، اس کے بعد آپ عرفہ کو تشریف لے گئے اور وہاں جا کر وادیٔ نمرہ میں ٹھہرے، یہی وہ جگہ ہے جہاں عرفہ میں آ کر امام ٹھہرتے ہیں، جب ظہر کا وقت ہوا تو آپ ﷺ دوپہر کے وقت آئے اور ظہر اور عصر کی نمازیں جمع کر کے ادا کیں، اس کے بعد لوگوں کو خطبہ دیا، بعد ازاں آپ ﷺ نے عرفہ میں وقوف کی جگہ پر وقوف کیا۔

عرفہ کے دن کی فضیلت ثابت ہے، جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَا مِنْ يَوْمٍ أَكْثَرَ مِنْ أَنْ يُعْتِقَ اللّٰهُ فِيهِ عَبْدًا مِنَ النَّارِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ، وَإِنَّهُ لَيَدْنُو ثُمَّ يُبَاهِي بِهِمُ الْمَلَائِكَةَ فَيَقُولُ: مَا أَرَادَ هٰؤُلَاءِ۔)) ......''عرفہ کے دن کی بہ نسبت کوئی ایسا دن نہیں ہے، جس میں اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ لوگوں کو آگ سے آزاد کرتا ہو، وہ قریب ہوتا ہے اور پھر فرشتوں کے سامنے فخر کرتے ہوئے کہتا ہے: یہ لوگ کیا چاہتے ہیں۔'' (صحیح مسلم)

خَاتِمَةٌ فِيْ فَضَائِلِ الشَّجَرِ وَغَرْسِهِ خُصُوْصًا النَّخِيْلَ
خاتمہ: درختوں اور شجر کاری خصوصاً کھجور کی فضیلت

(١٢٧٦٦)۔ وَعَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: صَحِبْتُ

مجاہد سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے مدینہ منورہ تک

(١٢٧٦٥) تخريج: اسناده ضعيف، سُكين بن عبد العزيز مختلف فيه، وابوه عبد العزيز بن قيس العبدى مجهول، اخرجه الطيالسى: ٢٧٣٤، وابويعلى: ٢٤٤١، وابن خزيمة: ٢٨٣٤ (انظر: ٣٠٤١)

(١٢٧٦٦) تخريج: أخرجه البخارى: ٧٢، ومسلم: ٢٨١١ (انظر: ٤٥٩٩)

ابْنَ عُمَرَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ ، فَلَمْ أَسْمَعْهُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَّا حَدِيثًا ، كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَأُتِيَ بِجُمَّارَةٍ فَقَالَ: ((إِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةً مَثَلُهَا كَمَثَلِ الرَّجُلِ الْمُسْلِمِ۔)) فَأَرَدْتُ أَنْ أَقُولَ: هِيَ النَّخْلَةُ ، فَنَظَرْتُ فَإِذَا أَنَا أَصْغَرُ الْقَوْمِ فَسَكَتُّ ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((هِيَ النَّخْلَةُ۔)) (مسند احمد: ٤٥٩٩)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر کیا، دورانِ سفر میں نے ان سے صرف ایک حدیث سنی، انھوں نے کہا: ہم نبی کریم ﷺ کے پاس موجود تھے کہ کھجور کے درخت کا گودا پیش کیا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''درختوں میں سے ایک درخت کی مثال مسلمان جیسی ہے۔'' میں نے کہنا چاہا کہ اس درخت سے مراد کھجور کا درخت ہے، مگر میں نے دیکھا کہ میں حاضرین مجلس میں سب سے کم سن ہوں، اس لیے میں خاموش رہا، بعد میں رسول اللہ ﷺ نے خود ہی فرما دیا کہ ''یہ کھجور کا درخت ہے۔''

(١٢٧٦٧)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنِّي لَأَعْرِفُ شَجَرَةً بَرَكَتُهَا كَالرَّجُلِ الْمُسْلِمِ النَّخْلَةُ۔)) (مسند احمد: ٥٠٠٠)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں ایک ایسا درخت جانتا ہوں کہ جس کی برکت مسلمان کی طرح ہے اور وہ کھجور کا درخت ہے۔''

(١٢٧٦٨)۔ (وَعَنْهُ أَيْضًا) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ مَثَلَ الْمُؤْمِنِ مَثَلُ شَجَرَةٍ لَا يَسْقُطُ وَرَقُهَا فَمَا هِيَ؟)) قَالَ: فَقَالُوْا وَقَالُوْا فَلَمْ يُصِيبُوْا ، وَأَرَدْتُ أَنْ أَقُولَ: هِيَ النَّخْلَةُ فَاسْتَحْيَيْتُ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((هِيَ النَّخْلَةُ۔)) (مسند احمد: ٤٨٥٩)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن کی مثال ایک ایسے درخت جیسی ہے، جس کے پتے نہیں جھڑتے، وہ کون سا درخت ہوسکتا ہے؟'' سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: لوگوں نے مختلف درختوں کے نام لیے، مگر وہ صحیح جواب نہ بتلا سکے، میں نے ارادہ کیا کہ کہہ دوں یہ کھجور کا درخت ہے، مگر میں جھجک گیا، بالآخر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''وہ کھجور کا درخت ہے۔''

(١٢٧٦٩)۔ (وَعَنْهُ أَيْضًا) قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَثَلُ الْمُؤْمِنِ مَثَلُ شَجَرَةٍ لَا تَطْرَحُ وَرَقَهَا۔)) قَالَ: فَوَقَعَ النَّاسُ فِي شَجَرِ الْبَدْوِ ، وَوَقَعَ فِي قَلْبِي

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے اس طرح بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن کی مثال ایک ایسے درخت کی مانند ہے، جس کے پتے جھڑتے نہیں ہیں۔'' لوگ جنگل کے مختلف درختوں کے بارے میں قیاس آرائیاں کرنے لگے،

(١٢٧٦٧) تخريج: اخرجه بنحوه البخاري: ٥٤٤٤ (انظر: ٥٠٠٠)

(١٢٧٦٨) تخريج: اخرجه البخاري: ٦١٢٢ (انظر: ٤٨٥٩)

(١٢٧٦٩) تخريج: اخرجه البخاري: ٦، ٦٢، ١٣١، ومسلم: ٢٨١١ (انظر: ٦٠٥٢)

أَنَّهَا النَّخْلَةُ فَاسْتَحْيَيْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((هِيَ النَّخْلَةُ۔)) قَالَ: فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعُمَرَ، فَقَالَ: يَا بُنَيَّ! مَا مَنَعَكَ أَنْ تَتَكَلَّمَ، فَوَاللّٰهِ! لَأَنْ تَكُونَ قُلْتَ ذٰلِكَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَكُونَ لِي كَذَا وَكَذَا۔ (مسند احمد: ٦٠٥٢)

میرے دل میں خیال آیا کہ یہ کھجور کا درخت ہے، مگر کم سن ہونے کی وجہ سے بولنے میں جھجکتا رہا، آخر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کھجور کا درخت ہے۔'' ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے اس بات کا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا تو انہوں نے کہا: بیٹے! تمہیں بات کرنے سے کون سی بات مانع رہی؟ اللہ کی قسم! اگر تم یہ بات وہاں کہہ دیتے تو یہ آج میرے لیے ہر چیز سے زیادہ محبوب ہوتی۔

فوائد:...... کھجور کے درخت کا پھل، عمر کے جس مرحلے میں ہو، مفید ہے، اس کی گٹھلی میں کئی امراض کا علاج پایا جاتا ہے اور اس کے پتوں سے ٹوکریاں، چٹائیاں، مصلے اور چارپائی بننے والے دھاگے تیار کئے جاتے ہیں۔ اسی طرح مومن بھی اپنا مقام سمجھے اور کسی کو تکلیف نہ پہنچائے، بلکہ وہ ہر مسلمان کے لئے مفید ثابت ہو۔

امام مبارکپوری رحمہ اللہ نے کہا: سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِنَّ مِنَ الشَّجَرِ لَمَا بَرَكَتُهُ كَبَرَكَةِ الْمُسْلِمِ.)) (بخاری: ٥٤٤٤) یعنی: ''ایک درخت ایسا ہے کہ اس کی برکت، مسلمان کی برکت کی طرح ہے۔'' آپ کی مراد کھجور کا درخت تھا۔

کھجور کے تمام اجزاء مبارک ہیں اور ہر وقت ان برکات کا حصول ممکن ہے، جونہی کھجور کا دانہ وجود پکڑتا ہے، اس وقت سے لے کر خشک ہونے تک اس کی مختلف انواع کھائی جاتی ہے، پھر اس کی گٹھلی جانوروں کے چارہ میں استعمال کی جاتی ہے اور پتوں سے رسیاں وغیرہ بنائی جاتی ہیں۔ اسی طرح مومن کی برکتیں ہر قسم کے حالات میں عام ہونی چاہئیں، اس کا وجود ایسا ہو کہ وہ خود بھی اور دوسرے لوگ بھی اس کے وجود سے اس کی زندگی میں اور اس کی موت کے بعد مستفید ہوسکیں۔ (تحفة الاحوذی: ۴/ ۳۹)

فَصْلٌ فِي فَضْلِ التَّمْرِ وَالْعَجْوَةِ
فصل: کھجور اور عجوہ کی فضیلت

(١٢٧٧٠)۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَا عَائِشَةُ! بَيْتٌ لَيْسَ فِيهِ تَمْرٌ جِيَاعٌ أَهْلُهُ۔)) قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: كَانَ سُفْيَانُ حَدَّثَنَاهُ عَنْهُ۔ (مسند احمد: ٢٥٩٧٢)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ! جس گھر میں کھجوریں نہ ہوں، اس گھر والے لوگ بھوکے ہیں۔''

(١٢٧٧٠) تخريج: اخرجه مسلم: ٢٠٤٦ (انظر: ٢٥٤٥٨)

(۱۲۷۷۱)۔ (وَمِنْ طَرِيْقٍ آخَرَ) عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((بَيْتٌ لَيْسَ فِيْهِ تَمْرٌ كَأَنْ لَيْسَ فِيْهِ طَعَامٌ۔)) (مسند احمد: ۲۵۲٤۷)

(دوسری سند) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس گھر میں کھجوریں نہ ہوں، وہاں گویا کھانا ہی نہیں۔''

فوائد:...... ہمارے ہاں اس حدیث کے مطابق گندم یا چاول کی مثال دی جا سکتی ہے، کیونکہ عرب جس طرح کھجور کو بطورِ غذا استعمال کرتے تھے، اس طرح ہم گندم یا چاول کو استعمال کرتے ہیں، یعنی ہمارے ہاں جس گھر میں گندم یا چاول موجود ہوں تو اس گھر والوں کا گزارہ ہو سکے گا، لیکن اگر یہ چیزیں بھی نہ ہوں تو وہ بیچارے کیا کریں گے، جیسا کہ بعض غریب لوگوں کا حال ہے۔

حدیث کا مفہوم اگر عام سمجھا جائے تو مطلب یہ ہے جس آدمی یا گھر والوں کی غذا میں کھجور شامل نہ ہو وہ غذائی کمی کا شکار رہیں گے۔ کھجور کے کثیر الفوائد ہونے پر اگر نظر ہو تو نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان بخوبی سمجھ میں آنے والا ہے۔ (عبداللہ رفیق)

(۱۲۷۷۲)۔ وَعَنْ رَافِعِ بْنِ عَمْرٍو الْمُزَنِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَأَنَا وَصِيفٌ يَقُوْلُ: ((اَلْعَجْوَةُ وَالشَّجَرَةُ مِنَ الْجَنَّةِ۔)) (مسند احمد: ۱۵۵۹۳)

سیدنا رافع بن عمرو مزنی بیان کرتے ہیں کہ میں بلوغت کے قریب تھا اور میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا: ''عجوہ اور کھجور کا درخت جنت میں سے ہیں۔''

فوائد:...... عجوہ کھجور کی خاصیات کے بارے میں مختلف تحقیقات پیش کی جا رہی ہیں، اس سے سب سے زیادہ فائدہ اس کو ہو گا جو آپ ﷺ کی اس حدیث پر یقین رکھ کر کھائے گا۔ عام طور پر کھجور میں پروٹین، چکنائی، نشاستہ، کیلوریز، سوڈیم، منگنیشیم، آئرن، فاسفورس، سلفر اور کلورین پایا جاتا ہے۔ یہ سستی ٹانک ہے، عجوہ کھجور نہار منہ زہروں کا تریاق ہے، قولنج کو فائدہ دیتی ہے، گردے اور رحم کے دردوں میں مفید ہے، روزانہ سات عجوہ کھجوریں کھانا کوڑھ سے شفا کا سبب بنتا ہے، دل کے دورے میں سات عجوہ کھجوریں گٹھلیوں سمیت کوٹ کر کھانی چاہئیں۔ یہ جسم کے ہر حصے کے لیے یکساں مفید ہے، اس کی سکنجبین اور اس کے ساتھ بادام اور خشخاص کھانا بہت فائدہ دیتا ہے۔ زخموں کو مندمل کرتی ہے، اسہال دور کرتی ہے، یرقان کے لیے اکسیر ہے، پتہ اور جگر کے فعل کو درست کرتی ہے، اس سے پیٹ کے کیڑے ختم ہو جاتے ہیں، کھجور کے ساتھ انار کا پانی معدہ کی سوزش اور اسہال میں مفید ہے۔ علاوہ ازیں یہ کئی فوائد اور خاصیات پر مشتمل ہے۔

کئی احادیث میں عجوہ کھجور کے فوائد بیان کیے گئے ہیں۔

(۱۲۷۷۱) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

(۱۲۷۷۲) تخریج: اسنادہ قوی (انظر: ۱۵۵۰۸)

(۱۲۷۷۳)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ بِهِمْ وَهُمْ يَجْتَنُونَ أَرَاكًا، فَأَعْطَاهُ رَجُلٌ جَنَى أَرَاكٍ، فَقَالَ: ((لَوْ كُنْتُ مُتَوَضِّئًا أَكَلْتُهُ۔)) (مسند احمد: ۱۵۲۱۴)

سیدنا جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ لوگ پیلو کا پھل چن رہے تھے، رسول اللہ ﷺ کا وہاں سے گزر ہوا تو ایک آدمی نے چنے ہوئے پیلو آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں باوضو ہوتا تو کھالیتا۔''

(۱۲۷۷٤)۔ عَنْ أَبِي أَسِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((كُلُوا الزَّيْتَ وَادَّهِنُوا بِهِ فَإِنَّهُ مِنْ شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ۔)) (مسند احمد: ۱٦۱۵۱)

سیدنا ابو اسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم زیتون کھاؤ اور جسم پر بھی لگایا کرو، بے شک یہ ایک بابرکت شجر کا ہے۔''

فوائد:...... زیتون کے تیل کی فضیلت میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد کافی ہے: ﴿يُوقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ زَيْتُونَةٍ لَا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ﴾ (سورۂ نور: ۳۵) ......''(وہ چراغ) ایک بابرکت درخت زیتون کے تیل سے جلایا جاتا ہو جو درخت نہ مشرقی ہے نہ مغربی، خود وہ تیل قریب ہے کہ آپ ہی روشنی دینے لگے اگرچہ اسے آگ نہ بھی چھوئے۔''

روغن زیتون کے کئی فوائد ہیں، علامہ ابن قیم نے (زاد المعاد) میں ان فوائد کا تذکرہ کیا ہے۔

فَرْعٌ فِيمَا جَاءَ فِي تَلْقِيحِ النَّخْلِ
نر کھجور کا بور مادہ کھجور پر ڈالنے کا بیان

(۱۲۷۷۵)۔ عَنْ سِمَاكٍ، أَنَّهُ سَمِعَ مُوسَى بْنَ طَلْحَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: مَرَرْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَخْلِ الْمَدِينَةِ، فَرَأَى أَقْوَامًا فِي رُءُ وسِ النَّخْلِ يُلَقِّحُونَ النَّخْلَ، فَقَالَ: ((مَا يَصْنَعُ هٰؤُلَاءِ؟)) قَالَ: يَأْخُذُونَ مِنَ الذَّكَرِ فَيَحُطُّونَ فِي الْأُنْثٰى يُلَقِّحُونَ بِهِ، فَقَالَ: ((مَا أَظُنُّ ذٰلِكَ يُغْنِي شَيْئًا۔)) فَبَلَغَهُمْ

سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ مدینہ منورہ کے ایک نخلستان سے گزرا، آپ ﷺ نے دیکھا کہ لوگ ایک کھجور کا بور دوسری کھجور پر ڈال رہے ہیں، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ ''یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟'' طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ نر کھجور کا بور مادہ کھجور پر ڈال کر اس کی افزائش کر رہے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرا خیال ہے کہ اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا ہوگا۔'' جب آپ ﷺ کی یہ بات ان لوگوں تک پہنچی تو انہوں نے اس عمل کو چھوڑ دیا اور

(۱۲۷۷۳) تخريج: اسناده ضعيف لسوء حفظ عبد الله بن لهيعة، ولجهالة مولى جابر (انظر: ۱۵۱٤۷)
(۱۲۷۷٤) تخريج: صحيح، قاله الالباني، اخرجه الترمذي: ۱۸۵۲ (انظر: ۱٦۰۵۵)
(۱۲۷۷۵) تخريج: اخرجه مسلم: ۲۳٦۱ (انظر: ۱۳۹۹)

فَتَرَكُوْهُ وَنَزَلُوْا عَنْهَا، فَلَمْ تَحْمِلْ تِلْكَ السَّنَةَ شَيْئًا، فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((إِنَّمَا هُوَ ظَنٌّ ظَنَنْتُهُ إِنْ كَانَ يُغْنِي شَيْئًا فَاصْنَعُوْا، فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ، وَالظَّنُّ يُخْطِيءُ وَيُصِيبُ، وَلٰكِنْ مَا قُلْتُ لَكُمْ: قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فَلَنْ أَكْذِبَ عَلَى اللّٰهِ۔)) (مسند احمد: ۱۳۹۹)

وہ درختوں سے نیچے اتر آئے، اس سال کھجور کے درخت ثمر آور نہ ہوئے، جب اس کی اطلاع نبی کریم ﷺ کو ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تو میرا محض اپنا خیال تھا، اگر اس عمل سے تمہیں فائدہ ہوتا ہے، تو یہ کام کر لیا کرو، میں تو تم جیسا ہی انسان ہوں اور خیال غلط بھی ہوسکتا ہے اور درست بھی، البتہ میں تم سے جو بات اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیان کروں تو اس میں اللہ پر جھوٹ ہرگز نہ باندھوں گا۔''

فوائد:...... یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ دینی امور اور شرعی معاملات میں نبی کریم ﷺ کے اقوال و افعال حجت ہوتے ہیں۔

فَصْلٌ فِيْ فَضْلِ غَرْسِ الشَّجَرِ وَغَيْرِهِ
فصل: شجر کاری وغیرہ کی فضیلت

(۱۲۷۷۷)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنْ قَامَتِ السَّاعَةُ وَبِيَدِ أَحَدِكُمْ فَسِيلَةٌ، فَإِنِ اسْتَطَاعَ أَنْ لَا يَقُومَ حَتّٰى يَغْرِسَهَا فَلْيَفْعَلْ۔)) (مسند احمد: ۱۳۰۱۱)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر قیامت قائم ہو جائے اور تم میں سے کسی ایک کے ہاتھ میں کھجور کا چھوٹا پودا ہو، اگر وہ کھڑا ہونے سے پہلے اسے لگا سکتا ہو تو وہ ضرور ایسا کرے۔''

(۱۲۷۷۸)۔ (وَعَنْهُ أَيْضًا) أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ نَخْلًا لِأُمِّ مُبَشِّرٍ امْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ: ((مَنْ غَرَسَ هٰذَا الْغَرْسَ مُسْلِمٌ أَمْ كَافِرٌ؟)) قَالُوْا: مُسْلِمٌ، قَالَ: ((لَا يَغْرُسُ مُسْلِمٌ غَرْسًا فَيَأْكُلُ مِنْهُ إِنْسَانٌ أَوْ دَابَّةٌ أَوْ طَائِرٌ إِلَّا كَانَ لَهُ صَدَقَةً۔)) (مسند احمد: ۱۳۰۳۰)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک انصاری خاتون سیدہ ام مبشر رضی اللہ عنہا کے نخلستان میں تشریف لے گئے تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''یہ کھجوریں کس نے لگائی ہیں، مسلمان نے یا کافر نے؟'' لوگوں نے بتلایا کہ ایک مسلمان نے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی مسلمان کوئی چیز کاشت کرے اور اس میں سے کوئی انسان، جانور یا پرندہ کچھ کھائے تو وہ اس کاشت کرنے والے کے حق میں صدقہ کی مانند ہوتا ہے یعنی اسے اس کا ثواب ملتا ہے۔''

فوائد:...... امام البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ان احادیثِ کریمہ میں سرمایہ کاری کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے،

(۱۲۷۷۷) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم، اخرجہ الطیالسی: ۲۰۶۸، والبزار: ۱۲۵۱ (انظر: ۱۲۹۸۱)

(۱۲۷۷۸) تخریج: اخرجہ البخاری تعلیقا: ۲۳۲۰، ومسلم: ۱۵۵۳ (انظر: ۱۲۹۹۹)

بالخصوص پہلی حدیث میں، کہ اگر زندگی کے آخری لمحے میں کوئی پودا لگانے کا موقع مل جائے تو محروم نہیں رہنا چاہیے، تا کہ پچھلے لوگ اس سے استفادہ کرتے رہیں اور جب تک اس پودے کے اثرات باقی رہیں، اسے اجر ملتا رہے۔

امام بخاری نے الادب المفرد میں اس حدیث پر یہ باب قائم کیا ہے: [بَابُ اِصْطِنَاعِ الْمَالِ] پھر انھوں نے لقیط کا یہ قول نقل کیا ہے کہ: ہمارے ہاں جب کوئی گھوڑی بچہ جنم دیتی تو اس کا مالک اس کو ذبح کر دیتا اور کہتا: میں نے کوئی زندہ رہنا ہے کہ اس پر سوار ہوں گا؟ اتنے میں ہمیں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا خط موصول ہوا، اس میں لکھا تھا: اللہ تعالیٰ نے تم کو جو رزق دیا ہے، اس کی اصلاح کرو، کیونکہ لمبی زندگی گزارنی ہے۔

سیدنا عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے داؤد بن ابو داود انصاری سے کہا: جب تجھے دجّال کے ظاہر ہونے کی خبر ملے اور تو وادی میں پودے لگا رہا ہو تو ان کی اصلاح کرنے میں جلدی مت کرنا، کیونکہ دجال کے بعد بھی لوگوں نے زندہ رہنا ہے۔

حافظ ابن حجر نے داؤد بن ابو داؤد کو ''مقبول'' کہا ہے۔

ابن جریر نے عمارہ بن خزیمہ بن ثابت سے روایت کیا، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو اپنے باپ سے کہتے ہوئے سنا: تم اپنی زمین میں پودے کیوں نہیں لگاتے؟ میرے باپ نے کہا: میں بوڑھا آدمی ہوں، کل مر جاؤں گا۔ سیدنا عمر نے کہا: میں تجھے سختی کے ساتھ پودے وغیرہ لگانے کا حکم دیتا ہوں۔ پھر میں نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ میرے باپ کے ساتھ پودے لگا رہے تھے۔

یہی وجہ ہے کہ بعض صحابہ نے زمین کی اصلاح کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ کا مزدور کہا۔ امام بخاری نے (الأدب المفرد: ۴۴۸) میں نافع بن عاصم سے بیان کیا کہ سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے ''وہط'' سے نکلنے والے اپنے ایک بھتیجے سے کہا: کیا تیرے مزدور کام کرتے ہیں؟ اس نے کہا: پتہ نہیں۔ انھوں نے کہا: اگر تو ثقیف قبیلے کا ہوتا تو اپنے مزدوروں کے ساتھ کام کرتا، پھر وہ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور کہا: جو آدمی اپنے مزدوروں کے ساتھ مل کر اپنے گھر یا مال میں کام کرتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کا عامل اور مزدور قرار پاتا ہے۔

طائف کے علاقے میں ''وَجّ'' مقام سے تین میلوں کے فاصلے پر ایک باغ کا نام ''وَهْـط'' تھا، جو سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی طرف سے ان کی اولاد میں بطورِ وراثت منتقل ہوا تھا۔

ابن عساکر نے اپنی تاریخ (۱۳/۲۶۴/۲) میں عمرو بن دینار سے روایت کی ہے کہ سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اپنے باغ ''وهـط'' میں داخل ہوئے، جو طائف میں واقع تھا، اس میں دس لاکھ لکڑیاں پڑی تھیں، جو انھوں نے دس لاکھ درہموں کے عوض خریدی تھیں، ان کے ذریعے وہ انگوروں کی بیلوں کو کھڑا کرتے تھے۔

امام بخاری نے اس باب کی پہلی دو احادیث پر یہ باب قائم کیا ہے: [بَابُ فَضْلِ الزَّرْعِ اِذَا اُكِلَ مِنْهُ] (اس کھیتی کی فضیلت، جس سے کھایا جائے)

ابن منیر نے کہا: امام بخاری نے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ کھیتی لگانا مباح ہے۔ اس سے نہی والی احادیث کو ان صورتوں پر محمول کیا جائے گا، جن میں پڑنے کی وجہ سے لوگ جہاد جیسے شرعی مقاصد سے غافل ہو جاتے ہیں۔ (صحیحہ: ۹)